عطائین

اردو شرح

تفسیر جلالین

1

جلدِ اوّل

تشرف بخدمتہ

حضرت علامہ مفتی محمد امتیاز قادری

ناشر

ادارہ فیضانِ رضا (رجسٹرڈ)

۲۳۲/بی، گلشن اقبال بلاک ۶ کراچی۔

عطائین

اردو شرح

تفسیر جلالین

جلد اول

تشرف بخدمتہ

حضرت علامہ مفتی محمد امتیاز قادری

ناشر

ادارہ فیضان رضا (رجسٹرڈ)

۲۳۲/بی گلشن اقبال بلاک ۶ کراچی۔

نامِ کتاب : عطائین جلد ۱

مرتب : مفتی محمد امتیاز قادری

طبع ثانی : ۱۷ جنوری ۲۰۱۵ء بمطابق ۱۰ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ

کمپوزنگ : مولانا بشارت علی

تعداد : ۱۱۰۰

باہتمام : ادارہ فیضان رضا (رجسٹرڈ) ۲۳۲/بی گلشن اقبال

بلاک ۶ کراچی۔ ۰۳۲۱_۲۲۲۱۰۵۱

درج ذیل مقامات سے حاصل کیجئے

﴿کراچی﴾:

(۱) مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، (۲) مکتبہ برکات مدینہ، بہار شریعت مسجد ۰۳۲۱_۳۵۳۱۹۲۲، (۳) فیضان مدینہ باب المدینہ۔

(۴) جیلانی پبلی کیشنز اردو بازار۔

﴿لاہور﴾:

(۱) نعیمی کتاب گھر اردو بازار لاہور ۷۲۲۸۹۲۷_۴۲_۹۲ (۲) مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ (۳) کرمانوالہ بک شاپ دربار مارکیٹ (۴) مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ (۵) مکتبہ اعلیٰ حضرت نزد دربار مارکیٹ (۶) نظامیہ کتاب گھر اردو بازار (۷) مکتبہ اسلامیہ اردو بازار ۰۳۲۱_۸۶۶۱۷۶۳ (۸) پروگریسو بکس اردو بازار۔ (۹) سیالوی پبلشر اردو بازار لاہور، موبائل: ۰۳۳۳_۴۳۱۱۵۳۶

﴿راولپنڈی﴾:

(۱) احمد بک شاپ (۲) اسلامک بک شاپ (۳) مکتبہ قادریہ عطاریہ۔

﴿فیصل آباد﴾:

(۱) مکتبہ اہل سنت، فیضان مدینہ چوک، سوساں روڈ مدینہ ٹاؤن ۰۳۲۱_۶۶۱۳۷۲۹ (۲) مکتبہ اسلامیہ۔

﴿ملتان﴾:

(۱) مکتبہ فیضان سنت، بیپلز مسجد اندرون بوہر گیٹ۔ (۲) مکتبہ کریمیہ، (۳) ادارہ ضیاء السنہ، (۴) مکتبہ عاشق مشتاق۔

﴿حیدر آباد﴾:

(۱) مکتبہ تخی سلطان۔

الاہداء

میرے تو سب کچھ آپ ہی ہیں اے رحمت عالم
میں جی رہا ہوں زمانے میں آپ ہی کے لئے

ساری تعریفیں اس خالق کائنات ﷻ کے لئے جس نے اس عالم رنگ و بو کو طرح طرح سے مزین کیا اور کروڑہا کروڑ درود ہوں اس رحمت والے آقا ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر جو ہم بے کسوں، غم کے ماروں، دکھ یاروں کا واحد سہارا ہیں۔ اللہ ﷻ کی دی ہوئی توفیق اور فخر کائنات، شاہ موجودات ﷺ کی نظر کرم کا صدقہ ہے کہ **ادارہ فیضان رضا** نے اس خدمت کو سرانجام دیا۔ ہم اللہ رب العزت ﷻ کی بارگاہ بے کس پناہ میں دعا گو ہیں کہ اللہ ﷻ اس خدمت کو اپنی مقدس بارگاہ میں قبول فرما کر اس پر اجر عظیم سے مالا مال فرمائے۔ ہم اس پر مرتب ہونے والے اجر و ثواب کو مکی مدنی آقا ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے وسیلے سے تمام انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین، جمیع بزرگان دین، تمام سلاسل کے صوفیاء و اولیاء، بالخصوص شہنشاہ بغداد سیدنا **حضور غوث پاک** قدس سرہ العزیز کی بارگاہ مقدسہ، **اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی** علیہ الرحمۃ، اور دور حاضر کے عظیم دینی رہنما، شیخ طریقت امیر اہلسنت **مولانا محمد الیاس قادری** صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور ان تمام مومنین و مومنات جو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک اور تا قیام قیامت تک پیدا ہونگے سب کو اس اجر و ثواب سے مالا مال کردے، بالخصوص اس ادارے سے وابستہ جملہ احباب جو اس خدمت کو قارئین تک پہنچانے میں ادارے کے معاون و مددگار بنے، اللہ ﷻ سب کے نامۂ اعمال میں ہدیۂ ثواب پہنچائے، اور مزید اخلاص کی دولت سے مالا مال کرے اور قابل صلاحیت افرادی قوت سے ادارے کو مالا مال فرمائے۔ اللہ ﷻ اہلسنت کی تمام چھوٹی بڑی دینی درسگاہوں اور اداروں کی حفاظت فرمائے۔

ادارہ فیضان رضا
ایڈریس: ۲۳۲/بی، گلشن اقبال بلاک ۶، کراچی

توجہ کیجئے!

رضائے الٰہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے، دین کی سربلندی اور علمائے اہل حق تک قیمتی مواد در باب **عطائین اردو شرح تفسیر جلالین جلد ۱** کو پہنچانے کے لیے نہایت توجہ کے ساتھ شرح لکھنے کا اہتمام کیا ہے۔ اللہ ﷻ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور قارئین کے لیے نفع بخش بنائے۔ ہماری تمام تر کوششوں کے باوجود ہمیں دعوی کمال نہیں، لہٰذا جو خوبی نظر آئے وہ ہمارے بزرگوں کا فیضان سمجھ کر قبول فرمائیں اور اس میں جو خامی ہو وہاں ہماری غیر ارادی کوتاہی کو دخل ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ اہل علم اسے پڑھ کر تحریری طور پر اپنی رائے ضرور دیں اور اس شرح میں موجود کسی کمی، کوتاہی یا اضافہ کی جانب توجہ دلانا چاہیں تو ہمارے درج پتہ پر بذریعہ خط روانہ فرمادیں تاکہ ہم اپنی اصلاح کرنے میں کامیاب ہوں اور اس نشاندہی پر آپ کے لیے دعائے خیر کریں۔ رب کریم سب کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔

پتہ: ادارہ فیضان رضا، ۲۳۲/بی، گلشن اقبال بلاک ۶، کراچی۔

پہلے اسے پڑھیں

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

علامہ علاؤالدین حصکفی لکھتے ہیں:

فان النسیان من خصائص الانسانیۃ، والخطاء والزلل من شعائر الآدمیۃ واستغفر اللہ مستعیذا بہ یعنی بھول جانا انسان کے خصائص میں سے ہے اور خطا کرنا اور لغزش کھانا آدمی کی علامات ہیں اور اللہ ہی کی ذات سے استغفار طلب کی جاتی ہے۔

مزید آگے فرمایا: ویابی اللہ العصمۃ لکتاب غیر کتابہ اللہ سوائے قرآن مجید کے ہر کتاب کی عصمت کا انکار فرماتا ہے۔

علامہ شامی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

اللہ نے اپنی کتاب قرآن مجید کے سوا کسی اور کتاب کے لئے عصمت کو مقرر نہیں کیا یا کسی اور کتاب کی عصمت پر راضی نہیں ہے، یہ صرف اسی کتاب کی شان ہے جس کے حق میں فرماتا ہے: ﴿لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ (حم سجدۃ:٤٢)﴾۔ پس قرآن مجید کے سوا دوسری کتابوں میں لغزشیں اور خطائیں واقع ہوتی ہیں، کیونکہ وہ انسان کی تصنیفات ہیں اور لغزش وخطا کرنا انسان کی سرشت میں داخل ہے۔ علامہ عبدالعزیز بخاری نے اصول بزدوی کی شرح میں لکھا ہے کہ: ''البویطی'' نے امام شافعی سے روایت کی ہے کہ امام شافعی کہتے ہیں: میں نے یہ کتاب صحف وصواب کو چھوڑ کر نہیں لکھی تاہم اس میں کتاب اللہ اور سنت رسول سے ہٹ کر کوئی بات ضرور ہوگی، اللہ نے فرمایا: ﴿ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا (النساء:٨٢)﴾۔ لہٰذا تمہیں اس کتاب میں جو بات کتاب اللہ اور سنت رسول کے خلاف ملے اُسے چھوڑ دو کیونکہ میں کتاب اللہ اور سنت رسول کی طرف رجوع کرنے والا ہوں، مزنی کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی کی کتاب: ''الرسالۃ'' اُن کے سامنے اسّی مرتبہ پڑھی لیکن ہر بار امام شافعی کسی نہ کسی خطا کی جانب مطلع ہوئے، بالآخر امام شافعی نے فرمایا: ''چھوڑ دو، اللہ نے انکار فرمایا ہے کہ اُس کی کتاب کے سوا اور کوئی کتاب صحیح ہو''۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، تقدیم المؤلف حول البسملۃ، ج١، ص٩٧ وغیرہ)

شیخ سلیمان الجمل لکھتے ہیں: جب امام جلال الدین محلی نے پندرہ پاروں کا کام مکمل کرلیا تو دعا فرمائی: ''فرحم اللہ امرا نظر بعین الانصاف الیہ: ووقف فیہ علی خطاء فاطلعنی علیہ یعنی اللہ اُس شخص پر رحم فرمائے جو اُسے بنظرِ انصاف دیکھے اور اس میں موجود خامی کی جانب میری توجہ دلائے''۔ حمدت اللہ ربی اذ ھدانی ...... لما ابدیت مع عجزی وضعفی

فمن لی بالخطا فارد عنہ ...... ومن لی بالقبول ولو بحرف

میں اپنے رب کی حمد کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے راہ دکھائی، میرے عجز وکمزوری کے باوجود جب میں نے اس تالیف کی ابتداء کی، تو کون ذمہ داری لے گا مجھ پر میری خطا ظاہر کرنے کی کہ میں اُس کو درست کروں اور کون ہے جو مجھے خوشخبری سنائے گا اس تالیف کے عنداللہ مقبول ہونے کی اگرچہ ایک ہی حرف ہو۔ (الجمل، تحت آیت الاسراء:١١١، ج٤، ص٣٨٠)

الحمد لله رب العالمين والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین اما بعد فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلماتِ تشکر

اللہ ﷻ کا بے حد و بیشمار احسان ہے کہ اس نے ادارہ فیضان رضا کے تحت اس عظیم خدمت کی توفیق عطا فرمائی اور وقتاً فوقتاً معاونین ملتے گئے اور کام کا آغاز ہو گیا۔ اسی مناسبت سے گزشتہ تین سالوں (۲۰۰۶ء سے) کام کا آغاز ہوا اور اب کاوش کو منظر عام پر لایا جارہا ہے۔ ہمارے زمانے میں جلالین کی اردو شروحات کو طالب علمی کے زمانے ہی سے دیکھ کر دل کڑھتا تھا کہ مرورِ زمانہ اور تسہیل پسندی کے اس دور میں جب کہ اردو شروحات کا سلسلہ چل پڑا ہے علماء وطلباء کی اس دینی ضرورت کو کس طرح پورا کیا جاسکتا ہے؟ مارکیٹ میں موجود جلالین کی تمام ہی اردو شروحات بنام کمالین، جمالین اور فلاحین میری نظر سے گزری ہیں۔ ان شروحات کا حال کیا ہے؟ اس کا جواب وہی لوگ دینگے جو ہماری کاوش "عطائین" کا مطالعہ کریں گے۔ جن جید علماء و مشائخ نے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی ان میں جناب شیخ الحدیث عبدالحلیم ہزاروی (مہتمم دارالعلوم غوثیہ)، محترم جناب مولانا آصف حسین انصاری (مدرس جامعہ انوار القرآن) کو میں کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ جن علماء نے میرا ساتھ دیا اور دین دوستی کا حق ادا کیا ان کے نام درج ذیل ہیں۔ ﴿۱﴾ مولانا محمد عمران عطاری (فاضل دارالعلوم نعیمیہ دستگیر بلاک ۱۵)۔ ﴿۲﴾ مولانا محمد ابرار اختر قادری (فاضل بھیرہ شریف، سرگودھا)۔ ﴿۳﴾ مولانا محمد نعیم عطاری (فاضل جامعۃ المدینہ، فیضان مدینہ)۔

اللہ ﷻ ان سب علماء کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے کہ جنہوں نے ادارے کا ساتھ دیا اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ مزید جو احباب کسی قسم کی مفید رائے سے نوازنا چاہیں یا کسی شرعی غلطی کی جانب نشاندہی کرنا چاہیں تو درج ذیل پتہ پر تحریری خط (مع مکمل نام و پتہ کے) روانہ کردیں۔

محمد امتیاز قادری عفی عنہ (منتظم ادارہ ھذا)
فاضل دارالعلوم نعیمیہ دستگیر بلاک ۱۵۔
۹ جولائی ۲۰۱۰ء، بمطابق ۲۶ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ

ادارہ فیضان رضا (رجسٹرڈ) ۲۳۲/ بی، گلشن اقبال بلاک ۶، کراچی

مقدمہ

الحمد للّٰہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین وازکی الصلوٰت واطیب التسلیمات واسنی التحیات علی حبیبہ المعظم ونبیہ المکرم سیّد ولد آدم مولانا محمد ﷺ المبعوث رحمۃ للعالمین قائد الغر المحجلین وعلی الہ الطیبین واصحابہ الطاہرین المکرمین اللھم ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین. امین بجاہ سید المرسلین الاولین والاخرین.

اللہ رب العالمین نے بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود اور کامیابی کیلئے حضرات انبیاء کرام کے سروں پر تاجِ نبوت سجا کر دنیا میں مبعوث فرمایا اور پھر ان ہی انبیاء کرام میں سے بعض کو مستقل کتاب، اور بعض کو صحائف، اور بعض کو اپنے سابقہ نبی کی شریعت کا پیرو بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا۔ سلسۂ نبوت سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع ہوا جنھیں ربِ کائنات خالقِ جن وانس نے اپنے دستِ بے مثل سے پیدا فرمایا چنانچہ اسکا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ ونفخت فیہ من روحی فقولہ سجدین (سورہ الحجر : ۲۹)﴾ تشریف آوری کے اعتبار سے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سلسلہ نبوت کی ابتداء فرمانے والے ہیں جبکہ آخری نبی فخرِ کائنات، شاہِ موجودات، سلطان دوجہاں، مکی مدنی مصطفی ﷺ ہیں۔

اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب لبیب طبیبوں کے طبیب ﷺ پر ایسی لاریب کتاب اتاری جو جمیع ما کان وما یکون کا بیان ہے چنانچہ قرآن مجید فرقان حمید وہ صحیفۂ حیات ہے جو انسان کو اپنے خالق و مالکِ حقیقی کا پتہ دیتی، اور مقام انسانیت سے آگاہ کرتی، معاملاتِ حیات کو سنوارنے اور سدھارنے کا ڈھنگ سکھاتی ہے، چاہے وہ دنیاوی معاملات ہوں یا اخروی، حالت امن میں عبادت و ریاضت کے معاملات ہوں یا حالت جنگ میں ادائے نماز کے احکام، معاشی، معاشرتی، اخلاقی، سماجی، سیاسی، تجارتی، الغرض زندگی کے ہر شعبہ میں قرآن مجید فرقان حمید ہمارے لئے ہادی ہے۔ یہ قرآن مجید فرقان حمید ہی کا اعجاز ہے کہ اس نے عرب کے بدوؤں کو جو برہنہ کعبہ معظمہ کا طواف کیا کرتے تھے تہذیب وتمدن سے ناآشناء لوگوں کو دنیا کا امام بنادیا، نسل انسانیت کی ایسی تربیت فرمائی کہ جسکی مثال کہیں نہیں ملتی۔ قرآن مجید کا ہر پہلو دلربا و دلکش ہے کہ پڑھنے والوں کو محو کردیتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب قرآن مجید کا نزول ہوا تو اس پیشوا کتاب نے زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے والوں اور سنجیدہ ذہین لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کرلیا اور اس میں قطعاً مبالغہ نہیں کہ قرآن مجید کے متعلق جتنا لکھا گیا ہے شاید ہی اتنا کسی اور کتاب کے بارے میں لکھا گیا ہو اور لکھنے والوں میں اپنے بھی تھے، پرائے بھی، محقق بھی تھے، متعصب بھی، ادیب بھی تھے، تو فلسفی بھی، عربی بھی تھے تو عجمی بھی، شمع علم کے پروانے بھی تھے تو میخانۂ عرفاں کے متوالے بھی، سب ہی نے اس خدمت میں حصہ لیا، ہر ایک نے اپنی بساط کے مطابق سعادت حاصل کی۔ الغرض اس بحرِ بے کنار میں جس نے جس قدر غوطہ زنی کی ہے اتنے ہی ہیرے، جواہرات اور موتیوں سے اپنی جھولیاں بھری ہیں۔ کیونکہ یہ ایک بحرِ عمیق ہے اس کے خزانے بھرے کے بھرے ہیں، غوطہ زن کی جھولیاں بھی خالی نہیں رہتیں۔ جنھوں نے اپنی زندگیاں اس کتاب بے مثال کیلئے وقف کردیں انہوں نے اس کے اسرار و رموز پر آگاہی بھی ایسی ہی حاصل کی، آخر وہ کیا بات تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہہ دیا کہ میں اگر بسم اللہ کی تفسیر لکھنے بیٹھوں تو ستر اونٹوں پر وہ تفاسیر آئیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے قرآن مجید میں وہ بینائی حاصل ہے کہ میرے اونٹ کی گردن کی رسی گم ہوجائے میں قرآن سے تلاش کرلوں گا۔

ہم تاریخ کے صفحات در صفحات پلٹ کر دیکھیں وہ کیا بات تھی کہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے تنہا عیسائیوں کی فوجِ کثیر کو

شکست دے دی، وہ کیسی مائیں تھیں کہ حالتِ حمل میں قرآن مجید پڑھتی اور بچے حفاظ پیدا ہوتے، آج بھی اگر ہم کامیابی چاہتے ہیں تو قرآن کو اپنے معمولات میں شامل کرنا ہوگا۔ الغرض وجہ مقصود کائنات، نبی مکرم و محتشم سید عالم ﷺ پر اترنے والے قرآن مجید کی شان کہ کائنات کے نظام میں تبدیلی آئے تو آجائے اس مبارک کتاب میں تحریف نہیں ہو سکتی۔ اس کی وجہ یہ ہے اسکی حفاظت کا ذمہ خود رب العالمین نے اپنے کرم پر لے رکھا ہے ﴿انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون﴾۔ اس بے مثال کتاب میں زندگی کے ہر شعبے سے متعلق رہنمائی بھی ہے اور یہ ضخیم کتاب اپنے اندر کئی مضامین کو لیے ہوئے ہے علم تفسیر، صرف، نحو، قرأت، تجوید، وعظ وخطابت، قصص واخبار، امثلہ وحکایات الغرض کون سا ایسا علم ہے جس نے قرآن کے سایہ عاطفت میں جنم نہ لیا ہو؟ اور اسکی آغوش میں تربیت پاکر پروان نہ چڑھا ہو؟ اس قرآن کی برکت سے دنیا کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ جاہل قوم علم وحکمت کے عظیم خزانوں کے مالک بلکہ خالق بن گئی، قرآن کی برکت سے دشمن دوست بن گئے، کل تک صاحب قرآن کی جان کے دشمن تھے تو آج قرآن کی آیات مبارکہ نے انکے دلوں کی دنیا زیروزبر کر کے انہیں صاحبِ ایمان کر دیا۔

جمع القرآن

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے فاضل اور فن تحریر میں ماہر صحابہ کرام کی ایک جماعت کو قرآن کریم کی کتابت کے لیے متعین فرمایا ہوا تھا جنھیں کاتبانِ وحی کہا جاتا تھا۔ جب بھی کوئی آیت یا مجموعہ آیت یا سورہ نازل ہوتی تو ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق کاتبانِ وحی اسے ضبطِ تحریر میں لے آتے۔ حضور ﷺ ہر آیت کے متعلق یہ تصریح فرماتے کہ یہ آیت فلاں سورت اور فلاں مقام پر لکھی جائے۔ اس طرح جوں جوں قرآن نازل ہوتا رہا رسول مکرم ﷺ کی نگرانی میں اور حضور ﷺ ہی کی ہدایت کے مطابق تحریر کیا جاتا رہا، لیکن یہ تحریریں کتابی شکل میں مدون نہیں تھیں بلکہ کاغذوں کے ٹکڑوں، کھجور کے چھلکوں، پتھر کی سلوں وغیرہ اشیاء پر لکھی جاتی رہیں۔ حفاظتِ قرآن کا سب سے اہم ذریعہ حفظ قرآن مجید تھا۔ حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسے یاد کرنے کا شوق دلاتے۔ قیامت کے روز حفاظِ قرآن کو مقام رفیعہ اور مدارجِ سنیہ پر فائز ہونے کی بشارتیں دیتے، نماز میں بھی اس کی تلاوت کو فرض کر دیا گیا۔ اس لیے ہر مسلمان کے لیے قرآن کا کچھ نہ کچھ حصہ حفظ کرنا ضروری ہوگیا۔ اور کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے تھے جنہیں تمام کا تمام قرآنِ حکیم یاد تھا۔

رحمتِ عالم ﷺ کے رفیق اعلیٰ سے جا ملنے کے بعد جب ارتداد کا فتنہ اٹھا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو کچلنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر روانہ کیے تو مسیلمہ کذاب سے یمامہ کے مقام پر مسلمانوں کی جنگ ہوئی اس میں اگرچہ مسیلمہ اور اسکی جھوٹی نبوت کا خاتمہ ہوگیا لیکن ختم رسالت کے فداکاروں کا بھی بے انداز جانی نقصان ہوا جس میں سات سو کے قریب صرف حفاظِ قرآن نے جامِ شہادت نوش کیا، (القرطبی)۔ اس سانحہ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بہت پریشان کر دیا۔ بارگاہِ خلافت میں حاضر ہو کر انہوں نے عرض کی کہ اے صدیق رضی اللہ عنہ! باطل سے جنگوں کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے وہ ختم ہوتا نظر نہیں آتا۔ اگر حفاظِ قرآن کے قتل کی یہی رفتار رہی تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ہم اللہ جل جلالہ کی اس کتاب سے محروم نہ ہو جائیں اس لیے مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ اسے کتابی شکل میں یکجا جمع کر دیا جائے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ! میں وہ کام کرنے کے لیے تیار نہیں جسے حضور ﷺ نے نہیں کیا لیکن حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے پیہم اصرار کے باعث آپ کو بھی اس کام کی اہمیت کا احساس ہوگیا، آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور انہیں قرآن کریم کو یکجا جمع کرنے کی ہدایت فرمائی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھے کسی پہاڑ کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ لیجانے کا حکم دیتے تو مجھ پر اتنا شاق نہ گزرتا جتنی اس حکم کی تعمیل شاق گزری۔ پہلے آپ رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا کام کرنے سے انکار کیا جو عہدِ رسالت میں نہیں کیا گیا تھا لیکن خلیفہ اول کی فہمائش سے انہیں بھی انشراح صدر حاصل ہوگیا۔ اور اس کام کی اہمیت کا انہیں بھی

احساس ہو گیا۔ بڑی جانفشانی، محنت اور جستجو سے قرآن حکیم کا پہلا نسخہ مدون کیا گیا۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر ﷺ کے عہد خلافت میں یہ نسخہ آپ ﷺ کے پاس رہا۔ آپ کے بعد حضرت فاروق اعظم ﷺ کے پاس رہا۔ اور انکے بعد ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ رکھ دیا گیا اور ضرورت کے وقت انکی طرف رجوع کیا جاتا۔

یہ امر مخفی نہیں کہ قرآن کے اولین مخاطب اہل عرب تھے جن کی مادری زبان عربی تھی۔ اگرچہ سب قبائل کی مشترک زبان عربی ہی تھی لیکن ان کے لہجوں، تلفظ الفاظ اور بعض اعراب میں بیّن تفاوت تھا۔ یہ صورت حال ہر زبان میں ہوتی ہے جس علاقہ میں اردو بولی جاتی ہے وہاں کے ہر ضلع بلکہ ہر ہر تحصیل کے لوگوں کے لب ولہجہ میں کافی فرق پایا جاتا ہے۔ ابتداء میں مختلف قبائل کی سہولت کے پیش نظر انہیں ان کے مخصوص انداز کے مطابق قرأت کی اجازت دیدی گئی تھی۔ کیونکہ سب اہل زبان تھے اس لیے ایسے تفاوت سے کوئی غلط فہمی پیدا نہیں ہوتی تھی لیکن جب فتوحات کا سلسلہ وسیع ہوا اور دوسرے ممالک بھی قلمرو اسلامی کا حصہ بن گئے اور وہاں کے باشندوں نے اسلام قبول کیا اور قرآن مجید پڑھنا شروع کیا تو ہر ایک نے قرآن کے تلفظ اسی لہجہ اور تلفظ کو صحیح یقین کیا جو اسے اس کے استاد نے سکھایا تھا۔ اسی طرح مختلف اساتذہ کے شاگردان اختلافات کے باعث ایک دوسرے کی تغلیط کرنے لگ گئے اور فتنہ وفساد کی آگ آہستہ آہستہ سلگنے لگ گئی۔

اس قسم کا ایک واقعہ حضرت عثمان ﷺ کے خلافت کے زمانہ میں حضرت حذیفہ ﷺ کے سامنے پیش آیا جس نے آپ کو حیران وسراسیمہ کر دیا۔ حضرت حذیفہ ﷺ جنگ ارمینیہ میں شریک تھے۔ عراق اور شام کے نومسلم بھی اس جنگ میں شرکت کے لیے آئے ہوئے تھے۔ ہر ایک نے اپنے معلم کی سکھائی ہوئی قرأت کے مطابق قرآن مجید پڑھنا شروع کیا جس سے باہمی نزاع پیدا ہو گیا۔ ہر ایک نے دوسرے کی تغلیط کی اور اسے محرف قرآن کہا۔ حضرت حذیفہ ﷺ نے جب یہ ماجرا اپنی آنکھوں سے دیکھا تو انہیں سخت فکر دامن گیر ہوئی چنانچہ آپ مدینہ منورہ واپس آئے اور اپنے گھر جانے سے پہلے امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ”ادرک ھذہ الامۃ قبل ان تھلک اس امت کی چارہ سازی کیجئے اس سے پیشتر کہ یہ ہلاک ہو جائے“۔ اور پھر سارا ماجرا سنایا اور کہا ”انی اخشی علیھم ان یختلفوا فی کتابھم کما اختلف الیھود والنصاری یعنی مجھے ان کے بارے میں سخت اندیشہ ہے کہ کہیں یہ بھی یہود ونصاری کی طرح اپنی کتاب میں اختلاف نہ کرنے لگیں“۔ قرآن کریم کا نزول لغتِ قریش کے مطابق ہوا تھا۔ محض آسانی اور سہولت کے پیشِ نظر دوسرے قبائل کو اپنے اپنے لب ولہجہ سے اس کی تلاوت کی اجازت دی گئی تھی لیکن اب یہ رخصت ایک عظیم فتنہ کا باعث بن رہی تھی۔ ان حالات میں اس کو برقرار رکھنا سراسر نقصان دہ ومضر تھا چنانچہ صحابہ کرام کے مشورہ سے حضرت عثمان ﷺ نے زید بن ثابت ﷺ کو حکم دیا کہ قرآن کریم کا ایک نسخہ صرف لغتِ قریش کے مطابق لکھیں چنانچہ وہ تیار کر چکے تو اسکی متعدد نقلیں تیار کر کے مختلف دیار وامصار میں بھیجی گئیں اور لوگوں کو اسکی پابندی کا سختی سے حکم دیا گیا اور دوسرے تمام نسخوں کو ممنوع قرار دیا گیا۔ اسطرح حضرت عثمان ﷺ کی سعی وکوشش سے ایک مہلک ترین فتنہ کا سدباب ہو گیا۔ امتِ اسلامیہ حضرت عثمان ﷺ کے اس احسان کا شکریہ ادا نہیں کرسکتی اسی وجہ سے ہی آپ کو جامع آیات القرآن کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے لب ولہجہ کے تفاوت اور قرأتوں کے اختلاف کی نوعیت بیان کر دی جائے تا کہ اس کے متعلق کوئی وسوسہ دل میں نہ رہ جائے چند مثالیں ذکر کر دینے سے ان امور کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔ اور پتہ چل جائیگا کہ یہ اختلاف معمولی قسم کا تھا۔ مثلاً قریش حتـــی (جب تک) کہتے اور بنی ہذیل اور بنی ثقیف اس کا تلفظ اتـــی کیا کرتے بنی اسد مضارع میں حروف اتین مکسور پڑھا کرتے جیسے تِعْلَمُوْنَ۔ اور قریش کی لغت میں حروف اتین مفتوح ہیں تَعلمون۔ مصر میں اب بھی

عام لوگ اپنی گفتگو میں حروف اتـــــن کو کسرہ دیا کرتے ہیں۔قریش کی لغت میں ماہ غیر آسن ہے۔لیکن تمیم اسے ماء غیر یا سن پڑھتے ہیں۔ان امثلہ سے معلوم ہو گیا کہ یہ اختلاف کس نوعیت کا تھا لیکن قرآن کا تقدس اور اسکی عظمت اتنے سے اختلاف کی بھی متحمل نہیں، اس لیے اس کو بھی ممنوع قرار دیدیا گیا۔چنانچہ وہی قرآن جو عرش عظیم کے رب نے اپنے محبوب رسول ﷺ پر نازل فرمایا تھا اور جس کو حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین ؓ نے خالص قریشی لغت کے مطابق جس میں اس کا نزول ہوا تھا ایک صحیفہ میں مدوّن فرمایا وہی قرآن جوں کا توں بغیر کسی تحریف کے، بغیر کسی معمولی تغیر کے، بغیر کسی ادنی ردوبدل کے اب تک محفوظ ہمارے پاس موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا۔

فضائل قرآن

قرآن مجید فرقانِ حمید خالق ارض وسماء کی طرف سے نازل ہونے والی لاریب کتاب ہے۔انسان کی کیا مجال کہ اسکی خوبیاں اور فضائل حدو شمار میں لا سکے۔مختصر یہ ہے کہ جس طرح خالقِ کائنات اپنی ذات اور کلی صفات میں لاشریک اور لاثانی ہے۔اسی طرح اسکا کلام بھی اپنے تمام تر فضائل اور کمالات واوصاف میں لاشریک اور بے مثال ہے۔جیسا کہ رب کریم کے پیارے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا:''فضل کلام الله علی سائر الکلام کفضل الله علی خلقه اللہ کے کلام کو تمام کلاموں پر ویسی فضیلت حاصل ہے جیسی خالق کو اپنی مخلوقات پر حاصل ہے''۔قرآن کریم نے اپنی فضیلت اور عظمت بیان کرتے ہوئے اپنی جامعیت اور آفاقیت کا بایں الفاظ تذکرہ کیا ہے۔ ﴿ولقد صرفنا للناس فی هذا القراٰن من کل مثل فابی اکثر الناس الا کفورا اور بلاشبہ ہم نے طرح طرح سے بیان کی ہیں لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں پس انکار کر دیا اکثر لوگوں نے سوائے اس کے کہ وہ ناشکری کریں(بنی اسرائیل:۸۹)﴾، ﴿فاتو بسورة من مثله وادعوا شهداءکم من دون الله ان کنتم صدقین تو لے آؤ ایک سورت اس جیسی اور بلالو اپنے حمایتوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو(البقرۃ:۲۳)﴾۔

تو کون ہے جو اسکے حقیقی کمالات واوصاف بیان کر سکے؟ ذرا غور کیجئے! کون ہے؟ جو اس عظیم کلام سے وابستہ ہوا اور دونوں جہاں میں سرخرو نہ ہو، کون ہے؟ جو عامل قرآن تو ہو مگر خالق کائنات نے اسے اپنے خصوصی انعامات سے نہ نوازا ہو، کون ہے؟ جس نے اس بحر زخار میں غوطہ زنی کی ہو مگر اس کا دامن لعل وگوہر سے نہ بھرا ہو، کون ہے؟ جس کا سینہ مسکن آیات قرآنیہ ہو، دل ان کی ضیاء سے ضوفشاں ہو، اور ذہن ان میں تدبر کناں ہو، مگر وہ تجلیات ربانی کا مرکز نہ ہو اور کتاب الٰہی کے اسرار ورموز اس پر ظاہر نہ ہوں۔کون ہے؟ جس کا مسیحا قرآن ہو مگر وہ شفایاب نہ ہو، کون ہے؟ جس کا ہادی وراہبر قرآن ہو مگر وہ صراط مستقیم پر گامزن نہ ہو، کون ہے؟ جس کا شفیع قرآن ہو مگر وہ جنت کی بہاروں کا مستحق نہ بنے۔کونسا وہ گھر ہے؟ جس میں تلاوت قرآن تو ہو مگر وہ ملائکہ رحمت کی آماجگاہ نہ بنے، اور کونسا وہ معاشرہ ہے؟ جس میں دستور قرآن رائج تو ہو مگر وہ امن وآشتی اور سکون وراحت کا گہوارہ نہ ہو، بلکہ جس کا تعلق قرآن سے مستحکم ہو جاتا ہے، قرآن کریم میں وہ جملہ اوصاف وکمالات اور فضائل ومحاسن موجود ہیں کہ اسے گوہر مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔اسی لیے تو خالق کائنات نے اپنے قرآن کا کمال اس انداز سے بھی بیان کیا ہے۔

﴿ان الذین یتلون کتب الله واقاموا الصلوة وانفقوا مما رزقنهم سرا وعلانیة ...... بیشک جو (غور وتدبر سے) تلاوت کرتے ہیں اللہ کی کتاب کی اور نماز قائم کرتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں اس مال سے جو ہم نے ان کو دیا ہے راز داری سے اور اعلانیہ وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو ہرگز نقصان والی نہیں (فاطر:۲۹)﴾۔علاوہ ازیں کثیر آیات بینات ہیں، جو قرآن کریم کے فضائل

ومحاسن کی روشن دلیل ہیں۔اب آخر میں صاحبِ قرآن، حضور نبی رحمتِ عالم ﷺ کی زبان حق ترجمان سے نکلے ہوئے چند ارشادات ملاحظہ فرمایئے اور قرآن کریم کے فضائل وکمالات سے اپنے دل کو نور قرآن سے منور کیجیے۔

☆......حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''خیر کم من تعلم القرآن و علمه یعنی تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن پڑھا اور پھر دوسروں پڑھایا''۔ (رواہ بخاری)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ یتلون کتاب اللّٰہ ویتدارسونہ فیما بینھم الانزلت علیھم السکینۃ وغشیتھم الرحمۃ وحفتھم الملائکۃ وذکرھم اللہ فیمن عندہ یعنی جب قوم مساجد میں سے کسی مسجد میں کتاب اللہ کی تلاوت کرتی ہے اور آپس میں اس کا دور کرتے ہیں تو ان پر راحت وسکون نازل ہوتا ہے۔ (رواہ مسلم)

☆......حضرت سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''من قرأالقرآن وعمل بہ البس والدہ تاجایوم القیامۃضوؤہ احسن من ضوء الشمس فی بیوت الدنیا فماظنکم بالذی عمل بھذا یعنی جس نے قرآن کریم پڑھا اور اس کے مطابق عمل کیا قیامت کے دن اس کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائیگا جس کی روشنی سورج کی اس روشنی سے کہیں زیادہ ہوگی، جو تمہارے دنیوی گھروں میں ہوتی ہے۔تمہارا کیا گمان ہے، اس عمل کے بارے میں جو اس نے کیا۔ (ابوداؤد)

☆......حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یقال لصاحب القرآن اقرا وارق ورتل کما ترتل فی الدنیا فان منزلک عند آخر آیۃ تقرأھا یعنی صاحبِ قرآن سے کہا جائے گا قرآن پڑھ اور ترقی کی منازل طے کرتا جا اور اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ، جیسے دنیا میں ترتیل سے پڑھا کرتا تھا بیشک تیری منزل اور مقام وہیں جہاں تو آخری آیت ختم کرلے گا''۔ (رواہ ترمذی)

آدابِ تلاوتِ قرآن

قرآن کے مطالعہ کا مقصد صرف دل بہلانا اور وقت گزاری نہیں، بلکہ انسان کو اپنے بلندترین مقصدِ زیست سے آگاہ کرنا ہے، قول وفعل میں یکسانیت اور سیرت وکردار میں نکھار پیدا کرنا ہے اور ظاہر وباطن میں للّٰہیت اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی ایک لہر دوڑانا ہے۔اس لیے اس سے حقیقی مقاصد حاصل کرنے کے لیے دوسری کتب کے برعکس اسے پڑھنے اور مس کرنے کے کچھ آداب ہیں جنھیں ملحوظ خاطر رکھ کر ہی اسے پڑھا جائے تو دل کی ظلمتیں کافور ہوتی ہیں۔خفتہ صلاحیتیں جلا پاتی ہیں اور انسان مقربِ بارگاہِ الٰہی بنتا ہے۔اور اگر ان آداب کا لحاظ نہ رکھا جائے تو پھر نہ تو حقیقی مقاصد حاصل کئے جاسکتے ہیں، بلکہ بعض صورتوں میں تو انسان مجرم بن جاتا ہے، لہٰذا ان ہی آداب میں چند مندرجہ ذیل یہ ہیں۔

☆......اگر قرآن کریم کی تلاوت اس سے دیکھ کر کی جائے تو پھر اسے ہاتھ لگانے کے لیے مکمل طور پر باطہارت اور باوضو ہونا ضروری ہے کیونکہ وضو کے بغیر قرآن کریم کو مس کرنا قطعاً جائز نہیں۔رب کریم ارشاد فرماتا ہے: ﴿لا یمسہ الا المطھرون یعنی پاک لوگوں کے سوا کوئی اسے مس نہ کرے (الواقعۃ: ۷۹)﴾۔ ہاں اگر قرآن کریم کو چھوئے بغیر زبانی تلاوت کی جائے تو بلاوضو بھی جائز ہے، اللہ نے فرمایا: ﴿الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون...... وہ عقل مند جو یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اور غور کرتے رہتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں (آل

عمران: ۱۹۱)﴾، ﴿ورتل القرآن ترتیلا﴾اور (حسب معمول) خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کیجئے قرآن کریم کو (المزمل: ۴)﴾۔
اسی کے ذریعے آیت قرآنیہ میں تفکر و تدبر کیا جاسکتا ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں "کہ اگر میں سورۂ بقرہ اور آل عمران ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہوئے سمجھتا جاؤں، تو یہ میرے نزدیک تیزی کے ساتھ سارا قرآن پڑھنے کی نسبت زیادہ پسندیدہ ہے۔" قرآن کریم انتہائی درد و سوز، عاجزی و انکساری اور اپنے اوپر حزن و خوف کی کیفیت طاری کرتے ہوئے پڑھنا چاہیے۔ بلکہ رب کریم کے رعب و جلال اور ہیبت و جبروت کے باعث آنکھوں سے آنسو بہانے کی کوشش کرنی چاہیے، جیسا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اتلوا القران وابکوا فان لم تبکوا فتباکوا قرآن کریم کی تلاوت کرتے وقت آنسو بہاؤ اور گر رونہ سکو تو رونے والوں کی صورت بنالو"۔ (احیاء العلوم الدین)

تعارف صاحب تفسیر جلالین (نصف اول)

نام و نسب:

عبدالرحمٰن، لقب جلال الدین، کنیت ابوالفضل ہے۔ پورا نسب یوں ہے: عبدالرحمٰن جلال الدین بن ابی بکر محمد کمال الدین بن سابق الدین بن عثمان فخر الدین بن محمد ناظر الدین بن سیف الدین خضر بن ابی الصلاح ایوب نجم الدین بن محمد ناصر الدین بن شیخ ہمام الدین السیوطی۔ سیوط کی طرف منسوب ہیں جس کو اسیوط بھی کہتے ہیں۔ نواح مصر میں دریائے نیل کے مغربی جانب ایک شہر ہے۔ یہیں محلہ خضریہ جو سوق خضر کے ساتھ مشہور ہے بعد مغرب یکم رجب ۸۴۹ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے عہد کے نہایت باکمال ائمہ فن دین سے تھے۔ قدرت کی طرف سے ان کی ذات میں بہت سی خصوصیات اور خوبیاں ودیعت کی گئی تھیں۔

تحصیل علوم:

آپ پانچ سال سات ماہ کے تھے کہ ۸۵۵ھ میں سایہ پدری سے محروم ہو گئے۔ حسب وصیت والد ماجد چند بزرگوں کی سرپرستی میں آئے جن میں شیخ کمال الدین ابن الہمام حنفی بھی تھے۔ انہوں نے آپ کی طرف پوری توجہ کی۔ چنانچہ آپ نے آٹھ سال سے کم عمر میں حفظ قرآن سے فارغ ہو کر عمدہ، منہاج، اصول الفیہ، ابن مالک وغیرہ کتابیں حفظ کیں۔ شیخ شمس سیرامی اور شیخ شمس مرزمانی حنفی سے بہت سی درسی وغیر درسی کتابیں پڑھیں۔ شیخ شہاب الدین الشار مساحی سے فرائض کی تحصیل کی۔ شیخ الاسلام علم الدین بلقینی، علامہ شرف الدین المناوی اور محقق دیار مصر سیف الدین محمد بن محمد حنفی کے حلقہائے درس سے بھی مدتوں استفادہ کیا۔ علامہ محی الدین کافجی کی خدمت میں چودہ سال تک رہے۔

درس و تدریس و افتاء:

تحصیل و تکمیل کے بعد ۸۷۱ھ میں افتاء کا کام شروع کیا اور ۸۷۲ھ سے املاء حدیث میں مشغول ہوئے اور تدریس عربی کی اجازت تو آپ کو ۸۶۶ھ ہی میں مل گئی تھی۔ موصوف نے حسن المحاضرۃ میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھے سات علوم تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان، بدیع میں تبحر عطا فرمایا ہے یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے حج کے موقع پر آب زمزم پیا اور یہ نیت کی کہ فقہ میں شیخ سراج الدین بلقینی کے رتبہ کو اور حدیث میں حافظ ابن حجر کے رتبہ کو پہنچ جاؤں، شمس الدین محمد بن علی بن احمد الداؤدی المالکی علامہ علی ابن محمد بن احمد الخیانی الازہری نے آپ سے پڑھا ہے۔

کرامات و خرقِ عادات:

آپ کے خادم خاص محمد بن علی حباک کا بیان ہے کہ ایک روز قیلولہ کے وقت فرمایا۔ اگر تم میرے مرنے سے پہلے اس راز کا افشاء نہ کرو تو آج عصر کی نماز مکہ معظمہ میں پڑھوا دوں۔ عرض کیا ضرور! فرمایا آنکھیں بند کر لو اور ہاتھ پکڑ کر تقریباً ۲۷ قدم چل کر فرمایا، آنکھیں کھول دو۔ دیکھا تو ہم باب معلاۃ پر تھے، حرم پہنچ کر طواف کیا۔ زمزم پیا، پھر فرمایا کہ اس سے تعجب مت کرو کہ ہمارے لیے طی ارض ہوا بلکہ زیادہ تعجب اس کا ہے کہ مصر کے بہت سے مجاورین حرم ہمارے متعارف یہاں موجود ہیں مگر ہمیں نہ پہچان سکے۔ پھر فرمایا چاہو تو ساتھ چلو ورنہ حاجیوں کے ساتھ آ جانا۔ عرض کیا ساتھ ہی چلوں گا۔ باب معلاۃ تک گئے اور فرمایا آنکھیں بند کر لو اور مجھے سات قدم دوڑایا۔ آنکھیں کھولیں تو ہم مصر میں تھے۔

زیارت رسالتِ مآب ﷺ اور شیخ السنہ کا خطاب:

آپ نے اور دوسرے لوگوں نے کئی بار حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ نے آپ کو یا شیخ السنہ، یا شیخ الحدیث کہہ کر خطاب فرمایا۔ شیخ شاذلی فرماتے ہیں "میں نے دریافت کیا کہ آپ کو حضور اکرم ﷺ کی زیارت مبارکہ کتنی مرتبہ ہوئی۔" فرمایا "ستر مرتبہ سے زیادہ۔"

علمی کارنامے :

علمی کارناموں کا شمار بقول داؤد مالکی پانچ سو سے بھی اوپر ہے۔ آپ کی مجتہدانہ بصیرت، وسعت نظر اور کثرت معلومات کے شاہد عدل ہیں۔ علامہ نووی نے بستان میں ایک مستند شخص سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام غزالی کی تصنیفات اور انکی عمر کا حساب لگایا تو روزانہ اوسط چار کراسہ پڑا، کراسہ چار صفحوں کا ہوتا ہے اس حساب سے ۱۶ صفحے روزانہ ہوئے لیکن علامہ طبری و ابن جوزی اور علامہ سیوطی کی تصنیفات کا روزانہ اوسط اس سے بھی زیادہ حساب ہے۔ سب سے پہلے آپ نے شرح استعاذہ و بسملہ تالیف کی۔ اس کے بعد مسلسل لکھتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ ہر فن میں آپ کی تصنیف بلکہ بعض علوم میں کئی کئی مرتبہ تالیف موجود ہیں، علوم قرآن پر آپ کی تالیف الاتقان فی علوم القرآن نہایت اہم اور مشہور کتاب ہے جو آپ نے سینکڑوں کتابوں کے مطالعہ کے بعد کم و بیش چار سال کی طویل مدت میں پایہ تکمیل کو پہنچائی ہے۔ جس میں سینکڑوں منتشر اہم مفید اور نادر معلومات جمع کی ہیں۔

جلالین شریف :

درسِ نظامی میں آپ کی تصنیف یعنی جلالین (کا نصف اول) داخل ہے جو آپ نے علامہ محلی کی وفات کے چھ سال بعد مدت قلیل یعنی صرف ایک چلہ کے اندر بیس بائیس سال کی عمر میں تصنیف کی ہے۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آپ کتنے سریع التالیف تھے۔ سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ یہ از اول تا آخر بالکل علامہ محلی کے طرز و انداز پر ہے۔

وفات:

ہاتھ کے ورم میں مبتلا ہو کر آخر شب جمعہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۹۱۱ھ میں مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر کے آشیانہ قدس میں پہنچ گیا۔

(حالات مصنفین درس نظامی، ص ۳۵ تا ۳۸)

تعارف صاحب تفسیر جلالین (نصف ثانی)

نام ونسب اور سکونت:

نام محمد لقب جلال الدین اور والد کا نام احمد ہے۔ پورا نسب یوں ہے جلال الدین محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم بن احمد بن ہاشم الجلال ابی عبداللہ بن الشہاب ابی العباس بن الکمال الانصاری المحلی، محلہ کبری کی طرف منسوب ہیں جو مغربی مصر کا ایک شہر ہے، آپ ماہِ شوال ۷۹۱ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے اور یہیں نشو و نما پائی۔

تحصیل علوم :

پہلے آپ نے قرآن پاک حفظ کیا اور ابتدائی چند کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد فقہ علامہ بیجوری، جلال بلقینی، ولی عراقی، شمس برماوی سے اور اصول عز بن جماعہ سے اور نحو شہاب عجیمی، شمس شطنوفی سے اور فرائض و حساب ناصر الدین بن انس مصری حنفی سے اور منطق، جدل، معانی، بیان، عروض، اصول فقہ بدر محمود اقصرائی سے اور اصول دین اور تفسیر علامہ شمس بساطی وغیرہ سے حاصل کیا۔ نظام صیرامی حنفی،

شمس بن الدیری حنفی، مجد برماوی شافعی، شہاب احمد مغراوی مالکی اور بقول بعض کمال دمیری، شہاب بن العماد، بدر طبندی وغیرہ کے حلقہ ہائے درس میں بھی شریک ہوئے اور حدیث ولی عراق وغیرہ سے حاصل کی، بقول بعض علامہ بقلینی، ابن الملقن انباسی سے بھی روایت رکھتے ہیں۔

درس وتدریس :

شروع میں آپ کپڑے کی تجارت کرتے تھے کچھ عرصہ کے بعد ایک شخص کو اپنی جگہ قائم مقام کیا اور خود درس وتدریس میں مشغول ہو گئے اور خلق کثیر نے آپ سے علم حاصل کیا بلکہ بہت سے فضلاء تو آپ کی زندگی ہی میں مدرس ہو گئے تھے۔ ۸۴۴ھ میں کچھ عرصہ تک برقوقیہ میں شہاب کورانی کی جگہ بھی درسی خدمات انجام دیں۔ آپ پر عہدہ قضاء بھی پیش کیا گیا تو اس سے انکار کر دیا۔

تصانیف :

آپ نے جمع الجوامع، ورقات (امام الحرمین) منہاج فرعی، بردہ وغیرہ کی بہترین شرحیں لکھیں۔ مناسک حج پر کچھ کام کیا اور تفسیر قرآن نصف آخر سے فارغ ہوئے۔ نصف اول کا ارادہ تھا مگر عمر نے وفا نہ کی، اسی طرح شرح اعراب بھی مکمل نہ ہو سکی اور شرح شمسیہ بھی نا تمام رہی۔

جلالین شریف :

فن تفسیر کی ایک مختصری کتاب ہے۔ جس کے الفاظ قریب قریب قرآنی الفاظ کے ہم عددی ہیں بلکہ یہ دراصل قرآن کے عربی ترجمہ کی ایک شکل ہے کہ مشکل الفاظ اور مشکل ترکیبوں کا حل اور آیات کے ساتھ مختصر سے جملے ایضاح مطالب کیلئے زیادہ کر دیئے جاتے ہیں۔ کہیں کہیں کوئی قصہ طلب بات ہوتی ہے تو اس کو بھی اجمالاً ذکر کر دیا جاتا ہے، جلالین اور اس جیسی دیگر کتابوں کو نصاب میں داخل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ میں ایسی استعداد اور ملکہ راسخہ پیدا ہو جائے کہ تعلیمی زندگی سے الگ ہونے کے بعد اپنے متعلقہ فنون کے حقائق و مسائل تک اساتذہ کی اعانت کے بغیر رسائی ہونے لگے۔ اس مقصد کے لیے جلالین شریف بہت کامیاب تفسیر ہے۔

وفات:

مرض اسہال میں مبتلا ہو کر ۱۵ رمضان کو سنیچر کی صبح کے وقت، ۸۶۴ھ میں طائر ملکوتی نے قفس قالب ناسوتی سے نجات پائی۔ باب نصر میں ایک عظیم مجمع کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی گئی اور اپنے آباء کے قریب اس قبرستان میں مدفون ہوئے جو جوش کے سامنے بنایا تھا، آپ اپنی زندگی میں متعدد بار بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ (حالات مصنفین درس نظامی، ص ۳۳ تا ۳۴)

تقریظ اول

مدرسہ فیضانِ رضا کے زیر انتظام محترم مکرم مولانا محمد امتیاز صاحب قادری نے نہایت محنت سے تفاسیر معتبرہ کا خلاصہ نہایت آسان اردو زبان میں تحریر فرمایا ہے۔اور یہ اہلسنت کے لیے انتہائی اہم وقت کی ضرورت تھی۔ادارہ ہذا نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس پر پوری توجہ صرف کر کے قلیل وقت میں چھ پاروں کی تفسیر آپ کے ہاتھ ہے،اس اہم کام پر انہیں اوران کے رفقائے کار کو جتنی مبارکباد دی جائے کم ہے۔اللہ تعالیٰ انکے عزائم میں استقامت اور کام میں برکت عطا فرمائے،تحقیق وجستجو کا جذبہ اور جذبہ عمل میں تحریک وقوت ارزان فرمائے۔اور مزید علمی چراغ روشن کرنے کی توفیق فراواں فرمائے۔

مفتی محمد اسماعیل ضیائی غفرلہ

۱۵ جولائی ۲۰۰۸ء

رئیس دارالافتاء دارالعلوم امجدیہ

تقریظ ثانی

الحمد لله الذی له الاسماء الحسنی والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد ذی المقام الاسنی وعلی اله النقی واصحابه النقی الی یوم الجزاء.

قرآن مجید فرقانِ حمید اللہ تبارک وتعالیٰ کی وہ مقدس کتاب ہے کہ جس کی فصاحت وبلاغت اور حلاوت کے سامنے عرب کے بڑے بڑے فصحاء وبلغاء اور شعراء طفل مکتب معلوم ہوتے ہیں، تاریخ کے ابواب تاباں اس بات پر شاہد عدل ہیں۔ جن کو اپنی فصاحت وبلاغت اور طاقت لسانی پر ناز تھا وہ اس کی عبارت ونظم کے سامنے ایسے نظر آتے تھے، جس طرح عصرِ حاضر کی اصطلاح میں ایم۔اے اور پی۔ایچ۔ڈی کے سامنے پہلی یا دوسری کلاس کا طالب علم اپنے فہم وشعور اور تحریر کے لحاظ سے۔ جس طرح قرآن کریم کی سب سے چھوٹی سورۂ مبارکہ (سورۃ الکوثر) کے سامنے آتی ہے، یہی وہ مقدس کتاب ہے کہ جس کی حفاظت وصیانت کا وعدہ خود اللہ جل مجدہ نے فرمایا ہے: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن ہم خود اس کے نگہبان ہیں (الحجر:۹)﴾۔

وہ معزز تھے زمانے میں حامل قرآن ہوکر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہوکر

اسی ضرورت واہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ادارہ فیضان رضا میں مولانا محمد امتیاز قادری نے معاونین کے تعاون سے تفسیر جلالین شریف کا اردو میں ترجمہ ”عطائین“ کے نام سے کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں، جسکے چھ پارے ہوچکے ہیں اور مزید کے لیے کوشاں ہیں، احقر دعا گو ہے کہ مولائے کریم اپنے حبیب رؤف رحیم ﷺ اور بزرگان دین کے صدقہ ان کو اور ان کے رفقاء کار کو صحت وعافیت اور سلامتی ایمان کے ساتھ تادیر قائم ودائم رکھتے ہوئے اس کے تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

از: مفتی جمیل احمد نعیمی غفرلہ
۱۳ اگست ۲۰۰۸ء، بمطابق ۱۳ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ
ناظم تعلیمات دار العلوم نعیمیہ،

تقریظ ثالث

دینی اخلاقی اور معاشرتی لحاظ سے شرعی علوم کی اہمیت ہر حال میں قائم رہنا ضروری ہے کیونکہ شرعی علوم کے بغیر دنیا کا کوئی نظام ٹھیک طور پر نہیں چل سکتا لہذا یہ ہماری دینوی ضرورت بھی ہے اور اخروی ضرورت بھی ان علوم کی حفاظت دینی مدارس اور انکے مخصوص نصاب تعلیم کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ مدارس دینیہ کی سب سے بڑی اور بنیادی ذمہ داری یہی ہے کہ ان میں دینی علوم کی تدریس کا باقاعدہ اہتمام ہوتا ہے۔

درس نظامی کی بنیادی کتابوں میں قرآن کریم کی تفسیر "جلالین" بھی داخل ہے۔ اہل علم حضرات سے پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ کتاب جلال الدین نامی دو مصری بزرگوں کی نسبت سے "جلالین" کہلاتی ہے جس میں قرآنی الفاظ کے لغوی معنی، شان نزول، ناسخ ومنسوخ کا بیان، تراکیب نحوی نیز پیچیدہ اور مشکل مقامات کی وضاحت کو نہایت جامع اور مختصر اس انداز میں پیش کیا گیا ہے لیکن اس کی اہمیت اور افادیت کا کما حقہ ادراک صرف وہی حضرات کر سکتے ہیں جو باقاعدہ اساتذہ کے روبرو بیٹھ کر اس کو سبقاً سبقاً پڑھتے ہیں۔ امام عبدالوھاب شعرانی کے حالات میں یہ درج ہے کہ انہوں نے اس کتاب کو اپنی زندگی میں تیس مرتبہ مکمل پڑھا ہے مگر آج باوجود اس اہمیت کے شاذ و نادر ہی کہیں اس کتاب کو مکمل پڑھایا جاتا ہے۔ ایک طرف تو وقت کی بے برکتی اور دوسری طرف آج کے طلباء کی سُستی اور کاہلی نے علم کے میدان میں ہمیں بہت پیچھے کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ آج سے قبل معیار یہ تھا کہ طلباء متون و شروح دونوں کا عربی میں مطالعہ کیا کرتے تھے مگر اب صرف متون عربی میں رہ گیا ہے اور شروحات عام طور پر اردو مطالعہ کی جارہی ہیں اور آنے والے زمانے کو اسی پر قیاس کر لیا جائے۔

قیاس کن زگلستان من بہار ما

بہر حال اہل درد ہمیشہ اس بات کی کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ طلباء کے ہاتھوں سے علم کہیں بالکل ہی نہ نکل جائے بلکہ کسی نہ کسی طور پر لس و مس باقی رہے اور استفادہ ہوتا رہے اسی جذبہ کے تحت بڑی کتابوں کو مقامی زبانوں میں ترجمہ کیا جارہا ہے۔

فاضل نوجوان مولانا محمد امتیاز قادری زید مجدہم نے بھی اس اہم کام کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ جلالین جیسی عظیم کتاب کا ترجمہ اور تشریح کر کے ایک طرف تو انہوں نے یہ ثابت کر دیا کہ انہوں نے حصول علم کے سلسلے میں محنت شاقہ اور جانفشانی سے کام لیا ہے اور عربی کتب کو سمجھنے کی بھرپور استعداد حاصل کی ہے اور دوسری طرف پیچھے رہ جانے والے طلباء کے لئے نہایت سلیس اور آسان انداز میں ترجمہ و شرح کر کے ان کے لئے کافی آسانی پیدا کر دی ہے میرے خیال میں "علامہ موصوف" نے "عطائین" کا نام صرف وزن کے طور پر نہیں رکھا بلکہ یہ بامعنی بھی ہے یعنی دو عطائیں ایک عطا ترجمہ و ترکیب عبارت کی صورت میں ہے اور دوسری عطا شرح کی صورت میں ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ ﷻ مصنف کی اس کاوش کو زیادہ سے زیادہ مفید عام بنائے اور اہل علم کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

از قلم: حضرت علامہ ڈاکٹر محمد رضوان احمد خان نقشبندی عفی اللہ عنہ
مہتمم: جامعہ انوار القرآن
گلشن اقبال بلاک ۵، کراچی

فہرست عطائین جلد: ١


بسم الله الرحمن الرحيم
١٤٢٩

سورۃ الفاتحۃ مکیۃ سبع آیات

(سورۃ الفاتحہ مکی ہے جس میں سات آیتیں ہیں)

تعارف وفضائل:

ترتیب کے لحاظ سے یہ سب سے پہلی سورت ہے، یہ وہ مختصر لیکن حقائق اور معانی سے لبریز، دل نشین ودل آویز جلیل القدر سورت ہے جس سے اس مقدس آسمانی کتاب کا آغاز ہوتا ہے جس نے تاریخ انسانی کا رخ موڑ دیا۔ جس نے فکرونظر میں انقلاب پیدا کر دیا اور جس نے قلب وروح کو نئی زندگی بخش دی، اس پاک سورت کی گوناں گوں برکات کو کیوں کر قلمبند کیا جا سکتا ہے۔ وہ متعدد نام جس سے نبی اکرم ﷺ نے اس سورت کو یاد فرمایا حقیقت شناش نگاہوں کو ان فیوض وبرکات سے آشنا کر دیں گے جو اس میں بڑی خوبصورتی سے سمو دیئے گئے ہیں ان ناموں میں سے چند یہ ہے۔ ''الفاتحہ''، ''فاتحۃ الکتاب''، ''ام القرآن''، ''السبع المثانی''، ''الشفاء''۔ یہ سورت پاک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور اس کا ایک رکوع، سات آیتیں، اس کے الفاظ کی تعداد پچیس ہے اور حروف کی تعداد ۱۲۳ ہے۔

☆......ابوسعید بن معلّٰی کہتے ہیں کہ میں نماز کی حالت میں تھا کہ سید عالم ﷺ نے مجھے پکارا، پس میں اُس وقت میں حاضر خدمت نہ ہو سکا لیکن بعد میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ آپ ﷺ نے یاد فرمایا تھا لیکن میں اُس وقت حالت نماز میں تھا، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''کیا اللہ ﷻ نے یہ نہیں فرمایا ﴿استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر جواب دو جب وہ تمہیں بلائیں (الانفال:۲۴) ﴾، پھر فرمایا: ''کیا میں تمہیں قرآن کی وہ عظیم سورت تعلیم نہ کر دوں جو تم مسجد سے نکلنے سے پہلے پڑھ لو''؟، پس سید عالم ﷺ نے میرا ہاتھ تھاما، پس ہم مسجد سے باہر ہی ہوا چاہتے تھے کہ میں نے عرض خدمت کی یا رسول اللہ ﷺ، آپ نے قرآن کی عظیم سورت کے بارے میں تعلیم دینے کا فرمایا تھا، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ﴿الحمد للہ رب العالمین﴾ یہ سبع مثانی ہے اور قرآن مجید کی عظیم سورت ہے، جس پر یہ قرآن نازل ہوا ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب:فضل فاتحۃ الکتاب، رقم:۵۰۰۶، ص۸۹۷)

☆......حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت جبرائیل امین سید عالم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اچانک سید عالم ﷺ نے ایک آواز سنی، نبی پاک ﷺ نے سر اُوپر اٹھایا، حضرت جبرائیل امین نے کہا یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جس کو صرف آج کھولا گیا اور آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا پھر اس سے ایک فرشتہ نازل ہوا، حضرت جبرائیل نے فرمایا: ''یہ جو فرشتہ آج نازل ہوا ہے یہ آج سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا''، اس فرشتے نے سلام کیا اور کہا: ''آپ کو ان دو نوروں کی بشارت ہو جو آپ کو دیئے گئے ہیں اور آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے، ایک سورت فاتحہ اور دوسرا سورت بقرہ کا آخری حصہ، آپ ان میں سے جو حرف بھی پڑھیں گے آپ کو اس کے مصداق مل جائے گا''۔ (صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، باب:فضل الفاتحۃ، رقم:(۱۷۶۱)/۸۰۶، ص۳۶۸)

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا (......لے......)

﴿الحمد للہ﴾ جُمْلَةٌ خَبَرِيَّةٌ قُصِدَبِهَا الثَّنَاءُ عَلَى اللّٰهِ بِمَضْمُوْنِهَا مِنْ اَنَّهُ تَعَالٰى مَالِكٌ لِجَمِيْعِ الْحَمْدِ مِنَ الْخَلْقِ اَوْ مُسْتَحِقٌ لِاَنْ تَحْمِدُوْهُ وَاللّٰهُ عَلَمٌ عَلَى الْمَعْبُوْدِ بِحَقٍّ ﴿رب العلمين ﴿١﴾﴾ اَیْ مَالِكٌ جَمِيْعِ الْخَلْقِ مِنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَالْمَلَائِكَةِ وَالدَّوَابِ وَغَيْرِهِمْ وَكُلٌّ مِّنْهَا يُطْلَقُ عَلَيْهِ عَالَمٌ يُقَالُ عَالَمُ الْاِنْسِ وَعَالَمُ الْجِنِّ اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ وَغُلِّبَ فِيْ جَمْعِهِ بِالْيَاءِ وَالنُّوْنِ اُوْلُوالْعِلْمِ عَلٰى غَيْرِهِمْ وَهُوَ مِنَ الْعَلَامَةِ لِاَنَّهُ عَلَامَةٌ عَلٰى مُوْجِدِهٖ ﴿الرحمن الرحیم ﴿٢﴾﴾ اَیْ ذِی الرَّحْمَةِ وَهِیَ اِرَادَةُ الْخَيْرِ لِاَهْلِهٖ ﴿ملک یوم الدین ﴿٣﴾﴾ اَیِ الْجَزَاءِ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَخُصَّ بِالذِّكْرِ لِاَنَّهُ لَامِلْكَ ظَاهِرًا فِيْهِ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلّٰهِ تَعَالٰى بِدَلِيْلِ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ وَمَنْ قَرَاَ مَالِكِ فَمَعْنَاهُ مَالِكُ الْاَمْرِ كُلِّهٖ فِیْ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَیْ هُوَ مَوْصُوْفٌ بِذٰلِكَ دَائِمًا كَغَافِرِ الذَّنْبِ فَصَحَّ وَقُوْعُهُ صِفَةً لِلْمَعْرِفَةِ ﴿ایاک نعبد وایاک نستعین ﴿٤﴾﴾ اَیْ نَخُصُّكَ بِالْعِبَادَةِ مِنْ تَوْحِيْدٍ وَغَيْرِهٖ وَنَطْلُبُ مِنْكَ الْمَعُوْنَةَ عَلَى الْعِبَادَةِ وَغَيْرِهَا ﴿اهدنا الصراط المستقیم ﴿٥﴾﴾ اَیْ اَرْشِدْنَا اِلَيْهِ وَيُبْدَلُ مِنْهُ ﴿صراط الذین انعمت علیهم ﴿٦﴾﴾ بِالْهِدَايَةِ وَيُبْدَلُ مِنَ الَّذِيْنَ بِصِلَتِهٖ ﴿غیر المغضوب علیهم﴾ وَهُمُ الْيَهُوْدُ ﴿ولا﴾ وَغَيْرُ ﴿الضالین ﴿٧﴾﴾ وَهُمُ النَّصَارٰى وَنُكْتَةُ الْبَدَلِ اِفَادَةُ اَنَّ الْمُهْتَدِيْنَ لَيْسُوْا يَهُوْدًا وَّلَا نَصَارٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَاِلَيْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَاٰبُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ صَلٰوةً وَّسَلَامًا دَائِمِيْنَ مُتَلَازِمِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

﴿ترجمہ﴾

سب خوبیاں......لے......اللہ کو (جملہ خبریہ ہے، اس جملے کے ذریعے اللہ ﷻ کی ثناء کا قصد کیا گیا ہے، اللہ ﷻ مخلوق میں پائی جانے والی تمام حمد کا مالک ہے یا یہ معنی ہے کہ تمام حمد کا مستحق ہے کہ اس کی تعریف کی جائے، اور اسم جلالت اللہ معبود حقیقی کا نام نامی اسم گرامی ہے) جو مالک سارے جہاں والوں کا (یعنی تمام مخلوق انسان، جنات، ملائکہ، چوپائے وغیرہم کا مالک ہے اور اِن سب مخلوقات کو عالم کہا جاتا ہے جیسا کہ عالم الانس اور عالم الجن وغیرہ، اور عالمین میں یاء اور نون کو اس لئے لائے ہیں تا کہ ذوی العقول کو غیر ذوی العقول پر غلبہ دے سکیں اور عالم سے مراد علامت بھی ہوتی ہے اس لئے کہ پیدا کرنے والے کی علامت ظاہر ہوتی ہے) بہت مہربان رحمت والا (بڑا رحم کرنے والا یعنی اپنے بندوں کے ساتھ خیر کا ارادہ کرنے والا ہے) روز جزاء کا مالک (یوم جزاء سے مراد قیامت کا دن

ہے اور قیامت کے دن کو خاص طور پر اس لئے ذکر کیا ہے تاکہ اللہ ﷻ کے سوا کسی اور کی ملکیت اس دن میں ظاہر نہ ہو جائے ،یعنی آج کے دن بادشاہی فقط اللہ ﷻ ہی کی ہے،اور مالک کی قرائت کے مطابق معنی یہ ہونگے کہ قیامت کے دن کے تمام امور کا مالک اللہ ہے اور مالک سے اللہ کا وصفِ دائمی مراد لیا ہے جیسا کہ غافر الذنب میں لیا گیا ہے،اور اس صورت میں مالک کا معرفہ''اللہ'' کی صفت درست ہے) ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں (یعنی توحید وغیرہ امور کو بجالاتے ہوئے خاص تیری ہی عبادت کریں اور تجھ سے عبادت اور دیگر ضروری امور پر مدد چاہیں......۳......) ہم کو سیدھا راستہ چلا (ہمیں سیدھے راستے کی جانب مائل کردے) راستہ اُن کا جن پر تونے احسان کیا (ھدایت کے ذریعے......۴......اور الذین کے صلے سے بدل بن رہا ہے) نہ اُن کا (ولا بمعنی وغیر ہے) جن پر غضب ہوا (مراد یہود ہیں) اور نہ بہکے ہوؤں کا (مراد نصاری ہیں ،بدل ہونے میں یہ نکتہ ہے کہ یہود و نصاری ہدایت یافتہ نہیں ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الحمد لله رب العلمين الرحمن الرحيم ملک يوم الدين﴾

الحمد: مبتداء،لله: لام: جار،الله: موصوف،رب: مضاف،العلمين: مضاف الیہ ملکر صفت اول،الرحمن الرحيم: صفت ثانی وثالث،ملک: صفت مضاف، يوم الدين: مضاف الیہ ملکر صفت رابع ماقبل اسم جلالت''الله'' کی ،ملکر لام جار کے لئے مجرور ،ملکر ظرف مستقر ثابت کے لئے ،ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اياک نعبد و اياک نستعين﴾

اياک: ضمیر منفصل مفعول بہ مقدم ہے اختصاص کے لئے ، نعبد: فعل مضارع اور اس کا فاعل ضمیر مستتر نحن ہے ،ملکر جملہ فعلیہ و: حرف عطف،اياک نستعين: جملہ فعلیہ معطوف ہے ماقبل پر۔

﴿اهدنا الصراط المستقيم﴾

اهدنا: فعل امر،اس میں ''انت'' ضمیر مستتر فاعل، نا: ضمیر متصل مفعول بہ،الصراط المستقيم: مرکب توصیفی مفعول بہ ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

﴿صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم و لا الضالين﴾

صراط: مضاف،الذين: اسم موصول،انعمت: فعل ماضی ،''ت'' ضمیر متصل فاعل،: على: جار، هم: مبدل منہ، غير: مضاف،المغضوب عليهم: معطوف علیہ، و: حرف عطف، لا: حرف نفی زائد لتاکید، الضالين: معطوف،ملکر مضاف الیہ غیر کے لیے ،ملکر بدل،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو ''انعمت'' کے لئے ،ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، ملکر مضاف الیہ ، ''صراط'' مضاف

اپنے مضاف الیہ سے ملکر ماقبل "الصراط المستقیم" سے بدل واقع ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بسم اللہ کا سورۃ فاتحہ کا جزء ہونا یا نہ ہونا:

۱......تسمیہ سورۃ الفاتحہ کا جزء ہے یا نہیں، اس بارے میں اختلاف ہے۔ چنانچہ کوفہ، مکہ اور ان کے فقہاء، ابن مبارک وامام شافعی کے نزدیک تسمیہ سورۃ الفاتحہ کا جزء ہے۔ جب کہ مدینہ منورہ، بصرہ، ابو حنیفہ اور کوفہ کے بعض فقہاء کا کہنا ہے کہ تسمیہ سورۃ الفاتحہ کا جزء نہیں ہے۔ پس جن کے نزدیک تسمیہ سورۃ الفاتحہ کا جزء ہے ان کے دلائل یہ ہیں۔ (۱)......بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ساتویں آیت ہے۔ (۲)......قال رسول اللہ ﷺ یفتتح صلاتہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یعنی سید عالم ﷺ اپنی نماز کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے فرمایا کرتے تھے۔ (۳)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ھی ام القرآن وھی فاتحۃ الکتاب وھی السبع المثانی یعنی یہ ام القرآن، فاتحۃ الکتاب اور سبع مثانی ہے"۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں: (۱)...... جہاں تک یہ کہنا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ساتویں آیت ہے، یہ حدیث مرفوع نہیں ہے۔ (۲)......حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔ (۳)......اس روایت میں بسم اللہ کا فقط قرآن ہونا ثابت ہوتا ہے نہ کہ سورۃ الفاتحہ کا جزء ہونا۔

(المظھری، ج۱، ص ۱۳ وغیرہ)

فاتحہ کے بارہ مختلف نام:

۲......سورۃ الفاتحہ کے بارہ نام یہ ہیں: (۱)......فاتحۃ الکتاب: اس نام سے مذکورہ سورت کو اس لئے موسوم کیا گیا ہے کیونکہ اس نام سے مذکورہ سورت کا آغاز کیا گیا ہے۔ اور کتاب کے اندر موجود معانی کو اس میں کھول کھول کر بیان کردیا گیا ہے۔ (۲)...... ام القرآن: یہ سورت قرآن کریم کا مبدء ہے، اصل اور منشاء بھی ہے اس لئے اس کو ام القرآن یا اساس القرآن بھی کہتے ہیں۔ (۳)...... کنز: کسی دفینے کو کنز کہتے ہیں، اس سورت میں زمین وآسمان کے خزانوں کے راز موجود ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "نزلت فاتحۃ الکتاب بمکۃ من کنز تحت العرش یعنی سورۃ الفاتحہ مکہ مکرمہ میں اس خزانے سے نازل کی گئی جو تحت العرش ہے۔ (۴،۵)......وافیۃ وکافیۃ: قرآن کے تمام مضامین کو جمع کرنے والی اور کفایت کرنے والی ہے۔ (۶)......حمد: اللہ عزوجل کی حمد بیان کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، اس لئے اسے سورۃ الحمد کہتے ہیں۔ (۷)......شکر: اس میں اللہ عزوجل کا شکر بجالانے کا درس ملتا ہے۔ (۸،۹)......دعاء وتعلیم المسئلۃ: دعا پر مشتمل ہے، کہ بندہ اس سورت میں اللہ عزوجل سے راہ ہدایت کی دعا مانگتا ہے۔ (۱۰)......صلوۃ: اس سورت میں عبادت بجالانے کا بھی درس ملتا ہے، اور تمام عبادتوں کی جان نماز ہے۔ (۱۱،۱۲)......شافیۃ و شفاء: حدیث میں ہے: "فی فاتحۃ الکتاب شفاء من کل داء یعنی

سورۃ الفاتحہ میں ہر مرض کی شفاء ہے"۔

اللہ ﷻ کی عبادت اور اسی سے مدد چاهنا:

۳۔۔۔۔۔۔اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿ایاک نعبد و ایاک نستعین ہم تیری ہی عبادت کریں اور تجھی سے مدد چاہیں﴾۔اس آیت میں اللہ ﷻ نے اولاً عبادت وبندگی کا معیار بیان فرمایا کہ انسان کے لئے اللہ ﷻ کے سوا کسی کی بندگی جائز نہیں ہے۔اور یہ بات ایک ادنی درجے کا علم رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ سجدہ اللہ ﷻ کے سوا کسی کو نہیں ہوسکتا،نماز میں قیام کی صورت میں ہاتھ باندھ کر اللہ ﷻ کی عبادت،سجدے میں بھی اللہ ﷻ ہی کی عبادت،الغرض رکوع،قومہ،جلسہ،جس بھی ہیئت کو دیکھ لیں عبادت اللہ ﷻ ہی کی ہورہی ہوتی ہے۔کوئی انسان واحد حقیقی رب العالمین کو چھوڑ کر کسی کی عبادت نہیں کرتا۔مخلوق میں کسی کی عبادت وبندگی جائز ہے اور نہ ہی کوئی کرتا ہے،مثلاً صلوۃ وسلام میں ہاتھ باندھ لئے جاتے ہیں جو کہ جائز ہے کیونکہ تعظیم کرنا شریعت میں محبوب ہے جیسا کہ بیٹا اپنے والد کے لئے ہاتھ باندھے کھڑا ہوجاتا ہے لیکن کسی کو شبہ شرک کا نہیں ہوتا لہٰذا اگر صلوۃ وسلام میں بھی ایسا ہی معاملہ ہے کہ اللہ ﷻ کا نبی جان کر محض تعظیم وتوقیر کے لئے کوئی کھڑا ہوتا ہے تو جائز ہے کیونکہ حکم قرآنی پر عمل کرنا پایا جارہا ہے،چنانچہ اللہ ﷻ نے فرمایا:﴿وتعزروہ وتوقروہ (الفتح:۹)﴾۔لہٰذا کسی مسلمان پر بغیر اس کی نیت جانے محض ہیئت کے مشابہ ہونے کے شرک وبدعت کا فتویٰ نہیں لگانا چاہیے۔جان لیں کہ حقیقی مدد کرنے والی ذات اللہ ﷻ کی ہے اور اس کی مرضی کے سوا کوئی کسی کی مدد نہیں کرسکتا تاہم یہ کہنا غلط ہے کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی مدد کر ہی نہیں سکتا اور یہی مان لیں تو پھر چوری ہوجانے کی صورت میں پولیس کی مدد،اور اسی طرح کے کئی معاملات بلکہ شب وروز ہمیں اپنے امور انجام دینے کے لئے کن کن لوگوں کی مدد درکار ہے اگر یہی ترجمہ کریں کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی مدد کر ہی نہیں سکتا تو پھر یہ کتاب آپ کے ہاتھ میں کیسے پہنچی،بس معنی یہی درست ہے کہ حقیقی عبادت وبندگی اللہ ﷻ کی ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں ہوسکتی اور حقیقی مدد کرنے والی ذات اللہ ﷻ کی لیکن اس کی عطا سے دیگر لوگ بھی ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں جب عام لوگ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں تو پھر اللہ والے کیوں نہیں کرسکتے......؟

هدایت یافته وانعام یافته لوگ کون؟

۴۔۔۔۔۔۔اللہ ﷻ نے فرمایا﴿اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ہمیں سیدھے راستے پر چلا راستہ اُن کا جن پر تیرا انعام ہوا﴾۔بار بار ہر نماز کی ہر رکعت میں یہ دعا پڑھی جاتی ہے،کاش کہ ہم اس کے معانی ومطالب پر بھی غور کریں اور جب تک یہ معلوم نہ ہوجائے کہ انعام یافتہ لوگ کون ہیں؟ شاید کما حقہ بات سمجھ میں نہ آئے چنانچہ اللہ ﷻ نے ایک مقام پر فرمایا:﴿فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں

(النساء:۶۹)﴾۔اس آیت سے باخوبی واضح ہوگیا کہ انعام یافتہ لوگ نبی، صدیق، شہداء اور صالحین ہیں، اور انہی کی رفاقت اللہ ﷻ کو بھی محبوب ہے۔اب یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اے اللہ تو ہمیں، نبی، صدیق، شہداء اور صالحین کے راستے پر چلا، کیونکہ یہی انعام یافتہ لوگ ہیں اور انہی سے اللہ ﷻ راضی ہے۔اور جو ان کے سوا کسی اور راہ کی جانب لے جائے وہ قرآن کے خلاف بات کرنے والا کہلائے گا اور ایسے کی بات ماننا جو قرآن کے خلاف کلام کرے ہم پر لازم نہیں ہے۔اللہ ﷻ ہمارا حشر انہیں کے ساتھ فرمائے، آمین۔

اغراض:

ان کانت منها: بسم الله کے سورتِ فاتحہ کا جزء ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں، پس اس بارے میں دو اقوال ہیں ایک قول کے مطابق بسم الله سورتِ فاتحہ کا جزء نہیں ہے، اس صورت میں سات آیات یوں ہونگی کہ ﴿غیر المغضوب علیهم و الضالین﴾ ساتویں آیت شمار ہوگی اور اگر بسم الله کو سورتِ فاتحہ کا جزء مانیں تو آخری آیت: ﴿صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم و الضالین﴾ ہوگی۔

ویقدر فی اولها: یعنی فاتحہ سے پہلے یا بعد بسم الله ماننا جب کہ ایک قول کے مطابق سورت فاتحہ کا آغاز اللہ ﷻ کی حمد سے کیا گیا ہے لہذا اب کسی تقدیری کلام کی حاجت نہیں رہتی۔

خبریة: لفظی اعتبار سے، اور معنوی اعتبار سے انشائیہ جس پر دلیل اللہ ﷻ کی ثناء کا قصد کرنا ہے۔من انه تعالی: میں الحمد کے الف کی بحث ہے۔ومستحق: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿لله﴾ میں لام ملک کا ہے یا استغراق کا۔

یقال عالم الانس: اضافت بیانیہ ہے، یعنی عالم بمعنی الانس ہے۔والله اعلم علی المعبود بحق: عَلَمِ شخصی جو کہ اُسی واحد حقیقی کی ذات کے ساتھ پایا جاتا ہے یعنی اُس واحد حقیقی کے سوا کوئی "الله" نہیں اور یہی صحیح ہے۔اور یہی وہ ذات مقدسہ معینہ ہے جو اپنی تمام تر صفات کمال کو پہنچی ہوئی ہے۔

وغلب فی جمعه: اور ایک قول کے مطابق (العالمین میں یاء اور نون) غلبے کے لئے نہیں ہے، بلکہ اسم ہے جو کہ ملائکہ اور ثقلین کے علم کے لئے وضع کیا گیا ہے اور ان کے علاوہ کو تبعاً شامل ہے۔ای ذی الرحمة: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿الرحمن الرحیم﴾ رحم کے مادہ سے مبالغے کے صیغے ہیں، اور الرحمة اپنی اصل کے اعتبار سے رقتِ قلبی کو کہتے ہیں جو کہ فضل واحسان کا تقاضا کرتی ہے اور یہ معنی اللہ ﷻ کی ذات پاک میں اس کی شان کے لحاظ سے بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔

ای الجزاء: یعنی مومنین کے لئے جزاء اور کافرین کے لئے سزا مراد ہے۔لا ملک ظاهرا فیه لاحد: پس دنیا میں اللہ ﷻ کی ملکیت لوگوں پر ظاہر ہے، اور یہ وصف اللہ ﷻ کی ذات کے لئے ازل سے ثابت ہے اور اس کا ظہور قیامت کے دن ہوگا تا کہ تمام مخلوق اس کا اقرار کر سکے۔وغیرها: یعنی دنیا اور آخرت کی مہمات مراد ہیں۔

بالهداية: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ہدایت کی نعمت مومنین کے ساتھ یا ایک قول کے مطابق اللہ ﷻ کے فرمان میں مذکورہ تمام فاعلین کو شامل ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿فاولئک مع الذین انعم الله علیهم من النبین والصدیقین والشهداء والصالحین﴾ اور ایک قول کے مطابق خاص حضرات انبیاء شامل ہیں اور ایک قول کے مطابق انعام یافتہ ہدایت والے لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے تغیر وتبدل نہیں کیا۔

ويبدل من الذين بصلته: مراد بدل کل ہے۔ وهم اليهود: اللہ ﷻ کا فرمان اِن کے بارے میں یوں ہے: ﴿من لعنه الله وغضب عليه﴾ اور حدیث میں ہے: ''غضب کئے ہوئے یہود ہیں اور گمراہ نصاریٰ ہیں''۔

وهم النصارى: کے بارے میں اللہ ﷻ کے فرامین موجود ہیں: ﴿واضلوا کثیرا﴾، ﴿وضلوا عن سواء السبیل﴾۔ بالهداية: اور ﴿المغضوب علیهم﴾، ﴿الضالین﴾ میں لفظی اعتبار سے تمام ہی کافر مراد ہیں نہ کہ کسی خاص سبب سے، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ ﴿غیر المغضوب علیهم﴾، ﴿الذین انعمت علیهم﴾ کا کیا فائدہ ہوگا؟ تو میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ ایمان کی کامل تکمیل امید اور خوف کے ساتھ ہوا کرتی ہے، پس اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿الذین انعمت علیهم﴾ کامل امید کو واجب کرتا ہے اور ﴿غیر المغضوب علیهم﴾ کامل خوف کو واجب کرتا ہے، پس ایمان یونہی امید اور خوف کے ساتھ مکمل ہوتا ہے۔ (الصاوی، ج۱، ص ٣٦٤ وغیرہ)

سورة البقرة مدنية وهى مائتان وست او سبع وثمانون آية

(سورۂ بقرہ مدنی ہے جس میں ۲۸۶ یا ۲۸۷ آیات ہیں)

تعارف سورة البقرة وفضائل

حضور اقدس ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو یہ سورت نازل ہوئی۔ یہاں اسلامی دعوت کے جو مخاطب تھے وہ مکہ کے باشندوں سے مذہبی، ذہنی اور عمرانی اعتبار سے مختلف تھے۔ اہلِ مکہ مشرک و بُت پرست تھے وحی، نبوت، قیامت وغیرہ کا کوئی تصور ان کے اذہان میں نہ تھا۔ قتل و غارت گری اور لوٹ مار کو وہ باعثِ فخر سمجھتے تھے۔ اس لئے مکہ میں جو سورتیں نازل ہوئیں ان میں عقائدِ باطلہ اور اعمالِ فاسدہ کی اصلاح پیشِ نظر تھی، مدینے کے باشندے گو انصار تھے لیکن قوت و اقتدار دستِ یہود میں تھا اور انصار مذہبی اور دینی طور پر یہود سے بہت متاثر تھے۔ یہود چونکہ اہلِ کتاب تھے اس لئے وحی، رسالت، قیامت، جنت، دوزخ وغیرہ پر ان کا ایمان تھا لیکن بدقسمتی سے وہ اپنی قومی برتری کے نشہ میں اس حد تک مست تھے کہ وہ یہ تصور ہی نہیں کر سکتے تھے کہ انکے علاوہ نبوت کسی اور کو بھی عطا کی جاسکتی ہے، عملی اعتبار سے ان کی پستی کی یہ حالت تھی کہ وہ معمولی سے دنیاوی فائدے کیلئے توریت کی واضح آیتوں کا انکار بلکہ ان میں تحریف کرنے میں ذرا عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ تجارت کی منڈیاں، زرخیز زمینیں اور شاداب باغات انکی ملکیت میں آچکے تھے۔ علم و دانش میں انصار کو ان سے کوئی نسبت نہ رہی تھی، آئینی طور پر نہ سہی لیکن عملی طور پر یہود ہی کی حکومت تھی۔ یہ وہ حالات تھے جن میں سرکارِ ابد قرار ﷺ نے مدینہ طیبہ میں قدم رنجا فرمایا اور یہود و انصار کو اسلام کی دعوت دی، یہود تو تلملا گئے، انہیں اپنی عظمت و جلال کے محلات مسمار ہوتے نظر آنے لگے، کہاں ان کی خود بینی اور خود پرستی! اور کہاں ایک نئے دین کی قبولیت! اور ایک نئے رسول کی اطاعت کی دعوت! یہود کیسے اس دین کو قبول کر لیتے؟ انکے سامنے تو رکاوٹوں کے کئی پہاڑ تھے، اب قرآن کریم کا یہ معجزہ تھا کہ ان رکاوٹوں کو دور کر کے ان فلک بوس چوٹیوں کو پیوندِ خاک کرے، اسی لئے مدینہ طیبہ میں جو پہلی سورت نازل ہوئی اسکے کئی رکوع اصلاحِ یہود کیلئے ذکر کئے گئے ہیں۔ دوسری نئی صورتِ حال جس سے مدینہ میں اسلام کو واسطہ پڑا وہ یہ تھی کہ انصار کی اکثریت کے قبولِ اسلام کر لینے اور مکہ سے مسلمانوں کی ہجرت کر لینے کے بعد اسلام متفرق و منتشر افراد کا مذہب نہیں رہا تھا بلکہ ایک جماعت اور قوم کا دین بن گیا تھا، اب ضرورت اس بات کی تھی کہ کوئی گوشہ ایسا باقی نہ رہے کہ بدنظمی اپنے قدم جما سکے، اور ایسے قانون کی جو ان کے دیوانی اور فوجداری مقدمات کا فیصلہ کرے، اور ایسے اقتصادی نظام کی جو عدل و انصاف پر مبنی ہوتے ہوئے معاشی خوشحالی کا ضامن ہو، سیرت و اخلاق کے ایسے قالب کی جس میں ملت کا ہر فرد اپنے کردار کو اسکے مطابق ڈھالے تا کہ اس کی خوبیاں اجتماعی رنگ اختیار کر لیں، اور ایسے آئین کی کہ جس پر عالمگیر سیاست کی بنیاد رکھی جائے، اس اہم ضرورت کے پیشِ نظر اس صورت میں قانون، اخلاق، آئین اور سیاست کے

پیشتر قواعد وضوابط بیان کردیے گئے ہیں۔ یہاں پر ایک اور چیز غور طلب ہے کہ مکی زندگی میں تو مسلمان کفار کے ظلم وستم سہتے اور چپ ہوجاتے تھے لیکن جب مدینہ طیبہ میں مسلمان جمع ہوئے تو کفار نے اپنی اجتماعی طاقت سے اسلام کو مٹانے کا پختہ عزم کرلیا اور ادھر اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو کفر مٹانے کی اجازت دیدی اور انہیں یہ بھی بتادیا کہ اپنی بے بسی و بے کسی اور قوتِ مخالف سے مت گھبراؤ، فاتح تو وہی ہوتا ہے جس کے ساتھ میری فتح ونصرت شاملِ حال ہوتی ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے، یقیناً تم ہی غالب ومنصور ہو، ملتِ اسلامیہ کیلئے قبلہ کا تعین بھی فرمادیا تا کہ ان کی توجہات کا مرکز بھی ایک ہوجائے اور ان کی عبادتیں انتشار کا شکار ہوکر اپنا جماعتی حسن کو نہ کھودیں۔ اگر ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے مطالعہ کیا جائے تو زیادہ باعثِ مفید ثابت ہوگی۔

☆ــــ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور انہیں قبرستان نہ بناؤ، نیز اپنی آوازوں کو قرآنِ کریم سے مزین کرو کیونکہ شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جہاں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔''

(الدر المنثور، ج۱، ص۴۹)

☆ــــ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ کہ جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر میں شیطان داخل نہیں ہوسکتا۔'' (الترمذی، ابواب فضائل قرآن، باب ما جاء فی فضل، ج۲، ص۱۱۵)

☆ــــ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہر چیز کی ایک بلندی ہے اور قرآن کی بلندی سورۂ بقرہ ہے اس میں ایک آیت، آیت الکرسی تمام آیتوں کی سردار ہے۔''

(الترمذی، ابواب فضائل قرآن، باب ما جاء فی فضل سورۃ البقرۃ، ج۲، ص۱۱۵)

رکوع نمبر: ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿الم (۱)﴾ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ بِذٰلِكَ ﴿ذلک﴾ اَیْ هٰذَا ﴿الکتب﴾ اَلَّذِیْ یَقْرَؤُهٗ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿لاریب﴾ شَكَّ ﴿فیه﴾ اَنَّهٗ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَجُمْلَةُ النَّفْیِ خَبَرٌ، مُبْتَدَاُهٗ ذٰلِكَ وَالْاِشَارَةُ بِهٖ لِلتَّعْظِیْمِ ﴿هدی﴾ خَبَرٌثَانٍ اَیْ هَادٍ ﴿للمتقین (۲)﴾ اَلصَّائِرِیْنَ اِلَی التَّقْوٰی بِاِمْتِثَالِ الْاَوَامِرِ وَاجْتِنَابِ النَّوَاهِیْ لِاِتِّقَائِهِمْ بِذٰلِكَ النَّارَ ﴿الذین یؤمنون﴾ یُصَدِّقُوْنَ ﴿بالغیب﴾ بِمَاغَابَ عَنْهُمْ مِنَ الْبَعْثِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ ﴿ویقیمون الصلوة﴾ اَیْ یَاْتُوْنَ بِهَا بِحُقُوْقِهَا ﴿ومما رزقنهم﴾ اَعْطَیْنٰهُمْ ﴿ینفقون (۳)﴾ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ ﴿والذین یؤمنون بما انزل الیک﴾ اَیِ الْقُرْاٰنُ ﴿وما انزل من قبلک﴾ اَیِ التَّوْرَاةُ وَ الْاِنْجِیْلُ وَغَیْرُهُمَا

﴿وبالاخرۃ هم یوقنون (۴)﴾ یَعْلَمُوْنَ ﴿اولئک﴾ اَلْمَوْصُوْفُوْنَ بِمَا ذُكِرَ ﴿علی هدی من ربهم
واولئک هم المفلحون (۵)﴾ اَلْفَآئِزُوْنَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّاجُوْنَ مِنَ النَّارِ ﴿ان الذین کفروا﴾ کَاَبِیْ جَهْلٍ وَّ اَبِیْ
لَهْبٍ وَّنَحْوِهِمَا ﴿سواء علیهم ء انذرتهم﴾ بِتَحْقِيْقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَاِبْدَالِ الثَّانِيَةِ اَلِفًا وَ تَسْهِيْلِهَا وَاِدْخَالِ اَلِفٍ
بَيْنَ الْمُسَهَّلَةِ وَالْاُخْرٰى وَتَرْكِهٖ ﴿ام لم تنذرهم لایؤمنون (۶)﴾ لِعِلْمِ اللّٰهِ مِنْهُمْ ذٰلِکَ فَلَاتَطْمَعْ فِیْ
اِيْمَانِهِمْ وَالْاِنْذَارُ اِعْلَامٌ مَعَ تَخْوِيْفٍ ﴿ختم الله علی قلوبهم﴾ طَبَعَ عَلَيْهَا وَاسْتَوْثَقَ فَلَا يَدْخُلُهَا خَيْرٌ
﴿وعلی سمعهم﴾ اَیْ مَوَاضِعِهٖ فَلَا يَنْتَفِعُوْنَ بِمَايَسْمَعُوْنَهٗ مِنَ الْحَقِّ ﴿وعلی ابصارهم غشاوۃ﴾ غِطَآءٌ فَلَا
يُبْصِرُوْنَ الْحَقَّ ﴿ولهم عذاب عظیم (۷)﴾ قَوِیٌّ دَائِمٌ۔

﴿ترجمہ﴾

الم ......۱......(اللہ ہی اس کی مراد خوب جانتا ہے)وہ(ذلک بمعنی هذا ہے یعنی یہ) کتاب(جسے حضرت سیدنا محمد ﷺ پڑھتے ہیں) نہیں شک......۲......(ریب بمعنی شک ہے)اس کتاب میں(جو کہ بلاشبہ اللہ ﷻ کی طرف سے ہے، جملہ نفی ''لا ریب'' ذلک مبتدا کی خبر ہے جبکہ اسم اشارہ بعید ذلک تعظیم کیلئے ذکر کیا گیا ہے)ہدایت ہے(هدی بمعنی اسم فاعل ذلک کی خبر ثانی ہے) پرہیز گاروں کیلئے(یعنی وہ جو اوامر کو بجالاتے ہوئے اور نواہی سے بچتے ہوئے جہنم سے خود کو بچانے کیلئے تقوی......۳......کی طرف مائل ہونے والے ہیں)جو ایمان لائیں......۴......(یعنی تصدیق کریں) بے دیکھے پر......۵......(یعنی جو اِن سے پوشیدہ ہے جیسے قیامت میں اٹھنا اور جنت و دوزخ پر)اور نماز قائم رکھیں(یعنی اُسے اسکے حقوق کے ساتھ ادا کریں)اور ہماری دی ہوئی روزی......۶......میں سے(جو ہم نے انہیں دی)وہ خرچ کرتے ہیں(اللہ ﷻ کی راہ میں)اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب(ﷺ)تمہاری طرف اترا(یعنی قرآن......۷......)اور جو تم سے پہلے اترا(یعنی توریت اور انجیل وغیرہ)اور آخرت پر یقین رکھیں(یعنی آخرت کو جانیں) وہی لوگ(جو مذکورہ اوصاف کے ساتھ ذکر کئے گئے)اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے(ہیں یعنی جنت کے حقدار اور جہنم سے نجات پانے والے ہیں)، بیشک وہ جن کی قسمت میں کفر(ہے مثلاً ابوجہل اور ابولہب وغیرہ)انہیں برابر ہے، چاہے تم انہیں ڈراؤ(ءَ اَنْذَرْتَهُمْ دو ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ ہے یا دوسرے ہمزہ کو الف کے ساتھ بدلنے یا ہمزہ کی تسہیل کے ساتھ یا دونوں کے درمیان الف کے دخول کے ساتھ یا اس کے ترک کرنے کے ساتھ ہے)یا نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں(یعنی ان میں سے کچھ جو اللہ ﷻ کے علم میں ہیں ایمان نہ لائینگے، آپ ﷺ انکے ایمان لانے کی حد سے زیادہ خواہش کا اظہار نہ فرمائیں، یہاں انذار، تخویف معنی میں ہے)اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی(یعنی مہر بند کردیا کہ اب کوئی خیر و بھلائی ان میں داخل نہ ہوگی)اور ان کی سماعت پر(یعنی ان کے سننے کی جگہوں پر کہ وہ حق سن کر اس سے نفع نہیں اٹھاسکیں گے)اور انکی آنکھوں پر گھٹاٹوپ ہے(یعنی پردہ

ہے کہ وہ حق کو نہیں دیکھتے) اور ان کے لئے بڑا عذاب (ہے جو ہمیشہ رہے گا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم ذلک الکتب لا ریب فیہ ھدی للمتقین﴾

الم :ھذہ محذوف مبتدا کی خبر ہے، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ، ذلک :اسم اشارہ مبتدا، الکتاب:خبر اول، لا:نفی جنس، ریب: اسم، فیہ:متعلق بمحذوف خبر، لانفی جنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر ثانی، ھدی: مصدر موصوف، للمتقین:متعلق بھدی صفت، ملکر خبر ثالث، اسم اشارہ مبتدا اپنی خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوۃ ومما رزقنھم ینفقون﴾

الذین:اسم موصول، یؤمنون:فعل اس میں وضمیر فاعل، بالغیب:متعلق یومنون کے، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و:عاطفہ، یقیمون:فعل، اسمیں وضمیر فاعل، الصلوۃ:مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول ،و:عاطفہ، من:جار، ما:موصولہ، رزقنھم:فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ما: موصولہ اپنے صلہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق مقدم، ینفقون:فعل اپنے فاعل اور متعلق مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے معطوفین سے ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر للمتقین موصوف کی صفت۔

﴿والذین یؤمنون بماانزل الیک وماانزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون﴾

و:عاطفہ، الذین:اسم موصول، یومنون:فعل، اسمیں وضمیر فاعل، ب:جار، ما:موصولہ، انزل:فعل، اسمیں ھو ضمیر نائب الفاعل، الیک :ظرف لغو، فعل اپنے نائب فاعل اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ماموصولہ اپنے صلہ سے ملکر معطوف علیہ، و:عاطفہ، ما:موصولہ، انزل:فعل با نائب الفاعل، من قبلک:ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور، ب جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو، یومنون فعل اپنے متعلقات سے ملکر معطوف علیہ، وبالاخرۃ:ظرف لغو مقدم، ھم: مبتدا، یوقنون:فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو مقدم سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صلہ، اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر ماقبل الذین یؤمنون ،الخ پر معطوف ہوا۔

﴿اولئک علی ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون﴾

اولئک :مبتدا، علی جار، ھدی:موصوف، من ربھم :متعلق بمحذوف ہوکر صفت، مرکب توصیفی مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، واولئک:مبتدا، ھم المفلحون:جملہ اسمیہ خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین کفروا سواء علیھم ء انذرتھم ام لم تنذرھم لایؤمنون﴾

انَّ: حرفِ مشبہ بالفعل، الذین کفروا: اسم، سواءٌ: حرف مشبہ بالفعل کی خبر، علیھم: ظرف لغو، ء انذرتھم: معطوف علیہ، ام: معطوفہ، لم تنذرھم: معطوف، بتاویل مصدر ہوکر سواء کا فاعل جو کہ قائم مقام مصدر کے ہے، لایومنون: خبر ثانی، انّ اپنے اسم اور دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم﴾

ختم: فعل، اللہ: اسم جلالت فاعل، علی قلوبھم: معطوف علیہ، وعلی سمعھم: معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر ظرفِ لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ وعلی ابصارھم: ظرفِ مستقر ہوکر خبرِ مقدم، غشاوۃ: مبتدا موخر، جملہ اسمیہ، ولھم: خبرِ مقدم، عذابٌ الیمٌ: مبتدا موخر، جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......الم ذلک الکتاب......☆ شانِ نزول کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ''اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ سے ایسی کتاب نازل فرمانے کا وعدہ فرمایا تھا، جو نہ پانی سے دھوکر مٹائی جا سکے اور نہ پرانی ہو، جب قرآن پاک نازل ہوا تو فرمایا: ''ذلک الکتاب'' کہ وہ کتاب موعود یہ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے بنی اسرائیل سے ایک کتاب نازل فرمانے اور بنی اسماعیل سے ایک رسول بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا، جب حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی جہاں یہود بکثرت تھے تو الم ذلک الکتب نازل فرما کر اس وعدے کے پورے ہونے کی خبر دی۔

☆......الذین یؤمنون بالغیب......مفلحون ☆تک پانچ آیتیں مؤمنین با اخلاص کے حق میں ہیں جو ظاہراً و باطناً ایمان دار ہیں، اس کے بعد دو آیتیں کھلے کافروں کے حق میں ہیں جو ظاہراً او باطناً کافر ہیں اس کے بعد و من الناس سے تیرہ آیتیں منافقین کے حق میں ہیں جو باطن میں کافر ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں۔

☆......ان الذین کفروا......☆ یہ آیت ابوجہل، ابولہب وغیرہ کفار کے حق میں نازل ہوئی، جو علم الٰہی میں ایمان سے محروم ہیں، اسی لئے انکے حق میں اللہ ﷻ کی مخالفت سے ڈرانا، نہ ڈرانا دونوں برابر ہے، انہیں نفع نہ ہوگا مگر حضور ﷺ کی سعی بیکار نہیں کیونکہ منصب رسالتِ عامہ کا فرض رہنمائی و اقامت حجت و تبلیغ علی وجہ الکمال ہے۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

حروف مقطعات:

۱.....قرآن مجید میں کل چودہ حروف مقطعات مذکور ہیں جو کہ اُنتیس سورتوں کے آغاز میں ہیں جن کے حقیقی معنی اللہ عزوجل ہی جانے اور اسکے حبیب ﷺ، چھ سورتوں کے آغاز میں الم، پانچ سورتوں کے آغاز میں الر، چھ سورتوں کے آغاز میں حم، دو سورتوں کے آغاز میں طسم، جبکہ المص، ق، المر، کھیعص، طه، یٰس، طس، ص، عسق اور ن ایک ایک سورت کے آغاز میں ہیں۔

ان حروف مقطعات کے بارے میں مفسرین کرام کی دو آراء ہیں:

پہلا گروہ:

اس بارے میں علامہ ناصر الدین البیضاوی علیہ الرحمۃ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب تفسیر بیضاوی میں کئی اقوال ذکر کئے ہیں:

(۱)......ایک قول کے مطابق ''انه سر استأثر الله بعلمه یعنی یہ ایک ایسا راز ہیں جو اللہ عزوجل کے علم کے ساتھ خاص ہے''۔

(۲)......حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''في كل كتاب سر و سر الله تعالى في القران اوائل السُّوَر یعنی ہر کتاب میں کچھ راز ہوتے ہیں جبکہ قرآن کریم میں اللہ عزوجل کے راز سورتوں کے آغاز میں مذکور حروفِ مقطعات ہیں''۔

(۳)......حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''الحروف المقطعة من المكتوم الذي لا يفسر یعنی حروف مقطعات ان پوشیدہ رازوں میں سے ہیں جن کی تفسیر نہیں جانی جاسکتی''۔

(۴)......حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''في كل كتاب صفوة و صفوة هذا الكتاب حروف الهجاء یعنی ہر کتاب کے کچھ منتخبات ہوتے ہیں اور قرآنِ کریم کے منتخبات حروف مقطعات ہیں۔ (البیضاوی مع حاشیه شیخ زاده، ج ۱، ص ۱۴۳)

دوسرا گروہ:

اس بارے میں تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس میں کئی اقوال مروی ہیں:

(۱)......الم کے بارے میں ہے: ''الف الله، لام جبريل، ميم محمد ﷺ یعنی الف، لفظِ الله کا، لام لفظِ جبریل کا اور میم لفظِ محمد ﷺ کا ہے۔

(۲)......''و يقال الف الاء ه، لام لطفه، ميم ملكه یعنی الف سے مراد اللہ عزوجل کی نعمتیں، لام سے مراد اس کا لطف اور میم سے مراد اس کی بادشاہی و سلطنت ہے۔

(۳)......''و يقال الف ابتداء اسمه الله، لام ابتداء اسمه لطيف، ميم ابتداء اسمه مجيد یعنی ایک قول کے مطابق الف (اسماء حسنی میں سے) لفظ اللہ کا، لام لفظِ لطیف کا اور میم لفظِ مجید کا پہلا حرف ہے (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص ٤)

(۴)......امام بیضاوی حضرت سیدنا ابن عباس سے روایت فرماتے ہیں: ''اِنّ الر و حم و ن مجموعها الرحمن یعنی الر، حم

اورن کا مجموعہ الرحمن۔ (تفسیر بیضاوی مع حاشیہ شیخ زادہ، ج ۱، ص ۱۳۶)

کتاب اللہ ہر قسم کے شکوک سے پاک ہے!

۲......ریــــــب کے لغوی معنی شک اور تہمت کے ہیں، ابتداء ہی میں ریب کی نفی کرنا اس بات پر دلیل ہے کہ یہ کلام رب العالمین کا ہے اور قاری اختتامِ کلام تک اس میں قطعاً شک وشبہ میں مبتلا نہ ہو چنانچہ حضرت سیدنا ابن عباس سے مروی ہے: "القرآن منزل من اللّٰه بلسان جبريل على محمد ﷺ۔" (البیضاوی مع حاشیہ شیخ زادہ، ج ۱، ص ۱۳۶)

تقوی کے لغوی و اصطلاحی معنی :

۳......حضرت علی بن محمد بن علی الجرجانی اپنی کتاب "التعریفات" میں تقوی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کے لغوی معنی کسی شے سے اپنی حفاظت کرنے کے ہیں جبکہ اصطلاحی معنی کے حوالے سے اس بارے میں کئی اقوال مروی ہیں:

(۱)...... بندے کا ماسوا اللہ عزوجل سے پرہیز کرنا، (۲)......آدابِ شریعت کی حفاظت کرنا (۳)...... ہر اس چیز سے بچنا جو بندے کو اللہ عزوجل سے دور کر دے (۴)......قول وفعل میں آقائے دوجہاں ﷺ کی سنتوں کی پیروی کرنا، (۵)......طاعت وعبادت میں تقوی سے مراد اخلاص اختیار کرنا ہے اور معصیت میں اس سے مراد برائی سے بچنا اور اسے ترک کر دینا ہے، (۶)......اہلِ حقیقت کے نزدیک تقوی سے مراد اللہ عزوجل کی عبادت کے ذریعے اس کی ناراضگی سے بچنا ہے یعنی نفس کو اپنے پروردگار عزوجل کی اس ناراضگی سے بچانا جس کا وہ کسی امر کے بجالانے یا اسے ترک کرنے کی وجہ سے مستحق ہوتا ہے۔ (التعریفات، ص ۵۸)

ایمان کے معنی:

۴......ایمان کا لغوی معنی تصدیقِ قلبی ہے جبکہ شرع میں اس سے مراد اعتقادِ قلبی اور اقرارِ لسانی ہے۔ ایمان کی پانچ صورتیں ہیں: (۱)......**ایمانِ مطبوع**: اس سے مراد ملائکہ کا ایمان ہے، (۲)......**ایمانِ مقبول**: اس سے مراد مؤمنین کا ایمان ہے، (۳)......**ایمانِ معصوم**: اس سے مراد انبیاء کرام علیہم السلام کا ایمان ہے، (۴)......**ایمانِ موقوف**: اس سے مراد بدعتی لوگوں کا ایمان ہے اور (۵)......**ایمانِ مردود**: اس سے مراد منافقین کا ایمان ہے۔ (التعریفات، ص ۳۹، ۴۰)

ایمان بالغیب:

۵......اس سے مراد یہ ہے کہ ہر اس شے پر ایمان لانا جو ہمارے ادراک سے بالاتر ہو مثلاً وحی، فرشتے، قیامت، جنت، دوزخ، پل صراط، بعث بعد الموت وغیرہ جو نہ آنکھوں سے دیکھی جا سکتی ہیں اور نہ ہی عقل سے ان کا ادراک ہو سکتا ہے بلکہ ان سے آگاہی حاصل کرنے کا فقط ایک ہی ذریعہ ہے یعنی آقائے دوجہاں ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات۔

رزق:

۶۔۔۔ ہر وہ شے جو اللہ ﷻ کسی جاندار کو کھانے کے لئے عطا فرمائے اسے رزق کہتے ہیں اور ہم اہل سنت و جماعت کے نزدیک اس کا اطلاق حلال و حرام دونوں پر ہوتا ہے۔ (شرح العقائد، ص ۹۵)

لفظِ قرآن کی تعریف :

۷۔۔۔ علماءِ اصول فقہ نے قرآن مجید کی تعریف یہ کی ہے کہ "قرآن مجید، اللہ ﷻ کا معجز کلام ہے جو ہمارے نبی سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوا، یہ مصاحف میں لکھا ہوا ہے اور ہم تک تواتر سے پہنچا ہے اس کی ابتداء سورۃ الفاتحۃ سے ہے اور اختتام سورۃ الناس پر ہے۔ قرآن مجید میں اٹھاون مرتبہ القرآن کا ذکر ہے، دس مرتبہ قرآنا کا ذکر ہے اور دو مرتبہ قرانہ کا بطور مصدر ذکر ہے۔ قرآن کا لفظ قرائت سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے پڑھنا اور چونکہ اسے بہت زیادہ پڑھا جاتا ہے اس لئے اس کو قرآن کہتے ہیں۔ نیز قرء کا معنی ہے جمع کرنا اور چونکہ قرآن مجید میں سورتیں اور آیات مجتمع ہیں اس لئے اس کو قرآن کہتے ہیں۔

ضمناً یہ بھی جان لیں کہ قرآن مجید کے پانچ نام ہیں: قرآن، فرقان، کتاب، نور اور ذکر۔ (تبیان القرآن، ج ۱، ص ۴۹)

اغراض:

الله اعلم بمراده بذلک: اس عبارت میں اس جانب اشارہ ہے کہ راجح ترین اقوال ان حروف کے بارے میں جو کہ سورتوں کے آغاز میں پائے جاتے ہیں انہیں متقدمین اسلاف کی زبان میں متشابہ کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ ان کی مراد جانتا ہے، پس یہی وجہ ہے کہ ان حروف پر اعراب جاری نہیں ہوتے کیونکہ یہ معنی کے ادراک کے حوالے سے فرع ہیں ان پر اعراب اور بناء کا حکم نہیں لگایا جا سکتا اور نہ ہی ترکیب مع عامل کا۔ الذی یقرؤه محمد: یعنی قرآن، چنانچہ اس قید کے ذریعے باقی کتب سماوی سے احتراز کر دیا گیا۔ والاشارة به للتعظیم: یہ جواب ایک مقدر سوال کا ہے، اگر تو (یعنی اعتراض کرنے والا) کہے کہ لفظ ذلک سے محسوسات کی جانب اشارہ ہوتا ہے اور قرآنی الفاظ محض نطق کا تقاضا کرتے ہیں؟ میں (علامی صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ قرآن معقول بِمَنزِلتِ المحسوس کے طور پر نازل ہوا ہے اور اسم اشارہ مصاحف اور لوح محفوظ میں ہیں۔

الصائرین الی التقوی: اس جملے میں اشارہ ہے کہ کلام مجاز کے درجے میں ہے یعنی مشرف کو مجازاً متقی کہہ دیا گیا ہے، پس یہ مقدر سوال کا جواب ہے، حاصل یہ کہ مومنین ہدایت اور ارشاد کے بعد ہی تقوی سے متصف ہوں گے۔ بامتثال الاوامر: صحیح یہ ہے کہ باء سببیہ یا تصویر کے لئے ہو۔ اجتناب النواهی: کا عطف بامتثال الاوامر پر ہے، مطلب یہ ہے کہ اوامر کی جانب مائل ہونا حسب طاقت ہے اور تمام ہی نواہی سے اجتناب کرنا تقوی کے سبب یا تقوی کے ذریعے ہی متصور ہو سکتا ہے۔ بذلک: مراد نیکیوں کی جانب

مائل ہونے اور برائی سے اجتناب کرنا ہے، ذلک کے ذریعے اس جانب اشارہ ہے کہ یہاں خواص کا تقوی ذکر کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ نیکیوں کے کرنے والے اور بُرائیوں سے بچنے والے ہوتے ہیں، اور عام لوگوں کا تقوی یہ ہے کہ وہ شرک سے بچیں جب کہ خواص الخواص کا تقوی یہ ہے کہ ہر اس چیز سے بچیں جو انہیں اللہ ﷻ کی یاد سے روک دے۔ بما غاب: کے تحت ہم نے ما قبل کلام کیا ہے وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

ای یاتون بحقوقها: مراد ظاہری حقوق ہیں جیسے آداب اور ارکان، باطنی حقوق یعنی خشوع، خضوع اور اخلاص ہیں۔ فی طاعة الله: فی تعلیلیہ ہے، یعنی اللہ ﷻ کی طاعت کے وقت جس میں نہ تو ریاء ہو نہ ہی شہرت، اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا ﴿انما نطعمكم لوجه الله﴾۔ یعلمون: یعنی بطور علم جان چکے کہ قرآن میں کوئی شک نہیں، اسی لئے ہمارے مولی ﷻ نے اسے علم کے ساتھ متصف کیا یقین کے ساتھ متصف نہ کیا، اور اس میں ان لوگوں کا بھی رد ہے جو کہ آخرت کا انکار کرتے ہیں اور سید عالم ﷺ پر ایمان نہیں لاتے۔

او نحوهما: یعنی کفار مکہ جو اللہ ﷻ کے علم سابق کے مطابق ایمان نہ لائیں گے اور اس بات کی اپنے نبی کو خبر دینے میں حکمت یہ ہے کہ سید عالم ﷺ کا قلب مبارک ان لوگوں کے ایمان لانے سے متعلق راحت میں رہے اور آپ ﷺ ان کی ہدایت اور تالیف وغیرہ میں مشغول نہ رہیں، المختصر۔ (الصاوی، ج ۱، ص ۴۰ وغیرہ)

طبع علیها: جب اللہ ﷻ نے کافروں کی پاکیزگی کا ارادہ نہ فرمایا تو ان کو آیات میں غور و فکر کرکے روشنی حاصل کرنے سے پھیر دیا، اور ان کے دلوں میں آیات و معجزات کو دیکھنے کے بعد ایمان و یقین کی روشنی ناپید فرمادی، اسی عدم قبولیت کو مجازاً ختم، طبع، اغفال، اقساء اور غشاوۃ سے تعبیر فرمایا گیا یا ان کے قلوب و حواس کو ایسی چیزوں سے تشبیہ دی جن پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ (المظهری، ج ۱، ص ۳۴)

رکوع نمبر: ۲

وَنَزَلَ فِي الْمُنَافِقِيْنَ ﴿ومن الناس من يقول امنا بالله وباليوم الاخر﴾ اَىْ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لِاَنَّهٗ اٰخِرُ الْاَيَّامِ ﴿وماهم بمؤمنين (۸)﴾ رُوْعِىَ فِيْهِ مَعْنٰى مَنْ وَفِىْ ضَمِيْرِ يَقُوْلُ لَفْظُهَا ﴿يخدعون الله والذين امنوا﴾ بِاِظْهَارِ خِلَافِ مَا اَبْطَنُوْهُ مِنَ الْكُفْرِ لِيَدْفَعُوْا عَنْهُمْ اَحْكَامَهُ الدُّنْيَوِيَّةَ ﴿وما يخدعون الا انفسهم﴾ لِاَنَّ وَبَالَ خِدَاعِهِمْ رَاجِعٌ اِلَيْهِمْ فَيَفْتَضِحُوْنَ فِى الدُّنْيَا بِاِطِّلَاعِ اللّٰهِ نَبِيَّهٗ عَلٰى مَا اَبْطَنُوْهُ وَيُعَاقَبُوْنَ فِى الْاٰخِرَةِ ﴿ومايشعرون (۹)﴾ يَعْلَمُوْنَ اَنَّ خِدَاعَهُمْ لِاَنْفُسِهِمْ وَالْمُخَادَعَةُ هُنَا مِنْ وَّاحِدٍ كَعَاقَبْتُ اللِّصَّ وَذِكْرُ اللّٰهِ فِيْهَا تَحْسِيْنٌ وَفِىْ قِرَاءَةٍ وَمَا يَخْدَعُوْنَ ﴿فى قلوبهم مرض﴾ شَكٌّ وَّنِفَاقٌ فَهُوَ يُمَرِّضُ قُلُوْبَهُمْ اَىْ يُضْعِفُهَا ﴿فزادهم الله مرضا﴾ بِمَا اَنْزَلَهٗ مِنَ الْقُرْاٰنِ لِكُفْرِهِمْ بِهٖ ﴿ولهم عذاب اليم﴾ مُؤْلِمٌ ﴿بما كانوا يكذبون (۱۰)﴾ بِالتَّشْدِيْدِ اَىْ نَبِىَّ اللّٰهِ وَبِالتَّخْفِيْفِ اَىْ فِىْ قَوْلِهِمْ اٰمَنَّا ﴿واذا قيل لهم﴾ اَىْ لِهٰؤُلَاءِ ﴿لا

تفسدوا فی الارض﴾ بِالْکُفْرِ وَالتَّعْوِيْقِ عَنِ الْاِيْمَانِ ﴿قالوا انما نحن مصلحون (۱۱)﴾ وَلَيْسَ مَا نَحْنُ فِيْهِ
بِفَسَادٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی رَدًّا عَلَيْهِمْ ﴿الا﴾ لِلتَّنْبِيْهِ ﴿انهم هم المفسدون ولکن لا يشعرون (۱۲)﴾ بِذٰلِکَ
﴿واذا قيل لهم امنوا کما امن الناس﴾ اَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ ﴿قالوا انؤمن کما امن السفهاء﴾ اَلْجُهَّالُ
اَیْ لَا نَفْعَلُ کَفِعْلِهِمْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی رَدًّا عَلَيْهِمْ ﴿الا انهم هم السفهاء ولکن لا يعلمون (۱۳)﴾ ذٰلِکَ
﴿واذا لقوا﴾ اَصْلُهٗ لَقِيُوْا حُذِفَتِ الضَّمَّةُ لِلْاِسْتِثْقَالِ ثُمَّ الْيَاءُ لِاِلْتِقَائِهَا سَاکِنَةً مَعَ الْوَاوِ ﴿الذين امنوا قالوا
امنا واذا خلوا﴾ مِنْهُمْ وَرَجَعُوْا ﴿الی شيطينهم﴾ رُؤُسَائِهِمْ ﴿قالوا انا معکم﴾ فی الدين ﴿انما نحن
مستهزء ون (۱۴)﴾ بِهِمْ بِاِظْهَارِ الْاِيْمَانِ ﴿الله يستهزئ بهم﴾ يُجَازِيْهِمْ بِاسْتِهْزَائِهِمْ ﴿ويمدهم﴾
يُمْهِلُهُمْ ﴿فی طغيانهم﴾ بِتَجَاوُزِهِمُ الْحَدَّ بِالْکُفْرِ ﴿يعمهون (۱۵)﴾ يَتَرَدَّدُوْنَ تَحَيُّرًا حَالٌ ﴿اولئک
الذين اشتروا الضللة بالهدی﴾ اَیْ اِسْتَبْدَلُوْهَا بِهٖ ﴿فما ربحت تجارتهم﴾ اَیْ مَا رَبِحُوْا فِيْهَا بَلْ خَسِرُوْا
لِمَصِيْرِهِمْ اِلَی النَّارِ الْمُؤَبَّدَةِ عَلَيْهِمْ ﴿وما کانوا مهتدين (۱۶)﴾ فِيْمَا فَعَلُوْا ﴿مثلهم﴾ صِفَتُهُمْ فِیْ نِفَاقِهِمْ
﴿کمثل الذی استوقد﴾ اَوْقَدَ ﴿نارا﴾ فِیْ ظُلْمَةٍ ﴿فلما اضاء ت﴾ اَنَارَتْ ﴿ماحوله﴾ فَاَبْصَرَ وَ
اسْتَدْفَأَ وَ اَمِنَ مَا يَخَافُهٗ ﴿ذهب الله بنورهم﴾ اَطْفَاهُ وَجَمْعُ الضَّمِيْرِ مُرَاعَاةً لِمَعْنَی الَّذِیْ ﴿وترکهم فی
ظلمت لا يبصرون (۱۷)﴾ مَا حَوْلَهُمْ مُتَحَيِّرِيْنَ عَنِ الطَّرِيْقِ خَائِفِيْنَ فَکَذٰلِکَ هٰؤُلَاءِ اٰمَنُوْا بِاِظْهَارِ الْاِيْمَانِ
فَاِذَا مَاتُوْا جَآءَ هُمُ الْخَوْفُ وَالْعَذَابُ هُمْ ﴿صم﴾ عَنِ الْحَقِّ فَلَا يَسْمَعُوْنَهٗ سِمَاعَ قُبُوْلٍ ﴿بکم﴾ خُرْسٌ
عَنِ الْخَيْرِ فَلَا يَقُوْلُوْنَهٗ ﴿عمی﴾ عَنْ طَرِيْقِ الْهُدٰی فَلَا يَرَوْنَهٗ ﴿فهم لا يرجعون (۱۸)﴾ عَنِ الضَّلَالَةِ
﴿او﴾ مَثَلُهُمْ ﴿کصيب﴾ اَیْ کَاَصْحَابِ مَطَرٍ وَاَصْلُهٗ "صَيْوِبٌ" مِنْ صَابَ يَصُوْبُ اَیْ يَنْزِلُ ﴿من
السماء﴾ اَیِ السَّحَابِ ﴿فيه﴾ اَیِ السَّحَابِ ﴿ظلمت﴾ مُتَکَاثِفَةٌ ﴿ورعد﴾ وَهُوَ الْمَلَکُ الْمُوَکَّلُ
بِهٖ وَقِيْلَ صَوْتُهٗ ﴿وبرق﴾ لَمَعَانُ سَوْطِهِ الَّذِیْ يَزْجِرُهٗ بِهٖ ﴿يجعلون﴾ اَیْ اَصْحَابُ الصَّيِّبِ ﴿اصابعهم
﴾ اَیْ اَنَامِلَهَا ﴿فی اذانهم من﴾ اَجْلِ ﴿الصواعق﴾ شِدَّةِ صَوْتِ الرَّعْدِ لِئَلَّا يَسْمَعُوْهَا ﴿حذر﴾ خَوْفَ
﴿الموت﴾ مِنْ سِمَاعِهَا، کَذٰلِکَ هٰؤُلَاءِ اِذَا نَزَلَ الْقُرْاٰنُ وَفِيْهِ ذِکْرُ الْکُفْرِ الْمُشَبَّهُ بِالظُّلُمَاتِ وَالْوَعِيْدُ
عَلَيْهِ الْمُشَبَّهُ بِالرَّعْدِ وَالْحُجَجُ وَالْبَيِّنَةُ الْمُشَبَّهَةُ بِالْبَرْقِ، يَسُدُّوْنَ اذانهم لئلا يسمعوه فيميلوا الی
الايمان وترک دينهم وهو عندهم موت ﴿والله محيط بالکفرين (۱۹)﴾ عِلْمًا وَّقُدْرَةً فَلَا يَفُوْتُوْنَهٗ

﴿یکاد﴾ یَقْرُبُ ﴿البرق یخطف ابصارھم﴾ یَاْخُذُھَا بِسُرْعَۃٍ ﴿کلما اضاء لھم مشوا فیہ﴾ اَیْ فِیْ ضَوْئِہٖ ﴿واذا اظلم علیھم قاموا﴾ وَقِفُوْا، تَمْثِیْلٌ لِاِزْعَاجِ مَا فِی الْقُرْاٰنِ مِنَ الْحُجَجِ قُلُوْبَھُم وَتَصْدِیْقَھُمْ بِمَا سَمِعُوْا فِیْہِ مِمَّا یُحِبُّوْنَ وَوُقُوْفَھُمْ عَمَّا یَکْرَھُوْنَ ﴿ولوشاء اللہ لذھب بسمعھم﴾ بِمَعْنٰی اَسْمَاعِھِمْ ﴿وابصارِھم﴾ اَلظَّاھِرَۃِ کَمَا ذَھَبَ بِالْبَاطِنَۃِ ﴿ان اللہ﴾ کَانَ ﴿علی کل شیء﴾ شَآءَ ہٗ ﴿قدیر۔(۲۰)﴾ وَّمِنْہُ اِذْھَابُ مَاذُکِرَ۔

﴿ترجمہ﴾

(یہ آیتِ مبارکہ منافقین ......۱...... کے بارے میں نازل ہوئی کہ) اور کچھ لوگ کہتے ہیں ہم اللہ اور پچھلے دن پر (یعنی قیامت کے دن پر کہ وہی آخری دن ہے، پر) ایمان لائے، اور وہ ایمان والے نہیں (مومنین کے صیغے کو جمع لانے میں مَن کی معنوی اور یقول کی ضمیر مفرد لانے میں مَن کی لفظی حیثیت کی رعایت کی گئی ہے) فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو (اپنے باطنی کفر کے خلاف ظاہر کرکے تاکہ وہ اپنے آپ سے دنیاوی احکام دور کرسکیں) اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو (کیونکہ ان کے دھوکے کا وبال انہیں کے سر پر ہے، پس دنیا میں اس طرح رسوا ہونگے کہ اللہ ﷻ اپنے محبوب کریم ﷺ کو ان کی باطنی خباثتوں سے مطلع فرمائے گا اور آخرت میں عذاب میں مبتلا ہونگے) اور انہیں شعور نہیں (یعنی وہ نہیں جانتے ہیں کہ ان کا دھوکہ ان کے اپنے لئے ہے، یہاں مخادعۃ ایک جانب سے مراد ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے عَاقَبْتُ اللِّصَّ یعنی میں نے چور کو سزا دی، یہاں پر لفظِ اللّٰہ کا ذکر تحسینِ کلام کیلئے ہے جبکہ ایک قرأت میں وما یخدعون ہے) ان کے دلوں میں بیماری ہے (یعنی شک اور نفاق ہے، جو ان کے دل کو بیمار یعنی کمزور کرتی ہے) اللہ نے انکی بیماری ......۲...... اور بڑھائی (اس کے نازل کردہ قرآنِ کریم کو جھٹلانے کے سبب) اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (یعنی سخت تکلیف دہ)، بدلہ انکے جھوٹ کا (یکذبون تشدید کے ساتھ ہو تو معنی یہ ہوگا کہ بدلہ ان کے اللہ کے نبی کو جھٹلانے کا اور اگر تخفیف کے ساتھ ہو تو بدلہ ہوگا انکے اپنے قول امنا کے جھوٹ ہونے کا) اور جب ان (سب منافقوں) سے کہا جائے زمین میں فساد ......۳...... نہ کرو (کفر کرکے اور ایمان سے روک کر) تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں (یعنی ہمارا مقصد فساد نہیں، پس اللہ ﷻ نے ان کی باتوں کا رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا) خبردار (الا حرفِ تنبیہ ہے) وہ ہی فسادی ہیں مگر انہیں شعور نہیں (اپنے فساد کا) اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ (یعنی آقائے دو جہاں ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) ایمان لائے تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں ......۴...... (یعنی ان جاہلوں جیسے کام ہم تو نہ کرینگے، پس اللہ ﷻ نے ان کے رد میں ارشاد فرمایا) سنتا ہے وہ ہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں (اس جہالت کی بات کو) اور جب ملیں (لقوا کی اصل لقیوا ہے، یاء کے ضمہ کو ثقل کی وجہ سے حذف کیا، پھر واو اور یاء میں التقائے ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کردیا، پس لقوا ہوگیا) ایمان والوں سے تو کہیں ہم ایمان لائے، اور جب جدا ہوں

(ایمان والوں سے اور واپس آئیں) اپنے شیطانوں (یعنی اپنے سرداروں) کے پاس، تو کہیں ہم (دین میں) تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو یونہی (ایمان والوں کے ساتھ اظہارِ ایمان کر کے) ہنسی کرتے ہیں۔۔۔۔۔۵۔۔۔۔۔اللہ ان سے استھزا فرماتا ہے۔۔۔۔۔٦۔۔۔۔۔جیسا کہ اسکی شان کے لائق ہے (یعنی انہیں ان کے مذاق کی سزا دیتا ہے) اور انہیں ڈھیل (یعنی مہلت) دیتا ہے انکی سرکشی میں (کہ کفر کے ذریعے حد سے تجاوز کر جائیں)، بھٹکتے رہیں (یعنی حیرانی کی کیفیت میں متردد ہیں، ترکیب میں یَعْمَهُوْن، یمدھم سے حال ہے) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی۔۔۔۔۔۷۔۔۔۔۔(یعنی ہدایت کو گمراہی سے بدل دیا) تو انکا سودا کچھ نفع نہ لایا (یعنی انہوں نے اس سودے سے نفع کی بجائے نقصان اٹھایا اور ان کا ابدی ٹھکانہ جہنم ہوگا) اور وہ سودے کی راہ (یعنی جو انہوں نے کیا) جانتے ہی نہ تھے۔ ان کی کہاوت (یعنی انکے نفاق کی مثال) اسکی طرح ہے جس نے روشن کی (استوقد بمعنی اوقد ہے) آگ (اندھیرے میں) تو جب جگمگا اٹھا (یعنی روشن ہو گیا) اس سے آس پاس (پس وہ دیکھنے لگا اور اپنے آپ کو ڈرانے والی چیزوں سے محفوظ کر لیا) اللہ اُن کا نور لے گیا (یعنی اسے بجھا دیا، جمع کی ضمیر "ھم" الذی کے معنی کی رعایت کیلئے ہے) اور انہیں اندھیریوں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سوجھتا (یعنی جو انکے اردگرد ہے اس راستے کے بارے حیران وخوف زدہ ہیں، پس یہی حال ان منافقین کا بھی ہے جنہوں نے صرف زبان سے ایمان کا اظہار کیا ہے لہٰذا جب وہ مریں گے تو ان کا سامنا خوف اور عذاب سے ہوگا، نیز وہ لوگ) بہرے ہیں (یعنی حق سے بہرے ہیں جو حق کو قبولیت کے کانوں سے نہیں سنتے) گونگے ہیں (بھلائی سے یعنی بھلائی کی بات کرنے سے) اندھے ہیں (ہدایت کے راستے سے کہ اسے دیکھتے ہی نہیں) تو وہ پھر لوٹنے والے نہیں (گمراہی سے) یا (ان منافقوں کی مثال ان افراد جیسی ہے کہ) جیسے تیز بارش (اُن پر برس رہی ہو، صیّب کی اصل صیوب ہے، جو صاب یصوب سے بمعنی نازل ہونا ہے) آسمان (یعنی بادل) سے، اس (بادل) میں اندھیریاں ہیں (کثیف تہ درتہ۔۔۔۔۔۸۔۔۔۔۔) اور رعد (رعد سے مراد وہ فرشتہ ہے جو بادل پر مقرر ہے جبکہ ایک قول کے مطابق فرشتے کی آواز کو بھی رعد کہا گیا ہے) اور چمک (فرشتے کے اس کوڑے کی جس سے وہ بادل ہانکتا ہے)، ٹھونس رہے ہیں (بارش میں گھرے لوگ) اپنی انگلیاں (یعنی ان کے پورے یا سرے) اپنے کانوں میں (یہاں مِن بمعنی اجل ہے) کڑک کے سبب (یعنی گرج کی شدید آواز کے سبب تا کہ اسے سن نہ سکیں) ڈر (یعنی خوف سے) موت کے (یعنی اس آواز کے سننے سے موت واقع ہو جانے کے خوف سے، یہ منافقین بھی نزولِ قرآن کے وقت ایسا ہی کرتے ہیں، اس آیتِ مبارکہ میں کفر کو اندھیروں سے، وعیدِ کفر کو رعد سے اور دلائلِ واضحہ کو برق کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، یعنی ان کے اپنے کان بند کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہیں تلاوتِ قرآنِ کریم کی آواز سن کر ایمان کی طرف مائل ہو کر اپنا دین نہ ترک کر دیں جو کہ انکے نزدیک موت ہے) اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے (اپنے علم وقدرت سے، پس وہ اسکے احاطے سے نہ بچ سکیں گے) قریب ہے (یکاد بمعنی یقرب ہے) کہ بجلی ان کی نگاہیں اچک لے جائیگی (تیزی سے، یخطف کا لغوی معنی تیزی سے کوئی چیز لے لینا ہے) جب کچھ چمک ہوئی اس میں چلنے

لگے (یعنی بجلی چمکنے سے پیدا ہونے والی روشنی میں) اور جب ان پر اندھیرا ہوا کھڑے رہ گئے (ٹھہر گئے، یہ تمثیل انکی اس حالت کو بیان کرنے کیلئے پیش کی گئی ہے کہ قرآنِ پاک کے واضح دلائل سے انکے دل بے قرار ہو جائیں اور اس میں موجود احکامات کو سن کر ان میں سے اپنی پسندیدہ باتوں کی تصدیق کرنے کے ساتھ ساتھ ناپسندیدہ باتوں سے رُک جائیں) اور اگر اللہ چاہتا تو ان کے کان لے جاتا (یعنی انکی قوتِ سماعت لے جاتا) اور آنکھیں (ظاہری جیسا کہ باطنی لے گیا......۹......) بیشک اللہ سب کچھ (جو چاہے) کر سکتا ہے (مِن جملہ اس کی قدرت میں ان میں مذکورہ چیزوں کو بھی لے جانا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وماھم بمؤمنین﴾

و: عاطفہ، من الناس: ظرفِ مستقر خبر مقدم، من: موصولہ، یقول: فعل، ھو ضمیر فاعل، ملکر قول، امنا: فعل وفاعل، باللّٰہ و الیوم الاخر: ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، جو اپنے قول سے ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، ھم: اسم، بمومنین: خبر، ما مشابہ بلیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یخدعون اللہ والذین امنوا ومایخدعون الا انفسھم ومایشعرون﴾

یخدعون: فعل بافاعل، اللّٰہ والذین امنوا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: حالیہ، مایخدعون: فعل بافاعل، الا: حرف استثناء مفرغہ، انفسھم: مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ، وما یشعرون: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف۔

﴿فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا﴾

فی قلوبھم: ظرفِ مستقر، موجود شبہ فعل محذوف کے متعلق ہو کر خبر مقدم، مرض: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: استئنافیہ، زاد: فعل، ھم: ضمیر مفعول، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، مرضا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿ولھم عذاب الیم بماکانوایکذبون﴾

و: عاطفہ، ھم: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب: موصوف، الیم: صفت اول، ب: جار، ما: مصدریہ، کانوا: فعل ناقص، واؤ ضمیر اسم، یکذبون: جملہ فعلیہ خبر، جملہ فعلیہ ناقصہ ہو کر بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور ملکر صفت ثانی، موصوف صفت ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا قیل لھم لاتفسدوا فی الارض قالوا انمانحن مصلحون﴾

و: عاطفہ، اذا: ظرف زمان متضمن بمعنی شرط، مفعول فیہ مقدم، قیل: فعل، لھم: ظرف لغو، لا تفسدوا فی الارض: جملہ فعلیہ ہو کر نائب الفاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط، قالوا: فعل بافاعل، انما: کافہ، نحن مصلحون: جملہ اسمیہ ہو کر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جزاء، جو اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر یکذبون پر معطوف۔

﴿الا انهم هم المفسدون ولا كن لا يشعرون﴾

الا:حرفِ تنبیہ،انّ:حرف مشبہ بالفعل،هم:ضمیر اسم،هم المفسدون:جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،و:عاطفہ،لکن:حرف استدراک،لا يشعرون:جملہ فعلیہ،واذا قيل پر معطوف ہے۔

﴿واذا قيل لهم امنوا كما امن الناس قالوا انؤمن كما امن السفهاء﴾

و:عاطفہ،اذا:ظرف زمان متضمن بمعنی شرط،مفعول فیہ مقدم،قيل:فعل،لهم:متعلق،امنوا:فعل بافاعل،ک:جار، ما امن الناس:جملہ بتاویل مصدر مجرور ملکر ظرف لغو،امنو فعل اپنے متعلقات اور نائب الفاعل مصدر قالوا سے ملکر(اصل عبارت یوں ہے کہ واذا قيل لهم وقل هو امنوا)شرط،قالوا انؤمن كما امن،الالخ......بلحاظ ماقبل ترکیب جوابِ شرط،شرط جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿الاانهم همّ السفهاء ولكن لا يعلمون﴾

الا:حرف تنبیہ،انهم:حرف مشبہ بالفعل بااسم،هم السفهاء:جملہ اسمیہ ہوکر خبر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،لکن:حرف استدراک،لا يعلمون:فعل بافاعل جملہ فعلیہ و اذا قيل پر معطوف ہے۔

﴿واذا لقوا الذين امنوا قالوا امنا﴾

و:عاطفہ ماقبل اذا پر،اذا:ظرف زمان متضمن بمعنی شرط،مفعول فیہ مقدم،لقوا:فعل بافاعل،الذين امنوا:موصول صلہ ملکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،قالوا:فعل بافاعل ملکر قول،امنا:مقولہ،جملہ قولیہ جواب شرط،شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واذا خلوا الى شيطينهم قالوا انا معكم انما نحن مستهزء ون﴾

و:عاطفہ ماقبل پر معطوف،اذا:ظرف زمان متضمن بمعنی شرط،مفعول فیہ مقدم،خلوا الى شيطينهم:فعل بافاعل اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،قالوا:فعل بافاعل قول،انامعكم:جملہ اسمیہ مؤکدہ،انما نحن مستهزء ون:جملہ اسمیہ تاکید،مؤکد تاکید ملکر مقولہ،جو اپنے قول سے ملکر جواب شرط،شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿الله يستهزیء بهم ويمد هم فی طغيانهم يعمهون﴾

الله:اسم جلالت مبتدا،يستهزیء بهم:فعل بافاعل اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و:عاطفہ،يمدهم:فعل بافاعل،هم:ضمیر ذوالحال،فی طغيانهم:ظرف لغو،يعمهون:جملہ فعلیہ حال،جو اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر معطوف،جو اپنے معطوف علیہ سے ملکر خبر،جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک الذين اشتروا الضللة بالهدى فما ربحت تجارتهم وما كانوا مهتدين﴾

اولئک:مبتدا،الذين:موصول،اشتروا الضللة بالهدى:جملہ فعلیہ معطوف علیہ،فما ربحت تجارتهم:جملہ فعلیہ معطوف

اول،وماکانوا مھتدین: جملہ فعلیہ معطوف ثانی ،ملکر صلہ،موصول صلہ ملکر خبر، جملہ اسمیہ۔

﴿مثلھم کمثل الذی استوقدنارا﴾

مثلھم: مبتدا،ک:جار،مثل: مضاف،الذی: موصول،استوقد نارا :فعل با فاعل ومفعول بہ صلہ،موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، جو اپنے مضاف سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق بمحذوف خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلما اضاء ت ما حولہ ذھب اللہ بنورھم﴾

ف: حرف عطف،لما: ظرف زماں، بمعنی شرط،اضاء ت ماحولہ: فعل با فاعل ومفعول بہ جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ذھب اللہ بنورھم: جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،شرط جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وترکھم فی ظلمت لایبصرون﴾

و:عاطفہ،ترک: فعل،ھم: ضمیر ذوالحال،فی ظلمت: ظرف لغو،لا یبصرون: جملہ فعلیہ ہوکر حال، جو اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول، ،جملہ فعلیہ، ماقبل (ذھب اللہ بنورھم) پر معطوف ہے۔

﴿صم بکم عمی فھم لایرجعون﴾

ھم: مبتدا محذوف،صم: خبر اول،بکم: خبر ثانی،عمی: خبر ثالث،ملکر جملہ اسمیہ،ف: عاطفہ،ھم: مبتدا،لا یرجعون :خبر،ملکر جملہ اسمیہ، ماقبل پر معطوف ہوا۔

﴿او کصیب من السماء فیہ ظلمت ورعد وبرق﴾

او: عاطفہ،ک: جار،اصحاب: مضاف محذوف،صیب: موصوف،من السماء: ظرفِ مستقر،صفت اول،فیہ: ظرف مستقر خبر مقدم،ظلمت: معطوف علیہ،ورعد وبرق: معطوفین سے ملکر مبتدا مؤخر، جملہ اسمیہ ہوکر صفت ثانی،مرکب توصیفی مضاف الیہ، جو اپنے مضاف سے ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر مثلھم مبتدا محذوف کی خبر، مبتدا خبر جملہ اسمیہ۔

﴿یجعلون اصابعھم فی آذانھم من الصواعق حذر الموت﴾

یجعلون :فعل با فاعل،اصابعھم: مفعول بہ،فی اذانھم: ظرف لغو اول،من الصواعق: ظرف لغو ثانی،حذر الموت: مفعول لہ ،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللہ محیط بالکافرین﴾

و: اعتراضیہ،اللہ: اسم جلالت مبتدا،محیط بالکفرین: اسم فاعل باھو ضمیر مستتر فاعل وظرف لغو شبہ جملہ ہوکر خبر، جملہ اسمیہ معترضہ۔

﴿یکاد البرق یخطف ابصارھم﴾

یکاد: فعل مقاربہ،البرق:اسم،یخطف ابصارھم: جملہ فعلیہ ہوکرخبر،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿کلما اضاء لھم مشوا فیہ واذا اظلم علیھم قاموا﴾

کلما: ظرف زمان متضمن بمعنی شرط،اضاء لھم: فعل بافاعل ومتعلق جملہ فعلیہ ہوکرشرط، مشوا فیہ: فعل بافاعل ومتعلق ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،و: عاطفہ،اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط مفعول فیہ مقدم،اظلم علیھم: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول فیہ مقدم سے ملکر شرط،قاموا: جملہ فعلیہ جواب شرط، جواپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿ولوشاء اللہ لذھب بسمعھم وابصارھم﴾

و: مستانفہ،لو: شرطیہ،شاء اللہ: فعل بافاعل،(اذھاب سمعھم بقصیف الرعد وابصارھم بومیض البرق)مفعول محذوف،ملکر جملہ فعلیہ شرط،لذھب بسمعھم وابصارھم: جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان اللہ علی کل شیء قدیر﴾

انّ: حرف مشبہ بالفعل،اللہ: اسم جلالت اسم،علی کل شیء: ظرف لغو مقدم،قدیر: صفت مشبہ ھو ضمیر فاعل،شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

﴿شان نزول﴾

☆......یخدعون اللّٰہ والذین امنوا ......☆یہاں سے تیرہ آیتیں منافقین کی شان میں نازل ہوئیں جو باطن میں کافر تھے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے،اللہ ﷻ نے فرمایا وما ھم بمومنین ،وہ ایمان والے نہیں یعنی کلمہ پڑھنا،اسلام کا مدعی ہونا،نماز روزہ ادا کرنا مومن ہونے کیلئے کافی نہیں جب تک دل میں تصدیق نہ ہو۔

☆......واذا لقواالذین امنوا ......☆یہ آیت عبداللہ بن ابی وغیرہ منافقین کے بارے میں نازل ہوئی،ایک روز انہوں نے صحابہ کرام ﷺ کی جماعت کو آتے دیکھا تو ابن اُبَی نے اپنے یاروں سے کہا:''دیکھو تو! میں کیسا بناتا ہوں۔'' جب وہ حضرات قریب پہنچے تو ابن اُبَی نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ﷺ کا دستِ مبارک اپنے ہاتھ میں لے کر آپ کی تعریف کی،پھر اسی طرح حضرت سیدنا عمر ﷺ اور حضرت علی ﷺ کی تعریف کی،حضرت علی مرتضیٰ ﷺ نے فرمایا:''اے ابن اُبَیّ اخدا سے ڈر،نفاق سے باز آ،کیونکہ منافقین بدترین خلق ہیں۔'' اس پر وہ کہنے لگا کہ یہ باتیں ڈر نفاق سے نہیں کی گئیں،بخدا ہم آپکی طرح مومن صادق ہیں۔'' جب یہ حضرات تشریف لے گئے تو اپنے یاروں میں اپنی چالبازی پر فخر کرنے لگا،اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ منافقین مومنین سے ملتے وقت اظہارِ ایمان اخلاص سے کرتے ہیں اوران سے علیحدہ ہوکر خاص مجلسوں میں انکی ہنسی اڑاتے اوراستہزاء کرتے ہیں۔

☆......اولئک الذین اشتروا الضللۃ......☆یہ آیت یاان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جوایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے یا

یہود کے حق میں جو پہلے سے تو حضور ﷺ پر ایمان رکھتے تھے مگر جب حضور ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تو منکر ہو گئے یا تمام کفار کے حق میں، کہ اللہ ﷻ نے انہیں فطرتِ سلیمہ عطا فرمائی، حق کے دلائل واضح کیے، ہدایت کی راہیں کھولیں لیکن انہوں نے عقل وانصاف سے کام نہ لیا اور گمراہی اختیار کی۔

☆......**او کصیب من السماء فیہ ظلمت** ......☆ منافقوں میں سے دو آدمی حضور ﷺ کے پاس سے مشرکین کی طرف بھاگے، راہ میں یہی بارش آئی جس کا آیت میں ذکر ہے، اس میں شدت کی گرج، چمک اور کڑک تھی، جب گرج ہوتی تو کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے کہ کہیں یہ کانوں کو پھاڑ کر مار نہ ڈالے، جب چمک ہوتی چلنے لگتے، جب اندھیری ہوتی اندھے رہ جاتے، آپس میں کہنے لگے: "خدا خیر سے صبح کرے تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ہاتھ حضور ﷺ کے دستِ اقدس میں دیں۔" چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اسلام پر ثابت قدم رہے، انکے حال کو اللہ ﷻ نے منافقین کے لئے مثل (کہاوت) بنایا جو مجلس شریف میں حاضر ہوتے تو کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے کہ کہیں حضور ﷺ کا کلام اثر نہ کر جائے جس سے مر ہی جائیں اور جب انکے مال واولاد زیادہ ہوتے اور فتوح وغنیمت ملتی تو بجلی کی چمک والوں کی طرح چلتے اور کہتے کہ اب تو دینِ محمدی سچا ہے اور جب مال واولاد ہلاک ہوتے اور کوئی بلا آتی تو بارش کی اندھیریوں میں ٹھٹک رہنے والوں کی طرح کہتے کہ یہ مصیبتیں اسی دین کی وجہ سے ہیں اور اسلام سے پلٹ جاتے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

منافق کسے کہتے ہیں؟

۱......منافق اسے کہتے ہیں جو دل میں تو کفر کا اعتقاد رکھے لیکن زبان سے ایمان کا اظہار کرے۔ (التعریفات، ص ۱۸٤)

منافق اور مؤمن کے ایمان میں فرق یہ ہے کہ منافق محض زبان سے ایمان کا اظہار کرتا ہے جبکہ مؤمن ظاہری اور باطنی ایمان سے مزین ہوتا ہے۔

مرض کی لغوی و اصطلاحی تعریف:

۲......قرآن مجید میں لفظِ مرض بارہ مقامات پر آیا ہے۔ لغوی تعریف یہ ہے کہ اس سے مراد وہ عوارض ہیں جو انسانی بدن کو لاحق ہو کر اس کو حدِ اعتدال سے خارج کر دیتے ہیں۔ (التعریفات، ص ١٦٨)

اصطلاحی تعریف حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت یہ فرماتے ہیں کہ یہاں اس آیتِ مبارکہ میں مرض سے مراد مذکورہ عوارض نہیں کہ جو انسانی جسم کو کمزور کر کے ہلاکت تک پہنچا دیں بلکہ مرض کا اطلاق کبھی کبھی مجازاً دوسرے

عوارضِ نفسانیہ پر بھی ہوتا ہے جیسے جہالت، کفر، حسد، بدعقیدگی وغیرہ، اس لئے کہ یہ تمام امراض فضائل وکمالات کے حصول سے نہ صرف مانع ہیں بلکہ ابدی ہلاکت تک بھی پہنچانے والے ہیں، منافقین ان امراض میں سے انتہائی اخبث مرض میں مبتلا تھے اور اپنی ریاست وسیاست کو ختم ہوتے اور مؤمنین کی شان کو بلند ہوتے دیکھ کر انتہائی کرب محسوس کرتے تھے۔ (المظھری، ج۱، ص۳۶)

فسادِ منافقین:

۳......فساد سے مراد لوگوں کو دینِ محمد ﷺ سے روکنا ہے۔ (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص۵)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فساد کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''فساد، صلاح کی ضد ہے، یعنی لفظِ فساد ہر نقصان اور لفظِ صلاح ہر فائدہ کیلئے استعمال کیا جاتا ہے، منافقین کا زمین میں فساد یہ تھا کہ مسلمانوں کو دھوکہ دیکر جنگ کی آگ بھڑکاتے اور لوگوں کو آقائے دوجہاں ﷺ اور قرآن پر ایمان لانے سے منع کرتے۔ (المظھری، ج۱، ص۳۷)

''کما امن السفھاء'' سے مراد:

۴......منافقین کے اس قول سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ (الجمل، ج۱، ص۲۷)

منافقوں کا استہزاء:

۵......امام ابن جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اپنی سند کے ساتھ نقل فرماتے ہیں: ''بعض یہودی (منافق) جب آقائے نامدار ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کرتے تو کہتے: ''ہم تمہارے دین پر ہیں۔'' اور جب اپنے اصحاب سے تنہائی میں ملتے جو کافروں کے سردار تھے تو کہتے: ''ہم یقیناً تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو صرف مذاق کرتے ہیں۔''

(جامع البیان، ج۲، ص۱۰۱)

استہزاءِ باری تعالیٰ کی تعریف:

۶......الاستھزاء سے مراد کسی کو حقیر اور ذلیل کرنا نیز کسی ایسے سبب کی بناء پر اس کے عیوب ونقائص کے بارے میں دوسروں کو آگاہ کرنا کہ جس سے ہنسا جاسکتا ہو اور بسا اوقات یہ کام اس کی باتوں یا کاموں یا اشاروں کنایوں کی نقل اتارنے سے بھی ہو سکتا ہے۔ (روح المعانی، الجزء: الاول، ص۲۱۳)

صدر الافاضل حضرت محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خزائن العرفان میں فرماتے ہیں: ''اللہ ﷻ استہزاء اور تمام نقائص اور عیوب سے منزہ وپاک ہے، یہاں جزاءِ استہزاء کو استہزاء فرمایا گیا تا کہ خوب دل نشین ہو جائے کہ یہ سزا اس ناکردنی فعل کی

ہے، ایسے موقع پر جزاء کو اسی فعل سے تعبیر کرنا آئینِ فصاحت ہے جیسے جزاء سیئۃ بمثلھا۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۲۲)

"اشتروا الضللۃ بالھدی" کی وضاحت:

ے......ہدایت کے بدلے گمراہی خریدنے والوں کی یہ دوسری تمثیل ہے کہ جیسے بارش زمین کی حیات کا سبب ہوتی ہے اور اسکے ساتھ خوفناک تاریکیاں اور مہیب گرج چمک ہوتی ہے اسی طرح قرآن اور اسلام قلوب کی حیات کا سبب ہیں اور کفر و شرک و نفاق ظلمت کے مشابہ جیسے تاریکی رہرو کو منزل تک پہنچنے سے مانع ہوتی ہے ایسے ہی کفر و نفاق راہ یابی سے مانع ہیں اور وعیدات گرج کے اور حجج بینہ چمک کے مشابہ ہیں۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۲۶)

قولہ متکاثفۃ:

۸......یہاں تین قسم کی تاریکیاں مذکور ہیں یعنی بادل، بارش اور رات کی تاریکی۔ (الجمل، ج ۱، ص ۳۳)

باطنی بصارت:

۹......اللہ ﷻ انکی ظاہری بصارت لے گیا جیسا کہ باطنی لے گیا، جبکہ باطنی بصارت سے مراد دل ہیں یعنی اللہ ﷻ نے ان کے دلوں کو اندھا کردیا اور انہیں حق کے ادراک سے روک دیا جو اس بات پر دلیل ہے کہ اللہ ﷻ کا فرمانِ عالیشان: ولو شاء اللہ...... الخ، کا مرجع منافقین ہیں کیونکہ انکی آنکھیں اور دل کفر کی وجہ سے اندھے کئے گئے نہ کہ اصحاب صیب کے، اس لئے کہ وہ آنکھوں کے اندھے نہ تھے، نیز رات کی تاریکی، گرج اور چمک اس بات کا تقاضا نہیں کرتیں کہ انکے دل بھی اندھے ہوں۔

(الجمل، ج ۱، ص ۳۷،۳٦)

اغراض:

نزل فی المنافقین: اس بارے میں شان نزول کے تحت مطالعہ فرمالیں۔ خداعھم: یعنی سُست اور بوجھل ہونے کا وبال۔
لانہ آخر الایام: عرف کے اعتبار سے یوم کے معنی وہ زمانہ ہے جو کہ طلوع شمس سے لے کر غروف آفتاب تک پایا جائے، اور شرعاً اس سے مراد وہ زمانہ ہے جو کہ طلوع فجر سے لے کر غروب تک پایا جائے اور یہاں دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی ارادہ کرنا صحیح نہیں ہے اس لئے کہ اس سے مراد وقت ہوگا جو کہ محدود ہو جائے گا یا غیر محدود، اول صورت یہ ہے کہ آخر اوقات محدود ہیں مراد قیامت میں جمع کئے جانے کا وقت اور حساب کا وقت ہے یہاں تک کہ جنتی جنت میں چلے جائیں اور جہنمی جہنم میں داخل ہو جائیں، اور دوسری صورت یہ ہے کہ جس کی کوئی حد ہی نہ ہو جس میں ہمشگی پائی جائے، جس کے لئے انقطاع نہ ہو اور یہی وہ وقت ہے جسے قاضی اور دوسرے اہل علم نے ترجیح دی ہے۔ یترددون: یعنی کفر پر باقی رہنے میں اور ایمان کے ترک کرنے کے معاملے میں حیران ہیں۔

لیدفعوا عنھم احکامہ: یہاں ان کے خدع یعنی دھوکے کی غرض بیان کرنا مقصود ہے۔الدنیویۃ: جیسا کہ قتل، قید، جزیہ متعین کرنا یا جیسا کہ ان کا مومنین کے زمرے میں اکرام واعظام سے داخل ہونا، اس کے علاوہ اور بھی کئی اغراض ہو سکتی ہیں۔لان وبال شک ونفاق: یہ معنی مجازی کی جانب اشارہ ہے، یعنی مرض کو شک ونفاق سے بطور مجاز تعبیر کیا۔

وذکر اللہ فیھا تحسین: یعنی کلام بطریق مجاز مرکب، یا مجازِ عقلی یا توریہ ہے اور یہ تینوں باتیں حسن کلام سے تعلق رکھتی ہیں۔

للتنبیہ: یعنی مخاطب کو اس حکم پر تنبیہ ہے جو اس کے مابعد آنے والا ہے۔بذلک: یعنی منافقین اصلاح کی غرض سے فساد نہ کرتے تھے (کہ کوئی اصلاح کی غرض سے فساد نہیں کیا کرتا) یا یہ معنی ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب ﷺ کو ان کے فساد سے باخبر فرما دیا۔

الجھال: مفسر نے السفہ کی تفسیر جہل کے ساتھ کی، اس لئے کہ یہ علم کے مقابلے میں ہوتا ہے اور اس کے علاوہ کی نقص عقل یعنی عقل میں کمی آنے سے، اس لئے کہ السفہ کم عقل اور نادان ہوتا ہے اور ان دونوں کے تقاضے عقل اور علم کا نقصان ہے۔

ذلک: یعنی یہ بیوقوف لوگ۔اصلہ لقیوا: بروزن شربوا، یعنی لام کھےکی یاء کو حذف کیا اور اس کی کسرہ کو واوکی مناسبت سے عین کلمہ یعنی قاف پر ضمہ دیا تو فعوا کے وزن پر لقوا ہو گیا۔واذا خلوا منھم: منھم بمعنی عنھم ہے، یعنی منافقین مومنوں سے الگ ہوتے ہیں۔یمھلھم: اس جملے سے اس جانب اشارہ ہے کہ یہ المد سے ہے یعنی عمر میں طویل ہونا مراد ہے۔

تحیرا: مفعول ہے یا یترددون سے حال مؤکدہ ہے۔فی نفقاتھم: بمعنی فی حال نفقاتھم ہے۔

انارت: اضائت کی تفسیر انارت سے بیان کرنے سے مقصود اس فعل کا متعدی ہونا بیان کرنا ہے اور اس کا فاعل ضمیر مستتر ہے اور ما موصولہ مفعول ہے، اصل عبارت یوں ہے کہ اضائت النار المکان الذی حولہ۔مراعاۃ لمعنی الذی: یعنی اس کے بعد اس آگ کی روشنی کو الذی کے معنی میں کر دیا جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ﴿وخضتم﴾ بمعنی الذی خاضوا کے معنی میں ہے۔

عن الضلالۃ: اس جملے کو ذکر کرنے میں اس جانب اشارہ ہے کہ فعل لا یرجعون لازم ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ متعدی ہے اس کا مفعول محذوف ہے تقدیر عبارت یوں ہے کہ لا یرجعون جواب ہے لا یردونہ کا فھم میں فاء منافقین کی حیرانی اور ان کے سابقہ دین پر رکے رہنے کے سبب ان کے سابقہ احکام کے ساتھ متصف ہونے پر دلالت کرتی ہے۔واصلہ صیوب: یعنی واو اور یاء کے اجتماع کی وجہ سے واو کو یاء کیا اور یاء کا یاء میں ادغام کر دیا۔ای انامِلھم: اصابعھم کا معنی انامِلھم بیان کر کے اس جانب اشارہ کیا ہے کہ یہ مجاز لغوی کی اقسام میں سے ایک قسم ہے اور اس سے کل کا جزء پر اطلاق کرنا مراد ہے اور اسے اصابع سے تعبیر کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ بغیر کسی شمار کے منہ میں انگلیاں ڈال لیتا ہے اور یہ سخت آواز سے قرار پانے میں مبالغہ کے طور پر ہے گویا ایسا ہے کہ ساری ہی انگلیاں منہ میں ڈال لی ہوں۔

لئلا یسمعوہ الخ: اس قول کی نظیر جانب مشبہ بہ من الصواعق حذر الموت میں ملتی ہے، پس یہ لوگ اپنے کانوں کو قرآن کے سننے

سے روکتے ہیں کہ کہیں ایمان کی جانب مائل نہ ہو جائیں جو کہ ان کے نزدیک موت سے کم نہ تھا۔المشبہ بالظلمات:یعنی دلیل کے باوجود ہدایت کا نا پایا جانا اور دین و دنیا میں حیران پھرنا۔المشبہ بالرعد :یعنی قرآن سے اس طرح دور بھاگتے جیسا کہ کڑک سے خود کو دور کرتے اور ہر ڈرانے والی چیز سے خود کو دور کرتے۔تمثیل لازعاج ما فی القرآن الخ:یعنی بجلی ان کی آنکھوں کو اچک نہ لے۔وتصدیقہم الخ:یعنی بجلی کی روشنی میں وہ چلتے۔ووقوفہم الخ:یعنی اندھیری میں رک جاتے۔(الجمل،ج۱،ص۲۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۳

﴿یایھاالناس﴾ اَیْ اَھْلُ مَکَّۃَ ﴿اعبدوا﴾ وَحِّدُوْا ﴿ربکم الذی خلقکم﴾ اَنْشَاَکُم وَلَمْ تَکُوْنُوْا شَیْئًا ﴿و﴾ خَلَقَ ﴿الذین من قبلکم لعلکم تتقون (۲۱)﴾ بِعِبَادَتِہٖ عِقَابَہٗ وَلَعَلَّ فِی الْاَصْلِ لِلتَّرَجِّیْ وَفِیْ کَلَامِہٖ تَعَالٰی لِلتَّحْقِیْقِ ﴿الذی جعل﴾ خَلَقَ ﴿لکم الارض فراشا﴾ حَالٌ، بِسَاطًا یُّفْتَرِشُ لَا غَایَۃَ لَھَا فِی الصلابَۃِ اَوِاللُّیُوْنَۃِ فَلَا یُمْکِنُ الْاِسْتِقْرَارُ عَلَیْھَا ﴿والسماء بناء﴾ سَقْفًا ﴿وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من﴾ اَنْوَاعِ ﴿الثمرت رزقا لکم﴾ تَاْکُلُوْنَہٗ وَتَعْلِفُوْنَ بِہٖ دَوَابَّکُمْ ﴿فلا تجعلوا للہ اندادا﴾ شُرَکَاءَ فِی الْعِبَادَۃِ ﴿وانتم تعلمون(۲۲)﴾ اَنَّہُ الْخَالِقُ وَلَا یَخْلُقُوْنَ وَلَا یَکُوْنُ اِلٰھًا اِلَّا مَنْ یَّخْلُقُ ﴿وان کنتم فی ریب﴾ شَکٍّ ﴿مما نزلنا علی عبدنا﴾ مُحَمَّدٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اَنَّہٗ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ ﴿فاتوا بسورۃ من مثلہ﴾ اَیِ الْمُنَزَّلِ وَمِنْ لِلْبَیَانِ اَیْ ھِیَ مِثْلُہٗ فِی الْبَلَاغَۃِ وَحُسْنِ النَّظْمِ وَالْاِخْبَارِ عَنِ الْغَیْبِ وَالسُّوْرَۃُ قِطْعَۃٌ لَّھَا، اَوَّلٌ وَاٰخِرٌ وَاَقَلُّھَا ثَلٰثُ اٰیَاتٍ ﴿وادعواشھداء کم﴾ اٰلھتکم التی تعبدونھا ﴿من دونِ اللہ﴾ اَیْ غَیْرِہٖ لِتُعِیْنَکُمْ ﴿ان کنتم صدقین(۲۳)﴾ فِیْ اَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَالَہٗ مِنْ عِنْدِ نَفْسِہٖ فَافْعَلُوْا ذٰلِکَ فَاِنَّکُمْ عَرَبِیُّوْنَ فُصَحَاءُ مِثْلَہٗ وَلَمَّا عَجِزُوْا عَنْ ذٰلِکَ قَالَ تَعَالٰی ﴿فان لم تفعلوا﴾ مَاذُکِرَ لِعِجْزِکُمْ ﴿ولن تفعلوا﴾ ذٰلِکَ اَبَدًا لِظُھُوْرِ اِعْجَازِہٖ اِعْتِرَاضٌ ﴿فاتقوا﴾ بِالْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ وَاَنَّہٗ لَیْسَ مِنْ کَلَامِ الْبَشَرِ ﴿النارالتی وقودھا الناس﴾ اَلْکُفَّارُ ﴿والحجارۃ﴾ کَاَصْنَامِھِمْ مِّنْھَا یَعْنِیْ اِنَّھَا مُفْرِطَۃُ الْحَرَارَۃِ تُتَّقَدُ بِمَا ذُکِرَ لَا کَنَارِ الدُّنْیَا تُتَّقَدُ بِالْحَطَبِ وَنَحْوِہٖ ﴿اعدت﴾ ھُیِّئَتْ ﴿للکفرین (۲۴)﴾ یُعَذَّبُوْنَ بِھَا، جُمْلَۃٌ مُّسْتَانِفَۃٌ اَوْ حَالٌ لَازِمَۃٌ ﴿وبشر﴾ اَخْبِرْ ﴿الذین امنوا﴾ صَدَّقُوْا بِاللّٰہِ ﴿وعملوا الصلحت﴾ مِنَ الْفُرُوْضِ وَالنَّوَافِلِ ﴿ان﴾ اَیْ بِاَنَّ ﴿لھم جنت﴾ حَدَائِقَ ذَاتَ شَجَرٍ وَّمَسَاکِنَ ﴿تجری من تحتھا﴾ اَیْ تَحْتَ اَشْجَارِھَا وَقُصُوْرِھَا ﴿الانھر﴾ اَیِ الْمِیَاہُ فِیْھَا وَالنَّھْرُ الْمَوْضِعُ الَّذِیْ یَجْرِیْ فِیْہِ الْمَاءُ لِاَنَّ الْمَاءَ یَنْھَرُہٗ اَیْ یَحْفِرُہٗ وَاِسْنَادُ

الْجَرْىِ اِلَيْهِ مَجَازٌ ﴿كلما رزقوا منها﴾ اُطْعِمُوْا مِنْ تِلْكَ الْجَنَّاتِ ﴿من ثمرة رزقا قالوا هذا الذى﴾ اَىْ
مِثْلُ مَا ﴿رزقنا من قبل﴾ اَىْ قَبْلَهُ فِى الْجَنَّةِ لِتَشَابُهِ ثِمَارِهَابِقَرِيْنَةِ ﴿واتوا به متشابها﴾ يَشْبَهُ بَعْضُهُ بَعْضًا
لَوْنًا وَّيَخْتَلِفُ طُعْمًا ﴿ولهم فيها ازواج﴾ مِنَ الْحُوْرِ وَغَيْرِهَا ﴿مطهرة﴾ مِنَ الْحَيْضِ وَكُلِّ قَذْرٍ ﴿وهم
فيها خلدون (۲۵)﴾ مَاكِثُوْنَ اَبَدًا لَا يَفْنُوْنَ وَلَا يَخْرُجُوْنَ وَنَزَلَ رَدًّا لِقَوْلِ الْيَهُوْدِ لَمَّا ضَرَبَ اللّٰهُ الْمَثَلَ
بِالذُّبَابِ فِىْ قَوْلِهٖ "وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا" وَالْعَنْكَبُوْتِ فِىْ قَوْلِهٖ "كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ" مَا اَرَادَ اللّٰهُ
بِذِكْرِ، هٰذِهِ الْاَشْيَاءُ الْخَسِيْسَةُ فَاَنْزَلَ عَلَيْهَا﴿ان الله لا يستحي ان يضرب﴾ يَجْعَلَ ﴿مثلا﴾ مَفْعُوْلٌ اَوَّلٌ
﴿ما﴾ نَكِرَةٌ مَوْصُوْفَةٌ بِمَا بَعْدَهَا مَفْعُوْلٌ ثَانٍ اَىْ مِثْلَ كَانَ اَوْ زَائِدَةٌ لِتَاكِيْدِ الْخِسَّةِ فَمَابَعْدَهَا الْمَفْعُوْلُ
الثَّانِىْ ﴿بعوضة﴾ مُفْرَدُ (اَلْبَعُوْضِ) وَهُوَ صِغَارُ الْبَقِّ ﴿فما فوقها﴾ اَىْ اَكْبَرَ مِنْهَا اَىْ لَا يَتْرُكُ بَيَانَهُ
لِمَافِيْهِ مِنَ الْحِكَمِ ﴿فاما الذين امنوا فيعلمون انه﴾ اَىِ الْمَثَلَ ﴿الحق﴾ اَلثَّابِتُ الْوَاقِعُ مَوْقِعَهُ ﴿من ربهم
واما الذين كفروا فيقولون ماذا اراد الله بهذا مثلا﴾ تَمْيِيْزٌ اَىْ بِهٰذَا الْمَثَلِ، وَمَا اِسْتِفْهَامُ اِنْكَارٍ وَمُبْتَدَأٌ،
وَذَا بِمَعْنَى الَّذِىْ بِصِلَتِهٖ، خَبَرُهٗ اَىْ اَىُّ فَائِدَةٍ فِيْهِ؟ قَالَ تَعَالٰى فِىْ جَوَابِهِمْ ﴿يضل به﴾ اَىْ بِهٰذَا الْمَثَلِ
﴿كثيرا﴾ عَنِ الْحَقِّ لِكُفْرِهِمْ بِهٖ ﴿ويهدى به كثيرا﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِتَصْدِيْقِهِمْ بِهٖ ﴿وما يضل به الا
الفاسقين (۲۶)﴾ اَلْخَارِجِيْنَ عَنْ طَاعَتِهٖ ﴿الذين﴾ نَعْتٌ ﴿ينقضون عهد الله﴾ مَا عَهِدَهٗ اِلَيْهِمْ فِى الْكُتُبِ
مِنَ الْاِيْمَانِ بِمُحَمَّدٍ ﷺ ﴿من بعد ميثاقه﴾ تَوْكِيْدِهٖ عَلَيْهِمْ ﴿ويقطعون ما امر الله به ان يوصل﴾ مِنَ
الْاِيْمَانِ بِالنَّبِىِّ ﷺ وَالرَّحِمِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ، وَاَنْ بَدَلٌ مِّنْ ضَمِيْرِ بِهٖ ﴿ويفسدون فى الارض﴾ بِالْمَعَاصِىْ
وَالتَّعْوِيْقِ عَنِ الْاِيْمَانِ ﴿اولئك﴾ اَلْمَوْصُوْفُوْنَ بِمَا ذُكِرَ ﴿هم الخسرون (۲۷)﴾ لِمَصِيْرِهِمْ اِلَى النَّارِ
الْمُؤَبَّدَةِ عَلَيْهِمْ ﴿كيف تكفرون﴾ يَا اَهْلَ مَكَّةَ ﴿بالله و﴾ قَدْ ﴿كنتم امواتا﴾ نُطَفًا فِى الْاَصْلَابِ
﴿فاحيكم﴾ فِى الْاَرْحَامِ وَ الدُّنْيَا بِنَفْخِ الرُّوْحِ فِيْكُمْ، وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلتَّعَجُّبِ مِنْ كُفْرِهِمْ مَعَ قِيَامِ الْبُرْهَانِ
اَوْ لِلتَّوْبِيْخِ ﴿ثم يميتكم﴾ عِنْدَ اِنْتِهَاءِ اٰجَالِكُمْ ﴿ثم يحييكم﴾ بِالْبَعْثِ ﴿ثم اليه ترجعون (۲۸)﴾ تُرَدُّوْنَ
بَعْدَ الْبَعْثِ فَيُجَازِيْكُمْ بِاَعْمَالِكُمْ وَقَالَ دَلِيْلاً عَلَى الْبَعْثِ لَمَّا اَنْكَرُوْهُ ﴿هو الذى خلق لكم ما فى
الارض﴾ اَىِ الْاَرْضَ وَمَا فِيْهَا ﴿جميعا﴾ لِتَنْتَفِعُوْا بِهٖ وَتَعْتَبِرُوْا ﴿ثم استوى﴾ بَعْدَ خَلْقِ الْاَرْضِ اَىْ
قَصَدَ ﴿الى السماء فسوهن﴾ اَلضَّمِيْرُ يَرْجِعُ اِلَى السَّمَآءِ لِاَنَّهَا فِىْ مَعْنَى الْجَمْعِ الْاٰيِلَةِ اِلَيْهِ اَىْ صَيَّرَهَا

كَمَا فِيْ اٰيَةِ اُخْرٰى فَقَضَاهُنَّ ﴿سبع سموت وهو بكل شيء عليم(٢٩)﴾ مُجْمَلاً وَّمُفَصَّلاً اَفَلاَ تَعْتَبِرُوْنَ اَنَّ الْقَادِرَ عَلٰى خَلْقِ ذٰلِكَ اِبْتِدَاءً وَّهُوَ اَعْظَمُ مِنْكُمْ قَادِرٌ عَلٰى اِعَادَتِكُمْ۔؟

﴿ترجمہ﴾

اے لوگو!......۱......(یعنی اے اہلِ مکہ) پوجو (اسی ایک) اپنے رب کو جس نے تمہیں پیدا کیا (ابتداء میں وجود عطا فرمایا جبکہ تم کچھ بھی نہ تھے) اور (یعنی پیدا کیا) تم سے اگلوں کو، یہ امید کرتے ہوئے کہ تم ڈرو (اسکی عبادت بجالا کر اسکی سزا سے، لعل اصل میں تو ترجی کیلئے مستعمل ہوتا ہے لیکن کلام باری ﷻ میں تحقیق کا فائدہ دیتا ہے) جس نے بنایا......۲......(یعنی پیدا کیا) تمہارے لئے زمین کو بچھونا (فراشًا حال ہے یعنی ایسا بستر کہ جس میں نہ انتہائی درجے کی سختی ہے اور نہ ہی انتہائی درجے کی نرمی کہ استقرار ہی ممکن نہ ہو) اور آسمان کو عمارت (یعنی چھت) اور آسمان سے پانی اتارا تو اس سے (مختلف اقسام کے) تمہارے کھانے کو کچھ پھل نکالے (جنہیں تم کھاتے ہو اور اپنے جانوروں کو بطورِ چارہ کھلاتے ہو) تو اللہ کیلئے برابر والے نہ ٹھہراؤ (یعنی عبادت میں شریک) اور تم جانتے ہو (کہ خالق صرف وہی ہے اور بت کچھ نہیں پیدا کر سکتے، نیز لائقِ عبادت صرف خالق ہی ہوسکتا ہے) اور اگر تمہیں کچھ شک ہو (ریب بمعنی شک ہے) اس میں جو ہم نے اپنے بندۂ خاص پر اتارا (یعنی محمد ﷺ پر اللہ ﷻ کی طرف سے جو قرآنِ پاک نازل ہوا اس کے منجانب اللہ ہونے میں تمہیں شک ہو) تو اس جیسی کوئی ایک سورت تو لے آؤ......۳......(یعنی قرآنِ کریم کی مثل لے آؤ، یہاں مـن بیانیہ ہے یعنی بلاغت میں، حسنِ نظم میں، غیب کی خبروں میں اسکی مثل لاؤ، سـورۃ ایک ایسے ٹکڑے کو کہتے ہیں جسکا اول اور آخر ہو اور اس میں کم از کم تین آیات ہوں) اور اپنے سب حمائیتیوں کو بلالو (یعنی اپنے ان معبودوں کو جنکی تم عبادت کرتے ہو) اللہ کے سوا (کہ وہ تمہاری مدد کر سکیں، دون اللہ بمعنی غیـر اللہ ہے) اگر تم سچے ہو (اس بات میں کہ محمد ﷺ نے خود یہ مضمون بنا رکھے ہیں تو تم بھی ایسا کرلو کیونکہ تم بھی عربی دان ہو، انہی کی مثل فصیح ہو، اور جب وہ ایسا کرنے سے عاجز ہوگئے تو اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) پھر اگر نہ لاسکو (جس کا تذکرہ ہوا اپنے عجز کی وجہ سے) اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے (یعنی کبھی بھی قرآن کے معجزہ ہونے کی وجہ سے ایسا نہ کرسکو گے، یہ جملہ معترضہ ہے) تو ڈرو (اللہ پر ایمان نہ لانے اور اس بارے میں کہ قرآنِ کریم کسی بشر کا کلام نہیں) اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی (یعنی کافر) اور پتھر ہیں (جیسا کہ انکے پتھروں کے بت، یعنی جہنم کی آگ کی حرارت ان مذکورہ چیزوں کی وجہ سے خوب بڑھ جائیگی اور لکڑی وغیرہ سے جلائی جانے والی دنیاوی آگ کی طرح نہ ہوگی نیز وہ آگ) تیار رکھی ہے (اعدت بمعنی ھیئـت ہے) کافروں کیلئے (جس میں وہ عذاب دیئے جائینگے، یہ جملہ مستانفہ ہے یا پھر حالِ لازمہ ہے) اور خوشخبری (یعنی خبر) دے انہیں جو ایمان لائے (جنہوں نے اللہ کی تصدیق کی) اور اچھے کام (یعنی فرائض ونوافل وغیرہ) کئے، کہ (انَّ بمعنی بانَّ ہے) انکے لئے باغ ہیں......۴......(یعنی ایسے باغ جن میں درخت اور رہائش گاہیں ہوں) جنکے (یعنی ان درختوں اور محلات کے) نیچے نہریں......۵......رواں (ہیں یعنی

ان میں بہتا ہوا پانی ہوگا، الھـــر اس جگہ کو کہتے ہیں جس میں پانی بہتا ہے کہ پانی اس جگہ کو کھود کر گزرتا ہے، نھـــر کی نسبت جاری پانی کی طرف کرنا مجازاً ہے) جب انہیں ان باغوں سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا (یعنی ان باغات سے کھلائے جائیں گے تو اس پھل کی) صورت دیکھ کر کہیں گے یہ تو وہی رزق ہے (یعنی اسی کی مثل ہے) جو ہمیں پہلے ملا تھا (یعنی اس سے پہلے جنت میں کیونکہ جنتی پھل آپس میں ایک دوسرے کے مشابہ ہونگے اور اس پر قرینہ 'اوتــو بــه' ہے) اور دیا گیا انہیں (جنتی رزق) صورت میں ملتا جلتا (کہ وہ رنگ میں تو ایک دوسرے کے مشابہ ہونگے لیکن ذائقے میں مختلف ہوں گے) اور انکے لئے ان باغوں میں بیویاں (یعنی حوریں وغیرہ) ہیں ستھری (یعنی حیض اور ہر قسم کی گندگی سے پاک) اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے (کہ نہ تو وہ مریں گے اور نہ ہی اس سے نکالے جائیںگے، یہ آیتِ مبارکہ یہود کے اس قول کے رد میں نازل ہوئی جب اللہ نے سورۂ حج میں مکھی کی مثال بیان فرمائی ﴿وان یسلبھـم الذباب شیئا﴾ اور سورۂ عنکبوت میں مکڑی کا تذکرہ اس طرح فرمایا ﴿کمثل العنکبوت﴾ تو کہنے لگے کہ اللہ کی ان خسیس اشیاء کے تذکرے سے کیا مراد ہے؟) بیشک اللہ اس سے حیا نہیں فرماتا کہ مثال بیان فرمائے (یضرب بمعنی یجعل ہے) مثلاً (مفعول اول ہے) کوئی سی (مـا نکرہ موصوفہ ہے اور اس کا مابعد مفعول ثانی ہے یعنی اَیَّ مثل کـانَ؟ یا پھر "مـا" زائدہ ہے جو خِسَّت کی تاکید کیلئے ہے اور اسکا مابعد بعوضۃً "یجعل" کا مفعول ثانی ہے) مچھر ہو (بعوضۃ مفرد ہے اور اس سے مراد چھوٹا مچھر ہے) یا اس سے بڑھ کر (یعنی اس سے بڑی چیز، اس لئے کہ ان مثالوں کے بیان میں حکمت ہے لہذا انہیں نہیں چھوڑا جاسکتا) پس جو لوگ ایمان لائے وہ جانتے ہیں کہ (یہ مثال) حق ہے (کہ وہ اپنے موقع کے اعتبار سے واقع کے مطابق ہے) انکے رب کی طرف سے، اور رہے کافر وہ کہتے ہیں ایسی کہاوت میں اللہ کا کیا مقصود ہے (مثلاً تمیز ہے یعنی اصل میں تھا "بھـذا المثل"، ما استفہام انکاری مبتدا ہے اور ذا بمعنی الذی اپنے صلہ کے ساتھ ملکر خبر ہے یعنی اَیُّ فَائِدَۃٍ فیه؟، پس اللہ نے انکے جواب میں ارشاد فرمایا) اللہ گمراہ کرتا ہے اس (مثال) سے بہتیروں کو (حق سے اس کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے) اور بہتیروں کو (یعنی مؤمنوں کو، ان مثالوں کی تصدیق کرنے کی وجہ سے) ہدایت فرماتا ہے، اور اس سے انہیں گمراہ کرتا ہے جو بے حکم ہیں (یعنی اسکی طاعت سے نکلے ہوئے ہیں، الـذیـن، فـاسـقـین ......٦...... کی صفت ہے) وہ جو اللہ کے عہد......ے......کو توڑ دیتے ہیں (یعنی اس عہد کو جو اِن سے اِن کی کتاب میں حضرت سیدنا محمد ﷺ پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا تھا) پکا ہونے (یعنی ان پر اس عہد کے لازم کردینے) کے بعد، اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جسکے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے (یعنی نبی پاک ﷺ پر ایمان لانے اور صلہ رحمی وغیرہ کا، ان "بــــه" کی ضمیر سے بدل ہے) اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں (نافرمانی کرکے لوگوں کو ایمان لانے سے روک کر) وہی (یعنی مذکورہ اوصاف کے حامل) نقصان میں ہیں (آگ ان کا ابدی ٹھکانہ ہے) بھلا تم کیونکر منکر ہوگئے (اے اہلِ مکہ) خدا کے حالانکہ تم مردہ تھے (یعنی صلبوں میں نطفے کی صورت میں تھے) اس نے تمہیں جلایا (رحموں میں اور دنیا میں روح پھونکنے کے ساتھ، یہاں استفہام تعجب کیلئے ہے یعنی واضح دلیل کے قائم ہونے اور زجر و توبیخ کے باوجود ان کا کفر

پر مصر رہنا انتہائی تعجب انگیز ہے) پھر تمہیں مارے گا (تمہاری موت کے مقررہ وقت پر) پھر تمہیں جلائے گا......۸......(قیامت میں زندہ کرکے) پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے (قیامت میں اٹھنے کے بعد، پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دیگا، اس آیتِ کریمہ میں اللہ ﷻ نے منکرینِ بعث پر دلیل قائم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا) وہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے (یعنی زمین اور جو کچھ اس میں ہے) تمام کا تمام (تاکہ تم اس سے نفع اٹھاؤ اور عبرت حاصل کرو) پھر استواء فرمایا (زمین کی تخلیق کے بعد یعنی قصد فرمایا) آسمان کی طرف تو ٹھیک بنائے (هن ضمیر السماء کی طرف راجع ہے کیونکہ السماء باعتبار مایؤول الیه معناً جمع ہے یعنی انہیں ٹھیک کردیا جیسا کہ دوسری آیتِ مبارکہ میں ہے فقضاهن) سات آسمان اور وہ سب کچھ جانتا ہے (مجملا و مفصلا ہر چیز کو، تو کیا تم عبرت نہیں پکڑتے کہ جو ابتداءً ان چیزوں کے پیدا کرنے پر قادر ہے تو کیا وہ مرنے کے بعد تمہیں دوبارہ پیدا نہیں کرسکتا؟)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھاالناس اعبدواربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون﴾

یایھا الناس: جملہ فعلیہ ندائیہ، اعبدوا: فعل، واو ضمیر ذوالحال، لعلکم تتقون: حال، ملکر فاعل، ربکم: موصوف، الذی خلقکم: معطوف علیہ، والذین من قبلکم: معطوف، ملکر صفت اول، موصوف صفت ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقصود بالنداء۔

﴿الذی جعل لکم الارض فراشاوالسماء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقا لکم﴾

الذی: اسم موصول، جعل لکم: فعل با فاعل وظرف لغو، الارض فراشا والسماء بناء: معطوف علیہ با معطوف ملکر مفعول، فعل بامتعلقات جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، وانزل من السماء ماءً: جملہ فعلیہ معطوف اول، فاخرج به،......الخ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، معطوف علیہ معطوفین سے ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر صفت ثانی ربکم کیلئے۔

﴿فلا تجعلوا للہ انداداوانتم تعلمون﴾

ف: تعلیلیہ، لاتجعلوا: فعل نہی، واو ضمیر ذوالحال، للہ: ظرف لغو، اندادا: مفعول، وانتم تعلمون: حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ تعلیلیہ۔

﴿وان کنتم فی ریب ممانزلناعلی عبدنافاء توا بسورة من مثله﴾

و: استئنافیہ، ان: شرطیہ، کنتم فی ریب ممانزلنا علی عبدنا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اتوا بسورة من مثله: جملہ فعلیہ جوابِ شرط، ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿وادعوا شهداء کم من دون اللہ﴾

و:عاطفہ،ادعوا شهداء کم من دون الله:فعل امر با فاعل ومفعول وظرف لغو جملہ فعلیہ ہوکر معطوف (فَأْتُوا) پر۔

﴿ان کنتم صدقین﴾

ان:شرطیہ، کنتم صدقین: جملہ فعلیہ شرط، فافعلوا ذلک: جملہ فعلیہ جواب شرط محذوف، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة اعدت للکفرین﴾

ف:استئنافیہ،ان: شرطیہ،لم تفعلوا :جملہ فعلیہ شرط، ولن تفعلوا :جملہ معترضہ،ف: جزائیہ،اتقوا:فعل،النار : موصوف،التی وقودها الناس والحجارة:مبتداوخبر ملکر صلہ،موصول صلہ ملکر صفت اول،اعدت للکفرین:جملہ فعلیہ صفت ثانی،مرکب توصیفی مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وبشرالذین امنوا وعملوا الصلحت ان لهم جنت تجری من تحتها الانهر﴾

و: عاطفہ بشر: فعل امر انت ضمیر فاعل،الذین: موصولہ،امنوا وعملوا الصلحت :معطوف معطوف علیہ ملکر صلہ،موصول صلہ ملکر مفعول اول،انّ:حرف مشبہ بالفعل،لهم:ظرف مستقر خبر مقدم،جنت:موصوف،تجری من تحتها الانهر :جملہ فعلیہ صفت، مرکب توصیفی مبتدا موخر،جملہ اسمیہ ہوکر مفعول ثانی،بشر فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

﴿کلما رزقوا منها من ثمرة رزقا قالوا هذا الذی رزقنا من قبل﴾

کلما:ظرف زمان متضمن بمعنی شرط،رزقوا منها من ثمرة رزقا :فعل باواو ضمیر نائب الفاعل ودونوں ظرف لغو مفعول بہ ثانی سے ملکر جملہ فعلیہ شرط،الوا:فعل با فاعل،هذا الذی......الخ:جملہ اسمیہ مفعول،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واتوا به متشابها﴾

و:استئنافیہ،اتوا به:فعل با نائب الفاعل وظرف لغو،متشابها: بہ کی ضمیر سے حال،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ولهم فیها ازواج مطهرة وهم فیها خالدون﴾

و: مستانفہ،لهم: ظرف لغو خبر مقدم،فیها ازواج مطهرة:جملہ اسمیہ ہوکر مبتدا موخر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ......

و:عاطفہ،هم: مبتدا،فیها خلدون:خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الله لایستحی ان یضرب مثلاما بعوضة فما فوقها﴾

انّ: حرف مشبہ،الله: اسم جلالت اسم،لایستحی:فعل با فاعل،انْ: مصدریہ،یضرب:فعل با فاعل،مثلا: مبدل منہ،ما:ابہامیہ، بعوضة:معطوف علیہ،فما فوقها :جملہ اسمیہ معطوف،ملکر بدل،جو مبدل منہ سے ملکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،لایستحی فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاما الذین امنوا فیعلمون انه الحق من ربهم﴾

ف: استئنافیه، اما: حرف شرط، الذین امنوا: موصول صلہ ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، یعلمون: فعل وفاعل، انه: حرف مشبہ بالاسم، الحق، ذوالحال، من ربکم: حال، ملکر خبر، جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزاء، مهما یکن شیئ فی الدنیا: شرط محذوف، شرط وجزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واماالذین کفروا فیقولون ماذا اراد الله بهذا مثلا﴾

و: عاطفہ، اما: شرطیہ، الذین کفروا: موصول صلہ ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، یقولون: فعل بافاعل، ما: استفہامیہ مبتدا، ذا: موصول، اراد الله ...... الخ: صلہ، موصول صلہ ملکر خبر، جومبتدا سے ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر محذوف شرط مهما یکن من شیئ فی الدنیا کی جزاء، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یضل به کثیراویهدی به کثیرا ومایضل به الاالفسقین﴾

یضل به کثیرا: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول جملہ فعلیہ مستانفہ، ویهدی به کثیرا: ماقبل پر معطوف، و: مستانفہ، ما: نافیہ، یضل به، فعل بافاعل وظرف لغو، الا: اداۃ حصر، الفسقین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿الذین ینقضون عهدالله من بعد میثاقه﴾

الذین: موصول، ینقضون عهد الله من بعد میثاقه: فعل بافاعل ومرکب اضافی مفعول وظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر صفت (الفاسقین) کی۔

﴿ویقطعون ماامر الله به ان یوصل ویفسدون فی الارض﴾

و: عاطفہ، یقطعون: فعل بافاعل، ما: موصولہ، امر الله به ان یوصل: فعل بافاعل وظرف لغو وبتاویل مصدر مفعول سے ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر ینقضون پر معطوف، و: عاطفہ، یفسدون فی الارض: فعل بافاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف۔

﴿اولئک هم الخسرون﴾

اولئک: مبتدا، هم الخسرون: جملہ اسمیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کیف تکفرون بالله وکنتم امواتافاحیکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیه ترجعون﴾

کیف: بمعنی علی ایة حال حال مقدم، تکفرون: فعل، واوضمیر ذوالحال، بالله: ظرف لغو، وکنتم امواتا...... الخ: جملہ فعلیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر حال، ذوالحال اپنے دونوں حالوں سے ملکر فاعل، فعل بافاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ۔

﴿هو الذى خلق لكم ما فى الارض جميعا﴾

هو:مبتدا،الذی:موصول،خلق:فعل بافاعل،لکم:متعلق بالفعل،مافی الارض:موصول صلہ ملکر ذوالحال،جمیعا:حال،ذوالحال حال ملکر مفعول،خلق فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم استوى الى السماء فسوهن سبع سموات﴾

ثم:عاطفہ،استوی الی السماء:فعل بافاعل وظرف لغو ماقبل خلق پر معطوف......ف:عاطفہ......سوّٰهن سبع سموت:فعل با فاعل ومفعولین جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿وهوبكل شى ء عليم﴾

و:مستانفہ،هو:مبتدا،ب:جار،کل شیئ:مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور،ظرف لغو مقدم،علیم:شبہ فعل ھو ضمیر فاعل اور ظرف لغو مقدم سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ سمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ان اللّٰه لا يستحى......☆ جب اللہ ﷻ نے آیت مثلهم كمثل الذى اور آیت او كصيب میں منافقوں کی دو مثالیں بیان فرمائیں تو منافقوں نے یہ اعتراض کیا کہ اللہ ﷻ اس سے بالاتر ہے کہ ایسی مثالیں بیان فرمائے اس کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

”یا یھا الناس“ کے خطاب سے مراد کون ھیں؟

۱......علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بارے میں اپنی تفسیر الدر المنثور فی التفسير المأثور میں حضرت سیدنا ابنِ مسعود ؓ سے ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ ”یاایھا الذین امنوا“ کا خطاب جن آیات مبارکہ میں ہے وہ مدینہ شریف میں نازل ہوئیں اور جن آیاتِ مبارکہ میں یاایھا الناس کا خطاب ہے وہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔ (الدالمنثور، ج ۱، ص ۷۳)

انعاماتِ خداوندی:

۲......اللہ رب العالمین نے اپنے بندوں پر طرح طرح کے انعامات فرمائے ہیں، جن میں سے چند ایک کا تذکرہ مذکورہ رکوع میں کیا مثلاً زمین کو جائے قرار بنایا تو آسمان کو سائبان بنا کر اس سے بارش برسائی، نیز کھانے کو پھل اور سبزیاں اگائیں، پس مخلوق پر لازم ہے کہ وہ ان انعامات پر اپنے پروردگار ﷻ کا شکر بجالائے۔

قرآنِ کریم کا معجزہ ہونا:

۳؎......قرآنِ کریم آقائے دو جہاں ﷺ کا ایسا زندہ و جاوید معجزہ ہے کہ اس آیتِ مبارکہ کے نزول سے پہلے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مکی سورتوں میں بھی عرب کے فصحاء و بلغاء کو قرآنِ کریم کی نظیر لانے کا چیلنج کرتے ہوئے سورۂ الاسراء میں ارشاد فرمایا ﴿ قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القران لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم ......(الاسراء: ۸۸)﴾

جب پورے قرآن کریم کی مثل نہ لا سکے تو سورۂ ھود میں ارشاد فرمایا ﴿فاتوا بعشر سور من مثلہ(ھود: ۱۳) ﴾ اور جب دس سورتیں بھی نہ لا سکے تو سورۂ یونس میں ارشاد فرمایا ﴿فاتوا بسورۃ مثلہ (یونس: ۳۸)﴾ اور جب یہ بھی نہ کر سکے تو سورۂ طور میں ارشاد فرمایا ﴿فلیاتوا بحدیث مثلہ(طور: ۳۴)﴾ ۔

قرآنِ مجید کی مثل لانے بارے میں اگر کوشش کی ہے تو انہی لوگوں نے جو دامنِ اسلام سے وابستہ نہیں جیسا کہ مسیلمہ کذاب نے اپنی جھوٹی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے اپنے پاس سے چند ایک بے معنی و بیہودہ لغویات پر مبنی کلام پیش کیا اور اسی کی پیروی کرتے ہوئے اس کی ناخلف ذریت میں سے کئی ایک دشمنانِ اسلام نے اپنی سی کوششیں کیں لیکن کامیابی تو در کنار اپنے ہی منہ کی کھائی۔

انعاماتِ جنت:

۴؎......قرآنِ کریم کا یہ اسلوب ہے کہ جہاں مؤمنین کا تذکرۂ خیر ہو تو ان کے متصل کفار و منافقین کا بھی تذکرہ ہوتا ہے، اسی طرح جب جنت کے تذکرے ہوں تو ساتھ ہی جہنم کا ذکر بھی ہوتا ہے، اس رکوع میں جہاں کفار کے لئے جہنم کی وعید کا تذکرہ ہوا وہیں مؤمنین کے لئے جنت کی خوشخبری اور اس کی نعمتوں کا تذکرہ بھی کر دیا گیا، چنانچہ یہاں اس مقام پر ہم جنت اور اس کی نعمتوں کا ذکر کر رہے ہیں آئندہ کسی مقام پر جہنم کے بارے میں گفتگو کریں گے۔

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''جمع کا صیغہ جنّٰت اس لئے ذکر فرمایا کیونکہ جنتیں سات ہیں: جنت فردوس، جنت عدن، جنت نعیم، دار الخلد، جنت ماوی، دار السلام اور علیین۔'' (المفردات، ص ۱۰۶)

☆......جنت کے پھل رنگ میں باہم ملتے جلتے ہونگے لیکن ذائقے انکے جدا جدا ہوں گے، اسی لئے جنتی جب ایک کے بعد دوسرا پھل کھائیں گے تو گمان کریں گے کہ یہ وہی دنیا والے پھل ہی ہیں۔ (الخازن، ج ۱، ص ۳۲)

☆......ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو پہلا گروہ جنت میں داخل ہوگا ان کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا، نہ تو وہ اس میں تھوکیں گے، نہ ہی ناک سے ریزش آئے گی اور نہ ہی فضلہ خارج ہوگا، انکے برتن سونے کے تو کنگھے سونے اور چاندی کے ہونگے، اس میں خوشبو عود کی ہوگی اور انکا پسینہ بھی عود کی طرح خوشبودار ہی ہوگا، ہر جنتی کو ایسی دو بیویاں ملیں گی جنکی

پنڈلیوں کا مغز گوشت کے باہر سے نظر آئے گا، یہ انکے حسن کی ایک جھلک ہے، انکے دلوں میں اختلاف وبغض نہ ہوگا، سب کے دل ایک طرح کے ہونگے اور وہ صبح وشام اللہ عزوجل کی تسبیح کریں گے" (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة، ص ٥٤١)

☆......امام طبرانی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنت میں پیشاب اور جنابت ایک پسینہ ہوگا جو جنتیوں کے بالوں کے نیچے سے لیکر پیروں تک نکلے گا اور اس سے مشک کی خوشبو آئے گی۔ (الدر المنثور، ج١، ص٨٦)

☆......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جنت میں مومن کا زیور وہاں تک ہوگا جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے"۔ (صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب تبلغ الحلية، ص١٤٤)

☆......حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ عزوجل نے جنت کی دیواریں ایک سونے اور ایک چاندی کی اینٹ سے بنائیں پھر اس میں نہریں جاری فرمائیں اور درخت اگائے پھر جب ملائکہ نے جنت کا حسن دیکھا تو کہا اے بادشاہ کے مکانو! تمہارے لئے سعادت ہے۔ (الترغيب والترهيب، كتاب صفة الجنت ، فصل فی البناء الجنة ، ج٤، ص٢٤٣)

☆......حضرت سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ جنت کے دروازوں کے پٹوں میں سے دو پٹ کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے اور اس پر ایک ایسا دن آئے گا کہ یہ ازدحام اور بھیڑ سے بھری ہوگی۔

(الترغيب والترهيب، كتاب صفة الجنت ، باب الترغيب فی الجنة ، ج ٤، ص٢٧٢)

جنت کی نہریں:

۵......جنت میں چار نہریں ہیں: شراب کی نہر، دودھ کی نہر، شہد کی نہر اور پانی کی نہر۔ (تفسیر ابن عباس، ص ٧)

فاسق کی تعریف:

٦......شرع میں فاسق اس نافرمان کو کہتے ہیں جو کسی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو، اس کے تین درجے ہیں: (١)......تغابی: وہ یہ ہے کہ آدمی اتفاقیہ کسی کبیرہ کا مرتکب ہوا اور اسکو برا بھی جانتا ہو۔ (٢)......انھماک: یہ ہے کہ کبیرہ کا عادی ہوگیا اور اس سے بچنے کی پرواہ نہ رہی۔ (٣)......جحود: یہ ہے کہ حرام کو اچھا جان کر ارتکاب کرے، اس درجے والا ایمان سے محروم ہو جاتا ہے، پہلے دو درجوں میں جب تک اکبر کبائر (شرک وکفر) کا ارتکاب نہ کرے اس پر مومن کا اطلاق ہوتا ہے، یہاں فاسقین سے وہی نافرمان مراد ہیں جو ایمان سے خارج ہو گئے ہیں۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ٤٨)

اللہ تعالیٰ کے عہد سے مراد:

۷......اللہ عزوجل کے عہد سے مراد وہ عہد ہے جو سابقہ کتب میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بارے میں لیا گیا

تھا۔ (الجمل، ج۱، ص۴۹)

بعث بعد الموت:

۸......کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرت کا شاہکار ہے، مشرکین کا یہ اشکال کہ مرنے کے بعد انسانی اجسام بوسیدہ ہوجاتے ہیں، مٹی میں مل جاتے ہیں، پھر مختلف زلزلوں اور طوفانوں کے باعث ان کے ذرات بکھر کر دوسرے ذرات میں خلط ملط ہو جاتے ہیں، لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ انہیں دوبارہ کیسے زندہ فرمائے گا؟ پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا تم محض اپنی عقل کے گھوڑے دوڑا رہے ہو ﴿کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا ...... الخ......؟......﴾۔

اغراض:

عقابه: سے تتقون کے مفعول محذوف کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ ولعل فی الاصل للترجی: لغت کے اعتبار سے ترجی کے معنی یہ ہیں کہ کسی پسندیدہ کام میں گمان کے اعتبار سے توقع رکھنا۔ خلق: جعل بمعنی خلق ہے، جعل کے دو مفعول ہیں ایک الارض اور دوسرا فراشاً جس کے بارے میں مفسر نے کہا کہ حال ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ صیر کے معنی میں ہو پس اس صورت میں فراشاً، جعل کا مفعول ثانی قرار پائے گا۔ اور ثانی صورت کے لحاظ سے معنی یہ بنے گا کہ ایک چیز عدم سے وجود میں آ گئی۔ لتعینکم: ادعوا قول کے لئے علت ہے۔ سقفاً: اس کی صراحت ﴿وجعلنا السماء سقفا محفوظا﴾ میں ہے۔

انه الخالق: ہمزہ کی فتح کے ساتھ مصدر کی تاویل میں ہو کر تعلمون دو مفعول کے ساتھ پایا جائے گا یعنی تعلمونه خالقاً یعنی تم جانتے ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ خالق ہے۔ ولا یکون الها الا من یخلق: یہ اتمام دلیل ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا ﴿افمن یخلق کمن لا یخلق افلا یذکرون﴾۔ انه من عند الله: کلام میں جار محذوف ہے اصل عبارت بانه ہے۔ ای المنزل: مراد قرآن ہے، اور اس تفسیر پر سورۂ یونس ﴿قل فاتوا بسورة مثله﴾ شاہد ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ضمیر عائد ہو عبدنا پر، اور اس سے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کسی سے اس جیسی سورت لے لاؤ، جب کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی عربی اور بقول تمہارے تمہاری مثل بشر ہیں اور اس حیثیت سے پھر کبھی مناظرہ نہ ہوا۔ ومن للبیان: اور یہ بھی احتمال ہے کہ من تبعیضیہ ہو لیکن اول صورت (من کے بیانیہ ہونے کے حوالے سے) قریب ترین ہے۔ فی البلاغة: اس قید کو ذکر کر کے مماثلت کی وجہ کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔

اقلها ثلاث آیات: یہ ساری باتیں بیان واقعیہ کے لئے ہیں نہ کہ لائی جانے والی سورت کی تعریف میں، اور چھوٹی صورت تین آیات پر مشتمل ہوتی ہے اگر بالفرض دو آیات پر بھی مشتمل ہو تو یہ لوگ پھر بھی اُس کی مثل لانے سے عاجز ہونگے۔ آلهتکم: جنھیں اپنے گمان فاسد میں گواہ جانتے تھے کہ یہ بت قیامت میں ان کی گواہی دیں گے۔ اعتراض: شرط اور جواب شرط کے مابین جملہ معترضہ ہے، اس سے مقصود کافروں کے قرآن کی مثل لانے پر عاجز ہونے پر تاکید کرنا ہے اور یہ جملہ ﴿لم تفعلوا﴾ پر معطوف نہیں ہے۔

کاصنامهم منها: اصنام میں صرف بتوں کواس لئے خاص کیا کہ یہ پتھر سے بنے ہوتے ہیں اور مطلقاً جہنم میں جائیں گے، اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا ﴿انکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم﴾ اور اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، عزیر علیہ السلام اور صالحین میں سے جنہیں بھی معبود کہا گیا خارج ہیں، اور صرف بت ہی آگ میں داخل کئے جائیں گے اگرچہ غیر مکلف ہیں انہیں آگ میں ان کی عبادت پر اہانت کے پیش نظر ڈالا جائے گا اور اس لئے بھی کہ کافروں کو ان بتوں کی عبادت کے سبب سے عذاب دیا جائے گا نہ کہ محض ایذا رسانی کے لئے۔ اخبر: مفسر نے بشر کی تعبیر اخبر سے اس لئے کی ہے کہ بشارت کے معنی مطلق خبر کے ہیں لیکن اس میں غلبہ خیر کی خبر کا ہے اور اس کی ضد یعنی بُری خبر میں بھی یہ لفظ مستعمل ہے جیسے ﴿فبشرهم بعذاب اليم﴾، پس یہ جامع تشبیہ ہے کہ دونوں ہی تشبیہات ہمارے مولا ﷻ سے صادر ہوئیں ہیں اور مولا ﷻ اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹتا۔

من الفروض: جیسے پانچ نمازیں، رمضان کے روزے، زندگی میں ایک بار حج، مال کی زکوٰۃ، اسلام دشمنوں کے خلاف جہاد۔ النوافل: یعنی نفلی نماز، نفلی روزے، فقراء سے ہمدردی وغیرہ بھلائیاں، اور نیک اعمال حسب طاقت مراد ہیں جیسے اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا ﴿فاتقوا الله ما استطعتم﴾۔ حدائق: حدیقة کی جمع ہے، مراد اچھا باغ ہے، آگے مفسر علیہ الرحمۃ نے جنت کے انعام واکرام کا ذکر کیا ہے جسے ہم نے ماقبل انعامات جنت کے حوالے سے ذکر کردیا ہے یہاں طوالت کے خوف سے دوبارہ ذکر نہیں کر رہے۔

ای قبله فی الجنة: یہ عبارت نکال کر اس احتمال کا رد کردیا گیا ہے کہ جنتیوں کے مقولہ میں من قبل فی الدنیا کا رد ہو جائے۔

لایفنون: نہ تو جنت میں جنتیوں کو کوئی مرض ہوگا، نہ کپڑے بوسیدہ ہوں اور نہ ہی جوانی فنا ہو۔ و کل قذر: یعنی نفاس، تھوک، رینٹھ، نہ تو جنت میں انزال ہوگا، نہ حمل، نہ ولادت، نہ ہی وہاں کھانا پینا بھوک و پیاس کی وجہ سے ہوگا بلکہ تلذذ کی وجہ سے ہوگا۔ یجعل: یضرب کا معنی یجعل ذکر کر کے اس جانب اشارہ کیا ہے کہ یجعل دو مفعولوں کو نصب دیتا ہے ان میں سے ایک مثلاً ہے اور دوسرا بعوضة ہے۔ لتاکید الخسة: یعنی یہاں ما سے مطلق زیادت مراد نہیں ہے بلکہ یہاں خست اور تحقیر کی تاکید بیان کرنا مراد ہے۔ ای اکبر منها: یعنی جسم میں مچھر سے بڑا ہو جیسا کہ اونٹ ہوتا ہے اور احتمال یہ ہے کہ ﴿فما فوقها﴾ سے مراد کوئی خسیس چیز جیسے مکی کا دانہ ہی ہو مراد ہے۔ وهو البق: اس سے مراد پسو یا کھٹمل ہے جو کہ اپنی چونچ کے ذریعے بڑے بڑے اونٹ کو بھی قتل کردے اور یہی نمرود کا بھی قاتل تھا، الخضر۔ ای لا یترک بیانه: اللہ ﷻ کے بارے میں حیاء کے معنی جہاں بھی قرآن وحدیث میں ہیں یہی مراد ہے اور مجازاً لازم کا ارادہ کرتے ہوئے ملزوم پر اطلاق کیا گیا ہے۔ لکفرهم به: ان کی گمراہی کی دلیل کفر ہے۔ بالنبی: یعنی نبی پاک ﷺ کی تعظیم و توقیر، ان کی مدد ونصرت، ان پر ایمان لانا اور ان کی پیروی کرنا شامل ہے۔ والرحم: یعنی قرابت داروں پر احسان کرے، ان کے ساتھ خیر خواہی اور بھلائی کرے۔ والتعويق عن الايمان: خاص کا عام پر بطور عطف احتمال ہے، اس لئے کہ ایمان سے روکنا سب سے بڑی نافرمانی ہے۔ فی الاصلاب: بطور اختصار اور قصر کے پیش نظر صرف نطفہ کو ذکر کیا جب کہ رحم مادر میں مضغہ، علقہ اور مردہ

بھی اسی طرح پایا جاتا ہے۔ای الارض ومافیھا: عالم سفلی اپنے تمام اجزاء سمیت مراد ہے، اور الارض میں الف لام جنس کا ہے پس اس لحاظ سے ساتوں زمینیں مراد ہیں۔یا اهل مكة: خطاب کے لحاظ سے جن وانس، اہل مکہ کے ہوں یا کسی اور مقام کے سب اس عموم میں داخل ہیں۔مجملاً ومفصلاً: یہ اہل سنت کا مذہب ہے، برخلاف ان کے جو اللہ ﷻ کے لئے اشیاء کا مفصل طور پر علم نہ مانتے وہ کافر ہے۔ (الصاوی، ج۱ص۱۰وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

﴿و﴾ اُذْكُرْ يَا مُحَمَّدُ ﴿اذ قال ربك للملئكة انى جاعل فى الارض خليفة﴾ يَخْلُفُنِى فِىْ تَنْفِيْذِ اَحْكَامِىْ فِيْهَا، وَهُوَ اٰدَمُ ﴿قالوا اتجعل فيها من يفسد فيها﴾ بِالْمَعَاصِىْ ﴿ويسفك الدماء﴾ يُرِيْقُهَا بِالْقَتْلِ كَمَا فَعَلَ بَنُوْالْجَانِّ وَكَانُوْا فِيْهَا ،فَلَمَّا اَفْسَدُوْا ،اَرْسَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰئِكَةَ فَطَرَدُوْهُمْ اِلَى الْجَزَائِرِ وَالْجِبَالِ ﴿ونحن نسبح﴾ مُتَلَبِّسِيْنَ ﴿بحمدك﴾ اَىْ نَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ﴿ونقدس لك﴾ نُنَزِّهُكَ عَمَّا لَا يَلِيْقُ بِكَ، فَاللَّامُ زَائِدَةٌ وَالْجُمْلَةُ حَالٌ اَىْ فَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْاِسْتِخْلَافِ ﴿قال﴾ تَعَالٰى ﴿انى اعلم مالا تعلمون(۳۰)﴾ مِنَ الْمَصْلِحَةِ فِىْ اِسْتِخْلَافِ اٰدَمَ وَاِنَّ ذُرِّيَّتَهٗ فِيْهِمُ الْمُطِيْعُ وَالْعَاصِىْ فَيَظْهَرُ الْعَدْلُ بَيْنَهُمْ، فَقَالُوْا لَنْ يَّخْلُقَ رَبُّنَا خَلْقًا اَكْرَمَ عَلَيْهِ مِنَّا ،وَلَا اَعْلَمَ، لِسَبْقِنَا لَهٗ وَرُؤْيَتِنَا مَالَمْ يَرَهُ اللّٰهُ فَخَلَقَ تَعَالٰى اٰدَمَ مِنْ اَدِيْمِ الْاَرْضِ اَىْ وَجْهِهَا بِاَنْ قَبَضَ مِنْهَا قُبْضَةً مِنْ جَمِيْعِ اَلْوَانِهَا وَعُجِنَتْ بِالْمِيَاهِ الْمُخْتَلِفَةِ وَسَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيْهِ الرُّوْحَ فَصَارَ حَيَوَانًا حَسَّاسًا بَعْدَ ذٰلِكَ اِنْ كَانَ جَمَادًا ﴿وعلم ادم الاسماء﴾ اَىْ اَسْمَآءَ الْمُسَمَّيَاتِ ﴿كلها﴾ حَتَّى الْقَصْعَةَ وَالْقُصَيْعَةَ وَالْفَسْوَةَ وَالْفُسَيَّةَ وَالْمِغْرَفَةَ بِاَنْ اَلْقٰى فِىْ قَلْبِهٖ عِلْمَهَا ﴿ثم عرضهم﴾ اَىِ الْمُسَمَّيَاتِ وَفِيْهِ تَغْلِيْبُ الْعُقَلَاءِ ﴿على الملئكة فقال﴾ لَهُمْ تَبْكِيْتًا ﴿انبئونى﴾ اَخْبِرُوْنِىْ ﴿باسماء هؤلاء﴾ اَلْمُسَمَّيَاتِ ﴿ان كنتم صدقين(۳۱)﴾ فِىْ اَنِّىْ لَا اَخْلُقُ اَعْلَمَ مِنْكُمْ اَوْ اِنَّكُمْ اَحَقُّ بِالْخِلَافَةِ وَجَوَابُ الشَّرْطِ دَلَّ عَلَيْهِ مَاقَبْلَهٗ ﴿قالوا سبحنك﴾ تَنْزِيْهًا لَّكَ عَنِ الْاِعْتِرَاضِ عَلَيْكَ ﴿لاعلم لنا الا ما علمتنا﴾ اِيَّاهُ ﴿انك انت﴾ تَاكِيْدٌ لِّلْكَافِ ﴿العليم الحكيم(۳۲)﴾ اَلَّذِىْ لَا يَخْرُجُ شَىْءٌ عَنْ عِلْمِهٖ وَحِكْمَتِهٖ ﴿قال﴾ تَعَالٰى ﴿يادم انبئهم﴾ اَىِ الْمَلٰٓئِكَةِ ﴿باسمائهم﴾ الْمُسَمَّيَاتِ فَسَمّٰى كُلَّ شَىْءٍ بِاِسْمِهٖ وَذَكَرَ حِكْمَتَهُ الَّتِىْ خُلِقَ لَهَا ﴿فلما انباهم باسمائهم قال﴾ تَعَالٰى لَهُمْ مُوَبِّخًا ﴿الم اقل لكم انى اعلم غيب السموت والارض﴾ مَاغَابَ فِيْهِمَا ﴿واعلم ما تبدون﴾

تُظْهِرُوْنَ مِنْ قَوْلِكُم اَتَجْعَلُ فِيْهَا ...... الخ ﴿وما كنتم تكتمون(۳۳)﴾ تَسُرُّوْنَ مِنْ قَوْلِكُمْ لَنْ يَّخْلُقَ اللّٰهُ اَكْرَمَ عَلَيْهِ مِنَّا وَلَا اَعْلَمُ ﴿و﴾ اذْكُرْ ﴿اذ قلنا للملئكة اسجدوا لادم﴾ سُجُوْدَ تَحِيَّةٍ بِالْاِنْحِنَآءِ ﴿فسجدوا الا ابليس﴾ هُوَ اَبُو الْجِنِّ كَانَ بَيْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ ﴿ابى﴾ اِمْتَنَعَ مِنَ السُّجُوْدِ ﴿واستكبر﴾ تَكَبَّرَ عَنْهُ وَقَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ﴿وكان من الكفرين(۳۴)﴾ فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وقلنا يادم اسكن انت﴾ تَاكِيْدٌ لِلضَّمِيْرِ الْمُسْتَتِرِ لِيُعْطَفَ عَلَيْهِ ﴿وزوجك﴾ حَوَّآءَ بِالْمَدِّ وَكَانَ خَلَقَهَا مِنْ ضِلْعِهِ الْاَيْسَرِ ﴿الجنة وكلا منها﴾ اَكْلاً ﴿رغدا﴾ وَاسِعًا لَا حَجْرَ فِيْهَا ﴿حيث شئتما ولا تقربا هذه الشجرة﴾ اَىْ بِالْاَكْلِ مِنْهَا وَهِىَ الْحِنْطَةُ اَوِ الْكَرْمُ اَوْ غَيْرُهُمَا ﴿فتكونا﴾ فَتَصِيْرَا ﴿من الظلمين(۳۵)﴾ اَلْعَاصِيْنَ ﴿فازلهما الشيطن﴾ اِبْلِيْسُ اَذْهَبَهُمَا وَفِىْ قِرَاءَةٍ فَاَزَالَهُمَا نَحَّاهُمَا ﴿عنها﴾ اَىِ الْجَنَّةِ بِاَنْ قَالَ لَهُمَا هَلْ اَدُلُّكُمَا عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَقَاسَمَهُمَا بِاللّٰهِ اِنَّهُ لَهُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ فَاَكَلَامِنْهَا ﴿فاخرجهما مما كانافيه﴾ مِنَ النَّعِيْمِ ﴿وقلنا اهبطوا﴾ اِلَى الْاَرْضِ اَىْ اَنْتُمَا بِمَا اشْتَمَلْتُمَا عَلَيْهِ مِنْ ذُرِّيَّتِكُمَا ﴿بعضكم﴾ بَعْضُ الذُّرِّيَّةِ ﴿لبعض عدو﴾ مِنْ ظُلْمِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ﴿ولكم فى الارض مستقر﴾ مَوْضِعُ قَرَارٍ ﴿ومتاع﴾ مَّا تَتَمَتَّعُوْنَ بِهٖ مِنْ نَبَاتِهَا ﴿الى حين(۳۶)﴾ وَقْتَ اِنْقِضَآءِ اٰجَالِكُمْ ﴿فتلقى ادم من ربه كلمت﴾ اَلْهَمَهُ اِيَّاهَا وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِنَصْبِ اٰدَمَ وَرَفْعِ كَلِمَاتٍ اَىْ جَاءَهُ وَهِىَ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا، اَلْاٰيَةَ فَدَعَا بِهَا ﴿فتاب عليه﴾ قَبِلَ تَوْبَتَهُ ﴿انه هو التواب﴾ عَلٰى عِبَادِهٖ ﴿الرحيم(۳۷)﴾ بِهِمْ ﴿قلنا اهبطوا منها﴾ مِنَ الْجَنَّةِ ﴿جميعا﴾ كَرَّرَهُ لِيُعْطَفَ عَلَيْهِ ﴿فاما﴾ فِيْهِ اِدْغَامُ نُوْنِ اِنِ الشَّرْطِيَّةِ فِىْ مَا الزَّائِدَةِ ﴿ياتينكم منى هدى﴾ كِتَابٌ وَّ رَسُوْلٌ ﴿فمن تبع هداى﴾ فَاٰمَنَ بِىْ وَعَمِلَ بِطَاعَتِىْ ﴿فلا خوف عليهم ولاهم يحزنون(۳۸)﴾ فِى الْاٰخِرَةِ بِاَنْ يَّدْخُلُوا الْجَنَّةَ ﴿والذين كفروا وكذبوا باياتنا﴾ كُتُبِنَا ﴿اولئك اصحب النار هم فيها خلدون(۳۹)﴾ مَاكِثُوْنَ اَبَدًا لَا يَفْنَوْنَ وَلَا يَخْرُجُوْنَ۔

﴿ترجمہ﴾

اور (یادکرو! اے حبیب ﷺ) جب تمہارے رب نے فرشتوں ......۱...... سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب ......۲...... بنانے والا ہوں (یعنی وہ جو زمین میں میرے احکامات کا نفاذ کرے، اس سے مراد حضرت سیدنا آدم علیہ السلام ہیں) بولے کیا ایسے کو نائب کریگا جو اسمیں فساد پھیلائے گا (نافرمانی کرکے) اور خون ریزیاں کرے گا (قتل کے ذریعے خون بہائے گا جیسا کہ جنوں نے زمین میں فساد کیا تو اللہ

نے ان پر فرشتوں کو بھیجا جنہوں نے انہیں جزیروں اور پہاڑوں کی طرف دھکیل دیا) اور ہم تیری تسبیح کرتے ہیں (اس حال میں کہ ہم اس کے ساتھ تیری حمد بھی ملاتے ہیں) تجھے سراہتے ہوئے (یعنی ہم سبحان اللّٰہ وبحمدہ کہتے ہیں) اور تیری پاکی بولتے ہیں (یعنی ہم ان باتوں سے تجھے بے عیب جانتے ہیں جو تیری شان کے لائق نہیں، لک میں لام زائدہ اور جملہ حال ہے یعنی ہم خلیفہ بننے کے زیادہ حقدار ہیں) فرمایا (اللہ عزوجل نے) مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے (یعنی تم نہ تو نیابتِ آدم کی مصلحت جانتے ہو اور نہ ہی یہ جانتے ہو کہ انکی ذریت میں مطیع اور نافرمان دونوں ہونگے جس سے ان میں توازن رہے گا، فرشتے آپس میں ایک دوسرے سے بولے: "اللہ عزوجل ہرگز ہم سے زیادہ علم وعزت والا تخلیق نہیں فرمائے گا، اس لئے کہ ہم اُن سے پہلے کے ہیں اور ہم نے ایسے عجائبات دیکھ رکھے ہیں جو کسی نے نہیں دیکھے، پھر اللہ جل جلالہ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو زمین کی مٹی سے پیدا فرمایا یعنی مختلف رنگوں کی مٹی لیکر اسے مختلف قسم کے پانیوں سے گوندھا، تو مٹی سے بنا پتلا ایک حساس مخلوق بن گیا جو اس سے پہلے ایک جامد شے کی صورت میں تھا) اور اللہ نے آدم کو سکھائے (چیزوں کے نام) تمام اشیاء کے (حتی کہ پیالہ اور پیالی، ریح اور پھسکی یا چمچہ وغیرہ جیسے تمام چیزوں کا علم بھی آپ کے قلبِ اطہر پر القاء فرما دیا) پھر سب اشیاء کو ملائکہ پر پیش کر کے (از روئے عتاب کے ارشاد) فرمایا (ھم کی ضمیر زیادہ علم والی مخلوق کو ذکر کر کے عقلاء کو غیر عقلاء پر غلبہ دیا گیا ہے) بتاؤ (یعنی خبر دو) ان (چیزوں) کے نام کی، اگر تم سچے ہو (اپنے اس دعوے میں کہ میں تم سے برتر پیدا نہیں کروں گا اور یہ کہ تمہی خلافت کے مستحق ہو، ان کنتم جملہ شرطیہ کے جواب پر ماقبل انبئونی دلالت کر رہا ہے) بولے پاکی ہے تجھے (یعنی تیری ذات اعتراض سے منزہ ہے) ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا (ہم تو صرف وہی جانتے ہیں) بیشک تو ہی ("انت" ک کی تاکید ہے) علم وحکمت والا ہے (یعنی جسکے علم وحکمت سے کوئی چیز باہر نہیں) فرمایا (اللہ عزوجل نے) اے آدم بتا دے انہیں (یعنی فرشتوں کو) سب اشیاء کے نام (یعنی ہر چیز کا نام، تو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے ہر چیز کا نام مع اسکی حکمت کے جسکی وجہ سے وہ پیدا کی گئی تھی ذکر فرما دیا) جب آدم نے انہیں سب کے نام بتا دیئے، فرمایا (اللہ جل جلالہ نے از رُوئے سرزنش کے) میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں زمین اور آسمان کی سب چھپی چیزیں (یعنی جو کچھ ان میں پوشیدہ ہے) اور میں جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے (ہو یعنی تمہارے قول "اتجعل فیھا...... الخ کو) اور جو کچھ تم چھپاتے ہو (یعنی تمہارے قول "لن یخلق اللّٰہ اکرم علیہ منا و لا اعلم" کو) اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ......۳......کرو (یعنی سجدۂ تعظیمی کرو) تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس ......۴......کے (جو کہ جنوں کا سردار تھا لیکن فرشتوں کے ساتھ رہتا تھا) منکر ہوا (یعنی سجدہ کرنے سے رکا رہا) اور غرور کیا (یعنی تکبر کیا اور کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں) اور کافر ہو گیا (اللہ جل جلالہ کے علم......۵......میں) اور ہم نے فرمایا اے آدم تو رہ (انت ضمیر، اسکن میں موجود ضمیر مستتر کی تاکید کیلئے ہے تاکہ اس پر عطف درست ہو سکے) اور تیری بیوی (حوّاء کو، یہ لفظ الف مدہ کے ساتھ ہے، اللہ نے اماں حوّاء کو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا فرمایا) جنت میں، اور کھاؤ اس میں سے (کُلا بمعنی اکلا ہے) سیر ہو

کر (بغیر کسی روک ٹوک کے) جہاں تمہارا جی چاہے مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا (کہ اس سے کچھ کھاؤ جو کہ گندم یا انگور یا اسکے علاوہ کوئی دوسرا درخت تھا) کہ ہو جاؤ گے (کان بمعنی صار ہے) حد سے بڑھنے والوں میں (یعنی بات نہ ماننے والوں میں) تو شیطان نے انہیں لغزش دی (یعنی ابلیس لعین نے ان دونوں کو نکلوادیا، ایک قراءت میں فازالهما ہے یعنی دور کردیا) اس (جنت سے، اس طرح کہ اس نے ان سے کہا: ''کیا میں تم دونوں کو شجر خلد نہ بتاؤں؟'' اور پھر ان دونوں کے سامنے اللہ کی قسم کھائی کہ وہ ان کا خیر خواہ ہے، لہذا انہوں نے اس درخت سے کھالیا) اور جہاں رہتے تھے وہاں سے (یعنی وہاں کی نعمتوں سے) انہیں الگ کردیا اور ہم نے فرمایا نیچے اترو (زمین پر تم اپنی آئندہ ذریت سمیت) تمہارے بعض (یعنی بعض ذریت) بعض کی دشمن ہے (یعنی ان میں سے بعض بعض پر ظلم کرینگے) اور تمہیں زمین میں ٹھہرنا (ہے، مستقر سے مراد جائے قرار ہے) اور برتنا ہے (یعنی اس کے نباتات سے نفع اٹھانا ہے) ایک وقت تک (یعنی اپنی عمروں کے پورا ہونے کے وقت تک) پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے......٦......(جسے اللہ ﷻ نے آپ پر الہام فرمایا، ایک قرأت میں لفظ آدم منصوب ہے اور کلمات رفع کے ساتھ پڑھا گیا ہے یعنی یہ بات حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سکھائی گئی اور وہ کلمات یہ ہیں ﴿ربنا ظلمنا انفسنا......الخ﴾ پس حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے ان کلمات کے ساتھ دعا فرمائی) تو اللہ نے اسکی توبہ قبول فرمائی (یعنی انکی توبہ قبول کرلی) وہ ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا (اپنے بندوں کی) مہربان (ان پر)، ہم نے فرمایا تم اس (جنت) سے اتر جاؤ سارے کے سارے (قلنا اهبطوا کی تکرار تاکید کیلئے ہے تا کہ اگلے جملہ پر عطف درست ہو جائے) پھر اگر (اما اصل میں ان ما تھا، اس میں نون شرطیہ کا ما زائدہ میں ادغام ہے اور ما زائدہ ہے) تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے (یعنی کتاب ورسول) تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا (یعنی مجھ پر ایمان لایا اور فرمانبرداری کی) اسے نہ کوئی اندیشہ اور نہ کچھ غم (آخرت میں ہوگا، اس طرح کہ وہ جنت میں داخل ہوگا) اور وہ جو کفر کریں گے اور میری آیتیں جھٹلائیں گے (ایاتنا بمعنی کتبنا ہے) تو وہ دوزخ والے ہیں (وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ اس میں موت آئے اور نہ نکالے جائیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ قال ربک للملئکة انی جاعل فی الارض خلیفة﴾

و: عاطفہ، اذ: ظرفیہ، قال ربک للملئکة: فعل با فاعل ومتعلق قول، انی: حرف مشبہ بالفعل باسم، جاعل: اسم فاعل، فی الارض: ظرف لغو، خلیفة: مفعول، شبہ جملہ ہو کر خبر، جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، قول مقولہ ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف (اذکروا) فعل محذوف کیلئے، فعل با فاعل وظرف جملہ فعلیہ انشائیہ۔

﴿قالوا اتجعل فیها من یفسد فیها ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک﴾

قالوا: فعل با فاعل قول، همزه: استفہامیہ، تجعل: فعل، انت ضمیر ذوالحال، فیها: ظرف لغو، من: موصولہ، یفسد فیها ویسفک

الندماء: معطوف علیہ با معطوف صلہ، موصول صلہ ملکر مفعول، ونحن نسبح بحمدک ......الخ: حال، جوذوالحال سے ملکر فاعل، تجعل: فعل بافاعل مقولہ، قول مقولہ جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قال انی اعلم مالا تعلمون﴾

قال: فعل بافاعل قول، انی: حرف مشبہ واسم، اعلم: فعل وفاعل، ما لا تعلمون: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وعلم ادم الاسماء کلها ثم عرضهم علی الملئکة﴾

و: عاطفہ، علم ادم: فعل بافاعل ومفعول اول، الاسماء کلها: مؤکد تاکید ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، عرض هم علی الملائکة: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿فقال انبؤنی باسماء هؤلاء ان کنتم صدقین﴾

ف: عاطفہ، قال: فعل بافاعل قول، انبئونی باسماء هولاء: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف (ان کنتم صدقین) کی ترکیب گزر چکی ہے۔

﴿قالوا سبحنک لاعلم لنا الاماعلمتنا انک انت العلیم الحکیم﴾

قالوا: فعل بافاعل ملکر قول، سبحنک: مفعول مطلق اپنے عامل سے ملکر جملہ معترضہ، لا: نفی جنس، علم: مستثنی منہ، لنا: ظرف مستقر خبر، الا: حرف استثناء، ما علمتنا: موصول صلہ ملکر مستثنی، مستثنی منہ اور مستثنی ملکر لائے نفی جنس کا اسم، جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ فعیہ، ان: حرف مشبہ، ک: موکد، انت ضمیر تاکید ملکر اسم، العلیم الحکیم: خبریں، ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

﴿قال یادم انبئهم باسمائهم﴾

قال: فعل بافاعل ملکر قول، یاادم: جملہ ندائیہ، انبئهم باسمائهم: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالندا، مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلما انباهم باسمائهم قال الم اقل لکم انی اعلم غیب السموات والارض﴾

ف: عاطفہ علی محذوف معطوف علیہ فانباهم بها، لما: حرف شرط، انباهم باسمائهم: جملہ فعلیہ شرط، قال: فعل بافاعل قول، الم اقل لکم: فعل وفاعل ومتعلق، انی اعلم غیب، الخ: جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جزاء، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واعلم ما تبدون وماکنتم تکتمون﴾

و:عاطفہ،اعلم:فعل بافاعل،ماتبدون وما کنتم تکتمون:معطوف علیہ معطوف سے ملکر مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر پہلے (اعلم الخ) پر معطوف۔

﴿واذ قلنا للملئکة اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس ابی واستکبر وکان من الکافرین﴾

و:عاطفہ،اذ:ظرفیہ مضاف،قلنا للملئکة:فعل بافاعل وظرف لغوقول،اسجدوا لادم:جملہ فعلیہ مقولہ،قول مقولہ ملکر مضاف الیہ، جو مضاف سے ملکر اذکروا فعلِ محذوف کی ظرفِ مستقر،جملہ فعلیہ انشائیہ، ف: عاطفہ،سجدوا:فعل واوضمیر مستثنی منہ،الا: حرف استثناء،ابلیس:ذوالحال،ابیٰ واستکبر وکان من الکفرین:معطوف علیہا اپنے معطوف اول وثانی سے ملکر حال،ذوالحال حال ملکر مستثنی، جومستثنی منہ سے ملکر فاعل،سجدوفعل اپنے متعلقات سے ملکر اسجدوا پر معطوف۔

﴿وقلنایاادم اسکن انت وزوجک الجنة وکلا منها رغدا حیث شئتما﴾

و:عاطفہ جس کا عطف (واذ قلنا) پر ہے،قلنا:فعل بافاعل،یادم: جملہ ندائیہ،اسکن انت وزوجک:فعل وضمیر مستتر مؤکد،انت تاکید،ملکر معطوف علیہ زوجک معطوف،ملکر فاعل،الجنة:مفعول،جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وکلا منها رغدا حیث شئتما: معطوف،ملکر مقصود بالنداء،مقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولاتقربا هذه الشجرة فتکونا من الظلمین﴾

و:عاطفہ،لا تقربا هذه الشجرة:فعل نہی باضمیر مستتر فاعل ومفعول جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، ف:عاطفہ،تکونامن الظلمین: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، جملہ معطوفہ جس کا عطف ماقبل جملے پر ہے۔

﴿فازلهما الشیطن عنها فاخرجهمامما کانافیه﴾

ف:عاطفہ،ازلهما الشیطن عنها:فعل بامفعول وفاعل وظرف لغوجملہ فعلیہ، ف:عاطفہ،اخرجهما مما کانا فیه:فعل بافاعل و مفعول وظرف لغو جملہ فعلیہ۔

﴿وقلنااهبطوا بعضکم لبعض عدو﴾

و:عاطفہ(قلنا یادم اسکن)پرعطف ہے،قلنا:قول،اهبطوا:فعل،واوضمیر ذوالحال،بعضکم: مبتدا،لبعض: ظرفِ مستقر حال مقدم،عدو:ذوالحال مؤخر،حال ذوالحال ملکر خبر،جملہ اسمیہ ہوکرواؤضمیر سے حال،ذوالحال حال ملکر فاعل،فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین﴾

و:عاطفہ،لکم:ظرفِ مستقر خبر مقدم،فی الارض: ظرف لغومقدم،مستقر:معطوف علیہ،ومتاع الی حین:معطوف،ملکر مبتدا

مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فتلقی ادم من ربہ کلمت فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم﴾

ف:استئنافیہ ،تلقی ادم من ربہ کلمت :فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول جملہ فعلیہ مستانفہ، فتاب علیہ : جملہ فعلیہ،انّ:حرف مشبہ،ہ:ضمیر مؤکد،ھو :تاکید،ملکراسم،التواب الرحیم:خبرین،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قلنااھبطوا منھاجمیعا﴾

قلنا:قول،اھبطوا:فعل واؤضمیر ذوالحال،منھا: ظرف لغو،جمیعا:حال،حال ذوالحال ملکر فاعل،فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقول، قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فامایاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلاخوف علیھم ولاھم یحزنون﴾

ف:عاطفہ،انْ:حرف شرط،ما:زائدہ،یاتینکم منی ھدی :فعل بانون تاکید ومفعول وظرف لغو وفاعل جملہ فعلیہ شرط،

ف:جزائیہ،من: اسم شرط مبتدا،تبع ھدای:فعل بافاعل ومفعول ملکر شرط،

ف: جزائیہ،لا:نافیہ،خوف:مبتدا،علیھم:متعلق بحذوف خبر ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ،ولا ھم یحزنون:جملہ اسمیہ معطوف،جو اپنے معطوف علیہ سے ملکر جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر خبر،اپنے''من'' مبتدا سے ملکر جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿والذین کفروا وکذبوا بایتنا اولئک اصحب النارِھم فیھا خلدون﴾

و:عاطفہ معطوف(من تبع)پر،الذین:اسم موصول،کفروا وکذبوا بایتنا :معطوف علیہ با معطوف صلہ،موصول صلہ ملکر مبتدا ،اولئک اصحاب النار:جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ھم: مبتدا،فیھاخلدون:خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر ثانی،مبتداخبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

فرشتے اور ان کی حقیقت:

۱......لفظِ ملائکہ قرآنِ پاک میں اڑسٹھ(68)بار آیا ہے جبکہ سورہ آل عمران میں سب سے زیادہ آٹھ مرتبہ آیا ہے۔فرشتوں کی حقیقت کے بارے میں علامہ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مایۂ ناز تفسیر قرآن روح المعانی میں فرماتے ہیں:''لوگ اس بات پر تو متفق ہیں کہ فرشتے سمعًا یا عقلاً موجود ہیں لیکن ان کی حقیقت کے بارے میں ان کی آراء مختلف ہیں،اکثر مسلمانوں کا نظریہ یہ ہے کہ وہ نورانی اجسام ہیں جبکہ ایک قول کے مطابق وہ اللہ عزوجل کے اذن سے فضاء میں اڑنے والی مخلوق

ہیں جو مختلف شکلیں اختیار کرنے پر بھی قادر ہے۔ نصاریٰ کے نزدیک انسانوں کی اچھے جسموں سے جدا ہونے والی ارواح کو فرشتہ کہتے ہیں اور خبیث جسموں سے جدا ہونے والی ارواح ان کے نزدیک شیاطین ہیں۔ فلاسفہ کہتے ہیں کہ فرشتے اپنی حقیقت میں نفوسِ ناطقہ کے برعکس محض جوہر ہیں اور ان میں سے بعض نے تصریح کی ہے کہ یہ عقول عشرہ اور ایسے نفوسِ فلکیہ ہیں جو فضاء میں حرکت کرتے رہتے ہیں۔ ہمارے نزدیک فرشتوں کی دو قسمیں ہیں:

(۱)۔۔۔وہ جو صرف معرفتِ حق میں مستغرق ہیں اور کسی دوسری جانب مشغول ہونے سے منزہ ہیں جیسا کہ ان کے بارے میں فرمانِ باری ﷻ ہے: ﴿یسبحون الیل والنھار لا یفترون (الانبیاء: ۲۰)﴾ ان سے مراد علّیین اور ملائکہ مقربین ہیں۔

(۲)۔۔۔وہ جو آسمان سے لے کر زمین تک کے امور کی تدبیر پر مقرر ہیں جیسا کہ ان کے بارے میں فرمانِ باری ﷻ ہے: ﴿لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون (التحریم: ۶)﴾ اور ﴿فالمدبرٰت امرا (النازعات: ۵)﴾ ان میں سے کچھ زمینی ہیں تو کچھ آسمانی، ان کی صحیح تعداد اللہ ﷻ ہی جانتا ہے۔ فرشتے کبھی ایسے بدنوں میں ظاہر ہوتے ہیں جنکو ہر خاص وعام دیکھ سکتا ہے دراں حالیکہ وہ اپنی صورت پر بھی قائم رہتے ہیں، چنانچہ منقول ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں حضور سرورِ دوعالم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوتے تو اسی وقت سدرۃ المنتھی پر بھی موجود ہوتے۔ فرشتوں کے بارے میں یہ تمام بحث ذکر کرنے کے بعد علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "پس کامل ولی اللہ بھی اسی طرح بیک وقت کئی جگہ پر موجود ہو سکتے ہیں، اگرچہ یہ چیزیں بظاہر عقل سے بعید ہیں لیکن میرا اس پر ایمان ہے۔" (روح المعانی، الجزء الاول، ص ۲۹۶)

فرشتوں کی تعداد:

فرشتوں کی تعداد کے بارے میں حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سعادۃ الدارین میں فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے فرشتوں کی تعداد پوچھی جو ایک آدمی پر مقرر ہیں تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہر آدمی کے ساتھ دس فرشتے دن کو اور دس ہی رات کو مقرر ہوتے ہیں، ایک دائیں اور ایک بائیں، دو آگے پیچھے، دو ہونٹوں کے پاس، جو صرف حضور ﷺ پر پڑھا جانے والا درود شریف محفوظ کرتے ہیں اور دو اس کے پہلوؤں پر، اور ایک اس کی پیشانی پکڑے ہوتا ہے اگر عاجزی وانکساری کرے تو بلند کرتا ہے اور تکبر کرے تو نیچا دکھاتا ہے اور دسواں نیند کی حالت میں اس کے منہ میں سانپ داخل ہونے سے بچاتا ہے اور کہا گیا ہے کہ ہر آدمی کے ساتھ تین سو ساٹھ فرشتے ہوتے ہیں، اور جہانِ بالا وزیریں کا ایک ایک گوشہ ان فرشتوں سے بھرا پڑا ہے، جو حکمِ خداوندی کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور وہی کچھ کرتے ہیں جو انہیں حکم ملتا ہے۔

☆۔۔۔۔حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے یہ حدیث موجود ہے کہ بیشک اللہ ﷻ نے مخلوق کے دس حصے کیے جن

میں نو حصے فرشتے اور ایک حصہ ساری مخلوق، اور حدیثِ معراج کی صحت پر اتفاق ہے میں ہے کہ بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں، جب نکلتے ہیں تو دوبارہ نہیں لوٹتے، اور ترمذی، ابن ماجہ اور بزار میں حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے: آسمان چرچرایا اور اسے چرچرانے کا حق ہے، اس میں چار انگل جگہ بھی ایسی نہیں جس پر کوئی نہ کوئی فرشتہ سربسجود نہ ہو۔ طبرانی وغیرہ میں حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوع حدیث ہے: ''سات آسمانوں میں ایسی جگہ نہیں، نہ قدم بھر، نہ بالشت بھر، نہ ہاتھ بھر کہ جس میں کوئی نہ کوئی فرشتہ قیام کرنے والا، رکوع کرنے والا اور سجدہ کرنے والا نہ ہو اور معلوم ہے کہ قرآنِ مجید کی رو سے وہ سب جہاں کہیں ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے ہیں۔'' (سعادة الدارین مترجم، ج۱، ص ۱۷۱، ۱۷۲)

نیابتِ آدم:

۲۔.....لفظِ آدم قرآن مجید میں پچیس مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے نام کی وجہ تسمیہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ''حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو آدم اس لئے کہتے ہیں کیونکہ انہیں ادیــم الارض (یعنی زمین کی سطح) سے بنایا گیا، یعنی سرخ، سفید اور سیاہ مٹی سے، یہی وجہ ہے کہ لوگوں کے رنگ بھی مختلف ہیں یعنی سرخ، سفید، سیاہ، پاک اور نجس۔ (الدر المنثور، ج۱، ص ۱۰۰)

خلیفہ لفظاً مؤنث ہے لیکن اس لفظ کا اطلاق مذکر پر بھی ہوتا ہے کیونکہ اس کے آخر میں ھــاء مبالغہ کے لئے ہے، مشہور یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت سیدنا آدم علیہ السلام ہیں یعنی ان کے خلیفہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ زمین میں اللہ عزوجل کے نائب ہیں بلکہ ہر نبی زمین میں اللہ کا نائب ہوتا ہے تاکہ لوگوں کے سیاسی معاملات، ان کے نفوس کی تکمیل اور ان میں اللہ عزوجل کے احکام نافذ کرے حالانکہ اللہ عزوجل کسی نائب اور خلیفہ کے بغیر بھی ان کاموں کا نفاذ کر سکتا ہے۔ (روح المعانی، الجزء الاول، ص۲۹۸)

فرشتوں کا سجدہ:

۳۔.....علامہ ناصر الدین بیضاوی فرماتے ہیں کہ عبادت کے قصد سے پیشانی کو زمین پر رکھنا سجدہ کہلاتا ہے۔

(تفسیرِ بیضاوی مع حاشیہ شیخ زادہ، ج۱، ص۵۲۶)

امام نسفی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ صحیح قول کے مطابق فرشتوں کو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدۂ تعظیمی کرنے کا حکم دیا گیا تھا، کیونکہ اگر یہ سجدہ اللہ عزوجل کے لئے ہوتا تو ابلیس قطعاً اس سے انکار نہ کرتا، سجدۂ تعظیمی پہلی امتوں میں جائز تھا مگر ہماری شریعت میں جائز نہیں کیونکہ جب حضرت سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرما دیا اور ارشاد فرمایا کہ مخلوق کو اللہ عزوجل کے سوا کسی کو سجدہ نہ کرنا چاہئے۔ (المدارك، ج۱، ص۸۰)

حضرت سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام، پھر میکائیل علیہ السلام، پھر اسرافیل علیہ السلام، پھر

عزرائیل علیہ السلام اور پھر دیگر فرشتوں نے سجدہ کیا، دن جمعہ کا تھا، وقت زوال سے لیکر عصر تک کا تھا۔ایک قول کے مطابق ملائکہ سو برس اور دوسرے قول کے مطابق پانچ سو برس تک سجدے میں رہے۔ (الجمل، ج۱، ص۵۹)

یہاں تک تو ہم نے جان لیا کہ فرشتوں نے بحکم الٰہی حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا لیکن ہماری شریعت میں کسی کے لئے سجدۂ تعظیمی جائز نہیں ہے چنانچہ مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ ام المومنین صدیقہ فرماتی ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ ایک جماعت مہاجرین و انصار میں تشریف فرماتھے کہ ایک اونٹ نے آکر حضور ﷺ کو سجدہ کیا صحابہ کرام نے عرض کی تو ہم تو زیادہ مستحق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور ہماری تعظیم، اگر میں کسی کو کسی کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔

(الفتاوی الرضویه مخرجه ،ج۲۲،ص۴۴۲)

مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا رسالہ الزبدة الزکية لتحريم سجود التحية کا مطالعہ فرمائیں۔

ابلیس:

۴......لفظِ ابلیس قرآن پاک میں گیارہ مرتبہ آیا ہے۔حضرت علامہ شیخ سلیمان الجمل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابلیس لعین کے لعنت کا طوق پہننے سے قبل اس کے مقام ومرتبہ کے بارے میں بتاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ابلیس چالیس ہزار سال جنت کا خازن رہا، فرشتوں کے ساتھ اَسّی ہزار سال رہا، فرشتوں کو بیس ہزار سال درس دیا، تیس ہزار سال کروبیین کا سردار رہا، ایک ہزار سال روحانیین کا سردار رہا، چودہ ہزار سال عرش کے گرد طواف کیا، پہلے آسمان پر اسکا نام عابد، دوسرے پر زاہد، تیسرے پر عارف، چوتھے پر ولی، پانچویں پر تقی، چھٹے پر خازن، ساتویں پر عزازیل اور لوح محفوظ پر اسکا نام ابلیس تھا لیکن وہ اپنے انجامِ کار سے غافل تھا۔''
(الجمل، ج۱، ص۶۰،۶۱)

علم کی تعریف:

۵......اعلیٰ حضرت علم کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''علم وہ نور ہے کہ جو شے اس کے دائرے میں آگئی منکشف ہوگئی اور جس سے متعلق ہوگیا، اس کی صورت ہمارے ذہن میں مرتسم ہوگئی۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، ص۱۷۷)

فضلیتِ علم:

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر جو فضیلت دی گئی اس کی ایک وجہ علم بھی ہے، اس لئے کہ یہ علم انہیں بذریعہ الہام عطا فرمایا گیا، یہاں سے پتہ چلا کہ علم الاسماء خلوتوں اور تنہائیوں کی عبادت سے افضل ہے۔

فضل العلم فی القرآن:

☆......﴿یرفع الله الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات والله بما تعملون خبیر اللہ تمہارے ایمان والوں کے اوران کے جن کوعلم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔(المجادلۃ:۱۱)﴾

☆......﴿قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان، نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں (الزمر:۹)﴾

☆......﴿انما یخشی الله من عباده العلماء اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ (فاطر:۲۸)﴾

☆......﴿وقل رب زدنی علما اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے(طہ:۱۱۴)﴾

قرآنِ کریم میں اس کے علاوہ بھی بہت سی آیاتِ مبارکہ ہیں جو علم کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں یہاں اختصار ملحوظِ خاطر ہے۔

فضل العلم فی الحدیث:

☆......حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: ”جس سے اللہ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔“ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ، ص ۱۷)

☆......حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو علم کی تلاش میں نکلے جب تک لوٹے نہیں وہ اللہ کی راہ میں ہے۔“ (الترمذی، باب فضل العلم، ج۲، ص ۹۳)

☆......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا جسے میں نے پی لیا، پھر میں نے دیکھا کہ سیر ہونے کی وجہ سے وہ دودھ میرے ناخنوں سے بہہ رہا ہے، تو میں نے بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دے دیا۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت فرمایا: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسکی کیا تعبیر فرماتے ہیں؟“ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”علم۔“ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب فضل العلم، ص ۱۹)

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی دعا وگریہ زاری:

۶......امام خازن حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی آہ وزاری اور اشک باری کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے زمین پر تشریف لانے کے بعد تین سو برس تک حیاء سے آسمان کیطرف سر نہ اٹھایا۔ ایک قول کے مطابق اس کا سبب تین اشیاء تھیں: حیاء، دعاء اور بکاء یعنی رونا۔ حضرت سیدنا ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا آدم وحوا جنتی نعمتوں کے فوت ہوجانے پر دو سو برس تک روتے رہے اور چالیس دن تک انہوں نے نہ کچھ کھایا اور نہ ہی پیا۔ ایک قول کے مطابق اگر روئے زمین کے تمام افراد کے آنسو جمع کیے جائیں تو پھر بھی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے اپنی لغزش پر بہائے جانے والے آنسو زیادہ تھے اور اگر حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام اور ساری زمین والوں کے آنسو جمع کیے جائیں تو پھر بھی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے وہ آنسو زیادہ ہوں گے جو آپ نے جنت

سے جدائی پر بہائے تھے۔ (الخازن، ج۱، ص۴۹)

☆......علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے جن کلمات سے دعا مانگی ان کے بارے میں مختلف اقوال ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی مشہور قول یہ ہے کہ وہ کلمات یہ ہیں ﴿ربنا ظلمنا ...... الخ﴾ جبکہ حضرت سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کلمات یہ ہیں ﴿سبحانک اللھم و بحمدک و تبارک اسمک و تعالیٰ جدک لا الہ الا انت ظلمت نفسی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت﴾ اور ایک قول کے مطابق حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے پایۂ عرش پر ﴿محمد الرسول اللہ﴾ لکھا ہوا دیکھا تھا لہذا اس کلمے کے وسیلہ سے دعا مانگنے کے سبب آپ کی توبہ قبول ہوئی۔ (روح المعانی، الجزء الاول، ص ۳۲۱)

اغراض:

کمافعل بنو الجان: ایک قول یہ ہے کہ جان سے مراد ابلیس ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس سے مراد کوئی اور مخلوق ہے اور ابلیس شیطانوں کا سردار ہے، اللہ عزوجل کا فرمان ہے ﴿ارسل اللہ علیھم الملائکۃ﴾ جنہیں جان کہا جاتا ہے اور ان کا سردار ابلیس ہے، المختصر۔ فیظھر العدل بینھم: یوں کہ فرمانبردار مومن کے لئے جنت اور نافرمان کافر کے لئے جہنم ہوگی۔ ای فنحن احق استخلاف: اس سوال سے اللہ عزوجل کی شان میں اعتراض مقصود نہیں اور نہ ہی حضرت آدم علیہ السلام کی تحقیر، بلکہ جس حیثیت سے فرشتوں کا اللہ عزوجل کے حضور مشورہ ہوا تھا اسی کے حسب حیثیت فرشتوں نے اپنی رائے پیش کی تھی۔

فقالوا: یعنی فرشتوں نے اپنے جی میں بات کہی۔ الفسوۃ: بغیر آواز کے دُبُر سے نکلنے والی ریح کو فسوۃ کہتے ہیں، المختصر۔ جمیع الوانھا: روایت میں ہے کہ اللہ عزوجل نے جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کرنا چاہی تو زمین کی جانب وحی فرمائی کہ میں تجھ سے ایک مخلوق بنانا چاہتا ہوں تو اس مخلوق میں سے جس نے میری اطاعت کی اسے میں جنت میں داخل کروں گا اور جس نے نافرمانی کی اسے میں جہنم میں داخل کروں گا، تو زمین بولی: کیا تو مجھ سے مخلوق پیدا کرے گا اور اسے آگ میں ڈالے گا؟ اللہ عزوجل نے فرمایا ہاں! تو زمین رونے لگی جس سے قیامت تک کے لئے چشمے جاری ہوگئے۔

فی انی لا اخلق اعلم منکم: صادقین کے متعلق ہے۔ دل علی ما قبلہ: ماقبل قول انبئونی ہے، جو کہ جواب کی دلیل ہے، اور جواب محذوف ہے تقدیر عبارت یوں ہے ان کنتم صدقین فانبئونی ۔حتی القصعۃ: قصعۃ سے مراد لکڑی کا بڑا برتن جب کہ قصیعۃ سے مراد لکڑی کا چھوٹا برتن ہے، المختصر۔ فسمی: یعنی آدم علیہ السلام نے نام سیکھ لئے۔ بالانحناء: اس بارے میں ہم ماقبل کلام کرچکے ہیں وہیں ملاحظہ فرمالیں۔

کان بین الملائکۃ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ الا ابلیس میں الا حرف استثناء منقطع ہے، اور ابلیس فرشتوں میں سے نہ

تھا بلکہ جن تھا جس کی جانب قرآن مجید میں واضح بیان ہے کہ ﴿الا ابلیس کان من الجن﴾، الختصر۔ انا خیر منه: یہ جملہ تکبر کی وجہ سے تھا اور آدم علیہ السلام سے اچھا ہونے کی وجہ (جو کہ ابلیس نے بیان کی) اللہ عزوجل نے ایک اور مقام پر یوں بیان فرمائی ﴿خلقتنی من نار و خلقته من طین﴾، الختصر۔

العاصین: یعنی جو اللہ عزوجل کی حدود سے باہر ہو جائیں۔ من ضلعه: یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں جانب کی پسلی سے، بی بی حوا کی تخلیق حضرت آدم علیہ السلام کے دخول جنت کے بعد ہوئی جب آپ علیہ السلام نیند سے بیدار ہوئے تو انہیں اپنے پاس پایا، جب انہیں ہاتھ لگانا چاہا تو فرشتے نے عرض کی کہ ان کا مہر ادا کئے بغیر نہ چھوئیں، آپ علیہ السلام نے عرض کی ان کا مہر کیا ہے، جواب دیا گیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر تین یا بیس درود پاک پڑھئے، الختصر۔

بان قال لهما: مختصر یہ کہ ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام و حوا کو وسوسہ دلایا، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ یہ وسوسہ بی بی حوا سے ظاہر ہوا جو کہ معصوم نہیں ہیں تو پھر حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اجتہاد کیا جس میں ان سے خطاء ہوئی اور اللہ عزوجل نے خطاء کو معصیت کا نام دیا، اور اجتہادی خطاء سے کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ متصور نہیں ہوتا اور یہ بات حسنات الابرار سیئات المقربین کے زمرے میں آتی ہیں۔ الهمه ایاها: یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے یہ کلمات الہام کئے۔

کتاب و رسول: یا فقط رسول، پس مطلق ہدایت کی دلالت اللہ عزوجل کی جانب ہے، اور مراد رسول یا کتاب سے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی بھی رسول یا کتاب ہو۔ (الصاوی، ج۱، ص۵۹ وغیرہ)

ایک اہم بات

جب مقام موتہ میں لڑائی شروع ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پردے اٹھا دیئے کہ ملک شام اور وہ معرکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے، اتنے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھایا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی صلوۃ و دعا سے مشرف فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ارشاد ہوا کہ اس کے لیے استغفار کرو، بیشک وہ دوڑتا ہوا جنت میں داخل ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے علم اٹھایا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی صلوۃ و دعا سے شرف بخشا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا کہ اس کے لیے استغفار کرو وہ جنت میں داخل ہوا اور اس میں جہاں چاہے اپنے پروں سے اڑتا پھرتا ہے۔ اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد نماز جنازہ کے دعا کی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امر فرمایا ہے۔

(غنیة المستملی شرح منیة المصلی، فصل فی الجنائز، ص ۵۸۴، سہیل اکیڈمی لاہور، فتاوی رضویہ مخرجہ، ج۹، ص ۲۲۹)

رکوع نمبر: ۵

﴿یبنی اسراء یل﴾ اَوْلَادَ یَعْقُوْبَ ﴿اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم﴾ اَیْ عَلٰی اٰبَاءِ کُمْ مِّنَ الْاِنْجَاءِ مِنْ فِرْعَوْنَ وَفَلْقِ الْبَحْرِ وَ تَظْلِیْلِ الْغَمَامِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ بِاَنْ تَشْکُرُوْھَا بِطَاعَتِیْ ﴿واوفوا بعھدی﴾ اَلَّذِیْ عَھِدْتُّہٗ اِلَیْکُمْ مِنَ الْاِیْمَانِ بِمُحَمَّدٍ ﷺ ﴿اوف بعھدکم﴾ اَلَّذِیْ عَھِدْتُّہٗ اِلَیْکُمْ مِنَ الثَّوَابِ عَلَیْہِ بِدُخُوْلِ الْجَنَّۃِ ﴿وایای فارھبون (۴۰)﴾ خَافُوْنِ فِیْ تَرْکِ الْوَفَاءِ بِہٖ دُوْنَ غَیْرِیْ ﴿وامنوا بما انزلت﴾ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴿مصدقا لما معکم﴾ مِنَ التَّوْرَاۃِ بِمُوَافَقَتِہٖ فِی التَّوْحِیْدِ وَالنُّبُوَّۃِ ﴿ولا تکونوا اول کافر بہ﴾ مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ لِاَنَّ خَلْفَکُمْ تَبَعٌ لَّکُمْ فَاِثْمُھُمْ عَلَیْکُمْ ﴿ولا تشتروا﴾ تَسْتَبْدِلُوْا ﴿بایتی﴾ اَلَّتِیْ فِیْ کِتَابِکُمْ مِنْ نَّعْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ ﴿ثمنا قلیلا﴾ عِوَضًا یَّسِیْرًا مِّنَ الدُّنْیَا اَیْ لَا تَکْتُمُوْھَا خَوْفَ فَوَاتِ مَاتَاْخُذُوْنَہٗ مِنْ سَفَلَتِکُمْ ﴿وایای فاتقون (۴۱)﴾ خَافُوْنِ فِیْ ذٰلِکَ دُوْنَ غَیْرِیْ ﴿ولا تلبسوا﴾ تَخْلِطُوْا ﴿الحق﴾ اَلَّذِیْ اَنْزَلْتُ عَلَیْکُمْ ﴿بالباطل﴾ اَلَّذِیْ تَفْتَرُوْنَہٗ ﴿و﴾ لَا ﴿تکتموا الحق﴾ نَعْتَ مُحَمَّدٍ ﷺ ﴿وانتم تعلمون (۴۲)﴾ اَنَّہٗ حَقٌّ ﴿واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وارکعوا مع الراکعین (۴۳)﴾ صَلُّوْا مَعَ الْمُصَلِّیْنَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَّاَصْحَابِہٖ ﷺ وَنَزَلَ عَلٰی عُلَمَائِھِمْ وَقَدْ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ لِاَقْرِبَائِھِمُ الْمُسْلِمِیْنَ اُثْبُتُوْا عَلٰی دِیْنِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَاِنَّہٗ حَقٌّ ﴿اتامرون الناس بالبر﴾ بِالْاِیْمَانِ بِمُحَمَّدٍ ﷺ ﴿وتنسون انفسکم﴾ تَتْرُکُوْنَھَافَلَا تَاْمُرُوْنَھَا بِہٖ ﴿وانتم تتلون الکتب﴾ اَلتَّوْرَاۃَ وَفِیْھَا الْوَعِیْدُعَلٰی مُخَالَفَۃِ الْقَوْلِ الْعَمَلَ ﴿افلا تعقلون (۴۴)﴾ سُوْءَ فِعْلِکُمْ فَتَرْجِعُوْنَ، فَجُمْلَۃُ النِّسْیَانِ مَحَلُّ الْاِسْتِفْھَامِ الْاِنْکَارِیِّ ﴿واستعینوا﴾ اُطْلُبُوا الْمَعُوْنَۃَ عَلٰی اُمُوْرِکُمْ ﴿بالصبر﴾ اَلْحَبْسِ لِلنَّفْسِ عَلٰی مَا تَکْرَہُ ﴿والصلوۃ﴾ اَفْرَدَھَا بِالذِّکْرِ تَعْظِیْمًا لِّشَاْنِھَا وَفِی الْحَدِیْثِ کَانَ ﷺ اِذَا حَزَبَہٗ اَمْرٌ بَادَرَ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَقِیْلَ الْخِطَابُ لِلْیَھُوْدِ لَمَّا عَاقَبَھُمْ عَنِ الْاِیْمَانِ الشَّرَہُ وَحُبُّ الرِّیَاسَۃِ فَاُمِرُوْا بِالصَّبْرِ وَھُوَ الصَّوْمُ لِاَنَّہٗ یَکْسِرُ الشَّھْوَۃَ وَالصَّلٰوۃُ لِاَنَّھَا تُوْرِثُ الْخُشُوْعَ وَتَنْفِی الْکِبْرَ ﴿وانھا﴾ اَیِ الصَّلٰوۃَ ﴿لکبیرۃ﴾ ثَقِیْلَۃٌ ﴿الا علی الخشعین (۴۵)﴾ اَلسَّاکِنِیْنَ اِلَی الطَّاعَۃِ ﴿الذین یظنون﴾ یُوْقِنُوْنَ ﴿انھم ملقوا ربھم﴾ بِالْبَعْثِ ﴿وانھم الیہ راجعون (۴۶)﴾ فِی الْاٰخِرَۃِ فَیُجَازِیْھِمْ۔

﴿ترجمہ﴾

اے بنی اسرائیل......۱......(یعنی اولادِ یعقوب) یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا (یعنی تمہارے باپ دادا کو فرعون سے نجات دی، انکے لئے دریا پھاڑا، بادل کو سائبان کیا وغیرہ وغیرہ تاکہ تم میری اطاعت کر کے ان احسانات کا شکر ادا کرو) اور میرا عہد پورا کرو ......۲......(جو میں نے تمہارے باپ دادا سے سیدنا محمد ﷺ پر ایمان لانے کے بارے میں کیا تھا) میں تمہارا عہد پورا کرونگا (جو میں نے تمہارے آباءُ اجداد سے کیا تھا سیدنا محمد ﷺ پر ایمان کی صورت میں جنت میں داخلہ کا ثواب عطا فرما کر) اور خاص میرا ہی ڈر رکھو (یعنی وعدہ خلافی پر مجھ ہی سے ڈرو نہ کہ کسی اور سے) اور ایمان لاؤ اس پر جو (قرآن) میں نے اتارا، اسکی تصدیق کرتا ہوا جو تمہارے ساتھ ہے (یعنی توریت، جو توحید اور نبوت میں قرآنِ کریم ہی کے موافق ہے) اور سب سے پہلے اس کے منکر نہ بنو (اہل کتاب میں سے، اسلئے کہ تمہارے بعد والے تمہاری پیروی کرینگے اور انکا گناہ بھی تم پر ہی ہوگا) اور دام (یعنی عوض) نہ لو میری (اِن) آیتوں کے بدلے (جو تمہاری کتابوں میں محمد ﷺ کی نعت کے سلسلے میں ہیں) تھوڑے (یعنی دنیا کے اس معمولی مال کے عوض یعنی ان آیاتِ مبارکہ کو نہ چھپاؤ اس اندیشہ سے کہ کہیں تم اپنے نچلے طبقے کے لوگوں سے حاصل ہونے والی آمدنی کو کھو نہ بیٹھو) اور مجھ ہی سے ڈرو (یعنی اس بات پر میرے سوا کسی سے نہ ڈرو) اور نہ ملاؤ (یعنی خلط ملط نہ کرو) حق سے (جو میں نے تم پر اتارا) باطل کو (جو تم گھڑتے ہو) اور حق (یعنی محمد ﷺ کے اوصاف کو) نہ چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو (کہ وہ سچے نبی ہیں) اور نماز......۳......قائم رکھو اور زکوۃ......۴......دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع......۵......کرو (یعنی حضرت سیدنا محمد ﷺ اور انکے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھو۔ یہ آیتِ مبارکہ یہودی علماء کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنے مسلمان قرابت داروں کو کہتے تھے کہ اسی دینِ محمدی پر ثابت قدم رہو کہ یہی دین سچا ہے) کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو (یعنی محمد ﷺ پر ایمان لانے کا) اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو (یعنی اپنی جانوں کو چھوڑ دیتے ہو کہ انہیں اس بھلے کام کا حکم نہیں دیتے ہو) حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو (یعنی توریت کو کہ جس میں قول بلا عمل پر وعید مذکور ہے) تو کیا تمہیں عقل نہیں (اپنے برے فعل کی کہ باز آؤ، استفہام انکاری کا محل جملہ تنسون ہے) اور مدد چاہو (اپنے کاموں پر) صبر......۶......(یعنی اپنے نفس کو برے کام سے روک کر) اور نماز سے (نماز کا یہاں خصوصیت کے ساتھ ذکر اس کی عظمتِ شان کی وجہ سے ہے، چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے کہ نبی پاک ﷺ کو جب کوئی دشوار کام پیش آتا تو فوراً نماز ادا فرماتے۔ ایک قول کے مطابق یہ خطاب یہودیوں سے ہے جنہیں حرص اور دنیا کی محبت نے ایمان سے روکے رکھا تو انہیں صبر یعنی روزے کا حکم دیا گیا کیونکہ روزہ کسرِ شہوت ہوتا ہے اور نماز کا حکم اس لئے دیا گیا کیونکہ اس سے تواضع پیدا ہوتی ہے اور برائی دور ہوتی ہے) اور بیشک نماز ضرور بھاری ہے (کبیرۃ بمعنی ثقیلۃ ہے) مگر ان پر نہیں جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں (یعنی جو فرمانبرداری و نیکی کے کام پر دولتِ سکون پاتے ہیں) جنہیں یقین ہے (یظنون، یوقنون کے معنی میں ہے) کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے (مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے وقت) اور اسی کی طرف پھرنا

(ہے یعنی آخرت میں اسی کی جانب لوٹنا ہے اور وہی انہیں جزاء دیگا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یبنی اسراء یل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم﴾

یا: حرف ندا قائم مقام ادعو فعل اسمیں انا ضمیر مستتر فاعل، بنی اسرائیل: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ندائیہ، اذکروا: فعل وفاعل، نعمتی: مرکب اضافی موصوف، التی انعمت علیکم: موصول صلہ ملکر صفت، جو موصوف سے ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء۔

﴿واوفوا بعھدی اوف بعھدکم وایای فارھبون﴾

و: عاطفہ، اوفوا بعھدی: فعل بافاعل وظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر (اذکروا نعمتی) پر معطوف ہے، اوف بعھدکم: فعل مضارع بافاعل وظرف لغو، جملہ فعلیہ جواب امر، و: عاطفہ، ایای: ضمیر منصوب منفصل مفعول مقدم، ف: عاطفہ زائدہ، ارھبون: فعل وفاعل ومفعول ومفعول مقدم ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وامنوا بماانزلت مصدقا لما معکم﴾

و: عاطفہ، امنوا: فعل بافاعل، ب: جار، ما انزلت: موصول صلہ ملکر ذوالحال، مصدقا: اسم فاعل اسمیں ھو ضمیر فاعل، لما معکم: ظرف لغو، شبہ جملہ اسمیہ ہوکر حال، ذوالحال حال ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، امنوا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولاتکونوا اول کافربہ﴾

و: عاطفہ، لا: ناھیہ، تکونوا: فعل ناقص، واو ضمیر اسم، اول: مضاف، کافر بہ: شبہ جملہ مضاف الیہ، ملکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ہے "امنوا" پر۔

﴿ولا تشتروا بایتی ثمنا قلیلا وایای فاتقون﴾

و: عاطفہ، لا تشتروا بایتی ثمنا قلیلا: فعل نہی اپنے فاعل، ظرف لغو اور مرکب توصیفی مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر لا تکونوا پر معطوف ہے، و اِیَّایَ: مفعول مقدم، ف: زائدہ، اتَّقُوْنِ: فعل بافاعل ومفعولین جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون﴾

و: عاطفہ، لاتلبسوا الحق بالباطل: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، تکتموا: میں لا ئے نہی محذوف یعنی لا تکتموا، واؤ ضمیر ذوالحال، الحق: مفعول، وانتم تعلمون: حال، ذوالحال حال ملکر فاعل، جملہ فعلیہ۔

﴿واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وارکعوا مع الراکعین﴾

و: عاطفہ،اقیموا الصلوٰۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واٰتوا الزکوۃ: معطوف اول،وارکعوا مع الراکعین: معطوف ثانی،جملہ معطوفہ۔

﴿اتامرون الناس بالبروتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتب﴾

اتامرون الناس بالبر: ھمزہ استفہامیہ،فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو جملہ فعلیہ،معطوف علیہ،و: عاطفہ،تنسون: فعل،واؤضمیر ذوالحال،وانتم تتلون الکتب: جملہ اسمیہ حال،جوذوالحال سے ملکر فاعل،انفسکم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،معطوف۔

﴿افلاتعقلون﴾

ا: حرف استفہام،ف: عاطفہ،لا تعقلون: فعل بافاعل جملہ فعلیہ۔

﴿واستعینوا بالصبروالصلوۃ وانہا لکبیرۃالا علی الخشعین﴾

و: عاطفہ،استعینوا: فعل بافاعل،ب: جار،الصبر: معطوف علیہ،و: عاطفہ،الصلوۃ: ذوالحال،و: حالیہ،انہا لکبیرۃ: جملہ اسمیہ مستثنی منہ،الا: حرف استثناء،علی الخاشعین: شبہ جملہ ہوکر مستثنی،جومستثنی منہ سے ملکر حال،ذوالحال حال ملکر معطوف،جومعطوف علیہ سے ملکر مجرور،ظرف لغو،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الذین یظنون انہم ملقوا ربہم وانہم الیہ راجعون﴾

الذین: موصول،یظنون: فعل وفاعل،انہم ملقوا ربہم: معطوف علیہ،وانہم الیہ راجعون: معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ، صلہ،موصول صلہ ملکر خشعین کی صفت۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ولا تلبسوا الحق ......☆یہ آیت کعب بن اشرف اوردوسرے رؤساء وعلماء یہود کے حق میں نازل ہوئی جواپنی قوم کے جاہلوں اورکمینوں سے نکے وصول کرلیتے اوران پر سالانے مقرر کرتے تھے،انہوں نے پھلوں اورنقد مالوں میں اپنے حق معین کرلئے تھے،انہیں اندیشہ ہوا کہ توریت میں جوحضورسید عالم ﷺ کی نعت وصفات ہیں اگر اسکو ظاہر کریں تو قوم حضورﷺ پر ایمان لے آئی گی اورانکی پرسش نہ رہے گی،یہ تمام منافع جاتے رہیں گے،اس لئے انہوں نے اپنی کتابوں میں تغیر کی اورحضورﷺ کی نعت کو بدل ڈالا، جب ان سے لوگ دریافت کرتے کہ توریت میں حضورﷺ کے کیا اوصاف مذکور ہیں تو وہ چھپا لیتے اور ہرگز نہ بتاتے۔

☆......اتامرون الناس ......☆علماء یہود سے انکے مسلمان رشتے داروں نے دینِ اسلام کی نسبت دریافت کیا توانہوں نے کہا تم اس دین پر قائم رہو،حضورﷺ کا دین حق اورکلام سچا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ایک قول یہ ہے کہ آیت ان یہودیوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے مشرکینِ عرب کوحضورﷺ کے مبعوث ہونے کی خبردی تھی اورحضورﷺ کی اتباع کرنے کی ہدایت کی تھی،پھر

جب حضور ﷺ مبعوث ہوئے تو یہ ہدایت کرنے والے حسد سے خود کافر ہو گئے، اس پر انہیں توبیخ کی گئی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

لفظِ اسرائیل پر بحث:

۱...... لفظِ اسرائیل قرآن مجید فرقان حمید میں تینتالیس (43) مرتبہ آیا ہے۔ یہ اضافت کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور عجمہ وعلم ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہے اور ترکیب میں عبد اللہ کے مثل مرکب اضافی ہے، ''اسرا'' عبرانی زبان کا لفظ ہے جسکے معنی عبد کے ہیں اور ''ایل'' سے مراد اللہ ہے (یعنی اللہ ﷻ کا بندہ)، یہ بھی منقول ہے کہ اسراء، الاسر سے مشتق ہے جسکے معنی قوت کے ہیں، چنانچہ اس پورے لفظ سے مراد وہ بندہ ہوگا جسے اللہ ﷻ نے قوت عطا فرمائی ہو۔ (الجمل، ج ۱، ص ٦٦)

یہود کا اللہ تعالیٰ سے عہد اور اللہ تعالیٰ کا یہود سے عہد:

۲...... یہود سے اللہ ﷻ نے یہ عہد لیا کہ وہ حضور اکرم ﷺ پر ایمان لائیں گے اور اللہ ﷻ اپنا عہد پورا کریگا یعنی انکو جنت میں داخل فرمائے گا۔ (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص ۹)

نماز:

۳...... نماز کا ذکر سورہ بقرہ میں کل نو مرتبہ آیا ہے۔ حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا: ''بارگاہِ ربوبیت میں کون سا عمل سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نماز کو اسکے اوقات میں ادا کرنا''، میں نے مزید عرض کی: ''پھر کونسا؟'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''والدین کے ساتھ بھلائی کرنا''، میں نے پھر پوچھا: ''پھر کونسا؟'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

☆...... حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں مزید بھی دریافت فرماتا لیکن حضور سرورِ دو عالم ﷺ کے ادب کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے رک گیا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون الایمان باللہ تعالیٰ، ص ٦٤)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''پانچ نمازیں، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کی نمازیں اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک کے روزے کفارہ ہیں بشرطیکہ ان کے مابین کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرے۔'' (مشکوۃ المصابیح، ص ٥٧)

☆...... انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تمہاری اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جس کے دروازے کے پاس ہی کوئی نہر ہو اور وہ اس میں دن میں پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا کوئی میل باقی رہے گا؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ''نہیں،

یارسول اللہ ﷺ! کوئی میل باقی نہ رہے گا۔'' تو آقائے دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے کہ اللہ ﷻ کی برکت سے خطاؤں کو مٹادیتا ہے۔'' (صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلوة، باب الصلوات الخمس كفارة، ص ٩٠)

☆......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''نماز ایک بہترین عمل ہے جو اس میں اضافہ کر سکے وہ ضرور اضافہ کرے۔'' (مجمع الزوائد، كتاب الصلوة، باب فضل الصلوة، ج٢، ص٥١٥)

☆......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دے دوں گا'' میں نے عرض کی وہ چھ چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا ''نماز، زکوۃ، امانت، شرمگاہ، پیٹ اور زبان''۔

(طبراني اوسط، ج٣، ص٣٩٦)

زکوۃ:

۴......قرآن مجید میں لفظ زکوۃ بتیس (32) مرتبہ آیا ہے۔ زکوۃ کا لغوی معنی زیادتی ہے اور شرعی معنی یہ ہے کہ مخصوص مال کا مخصوص گروہ کو مالک بنادینا۔ (التعريفات، ص١١٧)

علامہ بدرالدین عینی اس کی بڑی عمدہ تعریف کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ **ایتاء جزء من النصاب الحولی الی فقیر غیر هاشمی** یعنی سال گزر جانے کے بعد معین نصاب میں کے حصے کو غیر ہاشمی فقیر کو بنیت زکوۃ دینا۔ (عمدة القاري، ج٨، ص٢٢٣)

☆......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آقائے دوجہاں ﷺ نے وصال مبارک فرمایا اور آپ ﷺ کے بعد حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو کچھ عربوں نے بعض احکام کو ماننے سے انکار کردیا، حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کی: ''آپ لوگوں سے کیسے قتال کریں گے جبکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ میں اس وقت تک لڑتا رہوں گا جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ دیں، پھر جس نے یہ کلمہ کہہ دیا اس نے اپنے مال و جان کو مجھ سے محفوظ کرلیا مگر جو اللہ ﷻ کا حق اور حساب اس پر ہو۔'' حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکوۃ میں فرق کرتے ہیں کیونکہ زکوۃ مال کا حق ہے، خدا کی قسم! اگر انہوں نے اونٹ کا گھٹنا باندھنے کی رسی دینے سے انکار کیا جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو اس انکار پر میں ضرور ان سے لڑوں گا۔'' (سنن ابی داؤد، كتاب الزكاة، باب وجوب الزكاة، ص٢٨٩)

رکوع:

۵......چونکہ یہودیوں کی نماز میں رکوع نہ تھا اس لئے اللہ ﷻ نے ان کی نماز سے احتراز کرتے ہوئے نماز کو رکوع سے تعبیر فرمایا، نماز کی ادائیگی کو رکوع کے ساتھ مقید کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہود اکیلے نماز ادا کیا کرتے تھے، اس آیتِ مبارکہ میں مسلمانوں کو نماز باجماعت کا حکم دیا گیا کیونکہ نماز باجماعت پڑھنے میں کئی فائدے ہیں، بعض نے اسی آیتِ مبارکہ سے جماعت کا

واجب ہونا بھی مراد لیا ہے۔ (روح المعانی، الجزء الاول، ص ۳۳٤)

صبر:

۶......کسی چیز کو تنگی میں روک لینے کو صبر کہتے ہیں اور یہ بھی کہ انسانی عقل اور شریعت جس بات کا تقاضا کرے اس پر عقل کو روک لینا بھی صبر کہلاتا ہے۔ (المفردات، ص ۲۷۷)

مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے صبر کے بارے میں مختلف اقوال ذکر فرمائے ہیں، تفسیرِ خازن میں ہے کہ طلبِ آخرت پر صبر سے مراد نفس کو لذتوں اور نافرمانیوں سے روکنا ہے، ایک قول کے مطابق صبر سے مراد روزہ ہے، اسلئے کہ اس میں بھی نفس کو کھانے پینے اور دیگر لذتوں سے روکنا پایا جاتا ہے، نیز اس میں انکسارِ نفسی بھی پائی جاتی ہے، جبکہ ایک قول کے مطابق اس سے مراد فرائض کی ادائیگی ہے۔ (الخازن، ج۱، ص ٤۲)

اغراض:

غیر ذلک: یعنی ان نعمتوں کی تعداد جو کہ ال فرعون پر کی گئیں نو ۹ ہیں جو کہ مفسر جلال نے ﴿واذ نجینکم من ال فرعون (البقرة ۴۹)﴾ کے تحت ذکر کی ہیں۔ بموافقته: اس میں باء سببیہ ہے۔ فی التوراة: یعنی توریت اور انجیل، توریت کے نام کے ساتھ اختصار اس لئے کیا کہ انجیل احکام کے لحاظ سے توریت کی طرح ہی قابل تعظیم تھی۔ فی التوحید و النبوة: یعنی کثیر اعمال فرعیہ میں۔ الذی تفترونه: یعنی اختراع نہ کرو جیسا کہ امام بیضاوی نے ذکر کیا۔ خوف فوات ما تأخذونه من سفلتکم: اس کا بیان شان نزول میں ﴿ولا تلبسوا الحق﴾ کے تحت ملاحظہ فرمالیں۔

نعت محمد: اس جملے میں ایک سوال کے جواب کی جانب اشارہ ہے، وہ سوال یہ ہے کہ حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور نہ ہی حق کو چھپاؤ، ان دونوں جملوں کے مابین کوئی مغایرت نہیں ہے پھر ایک کا دوسرے پر عطف کیسے ہے؟ حاصل یہ ہے کہ یہاں دونوں حق لفظاً اور معناً متغایر ہیں اور پہلے حق سے مراد تورات اور دوسرے حق سے مراد نعت محمد ﷺ ہے۔

صلوا مع المصلین: پس نماز با جماعت پڑھو، اس جملے میں کوئی تکرار نہیں، اور نماز کو رکوع سے تعبیر اس لئے کیا کہ یہود کا رد ہو جائے کہ ان کی نماز میں رکوع نہیں ہوتا، پس نتیجہ یہ نکلا کہ رکوع والی با جماعت نماز پڑھو۔ و کانوا یقولون لاقربائهم: یہودی علماء یہ بات خفیہ طور پر کہا کرتے تھے، بیضاوی میں ہے کہ یہودی علماء خفیہ طور پر اتباع محمد کا حکم دیتے اور خود پیروی نہ کرتے۔ تترکونها: ترک کو نسیان کے ساتھ تعبیر کیا اس لئے کہ نسیان کی وجہ سے کسی چیز کا ترک کرنا لازم آتا ہے، المختصر۔ وفیها الوعید: میں واو حالیہ ہے۔ الشره: یعنی حرص، اور ایک نسخہ میں الشره کے بجائے الشهوة ہے۔ ثقیلة: یعنی شاق ہے، یعنی مشرکین پر شاق ہے کہ تم انہیں نماز کی جانب بلاؤ۔ الساکنین: یعنی نماز کی جانب مائل ہونے والے مراد ہیں۔ (الجمل، ج۱، ص ٦٦ وغیرہ)

بـان تشكروها :یعنی (اپنامال) اس جگہ خرچ کرو جس جگہ خرچ کرنے میں تمہارا رب راضی ہوتا ہو۔ وحبس النفس ما یکرہ: مصائب، طاعات اور ترک معصیت سے، پس صبر کی تین اقسام ہیں، مصیبت پر صبر کرنا، طاعت پر دوام کے ذریعے صبر کرنا، معصیت کے کاموں پر صبر کرنا کہ معصیت نہ ہونے پائے، اور کامل درجہ یہ ہے کہ تمام ہی امور پر صبر متحقق ہوجائے۔

افردها بالذكر :اس لئے کہ نماز صبر میں داخل ہے، پس عام کے بعد خاص کا ذکر کیا اس لئے کہ نماز تمام اقسام کی عبادتوں کی جامع ہے، اس میں تسبیح، تہلیل، تکبیر، ذکر اور سید عالم ﷺ کی نماز یعنی رکوع اور سجود بھی شامل ہے۔ وفی الحدیث: سید عالم ﷺ نے معراج پر بعض ملائکہ کو قیام کی حالت میں، بعض کو رکوع کی حالت میں دیکھا تو خواہش ہوئی کہ ان سب کی کوئی جامع عبادت میسر آجائے تو سید عالم ﷺ کو نماز کا تحفہ دیا گیا۔ (الصاوی، ج١، ص٦٦ وغیرہ)

رکوع نمبر: ٦

﴿یبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم﴾ بِالشُّكْرِ عَلَيْهَابِطَاعَتِيْ ﴿وانی فضلتکم﴾ اَیْ اٰبَاءَ کُمْ ﴿علی العلمین (٤٧)﴾ عَالَمِیْ زَمَانِهِمْ ﴿واتقوا﴾ خَافُوْا ﴿یوما لاتجزی﴾ فِیْهِ ﴿نفس عن نفس شیئا﴾ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ﴿ولا یقبل﴾ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ ﴿منها شفاعة﴾ اَیْ لَيْسَ لَهَا شَفَاعَةٌ فَتُقْبَلُ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿ولا یؤخذ منها عدل﴾ فِدَاءٌ ﴿ولا هم ینصرون (٤٨)﴾ يُمْنَعُوْنَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ ﴿و﴾ اُذْكُرُوْا ﴿اذ نجینکم﴾ اَیْ اٰبَائَكُمْ وَالْخِطَابُ بِهٖ وَبِمَابَعْدَهُ الْمَوْجُوْدِيْنَ فِیْ زَمَنِ نَبِيِّنَا ﷺ بِمَا اَنْعَمَ عَلٰى اٰبَائِهِمْ تَذْكِيْرًا لَّهُمْ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ لِيُؤْمِنُوْا ﴿من ال فرعون یسومونکم﴾ يُذِيْقُوْنَكُمْ ﴿سوء العذاب﴾ اَشَدَّهُ، وَالْجُمْلَةُ حَالٌ مِّنْ ضَمِيْرِ نَجَّيْنٰكُمْ ﴿یذبحون﴾ بَيَانٌ لِّمَا قَبْلَهٗ ﴿ابنائکم﴾ اَلْمَوْلُوْدِيْنَ ﴿ویستحیون﴾ يَسْتَبْقُوْنَ ﴿نسائکم﴾ لِقَوْلِ بَعْضِ الْكَهَنَةِ لَهٗ اَنَّ مَوْلُوْدًا يُّوْلَدُ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ يَكُوْنُ سَبَبًا لِّذِهَابِ مُلْكِكَ ﴿وفی ذلکم﴾ الْعَذَابِ اَوِ الْاِنْجَاءِ ﴿بلاء﴾ اِبْتِلَاءٌ وَّاِنْعَامٌ ﴿من ربکم عظیم (٤٩)﴾ و﴾ اُذْكُرُوْا ﴿اذفرقنا﴾ فَلَقْنَا ﴿بکم﴾ بِسَبَبِكُمْ ﴿البحر﴾ حَتّٰى دَخَلْتُمُوْهُ هَارِبِيْنَ مِنْ عَدُوِّكُمْ ﴿فانجینکم﴾ مِنَ الْغَرَقِ ﴿واغرقنا ال فرعون﴾ قَوْمَهٗ مَعَهٗ ﴿وانتم تنظرون (٥٠)﴾ اِلٰى انْطِبَاقِ الْبَحْرِ عَلَيْهِمْ ﴿واذ وعدنا﴾ بِاَلِفٍ وَّدُوْنَهَا ﴿موسی اربعین لیلة﴾ نُعْطِيْهِ عِنْدَ انْقِضَائِهَا التَّوْرٰةَ لِتَعْمَلُوْا بِهَا ﴿ثم اتخذتم العجل﴾ اَلَّذِیْ صَاغَهٗ لَكُمُ السَّامِرِیُّ اِلٰهًا ﴿من بعده﴾ اَیْ بَعْدَ ذِهَابِهٖ اِلٰى مِيْعَادِنَا ﴿وانتم ظلمون (٥١)﴾ بِاتِّخَاذِهٖ لِوَضْعِكُمُ الْعِبَادَةَ فِیْ غَيْرِ مَحَلِّهَا ﴿ثم عفونا عنکم﴾ مَحَوْنَا ذُنُوْبَكُمْ ﴿من بعد ذلک﴾ الْاِتِّخَاذِ

﴿لعلكم تشكرون (۵۲)﴾ نِعْمَتَنَا عَلَيْكُمْ ﴿واذ اتينا موسى الكتب﴾ اَلتَّوْرَاةَ ﴿والفرقان﴾ عَطْفُ عَلٰى تَفْسِيرٍ اَيِ الْفَارِقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ ﴿لعلكم تهتدون (۵۳)﴾ بِهٖ مِنَ الضَّلَالِ ﴿واذ قال موسى لقومه﴾ اَلَّذِيْنَ عَبَدُوا الْعِجْلَ ﴿يقوم انكم ظلمتم انفسكم باتخاذكم العجل﴾ اِلٰهًا ﴿فتوبوا الى بارء كم﴾ خَالِقِكُمْ مِّنْ عِبَادَتِهٖ ﴿فاقتلوا انفسكم﴾ اَیْ لِيَقْتُلَ الْبَرِیْءُ مِنْكُمُ الْمُجْرِمَ ﴿ذلكم﴾ اَلْقَتْلُ ﴿خير لكم عند بارئكم﴾ فَوَفَّقَكُمْ لِفِعْلِ ذٰلِكَ وَاَرْسَلَ عَلَيْكُمْ سَحَابَةً سَوْدَآءَ لِئَلَّا يُبْصِرَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَيَرْحَمَهُ حَتّٰى قُتِلَ مِنْكُمْ نَحْوَ سَبْعِيْنَ اَلْفًا ﴿فتاب عليكم﴾ قَبِلَ تَوْبَتَكُمْ ﴿انه هو التواب الرحيم (۵۴) واذ قلتم﴾ وَقَدْ خَرَجْتُمْ مَعَ مُوْسٰى لِتَعْتَذِرُوا اِلَى اللّٰهِ مِنْ عِبَادَةِ الْعِجْلِ وَسَمِعْتُمْ كَلَامَهٗ ﴿يموسى لن نؤمن لك حتى نرى الله جهرة﴾ عَيَانًا ﴿فاخذتكم الصعقة﴾ اَلصَّيْحَةُ فَمُتُّمْ ﴿وانتم تنظرون (۵۵)﴾ مَاحَلَّ بِكُمْ ﴿ثم بعثنكم﴾ اَحْيَيْنَاكُمْ ﴿من بعد موتكم لعلكم تشكرون (۵۶)﴾ نِعْمَتَنَا بِذٰلِكَ ﴿وظللنا عليكم الغمام﴾ سَتَرْنَاكُمْ بِالسَّحَابِ الرَّقِيْقِ مِنْ حَرِّ الشَّمْسِ فِي التِّيْهِ ﴿وانزلنا عليكم﴾ فِيْهِ ﴿المن والسلوى﴾ هُمُ التَّرَنْجَبِيْنَ وَالطَّيْرُ السُّمَانِيُّ بِتَخْفِيْفِ الْمِيْمِ وَالْقَصْرِ وَقُلْنَا ﴿كلوا من طيبت ما رزقنكم﴾ وَلَا تَدَّخِرُوْا فَكَفَرُوْا بِالنِّعْمَةِ وَادَّخَرُوْا فَقُطِعَ عَنْهُمْ ﴿وماظلمونا﴾ بِذٰلِكَ ﴿ولكن كانوا انفسهم يظلمون (۵۷)﴾ لِاَنَّ وَبَالَهٗ عَلَيْهِمْ ﴿واذ قلنا﴾ لَهُمْ بَعْدَ خُرُوْجِهِمْ مِنَ التِّيْهِ ﴿ادخلوا هذه القرية﴾ بَيْتَ الْمَقْدِسِ اَوْ اَرِيْحَا ﴿فكلوا منها حيث شئتم رغدا﴾ وَّاسِعًا لَا حَجْرَ فِيْهِ ﴿وادخلوا الباب﴾ اَیْ بَابَهَا ﴿سجدا﴾ مُنْحَنِيْنَ ﴿وقولوا﴾ مَسْاَلَتُنَا ﴿حطة﴾ اَیْ اَنْ تَحُطَّ عَنَّا خَطَايَانَا ﴿نغفر﴾ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ مَبْنِيًّا لِّلْمَفْعُوْلِ فِيْهِمَا ﴿لكم خطيكم وسنزيد المحسنين (۵۸)﴾ بِالطَّاعَةِ ثَوَابًا ﴿فبدل الذين ظلموا﴾ مِنْهُمْ ﴿قولا غير الذى قيل لهم﴾ فَقَالُوْا حَبَّةٌ فِيْ شَعْرَةٍ وَدَخَلُوْا يَزْحَفُوْنَ عَلٰى اِسْتَاهِهِمْ ﴿فانزلنا على الذين ظلموا﴾ فِيْهِ وَضْعُ الظَّاهِرِ مَوْضِعَ الْمُضْمَرِ مُبَالَغَةً فِيْ تَقْبِيْحِ شَاْنِهِمْ ﴿رجزا﴾ عَذَابًا طَاعُوْنًا ﴿من السماء بما كانوا يفسقون (۵۹)﴾ بِسَبَبِ فِسْقِهِمْ اَیْ خُرُوْجِهِمْ عَنِ الطَّاعَةِ فَهَلَكَ مِنْهُمْ فِيْ سَاعَةٍ سَبْعُوْنَ اَلْفًا اَوْ اَقَلُّ۔

﴿ترجمه﴾

اے اولادِ یعقوب یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا (یعنی ان نعمتوں پر میری اطاعت بجالاتے ہوئے شکر کرو) اور یہ کہ تمہیں

(یعنی تمہارے آباء کو) بڑائی دی اس سارے زمانے پر (یعنی انکے سارے زمانے پر) اور ڈرو (یعنی خوف کرو) اس دن سے جس دن کوئی جان ......۱...... دوسرے کا بدلہ نہ ہو سکے گی (اس سے مراد قیامت کا دن ہے) اور نہ مانی جائے (یقبل یاء اور تاء دونوں کے ساتھ ہے) کافر کے لئے کوئی سفارش (یعنی کافروں کیلئے کوئی سفارش نہ ہوگی کہ قبول کی جائے، ایک دوسری جگہ قرآن پاک میں اللہ نے کفار کا قول فما لنا من شافعین نقل کیا) اور نہ کچھ (فدیہ) لیکر اس کی جان چھوڑی جائے اور نہ انکی مدد ہو (یعنی نہ وہ اللہ کے عذاب سے روکے جائیں) اور (یاد کرو) جب ہم نے تم کو نجات بخشی (یعنی تمہارے آباء کو، یہ اور مابعد خطاب ہمارے نبی ﷺ کے زمانے کے یہودیوں کیلئے ہے، ان نعمتوں کے تذکرہ کے طور پر جو ہم نے انکے آباء پر کیں اس لئے کیا گیا ہے تا کہ وہ ایمان لے آئیں) فرعون ......۲...... والوں سے کہ وہ چکھاتے (یسومونکم بمعنی یذیقونکم ہے) برا عذاب ......۳...... (یعنی سخت ترین، یہ جملہ انجینا کم کی ضمیر سے حال ہے) ذبح کرتے ہیں ......۴...... (یہ ماقبل کا بیان ہے) تمہارے (نومولود) بیٹوں کو اور زندہ (یعنی باقی رکھتے) ہیں تمہاری بیٹیوں کو (ان چند کاہنوں کے اس قول کے مطابق کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تمہاری بادشاہی کے زوال کا سبب بنے گا) اور اس میں (یعنی عذاب یا نجات میں) بلا (یعنی آزمائش یا انعام) ہے تمہارے رب کی طرف سے بڑی (یاد کرو) اور جب ہم نے پھاڑ دیا (فرقنا بمعنی فلقنا ہے) تمہارے لیے (بکم میں باء سببیہ ہے) دریا کو (یہاں تک کہ تم اپنے دشمنوں سے بھاگتے ہوئے اس میں داخل ہو گئے) تو تمہیں بچالیا (غرق ہونے سے) اور فرعون والوں کو (یعنی اسے اسکی قوم کے ساتھ) ڈبو دیا ......۵...... اور تم دیکھ رہے تھے (یعنی ان پر دریا کا مل جانا) اور جب ہم نے وعدہ فرمایا (واعدنا، الف اور غیر الف دونوں کیساتھ ہے) موسیٰ سے چالیس رات کا ......۶...... (یعنی ہم اسے اس مدت کے اختتام پر توریت عطا کریں گے تا کہ تم اس پر عمل کرو) پھر تم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی (جسے سامری نے تمہارے لیے بطورِ معبود بنایا تھا) اسکے پیچھے (یعنی حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ہمارے وعدہ کے مطابق چلے جانے کے بعد) اور تم ظالم تھے (یعنی تم نے اس بچھڑے کو معبود بنا کر عبادت کو غیر محل میں رکھ کر ظلم کیا) پھر ہم نے تمہیں (تمہارے گناہ مٹا کر) معافی دی اسکے بعد (یعنی بچھڑے کو معبود بنانے کے بعد) کہ کہیں تم احسان مانو (ہماری تم پر کی گئی نعمتوں کا) اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب (یعنی توریت) عطا کی اور حق و باطل میں تمیز کر دینا (واو عطف تفسیری ہے یعنی حق و باطل اور حلال و حرام میں فرق کرنے والی کتاب عطا کی) کہ کہیں تم (اسکے ذریعے گمراہی سے) راہ پر آؤ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا (یعنی ان لوگوں سے جنہوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی) اے میری قوم! تم نے بچھڑے (کو معبود) بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو (یعنی اپنے خالق کی عبادت کرو) تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو ......۷...... (یعنی تم میں سے غیر مجرم، مجرم کو قتل کرے) یہ (یعنی قتل کرنا) تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لئے بہتر ہے (تو اللہ عزوجل نے تمہیں اسکی توفیق دی اور تم پر کالا بادل بھیجا تا کہ تم ایک دوسرے کو دیکھ کر رحم نہ کرو یہاں تک کہ تم میں سے ستر ہزار افراد قتل کر دیے گئے) تو اس نے

تمہاری توبہ قبول کی (فتاب علیکم بمعنی قبل توبتکم ہے) بے شک وہ ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان اور جب تم نے کہا (یعنی جب تم بچھڑے کی عبادت کرنے کے گناہ کی معذرت کرنے کے لئے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بارگاہِ ربوبیت کی طرف عذر پیش کرنے کیلئے نکلے اور تم نے اس کا کلام بھی سنا تو اس وقت کہا) اے موسیٰ! ہم ہرگز تمہارا یقین نہ لائینگے جب تک اپنی آنکھوں سے خدا کو نہ دیکھ لیں (جھرۃ بمعنی عیاناً ہے) تو تمہیں کڑک نے آلیا (یعنی چنگھاڑ نے جس سے تمہاری جان ہی نکل گئی) اور تم دیکھ رہے تھے (جو اس نے تم پر اتارا) پھر ہم نے تمہیں زندہ کیا (بعثنکم بمعنی احییناکم ہے) تمہارے مرنے کے بعد کہ کہیں تم احسان مانو (ہماری اس نعمت پر) اور ہم نے ابر......۸......کو تمہارا سائبان کیا (یعنی تمہیں مقام تیہ میں سورج کی طمازت سے محفوظ رکھنے کے لئے باریک بادل کے ساتھ ڈھانپ دیا) اور تم پر اتارا (اس مقام میں) من اور سلوی......۹......(من ترنجبین کی طرح شیریں چیز ہوتی ہے اور سلوی سے مراد ایک آسمانی پرندہ ہے، من میم کی تخفیف اور قصر کے ساتھ ہے، پھر ہم نے ارشاد فرمایا) کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں (یعنی ان کا ذخیرہ نہ کرو، تو انہوں نے کفرانِ نعمت کیا اور ذخیرہ کرنا شروع کر دیا تو وہ نعمت ان سے روک دی گئی) اور انہوں نے (ذخیرہ کر کے) کچھ ہمارا نہ بگاڑا، ہاں اپنی ہی جانوں کو بگاڑ کرتے ہیں (اس لئے اسکا وبال انہیں پر ہیں) اور جو ہم نے فرمایا (ان سے مقام تیہ سے نکلنے کے بعد) بستی میں جاؤ (اس سے مراد بیت المقدس یا مقام اریحا ہے) پھر اس میں جہاں چاہو بے روک ٹوک کھاؤ (یعنی کشادہ ہو کر بغیر کسی روک ٹوک کے) اور داخل ہو دروازے میں (یعنی مقام اریحا کے دروازے میں) سجدہ کرتے ہوئے (یعنی تواضع کرتے ہوئے) اور کہو (جس لفظ کے کہنے کا ہم نے مطالبہ کیا یعنی) ہمارے گناہ معاف ہوں (یعنی ہم سے ہماری خطائیں معاف فرمادے) ہم بخش دیں گے (سورہ توبہ میں یہ لفظ یغفر ہے، یعنی یہ یاء اور تاء دونوں کے ساتھ مستعمل ہے) تمہاری خطائیں اور قریب ہے کہ نیکی والوں کو (انکی طاعت پر ثواب) اور زیادہ دیں تو (ان لوگوں میں سے) ظالموں نے بدل دی بات اس کے سوا جو کی گئی تھی (اور انہوں نے کہا حبۃ فی شعرہ یعنی بال میں دانہ اور سرین کو رگڑتے ہوئے داخل ہوئے) تو ہم نے ظالموں پر (یہاں انکی قبیح حالت کے بیان میں مبالغہ کرتے ہوئے اسم ضمیر کی بجائے اسم ظاہر لایا گیا) عذاب اتارا (طاعون کا) آسمان سے، بدلہ انکی بے حکمی کا (یعنی انکے اطاعت الٰہی نہ کرنے کے سبب، پس وہ ایک ساعت میں ستر ہزار یا اس سے کچھ کم ہلاک ہو گئے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یبنی اسراء یل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العلمین﴾

یبنی اسرائیل: جملہ فعلیہ ندائیہ، اذکروا: فعل با فاعل، نعمتی التی انعمت علیکم: موصوف صفت ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، انی فضلتکم علی العالمین: جملہ معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ مقصود بالنداء۔

﴿واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفسٍ شیئا ولا یقبل منها شفاعۃ﴾

و: عاطفہ،اتقوا: فعل وفاعل،یوما: موصوف،لا تجزی نفس عن نفس شیئا و لا یقبل منها شفاعة : معطوف علیہ معطوف ملکر صفت، موصوف صفت ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا یؤخذ منها عدل ولاھم ینصرون﴾

و: عاطفہ،لایؤخذ: فعل مجہول،منہا: ظرف لغو،عدل: نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ،لا: برائے نفی،ھم ینصرون: مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذ نجینکم من ال فرعون یسومونکم سوء العذاب یذبحون ابناء کم ویستحیون نساء کم﴾

و: عاطفہ،اذ: ظرفیہ مضاف،نجینکم: فعل وفاعل ومفعول،من: جار،ال فرعون: ذوالحال،یسومونکم سوء العذاب: جملہ فعلیہ مبدل منہ،یذبحون ابنائکم ویستحیون نسائکم: معطوف معطوف علیہ ملکر بدل،ملکر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،نجینا جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ،ملکر اذکروا کی ظرف،جو اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم﴾

و: مستانفہ،فی ذلکم : ظرف مستقر خبر مقدم،بلاء: موصوف،من ربکم: صفتِ اول،عظیم: صفتِ ثانی،موصوف دونوں صفات سے ملکر مبتدا مؤخر،جو اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذ فرقنا بکم البحر فانجینکم واغرقنا ال فرعون وانتم تنظرون﴾

و: عاطفہ،اذ: ظرفیہ مضاف،فرقنا بکم البحر: جملہ معطوف علیہ،فانجینکم: معطوف اول،واغرقنا: فعل،نا: ضمیر ذوالحال،وانتم تنظرون: حال،ملکر فاعل،ال فرعون: مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی،ملکر مضاف الیہ،جو مضاف سے ملکر اذکروا فعل محذوف کا ظرف مستقر،ملکر معطوف ہے (اذنجینکم) پر۔

﴿واذ وعدنا موسی اربعین لیلة ثم اتخذ تم العجل من بعده وانتم ظلمون﴾

و: عاطفہ،اذ: ظرفیہ مضاف،واعدنا: فعل وفاعل،موسی: مفعول،اربعین لیلة: ممیز تمیز ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،ثم: عاطفہ،اتخذتم العجل ......الخ: جملہ معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر مضاف الیہ،جو مضاف سے ملکر ظرف مستقر،فعل محذوف اذکروا کا،ملکر معطوف ماقبل (اذنجینکم) پر۔

﴿ثم عفونا عنکم من بعد ذلک لعلکم تشکرون﴾

ثم: عاطفہ،عفونا: فعل وفاعل،عن: جار،کم: ضمیر ذوالحال،لعلکم تشکرون: حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو اول،من بعد ذلک: ظرف لغو ثانی،عفونا، اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف (ثم اتخذتم) پر۔

﴿واذ اتینا موسی الکتب والفرقان لعلکم تهتدون﴾

و: عاطفہ،اذ: ظرفیہ مضاف،اتینا: فعل، نا ضمیر ذوالحال،لعلکم تھتدون: حال،ملکر فاعل،موسی: مفعول اول،الکتاب والفرقان: معطوف علیہ معطوف سے ملکر مفعول ثانی،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف مستقر اذکروا کا،ملکر معطوف ہے (واذوعدنا) پر۔

﴿واذقال موسی لقومه یقوم انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل﴾

و: عاطفہ،اذ: ظرفیہ مضاف،قال موسی لقومه: فعل بافاعل ومتعلق قول،یاقوم: جملہ ندائیہ،انکم ظلمتم —— الخ: جملہ اسمیہ مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،جوقول سے ملکر مضاف الیہ،ملکر ماقبل پر معطوف۔

﴿فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم﴾

ف: تعلیلیہ،توبوا الی بارئکم: فعل بافاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ، فاقتلوا انفسکم: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ذلکم خیر لکم عند بارئکم﴾

ذلکم: مبتدا،خیر: اسم تفضیل،ھو ضمیر فاعل،لکم: ظرف لغو،عند بارئکم: مفعول فیہ،ملکر شبہ جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فتاب علیکم انه هوالتواب الرحیم﴾

فتاب علیکم: جملہ فعلیہ،محذوف جملہ ففعلتم ماامرکم پر معطوف ہے،انه: حرف مشبہ واسم،ھو التواب الرحیم: مبتدا اپنی دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذ قلتم یموسی لن نؤمن لک حتی نری الله جهرة﴾

و: عاطفہ،اذ: مضاف،قلتم: قول،یاموسی: جملہ ندائیہ،لن نومن لک: فعل وفاعل وظرف لغو،حتی: جار،نری الله جهرة: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مؤول ہوکر مجرور،ملکر ظرف لغو،یہ سب ملکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ،جوقول سے ملکر مضاف الیہ،ملکر محذوف فعل اذکروا کا ظرف مستقر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاخذتکم الصعقة وانتم تنظرون﴾

ف: عاطفہ،اخذت: فعل، کم: ضمیر ذوالحال،وانتم تنظرون: حال،الصعقة: فاعل،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم بعثنکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون﴾

ثم: عاطفہ،بعثنا: فعل وفاعل، کم: ذوالحال،لعلکم تشکرون: حال،ملکر مفعول،من بعد موتکم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلوی﴾

و: عاطفہ، ظللنا علیکم الغمام: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، انزلنا علیکم المن والسلوی: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول جملہ فعلیہ۔

﴿کلوا من طیبت مارزقنکم﴾

کلوا: فعل بافاعل، من: جار، طیبت: مضاف، ما رزقناکم: موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

﴿وما ظلمونا ولکن کانوا انفسھم یظلمون﴾

و: عاطفہ، ما ظلمونا: فعل نفی وفاعل ومفعول، و: حالیہ، لکن: حرف استدراک، کانوا: فعل ناقص، واؤ ضمیر اسم، انفسھم: مفعول مقدم، یظلمون: فعل بافاعل ومفعول مقدم جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ، ماظلمونا کے فاعل سے حال، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذ قلنا ادخلوا ھذہ القریۃ فکلوا منھا حیث شئتم رغدا﴾

و: عاطفہ، اذ: مضاف، قلنا: قول، ادخلوا ھذہ القریۃ: فعل بافاعل ومفعول فیہ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، کلوا منھا: فعل وفاعل وظرف لغو، حیث شئتم: فاعل سے حال، رغدا: مفعول مطلق، سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف مستقر اذکروا فعل محذوف کا۔

﴿وادخلوا الباب سجدا﴾

و: عاطفہ، ادخلوا الباب: فعل وفاعل ومفعول، سجدا: فاعل سے حال، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿وقولوا حطۃ نغفرلکم خطیکم وسنزید المحسنین﴾

وقولوا: قول، حطۃ، مبتدا محذوف مسالتنا کی خبر، جملہ اسمیہ مقولہ، نغفر لکم خطیکم: جملہ فعلیہ جواب امر، و: استینافیہ، سنزید المحسنین: جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فبدل الذین ظلموا قولا غیرالذی قیل لھم﴾

ف: استئنافیہ، بدّل: فعل، الذین ظلموا: فاعل، قولا: موصوف، غیر: مضاف، الذی قیل لھم: موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فانزلنا علی الذین ظلموا رجزا من السماء بما کانوا یفسقون﴾

ف: عاطفہ، انزلنا: فعل وفاعل، علی الذین ظلموا: ظرف لغو، رجزا من السماء: مفعول، بما کانوا یفسقون: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

نفس:

۱......آیت میں نفس کا ذکر دو مرتبہ آیا ہے، پہلے نفس سے مومن مراد ہے اور دوسرے سے کافر ہے۔ (خزائن العرفان، حاشیہ

۸)۔نفس سے مراد روح حیوانی ہے یعنی نفس ایک ایسا جوہر ہے جو بدن کی چمک دمک کا باعث ہوتا ہے، موت کے وقت اس کی روشنی بدن کے ظاہر و باطن سے ختم ہو جاتی ہے جبکہ نیند کی حالت میں صرف ظاہری روشنی ختم ہوتی ہے نہ کہ باطنی، پس ثابت ہوا کہ نیند اور موت ہم جنس ہیں، موت انقطاع کلی کا نام ہے جبکہ نیند انقطاع ناقص کا۔ (التعریفات، ص ۱۹۲)

فرعون کا تعلق کس علاقے سے تھا؟

۲......فرعون عمالقہ (یعنی قبطی قوم) کے بادشاہ کو کہتے ہیں جو کہ عملیق بن لاوذ بن ارم بن سام بن نوح کی نسل سے ہوتے تھے، جیسا کہ ایرانیوں کے بادشاہ کا نام کسریٰ اور رومیوں کے بادشاہ کا نام قیصر ہوتا تھا، (حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے) فرعون کے نام کے بارے میں اکثر مفسرینِ کرام کی رائے ہے کہ اس کا نام ولید بن معصب بن ریان تھا جسکی عمر چار سو برس سے زیادہ تھی اور یہی مشہور قول ہے۔ (الجمل، ج ۱، ص ۷٤)

فرعون کے بنی اسرائیل پر عذابات:

۳......عذاب سب ہی بُرے ہوتے ہیں لیکن سُوء العذاب وہ عذاب کہلائیگا جو سب سے زیادہ سخت ہو۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''بنی اسرائیل فرعون کی خدمت بجالانے کے اعتبار سے کئی اقسام میں منقسم تھے، ان میں سے طاقتور و توانا افراد کا ایک گروہ پہاڑوں سے پتھر کاٹتا تو دوسرا گروہ فرعون کے محلات کی تعمیر کرنے کے لئے ان پتھروں اور مٹی وغیرہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتا، تیسرا گروہ مٹی سے اینٹیں بنا کر انہیں پختہ بناتا، ایک گروہ بڑھئی کا کام کرتا تو ایک لوہے کا کام سرانجام دیتا۔ پس ان میں سے جو کمزور ہوتے ان پر فرعون نے جزیہ مقرر کر رکھا تھا، نیز بنی اسرائیل کی عورتیں فرعون کے لئے ریشم کات کر اس سے کپڑا بنتی تھیں۔ (الجمل، ج ۱، ص ۷۵)

فرعون کا بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرنا:

٤......ابن جریر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں: ''کاہنوں نے فرعون کو بتایا تھا

کہ بنی اسرائیل میں اس سال ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جو تیری سلطنت کا تختہ الٹ دے گا۔'' پس فرعون نے ہر ہزار عورتوں پر ایک سو آدمی متعین کر دیئے، یعنی ہر سو پر دس اور ہر دس پر ایک مقرر کر کے حکم دیا: ''شہر میں ہر حاملہ عورت کی نگرانی کرتے رہو، جب وہ بچہ جنے تو اگر وہ بچہ مذکر ہو تو اسے قتل کر دو اور اگر مؤنث ہو تو چھوڑ دو۔'' (الدر المنثور، ج۱، ص ۱۳۳)

نجاتِ بنی اسرائیل اور غرقِ آلِ فرعون:

۵......عمرو بن میمون الاودی سے مروی ہے کہ ''جب حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لیکر روانہ ہوئے تو فرعون کو یہ اطلاع دی گئی، اسنے کہا: ''جب تک صبح کا مرغ اذان نہ دے لے اس وقت تک انکا تعاقب نہ کرو۔'' راوی فرماتے ہیں کہ ''خدا کی قدرت ایسی کہ اس رات مرغ نے اذان ہی نہ دی یہاں تک کہ صبح ہوگئی، صبح فرعون نے ایک بکری منگوا کر ذبح کی اور کہا کہ میرے کلیجی کھانے سے فارغ ہونے سے پہلے چھ لاکھ قبطیوں کا لشکر تیار ہو جانا چاہئے، چنانچہ اسکے فارغ ہونے سے پہلے لشکر تیار ہو گیا، حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام بحکمِ الٰہی جب ساحلِ سمندر پر پہنچے تو آپ کے ایک ساتھی جس کا نام یوشع بن نون تھا نے پوچھا: ''اب آپ کے رب کا امر کدھر کو ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''تمہارے سامنے ہے۔'' اور سمندر کی طرف اشارہ فرما دیا، یہ سن کر یوشع نے اپنا گھوڑا سمندر میں ڈال دیا اور گہرے پانی تک جا پہنچے اور جب غوطہ کھانے لگے تو واپس لوٹ آئے اور پھر پوچھا: ''آپ کے رب کا حکم کس طرف ہے؟ اللہ عزوجل کی قسم! نہ آپ نے جھوٹ بولا اور نہ آپ سے جھوٹ بولا گیا۔'' اسی جملے کی تین مرتبہ تکرار کی، پھر اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اپنا عصا سمندر پر ماریں، انہوں نے اپنا عصا سمندر پر مارا تو سمندر پھٹ گیا اور پانی کا ہر حصہ بڑے پہاڑ کی مانند ہو گیا اور درمیان میں راستہ نمودار ہو گیا، حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ان کے پیروکار بخیریت دوسرے کنارے پر پہنچ گئے، فرعون نے بھی ان کا پیچھا کیا، جب وہ سب اس سمندری راستے میں اتر چکے تو اللہ عزوجل نے سمندر کو پہلی حالت پر کر دیا اور سارا لشکر چشم زدن میں ڈوب گیا۔ (ابنِ کثیر، ج۱، ص ۱۱۷)

یہ واقعہ بحرِ قلزم کا ہے جس کے دونوں کناروں کے مابین چار فرسخ کا فاصلہ تھا، جو کہ ایک قول کے مطابق بحرِ فارس کے کنارے پر یا بحر ماورائے مصر پر واقع ہے، اسکو اساف بھی کہتے ہیں۔ (الخازن، ج۱، ص ۴۵)

مدتِ وعدہ:

۶......جب بنی اسرائیل فرعون کی ہلاکت کے بعد مصر لوٹے تو اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے عطائے توریت کا وعدہ فرمایا، اسکے لئے ایک ماہ ذوالقعدۃ اور دس دن ذوالحجہ کی مدت متعین فرمائی، اس مدت کو صرف راتوں کا نام دیا جس کی وجہ یہ ہے کہ مہینوں کا آغاز راتوں سے ہی ہوتا ہے۔ (البیضاوی، ج۱، ص ۱۰۱)

بنی اسرائیل کی توبہ:

ے..... بنی اسرائیل کی توبہ کی صورت یہ بیان فرمائی جارہی ہے کہ ان میں سے غیر مجرم، مجرم کو قتل کرے۔ امام خازن اس آیتِ مبارکہ کی وضاحت میں فرماتے ہیں: ''اگر آپ یہ اعتراض کریں کہ توبہ تو قبیح فعل پر ندامت اور دوبارہ اس برے فعل کی طرف نہ لوٹنے کے عزم کا نام ہے، توبہ کا یہ مفہوم قتل کے مخالف ہے تو توبہ کی تفسیر قتل کے ساتھ کیسے کی جاسکتی ہے؟ پھر اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہاں توبہ کی تفسیر قتل کے ساتھ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کامل توبہ قتل ہی کے ذریعے ہوگی۔ نیز چونکہ اللہ ﷻ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ مرتد کی توبہ قتل ہے، تو اب اگر آپ یہ اعتراض کریں کہ توبہ کرنے والا تو قتل نہیں کیا جاتا اور انہوں نے توبہ کرلی تھی تو اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا تقاضا یہ تھا کہ مرتد کو قتل کیا جائے، پھر یہ حکم یا تو عام تھا یا پھر ان لوگوں کے حق میں خاص تھا جنہوں نے بچھڑے کی پوجا کی تھی ﴿ذلکم خیر لکم عند بارئکم﴾ یعنی قتل اور اس کی تکلیف کو برداشت کرنا ان کے لئے اس لئے لازم تھا کہ موت ان کے لئے ضروری ہو چکی تھی، پس حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے انہیں ایک دوسرے کو قتل کرنے کا حکم دیا تو کہنے لگے: ''ہم اللہ ﷻ کے حکم پر صبر کریں گے۔'' چنانچہ وہ پنڈلیوں کو پیٹ سے ملا کر بیٹھ گئے، تو ان سے کہا گیا جس نے اپنی پنڈلیوں سے بندھا ہوا کپڑا کھولا یا اپنا ہاتھ قاتل کی طرف بڑھایا یا اپنے ہاتھ یا پاؤں کے ساتھ اسے روکا تو وہ ملعون ہوگا اور اس کی توبہ بھی مردود ہوگی۔ پس قوم خنجر اور تلواریں لے کر آگئی، جب وہ ان کی جانب متوجہ ہوئے تو ہر کسی نے اپنے سامنے اپنے بھائی، بیٹے، عزیز یا دوست وغیرہ کو دیکھا تو انکے دل نرم پڑنے لگے اور ان کے لئے اللہ ﷻ کے حکم پر عمل کرنا ممکن نہ رہا۔

پس انہوں نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی: ''ہم یہ کام کیسے سرانجام دیں؟'' تو انکی درخواست پر اللہ ﷻ نے ایک سیاہ بادل بھیجا تا کہ وہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں، شام تک قتل کا یہ بازار گرم رہا، جب بہت سے لوگ قتل ہو گئے تو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام نے عاجزی و انکساری سے دعا فرمائی: ''اے میرے پروردگار ﷻ! بنی اسرائیل ہلاک و برباد ہو گئے، لہٰذا باقی بچ جانے والوں کو درگزر فرما دے۔'' پس اللہ ﷻ نے بادل کو ہٹا دیا اور انہیں قتل کرنے سے رک جانے کا حکم ارشاد فرمایا، جب بادل چھٹا تو ہزاروں لوگ قتل ہو چکے تھے۔ حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''مقتولین کی تعداد ستر (70) ہزار تھی۔'' پس حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر یہ شاق گزرا تو اللہ ﷻ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: ''کیا آپ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ کا پروردگار ﷻ قاتل اور مقتول دونوں کو جنت میں داخل فرما دے، چنانچہ جو ان میں قتل ہوئے وہ شہید اور جو بچ گئے وہ بخش دیئے گئے۔ (تفسیرِ خازن، ج١، ص ٤٦ تا ٤٧)

غمام کسے کہتے ہیں؟

٨..... غمام اس سفید بادل کو کہتے ہیں جس میں پانی نہ ہو۔ (الدر المنثور، ج١، ص ١٣٦)

من و سلوی:

۹......مـن وسلوی سے کیا مراد ہے اس بارے میں مفسرینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال مختلف ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:(۱)......مـنّ سے مراد ہر وہ نعمت ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مقامِ تیـہ میں بنی اسرائیل پر فرمائی اور ان کے پاس یہ نعمتیں بغیر کسی محنت و مشقت کے آئیں، اسی قول کو زجاج نے بھی اختیار کیا ہے جس کی تائید اس حدیثِ پاک سے بھی ہوتی ہے: ''کھمبی اس مَنّ ہی کی ایک صورت ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بنی اسرائیل پر نازل فرمائی۔'' (روح المعانی الجزء الاول، ص ۳۵۷)

(۲)......مَنّ سے مراد ایسی شراب ہے جو ان پر شہد کی مثل آسمان سے نازل ہوتی جسے وہ پانی کے ساتھ ملا کر پیتے تھے۔

(الدر المنثور، ج۱، ص ۱۳۷)

(۳)......سدوسی نے تذکرہ کیا ہے کہ ''لغتِ کنانہ میں سلوی سے مراد شہد ہے۔'' (روح المعانی الجزء الاول، ص ۳۵۸)

(۴)......سـلـوی سے مراد ایک بٹیر کی مانند پرندہ ہے جس کی خاصیت یہ ہے کہ اس کا گوشت کھانے سے سخت دل نرم پڑ جاتے ہیں، وہ پرندہ بادل کی کڑک سن کر مر جاتا ہے، جیسا کہ ابابیل سردی کی وجہ سے ہلاک ہو جاتا ہے، پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے الہام فرمایا کہ وہ ان سمندری جزیروں میں بسیرا کرلے جن میں نہ تو بارش ہوتی ہے اور نہ ہی بادلوں کی کڑک، یہاں تک کہ بارش اور گرج ختم ہو جائے پس اس کے بعد وہ پرندہ ان جزیروں سے نکل کر زمین میں پھیل جاتا ہے۔ (الجمل، ج۱، ص۸۲)

اغراض:

بـالـشـكـر عليها: یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور ان کے دین میں داخل ہونا، اور انہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کسی اور کی جانب نسبت کرنے میں فائدہ نہ ہوگا۔ يـذيـقـونـكم: یعنی فرعون انہیں دائمی طور پر برا عذاب چکھاتا تھا۔ اى ا بـائـكم: اس جملے میں مضاف کے حذف ہونے کی جانب اشارہ ہے، تو فضل ان (یعنی بنی اسرائیل) کے آباؤ اجداد میں ثابت ہے نہ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے، پس ان کا کفر پر مصر رہنا معاشی بے ترتیبی اور بدانتظامی کا سا معاملہ ہے۔ بـمـا انعم على ا بايهم: اور ان سے دس نعمتوں کا وعدہ فرمایا جس کی انتہا کا بیان ﴿واذ استسقى﴾ میں ہے۔ قوله بعض الكهنة: یہاں کاہنوں نے فرعون کو جس بات کا خدشہ پیش کیا تھا اس کا ذکر ہم نے ماقبل میں کر دیا ہے۔

او الانجاء: یعنی نعمت پر شکر نہ کرنا، پس اس اعتبار سے الانجاء بلاء کو کہتے ہیں، اور بلاء کا اطلاق خیر و شر دونوں پر ہوتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا ﴿ونبلوكم بالشر والخير فتنة﴾۔ اربعين ليلة: اس کا بیان ماقبل عنوان ''مدت وعدہ'' کے عنوان سے ہو چکا ہے۔

الســامـری: اس کا نام موسیٰ تھا، یہ ولد الزنا تھا اس کی ماں قوم کے خوف سے اسے پہاڑ میں چھوڑ کر چلی گئی، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کی پرورش کی اور اسے اپنی انگلیوں سے دودھ پلاتے اس وجہ سامری انہیں پہچانتا تھا، اور سامری نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اس وجہ سے بھی پہچانا کہ اس نے دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کے پاؤں جہاں لگتے اس زمین سے سبزہ اگنے لگتا، اس نے لوگوں

سے زیورات ادھار لئے ہوئے تھے لہٰذا ان زیوات کا بچھڑا بنا کر اس کے منہ میں گھوڑے کے ٹاپ سے لگی ہوئی مٹی ڈال دی جس سے آواز پیدا ہونے لگی، کہاجاتا ہے کہ سامری منافق تھا، تمام بنی اسرائیل میں سے بارہ ہزار کو چھوڑ کر سبھی بچھڑے کی پوجا میں لگ گئے۔

الصیحۃ: یعنی فرشتے نے ان پر آواز بلند کی، یعنی ان پر آگ نازل ہوئی جس نے انہیں جلا دیا اور جمع کا صیغہ اس لئے استعمال کیا کہ ان میں سے ہر ایک کو یہ مصیبت پہنچی۔ الترنجبین والطیر السمانی: اس کا بیان ماقبل من وسلوی کے حوالے سے کر دیا۔

اریحاء: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے ارشاد فرمایا کہ اس بستی سے مراد مقام اریحاء ہے جو کہ جبارین کا علاقہ ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس میں قوم عاد کے بقیہ ماندہ لوگ رہتے تھے جنہیں عمالقہ کہتے ہیں اور ان کا سردار عوج بن عنق تھا۔ ای بابھا: یعنی مقام اریحاء یا بیت المقدس کے دروازے میں سے سجدہ کرتے ہوئے، مقام اریحاء یا بیت المقدس کے سات دروازے تھے، باب سے مراد مسجد کے باب یعنی دروازے ہیں جنہیں یہاں باب الحطۃ کہا گیا ہے۔

علی استاھھم: ستہ کی جمع ہے اس سے مراد سرین کے بل گھسٹنا ہے۔ (الصاوی، ج۱، ص۶۹ وغیرہ)

عالمی زمانھم: من وسلوی، دریا کا پھٹ جانا، بادل کا سایہ کرنا اور توبہ کی قبولیت وغیرہ امور جو کہ خاص انہی کی حوالے سے ذکر کئے جاتے ہیں۔ ای لیس لھا شفاعۃ فتقبل: معنی یہ ہے کہ کافر کے لئے اصلاً شفاعت نہیں ہونی چاہئے چہ جائے کہ قبول کی جائے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ نفس مومن کی کافروں کے بارے میں شفاعت معتبر نہیں ہے۔ فھلک منھم: یعنی جس بستی میں وہ تھے اسی میں ہلاک ہو گئے، پس یہ وبا مقام تیہ میں ان کے سوا کسی اور کے لئے حلال نہ ہوئی۔ سترناکم بالسحاب الرقیق: یعنی جہاں جاتے بادل ان کے ساتھ ہوتا، چاہے رات میں سفر کریں یا دن میں بادل ان کے ساتھ ہمہ وقت رہتا، اور رات کے وقت میں ان پر روشنی اترتی جس کی ضیاء میں وہ رات کا سفر طے کرتے، اور ان کے کپڑے نہ پھٹتے اور نہ ہی بوسیدہ ہوتے۔ (الجمل، ج۱، ص۷۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۷

﴿و﴾ اذْكُر ﴿اذ استسقى موسى﴾ اَىْ طَلَبَ السُّقْيَا ﴿لقومه﴾ وَقَدْ عَطِشُوْا فِى التِّيَةِ ﴿فقلنا اضرب بعصاك الحجر﴾ وَهُوَ الَّذِىْ فَرَّ بِثَوْبِهٖ خَفِيْفٌ مُّرَبَّعٌ كَرَاْسِ الرَّجُلِ رُخَامٍ اَوْ كِذَّانٍ فَضَرَبَهٗ ﴿فانفجرت﴾ اِنْشَقَّتْ وَسَالَتْ ﴿منه اثنتا عشرة عينا﴾ بِعَدَدِ الْاَسْبَاطِ ﴿قد علم كل اناسٍ﴾ سِبْطٌ مِّنْهُمْ ﴿مشربهم﴾ مَوْضِعَ شُرْبِهِمْ فَلَا يُشْرِكُهُمْ فِيْهِ غَيْرُهُمْ وَقُلْنَا لَهُمْ ﴿كلوا واشربوا من رزق الله ولا تعثوا فى الارض مفسدين(۶۰)﴾ حَالٌ مُّؤَكِّدَةٌ لِّعَامِلِهَا مِنْ عَثِىَ بِكَسْرِ الْمُثَلَّثَةِ اَفْسَدَ ﴿واذ قلتم يموسى لن نصبر على طعام﴾ اَىْ نَوْعٍ مِّنْهُ ﴿واحد﴾ وَّهُوَ الْمَنُّ وَالسَّلْوٰى ﴿فادع لنا ربك يخرج لنا﴾ شيئا ﴿مما تنبت الارض من﴾ لِلْبَيَانِ ﴿بقلها وقثائها وفومها﴾ حِنْطَتِهَا ﴿وعدسها وبصلها قال﴾ لَهُمْ مُوْسٰى

﴿اتستبدلون الذی ھو ادنی﴾ اَخَسُّ ﴿بالذی ھو خیر﴾ اَشْرَفُ اَیْ تَاْخُذُوْنَهٗ بَدْلَهٗ وَالْهَمْزَةُ لِلْاِنْكَارِ فَاَبَوْا اَنْ يَّرْجِعُوْا فَدَعَا اللّٰهَ فَقَالَ تَعَالٰى ﴿اھبطوا﴾ اِنْزِلُوْا ﴿ مصرا﴾ مِنَ الْاَمْصَارِ ﴿فان لکم﴾ فِيْهِ ﴿ما سالتم﴾ مِنَ النَّبَاتِ ﴿وضربت﴾ جُعِلَتْ ﴿علیھم الذلة﴾ اَلذُّلُّ وَالْهَوَانُ ﴿والمسکنة﴾ اَیْ اَثَرِ الْفَقْرِ مِنَ السُّكُوْنِ وَالْخِزْيِ فَهِيَ لَازِمَةٌ لَهُمْ وَاِنْ كَانُوْا اَغْنِيَاءَ لُزُوْمَ الدِّرْهَمِ وَالْمَضْرُوْبِ لِسَكَّتِهٖ ﴿وباء وا﴾ رَجَعُوْا ﴿بغضب من الله ذلک﴾ اَیِ الضَّرْبَ وَالْغَضَبَ ﴿بانھم﴾ اَیْ بِسَبَبِ اَنَّهُمْ ﴿کانوا یکفرون بایت اللہ ویقتلون النبین﴾ كَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى ﴿بغیر الحق﴾ اَیْ ظُلْمًا ﴿ذلک بما عصوا و کانوا یعتدون(۶۱)﴾ يَتَجَاوَزُوْنَ الْحَدَّ فِي الْمَعَاصِيْ وَكَرَّرَهٗ لِتَاكِيْدٍ۔

﴿ترجمہ﴾

اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے پانی مانگا (یعنی پانی طلب کیا) اپنی قوم ......۱...... کیلئے (اس حال میں کہ وہ مقام تیہ میں پیاسے تھے) تو ہم نے فرمایا اس پتھر ......۲...... پر اپنا عصا مارو (اس سے مراد وہ پتھر ہے جو آپکے کپڑے لیکر بھاگا تھا، مربع سے کچھ کم آدمی کے سر کے برابر وہ پتھر سنگ مرمر یا کسی اور قسم کا نرم پتھر تھا، جب حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس پر اپنا عصا مارا) تو بہہ نکلے (پھوٹ کر بہہ نکلے) فوراً اس میں سے بارہ چشمے (قبیلوں کی تعداد کے مطابق) اور جان لیا ہر گروہ نے (یعنی ہر قبیلے نے) اپنا گھاٹ (یعنی اپنے پینے کی جگہ، پس وہ اپنے پانی میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرتے اور ہم نے ان سے کہا) کھاؤ اور پیو خدا کا دیا اور زمین میں فساد اٹھاتے نہ پھرو (مفسدین حال مؤکدہ ہے اس کا عامل عثی ہے، جو کہ ثاء کے کسرہ کے ساتھ بمعنی افسد ہے) اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ......۳...... ہم سے ایک کھانے (کی ایک قسم یعنی من وسلویٰ) پر ہرگز صبر نہ ہوگا، تو آپ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمارے لئے نکالے (چیزیں) زمین کی اگائی ہوئی (مِن بیانیہ ہے) کچھ ساگ اور ککڑی اور گیہوں (فومھا بمعنی حنطتھا ہے) اور مسور اور پیاز، فرمایا (ان سے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے) کیا ادنیٰ چیز کو مانگتے ہو (ادنی بمعنی اخس ہے) بہتر کے بدلے (یعنی اشرف واعلیٰ کے بدلے گھٹیا شے لیتے ہو، ہمزہ انکار کیلئے ہے، تو انہوں نے رجوع کرنے سے انکار کر دیا، پس حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا) اترو (اھبطوا بمعنی انزلوا ہے) کسی شہر میں (یعنی کسی بھی شہر میں) وہاں تمہیں ملے گا (یعنی اس شہر میں) جو تم نے مانگا (یعنی سبزیاں) اور مقرر کر دی گئی (یعنی لازم قرار دے دی گئی) ان پر خواری (یعنی ذلت ورسوائی) اور محتاجی (یعنی فقر کے آثار، لفظ مسکنت سین کے سکون کے ساتھ بمعنی ناداری کے ہے، یہ ناداری کے آثار ان پر لازم ہوئے خواہ ان میں سے کوئی غنی ہی کیوں نہ ہو کہ جس طرح سکے کیلئے ٹھپہ لازم ہوتا ہے) اور لوٹے (باء وا بمعنی رجعوا ہے) خدا کے غضب میں، یہ (ذلت ورسوائی اور فقر کا ان پر لازم کرنا ان پر اللہ عزوجل کا غضب فرمانا) بدلہ تھا اسکا (یعنی اس وجہ سے تھا کہ) وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور انبیاء

(جیسے حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام اور حضرت سیدنا یحیی علیہ السلام) کو ناحق شہید کرتے (یعنی ظلماً شہید کرتے) یہ بدلہ تھا انکی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کا (یعنی وہ نافرمانی میں حد سے تجاوز کرنے والے تھے، اسم اشارہ کی تکرار تاکید کے لئے ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ استسقی موسی لقومه فقلنا اضرب بعصاک الحجر﴾

و: عاطفہ، اذ: مضاف، استسقی موسی لقومه: فعل با فاعل و متعلق جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، قلنا: قول، اضرب بعصاک الحجر: جملہ فعلیہ مقولہ، جو قول سے ملکر مضاف الیہ، مضاف سے ملکر اذکر و افعل محذوف کا ظرف۔

﴿فانفجرت منه اثنتا عشرة عینا قد علم کل اناس مشربهم﴾

ف: فصیحیہ، انفجرت: فعل، منه: ظرف لغو، اثنتا عشرة: ممیز، عینا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، قد: للتحقیق، علم: فعل، کل اناس: فاعل، مشربهم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿کلوا واشربوا من رِزقِ الله ولا تعثوا فی الارضِ مفسدین﴾

کلو ا: فعل امر معطوف علیہ، واشربوا من رزق الله: معطوف، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ، و: عاطفہ، لاتعثوا: فعل نہی، واو ضمیر ذوالحال، مفسدین: حال، ملکر فاعل، فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذ قلتم یموسی لن نصبر علی طعامٍ واحد﴾

و: عاطفہ، اذ: مضاف، قلتم: قول، یا موسی: جملہ فعلیہ ندائیہ، لن نصبر: فعل و فاعل، علی طعام واحد: ظرف لغو، ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر اذکر و افعل محذوف کا ظرف۔

﴿فادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلها وقثائها وفومها وعدسها وبصلها﴾

ف: استئنافیہ، ادع لنا ربک: فعل اس میں انت ضمیر مستتر فاعل اپنے متعلق اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ، یخرج لنا: فعل وفاعل و متعلق، مما تنبت الارض: جار مجرور مبدل منہ، من: جار، بقلها: معطوف علیہ، وقثائها وفومها وعدسها وبصلها: معطوفات، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر بدل، بدل مبدل منہ ملکر ظرف لغو، یخرج فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ جواب امر۔

﴿قال اتستبدلون الذی هو ادنی بالذی هو خیر﴾

قال: قول، ا: حرف استفہام، تستبدلون: فعل وفاعل، الذی هو ادنی: موصول صلہ ملکر مفعول، بالذی هو خیر: ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿اهبطوا مصرا فان لكم ما سالتم﴾

اهبطوا مصرا: فعل بافاعل ومفعول جملہ فعلیہ انشائیہ، ف: تعلیلیہ، انّ: حرف مشبہ، لكم: ظرف مستقر خبر مقدم، ماسالتم: موصول صلہ ملکر اسم، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب امر۔

﴿وضربت عليهم الذلة والمسكنة وباء وا بغضب من الله﴾

و: استئنافیہ، ضربت: فعل مجہول، عليهم: ظرف لغو، الذلة والمسكنة: معطوف علیہ با معطوف نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، باء وا: فعل وفاعل، ب: جار، غضب: موصوف، من الله: ظرف، صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ذلك بانهم كانوا يكفرون بايت الله ويقتلون النبين بغير الحق﴾

ذلك: مبتدا، ب: جار، انّ: حرف مشبہ بالفعل، هم: اسم، كانوا: فعل ناقص واسم، يكفرون بآيات الله: معطوف علیہ، ويقتلون النبين بغير الحق: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر پھر خبر، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلك بما عصوا وكانوا يعتدون﴾

ذلك: مبتدا، ب: جار، ما: موصولہ، عصوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وكانوا يعتدون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ثابت کیلئے، ملکر شبہ جملہ اسمیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

تعدادِ بنی اسرائیل:

۱......ان کی تعداد چوپایوں کے علاوہ چھ لاکھ تھی اور جائے رہائش بارہ میل اراضی پر پھیلی ہوئی تھی۔

(روح المعانی، الجزء الاول، ص۳۶۷)

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا پتھر:

۲......حضرت ابو وہب فرماتے ہیں: ''وہ پتھر معین نہیں تھا بلکہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کسی بھی پتھر پر عصا مارتے تو اس سے چشمے ابل پڑتے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ پتھر خاص تھا جو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے تھیلے میں ہر وقت رہتا تھا، جب کبھی پانی کی حاجت ہوتی تو آپ اس پر اپنا عصا مارتے جس سے پانی بہہ نکلتا اور جب بنی اسرائیل اپنی ضرورت کے مطابق اس سے پانی حاصل کر لیتے تو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس پر عصا مارتے جس سے پانی نکلنا بند ہو جاتا۔ منقول ہے کہ یہ وہی پتھر ہے جو آپکے کپڑے لے کر بھاگا تھا، پس حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور عرض کی: ''اس پتھر کو اپنے پاس رکھ لیں۔'' لہذا حضرت

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اسے اپنے تھیلے میں رکھ لیا اور جب بھی بنی اسرائیل پانی مانگتے تو اس پر اپنا عصا مارتے۔ (الجمل،ج۱،ص۸۵)

یہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا کہ جہاں پانی کا نام ونشان تک نہ تھا وہاں سے بارہ قبیلوں کی بقدرِ ضرورت پانی نکالا، لیکن اس سے بھی زیادہ عجیب ترین معجزہ میرے آقا سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے تو محض وہاں سے پانی نکالا جو کہ پانی کا منبع ہوسکتا ہے لیکن میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی جگہ سے اپنے ماننے والوں کو سیراب فرمایا کہ جہاں پانی کیا پانی کے وجود کا بھی تصور نہیں کیا جاسکتا ہاں البتہ خون سیال کا حصول ممکن ہے چنانچہ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے روز لوگ پیاسے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیشان میں فریاد لے کر حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: ''کیا ہوا؟'' انہوں نے عرض کی: ''ہمارے پاس اتنا پانی نہیں کہ جس سے ہم وضو بھی کریں اور پی بھی سکیں سوائے اس پانی کے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود ہے۔'' پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیالے میں اپنا دستِ مبارک رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی چشموں کی مثل جاری ہوگیا۔'' راوی فرماتے ہیں کہ ہم نے اس سے پیا اور وضو بھی کیا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کتنے افراد تھے؟ تو انہوں نے بتایا: ''ہم پندرہ سو تھے، لیکن اگر ہم دس ہزار بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کافی تھا۔'' (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ص ۶۰۰)

انبیائے کرام کی تعظیم اصلِ ایمان ہے!

سے...... بنی اسرائیل کا اپنے نبی علیہ السلام کو نام لیکر پکارنا یہ بھی نہایت ہی بے ادبی تھی۔ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ اور کوئی کلمۂ تعظیم نہ کہا۔ جب انبیاء کا خالی نام لینا بے ادبی ہے تو انکو بشر کہنا یا ایلچی کہنا کس طرح گستاخی نہ ہوگا، غرض انبیاء کرام کے ذکر میں بے تعظیمی کا شائبہ بھی ناجائز ہے۔ (خزائن العرفان، حاشیہ ۱۰۲)

اغراض:

طلب السقیا: یعنی دعا کے ذریعے لوگوں کے لئے پانی طلب فرمایا، استسقی میں سین طلب کے لئے ہے، اس لئے کہ استفعال کا خاصہ ہے یعنی اس میں طلب والا معنی پایا جارہا ہے، اور الف یاء سے تبدیل شدہ ہے اصل میں **السقی** تھا، اور اس کا مفعول **المستسقی** ہے جو کہ محذوف ہے۔ **وھو الذی فر**: یعنی وہ پتھر (جو آپ علیہ السلام کے کپڑے لے کر) بھاگا۔ **وقد عطشوا فی التیہ**: اس جملہ حالیہ کے ذریعے اشارہ ہے کہ کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے کی جانب راجع ہے جب کہ وہ مقام تیہ میں تھے اور لوگوں کو پیاس نے آلیا۔ **مربع**: یعنی چاروں جانب سے مربع تھا اور ایک ذراع کے برابر تھا۔

وکذان: قاموس میں ہے کہ وہ پتھر نرم تھا جیسا کہ گاڑے کا نرم پتھر ہو۔ **من عثی**: مصباح میں ہے کہ **عثا یعثو** اور **عثی یعثی** دو الگ ابواب سے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ جو فساد پھیلانے میں شدت اختیار کرے وہ عاث کہلاتا ہے۔ **شیئا**: **یخرج** کا مفعول ہے اور

مما میں ماکومصدریہ نہیں بناسکتے اس لئے کہ مفعول محذوف ہے جوکہ الانبات سے متصف نہیں ہوسکتا کیونکہ الانبات مصدر ہے اور المحرج جوہر ہے۔من السکون والخزی: یہود کے فقر کے آثار کا بیان ہے۔

انـزلوا: یعنی اس مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہوجاؤ جس کی تم طلب کرتے ہو،پس ھبـوط یعنی مقام عالی سے مقام سافل کی جانب نزول کرنے کو خاص نہیں بلکہ مطلق ایک قطعہ زمین سے دوسری جانب منتقل ہونے کو کہتے ہیں۔وان کـانـوااغنیاء :اسی لئے تم یہود کو غنی ہوتے ہوئے بھی فقیر ہی دیکھو گے اوران کے نفس میں غنا نہیں پایا جاتا اور یہود کے سوا کسی کو مال کے لئے ذلیل اور حریص نہ پاؤ گے۔ (الجمل،ج۱،ص۸٤ وغیرہ)

بالذی ھو خیر :اس جملے میں اشارہ ہے کہ باء متروک پرداخل ہوتی ہے۔ای نوع منه :یعنی یہ اس سوال کے جواب میں ہے کہ کھانا تو دوقسموں (من اور سلوی) کی صورت میں تھا پھر اسے ایک ہی نوع کیوں کہا جاتا ہے؟جواب اس کا یہ ہے کہ ایک نوع سے مراد وہ لذت ہے جولذیذ کھانے سے بطور لذت حاصل ہوتی ہے وہ ایک ہی ہے۔ (الصاوی،ج۱،ص۷۷)

رکوع نمبر: ۸

﴿ان الـذیـن امـنـوا﴾ بِالْاَنْبِيَآءِ مِنْ قَبْلُ ﴿والذین ھادوا﴾ هُمُ الْيَهُوْدُ ﴿والنصری والصابئین﴾ طَآئِفَةٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی﴿مـن امـن﴾ مِنْهُمْ ﴿بالله والیوم الاخر﴾ فِیْ زَمَنِ نَبِيِّنَا ﴿وعمل صالحا﴾ بِشَرِيْعَتِهٖ ﴿فلهـم اجـرهـم﴾ اَیْ ثَوَابُ اَعْمَالِهِمْ ﴿عند ربهم ولاخوف علیهم ولاهم یحزنون (۶۲)﴾ رُوْعِیَ فِیْ ضَـمِيْـرِ اٰمَنَ وَعَمِلَ لَفْظُ مَنْ فِيْمَا بَعْدَهٗ مَعْنَاهَا ﴿و﴾ اُذْكُرْ ﴿اذ اخذنا میثاقکم﴾ عَهْدَكُمْ بِالْعَمَلِ بِمَا فِی التَّوْرَاةِ ﴿و﴾ قَدْ ﴿رفعنا فوقکم الطور﴾ اَلْجَبَلَ، اِقْتَلَعْنَاهُ مِنْ اَصْلِهٖ عَلَيْكُمْ لَمَّا اَبَيْتُمْ قُبُوْلَهَا وَقُلْنَا ﴿خذوا مـا اتیـنـکم بقوۃ﴾ بِجِدٍّ وَّاجْتِهَادٍ ﴿واذکروا ما فیه﴾ بِالْعَمَلِ بِهٖ ﴿لعلکم تتقون (۶۳)﴾ النَّارَ اَوِ الْمَعَاصِیَ ﴿ثـم تولیتم﴾ اَعْرَضْتُمْ ﴿من بعد ذلک﴾ الْمِيْثَاقِ عَنِ الطَّاعَةِ ﴿فلولافضل الله علیکم ورحمته﴾ لَكُمْ بِـالتَّوْبَةِ اَوْ تَاْخِيْرِ الْعَذَابِ ﴿لکنتم من الخسرین (۶۴)﴾ اَلْهَـالِكِيْنَ ﴿ولقد﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿علمتم﴾ عَرَفْتُمْ ﴿الـذیـن اعتدوا﴾ تَجَاوَزُوا الْحَدَّ ﴿منکم فی السبت﴾ بِصَيْدِ السَّمَكِ وَقَدْ نَهَيْنَاهُمْ عَنْهُ وَهُمْ اَهْلُ اِيْلَةَ ﴿فـقلنا لهم کونوا قردۃ خاسئین (۶۵)﴾ مُبْعَدِيْنَ فَكَانُوْهَا وَهَلَكُوْا بَعْدَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ ﴿فجعلنها﴾ اَیْ تِلْكَ الْعُقُوْبَةَ ﴿نکالا﴾ عِبْرَةً مَّانِعَةً مِّنْ اِرْتِكَابِ مِثْلَ مَا عَمِلُوْا ﴿لما بین یدیها وما خلفها﴾ اَیْ لِلْاُمَمِ الَّتِیْ فِیْ زَمَانِهَا وَبَعْدِهَا ﴿وموعظة للمتقین (۶۶)﴾ اَللّٰهَ، خَصُّوْا بِالذِّكْرِ لِاَنَّهُمُ الْمُنْتَفِعُوْنَ بِهَا بِخِلَافِ غَيْرِهِمْ ﴿و﴾

اذْكُرْ ﴿اذ قال موسى لقومه﴾ وَقَدْ قُتِلَ لَهُمْ قَتِيْلٌ لَا يُدْرٰى قَاتِلُهٗ وَسَاَلُوْهُ اَنْ يَّدْعُوا اللّٰهَ اَنْ يُّبَيِّنَهٗ لَهُمْ
فَدَعَاهُ ﴿ان الله يامركم ان تذ بحوا بقرة قالوا اتتخذنا هزوا﴾ مَهْزُوًّا بِنَا حَيْثُ تُجِيْبُنَا بِمِثْلِ ذٰلِكَ؟
﴿قال اعوذ﴾ اَمْتَنِعُ ﴿بالله﴾ مِنْ ﴿ان اكون من الجهلين(۶۷)﴾ اَلْمُسْتَهْزِئِيْنَ، فَلَمَّا عَلِمُوْا اَنَّهٗ عَزْمٌ
﴿قالوا ادع لنا ربك يبين لنا ما هي﴾ اَیْ مَا سِنُّهَا؟ ﴿قال﴾ مُوْسٰى ﴿انه﴾ اَیِ اللّٰهُ ﴿يقول انها بقرة لا
فارض﴾ مُسِنَّةٌ ﴿ولا بكر﴾ صَغِيْرَةٌ ﴿عوان﴾ نِّصَفٌ ﴿بين ذلك﴾ اَلْمَذْكُوْرِ مِنَ السِّنِيْنَ ﴿فافعلوا
ماتؤمرون(۶۸)﴾ بِهٖ مِنْ ذِبْحِهَا ﴿قالوا ادع لنا ربك يبين لنا ما لونها قال انه يقول انها بقرة صفراء فاقع
لونها﴾ شَدِيْدُ الصُّفْرَةِ ﴿تسر النظرين(۶۹)﴾ اِلَيْهَا بِحُسْنِهَا اَیْ تُعْجِبُهُمْ ﴿قالوا ادع لنا ربك يبين لنا
ماهي﴾ اَسَائِمَةٌ اَمْ عَامِلَةٌ؟ ﴿ان البقر﴾ اَیْ جِنْسَهُ الْمَنْعُوْتَ بِمَاذُكِرَ ﴿تشبه علينا﴾ لِكَثْرَتِهٖ فَلَمْ نَهْتَدُ
اِلَى الْمَقْصُوْدَةِ ﴿وانا ان شاء الله لمهتدون(۷۰)﴾ اِلَيْهَا فِي الْحَدِيْثِ لَوْ لَمْ يَسْتَثْنُوْا، لَمَّا بُيِّنَتْ اٰخِرَ الْاَبَدِ
﴿قال انه يقول انها بقرة لا ذلول﴾ غَيْرُ مُذَلَّلَةٍ بِالْعَمَلِ ﴿تثير الارض﴾ تُقَلِّبُهَا لِلزِّرَاعَةِ وَالْجُمْلَةُ صِفَةُ
ذَلُوْلٍ دَاخِلَةٌ فِي النَّفْيِ ﴿ولا تسقي الحرث﴾ اَلْاَرْضَ الْمُهَيَّئَةَ لِلزَّرْعِ ﴿مسلمة﴾ مِّنَ الْعُيُوْبِ وَاٰثَارِ
الْعَمَلِ ﴿لاشية﴾ لَوْنَ ﴿فيها﴾ غَيْرَ لَوْنِهَا ﴿قالوا الئن جئت بالحق﴾ نَطَقْتَ بِالْبَيَانِ التَّامِ فَطَلَبُوْهَا
فَوَجَدُوْهَا عِنْدَ الْفَتَى الْبَارِّ بِاُمِّهٖ فَاشْتَرَوْهَا بِمِلْءِ مَسْكِهَا ذَهَبًا ﴿فذبحوها وما كادوا يفعلون(۷۱)﴾ لِغَلَاءِ
ثَمَنِهَا وَفِي الْحَدِيْثِ "لَوْ ذَبَحُوْا اَیَّ الْبَقَرَةِ كَانَتْ لَاَجْزَاتْهُمْ وَلٰكِنْ شَدَّدُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ فَشَدَّدَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

﴿ترجمہ﴾

بے شک ایمان والے (یعنی پہلے انبیاء پر ایمان لانے والے) نیز یہودیوں (وَالَّذِيْنَ هَادُوْا سے مراد یہود ہیں) اور نصرانیوں اور ستارہ پرستوں ......۱...... (صابئین یہود یا نصاریٰ کا ایک گروہ ہے) جو سچے دل سے ایمان لائے (یعنی ان گروہوں میں سے) اللہ اور پچھلے دن پر (ہمارے نبی ﷺ کے زمانے میں) اور نیک کام کریں (انکی شریعت کے مطابق) ان کا ثواب (یعنی ان کے اعمال کا ثواب) ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم (امن اور عمل کی مفرد ضمیروں میں لفظ من کی رعایت کی گئی ہے اور مابعد کی ضمائر جمع میں اسکے معنی کی رعایت کی گئی ہے) اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا (یعنی تم سے توریت پر عمل کا عہد لیا) اور (تحقیق) تم پر طور ......۲...... کو اونچا کیا (یعنی ہم نے پہاڑ کو اسکی جڑ سے اکھیڑ کر تم پر مسلط کر دیا جب تم نے توریت قبول کرنے سے انکار کیا، اور ہم نے کہا) لو جو ہم تم کو دیتے ہیں زور سے (یعنی مضبوطی اور کوشش سے) اور اس کے مضمون یاد کرو (یعنی اس پر عمل کرو) اس

امید پر کہ تم بچو (آگ یا نافرمانی کرنے سے) پھر تم پھر گئے (یعنی تم نے اعراض کیا) اسکے بعد (یعنی طاعت کے عہد کے بعد فرمانبرداری کرنے سے) تو اگر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت تم پر نہ ہوتی (یعنی توبہ یا تاخیر عذاب کی صورت میں) تو تم ٹوٹے والوں میں ہوجاتے (یعنی ھلاک ہونے والوں میں سے) اور بیشک (لقد میں لام قسمیہ ہے) ضرور تمہیں معلوم ہے (یعنی تم پہچانتے ہو) جنہوں نے سرکشی کی (یعنی حد سے تجاوز کیا) تم میں سے ہفتہ......۳۸......میں (مچھلی کا شکار کرکے اور ہم نے انہیں اس سے منع کیا تھا اور مراد اس سے قوم ایلہ ہے) تو ہم نے ان سے فرمایا کہ ہوجاؤ بندر دھتکارے ہوئے (تو وہ راندۂ درگاہ ہو گئے اور تین دن بعد سارے ہلاک ہو گئے) تو ہم نے کردیا (یعنی اس بستی کی سزا کا واقعہ) عبرت (یعنی عبرت، جو روک دے انکو ان کاموں سے جو وہ کرتے تھے) اسکے آگے اور پیچھے والوں کیلئے (یعنی اس زمانے کی امت یا بعد والی امتوں کے لیے) اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت (بنادیا اللہ ﷻ کی طرف سے، متقین کے ذکر کو دوسروں کے برخلاف اسلئے خاص کیا کہ نصیحت سے یہی فائدہ اٹھاتے ہیں) اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا......۳۹......(جب ان میں سے ایک شخص کا قتل ہوا اور قاتل کا پتہ نہ چل سکا، انہوں نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے دعا کے بارے میں عرض کی کہ اللہ انکے لئے قاتل ظاہر فرمادے تو آپ نے دعا فرمائی) خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو، بولے آپ ہمیں مسخرہ بناتے ہیں (یعنی اس قسم کا جواب دے کر کہ آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں) فرمایا پناہ مانگتا ہوں (اعوذ بمعنی امتنع ہے) خدا کی (یعنی خدا سے اس بات کی) کہ میں جاہلوں سے ہوں (یعنی مذاق کرنے والوں سے ہوں، پھر جب انہوں نے جان لیا کہ یہ بات حتمی ہے) بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں بتائے گائے کیسی (ہو یعنی اسکی عمر کیا ہو؟) فرمایا (حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے) بیشک وہ (یعنی اللہ ﷻ ارشاد) فرماتا ہے وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی (یعنی زیادہ عمر والی) اور نہ اُوسر (یعنی بچھیا) بلکہ بیچ ہے (یعنی عوان، نصف کے معنی میں ہے) دونوں کے درمیان (یعنی دونوں عمروں کے درمیان کی عمر والی ہے) تو کرو جس کا تمہیں حکم ہوتا ہے (یعنی اس حکم کے مطابق گائے ذبح کرو) بولے اپنے رب سے دعا کیجئے ہمیں بتادے اسکا رنگ کیا ہے کہا وہ فرماتا ہے وہ ایک پیلی گائے ہے جسکی رنگت ڈہڈہاتی (یعنی شوخ پیلی ہے) دیکھنے والوں کو خوشی دیتی (ہے یعنی اپنے حسن کی وجہ سے انہیں متعجب کرتی ہے) بولے اپنے رب سے دعا کیجئے صاف بیان کردے وہ گائے کیسی ہے (کہ وہ جنگل میں چرنے والی ہے یا کام میں آنے والی) بیشک گائے (آپ کی بیان کردہ صفات کے مطابق) ہم کو اس میں شبہ پڑ گیا (ہے گائے کی کثیر اقسام ہونے کی وجہ سے، تو ہم اپنے مقصود پر راہ یابی نہیں پاتے) اور اگر اللہ چاہے تو ہم راہ پا جائینگے اس گائے تک (حدیثِ پاک میں ہے اگر وہ انشاء اللہ نہ کہتے تو قیامت تک انہیں گائے نہ ملتی) کہا وہ فرماتا ہے کہ ایک گائے ہے جو نہ جوتی گئی (یعنی ہل وغیرہ کا کام نہیں لیا گیا) کہ زمین پھاڑے (یعنی زراعت کا کام لیا جائے اور جملہ "تثیر الارض" ذلول کی صفت ہے اور یہ نفی کے معنی میں ہے) اور نہ کھیتی کو پانی دے (یعنی اس زمین کو جسے زراعت کیلئے تیار کیا گیا ہو) بے عیب ہے (یعنی عیوب اور آثار عمل سے سلامت ہے) جس میں کوئی داغ نہیں (یعنی کسی

اور رنگ کا) بولے اب آپ ٹھیک بات لائے (یعنی آپ نے مکمل بیان کر دیا تو اسکو ڈھونڈا اور پایا ایک نوجوان کے پاس جو اپنی ماں کا فرمانبردار تھا تو انہوں نے اس گائے کو اسکی کھال بھر سونے کے عوض خریدا) تو اسے ذبح کیا اور ذبح کرتے معلوم نہ ہوتے تھے (یعنی مہنگی ہونے کی وجہ سے "حدیث شریف" میں ہے کہ اگر وہ کوئی بھی گائے ذبح کر لیتے تو انکے لئے کافی ہوتی لیکن انہوں نے اپنے آپ پر سختی کی تو اللہ نے بھی ان پر سختی فرمائی)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان الذین امنوا والذین ھادوا والنصری والصابئین من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحا فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون﴾

انّ: حرف مشبہ، الذین امنوا ،الی..... والصابئین: مبدل منہ، مَن: موصولہ، امن ......الی...... صالحا: صلہ، موصول صلہ ملکر بدل، جو مبدل منہ سے ملکر اسم، ف: جزائیہ، لھم اجرھم عند ربھم: معطوف علیہ، ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون: معطوف، ملکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے جملہ اسمیہ۔

﴿واذ اخذنا میثاقکم ورفعنا فوقکم الطور﴾

و: عاطفہ، اذ: مضاف، اخذنا میثاقکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ورفعنا فوقکم الطور: جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر ظرف اذکروا فعل محذوف کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿خذوا ماآتینکم بقوۃ واذکروا ما فیہ لعلکم تتقون﴾

خذوا: فعل امر، واؤ ضمیر ذوالحال، بقوۃ: حال، جو اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، ماآتینکم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قلنا فعل محذوف کا مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ، واذکروا: فعل امر، واؤ ضمیر ذوالحال، لعلکم تتقون: حال، ملکر فاعل، مافیہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

﴿ثم تولیتم من بعد ذلک فلولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لکنتم من الخسرین﴾

ثم: عاطفہ، تولیتم من بعد ذلک: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف، ف: عاطفہ، لولا: حرف امتناع متضمن بمعنی شرط، فضل اللہ: مبتدا، علیکم: ظرف مستقر خبر، ورحمتہ: معطوف مبتدا پر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، شرط، لکنتم من الخسرین: جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت﴾

و: مستانفہ، لام: تاکیدیہ، قد: للتحقیق، علمتم: فعل وفاعل، الذین اعتدوا منکم فی السبت: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ محذوف قسم کا جواب قسم۔

﴿فقلنا لهم كونوا قردة خاسئين﴾

ف: عاطفہ، قلنالھم: قول، کونوا قردۃ خاسئین: مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فجعلنها نكالا لما بين يديها وما خلفها وموعظة للمتقين﴾

ف: عاطفہ، جعلنھا: فعل وفاعل ومفعول، نکالا: موصوف، لما بین یدیھا وما خلفھا: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، وموعظۃ للمتقین: مرکب توصیفی معطوف، ملکر مفعول ثانی، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذ قال موسى لقومه ان الله يامركم ان تذبحوا بقرة﴾

و: عاطفہ، اذ: مضاف، قال موسی لقومہ: جملہ فعلیہ، قول، ان اللہ یامرکم ......الخ: جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، قول سے ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف اذکروا فعل محذوف کا، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا اتتخذنا هزوا﴾

قالوا: قول، ھمزہ: استفہامیہ، تتخذنا ھزوا: فعل با فاعل و مفعول اول ومفعول ثانی مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قال اعوذ بالله ان اكون من الجهلين﴾

قال: قول، اعوذ: فعل، باللہ: متعلق، اَنْ اکون من الجھلین: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مووّل ہوکر مفعول، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر مقولہ، جو قول سے ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿قالوا ادع لنا ربك يبين لنا ما هي﴾

قالوا: قول، ادع لنا ربک: مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ، یبین: فعل مضارع، لنا: متعلق، ماھی: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر۔

﴿قال انه يقول انها بقرة لا فارض ولا بكر عوان بين ذلك﴾

قال: قول، انہ: حرف مشبہ واسم، یقول: قول، انھا: حرف مشبہ واسم، بقرۃ: موصوف، لافارض ولا بکر: معطوف علیہ ومعطوف ملکر صفت اول، عوان بین ذلک: صفت ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، جو قول سے ملکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر قال کا مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فافعلوا ما تؤمرون﴾

ف: فصیحیہ، افعلوا: فعل امر، واو ضمیر فاعل، ماتومرون: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال انه يقول انها بقرة صفراء فاقع لونها تسر النظرين﴾

قال: قول، انہ: حرف مشبہ واسم، یقول: قول، انھا: حرف مشبہ واسم، بقرۃ: موصوف، صفراء: صفت اول، فاقع لونھا: صفت ثانی

،تسر النظرین: صفت ثالث، ملکر خبر، جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، جوقول سے ملکر خبر، ان اپنے اسم اور خبر سے جملہ اسمیہ ہوکر جملہ قولیہ۔

﴿ان البقر تشبہ علینا وانا ان شاء اللہ لمھتدون﴾

انّ: حرف مشبہ، البقر: اسم، تشبہ علینا: جملہ فعلیہ خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، انا: حرف مشبہ واسم، ان شاء اللّٰہ: شرط، واھتدینا: جواب شرط محذوف، ملکر جملہ شرطیہ، لمھتدون: خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال انہ یقول انھابقرۃ لاذلول تثیر الارض ولا تسقی الحرث مسلمۃ لاشیۃ فیھا﴾

قال: قول، انہ: حرف مشبہ بالفعل واسم، یقول: قول، انھا: حرف مشبہ، بقرۃ: موصوف، لا ذلول: صفت اول، تثیر الارض ولا تسقی الحرث: معطوف علیہ ومعطوف ملکر صفت ثانی، مسلمۃ: صفت ثالث، لا شیۃ فیھا: صفت رابع، موصوف اپنی صفات سے ملکر خبر، انّھا اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، جوقول سے ملکر انّہ کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ۔

﴿قالوا الئن جئت بالحقِ فذبحوھا وما کادوا یفعلون﴾

قالوا: قول، الئن: ظرف زمان، جئت: فعل وفاعل، بالحق: ظرف مستقر ہوکر فاعل سے حال، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ، ف: فصیحیہ، ذبحواھا: جملہ فعلیہ، وما کادوا یفعلون: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ان الذین امنوا والذین ھادوا والنصری ...... ☆ابن جریر وابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کی کہ یہ آیت حضرت سیدنا سلمان فارسی ﷺ کے اصحاب کے حق میں نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

صابئین:

ا......علامہ آلوسی کہتے ہیں کہ روم کے صابئین ستارہ پرست اور ہند کے بُت پرست ہیں، سیدنا امام ابوحنیفہ ﷺ فرماتے ہیں: ''صابئین بُت پرست نہیں بلکہ وہ ستاروں کی اس طرح تعظیم کرتے ہیں جس طرح کعبہ کی تعظیم کی جاتی ہے۔'' ایک قول کے مطابق یہ موحد ہیں لیکن ستاروں کی تاثیر کا اعتقاد رکھتے ہیں اور بعض انبیاء جیسے حضرت سیدنا یحیی علیہ السلام کا اقرار کرتے ہیں، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اللہ عزوجل کو مانتے ہیں، زبور کی تلاوت بھی کرتے ہیں لیکن عبادت فرشتوں کی کرتے ہیں اور کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ (روح المعانی الجزء الأول، ص ۳۷۸)

بنی اسرائیل کا سجدہ:

۲......کوہِ طور بنی اسرائیل کی لشکر گاہ کے برابر تھا، جبکہ اس کی طوالت ایک فرسخ تھی، جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسے انکے سروں پر سائے کی طرح بلند کر دیا، تو ان سے کہا گیا: ''اگر توریت قبول نہ کی، یہ تم پر گرا دیا جائے گا اور تمہارے سر اس سے کچل دیئے جائیں گے۔'' پس انہوں نے توریت کو قبول کر لیا اور بائیں جانب سے آدھے چہرے کا سجدہ کیا اور دائیں جانب سے پہاڑ کو دیکھتے رہے، یہی وجہ ہے کہ یہود میں سجدہ کا یہی طریقہ رائج ہے کہ وہ ایک ہی جانب کی طرف سے سجدہ کرتے ہیں، پھر جب ان سے پہاڑ دور کر دیا گیا تو انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا۔ (الجمل، ج۱، ص۹۰)

یوم السبت:

۳......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہ قوم حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں مقام ایلہ میں آباد تھی، یہ شہر مدینہ اور شام کے درمیان ساحل سمندر پر واقع تھا، اس جگہ کے سمندر میں سال کے ایک مہینے میں اتنی کثرت سے مچھلیاں آتی تھیں کہ پانی دکھائی نہیں دیتا تھا اور باقی مہینوں میں ہفتہ کے دن اس میں بہت مچھلیاں آتی تھیں، ان لوگوں نے مختلف جگہ حوض کھودے اور سمندر سے نالیاں نکال کر ان حوضوں سے ملا دیں، ہفتے کے روز ان حوضوں میں مچھلیاں چلی جاتیں اور اتوار کے دن انکا شکار کر لیتے، بنی اسرائیل کا ہفتے کے روز مچھلیوں کو حوضوں میں مقید کر لینا، یہی انکا حد سے تجاوز کرنا تھا اور وہ ایک بڑے لمبے عرصے تک اس نافرنی میں مشغول رہے، نسل در نسل انکی اولاد بھی ملوث رہی، خدا کا خوف رکھنے والے کچھ لوگ اس سے منع کرتے، کچھ لوگ اسکو برا جانتے اور اس خیال سے منع نہیں کرتے تھے کہ یہ باز آنے والے نہیں، نافرمان لوگ کہتے تھے کہ ہم اتنے عرصے سے یہ کام کر رہے ہیں اور اللہ عزوجل ان مچھلیوں میں اضافہ فرما رہا ہے، مانعین کہتے تھے کہ تم دھوکے میں نہ آؤ، ہوسکتا ہے کہ تم پر عذاب نازل ہو۔ (الرازی، ج۱، ص۳۷۲)

قصۃ البقرۃ:

۴......بنی اسرائیل میں ایک مالدار شخص تھا جس کے چچازاد بھائی عامیل نے اسے وراثت کے لالچ میں قتل کر کے دوسری بستی کے دروازے پر ڈال دیا اور خود صبح کو اسکے خون کا مدعی بن گیا، وہاں کے لوگوں نے حضرت سیدنا موسی علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ عزوجل حقیقتِ حال ظاہر فرما دے، اس پر حکم ہوا کہ ایک گائے ذبح کر کے اسکا کوئی حصہ مقتول پر ماریں، وہ زندہ ہو کر قاتل کے بارے میں بتا دیگا۔ بنی اسرائیل کوئی بھی گائے ذبح کر دیتے ان کے لئے کافی تھا لیکن انہوں نے سوال در سوال کر کے اپنے لئے مشکلات پیدا کیں اور پھر جب گائے کے بارے میں پوری شان وصفت معلوم ہوئی تو اس کے بعد انہوں نے گائے کی تلاش شروع کر دی، قرب وجوار میں صرف ایک ہی ایسی گائے تھی۔ اسکا حال یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک صالح شخص تھا، جسکا ایک نوعمر بیٹا تھا، اس کے پاس ایک گائے کے سوا اپنے بیٹے کے لئے کچھ نہ تھا، اس نے اسی گائے کی گردن پر مہر لگا کر اسے اللہ عزوجل کے نام پر چھوڑ دیا اور بارگاہِ حق میں عرض کی: ''اے میرے رب! میں اس بچھیا کو اپنے بیٹے کیلئے تیرے پاس ودیعت رکھتا ہوں، جب یہ بڑا ہو تو یہ اسکے

کام آئے۔" اس کا تو انتقال ہو گیا اور بچھیا جنگل میں بحفظِ الٰہی پرورش پاتی رہی، لڑکا بڑا ہوا اور بفضلہٖ صالح و متقی ہوا، ماں کا فرمانبردار تھا، ایک روز اسکی والدہ نے اسے کہا: "اے نورِ نظر! تیرے باپ نے تیرے لئے فلاں جنگل میں ایک بچھیا چھوڑی تھی وہ اب جوان ہو چکی ہو گی، اب اسکو جنگل سے لے آؤ اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام، حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور حضرت سیدنا اسحاق علیہ السلام کے رب تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ تجھے گائے واپس عطا فرما دے۔" لڑکے نے گائے کو اس جنگل میں دیکھا اور والدہ کی بتائی ہوئی علامتیں اس میں پا کر اسکو اللہ عزوجل کی قسم دیکر بلایا، وہ حاضر ہو گئی تو اسے لے کر والدہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ والدہ نے بازار میں تین دینار میں فروخت کرنے کا حکم دیا لیکن یہ شرط رکھی کہ سودا ہونے کے بعد اسکی اجازت حاصل کی جائے، اس زمانے میں گائے کی قیمت ان اطراف میں تین دینار ہی تھی، نوجوان جب اس گائے کو بازار میں لایا تو ایک فرشتے نے خریدار کی صورت میں آ کر گائے کی قیمت چھ دینار لگا دی مگر اس شرط سے کہ وہ نوجوان والدہ کی اجازت کا پابند نہ ہو گا، اس لڑکے نے یہ منظور نہ کیا اور واپس جا کر تمام قصہ والدہ کو بتایا، اسکی والدہ نے چھ دینار قیمت منظور کرنے کی اجازت تو دی مگر بیع میں پھر اپنی مرضی دریافت کرنے کو شرط ٹھہرا دیا، نوجوان پھر بازار آیا، اس مرتبہ فرشتے نے بارہ دینار قیمت لگائی اور کہا کہ والدہ کی اجازت پر موقوف نہ رکھو۔ نوجوان نہ مانا اور والدہ کو پھر اطلاع دی، وہ صاحبِ فراست سمجھ گئی کہ یہ کوئی خریدار نہیں بلکہ فرشتہ ہے جو آزمائش کیلئے آتا ہے، لہٰذا اس نے بیٹے سے کہا: "اب اس مرتبہ فرشتے سے کہنا کہ آپ ہمیں اس گائے کی فروخت کا حکم دیتے ہیں یا نہیں؟" لڑکے نے یہی کہا تو فرشتے نے جواب دیا: "ابھی اسکو روکے رکھو، جب بنی اسرائیل خریدنے آئیں تو اسکی قیمت یہ مقرر کرنا کہ اسکی کھال میں سونا بھر دیا جائے۔" لڑکا گائے کو گھر لایا اور جب بنی اسرائیل اس کی جستجو کرتے ہوئے اس کے مکان پر پہنچے تو یہی قیمت طے کی اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی ضمانت پر وہ گائے بنی اسرائیل کے سپرد کر دی۔ (مأخوذ از تفسیرِ خازن، ج۱، ص ۵۲)

صدر الافاضل چند مسائل مستنبط کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس واقعے سے کئی مسائل معلوم ہوئے: (۱)...... جو اپنے عیال کو اللہ عزوجل کے سپرد کرے اللہ عزوجل اسکی ایسی ہی پرورش کرتا ہے، (۲)...... جو اپنا مال اللہ کے بھروسہ پر اسکی امانت میں دے اللہ اس میں برکت دیتا ہے، (۳)...... والدین کی فرمانبرداری اللہ عزوجل کو پسند ہے، (۴)...... غیبی فیض قربانی اور خیرات سے حاصل ہوتا ہے، (۵)...... راہِ خدا میں نفیس مال دینا چاہئے، (۶)...... گائے کی قربانی افضل ہے۔ (خزائن العرفان، حاشیہ ۱۲۰)

اغراض:

النصاریٰ: جمع ہے نصران کی، جیسا کہ ندامیٰ، اور نصرانی میں یاء مبالغہ کے لئے ہے جیسا کہ احمری میں ہے، انہیں نصاریٰ اس لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کی تھی یا یہ لوگ اس بستی میں تھے جسے نصران یا ناصرۃ کہتے ہیں، پس ان کا نام انہیں کی وجہ سے نصاریٰ پڑ گیا۔ **طائفة من الیهود و النصاری:** صابئین کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ یہ یہود تھے یا نصاریٰ لیکن یہ

فرشتوں کی عبادت کیا کرتے تھے، ایک قول یہ بھی ہے کہ ستاروں کی عبادت کرتے تھے اور علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ یہود و مجوس کے درمیان کی کوئی قوم تھی، اس کے بارے میں مزید معلومات ماقبل سے حاصل کرلیں۔ الھالکین: یعنی دنیا اور آخرت میں ہلاکت پانے والے۔ فی زمن نبینا: ایک سوال کا جواب ہے کہ پہلی آیت ﴿ان الذین امنوا﴾ اور آخری ﴿من امن باللہ﴾ کے درمیان تعمیم اور تخصیص میں کیا مناسبت؟ حاصل جواب یہ ہے کہ ﴿ان الذین امنوا﴾ سے وہ لوگ مراد ہیں جو کہ دین فطرت کے متلاشی تھے مثلاً قس بن ساعدۃ، ورقۃ بن نوفل، بحیرا راہب، ابی ذر غفاری، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہ انہوں نے سید عالم ﷺ کا زمانہ پایا تو آپ ﷺ پر ایمان لا کر پیروکار میں شامل ہو گئے، اور وہ لوگ کہ جنہوں نے سید عالم ﷺ کا زمانہ نہ پایا یعنی آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے ایمان والے تھے اور وہ جو باطل دین پر تھے جیسا کہ یہود، نصاری اور صابئین میں سے، وہ اللہ، آخرت اور سید عالم ﷺ پر ایمان لائے تو ان لوگوں کے لئے اجر ہے۔ والعمل بما فی التوراۃ: اور ان میں حضرت موسی علیہ السلام پر ایمان لانا بھی داخل ہے۔ بالعمل بہ: بیضاوی کی عبارت ہے۔

اقتلعناہ: یعنی پہاڑ کو اٹھانے والے حضرت جبریل علیہ السلام تھے، اس واقعے کا بیان ماقبل ذکر کر دیا ہے، وہیں پڑھ لیں۔

واذکروا مافیہ: یعنی توریت کو حفظ کرلو اور اسے بھولومت یا اس میں غور و فکر کرو، بے شک تفکر قلبی ذکر ہے یا یوں فرمایا کہ اس پر عمل بھی کرو۔ وقد قتل بھم قتیل: عامیل کے اپنے چچازاد بھائی کو قتل کرنے کا ذکر کیا ہے جس کے بارے میں ہم ماقبل مفصل کلام کر چکے ہیں، وہیں ملاحظہ فرمالیں۔ فلما علموا انہ: یعنی ذبح کا حکم جان چکے کہ حق یہی ہے۔ بالتوبۃ: یہ مومنین کے حق میں ہے۔ بمثل ذلک: کہ سوال قاتل کے بارے میں ہو رہا ہے اور جواباً گائے کی قربانی کا حکم ہے، اور بنی اسرائیلیوں نے یہ بات دونوں کے مابین بعد کی وجہ سے کہی تھی کہ کہاں کسی کا قتل ہونا اور کہاں اس کے عوض میں گائے کا ذبح کرنا؟ اور بظاہر اس حکم کی حکمت کو نہ جان پائے کہ ذبح شدہ کا عضو مارنے سے مقتول قاتل کے بارے میں بیان کرے گا۔ تاخیر العذاب: یہ کافروں کے حق میں ہے۔ ماسنھا: یہاں بنی اسرائیل نے گائے کی حالت اور صفات کے بارے میں جو باتیں کیں اس کا بیان ہے جسے ہم نے ماقبل ذکر کر دیا ہے وہیں ملاحظہ فرمالیں۔ مسنۃ و صغیرۃ: کے حوالے سے بھی ہم نے کلام کر لیا ہے کہ نہ تو بہت بوڑھی ہو نہ ہی بالکل بچھیا۔ المذکور من السنین: ایک جواب کی جانب اشارہ ہے جو کہ دو چیزوں کے مابین برابری کا تقاضا کرتا ہے؟ پھر کلام باری ﷻ میں ذلک پر اس بات کا داخل کرنا کیوں کر درست ہو سکتا ہے؟ اس کی وضاحت یہ ہے کہ ذلک سے مفرد، تثنیہ اور جمع تینوں کی جانب اشارہ ہے اور اسی قبیل سے فرمان مبارک ﴿قل بفضل اللہ وبرحمتہ وبذلک فلیفرحوا﴾، ﴿زین للناس......الی......ذلک متاع الحیاۃ الدنیا﴾ ہے، پس مراد یہ ہے کہ گائے ایسی ہو جو کہ نہ زیادہ بوڑھی ہو نہ ہی بالکل بچھیا۔ الی المقصودۃ: یعنی مراد اللہ ﷻ کی رضا تھی، کہ اللہ ﷻ نے گائے کے ذبح کا ارادہ فرما کر اس کے ذبح کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (الجمل، ج۱ ص۸۹ وغیرہ)

بحسنها :یعنی اس گائے کی تخلیق، جمالی کے اعتبار سے، اور یہ اس طرح ہوا کہ جب انہوں نے شدت دکھائی تو ان پر بھی شدت ہوئی
، اگر وہ کوئی بھی گائے قربان کردیتے تو کافی تھا، پھر دوسرے سوال پر بھی جم جاتے تو کافی تھا، پھر تیسرے سوال کے بارے میں بھی یوں
ہی ہے کہ انہیں کافی ہوتا لیکن انہوں نے سختی کا مظاہرہ کیا تو ان پر بھی سختی ہوئی۔ اسائمۃ ام عاملۃ: اس کا بیان ماقبل گزر چکا۔ الارض
المهیاۃ الخ: مناسب ہے کہ حرث یعنی زرع کہا جائے اس لئے کہ حرث کا اطلاق زرع پر کیا جاتا ہے (قصوی، ج ۱، ص ۷۹)

رکوع نمبر: ۹

﴿واذ قتلتم نفسا فادرء تم﴾ فِيهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِي الْاَصْلِ فِي الدَّالِ اَیْ تَخَاصَمْتُمْ وَتَدَافَعْتُمْ ﴿فيها والله
مخرج﴾ مُظْهِرٌ ﴿ماكنتم تكتمون (۷۲)﴾ مِنْ اَمْرِهَا وَهٰذَا اِعْتِرَاضٌ وَّهُوَ اَوَّلُ الْقِصَّةِ ﴿فقلنا اضربوه﴾ اَیِ
الْقَتِيْلَ ﴿ببعضها﴾ فَضُرِبَ بِلِسَانِهَا اَوْ عَجْبِ ذَنَبِهَا فَحَيِيَ وَقَالَ قَتَلَنِيْ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ لِاِبْنَیْ عَمِّهٖ وَمَاتَ
فَحُرِمَا الْمِيْرَاثَ وَقُتِلَا، قَالَ تَعَالٰى ﴿كذلك﴾ الْاِحْيَاءِ ﴿يحى الله الموتى ويريكم ايته﴾ دَلَائِلَ قُدْرَتِهٖ
﴿لعلكم تعقلون (۷۳)﴾ تَتَدَبَّرُوْنَ فَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ الْقَادِرَ عَلٰى اِحْيَاءِ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ قَادِرٌ عَلٰى اِحْيَاءِ نُفُوْسٍ
كَثِيْرَةٍ فَتُؤْمِنُوْنَ ﴿ثم قست قلوبكم﴾ اَيُّهَا الْيَهُوْدُ صَلُبَت عن قبول الحق ﴿من بعد ذلك﴾ الْمَذْكُوْرِ
مِنْ اِحْيَاءِ الْقَتِيْلِ وَمَا قَبْلَهٗ مِنَ الْاٰيَاتِ ﴿فهى كالحجارة﴾ فِي الْقَسْوَةِ ﴿او اشد قسوة﴾ مِنْهَا ﴿وان من
الحجارة لما يتفجر منه الانهر وان منها لما يشقق﴾ فِيْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِي الْاَصْلِ فِي الشِّيْنِ ﴿فيخرج منه
الماء وان منها لما يهبط﴾ يَنْزِلُ مِنْ عُلُوٍّ اِلٰى سُفْلٍ ﴿من خشية الله﴾ وَقُلُوْبُكُمْ لَاتَتَأَثَّرُ وَلَاتَلِيْنُ
وَلَاتَخْشَعُ ﴿وماالله بغافل عما تعملون (۷۴)﴾ وَاِنَّمَا يُؤَخِّرُكُمْ لِوَقْتِكُمْ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالتَّحْتَانِيَّةِ وَفِيْهِ اِلْتِفَاتٌ
عَنِ الْخِطَابِ ﴿افتطمعون﴾ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿ان يؤمنوا﴾ اَیِ الْيَهُوْدُ ﴿لكم وقد كان فريق﴾ طَائِفَةٌ
﴿منهم﴾ اَحْبَارِهِمْ ﴿يسمعون كلم الله﴾ فِي التَّوْرَاةِ ﴿ثم يحرفونه﴾ يُغَيِّرُوْنَهٗ ﴿من بعد ماعقلوه﴾
فَهِمُوْهُ ﴿وهم يعلمون (۷۵)﴾ اَنَّهُمْ مُفْتَرُوْنَ وَالْهَمْزَةُ لِلْاِنْكَارِ اَیْ لَا تَطْمَعُوْا فَلَهُمْ سَابِقَةٌ فِي الْكُفْرِ ﴿واذا
لقوا﴾ اَیْ مُنَافِقُو الْيَهُوْدِ ﴿الذين امنوا قالوا امنا﴾ بِاَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ نَبِيٌّ وَّهُوَ الْمُبَشَّرُ بِهٖ فِيْ كِتَابِنَا
﴿واذا خلا﴾ رَجَعَ ﴿بعضهم الى بعض قالوا﴾ اَیْ رُؤَسَاؤُهُمُ الَّذِيْنَ لَمْ يُنَافِقُوْا لِمَنْ نَافَقَ ﴿اتحدثونهم﴾
اَیِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿بما فتح الله عليكم﴾ اَیْ عَرَّفَكُمْ فِي التَّوْرَاةِ مِنْ نَّعْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ ﴿ليحاجوكم﴾
لِيُخَاصِمُوْكُمْ وَاللَّامُ لِلصَّيْرُوْرَةِ ﴿به عند ربكم﴾ فِي الْاٰخِرَةِ وَيُقِيْمُوا عَلَيْكُمُ الْحُجَّةَ فِيْ تَرْكِ اِتِّبَاعِهٖ

مَعَ عِلْمِكُمْ بِصِدْقِهٖ ﴿افلا تعقلون (۷۶)﴾ اَنَّهُم يُحَآجُّوْنَكُم اِذَا حَدَّثْتُمُوْهُمْ فَتَنْتَهُوْنَ، قَالَ تَعَالٰى ﴿اولا يعلمون﴾ اَلْاِسْتِفْهَامُ لِلتَّقْرِيْرِ وَالْوَاوُ الدَّاخِلُ عَلَيْهَا لِلْعَطْفِ ﴿ان الله يعلم ما يسرون وما يعلنون (۷۷)﴾ مَا يُخْفُوْنَ وَمَا يُظْهِرُوْنَ مِنْ ذٰلِكَ وَغَيْرِهٖ فَيَرْعَوُوْا عَنْ ذٰلِكَ ؟ ﴿ومنهم﴾ اَیِ الْيَهُوْدِ ﴿اميون﴾ عَوَامٌّ ﴿لايعلمون الكتب﴾ اَلتَّوْرَاةَ ﴿الا﴾ لٰكِنْ ﴿ امانى﴾ اَكَاذِيْبَ تَلَقَّوْهَا مِنْ رُؤَسَائِهِمْ فَاعْتَمَدُوْهَا ﴿وان مَا ﴿هم﴾ فِیْ جَحْدِ نُبُوَّةِ النَّبِیِّ ﷺ وَغَيْرِهٖ مِمَّا يَخْتَلِقُوْنَهٗ ﴿الا يظنون (۷۸)﴾ ظَنًّا وَّلَا عِلْمَ لَهُمْ ﴿فويل﴾ شِدَّةُ الْعَذَابِ ﴿للذين يكتبون الكتب بايديهم﴾ اَیْ مُخْتَلِقًا مِّنْ عِنْدِ هِمْ ﴿ثم يقولون هذا من عند الله ليشتروا به ثمنا قليلا﴾ مِنَ الدُّنْيَا وَهُمُ الْيَهُوْدُ غَيَّرُوْا صِفَةَ النَّبِیِّ ﷺ فِی التَّوْرَاةِ وَاٰيَةَ الرَّجْمِ وَغَيْرِهِمَا وَكَتَبُوْهَا عَلٰى خِلَافِ مَآ اُنْزِلَ ﴿فويل لهم مما كتبت ايديهم﴾ مِّنَ الْمُخْتَلَقِ ﴿وويل لهم مما يكسبون (۷۹)﴾ مِنَ الرِّشٰى جَمْعُ رِشْوَةٍ ﴿وقالوا﴾ لَمَّا وَعَدَهُمُ النَّبِیُّ ﷺ النَّارَ ﴿لن تمسنا﴾ تُصِيْبَنَا ﴿النار الا اياما معدودة﴾ قَلِيْلَةً اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا مُدَّةَ عِبَادَةِ اٰبَآئِهِمُ الْعِجْلَ ثُمَّ تَزُوْلُ ﴿قل﴾ لَّهُمْ يَامُحَمَّدُ ﷺ ﴿اتخذتم﴾ حُذِفَتْ مِنْهُ هَمْزَةُ الْوَصْلِ اِسْتِغْنَاءً بِهَمْزَةِ الْاِسْتِفْهَامِ ﴿عند الله عهدا﴾ مِيْثَاقًا مِّنْهُ بِذٰلِكَ ﴿فلن يخلف الله عهده﴾ بِهٖ ؟ لَا ﴿ام﴾ بَلْ ﴿تقولون على الله ما لا تعلمون (۸۰)﴾ ﴿بلى﴾ تَمَسُّكُمْ وَتَخْلُدُوْنَ فِيْهَا ﴿من كسب سيئة﴾ شِرْكًا ﴿واحاطت به خطيئته﴾ بِالْاِفْرَادِ وَالْجَمْعِ اَیْ اِسْتَوْلَتْ عَلَيْهِ اَحْدَقَتْ بِهٖ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ بِاَنْ مَّاتَ مُشْرِكًا ﴿فاولئك اصحب النارهم فيها خلدون (۸۱)﴾ رُوْعِیَ فِيْهِ مَعْنٰى مَنْ ﴿والذين امنوا وعملوا الصلحت اولئك اصحب الجنة هم فيها خلدون (۸۲)﴾

﴿ترجمہ﴾

اور جب تم نے ایک خون کیا تو ایک دوسرے پر اس کی تہمت ڈالنے لگے (فادرء تم میں تاء کا دال میں ادغام ہے یعنی باہم جھگڑتے اور ایک دوسرے پر تہمت لگاتے ہو) اللہ کو ظاہر کرنا تھا (مخرج بمعنی مظھر ہے) جو تم چھپاتے تھے (یعنی قتل کا معاملہ، یہ جملہ معترضہ ہے، یہ قصہ کی ابتداء ہے) تو ہم نے فرمایا اس مقتول کو مارو (یہاں فاضربوہ میں ہ کا مرجع مقتول ہے) اس گائے کا ایک ٹکڑا ......(پس گائے کی زبان یا دم کا کوئی ٹکڑا مارا گیا تو وہ زندہ ہو گیا اور اس نے بتایا کہ مجھے میرے فلاں اور فلاں چچازاد بھائیوں نے قتل کیا ہے اور اس کے بعد دوبارہ مر گیا، لہذا ان دونوں قاتلوں کو مقتول کی وراثت سے محروم کر دیا گیا اور قتل کر دیا گیا، اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) یونہی (یعنی زندہ کرنے کی طرح) اللہ مردے جلائے گا اور تمہیں اپنی نشانیاں (یعنی اپنی قدرت کے دلائل) دکھاتا ہے کہ

کہیں تمہیں عقل ہو(کہ تم تدبر کر کے جان لو جو ایک جان کو زندہ کرنے پر قادر ہے وہ کئی جانوں کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے، نتیجۃً تم ایمان لے آؤ) پھر تمہارے دل ......۔ہے.....سخت ہو گئے (حق کو قبول کرنے سے اے یہودیو!) اس کے بعد (یعنی مذکورہ مقتول کو زندہ کرنے اور اس سے پہلے ذکر کردہ دوسری کئی نشانیوں کو دیکھنے کے بعد) تو وہ پتھروں کی مثل ہیں (سختی میں) بلکہ (ان سے بھی) زیادہ کرے (ہیں سختی میں) اور پتھروں میں تو کچھ وہ ہیں جن سے ندیاں بہہ نکلتی ہیں اور کچھ وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں (یشقق میں تاء کا شین میں ادغام ہے) تو اِن سے پانی نکلتا ہے اور کچھ وہ ہیں جو گر پڑتے ہیں (یعنی بلندی سے پستی کی جانب) اللہ کے ڈر سے (اور تمہارے دل متاثر نہیں ہوتے، نہ ہی نرم پڑتے ہیں اور نہ ہی خوف کھاتے ہیں) اور اللہ تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں (بلکہ اس نے تو تمہارے عذاب کو ایک وقت تک مؤخر کر رکھا ہے، ایک قرأت میں یاء تحتانیہ یعنی یعملون ہے اور اس صورت میں اس خطاب سے مراد غائب کی جانب التفات مراد ہوگا) تو اے مسلمانو! (یعنی اے ایمان والو!) کیا تمہیں یہ طمع ہے کہ یہ (یہودی) تمہارا یقین لائینگے اور ایک گروہ وہ تھا (فریق بمعنی طائفۃ ہے) ان میں کا (یعنی احبارِ یہود کا) کہ اللہ کا کلام (یعنی توریت) سنتے، پھر اسے بدل دیتے ......ہے (یحرفونھم بمعنی یغیرونھم ہے) بعد اسے سمجھنے کے (عقلوہ بمعنی فھموہ ہے) اور وہ جانتے تھے (کہ وہ گھڑ رہے ہیں، افتطمعون میں ھمزہ انکاری ہے یعنی تم انکی طمع نہ رکھو کہ یہ لوگ کفر میں بڑھے ہوئے ہیں) اور جب ملیں (یعنی منافق یہودی) مسلمانوں سے تو کہیں ہم ایمان لائے (کہ محمد ﷺ نبی ہیں اور انکی نبوت کی بشارت ہماری کتاب میں ہے) اور جب اکیلے ہوں (یعنی لوٹیں تو) آپس میں تو کہیں (ان کے وہ سردار جو منافق نہیں ہیں ان منافقوں سے) کیا تم بیان کئے دیتے ہو ان (مسلمانوں) کو وہ علم جو اللہ نے تم پر کھولا (یعنی توریت میں تمہیں محمد ﷺ کی عظمتِ شان کی پہچان کرا دی) کہ حجت لائیں (یعنی تم سے جھگڑیں، لیحاجوکم میں لام صیرورت کیلئے ہے) اس سے تمہارے رب کے یہاں (یعنی آخرت میں اور تم پر حجت قائم کریں کہ تم نے انہیں سچا جاننے کے باوجود ان کی پیروی نہ کی) کیا تمہیں عقل نہیں (کہ جب تم ان سے کچھ کہتے ہو تو وہ تم پر حجت قائم کرتے ہیں، لہٰذا تم باز آجاؤ، پس اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) کیا نہیں جانتے (ھمزہ استفہام تقریری ہے اور واو اس پر عطف کیلئے داخل ہوا ہے) کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں (یعنی ان تمام باتوں کو جو وہ چھپاتے یا ظاہر کرتے ہیں اور اسکے علاوہ دیگر امور پر بھی خوب آگاہ ہے، پس انہیں چاہئے کہ اس قبیح فعل سے ہاتھ روک لیں) اور ان میں (یہودیوں میں) کچھ ان پڑھ ہیں (یعنی عوام) جو کتاب (یعنی توریت) کو نہیں جانتے، بجز (اِلَّا بمعنی لٰکِن ہے) جھوٹی امیدوں کے (مراد وہ جھوٹی باتیں ہیں جنہیں وہ اپنے سرداروں سے سن کر قابلِ اعتماد جان لیتے) اور نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) وہ (ان کی نبی پاک ﷺ کی نبوت کے انکار کے بارے میں من گھڑت باتیں) مگر گمان (یعنی یہ محض ان کے وہم و گمان ہی ہیں انہیں اس کا علم ہے) تو خرابی ہے (یعنی شدید عذاب ہے) ان کیلئے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں (یعنی اپنے پاس سے گھڑ لیں) پھر کہہ دیں یہ خدا کے پاس سے ہے کہ اسکے عوض تھوڑے

دام حاصل کریں (دنیا کے، اس سے مراد وہ یہودی ہیں جنہوں نے توریت میں نبی پاک ﷺ کی صفات اور آیت رجم وغیرہ بدل دیں اور نازل شدہ احکام کے برعکس احکام کتاب میں لکھ دیئے) تو خرابی ہے ان کیلئے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے (جو من گھڑت باتیں ہیں) اور خرابی ہے ان کیلئے اس کمائی سے (جو رشوت کی ہے) اور بولے (جب نبی پاک ﷺ نے انہیں آگ کی وعید سنائی) ہمیں نہ چھوئے گی (یعنی نہ پہنچے گی) آگ مگر گنتی کے دن (انتہائی کم جو ایک روایت کے مطابق چالیس دن ہیں اتنی مدت جس میں انکے آباؤ اجداد نے بچھڑے کی عبادت کی تھی، پھر وہ آگ ہٹالی جائیگی) تم فرماؤ (ان سے اے محمد ﷺ!) کیا لے رکھا ہے (اتخذتم میں ھمزہ استفہام کی وجہ سے ھمزہ وصل حذف کیا گیا ہے) خدا سے کوئی عہد تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا (اور ایسا نہیں ہے) یا (بلکہ) خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں ہاں کیوں نہیں (تمہیں آگ چھوئے گی اور تم ہمیشہ اس میں رہو گے) جو گناہ کمائے (یعنی شرک کرے) اور اسکی خطا اسے گھیر لے (خطیئتہ مفرد اور جمع دونوں طرح سے استعمال ہوا ہے یعنی وہ اس پر برابر ہو جائے اور اسے ہر جانب سے گھیر لے اور وہ شخص حالت شرک میں مرے تو) وہ دوزخ والوں میں ہے، انہیں ہمیشہ اس میں رہنا (ہے، ھم ضمیر میں من کے معنی کی رعایت کرتے ہوئے ذکر کی گئی ہے) اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ جنت والے ہیں، انہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ قتلتم نفسا فادرء تم فیھا﴾

و: عاطفہ، اذ: مضاف، قتلتم نفسا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فادارء تم فیھا: فعل با فاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، جو مضاف سے ملکر اذکرو افعل محذوف کا ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ واللہ مخرج ما کنتم تکتمون فقلنا اضربوہ ببعضھا﴾

و: اعتراضیہ، اللہ: اسم جلالت مبتدا، مخرج: اسم فاعل، ھو ضمیر مستتر فاعل، ما کنتم تکتمون: مفعول، شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، قلنا: قول، اضربوہ ببعضھا: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿کذلک یحی اللہ الموتی﴾

کذلک: جار مجرور ظرف مستقر، احیاء مصدر محذوف کی صفت، مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم، یحی اللہ الموتی: فعل با فاعل ومفعول ومفعول مطلق مقدم، جملہ فعلیہ، یہ اصل میں "یحی اللہ الموتی احیاء مثل ذلک الاحیاء" تھا۔

﴿ویریکم ایتہ لعلکم تعقلون﴾

و: عاطفہ، یری: فعل با فاعل، کم: ضمیر ذوالحال، لعلکم تعقلون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول اول، ایتہ: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ﴾

ثم: عاطفہ، قست قلوبکم من بعد ذلک: فعل با فاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ھی: مبتدا، ک: بمعنی مثل الحجارۃ: مرکبِ اضافی معطوف علیہ، او: عاطفہ، اشد قسوۃ: ممیز تمیز ملکر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانھر﴾

و: عاطفہ، انّ: حرف مشبہ، من الحجارۃ: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، ما یتفجر منہ الانھر: موصول صلہ ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان منھا لما یشقق فیخرج منہ الماء﴾

و: عاطفہ، انّ: حرف مشبہ، منھا: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، ما: موصولہ، یشقق: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فیخرج منہ الماء: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر اسم، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ماقبل پر معطوف۔

﴿وان منھا لما یھبط من خشیۃ اللہ﴾

و: عاطفہ، انّ: حرف مشبہ، منھا: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، ما: موصولہ، یھبط: فعل، ھو ضمیر ذوالحال، من خشیۃ اللہ: حال، ملکر فاعل، جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر اسم، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿وما اللہ بغافل عما تعملون﴾

و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، اللّٰہ: اسم جلالت اسم، ب: زائدہ، غافل: اسم فاعل اسمیں ھو ضمیر فاعل، عن: جار، ما تعملون: موصول صلہ ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، اسم فاعل اپنے فاعل وظرف سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ما اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ماقبل وان منھا پر معطوف۔

﴿افتطمعون ان یؤ منوا لکم وقد کان فریق منھم یسمعون کلم اللہ﴾

ھمزہ: استفہامیہ، ف: عاطفہ، تطمعون: فعل وفاعل، انْ: مصدریہ، یؤمنوا: فعل، واو ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، قد: تحقیقیہ، کان: فعل ناقص، فریق منھم: اسم، یسمعون کلام اللّٰہ: جملہ فعلیہ خبر، جملہ فعلیہ ناقصہ حال، ملکر فاعل، لکم: ظرف لغو، یؤمنو فعل اپنے متعلقات سے ملکر بتاویل مصدر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم یحرفونہ من بعد ما عقلوہ وھم یعلمون﴾

ثم: حرف عطف، یحرفونہ: فعل، واو ضمیر ذوالحال، وھم یعلمون: حال، جوذوالحال سے ملکر فاعل، ہ: ضمیر مفعول، من بعد ماعقلوہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل (یسمعون کلام اللّٰہ) پر معطوف۔

﴿واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا﴾

و: مستانفہ، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، لقوا: فعل، الذین امنوا: فاعل، ملکر شرط، قالوا: قول، امنا: مقولہ، ملکر جواب شرط، جواپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿واذا خلا بعضهم الی بعض قالوا اتحدثونهم بما فتح الله علیکم لیحاجوکم به عند ربکم﴾

و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، خلا بعضهم الی بعض: جملہ فعلیہ شرط، قالوا: فعل فاعل ملکر قول، اتحدثونهم: فعل وفاعل، مفعول، بما فتح اللّٰه علیکم: ظرف لغو، لیحاجوکم به عند ربکم: ظرف لغو ثانی، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، جوقول سے ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿افلا تعقلون اولا یعلمون ان الله یعلم ما یسرون وما یعلنون﴾

افلا تعقلون: اسکی ترکیب گزرچکی ہے، همزه: استفہامیہ، و: عاطفہ، لا یعلمون: فعل وفاعل، انّ: حرف مشبہ، اللّٰه: اسم جلالت اسم، یعلم: فعل وفاعل، ما یسرون وما یعلنون: معطوف معطوف علیہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر فعل محذوف أیلومونهم پر معطوف۔

﴿ومنهم امیون لا یعلمون الکتب الا امانی وان هم الا یظنون﴾

و: عاطفہ، منهم: ظرف مستقر خبر مقدم، امیون: موصوف، لایعلمون: فعل وفاعل، الکتاب: مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، امانی: مستثنیٰ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر مبتدا مؤخر، جواپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔ و: حالیہ، ان: نافیہ، هم: مبتدا، الا: حرف استثناء مفرغ، یظنون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر (لا یعلمون) کے فاعل سے حال۔

﴿فویل للذین یکتبون الکتب بایدیهم﴾

ف: مستانفہ، ویل: مبتدا، لام: جار، الذین: موصول، یکتبون الکتب بایدیهم: جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم یقولون هذا من عندالله لیشتروا به ثمنا قلیلا﴾

ثم: عاطفہ، یقولون: قول، هذا: مبتدا، من عند اللّٰه: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، لام: تعلیلیہ، یشتروا به ثمنا قلیلا: جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل (یکتبون) پر معطوف۔

﴿فویل لهم مما کتبت ایدیهم وویل لهم ممایکسبون﴾

ف: عاطفہ، ویل: مبتداء، لهم: ظرف مستقر خبر، من ما کتبت ایدیهم: متعلق بمصدر مبتداء، ملکر جملہ سمیہ۔ ''وویل لهم مما یکسبون'' ماقبل پر عطف ہے جس کی ترکیب ماقبل کی طرح ہی ہے۔

﴿وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودة﴾

و: مستانفہ، قالوا: قول، لن تمسنا النارُ: فعل ومفعول وفاعل، الا: حرف استثناء، ایاما معدودة: مفعول فیہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل اتخذتم عند الله عهدا فلن یخلف الله عهده﴾

قل: قول، اِنْ: حرف شرط محذوف، اتخذتم: فعل وفاعل، عند الله: مفعول فیہ، عهدا: مفعول بہ، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لن یخلف اللّٰه عهده: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر مقولہ، جو قول سے ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ام تقولون علی الله ما لا تعلمون﴾

ام: عاطفہ، تقولون علی اللّٰه: قول، ما لا تعلمون: مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿بلی من کسب سیئة واحاطت به خطیئته فاولئک اصحب النار هم فیها خلدون﴾

بلی: حرف ایجاب، من: اسم شرط مبتدا، کسب سیئة: جملہ معطوف علیہ، واحاطت به خطیئته: معطوف، ملکر شرط، ف: جزائیہ، اولئک اصحب النار: جملہ اسمیہ جواب شرط، جو شرط سے ملکر خبر، جو مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ، هم: مبتدا، فیها خلدون: شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط کے محل میں ہے۔

﴿والذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک اصحب الجنة هم فیها خلدون﴾

و: عاطفہ، الذین امنوا وعملوا الصلحت: موصول صلہ ملکر مبتدا، اولئک اصحب الجنة: جملہ اسمیہ خبر اول، هم فیها خلدون: خبر ثانی، مبتدا اپنی خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......واذا لقوا الذین امنوا......☆ یہ آیت ان یہودیوں کی شان میں نازل ہوئی جو سید عالم ﷺ کے زمانے میں تھے، ابن عباس نے فرمایا یہودی منافق جب صحابہ کرام سے ملتے تو کہتے کہ جس پر تم ایمان لائے اس پر ہم بھی ایمان لائے، تم حق پر ہو اور تمہارے آقا محمد ﷺ سچے ہیں، انکا قول حق ہے، ہم ان کی نعت وصفات اپنی کتاب توریت میں پاتے ہیں، ان لوگوں پر روساء یہود ملامت کرتے تھے، اسکا بیان واذا خلا بعضهم میں ہے۔

☆......فویل للذین یکتبون......☆ جب سید عالم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو علماء توریت وروساء یہود کو قوی اندیشہ ہوگیا کہ انکی روزی جاتی رہے گی اور سرداری مٹ جائیگی کیونکہ توریت میں حضور ﷺ کا حلیہ اور اوصاف مذکور ہیں، جب لوگ حضور ﷺ کو اسکے مطابق پائیں گے تو فوراً ایمان لے آئیں گے اور اپنے علماء اور روساء کو چھوڑ دینگے، اس اندیشہ سے انہوں نے توریت میں تحریف وتغیر کرڈالی اور حلیہ شریف بدل دیا، مثلاً توریت میں آپکے اوصاف یہ لکھے تھے کہ آپ ﷺ خوب رُو ہیں، بال خوبصورت

،آنکھیں سرمگیں، قد درمیانہ ہے، اسکو مٹا کر انہوں نے یہ بنایا کہ وہ بہت دراز قامت ہیں، آنکھیں کنجی نیلی، بال الجھے ہیں، یہی عوام کو سناتے، کتاب الٰہی کا مضمون بتاتے اور سمجھتے کہ لوگ حضور ﷺ کو اسکے خلاف پائیں گے تو آپ ﷺ پر ایمان نہ لائیں گے، ہمارے گرویدہ رھیں گے اور ہماری کمائی میں فرق نہ آئے گا۔

☆......وقالوا لن تمسنا النار ......☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہود کہتے تھے کہ ''وہ دوزخ میں ہرگز نہ داخل نہ ہونگے مگر صرف اتنی مدت کیلئے جتنے عرصے ان کے آباؤ اجداد نے گوسالہ پوجا تھا اور وہ چالیس روز ہیں، اس کے بعد وہ عذاب سے چھوٹ جائیں گے۔'' اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

۱......بعض نے گائے کے عضو سے مراد اس کی دم اور بعض نے زبان لی ہے۔ جبکہ مقتول کا نام عامیل تھا۔

(تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص۱۳)

لفظ قلوب کی تحقیق:

۲......لفظ قلوب قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں مختلف حاضر اور غائب کی ضمیروں کے ساتھ ایک سو بارہ مقامات پر آیا ہے۔ یہاں اس آیتِ مبارکہ میں بنی اسرائیل کے قلوب کی سختی کو پتھروں کی مثل قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ کے بے شمار انعامات کے باوجود وہ اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے اور ذوی العقول ہونے کے باوجود اپنے پروردگار ﷻ کی اطاعت میں خالص نہ ہوئے جبکہ ان کی نسبت پتھر جو غیر ذوی العقول ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں جو خوفِ خدا سے لرزہ براندام ہیں تو کچھ پتھروں کو قوتِ ادراک بھی عطا فرمائی گئی ہے چنانچہ، حضرت سیدنا ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک، صاحبِ لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''احد ایک ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔'' (صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب خرص التمر، ص۲٤۱)

☆......حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں مکہ مکرمہ میں ایک پتھر کو آج بھی پہچانتا ہوں جو اعلانِ نبوت سے پہلے بھی مجھے سلام کیا کرتا تھا'' (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی ﷺ، ص۱۱٤۱)

کتاب اللہ میں رد و بدل کرنا:

۳......اللہ ﷻ کی کتاب میں تحریف کوئی معمولی جرم نہیں، یہود و نصاریٰ نے اسکے عوض دنیا کا حقیر مال پسند کیا اور آخرت کا ناختم ہونے والا خسارہ مول لیا، اللہ ﷻ نے انکے اس فعلِ شنیع کا اعلان کر دیا، آج بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں ایسے تراجم قرآن کے ملتے ہیں جن میں سید عالم ﷺ کی شان میں حد درجے گستاخیاں نظر آتی ہیں لیکن افسوس کہ ان کی روک تھام کرنے پر حکومت نے کوئی اقدام نہیں کیے، افسوس ہوتا ہے کہ کسی سیاسی لیڈر کی شان میں ذرا سی بے احتیاط زبان استعمال کر لی جائے تو بہت بڑا ہنگامہ کھڑا

ہو جاتا ہے لیکن آقائے نامدار کی شان میں اتنا کچھ ہوتا کسی کو نظر نہیں آتا، بعض اوقات مکمل آیات قرآنیہ کے تراجیم ہی غلط ہوتے ہیں، شان مصطفٰی کا ادب کہیں نظر نہیں آتا، لیکن آج کا مسلمان اپنے سیاسی لیڈر کے گریبان پر ہونے والے حملے کا جواب دینے کو تیار ہے بلکہ آستینیں چڑھائے بیٹھا انتظار کر رہا ہے لیکن نبی کی عصمت کے لئے زبان اٹھانے میں اُسے موت پڑتی ہے اور اسلام دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے مذہبی آزادی اور شخصی آزادی اور انتہاء پسندی نہیں ہونی چاہیے جیسے الفاظ سے اس دنیا میں اپنی جان ضرور چھڑا لیتے ہیں لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ آخرت میں ان کی پکڑ سخت ہوگی کیونکہ ارباب اختیار کے لئے اِن مسائل کو حل کرنا آسان ہے، کاش توجہ دیں۔

اغراض:

هذا اعتراض: جملہ معترضہ ہے معطوف ﴿وهو فقلنا اضربوه﴾ اور معطوف علیہ ﴿فذبحوها﴾ کے مابین۔**ومات**: یعنی مقتول بغیر مہلت کے جلد ہی مر گیا۔**فحرما الميراث**: اس لئے کہ قاتل مقتول کی وراثت سے نہ پائے گا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں بھی ایسا ہی ہے، اور قتل کا سبب یہ ہو کہ قاتل غنی ہے اور مقتول فقیر تو مقتول کے قتل کو طویل زمانہ گزر جانے کی صورت میں قاتل کو وراثت ملے گی لیکن اس بارے میں اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔

فاعتمدوها: یعنی ان احکام پر ثابت ہو جاؤ اور اپنے دلوں میں انہیں راسخ کر لو۔**ايها اليهود**: اس وہم کا دفع کرنا مقصود ہے کہ خطاب یہود کے علاوہ کسی اور قوم سے ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا۔**فهي كالحجارة**: یہاں لوہے کی مثال نہ دی گئی اس لئے کہ اس میں فی الواقع نرمی ہوتی ہے۔

ينزل من علو الى سفل: جیسا کہ طور پہاڑ، حدیث شریف میں ہے کہ کوئی پتھر ایسا نہیں جو اللہ عزوجل کے خوف سے اوپر سے نیچے نہ گرتا ہو۔**شدة عذاب**: یعنی جہنم کی وادی میں، اگر دنیا کے پہاڑ اس میں سے گزریں تو اس کی گرمی سے ریزہ ریزہ ہو جائیں۔

من خشية الله: اہل سنت و جماعت نے اس آیت اور اس کے علاوہ دیگر آیات ﴿وان من شئی الا يسبح بحمده﴾، ﴿الم تر ان الله يسبح له من في السموات والارض﴾ سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ کائنات کی ہر چیز اللہ عزوجل کی معرفت رکھتی ہے، اس کی تسبیح کرتی ہے اور اس سے ڈرتی ہے سوائے کافر انسان اور جن کے۔

احبارهم: یعنی علمائے یہود کو احبار کہتے ہیں جو کہ حِبر (حاء کی کسرہ کے ساتھ ہے) کی جمع ہے اور حاء کی فتح بھی بتائی گئی ہے اور اس کی جمع حبور ہے جیسا کہ فلس کی جمع فلوس ہے۔**فلهم سابقة في الكفر**: یعنی ان تک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچنے سے پہلے سابق دور میں کافر ہونا مراد ہے، یہ جملہ اللہ عزوجل کے فرمان ﴿لا تطعموا﴾ کے لئے علت ہے۔

بما فتح الله عليكم: ما موصولہ ہے، اور جملہ فتح اس کا صلہ اور ضمیر عائد محذوف ہے، تقدیر عبارت یوں ہے فتح الله عليكم به وما واقعة على اوصاف محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔**في الاخرة**: یہاں "فی" عند کے معنی میں ہے جو کہ یحاجوکم کے متعلق

ہے، (عند ظرف زمان کے لئے بھی آتا ہے، جب کہ اس کی اضافت زمانہ کی طرف کی گئی ہو، قاموس الوحید)۔

غیروا صفة النبی: یعنی سید عالم ﷺ کی صفات جمیل صورت، حسین زلفیں، سرگیں آنکھیں ہیں جب کہ قد وقامت معتدل ہے اس کے برعکس یہ لکھ دیا کہ ان کا قد دراز، بال گنگھریالے اور آنکھیں دھنسی ہوئی ہیں۔ (الصاوی، ج۱، ص۸۲ وغیرہ)

ركوع نمبر: ١٠

﴿و﴾ اذْكُرْ ﴿اذ اخذنا ميثاق بنى اسراء يل﴾ فِى التَّوْرَاةِ وَقُلْنَا ﴿لا تعبدون﴾ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ ﴿الا الله﴾ خَبَرٌ بِمَعْنَى النَّهْيِ وَقُرِئَ لَا تَعْبُدُوْا ﴿و﴾ اَحْسِنوا ﴿بالوالدين احسانا﴾ بِرًّا ﴿وذى القربى﴾ اَلْقَرَابَةِ عَطْفٌ عَلَى الْوَالِدَيْنِ ﴿واليتمى والمسكين وقولوا للناس﴾ قَوْلًا ﴿حسنا﴾ مِّنَ الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالصِّدْقِ فِيْ شَأْنِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَالرِّفْقِ بِهِمْ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِضَمِّ الْحَاءِ وَسُكُوْنِ السِّيْنِ، مَصْدَرٌ وُصِفَ بِهٖ مُبَالِغَةً ﴿واقيموا الصلوة واتوا الزكوة﴾ فَقَبِلْتُمْ ذٰلِكَ ﴿ثم توليتم﴾ اَعْرَضْتُمْ عَنِ الْوَفَاءِ بِهٖ، فِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْغَيْبَةِ وَالْمُرَادُ اٰبَاؤُهُمْ ﴿الا قليلا منكم وانتم معرضون (٨٣)﴾ عَنْهُ كَاٰبَائِكُمْ ﴿واذ اخذنا ميثاقكم﴾ وَقُلْنَا ﴿لا تسفكون دماء كم﴾ تُرِيْقُوْنَهَا بِقَتْلِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ﴿ولا تخرجون انفسكم من دياركم﴾ لَايُخْرِجُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا مِنْ دَارِهٖ ﴿ثم اقررتم﴾ قَبِلْتُمْ ذٰلِكَ الْمِيْثَاقَ ﴿وانتم تشهدون (٨٣)﴾ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ ﴿ثم انتم﴾ يَا ﴿هولاء تقتلون انفسكم﴾ يَقْتُلُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ﴿وتخرجون فريقا منكم من ديارهم تظهرون﴾ فِيْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِى الْاَصْلِ فِى الظَّاءِ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالتَّخْفِيْفِ عَلٰى حَذْفِهَا تَتَعَاوَنُوْنَ ﴿عليهم بالاثم﴾ بِالْمَعْصِيَةِ ﴿والعدوان﴾ اَلظُّلْمِ ﴿وان ياتوكم اسرى﴾ وَفِيْ قِرَاءَةٍ اَسْرٰى ﴿تفدوهم﴾ تُنْقِذُوْهُمْ مِنَ الْاَسْرِ بِالْمَالِ اَوْ غَيْرِهٖ وَهُوَ مِمَّا عُهِدَ اِلَيْهِمْ ﴿وهو﴾ اَيِ الشَّاْنُ ﴿محرم عليكم اخراجهم﴾ مُتَّصِلٌ بِقَوْلِهٖ وَتُخْرِجُوْنَ، وَالْجُمْلَةُ بَيْنَهُمَا اِعْتِرَاضٌ اَيْ كَمَا حُرِّمَ تَرْكُ الْفِدَاءِ وَكَانَتْ قُرَيْظَةُ حَالَفُوْا الْاَوْسَ وَالنَّضِيْرُ الْخَزْرَجَ فَكَانَ كُلُّ فَرِيْقٍ يُقَاتِلُ مَعَ حُلَفَائِهٖ وَيُخْرِبُ دِيَارَهُمْ وَيُخْرِجُهُمْ، فَاِذَا اُسِرُوْا اَفْدُوْهُمْ وَكَانُوْا اِذَا سُئِلُوْا لِمَ تُقَاتِلُوْنَهُمْ وَتَفْدُوْنَهُمْ؟ قَالُوْا اُمِرْنَا بِالْفِدَاءِ، فَيُقَالُ فَلِمَ تُقَاتِلُوْنَهُمْ فَيَقُوْلُوْنَ حَيَآءً اَنْ يُّسْتَذَلَّ حُلَفَاؤُنَا، قَالَ تَعَالٰى ﴿افتؤمنون ببعض الكتب﴾ وَهُوَ الْفِدَاءُ ﴿وتكفرون ببعض﴾ وَهُوَ تَرْكُ الْقَتْلِ وَالْاِخْرَاجِ وَالْمُظَاهَرَةِ ﴿فما جزاء من يفعل ذالك منكم الا خزى﴾ هَوَانٌ وَّذُلٌّ ﴿فى الحيوة الدنيا﴾ وَقَدْ خُزُوْا بِقَتْلِ قُرَيْظَةَ وَنَفْيِ النَّضِيْرِ اِلَى الشَّامِ وَضَرْبِ الْجِزْيَةِ ﴿ويوم القيمة يردون الى اشد العذاب وما الله بغافل عما تعملون (٨٥)﴾ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ ﴿اولئك الذين اشتروا الحيوة الدنيا بالاخرة﴾ بِاَنْ اٰثَرُوْهَا عَلَيْهَا ﴿فلايخفف عنهم العذاب ولاهم ينصرون (٨٦)﴾ يُمْنَعُوْنَ مِنْهُ ـ

﴿ترجمہ﴾

اور (اے محمد ﷺ! یاد کیجئے) جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا (توریت میں اور ہم نے ارشاد فرمایا) کسی کو نہ پوجو (تعبدون میں دو لغتیں ہیں: یعنی تعبدون اور یعبدون) اللہ کے سوا (یہ خبر بمعنی نہی ہے، ایک دوسری قرأت میں لاتعبدوا ہے) اور (احسان کرو) ماں باپ کے ساتھ......۱......خوب بھلائی (احسانًا بمعنی بِرًّا ہے) اور رشتے داروں سے......۲...... (قربۃ بمعنی قرابۃ ہے جو قریبی ہوں، اس کا عطف بالوالدین پر ہے) اور یتیموں......۳......اور مسکینوں سے......۴......اور لوگوں سے کہو (کوئی) اچھی بات (یعنی بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو، حضرت سیدنا محمد ﷺ کی شان میں سچی بات کرو اور لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کرو، ایک قرأت میں لفظ حسناً، حا کے ضمہ کیساتھ اور سین کے سکون کیساتھ مصدر ہے جو بطور مبالغہ صفت کے طور پر لایا گیا ہے) اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو (تو تم نے اس عہد کو قبول کرلیا) پھر تم پھر گئے (وعدہ پورا کرنے سے، لفظ تولیتم میں ضمیر غائب سے ضمیر حاضر کی طرف التفات ہے یہاں اس سے مراد انکے آباؤ اجداد ہی ہیں) مگر تم میں کے تھوڑے اور تم روگرداں ہو (جیسا کہ تمہارے آباؤ اجداد تھے) اور جب ہم نے تم سے عہد لیا (اور فرمایا) کہ اپنوں کا خون نہ کرنا (یعنی ایک دوسرے کو قتل کر کے انکا خون نہ بہانا) اور اپنوں کو اپنی بستیوں سے نہ نکالنا (یعنی نہ ہی انہیں ایک دوسرے کے گھروں سے نکالنا) پھر تم نے اسکا اقرار کیا (یعنی اس عہد کو بھی مان لیا) اور تم گواہ ہو (خود اپنے آپ پر) پھر تم (یہاں انتم کے بعد یا حرف ندا حذف ہے) اپنوں کو قتل کرنے لگے (یعنی ایک دوسرے کو) اور اپنوں میں سے ایک گروہ کو انکے وطن سے نکالتے ہو ان پر مدد دیتے ہو انکے مخالفوں کی (تظاھرون میں دراصل تا کا ظا میں ادغام ہے اور ایک قرأت میں دوسری تا حذف ہے یعنی اصل میں تظاھرون بمعنی تتعاونون تھا) گناہ (یعنی معصیت و نافرمانی) اور زیادتی (یعنی ظلم) میں اور اگر وہ قیدی ہو کر تمہارے پاس آئیں (اُسٰرٰی میں ایک قرأت اَسْرٰی بھی ہے) تو بدلہ دیکر چھڑا لیتے ہو (ایک قرأت میں تفدوھم کی بجائے تُنْقِذُوْھُمْ ہے یعنی تم انہیں مال کے ذریعے قید وغیرہ سے چھڑا لیتے ہو اور یہ عمل ان سے لئے گئے عہد میں سے تھا) اور وہ (ھو ضمیر شان ہے) ان کا نکالنا تم پر حرام ہے (یہ جملہ وتخرجون فریقا......قول کے ساتھ متصل ہے اور وان یاتوکم درمیان میں جملہ معترضہ ہے یعنی ترک فدیہ کی طرح جلاوطن بھی ان پر حرام تھا، مختصراً واقعہ یہ ہے بنوقریظہ، بنواوس کے حلیف تھے اور بنونضیر خزرج کے، ان میں سے ہر ایک اپنے حلیف کے ساتھ مخالف سے مقابلہ کرتا، ایک دوسرے کے شہر اجاڑتے اور شہر بدر کرتے اور جب گرفتار ہوتے تو فدیہ دیکر چھڑا لیتے اور جب ان سے پوچھا جاتا کہ انہیں قتل کیوں کیا؟ فدیہ کیوں دیا؟ تو کہتے ہمیں فدیہ کا حکم دیا گیا ہے اور جب پوچھا جاتا کہ قتل کیوں کیا تو کہتے کہ حیا کی وجہ سے کہ انہوں نے ہمارے حلیفوں کو ذلیل کیا، اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) تو کیا خُدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو (یعنی فدیہ دینے پر) اور کچھ سے انکار کرتے ہو......۵...... (یعنی ترکِ قتل، جلاوطنی، باہمی تعاون سے) تو جو تم میں ایسا کرے اسکا بدلہ کیا ہے مگر رسوائی (یعنی ذلت و رسوائی) دنیا میں اور (وہ اس طرح خوار ہوئے کہ بنوقریظہ کو قتل کر دیا گیا اور بنی نضیر کو شام کی طرف

جلاوطن کر کے ان پر جزیہ نافذ کر دیا گیا) اور قیامت میں سخت تر عذاب کی طرف پھیرے جائینگے اور اللہ تمہارے کرتوتوں سے بے خبر نہیں (یعلمون میں یا اور تا دونوں لغتیں ہیں) یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی (یوں انہوں نے دنیاوی زندگی کو آخرت پر فضیلت دی) تو نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ انکی مدد کی جائے (یعنی نہ ان سے عذاب رد کا جائے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ اخذنا میثاق بنی اسراء یل لا تعبدون الا اللہ وبالوالدینِ احسانا وذی القربی والیتمی والمسکین﴾

و: عاطفہ، اذ: ظرفیہ مضاف، اخذنا: فعل وفاعل، میثاق بنی اسرائیل: مرکبِ اضافی مبدل منہ، لاتعبدون الا اللّٰہ: جملہ فعلیہ، معطوف علیہ، و: عاطفہ، بالوالدین وذی القربٰی...... الخ: معطوف علیہ با معطوفات احسنو المحذوف کا ظرف لغو، احسانا: مفعول مطلق، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف، جو اپنے معطوف علیہ سے ملکر بدل، جو مبدل منہ سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، جو اپنے مضاف سے ملکر اذکروا محذوف کا ظرف، جملہ فعلیہ۔

﴿وقولوا للناس حسنا واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ﴾

و: عاطفہ، قولوا للناس: فعل وفاعل ومتعلق، حسنا: مفعول مطلق ای قولا حُسنا، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، واقیموا الصلوۃ: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف، واتو الزکوۃ: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف۔

﴿ثم تولیتم الا قلیلا منکم وانتم معرضون﴾

ثم: عاطفہ، تولیتم: فعل، تم ضمیر مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، قلیلا: موصوف، منکم: متعلق بمحذوف صفت ملکر مستثنیٰ، جو مستثنیٰ منہ سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ فقبلتم المیثاق محذوف پر معطوف ہے، وانتم معرضون: جملہ اسمیہ تولیتم کے فاعل سے حال ہے۔

﴿واذ اخذنا میثاقکم لا تسفکون دماء کم ولا تخرجون انفسکم من دیارکم﴾

و: عاطفہ، اذ: ظرفیہ مضاف، اخذنا: فعل وفاعل، میثاقکم: مرکبِ اضافی مبدل منہ، لا تسفکون دماء کم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولاتخرجون انفسکم من دیارکم: معطوف، ملکر بدل، ملکر مفعول، جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مرکب اضافی اذکروا محذوف کیلئے ظرف۔

﴿ثم اقررتم وانتم تشھدون﴾

ثم: عاطفہ، اقررتم: فعل، تم ضمیر ذوالحال، وانتم تشھدون: حال، ملکر فاعل، جملہ فعلیہ۔

﴿ثم انتم ھؤلاء تقتلون انفسکم وتخرجون فریقا منکم من دیارھم تظاھرون علیھم بالاثم والعدوانِ﴾

ثم: عاطفہ، انتم: مبتدا، ھؤلاء: منادیٰ بحذف حرف نداء، تقتلون انفسکم: جملہ فعلیہ خبر، جو مبتداء سے ملکر جملہ اسمیہ، وتخرجون:

فعل،واو ضمیر ذوالحال،تظاھرون ،الخ:جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل، فریقا منکم:مفعول،من دیارھم:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر تقتلون پر معطوف۔

﴿وان یأتوکم اسری تفدوھم وھومحرم علیکم اخراجھم﴾

و:استئنافیہ ،ان:شرطیہ،یاتو کم:فعل،واؤ ضمیر ذوالحال،کم:ضمیر مفعول،اسری:حال،ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل، جملہ فعلیہ ہوکر شرط،تفدوھم:فعل وفاعل ومفعول،و:حالیہ،ھو:مبتدا،محرم علیکم اخراجھم :خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر تفدوھم کے فاعل سے حال،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿افتؤمنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض﴾ اس کی ترکیب گزر چکی ہے۔

﴿فما جزآء من یفعل ذلک منکم الا خزی فی الحیوۃالدنیا ویوم القیمۃ یردون الی اشد العذاب﴾

ف: فصیحیہ ،ما:نافیہ،جزاء:مضاف،من یفعل ذلک منکم :موصول صلہ ملکر مضاف الیہ،مرکب اضافی مبتدا،الا:حرف استثناء،خزی فی الحیوۃ الدنیا :خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکران شئتم ان تعرفوا جزاء من یفعل محذوف شرط کی جزا، جملہ شرطیہ جزائیہ،ویوم القیمۃ ......الخ:جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وما اللہ بغافل عما تعملون﴾ اس کی ترکیب رکوع نمبر 9 میں گزر چکی ہے۔

﴿اولئک الذین اشتروا الحیوۃ الدنیا بالاخرۃ فلا یخفف عنھم العذاب ولا ھم ینصرون﴾

اولئک:مبتدا،الذین اشتروا الحیوۃ الدنیا بالاخرۃ :موصول صلہ ملکر خبر اول،ف:فصیحہ،لا یخفف عنھم العذاب ولاھم ینصرون:معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر ثانی،اولئک مبتدا اپنی دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ثم انتم ھولاء......☆ توریت میں بنی اسرائیل سے عہد لیا گیا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کریں، وطن سے نہ نکالیں اور جو بنی اسرائیل کسی کی قید میں ہو اسکو مال دیکر چھڑالیں، اس عہد پر انہوں نے اقرار بھی کیا اور اپنے نفس پر شاہد بھی ہوئے لیکن قائم نہ رہے اور اس سے پھر گئے، صورت واقعہ یہ ہے کہ نواح مدینہ میں یہود کے دو فرقے بنی قریظہ اور بنی نضیر سکونت رکھتے تھے، اور مدینہ شریف میں دو فرقے اوس وخزرج رہتے تھے، بنی قریظہ اوس کے حلیف تھے اور بنی نضیر خزرج کے، یعنی ہر ایک قبیلہ نے اپنے حلیف کیساتھ قسما قسمی کی تھی کہ اگر ہم میں سے کسی پر کوئی حملہ آور ہو تو دوسرا اس کی مدد کریگا۔اوس اور خزرج باہم جنگ کرتے تھے، بنی قریظہ اوس کی اور بنی نضیر خزرج کی مدد کیلئے آتے تھے اور حلیف کے ساتھ ہوکر آپس میں ایک دوسرے پر تلوار چلاتے تھے، بنی قریظہ بنی نضیر کو اور وہ بنی قریظہ کو قتل کرتے تھے اور ان کے گھر ویران کردیتے تھے، انہیں ان کے مساکن سے نکال دیتے تھے لیکن جب انکی قوم

کے لوگوں کو انکے حلیف قید کرتے تھے تو وہ انکو مال دیکر چھڑا لیتے تھے مثلاً اگر بنی نضیر کا کوئی شخص اوس کے ہاتھ میں گرفتار ہوتا تو بنی قریظہ اوس کو مالی معاوضہ دے کر اس کو چھڑا لیتے، باوجود یہ کہ اگر وہی شخص لڑائی کے وقت انکے موقعہ پر آجاتا تو اسکے قتل میں ہرگز دریغ نہ کرتے اس فعل پر ملامت کی جاتی ہے کہ جب تم اپنوں کی خونریزی نہ کرنے، انکو بستیوں سے نہ نکالنے، انکے اسیروں کو چھڑانے کا عہد کیا تھا تو اسکے کیا معنی کہ قتل واخراج میں درگزر نہ کرو اور گرفتار ہو جائیں تو چھڑاتے پھرو، عہد میں سے کچھ ماننا اور کچھ نہ ماننا کیا معنی رکھتا ہے؟ جب تم قتل واخراج سے باز نہ رہے تو تم نے عہد شکنی کی اور حرام کے مرتکب ہوئے اور اسکو حلال جان کر کافر ہو گئے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک:

۱......قرآن مجید فرقان حمید میں سات جگہ پر لفظِ والدین آیا ہے، جن میں سے چار مقامات ایسے ہیں جہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی عبادت کا حکم فرمانے کے بعد والدین کیساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ والدین کی خدمت بہت ضروری ہے، والدین کیساتھ بھلائی کے معنی یہ ہیں کہ نہ تو ایسی کوئی بات کہے اور نہ ہی کوئی ایسا کام کرے کہ جس سے انہیں ایذا ہو اور اپنے مال وجان سے انکی خدمت بجالانے میں قطعاً دریغ نہ کرے بلکہ جب بھی انہیں ضرورت ہو تو ہر لحہ انکے پاس حاضر رہے۔

☆......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا: ''میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تیری ماں''، اس نے پھر عرض کی: ''اس کے بعد کون؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا: ''تیری ماں''، اس نے پھر عرض کی: ''اس کے بعد کون؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دفعہ بھی یہی جواب ارشاد فرمایا: ''تیری ماں''، اس نے پھر عرض کی: ''اس کے بعد کون؟'' تو ارشاد فرمایا: ''تیرا باپ''۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسنِ الصحبة، ص ۱۰۴۵)

☆......حضرت سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: ''والدین کا اپنے بچے پر کیا حق ہے۔'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ھما جنتک ونارک یعنی والدین ہی تمہاری جنت ودوزخ ہیں''۔

(سنن ابنِ ماجہ، کتاب الادب، باب بر الوالدین، ص ۶۰۸)

رشتے داروں کے ساتھ حسنِ سلوک:

۲......لفظِ ذوی القربی قرآنِ مجید میں سولہ (16) مرتبہ آیا ہے۔ رشتے داروں کے حقوق اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک والدین کے حقوق کے تابع ہے، کیونکہ ان کے حقوق والدین کے واسطہ سے ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ رشتے داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کا عطف والدین کے ساتھ حسنِ سلوک پر کیا گیا ہے۔ (الخازن، ج۱، ص ۵۸)

☆......حضرتِ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: ''رشتے دار پر کیئے جانے والے صدقے کا ثواب دگنا کردیا جاتا ہے۔'' (المعجم الکبیر، ج۸، ص۲۰٦)

☆......حضرتِ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: ''سب سے افضل صدقہ کینہ پروررشتے دار پر کیا جانے والاصدقہ ہے۔'' (صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ علی ذی الرحم الکاشح، ج٤، ص۷۸)

یتیموں کے ساتھ حسن سلوک:

۳......یتیم کاذکرمختلف صیغوں کے ساتھ قرآنِ مجید میں نو(9) مرتبہ آیا ہے۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کافرمان ہے: ''جب کسی قوم کے دسترخوان پرکوئی یتیم بیٹھتا ہے توشیطان ان کے دسترخوان کے قریب نہیں آتا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب البر و الصلۃ ، باب ما جاء فی الایتام ، ج۸، ص ۲۳٦)

☆......حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: ''یتیم کاکفیل جنت میں میرے ساتھ ان دوانگلیوں کی طرح ہوگا۔'' راوی فرماتے ہیں کہ اس کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت کی اوراس کے ساتھ والی بڑی انگشت مبارک سے اشارہ فرمایا۔ (صحیح مسلم، کتاب الزھد و الرقائق، باب الاحسان الی الارملۃ و المسکین و الیتیم، ص ۱٤٦۰)

☆......حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: ''مسلمانوں کے گھروں میں سے بہترین گھروہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ اچھابرتاؤکیاجاتاہواورمسلمان کے گھروں میں سے بدترین گھروہ ہے جہاں یتیم کے ساتھ براسلوک کیاجاتا ہو۔'' (سنن ابن ماجہ، کتاب الادب ، باب حق الیتیم ،ص ٦١۰)

مسکین کے ساتھ حسن سلوک:

۴......مسکین کاذکرمختلف صیغوں کے ساتھ قرآنِ مجید میں گیارہ(11) مرتبہ آیا ہے۔

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: ''بیوہ اورمسکین کے لئے کوشش کرنے والامجاہدفی سبیل اللہ کی طرح ہے۔'' راوی فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں حضورعلیہ السلام نے یہ ارشادفرمایا: ''ایسے قیام کرنے والے کی طرح ہے جو تھکتانہیں اورایسے روزہ دارکی طرح ہے جوافطارنہیں کرتا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الزھد و الرقائق، باب الاحسان الی ، ص ۱٤٦۰)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکی آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے کسی یتیم یامحتاج کی کفالت کی اللہ عزوجل اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطافرمائے گااورجنت میں داخل کرے گا''۔ (مجمع الزوائد، کتاب الجنائز ، باب تجھیز المیت، ج۳، ص ۱۱٤)

پیروی شریعت کی کیجائے یا طبیعت کی!

۵......اللہ ﷻ نے ان لوگوں کی مذمت کی جو قرآن کی بعض آیات کو مانتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔ دین کے معاملے میں اپنی من مانی بات کو داخل کرنا کتنا ناپسندیدہ عمل ہے کہ اللہ ﷻ نے ان کی مذمت فرمائی، ﴿افتؤمنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض﴾ اس سے وہ لوگ درس حاصل کریں جو جا بجا دینی معاملات میں اپنی من مانی بات داخل کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ اہل ایمان کو یہ بات اپنی گرہ سے باندہ لینی چاہئے کہ پیروی شریعت کی ہوگی نہ کہ اپنی طبیعت کی۔ قرآن وحدیث کے سمجھنے اور سمجھانے کے سلسلے مفسرین ومحدثین کا کردار ہمیشہ سے مثالی رہا ہے لہذا اگر کسی معاملے میں یہ حضرات جمع ہو جائیں تو ہمیں اپنی طبیعت کی خواہش ظاہر نہیں کرنی چاہئے کہ انہی کہ کندھوں پر اسلام کی بنیاد ہے اور انہی کے قول وعمل پر عمل کر کے ہم نجات پا سکتے ہیں۔ لہذا پیروی شریعت کی کیجائے نہ کہ طبیعت کی۔

اغراض:

اذکر : اے محمد ﷺ! سیاق کلام کی مناسبت سے اذکروا ہونا چاہئے تھا تاکہ ضمنًا بنی اسرائیل سے بھی خطاب ہو جائے اور انہیں ان کے بُرے اصولوں پر نصیحت بھی ہو جائے۔ والنھی عن المنکر : یعنی حسب مراتب انکار کرے جیسا کہ پہلے ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرے، پھر زبان سے انکار کرے، پھر دل میں ہی بُرا جانے۔

والرفق بھم : یعنی لوگوں کے ساتھ سلوک ایسا کرے کہ بڑوں کی توقیر کرے اور چھوٹوں پر رحم کرے۔ فی الاصل : یعنی تظاھرون اصل میں تتظاھرون تھا، تاء کو ظاء میں تبدیل کرنے کے بعد تظاھرون ہو گیا۔

والنضیر : اس بارے میں شان نزول کا مطالعہ فرمالیں وہاں ہم نے مفصل کلام کرلیا ہے۔ ونفی النضیر الی الشام: یعنی بنو قریظہ سے قتال کے لئے ہر ایک اونٹ پر طعام یعنی کھانے کے ساتھ سوار ہوا نہ کہ بغیر طعام کے۔ وفی قرائۃ تفادوھم : حاصل یہ کہ پانچ قرائتیں ہیں أسریٰ امالہ کے ساتھ فقط تفدوھم ہوگا، اور أساری امالہ اور بغیر امالہ کے تفدوھم اور تفادوھم ہے۔

(الصاوی، ج ١، ص ٨٧ وغیرہ)

رکوع نمبر: ١١

﴿ولقد اتینا موسی الکتب﴾ اَلتَّوْرَاۃَ ﴿وقفینا من بعدہ بالرسل﴾ اَیْ اَتْبَعْنَاھُمْ رَسُوْلًا فِیْ اَثَرِ رَسُوْلٍ ﴿واتینا عیسی ابن مریم البینت﴾ اَلْمُعْجِزَاتِ کَاِحْیَاءِ الْمَوْتٰی وَاِبْرَاءِ الْاَکْمَہِ وَالْاَبْرَصِ ﴿وایدناہ﴾ قَوَّیْنَاہُ ﴿بروح القدس﴾ مِنْ اِضَافَۃِ الْمَوْصُوْفِ اِلَی الصِّفَۃِ اَیِ الرُّوْحِ الْمُقَدَّسَۃِ جِبْرِیْلَ لِطَھَارَتِہٖ یَسِیْرُ مَعَہٗ حَیْثُ سَارَ فَلَمْ تَسْتَقِیْمُوْا ﴿افکلما جائکم رسول بما لا تھوی﴾ تُحِبُّ ﴿انفسکم﴾ مِنَ الْحَقِّ ﴿استکبرتم﴾ تَکَبَّرْتُمْ عَنْ اِتِّبَاعِہٖ؟ جَوَابُ کُلَّمَا وَھُوَ مَحَلُّ الْاِسْتِفْھَامِ وَ الْمُرَادُ بِہِ التَّوْبِیْخُ ﴿ففریقا﴾ مِنْھُمْ

كَذَّبْتُمْ كَعِيْسٰى﴿ وفريقا تقتلون(٨٧)﴾ اَلْمُضَارِعُ لِحِكَايَةِ الْحَالِ الْمَاضِيَةِ اَىْ قَتَلْتُمْ كَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى ﴿وقالوا﴾ لِلنَّبِيِّ عَلَيْهِ السلام اِسْتِهْزَاءً ﴿قلوبنا غلف﴾ جَمْعُ اَغْلَفَ اَىْ مُغَشَّاةٌ بِاَغْطِيَةٍ فَلَا تَعِىْ مَا تَقُوْلُ، قَالَ تَعَالٰى ﴿بل﴾ لِلْاِضْرَابِ ﴿لعنهم الله﴾ اَبْعَدَهُمْ عَنْ رَحْمَتِهٖ وَخَذَلَهُمْ عَنِ الْقُبُوْلِ ﴿بكفرهم﴾ وَلَيْسَ عَدَمُ قُبُوْلِهِمْ لِخَلَلٍ فِىْ قُلُوْبِهِمْ ﴿فقليلا ما يؤمنون (٨٨)﴾ مَا زَائِدَةٌ لِتَاكِيْدِ الْقِلَّةِ اَىْ اِيْمَانُهُمْ قَلِيْلٌ جِدًّا ﴿ ولما جائهم كتب من عند الله مصدق لما معهم﴾ مِنَ التَّوْرَاةِ هُوَ الْقُرْاٰنُ ﴿وكانوا من قبل﴾ قَبْلَ مَجِيْئِهٖ ﴿يستفتحون﴾ يَسْتَنْصِرُوْنَ ﴿على الذين كفروا﴾ يَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا عَلَيْهِمْ بِالنَّبِيِّ عَلَيْهِ السلام الْمَبْعُوْثِ اٰخِرِ الزَّمَانِ ﴿فلما جاء هم ما عرفوا﴾ مِنَ الْحَقِّ وَهُوَ بِعْثَةُ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السلام ﴿ كفروا به﴾ حَسَدًا وَّخَوْفًا عَلَى الرِّيَاسَةِ، وَجَوَابُ لَمَّا الْاُوْلٰى دَلَّ عَلَيْهِ جَوَابُ الثَّانِيَةِ ﴿ فلعنة الله على الكفرين (٨٩) بئسما اشتروا﴾ بَاعُوْا ﴿ به انفسهم﴾ اَىْ حَظَّهَا مِنَ الثَّوَابِ وَمَا نَكِرَةٌ بِمَعْنٰى شَيْئًا تَمْيِيْزٌ لِّفَاعِلِ بِئْسَ، وَالْمَخْصُوْصُ بِالذَّمِّ ﴿ ان يكفروا ﴾ اَىْ كُفْرُهُمْ ﴿ بما انزل الله﴾ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴿بغيا﴾ مَّفْعُوْلٌ لَّهٗ لِيَكْفُرُوْا اَىْ حَسَدًا عَلٰى ﴿ ان ينزل الله﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ ﴿من فضله﴾ اَلْوَحْيِ ﴿على من يشاء ﴾ لِلرِّسَالَةِ ﴿من عباده فباؤ ﴾ رَجَعُوْا ﴿بغضب﴾ مِّنَ اللّٰهِ بِكُفْرِهِمْ بِمَآ اَنْزَلَ وَالتَّنْكِيْرُ لِلتَّعْظِيْمِ ﴿ على غضب﴾ اِسْتَحَقُّوْهُ مِنْ قَبْلُ بِتَضْيِيْعِ التَّوْرٰةِ وَالْكُفْرِ بِعِيْسٰى ﴿وللكفرين عذاب مهين (٩٠)﴾ ذُوْ اِهَانَةٍ ﴿واذا قيل لهم امنوا بما انزل الله﴾ اَلْقُرْاٰنَ وَغَيْرَهٗ ﴿قالوا نؤمن بما انزل علينا﴾ اَىِ التَّوْرَاةَ، قَالَ تَعَالٰى ﴿ ويكفرون﴾ اَلْوَاوُ لِلْحَالِ ﴿ بما وراء ه﴾ سِوَاهُ اَوْ بَعْدَهٗ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴿ وهوالحق﴾ حَالٌ ﴿مصدقا﴾ حَالٌ ثَانِيَةٌ مُّؤَكِّدَةٌ ﴿لما معهم﴾ لَّهُمْ ﴿فلم تقتلون﴾ اَىْ قَتَلْتُمْ ﴿انبياء الله من قبل ان كنتم مؤمنين (٩١)﴾ بِالتَّوْرَاةِ وَقَدْ نُهِيْتُمْ فِيْهَا عَنْ قَتْلِهِمْ، وَالْخِطَابُ لِلْمَوْجُوْدِيْنَ فِىْ زَمَنِ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ السلام بِمَا فَعَلَ اٰبَاءُ هُمْ لِرِضَاهُمْ بِهٖ ﴿ولقد جاء كم موسى بالبينت﴾ بِالْمُعْجِزَاتِ كَالْعَصَا وَالْيَدِ وَفَلْقِ الْبَحْرِ ﴿ ثم اتخذتم العجل﴾ اِلٰهًا ﴿من بعده﴾ اَىْ بَعْدَ ذِهَابِهٖ اِلَى الْمِيْقَاتِ ﴿وانتم ظلمون (٩٢)﴾ بِاتِّخَاذِهٖ ﴿ واذ اخذنا ميثاقكم ﴾ عَلَى الْعَمَلِ بِمَا فِى التَّوْرَاةِ ﴿ورفعنا فوقكم الطور﴾ اَلْجَبَلَ حِيْنَ اِمْتَنَعْتُمْ مِنْ قُبُوْلِهَا لِيَسْقُطَ عَلَيْكُمْ وَقُلْنَا ﴿ خذوا ما اتينكم بقوة ﴾ بِجِدٍّ وَّاجْتِهَادٍ ﴿واسمعوا﴾ مَا تُؤْمَرُوْنَ بِهٖ سِمَاعَ قُبُوْلٍ ﴿قالوا سمعنا﴾ قَوْلَكَ ﴿وعصينا ﴾ اَمْرَكَ ﴿ واشربوا في قلوبهم العجل﴾ اَىْ خَالَطَ حُبُّهٗ قُلُوْبَهُمْ كَمَا يُخَالِطُ الشَّرَابُ ﴿ بكفرهم قل﴾ لَّهُمْ ﴿

بئسما﴾ شَيْئًا ﴿یامرکم به ایمانکم﴾ بِالتَّوْرَاةِ عِبَادَةُ الْعِجْلِ ﴿ان کنتم مؤمنین (۹۳)﴾ بِهَا كَمَا زَعَمْتُمْ الْمَعْنٰى لَسْتُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ لِاَنَّ الْاِيْمَانَ لَايَاْمُرُ بِعِبَادَةِ الْعِجْلِ، وَالْمُرَادُ اٰبَاؤُهُمْ اَىْ فَكَذٰلِكَ اَنْتُمْ لَسْتُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ بِالتَّوْرَاةِ وَقَدْ كَذَّبْتُمْ مُحَمَّدًا ﷺ، وَالْاِيْمَانُ بِهَا لَايَاْمُرُ بِتَكْذِيْبِهٖ ﴿قل﴾ لَهُمْ ﴿ان كانت لكم الدار الاخرة﴾ اَىِ الْجَنَّةُ ﴿عند الله خالصة﴾ خَاصَّةً ﴿من دون الناس﴾ كَمَا زَعَمْتُمْ ﴿ فتمنوا الموت ان كنتم صدقين (۹۴)﴾ تَعَلَّقَ بِتَمَنِّيْهِ الشَّرْطَانِ عَلٰى اَنَّ الْاَوَّلَ قَيْدٌ فِي الثَّانِيْ اَىْ اِنْ صَدَقْتُمْ فِيْ زَعْمِكُمْ اَنَّهَا لَكُمْ وَمَنْ كَانَتْ لَهٗ يُؤْثِرُهَا وَالْمُوْصِلُ اِلَيْهَا الْمَوْتُ فَتَمَنَّوْهُ ﴿ ولن يتمنوه ابدا بما قدمت ايديهم﴾ مِنْ كُفْرِهِمْ بِالنَّبِيِّ ﷺ اَلْمُسْتَلْزِمُ لِكِذْبِهِمْ ﴿والله عليم بالظلمين (۹۵)﴾ اَلْكَافِرِيْنَ فَيُجَازِيْهِمْ ﴿ولتجدنهم﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿ احرص الناس على حيوة ﴾ اَحْرَصَ ﴿ ومن الذين اشركوا ﴾ اَلْمُنْكِرِيْنَ لِلْبَعْثِ عَلَيْهَا لِعِلْمِهِمْ بِاَنَّ مَصِيْرَهُمْ اِلَى النَّارِ دُوْنَ الْمُشْرِكِيْنَ لِاِنْكَارِهِمْ لَهٗ ﴿ يود ﴾ يَتَمَنّٰى ﴿احدهم لو يعمر الف سنة﴾ لَوْ مَصْدَرِيَّةٌ بِمَعْنٰى اَنْ، وَهِيَ بِصِلَتِهَا فِيْ تَاْوِيْلِ مَصْدَرٍ مَفْعُوْلُ يَوَدُّ ﴿ وما هو ﴾ اَىْ اَحَدُهُمْ ﴿بمزحزحه ﴾ مُبْعِدِهٖ ﴿ من العذاب ﴾ النَّارِ ﴿ان يعمر ﴾ فَاعِلُ بِمُزَحْزِحِهٖ اَىْ تَعْمِيْرُهٗ ﴿والله بصير بما يعملون (۹۶)﴾ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ فَيُجَازِيْهِمْ۔

﴿ترجمہ﴾

اور ہم نے دی موسٰی کو کتاب (یعنی توریت) اور انکے بعد پے درپے رسول بھیجے ......۱ (لگا تار ایک رسول کے بعد دوسرا رسول بھیجا) اور ہم نے عیسٰی ......۲ کو عطا فرمائیں کھلی نشانیاں (یعنی معجزات عطا فرمائے جیسے مردے زندے کرنا، مادرزاد اندھوں کو بینا کرنا اور برص والوں کو تندرست کرنا) اور ہم نے انہیں مدد دی (یعنی قوت دی) پاک روح سے ......۳ (روح القدس میں موصوف کی صفت کی طرف اضافت ہے، روح مقدسہ سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں، جو اپنی پاکیزگی کی وجہ سے روح القدس کہلاتے ہیں، ہر جگہ حضرت سیدنا عیسٰی علیہ السلام کیساتھ رہتے تھے، پھر بھی تم ٹھیک نہ رہ سکے) تو کیا جب کبھی تمہارے پاس رسول وہ (یعنی حق) لیکر آئے جو تمہارے دل نہیں چاہتے (یعنی پسند نہیں کرتے) تم تکبر کرتے ہو (یعنی تم نے اتباع رسول سے تکبر کیا، استکبرتم جواب کلما ہے، افکلما میں ھمزہ محل استفہام ہے، اس استفہام سے مراد ڈرانا دھمکانا ہے) تو تم ان انبیاء میں سے ایک گروہ (مثلاً حضرت سیدنا عیسٰی علیہ السلام) کو جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو (تقتلون مضارع کا صیغہ زمانہ ماضیہ کی حکایت کیلئے ذکر فرمایا گیا ہے، جو بمعنی قتلتم ہے جیسا کہ حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام وسیدنا یحیٰی علیہ السلام کو قتل کر دیا تھا) اور انہوں نے (نبی پاک ﷺ سے بطور استہزاء) کہا

ہمارے دلوں پر پردے ہیں (غلف جمع ہے اغلف کی، یعنی آپ ﷺ جو فرماتے ہیں سمجھ نہیں آتا تو اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) بلکہ (بل، اضــراب کیلئے ہے) اللہ نے ان پر لعنت کی (یعنی اللہ ﷻ نے انہیں اپنی رحمت سے دور فرما کر قبولیت سے محروم کردیا) انکے کفر کے سبب (یعنی انکی عدمِ قبولیت دلوں کے خلل کی وجہ سے نہ تھی) تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں (مایؤمنون میں ما زائدہ ہے جو اس قلت کی تاکید بیان کرنے کے لئے ہے یعنی ان میں ایماندار بے حد قلیل ہیں) اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب کی تصدیق فرماتی ہے (یعنی توریت کی، اس سے مراد قرآن پاک ہے) اور اس سے پہلے (یعنی نبی پاک ﷺ کی بعثت سے پہلے) وہ فتح مانگتے تھے (یعنی وہ اسی نبی کے وسیلے سے مدد طلب کرتے تھے) کافروں پر (وہ کہتے اے اللہ ﷻ! نبی آخر الزماں ﷺ کے صدقے ان پر ہماری مدد فرما) تو جب تشریف لایا وہ جانا پہچانا (یعنی حق، اس سے مراد نبی ﷺ کی بعثت ہے) اس سے منکر ہو بیٹھے (حسد کرنے اور ریاست چھن جانے کے خوف کی وجہ سے، پہلے لما کا جواب وہی ہے جس پر دوسرے لما کا جواب دلالت کرتا ہے یعنی ﴿لعنة الله على الكفرين﴾) تو کافروں پر اللہ کی لعنت ہے کس برے مولوں انہوں نے اپنی جانوں کو خریدا (یعنی اپنی جانوں کے ثواب کو بیچ ڈالا، بئسما میں ما بمعنی شیئاً نکرہ ہے جو بئس کے فاعل کی تمیز ہے، اس کے بعد ان یکفروا، مخصوص بالذم ہے) کہ منکر ہوں (ان یکفروا مصدر کی تاویل میں ہے بمعنی یکفرھم ہے) جو اللہ نے اتارا (یعنی قرآن کریم) اس کی جلن سے (بغیا، ان یکفروا کا مفعول لہ ہے، اس بات پر حسد کرتے ہوئے) کہ اللہ نازل فرمائے (ینزل میں تخفیف وتشدید دونوں قراءتیں ہیں) اپنے فضل (وحی) سے جس پر چاہے (رسالت کی) اپنے بندوں میں سے، تو وہ لوٹے (یعنی پلٹے) غضب پر (یعنی انہوں نے اللہ ﷻ کے نازل کردہ کلام کا انکار کردیا، غضب کا نکرہ ذکر کرنا تعظیم کیلئے ہے) غضب کے سزاوار ہوئے (یعنی وہ توریت کی اضاعت اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے غضب کے مستحق ہوئے) اور کافروں کیلئے ذلت کا (یعنی اہانت آمیز) عذاب ہے اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کے اُتارے پر ایمان لاؤ (یعنی قرآن وغیرہ پر) تو کہتے ہیں وہ جو ہم پر اترا اس پر ایمان لاتے ہیں (یعنی توریت پر، پس اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) وہ منکر ہوتے ہیں (واو حالیہ ہے) باقی سے (وراءہ بمعنی سواہ یا بعدہ ہے، اس سے مراد قرآن کریم ہے) حالانکہ وہ حق ہے (ھو الحق ترکیب میں یہ حال ہے) انکے پاس والے کی تصدیق فرماتا ہوا (مصدقا حال ثانیہ موکدہ ہے......ہے......) تم فرماؤ (ان سے) کیوں شہید کیا (یعنی تم نے کیوں شہید کیا) اگلے انبیاء کو اگر تمہیں اپنی کتاب پر ایمان تھا (یعنی توریت پر حالانکہ ہم نے تمہیں توریت میں انبیاء کرام کے قتل سے منع کیا تھا، یہاں خطاب نبی پاک ﷺ کے زمانے میں موجود یہودیوں سے ہے کہ وہ بھی اپنے آباؤ اجداد کے اس فعل سے راضی تھے) اور بیشک تمہارے پاس موسیٰ کھلی نشانیاں لیکر تشریف لایا (یعنی معجزات لے کر آیا مثلاً عصا، ید بیضا، دریا کا پھاڑنا) پھر تم نے بچھڑے کو (معبود) بنالیا اس کے بعد (یعنی حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے میقات پر جانے کے بعد) اور تم ظالم تھے (بچھڑے کو معبود بنانے میں) اور یاد کرو جب ہم نے تم سے پیمان لیا (توریت پر عمل

کرنے کا) اور (تحقیق) طور کو تمہارے سروں پر بلند کیا (یعنی طور نامی پہاڑ کو، کہ جب تم نے توریت کے احکام قبول کرنے سے انکار کیا تو ہم اسے تم پر گرا دیں اور ہم نے تم سے کہا) لو جو ہم تمہیں دیتے ہیں زور سے (یعنی جدو جہد اور کوشش سے) اور سنو (احکامات کو قبولیت کے کانوں سے) بولے ہم نے سنا (آپکی بات کو) اور نہ مانا (آپ کے حکم کو) اور ان کے دلوں میں بچھڑا رچ رہا تھا (جس طرح شراب کی محبت دلوں میں بس جاتی ہے اسی طرح بچھڑے کی محبت انکے دلوں میں گھر کر گئی تھی) انکے کفر کے سبب، تم فرما دو (ان سے) کیا بری (چیز کا) حکم دیتا ہے تم کو تمہارا ایمان (رکھنا توریت پر بچھڑے کی عبادت کرنے کا) اگر ایمان رکھتے ہو (توریت پر جیسا کہ تمہارا گمان ہے، مطلب یہ ہے کہ تم مومنوں میں سے نہیں ہو، اسلئے کہ ایمان بچھڑے کی عبادت کا حکم نہیں دیتا، یہاں ان لوگوں سے مراد یہود کے باپ دادا ہیں یعنی اسی طرح تم بھی توریت پر ایمان لانے والے نہیں کیونکہ تم نے محمد ﷺ کو جھٹلایا ہے حالانکہ توریت پر ایمان لانا انکی تکذیب کا حکم نہیں دیتا) تم فرماؤ (ان سے) اگر پچھلا گھر (یعنی جنت) خالص (یعنی خاص) اللہ کے نزدیک تمہارے لئے ہو نہ اوروں کیلئے (جیسا کہ تم گمان کرتے ہو) تو بھلا موت کی آرزو تو کرو اگر سچے ہو......۵......(آرزوئے موت کا تعلق دو شرطوں کے ساتھ ہے، اول ثانی کے ساتھ مقید ہے یعنی اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو کہ آخرت تمہارے لئے خالص ہے اور جس کے لئے وہ مخصوص ہوگی وہ ضرور اسے ترجیح دیگا اور اس تک پہنچنا صرف موت ہی کے ذریعے ہوسکتا ہے تو وہ اسکی تمنا کرینگے) اور ہر گز کبھی اسکی آرزو نہ کرینگے ان بد اعمالیوں کے سبب جو آگے کر چکے (نبی ﷺ کے ساتھ کفر کرنا جو کہ ان لوگوں کے جھوٹے ہونے کو مستلزم ہے) اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو (یعنی کافروں کو اور وہ انہیں سزا دیگا) اور بیشک تم انہیں ضرور پاؤ گے (لتجدنهم میں لام قسمیہ ہے) سب لوگوں میں سے زیادہ جینے کی ہوس رکھتے ہیں (یعنی زیادہ حریص ہیں) اور مشرکوں سے (جو منکرینِ بعث ہوتے ہیں وہ لمبی عمر کے حریص ہیں کیونکہ انہیں علم ہے کہ انہیں جہنم ہی میں جانا ہے نہ کہ مشرکین کو، کیونکہ مشرکین تو بعثت کے قائل ہی نہیں) ایک کو تمنا ہے کہ کہیں ہزار برس جئے (لو بمعنی اَنْ مصدریہ ہے اور یہ اپنے صلہ کے ساتھ ملکر مصدر کی تاویل میں ہو کر یود کا مفعول بنے گا) اور وہ نہیں (ان میں سے کوئی ایک بھی نہیں) دور کرنے والا (مزحزحه بمعنی مبعده ہے) عذاب (جہنم کا) کہ اتنی عمر دیا جائے (ان یعمر، بمزحزحه کا فاعل ہے یعنی اسکو اتنی عمر دیا جانا جہنم کی آگ کو دور کرنے والا نہیں) اللہ انکے کرتوت دیکھ رہا ہے (یعلمون، تاء اور یاء دونوں لغات کے ساتھ ہے تو وہ انہیں ضرور بدلہ دیگا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد اتینا موسی الکتب وقفینا من بعده بالرسل﴾

و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، قد: للتحقیق، اتینا موسی الکتب: جملہ فعلیہ جواب قسم، قسم محذوف واللہ کیلئے، و: عاطفہ، قفینا من بعدہٖ بالرسل: فعل با فاعل وظرف لغو اول وثانی جملہ فعلیہ ہو کر ما قبل پر معطوف۔

﴿واتینا عیسی ابن مریم البینت وایدنه بروح القدس﴾

و: عاطفہ،اتینا عیسی ابن مریم البینت :فعل بافاعل ومفعولین جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف، و: عاطفہ،ایدناہ بروح القدس: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو جملہ فعلیہ معطوف ماقبل پر۔

﴿افکلما جاء کم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون﴾

ہمزہ :استفہامیہ،ف: عاطفہ،کلما: ظرف زمان متضمن بمعنی شرط،جاء کم رسولٌ بمالا تھوی انفُسُکم: جملہ فعلیہ ہو کرشرط،استکبرتم: معطوف علیہ،ففریقا کذبتم: معطوف اول،وفریقا تقتلون: معطوف ثانی،ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقالوا قلوبنا غلف﴾

و: مستانفہ،قالوا: فعل،واؤ ضمیر فاعل،ملکر قول،قلوبُنا غلفٌ: مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،قول اپنے مقولہ سے ملکر جملہ قولیہ۔

﴿بل لعنھم الله بکفرِھم فقلیلا مایؤمنون﴾

بل: حرف ایجاب،لعنھم اللّٰہ بکفرھم :فعل ومفعول وفاعل وظرف لغوملکر جملہ فعلیہ، ف:استئنافیہ،قلیلا: صفت ایماناً محذوف موصوف کی،موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول مقدم،ما: زائدہ،یؤمنون: فعل اپنے فاعل اور مفعول مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولما جاء ھم کتب من عند الله مصدق لما معھم و کانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا﴾

و: استئنافیہ ،لما: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط،جاء: فعل،ھم: ضمیر ذوالحال،و کانوا من قبل......الخ: جملہ فعلیہ حال،جوذوالحال سے ملکر مفعول،کتاب: موصوف،من عند اللّٰہ :ظرف مستقر صفت اول،مصدق لما معھم: صفت ثانی،موصوف اپنی دونوں صفات سے ملکر فاعل،فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر شرط،جواب شرط محذوف کذبوا،شرط اپنے جواب شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلما جاء ھم ما عرفوا کفروا به فلعنة الله علی الکفرین﴾

ف: عاطفہ،لما: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط،جاء ھم: فعل ومفعول،ماعرفوا: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،شرط، کفروا بہ: جملہ فعلیہ،جزاء،جو اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ،ف: تعلیلیہ،لعنۃ اللّٰہ علی الکفرین: جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿بئسما اشتروا بِه انفسھم ان یکفروا بما انزل الله بغیا ان ینزل الله من فضله علی من یشاء من عباده﴾

بئس :فعل ذم،ھو: ضمیر ممیز،ما: موصوفہ،اشتروا بہ انفسھم :جملہ فعلیہ صفت،موصوف صفت ملکر تمیز،ممیز تمیز ملکر فاعل، بئس اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر خبر مقدم،ان: مصدریہ،یکفروا: فعل وفاعل،بما انزل اللّٰہ :ظرف لغو،بغیا: مفعول مطلق،ان ینزل اللّٰہ ...... الخ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ہوکر مفعول(ای بغوا لانزال اللّٰہ)،یکفروا فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول لہ جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مبتدا مؤخر،خبر مقدم اپنے مبتدا مؤخر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فباؤ بغضب علی غضب وللکفرین عذاب مھین﴾

ف:عاطفہ،باء وا :فعل وفاعل،ب:جار،غضب:موصوف،علی غضب:ظرف مستقر صفت،مرکب توصیفی مجرور،جو جار سے ملکر ظرف لغو،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ،و:مستانفہ،للکفرین:ظرف مستقر خبر مقدم،عذاب مھین:مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا قیل لھم امنوا بما انزل اللہ قالوا نؤمن بما انزل علینا ویکفرون بما وراء ہ وھو الحق مصدقا لما معھم﴾

و:عاطفہ،اذا:ظرفیہ متضمن بمعنی شرط،قیل لھم:قول،امنوا بما انزل اللہ:مقولہ،ملکر شرط،قالوا:فعل وضمیر فاعل ذوالحال،و:حالیہ،یکفرون:فعل با فاعل،ب:جار،ما:موصولہ،وراء:مضاف،ہ:ضمیر ذوالحال،وھو الحق:حال اول،مصدقا لما معھم:حال ثانی،ذوالحال اپنے حالوں سے ملکر وراء کا مضاف الیہ،مرکب اضافی ہوکر صلہ،موصول صلہ ملکر ب جار کا مجرور،ملکر ظرف لغو،سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قالوا کے فاعل سے حال،ملکر قول،نؤمن بما انزل علینا:مقولہ،ملکر جزا،شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿قل فلم تقتلون انبیاء اللہ من قبل ان کنتم مومنین﴾

قل:فعل با فاعل قول،ف:فصیحیہ،لم:استفہامیہ،تقتلون انبیاء اللہ من قبل:جملہ فعلیہ جزاء،ان کانت دعواکم صحیحۃ فلم تقتلون:شرط مقدر،ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ،ان کنتم مومنین:شرط،اپنی جزاء مقدر فلم تقتلون سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولقد جاء کم موسی بالبینت ثم اتخذ تم العجل من بعدہ وانتم ظلمون﴾

و:عاطفہ،لام:تاکیدیہ،قد:للتحقیق،جاء کم موسی بالبینت:جملہ فعلیہ جواب،قسم محذوف واللہ کیلئے،ثم اتخذتم العجل من بعدہ:جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف،وانتم ظلمون:حال ہے اتخذتم کی ضمیر سے۔

﴿واذ اخذنا میثاقکم ورفعنا فوقکم الطور﴾

و:عاطفہ،اذ:ظرفیہ مضاف،اخذنا میثاقکم ورفعنا فوقکم الطور:معطوف علیہ با معطوف مضاف الیہ،مرکب اضافی اذکروا فعل محذوف کا ظرف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿خذوا ما اتینکم بقوۃ واسمعوا﴾

خذوا مااتینکم بقوۃ:جملہ فعلیہ ہوکر قلنا محذوف قول کا مقولہ......واسمعوا:جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف۔

﴿قالوا سمعنا وعصینا واشربوا فی قلوبھم العجل بکفرھم﴾

قالوا:فعل،واو ضمیر ذوالحال،واشربوا فی قلوبھم العجل ......الخ:جملہ فعلیہ حال،ملکر فاعل،ملکر قول،سمعنا وعصینا:جملتان مقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل بئسما یامرکم بہ ایمانکم ان کنتم مؤمنین﴾

قل: فعل امر، انت ضمیر فاعل قول، بِسْمِ اللہ کی ترکیب اسی رکوع میں گزر چکی ہے، یہاں یہ محذوف مبتدا مؤخر ھذا الامر کی خبر مقدم ہے، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر قول کا مفعول اول، ان کنتم مومنین: جملہ فعلیہ شرط، فلم فعلتم ذلک: جزا محذوف، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مفعول ثانی، قول اپنے دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿قل ان کانت لکم الدار الاخرة عند الله خالصة من دونِ الناسِ فتمنوا الموت ان کنتم صدقین﴾

قل: فعل امر با فاعل قول، ان: شرطیہ، کانت: فعل ناقص، لکم: خبر مقدم، الدار الاخرة: ذوالحال، عند اللّٰہ خالصة: حال اول، من دون الناس: شبہ جملہ حال ثانی، ذوالحال اپنے حالوں سے ملکر اسم مؤخر، جملہ فعلیہ ناقصہ شرط، فتمنوا الموت: جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مفعول اول، ان کنتم صدقین: جملہ فعلیہ شرط، فتمنوا الموت: جزا محذوف، ملکر جملہ شرطیہ، مفعول ثانی، قول اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ولن یتمنوہ ابدا بما قدمت ایدیھم واللہ علیم بالظلمین﴾

و: مستانفہ، لن یتمنوہ: فعل با فاعل ومفعول، ابدا: مفعول فیہ، ب: جار، ما قدمت ایدیھم: موصول صلہ ملکر مجرور جو جار سے ملکر ظرف لغو، سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، علیم بالظلمین: شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولتجدنھم احرص الناس علی حیوة ومن الذین اشرکوا﴾

و: عاطفہ، لام: قسمیہ، تجدن: فعل وفاعل، ھم: مفعول اول، احرص الناس علی حیوة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، من الذین اشرکوا: ظرف مستقر احرص کے متعلق ہوکر معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم، واللّٰہ قسم محذوف کیلئے۔

﴿یود احدھم لو یعمر الف سنة وما ھو بمزحزحہ من العذاب ان یعمر﴾

یود: فعل، احدھم: مرکب اضافی ذوالحال، و: حالیہ، ما: مشابہ بلیس، ھو: ضمیر اسم، ب: زائدہ، مزحزحہ: اسم فاعل، من العذاب: ظرف لغو، ان یعمر: فاعل، ملکر شبہ جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ما مشابہ بلیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر حال، لو یعمر الف سنة، جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مؤول ہوکر مفعول، سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللہ بصیر بما یعملون﴾

و: مستانفہ، اللّٰہ: مبتدا، بصیر بما یعملون: شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ولما جاءھم کتب ......☆سید عالم ﷺ کی بعثت اور قرآنِ کریم کے نزول سے قبل یہود اپنی حاجات کیلئے حضور ﷺ کے

نامِ پاک کے وسیلے سے دعا کرتے اور کامیاب ہوتے تھے، اور اسطرح دعا کیا کرتے تھے: "اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا وَانْصُرْنَا بِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ یارب ہمیں نبی امی کے صدقے میں فتح ونصرت عطا فرما"۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سیدنا موسٰی علیہ السلام وعیسٰی علیہ السلام کے مابین انبیاء کرام علیہم السلام:

۱......حضرت سیدنا موسٰی علیہ السلام اور حضرت سیدنا عیسٰی علیہ السلام کے درمیان ایک قول کے مطابق ستر ہزار انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے اور ایک قول کے مطابق چار ہزار انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے، جو سب حضرت سیدنا موسٰی علیہ السلام کی شریعت پر عمل کرنے والے تھے اور ان سب کو توریت پر عمل کرنے اور اپنی امتوں کو اسی کتاب کی تبلیغ کرنے کا حکم دیا گیا تھا، امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب التحبیر میں ذکر کیا ہے کہ "حضرت سیدنا موسٰی علیہ السلام اور حضرت سیدنا عیسٰی علیہ السلام کے درمیانی مدت ایک ہزار نوسو پچیس (1925) سال تھی۔"

(الجمل، ج۱، ص ۱۱۲، ۱۱۳)

حضرت سیدنا موسٰی علیہ السلام کے بعد بہت سے رسول آئے، مثلاً حضرت یوشع، حضرت اشمویل، حضرت شمعون، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت شعیا، حضرت ارمیا، حضرت عزیز، حضرت حزقیل، حضرت الیاس، حضرت الیسع، حضرت یونس، حضرت زکریا اور حضرت یحیٰی علیہم السلام وغیرہ۔

(المدارک، ج۱، ص ۱۰۷)

لفظِ عیسٰی کی تحقیق:

۲......لفظِ عیسٰی قرآنِ کریم فرقانِ حمید میں پچیس (25) مرتبہ آیا ہے۔ سریانی زبان میں حضرت سیدنا عیسٰی علیہ السلام کا نام ایشرع ہے جبکہ مریم بمعنی خادم ہے۔

(الخازن، ج۱، ص ۵۹)

روح القدس سے مراد:

۳......روح القدس سے مراد کون ہے اس بارے میں کئی اقوال ملتے ہیں چنانچہ امام سیوطی اس بارے میں فرماتے ہیں:

☆......حضرت سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: "روح القدس سے مراد وہ اسمِ اعظم ہے جس سے حضرت سیدنا عیسٰی علیہ السلام مردوں کو زندہ فرمایا کرتے تھے۔" اور حضرت سیدنا ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "روح القدس سے مراد ذاتِ رب تعالیٰ ہے۔" جبکہ حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "روح القدس جبرائیل ہیں۔"

(الدرِ المنثور، ج۱، ص ۱۶۷، ۱۶۸)

☆......امام خازن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بارے میں ایک قول نقل کرتے ہیں کہ روح سے مراد انجیل ہے، چونکہ یہ حیاتِ قلوب کا باعث

ہے اس لئے اسے روح کہا گیا جیسا کہ قرآنِ مجید کو بھی روح کا نام دیا گیا ہے۔ (الخازن، ج۱، ص ۵۹)

حال مؤکدہ:

۴......کافیہ میں ہے کہ حال کے عامل کو حذف کرنا جائز ہے (جب کہ اس پر قرینہ موجود ہو) جیسے کہ تیرا مسافر کے لئے کہنا راشداً مھدیاً، یہ حال ہے اور ان دونوں کا عامل اذھب مستتر ہے۔ اور حالت مؤکدہ میں حال کے عامل کو حذف کرنا واجب ہے جیسے زید ابوک عطوفاً، اس میں عطوفاً حال ہے اور اس کا عامل احقہ محذوف ہے۔ حال مؤکدہ وہ حال ہے جو اپنے ذوالحال سے غالباً یعنی اکثر اوقات جدا نہ ہوتا ہو۔ اور حال مؤکدہ کے عامل کو حذف کرنے کے واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ حال مؤکدہ جملہ اسمیہ کے مضمون کی تاکید کرتا ہو۔ (الکافیۃ، ص ۴۲ ملخصاً)

”فتمنوا الموت ان کنتم صدقین“ سے مراد:

۵......حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: ”اگر تم اپنے اس دعوی میں سچے ہو کہ جنت خالص تمہارے لئے ہی ہے تو موت کی تمنا وخواہش کرو، اس لئے کہ جسے یقین ہو کہ وہ جنتی ہے اسے تو فوراً دارِ قرار منتقل ہو جانا چاہئے اور پسند کرنا چاہئے کہ اسے دارِ اکدار یعنی مشقتوں کے گھر سے چھٹکارا مل جائے، چنانچہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ جنگ صفین کے دوران عام سے لباس میں گھوم رہے تھے، آپ کے صاحبزادے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ”یہ لباس تو جنگجوؤں کا نہیں ہے؟“ تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”اے میرے لختِ جگر! تیرے باپ کو اس بات کی پرواہ نہیں کہ وہ موت کا شکار ہو یا موت اس کا شکار کرے۔“ (روح المعانی الجزء الاول، ص ۴۴۵)

☆......سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: ”اگر وہ موت کی تمنا وخواہش کرتے تو ان میں سے ہر شخص ابھی اپنا لعاب بھی نگلنے نہ پاتا کہ اسے موت آجاتی اور زمین کی سطح پر کوئی یہودی باقی نہ رہتا۔“ (البیضاوی، ج۱، ص ۱۲۱)

اغراض:

فی اثر رسول: یعنی بعض رسول کے بعد بعض دوسرے آئے، یہ جملہ کہ فی اثر رسول یہ آیت کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ مفسر جلال نے سیاق وسباق کو مدنظر رکھتے ہوئے ارشاد فرمائے ہیں، اور ان الفاظ سے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا ایک وقت میں جمع نہ ہونا لازم آتا ہے، پھر اگر الرسل سے مراد وہ انبیائے کرام علیہم السلام ہوں جو کہ خصوصیت کے ساتھ تبلیغ کے لئے مامور کئے گئے ہیں تو ان الفاظ کی صحت ممکن ہو سکتی ہے اور اگر مطلق حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا ایک کے بعد دوسرے کا آنا مراد ہے تو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ستر حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو بنی اسرائیل نے ایک وقت میں قتل کیا، پس ایک وقت میں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے جمع ہونے میں غور کرنا چاہئے۔ مفعول لہ لیکفروا: یعنی مفعول لہ ہے اور اس میں عامل لیکفروا ہے۔

وابراء الاکمہ: حضرت عیسی علیہ السلام کے اس معجزے اور دیگر معجزات کا ذکر ہم نے سورۂ ال عمران میں کر دیا ہے۔ یسیر معہ الخ: یعنی حضرت جبرئیل امین علیہ السلام حضرت عیسی علیہ السلام کے اوپر چڑھنے تک جدا نہ ہوئے جب کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی عمر تینتیس ۳۳ سال تھی ،اور یہ بیان حضرت عیسی علیہ السلام کی حضرت جبرئیل علیہ السلام کی تائید اوران کی مدد پر مبنی بات تھی۔ تکبر تم: یعنی ﴿استکبرتم﴾ میں سین زائدہ ہے مبالغہ کے لئے۔ للنبی استہزاء: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ یہ قول فریق آخر کے لئے بنیاد ہے اور فریق آخر سے مراد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے معاصرین ہیں۔

ای مغشاۃ باغطیۃ: مناسب خیال ہوتا ہے کہ حسی اعتبار سے اس قول کو دلوں پر پردے پڑ جانے پر محمول کیا جائے تا کہ استہزاء کا قول صحیح ثابت ہو جائے اور اگر حسی اعتبار نہ مانیں تو پھر معنوی اعتبار کے ماننے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا اس لئے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿کلا بل ران علی قلوبہم﴾ تا کہ قول میں موجود اضطراب کا باطل ہونا صحیح ثابت ہو جائے ،اور اگر معنوی اعتبار بھی مراد نہ لیں تو پھر مذکورہ اضطراب کا باطل ہونا ثابت نہ ہوگا جو کہ ان کے لئے حاصل اور ثابت ہے۔

ولیس عدم قبولہم لخلل فی قلوبہم: جیسا کہ ان کا دعوی ہے کہ دلوں پر پردے پڑ گئے ہیں ،اس سے مراد خلل ہے۔

ای ایمانہم قلیل جدا: قلیلاً کو محذوف مصدر کی صفت کی بناء پر منصوب بنایا ہے تقدیر عبارت یہ ہے کہ فیؤمنون ایماناً قلیلاً۔

یقولون اللھم انصرنا الخ: خازن کی عبارت میں ہے کہ مشرکین عرب کے ظلم وستم پر مدد طلب کرتے تھے ،یہ اسلئے کہ یہود کو مشرکین کے امور سے دل دکھتا تھا اور دشمن ان پر اچانک آپڑتے تھے ،وہ کہتے اے اللہ ہماری مدد فرما اس مبعوث ہونے والے کے صدقے جو کہ آخری زمانے میں تشریف لائیں گے جن کی صفات کا ذکر ہم نے توریت میں پڑھا ہے ،یہود کی اس دعا سے ان کی مدد ہوتی تھی اور اپنے مشرک دشمنوں سے کہتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آنے والا ہے وہ ہماری باتوں کی تصدیق کرتے ہوئے آئیں گے پھر ہم تمہیں ان کی معیت میں قتل کریں گے جیسا کہ عاد ،ثمود اور ارم کا قتل ہوا تھا۔ (الجمل ،ج ۱ ،ص ۱۱۲ وغیرہ)

والکفر بعیسی: یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جو وہ لائے اس کے ساتھ کفر کیا ،کہ یہود حضرت موسی علیہ السلام پر ایمان لائے پھر ان کے ساتھ کفر کیا اور توریت کو ضائع کر دیا ،پھر جب حضرت عیسی علیہ السلام تشریف لائے تو ان پر بھی ایمان لائے پھر کفر کیا ،پھر جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ان کے ساتھ بھی ویسا ہی معاملہ کیا اور کفر میں مزید بڑھ گئے۔ ذو اھانۃ: یعنی ذلت ورسوائی والا ،اور اس عذاب سے کافروں ہی کو موصوف کیا جاتا ہے ،اور جو نافرمانوں کو دنیا میں مصائب اور آخرت میں جہنم میں داخلے کے حوالے سے ملے گا یہ عذاب ان کے لئے طہارت ہوگا۔ کما یخالط الشراب: یعنی دلوں اور بدنوں میں خلل پایا جانا ،یخالط کا مفعول محذوف ہے۔

بما فعل آبائہم: حاصل کلام یہ ہے کہ ان (یعنی یہود) پر دو مرتبہ حجت ثابت ہو چکی ہے ،پہلی صورت یہ کہ ان کا قرآن کے انکار کرنے کے لئے جھوٹ بول کر توریت پر ایمان لانے کا دعوی کرنا ،اور کسی ایک کتاب کا انکار کرنے سے تمام ہی کتابوں کا انکار مراد ہوتا

ہے، اور اس دعویٰ کو تسلیم کرنا دوسری جہت سے بھی جھوٹ کو ثابت کرتا ہے اور وہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو قتل کرنا ہے، پس اگر وہ مومن ہوتے تو جس چیز سے اللہ نے بچنے کا حکم دیا ہے اس سے بچتے اور یہ کہ اللہ نے قتل انبیاء سے منع کیا ہے۔ **لرضاهم به**: یعنی قتل کرنے پر راضی ہونا، حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں ہونے والے سوال کے جواب میں ہے کہ یہ کام انہوں نے تو نہیں کیا بلکہ ان کے آباؤ اجداد نے کیا؟ جواب یہ ہے کہ کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے، اور اس کے جواب میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ سید عالم ﷺ کے قتل کے در پے تھے، اور انہوں نے کئی مرتبہ ان کے لئے شب وستم کے الفاظ کہے۔

لیسقط علیکم: رفعنا قول کی علت کا بیان ہے، اس بارے میں ماقبل رکوعات میں ہم نے کلام کیا ہے وہیں ملاحظہ فرمالیں۔

ای فذلک التم الخ: اس جملے میں قیاس آخری کی جانب اشارہ ہے تقدیر عبارت اس طرح ہے کہ **ان تقول اعتقادکم یأمرکم بتکذیب محمد** یعنی اگر تم یہ کہو کہ تمہارا عقیدہ تمہیں محمد (ﷺ) کی تکذیب کا حکم دیتا ہے تو ہر عقیدہ جو اس طرح کا حکم دے وہ کفر ہے، نتیجہ یہ کہ تمہارا یہ عقیدہ کفریہ عقیدہ ہے۔ **الوحی**: اس میں اشارہ ہے کہ ﴿ینزل﴾ کا مفعول محذوف ہے۔ **ای ان صدقتم**: شرط ثانی کی جانب اشارہ ہے۔ **انها لکم**: اول کی جانب اشارہ ہے۔ (الصاوی، ج۱، ص ۹۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

سَاَلَ ابْنُ صُوْرِيَا النَّبِيَّ ﷺ اَوْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَمَّنْ يَّاْتِيْ بِالْوَحْيِ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ؟ فَقَالَ جِبْرَائِيْلُ فَقَالَ هُوَ عَدُوُّنَا يَاْتِيْ بِالْعَذَابِ وَلَوْكَانَ مِيْكَائِيْلُ لَاٰمَنَّا لِاَنَّهٗ يَاْتِيْ بِالْخِصْبِ وَالسِّلْمِ، فَنَزَلَ ﴿قل﴾ لَّهُمْ ﴿من كان عدوالجبريل﴾ فَلْيَمُتْ غَيْظًا ﴿فانه نزله﴾ اَيِ الْقُرْاٰنَ ﴿على قلبك باذن﴾ بِاَمْرِ ﴿الله مصدقا لما بين يديه﴾ قَبْلَهٗ مِنَ الْكُتُبِ ﴿وهدى﴾ مِّنَ الضَّلَالَةِ ﴿وبشرى﴾ بِالْجَنَّةِ ﴿للمؤمنين(۹۷) من كان عدولله وملئكته ورسله وجبريل﴾ بِكَسْرِ الْجِيْمِ وَفَتْحِهَا بِلَا هَمْزَةٍ وَّبِهٖ بِيَاءٍ وَدُوْنَهَا ﴿وميكل﴾ عَطْفٌ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ مِنْ عَطْفِ الْخَاصِّ عَلَى الْعَامِّ وَفِيْ قِرَاءَةٍ مِيْكَائِيْلَ بِهَمْزَةٍ وَّيَاءٍ وَّفِيْ اُخْرٰى بِلَا يَآءٍ ﴿فان الله عدوللكفرين(۹۸)﴾ اَوْقَعَهٗ مَوْقِعَ لَهُمْ بَيَانًا لِّحَالِهِمْ ﴿ولقد انزلنا اليك﴾ يَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿ايت بينت﴾ اَيْ وَاضِحَاتٍ حَالٌ، رَدٌّ لِقَوْلِ ابْنِ صُوْرِيَا لِلنَّبِيِّ ﷺ مَا جِئْتَنَا بِشَيْءٍ ﴿ومايكفربها الا الفسقون(۹۹)﴾ ﴿ا﴾ كَفَرُوْا بِهَا ﴿وكلما عهدوا﴾ اللّٰهَ ﴿عهدا﴾ عَلَى الْاِيْمَانِ بِالنَّبِيِّ ﷺ اِنْ خَرَجَ اَوِ النَّبِيَّ ﷺ اَنْ لَايُعَاوِنُوْا عَلَيْهِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿نبذه﴾ طَرَحَهٗ ﴿فريق منهم﴾ بِنَقْضِهٖ، جَوَابُ لَمَّا وَهُوَ مَحَلُّ الْاِسْتِفْهَامِ الْاِنْكَارِيِّ ﴿بل﴾ لِلْاِنْتِقَالِ ﴿اكثرهم لايومنون(۱۰۰) ولما جاءهم رسول من عند الله﴾ مُحَمَّدٌ ﷺ ﴿

مصدق لما معهم نبذ فریق من الذين اوتوا الكتب كتب الله﴾ اَیِ التَّوْرَاةَ ﴿وراء ظهورهم﴾ اَیْ لَمْ يَعْمَلُوْا بِمَا فِيْهَا مِنَ الْإِيْمَانِ بِالرَّسُوْلِ وَغَيْرِهٖ ﴿كانهم لايعلمون(١٠١)﴾ مَا فِيْهَا مِنْ اَنَّهٗ نَبِیٌّ حَقٌّ اَوْ اَنَّهَا كِتَابُ اللّٰهِ ﴿واتبعوا﴾ عَطْفٌ عَلٰى نَبَذَ ﴿ما تتلوا﴾ اَیْ تَلَتِ ﴿الشيطن على﴾ عَهْدِ ﴿ملك سليمن﴾ مِنَ السِّحْرِ وَكَانَتْ دَفَنَتْهُ تَحْتَ كُرْسِيِّهٖ لَمَّا نُزِعَ مُلْكُهٗ اَوْ كَانَتْ تَسْتَرِقُ السَّمْعَ وَتَضُمُّ اِلَيْهِ اَكَاذِيْبَ وَتُلْقِيْهِ اِلَى الْكَهَنَةِ فَيُدَوِّنُوْنَهٗ وَفَشَا ذٰلِكَ وَشَاعَ اَنَّ الْجِنَّ تَعْلَمُ الْغَيْبَ فَجَمَعَ سُلَيْمٰنُ الْكُتُبَ وَدَفَنَهَا فَلَمَّا مَاتَ دَلَّتِ الشَّيَاطِيْنُ عَلَيْهَا النَّاسَ فَاسْتَخْرَجُوْهَا فَوَجَدُوْا فِيْهَا السِّحْرَ، فَقَالُوْا اِنَّمَا مَلَكَكُمْ بِهٰذَا فَتَعَلَّمُوْهُ وَرَفَضُوْا كُتُبَ اَنْبِيَآئِهِمْ، قَالَ تَعَالٰى تَبْرِئَةً لِّسُلَيْمٰنَ وَرَدًّا عَلَى الْيَهُوْدِ فِیْ قَوْلِهِمْ اُنْظُرُوْا اِلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ يَذْكُرُ سُلَيْمٰنَ عليه السلام فِی الْاَنْبِيَاءِ وَمَا كَانَ اِلَّا سَاحِرًا ﴿وما كفر سليمن﴾ اَیْ لَمْ يَعْمَلِ السِّحْرَ لِاَنَّهٗ كُفْرٌ ﴿ولكن﴾ بِالتَّشْدِيْدِ وَالتَّخْفِيْفِ ﴿الشيطين كفروا يعلمون الناس السحر﴾ اَلْجُمْلَةُ حَالٌ مِّنْ ضَمِيْرِ كَفَرُوْا ﴿و﴾ يُعَلِّمُوْنَهُمْ ﴿ماانزل على الملكين﴾ اَیْ اُلْهِمَاهُ مِنَ السِّحْرِ، وَقُرِئَ بِكَسْرِ اللَّامِ الْكَائِنَيْنِ ﴿ببابل﴾ بَلَدٌ فِیْ سَوَادِ الْعِرَاقِ ﴿هاروت وما روت﴾ بَدَلٌ اَوْ عَطْفُ بَيَانٍ لِّلْمَلَكَيْنِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنه هُمَا سَاحِرَانِ كَانَ يُعَلِّمَانِ السِّحْرَ وَقِيْلَ مَلَكَانِ اُنْزِلَا لِتَعْلِيْمِهٖ اِبْتِلَاءً مِّنَ اللّٰهِ لِلنَّاسِ ﴿وما يعلمان من﴾ زَائِدَةٌ ﴿احد حتى يقولا﴾ لَهٗ نُصْحًا ﴿انما نحن فتنة﴾ بَلِيَّةٌ مِّنَ اللّٰهِ لِلنَّاسِ لِيَمْتَحِنَهُمْ بِتَعْلِيْمِهٖ فَمَنْ تَعَلَّمَهٗ كَفَرَ وَمَنْ تَرَكَهٗ فَهُوَ مُؤْمِنٌ ﴿فلا تكفر﴾ بِتَعَلُّمِهٖ، فَاِنْ اَبٰى اِلَّا التَّعَلُّمَ عَلَّمَاهُ ﴿فيتعلمون منهما ما يفرقون به بين المرء وزوجه﴾ بِاَنْ يُّبْغِضَ كُلًّا اِلَى الْاٰخَرِ ﴿وما هم﴾ اَیِ السَّحَرَةُ ﴿بضارين به﴾ بِالسِّحْرِ ﴿من﴾ زَائِدَةٌ ﴿احد الا باذن الله﴾ بِاِرَادَتِهٖ ﴿ويتعلمون ما يضرهم﴾ فِی الْاٰخِرَةِ ﴿ولا ينفعهم﴾ وَهُوَ السِّحْرُ ﴿ولقد﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿علموا﴾ اَیِ الْيَهُوْدُ ﴿لمن﴾ لَامُ اِبْتِدَاءٍ مُعَلِّقَةٌ لِّمَا قَبْلَهَا وَمَنْ مَّوْصُوْلَةٌ ﴿اشتره﴾ اِخْتَارَهٗ اَوْ اِسْتَبْدَلَهٗ بِكِتَابِ اللّٰهِ ﴿ماله فى الاخرة من خلاق﴾ نَصِيْبٌ فِی الْجَنَّةِ ﴿ولبئس ما﴾ شَيْئًا ﴿شروا﴾ بَاعُوْا ﴿به انفسهم﴾ اَیِ الشَّارِيْنَ اَیْ حَظَّهَا مِنَ الْاٰخِرَةِ اَنْ تَعَلَّمُوْهُ حَيْثُ اَوْجَبَ لَهُمُ النَّارَ ﴿لو كانوا يعلمون(١٠٢)﴾ حَقِيْقَةَ مَا يَصِيْرُوْنَ اِلَيْهِ مِنَ الْعَذَابِ مَا تَعَلَّمُوْهُ ﴿ولو انهم﴾ اَیِ الْيَهُوْدُ ﴿امنوا﴾ بِالنَّبِیِّ ﷺ وَالْقُرْاٰنِ ﴿واتقوا﴾ عِقَابَ اللّٰهِ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيَةِ

كَالسِّحْرِ، وَجَوَابُ لَوْمَحْذُوْفٌ اَیْ لَایُثِیْبُوْا دَلَّ عَلَیْهِ ﴿لمثوبة﴾ ثَوَابٌ وَّهُوَ مُبْتَدَأٌ وَاللَّامُ فِیْهِ لِلْقَسَمِ ﴿من عند لله خیر﴾ خَبَرُهُ مِمَّاشَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ ﴿لو كانوا يعلمون(۱۰۲)﴾ اَنَّهُ خَيْرٌ لَّمَا اٰثَرُوْهُ عَلَيْهِ۔

﴿ترجمہ﴾

(ابن صوریا نے نبی پاک ﷺ یا حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ وحی ......۱......کون سا فرشتہ لاتا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا:"جبرائیل۔" ......۲...... کہنے لگا:"وہ تو ہمارا دشمن ہے، عذاب کی خبریں لاتا ہے، اگر وحی میکائیل لاتا تو ہم ایمان لے آتے اسلئے کہ وہ خوشحالی اور سلامتی کی خبریں لانے والا ہے۔" پس یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی کہ) تم فرمادو (ان سے) جو کوئی جبرائیل کا دشمن ہو (اسے چاہئے کہ وہ غصہ میں مرجائے) جبرائیل نے اسے اتارا (یعنی قرآن کو) تمہارے دل پر اللہ کے اذن سے (یعنی اسکے حکم سے) اگلی (کتابوں) کی تصدیق فرماتا اور ہدایت (ہے گمراہی سے) اور بشارت (ہے جنت کی) مسلمانوں کو، جو کوئی دشمن ہو اللہ کا اور اسکے فرشتوں اور اسکے رسولوں اور جبرائیل کا (جبرائیل، یہ لفظ جیم کے کسرہ اور فتح بلا ہمزہ اور مع ہمزہ و یاء اور بغیر یاء کے استعمال ہوتا ہے) اور میکائیل کا (اسکا ملائکۃ پر عطف ہے، بطریق عطف الخاص علی العام ہے، ایک قرأت میں میکائیل ہمزہ اور یاء کے ساتھ اور دوسری قرأت میں بغیر یاء کے ہے) تو اللہ دشمن ہے کافروں کا (اس جملے میں لھم کے بجائے اسم ظاہر للکفرین مذکور ہے جس کا سبب انکی حالت بیان کرنا ہے) اور بیشک ہم نے تمہاری طرف (اے محمد ﷺ) روشن آیتیں اتاریں (یعنی واضح نشانیاں، ترکیب میں بینت حال ہے، نیز اس سے مقصود ابن صوریا کے قول کی تردید ہے جو اس نے کہا کہ "آپ ﷺ ہمارے پاس کچھ نہیں لائے۔") اور ان کے منکر نہ ہونگے مگر فاسق لوگ (جو اسکے ساتھ کفر کرنے والے ہیں) اور کیا جب کبھی کوئی عہد کرتے ہیں (اللہ عزوجل سے، نبی پاک ﷺ پر ایمان لانے کا اگر ان کا ظہور ہمارے زمانے میں ہوا یا اس عہد سے مراد یہ ہے آپ ﷺ انکے خلاف مشرکین کی مدد نہ کرینگے، تو) پھینک دیتا ہے اُسے (یعنی ایک طرف ڈال دیتا ہے) ان میں کا ایک گروہ (بدعہدی کرکے، یہی کلما کا جواب محل استفہام انکاری ہے) بلکہ (بل، ایک بات سے دوسری کی جانب منتقل ہونے کیلئے ہے) ان میں بہتیروں کو ایمان نہیں اور جب انکے پاس تشریف لایا اللہ کے یہاں سے ایک رسول (یعنی حضرت سیدنا محمد ﷺ) انکی کتابوں کی تصدیق فرماتا تو کتاب والوں میں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب (یعنی توریت) اپنی پیٹھ پیچھے پھینک دی (یعنی اس کتاب میں مذکور ایمان بالرسول وغیرہ کے احکامات پر عمل نہ کیا) گویا وہ کچھ علم ہی نہیں رکھتے (جو کچھ توریت میں ہے یعنی یہ کہ آپ ﷺ سچے نبی ہیں یا یہ کہ توریت اللہ عزوجل کی کتاب ہے) اور اسکے پیرو ہوئے (اتبعوا کا عطف نبذ پر ہے) جو پڑھا کرتے تھے (تتلوا، اصل میں تلت ہے) شیطان سلطنت سُلیمٰن (کے زمانے) میں (یعنی جادو......۳...... جو کہ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کے وصال کے بعد زوالِ سلطنت ......۴...... کے وقت شیاطین نے ان کی کرسی یعنی شاہی تخت کے نیچے دفن کر دیا تھا یا اس ماتتلوا سے مراد وہ آسمانی باتیں ہیں جو شیاطین چوری چھپے سن لیتے تھے اور پھر اس میں اپنی

طرف سے جھوٹ ملا کر کاہنوں کو سنا دیتے، وہ کاہن اسے مدون کر لیتے، یہ بات عام پھیل گئی تھی کہ جنات کے پاس علم غیب ہے، پس حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام نے ان خبروں پرمبنی کتابوں کو جمع کر کے دفن کر دیا اور جب آپ علیہ السلام نے اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا تو شیاطین نے یہ بات لوگوں کو بتا دی جنہوں نے ان مدفون کتابوں کو نکالا تو ان میں جادو جیسی باتیں لکھی پائیں، شیاطین ان سے کہنے لگے کہ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام اسی کے زور سے حکومت کیا کرتے تھے، لہٰذا وہ جاہل اسے سیکھنے لگے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی کتابیں چھوڑ دیں، پس اللہ عزوجل نے یہ آیاتِ مبارکہ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی برأت اور یہودیوں کے اس قول کی تردید میں نازل فرمائیں جو وہ کہتے تھے کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کا ذکر انبیاء کرام میں کرتے ہیں حالانکہ وہ تو جادوگر تھے) اور سلیمان نے کفر نہ کیا (یعنی انہوں نے جادو پر عمل نہ کیا کیونکہ وہ تو کفر ہے) ہاں (لکن، نون تشدید و تخفیف دونوں کیساتھ ہے) شیطان کافر ہوئے لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں (یعلمون الناس السحر، حال ہے کفروا کی ضمیر سے) اور وہ (جادو سکھاتے تھے لوگوں کو) جو فرشتوں پر اترا (بذریعہ الہام، ملکین، کو لام کے کسرہ کیساتھ بھی پڑھا گیا ہے، بمعنی کائنین یعنی دونوں فرشتے رہتے تھے) بابل میں (جو کہ اطراف عراق کا ایک شہر ہے) ہاروت اور ماروت......۵......پر (ھاروت و ماروت، بدل ہے یا عطف بیان ہے ملکین سے، حضرت سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں کہ "وہ دونوں جادوگر تھے اور جادو سکھاتے تھے۔" ان کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ دونوں فرشتے تھے جو اللہ عزوجل کی طرف سے بطورِ آزمائش جادو کی تعلیم دینے کیلئے اتارے گئے تھے) اور وہ دونوں نہ سکھاتے (من زائدہ ہے) کسی کو کچھ جب تک یہ نہ کہہ لیتے (ان سے بطورِ نصیحت) کہ ہم تو نری آزمائش ہیں (یعنی ہم اللہ عزوجل کیطرف سے لوگوں کیلئے آزمائش و امتحان ہیں تا کہ وہ جادو کی تعلیم سے آزمائے کہ کون ہے جو جادو سیکھ کر کفر کا مرتکب ہوتا ہے اور کون ہے جو نہ سیکھ کر مومن رہتا ہے) تُو اپنا ایمان نہ کھو (جادو سیکھ کر، لیکن اسکے باوجود اگر کوئی سیکھنے پر اصرار کرتا تو اسے جادو سکھا دیتے) تو ان سے سیکھتے وہ جس سے جدائی ڈالیں مرد اور اس کی عورت میں (اس طرح کہ وہ ایک دوسرے سے ناراض ہو جائیں) اور نہیں پہنچا سکتے (وہ جادوگر) اس (یعنی جادو) سے ضرر (من زائدہ ہے) کسی کو مگر خدا کے حکم سے (یعنی اسکی مرضی کے بغیر کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے) وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان دیگا (آخرت میں) اور نہ نفع دیگا (یعنی جادو) اور بیشک (لقد میں لام قسمیہ ہے) ضرور انہیں معلوم ہے (یعنی یہودیوں کو) جس نے (لمن، میں لام ابتدائیہ ہے، جس کا تعلق ماقبل علموا کے ساتھ ہے اور من، موصولہ ہے) یہ سودا لیا (یعنی جادو پسند کیا یا کتاب اللہ کے بدلے اسے لیا) آخرت میں (یعنی جنت میں) اسکا کچھ حصہ نہیں ہے، اور بیشک کیا بری (چیز) ہے وہ جس کے بدلے انہوں نے بیچیں (یعنی فروخت کیں) اپنی جانیں (یعنی اپنے آخرت کے حصہ کو جادو سیکھ کر اس طور پر کہ اس پر عمل کر کے اپنے لئے جہنم کی آگ واجب کر لی) کسی طرح انہیں علم ہوتا (اس عذاب کی حقیقت کا جس میں انہیں جانا ہے تو کبھی جادو نہ سیکھتے) اور اگر وہ (یہودی) ایمان لاتے (نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر) اور ڈرتے (یعنی اللہ عزوجل کی نافرمانی جیسے جادو وغیرہ ترک کر کے اسکے عذاب سے ڈرتے، لوکا

جواب محذوف ہے یعنی لاثیبوا اس پر لمثوبۃ دلالت کرتا ہے) ثواب پاتے (لمثوبۃ مبتدا ہے، اور لام قسمیہ ہے) اللہ کے یہاں بہت اچھا (اس کی خبر ما شروا بہ انفسھم ہے) کسی طرح انہیں علم ہوتا (کہ یہ ایمان اور تقوی انکے لئے بہتر ہے تو وہ اس نافرمانی کو ترجیح نہ دیتے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ مصدقا لمابین یدیہ وھدی وبشری للمؤمنین﴾

قل: قول، من: متضمن بمعنی شرط مبتدا، کان عدوا لجبریل: جملہ فعلیہ شرط، ف: عاطفہ، انہ: حرف مشبہ بالاسم نزلہ: فعل وفاعل و ضمیر منصوب متصل ذوالحال، علی قلبک: ظرف لغو، باذن اللہ: حال اول، مصدقا لما بین یدیہ: معطوف علیہ، وھدی وبشری للمومنین: معطوف، ملکر حال ثانی، ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط محذوف فلیمت غیظا پر معطوف، جوشرط سے ملکر خبر، من مبتدا اپنی خبر سے ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿من کان عدوا للہ وملئکتہ ورسلہ وجبریل ومیکل فان اللہ عدو للکفرین﴾

من: متضمن بمعنی شرط مبتدا، کان: فعل ناقص، ھو ضمیر اسم، عدوا: موصوف، للہ وملئکتہ ورسلہ وجبریل ومیکل: شبہ جملہ ہوکر صفت، ملکر خبر، جملہ فعلیہ ہوکر شرط، فانّ اللہ عدوٌّ للکفرین: جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط محذوف فلیمت غیظا پر معطوف ہے، شرط جواب شرط ملکر خبر، من مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد انزلنا الیک ایت بینت وما یکفر بھا الا الفسقون﴾

و: استئنافیہ، لام: قسمیہ، قد: تحقیقیہ، انزلنا الیک ایات بینات: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، ما یکفر: فعل، بھا: ظرف لغو، الا: حرف استثناء مفرغہ، الفاسقین: فاعل، جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم، قسم محذوف واللہ کیلئے، جملہ قسمیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿اوکلما عھدوا عھدا نبذہ فریق منھم بل اکثرھم لایؤمنون﴾

ھمزہ: استفہامیہ، و: عاطفہ، کلما: ظرف زمان متضمن بمعنی شرط، عھدوا عھدا: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، نبذ: فعل، ہ: ضمیر مفعول، فریق منھم: فاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ، بل: عاطفہ، اکثرھم لایومنون: جملہ اسمیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ولما جاء ھم رسول من عند اللہ مصدق لما معھم﴾

و: عاطفہ، لما: ظرفیہ، جاء ھم: فعل ومفعول، رسول: موصوف، من عند اللہ: صفت اول، مصدق لما معھم: صفت ثانی، ملکر

فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر شرط۔

﴿نبذ فریق من الذین اوتوا الکتب کتب اللہ وراء ظھورھم کانھم لایعلمون﴾

نبذ: فعل، فریق: موصوف، من الذین اوتو الکتب: صفت، ملکر ذوالحال، کانھم لایعلمون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل...... کتاب اللہ: مفعول بہ، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ماقبل شرط جزا سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿واتبعوا ماتتلوا الشیطین علی ملک سلیمن وماکفر سلیمن﴾

و: عاطفہ، اتبعوا: فعل با فاعل، ما: موصولہ، تتلوا......الخ: صلہ، ملکر مفعول، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ، وما کفر سلیمن: فعل با فاعل جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ولکن الشیطین کفروا یعلمون الناس السحر﴾

و: عاطفہ، لکن: حرف مشبہ، الشیاطین: اسم، کفروا: جملہ فعلیہ خبر اول، یعلمون الناس السحر: فعل با فاعل ومفعولین خبر ثانی، لکن اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما انزل علی الملکین ببابل ھاروت وماروت﴾

و: عاطفہ، ما: موصولہ، انزل: فعل، ھو ضمیر ذوالحال، ببابل: ظرف لغو حال، ملکر نائب الفاعل، علی: جار، الملکین: مبدل منہ، ھاروت وماروت: بدل، ملکر مجرور، فعل اپنے متعلقات سے ملکر صلہ، ملکر السحر پر معطوف۔

﴿وما یعلمن من احد حتی یقولا انما نحن فتنۃ فلا تکفر﴾

و: مستانفہ، ما یعلمان: فعل وفاعل، من: زائدہ، احد: مفعول، حتی: جار، یقولا انما نحن فتنۃ: جملہ قولیہ بتاویل مصدر مؤول مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، ف: فصیحیہ، لا تکفر: فعل با فاعل شرط محذوف اذا شئت اتباع الطریق السویّ کی جزا۔

﴿فیتعلمون منھما ما یفرقون بہ بین المرء وزوجہ﴾

ف: استئنافیہ، یتعلمون: فعل وفاعل، منھما: ظرف لغو، ما: موصولہ، یفرقون بہ بین المرء وزوجہ: فعل با فاعل وظرف لغو مفعول فیہ جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وماھم بضارین بہ من احد الا باذن اللہ﴾

و: حالیہ، ما: مشابہ بلیس، ھم: اسم، ب: زائدہ، ضارین: اسم فاعل، ھو ضمیر مستتر ذوالحال، الا: حرف استثناء، باذن اللہ: ظرف مستقر مستثنیٰ مفرغہ حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل، بہ: ظرف لغو، من احد: مفعول، شبہ جملہ ہوکر خبر، ما اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ

اسمیہ ہوکر ماقبل یتعلمون کی ضمیر سے حال۔

﴿ویتعلمون ما یضرھم ولا ینفعھم﴾

و: عاطفہ، یتعلمون: فعل وفاعل، ما: موصولہ، یضرھم ولا ینفعھم: صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولقد علموا لمن اشترہ ما لہ فی الاخرۃ من خلاق﴾

و: مستانفہ، لقد: تحقیقیہ، علموا: فعل وفاعل، لام: ابتدائیہ، من اشتراہ: موصول صلہ ملکر مبتدا، ما: حجازیہ، لام: جار، ضمیر مجرور متصل ذوالحال، فی الاخرۃ: جار مجرور متعلق بمحذوف حال، جوذوالحال سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرفِ مستقر خبر مقدم...... من: زائدہ، خلاق: اسم موخر، ما اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، علموا فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم، قسم محذوف واللہ کیلئے۔

﴿ولبئس ماشروا بہ انفسھم لو کانوا یعلمون﴾

و: عاطفہ، لام: قسمیہ، بئس: فعل، ھو ضمیر ممیز، ما: موصوف، شروا بہ انفسھم: جملہ فعلیہ صفت، مرکبِ توصیفی تمیز، ممیز تمیز ملکر فاعل، بئس اپنے فاعل سے ملکر خبر مقدم، لو کانوا یعلمون: جملہ شرط، جزا محذوف لما اقدموا علی ما اجترحوہ من عمل مغایر، جملہ شرطیہ ہوکر مبتدا موخر، جملہ اسمیہ ہوکر جواب قسم،...... قسم محذوف واللہ کیلئے، یہ سب ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ولو انھم امنوا واتقوا لمثوبۃ من عند للہ خیر﴾

و: مستانفہ، لو: شرطیہ، ان: حرف مشبہ، ھم: اسم، امنوا و اتقوا: خبر، سب ملکر جملہ اسمیہ ہوکر شرط، لام: ابتدائیہ، مثوبۃ من عند اللہ: مرکب توصیفی مبتدا، خیر: خبر، جومبتدا سے ملکر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لو کانوا یعلمون﴾ لو کانوا یعلمون: شرط، لاثیبوا محذوف جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......قل من کان عدوا......☆ یہودیوں کے عالم عبداللہ بن صوریا نے حضور سید عالم ﷺ سے کہا: ''آپ ﷺ کے پاس آسمان سے کون فرشتہ آتا ہے؟'' فرمایا: ''جبرئیل''، ابن صوریا نے کہا: ''وہ ہمارا دشمن ہے، عذابِ شدت اور خسف اتارتا ہے کئی مرتبہ ہم سے عداوت کرچکا ہے اگر آپ کے پاس میکائیل آتے تو ہم آپ پر ایمان لے آتے۔

☆...... ولقد انزلنا الیک ......☆ یہ آیت ابن صوریا یہودی کے جواب میں نازل ہوئی جس نے حضور سید عالم ﷺ سے کہا تھا کہ اے محمد ﷺ آپ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہ لائے جسے ہم پہچانتے اور نہ آپ پر کوئی واضح آیت نازل ہوئی ہے جسکا ہم اتباع کرتے۔

☆......او کلما عھدوا عھدا......☆ یہ آیت مالک بن صیف یہودی کے جواب میں نازل ہوئی جب حضور سید عالم ﷺ نے یہود کو اللہ کے وہ عہد یاد دلائے جو حضور ﷺ پر ایمان لانے کے متعلق کئے تھے تو ابن صیف نے عہد ہی کا انکار کر دیا۔

☆......واتبعوا ما تتلوا......☆ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل جادو سیکھنے میں مشغول ہوئے تو آپ نے انکو اس سے روکا اور انکی کتابیں لیکر اپنی کرسی کے نیچے دفن کر دیں، حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد شیاطین نے وہ کتابیں نکلوا کر لوگوں سے کہا کہ سلیمان علیہ السلام اسی کے زور سے سلطنت کرتے تھے، بنی اسرائیل کے صلحاء وعلماء نے تو اسکا انکار کیا لیکن انکے جہال جادو کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا علم بتا کر اسکے سیکھنے پر ٹوٹ پڑے، انبیاء کی کتابیں چھوڑ دیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام پر ملامت شروع کی، سید عالم ﷺ کے زمانے تک اسی حال پر رہے اللہ عزوجل نے حضور ﷺ پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی براءت میں یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

وحی کی اقسام:

۱......وحی کی دو اقسام ہیں: (۱)......وحی متلو: یعنی جس کی تلاوت کی جاتی ہے اس سے مراد قرآنِ مجید ہے۔ (۲)......وحی غیر متلو: یعنی جس کی تلاوت نہیں کی جاتی اور اس سے مراد سنتِ رسول ﷺ ہے۔ (نور الانوار مع حاشیہ قمر الاقمار، ص ٦)

نزولِ وحی کی کیفیت:

☆......ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات ﷺ سے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! آپ پر وحی کا نزول کیسے ہوتا ہے؟'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کبھی تو گھنٹی کی طرح آواز آتی ہے، وحی کی یہ صورت مجھ پر سب سے سخت ہوتی ہے، جب وہ تمام ہوتی ہے تو جو کہا میں اسے یاد کر لیتا ہوں اور کبھی کبھار میرے پاس فرشتہ آدمی کی شکل میں آ کر گفتگو کرتا ہے تو جو وہ کہتا ہے میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔'' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ''میں نے سخت سردی کے ایام میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتے ہوئے ملاحظہ کی، جب وہ مکمل ہوتی تو آپ ﷺ کی جبینِ ناز پر پسینہ موتیوں کی طرح بکھرا ہوا ہوتا۔'' (صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی، ص ۱)

لفظِ جبریل کی تحقیق:

۲......لفظِ جبرئیل قرآنِ مجید میں تین مقامات پر آیا ہے، جن میں سے ایک اسی مذکورہ مقام پر اور ایک اس سے اگلی آیت میں اور ایک سورۂ تحریم کی آیت نمبر ٦٦ میں ہے۔ جبرئیل ایک فرشتے کا نام ہے اور یہ عجمی لفظ ہے، اسی لئے یہاں اس آیتِ مبارکہ میں

غیر منصرف استعمال ہوا ہے۔لفظِ جبرائیل میں تیرہ قراٴتیں مروی ہیں جن میں سے زیادہ مشہور یہ ہیں:

(۱)......جبریل بوزن قندیل، جو کہ ابوعمرو، نافع، ابنِ عمر، حفص اور حضرت عاصم کی قراٴت ہے، حجاز کی بھی یہی لغت ہے۔(۲)...... دوسری قراٴت جیم کے فتح کے ساتھ ہے جو کہ ابن کثیر اور امام حسن کی قراٴت ہے۔(۳)......جبرئیل بوزن سلسبیل ہے جو کہ قریش اور تمیم کی لغت ہے اور اس کے قراء حمزہ وکسائی ہیں۔(۴)......چوتھی قراٴت میں ہمزہ کے بعد یٓ نہیں ہے، یہ قراٴت عاصم اور یحیٰی بن یعمر سے مروی ہے۔(۵)......پانچویں قراٴت بھی لامِ مشدد کے ساتھ اسی طرح ہے، اور یہ بھی عاصم اور یحیٰی بن یعمر سے مروی ہے۔(۶)......جبرائیل یعنی راء کے بعد الف اور الف کے بعد ہمزہ مکسورہ کے ساتھ ہے، یہ قراٴت حضرت عکرمہ کی ہے۔(۷)...... ساتویں قراٴت بھی اسی طرح ہے لیکن ہمزہ کے بعد یٓ نہیں ہے۔(۸)......جبرائیل ہے یعنی ہمزہ کے بغیر الف کے بعد دو یٓ ہیں، یہ حضرت اعمش اور یحیٰی کی قراٴت ہے۔(۹)...... جبرال (۱۰)...... دسویں قراٴت جبرئیل ہے جو کہ طلحہ بن مصرف کی قراٴت ہے۔(۱۱)......جبرین ہے یعنی جیم کے فتح اور نون کے ساتھ ہے۔(۱۲)......بارہویں قراٴت گیارہویں ہی کی طرح ہے لیکن اس میں جیم مکسور ہے۔(۱۳)......اس قراٴت میں اسے جبرائین پڑھا گیا ہے۔ (الجمل، ج ۱، ص ۱۲۳، ۱۲۴)

جادو:

سے......شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حجر المکی الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب الزواجر عن اقتراف الکبائر میں جادو کے بارے میں مفصل بحث فرمائی ہے، ہم اس میں سے کچھ یہاں ذکر کرتے ہیں:

جادو کے بارے میں ائمہ کرام کی آراء:

آپ فرماتے ہیں کہ جادو یا تو کفر ہے یا پھر گناہ کبیرہ، نیز یہ ایک شیطانی عمل ہے جسے جادوگر شیطان سے حاصل کرتا ہے اور جب اس سے حاصل کر لیتا ہے تو اسے دوسروں کے حق میں بھی استعمال کرتا ہے۔سیدنا امام شافعی سے ایک قول مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ''جادو عقل و دل کو تباہ، بیمار اور قتل کر دیتا ہے۔'' نیز آپ نے جادو کے ذریعے کسی کو قتل کرنے والے پر قصاص واجب ٹھہرایا ہے۔ایک قول کے مطابق ''جادو اعیان کے دل میں مؤثر ہوتا ہے۔'' ایک قول کے مطابق ''اصح یہ ہے کہ جادو ایک تخیل ہے لیکن بیماریوں، موت اور جنون کے ذریعے بدنوں میں اثر کرتا ہے، اس لئے کہ طبیعتوں اور نفوس میں کلام مؤثر ہوتا ہے جیسا کہ انسان جب کوئی ناپسندیدہ بات سنے تو اس کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے اور اسے غصہ آ جاتا ہے اور کبھی تو وہ اس کے باعث بیمار ہو جاتا ہے یہاں تک کہ ایک قوم کلام سن کر ہلاک ہو گئی، پس اس اعتبار سے جادو بدنوں میں مؤثر ہونے والی بیماریوں کے قائم مقام ہے۔'' سیدنا امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ہمارے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ جادوگر کے ہاتھ سے خلافِ عادات ایسی باتوں کے ظہور کا انکار نہیں کیا جا سکتا جن پر انسان قادر نہیں جیسے بیماری، جدائی، عقل کا زائل ہونا اور کسی عضو کا ٹیڑھا ہو جانا وغیرہ ایسے امور ہیں جن پر بندے کے قادر

ہونے کے محال ہونے پر دلیل قائم ہے۔'' علماءِ کرام مزید فرماتے ہیں: ''جادو میں مندرجہ ذیل امور بعید نہیں: (۱)...... جادوگر کا جسم سکڑ جائے یہاں تک کہ وہ دیوار کے چھوٹے سے سوراخ میں بھی داخل ہو جائے، (۲)...... بالوں کی ٹیڑھی لٹ کو سیدھا کھڑا کر دینا، (۳)...... باریک دھاگے پر چلنا، (۴)...... ہوا میں اڑنا، (۵)...... پانی پر چلنا اور (۶)...... کتے کی سواری کرنا وغیرہ۔ جادو نہ تو اس کی علت ہے اور نہ ہی اس کا موجب، بلکہ اللہ عزوجل جادو کے پائے جانے کے وقت یہ اشیاء پیدا فرماتا ہے جیسا کہ وہ کھانا کھاتے وقت آسودگی (یعنی شکم سیری) اور پانی پیتے وقت سیرابی پیدا کرتا ہے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا عامر ذہبی سے روایت فرماتے ہیں: ''ولید بن عقبہ کے پاس ایک جادوگر تھا جو رسی پر چلتا اور گدھے کی سرین سے داخل ہوتا اور اس کے منہ سے نکل جاتا تھا، پس حضرت سیدنا جندب رضی اللہ عنہ نے اسی کی تلوار سے اسے قتل کر دیا۔'' ان سے مراد حضرت سیدنا جندب بن کعب الازدی رضی اللہ عنہ ہیں جنہیں بجلی کہا جاتا تھا۔ یہ وہی ہستی ہیں جن کے بارے میں رحمتِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''میری امت میں ایک ایسا شخص ہے جسے جُنْدُب کہا جاتا ہے وہ تلوار کی ایک ہی ضرب لگا کر حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیتا ہے۔'' قریش حضرت سیدنا جندب رضی اللہ عنہ کو جادوگروں کا قاتل سمجھتے تھے۔

جادو کے بارے میں ہمارا عقیدہ!

ہمارے نزدیک جادو کی تمام قسمیں صحیح ہیں مثلاً جادوگر کا ہوا میں اڑنے پر، یا انسان کو گدھا اور گدھے کو انسان میں تبدیل کر دینے پر قادر ہونا اور اس کے علاوہ جادو کی دیگر اقسام، مگر ہمارا اس بارے میں عقیدہ یہ ہے کہ ''جب معینہ کلمات سے جادو کیا جائے تو اس کے نتیجے میں اللہ عزوجل ان اشیاء کو پیدا کرنے والا ہے، جس پر اللہ عزوجل کا یہ فرمانِ عالیشان ﴿وَمَا هُم بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ دلیل ہے اور وہ اشیاء خود بخود پیدا نہیں ہوتیں۔

جادو سیکھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے:

☆...... مروی ہے کہ ایک عورت ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی: ''میں جادوگرنی ہوں، کیا میرے لئے توبہ ہے؟'' آپ نے دریافت فرمایا: ''تیرا جادو کیا ہے؟'' اس نے بتایا: ''میں اس جگہ گئی جہاں ہاروت و ماروت ہیں تاکہ جادو کا علم سیکھوں، انہوں نے مجھے کہا: ''اے اللہ کی بندی! دنیا کے لئے آخرت کا عذاب اختیار نہ کر۔'' لیکن میں نے انکار کر دیا تو انہوں نے مجھے کہا: ''جاؤ اور اس راکھ پر پیشاب کرو۔'' پس میں گئی تاکہ اس پر پیشاب کروں لیکن میں نے اپنے دل میں سوچ کر خود سے کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گی اور ان کے پاس لوٹ کر کہا کہ میں نے کر لیا تو انہوں نے مجھے کہا: ''جب تم نے پیشاب کیا تو کیا دیکھا۔'' میں نے کہا: ''میں نے کچھ نہیں دیکھا۔'' انہوں نے کہا: ''اللہ عزوجل سے ڈر اور ایسا نہ کر۔'' لیکن میں نے پھر انکار کر دیا تو انہوں نے مجھے کہا: ''تو جاؤ اور (جیسا کہا ہے ویسا ہی) کرو۔'' پس میں گئی اور جب میں نے ایسا ہی کیا تو ہتھیاروں سے ڈھانپی ہوئی گھوڑے

کی طرح کی کوئی چیز دیکھی جو میری شرمگاہ سے نکلی اور آسمان کی طرف چڑھ گئی، پس میں ان کے پاس آئی اور انہیں بتایا تو انہوں نے مجھے کہا: ''وہ ایمان تھا جو تجھ سے نکل چکا ہے، اب تو نے اچھی طرح جادو سیکھ لیا ہے۔'' میں نے پوچھا: ''جادو کیا ہے؟'' انہوں نے بتایا: ''تو جس چیز کا بھی ارادہ کرے گی اور اس کی صورت کے بارے میں گمان کرے گی تو وہ موجود ہوگی۔'' پس میں نے اپنے دل میں گندم کے دانے کا تصور کیا تو دانہ موجود پایا، میں نے کہا: ''کاشت ہو جا۔'' پس وہ کاشت ہو گیا اور اسی وقت بالی نکل آئی، میں نے دوبارہ کہا: ''ابھی گندھ جا۔'' تو وہ اسی وقت گندھ کر روٹی بن گیا، اس کے بعد سے میں جس چیز کا بھی ارادہ کرتی ہوں اس کا اپنے دل میں تصور کرتی ہوں تو وہ موجود ہوتی ہے۔'' ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (اس کی بات سن کر) ارشاد فرمایا: ''تیرے لئے کوئی توبہ نہیں۔''......امامِ قرطبی فرماتے ہیں: ''مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ عزوجل اپنی طرف سے جو کرتا ہے وہ جادو نہیں، مثلاً ٹڈیوں، جوؤں اور مینڈکوں کا نازل ہونا، سمندر کا پھٹ جانا، عصا کا سانپ میں تبدیل ہو جانا، مردوں کو زندہ کرنا، قوتِ گویائی سے محروم افراد کو زبان کی دولت سے نوازنا اور انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات میں سے دیگر مثالیں جادو نہیں۔ جادو اور معجزہ میں یہ فرق ہے کہ جادو جادوگر اور ہر اس شخص سے صادر ہو سکتا ہے جو اس کا طریقہ سیکھتا ہے اور کبھی تو اس کا وقوع اسے سیکھنے والی ایک جماعت سے بیک وقت بھی ہو سکتا ہے جبکہ معجزہ کی مثل یا مقابل لانے کی اللہ عزوجل کسی کو قدرت نہیں دیتا۔

(ماخوذ از الزواجر عن اقتراف الکبائر، ج۲، ص۲۰۲ تا ۲۰۵)

زوالِ سلطنت کا سبب اور مدت:

۴......شیخ سلیمان الجمل حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی حکومت کے چھن جانے کا سبب ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: ''آپ کی سلطنت چھننے کی مدت صرف چالیس دن ہے جس کا سبب یہ تھا کہ آپ کی ایک زوجہ محترمہ ایک بت کی چالیس دن تک عبادت کرتی رہیں لیکن آپ کو یہ بات نہ معلوم ہو سکی جس کی پاداش میں اللہ عزوجل نے اتنی ہی مقدار ایام آپ سے اعلیٰ مقام و مرتبہ واپس لے لیا۔

(ماخوذ از الجمل، ج۱، ص۱۲۸)

ہاروت و ماروت:

۵......قاضی عیاض علیہ الرحمۃ ہاروت و ماروت کے بارے میں شفا شریف میں فرماتے ہیں کہ ہمیں سب سے پہلے یہ غور کرنا ہے کہ ہاروت و ماروت کون تھے؟ آیا یہ فرشتے تھے یا انسان؟۔ آیتِ قرآنی میں مَلَکَین سے مراد فرشتے ہیں یا نہیں اور اس میں حرف لام پر جو اعراب آیا ہے وہ زبر ہے یا زیر، اس کا تعین کرنا ہے تاکہ اشکال دور کیا جا سکے، اگر لام پر زبر ہو تو اس سے مراد فرشتے ہوں گے اور اگر زیر ہو تو اس سے مراد بادشاہ ہوں گے، اس سلسلے میں اکثر مفسرین کرام علیہم الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ حقیقت حال یہ تھی کہ رب العالمین نے بندوں کا امتحان لینے کے لئے دو فرشتوں کو مقرر فرمایا اور اس کا طریقہ کار یہ مقرر فرمایا کہ وہ فرشتے بندوں کو جادو سکھائیں

اور بندوں کو یہ بتائیں کہ جادو کا عمل کفر کا مستوجب ہے اور جو اس کو کرے گا وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا، چنانچہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ﴿انما نحن فتنة فلا تكفر﴾ لہٰذا جو لوگ ہاروت و ماروت کے فرشتہ ہونے کے قائل ہیں ان کا کہنا یہ ہے کہ ان کے پاس جو بھی جادو سیکھنے کے لئے آتا تھا وہ ان سے پہلے یہ کہتے تھے کہ یہ عمل کفر کا سبب ہے اور اس سے مرد و عورت میں جدائی ڈالی جاتی ہے لہٰذا وہ اس کام سے پرہیز کریں۔

☆......حضرت ابن وہب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''جناب خالد بن عمران کے سامنے جب کسی نے ہاروت و ماروت اور ان کے جادو سکھانے کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: ''غلط اور بالکل غلط، لم ینزل ہم ان دونوں کو اس سے بری جانتے ہیں''، یہ جواب سن کر سائل نے اس آیت کریمہ ﴿و ما انزل على الملكين﴾ کے بارے میں تشریح و تفسیر معلوم کی تو آپ نے فرمایا کہ اس آیت کا مصداق یہ دونوں فرشتے نہیں ہیں۔ خالد بن عمران جیسی شخصیت ان دونوں فرشتوں کو جادو سے بری قرار دیتے ہیں لیکن دوسرے ارباب علم کا کہنا یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے فرشتوں کو جادو کا علم سکھانے پر ماذون کیا تھا لیکن بایں شرط کہ وہ تعلیم دیتے وقت یہ بتا دیں کہ یہ فعل کفر کا سبب اور اللہ عزوجل کی جانب سے ابتلاء و آزمائش کا سبب ہے۔ حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''ہاروت و ماروت بابل کے دو پہلوان تھے اور انہوں نے ﴿و ما انزل على الملكين﴾ میں لام کے کسرہ کے ساتھ قرأت کی اگر جناب حسن کی قرأت کو درست مانا جائے تو ما نفی کے لئے نہیں بلکہ موصولہ ہوگا جو کہ ایجاب کے معنی دے گا۔ عبدالرحمٰن نے ملکین کی قرأت لام کے کسرہ کے ساتھ کی لیکن انہوں نے ان دونوں بادشاہوں سے حضرت داؤد علیہ السلام و حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی ذات مراد لی ہے اور ما کو نفی کے لئے قرار دیا ہے۔

سمرقندی فرماتے ہیں: ''یہ دونوں بادشاہ بنی اسرائیل سے تھے جن کو تعلیم سحر کی پاداش میں اللہ عزوجل نے مسخ فرما دیا البتہ لام کے کسرہ کی قرأت شاذ اور قلیل الاستعمال ہے۔ (شفاء شریف مترجم، ج۲، ص ۳۰۹ تا ۳۱۳)

ایک قول کے مطابق ہاروت و ماروت سے مراد دو ایسے فرشتے ہیں کہ جب فرشتوں نے بنی آدم کو عار دلائی تو اس وقت انہوں نے خود میں سے دو فرشتوں کو چنا تا کہ ان میں شہوت پیدا کی جائے، جو زمین میں فیصلے کریں، لیکن رات کے وقت آسمان پر چلے جائیں، پس وہ دونوں زہرہ نامی ایک عورت کی محبت کا شکار ہو گئے جس نے انہیں شراب پینے پر ابھارا تو دونوں نے نہ صرف اس سے زنا کیا بلکہ ایک انسان کو دیکھ کر اسے قتل بھی کر ڈالا اور پھر دنیا کے عذاب کو آخرت کے عذاب پر ترجیح دی، وہ اب بھی بابل کے ایک کنویں میں الٹے لٹکے ہوئے عذاب میں مبتلا ہیں۔ (المدارك، ج۱، ص ۱۱۶)

☆......ایک دفعہ سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام کو نمدیدہ دیکھا تو ان سے اس کی وجہ دریافت فرمائی: ''اے جبرئیل! تو رو رہا ہے! حالانکہ تیرا اللہ عزوجل کے ہاں ایک مقام و مرتبہ ہے؟'' تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: ''مجھے رونا کیونکر نہ آئے جبکہ میرا سب سے زیادہ رونے کا حق ہے، ہو سکتا ہے کہ میرا اللہ عزوجل کے علم میں وہ کوئی ایسا مقام ہو جو میری موجودہ

حالت سے جدا ہو، میں یہ بھی نہیں جانتا کہ ہوسکتا ہے مجھے بھی ابلیس کی طرح کسی آزمائش میں نہ مبتلا کر دیا جائے کہ وہ بھی تو ملائکہ میں سے تھا، مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ ہوسکتا ہے مجھے بھی ہاروت و ماروت کی طرح نہ آزمایا جائے۔'' پس سرورِ کونین ﷺ بھی جبرائیل امین کے ساتھ آبدیدہ ہو گئے اور اشک بہانے لگے یہاں تک کہ ان دونوں ہستیوں کو ہاتفِ غیبی سے ندا آئی: ''اے جبریل اور اے اللہ ﷻ کے محبوب! اللہ ﷻ نے آپ دونوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ فرما دیا ہے۔'' (الدر المنثور، ج۱، ص۱۹۳)

اغراض:

وسأل ابن صوریا النبی الخ: اس بارے میں شانِ نزول کا مطالعہ فرمائیں۔ بالامر: یہاں اذن کی تفسیر امر کے ساتھ فرمائی اس لئے کہ اللہ کا امر یہ علم سے اَوْلیٰ ہے، اس لئے کہ بھی اذن دَرحقیقت امر کا نام اور مجازاً علم کا نام ہے، اور جتنا ممکن ہو سکے حقیقت کی جانب محمول کرنا واجب ہے۔ بکسر الجیم: جیسا کہ قندیل، فتح کے ساتھ جیسا کہ شمویل، اور ایک قول بلا ہمزہ کا بھی ہے جو کہ ان دونوں کے مقابلے میں زیادہ راجح ہے۔

ومیکال: میکال بروزن مفعال ہے اور یہی لغت حجاز ہے، اور اسے ابو عمر اور ابو حفص نے عاصم سے بیان کیا ہے، دوسری قرأت بھی اسی طرح ہے صرف فرق اتنا ہے کہ الف کے بعد ہمزہ کا اضافہ ہے اور یہ نافع کی قرأت ہے، تیسری قرأت بھی اسی طرح ہے سوائے اس کے کہ ہمزہ کے بعد یاء کی زیادتی کر دی جائے گی، چوتھی قرأت میکئیل بروزن میکیل ہے اور یہ ابن محیصن کی قرأت ہے، پانچویں قرأت بھی اسی طرح ہے صرف فرق اتنا ہے کہ یاء کے بعد ہمزہ نہیں ہے مثل میکل کے، چھٹی قرأت میکائیل الف کے بعد دو یاء کے ساتھ، اسے اعمش نے ذکر کیا ہے، ساتویں قرأت میکائل الف کے بعد ہمزۂ مفتوحہ کے ساتھ جیسا کہ اسرائل۔

عطف الخاص علی العام: کہ یہ دونوں (جبرئیل و میکائیل) ملائکہ پر معطوف ہیں، اور اس عطف کا فائدہ یہ ہے کہ خاص کا عطف عام پر ہو جائے۔ واضحات: وہ آیات اپنے معنیٰ پر دلالت کے اعتبار سے واضح ہیں اور اس بارے میں بھی واضح ہیں کہ یہ اللہ ﷻ کی جانب سے ہیں۔ ماجئتنا بشیء: یعنی جو چیز آپ (ﷺ) ہمارے پاس لائے ہیں ہم اسے پہچانتے ہیں اور جو آیات آپ ﷺ پر نازل ہوئیں ہم ان کی پیروی کرتے ہیں۔ ای التوراۃ: اس بات کو اس جانب محمول کیا جاتا ہے کہ پھینک دینا صرف اسی وقت ہوتا ہے جب کہ کسی چیز کو پکڑ لیا جائے اور قبول بھی کر لیا جائے، اور انہوں نے قرآن کو پکڑا نہ تھا، پس اس صورت میں توریت کو قرآن کے مقابلے میں کتاب پر محمول کرنا اولیٰ ہے (الجمل، ج۱، ص۱۲۴ وغیرہ)

ای لم یعلموا بما فیھا: اس جملے میں اشارہ ہے کہ اللہ ﷻ کا فرمان ﴿وراء ظھورھم﴾ کو حقیقت پر محمول نہیں کیا جاتا بلکہ یہ توریت میں موجود احکامات پر عمل نہ کرنے کے حوالے سے کنایہ ہے اور اگر ایسا نہ مانا جائے تو وہ ابھی تک توریت کے احکامات کی تعظیم کرتے۔ من السحر: اس بارے میں ماقبل سیر حاصل بحث موجود ہے اسی کا مطالعہ فرمائیں۔ لما نزع ملکہ: اس کا بیان ماقبل

مذکور ہے وہیں ملاحظہ فرمالیں۔ اور کانت تسترق السمع: یعنی وہ جادو مراد ہے جو کہ شیطانوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے نیچے دفن کردیا تھا، اس مناسبت کی بحث ماقبل سے حاصل کریں۔ لانہ کفر: جادو کا سیکھنا کیسا ہے؟ اس بارے میں ماقبل موضوع جادو کے بارے میں ہمارا عقیدہ کا مطالعہ فرمائیں۔ (الصاوی، ج۱، ص ۱۲۴ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۳

﴿یایھا الذین امنوا لاتقولوا راعنا﴾ لِلنَّبِيِّ ﷺ، اَمْرٌ مِّنَ الْمُرَاعَاةِ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ لَهُ ذٰلِكَ وَهِيَ بِلُغَةِ الْيَهُوْدِ سَبٌّ مِّنَ الرُّعُوْنَةِ فَسُرُّوْا بِذٰلِكَ وَخَاطَبُوْا بِهَا النَّبِيَّ ﷺ فَنُهِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ عَنْهَا ﴿وقولوا﴾ بَدَلَهَا ﴿انظرنا﴾ اَیْ اُنْظُرْ اِلَيْنَا ﴿واسمعوا﴾ مَاتُؤْمَرُوْنَ بِهِ سِمَاعَ قُبُوْلٍ ﴿وللكفرين عذاب اليم(۱۰۴)﴾ مُؤْلِمٌ هُوَ النَّارُ ﴿ما يود الذين كفروا من اهل الكتب ولا المشركين﴾ مِنَ الْعَرَبِ عَطْفٌ عَلٰى اَهْلِ الْكِتَابِ، وَمِنْ لِلْبَيَانِ ﴿ان ينزل عليكم من﴾ زَائِدَةٌ ﴿خير﴾ وَحْيٍ ﴿من ربكم﴾ حَسَدًا لَّكُمْ ﴿والله يختص برحمته﴾ نُبُوَّتِهٖ ﴿من يشاء والله ذو الفضل العظيم(۱۰۵)﴾ وَلَمَّا طَعَنَ الْكُفَّارُ فِي النَّسْخِ وَقَالُوْا اِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ يَاْمُرُ اَصْحَابَهُ الْيَوْمَ بِاَمْرٍ وَّيَنْهٰى عَنْهُ غَدًا، نزل ﴿ما﴾ شَرْطِيَّةٌ ﴿ننسخ من اية﴾ اَیْ نُزِلْ حُكْمَهَا اِمَّا مَعَ لَفْظِهَا اَوْلَا، وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِضَمِّ النُّوْنِ مِنْ اَنْسَخَ اَیْ نَاْمُرُكَ اَوْ جِبْرَءِيْلَ بِنَسْخِهَا ﴿اوننسها﴾ نُؤَخِّرُهَا فَلَا نُزِلْ حُكْمَهَا وَنَرْفَعُ تِلَاوَتَهَا اَوْ نُؤَخِّرُهَا فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ، وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِلَا هَمْزَةٍ مِنَ النِّسْيَانِ اَیْ نُنْسِكُهَا اَیْ نَمْحُهَا مِنْ قَلْبِكَ، وَجَوَابُ الشَّرْطِ ﴿نات بخير منها﴾ اَنْفَعَ لِلْعِبَادِ فِي السُّهُوْلَةِ اَوْ كَثْرَةِ الْاَجْرِ ﴿او مثلها﴾ فِي التَّكْلِيْفِ وَالثَّوَابِ ﴿الم تعلم ان الله على كل شيء قدير(۱۰۶)﴾ وَ مِنْهُ النَّسْخُ وَالتَّبْدِيْلُ، وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلتَّقْرِيْرِ ﴿الم تعلم ان الله له ملك السموت والارض﴾ يَفْعَلُ فِيْهَا مَايَشَآءُ ﴿وما لكم من دون الله﴾ اَیْ غَيْرِهٖ ﴿من﴾ زَائِدَةٌ ﴿ولي﴾ يَّحْفَظُكُمْ ﴿ولا نصير(۱۰۷)﴾ يَمْنَعُ عَذَابَهُ عَنْكُمْ اِنْ اَتَاكُمْ، وَنَزَلَ لَمَّا سَاَلَهُ اَهْلُ مَكَّةَ اَنْ يُّوَسِّعَهَا وَيَجْعَلَ الصَّفَاءَ ذَهَبًا ﴿ام﴾ بَلْ اَ ﴿تريدون ان تسئلوا رسولكم كما سئل موسى﴾ اَیْ سَاَلَهُ قَوْمُهُ ﴿من قبل﴾ مِنْ قَوْلِهِمْ اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً وَغَيْرِ ذٰلِكَ ﴿ومن يتبدل الكفر بالايمان﴾ اَیْ يَاْخُذْهُ بَدَلَهُ بِتَرْكِ النَّظْرِ فِي الْاٰيَاتِ الْبَيِّنَاتِ وَاقْتِرَاحِ غَيْرِهَا ﴿فقد ضل سواء السبيل(۱۰۸)﴾ اَخْطَاَ الطَّرِيْقَ الْحَقَّ، وَالسَّوَآءُ فِي الْاَصْلِ الْوَسَطُ ﴿ود كثير من اهل الكتب لو﴾ مَصْدَرِيَّةٌ ﴿يردونكم من بعد ايمانكم كفارا حسدا﴾ مَفْعُوْلٌ لَّهُ كَائِنًا ﴿من

عند انفسهم﴾ اَیْ حَمَلَتْهُمْ عَلَیْهِ اَنْفُسُهُمُ الْخَبِیْثَةُ ﴿من بعد ما تبین لهم﴾ فِی التَّوْرَاةِ ﴿الحق﴾ فِیْ شَاْنِ النَّبِیِّ ﷺ ﴿فاعفوا﴾ عَنْهُمْ اَیْ اُتْرُکُوْهُمْ ﴿واصفحوا﴾ اَعْرِضُوْا فَلَا تُجَازُوْهُمْ ﴿حتی یاتی الله بامره﴾ فِیْهِمْ مِنَ الْقِتَالِ ﴿ان الله علی کل شیء قدیر (۱۰۹) واقیموا الصلوة وا توا الزکوة وما تقدموا لانفسکم من خیر﴾ طَاعَةٍ کَصِلَةٍ وَّصَدَقَةٍ ﴿تجدوه﴾ اَیْ ثَوَابَهٗ ﴿عند الله ان الله بما تعملون بصیر (۱۱۰)﴾ فَیُجَازِیْکُمْ بِهٖ ﴿وقالوا لن یدخل الجنة الا من کان هودا﴾ جَمْعُ هَآئِدٍ ﴿او نصاری﴾ قَالَ ذٰلِکَ یَهُوْدُ الْمَدِیْنَةِ وَنَصَارٰی نَجْرَانَ لَمَّا تَنَاظَرُوْا بَیْنَ یَدَیِ النَّبِیِّ ﷺ اَیْ قَالَ الْیَهُوْدُ لَنْ یَّدْخُلَهَا اِلَّا الْیَهُوْدُ وَقَالَ النَّصَارٰی لَنْ یَّدْخُلَهَا اِلَّا النَّصَارٰی ﴿تلک﴾ الْقَوْلَةُ ﴿امانیهم﴾ شَهَوَاتُهُمُ الْبَاطِلَةُ ﴿قل﴾ لَهُمْ ﴿هاتوا برهانکم﴾ حُجَّتَکُمْ عَلٰی ذٰلِکَ ﴿ان کنتم صدقین (۱۱۱)﴾ فِیْهِ ﴿بلی﴾ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ غَیْرُهُمْ ﴿من اسلم وجهه لله﴾ اَیْ اِنْقَادَ لِاَمْرِهٖ، وَخُصَّ الْوَجْهُ لِاَنَّهٗ اَشْرَفُ الْاَعْضَآءِ فَغَیْرُهٗ اَوْلٰی ﴿وهو محسن﴾ مُّوَحِّدٌ ﴿فله اجره عند ربه﴾ اَیْ ثَوَابَ عَمَلِهِ الْجَنَّةَ ﴿ولا خوف علیهم ولاهم یحزنون (۱۱۲)﴾ فِی الْاٰخِرَةِ۔

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! نہ کہو (نبی پاک ﷺ کیلئے) راعنا ......۱...... (یہ امر کا صیغہ ہے جو مراعاۃ سے مشتق ہے، یہودی حضور ﷺ کی جناب میں یہ لفظ بولا کرتے تھے جبکہ انکی لغت میں یہ لفظ رعونت سے مشتق اور سب وشتم کے معنی میں مستعمل تھا، وہ حضور سید عالم ﷺ کو اس لفظ سے مخاطب کر کے خوش ہوتے تھے، لہذا مسلمانوں کو اس لفظ سے حضور ﷺ کو مخاطب کرنے سے منع کر دیا گیا اور ارشاد فرمایا گیا) اور یوں عرض کرو (راعنا کے بجائے) ہم پر نظر رکھیں (یعنی انظرنا کہا کرو جس کا معنی ہے کہ ہماری طرف نظر عنایت فرمائیں) پہلے ہی سے بغور سنو (قبولیت کے کانوں سے جسکا تمہیں حکم دیا جاتا ہے) اور کافروں کیلئے دردناک (یعنی سخت تکلیف دہ، مراد اس سے آگ کا) عذاب ہے اور وہ جو کافر ہیں کتابی یا مشرک وہ نہیں چاہتے (عربوں میں سے، مشرکین کا عطف اهل الکتاب پر ہے، اور یہاں من بیانیہ ہے) کہ تم پر کوئی (من زائدہ ہے) بھلائی (یعنی وحی) اُترے تمہارے رب کے پاس سے (تم سے حسد کے باعث) اور اللہ اپنی رحمت (یعنی نبوت) سے خاص کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (اور جب کفار نے آپ ﷺ پر نسخ کے بارے میں طعن کیا کہ محمد ﷺ ایک دن اپنے اصحاب کو ایک کام کا حکم دیتے ہیں تو دوسرے دن اس سے منع کر دیتے ہیں، تو پس یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی) جب (ما شرطیہ ہے) کوئی آیت ہم منسوخ ......۲...... فرمائیں (یعنی ہم کسی آیت کا حکم مع اسکے الفاظ کے یا بغیر الفاظ کے فقط حکم ختم

فرمادیں، ایک قراءت میں نون کے ضمہ کیساتھ نُنسِخ باب انسناخ سے ہے یعنی ہم تمہیں یا جبرائیل تمہیں اسکے منسوخ ہونے کا حکم دیں) یا بھلا دیں (یعنی اسے مؤخر کردیں اور اسکا حکم ختم کیے بغیر صرف اسکی تلاوت سے منع کردیں یا لوح محفوظ سے ہی اسکے حکم کو مؤخر کردیں، ایک قراءت میں نُنسِیَ بلا ھمزہ، نسیان سے مشتق ہے یعنی ہم اسے بھلا دیں یا اسکا حکم آپ کے قلبِ اطہر سے مٹا دیں، یہ شرط ہے جبکہ جواب شرط نات بخیر منھا ہے) تو ہم اس سے بہتر لے آئینگے (یعنی جو بندوں کیلئے سہولت یا کثیر اجر میں زیادہ نفع بخش ہو) یا اس جیسی (کوئی دوسری شے مکلّف بنانے اور ثواب دینے میں) تجھے خبر نہیں کہ اللہ سب کچھ کرسکتا ہے (من جملہ ان امور میں سے نسخ وتبدیلی بھی ہے، الم تعلم میں ھمزہ استفہام تقریری ہے) کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ ہی کیلئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی (وہ اس میں جو چاہے کرے) اور اللہ کے سوا تمہارا (یعنی اسکے علاوہ، مِن زائدہ ہے) نہ کوئی حمایتی (ہے کہ جو تمہاری حفاظت کرے) اور نہ مددگار (کہ جو اسکا عذاب تم پر آنے سے روکے اگر وہ عذاب تمہاری جانب رخ کرلے۔ یہ آیتِ مبارکہ اسوقت نازل ہوئی جب اہلِ مکہ نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ آپ ﷺ مکہ کی توسیع فرمائیں اور کوہِ صفاء کو سونے کا بنادیں) کیا (بلکہ) یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ویسا سوال کرو جو موسیٰ سے ہوا تھا (جو انکی قوم نے ان سے کیا تھا) پہلے (یعنی انکی قوم نے ان سے سوال کیا تھا: ''ارنا اللّٰہ جھرۃ وغیرہ وغیرہ) اور جو ایمان کے بدلے کفر لے (یعنی آیاتِ بینات میں غور وفکر ترک کرکے کفر کو ایمان کے بدلے لے لے اور اپنی طرف سے بغیر جانے استنباط کرلے وغیرہ وغیرہ) وہ ٹھیک راستہ بہک گیا (یعنی سیدھی راہ سے بھٹک گیا، سِواء لغت میں درمیانی راہ کو کہتے ہیں) بہت کتابیوں نے چاہا کاش (لو مصدریہ ہے) تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیردیں جلن سے (حسدًا مفعول لہ ہے) اپنے دلوں کی (یعنی اس حسد پر انہیں انکی خبیث جانوں نے برانگیختہ کیا ہے) بعد اسکے کہ ان پر (توریت میں) حق ظاہر ہوچکا (نبی پاک ﷺ کی شان میں) تو تم چھوڑو (فاعفوا بمعنی اترکوا ہے) اور درگزر کرو (یعنی ان سے اعراض کرو اور انہیں بدلہ نہ دو) یہانتک کہ اللہ اپنا حکم لائے (ان سے قتال کے بارے میں) بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور اپنی جانوں کیلئے جو بھلائی آگے بھیجو (یعنی طاعت جیسے صلہ رحمی اور صدقہ وغیرہ) اسے (یعنی اسکا ثواب) اللہ کے یہاں پاؤ گے، بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے (وہ تمہیں ان اعمال پر جزا دیگا) اور اہل کتاب بولے ہرگز جنت میں نہ جائیگا مگر وہ جو یہودی (ھُود، ھائد کی جمع ہے) یا نصرانی ہو (یہ بات مدینہ منورہ کے یہودی اور نجران کے نصاریٰ نے مناظرے کے درمیان حضور سید عالم ﷺ سے کہی تھی یعنی یہود نے کہا جنت میں ہرگز نہ جائینگے مگر یہود اور نصاریٰ نے کہا جنت میں ہرگز نہ جائینگے مگر نصاریٰ) یہ (بات) انکی خیال بندیاں ہیں (یعنی انکی باطل خواہشات ہیں) تم فرماؤ (ان سے) لاؤ اپنی دلیل (یعنی اس بارے میں حجت پیش کرو) اگر سچے ہو (اپنے دعویٰ میں) ہاں کیوں نہیں (جنت میں انکے بجائے جائینگے) جس نے اپنا چہرہ اللہ کیلئے جھکا دیا (یعنی اسکے حکم کی پیروی کی، یہاں چہرے کا خصوصی تذکرہ اسلئے فرمایا کہ یہ تمام اعضاء میں اشرف ہوتا ہے، تو جس نے اللہ کے لئے اپنا چہرہ جھکا دیا دیگر اعضاء بدرجہ اولیٰ جھکائے گا) اور وہ نیکوکار

ہے (یعنی مومن ہے) تو اسکا نیک کام اسکے رب کے پاس ہے (یعنی اسکے عمل کا ثواب جنت ہے) اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم (آخرت میں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها الذین امنوا لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا﴾

یایها الذین امنوا : جملہ فعلیہ ندائیہ، لا تقولوا : قول، راعنا : جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف علیہ، وقولوا انظرنا : جملہ فعلیہ معطوف اول، و اسمعوا : معطوف ثانی، معطوف علیہ با معطوفین جملہ فعلیہ مقصود بالنداء۔

﴿وللکفرین عذاب الیم﴾

و : مستانفہ، للکفرین : ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب الیم : مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ما یود الذین کفروا من اهل الکتب ولا المشرکین ان ینزل علیکم من خیر من ربکم﴾

مایود : فعل نفی، الذین : اسم موصول، کفروا : فعل وفاعل، من : جار، اهل الکتاب : معطوف علیہ، ولا المشرکین : معطوف، ملکر مجرور، جو جار سے ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر فاعل، اَنْ : مصدریہ، ینزل علیکم ......الخ : بتاویل مصدر مؤول مفعول، فعل اپنے فاعل اور مفعولی سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والله یختص برحمته من یشاء والله ذوالفضل العظیم﴾

و : مستانفہ، اللّٰہ : اسم جلالت مبتدا، یختص برحمته من یشاء : فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و : عاطفہ، اللّٰہ : اسم جلالت مبتدا، ذو الفضل العظیم : مرکب اضافی خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ما ننسخ من اية او ننسها نات بخير منها او مثلها﴾

ما : متضمن بمعنی شرط مفعول مقدم، ننسخ : فعل، من اية : اسم شرط کی صفت ہے، جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او ننسها : معطوف، ملکر شرط، نأت بخير منها : فعل بافاعل وظرف لغو، او مثلها : معطوف ہے اية پر، سب ملکر جزاء، جو شرط سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿الم تعلم إن الله على كل شيء قدير الم تعلم ان الله له ملک السموت والارض﴾

همزه : استفہامیہ، لم تعلم : فعل وفاعل، ان اللّٰه على ......الخ : جملہ اسمیہ مفعول، سب ملکر جملہ فعلیہ، همزه : استفہامیہ، لم تعلم : فعل وفاعل، انّ : حرف مشبہ بالفعل، اللّٰہ : اسم جلالت اسم، له : ظرف مستقر خبر مقدم، ملک السموات والارض : مبتدا مؤخر، جملہ اسمیہ ہوکر انّ کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر لم تعلم فعل کا مفعول، سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما لکم من دون الله من ولی ولا نصير﴾

و:عاطفہ،ما:مشابہ بلیس،لکم:ظرف مستقر خبر مقدم،من دون اللّٰہ :حال مقدم،من:زائدہ،ولی ولا نصیر :معطوف علیہ معطوف سے ملکر ذوالحال،جو حال سے ملکر مبتدا موٴخر،جو خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام تریدون ان تسئلوا رسولکم کماسئل موسی من قبل﴾

ام:عاطفہ منقطعہ،تریدون:فعل وفاعل،ان:مصدریہ،تسئلوا رسولکم:فعل وفاعل ومفعول،کما سئل ......الخ:شبہ جملہ ہوکر حال ہے مفعول سے،سب ملکر بتاویل مصدر موٴول مفعول،فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یتبدل الکفر بالایمانِ فقد ضل سواء السبیل﴾

و: مستانفہ،من:اسم شرط مبتدا،یتبدل الکفر بالایمان:جملہ فعلیہ شرط، فقد ضل ......الخ:جملہ فعلیہ جزا،شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ودکثیر من اھل الکتبِ لویردونکم من بعد ایمانکم کفارا حسدا من عند انفسھم من بعد ما تبین لھم الحق﴾

ود:فعل،کثیر من اھلَ الکتاب :مرکبِ توصیفی فاعل،لو یردونکم من بعد ایمانکم: جملہ بتاویل مصدر مفعول اول،کفارا، مفعول ثانی،حسدًا :مفعول لہ،من عند انفسھم:ظرف لغو،من بعد ما تبین لھم الحق :ظرف لغو ثانی،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاعفوا واصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ ان اللہ علی کل شیء قدیر﴾

ف:فصیحیہ،اعفوا:فعل با فاعل جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، واصفحوا ......الخ:جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر جملہ معطوفہ، ان اللّٰہ علی کل شیٴ قدیر :اسکی ترکیب گزر چکی ہے۔

﴿واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ﴾

و:مستانفہ،اقیموا الصلوۃ:جملہ فعلیہ، واتو الزکوۃ:جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿وما تقدموالانفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ ان اللہ بما تعملون بصیر﴾

و:مستانفہ،ما:متضمن بمعنی شرط مفعول مقدم،تقدموا لانفسکم :فعل وفاعل وظرف لغو،من خیر : اسم شرط کی صفت ہے،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ شرط،تجدوہ عند اللّٰہ :جملہ فعلیہ جواب شرط،جو شرط سے ملکر جملہ شرطیہ،انّ:حرف مشبہ بالفعل،اللّٰہ:اسم جلالت اسم،بما تعملون بصیر : شبہ جملہ ہوکر خبر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقالوا لن یدخل الجنۃ الامن کان ھودا اونصری﴾

و:عاطفہ،قالوا:فعل با فاعل قول،لن یدخل الجنۃ:فعل ومفعول،الا :حرف استثناء مفرغہ،من:موصولہ،کانوا ھودا او نصری:

جملہ فعلیہ صلہ، جو اپنے موصول سے ملکر فاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ودّ کثیر پر معطوف ہے۔

﴿تلک امانیهم قل هاتوا برهانکم ان کنتم صدقین﴾

تلک: مبتدا، امانیهم: خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ معترضہ، قل: قول، هاتوا برهانکم: فعل بافاعل ومفعول جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ، ان کنتم صدقین: شرط، جواب محذوف هاتوا برهانکم، شرط جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿بلی من اسلم وجهه لله وهو محسن فله اجره عند ربه﴾

بلی: حرف اثبات للعطف، من: اسم شرط مبتدا، اسلم وجهه لله: جملہ فعلیہ، وهو محسن: اسلم کے فاعل سے حال، ملکر شرط، ف: جزائیہ، له: خبر مقدم، اجره: ذوالحال، عند ربه: ظرف حال، ملکر مبتدا مؤخر، جو خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، من مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون﴾

و: عاطفہ، لا: نافیہ، خوف: مبتدا، علیهم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، هم یحزنون: جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل پر معطوف

﴿شانِ نزول﴾

☆......یایها الذین امنوا لا تقولوا راعنا ......☆ جب حضور اقدس ﷺ صحابہ کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے راعنا یارسول الله اسکے معنی یہ تھے کہ یارسول اللہ ہمارے حال کی رعایت فرمایئے یعنی کلامِ اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجئے، یہود کی لغت میں یہ کلمہ سوءِ ادب کے معنی رکھتا تھا انہوں نے اس نیت سے کہنا شروع کیا، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سنکر فرمایا: "اے دشمنانِ خدا! تم پر اللہ کی لعنت! اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا اسکی گردن ماردوں گا" یہود نے کہا: "ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں، مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں" اس پر آپ رنجیدہ ہوکر خدمتِ اقدس ﷺ میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جسمیں راعنا کہنے کی ممانعت فرمادی گئی تھی اور اس معنی کا دوسرا لفظ انظرنا کہنے کا حکم ہوا۔

☆......مایود الذین کفروا من اهل الکتب......☆ یہود کی ایک جماعت مسلمانوں سے دوستی وخیر خواہی کا اظہار کرتی تھی، انکی تکذیب میں یہ آیت نازل ہوئی مسلمانوں کو بتایا گیا کہ کفار خیر خواہی کے دعوے میں جھوٹے ہیں۔

☆......ما ننسخ من ایة او ننسها......☆ قرآن کریم نے شرائع سابقہ وکتب قدیمہ کو منسوخ فرمایا تو کفار کو بہت توحش ہوا اور انہوں نے اس پر طعن کئے، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ منسوخ بھی اللہ کی طرف سے ہے اور ناسخ بھی، دونوں عینِ حکمت ہیں اور ناسخ کبھی منسوخ سے زیادہ سہل وانفع ہوتا ہے، قدرتِ الٰہی پر یقین رکھنے والوں کیلئے اس میں جائے تردد نہیں ہے،

کائنات میں مشاہدہ کیا جاتا ہے اللہ ﷻ دن سے رات کو، گرما سے سرما کو، جوانی سے بچپن کو، بیماری سے تندرستی کو، بہار سے خزاں کو منسوخ فرماتا ہے، یہ تمام نسخ وتبدیل اسکی قدرت کے دلائل ہے تو ایک آیت اور حکم کے منسوخ ہونے میں کیا تعجب، نسخ درحقیقت حکم سابق کی مدت بیان ہوتا ہے کہ وہ حکم اس مدت کیلئے تھا اور عین حکمت تھا کفار کی نافہمی کہ نسخ پر اعتراض کرتے ہیں اور اہلِ کتاب کا اعتراض انکے معتقدات کے لحاظ سے بھی غلط ہے، انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت کے احکام کی منسوخیت تسلیم کرنا پڑے گی یہ ماننا ہی پڑے گا کہ شنبہ کے روز دنیاوی کام ان سے پہلے حرام نہ تھے ان پر حرام ہوئے یہ بھی اقرار ناگزیر ہوگا کہ توریت میں حضرت نوح علیہ السلام کی امت کیلئے تمام چوپائے حلال ہونا بیان کیا گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بہت سے حرام کردیے گئے ان امور کے ہوتے ہوئے نسخ کا انکار کس طرح ممکن ہے۔

☆......**ام تریدون ان تسئلوا رسولکم**......☆ یہود نے کہا اے محمد ﷺ ہمارے پاس آپ ایسی کتاب لائیے جو آسمان سے یکبارگی نازل ہو تو انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......**ود کثیر من اھل الکتاب**......☆ جنگ احد کے بعد یہود کی جماعت نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ "اگر تم حق پر نہ ہوتے تو تمہیں شکست نہ ہوتی، تم ہمارے دین کی طرف واپس آجاؤ" حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تمہارے نزدیک عہد شکنی کیسی ہے؟" انہوں نے کہا: "نہایت بری۔" آپ نے فرمایا: "میں نے عہد کیا ہے کہ زندگی کے آخری لمحہ تک سید عالم محمد مصطفیٰ ﷺ سے نہ پھرونگا اور کفر نہ اختیار کرونگا۔" اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں راضی ہوا اللہ کے رب ہونے، محمد مصطفیٰ ﷺ کے رسول ہونے، اسلام کے دین ہونے، قرآن کے ایمان ہونے، کعبہ کے قبلہ ہونے، مؤمنین کے بھائی ہونے سے۔" پھر یہ دونوں صاحب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو واقعہ کی خبر دی حضور ﷺ نے فرمایا تم نے بہتر کیا اور فلاح پائی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مقام احتیاط!

۱......جب سرورِ دوعالم ﷺ مسلمانوں کو کوئی علم کی بات سکھلاتے تو وہ عرض کیا کرتے: "راعنا یا رسول اللہ ﷺ!" یعنی ہمارا خیال فرمائیے اور دوبارہ ارشاد فرمائیے تاکہ ہم اس بات کو سمجھ کر یاد کرلیں، جبکہ یہودی اپنی عبرانی یا سریانی زبان میں اسی لفظ کو بطور سب وشتم استعمال کیا کرتے تھے یعنی وہ راعینا کہا کرتے تھے، جب انہوں نے مسلمانوں سے یہ لفظ راعنا سنا تو انہوں نے موقع کو غنیمت جانا اور وہ بھی سرورِ کائنات ﷺ کو اسی لفظ سے مخاطب کرنے لگے حالانکہ وہ اس لفظ سے مراد سب وشتم لیا کرتے، پس مؤمنین کو اس لفظ کے استعمال سے منع فرما کر اس کے ہم معنی لفظ انظرنا کہنے کا حکم دیا گیا۔ (المدارک، ج۱، ص۱۱۷، ۱۱۸)

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کی تعظیم وتوقیر اوران کی جناب میں کلماتِ ادب عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترکِ ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا بھی ممنوع ہے۔ (خزائن العرفان، حاشیہ ۱۸۰)

☆......حضرت سیدنا قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں پیدا ہوئے، حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بنی یعمر بن لیث کے بھائی قباث بن اشیم سے دریافت فرمایا: ''آپ عمر میں بڑے ہیں یا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم؟'' تو انہوں نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بڑے ہیں، میری تو ولادت ان سے پہلے کی ہے۔''

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب ما جاء فی میلاد النبی ﷺ، ج۲، ص۱۹۱)

نسخ:

۲......نسخ کی لغوی تعریف تبدیل کرنا، دور کرنا اور ازالہ کرنا ہے جبکہ اس کی شرعی تعریف یہ ہے: ''وہ دلیل شرعی جو کسی دوسری دلیل شرعی سے تو مؤخر ہو لیکن اس کا حکم اس کے برعکس ہو۔'' (التعریفات، ص۱۹۱)

امام بیضاوی نسخ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''کسی شے سے ایک صورت ختم کر کے کسی دوسری شے میں ثابت کرنا نسخ کہلاتا ہے۔'' (البیضاوی، ج۱، ص۱۲۷)

نسخ فی القرآن:

قرآنِ کریم میں نسخ کی تین صورتیں ہیں: (۱)......وہ آیاتِ مبارکہ جن کا حکم اور تلاوت کرنا دونوں منسوخ ہے، مثلاً......۔

☆......حضرت سیدنا ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ نے رات بھر قیام کیا اور حالت قیام میں ایک سورت پڑھنی چاہی مگر سوائے بسم اللہ کے اسے تلاوت نہ کر پائے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی خبر دی، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس سورت کی تلاوت اور اس کا حکم اٹھا لیا گیا ہے۔'' اس روایت کی تخریج امام بغوی علیہ الرحمۃ نے کی ہے۔ ایک قول کے مطابق سورۂ احزاب سورۃ بقرۃ کی مثل (یعنی طویل) تھی لیکن پھر اس کے بعض حصہ کی تلاوت اور حکم اٹھا لیا گیا۔ (۲)......وہ آیاتِ مبارکہ جن کی تلاوت تو منسوخ ہو چکی ہے لیکن حکم اب بھی باقی ہے، مثال کے طور پر آیتِ رجم۔ حضرت سیدنا ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے منبرِ رسول پر تشریف فرما ہو کر ارشاد فرمایا: ''بیشک اللہ عزوجل نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان پر کتاب نازل فرمائی، جس میں آیتِ رجم بھی نازل فرمائی تھی، ہم نے نہ صرف اس کی قرأت کی بلکہ اسے یاد بھی کیا اور سمجھ بھی لیا، اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی رجم کی سزا دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم نے بھی ایسا ہی کیا، مجھے ڈر ہے کہ لوگوں پر طویل زمانہ گزر جانے کے بعد کہیں وہ یہ نہ کہنے لگیں کہ ہم تو کتاب اللہ میں آیتِ رجم نہیں پاتے، پس وہ اللہ عزوجل کے نازل کردہ فرض کو ترک کرنے کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں، یقیناً آیتِ رجم کا حکم قرآن کریم میں ہر اس زانی مرد وعورت پر لازم ہے جو کہ شادی شدہ ہوں لیکن اس میں شرط یہ ہے

کہ ان پر گواہیاں قائم ہوجائیں، یا وہ عورت حاملہ ہوجائے یا وہ خود اعتراف کرلے۔'' (۳)......وہ آیاتِ مبارکہ جن کا حکم تو منسوخ ہو چکا لیکن وہ قرآنِ کریم میں اب بھی موجود ہیں اور ان کی تلاوت بھی کی جاتی ہے، ایسی آیات کی مثالیں قرآنِ کریم میں کثرت سے ملتی ہیں جیسا کہ قریبی رشتے داروں کے حق میں وصیت کرنے والی آیت مبارکہ امام شافعی کے نزدیک آیتِ میراث کے ساتھ منسوخ ہے جبکہ امام شافعی کے علاوہ دوسروں کے نزدیک سنت سے منسوخ ہے اور آیتِ قتال یعنی ﴿ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین﴾ اللہ ﷻ کے اس فرمانِ عالیشان سے منسوخ ہے ﴿الئن خفف عنکم و علم ان فیکم ضعفا﴾ قرآنِ کریم میں ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ (الجمل، ج۱، ص۱۳۷)

اغراض :

من امر المراعاۃ: یعنی شور وغل اور نامناسب غیر محفوظ وغیر محتاط کلام میں مبالغہ کرنا مراد ہے۔ سب من الرعونۃ: یعنی بے وقوفانہ، جہالت، کم عقلی یا یہ کہ میں نے نہیں سنا وغیرہ باتیں کرنا جیسا کہ مفسر نے شانِ نزول کے تحت کلام فرمایا، لہذا شانِ نزول کے تحت ملاحظہ فرمالیں۔ سماع قبول: یعنی احکام وغیرہ کے بیان کرتے وقت حضورِ قلبی کے ساتھ کلامِ مبارک سنو، تاکہ معلم کی نظر میں طالبِ علم میں سماعت کی قابلیت بھی پیدا ہوجائے اور بڑی کامیابی حاصل ہوجائے۔ حسداً لکم: یہاں حسد کی نفی کے لئے علت بیان کی گئی ہے یہود کو یہ حسد ہوتا تھا کہ ان کے گمان کے مطابق نبی انہیں میں سے ہونا چاہئے تھا کہ کئی نبی ان میں سے ہوئے ہیں جب کہ مشرکین عرب کو حسد اس لئے ہوتا تھا کہ ان کے پاس ریاست یعنی حکومت تھی اور انہیں اس پر فخر تھا وہ کہتے کہ نبوت کے لائق تو ہم ہی ہیں۔

ولما طعن الکفار الخ: اس جملے سے نسخ فی الآیت کے شانِ نزول کی جانب اشارہ ہے لہذا اس عنوان کے تحت شانِ نزول کا مطالعہ فرمائیں۔ ونرفع تلاوتھا: یعنی ہم منسوخ کردیں، پس یہ تفسیر اللہ ﷻ کے فرمان ﴿ما ننسخ من آیۃ حکمان من احکام النسخ﴾ کے تحت منسوخ ہوجائے، کہ تلاوت اور حکم دونوں ہی منسوخ ہوجائیں، یا فقط حکم منسوخ ہو جو کہ اس آیت ﴿او ننساھا الحکم﴾ یا تیسری صورت یہ بنے کہ فقط لفظی نسخ بنے نہ کہ حکمی۔

او نؤخرھا فی اللوح المحفوظ: یعنی نہ تو ہم تمہیں اس کی اطلاع کریں نہ ہی سکھائیں، اور یہ تفسیر ماقبل نسخ کے بیان کردہ تینوں اقوال کے تحت داخل ہے۔ ای نمحھا من قلبک: اس طرح کہ تیری امت کے دل پر حکم باقی رہے اور لفظ محو ہوجائیں یا دونوں ہی محو ہوجائیں۔ فی السھولۃ: یعنی اللہ کا فرمان ﴿الآن خفف اللہ عنکم﴾ کے ذریعے۔ من ولی و لا نصیر: ولی اور نصیر میں فرق یہ ہے کہ ولی کبھی مدد کرنے میں کمزور ہوتا ہے اور نصیر کبھی منصور سے اجنبی ہوتا ہے، دونوں کے مابین عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے۔ او لا: یعنی نسخ کا حکم کسی بھی طرح سے ہوسکتا ہے چاہے لفظوں میں ہو یا فقط یونہی حکم منسوخ ہوجائے۔

ویجعل الصفا ذھبا: یا اس کے علاوہ کوئی سوال کریں جیسا کہ اللہ ﷻ نے سورۂ الاسراء میں فرمایا ﴿وقالوا لن نؤمن حتی تفجر لنا فی الارض ینبوعا﴾، اس میں یہ اشکال ہے کہ سورۂ بقرہ مدنی ہے اور یہ سوال ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں کیا گیا تھا لہٰذا حق تو یہ تھا کہ اس آیت کے نزول کا سبب مدینہ کے یہود ہوں جو کہ آسمان سے (یک بارگی) کتاب کے نزول کے خواہاں تھے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ سورت مبارکہ مدنی ہے اور سیاق کلام یہود سے خطاب ہے اور ام بمعنی بل اضراب کے لئے آتا ہے اور مفید بات یہ تھی کہ اس کا تعلق ماقبل کے ساتھ کردیا جاتا۔ وغیر ذلک: یعنی ان کے قول کے علاوہ ﴿ادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض﴾، ﴿اجعل لنا الٰھا کما لھم آلھۃ﴾ وغیرہ۔ اخطأطریق الحق: یعنی سیدھے راستے کے ہوتے ہوئے دین حق میں شبہ کیا ان تمام باتوں کی موجودگی میں کہ یہ سارے راستے مقصود تک پہنچادیں گے۔ لن یدخلھا الا الیھود: یہود کو یہود اس لئے کہا کہ انہوں نے ہدایت پائی ان معنی میں کہ بچھڑے کی عبادت سے رجوع لائے اور نصاری کو نصاری اس لئے کہ انہوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کی مدد کی اور یہ نصران یا نصری کی جمع ہے۔ (الصاوی، ج ۱، ص ۹۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿وقالت الیھود لیست النصاری علی شیء﴾ مُعْتَدٍّ بِهٖ وَكَفَرَتْ بِعِيْسٰى ﴿وقالت النصاری لیست الیھود علی شیء﴾ مُعْتَدٍّ بِهٖ وَكَفَرَتْ بِمُوْسٰى ﴿وھم﴾ اَيِ الْفَرِيْقَانِ ﴿یتلون الکتب﴾ اَلْمُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ وَفِيْ كِتَابِ الْيَهُوْدِ تَصْدِيْقُ عِيْسٰى وَفِيْ كِتَابِ النَّصَارٰى تَصْدِيْقُ مُوْسٰى، وَالْجُمْلَةُ حَالٌ ﴿کذلک﴾ كَمَا قَالَ هٰؤُلَاءِ ﴿قال الذین لا یعلمون﴾ اَيِ الْمُشْرِكُوْنَ مِنَ الْعَرَبِ وَغَيْرِهِمْ ﴿مثل قولھم﴾ بَيَانٌ لِمَعْنٰى ذٰلِكَ اَيْ قَالُوْا لِكُلِّ ذِيْ دِيْنٍ لَيْسُوْا عَلٰى شَيْءٍ ﴿فاللہ یحکم بینھم یوم القیمة فیما کانوا فیه یختلفون (۱۱۳)﴾ مِنْ اَمْرِ الدِّيْنِ، فَيُدْخِلُ الْمُحِقَّ الْجَنَّةَ وَالْمُبْطِلَ النَّارَ ﴿ومن اظلم﴾ اَيْ لَا اَحَدَ اَظْلَمُ ﴿ممن منع مسجد اللہ ان یذکر فیھا اسمه﴾ بِالصَّلٰوةِ وَالتَّسْبِيْحِ ﴿وسعی فی خرابھا﴾ بِالْهَدْمِ اَوِ التَّعْطِيْلِ، نَزَلَتْ اِخْبَارًا عَنِ الرُّوْمِ الَّذِيْنَ خَرَّبُوْا بَيْتَ الْمَقْدِسِ اَوْ فِي الْمُشْرِكِيْنَ لَمَّا صَدُّوا النَّبِيَّ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ عَنِ الْبَيْتِ ﴿اولئک ما کان لھم ان یدخلوھا الا خائفین﴾ خَبَرٌ بِمَعْنَى الْاَمْرِ اَيْ اَخِيْفُوْهُمْ بِالْجِهَادِ فَلَا يَدْخُلُهَا اَحَدٌ اٰمِنًا ﴿لھم فی الدنیا خزی﴾ هَوَانٌ بِالْقَتْلِ وَالسَّبْيِ وَالْجِزْيَةِ ﴿ولھم فی الاخرة عذاب عظیم (۱۱۴)﴾ هُوَ النَّارُ وَنَزَلَ لَمَّا طَعَنَ الْيَهُوْدُ فِيْ نَسْخِ الْقِبْلَةِ اَوْ فِيْ صَلٰوةِ النَّافِلَةِ عَلَى الرَّاحِلَةِ فِي السَّفَرِ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ ﴿وللہ المشرق والمغرب﴾ اَيِ الْاَرْضُ كُلُّهَا لِاَنَّهُمَا نَاحِيَتَاهَا ﴿فاینما تولوا﴾

وُجُوْهَكُمْ فِي الصَّلٰوةِ بِاَمْرِهٖ ﴿فثم﴾ هُنَاكَ ﴿وجه الله﴾ قِبْلَتُهُ الَّتِيْ رَضِيَهَا ﴿ان الله واسع﴾ يَسَعُ فَضْلُهٗ كُلَّ شَيْءٍ ﴿عليم (۱۱۵)﴾ بِتَدْبِيْرِ خَلْقِهٖ ﴿وقالوا﴾ بِوَاوٍ وَدُوْنِهَا اَيِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى وَمَنْ زَعَمَ اَنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ بَنَاتُ اللّٰهِ ﴿اتخذ الله ولدا﴾ قَالَ تَعَالٰى ﴿سبحنه﴾ تَنْزِيْهًا لَهٗ عَنْهُ ﴿بل له ما في السموت والارض﴾ مِلْكًا وَّخَلْقًا وَّعَبِيْدًا، وَالْمِلْكِيَّةُ تُنَافِي الْوِلَادَةَ وَعَبَّرَ بِمَا تَغْلِيْبًا لِمَالَا يَعْقِلُ ﴿كل له قانتون (۱۱۶)﴾ مُطِيْعُوْنَ، كُلٌّ بِمَا يُرَادُ مِنْهُ وَفِيْهِ تَغْلِيْبُ الْعَاقِلِ ﴿بديع السموت والارض﴾ مُوْجِدُهُمَا لَا عَلٰى مِثَالٍ سَبَقَ ﴿واذا قضى﴾ اَرَادَ ﴿امرا﴾ اَيْ اِيْجَادَهٗ ﴿فانما يقول له كن فيكون (۱۱۷)﴾ اَيْ فَهُوَ يَكُوْنُ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالنَّصْبِ جَوَابًا لِلْاَمْرِ ﴿وقال الذين لايعلمون﴾ اَيْ كُفَّارُ مَكَّةَ لِلنَّبِيِّ ﷺ ﴿لولا﴾ هَلَّا ﴿يكلمنا الله﴾ بِاَنَّكَ رَسُوْلُهٗ ﴿اوتاتينا اية﴾ مِمَّا اقْتَرَحْنَاهُ عَلٰى صِدْقِكَ ﴿كذلك﴾ كَمَا قَالَ هٰؤُلَاءِ ﴿قال الذين من قبلهم﴾ مِنْ كُفَّارِ الْاُمَمِ الْمَاضِيَةِ لِاَنْبِيَآئِهِمْ ﴿مثل قولهم﴾ مِنَ التَّعَنُّتِ وَطَلَبِ الْاٰيَاتِ ﴿تشابهت قلوبهم﴾ فِي الْكُفْرِ وَالْعِنَادِ فِيْهِ تَسْلِيَةُ النَّبِيِّ ﷺ ﴿قد بينا الايت لقوم يوقنون (۱۱۸)﴾ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا اٰيَاتٌ فَيُؤْمِنُوْنَ بِهَا فَاقْتِرَاحُ اٰيَةٍ مَعَهَا تَعَنُّتٌ ﴿انا ارسلنك﴾ يَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿بالحق﴾ بِالْهُدٰى ﴿بشيرا﴾ مَنْ اَجَابَ اِلَيْهِ بِالْجَنَّةِ ﴿ونذيرا﴾ مَنْ لَّمْ يُجِبْ اِلَيْهِ بِالنَّارِ ﴿ولا تسئل عن اصحب الجحيم (۱۱۹)﴾ النَّارِ اَيِ الْكُفَّارِ مَا لَهُمْ لَمْ يُؤْمِنُوْا اِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِجَزْمِ تُسْئَلْ نَهْيًا ﴿ولن ترضى عنك اليهود ولا النصارى حتى تتبع ملتهم﴾ دِيْنَهُمْ ﴿قل ان هدى الله﴾ الْاِسْلَامُ ﴿هو الهدى﴾ وَمَا عَدَاهُ ضَلَالٌ ﴿ولئن﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿اتبعت اهوائهم﴾ الَّتِيْ يَدْعُوْنَكَ اِلَيْهَا فَرْضًا ﴿بعد الذي جاءك من العلم﴾ الْوَحْيِ مِنَ اللّٰهِ ﴿مالك من الله من ولي﴾ يَحْفَظُكَ ﴿ولا نصير (۱۲۰)﴾ يَمْنَعُكَ مِنْهُ ﴿الذين اتينهم الكتب﴾ مُبْتَدَاٌ ﴿يتلونه حق تلاوته﴾ اَيْ يَقْرَءُوْنَهٗ كَمَآ اُنْزِلَ، وَالْجُمْلَةُ حَالٌ وَحَقٌّ نُصِبَ عَلَى الْمَصْدَرِ، وَالْخَبَرُ ﴿اولئك يومنون به﴾ نَزَلَتْ فِيْ جَمَاعَةٍ قَدِمُوْا مِنَ الْحَبَشَةِ وَاَسْلَمُوْا ﴿ومن يكفربه﴾ اَيْ بِالْكِتَابِ الْمُؤْتٰى بِاَنْ يُّحَرِّفَهٗ ﴿فاولئك هم الخسرون (۱۲۱)﴾ لِمَصِيْرِهِمْ اِلَى النَّارِ الْمُؤَبَّدَةِ عَلَيْهِمْ۔

﴿ترجمہ﴾

اور یہودی بولے نصرانی کچھ نہیں (قابل اعتبار نہیں اور انہوں نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا) اور نصرانی بولے یہودی کچھ نہیں

(قابل اعتماد اور انہوں نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا) حالانکہ وہ (دونوں گروہ) کتاب پڑھتے (جو ان پر اُتاری گئی اور یہودیوں کی کتاب میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی اور نصاری کی کتاب میں حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق ہے، یہ جملہ حالیہ ہے) اسی طرح (جیسا کہ انہوں نے کہا) جاہلوں نے (یعنی عرب کے مشرکین وغیرہ نے) انکی سی بات کہی (یہ ذلک کے معنی کا بیان ہے یعنی انہوں نے کہا دونوں ادیان والے کچھ نہیں) تو اللہ قیامت کے دن ان میں فیصلہ کردے گا جس بات میں جھگڑ رہے ہیں (جس یعنی دینی امور میں جھگڑ رہے ہیں تو حقدار کو جنت میں اور ناحق باطل پرست کو جہنم میں داخل کریگا) اور اس سے بڑھ کر ظالم کون (یعنی اس سے زیادہ ظالم کوئی نہیں) جو اللہ کی مسجدوں ......۱...... کو روکے ان میں نام خدا لئے جانے سے (یعنی نماز و تسبیح سے) اور اسکی ویرانی میں کوشش کرے (یعنی اسے گرانے اور ویران کرنے کے درپے رہے، یہ آیتِ مبارکہ ان رومیوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے بیت المقدس کو ویران کیا یا ان مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو سالِ حدیبیہ میں بیت اللہ میں دخول سے روکا) ان کو نہ پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے (یہ خبر امر کے معنی میں ہے یعنی جہاد سے انہیں ڈراؤ کہ اب اُن میں سے کوئی امن کی حالت میں اس میں داخل نہ ہو سکے گا) انکے لئے دنیا میں رسوائی ہے (ذلت، قتل، قید اور جزیہ کی صورت میں) اور ان کیلئے آخرت میں بڑا عذاب (آگ کا ہے، یہ آیتِ مبارکہ اسوقت نازل ہوئی جب یہودیوں نے قبلہ کی تبدیلی پر اعتراض کیا تھا یا حالتِ سفر میں نفلی نماز سواری پر بلا تعیینِ جہت ادا کرنے کے بارے میں نازل ہوئی کہ تم جدھر بھی منہ کرو گے اللہ کی رحمت پاؤ گے) اور مشرق و مغرب سب اللہ ہی کا ہے (یعنی پوری روئے زمین اسی کی ہے کیونکہ مشرق و مغرب تو محض اس روئے زمین کی سمتیں ہیں) تو تم جدھر منہ کرو (نماز میں اپنے چہرے کو اسکے حکم کے تحت) اُدھر (یعنی وہیں پر) اللہ کی رحمت ہے ......۲...... (یعنی اسکا پسند کردہ قبلہ وہیں موجود ہے) بیشک اللہ وسعت والا (ہے یعنی اسکا فضل ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے) علم والا ہے (یعنی اپنی خلق کی تدبیر کو جانتا ہے) اور بولے (قالوا، واؤ اور بغیر واؤ دونوں طرح پڑھا گیا ہے یعنی یہود و نصاری اور وہ لوگ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں گمان کرتے تھے اور کہتے) خدا نے اپنے لئے اولاد رکھی (ہے، پس اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا) پاکی ہے اُسے (یعنی منزہ ہے وہ اولاد سے) بلکہ اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (یعنی ملوک، مخلوق، اور بندے ہونے کے لحاظ سے سب اسی کے لئے ہے، ملکیت ولادت کے منافی ہے، ما کا تذکرہ کرنے کی وجہ غیر ذوی العقول کو ذوی العقول پر غلبہ دینا ہے) سب اس کے حضور گردن ڈالے ہیں (قنتون بمعنی مطیعون ہے یعنی مخلوق میں سے ہر ایک فرد خواہ ذوی العقول ہو یا غیر ذوی العقول اس کا فرمانبردار ہے، البتہ قنتون میں ذوی العقول کا غیر ذوی العقول پر غلبہ ہے) نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا (ایسا کہ اس جیسی مثال سابق میں نہ پائی جائے) اور جب حکم (یعنی ارادہ) فرمائے کسی کام کا (یعنی اسے پیدا کرنے کا) تو اس سے یہی فرماتا ہے کہ ہو جا اور وہ فوراً ہو جاتی ہے (اصل عبارت فھو یکون ہے اور دوسری قرأت میں فیکون جواب امر کی بناء پر منصوب ہے) اور جاہل بولے (یعنی کفارِ مکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بولے) کیوں نہیں

(لولا بمعنی ھلا ہے)اللہ ہم سے کلام کرتا (کہ آپ اسکے رسول ہیں) یا ہمیں کوئی نشانی ملے (جسکو ہم آپکی صداقت پر پسند کرلیں) ایسے ہی (جیسا کہ انہوں نے کہا) جو ان سے اگلے تھے (یعنی کافروں نے ماضی میں پہلے انبیاء کرام علیہم السلام سے کہی تھی) انکی سی بات (یعنی ہٹ دھرمی اور نشانیاں طلب کرتے ہوئے) انکے دل ایک سے ہیں (کفروعناد میں، اس آیتِ مبارکہ میں نبی پاک ﷺ کی تسکین خاطر فرمائی گئی ہے) بیشک ہم نے نشانیاں کھول دیں یقین والوں کے لئے (یعنی وہ ان آیات کو جانتے بھی ہیں اور ان پر ایمان بھی رکھتے ہیں اسکے باوجود ہٹ دھرمی کی بناء پر نشانیاں طلب کرنا پسند کرتے ہیں) بیشک ہم نے تمہیں (اے محمد ﷺ!) حق (یعنی ہدایت) کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا (ماننے والوں کیلئے جنت کی) اور ڈر سناتا (نہ ماننے والوں کو جہنم کا) اور تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہوگا (یعنی کفار کے بارے میں کہ وہ ایمان کیوں نہیں لائے؟ آپکا کام صرف پیغام پہنچانا ہے، ایک قرأت میں تسئل کا لا نفی جازمہ ہے) اور ہرگز تم سے یہود اور نصاریٰ راضی نہ ہونگے جب تک تم انکی ملت (یعنی دین) کی پیروی نہ کرو، تم فرمادو اللہ ہی کی ہدایت (یعنی اسلام ہی) ہدایت ہے (اور اسکے سوا گمراہی) اور اے سننے والے کسے باشد (لئن میں لام قسمیہ ہے) اگر تو انکی خواہشوں کا پیرو ہوا (جس طرف وہ آپکو بلاتے ہیں) بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا (یعنی اللہ کی طرف سے وحی آچکی ہے) تو اللہ سے تجھے کوئی بچانے والا نہ ہوگا (جو تیری حفاظت کرے) اور نہ مددگار (جو تجھے اسکے عذاب سے روکے) جنہیں ہم نے کتاب دی (یہ جملہ مبتدا ہے) وہ جیسی چاہے اسکی تلاوت کرتے ہیں (یعنی اسکو پڑھتے ہیں جیسی وہ نازل کی گئی، یہ جملہ حال ہے، حق مصدر ہونے کی بناء پر منصوب ہے اور اسکی خبر مابعد اولئک۔۔۔۔۔الخ ہے) وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں (یہ آیتِ مبارکہ حضرت سیدنا جعفر بن ابی طالب کی معیت میں حبشہ جانے والی جماعت کے بارے میں نازل ہوئی اور وہ مسلمان تھے) اور جو اسکے منکر ہوں (دی گئی کتاب کے، کہ اس میں تحریف کریں) تو وہی زیاں کار ہیں (یعنی انکا ابدی ٹھکانہ آگ ہوگا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقالت الیھود لیست النصاری علی شیء﴾

و: مستانفہ، قالت الیھود: قول، لیست: فعل ناقص، النصاری: اسم، علی شیء: خبر، جملہ فعلیہ مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وقالت النصاری لیست الیھود علی شیء وھم یتلون الکتب﴾

و: عاطفہ، قالت النصاری: فعل وفاعل ذوالحال، و: حالیہ، ھم: مبتدا، یتلون الکتاب: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر حال، ملکر فاعل، قول، لیست: فعل ناقص، الیھود: اسم، علی شیء: خبر، ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿کذلک قال الذین لا یعلمون مثل قولھم﴾

کذلک: جار مجرور ظرف مستقر، قولا مصدر محذوف کی صفت اول، مثل قولھم: مرکب اضافی صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفات سے ملکر مفعول مطلق، قال الذین لا یعلمون: فعل با موصول صلہ فاعل، سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاللہ یحکم بینھم یوم القیمۃ فیما کانوا فیہ یختلفون﴾

ف: استئنافیہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، یحکم بینھم یوم القیمۃ: فعل وفاعل وظرف لغو ومفعول فیہ، فی: جار، ما: موصولہ، کانوا فیہ یختلفون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، یحکم فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن اظلم ممن منع مسجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعی فی خرابھا﴾

و: مستانفہ، من: مبتدا، اظلم: اسم تفضیل ھو ضمیر فاعل، مِنْ: جار...... مَنْ: موصولہ، منع: فعل وفاعل، مساجد اللّٰہ: مفعول اول، ان یذکر فیھا اسمہ: جملہ بتاویل مصدر مفعول ثانی، سب ملکر معطوف علیہ، وسعی فی خرابھا: جملہ معطوف، ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، اظلم اپنے متعلقات سے ملکر خبر، مَنْ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک ماکان لھم ان یدخلوھا الا خائفین﴾

اولئک: مبتدا، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، لھم: ظرف مستقر متعلق بثابت خبر مقدم، اَنْ: مصدریہ، یدخلوا: فعل، واو ضمیر ذوالحال، ھا: ضمیر مفعول، الا: استثناء مفرغہ، خائفین: حال، جو ذوالحال سے ملکر فاعل، یدخلوا اپنے متعلقات سے ملکر بتاویل مصدر اسم، کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر خبر، اولئک مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم﴾

لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، فی الدنیا: ظرف مستقر شبہ جملہ ہوکر حال مقدم، خزی: ذوالحال، جو اپنے حال سے ملکر مبتدا مؤخر، جو خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لھم: خبر مقدم، فی الاخرۃ: حال مقدم، عذاب عظیم: ذوالحال، جو حال سے ملکر مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ﴾

و: عاطفہ، اللّٰہ: اسم جلالت ظرف مستقر شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم، المشرق والمغرب: معطوف علیہ معطوف سے ملکر مبتدا مؤخر، جو خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ، ف: مستانفہ، اینما: ظرف مکان متضمن بمعنی شرط، تولوا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ثم: ظرف مکان متعلق بمحذوف خبر مقدم، وجہ اللّٰہ: مبتدا مؤخر، ملکر جواب شرط، جو شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان اللہ واسع علیم﴾ انّ: حرف مشبہ بالفعل، اللّٰہ: اسم جلالت اسم، واسع: خبر اول، علیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقالوا اتخذ الله ولدا سبحنه﴾

و:عاطفہ،وقالت الیھود پرمعطوف ہے،قالوا:قول،اتخذ اللّٰہ ولدًا: جملہ فعلیہ ہوکرمقولہ،ملکر جملہ قولیہ، بسبحنہ:اصل میں اسبحہ سبحانا ہے،پس سبحٰنہ:مفعول مطلق ہے،فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿بل له مافی السموت والارض کل له قنتون﴾

بل:عاطفہ،لہ:ظرف مستقرخبرمقدم،ما فی السموات والارض :موصول صلہ ملکرمبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،کل:مبتدا،لہ قانتون: شبہ جملہ ہوکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿بدیع السموت والارض واذا قضی امرا فانما یقول له کن﴾

بدیع السموات والارض :مرکب اضافی خبر،ھو مبتدامحذوف اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ،و:عاطفہ،اذا:ظرفیہ مضاف،قضی امرا:جملہ فعلیہ مضاف الیہ،جومضاف سے ملکرثابت اسم فاعل محذوف کاظرف مستقر،یہ سب ملکرشبہ جملہ ہوکرھو مبتدامحذوف کی خبر، مبتداخبرملکر جملہ اسمیہ،ف:عاطفہ،انما:حرف مشبہ بالفعل ملغی عن العمل ، یقول لہ :فعل بافاعل وظرف لغوملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول،کن:فعل امر،مقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿فیکون﴾ف:استئنافیہ،اصل میں فھو یکون ہے،ھو:مبتدا،یکون:فعل مضارع تام،ھوضمیراسم جملہ فعلیہ ہوکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقال الذین لایعلمون لولا یکلمنااللہ اوتا تینا ایة﴾

و:استئنافیہ،قال:فعل،الذین لایعلمون :موصول صلہ ملکر فاعل،ملکرقول،لولا:حرف تخضیض،یکلمنا اللّٰہ: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،او:عاطفہ،تاتینا ایة:معطوف،ملکرمقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک قال الذین من قبلھم مثل قولھم تشابھت قلوبھم﴾

کذلک:جارمجرورظرف مستقر،قولا مصدرمحذوف کی صفت،مرکب توصیفی مبدل منہ،مثل قولھم: مرکب اضافی بدل،اپنے مبدل منہ سے ملکرمفعول مطلق،قال الذین من قبلھم :فعل باموصول صلہ فاعل،ملکر جملہ فعلیہ، تشابھت قلوبھم:فعل بامرکب اضافی فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قد بیناالایت لقوم یوقنون انا ارسلنک بالحق بشیرا ونذیرا﴾

قد: تحقیقیہ،بیناالایات:فعل وفاعل ومفعول،لقوم یوقنون:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ، انّ:حرف مشبہ، نا:ضمیراسم،ارسلنا: فعل وفاعل،ک:ذوالحال،بالحق:ظرف مستقر حال اول،بشیرا ونذیرا :حال ثانی،ذوالحال اپنے دونوں حالوں سے ملکرمفعول،سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکرخبر،انّ اپنے اسم اورخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولاتسئل عن اصحب الجحيم ولن ترضى عنک اليهود ولا النصارى حتى تتبع ملتهم﴾

و:استئنافیہ،لا تسئل:فعل مجہول ونائب الفاعل،عن اصحب الجحيم:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و:مستانفہ،لن ترضى:فعل،عنک:ظرف لغواول،اليهود ولا النصارى:فاعل،حتى تتبع ملتهم:ظرف لغوثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل ان هدى الله هو الهدى﴾

قل:قول،انّ:حرف مشبہ بالفعل،هدى الله:مرکب اضافی اسم،هو الهدى:جملہ اسمیہ خبر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولئن اتبعت اهواء هم بعدالذى جاء ک من العلم﴾

و:استئنافیہ،لام تاکید للقسم،انْ:شرطیہ،اتبعت اهواء هم:فعل وفاعل ومفعول،بعد:مضاف،الذى جاء ک من العلم:موصول صلہ ملکر مضاف الیہ،مرکب اضافی ظرف،یہ سب ملکر شرط،جواب شرط محذوف جس پر جواب قسم دال ہے۔

﴿ما لک من الله من ولى ولا نصير﴾

ما:نافیہ،لک:ظرف مستقر خبر مقدم،من الله:جار مجرور متعلق بِوَلِيّ،من:زائدہ،ولى ولا نصير:مبتدا موخر،مبتدا موخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب قسم،قسم محذوف اُقْسِمُ،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿الذين اتينهم الكتب يتلونه حق تلاوته اولئک يومنون به﴾

الذين اتينهم الكتاب:موصول صلہ ملکر مبتدا،يتلونه حق تلاوته:جملہ فعلیہ خبر اول،اولئک يومنون به:جملہ اسمیہ خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن يكفر به فاولئک هم الخسرون﴾

و:مستانفہ،من:شرطیہ مبتدا،يكفر به:جملہ شرط،فاولئک هم الخسرون:جملہ جزا،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......وقالت اليهود ليست النصارى......☆نجران کے نصاری کا وفد سید عالم ﷺ کی خدمت میں آیا تو علمائے یہود آئے اور دونوں میں مناظرہ شروع ہوگیا،آوازیں بلند ہوئیں اور شور مچا،یہود نے کہا کہ نصاری کا دین کچھ نہیں ہے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام اور انجیل کا انکار کیا،اسی طرح نصاری نے یہود سے کہا کہ تمہارا دین کچھ نہیں ہے اور توریت وموسٰی علیہ السلام کا انکار کیا،اس پر آیت نازل ہوئی۔

☆......ومن اظلم ممن منع......☆یہ آیت مبارکہ بیت المقدس کی بے حرمتی سے متعلق نازل ہوئی جسکا مختصر واقعہ یہ ہے کہ روم کے نصرانیوں نے بنی اسرائیل پر فوج کشی کی اور انکے مردانِ کارآزما کو قتل کیا،ذریت کو قید کیا،توریت کو جلایا،بیت المقدس کو ویران کیا،

اس میں نجاستیں ڈالیں، خنزیر ذبح کیے، معاذ اللہ بیت المقدس خلافتِ فاروقی تک اسی طرح ویرانی میں رہا، آپ کے عہدِ مبارکہ میں مسلمانوں نے اسکو بنا کیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ مشرکین مکہ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے ابتدائے اسلام میں حضور سید عالم ﷺ اور آپ کے اصحاب کو کعبہ میں نماز پڑھنے سے روکا تھا اور جنگ حدیبیہ کے وقت اس میں نماز و حج سے منع کیا تھا۔

☆......**ولله المشرق والمغرب**......☆ صحابہ کرام رسول کریم ﷺ کیساتھ ایک اندھیری رات سفر میں تھے جہتِ قبلہ معلوم نہ ہو سکی، ہر ایک شخص نے جس طرف اسکا دل جما نماز پڑھی صبح کو سید عالم ﷺ کی خدمت میں حال عرض کیا تو یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔

☆......**وقالوا اتخذ الله ولدا**......☆ یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اور نصاری نے حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا مشرکین عرب نے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتایا انکے رد میں یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی کہ ''سبحنہ'' وہ پاک ہے اس سے کہ اس کی اولاد ہو، اسکی طرف اولاد کی نسبت کرنا اسکو عیب لگانا بے ادبی ہے، حدیث میں ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ ابن آدم نے مجھے گالی دی میرے لئے اولاد بتائی میں اولاد اور بیوی سے پاک ہوں۔

☆......**الذین اتینھم الکتب**......☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا یہ آیتِ مبارکہ اہل سفینہ کے باب میں نازل ہوئی جو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کیساتھ حاضر بارگاہ رسالت ہوئے تھے، انکی تعداد چالیس تھی، 32 اہل حبشہ، 8 شامی راہب، ان میں بحیرہ راہب بھی تھے، معنی یہ ہیں کہ درحقیقت توریت پر ایمان لانے والے وہی ہیں جو اسکی تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں اور بغیر تحریف و تبدیل پڑھتے ہیں اور اسکے معنی سمجھتے اور مانتے ہیں اور اسمیں حضور سید کائنات محمد مصطفی ﷺ کی نعت و صفت دیکھ کر حضور ﷺ پر ایمان لاتے ہیں اور جو حضور ﷺ کے منکر ہوتے ہیں وہ توریت پر ایمان نہیں رکھتے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مسجد:

ا......مساجد کا صیغہ جمع استعمال کیا گیا حالانکہ مراد ایک ہی مسجد یعنی بیت المقدس یا مسجد حرام ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟ امام نسفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ''وإنما قيل مساجد الله وكان المنع على مسجد واحدٍ وهو بيت المقدس أو المسجد الحرام لأن الحكم ورد عاما وإن كان السبب خاصا كقوله تعالى:(ويل لكل همزة) . (المدارك، ج۱، ص۱۲۲)

☆......حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ والی مکہ و مدینہ نے ارشاد فرمایا'' مسجد حرام میں نمازیں پڑھنا دیگر مساجد میں ایک لاکھ نمازیں پڑھنے سے افضل ہے اور میری مسجد میں ایک ہزار نمازیں پڑھنے سے اور بیت المقدس میں پانچ سو نمازیں پڑھنے سے افضل ہے''۔

☆......ایک روایت میں یہ ہے کہ'' مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا دیگر مساجد میں ایک لاکھ نمازیں پڑھنے اور مسجد نبوی میں ایک ہزار

نمازیں پڑھنے سے افضل ہے اور بیت المقدس میں ایک نماز پڑھنا عام مساجد میں پانچ سو نمازیں پڑھنے سے افضل ہے''۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الحج، ج۲،ص۱۴۰)

تمام روئے زمین مسجد ہے!

۲......امام بیضاوی اس مقام پر فرماتے ہیں: ''مشرق ومغرب سے مراد زمین کی دو سمتیں ہیں یعنی ساری کی ساری زمین اسی کی ہے اس میں سے کسی جگہ کو خاص نہیں کیا جاسکتا، پس اگر تمہیں مسجدِ حرام یا مسجدِ اقصیٰ میں نماز ادا کرنے سے روک دیا گیا ہے تو میں نے روئے زمین کو تمہارے لئے مسجد بنا دیا ہے۔''

(البیضاوی، ج۱، ص۱۳۰)

☆......حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیثِ پاک میں جس میں پانچ خصوصی نعمتوں کا تذکرہ ہے اس میں سے ایک نعمت یہ بھی ہے کہ ''میرے لئے روئے زمین کو مسجد اور پاکیزہ جگہ بنادیا گیا، پس میرا امتی جہاں پاکیزہ جگہ پائے نماز ادا کرلے''۔

(صحیح البخاری، کتاب التیمم، ص۵۸)

اغراض:

معتد به: یعنی دین میں قابل اعتماد، اس جملے میں صفت کے محذوف ہونے کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ اللہ کے فرمان ﴿انه لیس من اھلک﴾ یعنی نجات پانے والے تیرے اہل میں سے نہیں۔ غیرھم: رفع کے ساتھ ہے، یعنی کفار میں سے مشرکین کے سوا۔ لیسوا: یعنی ضمیر کل کی جانب راجع ہے، اس معنی کے اعتبار سے کہ دین دار حضرات کسی قابل نہیں ہیں یعنی قابل اعتماد نہیں۔

الذین خربوا بیت المقدس: اس بارے میں شانِ نزول ومن اظلم ممن منع کے تحت کلام کا مطالعہ فرمائیں۔ خبر بمعنی الامر: اس میں ائمہ کا اختلاف ہے کہ مشرکین مسجد حرام میں داخل ہوسکتے ہیں یا نہیں، امام اعظم نے مطلق جائز قرار دیا، امام مالک نے مطلق منع فرمایا اور امام شافعی نے مسجد حرام اور دیگر مساجد میں داخل ہونے کے معاملے میں فرق فرمایا چنانچہ مسجد حرام میں مطلق داخل ہونے کو منع فرمایا اور اس کے سوا دیگر مساجد میں اس قید کے ساتھ اجازت دی کہ اگر مسلمان اجازت دیں اور کسی حاجت کی وجہ سے داخل ہوتا ہو تو داخل ہونا درست ہے۔ بالھدم: مراد بیت المقدس ہے۔ او التعطیل: مراد مسجد حرام ہے۔

قبلة التی رضیھا: مختار میں ہے کہ وجہ بمعنی جہت ہے اس لئے کہ ھاء عوض ہے واو سے۔ ای الیھود والنصاری: یہود کہتے کہ حضرت عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، اور نصاریٰ کہتے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ تنزیھا له عنه: یعنی اللہ عزوجل اولاد بنانے سے پاک ہے، اس لئے کہ اولاد بنانا کسی نوع کی بقاء کے لئے ہوتا ہے اور اللہ عزوجل فناء اور زوال سے پاک ہے۔ مما اقترحناہ: قاموس میں ہے کہ بغیر سنے کسی چیز کا استنباط کرلینا۔ مطیعون: یعنی تسخیر اور قہر سے متعلق طاعت، پس جمادات اللہ عزوجل کے ارادے سے مسخر ہیں اور یہاں طاعت سے مراد ارادہ اور مشیت ہے نہ کہ عبادت۔ ومالھم لم یؤمنوا: یہ سوال نفی کی صورت ہے، یعنی قیامت

میں تجھے یہ کہا جائے گا۔ کل بما یراد منه: یعنی مخلوق میں سے ہر فرد اسی کے ارادہ ورضا کو طلب کرتا ہے، باء بمعنی واو ہے۔

نهیاً: یعنی اللہ عزوجل کی جانب سے سید عالم ﷺ کو نہی ہے کہ آپ ﷺ ان جہنمیوں کی قیامت میں ہونے والے حال سے متعلق سوال نہ کریں، ان کی حالت اچھی نہ ہوگی اور آپ ﷺ کو دنیا میں ان کی حالت کے بارے میں اطلاع دینا ممکن نہیں ہے اور یہ بات سید عالم ﷺ کی جناب میں تخویف اور تسلی کے لئے ارشاد فرمائی گئی۔

یحفظک: خازن کی عبارت میں ہے کہ تجھے تیرے امور پر مدد دینے والا اور قائم رکھنے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے اور اللہ عزوجل کے سوا کوئی مددگار نہیں کہ تجھے اس کی سزا سے نجات عطا فرمائے۔ (الجمل، ج۱، ص۱۴۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۵

﴿یٰبنی اسرآء یل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العلمین (۱۲۲)﴾ تَقَدَّمَ مِثْلُهٗ
﴿واتقوا﴾ خَافُوْا ﴿یوما لا تجزی﴾ تُغْنِیْ ﴿نفس عن نفس﴾ فِیْهِ ﴿شیئا ولا یقبل منها عدل﴾ فِدَاءٌ
﴿ولا تنفعها شفاعة ولا هم ینصرون (۱۲۳)﴾ یُمْنَعُوْنَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ ﴿و﴾ اُذْكُرْ ﴿اذ ابتلی﴾ اِخْتَبَرَ
﴿ابراهیم﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ اِبْرَاهَامَ ﴿ربه بکلمت﴾ بِاَوَامِرَ وَنَوَاهٍ كَلَّفَهٗ بِهَا، قِیْلَ هِیَ مَنَاسِكُ الْحَجِّ وَقِیْلَ
اَلْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ وَالسِّوَاكُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَفَرْقُ الرَّاْسِ وَقَلْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَحَلْقُ الْعَا
نَةِ وَالْخِتَانُ وَالْاِسْتِنْجَاءُ ﴿فاتمهن﴾ اَدَّاهُنَّ تَامَّاتٍ ﴿قال﴾ تَعَالٰی لَهٗ ﴿انی جاعلک للناس اماما﴾ قُدْوَةً
فِی الدِّیْنِ ﴿قال ومن ذریتی﴾ اَوْلَادِیْ اِجْعَلْ اَئِمَّةً ﴿قال لا ینال عهدی﴾ بِالْاِمَامَةِ ﴿الظلمین (۱۲۴)﴾
اَلْكٰفِرِیْنَ مِنْهُمْ، دَلَّ عَلٰی اَنَّهٗ یَنَالُ غَیْرَ الظَّالِمِ ﴿واذ جعلنا البیت﴾ الْكَعْبَةَ ﴿مثابة للناس﴾ مَرْجِعًا یَثُوْبُوْنَ
اِلَیْهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ﴿وامنا﴾ مَاْمَنًا لَّهُمْ مِّنَ الظُّلْمِ وَالْاِغَارَاتِ الْوَاقِعَةِ فِیْ غَیْرِهٖ، كَانَ الرَّجُلُ یَلْقٰی قَاتِلَ
اَبِیْهِ فِیْهِ فَلَا یُهَیِّجُهٗ ﴿واتخذوا﴾ اَیُّهَا النَّاسُ ﴿من مقام ابراهیم﴾ هُوَ الْحَجَرُ الَّذِیْ قَامَ عَلَیْهِ عِنْدَ بِنَآءِ
الْبَیْتِ ﴿مصلی﴾ مَكَانَ صَلٰوةٍ بِاَنْ تُصَلُّوْا خَلْفَهٗ رَكْعَتَیِ الطَّوَافِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِفَتْحِ الْخَاءِ خَبَرٌ ﴿وعهدنا
الی ابراهیم واسمعیل﴾ اَمَرْنَاهُمَا ﴿ان﴾ اَیْ بِاَنْ ﴿طهرا بیتی﴾ مِنَ الْاَوْثَانِ ﴿للطائفین والعکفین﴾
الْمُقِیْمِیْنَ فِیْهِ ﴿والرکع السجود (۱۲۵)﴾ جَمْعُ رَاكِعٍ وَّسَاجِدٍ الْمُصَلِّیْنَ ﴿واذ قال ابراهیم رب اجعل
هذا﴾ الْمَكَانَ ﴿بلدا امنا﴾ ذَا اَمْنٍ، وَقَدْ اَجَابَ اللّٰهُ دُعَآءَهٗ فَجَعَلَهٗ حَرَمًا لَا یُسْفَكُ فِیْهِ دَمُ اِنْسَانٍ وَّلَا
یُظْلَمُ فِیْهِ اَحَدٌ وَّلَا یُصَادُ صَیْدُهٗ وَلَا یُخْتَلٰی خَلَاهُ ﴿وارزق اهله من الثمرت﴾ وَقَدْ فَعَلَ بِنَقْلِ الطَّائِفِ مِنَ

الشَّامِ وَكَانَ اَقْفَرَهُ زَرْعَ بِهٖ وَلَا مَاءَ ﴿من امن منهم بالله واليوم الاخر﴾ بَدَلٌ مِّنْ اَهْلِهٖ وَخَصَّهُمْ بِالدُّعَاءِ
لَهُمْ مُوَافَقَةً لِقَوْلِهٖ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظَّالِمِيْنَ ﴿قال﴾ تَعَالٰى ﴿و﴾ ارْزُقْ ﴿من كفر فامتعه﴾ بِالتَّشْدِيْدِ
وَالتَّخْفِيْفِ فِى الدُّنْيَا بِالرِّزْقِ ﴿قليلا﴾ مُدَّةَ حَيَاتِهٖ ﴿ثم اضطره﴾ اَلْجِئُهُ فِى الْاٰخِرَةِ ﴿الى عذاب النار﴾
فَلَا يَجِدُ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿وبئس المصير (۱۲۶)﴾ اَلْمَرْجِعُ هِىَ ﴿و﴾ اذْكُرْ ﴿اذ يرفع ابرهيم القواعد﴾
اَلْاُسُسَ اَوِ الْجُدُرَ ﴿من البيت﴾ يَبْنِيْهِ مُتَعَلِّقٌ بِيَرْفَعُ ﴿واسمعيل﴾ عَطْفٌ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ يَقُوْلَانِ ﴿ربنا
تقبل منا﴾ بِنَآءَ نَا ﴿انك انت السميع﴾ لِلْقَوْلِ ﴿العليم (۱۲۷)﴾ بِالْفِعْلِ ﴿ربنا واجعلنا مسلمين﴾
مُنْقَادِيْنَ ﴿لك﴾ ﴿و﴾ اجْعَلْ ﴿من ذريتنا﴾ اَوْلَادِنَا ﴿امة﴾ جَمَاعَةً ﴿مسلمة لك﴾ وَمِنْ لِلتَّبْعِيْضِ
وَاَتٰى بِهٖ لِتَقَدُّمِ قَوْلِهٖ (لاينال عهدى الظالمين) ﴿وارنا﴾ عَلِّمْنَا ﴿مناسكنا﴾ شَرَآئِعَ عِبَادَتِنَا اَوْ حَجِّنَا
﴿وتب علينا انك انت التواب الرحيم (۱۲۸)﴾ سَأَلَاهُ التَّوْبَةَ مَعَ عِصْمَتِهِمَا تَوَاضُعًا وَّتَعْلِيْمًا لِذُرِّيَّتِهِمَا
﴿ربنا وابعث فيهم﴾ اَىْ اَهْلِ الْبَيْتِ ﴿رسولا منهم﴾ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَقَدْ اَجَابَ اللّٰهُ دُعَآءَهٗ بِمُحَمَّدٍ ﷺ
﴿يتلوا عليهم ايتك﴾ اَلْقُرْاٰنَ ﴿ويعلمهم الكتب﴾ اَلْقُرْاٰنَ ﴿والحكمة﴾ اَىْ مَا فِيْهِ مِنَ الْاَحْكَامِ
﴿ويزكيهم﴾ يُطَهِّرُهُمْ مِنَ الشِّرْكِ ﴿انك انت العزيز﴾ اَلْغَالِبُ ﴿الحكيم (۱۲۹)﴾ فِىْ صُنْعِهٖ۔

﴿ترجمہ﴾

اے اولادِ یعقوب! یاد کرو میرا احسان جو میں نے تم پر کیا اور وہ جو میں نے اس زمانے کے سب لوگوں پر تمہیں بڑائی دی (اسکی مثل آیات گزر چکی ہیں) اور ڈرو (یعنی خوفزدہ رہو) اس دن سے کہ بدلہ نہ ہوگی (یعنی کفایت نہ کریگی) کوئی جان دوسرے کا، اور نہ اسکو کچھ (یعنی فدیہ) لیکر چھوڑے، اور نہ کافر کو کوئی سفارش نفع دے اور نہ انکی مدد ہو (یعنی وہ اللہ عزوجل کے عذاب سے روکے نہ جائیں گے) اور (یاد کیجئے) جب آزمایا (یعنی جانچا) ابراہیم کو (لفظ ابراھیم ایک قرأت میں ابراھام ہے) اسکے رب نے کچھ باتوں سے (یعنی اوامر ونواہی سے، اور انکو مکلف بنایا، کہا جاتا ہے کہ وہ باتیں احکام حج کے بارے میں تھیں اور ایک قول کے مطابق وہ دس باتیں یہ تھیں: کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، مسواک کرنا، مونچھیں کاٹنا، سر کے بالوں میں مانگ نکالنا، ناخن کاٹنا، موئے بغل وزیر ناف صاف کرنا، ختنہ کرانا اور استنجاء کرنا) تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں (یعنی مکمل طور پر ان پر عمل کر دکھایا) فرمایا (اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے) میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں (یعنی مقتدائے دین تو انہوں نے) عرض کی اور میری اولاد سے (یعنی میری اولاد کو بھی پیشوا بنادے) فرمایا میرا عہد نہیں پہنچتا (امامت کا) ظالموں کو (یعنی انہیں جو کافر ہیں، یہاں دلالت ہے کہ یہ عہد صرف اسے ہی

پہنچے گا جو ظالم نہ ہوں) اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر (یعنی بیت اللہ) کو لوگوں کیلئے مرجع (بنایا یعنی ایسی جگہ بنایا کہ لوگ ہر جانب سے بار بار لوٹ کر اس کی طرف آتے ہیں) اور امان بنایا (یعنی ظلم و غارت گری سے لوگوں کیلئے یہ پناہ گاہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے قاتل کو بھی حرم میں پا کر حرمت حرم کی وجہ سے قتل نہیں کر سکتا) اور بناؤ (اے لوگو!) ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو (یعنی اس پتھر کو جس پر کھڑے ہو کر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر فرمائی) نماز کا مقام (یعنی جائے نماز اس طرح کہ طواف کے بعد اس مقام پر دوگانہ ادا کیا کرو، ایک قرأت میں اتخذوا، خاء کے فتحہ کیساتھ خبر ہے) اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم اور اسماعیل کو (یعنی ہم نے ان دونوں کو حکم دیا) کہ (اَنْ بمعنی بِاَنْ ہے) میرا گھر خوب ستھرا کرو (بتوں سے) طواف والوں اور اعتکاف والوں (یعنی اس میں ٹھہرنے والوں کے لئے) اور رکوع اور سجود والوں کیلئے (رُکَّعٌ جمع ہے رَاکِعٌ کی اور سُجُوْد، سَاجِد کی جمع ہے، نمازیوں کیلئے، اس سے مراد نمازی ہیں) اور جب عرض کی ابراہیم نے اے میرے رب اس (جگہ یعنی) شہر کو امان والا کر دے (آمنا اصل میں ذا امن ہے، تو اللہ عزوجل نے ان کی دعا قبول فرمائی اور اسے حرم بنا دیا کہ نہ اب اس میں کوئی انسانی خون بہایا جائے، نہ ہی کسی پر ظلم ہو اور نہ ہی شکار کیا جائے اور نہ ہی گھاس اکھاڑی جائے) اور اسکے رہنے والوں کو طرح طرح کے پھلوں سے روزی دی (چنانچہ اللہ عزوجل نے آپ کی یہ دعا اس طرح قبول فرمائی کہ طائف کے خطے کو ملک شام سے الگ فرما کر حرم پاک کا حصہ بنا دیا کیونکہ حرم پاک کا علاقہ پانی اور کھیتی وغیرہ نہ ہونے کے سبب بنجر تھا) جو ان میں سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں (لفظ مَنْ بدل ہے اھلہ سے اور دعا میں مومنین کی تخصیص ''لا ینال عھدی الظالمین'' سے موافقت کے لئے ہے، اللہ عزوجل نے ارشاد) فرمایا اور (میں رزق دونگا) جس نے بھی کفر کیا، اسے بھی فائدہ اٹھانے دوں گا (دنیا میں رزق سے، فامتعہ، تاء کی تشدید اور تخفیف دونوں کے ساتھ ہے) تھوڑا (یعنی اسکی مدت حیات تک) پھر اسے مجبور کرونگا (یعنی آخرت میں زبردستی لے جاؤں گا) عذاب دوزخ کی طرف (تو اس سے چھٹکارا نہ پائینگے) اور وہ بہت بری (لوٹنے کی) جگہ ہے اور (یاد کرو) جب اٹھاتا تھا ابراہیم نیویں (یعنی بنیادیں اور دیواریں) اس گھر کی (من البیت، یرفع کے متعلق ہے) اور اسمٰعیل (اسماعیل کا عطف ابراھیم پر ہے) یہ کہتے ہوئے اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما (ہمارا تعمیر کرنا) بیشک تو ہی سنتا (ہے بات کو اور) جانتا (ہے کام کو) اے رب ہمارے اور کر ہمیں گردن رکھنے والا (یعنی فرمانبردار) تیرے حضور اور (کر دے) ہماری اولاد میں سے (ذریتنا بمعنی اولادنا ہے) ایک امت (یعنی جماعت) تیری فرمانبردار (من ذریتنا میں مِنْ تبعیضیہ ہے جس کے لانے کی وجہ یہ ہے کہ اس قول سے پہلے لاینال عھدی الظالمین آچکا ہے) اور ہمیں بتا (یعنی ہمیں سکھا) مناسک حج (یعنی عبادات یا حج کے طریقے) اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما، بیشک تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان (باوجود معصوم ہونے کے دونوں نے توبہ کی درخواست محض تواضع اور تعلیم امت کیلئے کی) اے رب ہمارے اور بھیج ان میں (یعنی حرم پاک کے باشندوں میں) ایک رسول انہی میں سے (منھم بمعنی من انفسھم ہے، اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر انکی دعا قبول فرمائی) کہ ان پر

تیری آیتیں تلاوت فرمائے (قرآن کی) اور انہیں تیری کتاب (یعنی قرآن) اور پختہ علم سکھائے (یعنی وہ احکام جو اس قرآن میں ہوں) اورانہیں خوب ستھرا فرمادے (یعنی شرک سے پاک کردے) بیشک تو ہی غالب حکمت والا (ہے اپنے کاموں میں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یبنی اسراء یل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العلمین﴾

یبنی اسرائیل اذکروا ...... الخ: اس کی ترکیب پانچویں اور چھٹے رکوع میں گزر چکی ہے۔

﴿واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا ولا یقبل منها عدل ولا تنفعها شفاعة ولا هم ینصرون﴾

و: عاطفہ، اتقوا: فعل وفاعل، یوما: موصوف، لا تجزی نفس عن نفس شیئا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولا یقبل منها عدل: معطوف اول، ولا تنفعها شفاعة: معطوف ثانی، ولا هم ینصرون: معطوف ثالث، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر صفت، مرکبِ توصیفی مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذابتلی ابراهیم ربه بکلمت فاتمهن﴾

و: مستانفہ، اذ: ظرفیہ مضاف، ابتلی ابراهیمَ ربُّه: فعل بامفعول وفاعل جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مرکب اضافی ظرف اذکروا فعل محذوف کیلئے، ف: عاطفہ، اتمهن: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لاینال عهدی الظلمین﴾

قال: قول، انی جاعلک للناس اماما: جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ، قال: قول، ومن ذریتی: ظرف لغو فعل محذوف کا یعنی عبارت یہ ہے واجعل من ذریتی اماما، یہ سب ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ، قال: قول، لاینال عهدی الظالمین: جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واذجعلنا البیت مثابة للناس وامنا واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی﴾

و: مستانفہ، اذ: ظرفیہ مضاف، جعلنا البیت: فعل بافاعل ومفعول اول، مثابة للناس وامنا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر ظرف اذکر فعل محذوف کیلئے، و: عاطفہ، اتخذوا: فعل وفاعل، من مقام ابراهیم: متعلق، مصلی: مفعول، سب ملکر جملہ فعلیہ قول محذوف کا مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وعهدنا الی ابراهم واسمعیل ان طهرا بیتی للطائفین والعکفین والرکع السجود﴾

و: عاطفہ، عهدنا الی ابراهیم واسمعیل: فعل بافاعل وظرف لغو، اَنْ: مصدریہ، طهرا بیتی للطائفین ــــ الخ: فعل بافاعل و مفعول وظرف لغو جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مؤول ہوکر مفعول، عهدنا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جعلنا پر معطوف ہے۔

﴿واذ قال ابراھیم رب اجعل ھذا بلدا اٰمنا﴾

و اذ قال ابراھیم: اس کی ترکیب اسی رکوع میں گزر چکی ہے، رب: جملہ ندائیہ، اجعل: فعل و فاعل، ھذا: مفعول اول، بلدا اٰمنا: مفعول ثانی، سب مل کر جملہ فعلیہ ہو کر مقصود بالنداء، جو نداء سے مل کر مقولہ۔

﴿وارزق اھلہ من الثمرات من اٰمن منھم باللہ والیوم الاٰخر﴾

و: عاطفہ، ارزق: فعل و فاعل، اھلہ: مبدل منہ، من الثمرات: ظرف لغو، من: موصولہ، اٰمن منھم ... جملہ فعلیہ صلہ، موصول صلہ مل کر بدل، جو مبدل منہ سے مل کر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر اجعل پر معطوف ہے۔

﴿قال ومن کفر فامتعہ قلیلا ثم اضطرہ الی عذاب النار وبئس المصیر﴾

قال: فعل با فاعل مل کر جملہ مستانفہ، و: عاطفہ، من کفر: مبتدا، ف امتعہ قلیلا: معطوف علیہ، ثم اضطرہ الی عذاب النار: معطوف مل کر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، بئس: فعل ذم، المصیر: فاعل، مل کر خبر مقدم، ھو: مبتدا مؤخر محذوف مصیر کے لیے، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ۔

﴿واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسمٰعیل ربنا تقبل منا﴾

و: عاطفہ، اذ: ظرف مضاف، یرفع: فعل، ابراھیم: معطوف علیہ، و اسمٰعیل: معطوف، مل کر ذوالحال، القواعد: مفعول، من البیت: ظرف لغو، ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ، تقبل منا: مقصود بالنداء، مل کر حال، مل کر مقولہ قول محذوف یقولان کیلیے، قول اپنے مقولہ سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل، یرفع فعل اپنے فاعل اور مفعول اور ظرف لغو سے مل کر مضاف الیہ، مرکب اضافی اذکر فعل محذوف کے لیے ظرف۔

﴿انک انت السمیع العلیم﴾

انّ: حرف مشبہ بالفعل، ک: اسم، انت السمیع العلیم: جملہ اسمیہ ہو کر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ۔

﴿ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا﴾

ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ، و: عاطفہ، اجعلنا: فعل با فاعل و مفعول، مسلمین: موصوف، لک: ظرف مستقر صفت، مرکب توصیفی مفعول ثانی، فعل اپنے متعلقات سے مل کر جملہ معطوف علیہ، ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک: جار مجرور اجعل فعل محذوف کے متعلق ہو کر معطوف اول، وارنا مناسکنا: معطوف ثانی، وتب علینا: معطوف ثالث، مل کر مقصود بالنداء، مل کر ربنا تقبل منا پر معطوف ہے۔

﴿انک انت التواب الرحیم﴾

انّ: حرف مشبہ، ک: ضمیر اسم، انت التواب الرحیم: جملہ اسمیہ ہو کر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ۔

﴿ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک ویعلمھم الکتب والحکمۃ ویزکیھم﴾

ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ، وابعث فیھم: فعل بافاعل وظرف لغو، رسولا: موصوف، منھم: صفت اول، یتلوا علیھم ایتک: معطوف علیہ، ویعلمھم الکتب والحکمۃ: معطوف اول، ویزکیھم: معطوف ثانی، ملکر صفت ثانی، مرکب توصیفی مفعول، ابعث فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقصود بالنداء، جوندا سے ملکر ربنا تقبلنا پر معطوف ہے۔

﴿انک انت العزیز الحکیم﴾

انّ: حرف مشبہ، ک: اسم، انت العزیز الحکیم: جملہ اسمیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

آزمائشی کلمات:

۱...... وہ کلمات جن کے ساتھ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آزمایا گیا ان میں اختلاف ہے ایک قول جلالین میں مذکور ہے جبکہ دوسرے قول کے بارے میں جمل میں ہے کہ حضرت سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں: ''ان کی شریعت میں تیس خصوصیات تھیں، جن میں سے دس کا تذکرہ سورۂ برأت یعنی توبہ میں ﴿التائبون العابدون ...... الخ﴾ کے تحت ہے، دس کا تذکرہ سورۂ احزاب میں ﴿ان المسلمین والمسلمات ...... الخ﴾ کے تحت ہے اور دس کا ذکر سورۂ مؤمنون میں ﴿والذین ھم علی صلوتھم یحافظون ...... الخ﴾ کے تحت ہے۔'' (الجمل، ج۱، ص ۱۵۳)

مصلائے ابراہیم:

۲...... اس آیتِ مبارکہ میں خطاب امتِ محمدیہ کو ہے، اس مقام کو جائے نماز بنانا مستحب ہے جبکہ مقامِ ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جس پر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے قدمین شریفین کے نشانات ہیں، یا اس سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہوکر انہوں نے حج کا اعلان فرمایا یا پھر اس سے مراد وہ پتھر ہے جس پر آپ نے کھڑے ہوکر بیت اللہ شریف کی تعمیر فرمائی تھی۔

☆...... مروی ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دستِ مبارک پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''ھذا مقام ابراھیم۔'' یعنی یہ مقامِ ابراہیم ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''کیا ہم اسے جائے نماز نہ بنالیں۔'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے اس کا حکم نہیں دیا گیا۔'' ابھی سورج غروب بھی نہ ہوا تھا کہ یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوگئی۔ ایک قول کے مطابق اس سے مراد طواف کی دو رکعتیں ہیں جیسا کہ ☆...... حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم طواف سے فارغ ہوئے تو مقامِ ابراہیم کے پاس تشریف لا کر اس کے پیچھے دو رکعت نوافل ادا فرمائے اور اس کے ساتھ ہی یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی﴾۔

(البیضاوی، ج۱، ص ۱۳۵، ۱۳۶)

تعمیر کعبہ:

۳؎......تفسیر جمل میں امام قسطلانی کے حوالے سے ہے کہ کعبہ کی تعمیر دس مرتبہ ہوئی: (۱)......تعمیر ملائکہ: مروی ہے کہ اللہ عزوجل نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ ہر آسمان میں ایک گھر بنائیں اور اسی طرح زمین میں بھی۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں: ''کل بیت اللہ چودہ ہیں۔'' نیز مروی ہے کہ جب فرشتوں نے کعبۃ اللہ کی بنیاد رکھی تو زمین اپنی انتہاء تک پھٹ گئی اور پھر فرشتوں نے اس میں اونٹوں کی مثل بڑے بڑے پتھر پھینک دیئے، پس یہی پتھر وہ بنیادیں ہیں جن پر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر فرمائی۔ (۲)......تعمیرِ آدم: حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو اس کی تعمیر کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا گیا کہ چونکہ آپ سب سے پہلے انسان ہیں لہذا یہ سب سے پہلا گھر ہے جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ (۳)......تعمیر شیث: حضرت سیدنا شیث علیہ السلام نے اسے مٹی اور پتھروں سے تعمیر فرمایا، یہ گھر آپ علیہ السلام سے لے کر حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے زمانے تک برقرار رہا، پھر طوفانِ نوح میں زیرِ آب آ گیا اور اس کی جگہ کی شناخت باقی نہ رہی۔ (۴)......تعمیر ابراہیم: چوتھی مرتبہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے اللہ عزوجل کے حکم سے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اس کی بنیادوں کی نشاندہی فرمائی، یہی وجہ ہے کہ ارشاد فرمایا گیا: ''اس جہانِ رنگ و بو میں کعبہ سے بڑھ کر اشرف واعلیٰ کوئی عمارت نہیں۔'' اس لئے کہ اس کے بنانے کا حکم دینے والی ذات، ذاتِ رب جمیل، اس کی حدود کی نشاندہی کرنے والے حضرت جبرئیل، جبکہ بنانے والے رب جلیل کے خلیل علیہ السلام اور معاون حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ (۵)......تعمیر عمالقہ۔ (۶)......تعمیر جرہم: قبیلہ جرہم میں سے اسکی تعمیر حرث بن مضاض اصغر نے کی۔ (۷)......تعمیر قصی: یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے پانچویں تھے۔ (۸)......تعمیر قریش: قبیلہ قریش اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملکر تعمیر کعبہ فرمائی، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمرِ مبارک (35) سال تھی۔ (۹)......تعمیر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ: نویں مرتبہ اسکی تعمیر حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کی اور اسکا سبب یہ بنا کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سن چونسٹھ ہجری کے اوائل میں جبکہ یزید بن معاویہ کے معاندین نے محاصرہ کر کے منجنیق کے ذریعے کعبہ معظمہ پر سنگ باری کی تو حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ امارت میں استخارہ اور مشورہ کرنے کے بعد اسے شہید کر دیا جو کہ سن چونسٹھ ہجری، نصف جمادی الآخر ہفتہ کا دن تھا اور جب ڈیڑھ قامت تک منہدم کر چکے تو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی کھڑی کی ہوئی بنیادوں کو اونٹ کی کوہان کی طرح پایا کہ وہ ایک دوسرے سے ملی ہوئی تھیں یہاں تک کہ اگر بنیاد کے ایک طرف ضرب ماری جاتی تو دوسری طرف ہلنے لگتی، بہرحال انہوں نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قائم کردہ بنیادوں پر ہی اس کی تعمیر فرما دی اور اس میں وہ حصہ یا گوشہ بھی شامل فرما دیا جو قریش نے اس سے نکال دیا تھا، نیز زمین کے ساتھ ملے ہوئے اس کے دو دروازے بنائے جن میں سے ایک دروازہ تو آج تک موجود ہے جبکہ دوسری جانب کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے، حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اسکے بنانے کا آغاز جمادی الآخر میں اور اختتام ماہِ رجب سن پینسٹھ ہجری میں کیا، اس کے بعد سو اونٹ فقراء کیلئے ذبح فرمائے۔ (۱۰)......تعمیر حجاج: حجاج

بن یوسف نے اس کی بنیاد مطاف کی جانب دیوار بنا کر کی اور رکن یمانی کی جانب مغربی دروازہ بند کر کے مشرقی دروازے کے نیچے کی جانب دہلیز سے چار ذراع اور ایک بالشت کا فاصلہ چھوڑ دیا جبکہ بقیہ عمارت حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بنائی ہوئی طرز پر رہنے دی، کعبہ معظمہ کی عمارت آج تک حجاج کی بنائی ہوئی طرز پر ہے۔ (الجمل، ج۱، ص۱۵۹، ۲۶۰)

دعا خلیل کی، عیسی کی جو بشارت تھے:

ہ.....امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اپنی مسند میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''أنا دعوة إبراهيم وبشارة عيسى ورؤيا أمي التي رأت حين وضعتني، وقد خرج لها نور ساطع أضاءت لها منه قصور الشام یعنی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا، حضرت عیسی علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدۂ ماجدہ کے اس خواب کی تعبیر ہوں جو انہوں نے وضعِ حمل کے وقت دیکھا تھا یعنی کہ ان کے جسمِ اطہر سے ایک ایسا نور نکلا جس کی روشنی سے شام کے محلات جگمگانے لگے''۔ (مسند احمد بن حنبل، حديث عرباض بن ساريه، ج۵، ص۱۱۲)

اغراض:

کلفہ بها: یہ مکلف بنانا وجوب کے ضمن میں تھا، پس حضرت ابراہیم علیہ السلام پر متذکرہ بالا دس کام واجب تھے لیکن ہمارے حق میں ان میں سے بعض سنت اور بعض واجب ہیں۔ وفرق الرأس: یعنی دائیں اور بائیں جانب بالوں کی مانگ نکالنا۔ والاستنجاء: پانی کے ذریعے، اور پتھر کے ساتھ استنجاء کرنا اس امت کی خصوصیت ہے۔ قدوة في الدين: یعنی قیامت تک، کہ صرف انہی (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کی ذریت میں نبی ہونگے جو کہ تمام امور میں ان کی اتباع کرے گی۔ الكعبة: اس میں تمام حرم داخل ہے، اللہ عزوجل نے کعبہ معظمہ کو امنا کی صفت کے ساتھ موصوف فرمایا اور یہ صفت تمام ہی حرم کے لئے بیان ہوئی ہے۔ فلا يهيجه: یعنی حرم کی حرمت اپنے باپ کے ملنے والے قاتل کو بھی قتل کرنے پر بے چین و پریشان نہ کرتی تھی۔ عند بناء البيت: تعمیر کعبہ معظمہ کے بارے میں ہم نے ماقبل بیان کر دیا ہے وہیں مطالعہ فرمالیں۔ امرناهما: یعنی تاکیدی حکم، اور خازن میں ہے کہ یعنی ہم نے دونوں باپ بیٹے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام و اسماعیل علیہ السلام کو کعبہ معظمہ کی تعمیر کا حکم دیا، ان پر لازم اور واجب کیا۔ المقيمين: اس کی تفسیر عاکفین سے کی اس لئے کہ سورۂ حج سے مطابقت ہو جائے کہ وہاں ﴿والقائمين﴾ ہے۔

لايسفک فيه دم انسان: بطور قصاص بھی نہیں کہ یہی امام اعظم علیہ الرحمۃ کا مذہب ہے، نہ اپنی طرف سے اس حکم میں کوئی کمی کرے بلکہ اس مجرم جس پر قصاص لازم آتا ہے اس پر ضروریات زندگی مثلاً کھانا پینا تنگ کرے یہاں تک کہ وہ حرم مقدس چھوڑنے پر مجبور ہو جائے، المختصر۔ ولا يظلم فيه احد: یعنی اپنے اوپر ہونے والی زیادتی پر زیادہ بدلہ نہ لے لے، اور اس بات کی نشاندہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول السيئات تضاعف فيه كالحسنات سے بھی ملتی ہے۔ (الجمل، ج۱، ص۱۵۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۶

﴿ومن﴾ اَیْ لَا ﴿یرغب عن ملة ابراهم﴾ فَیَتْرُکُهَا ﴿الا من سفه نفسه﴾ جَهِلَ اَنَّهَا مَخْلُوْقَةٌ لِلّٰهِ یَجِبُ عَلَیْهَا عِبَادَتُهُ اَوْ اِسْتَخَفَّ بِهَا وَامْتَهَنَهَا ﴿ولقد اصطفینه﴾ اِخْتَرْنَاهُ ﴿فی الدنیا﴾ بِالرِّسَالَةِ وَالْخُلَّةِ ﴿وانه فی الاخرة لمن الصلحین(۱۳۰)﴾ اَلَّذِیْنَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلٰی وَاذْکُرْ ﴿اذ قال له ربه اسلم﴾ اَنْقَدْ لِلّٰهِ وَاَخْلِصْ لَهُ دِیْنَکَ ﴿قال اسلمت لرب العلمین(۱۳۱)ووصی﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ اَوْصٰی ﴿بها﴾ بِالْمِلَّةِ ﴿ابراهم بنیه ویعقوب﴾ بَنِیْهِ قَالَ ﴿یبنی ان الله اصطفی لکم الدین﴾ دِیْنَ الْاِسْلَامِ ﴿فلا تموتن الا وانتم مسلمون(۱۳۲)﴾ نَهٰی عَنْ تَرْکِ الْاِسْلَامِ وَاَمَرَ بِالثُّبَاتِ عَلَیْهِ اِلٰی مُصَادَفَةِ الْمَوْتِ، وَلَمَّا قَالَ الْیَهُوْدُ لِلنَّبِیِّ ﷺ اَلَسْتَ تَعْلَمُ اَنَّ یَعْقُوْبَ یَوْمَ مَاتَ اَوْصٰی بَنِیْهِ بِالْیَهُوْدِیَّةِ نَزَلَ ﴿ام کنتم شهداء﴾ حُضُوْرًا ﴿اذ حضر یعقوب الموت اذ﴾ بَدَلٌ مِّنْ اِذْ قَبْلَهُ ﴿قال لبنیه ما تعبدون من بعدی﴾ بَعْدَ مَوْتِیْ ﴿قالوا نعبد الهک واله ابائک ابراهم واسمعیل واسحق﴾ عَدُّ اِسْمٰعِیْلَ مِنَ الْاٰبَآءِ تَغْلِیْبٌ وَلِاَنَّ الْعَمَّ بِمَنْزِلَةِ الْاَبِ ﴿الها واحدا﴾ بَدَلٌ مِّنْ اِلٰهَکَ ﴿ونحن له مسلمون(۱۳۳)﴾ وَاَمْ بِمَعْنٰی هَمْزَةِ الْاِنْکَارِ اَیْ لَمْ تَحْضُرُوْهُ وَقْتَ مَوْتِهِ فَکَیْفَ تَنْسِبُوْنَ اِلَیْهِ مَالَا یَلِیْقُ بِهِ ﴿تلک﴾ مُبْتَدَاٌ، وَالْاِشَارَةُ اِلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَیَعْقُوْبَ وَبَنِیْهِمَا، وَاُنِّثَ لِتَاْنِیْثِ خَبَرِهٖ ﴿امة قد خلت﴾ سَلَفَتْ ﴿لها ما کسبت﴾ مِنَ الْعَمَلِ اَیْ جَزَآؤُهُ، اِسْتِیْنَافٌ ﴿ولکم﴾ اَلْخِطَابُ لِلْیَهُوْدِ ﴿ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون(۱۳۴)﴾ کَمَا لَا یُسْئَلُوْنَ عَنْ عَمَلِکُمْ، وَالْجُمْلَةُ تَاکِیْدٌ لِّمَا قَبْلَهَا ﴿وقالوا کونوا هودا اونصاری تهتدوا﴾ اَوْ لِلتَّفْصِیْلِ، وَقَائِلُ الْاَوَّلِ یَهُوْدُ الْمَدِیْنَةِ وَالثَّانِیْ نَصٰرٰی نَجْرَانَ ﴿قل﴾ لَهُمْ ﴿بل﴾ نَتَّبِعُ ﴿ملة ابراهم حنیفا﴾ حَالٌ مِّنْ اِبْرَاهِیْمَ مَآئِلًا عَنِ الْاَدْیَانِ کُلِّهَا اِلَی الدِّیْنِ الْقَیِّمِ ﴿وماکان من المشرکین(۱۳۵)﴾ ﴿قولوا﴾ خِطَابٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿امنا بالله وماانزل الینا﴾ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴿وما انزل الی ابراهم﴾ مِنَ الصُّحُفِ الْعَشْرِ ﴿واسمعیل واسحق ویعقوب والاسباط﴾ اَوْلَادَهُ ﴿وما اوتی موسی﴾ مِنَ التَّوْرٰاةِ ﴿وعیسی﴾ مِنَ الْاِنْجِیْلِ ﴿وما اوتی النبیون من ربهم﴾ مِنَ الْکُتُبِ وَالْاٰیَاتِ ﴿لانفرق بین احد منهم﴾ وَنُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ کَالْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی ﴿ونحن له مسلمون(۱۳۶)فان امنوا﴾ اَیِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی ﴿بمثل﴾ مِثْلُ زَائِدَةٌ ﴿ماامنتم به فقد اهتدوا وان تولوا﴾ عَنِ الْاِیْمَانِ بِهٖ ﴿فانما هم فی شقاق﴾ خِلَافٍ مَّعَکُمْ ﴿فسیکفیکهم الله﴾ یَا

مُحَمَّدٌ ﷺ شِقَاقُهُمْ ﴿وهو السميع العليم (۱۳۷)﴾ بِأَحْوَالِهِمْ وَقَدْ كَفَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُمْ بِقَتْلِ قُرَيْظَةَ وَنَفْيِ النَّضِيرِ وَضَرْبِ الْجِزْيَةِ عَلَيْهِمْ ﴿صبغة الله﴾ مَصْدَرٌ مُؤَكِّدٌ لِآمَنَّا وَنَصْبُهُ بِفِعْلٍ مُقَدَّرٍ أَيْ صَبَغَنَا اللّٰهُ وَالْمُرَادُ بِهَا دِيْنُهُ الَّذِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهِ لِظُهُوْرِ أَثَرِهِ عَلٰى صَاحِبِهِ كَالصِّبْغِ فِي الثَّوْبِ ﴿ومن﴾ أَيْ لَا أَحَدَ ﴿احسن من الله صبغة﴾ تَمْيِيْزٌ ﴿ونحن له عبدون (۱۳۸)﴾ قَالَ الْيَهُوْدُ لِلْمُسْلِمِيْنَ نَحْنُ أَهْلُ الْكِتَابِ الْأَوَّلِ وَقِبْلَتُنَا أَقْدَمُ وَلَمْ يَكُنِ الْأَنْبِيَاءُ مِنَ الْعَرَبِ وَلَوْ كَانَ مُحَمَّدٌ ﷺ نَبِيًّا لَكَانَ مِنَّا فَنَزَلَ ﴿قل﴾ لَهُمْ ﴿اتحاجوننا﴾ تُخَاصِمُوْنَنَا ﴿في الله﴾ أَنِ اصْطَفٰى نَبِيًّا مِّنَ الْعَرَبِ ﴿وهو ربنا وربكم﴾ فَلَهُ أَنْ يَّصْطَفِيَ مِنْ عِبَادِهِ مَنْ يَّشَآءُ ﴿ولنا اعمالنا﴾ نُجَازٰى بِهَا ﴿ولكم اعمالكم﴾ تُجَازَوْنَ بِهَا فَلَا يَبْعُدُ أَنْ يَّكُوْنَ فِيْ أَعْمَالِنَا مَا نَسْتَحِقُّ بِهِ الْإِكْرَامَ ﴿ونحن له مخلصون (۱۳۹)﴾ اَلدِّيْنَ وَالْعَمَلَ دُوْنَكُمْ فَنَحْنُ أَوْلٰى بِالْإِصْطِفَآءِ، وَالْهَمْزَةُ لِلْإِنْكَارِ وَالْجُمَلُ الثَّلٰثُ أَحْوَالٌ ﴿ام﴾ بل ﴿تقولون﴾ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ ﴿ان ابراهم واسماعيل واسحق ويعقوب والاسباط كانوا هودا اونصارى قل﴾ لَهُمْ ﴿ء انتم اعلم ام الله﴾ أَيِ اللّٰهُ أَعْلَمُ وَقَدْ بَرَّأَ مِنْهَا إِبْرَاهِيْمَ بِقَوْلِهِ مَا كَانَ إِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَالْمَذْكُوْرُوْنَ مَعَهُ تَبَعٌ لَّهُ ﴿ومن اظلم ممن كتم﴾ أَخْفٰى مِنَ النَّاسِ ﴿شهادة عنده﴾ كَائِنَةً ﴿من الله﴾ أَيْ لَا أَحَدَ أَظْلَمُ مِنْهُ وَهُمُ الْيَهُوْدُ كَتَمُوْا شَهَادَةَ اللّٰهِ فِي التَّوْرَاةِ لِإِبْرَاهِيْمَ بِالْحَنِيْفِيَّةِ ﴿وما الله بغافل عما تعملون (۱۴۰)﴾ تَهْدِيْدٌ لَّهُمْ ﴿تلك امة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عما كانوا يعلمون (۱۴۱)﴾ تَقَدَّمَ مِثْلُهٗ۔

﴿ترجمہ﴾

اورابراہیم کے دین سے کون منہ پھیرے(من بمعنی لا ہے، یعنی کون اس دین کو چھوڑے) سوائے اسکے جو دل کا احمق ہے(یعنی اس بات کو جانتا نہیں کہ اس کا نفس اللہ ﷻ ہی کی مخلوق ہے جسکی عبادت اس پر فرض ہے یا پھر جو عبادت ہی کو حقیر وذلیل جانتا ہے) اور بیشک ضرور ہم نے اسے چن لیا(یعنی منتخب کرلیا) دنیا میں (رسول اور خلیل بنا کر) اور بیشک وہ آخرت میں ہمارے خاص قرب کی قابلیت والوں میں ہے (جنکے لئے اعلی درجات ہونگے، اور یاد کیجئے) جب اس سے اسکے رب نے فرمایا گردن رکھ (یعنی اللہ ﷻ کی فرمانبرداری کر، بارگاہِ ربوبیت میں گردن خم کردے اور اسی کیلئے اپنے دین کو خالص کر تو اس نے) عرض کی میں نے گردن رکھی اسکے لئے جو رب ہے سارے جہانوں کا اور اسی دین(یعنی اس ملت کی) کی وصیت کی (ایک قرأت میں وصّی کے بجائے اوصی ہے) ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے (اپنے بیٹوں کو ارشاد فرمایا) اے میرے بیٹو! بیشک اللہ نے یہ دین (یعنی دین اسلام)

تمہارے لئے چن لیا تو نہ مرنا مگر مسلمان (یعنی اسلام کو ترک کرنے سے منع فرمایا اس پر مرتے دم تک ثابت قدم رہنے کا حکم فرمایا۔ یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب یہود نے نبی پاک ﷺ سے کہا: ''کیا آپ نہیں جانتے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بوقت وصال اپنے بیٹوں سے یہودی مذہب کے بارے میں وصیت فرمائی تھی) بلکہ تم میں کے خود موجود تھے (یعنی حاضر تھے) جب یعقوب کو موت آئی (یہ اذ ماقبل اذ سے بدل ہے) جبکہ اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا میرے بعد (یعنی میرے وصال کے بعد) کس کی پوجا کرو گے؟ بولے پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپکا اور آپکے آباء ابراہیم و اسماعیل اور اسحق کا......۱......(اسماعیل علیہ السلام کو آباء میں تغلیباً شمار کیا، اسلئے کہ چچا بمنزلہ باپ ہوتا ہے) ایک خُدا (یہ ماقبل الھک سے بدل ہے) اور ہم اس کے حضور گردن رکھے ہیں (ام کنتم شھداء میں ام بمعنی ھمزہ انکاری ہے یعنی تم انکی موت کے وقت حاضر نہ تھے تو پھر کیسے تم انکی طرف نا مناسب باتیں منسوب کرتے ہو) یہ (تلک ترکیب میں مبتدا ہے، اور اس کا مشار الیہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام اور انکے بیٹے ہیں، مبتدا کا مونث ہونا خبر سے مطابقت پیدا کرنے کیلئے ہے) ایک امت ہے کہ گزر چکی (خلت بمعنی سلفت ہے) ان کیلئے ہے جو انہوں نے کمایا (یعنی اس عمل کی جزا انہی کے لئے ہوگی، یہ جملہ مستانفہ ہے) اور تمہارے لئے ہے (یہاں خطاب یہود سے ہے) جو تم کماؤ اور انکے کاموں کی تم سے پرسش نہ ہوگی (جیسا کہ ان سے تمہارے کاموں کے بارے میں نہ پوچھا جائے گا، یہ جملہ ماقبل کی تاکید ہے) اور کتابی بولے یہودی یا نصرانی ہو جاؤ راہ پا جاؤ گے (او تفصیل کیلئے ہے، پہلے جملے کے قائل مدینہ کے یہود اور دوسرے کے نجران کے نصاریٰ ہیں) تم فرماؤ (ان سے) بلکہ (ہم پیروی کرتے ہیں اور) ابراہیم کے سید ھا دین کی جو ہر باطل سے جدا تھے (حنیفاً حال ہے ابراھیم سے، یعنی حضرت ابراہیم کا دین جو تمام ادیان سے کٹ کر دین قیم کی طرف مائل تھے) اور مشرکوں سے نہ تھے یوں کہو (یہ خطاب مومنین سے ہے) کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا (یعنی قرآن) اور جو اتارا گیا ابراہیم (پر یعنی دس صحائف) و اسماعیل و اسحٰق و یعقوب اور انکی اولاد پر (اسباط بمعنی اولاد ہے) اور جو عطا کئے گئے موسیٰ (کو یعنی توریت) اور عیسیٰ (کو یعنی انجیل) اور جو عطا کئے گئے باقی انبیاء (کو کتابیں اور معجزات) اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے (کہ ہم بعض پر ایمان لائیں اور بعض کا انکار کریں جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا) اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں، پھر اگر وہ بھی ایمان لائیں (یعنی یہود و نصاریٰ) یوں ہی (مثل زائدہ ہے) جیسا تم لائے جب تو وہ ہدایت پا جائینگے اور اگر منہ پھیریں (اس پر ایمان لانے سے) تو وہ نری ضد میں ہیں (یعنی تمہارے خلاف ہیں) تو عنقریب اللہ انکی طرف سے تمہیں کفایت کریگا (اے محمد ﷺ! انکی مخالفت سے) اور وہی ہے سنتا (انکی باتیں) اور جانتا (انکی حالتیں، تحقیق اللہ عزوجل نے کفار کے مقابلے میں اپنے حبیب کی کفایت کی ، بنو قریظہ کے قتل، بنو نضیر کی جلا وطنی اور ان پر جزیہ مقرر کرنے سے) ہم نے اللہ کی رنگ لیا......۲......(صبغۃ، امنا کا مصدر مؤکد ہے اور اس پر نصب فعل مقدر یعنی صبغنا اللّٰہ کی وجہ سے ہے اور اس سے مراد وہ دین فطرت ہے، جس پر لوگوں کو پیدا کیا گیا کیونکہ اس دین

کا اثر کسی انسان پر ایسے ہی ہوتا ہے جیسے کپڑے پر رنگ کا اثر ہوتا ہے) اور اللہ سے بہتر کس کی (یعنی کسی کی نہیں) رنگ؟ (صبغۃ تمیز ہے) اور ہم اسی کو پوجتے ہیں (یہودیوں نے مسلمانوں سے کہا کہ ہم سب سے پہلی کتاب والے ہیں اور ہمارا قبلہ بھی قدیم ہے اور چونکہ آج تک عربوں میں کوئی نبی نہیں آیا لہذا اگر محمد ﷺ نبی ہوتے تو ہم ہی میں سے ہوتے، اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی) تم فرماؤ (ان سے) کیا جھگڑتے ہو (اتحاجوننا بمعنی تخاصموننا ہے) اللہ کے بارے میں (کہ اس نے عربوں سے نبی چنا ہے) حالانکہ ہمارا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی (یعنی یہ اسی کی شان ہے کہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے چن لے) اور ہماری کرنی ہمارے ساتھ (یعنی ہم اسکی جزاء پائیں گے) اور تمہاری کرنی تمہارے ساتھ (یعنی تم اپنے اعمال کا بدلہ پاؤ گے، پس بعید نہیں کہ ہم اپنے اعمال پر اکرام پائیں) اور ہم نرے اسی کے ہیں ......۔ (یعنی دین وعمل میں اللہ ﷻ کے ہیں نہ کہ تم، اسی لئے ہم اس انتخاب کے زیادہ مستحق ہیں، اتحاجوننا میں ھمزہ انکاری ہے، یہ تینوں جملے حال ہیں) بلکہ تم یوں کہتے ہو (یقولون میں تا اور یا دونوں کیساتھ دولغتیں ہیں) کہ ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب اور انکے بیٹے یہودی یا نصرانی تھے تم فرماؤ (ان سے) کیا تمہیں علم زیادہ ہے یا اللہ کو (یعنی اللہ ﷻ ہی بہتر جانتا ہے، اللہ ﷻ نے ان دونوں باتوں سے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی برائت اپنے اس فرمان عالیشان ﴿ما کان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا﴾ کے ذریعے بری فرمادی اور باقی انبیاء کرام علیہم السلام کے نام انکے تابع ذکر کردیئے) اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو چھپائے (لوگوں سے) جو گواہی اسکے پاس آئی (واقع ہونے والی) اللہ کی طرف سے (یعنی اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں، ان سے مراد یہودی ہیں جو توریت میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے حنیف ہونے کی گواہی چھپاتے تھے) اور خدا تمہارے کرتوتوں یعنی برے اعمال سے بے خبر نہیں (یہ کلمات انکے لئے زجر کے طور پر ہیں) وہ ایک گروہ ہے کہ گزر گیا، انکے لئے انکی کمائی اور تمہارے لئے تمہاری کمائی اور انکے کاموں کی تم سے پرسش نہ ہوگی (اس جیسی آیت گزر چکی ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ومن یرغب عن ملۃ ابراھم الا من سفہ نفسہ ولقد اصطفینہ فی الدنیا﴾

و: عاطفہ، من: مبتدا، یرغب: فعل، ھو ضمیر مبدل منہ، الا من سفہ نفسہ: بدل، ملکر فاعل، عن ملۃ ابراھیم: ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، جو مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ، و: استنافیہ، لام: قسمیہ، قد: تحقیقیہ، اصطفیناہ فی الدنیا: فعل با فاعل ومفعول و ظرف لغو جملہ فعلیہ ہوکر محذوف قسم اقسم کے لئے جواب قسم۔

﴿وانہ فی الاخرۃ لمن الصلحین﴾

و: حالیہ، انہ: حرف مشبہ واسم، فی الاخرۃ: ظرف مستقر اسم سے حال ہے، لمن الصلحین: شبہ جملہ خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال ہے اصطفینہ کی ضمیر مفعول سے۔

﴿اذ قال له ربه اسلم قال اسلمت لرب العلمين﴾

اذ: ظرفیہ مضاف، قال له ربُه: جملہ فعلیہ قول، اسلم: مقولہ، جوقول سے ملکر مضاف الیہ، ملکر اذکر کا ظرف، قال: قول، اسلمت لرب العلمین: فعل بافاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ جوقول سے ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ووصى بها ابراهم بنيه ويعقوب يبني ان الله اصطفى لكم الدين فلا تموتن الا وانتم مسلمون﴾

و: عاطفہ، وصی: فعل، بها: ظرف لغو، ابراهيم ويعقوب: معطوف علیہ معطوف سے ملکر فاعل، بنیه: مفعول، يبني: جملہ فعلیہ ندائیہ، انّ اللّٰه اصطفى لكم الدين: جملہ اسمیہ مقصود بالندا، جوندا سے ملکر فاعل سے حال ہے، ملکر جملہ فعلیہ، ف: فصیحیہ، لا تموتن: فعل بافاعل، الا: للحصر، وانتم مسلمون: جملہ فاعل سے حال ہے، فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط محذوف اذا عرفتم هذا کی جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿ام كنتم شهداء اذحضر يعقوب الموت اذ قال لبنيه ما تعبدون من بعدى﴾

ام: عاطفہ منقطعہ، کنتم: فعل ناقص بااسم، شھداء: اسم فاعل، ھم ضمیر مستتر فاعل، اذ حضر يعقوب الموت: مبدل منہ، اذ قال لبنيه ...... الخ: بدل، ملکر ظرف، شھداء اپنے متعلقات سے ملکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا نعبد الهک واله ابائک ابراهم واسمعيل واسحق الها واحدا ونحن له مسلمون﴾

قالوا: قول، نعبد: فعل بافاعل، الهک: معطوف علیہ، واله: مضاف، اباۤئک: مبدل منہ، ابراهيم واسمعيل: بدل، ملکر مضاف الیہ، مرکب اضافی معطوف، جومعطوف علیہ سے ملکر مبدل منہ، الٰهًا واحدًا: بدل ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقولہ، جوقول سے ملکر جملہ قولیہ، و: اعتراضیہ، نحن: مبتدا، له مسلمون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معترضہ۔

﴿تلک امة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عما كانوا يعملون﴾

تلک: مبتدا، امة قد خلت: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لها: خبر مقدم، ما كسبت: مبتدا مؤخر، ملکر معطوف علیہ، ولكم: خبر مقدم، ما كسبتم: مبتدا مؤخر، معطوف، ملکر جملہ اسمیہ متانفہ، و: استئنافیہ، لاتسئلون: فعل بافاعل، عما كانوا يعملون: ظرف لغو، سب ملکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿وقالوا كونوا هودا او نصارى تهتدوا قل بل ملة ابراهم حنيفا وما كان من المشركين﴾

و: استئنافیہ، قالوا: قول، كونوا هودا او نصارى: جملہ فعلیہ مقولہ اول، تهتدوا: جملہ فعلیہ جواب امر، مقولہ ثانی، قول بامقولین جملہ قولیہ، قل: فعل امر بافاعل ملکر جملہ متانفہ، بل: عاطفہ، نتبع: فعل محذوف وفاعل، ملة: مضاف، ابراهيم: ذوالحال، حنيفا: حال، و: عاطفہ، ماكان من المشركين: جملہ فعلیہ حال ثانی، ملکر مضاف الیہ، جومضاف سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قولوا امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھم واسمعیل واسحق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسی وعیسی وما اوتی النبیون من ربھم﴾

قولوا:قول،امنا:فعل بافاعل،ب: جار،اللہ:اسم جلالت معطوف علیہ،وما انزل الینا :موصول صلہ ملکر معطوف اول،وماانزل الی ابراھیم ......الی......والاسباط: موصول صلہ ملکر معطوف ثانی،وما اوتی موسی وعیسی:معطوف ثالث،وماوتی النبیون: معطوف رابع،سب ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿لانفرق بین احد منھم ونحن له مسلمون﴾

لانفرق بین احد منھم:جملہ فعلیہ ہوکر امنا کے فاعل سے حال اول......ونحن له مسلمون:حال ثانی۔

﴿فان امنوا بمثلِ ما امنتم به فقد اھتدوا وان تولوا فانما ھم فی شقاق﴾

ف: استئنافیہ،اِنْ: شرطیہ،امَنوا بمثل ماامنتم به: جملہ فعلیہ شرط، فقد اھتدوا: جزا،ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ،و: عاطفہ، ان:شرطیہ،تولوا:جملہ فعلیہ شرط، فانما ھم فی شقاق:جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿فسیکفیکھم اللہ وھوالسمیع العلیم﴾

ف:عاطفہ للتعقیب،سیکفیکھم اللہ:فعل ومفعولین وفاعل ملکر جملہ فعلیہ،وھو السمیع العلیم: جملہ اسمیہ۔

﴿صبغة اللہ ومن احسن من اللہ صبغة﴾

صبغة اللہ:مفعول مطلق،امنا فعل محذوف کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ معترضہ،و: عاطفہ،مَنْ: مبتدا،احسن:اسم تفضیل ھو ضمیر ممیّز......من اللہ:ظرف لغو،صبغة تمیز،جواپنے ممیّز سے ملکر فاعل،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ونحن له عبدون﴾و:عاطفہ،نحن:مبتدا،عبدون: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف امنا پر

﴿قل اتحاجوننا فی اللہ وھو ربنا وربکم ولنا اعمالنا ولکم اعمالکم ونحن له مخلصون﴾

قل:قول،اتحاجون:فعل وفاعل، نا: ضمیر ذوالحال،فی اللہ:ظرف لغو،وھو ربنا وربکم:معطوف علیہ،ولنا اعمالنا: معطوف اول،ولکم اعمالکم:معطوف ثانی،ونحن له مخلصون :معطوف ثالث،ملکر حال،جوذوالحال سے ملکر مفعول،فعل اپنے فاعل اور مفعول اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ام تقولون ان ابراھم واسمعیل واسحق ویعقوب والاسباط کانوا ھودا اونصاری﴾

ام:منقطعہ بمعنی بل،تقولون :فعل وفاعل ملکر قول،انّ:حرف مشبہ بالفعل،ابراھیم ......الی...... والاسباط:اسم،کانوا ھودا او نصاری: جملہ فعلیہ ہوکر خبر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل ء انتم اعلم ام اللہ﴾

قل:قول،ھمزہ:استفہامیہ،انتم ام اللہ:معطوف علیہ با معطوف مبتدا،اعلم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ومن اظلم ممن کتم شھادۃ عندہ من اللہ﴾

و:مستانفہ،مَنْ: مبتدا،اظلم:اسم تفضیل،ھو ضمیر فاعل،مِنْ: جار،مَنْ: موصولہ، کتم:فعل ناقص با اسم،شھادۃ:موصوف، عندہ: ظرفِ مستقر صفت اول،من اللہ:ظرفِ مستقر صفت ثانی،ملکر خبر، جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، جو موصول سے ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،اظلم اسم تفضیل اپنے فاعل ومفعول اور ظرف لغو سے ملکر خبر، جو مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما اللہ بغافل عما تعملون﴾

و:عاطفہ،ما:مشبہ بلیس، اللہ:اسم،ب: زائدہ،غافل: اسم فاعل اس میں ھو ضمیر فاعل،عما تعملون :ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......**ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم** ......☆علماء یہود میں سے حضرت عبداللہ بن سلام ﷜ نے اسلام لانے کے بعد اپنے دو بھتیجوں مہاجر وسلمہ کو اسلام کی دعوت دی اور ان سے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ اللہ ﷻ نے توریت میں فرمایا کہ میں اولاد اسمٰعیل سے ایک نبی پیدا کرونگا جنکا نام احمد ہوگا جو ان پر ایمان لائے گا راہ یاب ہوگا اور جو ایمان نہ لائیگا ملعون ہے یہ سن کر سلمہ ایمان لے آئے مہاجر نے اسلام سے انکار کیا اس پر اللہ ﷻ نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرما کر ظاہر کردیا کہ جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے خود اس رسول معظم کے مبعوث ہونے کی دعا فرمائی تو جو انکے دین سے پھرے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین سے پھرا،اس میں یہود و نصاری ومشرکین عرب پر تعریض ہے جو اپنے آپ کو افتخاراً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے تھے جب انکے دین سے پھر گئے تو شرافت کہاں رہی۔

☆......**ام کنتم شھداء** ......☆یہ آیتِ مبارکہ یہود کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے کہا تھا حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی وفات کے روز اپنی اولاد کو یہودی رہنے کی وصیت کی تھی اللہ ﷻ نے انکے اس بہتان کے رد میں یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی (خازن)،معنی یہ ہیں کہ اے بنی اسرائیل تمہارے پہلے لوگ حضرت یعقوب علیہ السلام کے آخر وقت ان کے پاس موجود تھے جس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلا کر ان سے اسلام اور توحید کا اقرار کرلیا تھا اور یہ اقرار لیا تھا جو آیتِ مبارکہ میں مذکور ہیں۔

☆......**وقالوا کونوا** ......☆حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ آیتِ مبارکہ رؤسا یہود اور نجران کے نصرانیوں کے جواب میں نازل ہوئی یہودیوں نے مسلمانوں سے یہ کہا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام تمام انبیاء میں سب سے افضل ہیں اور توریت تمام کتابوں سے افضل ہے

اور یہودی دین تمام ادیان سے اعلیٰ ہے اس کے ساتھ انہوں نے حضرت سید کائنات محمد مصطفی ﷺ اور انجیل وقرآن کیساتھ کفر کرکے مسلمانوں سے کہا تھا کہ یہودی بن جاؤ اسی طرح نصرانیوں نے بھی اپنے ہی دین کو حق بتا کر مسلمانوں سے نصرانی ہونے کو کہا تھا اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔

☆......قل اتحاجوننا......☆یہود نے مسلمانوں سے کہا ہم پہلی کتاب والے ہے، ہمارا قبلہ پرانا ہے، ہمارا دین قدیم ہے، انبیاء ہم میں سے ہوئے ہیں اگر سید عالم محمد مصطفی ﷺ نبی ہوتے تو ہم میں سے ہوتے، اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو حضرت اسحٰق علیہ السلام سے پہلے ذکرکرنے کی وجہ:

لے......حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو حضرت اسحٰق علیہ السلام سے پہلے ذکر فرمانا دو وجہ سے ہے ایک تو یہ کہ آپ حضرت اسحٰق علیہ السلام سے چودہ سال بڑے ہیں دوسرا اسلئے کہ آپ سید عالم ﷺ کے جد میں سے ہیں۔ (ماخوذ از الجمل، ج۱، ص۱٦٤)

صبغۃ سے کیا مراد ھے؟

ہے......صبغۃ مفعول مطلق ہے اور اس سے مراد وہ حالت ہے جس پر صبغ واقع ہو، لہٰذا اسکا معنی اللہ کا پاک کرنا ہوا کیونکہ ایمان نفوس کو پاک کر دیتا ہے، اس معاملے کی حقیقت یہ ہے کہ نصاریٰ اپنی اولاد کو زرد پانی میں غوطہ دیتے اور اس تقریب کا نام معمودیۃ رکھتے اور کہتے کہ یہ انکی تطھیر ہے، جب ان میں سے کوئی شخص اپنے نومولود بچے کے ساتھ ایسا کرتا تو کہتا: "اب یہ سچا نصرانی بن گیا ہے۔" یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو حکم ہوا کہ وہ یہ کہیں: "ہم اللہ عزوجل پر ایمان لائے، جس نے ہمیں ایمان کے رنگ سے رنگ دیا۔" (المدارك، ج۱، ص۱۳٤)

وله والجمل ثلاث احوال سے مراد:

سے......وہ تین جملے جو حال واقع ہو رہے ہیں یہ ہیں: (۱)......وهو ربنا وربكم (۲)......و لنا اعمالنا ولكم اعمالكم (۳)......ونحن له مخلصون۔ (الجمل، ج۱، ص۱٦٩)

اغراض:

نهي عن ترك الاسلام الخ: اس جملے سے اس وہم کا دفع کرنا مقصود ہے کہ اسلام پر مرنا انسان کے بس کی بات نہیں ہوتی تو پھر مکلف بنانے کا کیا فائدہ؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اسلام کا مکلف بنا دیا جائے اور اس کے ترک کرنے سے منع کیا جائے جیسا کہ کسی شخص سے کہا جاتا ہے کہ نماز نہ پڑھنا مگر خشوع وخضوع سے، (یعنی نماز خشوع وخضوع ہی سے ادا کرنا) مطلب یہ ہوا

کہ خشوع ترک کرنے کی ممانعت فرمادی گئی۔

ولان العم بمنزلة الاب: یعنی چچا بمنزلہ باپ کے ہوا کرتا ہے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "عمک صنو ابیک یعنی تمہارا چچا تمہارے باپ کی مثل ہے"۔

من العمل: یعنی کسی کو کسی دوسرے کا عمل فائدہ نہ دے گا۔ او للتفصیل: تفصیل کے لئے ہے نہ کہ جمع کے لئے، مدینہ کے یہودیوں کا مقالہ یہ تھا کہ یہودی ہوجاؤ تو ہدایت پاجاؤ گے اس لئے کہ یہود کے سوا کوئی جنت میں نہ جائے گا، نصاری کا قول یہ کہ نصرانی ہوجاؤ تو ہدایت پاجاؤ گے اس لئے کہ نصرانیوں کے سوا کوئی جنت میں نہ جائے گا۔

خطاب للمؤمنین: اور یہ بھی درست ہے کہ خطاب یہود و نصاری سے ہو، یعنی جب تم نجات کا ارادہ کرتے ہو تو شرک نہ کرو اور کہو ہم ایمان لائے۔ من الصحف العشر: اللہ نے فرمایا ﴿ان ھذا لفی الصحف الاولی صحف ابراھیم وموسی﴾۔

اولادہ: یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد، اسباط سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی جانب نسبت کرنا مراد ہے، اور اسباط سے ان کی ساری اولادیں مراد ہیں، اور آیت کا ماخذ یہ ہے کہ اسباط سے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام مراد لیا جاتا ہے اور یہی معتمد ہے جیسا کہ ابن حجر نے اپنی شرح الھمزیة میں لکھا ہے، اس اعتبار سے تو (یعنی کوئی معترض) یہ کہے کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام نبوت سے پہلے اور بعد میں صغائر و کبائر سے معصوم ہوتے ہیں تو پھر حضرت یوسف علیہ السلام کو اندھے کنویں میں ڈالنا اور پھر ان کی قمیص مبارک کو جھوٹا خون لگا دینا وغیرہ امور نبوت کے منافی ہیں، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہ حضرات محض انبیاء تھے مشرعین نہیں تھے یعنی انہیں کوئی شریعت وغیرہ نہیں دی گئی تھی لہذا بظاہر ان کے اس قسم افعال پر کوئی الزام نہیں آتا، پس مدار ایک حد تک باطنی خلوص پر ہے جو کہ حضرت خضر کا حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ ہونے کے بارے میں کہا جاتا ہے، اور اللہ عزوجل حضرت خضر کے عمل پر گواہ ہے کہ انہوں نے جو کچھ کیا اللہ کے حکم سے کیا، پس اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں بھی ان کے بھائیوں کے عمل پر اللہ گواہ ہے جیسا کہ حضرت خضر کے اعمال پر گواہ بلکہ اس سے بھی اولی صورت ہے۔

کالیھود: یعنی وہ حضرت موسی علیہ السلام پر ایمان لائے اور ان کے سوا باقی حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا انکار کیا۔

والنصاری: کہ وہ حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لائے اور ان کے ماسوا کا انکار کیا۔

خلاف: یعنی دین حق کی مخالفت کی اور اس کا اطلاق گمراہی یا عداوت پر ہوتا ہے، اور یہ بھی صحیح ہے کہ دونوں پر اس کا اطلاق ہو اس لئے کہ ایمان سے پھرنا گمراہی اور اللہ سے دشمنی ہے معاذ اللہ۔ شقاقھم: یعنی ان کی گمراہی، مخالفت اور اللہ کے دین سے دشمنی کا نقصان۔

بقتل قریظة: یعنی بنو قریظہ ایک دن میں سات سو کی تعداد میں قتل ہوئے اور انہیں خندق میں پھینکا گیا۔

کالصبغ فی الثوب: اس کے بارے میں ہم ماقبل ذکر کر چکے۔ (الصاوی، ج ۱، ص ۱۱۲ وغیرہ)

اہم باتیں

مزار کا طواف کہ محض بہ نیت تعظیم کیا جائے ناجائز ہے کہ تعظیم بالطواف مخصوص بخانہ کعبہ ہے، مزار کو بوسہ نہ دینا چاہیے۔ علماء اس میں مختلف ہیں۔ اور بہتر بچنا، اور اسی میں ادب زیادہ ہے۔ آستانہ بوسی میں حرج نہیں۔ اور آنکھوں سے لگانا بھی جائز کہ اس سے شرع میں ممانعت نہ آئی، اور جس چیز کو شرع نے منع نہ فرمایا منع نہیں ہوسکتی قال اللہ تعالی ﴿فالحکم للہ پس حکم اللہ کے لیے ہے(مومن:۱۲)﴾۔ ہاتھ باندھے الٹے پاؤں واپس آنا ایک طرز ادب ہے، اور جس ادب سے شرع نے منع نہ فرمایا اس میں حرج نہیں۔ ہاں اگر اس میں اپنی یا دوسرے کی ایذاء کا اندیشہ ہو تو اس سے احتراز کیا جائے۔ واللہ تعالی اعلم۔

ہمارے علماء اس بات کی تصریح فرماتے ہیں کہ مزارا کابر سے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے پر کھڑا ہو، پھر تقبیل کی کیا سبیل!

(الفتاوی الرضویہ مخرجہ، ج۹،ص ۵۲۸، رضافاؤنڈیشن)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

رکوع نمبر: ۱

﴿سیقول السفهاء﴾ اَلْجُهَّالُ ﴿من الناس﴾ اَیِ الْیَهُوْدِ وَالْمُشْرِکِیْنَ ﴿ما ولهم﴾ اَیُّ شَیْءٍ صَرَّفَ النَّبِیَّ ﷺ وَالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿عن قبلتهم التی کانوا علیها﴾ عَلٰی اِسْتِقْبَالِهَا فِی الصَّلٰوةِ وَهِیَ بَیْتُ الْمَقْدِسِ، وَالْاِتْیَانُ بِالسِّیْنِ الدَّالَّةِ عَلَی الْاِسْتِقْبَالِ مِنَ الْاَخْبَارِ بِالْغَیْبِ ﴿قل لله المشرق والمغرب﴾ اَیِ الْجِهَاتُ کُلُّهَا فَیَاْمُرُ بِالتَّوَجُّهِ اِلٰی اَیِّ جِهَةٍ شَآءَ لَا اِعْتِرَاضَ عَلَیْهِ ﴿یهدی من یشاء﴾ هِدَایَتَهٗ ﴿الی صراط﴾ طَرِیْقٍ ﴿مستقیم (۱۴۲)﴾ دِیْنِ الْاِسْلَامِ اَیْ وَمِنْهُمْ اَنْتُمْ دَلَّ عَلٰی هٰذَا ﴿وکذلک﴾ کَمَا هَدَیْنَاکُمْ اِلَیْهِ ﴿جعلنکم﴾ یَآ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ ﴿امة وسطا﴾ خِیَارًا عُدُوْلاً ﴿لتکونوا شهداء علی الناس﴾ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَنَّ رُسُلَهُمْ بَلَّغَتْهُمْ ﴿ویکون الرسول علیکم شهیدا﴾ اَنَّهٗ بَلَّغَکُمْ ﴿وما جعلنا﴾ صَیَّرْنَا ﴿القبلة﴾ لَکَ الْاٰنَ الْجِهَةَ ﴿التی کنت علیها﴾ اَوَّلاً وَهِیَ الْکَعْبَةُ وَکَانَ ﷺ یُصَلِّیْ اِلَیْهَا فَلَمَّا هَاجَرَ اُمِرَ بِاسْتِقْبَالِ بَیْتِ الْمَقْدِسِ تَاَلُّفًا لِّلْیَهُوْدِ فَصَلّٰی اِلَیْهِ سِتَّةَ اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ حُوِّلَ ﴿الا لنعلم﴾ عِلْمَ ظُهُوْرٍ ﴿من یتبع الرسول﴾ فَیُصَدِّقُهٗ ﴿ممن ینقلب علی عقبیه﴾ اَیْ یَرْجِعُ اِلَی الْکُفْرِ شَکًّا فِی الدِّیْنِ وَظَنًّا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ حَیْرَةٍ مِنْ اَمْرِهٖ وَقَدِ ارْتَدَّ لِذٰلِکَ جَمَاعَةٌ ﴿وان﴾ مُخَفَّفَةٌ مِّنَ الثَّقِیْلَةِ وَاسْمُهَا مَحْذُوْفٌ اَیْ وَاِنَّهَا ﴿کانت﴾ اَیِ التَّوْلِیَةُ اِلَیْهَا ﴿لکبیرة﴾ شَاقَّةٌ عَلَی النَّاسِ ﴿الا علی الذین هدی الله﴾ مِنْهُمْ ﴿وما کان الله لیضیع ایمانکم﴾ اَیْ صَلَاتَکُمْ اِلٰی بَیْتِ الْمَقْدِسِ بَلْ یُثِیْبُکُمْ عَلَیْهِ لِاَنَّ سَبَبَ نُزُوْلِهَا السُّؤَالُ عَمَّنْ مَّاتَ قَبْلَ التَّحْوِیْلِ ﴿ان الله بالناس﴾ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿لرءوف الرحیم (۱۴۳)﴾ فِیْ عَدَمِ اِضَاعَةِ اَعْمَالِهِمْ، وَالرَّاْفَةُ شِدَّةُ الرَّحْمَةِ وَقُدِّمَ الْاَبْلَغُ لِلْفَاصِلَةِ ﴿قد﴾ لِلتَّحْقِیْقِ ﴿نری تقلب﴾ تَصَرُّفَ ﴿وجهک فی﴾ جِهَةِ ﴿السماء﴾ مُتَطَلِّعًا اِلَی الْوَحْیِ وَمُتَشَوِّقًا لِّلْاَمْرِ بِاسْتِقْبَالِ الْکَعْبَةِ وَکَانَ یَوَدُّ ذٰلِکَ لِاَنَّهَا قِبْلَةُ اِبْرٰهِیْمَ وَلِاَنَّهَا اَدْعٰی اِلٰی اِسْلَامِ الْعَرَبِ ﴿فلنولینک﴾ نُحَوِّلَنَّکَ ﴿قبلة ترضها﴾ تُحِبُّهَا ﴿فول وجهک﴾ اِسْتَقْبِلْ فِی الصَّلٰوةِ ﴿شطر﴾ نَحْوَ ﴿المسجد الحرام﴾ اَیِ الْکَعْبَةِ ﴿وحیث ما کنتم﴾ خِطَابٌ لِّلْاُمَّةِ ﴿فولوا وجوهکم﴾ فِی الصَّلٰوةِ ﴿شطره وان الذین اوتوا الکتب لیعلمون انه﴾ اَیِ التَّوَلِّیَ اِلَی الْکَعْبَةِ ﴿الحق﴾ اَلثَّابِتُ ﴿من ربهم﴾ لِمَا فِیْ کُتُبِهِمْ مِنْ نَّعْتِ النَّبِیِّ ﷺ مِنْ اَنَّهٗ یَتَحَوَّلُ اِلَیْهَا ﴿وما الله بغافل عما یعملون (۱۴۴)﴾ بِالتَّاءِ اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ اِمْتِثَالِ اَمْرِهٖ وَبِالْیَاءِ اَیِ الْیَهُوْدُ مِنْ اِنْکَارِ اَمْرِ الْقِبْلَةِ ﴿ولئن﴾

لَامُ قَسَمٍ ﴿اتیت الذین اوتوا الکتب بکل ایة﴾ عَلٰی صِدْقِکَ فِیْ اَمْرِ الْقِبْلَةِ ﴿ما تبعوا﴾ اَیْ لَا یَتَّبِعُوْنَ ﴿قبلتک﴾ عِنَادًا ﴿وماانت بتابع قبلتهم﴾ قَطْعٌ لِطَمْعِهٖ فِیْ اِسْلَامِهِمْ وَطَمْعِهِمْ فِیْ عَوْدِهٖ اِلَیْهَا ﴿وما بعضهم بتابع قبلة بعضٍ﴾ اَیِ الْیَهُوْدُ قِبْلَةَ النَّصَارٰی وَبِالْعَکْسِ ﴿ولئن اتبعت اهواء هم﴾ اَلَّتِیْ یَدْعُوْنَکَ اِلَیْهَا ﴿من بعد ما جاء ک من العلم﴾ اَلْوَحْیِ ﴿انک اذا﴾ اِنِ اتَّبَعْتَهُمْ فَرْضًا ﴿لمن الظالمین(۱۴۵) الذین اتینهم الکتب یعرفونه﴾ اَیْ مُحَمَّدًا ﴿کما یعرفون ابناء هم﴾ بِنَعْتِهٖ فِیْ کُتُبِهِمْ قَالَ ابْنُ سَلَامٍ: "لَقَدْ عَرَفْتُهٗ حِیْنَ رَاَیْتُهٗ کَمَا اَعْرِفُ اِبْنِیْ وَمَعْرِفَتِیْ لِمُحَمَّدٍ ﷺ اَشَدُّ" ﴿وان فریقا منهم لیکتمون الحق﴾ نَعْتَهٗ ﴿وهم یعلمون(۱۴۶)﴾ هٰذَا الَّذِیْ اَنْتَ عَلَیْهِ ﴿الحق﴾ کَائِنٌ ﴿من ربک فلا تکونن من الممترین(۱۴۷)﴾ اَلشَّاکِیْنَ فِیْهِ اَیْ مِنْ هٰذَا النَّوْعِ فَهُوَ اَبْلَغُ مِنْ لَاتَمْتَرِ۔

﴿ترجمہ﴾

اب کہیں گے بیوقوف (جاہل) لوگ (یعنی یہودو مشرکین) کس نے پھیر دیا مسلمانوں کو (ما بمعنی ای شیئ ہے، یعنی کس چیز نے نبی پاک ﷺ اور مؤمنین کو پھیرا) ان کے اس قبلہ سے جس پر تھے (یعنی جسکی طرف نماز میں منہ کیا کرتے تھے، اس سے مراد بیت المقدس ہے، سیقول. میں سین زمانہ مستقبل میں پیش آمدہ غیب کی خبروں پر دلالت کرتا ہے) تم فرمادو کہ مشرق و مغرب سب اللہ ہی کا ہے (یعنی تمام جہات اسی کی ہیں، وہ جس طرف چاہے متوجہ ہونے کا حکم دے سکتا ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں کرسکتا) جسے چاہے (اسے ہدایت دیتا ہے) سیدھی راہ چلاتا ہے (یعنی دینِ اسلام کی راہ پر چلاتا ہے، یہاں صراط بمعنی طریق ہے، اور ان ہدایت یافتہ افراد میں سے تم بھی ہو جس پر مابعد آیتِ کریمہ دلالت کررہی ہے) اور بات یوں ہی ہے (جس طرح ہم نے تمہیں ہدایت دی) کہ ہم نے تمہیں کیا (اے امتِ محمد ﷺ) سب امتوں میں افضل......۱......(وسط بمعنی پرہیز گار اور عادل ہے) کہ تم لوگوں پر گواہ ہو (قیامت کے دن کہ انکے رسولوں نے انکو اللہ ﷻ کا پیغام پہنچایا) اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ......۲......(ہیں کہ انہوں نے تم تک پیغام حق پہنچا دیا ہے) اور اے محبوب! ہم نے نہ بنایا تھا (جعلنا بمعنی صیرنا ہے) قبلہ (اب، آپ ﷺ کیلئے اس سمت کو) جس قبلہ پر تم تھے (پہلے، اس سے مراد کعبہ شریف ہے کہ آپ ﷺ کعبہ ہی کی طرف منہ کر کے نماز ادا فرمایا کرتے تھے لیکن جب آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو یہود کی دل جوئی کیلئے بیت المقدس کی جانب متوجہ ہونے کا حکم دیا گیا، پس آپ ﷺ نے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا فرمائی، اس کے بعد پھر قبلہ تبدیل کر دیا گیا) ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں (ظاہر کردیں کہ) کون رسول کی پیروی کرتا ہے (یعنی انکی تصدیق کرتا ہے) اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے (یعنی دین میں شک کرتے ہوئے کفر کی طرف لوٹ جاتا ہے اور گمان یہ کرتا ہے کہ نبی پاک ﷺ اپنے معاملے میں خود حیران ہیں، اسی وجہ سے ایک جماعت مرتد ہوگئی) اور بیشک (انْ مخففه من الثقیلة ہے جسکا اسم محذوف ہے یعنی اصل میں وَاِنهـا تھا) یہ (یعنی قبلہ کی تبدیلی) بھاری تھی (یعنی لوگوں پر دشوار تھی) مگر ان پر جنہیں اللہ نے ہدایت کی (انہیں میں سے) اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان اکارت کرے (یعنی بیت المقدس کی طرف نماز ادا کرنے کو ضائع نہیں فرمائیگا، بلکہ وہ تمہیں اس پر ثواب دیگا، یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب اُن افراد کے بارے میں سوال ہوا جو تحویل

قبلہ سے پہلے انتقال کر چکے تھے) بیشک اللہ آدمیوں (یعنی مؤمنین) پر بہت مہربان، مہروالا ہے (انکے اعمال ضائع نہیں کرتا، رأفۃ کا معنی شدید رحمت ہے، رؤف میں اگرچہ رحیم کے مقابلے میں معنوی زیادتی پائی جاتی ہے لیکن اس کو یہاں اس آیتِ مبارکہ میں پہلے ذکر کرنے کی وجہ محض رعایت فاصلہ ہے) ہم دیکھ رہے ہیں بار بار (یہاں قد تحقیقیہ ہے اور تقلب بمعنی تصرف ہے) تمہارا منہ کرنا آسمان کی طرف (یعنی اسکی جانب، وحی سے آگاہی حاصل کرنے اور استقبال کعبہ کے حکم ہونے کا شوق رکھنے کی وجہ سے، حضور ﷺ کو کعبہ کا قبلہ بنایا جانا اس لئے محبوب تھا کہ کعبہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ تھا اور اس لئے بھی کہ کعبہ کو قبلہ قرار دینا عربوں کے اسلام لانے میں زیادہ مؤثر تھا) تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے (فلنولینک بمعنی نحولنک ہے) اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے (یعنی جسے آپ ﷺ پسند فرماتے ہیں) ابھی اپنا منہ پھیر دو (حالتِ نماز ہی میں) مسجدِ حرام کی طرف (یعنی کعبہ معظمہ کی طرف) اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو (یہاں خطاب امتِ مسلمہ سے ہے) اپنا منہ اسی کی طرف کرو (نماز میں) اور وہ جنہیں کتاب ملی ہے ضرور جانتے ہیں کہ یہ (کعبہ مشرفہ کی طرف پھرنا) حق ہے (یعنی ثابت ہے) ان کے رب کی طرف سے (کیونکہ ان کی کتابوں میں نبی پاک ﷺ کی یہ صفت موجود تھی کہ آپ ﷺ تحویلِ قبلہ فرمائینگے) اور اللہ ان کے کوتوتوں یعنی برے اعمال سے بے خبر نہیں (تعملون میں دو لغات ہیں تعملون، یعملون، تعملون ہو تو معنی ہوگا "اے مسلمانو! اللہ تمہارے اس کے احکام بجالانے سے بے خبر نہیں۔" اور اگر یعملون پڑھیں تو معنی ہوگا "اللہ یہود کے انکارِ قبلہ کے معاملے سے بے خبر نہیں") اور اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) تم ان کتابیوں کے پاس ہر نشانی لے کر آؤ (امرِ قبلہ میں اپنی سچائی پر) وہ پیروی نہ کریں گے (یعنی اتباع نہ کرینگے) تمہارے قبلہ کی (حسد کی وجہ سے) اور نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو (یہاں مقصود حضور ﷺ کی یہودیوں کے اسلام لانے کی شدید امید کو پورا نہ کرنا اور یہودیوں کی حضور ﷺ کے بیت المقدس کی طرف لوٹ آنے کی طمع کو ختم کرنا ہے) اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کے تابع نہیں (یعنی یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کے قبلہ کی پیروی نہیں کرتے) اور اے سننے والے کسے باشد! اگر تو ان کی خواہشوں پر چلا (جس کی طرف وہ تمہیں بلاتے ہیں) بعد اس کے کہ تجھے علم مل چکا (وحی کا) تو اس وقت (اگر بالفرض تم انکی پیروی کرو) تو ضرور ستم گار ہوگا جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی (یعنی حضرت سیدنا محمد ﷺ) کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے (آپ ﷺ کے ان اوصاف کے ذریعے جو انکی کتابوں میں مذکور ہیں، حضرت سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "جب میں نے آقائے نامدار ﷺ کا دیدار کیا تو فوراً پہچان لیا جیسا کہ میں اپنے بیٹے کو پہچان لیتا ہوں......، بلکہ مجھے اپنے بیٹے کی معرفت سے بڑھ کر عرفانِ محمدی ﷺ حاصل تھا۔") اور بیشک ان میں ایک گروہ حق (یعنی آپکے اوصاف کو) چھپاتے ہیں اور وہ جانتے ہیں (کہ حق وہی ہے جس پر آپ ﷺ ہیں) اے سننے والو! یہ حق ہے (جو موجود ہے) تیرے رب کی طرف سے، تو خبردار! تو شک نہ کرنا (تم ہرگز اس قسم کے لوگوں میں سے مت ہونا جو اس بارے میں شک کرنے والے ہیں، یہ طرزِ کلام لاتمتر سے زیادہ بلیغ ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿سیقول السفھاء من الناس ماولھم عن قبلتھم التی کانوا علیھا﴾

سیقول: فعل، السفھاء: ذوالحال، من الناس: حال، ملکر فاعل، یہ سب ملکر قول، ما: استفہامیہ مبتدا، ولٰھم: فعل با فاعل ومفعول، عن قبلتھم التی کانوا علیھا: ظرف لغو، سب ملکر خبر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿قل للہ المشرق والمغرب یھدی من یشاء الی صراط مستقیم﴾

قل: فعل امر بافاعل ملکر قول، لام: جار، اللّٰہ: موصوف، یھدی: فعل، ھو ضمیر فاعل، من یشاء: مفعول، الی صراط مستقیم: ظرف لغو، فعل اپنے فاعل ومفعول اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صفت، موصوف صفت ملکر مجرور، جو جار سے ملکر خبر مقدم ،المشرق والمغرب: معطوف علیہ با معطوف مبتدا مؤخر، ملکر مقولہ، قول مقولہ جملہ قولیہ۔

﴿وکذلک جعلنکم امة وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا﴾

و: عاطفہ، ک: جار، ذالک: مجرور متعلق بمحذوف صفت مصدر محذوف ''الجعل''، ملکر مفعول مطلق مقدم، جعلنا: فعل بافاعل، کم: مفعول اول، امة وسطا: مفعول ثانی، لتکونوا شھداء علی الناس: معطوف علیہ، ویکون الرسول علیکم شھیدا: معطوف، ملکر مفعول لہ، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وماجعلنا القبلة التی کنت علیھا الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ﴾

و: عاطفہ، ماجعلنا: فعل نفی، نا: ضمیر فاعل، القبلة: مفعول اول، التی کنت علیھا: مفعول ثانی، الا: للحصر، لنعلم من یتبع الرسول ......الخ: مفعول لہ، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان کانت لکبیرة الا علی الذین ھدی اللہ﴾

و: حالیہ، ان: مخففہ، اسم محذوف ھا مبتداء، کانت: فعل بااسم، لام: تاکیدیہ، کبیرة: موصوف، علی الناس: محذوف مستثنیٰ منہ ،الا: حرف استثناء، علی الذین ھدی اللّٰہ: جارمجرور ملکر ظرف مستقر ہو کر مستثنیٰ، ملکر صفت، جو موصوف سے ملکر خبر، کانت اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وماکان اللہ لیضیع ایمانکم ان اللہ بالناس لرء وف رحیم﴾

و: عاطفہ، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، اللّٰہ: اسم، مریدا: اسم فاعل محذوف ھو ضمیر فاعل، لام: جار، یضیع ایمانکم: جملہ ہو کر مجرور، جو جار سے ملکر متعلق باسم فاعل، یہ سب ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ، انّ: حرف مشبہ بالفعل، اللّٰہ: اسم، بالناس لرء وف: خبر اول، رحیم: خبر ثانی، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قدنری تقلب وجھک فی السماء فلنولینک قبلة ترضھا﴾

قد: تحقیقیہ، نری: فعل، نحن ضمیر مستتر فاعل، تقلب وجھک: مفعول، فی السماء: ظرف لغو تقلب مصدر کا، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ للتعلیل، لام: تاکیدیہ للقسم، نولینّک: فعل، نحن ضمیر فاعل، ک: ضمیر مفعول اول ،قبلة: موصوف، ترضھا: صفت، ملکر مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فول وجھک شطر المسجد الحرام﴾

ف: فصیحہ،وَلِّ: فعل امر،انت ضمیر فاعل،وجھک: مفعول اول،شطر المسجد الحرام: مفعول ثانی،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ﴾

و: مستانفہ،حیث ما: اسم شرط منصوب علی الظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم،کنتم: فعل ناقص با اسم وخبر مقدم شرط،ف: جزائیہ،وَلُّوا: فعل امر،واو ضمیر فاعل،وجوھکم: مفعول اول،شطرہ: مفعول ثانی،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان الذین اوتوا الکتب لیعلمون انہ الحق من ربھم﴾

و: مستانفہ،انّ: حرف مشبہ بالفعل،الذین اوتوا الکتاب: اسم،لیعلمون انہ الحق من ربھم: جملہ فعلیہ ہوکر خبر،انّ اپنے اسم اورخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما اللہ بغافل عما یعملون﴾

و: مستانفہ،ما: حجازیہ(یعنی مشابہ بلیس)،اللّٰہ: اسم،ب: زائدہ،غافل عما تعملون: شبہ جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ما مشابہ بلیس اپنے اسم اورخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولئن اتیت الذین اوتوا الکتب بکل ایۃ ما تبعوا قبلتک وما انت بتابع قبلتھم وما بعضھم بتابعٍ قبلۃ بعض﴾

و: عاطفہ،لام: تاکیدیہ للقسم،اِنْ: شرطیہ،اتیت: فعل بافاعل،الذین اوتوا الکتاب: موصول صلہ ملکر مفعول،بکل ایۃ: ظرف لغو،یہ سب ملکر شرط،ما تبعوا: فعل نفی،واو ضمیر فاعل،قبلتک: مفعول،یہ سب ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،ما: مشابہ بلیس،انت: اسم،بتابع قبلتھم: خبر،جملہ اسمیہ ہوکر معطوف اول،وما بعضھم الخ: جملہ اسمیہ ہوکر معطوف ثانی،سب ملکر جواب قسم،قائم مقام جواب شرط،جو شرط سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿ولئن اتبعت اھواء ھم من بعد ماجاء ک من العلم انک اذا لمن الظلمین﴾

و: استئنافیہ ، لام: تاکیدیہ للقسم،اِنْ: شرطیہ،اتبعت: فعل بافاعل،اھواء ھم: مفعول،من بعد ماجاء ک من العلم: ظرف لغو،یہ سب ملکر شرط،اِنّ: حرف مشبہ بالفعل ، ک: ضمیر اسم،اذاً: مھملہ برائے تاکید قسم،لمن الظلمین: خبر،اِنّ اپنے اسم اورخبر سے ملکر جواب قسم،قائم مقام جواب شرط،جو شرط سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿الذین اتینھم الکتب یعرفونہ کما یعرفون ابناء ھم﴾

الذین اتیتھم الکتب: موصول صلہ ملکر مبتدا،یعرفونہ: فعل وفاعل ومفعول بہ،ک: جار،ما: مصدریہ،یعرفون ابنائھم: جملہ ہوکر بتاویل مصدر مجرور،ملکر صفت مصدر محذوف عــرف کیلئے،مرکب توصیفی بنکر مفعول مطلق،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون﴾

و: استئنافیہ ،انّ: حرف مشبہ بالفعل ،فریقا منھم: مرکب توصیفی ہوکر اسم، لیکتمون: فعل،واؤ ضمیر فاعل، الحق: مفعول،وھم یعلمون: جملہ حال ہے فاعل سے،فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر خبر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿الحق من ربک﴾ الحق: مبتدا،من ربک: ظرف مستقر،متعلق شبہ فعل ہوکر خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فلا تکونن من الممترین﴾

ف: مستانفہ ، لاتکونن: فعل ناقص،انت ضمیر اسم،من الممترین: خبر،فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... **سیقول السفھاء من الناس** ...... ☆ یہ آیتِ مبارکہ یہود کے حق میں نازل ہوئی جب بجائے بیت المقدس کے کعبہ معظمہ کو قبلہ بنایا گیا اس پر انہوں نے طعن کیا کیونکہ یہ انہیں ناگوار تھا اور وہ نسخ کے قائل نہ تھے،ایک قول پر یہ آیتِ مبارکہ مشرکینِ مکہ کے اور ایک قول پر یہ آیتِ مبارکہ منافقین کے حق میں نازل ہوئی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس سے کفار کے یہ سب گروہ مراد ہوں کیونکہ طعن وتشنیع میں سب شریک تھے اور کفار کے طعن کرنے سے قبل قرآن پاک میں انکی خبریں دینا غیبی خبروں میں سے ہے،طعن کرنے والوں کو بیوقوف اسلئے کہا گیا کہ وہ نہایت بات پر معترض ہوئے باوجود یہ کہ انبیاء سابقین نے نبی آخر الزماں ﷺ کے خصائص میں آپکا لقب ذو القبلتین ذکر فرمایا اور تحویلِ قبلہ اسکی دلیل ہے کہ یہ وہی نبی ہیں جنکی پہلے انبیاء خبریں دیتے آئے ،ایسے روشن نشان سے فائدہ نہ اٹھانا اور معترض ہونا کمال حماقت ہے۔

☆...... **وما کان اللہ لیضیع ایمانکم**...... ☆ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کے زمانے میں جن صحابہ نے وفات پائی انکے رشتے داروں نے تحویلِ قبلہ کے بعد انکی نمازوں کا حکم دریافت کیا اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی اور اطمینان دلایا گیا کہ انکی نمازیں ضائع نہیں ان پر ثواب ملے گا۔

☆...... **قد نری تقلب وجھک**...... ☆ سید عالم ﷺ کو کعبہ کا قبلہ بنایا جانا پسند خاطر تھا اور حضور ﷺ اس امید سے آسمان کی طرف نظر فرماتے تھے اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی،آپ نماز ہی کی حالت میں کعبہ کی طرف پھر گئے مسلمانوں نے بھی آپ کیساتھ اسی طرف رخ کیا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

امتِ وسط سے کیا مراد ھے؟

۱...... ''امتِ وسط'' سے مراد ایسی امت ہے جو علم وعمل سے مزین ہو۔''(الجمل،ج۱،ص۱۷۱)

امام نسفی علیہ الرحمۃ اسی آیتِ مبارکہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:''اس سے مراد یہ ہے کہ جس طرح ہم نے تمہارا قبلہ مشرق ومغرب کے مابین بنایا اسی طرح ہم نے تمہیں بھی افراط وتفریط کے مابین امت بنایا،تم نصاری کی طرح افراط سے کام نہ لو کہ

جیسے انہوں نے (معاذ اللہ) حضرت مسیح علیہ السلام کو مرتبہ ربوبیت کے ساتھ متصف کر دیا تھا اور نہ ہی یہود کی طرح تفریط کا شکار ہو جاؤ کہ جنہوں نے بی بی مریم پر (معاذ اللہ) تہمت زنا لگائی اور حضرت عیسی علیہ السلام کو ولد الزنا قرار دیا۔" (المدارک، ج ۱، ص ۱۳۷)

امام نسفی علیہ الرحمۃ کی اس عبارت کو امام شرف الدین بوصیری علیہ الرحمۃ نے اپنے شہرۂ آفاق قصیدہ بردہ شریف میں اس طرح بیان کیا ہے:

دع ما ادعته النصاری فی نبیهم　　واحکم بما شئت مدحا فیه و احتکم

(یعنی نصاری نے اپنے نبی کے بارے میں خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا دعوی کیا، لہٰذا تم ایسا دعوی آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نہ کرو، ہاں البتہ اس کے علاوہ جیسی مدح سرائی کرنا چاہو کر سکتے ہو)۔

امتِ محمدیہ کی گواہی:

ع......اس آیتِ مبارکہ میں شہداء سے مراد امتِ محمدیہ ہے جو قیامت کے دن حق ترک کرنے والے تمام لوگوں کے خلاف گواہی دے گی، جبکہ رسول سے مراد سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عدل کرنے والے اور اپنی امت کا تزکیہ فرمانے والے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل بروزِ قیامت اولین و آخرین کو میدانِ حشر میں جمع فرما کر کفار سے دریافت فرمائے گا: "کیا تمہارے پاس نذیر نہ آئے؟" وہ انکار کر دیں گے اور کہیں گے: "ہمارے پاس تو کوئی عذاب سے ڈرانے والا نہیں آیا۔" اس کے بعد اللہ عزوجل انبیاءِ کرام علیہم السلام سے دریافت فرمائے گا تو وہ عرض کریں گے: "وہ جھوٹ بول رہے ہیں حالانکہ ہم نے تو انہیں پیغامِ حق پہنچا دیا تھا۔" پس رب العالمین انبیاءِ کرام علیہم السلام سے اس بات پر دلیل و حجت طلب فرمائے گا حالانکہ وہ ان کے دلیل قائم کرنے کی بنسبت بہتر جاننے والا ہے، لہٰذا وہ عرض کریں گے: "ہماری گواہی امتِ محمدیہ دے گی۔" امتِ محمدیہ کو بلایا جائے گا، وہ اس بات کی گواہی دے گی کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے واقعی پیغامِ رسالت کا حق ادا کیا ہے، تو سابقہ امتیں ان سے پوچھیں گی: "تمہیں کیسے معلوم، حالانکہ تم تو ہمارے بعد آئے؟" پس اللہ عزوجل اس امت سے دریافت فرمائے گا تو وہ سب کہیں گے: "اے پروردگار! تو نے ہمارے پاس اپنا محبوب بھیجا اور ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی جس میں تو نے ہمیں رسولوں کی تبلیغ کے بارے میں آگاہ فرمایا اور یقیناً تو اپنی بات میں سچا ہے۔" پھر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا کر ان کی امت کا حال دریافت کیا جائے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کا نہ صرف تزکیہ فرمائیں گے بلکہ ان کی صداقت کی گواہی بھی دیں گے۔ (الخازن، ج ۱، ص ۸۷)

آقائے کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے اس امت پر گواہ ہونے کی خبر ان الفاظ میں ارشاد فرمائی: "میں قیامت کے دن تمہارا پیش رو ہونے کے علاوہ تم پر گواہ بھی ہوں گا، اللہ عزوجل کی قسم! میں اس وقت بھی اپنے حوض کو ملاحظہ فرما رہا ہوں، مجھے روئے زمین کی یا اس کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں اور اللہ عزوجل کی قسم! مجھے تم سے شرک کا خوف نہیں بلکہ اس بات کا ڈر ہے کہ تم دنیا کی دوڑ میں شامل نہ ہو جاؤ۔" (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی الشهید، ص ۲۱۵)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دوعالم خدا چاہتا رضائے محمد:

سے.....قبلہ کی تبدیلی کے سلسلے میں نگاہِ نبوت میں اس کی کئی حکمتیں پنہاں تھیں یہی وجہ تھی کہ چشمِ امید اکثر اوقات درِ رحمت پر دستک دیتی رہتی جس کی بناء پر رب کریم نے آپ ﷺ کی رضا کو اپنی رضا کی سند عطا فرمادی یعنی اے محبوب جو تیری پسند وہ میری پسند اگر چہ نماز عبادت تو میری ہے لیکن اس میں رخ کا تعین کرنا تیری خواہش پر مبنی ہے، چنانچہ امامِ بیضاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ترضھا سے مراد یہ ہے کہ اے محبوب جو آپ ﷺ کی پسند ہے۔ (البیضاوی، ج ۱، ص ۱۴۷)

ساری کائنات مل کر اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کرتی ہے کہ اللہ ﷻ راضی ہو جائے۔ مثلاً ہم نماز اس لئے پڑھتے ہیں کہ اللہ راضی ہو جائے، روزہ اس لئے رکھتے ہیں کہ اللہ راضی ہو جائے الغرض ہمارے ہر عمل کا مقصد رضائے الٰہی ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہیے لیکن یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ اللہ ﷻ کس کی رضا چاہتا ہے؟ علامہ سعید احمد کاظمی صاحب اپنے مقالات میں لکھتے ہیں کہ ہمارا مسلک یہ ہے کہ حضور ﷺ مبدء کائنات ہیں، حضور ﷺ مخزن کائنات ہیں، حضور ﷺ منشاء کائنات ہیں اور مجھے کہنے دیجئے کہ حضور ﷺ مقصود کائنات ہیں ایک حدیث میں آیا ہے لولاک لما خلقت الدنیا یعنی اے پیارے حبیب تو نہ ہوتا تو میں دنیا کو نہ بناتا۔ ایک حدیث میں میں آیا لولاک لما خلقت الافلاک یعنی میرے نبی اگر تجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو بھی پیدا نہ کرتا اور تفسیر حسینی میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے کہ لولاک لما اظھرت الربوبیۃ یعنی پیارے اگر تو نہ ہوتا تو میں اپنے رب ہونے کو ظاہر نہ کرتا۔ (مقالاتِ کاظمی، ج ۳، ص ۲۰۲)

معلوم ہوا کہ اللہ ﷻ اپنے حبیب کی رضا چاہتا ہے اسی لئے فرمادیا کہ اے پیارے اگر تجھے پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔ مرد کے لئے سونا حرام ہے لیکن سراقہ بن مالک کے لئے حضور ﷺ نے فرمایا: ''اے سراقہ میں تیرے ہاتھ میں قیصری کے بادشاہ کے کنگن دیکھ رہا ہوں''، کسی کے لئے چاہیں تو روزے کا کفارہ کھجور کا ایک تھال قرار دے دیں اور کسی کے لئے پے در پے ساٹھ روزے، کسی سے چھ ماہ کی بکری قربانی میں قبول کرلیں اور کسی سے ایک سال کی بکری قربانی میں لازم قرار دیں، الغرض جو مصطفیٰ کریم کی رضا ہے وہی اللہ ﷻ کی رضا ہے۔

اہلِ کتاب کے حضور ﷺ کو پہچاننے کی کیفیت:

سے......اہلِ کتاب سرورِ دو عالم ﷺ کو آپ ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کی بناء پر اس طرح پہچانتے تھے جیسا کہ اپنے بیٹوں کو دوسروں کے بیٹوں میں سے الگ پہچان لیتے، چنانچہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے سیدِ عالم نورِ مجسم ﷺ کی معرفت کے بارے میں دریافت فرمایا تو انہوں نے بتایا: ''میں حضور ﷺ (کے نبی ہونے) کو اتنی اچھی طرح جانتا اور پہچانتا ہوں کہ اتنا اپنے بیٹے کے بارے میں نہ جانتا ہوں گا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''وہ کیسے؟'' تو انہوں نے بتایا: ''محمد ﷺ کے نبی ہونے میں تو مجھے کوئی شک نہیں، ہاں اپنے بیٹے کے بارے میں شک ہو سکتا ہے کہ اس کی ماں نے کوئی خیانت کی ہو۔'' (البیضاوی، ج ۱، ص ۱۴۸)

اعراض:

الیھود: یہود نے سیدِ عالم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب پر بیت المقدس سے کعبہ معظمہ کی جانب سمت کرنے پر اعتراض کیا۔ والمشرکین: مشرکین مکہ نے اولاً تحویل قبلہ پر اعتراض کیا، ثانیاً رجوع کیا۔ ھدایتہ: یشاء کا مفعول ہے۔ ومنھم انتم: یعنی امتِ محمدیہ کے ہدایت یافتہ۔ ان رسلھم بلغتھم: اس کا بیان ماقبل گزر چکا ہے وہیں ملاحظہ فرمالیں۔ فیصدقہ: یعنی اپنے نبی کی

صداقت پر ہمیشہ معترف رہے۔ای یرجع للکفر :اس جملے میں اشارہ ہے کہ اللہ ﷻ کا فرمان ﴿ممن ینقلب علی عقبیه﴾ حقیقی معنی پر محمول نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ ایڑیوں کے بل پھرنے کے معنی پیچھے کی طرف پھرنا ہے اور یہاں یہ مراد نہیں ہے بلکہ کفر کی جانب پھر جانے کے اعتبار سے بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے اور اس کی نظیر اس فرمان مبارک ﴿ان الذین ارتدوا علی ادبارھم من بعد ما تبین لھم الھدی﴾ میں بھی ملتی ہے۔

ای صلاتکم :ایمان کو صلوۃ یعنی نماز سے تعبیر کیا اس لئے کہ شہادت کے بعد اسلام کا سب سے بڑا رکن نماز ہے۔لان سبب نزولھا الخ: اس کا بیان ماقبل شان نزول کے تحت ملاحظہ فرمالیں۔متطلعا: یعنی طلب اور شوق کے لئے ،مراد حال محذوف کی جانب اشارہ کرنا ہے۔ایھا المؤمنون:اس جملہ میں سید عالم ﷺ کی تسلی خاطر کا ساماں ہے اور اچھا وعدہ اور بشارت عظمی۔

ولانه ادعی الی اسلام العرب :اس لئے کہ اہل عرب کہتے تھے کہ تم نے اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے قبلہ کو چھوڑ دیا، ہم اس بیت المقدس کی جانب منہ کرنے میں کبھی تمہاری پیروی نہ کریں گے۔خطاب للامة :اس جملے سے یہ وہم دور ہو گیا کہ کعبہ معظمہ کی سمت کو قبلہ بنانا صرف سید عالم ﷺ کی خصوصیت ہے۔ومعرفتی لمحمد اشد:اس کا بیان ماقبل میں موجود ہے وہیں ملاحظہ فرمالیں۔

الشاکین فیه:یعنی تیری نعت یا حق کو پہچانتے ہوئے بھی شک میں ہیں۔ (الصاوی،ج۱،ص۱۱۶ وغیرہ)

رکوع نمبر:۲

﴿ولکل﴾ مِّنَ الْاُمَمِ﴿وجھة﴾ قِبْلَةٌ ﴿ھومولیھا﴾ وَجْهَهٗ فِیْ صَلَاتِهٖ، وَفِیْ قِرَاءَ ةٍ مُوَلَّاهَا ﴿فاستبقوا الخیرات﴾ بَادِرُوْا اِلَی الطَّاعَاتِ وَقُبُوْلِهَا ﴿این ما تکونوا یات بکم الله جمیعا﴾ یَجْمَعُکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَیُجَازِیْکُمْ بِاَعْمَالِکُمْ ﴿ان الله علی کل شیء قدیر (۱۴۸)﴾ ﴿ومن حیث خرجتم﴾ لِسَفَرٍ ﴿فول وجھک شطر المسجد الحرام وانه للحق من ربک وما الله بغافل عما تعملون (۱۴۹)﴾ بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ تَقَدَّمَ مِثْلُهٗ، وَکَرَّرَهٗ لِبَیَانِ تَسَاوِیْ حُکْمِ السَّفَرِ وَغَیْرِهٖ ﴿ومن حیث خرجت فول وجھک شطر المسجد الحرام وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ﴾ کَرَّرَهٗ لِلتَّاْکِیْدِ ﴿لئلا یکون للناس﴾ الْیَهُوْدِ اَوِ الْمُشْرِکِیْنَ ﴿علیکم حجة﴾ اَیْ مُجَادَلَةٌ فِی التَّوَلِّیْ اِلٰی غَیْرِهَا لِیَنْتَفِیَ مُجَادَلَتُهُمْ لَکُمْ مِّنْ قَوْلِ الْیَهُوْدِ یَجْحَدُ دِیْنَنَا وَیَتَّبِعُ قِبْلَتَنَا، وَقَوْلِ الْمُشْرِکِیْنَ یَدَّعِیْ مِلَّةَ اِبْرَاهِیْمَ وَیُخَالِفُ قِبْلَتَهٗ ﴿الا الذین ظلموا منھم﴾ بِالْعِنَادِ فَاِنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا تَحَوَّلَ اِلَیْهَا اِلَّا مَیْلًا اِلٰی دِیْنِ اٰبَآئِهٖ وَالْاِسْتِثْنَآءُ مُتَّصِلٌ وَالْمَعْنٰی لَا یَکُوْنُ لِاَحَدٍ عَلَیْکُمْ کَلَامٌ اِلَّا کَلَامُ هٰٓؤُلَآءِ ﴿فلا تخشوھم﴾ تَخَافُوْا جِدَالَهُمْ فِی التَّوَلِّیْ اِلَیْهَا ﴿واخشونی﴾ بِامْتِثَالِ اَمْرِیْ ﴿ولاتم﴾ عَطْفٌ عَلٰی لِئَلَّا یَکُوْنَ ﴿نعمتی علیکم﴾ بِالْهِدَایَةِ اِلٰی مَعَالِمِ دِیْنِکُمْ ﴿ولعلکم تھتدون (۱۵۰)﴾ اِلَی الْحَقِّ ﴿کما ارسلنا﴾ مُتَعَلِّقٌ بِاُتِمَّ اَیْ اِتْمَامًا کَاِتْمَامِهَا بِاِرْسَالِنَا ﴿فیکم رسولا منکم﴾ محمد ﷺ ﴿یتلوا علیکم ایتنا﴾ اَلْقُرْاٰنَ ﴿ویزکیکم﴾ یُطَهِّرُکُمْ مِنَ الشِّرْکِ ﴿ویعلمکم الکتب﴾ اَلْقُرْاٰنَ ﴿والحکمة﴾ مَا فِیْهِ مِنَ الْاَحْکَامِ ﴿ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون (۱۵۱) فاذکرونی﴾ بِالصَّلٰوةِ وَالتَّسْبِیْحِ وَنَحْوِهٖ ﴿اذکرکم﴾ قِیْلَ مَعْنَاهُ اُجَازِیْکُمْ، وَفِی الْحَدِیْثِ عَنِ اللّٰهِ "مَنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ

نَفۡسِہٖ ذَکَرۡتُہٗ فِیۡ نَفۡسِیۡ وَمَنۡ ذَکَرَنِیۡ فِیۡ مَلَاءٍ ذَکَرۡتُہٗ فِیۡ مَلَاءٍ خَیۡرٍ مِنۡ مَّلَئِہٖ“ ﴿وشکروا لی﴾ نِعۡمَتِیۡ بِالطَّاعَةِ ﴿ولا تکفرون(۱۵۲)﴾ بِالۡمَعۡصِیَةِ۔

﴿ترجمہ﴾

اور ہر ایک کے لئے (یعنی ہر ایک امت کیلئے) توجہ کی ایک سمت (یعنی قبلہ) ہے کہ وہ اسی کی طرف منہ کرتا ہے (یعنی نماز میں اپنا منہ اسی کی طرف کرتا ہے، ایک قرأت میں "مـولاھا" ہے یعنی جس کی طرف منہ کیا جاتا ہے) تو یہ چاہو کہ نیکیوں میں اوروں سے آگے نکل جائیں (یعنی طاعات کی بجا آوری اور قبولیت میں جلدی کرو) تم کہیں ہو اللہ تم سب کو اکٹھا لے آئے گا (یعنی قیامت کے دن تم سب کو جمع کریگا پھر تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دیگا) بیشک اللہ جو چاہے کرے اور جہاں سے نکلو (سفر کرلئے) اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو اور وہ ضرور تمہارے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں (تـعلمون میں دو قرأتیں ہیں بالیاء اور بالتاء جسکی مثال گزر چکی ہے، نماز میں مسجد حرام کی طرف منہ کرنے کے حکم کو مکرر ذکر کرنا اس بات کے بیان کیلئے ہے کہ سفر اور اقامت میں یہ حکم مساوی ہے) اور اے محبوب تم جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو (اسے تاکید حکم کیلئے بیان کیا ہے) کہ لوگوں (یعنی یہود اور مشرکین) کو نہ رہے تم پر کوئی حجت (کہ وہ کوئی جھگڑا کریں کسی دوسرے قبلہ کی طرف پھرنے کی وجہ سے، تاکہ یہودیوں کے اس قول کی نفی ہو جائے کہ حضور ہمارے دین کا تو انکار کرتے ہیں لیکن پیروی ہمارے قبلہ کی کرتے ہیں اور اسی طرح مشرکین کے بھی اس قول کی نفی ہو جائے کہ حضور ملتِ ابراہیمی پر ہونے کا دعوی تو کرتے ہیں لیکن قبلہ میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی مخالفت کرتے ہیں) مگر جو اِن میں ناانصافی کریں (عناد کی وجہ سے، اس لئے کہ یہودی کہا کرتے تھے کہ انہوں نے قبلہ صرف اپنے آباء کے دین کی طرف میلان کی وجہ سے تبدیل کیا ہے، یہ استثناء متصل ہے اور معنی یہ ہے کہ حقیقتاً ان ظالم لوگوں کے سوا تم پر کوئی حجت نہیں کریگا) تو ان سے نہ ڈرو (یعنی تحویل قبلہ کے سلسلے میں انکے جھگڑنے کا خوف نہ کرو) اور مجھ سے ڈرو (میرے حکم کی پیروی کرکے) اور یہ اس لئے ہے کہ میں پوری کروں (لأتم کا عطف لـئـلا پر ہے) تم پر اپنی نعمت (شعائرِ دین کی طرف رہنمائی فرماکر) اور کسی طرح تم ہدایت پاؤ (حق کی جانب) جیسا کہ ہم نے تم میں بھیجا (یہ لأتـم کے متعلق ہے یعنی وہ اتمام نعمت اسی طرح ہے جیسا کہ ہم نے رسول بھیج کر تم پر نعمت کو پورا کردیا) ایک رسول (یعنی محمد ﷺ) تم میں سے، کہ تم پر ہماری آیتیں (قرآن کی) تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا (ہے شرک سے) اور کتاب (یعنی قرآن) سکھاتا ہے اور پختہ علم ......۱...... (یعنی قرآنی احکام) اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا تو میری یاد کرو......۲...... (نماز و تسبیح وغیرہ کے ذریعے) میں تمہارا چرچا کروں گا (ایک قول کے مطابق اذکـرکـم کا معنی یہ ہے کہ میں تمہیں جزا دونگا، چنانچہ حدیث قدسی میں ہے کہ "جو مجھے دل میں یاد کرے میں بھی اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر مجلس میں کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجلس میں اسکا ذکر کرتا ہوں۔") اور میرا حق مانو (میری عطا کردہ نعمتوں پر میری فرمانبرداری کرکے) اور میری ناشکری نہ کرو (نافرمانی کرکے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولکلٍ وجهة هو موليها فاستبقوا الخيرات﴾

و: استئنافيه ،لكل: ظرف مستقر ہوکر خبر مقدم،وجهة: موصوف،هو موليها: جملہ اسمیہ،صفت،مرکب توصیفی مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،ف: فصیحہ،استبقوا: فعل،واوضمیر فاعل ،الخيرات: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف اذا اردتم معرفة الاصوب کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿اينما تكونوا يات بكم الله جميعا ان الله على كل شيء قدير﴾

اينما: اسم شرط منصوب علی الظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، تكونوا: فعل،واو ضمیر اسم، یہ سب ملکر شرط، يات: فعل،الله: اسم جلالت فاعل،بكم: ظرف لغو، جميعا: کم ضمیر سے حال،يات فعل اپنے متعلقات سے ملکر جزا،شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ،ان الله على كل شيء قدير: اسکی ترکیب ماقبل گزر چکی ہے۔

﴿ومن حيث خرجت فول وجهك شطر المسجد الحرام﴾

و: عاطفہ،من: جار ،حيث: مضاف،خرجت: فعل با فاعل ملکر مضاف الیہ،ملکر مرکب اضافی مجرور،جوجار سے ملکر فَوَلّ فعل محذوف کا ظرف لغو،ملکر شرط،ف: جزائیہ،ولّ: فعل امر،انت ضمیر فاعل،وجهك: مفعول اول،شطر المسجد الحرام: مفعول ثانی،ملکر جزا،شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وانه للحق من ربك وماالله بغافل عما تعملون﴾

و: عاطفہ،انّ: حرف مشبه بالفعل،ہ: ضمیر اسم،لام: تاکیدیہ،الحق: ذوالحال،من ربهم: حال،ملکر خبر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ،وماالله بغافل عما تعملون: اسکی ترکیب ماقبل گزر چکی ہے۔

﴿وحيث ماكنتم فولوا وجوهكم شطره لئلا يكون للناس عليكم حجة الاالذين ظلموا منهم﴾

وحيث ماكنتم فولوا وجوهكم شطره: اسکی ترکیب اسی رکوع میں گزر چکی ہے......لام: جار......اَنْ: مصدریہ ...... لايكون: فعل ناقص،للناس: ظرف مستقر خبر، عليكم: حال مقدم، حجة: ذوالحال مؤخر،ملکر اسم مؤخر،الا الذين ظلموا منهم: الناس سے مستثنیٰ،سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مجرور، جوجار سے ملکر متعلق فعل محذوف فولوا کیلئے، جملہ فعلیہ۔

﴿فلا تخشوهم واخشوني﴾

ف: فصیحہ، لا تخشوهم: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ ،اخشوني: معطوف،ملکر جزا،شرط محذوف اذا عرفتم ذلك کیلئے،شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لاتم نعمتي عليكم ولعلكم تهتدون﴾

و: عاطفہ ،لام: جار،اتمّ: فعل،انا ضمیر فاعل،نعمتی: مفعول،علی: جار ، کم:ذوالحال،لعلکم تھتدون: جملہ اسمیہ حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،اتم فعل اپنے متعلقات سے ملکر مجرور،ملکر معطوف (لئلایکون) پر۔

﴿کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم ایتنا﴾

ک: جار،ما: مصدریہ،ارسلنا: فعل بافاعل،فیکم: حال مقدم،رسولا: موصوف،منکم: صفت اول،یتلوا: فعل بافاعل، علیکم: ظرف لغو،ایاتنا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی،مرکب توصیفی ذوالحال،جوحال مقدم سے ملکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر مصدر مؤول ہوکر مجرور،جوجار سے ملکر قائم مقام مفعول مطلق فعل محذوف کا،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویزکیکم ویعلمکم الکتب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون﴾

ویزکیکم ویعلمکم......الخ: یہ تین جملے یتلوا کے معطوفات ہیں۔

﴿فاذکرونی اذکرکم واشکرولی ولاتکفرون﴾

ف: فصیحۃ،اذکرونی: فعل بافاعل ومفعول جملہ فعلیہ معطوف علیہ، اذکرکم: جملہ فعلیہ جواب امر، و: عاطفہ ،اشکرولی: جملہ فعلیہ معطوف اول، ولا تکفرون: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر جزا،شرط محذوف اذا شئتم الاھتداء الی محجۃ الصواب ،شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حکمت کیا ھے؟

۱......امام خازن علیہ الرحمۃ حکمت کے بارے میں کئی اقوال ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:''ایک قول کے مطابق حکمت سے مراد چیزوں کوان کی حقیقت کے ذریعے پہچاننا ہے یہاں حکمت سے کیا مراد ہے؟اس بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں چنانچہ ابن وہب فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے دریافت کیا کہ حکمت کیا ہے؟انہوں نے ارشادفرمایا کہ دین اور فقہ کی معرفت اور پھر اس کی اتباع کا نام حکمت ہے،قتادہ کا قول ہے کہ حکمت سے مراد سنت ہے اوراس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے تلاوت قرآن اوراسکے سیکھنے کاذکرفرمایااورپھراس ذکر پرلفظِ حکمت کاعطف ڈال دیااس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حکمت سے مرادکوئی اور چیز ہواوروہ چیز سنت کے سواکوئی اورنہیں ہوسکتی،بعض کے نزدیک حق اور باطل کے مابین فرق کرنے کوحکمت کہتے ہیں اورایک قول کے مطابق احکام اورقضا کی معرفت کانام حکمت ہے،یہ بھی منقول ہے کہ اس سے مرادفہم قرآن ہے۔'' (الخازن،ج۱، ص۸۲)

ذکر:

۲......ذکرزبان،دل اورجوارح تینوں سے ہوتا ہےاورنمازان تینوں کے ذکرکوشامل ہے چنانچہ زبان کاذکرتسبیح وتکبیر،قلب کاخشوع وتدبرِقرأت اورجوارح کاذکررکوع وسجود ہے۔ (الجمل،ج۱، ص۱۸۳)

عارف باللہ قاضی ثناء اللہ علیہ الرحمۃ اس آیتِ مبارکہ کی وضاحت شروع کرنے سے پہلے اس کے بارے میں اپنی مایہ ناز تفسیر، تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں: "یعنی جب ان معارف کے حاصل ہونے کا طریقہ صرف القاء اور انعکاس ہے اور ذکرِ الٰہی اور مراقبہ سے ہی دل میں یہ استعداد پیدا ہوتی ہے کہ حضور ﷺ کے پرنور سینہ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ فیضان والقاء قبول کرسکے اس لئے حکم دیا کہ میرا ذکر کیا کرو۔ (المظھری، ج۱، ص ۱۵۳)

اس لئے کہ کثرت ذکر سے ہی تم اس مقام پر فائز کئے جاؤ گے، جہاں انوار وتجلیات کی بے بہا بارش ہوتی ہے اور دوری کے حجاب یکسر الٹ دیئے جاتے ہیں۔ ذکر کی فضیلت کے بارے میں بے شمار احادیث طیبہ مروی ہیں یہاں طوالت سے بچتے ہوئے مختصراً تفسیر درمنثور سے چند ایک روایات کا تذکرہ کیا جاتا ہے اگر کسی کی تشنگی دور نہ ہو تو وہ امہات الکتب کی طرف رجوع کرسکتا ہے، چنانچہ

(۱)......حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ ﷻ کے فرمانِ عالیشان: فاذکرونی اذکرکم سے مراد یہ ہے کہ اے میرے بندو! میری طاعت وعبادت کے ذریعے میرا ذکر کیا کرو میں تمہاری مغفرت فرما کر تمہارا ذکر کرونگا"

(۲)......آپ ہی سے روایت ہے کہ سرورِ کونین ﷺ نے ایک حدیثِ قدسی ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے: "میرا تمہیں یاد رکھنا تمہارے مجھے یاد رکھنے سے بہتر ہے۔" (الدر المنثور، ج۱، ص ۲۷۳)

(۳)......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ ﷻ کے ذاکرین کے لئے چار انعامات ہیں: (۱)......ان پر سکینہ کا نزول ہوتا ہے، (۲)......رحمت ان پر سایہ فگن ہو جاتی ہے، (۳)......فرشتے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور (۴)......اللہ ﷻ ان کا ذکر ملأ اعلیٰ میں فرماتا ہے۔" (الدر المنثور، ج۱، ص ۲۷۶)

(۴)......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے: "جب میرا بندہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اسکے ساتھ ہوتا ہوں اس حال میں کہ اس کے ہونٹ میرے ذکر کی بناء پر حرکت میں ہوتے ہیں۔"

(ابن ماجہ، کتاب الادب، باب فضل الذکر، ص ۶۲۵)

اغراض:

لسفر: فرض اور نفل نماز میں، لیکن حدیث میں خاص طور پر فرض نماز کو قبلہ رو ادا کرنے کی تاکید ہے، اور جہاں تک نفل نماز کا تعلق ہے تو سفر میں غیر قبلہ میں بھی کتبِ فقہ میں ذکر کردہ شرائط کے ساتھ ادا کی جاسکتی ہے۔ لبیان تساوی حکم السفر الخ: اس جملہ سے محض تکرار کا پیدا ہونے والا وہم دور کرنا مقصود ہے۔ فی نفسہ: یعنی مخلوق کے خیالات سے اپنے جی کو خالی اور دور کردے۔ مجادلۃ: یعنی باطل میں جھگڑنا اور اعتراض کرنا، یعنی حق کے اظہار اور حجت کے ظاہر کرنے کے لئے نہیں جھگڑتے۔ القرآن: قرآن کو دیگر معجزات کی بہ نسبت بطورِ خاص ذکر کیا اس لئے کہ یہ معجزہ آج تک باقی ہے۔ یطھرکم من الشرک: یعنی قیامت کے دن تم عادل کی حیثیت سے لوگوں کے بارے میں گواہی دوگے، اور یہ بھی صحیح ہے کہ ﴿یزکیکم﴾ کہا جائے اس لئے کہ قیامت کے دن وہ تمہارے بارے میں گواہی دیں گے۔ مافیہ من الاحکام: جن کا احاطہ ناممکن ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں سورۃ الفاتحہ کی تفسیر بیان کرنے لگوں تو ستر اونٹوں کو بھر دوں، الختصر۔ عن اللہ: مراد حدیث قدسی ہے۔ ونحوہ: یعنی تہلیل اور تحمید، اور نماز کا ذکر بطورِ خاص اسلئے کیا کہ ہر قسم کے ذکر کو شامل ہے، پس اس میں قراءت، تکبیر، تسبیح، دعا، ذکرِ لسانی، رکوع، سجود، ذکر

قلبی یعنی خشوع وخضوع سب ہی شامل ہیں۔ ذکرته فی نفسی :یعنی اسے ایسا دوں گا جیسا کسی اور نے میرے (یعنی اللہ کے سوا) نہ سکھایا ہو۔

خیــــر : حدیث قدسی میں ہے کہ" جب اللہ ﷻ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو بطور ندا فرماتا ہے کہ اے جبرئیل! میں فلاں کو محبوب رکھتا ہوں، پس جبرئیل بھی اس سے محبت کرنے لگتا ہے، پھر آسمان میں ندا کی جاتی ہے کہ اللہ ﷻ فلاں کو محبوب رکھتا ہے تو آسمان والے بھی اسے اپنا محبوب بنا لیتے ہیں، پھر روئے زمین پر اس شخص کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے"(الصاوی، ج۱، ص۱۲۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۳

﴿یایها الذین امنوا استعینوا﴾ عَلَى الْاٰخِرَةِ ﴿ بالصبر﴾ عَلَى الطَّاعَةِ وَالْبَلَاءِ ﴿والصلوة﴾ خَصَّهَا بِالذِّكْرِ لِتَكَرُّرِهَا وَعَظُمِهَا ﴿ان الله مع الصبرين (۱۵۳)﴾ بِالْعَوْنِ ﴿ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله﴾ هُمْ ﴿ اموات بل﴾ هُمْ ﴿ احیاء﴾ اَرْوَاحُهُمْ فِیْ حَوَاصِلِ طُیُوْرٍ خُضْرٍ تَسْرَحُ فِی الْجَنَّةِ حَیْثُ شَاءَ تْ لِحَدِیْثٍ بِذٰلِکَ ﴿ولکن لا تشعرون (۱۵۴)﴾ تَعْلَمُوْنَ مَا هُمْ فِیْهِ ﴿ ولنبلونکم بشیء من الخوف ﴾ لِلْعَدُوِّ ﴿والجوع﴾ الْقَحْطِ ﴿ونقص من الاموال﴾ بِالْهَلَاکِ ﴿والانفس﴾ بِالْقَتْلِ وَالْاَمْرَاضِ وَالْمَوْتِ ﴿والثمرت﴾ بِالْجَوَآئِحِ، اَیْ لَنَخْتَبِرَنَّکُمْ فَنَنْظُرَ اَتَصْبِرُوْنَ اَمْ لَا ﴿وبشر الصبرین (۱۵۵)﴾ عَلَى الْبَلَاءِ بِالْجَنَّةِ هُمْ ﴿الذین اذا اصابتهم مصیبة﴾ بَلَاءٌ ﴿قالوا انا لله﴾ مِلْکًا وَّعَبِیْدًا یَّفْعَلُ بِنَا مَا یَشَآءُ ﴿وانا الیه راجعون (۱۵۶)﴾ فِی الْاٰخِرَةِ فَیُجَازِیْنَا، فِی الْحَدِیْثِ "مَنِ اسْتَرْجَعَ عِنْدَ الْمُصِیْبَةِ اٰجَرَهُ اللّٰهُ فِیْهَا وَاَخْلَفَ عَلَیْهِ خَیْرًا" وَفِیْهِ اَنَّ مِصْبَاحَ النَّبِیِّ ﷺ طَفِئَ فَاسْتَرْجَعَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ تعالیٰ عنها :"اِنَّمَا هٰذَا مِصْبَاحٌ" فَقَالَ: کُلُّ مَا سَآءَ الْمُؤْمِنَ فَهُوَ مُصِیْبَةٌ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ فِیْ مَرَاسِیْلِهٖ ﴿اولئک علیهم صلوات﴾ مَغْفِرَةٌ" ﴿من ربهم ورحمة﴾ نِعْمَةٌ ﴿واولئک هم المهتدون﴾ اِلَى الصَّوَابِ ﴿ان الصفا والمروة﴾ جَبَلَانِ بِمَکَّةَ ﴿من شعائر الله﴾ اَعْلَامِ دِیْنِهٖ جَمْعُ شَعِیْرَةٍ ﴿فمن حج البیت او اعتمر﴾ اَیْ تَلَبَّسَ بِالْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ، وَاَصْلُهُمَا الْقَصْدُ وَالزِّیَارَةُ ﴿فلا جناح علیه﴾ اِثْمَ عَلَیْهِ ﴿ان یطوف﴾ فِیْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی الطَّاءِ ﴿بهما﴾ بِاَنْ یَّسْعٰى بَیْنَهُمَا سَبْعًا، نَزَلَتْ لَمَّا کَرِهَ الْمُسْلِمُوْنَ ذٰلِکَ لِاَنَّ اَهْلَ الْجَاهِلِیَّةِ کَانُوْا یَطُوْفُوْنَ بِهِمَا وَعَلَیْهِمَا صَنَمَانِ یَمْسَحُوْنَهُمَا، وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ السَّعْیَ غَیْرُ فَرْضٍ لِمَا اَفَادَهُ رَفْعُ الْاِثْمِ مِنَ التَّخْیِیْرِ وَقَالَ الشَّافِعِیُّ وَغَیْرُهٗ رُکْنٌ، وَبَیَّنَ ﷺ وُجُوْبَهٗ بِقَوْلِهٖ "اِنَّ اللّٰهَ کَتَبَ عَلَیْکُمُ السَّعْیَ" رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ وَغَیْرُهٗ وَقَالَ "اِبْدَءُوْا بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ" یَعْنِی الصَّفَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ﴿ومن تطوع﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ

بِالتَّحْتِيَّةِ وَتَشْدِيْدِ الطَّاءِ مَجْزُوْمًا وَفِيْهِ إِدْغَامُ التَّاءِ فِيْهَا ﴿خيرا﴾ اَیْ بِخَيْرٍ، اَیْ عَمَلُ مَا لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ مِنْ طَوَافٍ وَغَيْرِهِ ﴿فان الله شاكر﴾ لِعَمَلِهِ بِالْاِثَابَةِ عَلَيْهِ ﴿عليم(١٥٨)﴾ بِهٖ وَنَزَلَ فِی الْيَهُوْدِ ﴿ان الذين يكتمون﴾ النَّاسَ ﴿ماانزلنا من البينت والهدى﴾ كَاٰيَةِ الرَّجْمِ وَنَعْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ ﴿من بعد ما بينه للناس فی الكتب﴾ اَلتَّوْرَاةِ ﴿اولئک يلعنهم الله﴾ يُبْعِدُهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ ﴿ويلعنهم اللعنون(١٥٩)﴾ اَلْمَلٰئِكَةُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اَوْ كُلُّ شَیْءٍ بِالدُّعَاءِ عَلَيْهِمْ بِاللَّعْنَةِ ﴿الا الذين تابوا﴾ رَجَعُوْا عَنْ ذٰلِكَ ﴿واصلحوا﴾ عَمَلَهُمْ ﴿وبينوا﴾ مَا كَتَمُوْ ﴿فاولئک اتوب عليهم﴾ اَقْبَلُ تَوْبَتَهُمْ ﴿وانا التواب الرحيم (١٦٠)﴾ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿ان الذين كفروا وماتوا وهم كفار﴾ حَالٌ ﴿اولئک عليهم لعنة الله والملئكة والناس اجمعين (١٦١)﴾ اَیْ هُمْ مُسْتَحِقُّوْنَ ذٰلِكَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَالنَّاسِ قِيْلَ عَامٌّ وَقِيْلَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿خلدين فيها﴾ اَیِ اللَّعْنَةِ اَوِ النَّارِ وَ الْمَدْلُوْلِ بِهَا عَلَيْهَا ﴿لايخفف عنهم العذاب﴾ طَرْفَةَ عَيْنٍ ﴿ولا هم ينظرون(١٦٢)﴾ يُمْهَلُوْنَ لِتَوْبَةٍ اَوْ مَعْذِرَةٍ وَنَزَلَ لَمَّا قَالُوْا صِفْ لَنَا رَبَّكَ ﴿والهكم﴾ اَلْمُسْتَحِقُّ لِلْعِبَادَةِ مِنْكُمْ ﴿اله واحد﴾ لَا نَظِيْرَ لَهٗ فِیْ ذَاتِهٖ وَلَا فِیْ صِفَاتِهٖ ﴿لا اله الا هو﴾ هُوَ ﴿الرحمن الرحيم(١٦٣)﴾ ۔

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! مدد چاہو (آخرت بہتر بنانے پر) صبر......١...... (سے طاعت وآزمائش پر) اور نماز......٢...... سے (یہاں نماز کا خاص طور پر تکرار کے ساتھ ذکر اس کی عظمت کی وجہ سے ہے) بیشک اللہ (نصرت وتعاون کے ذریعے) صابروں کے ساتھ ہے، اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں......٣...... انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں (ان کی روحیں بمطابق حدیثِ پاک سبز پرندوں کے قالب میں ہیں جنت میں جہاں چاہے سیر کرتی ہیں......٤......) ہاں تمہیں خبر نہیں (یعنی جن نعمتوں میں وہ ہیں تم نہیں جانتے) اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر سے (دشمن کے) اور بھوک (یعنی قحط) سے اور کچھ مالوں کی کمی (یعنی ہلاکت سے) اور جانوں (کے قتل، موت و امراض کے ذریعے) اور پھلوں کی کمی سے......٥...... (خشک سالی کے سبب، یعنی ہم تمہیں آزمائینگے تاکہ دیکھیں کہ تم صبر کرتے ہو یا نہیں) اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو (آزمائش پر صبر کرنے والوں کو جنت کی، یہی وہ لوگ ہیں) کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے (یعنی آزمائش آئے) تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں (یعنی ہم تو اس کے مملوک وبندے ہیں وہ ہمارے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے) اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا (ہے آخرت میں، پس وہ ہمیں جزا دیگا چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ "جو مصیبت کے وقت انا للہ وانا

الیہ راجعون پڑھے، اللہ عزوجل اسے اسکا اجر دیگا اور اسکا اچھا بدلہ دیگا۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ بجھ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''انا للّٰہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا، ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو چراغ ہے۔'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو بھی تکلیف مؤمن کو پہنچے وہ مصیبت ہی ہے۔'' اسے ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں روایت کیا ہے) یہ لوگ ہیں جن پر درُودیں (یعنی بخششیں) ہیں ان کے رب کی اور رحمت (یعنی نعمت ہے) اور یہی لوگ ہدایت دیئے گئے ہیں (صواب اور درستگی کی طرف)، بیشک صفا اور مروہ......٦...... (مکہ کے دو پہاڑ) اللہ کی نشانیوں سے ہیں......٧...... (یعنی اسکے دین کی علامتیں ہیں، شعائر، شعیرۃ کی جمع ہے) تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے......٨...... (یعنی حج اور عمرے کا احرام باندھے، حج کا لغوی معنی قصد اور عمرے کا لغوی معنی زیارت ہے) اس پر کچھ گناہ نہیں (جناح بمعنی اثم ہے) کہ پھیرے کرے (یطوف اصل میں یتطوف تھا، تا کا طا میں ادغام ہوا ہے) ان دونوں کے (اس طرح کہ ان دونوں کے مابین سعی کے سات چکر لگائے، یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب مسلمانوں نے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا ناپسند کیا کیونکہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ ان کا طواف کیا کرتے تھے اس وقت ان پہاڑوں پر دو بُت رکھے ہوئے تھے جنہیں دورانِ طواف وہ چھوا کرتے تھے، حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سعی فرض نہیں ہے کیونکہ اختیارِ سعی سے رفع گناہ سمجھ میں آرہا ہے۔ امام شافعی وغیرہ نے کہا کہ سعی رکن ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرمانِ عالیشان کے ساتھ اس کو واجب قرار دیا: ''ان اللّٰہ کتب علیکم السعی۔'' اسے امام بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہے جبکہ امام مسلم روایت فرماتے ہیں: ''ابدوا بما بدء اللّٰہ بہ سعی کی ابتدا وہاں سے کرو جہاں سے اللہ عزوجل نے کلام کی ابتدا فرمائی ہے) اور جو کوئی اپنی طرف سے کرے (ایک قرأت میں یَطَّوَّعْ پڑھا گیا ہے یعنی یاء کے ساتھ اور طاء کی تشدید کے ساتھ مجزوم پڑھا گیا ہے، اصل میں تا کا طا میں ادغام ہوا ہے) بھلی بات (خیرًا اصل میں منصوب بنزع الخافض تھا، اصل عبارت یہ ہے ''من تطوع تطوعا بخیر جو طواف یا کوئی اس جیسا کام کرے جو اس پر واجب نہ ہو'') تو اللہ قدر دان......٩...... (ہے اس کے عمل کا اسے ثواب عطا فرمائیگا) خوب جاننے والا ہے (اس کے عمل کو، اس کے بعد والی آیتِ مبارکہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی یعنی) بیشک وہ جو چھپاتے ہیں (لوگوں سے) ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو (جیسا کہ آیتِ رجم اور اوصافِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) بعد اس کے کہ لوگوں کے لئے ہم اسے کتاب (یعنی توریت) میں واضح فرما چکے، ان پر اللہ کی لعنت ہے (یہاں لعنت سے مراد یہ ہے کہ وہ انہیں اپنی رحمت سے دور فرما دیتا ہے) اور لعنت کرنے والوں کی لعنت (یعنی فرشتوں، مؤمنوں اور ہر چیز کی ان پر لعنت ہے، مراد یہ ہے کہ وہ انہیں ملعون ہونے کی بددعا دیتے ہیں) مگر وہ جو توبہ کریں (یعنی اس برائی سے رجوع کرلیں) اور سنواریں (اپنے عمل کو) اور ظاہر کریں (جو انہوں نے چھپایا تھا) تو میں ان کی توبہ قبول فرماؤں گا (اتوب علیھم بمعنی اقبل توبتھم ہے) اور میں ہی ہوں بڑا توبہ قبول فرمانے والا مہربان (مومنوں پر) بیشک وہ جنہوں نے کفر کیا اور کافر ہی مرے (وھم کفار جملہ حالیہ ہے) ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی (یعنی وہ دنیا و آخرت میں مستحق لعنت ہیں، والناس کے بارے میں دو قول ہیں: ایک کے مطابق یہ عام ہے یعنی مراد سب لوگ ہیں اور دوسرے کے مطابق مراد مؤمنین ہیں) کہ ہمیشہ رہیں گے اس میں (یعنی اس لعنت یا آگ میں، جو کہ اس بات پر دلیل ہے کہ وہ جہنمی ہیں) نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو (پلک جھپکنے کے برابر بھی) اور نہ انہیں مہلت دی جائے (یعنی توبہ یا معذرت کی، ینظرون بمعنی یمھلون ہے، یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست سے کہا ہمارے واسطے اپنے رب کی شان بیان کریں) اور تمہارا معبود (یعنی جو مستحق ہے کہ تم اس کی عبادت کرو) ایک معبود ہے (نہ تو ذات میں اور نہ ہی صفات میں کوئی اس جیسا ہے) اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھاالذین امنوا استعینوابالصبروالصلوۃ ان اللہ مع الصبرین﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ،استعینوا: فعل امر،واؤ ضمیر فاعل،بالصبر و الصلوۃ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، انّ: حرف مشبہ بالفعل،اللّٰہ: اسم،مع الصبرین: خبر،انّ اسم اورخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون﴾

و: عاطفہ،لاتقولوا: فعل نہی،واؤ ضمیر فاعل،لام: جار،من یقتل فی سبیل اللّٰہ: موصول صلہ ملکر مجرور،ملکر متعلق،اموات: ھم مبتدامحذوف کی خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ،بل: حرف استدراک عاطفہ،احیاء: ھم مبتدامحذوف کی خبر،ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقولہ،ولکن لاتشعرون: حال لا تقولوا کے فاعل سے۔

﴿ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوعِ ونقص من الاموال والانفس والثمرات﴾

و: استئنافیہ،لام: قسمیہ، نبلونکم: فعل،نحن ضمیر فاعل،کم: مفعول،ب: جار،شیء من الخوف والجوع: شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،نقص من الاموال والانفس والثمرات: معطوف، ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،فعل اپنے فاعل اور مفعول اورظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وبشر الصبرین﴾و: عاطفہ ،بشر: فعل امر،انت ضمیر فاعل،الصابرین: مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿الذین اذااصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون﴾

الذین: اسم موصول،اذا اصابتھم مصیبۃ: جملہ فعلیہ شرط ،قالوا انا للّٰہ ......الخ: جزاء،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر صلہ،موصول صلہ ملکر صفت ماقبل الصابرین کیلئے۔

﴿اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون﴾

اولئک: مبتدا،علیھم: ظرف مستقر خبر مقدم،صلوات من ربھم: مرکب توصیفی معطوف علیہ،ورحمۃ: معطوف،ملکر مبتدا موَخر، جو اپنی خبر مقدم سے ملکر خبر،اولئک مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،اولئک: مبتدا ،ھم المھتدون: جملہ اسمیہ خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الصفاوالمروۃ من شعائراللہ﴾

انّ: حرف مشبہ بالفعل، الصفاوالمروۃ: اسم، من شعائر اللّٰہ: خبر،انّ اپنے اسم اورخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فمن حج البیت اوِاعتمرفلا جناح علیہ ان یطوف بھما﴾

ف: استئنافیہ، من: مبتدا، حج البیت او اعتمر: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لا: نفی جنس، جناح: اسم، علیہ: خبر، ان یطوف بھما: جملہ بتاویل مصدر فی جار محذوف کا مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوئے "اسم" کے، یہ سب ملکر جملہ ہوکر جزا، شرط اپنی جزا سے ملکر خبر، من مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن تطوع خیرا فان اللہ شاکر علیم﴾

و: عاطفہ، من: مبتدا، تطوع: فعل بافاعل، تطوعا: موصوف محذوف، خیرا: صفت، مرکب توصیفی مفعول، ملکر شرط، فان اللّٰہ شاکر علیم: جواب شرط، ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینت والھدی من بعد ما بینہ للناس فی الکتب اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللعنون﴾

انّ، حرف مشبہ بالفعل، الذین، اسم موصول، یکتمون، فعل بافاعل، ما انزلنا من البینات والھدی، مفعول، من بعد ما بینہ للناس فی الکتاب، ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر اسم، اولئک، مبتدا، یلعنھم اللّٰہ، جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویلعنھم اللعنون، جملہ معطوف، ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر انّ کی خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا الذین تابوا واصلحوا وبینوا فاولئک اتوب علیھم وانا التواب الرحیم﴾

الا: حرف استثناء، الذین تابوا و اصلحوا وبینوا: موصول صلہ ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، اولئک اتوب علیھم: معطوف علیہ، وانا التواب الرحیم: معطوف، ملکر خبر، مبتدا خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر یلعنھم کی ضمیر ھم سے مستثنیٰ۔۔۔

﴿ان الذین کفروا وماتوا وھم کفار اولئک علیھم لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین﴾

انّ: حرف مشبہ بالفعل، الذین کفروا وماتوا: موصول صلہ ملکر اسم، وھم کفار: حال ہے ماتوا کی ضمیر فاعل سے، اولئک علیھم ......الخ: خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿خلدین فیھا لایخفف عنھم العذاب ولاھم ینظرون﴾

خلدین، اسم فاعل، فیھا: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر ماقبل علیھم میں ھم ضمیر سے حال، لا یخفف عنھم العذاب، جملہ فعلیہ، و لا ھم ینظرون، جملہ اسمیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿والھکم الہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم﴾

و: مستانفہ، الھکم: مبتدا، الہ واحد: خبر اول، لا: نفی جنس، الہ: اسم، الا: للحصر، ھو: بدل ہے خبر محذوف موجود کی ضمیر سے، یہ سب ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر ثانی، سب ملکر جملہ اسمیہ، الرحمن الرحیم: خبر، ھو مبتدا محذوف کی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ...... ☆یہ آیتِ مبارکہ شہداء بدر کے حق میں نازل ہوئی لوگ شہداء حق کے بارے میں کہتے تھے کہ فلاں کا انتقال ہوگیا وہ دنیاوی آسائش سے محروم ہوگیا ان کے حق میں یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔

☆......فلا جناح علیہ ان یطوف بھما...... ☆زمانہ جاہلیت میں صفا و مروہ پر دو بُت رکھے تھے صفا پر جو بُت تھا اُس کا نام اساف اور مروہ پر جو بُت رکھا ہوا تھا اسکا نام نائلہ تھا، کفار جب صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے تو ان بتوں پر تعظیماً ہاتھ پھیرتے، عہدِ اسلام میں بُت توڑ دیئے گئے، چونکہ کفار یہاں مشرکانہ فعل کیا کرتے تھے اسلئے مسلمانوں کو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا گراں ہوا کہ اسمیں کفار کے مشرکانہ فعل کیساتھ مشابہت ہے، اس آیتِ مبارکہ میں انکا اطمینان فرما دیا گیا کہ چونکہ تمہاری نیت خالص عبادت کی ہے تمہیں اندیشۂ مشابہت نہیں اور جس طرح کعبہ کے اندر زمانہ جاہلیت میں کفار نے بُت رکھے تھے اب عہدِ اسلام میں بُت اٹھا دیئے گئے اور کعبہ شریف کا طواف درست رہا اور وہ شعائرِ دین میں سے رہا، اسی طرح کفار کی بُت پرستی سے صفا و مروہ کے شعائرِ دین ہونے میں کچھ نہیں آیا۔

☆......ان الذین کفروا یکتمون ما انزلنا...... ☆یہ آیتِ مبارکہ علمائے یہود کی شان میں نازل ہوئی جو سید عالم ﷺ کی نعت شریف اور آیتِ رجم اور توریت کے دوسرے احکام کو چھپایا کرتے تھے۔

☆......والھکم الہ واحد...... ☆کفار نے سید عالم ﷺ سے کہا آپ اپنے رب کی شان و صفت بیان فرمائیے اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی اور انہیں بتا دیا گیا کہ معبود صرف ایک ہے نہ وہ متجزی ہوتا ہے نہ منقسم ہوتا ہے نہ اس کیلئے مثل نہ نظیر، الوہیت و ربوبیت میں کوئی اسکا شریک نہیں، وہ یکتا ہے اپنے افعال میں، مصنوعات کو تنہا اسی نے بنایا، وہ اپنی ذات میں اکیلا ہے کوئی اسکا قسیم نہیں، اپنی صفات میں یگانہ ہے کوئی اسکا شبیہ نہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

صبر:

۱......لفظ صبر مختلف صیغوں کے ساتھ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں (22) مرتبہ آیا ہے۔ صبر سے مراد یہ ہے کہ غیر اللہ کے سامنے کسی تکلیف کا شکوہ نہ کرنا کیونکہ اللہ ﷻ کی بارگاہ میں تکلیف میں مبتلا ہونے کا اظہار کرنا صبر کے منافی نہیں، یہی وجہ ہے کہ جب حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے ربِ قدوس کی بارگاہ میں اپنی مصیبت کے دور کرنے کی ان الفاظ میں دعا مانگی: ﴿وایوب اذ نادی ربہ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین﴾ تو اللہ ﷻ نے اپنے اس فرمانِ عالیشان سے ان کی تعریف فرمائی: ﴿انا وجدنہ صابرا﴾ پس اس سے معلوم ہوا کہ پروردگار عزوجل کا کوئی بندہ جب اس کی بارگاہ میں رفعِ مصیبت کے لئے دعا کرتا ہے تو یہ صبر کے منافی نہیں۔ (التعریفات، ص ۱۱۰)

حافظ عماد الدین المعروف بابنِ کثیر تفسیرِ ابن کثیر میں صبر کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''صبر کی دو صورتیں

ہیں: (۱)......محارم یعنی حرام کردہ اشیاء اور گناہوں کے ترک کرنے پر صبر کرنا، (۲)...... طاعات وعبادات کی بجا آوری پر صبر کرنا۔ دوسری صورت میں ثواب زیادہ ہے کیونکہ یہی مقصود ہے، جبکہ صبر کی ایک تیسری قسم مصائب ومشکلات پر صبر کرنا بھی ہے، یہ بھی واجب ہے جیسے عیوب پر استغفار کرنا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ صبر کے دو باب ہیں:

☆......اللہ عزوجل کے لئے صبر کرنا جو وہ پسند فرمائے اگرچہ یہ چیز نفس اور بدن پر دشوار ہی کیوں نہ ہو۔

☆......اللہ عزوجل کی خاطر ناپسندیدہ امور سے کنارہ کشی اختیار کرنا اگرچہ دلی میلانات اسی طرف ہوں۔

جو شخص ان صفات سے متصف ہو وہ صابرین میں سے ہے جن پر اللہ عزوجل نے سلام فرمایا ہے۔ (ابنِ کثیر، ج ۱، ص ۲۴۵)

حضرت ابو حامد امام غزالی علیہ الرحمۃ کیمیائے سعادت میں صبر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ صبر جمیل یہ ہے کہ مصیبت والے اور غیر مصیبت والے میں تمیز نہ ہو سکے، پس مصیبت میں کپڑے پھاڑنا، سر اور منہ پر ہاتھ مارنا، سینہ کوٹنا، چیخنا چلانا یہ سب باتیں حرام ہیں، بلکہ اپنا حال بدل لینا، چادر سے منہ ڈھانپ کر پڑا رہنا، اپنی دستار چھوٹی کر لینا بھی درست نہیں ہے، بلکہ تجھے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ حق تعالیٰ نے اپنے بندے کو بغیر تیری مرضی کے پیدا کیا اور پھر بغیر تیری مرضی کے اس کو اٹھا لیا۔ چنانچہ حضرت رمیضہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کسی کام سے باہر گئے ہوئے تھے کہ ان کی عدم موجودگی میں میرا بیٹا اس جہانِ فانی سے کوچ کر گیا، میں نے اس پر چادر ڈال دی، جب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ واپس تشریف آئے تو دریافت کیا: ''ہمارے بیٹے کا کیا حال ہے؟'' میں نے عرض کی: ''آج رات وہ بہت آرام سے ہے۔'' اس کے بعد میں کھانا لائی، انہوں نے کھانا کھایا، میں نے اس دن پہلے سے زیادہ اپنا بناؤ سنگھار کر رکھا تھا، چنانچہ انہوں نے مجھ سے صحبت کی، پھر میں نے باتوں باتوں میں ان سے عرض کی: ''میں نے فلاں پڑوسی کو ایک چیز ادھار دی تھی، جب میں نے مانگی تو وہ بہت شور و فریاد کرنے لگا۔'' حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ''یہ تو عجیب بات ہے، لوگ بڑے احمق اور نادان ہیں۔'' تب میں نے ان سے عرض کی: ''ہمارا لڑکا مر چکا ہے، وہ آپ کے پاس اللہ عزوجل کا ایک تحفہ اور ایک عاریتی مال تھا، سو حق تعالیٰ نے وہ مستعار چیز واپس لے لی ہے۔'' یہ سن کر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا، صبح کو انہوں نے رات کا یہ ماجرا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کل رات تم پر مبارک رات تھی، سبحان اللہ کیا عظیم رات تھی۔'' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے ابو طلحہ کی زوجہ رمیضہ کو بہشت میں دیکھا ہے۔'' (کیمیائے سعادت مترجم، ص ۶۶۹، ۶۷۰)

تذکرۂ نماز کا سبب:

۲......نماز کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس لئے فرمایا گیا ہے کیونکہ یہ ام العبادات، مومن کی معراج اور بارگاہِ رب العالمین میں مناجات کا نام ہے۔ (البیضاوی، ج ۱، ص ۱۵۱)

شہید:

۳......وہ شخص جسے حربی یا باغی یا ڈاکوقتل کردیں، یا چوراسے اس کے گھر میں رات کے وقت کسی وزنی آلے سے قتل کردیں، یا کوئی شخص میدان جنگ میں پایا جائے اور اس کے جسم پر زخموں کے نشانات ہوں یا کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کسی تیز دھار آلے سے جان بوجھ کر ظلم کرتے ہوئے قتل کردے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ وہ مرنے اور قتل ہونے والا شخص مسلمان ہو عاقل بالغ ہو نیز حیض ونفاس اور جنابت وغیرہ جیسی نجاستوں سے پاک ہو اور اس کے علاوہ جنگ ختم ہونے کے بعد اس کی موت کے درمیان اتنا وقت حائل نہ ہوا ہو کہ اس پر دنیاوی احکامات لاگو ہوں (نور الایضاح مع حاشیہ بذریعة النجاح، باب احکام الشهید، ص ۱۴۷، ۱۴۸)

شہدائے بدر کے اسماء گرامی:

یہ آیتِ مبارکہ شہدائے بدر کے بارے میں نازل ہوئی، جو تعداد میں چودہ تھے، جن میں سے چھ مہاجرین اور آٹھ انصاری تھے۔

مہاجرین صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اسماء گرامی یہ ہیں: عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب، عمیر بن ابی وقاص بن اھیب بن عبدمناف بن زہرہ الزہری جو کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھائی تھے، ذوالشمالین، جن کا نام عمیر بن عبد عمرو بن العاص بن نضلۃ بن عمرو بن خزاعۃ ثم بنی غبشان تھا، عاقل بن بکیر از بنی سعد بن لیث بن کنانہ، حضرت مہجع جو کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب کے آزاد کردہ غلام تھے، صفوان بن بیضاء جو کہ بنی حارث بن فہر سے تھے۔ انصار کے اسماء گرامی یہ ہیں: سعد بن خیثمہ، مبشر بن عبد بن المنذر، یزید بن حارث بن قیس بن فسحم، عمیر بن حمام، رافع بن معلّٰی، حارثہ بن سراقہ، عوف اور معوذ جن کا باپ حارث بن رفاعہ بن سواد اور ماں عفراء تھی۔ (الخازن، ج ۱، ص ۹۳)

فضیلتِ شہداء:

۴......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جس کسی کو بھی فی سبیل اللہ کوئی زخم لگایا گیا اور اللہ عزوجل بہتر جانتا ہے کہ اس کی راہ میں کسے زخمی کیا جاتا ہے وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے خون کا رنگ تو خون جیسا ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب من یجرح فی سبیل الله، ص ٤٦٤)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا گیا کہ میرے والدِ محترم کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا جن کا مثلہ کردیا گیا تھا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیئے گئے، میں آگے بڑھ کر ان کا چہرہ دیکھنے لگا تو میری قوم نے مجھے منع کیا، اس کے بعد رونے کی آواز سنی گئی تو بتایا گیا کہ یہ عمرو کی بیٹی یا بہن ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم کیوں روتی ہو جبکہ فرشتے ان پر سایہ کئے ہوئے ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب من یجرح فی سبیل الله، ص ٤٦٧)

☆......حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیثِ پاک روایت کرتے ہوئے سنا: ''کوئی شخص ایسا نہیں کہ جنت میں داخل ہو اور اس بات کو پسند کرے کہ دنیا میں لوٹایا جائے اور اس کے لئے زمین پر کوئی دنیاوی نعمت ہو سوائے شہید کے، وہ تمنا کرے گا کہ دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے اور اسے دس مرتبہ قتل کیا جائے، اس لئے کہ وہ مرتبۂ شہادت دیکھ چکا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب من یجرح فی سبیل الله، ص ٤٦٧)

حیاتِ شہداء:

امام حسن سے مروی ہے کہ شہید اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں زندہ ہیں، ان کی روحوں کو رزق پیش کئے جاتے ہیں یعنی راحت وچین اور فرحت وانبساط پاتے ہیں جیسا کہ آلِ فرعون کی روحوں کو صبح وشام آگ پیش کی جاتی ہے تو وہ دکھ درد میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔'' اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو افراد اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فرمانبردار اور مطیع ہوں انہیں برزخی زندگی میں ثواب پہنچتا ہے اور نافرمان عذاب قبور کا شکار ہوتے ہیں۔ پس اگر آپ یہ اعتراض کریں کہ ہم تو انہیں مردہ پاتے ہیں لہذا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان ﴿بل احیاء﴾ کا مطلب کیا ہوگا اور دوسرا ﴿و لاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات﴾ میں انہیں مردہ کہنے سے منع فرمانے کی وجہ کیا ہے؟ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ﴿و لاتقولوا اموات﴾ کا مطلب یہ ہے کہ جب ان کی موت کو دوسرے افراد کی موت کے مقابل رکھا جائے تو انہیں مردہ نہ کہو بلکہ یہ زندہ ہیں، ان کی روحیں باغوں کی سیر کرتی رہتی ہیں جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے کہ ''وہ تو سبز پرندوں کے قالب میں جنت میں سیر کرتی ہیں۔'' پس اس اعتبار سے وہ زندہ ہیں اگرچہ روح کے ان کے جسموں سے الگ ہونے کے اعتبار سے وہ مردہ ہیں۔ دوسرا جواب یہ دیا جاسکتا ہے کہ وہ عالم الغیب میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں زندہ ہیں اس لئے کہ وہ آخرت کی طرف اپنا رختِ سفر باندھ چکے ہیں اور ہم ان کا مشاہدہ نہیں کر سکتے جس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان بھی دلالت کر رہا ہے ﴿و لٰکن لا تشعرون﴾ یعنی تم ان کے زندہ ہونے کو نہیں دیکھ سکتے پس جان لو کہ یہ ایک حقیقت ہے اور تمہیں صرف میرے آگاہ کرنے ہی سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ہر اطاعت شعار مسلمان کو ان کی قبور میں نعمتوں سے سرفراز کیا جاتا ہے تو پھر یہاں شہداء کا خصوصی طور پر ذکر کیوں کیا گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شہداء کا یہاں خصوصی طور پر تذکرہ اس لئے کیا گیا ہے کہ انہیں دوسرے عام افراد پر جنتی نعمتوں کے نزول میں فضیلت حاصل ہے (وہ یہ ہیں) کہ شہداء جنتی کھانے پینے کی اشیاء سے لطف اندوز ہوں گے جبکہ دوسرے لوگ ان کے علاوہ دوسری نعمتوں سے سرفراز ہوں گے، اس اعتراض کا یہ جواب بھی دیا جاسکتا ہے کہ شہداء کا خصوصی تذکرہ ان افراد کی اس بات کی تردید میں کیا گیا جو یہ کہا کرتے کہ ''فی سبیل اللہ قتل ہونے والے افراد تو مر چکے ہیں اور ان سے دنیاوی نعمتیں اور لذتیں ختم ہو چکی ہیں۔'' پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے اس فرمانِ عالیشان ﴿بل احیاء﴾ سے خبر دی کہ وہ دائمی نعمتوں میں ہیں۔ (الجمل، ج۱، ص ۱۸٤، ۱۸۵)

ہم نے جان لیا کہ شہید زندہ ہے اور نعمتیں پاتا ہے۔ جب ایک عام شہید جو کہ بارگاہِ الٰہی میں قتل ہوا، اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا وہ زندہ ہے تو پھر حضرات انبیائے کرام جو کہ مخلوق میں سب سے زیادہ مقرب ہوتے ہیں ان کی حیات بعد از ممات کا حال کیا ہوگا؟

جان و مال اور اولاد کی کمی سے مراد:

۵.....حضرت ابنِ عباس اموال، جان اور پھلوں کی کمی سے آزمانے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اموال کی کمی سے مراد مویشیوں کی ہلاکت، جان کی کمی سے مراد محبوب افراد کا قتل ہو جانا یا مر جانا ہے جبکہ ثمرات کی کمی سے مراد ضروریاتِ زندگی کا ختم ہو جانا ہے۔'' پھل اگرچہ اموال ہی کا ایک حصہ ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کا الگ تذکرہ اس لئے ہے کیونکہ کبھی کبھار یہ قبضے میں نہیں ہوتے۔ اسی آیتِ مبارکہ کی وضاحت کرتے ہوئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''خوف سے مراد اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف ہے جبکہ بھوک سے مراد رمضان المبارک کے روزے ہیں، اموال کی کمی سے مراد زکات وصدقات، جان کی کمی سے مراد امراض اور پھلوں کی کمی سے مراد اولاد کی موت ہے۔'' لفظِ ثمرہ کا اطلاق اولاد پر کرنا مجازی طور پر ہے کیونکہ ثمرہ سے مراد ہر وہ شے ہوتی ہے جس سے نفع وفائدہ

ہو جیسا کہ منقول ہے: ''علم کا ثمرہ عمل ہے''۔

☆......امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک حدیثِ پاک ذکر کی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''جب کسی بندے کا بچہ فوت ہوتا ہے تو اللہ عزوجل فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے: ''کیا تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کرلی ہے؟'' تو وہ عرض کرتے ہیں: ''نعم! یعنی جی ہاں۔'' تو اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''کیا تم نے اس کے دل کا ثمرہ چھین لیا ہے؟'' وہ پھر عرض کرتے ہیں جی ہاں تو اللہ عزوجل ان سے پوچھتا ہے: ''میرے بندے نے کیا کہا؟'' وہ بتاتے ہیں کہ اس نے اے پروردگارِ عالم! تیری تعریف کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، پس اللہ عزوجل ان سے ارشاد فرماتا ہے: ''میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو۔'' (روح المعانی، الجزء الثانی، ص ۵۷۵)

صفا ومروہ:

۷......صفا ومروہ مکہ مکرمہ میں دو پہاڑوں کے نام ہیں جن کے درمیان طواف کے بعد سعی کی جاتی ہے، انہیں صفا ومروہ کا نام دیئے جانے کے بارے میں نور الایضاح کے حاشیہ بذریعۃ النجاح میں علامہ عبدالرزاق بھترالوی فرماتے ہیں: ''صفا کی وجہِ تسمیہ یہ ہے کہ اس پر حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیہ السلام تشریف فرما ہوئے تھے اور مروہ پر حضرت بی بی حوا جلوہ فرما ہوئی تھیں یہی وجہ ہے کہ اس پہاڑ کا نام بھی مؤنث ہے۔ (نور الایضاح مع حاشیہ بذریعۃ النجاح، کتاب الحج، حاشیہ نمبر ۷، ص ۱۷٤)

صفا ومروہ کے درمیان سعی کے بارے میں امام برہان الدین ابی الحسن علی بن عبدالجلیل ابی بکر المرغینانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اَلسَّعْیُ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ وَاجِبٌ وَلَیْسَ بِرُکْنٍ وَقَالَ الشَّافِعِیُّ رَحِمَہُ اللہُ اَنَّہُ رُکْنٌ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ﴿اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی کَتَبَ عَلَیْکُمُ السَّعْیَ فَاسْعَوْا﴾ وَلَنَا قَوْلُہ تَعَالٰی ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا﴾ (الھدایہ، ابواب الاحرام، ج ۲، ص ۱۸۸)	احناف کے نزدیک صفا ومروہ کے درمیان سعی واجب ہے نہ کہ رکن، جبکہ امام شافعی کے نزدیک رکن ہے اور وہ اس حدیثِ پاک سے استدلال کرتے ہیں: ''تم پر سعی لازم کردی گئی ہے۔'' جبکہ ہماری دلیل یہ آیتِ کریمہ ہے: ''تو اس پر کوئی حرج نہیں کہ وہ ان دونوں کے درمیان چکر لگائے۔''

امام شافعی کے نزدیک صفا ومروہ کے مابین سعی کرنا رکن ہے اور ہمارے نزدیک واجب جیسا کہ مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہوچکا ہے۔ یہاں ہم احناف کے نزدیک وجہِ ترجیح بیان کردیتے ہیں۔ قرآن مجید فرقان حمید میں ہے کہ ''تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم صفا اور مروہ کے مابین سعی کرو'' اور یہ فرمان کسی کام کے مباح ہونے کو لازم کرتا ہے اور فرضیت کے منافی بھی ہے۔ ہم رکن سے وجوب کی جانب اس لئے عدول کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک خبرِ واحد سے کسی چیز کی رکنیت ثابت نہیں ہوتی اور رکنیت دلیلِ قطعی سے ثابت ہوتی ہے۔ (البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الحج، باب الاحرام، ج ۲، ص ۵۱٤، ملخصاً)

شعائر اللہ:

۷.....اللہ عزوجل نے صفا و مروہ کے مابین سعی کو شعائر اللہ میں سے قرار دیا اس سعی کی اصل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضرت سیدہ ہاجرہ کے پاس پانی اور زادِ راہ ختم ہوگیا تو ان کا بچے کے لئے پانی کی تلاش میں صفا و مروہ کے درمیان چکر لگانا سعی کی اصل ہے، اس لئے کہ جس وقت حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام انہیں یہاں چھوڑ کر گئے تھے وہاں ان کے سوا کوئی انسان نہ تھا جب ان کا توشہ ختم ہوگیا اور اپنے بیٹے کے ضائع ہونے کا خطرہ ہوا تو وہ اللہ عزوجل سے مدد طلب کرنے لگیں اور صفا و مروہ کے درمیان اس مقدس جگہ پر چکر لگاتی رہتیں اس وقت وہ از حد بے قرار، خوفزدہ، ششدر اور پریشان تھیں اور نصرتِ خداوندی کی خواستگار تھیں یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے ان کی مشکل کو آسان فرمایا ان کی اجنبیت ختم ہوئی رنج و غم کی شدت میں کمی آئی اور آپ کے لئے زمزم کا چشمہ جاری فرمایا جو کھانے کا کھانا اور بیماریوں کی شفا ہے، لہٰذا ان کے درمیان سعی کرنے والے کو چاہئے کہ فقر و ذلت اور قلبی ہدایت، اصلاحِ احوال اور گناہوں کی مغفرت کے لئے اسے سامنے رکھے اور اپنے نقائص و عیوب کی دوری کے لئے اللہ عزوجل کی پناہ حاصل کرے کہ وہ اسے صراطِ مستقیم پر رکھے اور تا زیست اسی پر قائم رہے تاکہ وہ اسے ذنوب و معاصی کی غلاظت سے نکال کر مقامِ کمال و غفران اور استقامت پر فائز کر دے جس طرح حضرت ہاجرہ کے ساتھ کیا تھا۔ (ابنِ کثیر، ج ۱، ص ۲۴۸، ۲۴۹)

حج و عمرہ کی لغوی و شرعی تعریف:

۸.....حج کا لغوی معنی کسی عظمت والی شے کا قصد کرنا ہے جبکہ اس کا شرعی معنی مخصوص لباس میں، مخصوص وقت میں، مخصوص شرائط کے ساتھ بیت اللہ شریف کا قصد کرنا ہے جب کہ عمرہ کے لغوی معنی اس جگہ کی زیارت کرنا ہے جس کی محبت پائی جاتی ہے اور شریعت میں قصد مخصوص کو عمرہ کہتے ہیں۔ (المفردات، ص ۷۱، ۳۵۰)

شکر:

۹.....سختی اور مصیبت میں شکر ادا کرنا لازم ہے کیونکہ کفر کی مصیبت کے سوا اور کوئی ایسی مصیبت نہیں ہے جس میں کوئی ایک خوبی موجود نہ ہو لیکن تم اس سے واقف اور آگاہ نہیں ہو حق تعالیٰ تمہاری بھلائی کو خوب جانتا ہے بلکہ ہر بلا پر پانچ طرح کا شکر واجب ہے (۱).....اس کی مصیبت کا تعلق جسم سے تھا دین سے نہ تھا، کسی شخص نے شیخ عبداللہ بن سہل تستری سے پوچھا کہ چور میرے گھر میں گھس کر تمام مال چرا کر لے گیا انہوں نے فرمایا کہ اگر شیطان تیرے دل کے اندر گھس کر ایمان چرا کر لے جاتا تو کیا کرتا۔ (۲).....کوئی بیماری اور بلا ایسی نہیں ہے کہ دوسری اس بلا سے بدتر نہ ہو پس اس پر شکر کرو کہ تم بدتر بلا اور مصیبت میں گرفتار نہیں ہوئے جو شخص ہزار مار کے لائق ہو اور سو سے زیادہ اس کو نہ ماریں تو یہ اس کے لئے شکر کا مقام ہے۔ منقول ہے کہ کسی بزرگ کے سر پر ایک شخص نے طشت بھر کر خاک ڈال دی، انہوں نے شکر ادا کیا، لوگوں نے پوچھا کہ شکر کا کون سا موقع ہے تو انہوں نے کہا کہ میں تو اس لائق تھا کہ مجھ پر طشت بھر کر انگارے ڈالے جاتے اور اس کے بجائے راکھ ڈالی گئی تو یہ مقام شکر گزاری کا ہے۔ (۳).....کوئی دنیاوی عذاب ایسا نہیں ہے جس کو آخرت پر موقوف رکھا جائے، آخرت کا عذاب تو اس سے سخت اور بدتر ہوگا، پس اس بات کا شکر بجا لائے کہ یہ عذاب دنیا میں ہوا اور دنیا کا عذاب آخرت کی رہائی کا سبب ہے، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''جس کو دنیا میں عذاب دیا جاتا ہے اس کو آخرت میں

عذاب نہیں دیں گے، کیونکہ سختی اور بلا گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے، پس جب انسان گناہوں سے پاک ہو گیا تو پھر اس پر عذاب کیوں ہو گا، طبیب تم کو کڑوی دوا دیتا ہے تمہاری فصد کھولتا ہے اگر چہ ان دونوں سے اذیت ہوتی ہے لیکن شکر کا مقام ہے کہ تم نے اس تھوڑی تکلیف پر صبر کر کے بڑی بیماری سے نجات پالی''۔(۴)......جو بلا تم پر آنے والی تھی وہ لوحِ محفوظ میں لکھی تھی وہ آئی اور آ کر ٹل گئی، تب بھی مقامِ شکر ہے، شیخ ابو سعید ابو الخیر گدھے پر سے گر گئے انہوں نے الحمد للہ کہا، لوگوں نے پوچھا کہ شکر کس بات کا ادا کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ گدھے سے اس طرح گرنا ازل میں مقدر ہو چکا تھا اور گدھے پر سے گرنے سے یہ آفت ٹل گئی، پس اس آفت کے گزر جانے پر اللہ کا شکر ادا کر رہا ہوں۔(۵)......دنیا کی مصیبت دو وجہ سے آخرت کے ثواب کا باعث ہوتی ہے ایک یہ کہ اس مصیبت کا اجر بڑا ہے اور دوسرا باعث یہ کہ سب گناہوں سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تم نے دنیائے فانی سے ایسا دل لگایا کہ اس کو اپنی بہشت سمجھ لیا اور خداوند تعالیٰ کے حضور میں جانے کو قید خانہ تصور کیا کرتا تھا اور جس کو دنیا میں مصیبت میں گرفتار کرتے ہیں اس کا دل دنیا سے بیزار ہو جاتا ہے اور دنیا اس کے حق میں قید خانہ اور موت نجات بن جاتی ہے اور کوئی بلا ایسی نہیں ہے جس میں حق ﷻ کی طرف سے تنبیہ نہ ہو، حدیث شریف میں آیا ہے کہ حق ﷻ اپنے دوستوں کی غم خواری ان کو محنت و بلا میں گرفتار کر کے فرماتا ہے جس طرح تم دنیا میں کسی کی خبر گیری اور غم خواری کھانے پینے سے کرتے ہو (ماخوذ از کیمائے سعادت مترجم، ص ۶۹۰)

اغراض:

لتکررها وعظمها: اس لئے کہ نماز ام العبادات، مومن کی معراج، اور رب العالمین سے مناجات کا ذریعہ ہے۔ بالعون: معیت کی دو قسمیں ہیں، ایک معیت عام ہے اس سے مراد علم اور قدرت ہے اور یہ ہر ایک کے لئے حلال (یعنی جائز ہو سکتی) ہے، دوسری معیت خاص ہے اس سے مراد مدد اور نصرت ہے، اور یہ مومنین، محسنین اور صابرین کے ساتھ خاص ہے۔ ارواحهم في حواصل طيور الخ: اس کا بیان ماقبل ذکر ہو چکا ہے وہیں ملاحظہ فرمالیں۔ تعلمون ماهم فيه: یعنی شہدائے کرام کی شرف و کرامت اور نعمتیں، مراد اس سے ان حضرات کی بغیر اجسام کے کسی حس سے محسوس نہ کی جانے والی حیات پر تنبیہ کرنا مراد ہے، اور یہ ایسا امر ہے جس کا کشف اور وحی کے ذریعے ادراک ہو سکتا ہے، اور اسی نظریہ کے اکثر مفسرین قائل ہیں، مزید ماقبل کی ابحاث کا مطالعہ فرمالیں۔ للعدو: اس میں لام زائدہ ہے یا بمعنی من ہے۔

القحط: یہ سبب کی تفسیر ہے، اس لئے کہ قحط بارش کے رُوک لینے کو کہتے ہیں اور یہ بھوکے رہ جانے کا سبب ہے۔ بالجوائح: مصباح میں ہے کہ الجائحة سے مراد آفت ہے۔ اى لنختبرنكم: یعنی تمہیں مصیبت پہنچائیں گے جو تمہارے احوال کی خبر دیں گے، المختصر، مزید ماقبل مذکورہ عنوان کے تحت مطالعہ فرمالیں۔ من المسترجع: یعنی یوں کہے کہ انا لله و انا اليه راجعون، اللہ ﷻ اس مصیبت پر صبر کرنے کے سبب سے اجر عطا فرمائے، اور مصباح میں ہے اللہ ﷻ نصر اور ضرب کے سبب اجر سے نوازے۔

انما هذا مصباح: یعنی چراغ کا گل ہو جانا تو آسان سی چیز ہے کوئی مصیبت تو نہیں، اور استرجاع تو مصیبت کے وقت پڑھا جاتا ہے۔ الى الصواب: یعنی انا لله و انا اليه راجعون پڑھو اور فیصلہ اللہ ﷻ کے سپرد کر دو۔ اعلام دينه: اس کا ذکر ماقبل مفصل طور پر ہو چکا ہے۔ اى تلبس بالحج او العمرة: یعنی نیت کے ذریعے حج کے ساتھ عمرہ کو بھی ملا لے۔

لما كره المسلمون ذلك: یعنی صفاء و مروہ کے مابین سعی کو لوگ ناپسند کرتے تھے اسلئے کہ کافر ان جگہوں کی تعظیم کیا کرتے تھے، کہ کہیں ان (یعنی مسلمانوں) کا فعل کافروں کے فعل کے مشابہ نہ ہو جائے۔ وعليهما صنمان: ایک کا نام اساف ہمزہ کی کسرہ اور سین کی تخفیف کے ساتھ اور دوسرے کا نام نائلہ تھا، اساف کو صفاء پر اور نائلہ کو مروۃ پر، اصل میں یہ دو مرد و عورت تھے جنہوں نے

کعبہ معظمہ میں زنا کیا تو اللہ ﷻ نے ان کی صورتیں مسخ فرمادیں اور انہیں عبرت بنادیا اور دور گزر جانے پر لوگ ان کی پوجا پاٹ میں پڑگئے۔ غیر فرض: سعی کے فرض، واجب یا رکن ہونے کا بیان ہم نے ماقبل کردیا ہے وہیں ملاحظہ فرمالیں۔
ای عمل مالم یجب علیہ: یہ بعض نسخوں میں ہے جب کہ بعض میں یوں ہے کہ ای فعمل، اور بعض میں یوں ہے کہ فعل۔ بالاثابۃ علیہ: اس جملے سے اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ ﷻ کے حق میں شاکر کا معنی مجازی ہے یعنی اللہ ﷻ طاعت گزاری پر ثواب عطا فرمائے گا، اور اس تعریف میں لوگوں پر احسان کے معاملے میں مبالغہ پایا جاتا ہے، اور لغت میں شاکر سے مراد کسی کو مظہر انعام قرار دینا ہے اور یہ اللہ کے حق میں محال ہے۔ علیم بہ: یعنی اللہ ﷻ اس بندے کے احوال سے باخبر ہے پس وہ اس کے اجر میں کوئی کمی نہ کرے گا، اور یہ قائم مقام شرط کے جواب کے لئے علت ہے گویا ایسا ہے کہ جو بھلائی کرے اسے اس کا اجر و ثواب ملے گا اس لئے کہ اللہ ﷻ شاکر علیم کی صفت کا حامل ہے اور اس جواب میں وعدے کے پکے ہونے کی جانب اشارہ ہے۔ ونزل فی الیھود: اس بارے میں شان نزول کا مطالعہ فرمالیں۔ ای ھم مستحقون ذلک الخ: اس جملے میں تکرار کے دور کرنے کی جانب اشارہ ہے اور لعن سے مراد یہ ہے کہ جو بالفعل کسی چیز کے سبب سے حاصل ہوا اور یہاں اس سے مراد لعنت کا مستحق ہونا ہے۔ (الجمل، ج۱، ص۱۸۴ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

وَطَلَبُوْا اٰیَۃً عَلٰی ذٰلِکَ فَنَزَلَ ﴿ان فی خلق السموات والارض﴾ وَمَا فِیْھِمَا مِنَ الْعَجَائِبِ ﴿واختلاف الیل والنھار﴾ بِالذِّھَابِ وَالْمَجِیْءِ وَالزِّیَادَۃِ وَالنُّقْصَانِ ﴿والفلک﴾ السُّفُنِ ﴿التی تجری فی البحر﴾ وَلَا تَرْسُبُ مُوْقَرَۃً ﴿بما ینفع الناس﴾ مِنَ التِّجَارَاتِ وَالْحَمْلِ ﴿وماانزل اللہ من السماء من ماء﴾ مَطَرٍ ﴿فاحیابہ الارض﴾ بِالنَّبَاتِ ﴿ بعد موتھا﴾ یُبْسِھَا ﴿وبث﴾ فَرَّقَ وَنَشَرَ بِہٖ ﴿فیھا من کل دابۃ﴾ لِاَنَّھُمْ یَنْمُوْنَ بِالْخَصْبِ الْکَائِنِ عَنْہُ ﴿وتصریف الریح﴾ تَقْلِیْبِھَا جُنُوْبًا وَّشِمَالًا حَارَّۃً وَّبَارِدَۃً ﴿والسحاب﴾ الْغَیْمِ ﴿المسخر﴾ الْمُذَلَّلِ بِاَمْرِ اللّٰہِ یَسِیْرُ اِلٰی حَیْثُ شَآءَ ﴿بین السماء والارض﴾ بِلَا عِلَاقَۃٍ ﴿لایت﴾ دَالَّاتٍ عَلٰی وَحْدَانِیَّتِہٖ تَعَالٰی ﴿لقوم یعقلون (۱۶۴)﴾ یَتَدَبَّرُوْنَ ﴿ومن الناس من یتخذ من دون اللہ﴾ اَیْ غَیْرِہٖ ﴿اندادا﴾ اَصْنَامًا ﴿یحبونھم﴾ بِالتَّعْظِیْمِ وَالْخُضُوْعِ ﴿کحب اللہ﴾ اَیْ کَحُبِّھِمْ لَہٗ ﴿والذین امنوا اشد حبا للہ﴾ مِنْ حُبِّھِمْ لِلْاَنْدَادِ لِاَنَّھُمْ لَا یَعْدِلُوْنَ عَنْہُ بِحَالٍ مَّا، وَالْکُفَّارُ یَعْدِلُوْنَ فِی الشِّدَّۃِ اِلَی اللّٰہِ ﴿ولویری﴾ تُبْصِرُ یَا مُحَمَّدُ ﴿الذین ظلموا﴾ بِاتِّخَاذِ الْاَنْدَادِ ﴿اذ یرون﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ یُبْصِرُوْنَ ﴿العذاب﴾ لَرَاَیْتَ اَمْرًا عَظِیْمًا، وَاِذْ بِمَعْنٰی اِذَا ﴿ان﴾ اَیْ لِاَنَّ ﴿القوۃ﴾ الْقُدْرَۃَ وَالْغَلَبَۃَ ﴿للہ جمیعا﴾ حَالٌ ﴿وان اللہ شدیدالعذاب (۱۶۵)﴾ وَفِیْ قِرَآءَۃٍ یَّرٰی بِالتَّحْتَانِیَّۃِ وَالْفَاعِلُ فِیْہِ ضَمِیْرُ السَّامِعِ، وَقِیْلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَھِیَ بِمَعْنٰی یَعْلَمُ وَاَنَّ وَمَا بَعْدَھَا سَدَّتْ مَسَدَّ الْمَفْعُوْلَیْنِ وَجَوَابُ لَوْ مَحْذُوْفٌ وَالْمَعْنٰی لَوْ عَلِمُوْا فِی الدُّنْیَا شِدَّۃَ عَذَابِ اللّٰہِ وَاَنَّ الْقُدْرَۃَ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَقْتَ مُعَایَنَتِھِمْ لَہٗ وَھُوَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ لَمَا

اتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِهٖ اَنْدَادًا ﴿اذ﴾ بَدلٌ مِنْ اِذْ قَبْلَهٗ ﴿تبرا الذين اتبعوا﴾ اَیِ الرُّؤَسَآءُ ﴿من الذين اتبعوا﴾ اَیْ اَنْكَرُوْا اِضْلَالَهُمْ ﴿و﴾ قَدْ ﴿راوا العذاب وتقطعت﴾ عَطْفٌ عَلٰى تَبَرَّاَ ﴿بهم﴾ عَنْهُم ﴿الاسباب (۱۶۶)﴾ اَلْوَصْلُ الَّتِیْ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِی الدُّنْيَا مِنَ الْاَرْحَامِ وَالْمَوَدَّةِ ﴿وقال الذين اتبعوا لوان لنا كرة﴾ رَجْعَةً اِلَى الدُّنْيَا ﴿فنتبرا منهم﴾ اَيِ الْمَتْبُوْعِيْنَ ﴿كما تبرء وا منا﴾ اَلْيَوْمَ وَلَوْ لِلتَّمَنِّیْ وَنَتَبَرَّاَ جَوَابُهٗ ﴿كذلك﴾ كَمَا اَرَاهُمْ شِدَّةَ عَذَابِهٖ وَتَبَرُّؤُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ ﴿يريهم الله اعمالهم﴾ اَلسَّيِّئَةَ ﴿حسرت﴾ حَالٌ نَدَامَاتٍ ﴿عليهم وما هم بخرجين من النار (۱۶۷)﴾ بَعْدَ دُخُوْلِهَا۔

﴿ترجمہ﴾

(جب کفار نے آپ ﷺ سے اللہ ﷻ کے معبود ہونے کی دلیل طلب کی تو یہ آیت مبارکہ انّ فی خلق السمٰوٰت والارض ......الخ نازل ہوئی) بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش (اور ان میں موجود عجائبات میں) اور رات و دن کا بدلتے آنا (یعنی ان کے آنے، جانے، گھٹنے، بڑھنے میں نشانیاں ہیں) اور کشتی (فلک بمعنی سفن ہے) کہ دریا میں چلتی ہے (بھاری بوجھ کی وجہ سے نہیں ڈوبتی) لوگوں کے فائدے لے کر (یعنی جو لوگوں کو تجارت اور مال برداری کا فائدہ دیتی ہیں) اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر (یعنی بارش نازل فرما کر) اس سے جلا دیا (یعنی نباتات کے ذریعے) مردہ زمین کو (یعنی اس کے خشک ہو جانے کے بعد) اور پھیلائے (یعنی متفرق و منتشر کر دیئے) زمین میں ہر قسم کے جانور (کہ وہ اس سرسبز وشاداب زمین میں پلتے بڑھتے ہیں جو بارش کے پانی سے شاداب ہوتی ہے) اور ہواؤں کی گردش ......ا......(یعنی انکا بدلنا، انکا شمالاً جنوباً چلنا، سرد و گرم ہونا) اور وہ بادل (سحاب بمعنی غیم ہے) کہ حکم کا باندھا ہے (یعنی باری ﷻ کے حکم کا تابعدار ہے جہاں اللہ ﷻ چاہے چلتا ہے) آسمان و زمین کے بیچ میں (تاحدِ نظر) ضرور نشانیاں ہیں (جو کہ وحدانیتِ باری ﷻ پر دلالت کرتی ہیں) ان سب میں عقلمندوں کے لئے (غور و فکر کرنے والوں کے لئے) اور کچھ لوگ ہیں جو بناتے ہیں اوروں کو (دون بمعنی غیـــر ہے) اللہ کا مدِّ مقابل ......۲......(یعنی بتوں کو) کہ انہیں محبوب رکھتے ہیں (انکی تعظیم بجالا کر اور انکے سامنے عاجزی کا اظہار کر کے) اللہ کی طرح (یعنی انکی محبت بتوں کیلئے ایسی ہے جیسی وہ اللہ ﷻ سے کرتے ہیں) اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں (یعنی کفار جتنی محبت اپنے باطل خداؤں سے کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ محبت مسلمان اللہ ﷻ سے کرتے ہیں کیونکہ مسلمان کسی شے کو کسی بھی حال میں اپنے پروردگار عزوجل کے برابر قرار نہیں دیتے جبکہ کفار شدت محبت میں اپنے بتوں کو اللہ ﷻ کے برابر قرار دیتے ہیں) اور کاش اب جان لیتے (اے محمد ﷺ، یری یا اور تا دونوں کیساتھ ہے) جنہوں نے ظلم کیا (اللہ ﷻ کے شریک بنا کر) اس وقت کو جب کہ سامنے آئے گا (یرون کی قرأت معروف و مجہول دونوں طرح ہے یعنی دیکھیں گے) عذاب (تو آپ امرِ عظیم دیکھیں گے، اذ بمعنی اذا ہے) اس لئے (یعنی یہ اس لئے ہے) کہ زور (یعنی قدرت وغلبہ) سارا خدا کو ہے (جمیعًا حال ہے کـائنۃ کی ضمیر سے) اور اس لئے کہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے (ایک قرأت میں یری ہے یائے تحتانیہ کے ساتھ اور اس کا فاعل سامع کی ضمیر ہے یعنی لو یری السامع اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یری بمعنی یعلم ہے اور الذین موصول صلہ ملکر اسکا فاعل بنے گا۔ انّ اور اس کا مابعد دو مفعولوں کے قائم مقام ہے اور لو کا جواب محذوف ہے، آیتِ مبارکہ کا معنی یہ ہے کہ ''اگر

وہ دنیا میں اللہ ﷻ کے عذاب کی شدت اس بات کو جان لیتے کہ قدرت صرف اسی ایک اللہ کیلئے ہے یہ بات ان کو قیامت کے دن عذاب کو دیکھنے سے معلوم ہوگی اور اگر پہلے معلوم ہو جاتی تو وہ اللہ کے سوا دوسرے شریک نہ بناتے) جب (اذ اپنے ماقبل اذ یرون العذاب سے بدل ہے) بیزار ہوں گے پیشوا (یعنی سردار) اپنے پیروؤں سے (یعنی وہ انکو گمراہ کرنے کا انکار کرینگے) اور دیکھیں گے عذاب اور کٹ جائیں گی (اسکا عطف تبرّا پر ہے) ان کی (بھم بمعنی عنھم ہے) سب ڈوریں (یعنی رشتے داریاں اور محبتوں کے وہ تعلقات جو ان کے مابین دنیا میں تھے) اور کہیں گے پیرو، کاش ہمیں لوٹ کر جانا ہوتا (یعنی دنیا میں پلٹنا ہوتا) تو ہم ان (پیشواؤں) سے بیزار ہوتے جیسے انہوں نے ہم سے بیزاری ظاہر کی (آج بروزِ قیامت، لو یہاں بیان تمنا کیلئے ہے اور فنتبرأ اسکا جواب ہے) یونہی (یعنی جیسا کہ ہم نے انکو شدتِ عذاب اور ایک دوسرے سے بیزاری ظاہر کرنا دکھلا دیا) اللہ انہیں دکھائے گا ان کے (بُرے) کام حسرتیں ہو کر (یہ بمعنی ندامات حال ہے یعنی انکی بداعمالیاں ندامت ہو کر رہ جائینگی) ان پر اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں (داخل ہونے کے بعد)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان فی خلق السموت والارض واختلاف الیل والنھار﴾

انّ، حرف مشبہ بالفعل، فی، جار، خلق: مضاف، السموات والارض، مضاف الیہ، ملکر مرکب اضافی ہو کر معطوف علیہ، و اختلاف، مصدر مضاف، الیل والنھار، مضاف الیہ، مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر معطوف اول۔

﴿والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس﴾

و: عاطفہ، الفلک: موصوف، التی: موصول، تجری: فعل ھی ضمیر ذوالحال، فی البحر: ظرف لغو، ب: جار، ما ینفع الناس: جملہ فعلیہ ہو کر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہو کر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر صفت، موصوف صفت ملکر معطوف ثانی۔

﴿وماانزل اللہ من السماء من ماء فاحیابہ الارض بعد موتھا وبث فیھامن کل دابۃ﴾

و: عاطفہ، ما: موصولہ، انزل اللہ من السماء من ماء: جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ، ف: عاطفہ، احیا بہ الارض بعد موتھا: جملہ فعلیہ معطوف اول، وبث فیھا......الخ: معطوف ثانی، سب ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر بماینفع الناس پر معطوف ہے۔

﴿وتصریف الریح والسحاب المسخربین السماء والارض﴾

و: عاطفہ، تصریف الریح: معطوف ثالث، والسحاب: موصوف، المسخر بین السماء والارض: شبہ جملہ ہو کر صفت، موصوف صفت ملکر معطوف رابع، خلق السموات معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر مجرور، فی جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر ہو کر خبر مقدم۔

﴿لایت لقوم یعقلون﴾

لام: تاکیدیہ ،ایات: موصوف ،لقوم یعقلون: ظرف مستقر صفت،موصوف اپنی صفت سے ملکراسم مؤخر،انّ اپنے اسم مؤخراور خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن الناس من یتخذ من دونِ اللّٰہ اندادا یحبونھم کحب اللّٰہ﴾

و: مستانفہ ،من الناس: ظرف مستقر خبر مقدم ،من: موصولہ،یتخذ: فعل،ھوضمیر فاعل، من دون اللّٰہ: ظرف لغو ،اندادا: موصوف،یحبونھم کحب اللّٰہ، جملہ فعلیہ ہوکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول،فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،موصول اپنے صلہ سے ملکر مبتدا،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ۔

﴿والذین امنوا اشد حبا للّٰہ﴾

و،عاطفہ،الذین امنوا،مبتدا،اشد،ممیز،حبا:تمیز،للّٰہ:متعلق ہے حبا کے،ممیزاپنی تمیز سے ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو یری الذین ظلموا اذ یرون العذاب ان القوۃ للّٰہ جمیعا وان اللّٰہ شدید العذاب﴾

و: استئنافیہ ...... لو، حرف شرط،یری: فعل ،الذین ظلموا: فاعل ،اذیرون العذاب: ظرف ،ان القوۃ للّٰہ جمیعا: معطوف علیہ ،و:حرف عطف ،ان اللّٰہ شدید العذاب، معطوف،ملکر مفعول،یہ سب ملکر شرط،جواب شرط محذوف لرء یت عجباولکان منھم ما لا یدخل تحت الوصف من الندامۃ والحسرۃ، شرط اپنے جواب شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اذ تبرا الذین اتبعوا من الذین اتبعوا وراوا العذب و تقطعت بھم الاسباب﴾

اذ،مضاف،تبرّأ: فعل،الذین اتبعوا: ذوالحال،من الذین اتبعوا،ظرف لغو،و، حالیہ ،راوا العذاب،جملہ فعلیہ ہوکر حال،ملکر فاعل،فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے ملکر معطوف علیہ،وتقطعت بھم الاسباب، جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مضاف الیہ،مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر بدل(اذیرون) سے۔

﴿وقال الذین اتبعوا لوان لنا کرۃ فنتبرا منھم کما تبرء وامنا﴾

و: عاطفہ،قال: فعل،الذین اتبعوا، فاعل،فعل اپنے فاعل سے ملکر قول،لو: لـلتمنی ،انّ: حرف مشبہ بالفعل ،لنا: ظرف مستقر خبر مقدم ،کرۃ: اسم، جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ،ف: سببیہ ،نتبرّا: فعل بافاعل،منھم: ظرف لغو ،کما تبرء وا منا، مفعول مطلق،مصدر محذوف کی صفت،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک یریھم اللّٰہ اعمالھم حسرت علیھم﴾

کـذالک، جار مجرور، مصدر محذوف الاراء کیلئے صفت،موصوف محذوف صفت سے ملکر مفعول مطلق مقدم،یـریھم: فعل،ھم ضمیر مفعول ،اللّٰہ: فاعل،اعمالھم: مفعول ثانی،حسرات علیھم، مرکب توصیفی مفعول ثالث، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وماھم بخرجین من النار﴾و،عاطفہ ،ما: مشابہ بلیس،ھم: اسم،بخارجین من النار، خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

ہواؤں کی تبدیلی سے مراد:

۱......ہواؤں میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نشانیوں کے بارے میں تنویر المقباس من تفسیرِ ابن عباس میں ہے: ''اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان ہواؤں کو کبھی دائیں، تو کبھی بائیں، کبھی آگے کی جانب سے تو کبھی پیچھے کی جانب سے بدلتا رہتا ہے اور کبھی یہی ہوائیں عذاب بن کر آتی ہیں تو کبھی رحمت کی گھٹائیں بن کر چھاتی ہیں۔'' (تنویر المقباس من تفسیرِ ابن عباس، ص ۲۸)

انداد سے مراد:

۲......انداد سے مراد وہ بت ہیں جو کافروں کے معبود تھے اور جن سے وہ نفع ونقصان کی امیدیں وابستہ رکھتے، ان کی قربت کے حصول کیلئے کوشاں رہتے تھے، پس اس معنی کی بناء پر ان بتوں کو ایک دوسرے کا انداد کہا گیا یا پھر اس کا معنی یہ ہوسکتا ہے کہ وہ بت کافروں کے گمانِ فاسدہ و باطلہ کے اعتبار سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے انداد یعنی شریک ہیں۔ (الجمل، ج ۱، ص ۱۹۸)

اس آیتِ کریمہ سے پتہ چلا کہ انداد سے مراد وہ بت ہیں جنہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شریک بنایا جائے اور کافر اپنے نفع ونقصان میں بتوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شریک بناتے تھے، صوفیائے کرام نے انداد کی یہ تفسیر فرمائی ہے کہ ''**کل ما کان مشغلا عن اللّٰہ مانعا من امتثال امرہ** یعنی ہر وہ چیز جو انسان کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے غافل اور اس کے احکام کی تعمیل سے روک دے وہ انداد ہیں''، خواہ وہ بت ہوں، گمراہ رئیس ہوں، مال و دولت ہو، فرزند و زن ہوں یا علم و فن، ہر وہ چیز جو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دور کرنے والی ہو وہ ند کہلائے گی اور پاش پاش کر دینے کے لائق ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعشق اور عقیدت ہے اور اولیاء کرام علیہم الرحمۃ سے ہمیں جو محبت ہے وہ صرف اسی لئے ہے کہ وہ محبوبانِ خدا ہیں اور محبوب کا محبوب بھی محبوب ہوا کرتا ہے۔

تفہیم القرآن میں **ابو الاعلیٰ مودودی** نے اس آیتِ مبارکہ کا ترجمہ یہ کیا ہے (کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر اور مدمقابل بناتے ہیں) اور پھر اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''یعنی خدائی کی جو صفات اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے خاص ہیں ان میں سے بعض کو دوسروں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور خدا ہونے کی حیثیت سے بندوں پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے جو حقوق ہیں وہ سب یا ان میں سے بعض حقوق یہ لوگ ان دوسرے بناوٹی معبودوں کو ادا کرتے ہیں مثلاً سلسلۂ اسباب پر حکمرانی، حاجت روائی، مشکل کشائی، فریاد رسی، دعائیں سننا اور غیب و شہادت ہر چیز سے واقف ہونا یہ سب اللہ کی مخصوص صفات ہیں اور یہ صرف اللہ ہی کا حق ہے کہ بندے اسی کو مقتدرِ اعلیٰ مانیں اسی کے آگے اعترافِ بندگی میں سر جھکائیں، اسی کی طرف اپنی حاجتوں میں رجوع کریں، اسی کو مدد کے لئے پکاریں، اسی پر بھروسہ کریں، اسی سے امید وابستہ کریں اور اسی سے ظاہر و باطن میں ڈریں اسی طرح مالک الملک ہونے کی حیثیت سے یہ منصب بھی اللہ ہی کا ہے کہ اپنی رعیت کیلئے حلال و حرام کے حدود مقرر کرے ان کے فرائض وحقوق معین کرے، ان کو امر و نہی کے احکام دے اور انہیں یہ بتائے کہ اس کی دی ہوئی قوتوں اور اس کے بخشے ہوئے وسائل کو وہ کس طرح کن کاموں میں کن مقاصد کیلئے استعمال کریں اور یہ صرف اللہ کا

حق ہے کہ بندے اس کی حاکمیت تسلیم کریں اس کے حکم کو منبع قانون مانیں اسی کو امر و نہی کا مختار سمجھیں اپنی زندگی کے معاملات میں اس کے فرمان کو فیصلہ کن قرار دیں اور ہدایت و رہنمائی کے لئے اسی کی طرف رجوع کریں جو شخص خدا کی ان صفات میں سے کسی صفت کو بھی کسی دوسرے کی طرف منسوب کرتا ہے اور اس کے ان حقوق میں سے کوئی ایک حق بھی کسی دوسرے کو دیتا ہے وہ دراصل اسے خدا کا مدمقابل اور ہمسر بناتا ہے اور اسی طرح جو شخص یا جو ادارہ ان صفات میں سے کسی صفت کا مدعی ہو وہ ان حقوق میں سے کسی حق کا انسانوں سے مقابلہ کرتا ہو وہ بھی دراصل خدا کا مدمقابل اور ہمسر بنتا ہے، خواہ زبان سے خدائی کا دعویٰ کرے یا نہ کرے۔"

(تفہیم القرآن، ج ۱، ص ۱۳۱)

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب نشر الطیب میں ہے:

یَا شَفِیْعَ الْعِبَادِ خُذْ بِیَدِیْ	دستگیری کیجئے میرے نبی
اَنْتَ فِی الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمَدِیْ	کشمکش میں، تم ہی ہو میرے نبی
لَیْسَ لِیْ مَلْجَأٌ سِوَاکَ اَغِثْ	جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ
مَسَّنِیَ الضُّرُّ سَیِّدِیْ سَنَدِیْ	فوجِ کلفت مجھ پر آ غالب ہوئی
غَشَّنِیَ الدَّهْرُ یَا ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ	ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف
کُنْ مُغِیْثًا فَاَنْتَ لِیْ مَدَدِیْ	اے میرے مولا خبر لیجئے میری
لَیْسَ لِیْ طَاعَةٌ وَّلَا عَمَلٌ	کچھ عمل ہے اور نہ طاعت میرے پاس
بَیْدَ حُبِّیْکَ فَهُوَ لِیْ عَدَدِیْ	ہے مگر دل میں محبت آپ کی
یَا رَسُوْلَ الْاِلٰهِ بَابُکَ لِیْ	میں ہوں بس اور آپ کا در، یا رسول
مِنْ غَمَامِ الْغُمُوْمِ مُلْتَحَدِیْ	ابرِ غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی
جُدْ بِلُقْیَاکَ فِی الْمَنَامِ وَ کُنْ	خواب میں چہرہ دکھا دیجئے مجھے
سَاتِرًا لِلذُّنُوْبِ وَ الْفَنَدِ	اور میرے عیبوں کو کر دیجئے خفی
اَنْتَ عَافٍ اَبَرُّ خَلْقِ اللّٰهِ	در گزر کرنا خطاؤ عیب سے
وَمُقِیْلُ الْعِثَارِ وَ اللَّدَدِ	سب سے بڑھ کر ہے یہ خصلت آپ کی
رَحْمَةٌ لِلْعِبَادِ قَاطِبَةً	سب خلائق کے لئے رحمت ہیں آپ
بَلْ خُصُوْصًا لِکُلِّ ذِیْ اَوَدِ	خاص کر جو ہیں گناہ گار و غوی

لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرْبَ طَیْبَتِکُمْ — کاش ہو جاتا مدینے کی میں خاک
فَالْتَثِمُ النِّعَالَ ذَاکَ قَدِیْ — نعل بوسی ہوتی کافی آپکی
فَاُصَلِّیْ عَلَیْکَ بِالتَّسْلِیْمِ — آپ پر ہوں رحمتیں بے انتہاء
مُتْحِفًا عِنْدَ حَضْرَةِ الصَّمَدِ — حضرت حق کی طرف سے دائمی
بِعِدَادِ الرِّمَالِ وَالْاَنْفَاسِ — جس قدر دنیا میں ہیں ریت اور سانس
وَالنَّبَاتِ الْکَثِیْرِ مُنْتَضِدِ — اور بھی ہے جس قدر روئیدگی
وَعَلَی الْاٰلِ کُلِّهِمْ اَبَدًا — اور تمہاری آل پر اصحاب پر
بَالِغًا عِنْدَ مُنْتَهَی الْاَمَدِ — تا بقائے عمر دارِ اخروی

یہ رسالہ مسمّی بہ شیم الحبیب شہر بھوپال ماہ ذی الحجۃ آخر سال ۱۲۰۹ھ میں تمام ہوا اور اس کا ترجمہ مسمّی بہ شم الطیب قصبہ تھانہ بھون ماہ رمضان عشرہ اخیرہ ۱۳۲۸ھ میں تمام ہوا والحمد للہ۔

(نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ، ص۱۹٤،۱۹۵)

اغراض:

وما فیھما من العجائب: یعنی آسمان کے عجائبات میں سے یہ بات کہ بغیر کسی ستون کے کھڑا ہے اور سورج چوتھے آسمان سے زمین والوں کے لئے روشنی لٹا رہا ہے اور مکمل نفع پہنچا رہا ہے اور ستاروں کی روشنی زمین والوں کے لئے راستے کی ہدایت کا سامان کرتی ہے باوجود یہ کہ عرش کے ساتھ قائم و دائم ہیں اور زمین کے عجائبات میں سے یہ کہ پھیلی ہوئی ہے اور اس پر پہاڑوں کے لنگر ڈالے ہوئے ہیں جو اسے ہلنے نہیں دیتے، ان عجائبات کا بیان اللہ عزّوجلّ نے ﴿افلم ینظروا الی السماء فوقھم کیف بنینٰھا وزینّٰھا ومالھا من فروج و الارض مددنٰھا والقینا فیھا رواسی انبتنا فیھا من کل زوج بھیج﴾ میں فرمایا، اور زمین کو آسمان کی بنسبت مفرد ذکر فرمایا اس لئے کہ زمین کی جنس متحد ہے جیسا کہ پانی اور مٹی اور آسمان کی جنس مختلف ہیں۔

بالذھاب والمجیء: اس جملے سے رات اور دن کے اختلاف کی جانب اشارہ ہے، رات کے جملہ عجائبات میں سے یہ بھی ہیں کہ رات ستاروں والی، اندھیری اور لوگوں پر طویل ہوتی ہے نہ کہ دوسروں پر، جب کہ دن لوگوں پر طویل ہوتا ہے دوسروں پر نہیں، المختصر۔

التی تجری فی البحر: اس کا بیان ماقبل ہو چکا۔ ولا ترسب: یعنی کشتی جو دریا میں چلتی ہے، نیچے کی جانب نہیں گرتی۔ یتدبرون: یعنی تفکر کرے اور اللہ عزّوجلّ کی قدرت کے عجائبات میں سوچے تو جان لے گا کہ اللہ عزّوجلّ ہر چیز پر قادر ہے، اور یہی دلیل اس کی قدرت کے انکشافات پر جمے رہنے اور اپنے ایمان و عقائد کو یقین کا جامہ پہنانے کے لئے کافی ہے، اور جہاں تک مقلد کا سوال ہے تو اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو علماء کے پاس حاضر نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کے پاس بیٹھتے ہیں، زمین و آسمان کو نہیں پہچانتے جیسا کہ بہائم نہیں پہچانتے۔ ای الرؤساء: جیسا کہ فرعون اور نمرود اور عبد بن ابی سلول اور حیی بن اخطب وغیرہ۔

ندامات: ندامۃ کی جمع ہے۔

(الصاوی، ج۱، ص۱۲۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۵

وَنَزَلَ فِیْمَنْ حَرَّمَ السَّوَائِبَ وَنَحْوَهَا ﴿یایھا الناس کلوا مما فی الارض حللا﴾ حَالٌ ﴿طیبا﴾ صِفَةٌ

مُؤَكَّدَةً اَوْ مُسْتَلِذًّا ﴿ولا تتبعوا خطوت﴾ طُرُقَ ﴿الشيطن﴾ اَیْ تَزْيِيْنَهٗ ﴿انه لكم عدو مبين (١٦٨)﴾ بَيِّنُ
الْعَدَاوَةِ ﴿انما يامركم بالسوء﴾ اَلْاِثْمِ ﴿والفحشاء﴾ اَلْقَبِيْحِ شَرْعًا ﴿وان تقولوا على الله ما لا
تعلمون (١٦٩)﴾ مِنْ تَحْرِيْمِ مَا لَمْ يُحَرِّمْ وَغَيْرِهٖ ﴿واذا قيل لهم﴾ اَیِ الْكُفَّارِ ﴿اتبعوا ما انزل الله﴾ مِنَ
التَّوْحِيْدِ وَتَحْلِيْلِ الطَّيِّبَاتِ ﴿قالوا﴾ لَا ﴿بل نتبع ما الفينا﴾ وَجَدْنَا ﴿عليه اباء نا﴾ مِنْ عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ
وَتَحْرِيْمِ السَّوَائِبِ وَالْبَحَائِرِ، قَالَ تَعَالٰی ﴿ا﴾ يَتَّبِعُوْنَهُمْ ﴿ولو كان اباؤهم لا يعقلون شيئا﴾ مِّنْ اَمْرِ الدِّيْنِ
﴿ولا يهتدون (١٧٠)﴾ اِلَى الْحَقِّ، وَالْهَمْزَةُ لِلْاِنْكَارِ ﴿ومثل﴾ صِفَةُ ﴿الذين كفروا﴾ وَمَنْ يَّدْعُوْهُمْ اِلَى
الْهُدٰى ﴿كمثل الذى ينعق﴾ يَصُوْتُ ﴿بما لا يسمع الا دعاء ونداء﴾ اَیْ صَوْتًا لَا يُفْهَمُ مَعْنَاهُ اَیْ هُمْ فِیْ
سِمَاعِ الْمَوْعِظَةِ وَعَدَمِ تَدَبُّرِهَا كَالْبَهَآئِمِ تَسْمَعُ صَوْتَ رَاعِيْهَا وَلَا تَفْهَمُهٗ، هُمْ ﴿صم بكم عمى فهم
لا يعقلون (١٧١)﴾ الْمَوْعِظَةَ ﴿يايها الذين امنوا كلوا من طيبت﴾ حَلَالَاتِ ﴿ما رزقنكم واشكروا لله﴾
عَلٰى مَآ اُحِلَّ لَكُمْ ﴿ان كنتم اياه تعبدون (١٧٢) انما حرم عليكم الميتة﴾ اَیْ اَكْلَهَا اِذِ الْكَلَامُ فِيْهِ وَكَذَا مَا
بَعْدَهَا وَهِیَ مَا لَمْ يُذَكَّ شَرْعًا، وَاُلْحِقَ بِهَا بِالسُّنَّةِ مَا اُبِيْنَ مِنْ حَيٍّ وَخُصَّ مِنْهَا السَّمَكُ وَالْجَرَادُ
﴿والدم﴾ اَیِ الْمَسْفُوْحَ كَمَا فِی الْاَنْعَامِ، ﴿ولحم الخنزير﴾ خُصَّ اللَّحْمُ لِاَنَّهٗ مُعْظَمُ الْمَقْصُوْدِ وَغَيْرُهٗ
تَبَعٌ لَّهٗ ﴿وما اهل به لغير الله﴾ اَیْ ذُبِحَ عَلٰى اِسْمِ غَيْرِهٖ تَعَالٰى وَالْاِهْلَالُ رَفْعُ الصَّوْتِ وَكَانُوْا يَرْفَعُوْنَهٗ عِنْدَ
الذَّبْحِ لِاٰلِهَتِهِمْ ﴿فمن اضطر﴾ اَیْ اَلْجَاَتْهُ الضَّرُوْرَةُ اِلٰى اَكْلِ شَيْءٍ مِّمَّا ذُكِرَ فَاَكَلَهٗ ﴿غير باغ﴾ خَارِجٍ
عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ ﴿ولا عاد﴾ مُتَعَدٍّ عَلَيْهِمْ بِقَطْعِ الطَّرِيْقِ ﴿فلا اثم عليه﴾ فِیْ اَكْلِهٖ ﴿ان الله غفور﴾
لِاَوْلِيَآئِهٖ ﴿رحيم (١٧٣)﴾ بِاَهْلِ طَاعَتِهٖ حَيْثُ وَسَّعَ لَهُمْ فِیْ ذٰلِكَ، وَخَرَجَ الْبَاغِیُّ وَالْعَادِیُّ وَيَلْحَقُ بِهِمَا
كُلُّ عَاصٍ بِسَفَرِهٖ كَالْاٰبِقِ وَالْمَكَّاسِ فَلَا يَحِلُّ لَهُمْ اَكْلُ شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ مَا لَمْ يَتُوْبُوْا وَعَلَيْهِ الشَّافِعِیُّ ﴿ان
الذين يكتمون ما انزل الله من الكتب﴾ اَلْمُشْتَمِلِ عَلٰى نَعْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَهُمُ الْيَهُوْدُ ﴿ويشترون به
ثمنا قليلا﴾ مِّنَ الدُّنْيَا يَاْخُذُوْنَهٗ بَدَلَهٗ مِنْ سُفْلَتِهِمْ فَلَا يُظْهِرُوْنَهٗ خَوْفَ فَوْتِهٖ عَلَيْهِمْ ﴿اولئك ما ياكلون
فی بطونهم الا النار﴾ لِاَنَّهَا مَآلُهٗ ﴿ولا يكلمهم الله يوم القيمة﴾ غَضَبًا عَلَيْهِمْ ﴿ولا يزكيهم﴾ يُطَهِّرُهُمْ
مِنْ دَنَسِ الذُّنُوْبِ ﴿ولهم عذاب اليم (١٧٤)﴾ مُؤْلِمٌ هُوَ النَّارُ ﴿اولئك الذين اشتروا الضللة بالهدى﴾
اَخَذُوْهَا بَدَلَهٗ فِی الدُّنْيَا ﴿والعذاب بالمغفرة﴾ اَلْمُعَدَّةِ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ لَوْ لَمْ يَكْتُمُوْا ﴿فما اصبرهم على

النار(۱۷۵)﴾ اَیْ مَآ اَشَدَّ صَبْرُھُمْ، وَھُوَ تَعْجِیْبٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اِرْتِکَابِھِمْ مُوْجِبَاتِھَا مِنْ غَیْرِ مُبَالَاۃٍ وَّاِلَّا فَاَیُّ صَبْرٍ لَّھُمْ ﴿ذلک﴾ الَّذِیْ ذُکِرَ مِنْ اَکْلِھِمُ النَّارَ وَمَا بَعْدَھَا ﴿بان﴾ بِسَبَبِ اَنَّ ﴿اللہ نزل الکتب بالحق﴾ مُتَعَلِّقٌ بِنَزَّلَ فَاخْتَلَفُوْا فِیْہِ حَیْثُ اٰمَنُوْا بِبَعْضِہٖ وَکَفَرُوْا بِبَعْضِہٖ بِکَتْمِہٖ ﴿وان الذین اختلفوا فی الکتب﴾ بِذٰلِکَ وَھُمُ الْیَھُوْدُ وَقِیْلَ الْمُشْرِکُوْنَ فِی الْقُرْاٰنِ حَیْثُ قَالَ بَعْضُھُمْ شِعْرٌ وَّبَعْضُھُمْ سِحْرٌ وَّبَعْضُھُمْ کَھَانَۃٌ ﴿لفی شقاق﴾ خِلَافٍ ﴿بعید(۱۷۶)﴾ عَنِ الْحَقِّ۔

﴿ترجمہ﴾

(یہ آیتِ مبارکہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے سوائب وغیرہ جیسے جانوروں کو حرام قرار دے رکھا تھا) اے لوگو! کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال (حللا، حال ہے) پاکیزہ ہے (طیبا صفت مؤکدہ ہے حللا کی بمعنی مستلذ، یعنی ایسی چیز جس سے لوگ لذت حاصل کرتے ہوں) اور قدم پر قدم نہ رکھو (رستے پر نہ چلو، خطوات بمعنی طرق ہے) شیطان کے (یعنی اسکے مزین کردہ راستوں اور وسوسوں کی پیروی نہ کرو) بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (اس کی عداوت ظاہر ہے) وہ تو تمہیں یہی بدی (یعنی گناہ کا) حکم دے گا اور بے حیائی کا......۱...... (یعنی شرعاً قبیح امور کا) اور یہ کہ اللہ پر وہ بات جوڑو جس کی تمہیں خبر نہیں (یعنی تم اس شئے کو حرام قرار دیدو جسے اللہ ﷻ نے حرام نہ کیا ہو وغیرہ وغیرہ) اور جب ان (کافروں سے) کہا جائے اللہ کے اتارے پر چلو (یعنی توحید اور پاکیزہ حلال اشیاء کی پیروی کرو) تو کہیں (نہیں) بلکہ ہم تو اس پر چلیں گے جس پر ہم نے پایا (الفینا بمعنی وجدنا ہے) اپنے باپ دادا کو (یعنی بتوں کی عبادت کرنا اور سوائب و بحائر کو حرام قرار دینا، پس اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) کیا (وہ پیروی کرتے ہیں ان) باپ دادوں کی اگرچہ انہیں کچھ عقل نہ ہو (دین کے معاملے میں) اور نہ ہدایت رکھتے ہوں (حق کی طرف، اولو میں ھمزہ انکاری ہے) اور کہاوت (صفت) کافروں کی (اور انہیں ہدایت کی طرف بلانے والے کی) اس کی سی ہے جو پکارے ایسے کو (ینعق بمعنی یموت ہے) کہ خالی چیخ پکار کے سوا کچھ نہ سنے (یعنی کفار کیلئے یہ آواز ایسی ہے کہ جس کا مفہوم سمجھا نہیں جاسکتا اور مراد اس سے نصیحت کی آواز ہے، کفار کا نصیحت کی بات سننا اور پھر اسے نہ سمجھنا ایسا ہے جیسا کہ چوپائے، کیونکہ چوپایا چرواہے کی آواز سنتا تو ہے لیکن سمجھ نہیں پاتا) بہرے، گونگے، اندھے تو وہ سمجھتے نہیں ہیں......۲...... (نصیحت کو) اے ایمان والو! کھاؤ ستھری (طیبات بمعنی حلالات ہے) چیزیں ہماری دی ہوئی......۳...... اور اللہ کا احسان مانو (اس پر جو تمہارے لئے حلال ہوا) اگر تم اسی کو پوجتے ہو اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار (مراد کھانا ہے کیونکہ کلام کھانے کے بارے میں ہے اور یونہی ان کے مابعد مذکور اشیاء کو کھانا بھی حرام کیا گیا ہے، مردہ وہ جانور ہوتا ہے جسے شرعی طریقے کے مطابق ذبح نہ کیا گیا ہو زندہ جانور کے جسم کا جو حصہ کاٹ لیا جائے وہ بھی بسبب حدیث مردار کے ساتھ ملحق ہے مردار جانوروں میں سے مچھلی اور ٹڈی کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے) اور خون (بہنے والا، جیسا کہ سورۂ انعام میں ہے) اور سؤر کا گوشت (گوشت کا خاص طور پر تذکرہ اس لئے کیا گیا ہے کیونکہ کسی بھی جانور سے حاصل ہونے والا بڑا مقصود اس کا گوشت ہی ہوتا ہے اور اسکے دیگر اعضاء تو گوشت کے تابع ہوتے ہیں) اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا......۴...... (یعنی جس جانور کو غیر خدا

کا نام لیکر ذبح کیا گیا ہو، اھــلال کا لغوی معنی آواز بلند کرنا ہے، کفار جانور ذبح کرتے وقت اپنے خداؤں کا نام بلند آواز سے لیا کرتے تھے) تو جو ناچار ہو (یعنی جسے ضرورت مذکورہ حرام اشیاء میں سے کسی چیز کے کھانے پر مجبور کر دے تو وہ کھالے) نہ یوں کہ خواہش سے کھائے (یعنی اس کا مقصود مسلمانوں کے طریقے سے ہی خارج ہونا نہ ہو) اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے (یعنی لوٹ مار کر کے ان پر زیادتی نہ کرے) تو اس پر گناہ نہیں (مردار کے کھانے میں) بیشک اللہ بخشنے والا (ہے اپنے دوستوں کو) مہربان ہے (اپنے فرمانبرداروں پر کہ انہیں حالتِ اضطرار میں ان حرام اشیاء کے کھانے کی رخصت عطا فرمائی، باغی اور عادی کو اس رخصت سے خارج قرار دیا اور گناہ کیلئے سفر کرنے والے ہر شخص کو بھی ان دونوں کے ساتھ ملحق کر دیا جیسا کہ بھاگ جانے والا غلام اور بھتہ وصول کرنے والا شخص، ان لوگوں کیلئے حالت اضطرار میں بھی ان چیزوں میں سے کسی کا کھانا جلال نہیں ہے جب تک کہ اپنے گناہوں سے توبہ نہ کر لیں، یہی امام شافعی کا مذہب ہے) وہ جو چھپاتے ہیں اللہ کی اتاری کتاب (جو نبی پاک ﷺ کی نعت پر مشتمل ہے، ان سے مراد یہودی ہیں) اور اس کے بدلے ذلیل قیمت لے لیتے ہیں (دنیا کی، جسے وہ اس چھپانے کے عوض اپنے ادنی درجہ کے لوگوں سے لیتے ہیں یہ لوگ دنیاوی مال کے فوت ہو جانے کے ڈر سے حضور ﷺ کے اوصاف کو ظاہر نہیں کرتے تھے) وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں (اس لئے کہ وہ آگ ہی انکا مال ہے) اور اللہ قیامت کے دن ان سے بات نہ کرے گا (ان سے ناراضگی کی وجہ سے) اور نہ انہیں ستھرا کرے (گناہوں کے میل کچیل سے) اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (الیم بمعنی مؤلم ہے، اس سے مراد عذاب نار ہے) یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی (یعنی دنیا میں ہدایت کے بدلے گمراہی کو لیا) اور بخشش کے بدلے عذاب (اس سے مراد وہ بخشش ہے جو کتمانِ حق نہ کرنے کی صورت میں آخرت میں انکے لئے تیار تھی) تو کس درجہ انہیں آگ کی سہار ہے (یعنی وہ آگ کتنی دیر تک برداشت کر سکیں گے، یہ بات مؤمنین کو تعجب دلانے کیلئے فرمائی گئی ہے کہ انہوں نے آخرت کی بربادی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ان کاموں کا ارتکاب کر ڈالا جو جہنم لازم کرنے والے ہیں، ورنہ تو جہنم کی آگ پر صبر کس سے ہو سکے گا) یہ (مذکورہ باتیں یعنی آگ پر صبر کرنے اور اسکے بعد کا بیان) اسلئے ہے کہ (یہاں انّ سے پہلے ب سببیہ ہے) اللہ نے کتاب حق کے ساتھ اتاری (بالحق، نزل کے متعلق ہے، پس یہود نے اس میں اختلاف کیا کہ بعض پر ایمان لائے اور بعض کو چھپا کر کفر کیا) اور بے شک جو لوگ کتاب میں اختلاف ڈالنے لگے کہ بعض پر ایمان لائے اور بعض کے ساتھ کفر کرنے والے (یہودی ہیں، ایک قول کے مطابق اس سے مراد مشرکین ہیں، انہوں نے اس میں اس طرح اختلاف کیا کہ ان میں سے بعض نے قرآن کو شعر کہا، بعض نے سحر اور بعض نے کہانت) وہ ضرور جھگڑالو ہیں (شقاق بمعنی اختلاف ہیں) پرلے سرے کے (یعنی اس اختلاف میں پڑے ہیں جو حق سے دور ہے)

﴿ترکیب﴾

﴿یایها الناس کلوا مما فی الارض حللا طیبا ولا تتبعوا خطوت الشیطن﴾

یایها الناس، جملہ فعلیہ ندائیہ، کلوا، فعل، واؤ ضمیر فاعل، مما فی الارض، ظرف لغو، حللا طیبا: مفعول، ملکر معطوف علیہ، و،

عاطفہ، لاتتبعوا، فعل نہی وفاعل، خطوٰت الشیطن، مفعول، ملکر معطوف، ملکر مقصود بالنداء۔

﴿انہ لکم عدو مبین﴾

ان، حرف مشبہ بالفعل، ہ، ضمیر اسم، لکم: حال مقدم، عدو مبین: ذوالحال مؤخر، جو اپنے حال سے ملکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انما یامرکم بالسوء والفحشاء وان تقولوا علی اللہ مالا تعلمون﴾

انما، انّ حرف مشبہ بالفعل، ما کافہ، یامر فعل، ھو، ضمیر فاعل، کم ضمیر مفعول، ب، جار، السوء، معطوف علیہ، و الفحشاء، معطوف اول، و، عاطفہ، ان مصدریہ، تقولوا، فعل، واؤ ضمیر فاعل، علی اللّٰہ، ظرف لغو، مالا تعلمون: مفعول، ملکر معطوف ثانی، ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اباء نا﴾

و: مستانفہ، اذا، ظرفیہ متضمن بمعنی شرط متعلق بقالوا، قیل لھم اتبعوا ما انزل اللّٰہ: شرط، قالوا، فعل بافاعل، بل، للعطف، نتبع ما الفینا علیہ اباء نا: جملہ فعلیہ ہوکر مقدر جملہ فعلیہ، لانتبع ماانزل اللّٰہ بل نتبع پر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر مفعول، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء، جو شرط سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿اولو کان اباء ھم لایعقلون شیئا ولا یھتدون﴾

ھمزہ، استفہامیہ، و: حالیہ، لو: حرف شرط، (اس جیسی ترکیبوں میں لو جواب کا محتاج نہیں ہوتا کیونکہ مقصود ان آیات سے تعمیم احوال ہے) کان، فعل ناقص، اباء ھم: اسم، لا یعقلون شیئا، معطوف علیہ، و: حرف عطف، لا یھتدون، معطوف، ملکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قالوا کی واؤ ضمیر سے حال۔

﴿ومثل الذین کفروا کمثل الذی ینعق بمالا یسمع الا دعاء ونداء﴾

و: مستانفہ، مثل: مضاف، الذین کفروا، مضاف الیہ، مرکب اضافی ہوکر مبتدا، ک: جار، مثل الذی ینعق ......الخ: مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر، کائن شبہ فعل ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿صم بکم عمی فھم لا یعقلون﴾

ھم، مبتدا محذوف راجع بسوئے کفار، صم: خبر اول، بکم: خبر ثانی، عمی، خبر ثالث، مبتدا اپنی تمام خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ، ف، عاطفہ، ھم: مبتدا، لایعقلون، فعل بافاعل، ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا کلوا من طیبت مارزقنکم واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون﴾

یایھا الذین امنوا، جملہ فعلیہ ندائیہ، کلوا: فعل، واو ضمیر فاعل، من طیبت ما رزقنکم: متعلق بحذوف صفت مفعول محذوف اکلا کیلئے، سب ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اشکروا للہ، جملہ فعلیہ معطوف، جواپنے معطوف علیہ سے ملکر مقصود بالنداء، ان: شرطیہ، کنتم ایاہ تعبدون: جملہ فعلیہ شرط، جواب مقدر فاشکروا، شرط جواب شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ﴾

انما: انّ حرف مشبہ بالفعل ما کافہ، حرّم: فعل بافاعل، علیکم: ظرف لغو، المیتة: معطوف علیہ، والدم: معطوف اول، ولحم الخنزیر، معطوف ثانی، وما اھل بہ لغیر اللہ، معطوف ثالث، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فمن اضطر غیر باغٍ ولا عاد فلا اثم علیہ﴾

ف، فصیحیہ، من: مبتدا، اضطر، فعل، ھو ضمیر ذوالحال، غیر: مضاف، باغ، معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: زائدہ، عاد: معطوف، ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر حال، ذوالحال حال ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر شرط، ف: جزائیہ، لا اثم علیہ، جملہ اسمیہ جواب شرط، جو شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان اللہ غفور رحیم﴾ انّ، حرف مشبہ بالفعل، اللّٰہ: اسم، غفور: خبر اول، رحیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین یکتمون ما انزل اللہ من الکتبِ ویشترون بہ ثمنا قلیلا﴾

انّ، حرف مشبہ بالفعل، الذین، اسم موصول، یکتمون، فعل، واو ضمیر فاعل، ما انزل اللّٰہ من الکتاب، مفعول، فعل اپنے فاعل و متعلقات سے ملکر معطوف علیہ، و، عاطفہ، یشترون: فعل، واو ضمیر فاعل، بہ: ظرف لغو، ثمنا قلیلا، مفعول، سب ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر اسم۔

﴿اولٓئک ما یاکلون فی بطونھم الا النار ولا یکلمھم اللہ یوم القیمة ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم﴾

اولٓئک، مبتدا، ما یاکلون فی بطونھم الا النار، معطوف علیہ، ولا یکلمھم اللّٰہ یوم القیمة، معطوف اول، ولا یزکیھم، معطوف ثانی، ولھم عذاب الیم، معطوف ثالث، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر انّ کی خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولٓئک الذین اشتروا الضللة بالھدی والعذاب بالمغفرة فما اصبرھم علی النار﴾

اولٓئک، مبتدا، الذین، اسم موصول، اشتروا: فعل بافاعل، الضللة بالھدی، معطوف علیہ، و: حرف عطف، العذاب بالمغفرة، معطوف، جو اپنے معطوف علیہ سے ملکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر، جو مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، ما، مبتدا، اصبرھم علی النار، جملہ فعلیہ خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک بان الله نزل الکتب بالحق﴾

ذلک، مبتدا، ب، جار، انّ: حرف مشبہ بالفعل، نزل، فعل، ھو ضمیر فاعل، الکتاب، ذوالحال، بالحق، ظرف مستقر حال، ذوالحال حال ملکر مفعول، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مجرور، ب: جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان الذین اختلفوا فی الکتب لفی شقاق بعید﴾

و، عاطفہ، انّ، حرف مشبہ بالفعل، الذین: موصول، احتلفوا فی الکتب، جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر اسم، لفی شقاق بعید، ظرف مستقر موجود کے متعلق ہوکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ان الذین یکتمون ......☆یہود کے علماء ورؤساء جوا یدر کھتے تھے کہ نبی آخرالزماں ﷺ ان میں سے مبعوث ہونگے، جب انھوں نے دیکھا کہ سید عالم ﷺ دوسری قوم میں سے مبعوث فرمائے گئے تو انھیں یہ اندیشہ ہوا کہ لوگ توریت وانجیل میں حضور ﷺ کے اوصاف دیکھ کر آپ کی فرمانبرداری کی طرف جھپٹ پڑینگے اور انکے نذرانے، ہدیہ، تحفے، تحائف سب بند ہوجائینگے، حکومت جاتی رہی گی، اس خیال سے انھیں حسد پیدا ہوا اور توریت وانجیل میں جو حضور ﷺ کی نعت وصفات اور آپ کے وقتِ نبوت کا بیان تھا انھوں نے اسکو چھپایا اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

☆......وان الذین اختلفوا فی الکتب ......☆یہ آیتِ مبارکہ یہود کے بارے میں نازل ہوئی کہ انھوں نے توریت میں اختلاف کیا، بعض نے اسکو حق کہا اور بعض نے باطل اور بعض نے غلط تاویلیں کیں، بعض نے تحریفیں کیں، ایک قول یہ ہے یہ آیتِ مبارکہ مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی اس صورت میں کتاب سے قرآن مراد ہے اور انکا اختلاف یہ ہے بعض ان میں سے اسکو شعر کہتے تھے، بعض سحر، بعض کہانت۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

الفرق بین السوء و الفحشاء:

۱......سوء سے مراد ہر قبیح شے ہے جبکہ فحشاء سے مراد قبیح شے پر عزم کرتے ہوئے حد سے تجاوز کر جانا ہے، یہ بھی منقول ہے کہ سوء سے مراد وہ فعل ہے جس کے مرتکب پر کوئی حد نہ ہو جبکہ فحشاء سے مراد وہ برا فعل ہے جس کے مرتکب پر کوئی حد ہو۔

(المدارك، ج۱، ص ۱۵۰)

صم بکم عمی سے مراد:

۲......کفار کی جماعت حق بات سننے سے بہری، حق کہنے سے گونگی اور صراطِ مستقیم پر چلنے سے اندھی ہے، ان میں کسی چیز کو سمجھنے کیلئے عقل ہے نہ شعور جیسا کہ ارشاد باری ﷻ ہے: ﴿و الذین کذبوا بایتنا صم و ......﴾۔ (ابن کثیر، ج۱، ص ۲۵٤)

طیب رزق سے مراد:

☜......طیبات سے مراد ہر حلال شے جبکہ رزق سے مراد ہر وہ نعمت ہے جو اللہ ﷻ نے تمہیں عطا فرمائی خواہ وہ کھیت ہوں یا جانور۔ (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص ۲۹)

وما اهل به لغیر الله سے مراد:

☜......اس آیتِ مبارکہ سے مفسرینِ کرام نے کیا مراد لی ہے؟ پہلے ہم ان مفسرینِ کرام علیہم الرحمۃ کی عبارتیں اردو ترجمہ کے ساتھ پیش کیے دیتے ہیں جن کا ثقہ ہونا مخالفین کو بھی تسلیم ہے پھر ان حضرات کا بھی ذکر کریں گے جو اس آیت کا غلط ترجمہ کر کے امتِ مسلمہ کو زبردستی کافر، مشرک اور بدعتی بنانے کے درپے ہیں:

☆......﴿ما ذبح لغیر اسم الله عمدا للاصنام﴾ یعنی وہ جانور جس پر جان بوجھ کر اللہ ﷻ کے نام کی بجائے ذبح کرتے ہوئے بتوں کا نام لیا جائے حرام ہے۔ (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص ۲۹)

☆......﴿وما ذبح للأصنام والطواغیت﴾ یعنی وہ جانور جو بتوں اور شیطانوں کے نام لے کر ذبح کیا جائے۔ (الخازن، ج ۱، ص ۱۰۲)

☆......﴿ذبح للأصنام فذكر عليه غيرُ اسم الله، وأصل الإهلال رفع الصوت أي رفع به الصوت للصنم، وذلك قول أهل الجاهلية باسم اللات والعزى﴾ یعنی وہ جانور جو اللہ ﷻ کے نام کے سوا بتوں کا نام لے کر انہیں کے لئے ذبح کیا جائے، اھلال کے معنی آواز بلند کرنا ہے یعنی بوقتِ ذبح بتوں کا نام بلند آواز سے لیا جائے، زمانہ جاہلیت میں جانوروں کو ذبح کرتے وقت کہا جاتا ''باسم اللات والعزی'' (تفسیرِ نسفی، ج ۱، ص ۱۵۱)

ہم نے طوالت سے بچتے ہوئے محض چند حوالے ذکر کئے ہیں البتہ یہی مفہوم دیگر مفسرین کرام علیہم الرحمۃ مثلاً ابنِ کثیر، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، امام طبری، امام رازی وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے۔ یہ مفسرینِ کرام علیہم الرحمٰن تو وہ ہیں جن کے کندھوں پر اسلام کی بنیاد ہے، اگر یہ تمام کسی مسئلہ میں صراحت فرما دیں اور سب کی آراء کسی مسئلہ میں ایک ہی ہو تو وہ قطعیت و یقین کا فائدہ دینے والی ہے لہذا اس سے انکار کرنا آسان نہیں ہے۔ جب کہ بعض حضرات نے مفسرین کی آراء سے اختلاف کیا ہے، جو کہ درج ذیل ہے:

☆......مولانا اشرف علی تھانوی نے اس آیتِ مبارکہ کا ترجمہ یوں کیا ہے: ﴿اور ایسے جانور کو جو (بقصد تقرب) غیر اللہ کے نامزد کردیا گیا ہو (البقرۃ: ۱۷۳، ص ۳۲)﴾ جبکہ اس کے حاشیہ میں لکھا ہے: ''جس جانور کو غیر اللہ سے نامزد اس نیت سے کردیا ہو کہ وہ ہم سے خوش ہوں گے اور ہماری کارروائی کردیں گے وہ حرام ہوجاتا ہے اگرچہ ذبح کے وقت اس پر اللہ کا نام لیا ہو''۔

☆......مولانا مودودی صاحب نے تفہیم القرآن میں لکھا ہے: ﴿اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو﴾ اس کی تفسیر میں رقم طراز ہیں: ''اس کا اطلاق اس جانور کے گوشت پر بھی ہوتا ہے جسے خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور اس کھانے پر بھی ہوتا ہے جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر بطور نذر کے پکایا جائے، حقیقت یہ ہے کہ جانور ہو یا غلہ یا اور کوئی کھانے کی چیز دراصل اس کا مالک اللہ ﷻ ہی ہے اور اللہ ہی نے وہ چیز ہم کو عطا کی ہے، لہذا اعترافِ نعمت یا صدقہ یا نذر و نیاز کے طور پر اگر کسی کا نام ان چیزوں پر لیا جاسکتا ہے تو وہ صرف اللہ ہی کا نام ہے اس کے سوا کسی دوسرے کا نام لینا یہ معنی رکھتا ہے کہ ہم خدا کے بجائے یا خدا کے

ساتھ اس کی بالاتری بھی تسلیم کر رہے ہیں اور اس کو بھی منعم سمجھتے ہیں۔ (تفہیم القرآن، ج۱، ص ۱۳۵)

مذکورہ بالا تفاسیر کی روشنی میں ایک منصف مزاج شخص اس نتیجے پر بخوبی پہنچ سکتا ہے کہ چند حضرات نے ترجمہ کرتے ہوئے دیانت داری سے کام نہیں لیا حالانکہ بوقتِ ذبح غیر اللہ کا نام پکارنا اور کسی جانور ہی کو غیر اللہ کے نام پر نامزد کر دینا دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے اور یہ کہنا کہ ایسی کوئی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو چاہے وہ گوشت ہو یا کوئی دوسری چیز، چاہے وہ نذر و نیاز ہو یا کوئی دوسری چیز سب حرام ہیں حالانکہ یہ قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ کی نصوص قطعیہ کے خلاف ہے اس لئے کہ جب حلال و حرام واضح ہو چکا جس کی وضاحت فرماتے ہوئے بخاری شریف کی اس حدیثِ پاک میں آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''الحلال بین و الحرام بین۔'' پس چونکہ اللہ ﷻ نے ہر حلال اور پاک شے کے کھانے کا حکم دیا ہے تو پھر کسی کو یہ اختیار نہیں کہ اپنی مرضی سے احکام اللہ میں ترمیم کرے۔

اغراض:

ای مستلذا: یعنی جو مؤمن کے نفس کے لئے لذت فراہم کرنے کا باعث بنے اور جو اس کے علاوہ ہو وہ حرام ہے اور یہ ایک نسخہ میں ہے اور دوسرے نسخہ میں او مستلذاً ہے، اس صورت میں طیباً صفت مخصصہ ہوگی اسلئے کہ بعض حلال چیزیں وہ ہیں جو کہ لذت کا باعث نہیں ہوتیں جیسا کہ صبر کرنا اور کڑوا پانی یا دوا پینا، اور بعض لذت کا باعث ہوتے ہیں جیسا کہ گھی اور شہد، حاصل کلام یہ ہے کہ اگر لذت شرعی مراد لی جائے تو حلال کے ماسوا حرام ہوگا اس صورت میں طیباً صفت مؤکدہ ہوگا اور مناسبت پہلے نسخہ ای مستلذاً سے ہوگی اور اگر لذت طبعی مراد لی جائے کہ جس کی جانب طبیعت اچھا محسوس نہ کرے تو صفت مخصصہ مراد ہوگی اور دوسرے نسخہ یعنی او مستلذاً سے مناسبت پائی جائے گی۔ بین العداوۃ: یعنی صالحین سے عداوت مراد ہوگی، اور صالحین کے علاوہ کسی اور کے ساتھ میل جول اور مصاحبت کی وجہ سے عداوت ظاہر نہ ہوگی، اور وہ ہر اس گھر کے قریب ہوگا جس میں نور معرفت پایا جاتا ہو اسلئے کہ ہر اذیت کے ماسوا اس کے لئے بیان کر دیا گیا ہے۔ من تحریم مالم یحرم: جیسا کہ بحائر، سائبہ، وصیلۃ اور حام۔ وغیرہ: یعنی اللہ کے سوا بتوں کو معبود بنانا۔ من التوحید: یعنی اللہ کے سوا ان بتوں کی عبادت نہ کرو اور نہ ہی اس کے ساتھ کسی کو شریک کرو۔

وتحلیل الطیبات: یعنی بحائر، سوائب، وصیلہ اور حام کو یکے بعد دیگرے بیان کر دیا گیا ہے، پس توحید کا بیان اللہ کے فرمان ﴿من یتخذ من دون اللہ انداداً﴾ کی جانب راجع ہے اور وتحلیل الطیبات کا بیان اللہ کے فرمان ﴿یایھا الناس کلوا مما فی الارض حلالاً طیباً﴾ کی جانب راجع ہے۔

ومن یدعوھم: جیسا کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام، یہاں داعی یعنی اللہ کی جانب بلانے والے کو حذف کر دیا گیا ہے اور جس تک دعوت پہنچائی جارہی ہے اس پر ﴿کمثل الذی ینعق﴾ کے ذریعے دلالت کی گئی ہے، معنی یہ ہے کہ کافروں کی مثال ایسی ہے کہ گویا یہ نصیحت اور آیات قرآنیہ و براہین قطعیہ کو سنتے جانتے ہی نہیں، اور داعی کی مثال کس بات سے دی جائے کہ داعی تو حضرات انبیائے کرام ہیں جو کہ نصیحت اور آیات کی تکرار کرتے رہتے ہیں، جیسا کہ ایک چرواہا کہ اپنے جانوروں کو صحیح راستے کی جانب گامزن کر رہا ہو اور جانور نہ تو اس کی آواز سنیں، نہ سمجھیں اور نہ ہی ان میں عقل ہو، بلکہ وہ صرف مار ہی کو سمجھتے ہوں یہی ان کافروں کا حال ہے کہ دنیا میں

ان کی مار قتل وغارت گری ہے اور آخرت میں عذاب نار کے مستحق قرار پاتے ہیں۔ حلالات: یعنی پاکیزہ رزق سے متعلق ہم ماقبل کلام کر چکے ہیں وہیں مطالعہ فرمالیں۔

وھو ما لم یذکٰ شرعاً: یعنی وہ جانور جن پر (ذبح وغیرہ کے حوالے سے) عمل درآمد ہی نہ ہوتا ہو جیسا کہ خچر اور گدھا یا وہ جانور جن پر عمل درآمد ہوتا ہو مگر انہیں شرعی طور پر ذبح نہ کیا گیا ہو جیسا کہ بالا جماع چوپائے شامل ہیں، اور امام شافعی کے نزدیک گھوڑے بھی اس میں داخل ہیں۔ وخص منھا السمک والجراد: اس کا بیان ہم دیگر کئی مواقع پر کر چکے ہیں خصوصاً سورۃ المائدۃ کے تحت ملاحظہ فرمالیں۔ وغیرہ تبع لہ: امام مالک کے نزدیک خنزیر کے بال کو اوڑھا بھی جاسکتا ہے اور ان سے نفع بھی اٹھا سکتے ہیں (امام اعظم کا بھی یہی نظریہ ہے کہ ضرورت کے تحت نفع اٹھایا جاسکتا ہے، مظہری)۔ وعلیہ الشافعی: امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ حالت سفر میں گناہ گار جب تک اپنے گناہوں کی توبہ نہ کرلے اس وقت تک مردار حالت اضطرار میں بھی نہیں کھا سکتا اور امام مالک و امام اعظم کے نزدیک توبہ کے بغیر بھی حالت اضطرار میں مردار کھا سکتا ہے، المختصر۔

ای المسفوح: مختصر یہ کہ مچھلی میں امام اعظم کے نزدیک جاری خون نہیں ہوتا جو رطوبت مچھلی کے منہ سے نکلتی ہے وہ زرد ہوتی ہے جب کہ خون کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ لاولیائہ: وہ لوگ جو حالت اضطرار میں مردار کھاتے ہیں۔ المشتمل علیٰ نعت محمد: یعنی کتاب اللہ کئی امور پر مشتمل ہے جن میں سے ایک محمد ﷺ کی نعت بھی ہے۔ یاخذونہ بدلہ: مختصر یہ کہ سید عالم ﷺ کی نعت کو چھپانے کے لئے بطور عوض دنیا کی حقیر دولت لے لیتے تھے اور یہ ان کی کمینگی تھی۔ یطھرھم من دنس الذنوب: یا یہ معنی ہے کہ اللہ ﷻ قیامت کے دن ان کی طہارت پر گواہی نہ دے گا۔ الذی ذکر: یعنی مذکورہ چھ امور مراد ہیں جو کہ یہ ہیں حرام کھانے کے سبب پیٹ میں آگ بھرنا، اللہ کا کلام نہ کرنا، انہیں پاک نہ کرنا، دردناک عذاب، ہدایت کے بدلے گمراہی خریدنا، مغفرت کے بدلے عذاب۔

(الصاوی، ج۱، ص ۱۳۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۶

﴿لیس البران تولوا وجوھکم﴾ فِی الصَّلٰوۃِ ﴿قبل المشرق والمغرب﴾ نَزَلَ رَدًّا عَلَی الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی حَیْثُ زَعَمُوْا ذٰلِکَ ﴿ولٰکن البر﴾ اَیْ ذَا الْبِرِّ وَقُرِءَ بِفَتْحِ الْبَاءِ اَیِ الْبَارَّ ﴿ من امن باللہ والیوم الاخر والملٰئکۃ والکتب﴾ اَیِ الْکُتُبِ ﴿والنبین واتی المال علی﴾ مَعَ ﴿حبہ﴾ لَہٗ ﴿ذوِی القربی﴾ اَلْقَرَابَۃِ ﴿والیتمی والمسکین وابن السبیل﴾ اَلْمُسَافِرِ ﴿والسائلین﴾ الطَّالِبِیْنَ ﴿وفی﴾ فَکِّ ﴿الرقاب﴾ اَلْمُکَاتِبِیْنَ وَالْاَسْرٰی ﴿ واقام الصلوۃ واتی الزکوۃ﴾ اَلْمَفْرُوْضَۃَ وَمَا قَبْلَہٗ فِی التَّطَوُّعِ ﴿والموفون بعھدھم اذا عاھدوا﴾ اللّٰہَ اَوِ النَّاسَ ﴿والصبرین﴾ نَصَبٌ عَلَی الْمَدْحِ ﴿فی الباساء﴾ شِدَّۃِ الْفَقْرِ ﴿والضراء﴾ اَلْمَرَضِ ﴿وحین الباس﴾ وَقْتَ شِدَّۃِ الْقِتَالِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ﴿اولٰئک﴾ اَلْمَوْصُوْفُوْنَ بِمَا ذُکِرَ ﴿الذین صدقوا﴾ فِیْ اِیْمَانِھِمْ اَوْ اِدِّعَاءِ الْبِرِّ ﴿واولٰئک ھم المتقون (۱۷۷)﴾ اللّٰہَ ﴿یایھا الذین امنوا کتب﴾ فُرِضَ ﴿علیکم القصاص﴾ اَلْمُمَاثَلَۃُ ﴿فی القتلی﴾ وَصْفاً وَّفِعْلاً ﴿الحر﴾

يُقْتَلُ ﴿بالحر﴾ وَلَا يُقْتَلُ بِالْعَبْدِ ﴿والعبد بالعبد والانثى بالانثى﴾ وَبَيَّنَتِ السُّنَّةُ اَنَّ الذَّكَرَ يُقْتَلُ بِهَا وَاَنَّهُ تُعْتَبَرُ الْمُمَاثَلَةُ فِي الدِّيْنِ فَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ وَلَوْ عَبْدًا بِكَافِرٍ وَلَوْ حُرًّا ﴿فمن عفى له﴾ مِنَ الْقَاتِلِيْنَ ﴿من﴾ دَمِ ﴿اخيه﴾ الْمَقْتُوْلِ ﴿شىء﴾ بِاَنْ تُرِكَ الْقِصَاصُ مِنْهُ، وَتَنْكِيْرُ شَيْءٍ يُفِيْدُ سُقُوْطَ الْقِصَاصِ بِالْعَفْوِ عَنْ بَعْضِهِ وَمِنْ بَعْضِ الْوَرَثَةِ، وَفِيْ ذِكْرِ اَخِيْهِ تَعَطُّفٌ دَاعٍ إِلَى الْعَفْوِ وَإِيْذَانٌ بِأَنَّ الْقَتْلَ لَا يَقْطَعُ أُخُوَّةَ الْإِيْمَانِ وَمِنْ مُبْتَدَأٌ شَرْطِيَّةٌ أَوْ مَوْصُوْلَةٌ وَالْخَبَرُ ﴿فاتباع﴾ اَيْ فَعَلَى الْعَافِي اِتِّبَاعُ الْقَاتِلِ ﴿بالمعروف﴾ بِاَنْ يُطَالِبَهُ بِالدِّيَةِ بِلَا عُنْفٍ، وَتَرْتِيْبُ الْاِتِّبَاعِ عَلَى الْعَفْوِ يُفِيْدُ اَنَّ الْوَاجِبَ اَحَدُهُمَا وَهُوَ اَحَدُ قَوْلَيِ الشَّافِعِيِّ وَالثَّانِي الْوَاجِبُ الْقِصَاصُ وَالدِّيَةُ بَدَلٌ عَنْهُ فَلَوْ عَفَا وَلَمْ يُسَمِّهَا فَلَا شَيْءَ وَرُجِّحَ ﴿و﴾ عَلَى الْقَاتِلِ ﴿اداء﴾ لِلدِّيَةِ ﴿اليه﴾ اِلَى الْعَافِيْ وَهُوَ الْوَارِثُ ﴿باحسان﴾ بِلَا مَطْلٍ وَّلَا بَخْسٍ ﴿ذلك﴾ الْحُكْمُ الْمَذْكُوْرُ مِنْ جَوَازِ الْقِصَاصِ وَالْعَفْوِ عَنْهُ عَلَى الدِّيَةِ ﴿تخفيف﴾ تَسْهِيْلٌ ﴿من ربكم﴾ عَلَيْكُمْ ﴿ورحمة﴾ بِكُمْ حَيْثُ وَسَّعَ فِيْ ذٰلِكَ وَلَمْ يُحَتِّمْ وَاحِدًا مِّنْهُمَا كَمَا حَتَّمَ عَلَى الْيَهُوْدِ الْقِصَاصَ وَعَلَى النَّصَارٰى الدِّيَةَ ﴿فمن اعتدى﴾ ظَلَمَ الْقَاتِلَ بِاَنْ قَتَلَهُ ﴿بعد ذلك﴾ اَيِ الْعَفْوِ ﴿فله عذاب اليم(١٧٨)﴾ مُؤْلِمٌ فِي الْاٰخِرَةِ بِالنَّارِ اَوْفِي الدُّنْيَا بِالْقَتْلِ ﴿ولكم فى القصاص حيوة﴾ اَيْ بَقَاءٌ عَظِيْمٌ ﴿ياولى الالباب﴾ ذَوِي الْعُقُوْلِ لِاَنَّ الْقَاتِلَ اِذَا عَلِمَ اَنَّهُ يُقْتَلُ اِرْتَدَعَ فَاَحْيٰى نَفْسَهُ وَمَنْ اَرَادَ قَتْلَهُ فَشُرِعَ لَكُمْ ﴿لعلكم تتقون (١٧٩)﴾ اَلْقَتْلَ مَخَافَةَ الْقَوَدِ ﴿كتب﴾ فُرِضَ ﴿عليكم اذا حضر احدكم الموت﴾ اَيْ اَسْبَابُهُ ﴿ان ترك خيرا﴾ مَالًا ﴿الوصية﴾ مَرْفُوْعٌ بِكُتِبَ وَمُتَعَلِّقٌ بِاِذَا اِنْ كَانَتْ ظَرْفِيَّةً وَدَالٌّ عَلٰى جَوَابِهَا اِنْ كَانَتْ شَرْطِيَّةً وَجَوَابُ اِنْ مَحْذُوْفٌ اَيْ فَلْيُوْصِ ﴿للوالدين والاقربين بالمعروف﴾ بِالْعَدْلِ بِاَنْ لَا يَزِيْدَ عَلَى الثُّلُثِ وَلَا يُفَضِّلُ الْغَنِيَّ ﴿حقا﴾ مَصْدَرٌ مُؤَكِّدٌ لِمَضْمُوْنِ الْجُمْلَةِ قَبْلَهُ ﴿على المتقين(١٨٠)﴾ اللّٰهَ وَهٰذَا مَنْسُوْخٌ بِاٰيَةِ الْمِيْرَاثِ وَبِحَدِيْثِ "لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ﴿فمن بدله﴾ اَيِ الْاِيْصَاءَ مِنْ شَاهِدٍ وَّوَصِيٍّ ﴿بعد ما سمعه﴾ عَلِمَهُ ﴿فانما اثمه﴾ اَيِ الْاِيْصَاءِ الْمُبَدَّلِ ﴿على الذين يبدلونه﴾ فِيْهِ اِقَامَةُ الظَّاهِرِ مَقَامَ الْمُضْمَرِ ﴿ان الله سميع﴾ لِقَوْلِ الْمُوْصِيْ ﴿عليم(١٨١)﴾ بِفِعْلِ الْوَصِيِّ فَمُجَازٍ عَلَيْهِ ﴿فمن خاف من موص﴾ مُخَفَّفًا وَّمُثَقَّلًا ﴿جنفا﴾ مَيْلًا عَنِ الْحَقِّ خَطَأً ﴿او اثما﴾ بِاَنْ تَعَمَّدَ ذٰلِكَ بِالزِّيَادَةِ عَلَى الثُّلُثِ اَوْ تَخْصِيْصِ غَنِيٍّ مَثَلًا ﴿فاصلح بينهم﴾ بَيْنَ الْمُوْصِيْ وَالْمُوْصٰى لَهُ بِالْاَمْرِ

بِالْعَدْلِ ﴿فلااثم علیه﴾ فِیْ ذٰلِکَ ﴿ان اللہ غفور رحیم(۱۸۲)﴾

﴿ترجمہ﴾

کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ کرو (نماز میں) مشرق یا مغرب کی طرف (یہ آیت مبارکہ یہود ونصاریٰ کی تردید میں نازل ہوئی جو کہ ایسا کرنے کو نیکی گمان کرتے تھے) ہاں اصل نیکی یہ کہ (یہاں البر کا مضاف الیہ ذامحذوف ہے اور اسے البار بھی پڑھا گیا ہے) ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب (یعنی تمام نازل کردہ کتابوں پر) اور پیغمبروں پر اور اپنا عزیز مال دے اللہ کی محبت میں (علی یہاں مع کے معنی میں ہے) رشتہ داروں (ذوی القربۃ بمعنی ذوالقربۃ ہے) اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر (یعنی مسافروں) اور سائلوں (یعنی مانگنے والوں) کو اور چھوڑانے میں گردنیں (یہاں الرقاب سے پہلے اس کا مضاف فک محذوف ہے، یعنی مکاتب غلاموں کو آزاد کرانے اور قیدیوں کو چھڑانے میں) اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے (جو فرض ہے، اس سے پہلے واتی المال میں بطور تطوع مال دینے کا بیان ہے) اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں (خواہ عہد اللہ عزوجل سے ہو یا لوگوں سے) اور صبر والے (الصبرین مخصوص بالمدح ہونے کی وجہ سے منصوب ہے) سختی (یعنی شدتِ فقر میں) اور مصیبت (یعنی مرض) میں اور جہاد (یعنی راہِ خدا میں شدید قتال) کے وقت یہی ہیں (جو اوصافِ مذکورہ کیساتھ متصف ہیں) جنہوں نے اپنی بات سچی کی (ایمان لانے یا نیکی کرنے کے دعوی میں) اور یہی ڈرنے والے ہیں (اللہ عزوجل سے) اے ایمان والو! لکھا ہے (یعنی فرض کیا گیا ہے) تم پر قصاص ...... یا ...... (یعنی ہم مثل بدلہ لینا) جو ناحق مارے جائیں (وصفا اور فعلا) آزاد (قتل کیا جائیگا) آزاد کے بدلے (یعنی اسے غلام کے بدلے قتل نہ کیا جائیگا) اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت (حدیثِ پاک میں ہے کہ مرد کو عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا اور اس میں مماثلتِ دینی کا اعتبار ہوگا، پس کسی مسلمان غلام کو بھی کسی کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے اگرچہ وہ آزاد ہی ہو) تو جس کے لئے معافی ہوئی (یعنی جس قاتل کو معافی مل گئی ہو) اس کے بھائی کی طرف سے (یعنی مقتول کے خون کے بدلے میں) کچھ (کہ قصاص سے بچ جائے، لفظ شئی کا نکرہ ہونا اس بات کا فائدہ دے رہا ہے کہ وارثوں میں سے چند ایک کے قاتل کو معاف کردینے سے قصاص ساقط ہوجاتا ہے، اور لفظ اخیہ ذکر کرنے میں ایسی شفقت ومہربانی پنہاں ہے جو نہ صرف معاف کرنے کی طرف ابھارتی ہے بلکہ اس بات کا بھی اظہار کرتی ہے کہ قصاص اخوتِ ایمانی کو منقطع نہیں کرتا، مَنْ مبتدا شرطیہ یا موصولہ ہے اور اسکی خبر فاتباع بالمعروف ہے) تقاضا کرے (یعنی معافی دینے والے پر قاتل سے تقاضا کرنا لازم ہے) بھلائی سے (بایں طور کہ وہ اسے شرمندگی دلائے بغیر دیت کا مطالبہ کرے، اتباع کو عفو پر مرتب کرنا اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ ان دونوں میں سے ایک واجب ہے، یہ امام شافعی کے دو اقوال میں سے ایک قول ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ قصاص واجب ہے اور دیت اسکا بدل ہے، اگر وارث نے قصاص معاف کردیا اور دیت کا تعین نہ کیا تو قاتل کے ذمہ کچھ لازم نہیں آئیگا اور یہی قول راجح ہے) اور (قاتل پر لازم ہے کہ) ادا کرے (دیت) اسے (یعنی معاف کرنے والے وارث کو) اچھی طرح (بغیر تاخیر وکسی قسم کی کمی کے) یہ (یعنی یہ حکم جو مذکور ہوا جوازِ قصاص اور دیت لیکر معاف کردینے کا) یہ رعایت ہے (یعنی آسانی ہے) تمہارے رب کی طرف سے (تم پر)، اور رحمت (ہے تم پر جو اس نے کی، اس مسئلہ میں وسعت فرماکر، اور کسی ایک جانب کو واجب قرار نہیں دیا جیسا کہ یہود پر فقط قصاص اور نصاریٰ پر صرف دیت واجب تھی) تو جو زیادتی کرے (یعنی قاتل کو ظلما قتل کرے) اس (معاف کرنے) کے بعد، اس کے لئے دردناک عذاب ہے (آخرت میں آگ

کی صورت میں، اور دنیا میں قتل کئے جانے کے ساتھ ہوگا، الیم بمعنی مؤلم ہے) اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے (یعنی عظیم بقاء ہے) اے عقل مندو! (اولی الالباب بمعنی ذوی العقول ہے، اس لئے کہ اگر قاتل کو اپنے قتل ہوجانے کا علم ہوجائے تو وہ خود کو قتل ہونے سے بچائے گا، اس طرح اس نے خود کو بھی زندہ رکھا اور اس کو بھی زندہ کردیا جس کو قتل کرنے کا ارادہ کرلیا تھا، پس قانونِ قصاص مشروع کیا گیا تاکہ) تم بچو (قصاص کے ڈر سے قتل کرنے سے) لکھا گیا ہے (کتب بمعنی فرض ہے) تم پر کہ جب تم میں کسی کو موت آئے (یعنی اسکا کوئی سبب ظاہر ہو) اگر کچھ چھوڑے خیر (یعنی مال) تو وصیت کر جائے......۲......(الوصیۃ، کتب کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، اور اذا کے متعلق ہے بشرطیکہ وہ ظرفیہ ہو اور اگر اذا شرطیہ ہو تو یہ جوابِ شرط پر دلالت کرے گا، جبکہ اِنْ شرطیہ کا جوابِ شرط فلیوص ہے) اپنے ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں کے لئے موافق دستور (یعنی عدل کے ساتھ کہ نہ تو وصیت تہائی مال سے زیادہ بڑھے اور نہ ہی غنی کو فقیر سے زیادہ دے) یہ واجب ہے (حقًا مصدر ہے جو ماقبل جملہ کے مضمون کی تاکید کیلئے ذکر کیا گیا ہے) ڈر والوں پر (اللہ سے، یہ آیتِ مبارکہ اور آیتِ میراث "یوصیکم اللّٰہ" اور حدیثِ مبارکہ "لا وصیۃ لوارث" جسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے منسوخ ہے) تو جو اسکو بدل دے (یعنی وصیت کو خواہ وہ گواہ ہو یا وصی) سن سنا کر (یعنی اسکا علم رکھنے کے باوجود) اس (یعنی وصیت کو بدلنے) کا گناہ انہیں بدلنے والوں پر ہے (آیتِ مبارکہ کے اس حصہ میں اسمِ ظاہر کو اسمِ مضمر کے قائم مقام رکھا گیا ہے) بیشک اللہ سنتا (ہے وصیت کرنے والے کے قول کو) جانتا ہے (وصی کے افعال کو، اللہ عزوجل اس سے اس پر بدلہ دے گا) پھر جسے اندیشہ ہوا کہ وصیت کرنے والے نے (لفظ موصی کو مخفف اور مشدّد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) کچھ بے انصافی (کی، یعنی حق سے ہٹ جانے کا یا خطا کا) یا گناہ کیا (بایں طور کہ وہ جان بوجھ کر وصیت میں تہائی میں اضافہ کرے یا کسی غنی کو خاص کردے) اس نے ان میں (یعنی عدل و انصاف سے کام لے کر وصیت کرنے والے اور جس کیلئے وصیت کی گئی کے درمیان) صلح کرادی، اس پر کچھ گناہ نہیں (صلح کرانے میں) بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب﴾

لیس، فعل ناقص، البر: خبر مقدم، ان تولوا وجوھکم......الخ: اسم مؤخر، سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولکن البرمن امن باللّٰہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتب والنبین﴾

و، عاطفہ، لکن، حرف مشبہ بالفعل، البر: اسم، بِرّ: محذوف مضاف، اصل میں لکنِ البر بر من امن ......الخ تھا، من، موصولہ، امن باللّٰہ......الخ: جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیلِ والسائلین وفی الرقاب﴾

و، عاطفہ، اتی فعل، ھو ضمیر فاعل، المال، مفعول اول، علی حبہ، حال ھو ضمیر سے، ذوی القربی، معطوف علیہ، الیتمی والمسکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب، تمام معطوف اپنے معطوف علیہ سے ملکر مفعول ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف ہے امن پر۔

﴿واقام الصلوۃ واتی الزکوۃ﴾

و،عاطفہ ،اقام الصلوۃ،جملہ فعلیہ ہوکر امن پر معطوف ہے،و،عاطفہ،اتی الزکوۃ، یہ جملہ فعلیہ بھی امن پر معطوف ہے۔

﴿والموفون بعهدهم اذا عهدوا﴾

و،عاطفہ،الموفون، اسم فاعل،ھم ضمیر فاعل،بعهدهم: ظرف لغو،اذا عهدوا،ظرف لغو ثانی،سب ملکر شبہ جملہ ہوکر من امن پر عطف ہے۔

﴿والصبرين فى الباساء والضراء وحين الباس﴾

و،مستانفہ،امدح، فعل محذوف،انا ضمیر فاعل،الصابرين،اسم فاعل،فى الباساء والضراء،ظرف لغو اول،و: عاطفہ،حين الباس، ظرف لغو ثانی،الصابرين اپنے فاعل اور ظرفوں سے ملکر مفعول،امدح فعل اپنے فاعل،مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿اولئک الذين صدقوا واولئک هم المتقون﴾

اولئک، مبتدا،الذين صدقوا، موصول صلہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ،و،مستانفہ،اولئک: مبتدا،هم المتقون، جملہ اسمیہ ہوکر خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿يايها الذين امنوا كتب عليكم القصاص فى القتلى الحر باالحر والعبد بالعبد والانثى بالانثى﴾

ياايها الذين امنوا، جملہ فعلیہ ندائیہ، كتب عليكم القصاص فى القتلى، جملہ فعلیہ ہوکر متبوع مبیّن،الحر بالحر ......الخ: جملہ اسمیہ ہوکر عطفِ بیان،ملکر مقصود بالنداء۔

﴿فمن عفى له من اخيه شيء فاتباع بالمعروف واداء اليه باحسان﴾

ف،فصیحیہ ،من، مبتدا،عفى، فعل ،له: ظرف لغو ،من: جار،دم مضاف محذوف ،اخيه،مضاف الیہ،جو مضاف سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق بحذوف حال مقدم،شيء: ذوالحال،ملکر نائب الفاعل،فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط ،ف: جزائیہ ،عليه خبر مقدم محذوف،اتباع بالمعروف، شبہ جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ،واداء اليه باحسان، شبہ جملہ ہوکر معطوف،جو اپنے معطوف علیہ سے ملکر مبتدا،مبتدا خبر مقدم سے ملکر جواب شرط،جو شرط سے ملکر خبر مَن مبتدا کیلئے،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک تخفيف من ربكم ورحمة فمن اعتدى بعد ذلک فله عذاب اليم﴾

ذلک، مبتدا ،تخفيف ......الخ: خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، ف:فصیحیہ ، مَنْ: مبتدا،اعتدى بعد ذلک، جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف، جزائیہ،له عذاب اليم، جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولكم فى القصاص حيوة ياولى الالباب لعلكم تتقون﴾

و،مستانفہ،لكم: متعلق بحذوف خبر مقدم،فى القصاص، حال مقدم ،حيوة: ذوالحال،ملکر مبتدا مؤخر، جو خبر سے ملکر جملہ اسمیہ،يا اولى الباب، جملہ فعلیہ ندائیہ تامہ ،لعلكم تتقون، جملہ اسمیہ حال ہے لکم کی کم ضمیر سے۔

﴿کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیرا الوصیۃ للوالدین و الاقربین بالمعروف حقا علی المتقین﴾

کتب: فعل مجہول، علیکم، ظرف لغواول، اذا، مضاف متضمن بمعنی شرط، جواب شرط محذوف فلیوص، حضر احدکم الموت، جملہ فعلیہ مضاف الیہ، اپنے مضاف سے مل کر ظرف لغو ثانی، ان ترک خیرا، شرط، جواب شرط مقدر فلیوص، جملہ شرطیہ معترضہ، الوصیۃ، مصدر، للوالدین و الاقربین، ظرف لغو، بالمعروف، حال ہے فالیوص کی ھو ضمیر سے، مصدر اپنے متعلقات سے مل کر نائب الفاعل، حقا علی المتقین، شبہ جملہ صفت، ایصاء، موصوف محذوف، مل کر مفعول مطلق، کتب فعل اپنے متعلقات سے مل کر جملہ فعلیہ۔

﴿فمن بدلہ بعد ماسمعہ فانما اثمہ علی الذین یبدلونہ ان اللہ سمیع علیم﴾

ف، مستانفہ، من، مبتدا، بدلہ، فعل، ھو ضمیر مستتر فاعل و ضمیر منصوب متصل مفعول، بعد، مضاف، ما سمعہ، موصول صلہ مل کر مضاف الیہ، مرکب اضافی ہو کر ظرف، یہ سب مل کر شرط، ف: جزائیہ، انما اثمہ ......الخ: جواب شرط، جو شرط سے مل کر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ، انّ، حرف مشبہ بالفعل، اللّٰہ: اسم، سمیع: خبر اول، علیم: خبر ثانی، سب مل کر جملہ اسمیہ۔

﴿فمن خاف من موص جنفا او اثما فاصلح بینھم فلا اثم علیہ﴾

ف، مستانفہ، مَن: مبتدا، خاف: فعل بافاعل، مِن مُوص جنفا او، اثما، مفعول بہ، یہ سب مل کر معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اصلح بینھم، معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر شرط، ف: جزائیہ، لا اثم علیہ، جملہ اسمیہ جواب شرط، اپنی شرط سے مل کر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......لیس البر ان تولوا وجوھکم...... ☆ یہ آیتِ مبارکہ یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ یہود نے بیت المقدس کے مشرق کو اور نصاریٰ نے اسکے مغرب کو قبلہ بنا رکھا تھا اور ہر فریق کا گمان تھا کہ صرف اس قبلہ ہی کی طرف منہ کرنا کافی ہے اس آیتِ مبارکہ میں انکا ردّ ہے اور بیت المقدس کا قبلہ ہونا منسوخ ہوگیا، مفسرین کا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ خطاب اہلِ کتاب اور مؤمنین سب کو عام ہے معنی یہ ہیں کہ رُو بقبلہ ہونا اصل نیکی نہیں ہے جب تک عقائد درست نہ ہوں اور دل اخلاص کیساتھ ربّ قبلہ کی طرف متوجہ نہ ہو۔

☆......یا یھا الذین امنوا کتب علیکم القصاص...... ☆ یہ آیتِ مبارکہ اوس و خزرج کے بارے میں نازل ہوئی ان میں سے ایک قبیلہ دوسرے سے قوت، تعداد اور مال و شرف میں زیادہ تھا، اس نے قسم کھائی کہ وہ اپنے غلام کے بدلے دوسرے قبیلے کے آزاد کو اور عورت کے بدلے مرد کو اور ایک کے بدلے دو کو قتل کریگا، زمانۂ جاہلیت میں لوگ اس قسم کی تعدی کے عادی تھے، عہدِ اسلام میں یہ معاملہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا تو یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی اور عدل و مساوات کا حکم دیا گیا اور اس پر وہ لوگ راضی ہوئے۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

قصاص:

۱......قصاص کی تعریف کرتے ہوئے امام جرجانی فرماتے ہیں: ''و ان یفعل بالفاعل مثل ما فعل فاعل کے ساتھ وہی سلوک کرنا جیسا اس نے کیا''۔ (التعریفات، ص ۱۴۳)

شرع میں قصاص قاتل کو قتل کرنے کا نام ہے۔ اس آیتِ مبارکہ سے قصاص کا فرض ہونا ثابت ہو رہا ہے اگرچہ اس پر اعتراض ہوسکتا ہے کہ جب مقتول کے ولی کو اس بات میں اختیار دیا گیا ہے کہ خواہ وہ قاتل کو ویسے ہی معاف کردے یا قصاص لے یا پھر خون بہا لے لے تو اس صورت میں قصاص فرض کیسے ہوسکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قصاص اس وقت فرض ہوتا ہے جب ولی اس کا مطالبہ کرے اور اگر وہ قصاص نہ لینا چاہے تو باقی دونوں میں سے جسے چاہے پسند کرے۔ (مأخوذ از جمل، ج۱، ص ۲۱۳)

''ان ترک خیرا'' سے مراد:

۲......اس آیتِ مبارکہ میں خیرًا سے مراد مال و دولت ہے، ایک قول کے مطابق اس کا اطلاق قلیل و کثیر تمام مال پر ہوتا ہے جبکہ امام زہری فرماتے ہیں: ''کل مال میں وصیت کرنا واجب ہے۔'' ایک قول کے مطابق اس لفظ کا اطلاق صرف مالِ کثیر پر ہی ہوتا ہے اور یہی اکثر علماء کرام کی رائے ہے جبکہ ان کا اس کثیر مال کی مقدار میں اختلاف ہے کہ جس میں وصیت واجب ہے۔ ایک قول کے مطابق کثیر مال کی مقدار ایک ہزار یا اس سے زائد درہم ہے، ایک قول کے مطابق کثیر مال کی مقدار سات سو یا اس سے زائد ہے۔ ایک کے مطابق کثیر مال کی مقدار ساٹھ دینار یا اس سے زائد ہے۔ ایک کے مطابق کثیر مال کی مقدار پانچ سو سے لے کر ایک ہزار دینار کے درمیان ہے۔ جبکہ ایک کے مطابق اس سے مراد وہ مال ہے جو اہل وعیال کے نفقہ سے فالتو ہو۔

☆......مروی ہے کہ ایک شخص ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''میں وصیت کرنا چاہتا ہوں۔'' تو انہوں نے اس سے دریافت فرمایا: ''تمہارے پاس کتنی رقم ہے؟'' اس نے بتایا کہ تین ہزار درہم، تو آپ نے اس سے پوچھا: ''تمہارے عیال کتنے ہیں؟'' اس نے بتایا: ''چار۔'' تو آپ نے فرمایا: ''اللہ ﷻ کا فرمانِ عالیشان ہے ﴿ان ترک خیرا﴾ اور تمہارے پاس جو رقم ہے وہ تھوڑی ہے لہٰذا اسے اپنے عیال کے لئے چھوڑ دو۔'' (الخازن، ج۱، ص ۱۰۸)

اغراض:

القرابۃ: یعنی قرابت داروں میں سے وہ جو کہ فقیر ہوں اور اگر غنی ہوں تو ان کو دینا صدقہ نہیں کہلائے گا بلکہ ہدیہ ہوگا۔ الطالبین: یعنی طلب کرنے والوں کے ساتھ احسان کرے، حدیث شریف میں ہے کہ سائل کا حق ہے اگرچہ وہ اپنے گھوڑے پر آئے۔ لا یقطع اخوۃ الایمان: لیکن خوارج اس نظریے کے قائل ہیں، ان کے نزدیک گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہوجاتا ہے، پس ان سے بھائی چارے کا معاملہ نہیں ہونا چاہئے۔ بلا مطل و لا بخس: المطل سے مراد یہ ہے کہ وعدے وغیرہ کے معاملے میں تاخیر کرنا، اور بخس کے معنی نقص یعنی کمی کرنا ہے۔ کما حتم علی الیھود القصاص: یعنی ان پر معافی کو حرام کیا۔ علی النصاری الدیۃ: یعنی ان پر قصاص کو حرام کردیا، اور اس سے ہر وارث اور قاتل کے معاملے میں تنگی پیدا کرنا مراد ہے۔ (الجمل، ج۱، ص ۲۱۱ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد

رکوع نمبر: ۷

﴿یایھا الذین امنوا کتب﴾ فُرِضَ ﴿علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم﴾ مِنَ الْاُمَمِ ﴿لعلکم تتقون(۱۸۳)﴾ الْمَاصِی فَاِنَّهُ یَکْسِرُ الشَّهْوَةَ الَّتِیْ هِیَ مَبْدَؤُهَا ﴿ایاما﴾ نُصِبَ بِالصِّیَامِ اَوْ بِصُوْمُوْا مُقَدَّرًا ﴿معدودات﴾ اَیْ قَلَائِلَ اَیْ مُؤَقَّتَاتٍ بِعَدَدٍ مَّعْلُوْمٍ وَهِیَ رَمْضَانُ کَمَا سَیَاْتِیْ، وَقَلَّلَهُ تَسْهِیْلًا عَلَی الْمُکَلَّفِیْنَ ﴿فمن کان منکم﴾ حِیْنَ شُهُوْدِهٖ ﴿مریضا او علی سفر﴾ اَیْ مُسَافِرًا سَفَرَ الْقَصْرِ وَاَجْهَدَهُ الصَّوْمُ فِی الْحَالَیْنِ فَاَفْطَرَ ﴿فعدة﴾ فَعَلَیْهِ عَدَدُ مَا اَفْطَرَ ﴿من ایام اخر﴾ یَصُوْمُهَا بَدْلَهُ ﴿وعلی الذین﴾ لَا ﴿یطیقونه﴾ لِکِبَرٍ اَوْ مَرَضٍ لَا یُرْجٰی بَرُؤُهُ ﴿فدیة﴾ هِیَ ﴿طعام مسکین﴾ اَیْ قَدْرَ مَا یَاْکُلُهُ فِیْ یَوْمٍ وَّهُوَ مُدٌّ مِنْ غَالِبِ قُوْتِ الْبَلَدِ لِکُلِّ یَوْمٍ، وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِاِضَافَةِ "فِدْیَةُ طَعَامِ مِسْکِیْنٍ" وَهِیَ لِلْبَیَانِ وَقِیْلَ لَا غَیْرَ مُقَدَّرَةٍ کَانُوْا مُخَیَّرِیْنَ فِیْ صَدْرِ الْاِسْلَامِ بَیْنَ الصَّوْمِ وَالْفِدْیَةِ ثُمَّ نُسِخَ بِتَعْیِیْنِ الصَّوْمِ بِقَوْلِهٖ فَمَنْ شَهِدَ مِنْکُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ: "اِلَّا الْحَامِلَ وَالْمُرْضِعَ اِذَا اَفْطَرَتَا خَوْفًا عَلَی الْوَلَدِ فَاِنَّهَا بَاقِیَةٌ بِلَا نَسْخٍ فِیْ حَقِّهِمَا ﴿فمن تطوع خیرا﴾ بِالزِّیَادَةِ عَلَی الْقَدْرِ الْمَذْکُوْرِ فِی الْفِدْیَةِ ﴿فهو﴾ اَیِ التَّطَوُّعُ ﴿خیر له وان تصوموا﴾ مُبْتَدَأٌ، خَبَرُهُ ﴿خیر لکم﴾ مِنَ الْاِفْطَارِ وَالْفِدْیَةِ ﴿ان کنتم تعلمون(۱۸۴)﴾ اَنَّهُ خَیْرٌ لَّکُمْ فَافْعَلُوْهُ تِلْکَ الْاَیَّامُ ﴿شهر رمضان الذی انزل فیه القران﴾ مِنَ اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ مِنْهُ ﴿هدی﴾ حَالٌ هَادِیًا مِنَ الضَّلَالَةِ ﴿للناس وبینت﴾ ایات وَاضِحَاتٍ ﴿من الهدی﴾ مِمَّا یَهْدِیْ اِلَی الْحَقِّ مِنَ الْاَحْکَامِ ﴿و﴾ مِنَ ﴿الفرقان﴾ مِمَّا یُفَرِّقُ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ ﴿فمن شهد﴾ حَضَرَ ﴿منکم الشهر فلیصمه ومن کان مریضا او علی سفر فعدة من ایام اخر﴾ تَقَدَّمَ مِثْلُهُ وَکَرَّرَ لِئَلَّا یُتَوَهَّمَ نَسْخُهُ بِتَعْمِیْمِ مَنْ شَهِدَ ﴿یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر﴾ وَلِذَا اَبَاحَ لَکُمُ الْفِطْرَ فِی الْمَرَضِ وَالسَّفَرِ وَلِکَوْنِ ذٰلِکَ فِیْ مَعْنَی الْعِلَّةِ اَیْضًا لِلْاَمْرِ بِالصَّوْمِ عُطِفَ عَلَیْهِ ﴿ولتکملوا﴾ بِالتَّخْفِیْفِ وَالتَّشْدِیْدِ ﴿العدة﴾ اَیْ عِدَّةَ صَوْمِ رَمَضَانَ ﴿ولتکبروا الله﴾ عِنْدَ اِکْمَالِهَا ﴿علی ما هدکم﴾ اَرْشَدَکُمْ لِمَعَالِمِ دِیْنِهٖ ﴿ولعلکم تشکرون(۱۸۵)﴾ اللّٰهَ عَلٰی ذٰلِکَ وَسَاَلَ جَمَاعَةُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم اَقَرِیْبٌ رَبُّنَا فَنُنَاجِیْهِ اَمْ بَعِیْدٌ فَنُنَادِیْهِ، فَنَزَلَ ﴿واذا سالک عبادی عنی فانی قریب﴾ مِنْهُمْ بِعِلْمِیْ فَاَخْبِرْهُمْ بِذٰلِکَ ﴿اجیب دعوة الداع اذا دعان﴾ بِاِنَالَتِهٖ مَا سَاَلَ ﴿فلیستجیبوا لی﴾ دُعَائِیْ بِالطَّاعَةِ

﴿وليؤمنوا﴾ يُدِيمُوا عَلَى الْإِيْمَانِ ﴿بى لعلهم يرشدون (۱۸۶)﴾ يَهْتَدُوْنَ ﴿ احل لكم ليلة الصيام الرفث﴾ بِمَعْنَى الْإِفْضَاءِ ﴿الى نسائكم﴾ بِالْجِمَاعِ، نَزَلَ نَسْخًا لِمَا كَانَ فِيْ صَدْرِ الْإِسْلَامِ مِنْ تَحْرِيْمِهٖ وَتَحْرِيْمِ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ بَعْدَ الْعِشَاءِ ﴿هن لباس لكم وانتم لباس لهن﴾ كِنَايَةٌ عَنْ تَعَانُقِهِمَا اَوْ اِحْتِيَاجِ كُلِّ مِنْهُمَا اِلَى صَاحِبِهٖ ﴿علم الله انكم كنتم تختانون﴾ تَخُوْنُوْنَ ﴿انفسكم﴾ بِالْجِمَاعِ لَيْلَةَ الصِّيَامِ، وَقَعَ ذٰلِكَ لِعُمَرَ وَغَيْرِهٖ وَاعْتَذَرُوْا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ ﴿فتاب عليكم﴾ قَبِلَ تَوْبَتَكُمْ ﴿ وعفا عنكم فالئن﴾ اِذَا اُحِلَّ لَكُمْ ﴿باشروهن﴾ جَامِعُوْهُنَّ ﴿ وابتغوا ﴾ اُطْلُبُوْا ﴿ ما كتب الله لكم﴾ اَىْ اَبَاحَهٗ مِنَ الْجِمَاعِ اَوْ قَدَّرَهٗ مِنَ الْوَلَدِ ﴿ وكلوا وشربوا ﴾ اللَّيْلَ كُلَّهٗ ﴿حتى يتبين﴾ يَظْهَرَ ﴿ لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر﴾ اَىِ الصَّادِقِ بَيَانٌ لِّلْخَيْطِ الْاَبْيَضِ وَبَيَانُ الْاَسْوَدِ مَحْذُوْفٌ اَىْ مِنَ اللَّيْلِ شُبِّهَ مَا يَبْدُوْ مِنَ الْبَيَاضِ وَمَا يَمْتَدُّ مَعَهٗ مِنَ الْغَبَشِ بِخَيْطَيْنِ اَبْيَضَ وَاَسْوَدَ فِى الْاِمْتِدَادِ ﴿ ثم اتموا الصيام﴾ مِنَ الْفَجْرِ ﴿الى اليل﴾ اَىْ اِلَى دُخُوْلِهٖ بِغُرُوْبِ الشَّمْسِ ﴿ ولا تباشروهن ﴾ اَىْ نِسَاءَ كُمْ ﴿وانتم عاكفون ﴾ مُقِيْمُوْنَ بِنِيَّةِ الْاِعْتِكَافِ ﴿فى المسجد﴾ مُتَعَلِّقٌ بِعٰكِفُوْنَ، نَهْىٌ لِّمَنْ كَانَ يَخْرُجُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَيُجَامِعُ اِمْرَاَتَهٗ وَيَعُوْدُ ﴿تلك﴾ الْاَحْكَامُ الْمَذْكُوْرَةُ ﴿حدود الله﴾ حَدَّهَا لِعِبَادِهٖ لِيَقِفُوْا عِنْدَهَا ﴿فلا تقربوها﴾ اَبْلَغُ مِنْ لَّا تَعْتَدُوْهَا الْمُعَبَّرِ بِهٖ فِىْ اٰيَةٍ اُخْرٰى ﴿كذلك﴾ كَمَا بَيَّنَ لَكُمْ مَا ذُكِرَ ﴿يبين الله ايته للناس لعلهم يتقون (۱۸۷)﴾ مَحَارِمَهٗ ﴿ولا تاكلوا اموالكم بينكم﴾ اَىْ لَا يَاْكُلْ بَعْضُكُمْ مَالَ بَعْضٍ ﴿بالباطل﴾ الْحَرَامِ شَرْعًا كَالسَّرِقَةِ وَالْغَصْبِ ﴿و﴾ لَا ﴿تدلوا﴾ تُلْقُوْا ﴿بها﴾ اَىْ بِحُكُوْمَتِهَا اَوْ بِاَمْوَالِ رِشْوَةٍ ﴿الى الحكام لتاكلوا﴾ بِالتَّحَاكُمِ ﴿فريقا﴾ طَائِفَةً ﴿ من اموال الناس ﴾ مُتَلَبِّسِيْنَ ﴿ بالاثم وانتم لا تعلمون (۱۸۸)﴾ اَنَّكُمْ مُبْطِلُوْنَ۔

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! فرض کیے گئے (کتب بمعنی فرض ہے) تم پر روزے جیسے اگلوں (یعنی پچھلی امتوں) پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تم بچو......! (گناہوں سے، روزہ شہوت ختم کرتا ہے جو کہ گناہوں کی اصل ہے) دن ہیں (ایام منصوب ہے اس سے پہلے صیام یا صوموا محذوف ہے) گنتی کے (یعنی وہ دن تھوڑے ہیں یا تعداد کے اعتبار سے ان کا وقت معین ہے، اور ان سے مراد رمضان المبارک کے دن ہیں جیسا کہ عنقریب اس کا بیان آئیگا، روزوں کی تعداد کو کم رکھنا مکلفین کی آسانی کیلئے ہے) تو تم میں جو کوئی (اس

مہینے کی آمد کے وقت) بیمار یا سفر میں ہو (یعنی اس کے سفر کی مقدار اتنی ہو کہ نماز قصر ہو جائے، پس اگر روزہ اسے ان دونوں صورتوں میں سے کسی میں نقصان پہنچائے تو روزہ چھوڑ دے) تو اتنے روزے (یعنی اس پر چھوڑے گئے روزوں کی تعداد پوری کرنا فرض ہے) اور دنوں میں......۲ ......(ان چھوڑے ہوئے روزوں کے بدلے روزہ رکھے) اور (نہ) ہو جنہیں اس کی طاقت (بڑھاپے یا ایسے مرض کی بناء پر جسکے اچھے ہونے کی امید نہ ہو) وہ بدلہ دیں......۳......(جو یہ ہے یعنی) ایک مسکین کا کھانا (یعنی اتنی مقدار کھانا جو وہ ایک دن میں کھاتا ہے، اور اس کھانے کی مقدار سے مراد یہ ہے کہ وہ ہر دن کے بدلے اپنے شہر میں رائج غلے کا ایک مُدّ ادا کرے، ایک قرأت میں لفظ فدیۃ اضافت کے ساتھ آیا ہے یہ اضافت بیان کے لئے ہے، ایک قول کے مطابق یطیقونہ سے پہلے لا مقدر نہیں ہے، ابتدائے اسلام میں لوگوں کو روزہ اور فدیہ کے درمیان اختیار تھا پھر یہ حکم تعیینِ صوم کے بارے میں اللہ ﷻ کے اس فرمان عالیشان ''فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ'' سے منسوخ ہو گیا، حضرت سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں کہ ''اس حکم سے حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں مستثنیٰ ہیں جب کہ وہ بچے کی ہلاکت کے ڈر سے روزہ نہ رکھ سکیں تو فدیہ دیدیں۔'' پس یہ حکم ان دونوں کے حق میں باقی ہے منسوخ نہیں ہے) پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے (یعنی مذکورہ مقدار سے زیادہ فدیہ دے) تو وہ (نیکی) اس کے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا (ان تصوموا مبتدا ہے اور مابعد جملہ خیر لکم اسکی خبر ہے) تمہارے لئے زیادہ بھلا ہے (روزہ چھوڑنے اور فدیہ دینے سے) اگر تم جانو (اس بات کو کہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے تو تم ان دنوں میں روزہ رکھو، یہ ایام ہیں) رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا......۴......(یعنی رمضان المبارک کی لیلۃ القدر میں لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر قرآن مجید نازل ہوا) ہدایت ہے (ھدی مصدر حال ہے، یعنی وہ گمراہی سے ہدایت دینے والا ہے) لوگوں کے لئے اور روشن دلیلیں (یعنی واضح نشانیاں) ہیں ہدایت کی (یعنی قرآن میں ایسے احکام ہیں جو حق کی طرف راہنمائی کرنے والے ہیں) تمیز کرنے والی (یعنی قرآن میں ایسے امور ہیں جو حق و باطل کے مابین تفریق کرتے ہیں) تو تم میں جو کوئی پائے (یعنی شھد بمعنی حضر ہے) یہ مہینہ، ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں (اسی طرح کی آیتِ مبارکہ پہلے بھی گزر چکی ہے اور اسکا دوبارہ تذکرہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ من شھد کی تعمیم سے اسکے نسخ کا وہم نہ رہے) اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا (اسی وجہ سے حالتِ سفر و مرض میں تمہارے لئے روزہ نہ رکھنا مباح فرمایا اور چونکہ یہ مضمون حکمِ صوم کی معناً علت بھی ہے اسی لئے اگلا جملہ اس پر معطوف ہے) اور اس لئے کہ تم پوری کرو (لتکملوا تخفیف و تشدید دونوں طرح پڑھا گیا ہے) گنتی (رمضان کے روزوں کی) اور اللہ کی بڑائی بولو (اس گنتی کو مکمل کرتے وقت) اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی (یعنی تمہیں تمہارے دین کے شعائر کی طرف رہنمائی فرمائی) اور کہیں تم شکر گزاری کرو (اللہ کا ان باتوں پر) نبی پاک ﷺ سے ایک جماعت نے دریافت کیا کہ ''کیا ہمارا رب قریب ہے کہ ہم اسے پست آواز سے پکارا کریں یا دور ہے کہ ہم اسے بلند آواز سے پکاریں؟'' اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی) اور اے محبوب! جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں (ان کے اپنے علم کے ساتھ، پس آپ ﷺ انہیں اس بات کی خبر دیدیجئے) کہ میں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے......۵......(یعنی اسے دے دیتا ہوں جسکا وہ سوال کرتا ہے) تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں (یعنی

میری فرمانبرداری کرنے کے حکم کو مانیں) اور ایمان لائیں مجھ پر (یعنی ایمان پر ہمیشگی اختیار کریں) کہ کہیں راہ پائیں (یرشدون بمعنی یھتدون ہے) روزہ کی راتوں میں تمہارے لئے حلال ہوا (الرفث بمعنی الافضاء ہے) اپنی عورتوں کے پاس جانا (جماع کی خاطر، یہ آیتِ مبارکہ ان احکام کے منسوخ ہونے کے بارے میں نازل ہوئی جو ابتدائے اسلام میں عشاء کے بعد حرام تھے یعنی صحبت کرنا، کھانا اور پینا) وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس (یہ کنایہ ہے دونوں کے معانقہ کرنے سے، یا پھر اس بات سے کنایہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک کو دوسرے کی ضرورت ہے) اللہ نے جانا کہ تم خیانت میں ڈالتے تھے (تختانون بمعنی تخونون ہے) اپنی جانوں کو (روزے کی راتوں میں جماع کر کے، حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے اس فعل کا ارتکاب ہوا اور انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عذر پیش کیا) تو اس نے نظرِ کرم فرمائی (یعنی تمہاری توبہ قبول کر لی) اور تمہیں معاف فرمایا تو اب (جبکہ حلال کر دیا گیا ہے تمہارے لئے، لہذا) ان سے صحبت کرو (یعنی ان سے جماع کرو) اور تلاش کرو (یعنی طلب کرو) جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہو (یعنی اللہ عزوجل نے تمہارے لئے جماع کو مباح کر دیا یا یہ کہ اسنے جو اولاد تمہارے مقدر میں لکھ دی ہے اسے طلب کرو) اور کھاؤ اور پیو (ساری رات) یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے (تبین بمعنی یظھر ہے) تمہارے لئے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے صبح کے وقت (یہاں صبح سے مراد صبح صادق ہے من الفجر، الخیط الابیض کا بیان ہے اور الاسود کا بیان محذوف ہے یعنی اللیل، یعنی صبح کی سفیدی جب ظاہر ہو اور رات کی سیاہی چھٹ رہی ہو تو ان دونوں اوقات کو سفید و سیاہ دھاگوں سے تشبیہ دی گئی ہے) پھر روزے پورے کرو (صبح صادق سے) رات آنے تک (یعنی غروب آفتاب تک) اور ان کو (یعنی اپنی عورتوں کو) کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم اعتکاف سے ہو (یعنی نیتِ اعتکاف سے مقیم ہو) مسجدوں میں (فی المساجد، عاکفون کے متعلق ہے، یہ نہی ان لوگوں کیلئے وارد ہوئی جو بحالت اعتکاف مسجد سے باہر نکل جاتے پھر اپنی زوجہ سے صحبت کر کے دوبارہ مسجدوں میں آجاتے) یہ (مذکورہ احکام) اللہ کی حدیں ہیں (جو اس نے اپنے بندوں کیلئے مقرر فرمائی ہیں وہ ان ہی حدوں میں ٹھہرے رہیں) ان کے پاس نہ جاؤ (لا تقربوھا، لا تعتدوھا سے زیادہ بلیغ ہے جو کہ دوسری آیتِ مبارکہ میں آیا ہے) یوں ہی (جیسا کہ مذکورہ احکامات تم سے بیان فرمائے اسی طرح) بیان کرتا ہے اللہ لوگوں سے اپنی آیتیں کہ کہیں بچو (اللہ کے حرام کردہ کاموں سے) اور آپس میں ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ (یعنی تم میں سے کوئی کسی کا مال نہ کھائے) ناحق (یعنی ایسے طریقے سے جو شرعاً حرام ہو جیسے چوری کر لینا، غصب کر لینا وغیرہ) اور (نہ) پہنچاؤ (یعنی نہ لے جاؤ اس کو) ان کا مقدمہ (یعنی رشوت کا مال) حاکموں کے پاس، اس لئے کہ کھائے (زبردستی) تم میں کا ایک گروہ (فریقا بمعنی طائفة ہے) کچھ مال لوگوں کا ناجائز طور پر جان بوجھ کر (یعنی یہ جانتے ہوئے کہ تم حق پر نہیں ہو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، کتب علیکم الصیام: فعل و ظرف لغو و نائب الفاعل، کما کتب علی الذین من قبلکم: جار مجرور صفت ہے مصدر محذوف کَتبًا کیلئے، موصوف صفت ملکر مفعول مطلق، لعلکم تتقون: حال، علیکم کی ضمیر سے، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقصود بالنداء۔

﴿ایاما معدودات فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدة من ایام اخر﴾

ایاما معدودات، ظرف مستقر ہے صوموا فعل محذوف کیلئے، اصل میں صوموا ایاما معدودات تھا، ف، فصیحیہ، من: مبتدا

،کان الی سفر، جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ، عدة من ایام اخر: مبتدا،خبر محذوف فعلیه عدة، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا،شرط جزا ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين﴾

و:عاطفہ ،على الذين يطيقونه،ظرف مستقر خبر مقدم،فدية: مبدل منہ ، طعام مسكين: بدل،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فمن تطوع خيرا فهو خير له﴾

ف: مستانفہ،من: مبتدا،تطوع، فعل بافاعل،خیرا: مصدر محذوف تطوعا کیلئے صفت،موصوف صفت ملکر مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ،هو خير له:جملہ اسمیہ جزا،جوشرط سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان تصوموا خير لكم ان كنتم تعلمون﴾

و: استینافیہ،ان تصوموا: بتاویل مصدر مبتدا،خير لكم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ،ان كنتم تعلمون:شرط ،فافعلو ها ولا تخلوا بها: جواب شرط مقدر ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شهر رمضان الذى انزل فيه القران هدى للناس وبينت من الهدى والفرقان﴾

شھر رمضان: موصوف ،الذى: اسم موصول،انزل: فعل،فيه: ظرف لغو،القرآن: ذوالحال ، هدى للناس: معطوف علیہ، وبينات من الهدى والفرقان: معطوف،ملکر حال،ذوالحال حال سے ملکر نائب الفاعل،فعل متعلقات سے ملکر صلہ،موصول صلہ ملکر صفت، جوموصوف سے ملکر تلك الايام: مبتدا محذوف کی خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فمن شهد منكم الشهر فليصمه﴾

ف: فصیحیہ ،من: شرطیہ مبتدا،شهد منكم الشهر: جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ،ليصمه، جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، جوشرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،من مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن كان مريضا اوعلى سفر فعدة من ايام اخر﴾اس کی ترکیب ماقبل گزر چکی ہے۔

﴿يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر﴾

یرید: فعل،اللـه: فاعل،بكم، ظرف لغو،اليسر،مفعول،جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،و: عاطفہ،لا يريد: فعل،هو: فاعل،بكم،ظرف لغو،العسر،مفعول،ملکر معطوف،ملکر جملہ فعلیہ معطوفہ۔

﴿ولتكملوا العدة ولتكبروا الله على ما هدكم ولعلكم تشكرون﴾

و: عاطفہ،لام: جار،تكملوا:فعل،واؤ:ضمیر فاعل،العدة:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مجرور،اپنے جار سے ملکر شرع :فعل محذوف کا ظرف لغو،ولتكبروا الله على ما هدكم:جملہ فعلیہ تکملوا پر معطوف،ولعلكم تشكرون: جملہ اسمیہ معطوف ہے ماقبل پر۔

﴿واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداعِ اذا دعانِ﴾

و: مستانفہ ،اذا:ظرف زمان متضمن:بمعنی شرط مفعول فیہ مقدم،سالک عبادی عنی: فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،ف: جزائیہ،انّ: حرف مشبہ بالفعل ،ی:ضمیراسم،قریب: خبراول ،اجیب: فعل،انا :ضمیرفاعل،دعوۃ الداع: مفعول ،اذا دعان:ظرف لغو،جملہ فعلیہ ہوکر انّ کی خبر ثانی،انّ اپنے اسم اورخبروں سے ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلھم یرشدون﴾

ف: فصیحیہ شرط مقدر اذا کان الامر کذلکِ ،یستجیبوا لی:معطوف علیہ،ولیومنوا بی: جملہ فعلیہ ،لعلھم یر شدون:حال ہے یومنوا کے فاعل سے جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،سب ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ معترضہ۔

﴿احل لکم لیلۃالصیام الرفث الی نسائکم ھن لباس لکم وانتم لباس لھنّ﴾

احل: فعل ،لکم:ظرف لغو،لیلۃ الصیام:مفعول فیہ،الرفث : نائب الفاعل،الی نسائکم:متعلق ہے رفث کے،ملکر جملہ فعلیہ، ھن: مبتدا ،لباس لکم:خبر،مبتداخبرملکر جملہ اسمیہ،وانتم:مبتدا،لباس لھن: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف ہے ماقبل پر۔

﴿علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفا عنکم﴾

علم: فعل،اللّٰہ: فاعل ،انکم کنتم تختانون انفسکم:مفعول،فعل اپنے فاعل اورمفعول سے ملکر معطوف علیہ،ف: عاطفہ ،تاب علیکم: جملہ فعلیہ معطوف،و: عاطفہ،عفا عنکم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿فالئن باشروھن وابتغوا ما کتب اللہ لکم﴾

ف: عاطفہ ،الئن:ظرفِ زمان مقدم متعلق باشروھن ،باشروھن: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ہے محذوف مقدر فتبتم فتاب علیکم پر ،وابتغوا ما کتب اللہ لکم: جملہ فعلیہ باشروھن پر معطوف ہے۔

﴿وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر﴾

و: مستانفہ،کلوا:فعل بافاعل،واشربوا:فعل بافاعل کلوا پر معطوف ہے ،حتی: جار،یتبین:فعل،لکم: ظرف لغو،الخیط الابیض: ذوالحال،من الفجر: حال،ملکرفاعل ،من الخیط الاسود: ظرف لغو،فعل اپنے متعلقات سے ملکر مجرور،حتی جاراپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو کلوا کیلئے،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم اتموا الصیام الی الیل ولا تباشروھن وانتم عکفون فی المسجد﴾

ثم: عاطفہ،اتموا: فعل بافاعل،الصیام: مفعول،الی الیل: ظرف لغو،جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف،و: عاطفہ،لاتباشروھن: جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف ،وانتم عاکفون فی المساجد، جملہ اسمیہ یہ حال ہے لاتباشرو ھن کے فاعل سے۔

﴿تلک حدود اللہ فلا تقربوھا﴾

تلک: مبتدا،حدود اللہ: خبرملکر جملہ اسمیہ،ف:فصیحیہ،لا تقربوھا: فعل نہی،جملہ فعلیہ ہوکر جزا،شرط مقدر اذاشئتم السلامۃ بانفسکم:شرط جزاملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿کذلک یبین اللہ ایتہ للناس لعلھم یتقون﴾

کذلک: جارمجرور متعلق بمحذوف صفت،موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول مطلقِ یبین،یبین:فعل،اللہ: فاعل،ایاتہ:مفعول لِلناس: ظرف لغو،لعلھم یتقون:حال ہے الناس سے،سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل﴾

و: مستانفہ،لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل:فعل نہی بافاعل ومفعول وظرف ومتعلق،سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وتدلوابھا الی الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون﴾

و: عاطفہ، تدلوا: فعل،واوضمیر فاعل،بھا:ظرف لغو، الی الحکام: حال ہے فاعل سے،لام: جار، تاکلوا: فعل،واوضمیر فاعل،فریقا من اموال الناس: مرکب توصیفی ہوکر مفعول، بالاثم: حال ہے فاعل سے ،جملہ فعلیہ ہوکر مجرور،جواپنے جار سے ملکر منصوب المحل: مفعول لہ،وانتم تعلمون: حال ہے فاعل سے،تدلوا اپنے متعلقات سے ملکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......واذا سالک عبادی عنی......☆ایک جماعت صحابہ نے جذبہ عشق الٰہی میں سید عالم ﷺ سے دریافت کیا کہ ہمارا رب کہاں ہے؟اس پرنویدِ قرب سے سرفراز کر کے بتایا گیا کہ اللہ ﷻ مکان سے پاک ہے جو چیز کسی سے مکانی قرب رکھتی ہو وہ اسکے دور والے سے ضرور بُعد رکھتی ہے اور اللہ ﷻ سب بندوں سے قریب ہے،مکانی کی یہ شان نہیں منازلِ قرب میں رسائی بندہ کو اپنی غفلت دور کرنے سے میسر آتی ہے۔

☆......احل لکم لیلۃ الصیام......☆سابقہ شریعتوں میں افطار کے بعد کھانا پینا،مجامعت کرنا نمازِ عشاء تک حلال تھا،بعد نمازِ عشاء یہ تمام چیزیں حرام ہوجاتی تھیں،یہ حکم زمانہ اقدس تک باقی تھا،بعض صحابہ کرام ؓ سے رمضان کی راتوں میں بعد عشاء مباشرت وقوع میں آئی،ان میں حضرت سیدنا عمر ؓ بھی تھے،اس پر وہ حضرات نادم ہوئے اور بارگاہِ رسالت میں عرض حال کیا،اللہ ﷻ نے معاف فرمایا اور یہ آیت نازل فرمائی اور آئندہ کیلئے رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک مجامعت کرنا حلال کردیا گیا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

روزہ:

۱۔ سورہ بقرہ میں روزے کا پانچ مرتبہ تذکرہ ہوا ہے۔حضرت مولانا جلال الدین خوارزمی علیہ الرحمۃ الکفایہ علی الھدایۃ

میں روزہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ روزہ کا لغوی معنی کسی شے سے رک جانا ہے جبکہ اس کا شرعی معنی یہ ہے ''صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک قربِ الٰہی کے حصول کی نیت سے کھانے، پینے اور عملِ زوجیت سے رکے رہنا بشرطیکہ روزہ دار اس کا اہل بھی ہو یعنی مسلمان ہو اور حیض ونفاس سے پاک ہو۔'' (الــــــکـــــفـــــــــایۃ، ج ۲، ص ۲۳۳)

روزہ سن دو ہجری میں فرض ہوا اور یہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سابقہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں پر بھی فرض تھا اگرچہ ان کی تعداد اور کیفیت الگ تھی۔ روزے کا ثمرہ یہ ہے کہ انسان اس سے تقویٰ و پرہیزگاری کا پیکر بنتا ہے، اللہ رب العالمین کے قرب کی منزلیں طے کرتا ہے، چنانچہ روزہ رکھنے سے مقصود قربِ الٰہی ہے حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے روزے کی حالت میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا اگر اس نے کھانا پینا ترک بھی کر دیا تو اللہ عزوجل کے نزدیک اس کی کوئی قدر نہیں۔'' (صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول، ص ۳۰۶)

☆......حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیدل جا رہا تھا کہ انہوں نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تم میں سے جو نوجوان نکاح کی طاقت رکھتا ہو اسے چاہئے کہ نکاح کرے کیونکہ اس سے نظریں جھک جاتی ہیں اور شرم گاہ کی حفاظت ہوتی ہے اور جو ایسا نہ کر سکے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے اوپر روزہ لازم کر لے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الصوم لمن خاف، ص ۳۰۶)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم نورِ مجسم شاہ بنی آدم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''روزہ ایک ایسی ڈھال (گناہوں سے) ہے جو بندے کو جہنم سے بچاتی ہے''۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصیام، باب فی فضل صوم، ج ۳، ص ۴۱۸)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم نورِ مجسم نے فرمایا ''اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ بندے کا ہر عمل اپنے لئے ہے مگر روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزا میں خود دونگا، روزہ ڈھال ہے لہذا جب تم میں سے کوئی روزہ رکھے تو ہرگز فحش گوئی نہ کرے اور نہ ہی شور مچائے اور اگر کوئی اس سے جھگڑا کرے تو اسے کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں''۔

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، ص ۵۲۰)

ابتداءِ اسلام میں ہر ماہ تین دن کے روزوں کے علاوہ یومِ عاشوراء کا روزہ بھی فرض تھا، پھر یہ حکم رمضان کے روزوں کی فرضیت کے ساتھ منسوخ ہو گیا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ہجرت کے بعد سب سے پہلے جو حکم منسوخ ہوا وہ تحویلِ قبلہ تھا، اس کے بعد روزے کی ابتدائی صورت منسوخ ہو گئی۔

☆......ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں قریش عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے تھے اور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم بھی اعلانِ نبوت سے قبل اس دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ منورہ میں قدم رنجا فرمایا تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کا روزہ رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم بھی دیا، پھر جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے تو عاشوراء کا روزہ ترک کر دیا، اب جو چاہتا اس دن کا روزہ رکھتا اور جو چاہتا ترک کر دیتا۔'' (الخازن، ج ۱، ص ۱۱۰)

حالتِ سفر اور مرض میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت:

ع......سفر وحمل اور بچہ کو دودھ پلانا اور مرض اور بڑھاپا اور خوفِ ہلاکت و اکراہ ونقصانِ عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے لئے عذر ہیں ان وجوہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے گا تو گناہ گار نہیں۔ (رد المحتار، ج ۳، ص ۴۰۲)

(۲)......سفر سے مراد شرعی سفر ہے یعنی اتنی دور جانے کے ارادہ سے نکلے کہ یہاں سے وہاں تک تین دن کی مسافت ہو اگرچہ سفر کسی ناجائز کام کے لئے ہی ہو۔ (رد المحتار، ج ۳، ص ۴۰۳)

(۳)......دن میں سفر کیا تو اس دن کا روزہ افطار کرنے کیلئے آج کا سفر عذر نہیں البتہ اگر توڑے گا تو کفارہ لازم نہ آئے گا مگر گنہگار ہوگا اگر سفر کرنے سے پہلے توڑ دیا پھر سفر کیا تو کفارہ بھی لازم اور اگر دن میں سفر کیا اور مکان پر کوئی چیز بھول گیا تھا اسے لینے واپس آیا اور مکان پر آ کر روزہ توڑ ڈالا تو کفارہ واجب ہے۔ (الهندیه، ج ۱، ص ۲۲۷)

(۴)......حمل والی اور دودھ پلانے والی عورت کو اگر اپنی جان کی ہلاکت یا بچہ کی ہلاکت کا صحیح اندیشہ ہو تو انہیں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، اور وہ صرف ان دنوں کی قضاء کریں گی اور فدیہ ادا نہ کریں گی۔ (القدوری، ص ۵۶)

(۵)......دودھ پلانے والی عورت نے اگرچہ رمضان ہی میں دودھ پلانے کی نوکری کی ہو تب بھی اسے روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے۔

(رد المحتار، ج ۳، ص ۴۰۳)

قولہ حین شھودہ: یعنی رمضان کا وہ وقت آجائے، اور بشھودہ خضورہ سے مراد یہ ہے کہ انسان اس وقت یعنی رمضان میں بلوغت اور عقل جیسی صفات سے متصف ہو جو کہ روزہ کے وجوب کا اہم سبب ہیں۔ فی حالین: یعنی حالت مرض اور سفر میں، اور اس میں مشقت کی کوئی قید نہیں کہ انسان مشقت اٹھا کر روزہ رکھے بلکہ یہ مطلق مباح ہے کہ انسان حالت مرض اور سفر میں افطار کرے۔ (الجمل، ج ۱، ص ۲۱۸)

فدیہ سے مراد:

سی......اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بعض جاہلوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ روزہ کا فدیہ ہر شخص کے لئے جائز ہے جبکہ روزے میں اسے کچھ تکلیف ہو، ایسا ہرگز نہیں ہے فدیہ صرف شیخ فانی کے لئے رکھا گیا ہے جو بہ سبب پیرانہ سالی حقیقۃً روزہ کی قدرت نہ رکھتا ہو اور نہ ہی آئندہ اتنی طاقت کی امید کہ عمر جتنی بڑھے گی ضعف بڑھے گا اس کے لئے فدیہ کا حکم ہے۔

(الفتاوی الرضویه، باب الفدیة، ج ۱۰، ص ۵۲۱)

اس آیتِ مبارکہ میں فدیہ سے مراد ایک صدقہ فطر ہے جس کی مقدار کے بارے میں حضرت جلال الدین خوارزمی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد گندم کا نصف صاع، کھجور یا جو کا ایک صاع ہے۔ (الکفایة)

وزن بلاد میں مختلف ہوتے ہیں لہذا ہم تولوں اور انگریزی روپوں کا حساب بتاتے ہیں کہ ہر شخص اپنے یہاں کے وزن رائج کو بآسانی اس سے تطبیق دے سکے، ایک روزہ یا ایک نماز کا فدیہ یا کفارہ میں ایک مسکین کی خوراک یا ایک شخص کا صدقہ فطر یہ سب گیہوں سے نیم صاع اور جَو سے ایک صاع ہے۔ صاع دو سو ستر ۲۷۰ تولے ہے، نیم صاع ایک سو پینتیس ۱۳۵ تولے، تولہ بارہ ماشہ، ماشہ آٹھ رتی، رتی آٹھ چاول۔ ردالمحتار میں ہے معلوم ہونا چاہئے کہ صاع چار مُد اور ایک مد چالیس اِستار اور ایک اِستار (ہمزہ پر کسرہ کے ساتھ) ساڑھے چار مثقال ہے جیسا کہ شرح درر البحار میں ہے۔ صاع چار مد ہے اور ہر مد چالیس استار اور ہر استار ساڑھے چار مثقال، تو ہر مد ایک سو اسی ۱۸۰ مثقال ہوا اور مثقال ساڑھے چار ماشہ ہے ولہذا درہم شرعی کہ مثقال کا ۱۰/۷ سات عشر ہے۔ درمختار میں ہے کہ ہر دس درہم بوزن سات مثقال کے ہے۔ (الفتاوی الرضویة، باب الفدیة، ج ۱۰، ص ۵۲۵)

نزول قرآنِ کریم:

ﮯ......قرآنِ کریم لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر لیلۃ القدر میں نازل ہوا جو کہ ایک قول کے مطابق رمضان المبارک کی چوبیسویں رات تھی اور اس سے مراد یہ ہے کہ اس رات یکبارگی قرآن اترا اور پھر اس کے بعد حسبِ موقع 23 سال کے عرصہ میں متفرق طور پر نازل ہوا، انزال کا معنی ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر موجود فرشتوں کو لیلۃ القدر میں لکھوا دیا تھا اور پھر وہ بوقتِ ضرورت اور بقدرِ حاجت آیاتِ مبارکہ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جایا کرتے، آسمانِ دنیا کی جس جگہ یہ قرآنِ کریم لکھا گیا اسے بیت العزة کہتے ہیں۔ صاحبِ جمل نے امام قرطبی علیہ الرحمہ کے حوالے سے نزولِ قرآن کا عرصہ اکیس سال اور خطیب کے حوالے سے تیئس سال جبکہ علامہ ماوردی کے حوالے سے بیس سال ذکر کیا ہے۔ (الجمل، ج ۱، ص ۲۲۰، ملخصاً)

دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟

۵......بسا اوقات انسانی ذہن میں یہ سوال آتا ہے کہ میں عرصۂ دراز سے رب العالمین کی بارگاہ میں دعا کر رہا ہوں لیکن میری دعا قبول نہیں ہوتی اس کی وجہ کیا ہے؟ چنانچہ شافع محشر و ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اسباب کی وضاحت ان الفاظ میں بیان فرمائی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کا تذکرہ فرمایا جو ایک طویل سفر پر ہو، اس کی حالت یہ ہو کہ اس کے بال پراگندہ اور جسم گرد آلود ہو جبکہ وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر اس حال میں دعا مانگتا ہو کہ اس کا کھانا، پینا اور لباس سب کچھ حرام کمائی سے ہو تو اس کی دعا کیونکر قبول ہو سکتی ہے''۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب قبول الصدقہ، ص ٤٦١)

امام خازن اس آیتِ مبارکہ کے شانِ نزول کے بارے میں حضرت ابنِ عباس کے حوالے سے فرماتے ہیں: ''مدینہ منورہ کے یہودیوں نے بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی: ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اپنی دعائیں اپنے رب کو کیسے سنائیں؟ حالانکہ آپ تو یہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اور آسمانِ اول کے درمیان 500 سال کا فاصلہ ہے اور پھر اس کی موٹائی بھی اتنی ہی ہے۔'' تو یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔ ایک قول کے مطابق بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی: ''کیا ہم اپنے پروردگار سے اتنے قریب ہیں کہ ہم پست آواز سے عرض گزار ہوا کریں یا اتنے دور ہیں کہ بلند آواز سے عرضِ حال پیش کیا کریں؟'' جبکہ ایک قول کے مطابق انہوں نے یہ دریافت کیا تھا کہ ہم اپنے پروردگار سے کس وقت دستِ سوال دراز کیا کریں؟ تو یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔ مزید فرماتے ہیں کہ دعا اللہ عزوجل کی توحید اور حمد و ثناء کا نام ہے، مثلاً جب کوئی یہ کہے: ''یا اللہ! لا الہ الا انت۔'' تو اس کے اس قول میں یا اللہ! دعا ہے جبکہ لا الہ الا انت توحید و ثناء ہے، اس میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک ایسا پروردگار ہے جو صاحبِ تدبیر ہے اور جب بھی وہ اس سے عرض گزار ہوتا ہے تو وہ نہ صرف اس کی التجا سنتا ہے بلکہ اسے قبول بھی فرماتا ہے اور یونہی ناامید نہیں چھوڑتا۔ (الخازن، ج ۱، ص ١١٤، ١١٥)

اغراض:

فنادیہ: ای ندعوہ جہرا یعنی ہم اسے (اللہ عزوجل کو) بلند آواز سے پکاریں۔ فاخبرھم بذلک: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ فانی قریب'' اذا'' کا جواب ہے، یعنی ضروری ہے کہ فاء کے بعد جزا ذکر ہو کیونکہ قرب شرط پر مرتب نہیں ہوتا یہ صرف قرب ہی کی خبروں پر مرتب ہوتا ہے۔ احل لکم: اس جملے میں قرآن کے ذریعے نسخ سنت پر دلیل ہے۔ بعد العشاء: یعنی عشاء کی نماز کے بعد یا نیند کرنے کے بعد اگرچہ نمازِ عشاء سے پہلے ہی کیوں نہ ہو، پس جب وہ نمازِ عشاء پڑھتے یا آرام کرتے اگرچہ نمازِ عشاء کے وقت

سے پہلے ہی کیوں نہ ہوتینوں اوقات میں اُن پر رفث یعنی جماع حرام تھا۔

۱۸ و احتیاج کل منهما الی صاحبه: جیسا کہ لباس کی حاجت ہوتی ہے اسی طرح دونوں ایک دوسرے کو گناہ سے منع کریں، حدیث شریف میں ہے کہ ''عورت میں کوئی خیر اور صبر نہیں ہے نیکوں پر وہ غالب آجاتی ہیں اور بد اس پر غالب آجاتے ہیں پسندیدہ امر یہ ہے کہ میں کریم مغلوب ہوں نہ کہ لئیم غالب۔وبیان الاسود محذوف: روزہ کے غالب احکامات فجر کے ساتھ مربوط ہوتے ہیں نہ کہ لیل کے ساتھ، اس لئے مذکورہ بالا بیان پر ہی اکتفاء کیا گیا نہ کہ اس کے برعکس کی جانب۔ (الجمل، ج ۱، ص ۲۲۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۸

﴿یسئلونک ﴾یا مُحَمَّدُ ﴿ عن الاهلة﴾ جَمعُ هِلَالٍ، لِمَ تَبدُو دَقِیقَةً ثُمَّ تَزِیدُ حَتّٰی تَمتَلِیءَ نُورًا ثُمَّ تَعُودُ كَمَا بَدَتْ وَلَا تَكُونُ عَلٰی حَالَةٍ وَّاحِدَةٍ كَالشَّمسِ ﴿ قل﴾ لَهُمْ ﴿هی مواقیت ﴾ جَمعُ مِیقَاتٍ ﴿ للناسِ﴾ یَعلَمُونَ بِهَا اَوقَاتَ زَرعِهِمْ وَمَتَاجِرِهِمْ وَعِدَّةَ نِسَآئِهِمْ وَصِیَامِهِمْ وَاِفطَارِهِمْ ﴿ والحج﴾ عَطفٌ عَلَی النَّاسِ اَیْ یُعلَمُ بِهَا وَقتُهُ فَلَو اِستَمَرَّتْ عَلٰی حَالَةٍ لَّمْ یُعرَفْ ذٰلِكَ ﴿ ولیس البر بان تأتوا البیوت من ظهورها ﴾ فِی الاِحرَامِ بِاَنْ تَنقُبُوا فِیهَا نَقبًا تَدخُلُوا مِنهُ وَتَخرُجُونَ وَتَترُكُوا البَابَ وَكَانُوا یَفعَلُونَ ذٰلِكَ وَیَزعُمُونَهُ بِرًّا ﴿ولكن البر﴾ اَیْ ذَا البِرِّ ﴿من اتقی﴾ اللّٰهَ بِتَركِ مُخَالَفَتِهِ﴿واتوا البیوت من ابوابها﴾ فِی الاِحرَامِ كَغَیرِهِ ﴿واتقوا الله لعلكم تفلحون(۱۸۹) ﴾ تَفُوزُونَ وَلَمَّا صُدَّ ﷺ عَنِ البَیتِ عَامَ الحُدَیبِیَّةِ وَصَالَحَ الكُفَّارَ عَلٰی اَن یَّعُودَ العَامَ القَابِلَ وَیَخلُوا لَهُ مَكَّةَ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ وَّتَجَهَّزَ لِعُمرَةِ القَضَاءِ وَخَافُوا اَنْ لَّا تَفِیَ قُرَیشٌ وَّیُقَاتِلُوهُمْ وَكَرِهَ المُسلِمُونَ قِتَالَهُمْ فِی الحَرَمِ وَالاِحرَامِ وَالشَّهرِ الحَرَامِ نَزَلَ ﴿ وقتلوا فی سبیل الله﴾ اَیْ لِاِعلَاءِ دِینِهِ ﴿ الذین یقتلونكم﴾مِنَ الكُفَّارِ ﴿ولا تعتدوا ﴾ عَلَیهِمْ بِالاِبتِدَاءِ بِالقِتَالِ ﴿ان الله لا یحب المعتدین(۱۹۰)﴾ اَلمُتَجَاوِزِینَ مَا حُدَّ لَهُمْ، وَهٰذَا مَنسُوخٌ بِاٰیَةِ بَرَاءَةٍ اَوْبِقَولِهِ ﴿ وقتلوهم حیث ثقفتموهم﴾ وَجَدتُّمُوهُمْ ﴿واخرجوهم من حیث اخرجوكم﴾ اَیْ مِنْ مَّكَّةَ وَقَدْ فُعِلَ بِهِمْ ذٰلِكَ عَامَ الفَتحِ ﴿والفتنة﴾ الشِّركُ مِنهُمْ ﴿اشد﴾ اَعظَمُ ﴿من القتل﴾ لَهُمْ فِی الحَرَمِ اَوِ الاِحرَامِ الَّذِیْ اِستَعظَمتُمُوهُ ﴿ولا تقتلوهم عند المسجد الحرام﴾ اَیْ فِی الحَرَمِ ﴿ حتی یقاتلوكم فیه فان قاتلوكم﴾ فِیهِ ﴿ فاقتلوهم﴾ فِیهِ، وَفِی قِرَاءَةٍ بِلَا اَلِفٍ فِی الاَفعَالِ الثَّلَاثَةِ ﴿كذلك﴾ القَتلُ وَالاِخرَاجُ ﴿جزاء الكفرین (۱۹۱) فان انتهوا﴾ عَنِ الكُفرِ وَاَسلَمُوا ﴿فان الله غفور﴾ لَهُمْ ﴿رحیم(۱۹۲)﴾ بِهِمْ

﴿وقتلوهم حتى لا تكون﴾ تُوجَدَ ﴿فتنة﴾ شِرْكٌ ﴿ويكون الدين﴾ الْعِبَادَةُ ﴿لله﴾ وَحْدَهُ لَا يُعْبَدُ سِوَاهُ
﴿فَانِ انتهوا﴾ عَنِ الشِّرْكِ فَلَا تَعْتَدُوْا عَلَيْهِمْ، دَلَّ عَلٰى هذَا ﴿فلا عدوان﴾ اِعْتِدَآءَ بِقَتْلٍ اَوْ غَيْرِهِ ﴿الا
على الظلمين(۱۹۳)﴾ وَمَنِ انْتَهٰى فَلَيْسَ بِظَالِمٍ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيْهِ ﴿الشهر الحرام﴾ الْمُحَرَّمُ مُقَابَلٌ
﴿بالشهر الحرام﴾ فَكَمَا قَاتَلُوْكُمْ فِيْهِ فَاقْتُلُوْهُمْ فِيْ مِثْلِهِ رَدٌّ لِاِسْتِعْظَامِ الْمُسْلِمِيْنَ ذٰلِكَ ﴿والحرمت﴾
جَمْعُ حُرْمَةٍ مَا يَجِبُ اِحْتِرَامُهُ ﴿قصاص﴾ اَىْ يُقْتَصُّ بِمِثْلِهَا اِذَا انْتُهِكَتْ ﴿فمن اعتدى عليكم﴾ بِالْقِتَالِ
فِى الْحَرَمِ اَوِ الْاِحْرَامِ اَوِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ ﴿فاعتدوا عليه بمثل ما اعتدى عليكم﴾ سُمِّيَ مُقَابَلَتُهُ اِعْتِدَاءً
لِشِبْهِهَا بِالْمُقَابِلِ بِهٖ فِى الصُّوْرَةِ ﴿واتقوا الله﴾ فِى الْاِنْتِصَارِ وَتَرْكِ الْاِعْتِدَاءِ ﴿واعلموا ان الله مع
المتقين(۱۹۴)﴾ بِالْعَوْنِ وَالنَّصْرِ ﴿وانفقوا فى سبيل الله﴾ طَاعَتِهٖ لِجِهَادٍ وَّغَيْرِهٖ ﴿ولا تلقوا بايديكم﴾
اَىْ اَنْفُسَكُمْ وَالْبَاءُ زَائِدَةٌ ﴿الى التهلكة﴾ الْهَلَاكِ بِالْاِمْسَاكِ عَنِ النَّفَقَةِ فِى الْجِهَادِ اَوْ تَرْكِهٖ لِاَنَّهٗ
يُقَوِّى الْعَدُوَّ عَلَيْكُمْ ﴿واحسنوا﴾ بِالنَّفَقَةِ وَغَيْرِهَا ﴿ان الله يحب المحسنين(۱۹۵)﴾ اَىْ يُثِيْبُهُمْ
﴿واتموا الحج والعمرة لله﴾ اَدُّوْهُمَا بِحُقُوْقِهِمَا ﴿فان احصرتم﴾ مُنِعْتُمْ عَنْ اِتْمَامِهَا بِعَدُوٍّ
﴿فما استيسر﴾ تَيَسَّرَ ﴿من الهدى﴾ عَلَيْكُمْ وَهُوَ شَاةٌ ﴿ولا تحلقوا رء وسكم﴾ اَىْ لَا تَتَحَلَّلُوْا ﴿حتى
يبلغ الهدى﴾ الْمَذْكُوْرُ ﴿محله﴾ حَيْثُ يَحِلُّ ذَبْحُهٗ وَهُوَ مَكَانُ الْاِحْصَارِ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ فَيُذْبَحُ فِيْهِ بِنِيَّةِ
التَّحَلُّلِ وَيُفَرَّقُ عَلٰى مَسَاكِيْنِهٖ وَيَحْلِقُ وَبِهٖ يَحْصُلُ التَّحَلُّلُ ﴿فمن كان منكم مريضا او به اذى من
راسه﴾ كَقُمَّلٍ وَّصُدَاعٍ فَحَلَقَ فِى الْاِحْرَامِ ﴿ففدية﴾ عَلَيْهِ ﴿من صيام﴾ لِثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ﴿او صدقة﴾ لِثَلٰثَةِ
اٰصُعٍ مِّنْ غَالِبِ قُوْتِ الْبَلَدِ عَلٰى سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ ﴿او نسك﴾ اَىْ ذَبْحُ شَاةٍ وَ اَوْ لِلتَّخْيِيْرِ وَاُلْحِقَ بِهٖ مَنْ
حَلَقَ لِغَيْرِ عُذْرٍ لِاَنَّهٗ اَوْلٰى بِالْكَفَّارَةِ، وَكَذَا مَنِ اسْتَمْتَعَ بِغَيْرِ الْحَلْقِ كَالطِّيْبِ وَاللُّبْسِ وَالدُّهْنِ لِعُذْرٍ اَوْ
غَيْرِهٖ ﴿فاذا امنتم﴾ الْعَدُوَّ بِاَنْ ذَهَبَ اَوْ لَمْ يَكُنْ ﴿فمن تمتع﴾ اِسْتَمْتَعَ ﴿بالعمرة﴾ اَىْ بِسَبَبِ فَرَاغِهٖ
مِنْهَا بِمَحْظُوْرَاتِ الْاِحْرَامِ ﴿الى الحج﴾ اَىِ الْاِحْرَامِ بِهٖ اَنْ يَّكُوْنَ اَحْرَمَ بِهَا فِىْ اَشْهُرِهٖ ﴿فما استيسر﴾
تَيَسَّرَ ﴿من الهدى﴾ عَلَيْهِ وَهُوَ شَاةٌ يَذْبَحُهَا بَعْدَ الْاِحْرَامِ بِهٖ وَالْاَفْضَلُ يَوْمُ النَّحْرِ ﴿فمن لم يجد﴾
الْهَدْىَ لِفَقْدِهٖ اَوْ فَقْدِ ثَمَنِهٖ ﴿فصيام﴾ اَىْ فَعَلَيْهِ صِيَامُ ﴿ثلثة ايام فى الحج﴾ اَىْ فِىْ حَالِ الْاِحْرَامِ فَيَجِبُ
بِهٖ حِيْنَئِذٍ اَنْ يُّحْرِمَ قَبْلَ السَّابِعِ مِنْ ذِى الْحِجَّةِ وَالْاَفْضَلُ قَبْلَ السَّادِسِ لِكَرَاهَةِ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ لِلْحَآجِّ

وَلَا يَجُوْزُ صَوْمُهَا اَيَّامَ التَّشْرِيْقِ عَلٰى اَصَحِّ قَوْلَى الشَّافِعِيِّ ﴿وسبعة اذا رجعتم﴾ اِلٰى وَطَنِكُمْ مَكَّةَ اَوْ غَيْرِهَا وَقِيْلَ اِذَا فَرَغْتُمْ مِنْ اَعْمَالِ الْحَجِّ وَفِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْغَيْبَةِ ﴿تلك عشرة كاملة﴾ جُمْلَةٌ تَاكِيْدٌ لِمَا قَبْلَهَا ﴿ذلك﴾ الْحُكْمُ الْمَذْكُوْرُ مِنْ وُجُوْبِ الْهَدْيِ اَوِ الصِّيَامِ عَلٰى مَنْ تَمَتَّعَ ﴿لمن لم يكن اهله حاضرى المسجد الحرام﴾ بِاَنْ لَمْ يَكُوْنُوْا عَلٰى دُوْنَ مَرْحَلَتَيْنِ مِنَ الْحَرَمِ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ فَاِنْ كَانَ فَلَا دَمَ عَلَيْهِ وَلَا صِيَامَ وَاِنْ تَمَتَّعَ، وَفِيْ ذِكْرِ الْاَهْلِ اَشْعَارٌ بِاشْتِرَاطِ الْاِسْتِيْطَانِ، فَلَوْ اَقَامَ قَبْلَ اَشْهُرِ الْحَجِّ وَلَمْ يَسْتَوْطِنْ وَ تَمَتَّعَ فَعَلَيْهِ ذٰلِكَ وَهُوَ اَحَدُ الْوَجْهَيْنِ عِنْدَالشَّافِعِيْ وَالثَّانِيْ لَا، وَالْاَهْلُ كِنَايَةٌ عَنِ النَّفْسِ وَاُلْحِقَ بِالْمُتَمَتِّعِ فِيْمَا ذُكِرَ بِالسُّنَّةِ الْقَارِنِ وَهُوَ مَنْ اَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ مَعًا اَوْ يُدْخِلُ عَلَيْهَا قَبْلَ الطَّوَافِ ﴿واتقوا الله﴾ فِيْمَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ وَيَنْهٰكُمْ عَنْهُ ﴿واعلموا ان الله شديد العقاب (۱۹۶)﴾ لِمَنْ خَالَفَهُ۔

﴿ترجمہ﴾

تم سے پوچھتے ہیں (اے محمد ﷺ!) نئے چاند کو (اھلہ، ھلال کی جمع ہے، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی پاک ﷺ سے سوال کی[ا] ابتداءً کیوں چاند باریک ہوتا ہے پھر بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ پھر ماہِ تمام ہو جاتا ہے، نور سے بھر جاتا ہے، اس کے بعد دوبا[رہ اپ]نی پہلی حالت میں آجاتا ہے جیسا کہ طلوع ہوا تھا اور اسکی سورج کی طرح ایک ہی حالت کیوں نہیں رہتی) تم فرما دو (ان سائلین [س]ے) وقت کی علامتیں ہیں (مواقیت، میقات کی جمع ہے) لوگوں (کے لئے، کہ وہ ان اوقات سے اپنے کھیتی باڑی کرنے اور کاروبار[...] کے اوقات جانتے ہیں، عورتیں اپنی عدت شمار کرتی ہیں، نیز وہ روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کے اوقات جانتے ہیں) اور حج کے لئے (ا[لح]ج کا عطف علی الناس پر ہے یعنی ان اوقات کے ذریعے حج کا وقت معلوم ہوتا ہے، اگر چاند ایک ہی حالت پر برقرار رہتا تو [حج] کے وقت کی معرفت نہ ہو پاتی) اور یہ کچھ بھلائی نہیں کہ گھروں میں پچھواڑے سے آؤ (حالتِ احرام میں، بایں طور کہ گھروں میں نقب لگا کر آتے جاتے ہو اور دروازے کا استعمال نہیں کرتے، مشرکین اس طرح کیا کرتے اور اسے نیکی سمجھتے تھے) ہاں بھلائی تو (یعنی نیکی کرنے والا وہ ہے) جو ڈرے (اللہ ﷻ سے، اسکی مخالفت ترک کر دے) اور گھروں میں دروازوں سے آؤ (حالتِ احرام میں بھی جیسا کہ غیر حالتِ احرام میں آتے ہو) اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ فلاح پاؤ (تفلحون بمعنی تفوزون ہے، صلح حدیبیہ کے سال جب نبی پاک ﷺ کو بیت اللہ شریف سے روک دیا گیا اور کافروں نے اس بات پر صلح کی کہ مسلمان آئندہ سال عمرے کیلئے آئیں گے تو وہ انکے لئے تین دن مکہ مکرمہ کو خالی کر دینگے، چنانچہ جب حسبِ معاہدہ حضور ﷺ نے عمرۂ قضا کی تیاری فرمائی تو مسلمانوں کو یہ خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں کفارِ قریش عہد شکنی کر کے ان سے جنگ کرنے کے درپے نہ ہو جائیں، چونکہ مسلمان حدودِ حرم میں احرام کی حالت میں ماہ

حرام میں ان سے جنگ کرنا مکروہ سمجھ رہے تھے اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی) اور اللہ کی راہ میں لڑو......۱ (یعنی اسکے دین کی سر بلندی کیلئے لڑو) ان سے جو تم سے لڑتے ہیں (یعنی ان کافروں سے) اور زیادتی نہ کرنا (ان پر جنگ کی شروعات کر کے) اللہ پسند نہیں رکھتا زیادتی کرنے والوں کو (یعنی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرنے والوں کو، یہ آیتِ مبارکہ منسوخ ہے سورہ براءت کی آیتِ مبارکہ سے یا اللہ ﷻ کے اس فرمانِ عالیشان سے کہ) اور کافروں کو جہاں پاؤ مارو (ثقفتموھم بمعنی وجدتموھم ہے) اور انہیں نکال دو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا (یعنی مکہ سے، پس حضور ﷺ نے ان کے ساتھ یہ سلوک فتح مکہ کے سال کیا)، اور فتنہ انگیزی (یعنی ان کا شرک کرنا) تو زیادہ سخت ہے (اشد بمعنی اعظم ہے) قتل سے بھی (حرم میں یا حالتِ احرام میں کہ جسے تم عظیم سمجھ رہے ہو وہ تو اس سے عظیم تر ہے) اور مسجدِ حرام کے پاس (یعنی حدودِ حرم میں) ان سے نہ لڑو جب تک وہ تم سے وہاں نہ لڑیں اور اگر تم سے لڑیں (حرم میں) تو انہیں قتل کرو (حرم ہی میں، ایک قرأت میں تینوں افعال کو بغیر الف کے پڑھا گیا ہے) یہی (یعنی قتال کرنا اور شہر بدر کرنا) کافروں کی سزا ہے پھر اگر وہ باز رہیں (کفر سے اور اسلام لے آئیں) تو بیشک اللہ بخشنے والا (ہے انہیں اور) مہربان ہے (ان پر) اور ان سے لڑو یہاں تک کہ نہ رہے (یعنی نہ پایا جائے) کوئی فتنہ (یعنی شرک) اور ایک ہو دین (یعنی عبادت) اللہ کی (کہ اسکے سوا کسی کی عبادت نہ ہو) پھر اگر وہ باز آئیں (شرک سے تو ان پر زیادتی نہ کرو، اس پر مابعد آیتِ مبارکہ دلالت کرتی ہے کہ) تو زیادتی نہیں (یعنی قتل وغیرہ کے ذریعے ان پر کسی قسم کی کوئی زیادتی نہ ہوگی ہاں) مگر ظالموں پر (تو جو اس سے باز رہے وہ ظالم نہیں، لہذا اس پر کوئی زیادتی بھی نہیں ہوگی) ماہِ حرام کے بدلے (حرام بمعنی مُحرَّم ہے، یعنی ایک حرمت والا مہینہ مقابل ہے دوسرے) ماہِ حرام سے (کہ، تو جس طرح ان کافروں نے ان حرمت والے مہینوں میں تم سے قتال کیا تم بھی ان سے انہی حرمت والے مہینوں میں لڑو، یہ مسلمانوں کے اس گمان کی تردید ہے جو وہ حرمت والے مہینے میں جنگ کرنے کو بہت بڑا سمجھتے تھے) اور ساری حرمتوں میں (حرمات، حرمۃ کی جمع ہے یعنی یہاں حرمات سے مراد ہر وہ شئے ہے جسکا احترام واجب ہو) برابری چاہئے (یعنی جب حرمت والے کسی مہینے کی بے ادبی کی جائے تو اسی جیسے مہینے میں ان سے بدلہ بھی لیا جا سکتا ہے) جو تم پر زیادتی کرے (حدودِ حرم یا حالت احرام یا حرمت والے مہینے میں جنگ کر کے، تو) اس پر زیادتی کرو اتنی ہی جتنی اس نے کی (زیادتی کا بدلہ لینے کو بھی اعتداء کا نام دیا گیا ہے اسکے صورۃً مقابل بہ کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے) اور اللہ سے ڈرتے رہو (دشمن سے بدلہ لینے اور زیادتی ترک کرنے میں) اور جان رکھو کہ اللہ ڈر والوں کے ساتھ ہے (مدد اور تائید کے لحاظ سے) اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں......۲ (یعنی اسکی فرمانبرداری کے کاموں مثلاً جہاد وغیرہ میں) اور اپنی جانوں کو نہ ڈالو (بایدیکم بمعنی بانفسکم ہے اور اس میں باء زائدہ ہے) ہلاکت میں (یہاں ہلاکت سے مراد یہ ہے کہ تم جہاد میں مال خرچ کرنے سے اپنے ہاتھ روک لو یا جہاد ہی چھوڑ دو اس لئے کہ یہ امور دشمن کو تمہارے خلاف مضبوط کرینگے) اور بھلائی والے ہو جاؤ (راہِ خدا میں مال وغیرہ خرچ کر کے) بیشک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں (یعنی انہیں ہی ثواب عطا فرمائے گا) اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو (یعنی ان کو انکے کامل حقوق کے ساتھ ادا کرو) پھر اگر تم روکے جاؤ (یعنی کسی دشمن وغیرہ کے باعث تمہیں ان کے مکمل کرنے سے روک دیا جائے) تو جو میسر آئے (استیسر بمعنی تیسر ہے) قربانی بھیجو (جو تم پر لازم ہے، اس قربانی سے مراد ایک بکری ہے) اور اپنے سر نہ منڈاؤ (یعنی محلل نہ ہو جاؤ) جب تک نہ پہنچ جائے قربانی (مذکورہ) اپنے ٹھکانے (پر، یعنی اس مقام پر کہ

جہاں اسکا ذبح کرنا واجب ہے، امام شافعی کے نزدیک وہ جگہ مقامِ احصار ہی ہے، پس وہ حلال ہونے کی نیت سے وہیں ذبح کرے اور اسکا گوشت اسی جگہ کے مساکین وغیرہ میں تقسیم کردے اور سر منڈوالے تو وہ اس فعل یعنی احرام کی پابندی سے باہر ہوجائے گا) پھر جو تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے (جیسے سر میں جوئیں، یا درد ہو وہ حالتِ احرام میں سر منڈوالے) تو بدلہ دے (جو اس پر لازم ہو چکا ہے) روزے (تین دن کے) یا خیرات (کرے، شہر میں عام مستعمل ہونے والے غلے کے تین صاع چھ مساکین پر) یا قربانی (کرے یعنی ایک بکری ذبح کرے، او خیار کیلئے ہے، بغیر عذر حلق کرنے والے شخص کو بھی اسی شخص کے ساتھ ملایا جائے گا کیونکہ ایسا شخص بھی کفارہ دینے کا بدرجہ اولی مستحق ہے اور یونہی جو شخص سر منڈانے کے علاوہ کسی اور طرح کا نفع اٹھائے تو اس پر بھی یہی فدیہ لازم ہوگا خواہ وہ یہ کام کسی عذر سے کرے یا بغیر عذر کے مثلاً خوشبو لگانا، سلا ہوا لباس پہننا، تیل لگانا) پھر جب تم اطمینان سے ہو (اس سے یعنی دشمن سے کہ وہ چلا جائے یا اب وہ دشمن نہ رہے) تو جو فائدہ اٹھائے (یعنی نفع حاصل کرے) عمرہ سے (یعنی بندہ عمرے کے احرام کی تمام پابندیوں سے فارغ ہوجانے کے سبب) حج کا (اس طرح کہ عمرے کا احرام ایامِ حج ہی میں باندھے) جیسی میسر آئے (استیسر بمعنی تیسر ہے) اس پر قربانی ہے (جو کہ اس پر لازم ہے، یعنی اس پر حج کا احرام باندھنے کے بعد ایک بکری ذبح کرنا لازم ہے، جو یوم النحر کو ذبح کرنا افضل ہے) پھر جسے مقدور نہ ہو (یعنی وہ قربانی کا جانور یا اسکی قیمت نہ پائے) تو روزے رکھے (یعنی اس پر روزے رکھنا لازم ہے) تین حج کے دنوں میں (یعنی حالتِ احرام میں حجِ تمتع کے سبب، پس اس پر لازم ہے کہ وہ ساتویں ذوالحجہ سے قبل حج کا احرام باندھ لے اور افضل چھ ذوالحجہ سے قبل ہے کیونکہ یومِ عرفہ کا روزہ حاجی کیلئے مکروہ ہے، امام شافعی کے دو میں سے اصح قول کے مطابق یہ روزے ایامِ تشریق میں رکھنا جائز نہیں ہے) اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ (اپنے وطن میں خواہ وہ مکۃ المکرمۃ ہو یا کوئی اور دوسرا شہر، ایک قول کے مطابق اس سے مراد یہ ہے کہ جب تم اعمال حج سے فارغ ہوجاؤ اس وقت روزے رکھو، یہاں غائب کے صیغے کے بعد اب حاضر کے صیغہ کی طرف التفات ہے) یہ پورے دس ہوئے (یہ جملہ تلک عشرۃ کاملۃ ماقبل کی تاکید کیلئے ہے) یہ رعایت (جو مذکور ہوئی یعنی متمتع پر قربانی یا روزے کا واجب ہونا) اس کے لئے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو (بایں طور کہ امام شافعی کے نزدیک وہ حرم پاک سے دو دن سے کم کی مسافت پر نہ ہو، پس اگر وہ شخص حرم پاک سے مذکورہ مسافت پر رہائش پذیر ہو تو اس پر نہ تو دم واجب ہوگا اور نہ ہی روزے، اگر وہ حج تمتع کرے، آیتِ مبارکہ میں اھل کا تذکرہ کرنا اس بات کا شعور دلا رہا ہے کہ حرم پاک کو وطن بنالینا شرط ہے، اگر کوئی حج کے مہینوں سے قبل اقامت تو اختیار کرلے لیکن وطن نہ بنائے اور پھر حج تمتع کرے تو امام شافعی کے ایک قول کے مطابق اس پر قربانی اور روزوں میں سے ایک شے واجب ہوگی، جبکہ دوسرے قول کے مطابق اس پر کچھ واجب نہ ہوگا، اھل نفس سے کنایہ ہے، حج تمتع کرنے والے کے بارے میں جو احکام مذکور ہیں بسبب حدیث حج قران کرنے والا بھی متمتع کے ساتھ ملحق ہے، جبکہ قارن سے مراد وہ حاجی ہوتا ہے جو حج و عمرہ کی اکٹھی نیت کرکے احرام باندھے یا جس عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے ایام حج شروع ہوجائیں) اور اللہ سے ڈرتے رہو (یعنی اسکے اوامر و نواہی کے بارے میں) اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے (اس کے

لئے جو اس کے احکامات کی مخالفت کرتا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یسئلونک عنِ الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج﴾

یسئلونک: فعل بافاعل ومفعول،عن الاھلۃ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،قل: فعل،انت: ضمیر فاعل،ھی: مبتداء،مواقیت: مبتدا ،للناس،والحج: خبر،ملکر خبر،ھی: مبتدا اپنی خبر سے ملکر مفعول،فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولیس البربان تاتوا البیوت من ظھورھا ولکن البرمنِ اتّقی﴾

لیس: فعل ناقص،البرّ: اسم،بان تاتوا البیوت من ظھورھا: بتاویل مصدر مؤول ہوکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،لکن،حرف مشبہ بالفعل،البرّ: اسم،من اتقی: موصول صلہ ملکر خبر،لکن اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتوا البیوت من ابوابھا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون﴾

و: مستانفہ،اتوا البیوت من ابوابھا: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ، اتقوا: فعل بافاعل،اللّٰہ: مفعول،لعلکم تفلحون: حال ہے فاعل کی ضمیر سے،جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا﴾

و: عاطفہ،قاتلوا: فعل امر بافاعل،فی سبیل اللّٰہ: ظرف لغو،الذین یقاتلونکم: مفعول،فعل اپنے فاعل وظرف لغو اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل اتوا پر معطوف ہے،ولا تعتدوا: جملہ فعلیہ انشائیہ ماقبل پر معطوف۔

﴿ان اللہ لا یحب المعتدین﴾

انِ: حرف مشبہ بالفعل،اللّٰہ: اسم،لا یحب المعتدین: جملہ فعلیہ خبر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واقتلوھم حیث ثقفتموھم واخرجوھم من حیث اخرجوکم﴾

و: عاطفہ،اقتلوھم: فعل امر،واؤ ضمیر فاعل وھم مفعول،حیث ثقفتموھم: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف ،و: عاطفہ،اخرجوھم: فعل واؤ ضمیر فاعل وھم مفعول، حیث اخرجوکم: ظرف جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر عطف۔

﴿والفتنۃ اشد من القتل﴾و: عاطفہ،الفتنۃ: مبتدا،اشد من القتل: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تقتلوھم عند المسجدالحرام حتی یقتلوکم فیہ﴾

و: عاطفہ،لا تقتلوھم: فعل نہی بافاعل ومفعول،عند المسجد الحرام: ظرف،حتی یقتلوکم فیہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر عطف۔

﴿فان قتلوکم فاقتلوھم کذلک جزاء الکفرین﴾

ف:استئنافیہ،اِنْ: شرطیہ،قاتلوکم: جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ،اقتلوھم:جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ، کذلک: ظرف مستقر خبر مقدم،جزاء الکفرین،مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان انتھوا فان اللہ غفور رحیم﴾

ف:استئنافیہ،اِنْ: شرطیہ،انتھوا: جملہ فعلیہ ہوکر شرط،ف: جزائیہ،ان اللہ ......الخ: جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جزا،شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ﴾

و:عاطفہ،قاتلوھم:فعل امر،واو:ضمیر فاعل،ھم: مفعول،حتی : جار،لا تکون فتنۃ: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،و:عاطفہ ،یکون الدین للہ: معطوف،ملکر مجرور،جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل وقاتلوا فی سبیل اللہ ......الخ پر عطف ہے۔

﴿فان انتھوا فلا عدوان الاعلی الظلمین﴾

ف: استئنافیہ ، اِنْ: شرطیہ،انتھوا:فعل فاعل ملکر شرط ،ف: جزائیہ ،لا:نفی جنس،عدوان: اسم ،الا: حرف استثناء،علی الظالمین: ظرف مستقر خبر،جملہ اسمیہ ہوکر علتِ جزاء،قائم مقام جزاء،جملہ شرطیہ اصل میں یوں تھا فان انتھوا واسلموا فلا تعتدوا علیھم لان العدوان علی الظالمین والمنتھون لیس من الظالمین۔

﴿الشھر الحرام بالشھر الحرام والحرمت قصاص﴾

الشھر الحرام: مبتدا،بالشھر الحرام: ظرف مستقر یقابل کیلئے خبر مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ،و: عاطفہ ،الحرمات: مبتدا ،قصاص : خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف۔

﴿فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم﴾

ف: عاطفہ،مَنْ: شرطیہ مبتدا،اعتدی علیکم: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ،اعتدوا:فعل،علیہ: ظرف لغو،بمثل ما اعتدی علیکم: ظرف لغو ثانی،ملکر جزا،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین﴾

و: عاطفہ،اتقو اللہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واعلموا: فعل،واؤ:ضمیر فاعل ،ان اللہ مع المتقین: جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،فعل فاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف۔

﴿وانفقوا فی سبیلِ اللہ ولا تلقوا بِایدیکم الی التھلکۃ واحسنوا﴾

و: عاطفہ ،انفقوا فی سبیل اللّٰہ: جملہ فعلیہ معطوف وقاتلوا فی سبیل اللّٰہ پر ،و: عاطفہ ،لا تلقوا: فعل نہی با فاعل ،بایدیکم: مفعول ،ب: جار وزائدہ ،الی التھلکۃ: ظرف لغو، جملہ فعلیہ معطوف ماقبل پر ،واحسنوا: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف۔

﴿ان اللہ یحب المحسنین﴾

ان: حرف مشبہ بالفعل ،اللّٰہ: اسم ،یحب المحسنین: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتموا الحج والعمرۃ للہ﴾و: عاطفہ ،اتموا: فعل با فاعل ،الحج والعمرۃ: مفعول ،للّٰہ: ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فان احصرتم فما استیسر من الھدی﴾

ف: فصیحہ ،انْ: شرطیہ ،احصرتم: جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،فِ: جزائیہ ،علیکم: محذوف خبر مقدم، ما استیسر من الھدی: موصول صلہ ملکر مبتدا موخر، جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، شرط اپنی جواب شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولا تحلقوا رءوسکم حتی یبلغ الھدی محلہ﴾

و: عاطفہ ،لا تحلقوا: فعل نہی با فاعل ،رء وسکم: مفعول، حتی: جار ،یبلغ: فعل ،الھدی: فاعل ،محلہ: مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر مجرور، جو جار سے ملکر متعلق فعل نہی اپنے فاعل ومفعول اور ظرف لغو سے ملکر معطوف واتموا پر۔

﴿فمن کان منکم مریضا او بہ اذی من راسہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ اونسک﴾

ف: عاطفہ ،مَنْ: شرطیہ ، کان منکم مریضا ـــــ الی ـــــ راسہ: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ ،علیہ: محذوف ظرف مستقر خبر مقدم، فدیۃ من طعام ـــــ الخ: مبتدا موخر، جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، شرط جواب شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاذا امنتم فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الھدی﴾

ف: استئنافیہ ،اذا: شرطیہ ،امنتم: فعل با فاعل، شرط ،ف: جزائیہ ،من تمتع بالعمرۃ الی الحج: موصول صلہ ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، علیہ: محذوف خبر مقدم ،ما استیسر من الھدی: مبتدا موخر، ملکر خبر، ملکر جزا، شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام فی الحج وسبعۃ اذا رجعتم تلک عشرۃ کاملۃ﴾

ف: استئنافیہ ،مَن: شرطیہ ،لم یجد: شرط ،ف: جزائیہ ،یجب: فعل مقدر ،صیام ثلثۃ ایام: فاعل ،فی الحج: ظرف لغو، جملہ ہوکر معطوف علیہ ،سبعۃ سے پہلے مضاف محذوف صیام ،لم یجب: فعل مقدر ،صیام سبعۃ: فاعل ،اذا رجعتم: ظرف، ملکر معطوف، ملکر موکد ،تلک عشرۃ کاملۃ: جملہ اسمیہ ہوکر تاکید، ملکر جزاء، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام﴾

ذلک: مبتدا ،لام: جار ،مَن: موصول ،لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام: جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر مجرور،

ملکر ظرف مستقر بنکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ شدید العقاب﴾

و: عاطفہ، اتقوا اللہ: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اتموا الحج پر، و: عاطفہ، اعلموا: فعل واؤ ضمیر فاعل، ان اللہ شدید العقاب: جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر اتقوا اللہ پر معطوف۔

﴿شان نزول﴾

☆......یسئلونک عن الاھلۃ......☆ یہ آیت معاذ بن جبل اور ثعلبہ بن غنم انصاری کے جواب میں نازل ہوئی ان دونوں نے دریافت کیا: ''یارسول اللہ ﷺ چاند کا کیا حال ہے، ابتدا میں بہت باریک نکلتا ہے پھر روز بروز بڑھتا ہے یہاں تک کہ پورا روشن ہو جاتا ہے، پھر گھٹنے لگتا ہے یہاں تک گھٹتا ہے کہ پہلے کی طرح باریک ہو جاتا ہے، ایک حال پر نہیں رہتا''، اس سوال سے مقصد چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کی حکمتیں دریافت کرنا تھا بعض مفسرین کا خیال ہے کہ سوال کا مقصود چاند کے اختلافات کا سبب دریافت کرنا تھا۔

☆......ولیس البر بان تاتوا البیوت ......☆ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جب وہ حج کیلئے احرام باندھتے تو کسی مکان میں اسکے دروازے سے داخل نہ ہوتے اگر ضرورت ہوتی تو چھت توڑ کر آتے اور اسکو نیکی جانتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

جهاد فی سبیل اللہ:

ا......جہاد کے بارے میں علامہ جرجانی فرماتے ہیں کہ الجہاد ھو الدعاء الی الدین الحق یعنی جہاد دینِ حق کی طرف دعوت دینے کا نام ہے۔ (التعریفات، ص ٦٩)

جہاد اللہ ﷻ کی اطاعت اور اس کی رضا کے لئے لڑنے کا نام ہے حضرت سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ان افراد کے بارے میں پوچھا گیا جو بہادری، غیرت یا ریاکاری کے لئے لڑتے ہیں کہ ان سب میں سے کس کا لڑنا جہاد فی سبیل اللہ ہے؟ پس سرورِ دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو اللہ ﷻ کا نام بلند کرنے کے لئے لڑے وہ جہاد فی سبیل اللہ میں ہے۔'' ابتدائے اسلام میں اللہ ﷻ نے اپنے محبوب ﷺ کو مشرکین سے جنگ نہ کرنے کا حکم دیا تھا، پھر جب آقائے دو عالم ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو اسی مذکورہ آیتِ مبارکہ کے ذریعے حکم دیا کہ جو مشرک قتال کریں ان سے لڑو، چنانچہ حضرت سیدنا ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جہاد کے بارے میں یہ نازل ہونے والی پہلی آیتِ مبارکہ ہے، اس کے بعد اللہ ﷻ نے مشرکین سے مکمل طور پر جہاد کا حکم ارشاد فرمایا خواہ وہ لڑائی کریں یا نہ کریں یعنی ارشاد فرمایا ﴿وقاتلوا المشرکین کافہ﴾

(الخازن، ج ١، ص ١٢١)

☆......حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ کے محبوب دانائے غیوب ﷺ سے دریافت فرمایا گیا: ''لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایسا ایمان والا شخص جو اپنے مال اور جان سے اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کرے۔'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پھر عرض کی: ''اس کے بعد کون افضل ہے؟'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قوم کا ایسا ایمان دار فرد جو اللہ ﷻ سے ڈرتا ہو اور لوگوں کو برائی سے بچاتا ہو۔'' (صحیح البخاری، کتاب الجهاد و السیر، باب افضل الناس مؤمن، ص ٤٦١ تا ٤٦٢)

☆......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول پر ایمان لائے، نماز قائم کرے اور روزے رکھے تو اللہ عزوجل کے ذمۂ کرم پر ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرمادے، خواہ وہ اللہ عزوجل کی راہ میں ہجرت کرے یا اپنی جائے پیدائش ہی میں سکونت اختیار کئے رکھے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم لوگوں کو اس بارے میں نہ بتادیں؟'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جنت کے سو درجے ہیں، جنہیں اللہ عزوجل نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے تیار کر رکھا ہے، ہر دو درجوں کے مابین زمین وآسمان جتنا فاصلہ ہے، اگر تم اللہ عزوجل سے جنت کا سوال کرو تو ہمیشہ جنت الفردوس مانگا کرو، اس لئے کہ یہ وسطِ جنت میں ہے اور سب سے اعلیٰ درجہ ہے، اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے، اسی سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب و کان عرشه علی الماء، ص ۱۲۷۷)

☆......حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل شہید کے دَین کے سوا تمام گناہ معاف فرمادے گا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب من قتل فی سبیل الله کفرت خطایاه الا الدین، ص ۹۵۷)

انفاق فی سبیل اللّٰہ:

۲......جہاد بالنفس کے حکم کے بعد جہاد بالمال کا حکم دیا گیا ہے یعنی انفاق فی سبیل اللہ کا حکم دیا جس سے مراد دینی مصالح میں مال خرچ کرنا ہے جیسا کہ حج، عمرہ، صلہ رحمی، صدقہ، جہاد، غازیوں کے لئے اسباب فراہم کرنے میں مال خرچ کرنا، اپنے اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا، نیز اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرنے کی خاطر مال خرچ کرنا، اس لئے کہ اگرچہ ان تمام صورتوں میں مال خرچ کرنا فی سبیل اللّٰہ کے زمرے ہی میں ہے لیکن اس لفظ کا اطلاق صرف راہِ خدا میں قتال کرنے پر ہی ہوتا ہے۔(الجمل، ج ۱، ص ۲۳۲)

مال کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے اس لئے اسے اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ انسان کے دل سے مال کی محبت کم ہو، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''آدمی کے دوست تین طرح کے ہوتے ہیں: (۱)......جو موت تک اس کے ساتھ وفا کرے، (۲)......جو قبر تک وفادار رہے، (۳)......جو قیامت تک اس کا ساتھی رہے، پہلا دوست جو موت کا ساتھی ہو وہ اس کا مال ہے، دوسرا وہ جو قبر تک اس کا ساتھی ہو وہ اس کے رشتے دار ہیں اور تیسرا وہ جو قیامت تک اس کے ساتھ رہے گا اس سے مراد اس کا عمل ہے۔'' ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک درہم اپنی ہتھیلی پر رکھ کر فرمانے لگے: ''اے درہم! تو وہ چیز ہے کہ جب تک تو میرے پاس سے نہیں جائے گا مجھے کچھ نفع نہ دے گا۔''

(مأخوذ از کیمیائے سعادت مترجم، ص ۵۱۳، ۵۱۴)

☆......حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثِ قدسی کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''انفق یا ابن ادم انفق علیک یعنی اے انسان! مال خرچ کر تجھ پر بھی خرچ کیا جائے گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب فضل النفقه علی الاهل، ص ۹۵۵)

اغراض:

الاهلة اصل میں اهـللة تھا، لام کسرہ کو ماقبل ساکن سے منقلب کیا اور پھر لام کا لام میں ادغام کردیا۔ جـمـع میـقـات: مواقیت میقات کی جمع ہے، اس کی اصل موقات ہے واو کو یاء سے کسرہ کے اثر کی وجہ سے تبدیل کیا گیا ہے۔ وعدہ نسائهم: نسائهم عین کی

کسرہ کے ساتھ بطور حرف جر ہے، اور اسی طرح مابعد کا عطف بھی زعمھم پر ہے عبارت یوں ہے یعلمون بھا اوقات زرعھم ومتاجرھم و عدۃ نسائھم وصیامھم و افطارھم ہے اور عورتوں کے حیض، طہر اور نفاس کے اوقات کے عدد بھی مراد ہیں۔
عام حدیبیۃ: سن چھ ہجری میں ہوئی۔عطف علی الناس: الحج کا عطف الناس پر ہے، خاص کا عام پر عطف ہونے کی وجہ سے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اداء اور قضاء وقت معلوم ہی میں ہوسکتی ہیں اور بعض عبادات وہ ہیں کہ جن کی قضاء کو وقت ادا کے ساتھ مقید نہیں کیا جاتا۔کذلک القتل الخ: یعنی اسی قسم (قتل اور شہر بدر کرنے) کا بدلہ کافروں کو دیا جائے گا۔
وکانوا یفعلون ذلک: زمانۂ جاہلیت اور ابتدائے اسلام میں جب کوئی شخص عمرہ یا حج کا احرام باندھ لیتا تو اب اس کے اور آسمان کے مابین کوئی چیز حلال نہ ہوتی اور گھروں میں رہنے والے اپنے گھروں کے پچھواڑے سوراخ کرتے اور سیڑھی لگا کر چڑھ جاتے کہ اپنا کام پورا کرلیں، دیہاتی لوگ احرام باندھ لینے کے بعد کام پڑنے پر گھر میں نہ تو داخل ہوتے اور نہ ہی دروازے سے نکلتے بلکہ صحن میں کھڑے ہوکر کام بتاتے۔وصالح الکافر: یعنی کافروں نے خفیف (یعنی ہلکی) جنگ کے بعد صلح کرلی۔
ای مکۃ: یہ حیث کی تفسیر ہے۔وقد فعل بھم ذلک: فتح مکہ کے دن جو لوگ مسلمان نہ ہوئے انہیں مکہ سے نکال دیا۔
الشرک منھم: شرک کو فتنہ کا نام دیا گیا ہے اسلئے کہ یہ فساد فی الارض کا سبب ہے اور ظلم تک لے جاتا ہے اور اسے اشد یعنی اعظم کہا گیا ہے کیونکہ شرک ہمیشہ کے لئے جہنم میں پہنچ جاتا ہے اور قتل میں یہ بات نہیں یعنی قاتل ہمیشہ کے لئے جہنم کا حقدار نہیں قرار دیا جاتا۔
ای فی الحرم: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ عند بمعنی فی ہے اور مسجد حرام سے مراد حرم پاک ہے۔
المحرم: یعنی محرم کا شہر حرام میں قتال کرنا۔فکما قاتلوکم فیہ...... الخ: یہ جملہ اس بات پر صراحت کرتا ہے کہ حدیبیہ کے سال قتال ہوا تھا ہاں قتالِ خفیف یعنی تیر اندازی اور پتھراؤ ہوا تھا۔سمی مقابلتہ اعتداء: ظاہر کلام کا تقاضا یہ ہے کہ اس طرح کہا جاتا فمن اعتدی علیکم فقابلوہ وجازوہ بمثل مااعتدی علیکم بہ اور مفسر کا قول بالمقابل بہ سے مراد ان کافروں کی زیادتی کے برابر زیادتی مراد ہے۔ایک قول یہ ہے کہ کلام مفسر مشاکلہ کے قبیلے سے ہے۔بالنفقۃ وغیرھا: خازن کی عبارت ہے کہ اپنے اوپر لازم کی گئی مؤنت اور نفقہ کو اچھے طریقے سے ادا کرو، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اچھے طریقے سے خرچ کرو نہ تو اسراف کرو اور نہ ہی خرچ کرنے میں بخل کا مظاہرہ کرو۔بحقوقھا: میں باء ملابست کے لئے ہے یعنی ادوھما متلبسین بحقوقھا مراد ہے۔وھو شاۃ: یعنی قربانی کی ادنی صورت، اور بکری کے علاوہ اونٹ بھی ہوسکتا ہے اور زیادہ اولی صورت ہے (الجمل، ج ۱، ص ۲۲۷ وغیرہ)
امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک محلہ سے مراد حرم ہے، لہذا محصر پر واجب ہے کہ وہ قربانی حرم کی جانب بھیجے اور اسی کے بعد محرم احرام کی پابندی سے باہر آسکتا ہے۔علی ستۃ مساکین: یعنی ہر مسکین کو نصف صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو دیا جائے پس اس طرح تین صاع ہوجائے گا (جلالین جہازی سائز، حاشیہ نمبر ۱۱، ص ۲۹)
علی اصح قولی الشافعی: یعنی ایام تشریق میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے اور یوم النحر میں بھی بالاجماع روزہ نہ رکھے۔

(الجمل، ج۱، ص۲۳۳)

یہ ضروری امر ہے کہ جس کے ہاتھ قربانی بھیجے اس سے ٹھہرالے کہ فلاں دن فلاں وقت قربانی ذبح ہواور وہ وقت گزرنے کے بعد احرام سے باہر ہوگا پھر اگر اسی وقت قربانی ہوئی جو ٹھہرا تھا یا اس سے پیشتر فبہا اور اگر بعد میں ہوئی اور اسے اب معلوم ہوا تو ذبح سے پہلے چونکہ احرام سے باہر ہوا لہٰذا دم دے، محصر کو احرام سے باہر آنے کے لئے حلق شرط نہیں مگر بہتر ہے۔(بهارشریعت، حصه نمبر ٦، ص ٨٤)

جو ھـــدی نہ پائے اس پر تین روزے ایام حج کے ہیں جن میں آخری روزہ یوم عرفہ کا ہونا چاہئے یعنی یکم شوال سے نویں ذی الحجۃ تک احرام باندھنے کے بعد اس درمیان میں جب چاہے رکھ لے خواہ ایک ساتھ یا متفرق کر کے بہتر یہ ہے کہ ۷، ۸، ۹ ذی الحجۃ کو رکھے۔

(كنز الايمان مع خزائن العرفان، حاشيه نمبر ۳۷۱)

امام اعظم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آیت میں رجوع سے مراد حج سے فارغ ہونا ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ کسی نے حج سے فارغ ہونے کے بعد مکہ مکرمہ ہی کو اپنا وطن بنالیا یا اس کا کوئی اپنا وطن نہ ہو تو بالا جماع مکہ مکرمہ میں اس کے لئے سات روزے رکھنا جائز ہے، اسی طرح جس کا وطن مکہ مکرمہ کے علاوہ ہو اس کے لئے بھی یہ جائز ہے تاکہ حقیقت ومجاز کا جمع ہونا لازم نہ ہو۔ حج تمتع مکہ مکرمہ کے شہریوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے جائز ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا مذہب ہے جب کہ امام مالک، امام شافعی اور امام حنبل علیہم الرحمۃ کا مسلک یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں رہنے والے بھی تمتع کر سکتے ہیں لیکن ان پر قربانی لازم نہ ہوگی۔ ان علماء کا خیال یہ ہے کہ ذلک کا مشارالیہ ھدی ہے جو کہ واجب ہونے کا حکم ہے۔ لیکن ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے فرمان لمن لم یکن میں لام ہماری تاویل کی دلیل ہے کیونکہ لام وہیں استعمال ہوتا ہے جس کا کرنا جائز ہو اسی وجہ سے ہم نے جار کو مقدر کیا اگر ذلک کا مشارالیہ ھدی کا وجوب ہوتو پھر تقدیر کلام یوں ہوگا یجب اس صورت میں حرف جار علی ہوتا۔ جو معنی ہم نے ذکر کئے ہیں وہ حضرت عمر بن خطاب اور عبداللہ بن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین سے مروی ہیں۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ سے تمتع کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ نے اس کا حکم اپنی کتاب اور اپنے نبی کی سنت میں رکھا اور اہل مکہ کے سوا دوسرے لوگوں کے لئے اسے مباح قرار دیا۔ اللہ کا فرمان ہے ﴿ذلک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام (البقرۃ:۱۹۶)﴾ ابن ہمام نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ صحیح روایت ہے کہ اہل مکہ کے لئے حج تمتع نہیں اور نہ ہی حج قران ہے اور حاضری المسجد الحرام سے مراد امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک میقات کے اندر والا حصہ ہے۔ عکرمہ نے بھی یہی ذکر کیا ہے۔ (المظهری، ج۱، ص ۲۲۹)

رکوع نمبر: ۹

﴿الحج﴾ وَقْتُهُ ﴿اشهر معلومت﴾ شَوَّالٌ وَّذُو الْقَعْدَةِ وَعَشَرُ لَيَالٍ مِّنْ ذِی الْحِجَّةِ وَقِيْلَ كُلُّهُ ﴿فمن فرض﴾ عَلٰى نَفْسِهٖ ﴿فيهن الحج﴾ بِالْاِحْرَامِ بِهٖ ﴿فلارفث﴾ جِمَاعَ فِيْهِ ﴿ولا فسوق﴾ مَعَاصِیَ ﴿ولاجدال﴾ خِصَامَ ﴿فی الحج﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِفَتْحِ الْاَوَّلَيْنِ، وَالْمُرَادُ فِی الثَّلٰثَةِ النَّهْیُ ﴿وما تفعلوا من خير﴾ كَصَدَقَةٍ ﴿يعلمه الله﴾ فَيُجَازِيْكُمْ بِهٖ، وَنَزَلَ فِیْ اَهْلِ الْيَمَنِ وَكَانُوْا يَحُجُّوْنَ بِلَا زَادٍ فَيَكُوْنُوْنَ كَلًّا

عَلَى النَّاسِ ﴿وتزودوا﴾ مَا يُبَلِّغُكُم بِسَفَرِكُمْ ﴿فان خير الزاد التقوى﴾ مَا يُتَّقٰى بِهٖ سُؤَالَ النَّاسِ وَغَيْرِهٖ
﴿واتقون يـاولى الالباب(١٩٧)﴾ ذَوِى الْعُقُوْلِ ﴿ليس عليكم جناح﴾ فِىْ ﴿ان تبتغوا﴾ تَطْلُبُوْا
﴿فضلا﴾ رِزْقًا ﴿من ربكم﴾ بِالتِّجَارَةِ فِى الْحَجِّ نَزَلَ رَدًّا لِكَرَاهَتِهِمْ ذٰلِكَ ﴿فاذا افضتم﴾ دَفَعْتُمْ ﴿من
عرفت﴾ بَعْدَ الْوُقُوْفِ بِهَا ﴿فاذكروا الله﴾ بَعْدَ الْمَبِيْتِ بِمُزْدَلِفَةَ بِالتَّلْبِيَةِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالدُّعَآءِ ﴿عند
المشعر الحرام﴾ هُوَ جَبَلٌ فِىْ اٰخِرِ الْمُزْدَلِفَةِ يُقَالُ لَهٗ قُزَحُ وَفِى الْحَدِيْثِ اَنَّهٗ ﷺ وَقَفَ بِهٖ يَذْكُرُ اللّٰهَ
وَيَدْعُوْا حَتّٰى اَسْفَرَ جِدًّا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ ﴿واذكروه كما هدكم﴾ لِمَعَالِمِ دِيْنِهٖ وَمَنَاسِكِ حَجِّهٖ وَالْكَافُ
لِلتَّعْلِيْلِ ﴿وان﴾ مُخَفَّفَةٌ ﴿كنتم من قبله﴾ قَبْلَ هُدَاهُ ﴿لمن الضالين(١٩٨) ثم افيضوا﴾ يَا قُرَيْشُ ﴿من
حيث افاض الناس﴾ اَىْ مِنْ عَرَفَةَ بِاَنْ تَقِفُوْا بِهَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا يَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَةِ تَرَفُّعًا عَنِ الْوُقُوْفِ مَعَهُمْ
وَثُمَّ لِلتَّرْتِيْبِ فِى الذِّكْرِ ﴿واستغفروا الله﴾ مِنْ ذُنُوْبِكُمْ ﴿ان الله غفور﴾ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿رحيم(١٩٩)﴾ بِهِمْ
﴿فاذا قضيتم﴾ اَدَّيْتُمْ ﴿مناسككم﴾ عِبَادَاتِ حَجِّكُمْ بِاَنْ رَمَيْتُمْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَحَلَقْتُمْ وَطُفْتُمْ
وَاسْتَقْرَرْتُمْ بِمِنًى ﴿فاذكروا الله﴾ بِالتَّكْبِيْرِ وَالثَّنَآءِ ﴿كذكركم اباء كم﴾ كَمَا كُنْتُمْ تَذْكُرُوْنَهُمْ عِنْدَ
فَرَاغِ حَجِّكُمْ بِالْمُفَاخَرَةِ ﴿او اشد ذكرا﴾ مِنْ ذِكْرِكُمْ اِيَّاهُمْ، وَنَصَبَ اَشَدَّ عَلَى الْحَالِ مِنْ ذِكْرًا
الْمَنْصُوْبِ بِاُذْكُرُوْا اِذْ لَوْ تَاَخَّرَ عَنْهُ لَكَانَ صِفَةً لَّهٗ ﴿فمن الناس من يقول ربنا اتنا﴾ نَصِيْبَنَا ﴿فى الدنيا﴾
فَيُؤْتَاهُ فِيْهَا ﴿وما له فى الاخرة من خلاق(٢٠٠)﴾ نَصِيْبٍ ﴿ومنهم من يقول ربنا اتنا فى الدنيا حسنة﴾
نِعْمَةً ﴿وفى الاخرة حسنة﴾ هِىَ الْجَنَّةُ ﴿وقنا عذاب النار(٢٠١)﴾ بِعَدَمِ دُخُوْلِهَا وَهٰذَا بَيَانٌ لِّمَا كَانَ عَلَيْهِ
الْمُشْرِكُوْنَ وَلِحَالِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْقَصْدُ بِهِ الْحَثُّ عَلٰى طَلَبِ خَيْرِ الدَّارَيْنِ كَمَا وَعَدَ بِالثَّوَابِ عَلَيْهِ بِقَوْلِهٖ
﴿اولئك لهم نصيب﴾ ثَوَابٌ ﴿مما﴾ اَجْلِ ﴿كسبوا﴾ عَمِلُوْا مِنَ الْحَجِّ وَالدُّعَاءِ ﴿والله سريع
الحساب(٢٠٢)﴾ يُحَاسِبُ الْخَلْقَ كُلَّهُمْ فِىْ قَدْرِ نِصْفِ نَهَارٍ مِّنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا لِحَدِيْثٍ بِذٰلِكَ ﴿واذكروا
الله﴾ بِالتَّكْبِيْرِ عِنْدَ رَمْيِ الْجَمَرَاتِ ﴿فى ايام معدودات﴾ اَىْ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ الثَّلٰثَةِ ﴿فمن تعجل﴾ اَىِ
اسْتَعْجَلَ بِالنَّفْرِ مِنْ مِّنًى ﴿فى يومين﴾ اَىْ فِىْ ثَانِى اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ بَعْدَ رَمْيِ جِمَارِهٖ ﴿فلا اثم عليه﴾
بِالتَّعْجِيْلِ ﴿ومن تاخر﴾ بِهَا حَتّٰى بَاتَ لَيْلَةَ الثَّالِثِ وَرَمٰى جِمَارَهٗ ﴿فلا اثم عليه﴾ بِذٰلِكَ اَىْ هُمْ
مُخَيَّرُوْنَ فِىْ ذٰلِكَ وَنَفْىُ الْاِثْمِ ﴿لمن اتقى﴾ اللّٰهَ فِىْ حَجِّهٖ لِاَنَّهُ الْحَاجُّ فِىْ عَلَى الْحَقِيْقَةِ ﴿واتقوا الله

واعلموا انكم اليه تحشرون(۲۰۳)﴾ فِي الْاٰخِرَةِ فَيُجَازِيْكُم بِاَعْمَالِكُم ﴿ومن الناس من يعجبك قوله في الحيوة الدنيا﴾ وَلَا يُعْجِبُكَ فِي الْاٰخِرَةِ لِمُخَالَفَتِهِ لِاِعْتِقَادِهِ ﴿ويشهد الله على ما في قلبه﴾ اَنَّهُ مُوَافِقٌ لِقَوْلِهِ ﴿وهو الد الخصام (۲۰۴)﴾ شَدِيْدُ الْخُصُوْمَةِ لَكَ وَلِاَتْبَاعِكَ لِعَدَاوَتِهِ لَكَ وَهُوَ الْاَخْنَسُ بْنُ شَرِيْقٍ كَانَ مُنَافِقًا حُلْوَ الْكَلَامِ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَحْلِفُ اَنَّهُ مُؤمِنٌ بِهٖ وَمُحِبٌّ لَّهُ فَيُدْنِيْ مَجْلِسَهُ فَاَكْذَبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ ذٰلِكَ وَمَرَّ بِزَرْعٍ وَّحُمُرٍ لِبَعْضِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاَحْرَقَهُ وَعَقَرَهَا لَيْلًا كَمَا قَالَ تَعَالٰى ﴿واذا تولى﴾ اِنْصَرَفَ عَنْكَ ﴿سعى﴾ مَشٰى ﴿في الارض ليفسد فيها ويهلك الحرث والنسل﴾ مِنْ جُمْلَةِ الْفَسَادِ ﴿والله لايحب الفساد (۲۰۵)﴾ اَىْ لَا يَرْضٰى بِهٖ ﴿واذا قيل له اتق الله﴾ فِيْ فِعْلِكَ ﴿اخذته العزة﴾ حَمَلَتْهُ الْاَنَفَةُ وَالْحَمِيَّةُ عَلَى الْعَمَلِ ﴿بالاثم﴾ الَّذِىْ اُمِرَ بِاِتِّقَائِهٖ ﴿فحسبه﴾ كَافِيْهِ ﴿جهنم ولبئس المهاد (۲۰۶)﴾ الْفِرَاشُ هِيَ ﴿ومن الناس من يشرى﴾ يَبِيْعُ ﴿نفسه﴾ اَىْ يَبْذُلُهَا فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿ابتغاء﴾ طَلَبَ ﴿مرضات الله﴾ رَضَاهُ، وَهُوَ صُهَيْبٌ، لَمَّا اٰذَاهُ الْمُشْرِكُوْنَ هَاجَرَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَتَرَكَ لَهُمْ مَالَهُ ﴿والله رء وف بالعباد (۲۰۷)﴾ حَيْثُ اَرْشَدَهُمْ لِمَا فِيْهِ رِضَاهُ وَنَزَلَ فِيْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَاَصْحَابِهٖ لَمَّا عَظَّمُوا السَّبْتَ وَكَرِهُوا الْاِبِلَ وَاَلْبَانَهَا بَعْدَ الْاِسْلَامِ ﴿يايها الذين امنوا ادخلوا في السلم﴾ بِفَتْحِ السِّيْنِ وَكَسْرِهَا الْاِسْلَامِ ﴿كافة﴾ حَالٌ مِّنَ السِّلْمِ اَىْ فِيْ جَمِيْعِ شَرَآئِعِهٖ ﴿ولا تتبعوا خطوت﴾ طُرُقَ ﴿الشيطن﴾ اَىْ تَزْيِيْنِهٖ بِالتَّفْرِيْقِ ﴿انه لكم عدو مبين (۲۰۸)﴾ بَيِّنُ الْعَدَاوَةِ ﴿فان زللتم﴾ مِلْتُمْ عَنِ الدُّخُوْلِ فِيْ جَمِيْعِهٖ ﴿من بعد ما جاء تكم البينت﴾ اَلْحُجَجُ الظَّاهِرَةُ عَلٰى اَنَّهُ حَقٌّ ﴿فاعلموا ان الله عزيز﴾ لَا يُعْجِزُهُ شَيْءٌ عَنْ اِنْتِقَامِهٖ مِنْكُمْ ﴿حكيم(۲۰۹)﴾ فِيْ صُنْعِهٖ ﴿هل﴾ مَا ﴿ينظرون﴾ يَنْتَظِرُ التَّارِكُوْنَ الدُّخُوْلَ فِيْهِ ﴿الا ان ياتيهم الله﴾ اَىْ اَمْرُهُ كَقَوْلِهٖ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ اَىْ عَذَابُهُ ﴿في ظلل﴾ جَمْعُ ظُلَّةٍ ﴿من الغمام﴾ السَّحَابِ ﴿والملئكة وقضى الامر﴾ تَمَّ اَمْرُ اِهْلَاكِهِمْ ﴿والى الله ترجع الامور(۲۱۰)﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ وَالْفَاعِلِ فِي الْاٰخِرَةِ فَيُجَازِىْ۔

﴿ترجمہ﴾

حج......1......(یعنی اس کا وقت) چند مہینے ہیں جانے ہوئے (یعنی شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے دس دن، ایک قول یہ ہے کہ ذوالحجہ کا پورا ماہ حج کا وقت ہے) تو جو فرض کرلے (یعنی اپنی جان پر لازم کرلے) ان مہینوں میں حج کی (حج کا احرام باندھ کر......2......) تو نہ

عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ کرے (یعنی ان دنوں میں جماع نہ کرے) نہ کوئی گناہ (فسوق گناہ کے معنی میں ہے) نہ کسی سے جھگڑا کرے (جدال بمعنی خصام ہے) حج کے وقت تک (ایک قرأت میں رفث اور فسوق پر فتح پڑھا گیا ہے لیکن مراد ان تینوں نفی سے نہی ہے) اور تم جو بھلائی کرو (جیسے صدقہ وغیرہ) اللہ اسے جانتا ہے (وہ تمہیں اسکی جزا دیگا، یہ آیت مبارکہ اہلِ یمن کے بارے میں نازل ہوئی جو بغیر زادِ راہ کے حج کیا کرتے اور لوگوں پر بوجھ بنا کرتے تھے) اور توشہ ساتھ لو (جو تمہیں تمہارے سفر میں کام آئے) کہ سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے (جسکی وجہ سے لوگوں سے سوال وغیرہ کرنے سے بچا جاتا ہے) اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو! (اولی الباب بمعنی ذوی العقول ہے) تم پر کچھ گناہ نہیں (اس میں) کہ تلاش (یعنی طلب) کرو فضل (یعنی رزق) اپنے رب کا (دورانِ حج تجارت کر کے ......۳...... لوگ اسے ناپسند کرتے تھے تو اسکے رد میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی) تو جب پلٹو (یعنی واپس ہو) عرفات سے (یعنی وقوفِ عرفہ کر لینے کے بعد) تو اللہ کی یاد کرو (یعنی مزدلفہ میں رات گزارنے کے بعد تلبیہ، تھلیل، اور دعا کرو......۴......) مشعرِ حرام کے پاس (مشعر، مزدلفہ کے آخر میں واقع ایک پہاڑ ہے جسے قُزَح بھی کہا جاتا ہے اور حدیثِ پاک میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے اسی پر وقوف فرمایا اور ذکر و دعا میں مگن رہے یہاں تک کہ صبح خوب روشن ہو گئی، اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے) اور اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت فرمائی (شعائرِ دین اور مناسکِ حج کی، کما میں کاف تعلیلیہ ہے) اور بیشک (اِنْ مخففہ ہے) اس سے پہلے (یعنی اللہ عزوجل کی عطا کردہ ہدایت سے پہلے) تم بھکے ہوئے تھے پھر بات یہ ہے کہ تم بھی وہیں سے پلٹو (اے اہلِ قریش!) جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں (یعنی مقام عرفات سے، کہ تم بھی ان کے ساتھ وقوف کیا کرو، قریش عموماً لوگوں کے ساتھ بسببِ تکبر عرفات میں وقوف نہ کرتے اور مزدلفہ میں وقوف کیا کرتے تھے، ثم فقط ذکر میں ترتیب کیلئے ہے) اور اللہ سے معافی مانگو (اپنے گناہوں کی......۵......) بیشک اللہ بخشنے والا (ہے مؤمنین کو) مہربان ہے (ان پر) پھر جب کام پورے کر چکو (یعنی ادا کر چکو) اپنے حج کے معاملات (یعنی اپنی عباداتِ حج کو ادا کر چکو یوں کہ جمرہ عقبہ کی رمی کر لو، حلق کروا لو، طواف کر لو اور منی میں وقوف بھی کر لو) تو اللہ کا ذکر کرو (یعنی اسکی حمد و ثناء کرو) جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے (یعنی جیسا کہ تم فراغتِ حج کے بعد اپنے باپ دادا کے مفاخر ذکر کیا کرتے تھے) بلکہ اس سے زیادہ (یعنی اپنے باپ دادا کا ذکر کرنے سے بھی زیادہ اللہ عزوجل کا ذکر کیا کرو، اشد کا منصوب ہونا حال ہونے کی بناء پر ہے، یہ اذکروا کے مفعول مطلق ذِکْر کا حال ہے، اگر یہ اسکے بعد واقع ہوتا تو صفت ہوتا) اور کوئی آدمی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے! ہمیں دے (ہمارا حصہ) دنیا میں (تو وہ حصہ اسے دنیا میں ہی دے دیا جاتا) اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں (خلاق بمعنی نصیب ہے) اور کوئی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھلائی (یعنی نعمت) دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی (یعنی جنت) دے اور ہمیں عذابِ دوزخ سے بچا (یعنی اس میں داخل ہونے سے بچا......۶...... یہ اس حالت کا بیان ہے جس پر مشرکین اور مؤمنین تھے اور اس سے مقصود طلبِ دارین کی ترغیب دینا ہے، جیسا کہ اس طلب پر اللہ عزوجل نے اپنے اس فرمانِ عالیشان کیساتھ ثواب کا وعدہ فرمایا تھا) ایسوں کو بھاگ (یعنی ثواب) ہے ان کی کمائی کی وجہ سے (جو انہوں نے اعمال کئے یعنی حج ادا کیا اور دعائیں مانگیں ان کی وجہ سے) اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے (چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے کہ اللہ عزوجل دنیاوی ایام کے آدھے دن کی مقدار میں ساری مخلوق کا حساب فرمائیگا) اور اللہ کی یاد کرو (رمی جمرات کے وقت تکبیر کہتے ہوئے) گنے ہوئے دنوں میں

(یعنی تین ایام تشریق میں) تو جو جلدی کرے (یعنی قافلہ کیساتھ منیٰ سے نکلنے میں جلدی کرے) اور دو دن میں چلا جائے (یعنی ایام تشریق کے دوسرے دن رمی جمار کرنے کے بعد) اس پر کچھ گناہ نہیں (اس جلدی کرنے میں) اور جو رہ جائے (منی میں، یہاں تک کہ ایامِ تشریق کی تیسری رات بھی گزار لے اور رمی جمار بھی کرلے) تو اس پر گناہ نہیں (یعنی لوگوں کو اس میں اختیار ہے کیونکہ اللہ ﷻ نے دونوں صورتوں میں گناہ کی نفی فرمائی ہے) ڈرنے والوں کیلئے (اللہ ﷻ سے دورانِ حج، اسلئے کہ ایسا شخص ہی حقیقۃً حاجی ہوتا ہے) اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اسی کی طرف اٹھنا ہے (آخرت میں وہی تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دیگا) اور بعض آدمی وہ ہیں کہ دنیا کی زندگی میں اس کی بات تجھے بھلی لگے (حالانکہ وہ بات تجھے آخرت میں تعجب میں نہ ڈالے گی اسکے عقیدے کے مخالف ہونے کی وجہ سے) اور اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ لائے (کہ اسکا دل اللہ ﷻ کے اس فرمانِ عالیشان کے موافق ہے کہ) اور وہ سب سے بڑا جھگڑالو ہے (کہ وہ آپ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں سے اپنی عداوت کے باعث حد درجہ مخاصمت رکھنے والا ہے، اس سے مراد اخنس بن شریق منافق ہے، جو نبی پاک ﷺ کے سامنے انتہائی شیریں کلام کیا کرتا اور قسمیں کھاتا کہ حضور ﷺ پر ایمان رکھتا ہے اور آپ کا محب ہے، یوں اس نے بارگاہِ نبوی ﷺ میں مقامِ قرب پالیا، چنانچہ اللہ ﷻ نے اس کے جھوٹ کا پول کھول دیا، ایک دفعہ رات کے وقت وہ مسلمانوں کے کھیتوں اور جانوروں کے پاس سے گزرا تو اس نے کھیتی کو آگ لگادی اور جانوروں کی کونچیں کاٹ دیں، چنانچہ اس کی اس حرکتِ بد کے بارے میں اللہ ﷻ نے یوں ارشاد فرمایا) اور جب پیٹھ پھیرے (یعنی آپ ﷺ سے جدا ہو) تو چلے (سعی بمعنی مشی ہے) زمین میں فساد ڈالتا پھرے اور کھیتی اور جانیں تباہ کرے (یہ امور اسکے جملہ فساد میں سے ہیں) اور اللہ فساد پسند نہیں فرماتا (یعنی اس سے راضی نہیں ہوتا) اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو (اپنے کاموں کے بارے میں) تو اسے اور ضد چڑھے (یعنی اسے اسکی نخوت اور حمیت مزید ابھارتی ہے) گناہ کے کام پر (جس سے اسے بچنے کا حکم دیا گیا تھا) اسے کافی ہے (حسبه بمعنی کافیه ہے) دوزخ اور وہ ضرور بہت برا بچھونا ہے (یعنی بہت ہی برا بستر ہے، ھی ضمیر مبتدا محذوف ہے) اور کوئی آدمی بیچتا ہے (یشری بمعنی یبیع ہے) اپنی جان (یعنی اپنی جان کو باری ﷻ کی فرمانبرداری میں مصروف رکھتا ہے) چاہنے میں (طلب کرنے میں) اللہ کی مرضی (یعنی اسکی رضا، اس سے مراد حضرت سیدنا صہیب رومی رضی اللہ عنہ ہیں، جب مشرکین نے انہیں اذیتیں دیں تو آپ مدینہ منورہ ہجرت کر گئے اور اپنا سارا مال واسباب قریش کے لئے چھوڑ گئے) اور اللہ بندوں پر مہربان ہے (کہ اس نے اپنے بندوں کی ایسے کاموں کی طرف رہنمائی فرمائی جن میں اسکی رضا و خوشنودی ہے، یہ آیتِ مبارکہ حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور انکے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے ہفتہ کے دن کو عظیم سمجھا اور اسلام لانے کے بعد بھی اونٹ کے گوشت اور دودھ کو ناپسند کیا) اے ایمان والو! اسلام میں داخل ہوجاؤ (سِلم کو سین کے فتحہ اور کسرہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، یعنی اسلام میں) پورے (کافۃ حال ہے سلم سے، یعنی اس کے تمام شرعی احکام پر عمل پیرا ہوجاؤ) اور قدموں (یعنی راستوں) پر نہ چلو شیطان کے (یعنی جنہیں اس نے فرقہ بندی سے مزین کر رکھا ہے کہ بعض احکام میں سیدنا محمد مصطفٰی کی پیروی کی اور بعض احکام میں حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی نفی کی پیروی کی) بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (اسکی عداوت ظاہر ہے) اور اگر تم پھسلنے لگو (یعنی اسلام میں پورے داخل ہونے سے عدول کرو) بعد اس کے کہ تمہارے پاس روشن حکم آچکے (یعنی ظاہری دلائل اس بات پر آچکے کہ اسلام ہی حق ہے) تو جان لو کہ اللہ غالب (ہے کہ کوئی چیز اسے تم سے انتقام لینے سے عاجز نہیں کرسکتی) حکمت والا ہے (اپنی کاریگری میں) کس (ھل بمعنی ما ہے) انتظار میں ہیں (یعنی ترکِ اسلام کرنے والے اسلام میں داخل ہونے کا انتظار کس لئے کر رہے ہیں) مگر یہی کہ اللہ کا عذاب آئے (یعنی اسکا امر آئے، ایک جگہ ارشاد فرمایا ﴿اویاتی امر ربک﴾ یعنی اسکا عذاب) چھائے ہوئے (ظلل، ظلة کی جمع ہے)

بادلوں میں (یعنی غمام بمعنی سحاب ہے) اور فرشتے اتریں اور کام ہو چکے (یعنی انکی ہلاکت کا معاملہ مکمل ہو چکے) اور سب کاموں کی رجوع اللہ کی طرف ہے (یعنی آخرت میں اللہ ہی سب کو اسکا بدلہ دیگا، یو جع معروف ومجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الحج اشھر معلومت﴾

الحج: مبتدا، اشھر: موصوف، معلومت: صفت، ملکر مرکبِ توصیفی ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فمن فرض فیھن الحج فلارفث ولا فسوق ولاجدال فی الحج﴾

ف: فصیحہ، من: شرطیہ، فرض فیھن الحج: شرط، ف: جزائیہ، لا رفث: جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ، ولا فسوق: معطوف اول، ولا جدال فی الحج: معطوف ثانی، ملکر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿وما تفعلوا من خیر یعلمہ اللہ﴾

و: مستانفہ، ما: شرطیہ مفعول بہ مقدم، تفعلوا: فعل، واؤ ضمیر فاعل، من: زائدہ، خیر: مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ شرط، یعلمہ اللہ: جملہ فعلیہ ہوکر جوابِ شرط، جو اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿وتزودوا فان خیر الزاد التقوی﴾

و: مستانفہ، تزودوا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: مستانفہ تعلیلیہ، انّ: حرف مشبہ بالفعل، خیر الزاد: اسم، التقوی: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واتقونِ یاولی الالباب﴾

و: عاطفہ، اتقون: فعل امر، ن: وقایہ، ی: ضمیر مفعول محذوف، واؤ ضمیر فاعل، جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء، یا: قائم مقام ادعوا، اولی الالباب: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ندائیہ۔

﴿لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم﴾

لیس: فعل ناقص، علیکم: ظرفِ مستقر، خبر مقدم، جناح: موصوف، ان تبتغوا: محل جر میں ہے کہ فی اس سے پہلے محذوف ہے، فضلا: موصوف، من ربکم: صفت، ملکر مفعول، ان تبتغوا ......الخ: مجرور ہوکر ظرف مستقر جناح کی صفت، مرکب توصیفی اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذا افضتم من عرفت فاذکروا اللہ عندالمشعر الحرام واذکروہ کما ھدکم﴾

ف: استئنافیہ، اذا: شرطیہ، افضتم من عرفات: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اذکروا اللہ عند المشعر الحرام: معطوف علیہ، واذکروہ: فعل بافاعل ومفعول، ک: جار، ما ھداکم: مجرور، جو جار سے ملکر ظرف مستقر، ذکرا مصدر محذوف کی صفت، مرکب

توصیفی مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،ملکر جزا،شرط جزاملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿وان کنتم من قبله لمن الضالین﴾

و: حالیہ،ان: مخففہ،کنتم: فعل ناقص،تم ضمیر ذوالحال،من قبله: ظرف مستقر حال،ملکر اسم،لام: فارقہ،من الضالین: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ فعلیہ حال ہے ماقبل اذکروا کے فاعل سے۔

﴿ثم افیضوا من حیث افاض الناس واستغفروا الله ان الله غفور رحیم﴾

ثم: عاطفہ،افیضوا من حیث افاض الناس: جملہ فعلیہ معطوف واذکروا پر یاواتقون یا اولی الالباب پر،واستغفروا الله: ماقبل پر معطوف،ان الله غفور رحیم: جملہ مستانفہ۔

﴿فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا الله کذکرکم اباء کم اواشد ذکرا﴾

ف: استئنافیہ،اذا: شرطیہ،قضیتم مناسککم: جملہ فعلیہ ہوکر شرط،ف: جزائیہ،اذکروا: فعل بافاعل،الله: مفعول،ک: جار،ذکر: مصدر مضاف،کم: مضاف الیہ فاعل،اباء کم: مفعول،سب ملکر معطوف علیہ،او: عاطفہ،اشد: اسم تفضیل هو ضمیر ممیز،ذکرا: تمیز،ممیز تمیز ملکر اشد کا فاعل،ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿فمن الناس من یقول ربنا اتنا فی الدنیا وما له فی الاخرة من خلاق﴾

ف: استئنافیہ،من الناس: ظرف مستقر خبر مقدم،من یقول ربنا اتنا فی الدنیا: موصول صلہ ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومنهم من یقول ربنا اتنا فی الدنیاحسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار﴾

و: عاطفہ،منهم: ظرف مستقر خبر مقدم،مَن: موصولہ،یقول: فعل بافاعل قول،ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ،اتنا: فعل بافاعل ومفعول،فی الدنیا حسنة: معطوف علیہ،وفی الاخرة حسنة: معطوف،ملکر متعلق فعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،وقنا عذاب النار: معطوف،معطوف علیہ با معطوف مقصود بالنداء،نداا پنے مقصود بالنداء سے ملکر مقولہ،قول مقولہ ملکر صلہ،موصول صلہ ملکر مبتدا موخر،مبتدا موخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک لهم نصیب مما کسبوا والله سریع الحساب﴾

اولئک: مبتدا،لهم: خبر مقدم،نصیب: موصوف،مما کسبوا: صفت،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ،و: مستانفہ،الله: مبتدا،سریع الحساب: خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذکروا الله فی ایام معدودات فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیه﴾

و: عاطفہ، اذکروا: فعل بافاعل، اللّٰہ: مفعول، فی ایام معدودات: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: مستانفہ، مَن: شرطیہ، تعجل فی یومین: جملہ فعلیہ شرط، فلا اثم علیہ: جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿ومن تاخر فلا اثم علیہ لمن اتقی﴾

و: عاطفہ، مَن: شرطیہ، تـاخّر: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، فـلا اثـم علیہ: جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، ھذا: محذوف مبتدا، لام: جار، مَن اتقی: مجرور، ظرف مستقر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتقوا اللّٰہ واعلموا انکم الیہ تحشرون﴾

و: مستانفہ، اتقوا اللّٰہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، واعلموا: فعل بافاعل، انکم الیہ تحشرون: جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل اتقوا پر معطوف ہے۔

﴿ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوۃ الدنیا﴾

و: عاطفہ، من الناس: ظرف مستقر خبر مقدم، مَن: موصولہ، یعجب: فعل، ک: ضمیر مفعول، قولہ: فاعل، فی الحیوۃ الدنیا: ظرف لغو، ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر مبتدا موخر، جملہ اسمیہ معطوف ہے فمن الناس من یقول ربنا اتنا ......الخ پر۔

﴿ویشہد اللّٰہ علی ما فی قلبہ وھو الد الخصام﴾

و: عاطفہ، یشہد: فعل بافاعل، اللّٰہ: اسم جلالت مفعول، علی ما فی قلبہ: ظرف لغو، و: حالیہ، ھو الد الخصام: جملہ اسمیہ ہوکر حال یشہد کی ضمیر سے، جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ہے یعجبک ماقبل پر ای من یشہد۔

﴿واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیھا ویہلک الحرث والنسل﴾

و: عاطفہ، اذا: شرطیہ، تولی: فعل بافاعل شرط، سعی: فعل بافاعل، فی الارض: ظرف لغو، لام: جار، یفسد فیھا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویھلک الحرث والنسل: جملہ معطوف، ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جواب شرط معطوف ہے یعجبک پر۔

﴿واللّٰہ لا یحب الفساد﴾

و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، لا یحب الفساد: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واذا قیل لہ اتق اللّٰہ اخذتہ العزۃ بالاثم فحسبہ جہنم﴾

و: عاطفہ، اذا: شرطیہ، قیل لہ اتق اللّٰہ: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، اخذتہ العزۃ: جملہ فعلیہ، بالاثم: حال اخذتہ کی ضمیر سے، جملہ فعلیہ ہوکر جزاء، ملکر جملہ شرطیہ، ف: فصیحہ، حسبہ: مبتدا، جہنم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولبئس المهاد﴾

و: عاطفہ، لام: ابتدائیہ لـلقسم ،بئس: فعل ذم،المهاد: فاعل ،ملکر خبر مقدم، جهنم: محذوف مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب قسم،قسم مقدر واللّٰہ کیلئے،و: قسمیہ قائم مقام اقسم فعل،اللّٰہ: اسم جلالت مفعول،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله﴾

و: عاطفہ،من الناس: ظرف مستقر خبر مقدم، من: موصولہ، یشری: فعل با فاعل،نفسه: مفعول بہ، ابتغاء مرضات اللّٰہ: مرکب اضافی مفعول لہ، جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،موصول صلہ ملکر مبتدا مؤخر،مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله رءوف بالعباد﴾

و: مستانفہ،اللّٰہ: مبتدا،رءوف: صفت مشبہ،بالعباد: اس کے متعلق ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿یایها الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافة ولاتتبعوا خطوات الشیطن﴾

یایها الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ،ادخلوا فی السلم کافة: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و لا تتبعوا خطوات الشیطن: جملہ اسمیہ معطوف،معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مقصود بالنداء۔

﴿انه لکم عدو مبین﴾

انّ: حرف مشبہ بالفعل،ہ: ضمیر اسم،لکم: خبر مقدم،عدو مبین: مبتدا مؤخر، جملہ اسمیہ ہوکر خبر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان زللتم من بعد ما جاء تکم البینت فاعلموا ان الله عزیز حکیم﴾

ف:مستانفہ ،انْ: شرطیہ، زللتم: فعل با فاعل،من بعد ما جاء تکم البینات: ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ ،اعلموا: فعل با فاعل،انّ اللّٰہ عزیز حکیم: جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،شرط جواب شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿هل ینظرون الا ان یاتیهم الله فی ظلل من الغمام والملئکة﴾

هل: حرف استفہام،ینظرون: فعل با فاعل،الا: استثناء مفرغہ،ان: مصدریہ،یاتیهم: فعل و مفعول،اللّٰہ سے پہلے عذاب مضاف محذوف،ملکر مرکب اضافی ہوکر معطوف علیہ،والملئکة: معطوف،ملکر فاعل،فی ظلل من الغمام: ظرف لغو، جملہ فعلیہ بتاویل مصدر،مفعول ینظرون کیلئے۔

﴿وقضی الامر والی الله ترجع الامور﴾

و: عاطفہ، قضی الامر: جملہ فعلیہ معطوف ہے یاتیھم پر، و: مستانفہ، الی اللہ: ظرف لغو مقدم، ترجع: فعل، الامور: نائب الفاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......**وتزودوا فان خیر الزاد التقوی**......☆بعض یمنی حج کیلئے بے سامانی کیساتھ روانہ ہوتے تھے اوراپنے آپ کو متوکل کہتے تھے اور مکہ مکرمہ پہنچ کر سوال کرنا شروع کردیتے تھے اور کبھی غصب وخیانت کے مرتکب ہوتے، انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم ہوا کہ توشہ لیکر چلو اوراوروں پر بارنہ ڈالو، سوال نہ کرو کہ بہتر توشہ پرہیزگاری ہے، ایک قول یہ ہے کہ تقوی کا توشہ ساتھ لو جس طرح دنیاوی سفر کیلئے توشہ ضروری ہے اسی طرح سفرِ آخرت کیلئے بھی پرہیزگاری کا توشہ لازم ہے۔

☆......**لیس علیکم جناح ان تبتغوا**......☆بعض مسلمانوں نے خیال کیا کہ راہ حج میں جس نے تجارت کی یااونٹ کرائے پر چلائے اسکا حج ہی کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......**ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوۃ الدنیا**......☆یہ اوراس سے اگلی آیت اخنس بن شریق منافق کے حق میں نازل ہوئی جو سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر بہت میٹھی میٹھی باتیں کرتا تھا اوراپنے اسلام اورآپ کی محبت کا دعوی کرتا تھا اوراس پر قسمیں کھاتا اوردرپردہ فساد انگیزی میں مبتلا رہتا، مسلمانوں کے مویشی کو اسنے ہلاک کیا اورانکی کھیتی کو آگ لگادی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

۱......حج نام ہے، احرام باندھ کرنویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ معظمہ کے طواف کا، اس کے لئے خاص وقت مقرر ہے جس میں یہ افعال کئے جائیں توحج ہے۔ حج بقول راجح ۹ھ میں فرض ہوا، اسکی فرضیت قطعی ہے۔

فرائض حج یہ ہیں: (۱)......احرام، (۲)......وقوف عرفہ، (۳)......طوافِ زیارت، (۴)......نیت، (۵)......ترتیب، (۶)......ہر فرض کا اپنے وقت پر ہونا، (۷)......مکان یعنی وقوف زمین عرفات میں ہونا۔

(بھار شریعت مخرجہ، حج کے فرائض، حصہ:۶،ج۱،ص ۱۰۴۹)

واجباتِ حج: (۱)......وقوفِ مزدلفہ، (۲)......سعی، (۳)......رمی جمار، (۴)......آفاقی کیلئے طوافِ رجوع اور (۵)......حلق یا تقصیر۔ عمرہ کے رکن طواف وسعی ہیں، اوراس کی شرط احرام وحلق ہے۔

اقسامِ حج:

(۱)......**افراد بالحج**: یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں یاان سے قبل میقات سے یااس سے پہلے حج کا احرام باندھے اوردل سے اسکی نیت کرے خواہ زبان سے تلبیہ کے وقت اسکا نام لے یانہ لے۔ (۲)......**افراد بالعمرۃ** یہ ہے کہ میقات سے یااس سے پہلے اشہرِ حج میں یاان سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اوردل سے اسکا قصد کرے خواہ وقتِ تلبیہ زبان سے اسکا ذکر کرے یانہ کرے اوراس کے لئے اشہرِ حج میں یااس سے قبل طواف کرے خواہ اس سال میں حج کرے یانہ کرے مگرحج وعمرہ کے درمیان المامِ صحیح کرے، اس طرح کہ اپنے اہل کی طرف حلال ہوکرواپس ہو۔ (۳)......**حج قِران** یہ ہے کہ حج وعمرہ دونوں کوایک احرام میں جمع کرے، وہ احرام میقات

سے باندھا ہو یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا اس سے قبل اول سے حج وعمرہ دونوں کی نیت ہو خواہ وقت تلبیہ زبان سے دونوں کا ذکر کرے یا نہ کرے پہلے عمرہ کے افعال ادا کرے پھر حج کے۔(۴)......**حج تمتع** یہ ہے کہ میقات سے یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا اس سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور اشہر حج میں عمرہ کرے یا اکثر طواف اسکے اشہر حج میں ہوں اور حلال ہو کر حج کیلئے احرام باندھے اور اسی سال حج کرے اور حج وعمرہ کے درمیان اپنے اہل کیساتھ المام صحیح نہ کرے۔

میقات پانچ ہیں:(۱)......**ذو الحلیفة** اہلِ مدینہ کیلئے،(۲)......**ذاتِ عراق** اہل عراق کیلئے،(۳)......**جحفة** اہل شام کیلئے،(۴)......**قرن** اہل نجد کیلئے اور(۵)......**یلملم** اہل یمن کیلئے۔

عرفات ایک مقام کا نام ہے جو **مَوْقِف** ہے،ضحاک کا قول ہے کہ حضرت آدم وحوا جدائی کے بعد ۹ ذی الحجہ کو مقام عرفات پر جمع ہوئے اور دونوں میں تعارف ہوا،اس لئے اس دن کا نام عرفہ ہے اور مقام کا نام عرفات ہوا۔ایک قول یہ ہے کہ چونکہ اس روز بندے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اس لئے اس دن کا نام عرفہ ہے۔

حج کا طریقہ:

حاجی ۸ ذی الحجہ کی صبح کو مکہ مکرمہ سے منٰی کی طرف روانہ ہو،وہاں عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ کی صبح تک ٹھہرے اسی روز منٰی سے عرفات آئے،بعد زوال امام دو خطبے پڑھے،یہاں حاجی ظہر وعصر کی نماز امام کے ساتھ وقتِ ظہر میں جمع کر کے پڑھے،ان دونوں نمازوں کیلئے ایک اذان ہوگی اور تکبیریں دو،ان دونوں نمازوں کے درمیان سنت ظہر کے سوا کوئی نفل نہ پڑھا جائے،اس جمع کیلئے امام اعظم ضروری ہے،اگر امام اعظم نہ ہو یا گمراہ بدمذہب ہو تو ہر ایک نماز علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے وقت میں پڑھی جائے اور عرفات میں غروب تک ٹھہرے،پھر مزدلفہ کی طرف لوٹے اور جبل قزح کے قریب اترے،مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے عشاء کے وقت میں پڑھے اور فجر کی نماز خوب اول وقت اندھیرے میں پڑھے۔وادی محسّر کے سوا تمام مزدلفہ اور بطنِ عرنہ کے سوا تمام عرفات موقف ہے۔جب صبح خوب روشن ہو تو روز نحر یعنی ۱۰ ذی الحجہ کو منٰی کی طرف آئے اور بطن وادی سے جمرہ عقبہ کی ۷ مرتبہ رمی کرے پھر اگر چاہے تو قربانی کرے،پھر بال منڈائے یا کتروائے پھر ایامِ نحر میں کسی دن طواف زیارت کرے،پھر منٰی میں آکر تین دن اقامت کرے اور گیارہویں کی زوال کے بعد تینوں جمروں کی رمی کرے،اس جمرہ سے شروع کرے جو مسجد کے قریب ہے پھر جو اسکے بعد ہے پھر جمرہ عقبہ ہر ایک کی سات سات مرتبہ رمی کرے پھر اگلے روز ایسا ہی کرے پھر مکہ مکرمہ کی طرف چلا آئے۔

(ماخوذ از خزائن العرفان، حاشیه نمبر ۳۶۲ تا ۳۸۶)

قوله بالاحرام به:

۲......یعنی جو شخص ان دنوں میں اپنے اوپر لازم کر لے حج کا احرام باندھ کر اور اس بات کا تحقق شوافع کے نزدیک محض نیت کرنے سے ہو جائے گا اور احناف کے نزدیک تلبیہ اور قربانی کا جانور روانہ کرنے سے ہوگا۔

(جلالین جهازی سائز، حاشیه نمبر ۲۵، ص۲۹)

دوران حج تجارت کرنا:

۳......اس بات پر اتفاق ہے کہ حج کے دنوں میں تجارت کرنے سے اگر طاعت گزاری میں نقص آئے تو ایسی تجارت کرنا

جائز نہیں ہے اور اگر معاملہ اسکے برعکس ہے تو تجارت مباح ہے اور تجارت ترک کر دینا اولی ہے کہ اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا ﴿وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین﴾ اور اخلاص یہ ہے کہ عبادت کے ساتھ کوئی اور فعل نہ پایا جائے۔ امام کرخی کے قول کے مطابق حج میں تجارت کی اجازت دینا یہ رخصت پر محمول کیا گیا ہے۔ اور کتب فروع میں جو اس مسئلے پر تلخیص پیش کی گئی ہے کہ عبادت کے ساتھ اس کا غیر ملا لینے پر ثواب کے مرتب ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں تین اقوال ہیں۔ (۱)...... ابن عبد السلام کے نزدیک عبادت میں اس کے غیر کو شریک کرنے سے مطلقاً ثواب نہیں ملتا چاہے عبادت اور غیر عبادت دونوں کا قصد کیا ہو یا اس کے برخلاف ، (۲)...... امام محمد غزالی کے نزدیک یہ ہے کہ عبادت کے ساتھ کسی امر دنیوی کو ملا دیا تو اس صورت میں حصول ثواب کی تین صورتیں ہونگیں ایک یہ کہ اگر امر دنیوی کا قصد اغلب ہوگا تو اجر نہ ملے گا اور اگر امر دینی کا قصد اغلب ہوگا تو اس صورت میں جتنا امر دینی کی جانب زیادہ توجہ ہوگی اتنا ہی ثواب مرتب ہوگا اور اگر دونوں مقاصد یعنی امر دینی و دنیوی برابر پائے جائیں تو ثواب ساقط ہو جائے گا ، (۳)...... امام ابن حجر نے المنھاج میں ذکر کیا ہے کہ بہتر صورت یہ ہے کہ اگر عبادات کا قصد کیا جائے تو اس پر بقدر عبادت ثواب ملے گا اگر چہ اس کے ساتھ غیر عبادت کا مساوی یا غالب ہونا پایا جائے اور علامہ خیر الدین رملی نے ان سے اختلاف کیا ہے اور امام غزالی کے قول پر اعتماد کیا ہے۔ (الجمل، ج۱، ص۲۳۹ ملخصاً)

مزدلفہ میں رات گزارنے کی شرعی حیثیت:

مزدلفہ میں رات گزارنے کے بعد مشعر الحرام کے پاس دعائیں کرنا، تسبیح تہلیل وغیرہ کرنا، اس بارے میں کتب بھری پڑی ہیں۔ مزدلفہ میں رات گزارنا سنتِ مؤکدہ ہے مگر اس کا وقوف واجب ہے۔ وقوف مزدلفہ کو وقت صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک ہے اس کے درمیان اگر ایک لحہ بھی یہاں گزار لیا تو وقوف ہو گیا ظاہر ہے کہ جس نے فجر کے وقت میں یہاں نماز فجر ادا کی اس کا وقوف صحیح ہو گیا جو کوئی صبح صادق سے پہلے ہی مزدلفہ چلا گیا اس کا واجب ترک ہو گیا لہذا اس پر دم واجب ہے۔ ہاں عورت، بیمار ، یا ضعیف یا کمزور کہ جنہیں بھیڑ کے سبب ایذا پہنچنے کا اندیشہ ہو اگر ایسے لوگ مجبوراً چلے گئے تو کچھ حرج نہیں۔ کوہ مشعر الحرام پر اگر جگہ نہ ملے تو اس کے دامن اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو وادی محسّر کے سوا جہاں جگہ مل جائے وقوف کیجئے اور وقوف عرفات والی تمام باتیں یہاں بھی مدنظر رکھئے یعنی لبیک کی کثرت کیجئے اور ذکر و درود اور دعا میں مشغول ہو جایئے انشاء اللہ جو کچھ مانگیں گے وہ پائیں گے کہ (کل) عرفات میں حقوق اللہ معاف ہوئے تھے یہاں حقوق العباد معاف فرمانے کا وعدہ ہے۔

(رفیق الحرمین پاکٹ سائز، ص ۱۵۲، ۱۵۳)

استغفار:

۵...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: "خدا کی قسم! میں دن میں ستر سے زائد مرتبہ توبہ و استغفار کرتا ہوں۔" (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب استغفار النبی ﷺ فی یوم و لیلۃ، ص ۱۰۹۷)

☆...... حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور دو عالم ﷺ سے مروی ہے کہ سید الاستغفار یہ ہے "اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ لَکَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ"، اور آپ ﷺ نے اس سید الاستغفار کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ "جو شخص دن میں اس ورد کو یقین کے ساتھ پڑھے اور پھر شام ہونے سے پہلے انتقال کر جائے تو وہ جنتی ہے اور

اگر رات کو پڑھے لیکن صبح ہونے سے پہلے مر جائے تو تب بھی جنتی ہے۔"

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب افضل الاستغفار، ص۱۰۹۷)

دعائے ماثورہ:

۶......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے ﴿اللھم ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار﴾ (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربنا اتنا فی الدنیا، ص ۱۱۰۹)

اغراض:

وقیل کلہ :یعنی تمام ذی الحجہ میں،اور یہ قول امام مالک علیہ الرحمۃ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور امام زہری سے لیا ہے،اور یہ قول مذہب شافعی کے نزدیک شاذ ہے،اور"الروضۃ" کی عبارت یہ ہے کہ اس صورت میں لیلۃ النحر میں احرام باندھنا جائز نہیں ہے،اور یہ قول شاذ اور مردود ہے،محاملی نے الاملاء سے دو قول بیان کئے کہ تمام ذی الحجہ میں احرام باندھنا درست ہے اور یہ قول (قرینے سے) زیادہ شدید اور بعید ہے۔**ذوی العقول** :مضاف (اولی) اور مضاف الیہ (الباب) کی تفسیر ہے۔

فیکونون کلاً علی الناس :ابن جوزی کہتے ہیں کہ ابلیس نے توکل کی جانب رہنمائی کرنے والی قوم پر (توکل کی تعریف) مشتبہ کردی،پس وہ اپنے گھروں سے بغیر کسی زادراہ کے نکلتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ یہ ان کا توکل ہے حالانکہ وہ انتہائی خطا پر تھے۔

دفعتم:مصباح میں ہے کہ لوگ عرفات سے واپس ہوئے یعنی عرفات سے دور ہوئے،اور دس ذی الحجہ کے دن منی سے مکہ کی جانب واپس ہوئے اور مکہ کی طرف لوٹے اور اسی قبیل سے طواف افاضہ یعنی طواف رجوع ہے جو کہ منی سے مکہ جانے کے بعد کیا جاتا ہے۔

یقال لہ قزح:قزح بروزن عمر ہے یہ اسباب منع صرف میں سے علمیت اور عدل کی وجہ سے غیر منصرف ہے جیسا کہ جشم اور لفظ مشعر شعار سے نکلا ہے اور مراد اس سے وہ علامت ہے جو کہ معالم حج کے حوالے سے ہے اور مشعر کو حرام کے ساتھ موصوف کرنے کی وجہ اس کی حرمت ہے اور اس تحریم سے مراد منع ہے،پس اس میں ان کاموں کے کرنے کا انکار پایا جاتا ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔

حتی اسفر جداً:مراد اس سے دن کی روشنی ہے۔**معھم**:ای مع الناس یعنی لوگوں کے ساتھ۔**والکاف للتعلیل** :یعنی کما میں ما مصدریہ ہے مراد یہ ہے کہ تم اس رب العالمین کا ذکر کرو جس نے خاص تمہیں ہدایت دی۔

ای من عرفۃ :یہ حیث کی تفسیر ہے مراد اس سے عرفۃ ہے۔**وکانوا**:یعنی قریش ٹھہرے رہتے تھے۔**ترفعا**:ای استکبارا ہے۔**الثلاثۃ**:یوم النحر کے بعد تین دن،اس کی ابتداء ذی الحجہ کے گیارہویں دن سے ہوتی ہے اور یہ ابن عمر،ابن عباس،حسن،عطاء،مجاہد،قتادہ،اور مذہب امام شافعی کا قول ہے۔ایک قول یہ کیا گیا ہے ایام المعدودات یعنی گنتی کے دن یوم النحر اور اس کے بعد کے دو دن ہیں اور یہ قول علی بن ابی طالب،ابن عمر اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔

بعد رمی جمارہ :یعنی زوال کے بعد اکیس کنکریاں ہر جمرے پر سات کنکریاں،اور بارہویں تاریخ سورج غروب ہونے سے پہلے جلدی کرنا جائز ہے ہاں اگر سورج غروب ہو جائے تو پھر منٰی میں رات گزارنا ضروری ہے تاکہ تیرہویں تاریخ کی کنکریاں مار سکے۔(اور اگر مکہ مکرمہ چلے گئے تو کوئی کفارہ واجب نہ ہوگا،ہاں اگر تیرہویں تاریخ کی صبح صادق ہوگئی تو رمی کرنا واجب ہے)۔

اخنس بن شریق: یہ اس کا لقب ہے اس کا نام ابی ہے اور اس کا لقب اخنس بھی ہے اس لئے کہ بدر کے دن پیچھے رہ گیا تھا یعنی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قتال سے جانے سے رہ گیا اور اس کے ساتھ بنی زہرہ کے تین سو منافقین تھے جو کہ قتال پر جانے سے رہ گئے تھے۔
فیدنی مجلسه: یعنی وہ نبی پاک ﷺ کی مجلس میں قریب ہوا، پس جب نبی پاک ﷺ مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور اخنس آتا تو اسے اپنے قریب بٹھاتے اور یدنی کا فاعل ضمیر ہے جو کہ سید عالم ﷺ کی جانب لوٹتی ہے اور اس کا مفعول محذوف ہے جیسا کہ تم جانتے ہو اور بعض نسخوں میں یدنو ہے یعنی اخنس (قریب ہوا)۔
من جملة الفساد: خبر ہے اس کا مبتداء محذوف ہے جو کہ یہ کلام ہے "ویھلک الحرث والنسل"، خاص کا عام پر عطف ہے اور اگر عام فساد مراد ہو تو اس میں خون بہانا اور اموال کو لوٹ لینا وغیرہ شامل ہے۔ **فی طاعة الله:** یعنی نماز، روزہ، حج، جہاد اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر شامل ہے۔ **واصحابه:** یہود میں سے جو ایمان لائے۔
لما عظموا السبت: یعنی یہود اس دن کا احترام کرتے اور اس کی تعظیم پر مصر رہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں کرتے تھے اور دیگر تعظیم جو کہ ہفتے کے دن میں شکار کے بارے میں تحریم شامل ہے۔ **ای فی جمیع شرائعه:** یعنی بعض شریعتوں کی مخالفت نہ کرو جو کہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے خلاف ورزی کرنے کے حوالے سے ہفتے کے دن کی تعظیم اور اونٹ کا گوشت کھانے کی عدم کراہیت ہے، پس تم نے دونوں امور کی مخالفت کی کہ ہفتے کے دن کی تعظیم بھی کی اور اونٹ کے گوشت کی کراہیت بھی تم میں موجود رہی۔
حکیم فی صنعه: یعنی اللہ بتقاضائے حکمت مجرموں کا مواخذہ کرنے کو ترک نہیں فرماتا، آیت مبارکہ میں ان لوگوں کے لئے وعید اور تہدید ہے جن کے دلوں میں شک اور نفاق ہے یا دین کے بارے میں کوئی شبہ ہے۔ (الجمل، ج۱، ص۲۳۸ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

رکوع نمبر: ۱۰

﴿سل﴾ يَا مُحَمَّدُ ﴿بنى إسراء يل﴾ تَبْكِيْتًا ﴿كم اتينهم﴾ كَمْ إِسْتِفْهَامِيَّةٌ مُعَلِّقَةٌ سَلْ عَنِ الْمَفْعُوْلِ الثَّانِىْ
وَهِىَ ثَانِىْ مَفْعُوْلَىْ اٰتَيْنَا وَمُمَيِّزُهَا ﴿من اية بينة﴾ ظَاهِرَةٍ كَفَلْقِ الْبَحْرِ وَاِنْزَالِ الْمَنِّ وَالسَّلْوٰى فَبَدَّلُوْهَا
كُفْرًا ﴿ومن يبدل نعمة الله﴾ اَىْ مَآ اَنْعَمَ بِهٖ عَلَيْهِ مِنَ الْاٰيَاتِ لِاَنَّهَا سَبَبُ الْهِدَايَةِ ﴿من بعد ما جاء ته﴾
كُفْرًا ﴿فان الله شديد العقاب (۲۱۱)﴾ لَهٗ ﴿زين للذين كفروا﴾ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ ﴿الحيوة الدنيا﴾ بِالتَّمْوِيْهِ
فَاَحَبُّوْهَا ﴿و﴾ هُمْ ﴿يسخرون من الذين امنوا﴾ لِفَقْرِهِمْ كَعَمَّارٍ وَّبِلَالٍ وَّصُهَيْبٍ ﷺ اَىْ يَسْتَهْزِءُوْنَ بِهِمْ
وَيَتَعَالَوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْمَالِ ﴿والذين اتقوا﴾ الشِّرْكَ وَهُمْ هٰٓؤُلَاءِ ﴿فوقهم يوم القيمة والله يرزق من
يشاء بغير حساب (۲۱۲)﴾ اَىْ رِزْقًا وَّاسِعًا فِى الْاٰخِرَةِ اَوِ الدُّنْيَا بِاَنْ يَّمْلِكَ الْمَسْخُوْرُ مِنْهُمْ اَمْوَالَ
السَّاخِرِيْنَ وَرِقَابَهُمْ ﴿كان الناس امة واحدة﴾ عَلَى الْاِيْمَانِ فَاخْتَلَفُوْا بِاَنْ اٰمَنَ بَعْضٌ وَّكَفَرَ بَعْضٌ
﴿فبعث الله النبين﴾ اِلَيْهِمْ ﴿مبشرين﴾ مَنْ اٰمَنَ بِالْجَنَّةِ ﴿ومنذرين﴾ مَنْ كَفَرَ بِالنَّارِ ﴿وانزل معهم
الكتب﴾ بِمَعْنَى الْكُتُبِ ﴿بالحق﴾ مُتَعَلِّقٌ بِاَنْزَلَ ﴿ليحكم﴾ بِهٖ ﴿بين الناس فيما اختلفوا فيه﴾ مِنَ
الدِّيْنِ ﴿وما اختلف فيه﴾ اَىِ الدِّيْنِ ﴿الا الذين اوتوه﴾ اَىِ الْكِتَابَ فَاٰمَنَ بَعْضٌ وَّكَفَرَ بَعْضٌ ﴿من بعد
ما جاء تهم البينت﴾ اَلْحُجَجُ الظَّاهِرَةُ عَلَى التَّوْحِيْدِ، وَمِنْ مُتَعَلِّقَةٌ بِاِخْتَلَفَ وَهِىَ وَمَا بَعْدَهَا مُقَدَّمٌ عَلَى
الْاِسْتِثْنَآءِ فِى الْمَعْنٰى ﴿بغيا﴾ مِّنَ الْكَافِرِيْنَ ﴿بينهم فهدى الله الذين امنوا لما اختلفوا فيه من﴾ لِلْبَيَانِ
﴿الحق باذنه﴾ بِاِرَادَتِهٖ ﴿والله يهدى من يشاء﴾ هِدَايَتَهٗ ﴿الى صراط مستقيم (۲۱۳)﴾ طَرِيْقِ الْحَقِّ
وَنَزَلَ فِىْ جُهْدٍ اَصَابَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿ام﴾ بَلْ اَ ﴿حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما﴾ لَمْ ﴿ياتكم مثل﴾ شِبْهُ
مَآ اَتٰى ﴿الذين خلوا من قبلكم﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنَ الْمِحَنِ فَتَصْبِرُوْا كَمَا صَبَرُوْا ﴿مستهم﴾ جُمْلَةٌ
مُّسْتَانِفَةٌ مُّبَيِّنَةٌ مَا قَبْلَهَا ﴿الباساء﴾ شِدَّةُ الْفَقْرِ ﴿والضراء﴾ اَلْمَرَضُ ﴿وزلزلوا﴾ اُزْعِجُوْا بِاَنْوَاعِ الْبَلَاءِ
﴿حتى يقول﴾ بِالنَّصَبِ وَالرَّفْعِ اَىْ قَالَ ﴿الرسول والذين امنوا معه﴾ اِسْتِبْطَاءً لِّلنَّصْرِ لِتَنَاهِى الشِّدَّةِ
عَلَيْهِمْ ﴿متى﴾ يَاْتِىْ ﴿نصر الله﴾ الَّذِىْ وَعَدْنَاهُ فَاُجِيْبُوْا مِنْ قِبَلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿الان نصر الله قريب (۲۱۴)﴾
اِتْيَانُهٗ ﴿يسئلونك﴾ يَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿ماذا﴾ اَىِ الَّذِىْ ﴿ينفقون﴾ وَالسَّائِلُ عَمْرُو بْنُ الْجُمُوْحِ وَكَانَ
شَيْخًا ذَا مَالٍ فَسَاَلَ النَّبِىَّ ﷺ عَمَّا يُنْفِقُ وَعَلٰى مَنْ يُّنْفِقُ ﴿قل﴾ لَهُمْ ﴿ما انفقتم من خير﴾ بَيَانٌ لِّمَا

شَامِلٌ لِلْقَلِيْلِ وَالْكَثِيْرِ وَفِيْهِ بَيَانُ الْمُنْفَقِ الَّذِیْ هُوَ اَحَدُ شِقَّیِ السُّؤَالِ وَاَجَابَ عَنِ الْمَصْرَفِ الَّذِیْ هُوَ الشِّقُّ الْاٰخَرُ بِقَوْلِهٖ ﴿فللوالدين والاقربين واليتمى والمسكين وابن السبيل﴾ اَیْ هُمْ اَوْلٰى بِهٖ ﴿وما تفعلوا من خير﴾ اِنْفَاقٍ وَّ غَيْرِهٖ ﴿فان الله به عليم (۲۱۵)﴾ فَمُجَازٌ عَلَيْهِ ﴿كتب﴾ فُرِضَ ﴿عليكم القتال﴾ لِلْكُفَّارِ ﴿وهو كره﴾ مَكْرُوْهٌ ﴿لكم﴾ طَبْعًا لِمَشَقَّتِهٖ ﴿وعسى ان تكرهوا شيئا وهو خير لكم وعسى ان تحبوا شيئا وهو شر لكم﴾ لِمَيْلِ النَّفْسِ اِلَى الشَّهَوَاتِ الْمُوْجِبَةِ لِهَلَاكِهَا وَنُفُوْرِهَا عَنِ التَّكْلِيْفَاتِ الْمُوْجِبَةِ لِسَعَادَتِهَا فَلَعَلَّ لَكُمْ فِی الْقِتَالِ وَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُ خَيْرًا لِاَنَّ فِيْهِ اِمَّا الظَّفَرُ وَالْغَنِيْمَةُ اَوِ الشَّهَادَةُ وَالْاَجْرُ وَفِیْ تَرْكِهٖ وَاِنْ اَحْبَبْتُمُوْهُ شَرًّا لِاَنَّ فِيْهِ الذُّلَّ وَالْفَقْرَ وَحِرْمَانَ الْاَجْرِ ﴿والله يعلم﴾ مَا هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ﴿وانتم لا تعلمون (۲۱۶)﴾ ذٰلِكَ فَبَادِرُوْا اِلٰى مَا يَأْمُرُكُمْ بِهٖ۔

﴿ترجمہ﴾

پوچھو (اے محمد ﷺ!) بنی اسرائیل سے (زجر وتوبیخ کرتے ہوئے) ہم نے کتنی انہیں دیں (کم استفہامیہ ہے اس نے سل کو مفعول ثانی میں عمل کرنے سے روک دیا ہے اور کم بذات خود اتینا کا مفعول ثانی ہے اور اس کی تمیز مابعد من اية بينة ہے) روشن نشانیاں (یعنی واضح نشانیاں جیسا کہ سمندر کا پھٹنا، من وسلوٰی کا اترنا، پس انہوں نے ان نشانیوں کو کفر سے بدل دیا) اور جو بدل دے نعمت کو (یعنی ان نشانیوں کو جن کے ذریعے اس نے ان پر انعام کیا، یہ نشانیاں اس لئے نعمت ہیں کہ یہ سببِ ہدایت ہیں) اللہ کی آئی ہوئی (بسببِ کفر) تو بیشک اللہ کا عذاب (اسکے لئے) سخت ہے کافروں (یعنی اہلِ مکہ) کی نگاہ میں آراستہ کی گئی دنیا کی زندگی......۱ (اپنی بھرپور خوبصورتی وتروتازگی کے ساتھ تو وہ اسکی محبت میں گرفتار ہو گئے) اور (وہ) مسلمانوں سے ہنستے ہیں (یعنی حضرت سیدنا بلال، حضرت سیدنا عمار اور حضرت سیدنا صہیب رضی اللہ عنہم وغیرہ پر انکے فقر کی وجہ سے، کفار انکا مذاق اڑاتے اور بوجہ مال ان پر اپنی برتری جتاتے تھے) اور پرہیز کرنے والے (شرک سے، ان سے مراد یہی حضرات ہیں) ان سے اوپر ہوں گے قیامت کے دن اور خدا جسے چاہے بے گنتی دے......۲ (یعنی وسیع رزق عطا فرمائے آخرت میں یا دنیا میں، اس طرح کہ مذاق اڑانے والوں کے اموال وغلاموں کا مالک ان لوگوں کو بنا دے جنکی ہنسی اڑائی جاتی تھی) لوگ ایک دین پر تھے......۳ (یعنی ایمان پر تھے پھر انہوں نے آپس میں اختلاف کیا کہ بعض ان میں ایمان پر قائم رہے اور بعض نے کفر اختیار کیا) پھر اللہ نے انبیاء بھیجے (انکی طرف) خوشخبری دیتے (جنت کی ایمان لانے والوں کو) اور ڈر سناتے (جہنم کا کافروں کو) اور ان کے ساتھ کتاب اتاری (کتاب بمعنی کُتُب ہے) سچی (بالحق، انزل کے متعلق ہے) کہ وہ فیصلہ کردے (اس سے) لوگوں کے درمیان جن باتوں (یعنی دین) میں جھگڑنے لگے تھے اور کسی نے اختلاف نہیں کیا اس (دین) میں بجز ان لوگوں کے جن کو کتاب دی گئی تھی (کہ بعض ایمان لائے اور بعض نے کفر کیا) بعد اس

کے کہ ان کے پاس روشن حکم آچکے (یعنی توحید کی واضح اور ظاہر دلیلیں ان کے پاس آگئیں، مِنْ، اختلف کے متعلق ہے یہ جملہ من بعد ماجاء تھم البینت اور اسکے مابعد والا جملہ بغیا بینھم معنا استثناء پر مقدم ہے، کافروں کی) سرکشی سے آپس کی تو اللہ نے ایمان والوں کو وہ حق بات سوجھادی جس میں جھگڑ رہے تھے (مـــن بیانیہ ہے) اپنے حکم سے (یعنی اپنے ارادے سے) اور اللہ جسے چاہے (ہدایت دینا) اسے سیدھی راہ دکھائے.....ع.....(یعنی اسے راہِ حق پر چلا دیتا ہے، جب مسلمان انتہائی سخت مصائب سے دوچار ہونے لگے تو یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی) کیا (ام بمعنی بل ہے اور ہمزہ انکاری یہاں محذوف ہے) اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی (نہ) آئی حالت (یعنی اس جیسی مصیبت) تم پر اگلوں کی سی (یعنی جو تم سے پہلے مؤمنین پر آئی تھیں، تو تم بھی صبر کرو جس طرح انہوں نے صبر کیا) پہنچی انہیں (یہ جملہ مستانفہ ہے جو ماقبل جملے کا بیان ہے) سختی (یعنی سخت فقر) اور تکلیف (یعنی بیماری) اور ہلا ہلا ڈالے گئے (مختلف قسم کی آزمائشوں کے ساتھ) یہاں تک کہ کہہ اٹھا (یقول رفع اور نصب دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور بمعنی قال ہے) رسول اور اس کے ساتھ ایمان والے (مدد میں تاخیر اور شدت و تکلیف کی انتہاء کی وجہ سے کہ) کب (آئے گی) اللہ کی مدد (جسکا اس نے ہم سے وعدہ فرمارکھا ہے، پس بارگاہِ باری ﷻ سے جواب ملا) سن لو بیشک اللہ کی مدد قریب ہے (یعنی آنے والی ہے) تم سے پوچھتے ہیں (اے محمد ﷺ!) کیا خرچ کریں (ماذا ینفقون میں ذا بمعنی الذی ہے، یہ سوال کرنے والے حضرت سیدنا عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ تھے، آپ عمر رسیدہ اور مال دار تھے، لہذا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا اور کس پر خرچ کریں؟) تم فرماؤ (ان سے) جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو (من خیر، ما کا بیان ہے جو کہ تھوڑے اور زیادہ کو شامل ہے، یہ انکے سوال کے ایک جز یعنی مال منفق کا جواب ہے اور دوسرے جز یعنی مصرف کا جواب اس فرمان باری ﷻ میں ہے) تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لئے ہے (یعنی یہ حضرات اس مال کے زیادہ حق دار ہیں) اور جو بھلائی کرو (خواہ وہ انفاق ہو یا کچھ اور) بیشک اللہ اسے جانتا ہے (اس پر تمہیں جزا دینے والا ہے) فرض ہوا (کتب بمعنی فرض ہے) تم پر خدا کی راہ میں لڑنا (کافروں سے) اور وہ ناگوار ہے (کرہ بمعنی مکروہ ہے) تمہیں (طبعًا کیونکہ اس میں مشقت ہے) اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو (کیونکہ نفس ان خواہشات کی طرف مائل ہوتا ہے جو موجبِ ہلاکت ہوں اور ان تکالیف سے نفرت کرتا ہے جو موجبِ سعادت ہوتی ہیں، بہر حال جہاد تمہارے لئے ہر دو صورتوں میں بہتر ہی ہے اگرچہ تم اسے ناپسند ہی کرتے ہو کیونکہ جہاد میں یا تو کامیابی اور مالِ غنیمت ملے گا یا پھر شہادت یا اجر و ثواب ملے گا اور جہاد ترک کرنے میں برائی ہی برائی ہے اگرچہ تم ترکِ جہاد کو پسند ہی کرتے ہو کیونکہ اس میں ذلت و فقر اور اجر و ثواب سے محرومی ہے) اور اللہ جانتا ہے (اسے جو تمہارے لئے بہتر ہے) اور تم نہیں جانتے (تو جو حکم تمہیں دیا جاتا ہے اسکی تعمیل میں جلدی کرو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿سل بنی اسراء یل کم اٰتینھم من اٰیة بینة﴾

سل: فعل امر، انت ضمیر فاعل، بنی اسرائیل: مفعول اول، کم: استفہامیہ ممیز، من اٰیة بینة: تمیز، اپنے ممیز سے ملکر مفعول بہ مقدم، اٰتینھم: فعل با فاعل و مفعول جملہ فعلیہ ہو کر مفعول ثانی، سل فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یبدل نعمة الله من بعد ما جاء ته فان الله شدید العقاب﴾

و: مستانفہ،من: مبتدا،یبدل: فعل بافاعل،نعمة الله:مفعول،من: جار،بعد ماجاء ته: مجرور،جارمجرورملکرظرف لغو،یہ سب ملکر شرط،فان الله شدید العقاب: جملہ اسمیہ ہوکر جزا،شرط جزا ملکر خبر،جومبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿زین للذین کفروا الحیوة الدنیا﴾

زین: فعل مجہول،للذین کفروا: ظرف لغو،الحیوة الدنیا: فاعل،فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویسخرون من الذین امنوا والذین اتقوا فوقهم یوم القیمة﴾

و: عاطفہ،یسخرون: فعل بافاعل،من الذین امنوا: ظرف لغو،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،الذین اتقوا: مبتدا،فوقهم یوم القیمة: دونوں ظرف مستقر خبر،مبتداخبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله یرزق من یشاء بغیر حساب﴾

و: مستانفہ،الله: اسم جلالت مبتدا،یرزق: فعل بافاعل،من یشاء: مفعول،بغیره حساب: ظرف لغو،فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کان الناس امة واحدة﴾

کان: فعل ناقص،الناس: اسم،امة واحدة: مرکب توصیفی خبر،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فبعث الله النبین مبشرین ومنذرین﴾

ف: عاطفہ،بعث: فعل،الله: اسم جلالت فاعل،النبین: ذوالحال،مبشرین ومنذرین: حال،ملکر مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وانزل معهم الکتب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیه﴾

و: عاطفہ،انزل: فعل،الکتاب: ذوالحال،معهم: ظرف مستقر ہوکر حال،ملکر مفعول بہ،بالحق: ظرف لغو،لیحکم بین الناس ......الخ: ظرف لغو،سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومااختلف فیه الا الذین اوتوه من بعد ما جاء تهم البینت بغیا بینهم﴾

و: عاطفہ،مااختلف: فعل ماضی منفی،فیه: ظرف لغو،الا: للحصر،الذین اوتوه: موصول صلہ ملکر فاعل،من: جار،بعد ما جاء تهم البینت: مجرور،ملکر ظرف لغو،بغیا: موصوف،بینهم: صفت،ملکر مفعول لہ،سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فهدی الله الذین امنوا لما اختلفوا فیه من الحق باذنه﴾

ف: عاطفہ،هدی: فعل،الله: اسم جلالت فاعل،الذین امنوا: مفعول،لام: جار،ما: موصولہ،اختلفوا: فعل بافعل،فیه: ظرف لغو،یہ سب ملکر صلہ،موصول صلہ ملکر مجرور،جوجار سے ملکر ظرف لغو،من الحق: ظرف مستقر حال ہے ما سے،باذنه: الذین امنوا

سے حال، ھدی فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم﴾

و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، یھدی: فعل بافاعل، من یشاء: مفعول، الی: جار، صراط مستقیم: مجرور، ملکر ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ﴾

ام: منقطعہ، حسبتم: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، تدخلوا: فعل واؤ ضمیر فاعل، الجنۃ: مفعول، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، حسب فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم﴾

و: حالیہ، لما: نافیہ جازمہ، یات: فعل، کم: ضمیر مفعول، مثل: مضاف، الذین: موصولہ، خلوا من قبلکم: جملہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ اور جملہ حال ہے تدخلوا کی ضمیر سے۔

﴿مستھم الباساء والضراء وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین امنوا معہ متی نصر اللہ﴾

مستھم: فعل ومفعول، الباساء والضراء: فاعل، جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، زلزلوا: فعل بانائب الفاعل، حتی: جار یقول الرسول والذین امنوا معہ: فعل بافاعل ملکر قول، متی: ظرف زمان متعلق بمحذوف خبر مقدم، نصر اللہ: مبتدا موخر، جو خبر سے ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر مجرور، جو جار سے ملکر ظرف لغو، زلزلوا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الا ان نصر اللہ قریب﴾

الا: حرف تنبیہ، انّ: حرف مشبہ بالفعل، نصر اللہ: مرکب اضافی اسم، قریب: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یسئلونک ماذا ینفقون﴾

یسئلون: فعل بافاعل، ک: ضمیر مفعول، ما: مبتدا، ذا: خبر، ملکر مفعول بہ مقدم، ینفقون: فعل اپنے فاعل ومفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، یسئلون فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین والیتمی والمسکین وابن السبیل﴾

قل: فعل امر، انت ضمیر فاعل، ملکر قول، ما: شرطیہ مفعول بہ مقدم، انفقتم من خیر: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لام: جار، والدین: معطوف علیہ، والاقربین ......الخ: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر متعلق شبہ فعل ہوکر خبر، مبتدا محذوف ھو، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزاء، اپنی شرط سے ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وما تفعلوا من خیر فان اللہ بہ علیم﴾

و: عاطفہ،ما: شرطیہ مفعول بہ مقدم،تفعلوا من خیر: فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط،ف: جزائیہ،ان اللہ بہ علیم: جملہ اسمیہ ہوکر جزا،جو اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم﴾

کتب: فعل،علیکم: ظرف لغو،القتال: نائب الفاعل ذوالحال،و: حالیہ،ھو: مبتدا،کرہ لکم: خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال،سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وعسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم﴾

و: استینافیہ،عسی: فعل جامد،ان تکرھوا: فاعل،شیئا: مفعول،عسی،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ،و: حالیہ،ھو: مبتدا،خیر لکم: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال ہے مفعول سے،دوسرا جملہ عسی ان تحبوا ...... الخ کی ترکیب یہی ہے۔

﴿واللہ یعلم وانتم لا تعلمون﴾

و: مستانفہ،اللہ: مبتدا،یعلم: فعل بافاعل ملکر خبر،و: عاطفہ،انتم: مبتدا،لا تعلمون: فعل بافاعل ملکر خبر،ملکر ماقبل پر معطوف۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ......☆ یہ آیت غزوۂ احزاب سے متعلق نازل ہوئی جہاں مسلمانوں کو سردی اور بھوک وغیرہ کی سخت تکلیفیں پہنچی تھیں،اس میں انہیں صبر کی تلقین فرمائی گئی اور بتایا گیا کہ راہِ خدا میں تکالیف برداشت کرنا قدیم سے خاصانِ خدا کا معمول رہا ہے ابھی تو تمہیں پہلوں کی سی تکلیفیں پہنچی بھی نہیں ہیں۔بخاری شریف میں حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سایۂ کعبہ میں اپنی چادر مبارک سے تکیہ کئے ہوئے تشریف فرما تھے ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے دعا کیوں نہیں فرماتے؟ ہماری کیوں مدد نہیں کرتے؟“ فرمایا: ”تم سے پہلے لوگ گرفتار کئے جاتے،زمین میں گڑھا کھود کر اس میں دبائے جاتے تھے،آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالے جاتے تھے اور لوہے کی کنگھیوں سے انکے گوشت نوچے جاتے تھے اور ان میں کوئی مصیبت انہیں انکے دین سے نہ روک سکتی تھی۔“

☆......یسئلونک ماذا ینفقون......☆ یہ آیت حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کے جواب میں نازل ہوئی جو بوڑھے شخص تھے اور بڑے مالدار تھے،انہوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ کیا خرچ کریں؟ اور کس پر خرچ کریں؟ اس آیت میں انہیں بتا دیا گیا کہ جس قسم کا اور جس قدر مال قلیل یا کثیر خرچ کرو اس میں ثواب ہے۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

کافروں کیلئے دنیا کی زندگی مزین ہے:

۱......تزیین سے مراد یہ ہے کہ کافروں کواللہ ﷻ نے دنیا میں مہلت دی یہانتک کہ انھوں نے اسے قبول کرلیا اور اس سے محبت کی اور اسی مہلت کا نام تزیین ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ مزین کرنے والے سے مراد شیطان اور سرکش جن وانس ہیں، اور انھوں نے کافروں کو دنیا کی طلب پر حریص بنادیا اور آخرت کے معاملات ان پر قبیح کر کے پیش کیے۔ (الخازن، ج۱، ص ۱۴۱)

بے حساب رزق سے مراد:

۲......اللہ ﷻ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے، حضرت سیدنا ابن عباس سے مروی ہے کہ اللہ ﷻ بغیر مقدار کے کثیر رزق عطا فرماتا ہے کیونکہ ہر وہ رزق جس پر حساب کا اطلاق ہو وہ قلیل شمار ہوتا ہے۔ اسکا معنی یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے رزق کشادہ کرے۔ ایک قول کے مطابق وہ دنیا میں رزق دیگا اور آخرت میں حساب نہ لے گا۔ اس بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ بندے کو وہاں سے روزی دیگا جہاں سے اسکا گمان بھی نہ ہوگا اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ بغیر استحقاق بندے کو رزق عطا فرمائے گا۔ اس کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا کہ اسے اپنے خزانوں میں کمی کا خوف ہی نہیں کہ اسے اس میں سے دینے کے بعد حساب کی حاجت پڑے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ حساب کی حاجت اس وقت ہوتی ہے جب کہ یہ جاننا ہو کہ فلاں کو کتنی مقدار میں دیا گیا ہے اور اللہ ﷻ اس سے بے پرواہ ہے جانتا ہے جو اس نے دیا اور اسے اپنے خزانوں کے ختم ہونے کا خوف نہیں کیونکہ اسکے خزانے لفظ کن کے کاف اور نون کے درمیان ہیں۔ یہ بھی کہا گیا کہ اللہ ﷻ جس کے لئے چاہے رزق تنگ کردے اور جس کے لئے چاہے کشادہ کردے، اور وہ اپنے خزانوں سے ہر ایک کو اسکی حاجت کے مطابق نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ دیتا ہے اور اسکے حکم میں کوئی معارضہ کرنے والا نہیں اور نہ ہی اس کے دیئے میں کوئی حساب لینے والا ہے، اور نہ ہی اس سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ تو نے اسے کیوں دیا اور اسے محروم کیوں رکھا، اور نہ ہی یہ کہا جاسکتا ہے کہ تو نے یہ زیادہ کیوں دیا؟ کیونکہ اسکا کوئی شریک نہیں کہ اسکی سلطنت میں اس سے جھگڑے اور اس سے اسکے کئے پر سوال کرے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ ﷻ مومنین کو آخرت میں جو ثواب اور عزتیں عطا فرمائے گا وہ انکے لئے بے حساب ہونگی اور وہ یوں کہ جنت کی نعمتوں میں نہ کمی ہوتی ہے اور نہ ہی انقطاع۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ ﷻ جنتیوں کو ثواب اور اجر انکے اعمال کے مقابلے میں عطا فرمائے گا پھر ان پر فضل فرمائے گا اور یہ فضل ان پر بغیر حساب کے ہوگا۔ (الخازن، ج۱، ص ۱۴۲)

ایک ہی امت ہونے سے مراد:

۳......حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت سیدنا ادریس علیہ السلام کے زمانے تک لوگ موحد تھے اور حضرت سیدنا آدم علیہ السلام ہی کے دین پر قائم تھے، اس طرح کہ فرشتے ان سے مصافحہ کیا کرتے سوائے کچھ لوگوں کے جن میں قابیل اور اسکے متبعین شامل تھے، یا پھر لوگ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے دور تک ایک ہی دین پر تھے جیسا کہ بزار وغیرہ کی روایت ہے۔ حضرت سیدنا ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اور حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے مابین دس صدیاں تھیں، ان میں تمام کے تمام افراد شریعتِ حقہ پر تھے یا طوفانِ نوح کے بعد جبکہ ان میں سوائے اسی (80) مرد و عورت کے کوئی نہ بچا، پھر وہ

سب بھی مر گئے سوائے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام اور انکے بیٹے سام، حام اور یافث اور انکی بیویوں کے اور یہ سارے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے دین پر تھے۔ (روح المعانی، الجزء الثانی، ص۶۷۷)

ھدایت کے معنی:

اہل لغت کے نزدیک ہدایت کے معنی یہ ہیں کہ اس بات (یعنی راہ یا راستے) کی جانب رہنمائی کرنا جو مطلوب تک پہنچادے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ طرز عمل ہے جو مطلوب تک پہنچادے۔ (التعریفات، ص ۲۵۱)

منطقی کہتے ہیں کہ ہدایت نام ہے الموصل الی المطلوب (مقصود تک پہنچانا) اور اراءۃ الطریق (راستہ دکھانا)۔ (شرح تھذیب، ص۲)

اغراض:

فبدلوھا کفرا: یعنی بنی اسرائیلیوں نے من وسلوی کی نعمت کو اس کے موجب اور مقتضی سے بدل دیا اور اس کا موجب و مقتضی ایمان لے آنا تھا، مفسر کے قول فبدلوھا کفرا میں ھا مفعول اول اور کفرا مفعول ثانی ہے یعنی انہوں نے نعمت کو کفر سے ملادیا حالانکہ اس کا مقتضی یہ تھا کہ وہ ایمان لے آتے اور ہدایت پاجاتے۔ لانھا سبب الھدایۃ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ آیات یعنی معجزات نعمت ہوتی ہیں، اور ہدایت صریح نعمت اور اس نعمت کا سبب ایسی ہی آیات ہوا کرتی ہیں۔ بالتمویۃ: اس میں باء سببیہ ہے یعنی خوبصورتی اور تر و تازگی کے سبب۔ کرخی نے کہا کہ تزیین و تحسین محسوس کرنے والی چیز ہے نہ کہ فہم میں آنے والی، اور اسی لئے یہ دنیا کے اوصاف میں سے ہوا کرتی ہیں نہ کہ آخرت کے اوصاف میں سے جیسے ﴿زین للناس حب الشھوات﴾ (آل عمران:۱۴) وھی: یعنی اپنے مدخول اور مفسر کے قول کے مطابق اپنے مابعد بغیا بینھم کے ساتھ ہے، بغیا بینھم مفعول لہ ہونے کی بنا پر منصوب ہے یا حال ہونے کی بناء پر، اور بینھم، بغیا کی صفت یا حال ہے۔ بالنصب والرفع: جمہور کی قرائت کے مطابق حتی بمعنی الی ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے کہ الی ان یقول، اور نافع کی قرائت کے مطابق یقول مرفوع ہوگا اس لئے کہ فعل مستقبل اگر حال کے بعد واقع ہو تو ماقبل سے مقارن ہوگا اور حال حتی کے بعد نصب نہیں دیتا اور نہ ہی اس کے غیر کے بعد نصب دیتا ہے۔ (مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے جمل کے اسی حاشیہ کا مطالعہ کریں)۔ استبطاء للنصر: یعنی کرب کو دور کرنا کہ کوئی شک وشبہ نہ رہے۔ ای الذی ینفقونہ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ذا بمعنی الذی اسم موصول ہے اور ضمیر عائد محذوف ہے اور ما دراصل استفہامیہ ہے اس لئے یہ الذی میں عمل نہیں کرے گا۔ یسالونک: مبتداء ہے اور اس کی خبر ذا ہے، اور جملہ یسالون کے ساتھ محل نصب میں ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے: ''یسالونک ای الشی الذی ینفقونہ'' ۔ وفیہ بیان المنفق: پس معنی یہ ہے کہ جو بھی قدر اور جنس تم خرچ کرو اس میں خیر اور ثواب ہے، ثواب کو قدر اور جنس کے ساتھ مقید نہیں کیا گیا۔ فرض: فرض عین مراد ہے کہ جب بھی کافر ہمارے شہر میں داخل ہوں ان سے قتال کرو اور فرض کفایہ ہوگا جب کہ وہ اپنے شہروں میں ہوں۔ (الجمل، ج۱، ص ۲۵۱ وغیرہ)

و نزل فی جھد: یعنی مشقت، تنگی اور آزمائش کا اژدہام، اور یہ آیت غزوۂ احزاب میں نازل ہوئی اور ایک قول کے مطابق اس کا شان نزول غزوۂ خندق ہے، اس میں مسلمانوں کو شدت، خوف، سردی اور تنگی وغیرہ پہنچی جو کہ مخفی نہیں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ آیت غزوۂ احد میں نازل ہوئی۔ اس بارے میں تفاسیر میں اور بھی اقوال ہیں۔ (الخازن، ج۱، ص ۱۴۳)

فاختلفوا: صحیحین میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں نے عمرو بن عامر بن لحی بن قمعۃ بن خندف کو دیکھا کہ آگ

میں اپنی انتڑیاں گھسیٹ کر چل رہا ہے۔ یہی وہ پہلا شخص تھا جس نے بتوں کے نام پر اونٹنیاں چھوڑی تھیں''۔ ابن جریر نے بھی اپنی تفسیر میں اسی طرح کی حدیث نقل کی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ ''بیشک یہی وہ پہلا شخص تھا جس نے دین ابراہیمی کو تبدیل کر دیا تھا''۔

(المظھری، ج۱، ص۲۵۲)

رکوع نمبر: ۱۱

وَاَرسَلَ النَّبِيُّ ﷺ اَوَّلَ سَرَايَاهُ وَاَمَّرَ عَلَيْهَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَحْشٍ فَقَاتَلُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَقَتَلُوا ابْنَ الْحَضْرَمِيِّ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ جَمَادَى الْاٰخِرَةِ وَالْتَبَسَ عَلَيْهِمْ بِرَجَبٍ فَعَيَّرَهُمُ الْكُفَّارُ بِاسْتِحْلَالِهٖ فَنَزَلَ ﴿يسئلونک عن الشهر الحرام﴾ الْمُحَرَّمِ ﴿قتالٍ فيه﴾ بَدَلُ اِشْتِمَالٍ ﴿قل﴾ لَهُمْ ﴿قتال فيه كبير﴾ عَظِيْمٌ وِزْرًا، مُبْتَدَاٌ وَخَبَرٌ ﴿وصد﴾ مُبْتَدَاٌ مَنْعٌ لِّلنَّاسِ ﴿عن سبيل الله﴾ دِيْنِهٖ ﴿وكفربه﴾ بِاللّٰهِ ﴿و﴾ صَدٌّ عَنِ ﴿المسجد الحرام﴾ اَیْ مَكَّةَ ﴿واخراج اهله منه﴾ وَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَخَبَرُ الْمُبْتَدَاِ ﴿اكبر﴾ اَعْظَمُ وِزْرًا ﴿عند الله﴾ مِنَ الْقِتَالِ فِيْهِ ﴿والفتنة﴾ الشِّرْكُ مِنْكُمْ ﴿اكبرمن القتل﴾ لَكُمْ فِيْهِ ﴿ولا يزالون﴾ اَیِ الْكُفَّارُ ﴿يقاتلونكم﴾ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿حتى﴾ كَیْ ﴿يردوكم عن دينكم﴾ اِلَى الْكُفْرِ ﴿اِن استطاعوا ومن يرتدد منكم عن دينه فيمت وهو كافرفاولئک حبطت﴾ بَطَلَتْ ﴿اعمالهم﴾ اَلصَّالِحَةُ ﴿فی الدنيا والاخرة﴾ فَلَا اِعْتِدَادَ بِهَا وَلَا ثَوَابَ عَلَيْهَا وَالتَّقْيِيْدُ بِالْمَوْتِ عَلَيْهِ يُفِيْدُ اَنَّهٗ لَوْ رَجَعَ اِلَى الْاِسْلَامِ لَمْ يَبْطُلْ عَمَلُهٗ فَيُثَابُ عَلَيْهِ وَلَا يُعِيْدُهٗ كَالْحَجِّ مَثَلًا وَّعَلَيْهِ الشَّافِعِيُّ ﴿واولئک اصحب النار هم فيها خلدون(۲۱۷)﴾ وَلَمَّا ظَنَّ السَّرِيَّةُ اَنَّهُمْ اِنْ سَلِمُوْا مِنَ الْاِثْمِ فَلَا يَحْصُلُ لَهُمْ اَجْرٌ نَزَلَ ﴿ان الذين امنوا والذين هاجروا﴾ فَارَقُوْا اَوْطَانَهُمْ ﴿وجاهدوا فی سبيل الله﴾ لِاِعْلَاءِ دِيْنِهٖ ﴿اولئک يرجون رحمة الله﴾ ثَوَابَهٗ ﴿والله غفور﴾ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿رحيم(۲۱۸)﴾ بِهِمْ ﴿يسئلونک عن الخمر والميسر﴾ اَلْقِمَارِ، مَا حُكْمُهُمَا؟ ﴿قل﴾ لَهُمْ ﴿فيهما﴾ اَیْ فِیْ تَعَاطِيْهِمَا ﴿اثم كبير﴾ عَظِيْمٌ، وَفِیْ قِرَآءَةٍ بِالْمُثَلَّثَةِ لِمَا يَحْصُلُ بِسَبَبِهِمَا مِنَ الْمُخَاصَمَةِ وَالْمُشَاتَمَةِ وَقَوْلِ الْفُحْشِ ﴿ومنافع للناس﴾ بِاللَّذَّةِ وَالْفَرَحِ فِی الْخَمْرِ وَاِصَابَةِ الْمَالِ بِلَا كَدٍّ فِی الْمَيْسِرِ ﴿واثمهما﴾ اَیْ مَا يَنْشَاُ عَنْهُمَا مِنَ الْمَفَاسِدِ ﴿اكبر﴾ اَعْظَمُ ﴿من نفعهما﴾ وَلَمَّا نَزَلَتْ شَرِبَهَا قَوْمٌ وَامْتَنَعَ عَنْهُمَا اٰخَرُوْنَ اِلٰى اَنْ حَرَّمَتْهُمَا اٰيَةُ الْمَآئِدَةِ ﴿ويسئلونک ماذا ينفقون﴾ اَیْ مَا قَدْرُهٗ ﴿قل﴾ اَنْفِقُوا ﴿العفو﴾ اَیِ الْفَاضِلَ عَنِ الْحَاجَةِ وَلَا تُنْفِقُوْا مَا تَحْتَاجُوْنَ اِلَيْهِ وَتُضِيْعُوْا اَنْفُسَكُمْ، وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالرَّفْعِ بِتَقْدِيْرِ هُوَ ﴿كذلک﴾ كَمَا

بُيِّنَ لَكُمْ مَا ذُكِرَ ﴿يبين الله لكم الايت لعلكم تتفكرون (۲۱۹) فى﴾ اَمْرِ ﴿الدنيا والاخرة﴾ فَتَاْخُذُوْنَ بِالْاَصْلَحِ لَكُمْ فِيْهِمَا ﴿ويسئلونك عن اليتمى﴾ وَمَا يَلْقَوْنَهُ مِنَ الْحَرَجِ فِىْ شَاْنِهِمْ فَاِنْ وَاكَلُوْهُمْ يَاْثِمُوْا وَاِنْ عَزَلُوْا مَالَهُمْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَصَنَعُوْا لَهُمْ طَعَامًا وَّحْدَهُمْ فَحَرَجٌ ﴿قل اصلاح لهم﴾ فِىْ اَمْوَالِهِمْ بِتَنْمِيَتِهَا وَمُدَاخَلَتُكُمْ ﴿خير﴾ مِنْ تَرْكِ ذٰلِكَ ﴿وان تخالطوهم﴾ اَىْ تَخْلِطُوْا نَفَقَتَهُمْ بِنَفَقَتِكُمْ ﴿فاخوانكم﴾ اَىْ فَهُمْ اِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ وَمِنْ شَانِ الْاَخِ اَنْ يُّخَالِطَ اَخَاهُ اَىْ فَلَكُمْ ذٰلِكَ ﴿والله يعلم المفسد﴾ لِاَمْوَالِهِمْ بِمُخَالَطَتِهٖ ﴿من المصلح﴾ بِهَا فَيُجَازِىْ كُلًّا مِّنْهُمَا ﴿ولو شاء الله لاعنتكم﴾ لَضَيَّقَ عَلَيْكُمْ بِتَحْرِيْمِ الْمُخَالَطَةِ ﴿ان الله عزيز﴾ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ ﴿حكيم (۲۲۰)﴾ فِىْ صُنْعِهٖ ﴿ولا تنكحوا﴾ تَتَزَوَّجُوْا اَيُّهَا الْمُسْلِمُوْنَ ﴿المشركت﴾ اَىِ الْكَافِرَاتِ ﴿حتى يؤمن ولامة مؤمنة خير من مشركة﴾ حُرَّةٍ لِاَنَّ سَبَبَ نُزُوْلِهَا الْعَيْبُ عَلٰى مَنْ تَزَوَّجَ اَمَةً مُّؤْمِنَةً وَّالتَّرْغِيْبُ فِىْ نِكَاحِ حُرَّةٍ مُّشْرِكَةٍ ﴿ولو اعجبتكم﴾ لِجَمَالِهَا وَمَالِهَا وَهٰذَا مَخْصُوْصٌ بِغَيْرِ الْكِتَابِيَاتِ بِاٰيَةِ "وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ" ﴿ولا تنكحوا﴾ تُزَوِّجُوْا ﴿المشركين﴾ اَىِ الْكُفَّارَ الْمُؤْمِنَاتِ ﴿حتى يؤمنوا ولعبد مؤمن خير من مشرك ولو اعجبكم﴾ لِمَالِهٖ وَجَمَالِهٖ ﴿اولئك﴾ اَىْ اَهْلُ الشِّرْكِ ﴿يدعون الى النار﴾ بِدُعَائِهِمْ اِلَى الْعَمَلِ الْمُوْجِبِ لَهَا فَلَا تَلِيْقُ مُنَاكَحَتُهُمْ ﴿والله يدعوا﴾ عَلٰى لِسَانِ رُسُلِهٖ ﴿الى الجنة والمغفرة﴾ اَىِ الْعَمَلِ الْمُوْجِبِ لَهُمَا ﴿باذنه﴾ بِاِرَادَتِهٖ فَتَجِبُ اِجَابَتُهٗ بِتَزْوِيْجِ اَوْلِيَائِهٖ ﴿ويبين ايته للناس لعلهم يتذكرون (۲۲۱)﴾ يَتَّعِظُوْنَ۔

﴿ترجمہ﴾

(نبی پاک ﷺ نے اپنے پہلے سریہ کو روانہ ...... فرمایا اور اس پر حضرت سیدنا عبداللہ بن جحش ﷜ کو امیر بنایا، انہوں نے مشرکین سے قتال کیا اور ابن حضرمی کو جمادی الاخر کے آخری دن قتل کیا لیکن ان پر رجب کی پہلی تاریخ مشتبہ ہوگئی، پس کافروں نے انہیں ماہِ حرام کا احترام نہ کرنے پر عار دلائی تب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی) تم سے پوچھتے ہیں ماہِ حرام (یعنی حرمت والے مہینوں) میں لڑنے کا حکم (قتال فيه، الشهر الحرام سے بدل اشتمال ہے) تم فرماؤ (ان سے) اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے (یعنی عظیم گناہ ہے، قتال فيه مبتدا ہے اور کبیر خبر ہے) اور روکنا (لوگوں کو، صد مبتدا ہے) اللہ کی راہ سے (یعنی اسکے دین سے) اور اس (یعنی اللہ) پر ایمان نہ لانا اور (روکنا) مسجد حرام (یعنی مکۃ المکرمۃ) سے اور اس کے بسنے والوں کو نکال دینا (اس سے مراد نبی پاک ﷺ اور مؤمنین ہیں، مبتدا کی خبر اکبر ہے) یہ گناہ اس سے بھی بڑے ہیں (یعنی عظیم تر گناہ ہیں) اللہ کے نزدیک (حرم میں قتال کرنے سے) اور فتنہ (یعنی تمہارا

شرک میں مبتلا ہونا) قتل سے سخت تر ہے (یعنی تمہارا مشرک ہونا حرم میں قتال کرنے سے بڑا گناہ ہے) اور ہمیشہ وہ (یعنی کافر) تم سے لڑتے رہیں گے (اے مؤمنو!) یہاں تک کہ (حتی بمعنی کی ہے) تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں (کفر کی طرف) اگر بن پڑے اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں کے اعمال (صالحہ) حبط (یعنی باطل ہوئے) دنیا میں اور آخرت میں (نہ تو ان کی نیکیاں شمار ہونگی اور نہ ان پر ثواب ملے گا، حبط اعمال کو کفر پر مرنے پر مقید کرنا اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ اگر وہ اسلام کی طرف لوٹ آئے تو انکے اعمال باطل نہ ہونگے بلکہ اس پر ثواب بھی دیا جائے اور ان اعمال کا اعادہ بھی نہ کیا جائے گا جیسا کہ حج وغیرہ کا اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے) اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا (ہے، جب حضرت سیدنا عبداللہ بن جحش ﷺ کی سرکردگی میں بھیجے گئے لشکر نے گمان کیا کہ اگر چہ بے خبری میں ماہِ رجب میں جنگ کرنے کا انہیں گناہ تو نہیں ملے گا لیکن انہیں اس پر کوئی اجر بھی نہ ملے گا اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی) وہ جو ایمان لائے اور وہ جنہوں نے اللہ کے لئے ہجرت کی (یعنی اپنے گھر بار) چھوڑنے اور اللہ کی راہ میں لڑے (دین کی سربلندی کیلئے) وہ رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ثواب کے امیدوار ہیں) اور اللہ بخشنے والا (ہے مؤمنوں کو اور) مہربان ہے (ان پر) تم سے شراب......۲......اور جوئے......۳......کا حکم پوچھتے ہیں (یعنی پوچھتے ہیں کہ ان دونوں کا حکم کیا ہے؟) تم فرما دو (ان سے) کہ ان دونوں میں (یعنی ان دونوں برائیوں کے ارتکاب میں) بڑا گناہ ہے (یعنی عظیم گناہ ہے، ایک قرأت میں کبیر کے بجائے کثیر ہے کہ ان کے سبب جھگڑا، گالی گلوچ اور فحش کلامی ہوتی ہے) اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی (یعنی شراب میں لذت وفرحت حاصل ہوتی ہے اور جوئے میں مالی منفعت بلا محنت حاصل ہوتی ہے) اور ان کا گناہ (یعنی وہ خرابیاں جو ان دونوں سے پیدا ہوتی ہیں) بڑا ہے (یعنی اکبر بمعنی اعظم ہے) ان کے نفع سے (اس آیتِ مبارکہ کے نزول کے بعد مسلمانوں کی ایک جماعت شراب پیتی رہی جبکہ ایک جماعت اس سے بچتی رہی تاوقتیکہ شراب کی حرمت سورۂ مائدہ کی آیتِ مبارکہ میں بیان کر دی گئی) تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں (یعنی مقدارِ خرچ کے بارے میں پوچھتے ہیں) تم فرماؤ (خرچ کرو) جو فاضل بچے......۴......(جو ضرورت سے زائد ہو اور جسکی خود کو ضرورت ہو اسے خرچ کر کے اپنے آپ کو ہلاک مت کرو، ایک قرأت میں العفو ضمیر ھو کی وجہ سے مرفوع ہے) اسی طرح (جس طرح مذکورہ چیزوں کا حکم تم سے بیان کیا گیا) اللہ تم سے آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم سوچ کر کرو دنیا اور آخرت کے کام (تاکہ تم دنیا اور آخرت دونوں اعتبار سے اپنے لئے درست چیزوں کا انتخاب کر سکو) اور تم سے مسئلہ پوچھتے ہیں یتیموں کا (اور ان کے حوالے سے پیش آمدہ معاملات کا، یعنی اگر وہ انکے اموال کھائیں تو گناہ گار ہوتے ہیں اور اگر اپنے مال کو انکے مال سے جدا رکھتے ہیں اور ان کیلئے الگ کھانا تیار کریں تو اس میں حرج ہے) تم فرماؤ ان کا بھلا کرنا (یعنی مال کی بڑھوتری کی غرض سے ان کے اموال میں مداخلت کرنا) بہتر ہے (بنسبت ترک کر دینے کے) اور اگر اپنا ان کا خرچ ملا لو (یعنی انکا خرچ اپنے خرچ سے ملا لو) تو وہ تمہارے بھائی ہیں (دینی، چونکہ ایک بھائی دوسرے بھائی کا مال اپنے مال میں ملا لیتا ہے لہٰذا تمہارا ایسا کرنا بھی درست ہے) اور خدا خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو (جو یتیموں کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملاتے ہیں) سنوارنے والے سے

(تو وہ ہر ایک کو جزا دیگا) اور اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈالتا (یعنی مال ملانے کو حرام فرما کر تمہیں تنگی میں ڈال دیتا) بیشک اللہ عزیز (یعنی اپنے امر پر غالب ہے) حکمت والا ہے (اپنی کاریگری میں) اور نکاح نہ کرو (اے مسلمانو! تنکحوا بمعنی تزوجوا ہے) شرک والی عورتوں سے (یعنی کافر عورتوں سے) جب تک مسلمان نہ ہو جائیں اور بیشک مسلمان لونڈی مشرکہ سے اچھی ہے (یعنی مشرکہ آزاد عورت سے، نزولِ آیت کا سبب یہ ہے کہ بعض لوگوں نے مسلمان باندی سے نکاح کو عیب جانا اور آزاد مشرکہ عورت سے نکاح کرنے کی ترغیب دلائی) اگر چہ وہ تمہیں بھاتی ہو (اپنے مال و جمال کی وجہ سے، یہ حکم آیتِ مبارکہ والمحصنت من الذین اوتوا الکتب کی وجہ سے غیر کتابی کافر عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے......۵......) اور نکاح میں نہ دو (تنکحوا بمعنی تزوجوا ہے) مشرکوں کے (یعنی کافروں کے، مؤمن عورتیں) جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور بیشک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگر چہ وہ تمہیں بھاتا ہو (اپنے جمال و مال کے اعتبار سے) وہ (یعنی مشرکین) دوزخ کی طرف بلاتے ہیں (یعنی ایسے کاموں کی طرف بلاتے ہیں جو موجبِ جہنم ہیں، لہٰذا تمہارا ان سے نکاح کرنا درست نہیں) اور اللہ بلاتا ہے (اپنے رسولوں کی زبانِ حق ترجمان سے) جنت اور بخشش کی طرف (یعنی ایسے اعمال کی طرف جو موجبِ جنت و مغفرت ہیں) اپنے حکم سے (یعنی اپنے ارادے سے، اور یہ تعمیلِ حکم یعنی اللہ کے بلانے پر حاضر ہونا، محض اسکے دوستوں سے نکاح کرنے سے ہوگی) اور اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں (یتذکرون بمعنی یتعظون ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یسئلونک عن الشهر الحرام قتال فیه﴾

یسئلون: فعل، واؤ ضمیر فاعل، ک: ضمیر مفعول، عن: جار، الشهر الحرام: مبدل منہ، قتال: موصوف، فیه: ظرف مستقر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر بدل اشتمال، مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل و مفعول اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل قتال فیه کبیر﴾

قل: فعل امر، انت ضمیر فاعل، قول، قتال: موصوف، فیه: ظرف مستقر خبر، کبیر: صفت، اپنے موصوف سے ملکر مبتدا، اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ......قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وصد عن سبیل الله وکفر به والمسجد الحرام واخراج اهله منه اکبر عند الله﴾

و: عاطفہ، صد: مصدر، عن سبیل الله: معطوف علیہ، والمسجد الحرام: معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر ظرف لغو، مصدر اپنے متعلقات سے ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، کفر به: معطوف اول، و: عاطفہ، اخراج اهله: معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر مبتدا، اکبر عند الله: خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والفتنة اکبر من القتل﴾

و: مستانفہ، الفتنة: مبتدا، اکبر من القتل: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا﴾
و: عاطفہ،لا یزالون: فعل ناقص با اسم،یقاتلونکم: فعل بافاعل ومفعول،حتی: جار،یردونکم عن دینکم: جملہ فعلیہ مجرور ،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر،فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ،انْ: شرطیہ،استطاعوا: جملہ فعلیہ شرط،جواب شرط محذوف یردونکم اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومن یرتدد منکم عن دینه فیمت وھو کافر فاولئک حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرة﴾
و: مستانفہ،من: مبتدا متضمن بمعنی شرط،یرتدد منکم عن دینه: معطوف علیہ،فیمت وھو کافر: معطوف،ملکر شرط، ف: جزائیہ،اولئک: مبتدا،حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرة: خبر،مبتدا خبر ملکر جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون﴾
و: عاطفہ،اولئک: مبتدا،اصحب النار: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،ھم فیھا خلدون: جملہ اسمیہ حال ہے مبتدا سے یا خبر سے۔

﴿ان الذین امنوا والذین ھاجروا وجھدوا فی سبیل الله اولئک یرجون رحمة الله﴾
انّ: حرف مشبہ،الذین امنوا: معطوف علیہ،و: عاطفہ،الذین ھاجروا وجھدوا فی سبیل اللّٰہ: معطوف،ملکر اسم، اولئک: مبتدا،یرجون: فعل بافاعل،رحمة اللّٰہ: مفعول،یہ سب ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله غفور رحیم﴾
و: مستانفہ،اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا،غفور: خبر اول،رحیم: خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیما اثم کبیر و منافع للناس﴾
یسئلونک: فعل واؤ ضمیر فاعل،ک: ضمیر مفعول،عن الخمر والمیسر: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،قل: فعل امر با فاعل،قول، فیھما: خبر مقدم،اثم کبیر: معطوف علیہ،ومنافع للناس: مرکب توصیفی ہو کر معطوف،ملکر مبتدا مؤخر،مبتدا خبر ملکر مقولہ،جواپنے قول سے ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واثمھما اکبر من نفعھما﴾
و: مستانفہ،اثمھما: مبتدا،اکبر: اسم تفضیل ھو ضمیر فاعل،من نفعھما: متعلق،یہ سب ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو﴾
و: عاطفہ،جملہ معطوف ہے یسئلون پر،یسئلونک: فعل بافاعل ومفعول،ماذا: مفعول مقدم،ینفقون: فعل اپنے متعلقات سے ملکر مفعول ثانی،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ،قل: فعل امر بافاعل قول،العفو: مفعول فعل محذوف انفقوا کیلئے،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہو کر

مقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿کذلک یبین اللہ لکم الایت لعلکم تتفکرون فی الدنیا والاخرۃ﴾

کذلک: متعلق بمحذوف،تبیینا مصدر محذوف کی صفت،مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم، یبین: فعل،اللہ:اسم جلالت فاعل ،لکم: ظرف لغو،الایت: مفعول بہ ،لعلکم: حرف مشبہ بااسم،تتفکرون: فعل بافاعل، فی الدنیا ......الخ: ظرف لغو، جملہ ہوکر خبر،لعلکم تتفکرون فی الدنیا و الاخرۃ: جملہ اسمیہ ہوکر لکم کی ضمیر سے حال، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویسئلونک عن الیتمی قل اصلاح لھم خیر﴾

و: عاطفہ،یسئلونک عن الیتمٰی: جملہ فعلیہ معطوف ہے اپنے ماقبل نظیر یسئلونک ماذا ینفقون پر،قل: فعل امر،انت ضمیر فاعل، قول،اصلاح: موصوف،لھم: ظرف مستقر ہوکر صفت ملکر مبتدا،خیر :خبر،مبتدا خبر ملکر مقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وان تخالطوھم فاخوانکم﴾

و: استنافیہ،انْ: شرطیہ،تخالطوھم: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ،اخوانکم: ھم مبتدا محذوف کی خبر،مبتدا خبر ملکر جواب شرط،شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ یعلم المفسد من المصلح﴾

و: استنافیہ ،اللہ:اسم جلالت مبتدا،یعلم: فعل بافاعل،المفسد: مفعول،من المصلح: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ ہوکر خبر، یہ سب ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو شاء اللہ لاعنتکم ان اللہ عزیز حکیم﴾

و: استنافیہ، لو:شرطیہ،شاء:فعل،اللہ: اسم جلالت فاعل،اعناتکم مفعول محذوف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لاعنتکم: جملہ فعلیہ جواب شرط،انّ: حرف مشبہ،اللہ: اسم جلالت اسم، عزیز: خبر اول،حکیم: خبر ثانی،انّ اپنے اسم اور خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تنکحوا المشرکت حتی یومن﴾

و: مستانفہ،لاتنکحوا:فعل نہی،واؤ ضمیر فاعل،المشرکات: مفعول،حتی: جار،یؤمن: فعل بافاعل بتاویل مصدر مؤول ہوکر مجرور،ملکر ظرف لغو،فعل اپنے فاعل ومفعول اور ظرف سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولامۃ مؤمنۃ خیر من مشرکۃ ولو اعجبتکم﴾

و: استنافیہ،لام: ابتدائیہ،امۃ مؤمنۃ: مرکب توصیفی مبتدا،خیر: اسم تفضیل ھی ضمیر فاعل،مِن: جار،مشرکۃ: ذوالحال، لو: مجرد بمعنی شرط،اعجبتکم: جملہ فعلیہ حال، ذوالحال حال ملکر مجرور،اسم تفضیل اپنے متعلقات سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولاتنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا﴾

و: عاطفہ، لاتنکحوا: فعل نہی با فاعل، المشرکین: مفعول، حتّٰی: جار، یؤمنوا: بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ

﴿ولعبد مؤمن خیر من مشرک ولو اعجبکم﴾

و: عاطفہ، لام: ابتدائیہ، عبد مؤمن: مرکب توصیفی مبتدا، خیر: اسم تفضیل ھو ضمیر فاعل، مِن: جار، مشرک: ذوالحال، ولو اعجبکم: حال، جو اپنے ذوالحال سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، خیر اپنے متعلقات سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک یدعون الی النار واللہ یدعوا الی الجنۃ والمغفرۃ باذنہ﴾

اولئک: مبتدا، یدعون الی النار: جملہ فعلیہ خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، یدعوا: فعل بافاعل، الی الجنۃ والمغفرۃ: ظرف لغو، باذنہ: ظرف مستقر حال ہے فاعل سے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویبین ایتہ للناس لعلھم یتذکرون﴾

و: عاطفہ، یبین: فعل بافاعل، ایتہ: مفعول، لام: جار، الناس: ذوالحال، لعلھم یتذکرون: جملہ اسمیہ ہوکر حال، ذوالحال حال ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ہے ماقبل یدعو پر۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......**یسئلونک عن الشھر الحرام**......☆سید عالم ﷺ نے حضرت سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں مجاہدین کی ایک جماعت روانہ فرمائی تھی اس نے مشرکین سے قتال کیا اور انکا خیال تھا کہ وہ روز جمادی الاخری کا آخر دن ہے، مگر درحقیقت چاند ۲۹ کو ہوگیا تھا اور وہ رجب کی پہلی تاریخ تھی، اس پر کفار نے مسلمانوں کو عار دلائی کہ تم نے ماہِ حرام میں جنگ کی اور حضور ﷺ سے اس کے سوال ہونے لگے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......**ان الذین امنوا والذین ھاجروا**......☆حضرت سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں جو مجاہدین بھیجے گئے تھے انکی نسبت بعض لوگوں نے کہا کہ چونکہ انہیں خبر نہ تھی کہ یہ دن رجب کا ہے اس لئے اس روز قتال کرنا گناہ تو نہ ہوا لیکن اس کا کچھ ثواب بھی نہ ملے گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ انکا یہ عمل جہاں مقبول ہے اور اس پر انہیں امیدوار رحمت ہونا چاہئے اور یہ امید پوری ہوگی۔

☆......**و یسئلونک ماذا ینفقون**......☆سید عالم ﷺ نے مسلمانوں کو صدقہ دینے کی ترغیب دلائی تو آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ مقدار ارشاد فرمائیں کتنا مال راہ خدا میں دیا جائے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......**و یسئلونک عن الیتمی**......☆ان الذین امنوا یاکلون اموال الیتمی ظلما کے نزول کے بعد لوگوں نے یتیموں کے مال جدا کر دیئے اور انکا کھانا پینا علیحدہ کر دیا، اس میں یہ صورتیں بھی پیش آئیں کہ جو کھانا یتیم کیلئے پکایا اور اس میں سے کچھ بچ رہا وہ خراب ہوگیا اور کسی کے کام نہ آیا اس میں یتیموں کا نقصان ہوا، یہ صورتیں دیکھ کر حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے حضور سید

عالم ﷺ سے عرض کی کہ اگر یتیم کے مال کی حفاظت کی نظر سے اسکا کھانا اسکے اولیاء اپنے کھانے کے ساتھ ملالیں تو اسکا کیا حکم ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور یتیموں کے فائدے کیلئے ملانے کی اجازت دی گئی۔

☆......**ولا تنکحوا المشرکت** ......☆ حضرت سیدنا مرثد غنوی رضی اللہ عنہ ایک بہادر شخص تھے، سید عالم ﷺ نے انہیں مکہ مکرمہ روانہ فرمایا تا کہ وہاں سے تدبیر کے ساتھ مسلمانوں کو نکال لائیں، وہاں عناق نامی ایک مشرکہ عورت تھی جو زمانہ جاہلیت میں ان کے ساتھ محبت کرتی تھی، حسین اور مالدار تھی جب اسکو انکی آمد کی خبر ہوئی تو وہ آپ کے پاس آئی اور طالبِ وصال ہوئی آپ نے بخوف الٰہی اس سے اعراض کیا اور فرمایا کہ اسلام اسکی اجازت نہیں دیتا، تب اس نے نکاح کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی اجازت پر موقوف ہے، اپنے کام سے فارغ ہو کر جب آپ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو حال عرض کر کے نکاح کی بابت دریافت کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......**و لامۃ مومنۃ خیر من مشرکۃ**......☆ ایک روز حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کسی خطا پر اپنی باندی کے طمانچا مارا پھر خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر اسکا ذکر کیا، سید عالم ﷺ نے اسکا حال دریافت کیا، عرض کیا کہ وہ اللہ عزوجل کی وحدانیت اور حضور علیہ السلام کی رسالت کی گواہی دیتی ہے، رمضان کے روزے رکھتی ہے، خوب وضو کرتی ہے اور نماز پڑھتی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ مومنہ ہے، آپ نے عرض کیا کہ اسکی قسم! جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر مبعوث فرمایا میں اسکو آزاد کر کے اسکے ساتھ نکاح کرونگا اور آپ نے ایسا ہی کیا اس پر لوگوں نے طعنہ زنی کی کہ تم نے ایک سیاہ فام باندی کے ساتھ نکاح کیا باوجود یکہ فلاں مشرکہ حرہ عورت تمہارے لئے حاضر ہے وہ حسین بھی ہے اور مالدار بھی ہے اس پر آیت نازل ہوئی "و لامۃ مومنۃ" یعنی مسلمان باندی مشرکہ سے بہتر ہے خواہ مشرکہ آزاد ہو اور حسن و مال کی وجہ سے اچھی معلوم ہوتی ہو۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

سرایا:

۱......ہم یہاں ضمناً غزوہ کی تعریف بھی ذکر کر دیتے ہیں چنانچہ محدثین اور اہل سیر کی اصطلاح میں غزوہ وہ لشکر ہے جس میں رسول اللہ ﷺ بذات اقدس شامل ہوں اور اگر حضور علیہ السلام بذات شریف شامل نہ ہوں بلکہ اپنے اصحاب میں سے کسی کو دشمن کے مقابلے میں بھیج دیں تو وہ لشکر سریہ کہلاتا ہے۔ غزوات تعداد میں ستائیس ۲۷ ہیں جن میں سے نو میں قتال وقوع میں آیا ہے اور وہ یہ ہیں بدر، احد، مریسیع، خندق، قریظہ، خیبر، فتح مکہ، حنین، طائف اور سرایا کی تعداد سینتالیس ۴۷ ہے۔ (سیرت رسول عربی ﷺ، ص۱۰۶)

شراب کی حرمت:

۲......لغت میں پینے کی چیز کو شراب کہتے ہیں اور اصطلاح میں شراب اُسے جس سے نشہ ہو، اس کی بہت قسمیں ہیں، خمر انگور کی شراب کو کہتے ہیں یعنی انگور کا کچا پانی جس میں جوش آجائے اور شدت پیدا ہو جائے۔ امام اعظم کے نزدیک یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں جھاگ پیدا ہو اور کبھی ہر شراب کو مجازاً خمر کہہ دیتے ہیں۔ (الھندیۃ، کتاب الاشربہ، الباب الاول فی تفسیرہ الاشربۃ، ج۵، ص۴۰۹)

جُوئے کی تعریف:

۳......کھیل ہی کھیل میں اپنے ساتھی کا مال لینا جوا کہلاتا ہے،اسکی دوسری تعریف یہ بھی کیجاتی ہے کہ ہر وہ کھیل جس میں دو کھلاڑی اس بات کو شرط ٹھہرالیں کہ ہارنے والے پر کوئی مخصوص شے دینالازم ہوگا۔ (التعریفات ،ص ۱٤٦)

عفو کسے کہتے ہیں؟

٤......اس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ حضرت عطا،قتادہ،اور سدی رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عفو سے مراد وہ چیز ہے جو حاجت سے فالتو ہو،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب مال کماتے تھے تو اس میں سے اپنے خرچ کی مقدار میں اپنے پاس رکھ لیتے اور باقی اس آیتِ مبارکہ ﴿مــاذا یــنـفـقـون قل العفو﴾ کے حکم کے مطابق صدقہ کردیتے،حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہلِ صفہ میں سے ایک شخص فوت ہوا،اس نے ایک دینار باقی چھوڑا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''یہ دوزخ کی آگ کا ایک داغ ہے۔''راوی مزید فرماتے ہیں کہ دوسرا فوت ہوا تو اس نے دو دینار چھوڑے،سرورِ کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''یہ دو داغ ہیں۔''اس حدیث کو امام احمد علیہ الرحمۃ اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ عفو کا معنی یہ ہے کہ انسان ضرورت سے زائد مال صدقہ کردے یہاں تک کہ خود دوسروں کا محتاج نہ ہو اور حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عفو سے مراد فضول خرچی اور کنجوسی کی درمیانی حالت ہے۔ (المظھری، ج۱ ص ۲۷۰)

موجودہ دور میں اہل کتاب سے نکاح:

۵......مسلمان کا نکاح مجوسیہ،بت پرست،آفتاب پرست،ستارہ پرست عورت سے نہیں ہوسکتا خواہ یہ عورتیں حرہ ہوں یا باندیاں،غرض کتابیہ کے سوا کسی کافرہ عورت سے نکاح نہیں ہوسکتا۔یہودیہ اور نصرانیہ سے مسلمان کا نکاح ہوسکتا ہے مگر چاہئے نہیں کہ اس میں بہت سے مفاسد کا دروازہ کھلتا ہے مگر یہ جواز اسی وقت تک ہے اپنے اسی مذہب یہودیت یا نصرانیت پر ہوں اور اگر صرف نام کی یہودی یا نصرانی ہوں اور حقیقۃً نیچری اور دہریہ مذہب رکھتی ہوں جیسے آج کل کے عموماً نصاریٰ کا کوئی مذہب ہی نہیں تو ان سے نکاح نہیں ہوسکتا،نہ ان کا ذبیحہ جائز بلکہ ان کے یہاں تو ذبیحہ ہوتا بھی نہیں۔

(بھار شریعت،حصہ ھفتم،ج۱ ص۱۷)

اغراض:

وعـلیھا عبداللہ : نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا چچازاد بھائی۔فـقـاتـلـوا المشرکین : جو کہ اونٹوں پر ہیں اور ان کی تعداد چار ہے۔ اخر یوم:ان کے گمان کے مطابق۔باستحلالہ: یہ کہ شہرِ حرام میں قتال حلال ہے کافروں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی جانب مدینہ میں عار دلانے کی غرض سے خط روانہ کیا۔وقـتـلـوا ابن الـحـضـرمی :اس کا نام عمرو اور اس کے باپ کا نام عبد اللہ بن عباد تھا۔مـن الـقـتـال فیہ :یعنی عمداً ماہ حرام میں قتال کیا جائے جیسا کہ گزر چکا۔فـلا اعتداد بھا :دنیا میں اور نہ ہی ان نیکیوں پر آخرت میں ثواب ملے گا۔

لاعـلاء دینہ:اس جملے سے اس جانب اشارہ ہے کہ ان بمعنی لام تعلیل ہے اور السبیل بمعنی الدین ہے اور کلام میں مضاف حذف ہے۔ای الفاضل عن الحاجت :مختار قول کے مطابق،اور عفو المال سے مراد یہ ہے کہ جو نفقہ سے فاضل یعنی زائد ہو۔کما بین

لکم ما ذکر :خرچ کرنے کی مقدار اور خمر اور میسر کا حکم۔شانھم:یعنی یتیم کے مال کو اپنے مال سے الگ کرنے اور ان کے مال کو اپنے مال سے ملانے کے بارے میں۔حرج :یعنی یتیم کے اولیاء کو مشقت پڑتی ہو کہ الگ سے ان کا کھانا بنائیں گے تو بچ جانے اور ضائع ہونے کی صورت میں کوئی فساد لازم آئے گا۔مداخلتکم بمعنی معاشرتکم ہے۔بھا:یعنی یتیموں کے مال کو اپنے مال میں ملانے کے سبب،اور مفعول من المصلح لھامحذوف ہے یعنی یتیم کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا کر کون اصلاح چاہتا ہے اور کون فساد۔غالب علی امرہ:یعنی جملہ امور میں تمہاری اعانت اللہ کے امر سے زیادہ معزز و طاقتور نہیں ہو سکتی،یہ جملہ شرطیہ کی تعلیل ہے۔امۃ:مذکورہ قصہ میں دونوں اصحاب نے لونڈی سے آزاد کرنے کے بعد نکاح کیا،پس درحقیقت یہ ایسا ہی ہے کہ انہوں نے آزاد عورت سے نکاح کیا۔بایۃ :درحقیقت خبر محذوف ہے تقدیر عبارت یوں ہے حل لکم ،اسلئے کہ صدر آیت الیوم احل لکم الطیبات ہے۔الی العمل موجب لھا :مراد کفر ہے۔فلا تلیق:یعنی تمہارا ان مشرکہ عورتوں سے نکاح کرنا،یعنی ان سے (لڑکی لینا،مال لینا)اور انہیں (لڑکی دینا،مال دینا) جائز نہیں۔ (الجمل،ج۱،ص۲۵۸وغیرہ)

وعلیہ الشافعی:اس آیت مبارکہ سے امام شافعی علیہ الرحمۃ نے یہ نتیجہ نکالا کہ مرتد جب تک حالت کفر پر مر نہ جائے اس کے اعمال ضائع نہ ہونگے۔مثلاً کسی آدمی نے ظہر کی نماز پڑھی پھر مرتد ہو گیا نعوذ باللہ من ذلک پھر ایمان لے آیا اس حالت میں کہ ابھی ظہر کا وقت باقی ہے تو اس پر نماز کا اعادہ واجب نہیں ہے۔اسی طرح ایک آدمی نے حج کیا پھر مرتد ہو گیا پھر دوبارہ مسلمان ہو گیا تو اس پر نیا حج واجب نہیں ہوگا۔یہ استدلال صفت کے مفہوم سے کیا گیا ہے اور یہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک معتبر نہیں ہے آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مرتد اگر ایمان لے آئے اور اس کی سابقہ نماز باقی ہو تو اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے اسی طرح ایسے آدمی پر نئے سرے سے حج کرنا بھی واجب ہوگا۔ہماری دلیل آیت ﴿ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ﴾ ہے۔علی من تزوج :مراد اس سے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

باللذۃ والفرح فی الخمر واصابۃ المال بلا کد فی المیسر :شراب پینے میں لذت اور فرحت ہے اس سے کھانا خوشگوار اور لذیذ ہو جاتا ہے،دل کو تشجیع یعنی ہمت و بہادری ملتی ہے،مروت میں وقار اور طبیعت میں قوت آتی ہے اور بعض بیماریاں بھی دور ہو جاتی ہیں اور جوئے میں بغیر کسی محنت کے دوسرے کا مال حاصل ہو جاتا ہے۔ (المظھری،ج۱،ص۲۶۱وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿ویسئلونک عن المحیض﴾ اَیِ الْحَیْضِ اَوْ مَکَانِہٖ مَاذَا یُفْعَلُ بِالنِّسَاءِ فِیْہِ ﴿قل ھو اذی﴾ قَذَرٌ اَوْ مَحَلُّہٗ ﴿فاعتزلوا النساء﴾ اُتْرُکُوْا وَطْیَھُنَّ ﴿فی المحیض﴾ اَیْ وَقْتِہٖ اَوْ مَکَانِہٖ ﴿ولا تقربوھن﴾ بِالْجِمَاعِ ﴿حتی یطھرن﴾ بِسُکُوْنِ الطَّاءِ وَتَشْدِیْدِھَا وَالْھَاءُ وَفِیْہِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی الطَّاءِ اَیْ یَغْتَسِلْنَ بَعْدَ اِنْقِطَاعِہٖ ﴿فاذا تطھرن فاتوھن﴾ بِالْجِمَاعِ ﴿من حیث امرکم اللہ﴾ بِتَجَنُّبِہٖ فِی الْحَیْضِ وَھُوَ الْقُبُلُ وَلَا تَعْدُوْہُ اِلٰی غَیْرِہٖ ﴿ان اللہ یحب﴾ یُثِیْبُ وَیُکْرِمُ ﴿التوابین﴾ مِنَ الذُّنُوْبِ ﴿ویحب المتطھرین(۲۲۲)﴾ مِنَ الْاَقْذَارِ ﴿نساء کم حرث لکم﴾ اَیْ مَحَلُّ زَرْعِکُمْ لِلْوَلَدِ ﴿فاتوا حرثکم﴾ اَیْ مَحَلَّہٗ وَھُوَ الْقُبُلُ ﴿انی﴾ کَیْفَ ﴿شئتم﴾ مِنْ قِیَامٍ وَّقُعُوْدٍ وَّاضْطِجَاعٍ وَّاِقْبَالٍ وَّاِدْبَارٍ نَزَلَ رَدًّا لِقَوْلِ الْیَھُوْدِ :"مَنْ اَتٰی اِمْرَاَتَہٗ

فِیْ قُبُلِهَا مِنْ جِهَةِ دُبُرِهَا جَاءَ الْوَلَدُ اَحْوَلَ" ﴿وقدموا لانفسكم﴾ اَلْعَمَلَ الصَّالِحَ كَالتَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْجِمَاعِ ﴿واتقوا الله﴾ فِیْ اَمْرِهٖ وَنَهْيِهٖ ﴿واعلموا انكم ملقوه﴾ بِالْبَعْثِ فَيُجَازِيْكُمْ بِاَعْمَالِكُمْ ﴿وبشر المؤمنين (۲۲۳)﴾ اَلَّذِيْنَ اتَّقَوْهُ بِالْجَنَّةِ ﴿ولا تجعلوا الله﴾ اَیِ الْحَلْفَ بِهٖ ﴿عرضة لايمانكم﴾ اَیْ نَصْبًا لَهَا بِاَنْ تُكْثِرُوا الْحَلْفَ بِهٖ ﴿ان﴾ لَا ﴿تبروا وتتقوا وتصلحوا بين الناس﴾ فَتُكْرَهُ الْيَمِيْنُ عَلٰى ذٰلِكَ وَيُسَنُّ فِيْهِ الْحِنْثُ وَيُكَفِّرُ بِخِلَافِهَا عَلٰى فِعْلِ الْبِرِّ وَنَحْوِهٖ فَهِیَ طَاعَةٌ اَلْمَعْنٰى لَا تَمْتَنِعُوْا مِنْ فِعْلِ مَا ذُكِرَ مِنَ الْبِرِّ وَنَحْوِهٖ اِذَا حَلَفْتُمْ عَلَيْهِ بَلِ ائْتُوْهُ وَكَفِّرُوْا لِاَنَّ سَبَبَ نُزُوْلِهَا الْاِمْتِنَاعُ مِنْ ذٰلِكَ ﴿والله سميع﴾ لِاَقْوَالِكُمْ ﴿عليم (۲۲۴)﴾ بِاَحْوَالِكُمْ ﴿لايؤاخذكم الله باللغو﴾ اَلْكَائِنِ ﴿فی ايمانكم﴾ وَهُوَ مَا يَسْبِقُ اِلَيْهِ اللِّسَانُ مِنْ غَيْرِ قَصْدِ الْحَلْفِ نَحْوُ لَا وَاللّٰهِ، وَبَلٰى وَاللّٰهِ، فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَلَا كَفَّارَةَ ﴿ولكن يؤاخذكم بما كسبت قلوبكم﴾ اَیْ قَصَدَتْهُ مِنَ الْاَيْمَانِ اِذَا حَنِثْتُمْ ﴿والله غفور﴾ لِمَا كَانَ مِنَ اللَّغْوِ ﴿حليم (۲۲۵)﴾ بِتَاْخِيْرِ الْعُقُوْبَةِ عَنْ مُسْتَحِقِّهَا ﴿للذين يؤلون من نسائهم﴾ اَیْ يَحْلِفُوْنَ اَنْ لَّا يُجَامِعُوْهُنَّ ﴿تربص﴾ اِنْتِظَارُ ﴿اربعة اشهر فان فاء وا﴾ رَجَعُوْا فِيْهَا اَوْ بَعْدَهَا عَنِ الْيَمِيْنِ اِلَى الْوَطْیِ ﴿فان الله غفور﴾ لَهُمْ مَا اَتَوْهُ مِنْ ضَرَرِ الْمَرْاَةِ بِالْحَلْفِ ﴿رحيم (۲۲۶)﴾ بِهِمْ ﴿وان عزموا الطلاق﴾ اَیْ عَلَيْهِ بِاَنْ لَّمْ يَفِيْئُوْا فَلْيُوْقِعُوْهُ ﴿فان الله سميع﴾ لِقَوْلِهِمْ ﴿عليم (۲۲۷)﴾ بِعَزْمِهِمُ الْمَعْنٰى لَيْسَ لَهُمْ بَعْدَ تَرَبُّصِ مَا ذُكِرَ اِلَّا الْفَيْئَةُ اَوِ الطَّلَاقُ ﴿والمطلقت يتربصن﴾ اَیْ لِيَنْتَظِرْنَ ﴿بانفسهن﴾ عَنِ النِّكَاحِ ﴿ثلثة قروء﴾ تَمْضِیْ مِنْ حِيْنِ الطَّلَاقِ، جَمْعُ قَرْءٍ بِفَتْحِ الْقَافِ وَهُوَ الطُّهْرُ اَوِ الْحَيْضُ قَوْلَانِ وَهٰذَا فِی الْمَدْخُوْلِ بِهِنَّ اَمَّا غَيْرُهُنَّ فَلَا عِدَّةَ لَهُنَّ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى (فما لكم عليهن من عدة) وَفِیْ غَيْرِ الْاٰيِسَةِ وَالصَّغِيْرَةِ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ اَشْهُرٍ وَالْحَوَامِلُ فَعِدَّتُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ كَمَا فِیْ سُوْرَةِ الطَّلَاقِ وَالْاِمَاءُ فَعِدَّتُهُنَّ قُرْءَانِ بِالسُّنَّةِ ﴿ولايحل لهن ان يكتمن ما خلق الله فی ارحامهن﴾ مِنَ الْوَلَدِ وَالْحَيْضِ ﴿ان كن يؤمن بالله واليوم الاخر وبعولتهن﴾ اَزْوَاجُهُنَّ ﴿احق بردهن﴾ بِمُرَاجَعَتِهِنَّ وَلَوْ اَبَيْنَ ﴿فی ذلك﴾ اَیْ فِیْ زَمَنِ التَّرَبُّصِ ﴿ان ارادوا اصلاحا﴾ بَيْنَهُمَا لَا ضِرَارَ الْمَرْاَةِ، وَهُوَ تَحْرِيْضٌ عَلٰى قَصْدِهٖ لَا شَرْطٌ لِجَوَازِ الرَّجْعَةِ وَهٰذَا فِی الطَّلَاقِ الرَّجْعِیِّ وَاَحَقُّ لَا تَفْضِيْلَ فِيْهِ اِذْ لَا حَقَّ لِغَيْرِهِمْ مِنْ نِكَاحِهِنَّ فِی الْعِدَّةِ ﴿ولهن﴾ عَلَى الْاَزْوَاجِ ﴿مثل الذی﴾ لَهُمْ ﴿عليهن﴾ مِنَ الْحُقُوْقِ ﴿بالمعروف﴾ شَرْعًا مِّنْ حُسْنِ الْعِشْرَةِ وَتَرْكِ الضِّرَارِ

وَنَـحْوِ ذٰلِکَ ﴿وللرجال علیهن درجة﴾ فَضِیْلَةٌ فِی الْحَقِّ مِنْ وُّجُوْبِ طَاعَتِهِنَّ لَهُمْ لِمَا سَاقُوْهُ مِنَ الْمَهْرِ وَالْاِنْفَاقِ ﴿والله عزیز﴾ فِیْ مِلْکِهٖ ﴿حکیم(۲۲۸)﴾ فِیْمَا دَبَّرَهٗ لِخَلْقِهٖ۔

﴿ترجمہ﴾

اورتم سے پوچھتے ہیں مـحـیـض کا حکم ......ا...... (یعنی حیض یا مکانِ حیض کے بارے میں، کہ اس حالت میں عورتوں کے ساتھ کیا کرنا چاہیے) تم فرماؤ وہ ناپاکی (یعنی گندگی یا محلِ گندگی) ہے تو عورتوں سے الگ رہو (یعنی ان سے مجامعت ترک کردو) مـحـیـض (یعنی وقتِ حیض یا محلِ حیض) میں اور نہ نزدیک جایا کرو (جماع کے ارادہ سے) جب تک پاک نہ ہولیں (یـطـهـرن طا کے سکون وتشدید دونوں کے ساتھ ہے اور اصل میں یتـطـهـرن تھا، ت کا ط میں ادغام ہے۔ مراد یہ ہے کہ بعدِ حیض جب تک وہ غسل کرلیں) پھر جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ (جماع کرنے کیلئے) جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا (یعنی ایامِ حیض میں جس مقام سے بچنے کا حکم فرمایا ہے اور وہ مقامِ قبل ہے تو تم اسکے علاوہ مقام میں جماع نہ کرو) بیشک اللہ پسند کرتا ہے (یعنی وہ ثواب دیتا اور عزت افزائی فرماتا ہے) بہت توبہ کرنے والوں کو (گناہوں سے) اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو (گندگیوں سے بچنے والے کو) تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں ......۲...... (یعنی تمہارے لئے اولاد کے حصول کی جگہ ہیں) تو آؤ اپنی کھیتیوں میں (یعنی اسکے محل میں جو کہ مقامِ قبل ہے) جس طرح (اَنّٰـی بمعنی کیف ہے) چاہو (کھڑے ہوکر، بیٹھ کر، لیٹ کر، سامنے سے، پیچھے کی طرف سے محلِ فرج میں، یہ آیت یہودیوں کے اس قول کی تردید میں نازل ہوئی کہ جو شخص اپنی بیوی سے اسکے پیچھے کی جانب سے قبل میں جماع کرے تو عورت کو بھینگا بچہ پیدا ہوگا) اور اپنے بھلے کا کام پہلے کرو (یعنی عمل صالح مثلاً جماع سے قبل تسمیہ پڑھنا ......۳......) اور اللہ سے ڈرتے رہو (یعنی اسکے اوامر ونواہی کے متعلق) اور جان رکھو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے (روزِ قیامت، پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دیگا) اور اے محبوب بشارت دو ایمان والوں کو (جو اس سے ڈرتے ہیں جنت کی) اور نہ بنا لو اللہ کو (یعنی اسکے نام کی قسم کھانے کو) نشانہ (عرضة بمعنی علة مانعة ہے) اپنی قسموں کا (یعنی اللہ کے نام کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ لو نیکی کے کاموں سے باز رہنے کے لئے کہ اسکے نام کی کثرت سے قسمیں کھانے لگو) کہ (نہ) نیکی اور پرہیزگاری کروگے (اس لئے کہ اس طرح سے قسمیں کھانا مکروہ ہے اور سنت میں یہ ہے کہ بندہ ایسی قسمیں توڑ دے اور ان کے برعکس نیکی وغیرہ کرکے اپنی قسم کا کفارہ ادا کردے کہ یہی فرمانبرداری ہے) اور صلح نہ کراؤ گے لوگوں میں (یعنی مذکورہ بھلائی وغیرہ کے کام سے رکے نہ رہو بلکہ جب تم ان نیک کاموں کے نہ کرنے پر قسم کھالو تو ان نیک کاموں کو اختیار کرو اور قسم کا کفارہ دے دو، آیتِ مبارکہ کے نزول کا سبب بھی نیکی سے باز رہنے کی قسم کھالینا ہے) اور اللہ سنتا (ہے تمہاری باتوں کو) جانتا ہے (تمہارے احوال کو) اللہ تمہیں نہیں پکڑتا ان (ہونے والی) قسموں میں جو زبان سے نکل جائیں (یعنی وہ جو زبان سے بے ارادہ نکل جائیں جیسے خدا کی قسم! نہیں، خدا کی قسم! کیوں نہیں، اس میں نہ گناہ ہے نہ کفارہ) ہاں اس پر گرفت فرماتا ہے جو کام تمہارے دلوں نے کیے ......۴...... (یعنی تمہارے دلی ارادے کے مطابق زبان سے قسم کھانے کے بعد جب کہ تم حانث ہو جاؤ) اور اللہ بخشنے والا (ہے لغو باتوں کو) حلم والا ہے (مستحقِ سزا کو سزا دینے میں تاخیر فرماتا ہے) ان کے لئے جو قسم اٹھاتے ہیں کہ وہ اپنی بیویوں کے قریب نہ جائیں گے (یعنی جنہوں نے اپنی عورتوں سے مجامعت نہ کرنے کی قسمیں کھالی ہیں ......۵......) انہیں مہلت ہے (تربصن بمعنی انتظار ہے) چار مہینے کی، پس اگر اس مدت میں پھر آئے (یعنی وطی کے ذریعے اپنی قسم سے اس مدت کے اندر یا بعد میں، رجوع کرلے) تو اللہ بخشنے والا (ہے جنہوں نے قسم کے ذریعے بیوی کو ضرر دیا، اور) مہربان ہے (ان پر) اور اگر چھوڑ دینے کا

ارادہ پکا کرلیا (یعنی اس بات کا کہ وہ رجوع نہیں چاہتے تو چاہیے کہ طلاق نافذ کردیں) تو اللہ سنتا (ہے انکے قول کو، اور) جانتا ہے (انکے ارادوں کو، آیت کا معنی یہ ہے کہ ذکر کردہ مدت کے بعد رجوع کرلینے یا طلاق دینے کے سوا کوئی اختیار نہیں ہے) اور طلاق والیاں روکے رہیں (یتربصن بمعنی ینتظرن ہے) اپنی جانوں کو (نکاح سے) تین حیض تک......٦......(جسکا آغاز طلاق دینے کے وقت سے شروع ہوگا، قروء قاف کے فتحہ کے ساتھ قرء کی جمع ہے اور اسکے معنی کے بارے میں دو قول ہیں یعنی اس سے مراد طہر ہے یا پھر حیض، یہ حکم مدخولہ کے بارے میں ہے غیر مدخولہ پر عدت نہیں ہوتی بمطابق فرمانِ باری ﷺ (فما لکم علیھم من عدۃ تعتدونھا اور نہ یہ حکم آئسہ......کے......اور صغیرہ کی عدت کے بارے میں ہے ان کی عدت تین ماہ اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے جیسا کہ سورۂ طلاق میں اس کا بیان ہے اور لونڈی کی عدت دو حیض ہے جس کا ثبوت حدیث میں ہے) اور انہیں حلال نہیں کہ چھپائیں وہ جو اللہ نے ان کے رحم میں پیدا کیا (یعنی اولاد یا حیض) اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہیں اور ان کے شوہروں (بعولتھن بمعنی ازوجھن ہے) کو ان کے پھیر لینے کا حق پہنچتا ہے (رجوع کرلینے کا، اگرچہ کہ وہ راضی نہ ہوں) اس مدت کے اندر (یعنی مدتِ انتظار میں) اگر ملاپ چاہیں (اپنے مابین، نہ کہ عورت کو ضرر پہنچانے کو، یہ جملہ اصلاح کی طرف ابھارنے کیلئے ہے جوازِ رجعت کی شرط نہیں ہے اور یہ طلاقِ رجعی کا حکم ہے، احق میں تفضیل مقصود نہیں ہے کیونکہ زمانہ عدت میں خاوند کے علاوہ کسی اور کو حقِ رجوع حاصل نہیں ہوتا) اور عورتوں کا بھی حق (شوہروں پر) ایسا ہی ہے جیسا (شوہروں کا) ان پر (حق ہے بھلائی کے ساتھ) شرع کے موافق (شرعاً حسنِ معاشرت اور نقصان نہ دینے کے ساتھ) اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے (یعنی مردوں کو عورتوں پر برتری ہے کہ عورتوں پر مردوں کی اطاعت لازم ہے کہ وہ عورتوں کو مہر و نفقہ دیتے ہیں) اور اللہ غالب (ہے اپنی بادشاہی میں) حکمت والا ہے (اپنی مخلوق کی تدبیر کرنے میں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ویسئلونک عن المحیض قل ھو اذی﴾

و: عاطفہ ماقبل (یسئلونک) پر معطوف ہے، یسئلونک: فعل بافاعل، ک: مفعول، عن المحیض: ظرف لغو، جملہ فعلیہ، قل: قول، ھو: مبتدا، اذی: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاعتزلوا النساء فی المحیض ولا تقربوھن حتی یطھرن﴾

ف: فصیحہ، اعتزلوا: فعل وفاعل، النساء: ذوالحال، فی المحیض: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف اذا شئتم معرفۃ حکمہ کی جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ، ولا تقربوھن ......الخ: جملہ فعلیہ ہوکر (فاعتزلوا) پر معطوف ہے۔

﴿فاذا تطھرن فاء توھن من حیث امرکم اللہ﴾

ف: عاطفہ، اذا: شرطیہ، تطھرن: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اتوھن: فعل بافاعل، ھن: مفعول، من: جار، حیث: مضاف،

امرکم اللّٰہ: جملہ مضاف الیہ، مرکب اضافی ہوکر مجرور، جو جار سے ملکر ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان اللّٰہ یحب التوابین ویحب المتطھرین﴾

ان: حرف مشبہ، اللّٰہ: اسم جلالت اسم، یحب التوابین: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویحب المتطھرین: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم وقدموا لانفسکم﴾

نساؤکم: مبتدا، حرث: موصوف، لکم: صفت ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: مستانفہ، اتوا: فعل بافاعل، حرثکم: مفعول، انّی: مضاف، شئتم: جملہ مضاف الیہ، مرکبِ اضافی مفعول فیہ، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، وقدموا......الخ: جملہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿واتقوا اللّٰہ واعلموا انکم ملقوہ وبشر المؤمنین﴾

و: عاطفہ، اتقوا: فعل بافاعل، اللّٰہ: اسم جلالت مفعول، جملہ فعلیہ، واعلموا انکم ملقوہ: جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف، و: عاطفہ، بشر: فعل امر، المومنین: مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ولا تجعلوا اللّٰہ عرضۃ لایمانکم ان تبروا وتتقوا وتصلحوا بین الناس﴾

و: مستانفہ، لاتجعلوا اللّٰہ: فعل نہی بافاعل ومفعول، عرضۃ: مصدر، لام: جار، ایمانکم: مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر شبہ جملہ ہوکر مفعول ثانی، ان: مصدریہ، تبروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وتتقوا وتصلحوا ...... الخ: جملہ معطوفات، اپنے معطوف علیہ سے ملکر بتاویل مصدر مفعول لہ، لا تجعلوا، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللّٰہ سمیع علیم﴾و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، سمیع: خبر اول، علیم: خبر ثانی، مبتدا اپنی خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لایؤاخذکم اللّٰہ باللغو فی ایمانکم ولکن یواخذکم بما کسبت قلوبکم﴾

لا یؤاخذکم: فعل با مفعول، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، باللغو: ظرف لغو، فی ایمانکم: متعلق بحذوف حال مفعول سے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لکن: مہملہ للاستدراک، یواخذکم: فعل بافاعل ومفعول، بما کسبت قلوبکم: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ خبریہ۔

﴿واللّٰہ غفور حلیم﴾و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، غفور: خبر اول، حلیم: خبر ثانی، مبتدا اپنی خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿للذین یؤلون من نساء ھم تربص اربعۃ اشھر﴾

لام: جار، الذین: موصول، یؤلون من نسائھم: جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر ثابت کیلئے، شبہ جملہ اسمیہ ہوکر خبر مقدم، تربص اربعۃ اشھر: مبتدا مؤخر، مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان فاء وا فان اللہ غفور رحیم﴾

ف: مستانفہ،ان:شرطیہ،فاء وا: جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ،انّ اللّٰہ غفور رحیم: جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان عزموا الطلاق فان اللہ سمیع علیم﴾

و: عاطفہ،ان:شرطیہ،عزموا الطلاق: جملہ شرط،جواب شرط مقدر فلیوقعوہ اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ،فان اللّٰہ سمیع علیم: جملہ اسمیہ جواب شرط مقدر پر معطوف ہے۔

﴿والمطلقت یتربصن بانفسھن ثلثة قروء﴾

و: مستانفہ،المطلقت: مبتدا،یتربصن: فعل بافاعل،بانفسھن: ظرف لغو،ثلاثة قروء: مفعول بہ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا یحل لھن ان یکتمن ما خلق اللہ فی ارحامھن﴾

و: عاطفہ،لایحل:فعل،لھن: ظرف لغو،ان: مصدریہ،یکتمن:فعل بافاعل،ماخلق اللّٰہ...... الخ: مفعول ،یہ سب ملکر بتاویل مصدر فاعل،لایحل فعل اپنے فاعل وظرف سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان کن یؤمن باللہ والیوم الاخر﴾

ان: شرطیہ،کن یؤمن باللّٰہ والیوم الاخر: جملہ فعلیہ شرط،فلا یحرزون علی ذلک جواب شرط مقدر،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وبعولتھن احق بردھن فی ذلک﴾

و:عاطفہ،بعولتھن: مبتدا،احق: اسم تفضیل بمعنی اسم فاعل، ھو ضمیر فاعل،بردھن: ظرف لغو اول،فی ذلک: ظرف مستقر حال ہے فاعل سے،اسم تفضیل اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان ارادوا اصلاحا﴾اِنْ: شرطیہ،ارادوا اصلاحا: جملہ فعلیہ شرط، بعولتھن احق بردھن جواب شرط مقدر،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف﴾

و: عاطفہ،لھن:ظرف مستقر خبر مقدم،مثل الذی علیھن: ذوالحال،بالمعروف: ظرف مستقر حال،ذوالحال اپنے حال سے ملکر مبتدا موخر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وللرجال علیھن درجة﴾

و: عاطفہ، للرجال:ظرف خبر مقدم، علیھن:متعلق بمحذوف حال، درجة: ذوالحال،ملکر مبتدا موخر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......**یسئلونک عن المحیض** ......☆عرب لوگ یہود و مجوس کی طرح حائضہ عورتوں سے کمال نفرت کرتے تھے ساتھ کھانا پینا ،ایک مکان میں رہنا گوارانہ تھا بلکہ شدت یہاں تک پہنچ گئی کہ انکی طرف دیکھنا اور ان سے کلام کرنا بھی حرام سمجھتے تھے اور نصاریٰ اسکے بر عکس ایام حیض میں عورتوں کے ساتھ بڑی محبت سے مشغول ہوتے تھے اور اختلاط میں بہت مبالغہ کرتے تھے، مسلمانوں نے حضور ﷺ سے حیض کا حکم دریافت کیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور افراط و تفریط کی راہیں چھوڑ کر اعتدال کی تعلیم فرمائی گئی اور بتایا گیا کہ حالتِ حیض میں عورتوں سے مجامعت ممنوع ہے۔

☆......**وان عزموا الطلاق** ......☆زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ معمول تھا کہ اپنی عورتوں سے مال طلب کرتے اگر وہ دینے سے انکار کرتیں تو ایک سال یا دو یا تین سال انکے پاس نہ جاتے اور صحبت ترک کرنے کی قسم کھا لیتے تھے اور انہیں پریشانی میں چھوڑ دیتے تھے نہ وہ بیوہ ہی تھیں کہ اپنا ٹھکانہ کر لیتیں نہ شوہر دار کہ وہ شوہر سے آرام پاتیں، اسلام نے اس ظلم کو مٹایا اور ایسی قسم کھانے والوں کیلئے چار مہینے کی مدت متعین فرما دی کہ اگر عورت سے چار مہینے یا اس سے زائد عرصے کیلئے یا غیر معین مدت کیلئے ترکِ صحبت کی قسم کھالے جس کو ایلاء کہتے ہیں تو اس کے لئے چار ماہ انتظار کی مہلت ہے، اس عرصے میں خوب سوچ سمجھ لے کہ عورت کو چھوڑنا اس کیلئے بہتر ہے یا رکھنا، اگر رکھنا بہتر سمجھے اور اس مدت کے اندر رجوع کرے تو نکاح باقی رہے گا اور قسم کا کفارہ لازم ہوگا اور اگر اس مدت میں رجوع نہ کیا اور قسم نہ توڑی تو عورت نکاح سے باہر ہوگی اور اس پر طلاق بائن واقع ہوگی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

حیض کے مسائل:

۱......حیض سے مراد وہ خون ہے جو کسی ایسی عورت کے رحم سے نکلے جو بیماری سے محفوظ ہو اور وہ عورت نابالغ بھی نہ ہو۔ اس کی کم سے کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے اور جو خون تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ ہو وہ استحاضہ کا ہوتا ہے، سوائے خالص سفید مادے کے تمام رنگ حیض شمار ہونگے، ایسی عورت کو نماز اور روزے سے منع کیا جائے گا اور پاک ہونے پر روزے کی قضاء کرے گی نہ کہ نماز کی۔ اور حائضہ عورت کو مسجد میں داخل ہونے، طواف کرنے، **مباشرت الازار** قربت، قرأتِ قرآن پاک اور بغیر غلاف کے قرآن کو چھونے سے روکا جائے گا جبکہ حدثِ اصغر کی صورت میں فقط قرآن کو چھونے سے منع کیا جائے گا اور اسی طرح جنابت اور نفاس کی حالت میں بھی قرأتِ قرآن اور مسِ قرآن سے روکا جائے گا۔ (کنز الدقائق، باب الحیض ص ۱۶،۱۵)

”نساؤکم حرث لکم“ کے معنی:

۲......تمہاری بیویاں تمہارے لئے کھیتی کی طرح ہیں، جس میں تم بیج بوتے ہو۔ عورتوں کو اس زمین سے تشبیہ دی جس میں کھیتی باڑی کی جاتی ہے اور نطفہ کو بیج سے جو اس زمین میں بویا جاتا ہے اور بچے کو اس پیداوار سے جو زمین سے اگتی ہے، اس آیتِ مبارکہ سے مراد ماقبل

آیتِ مبارکہ ﴿فاتوھن من حیث﴾ کا بیان مقصود ہے کہ یعنی کا محل مقامِ قُبل ہے نہ کہ دُبر۔ (الصاوی ج۱،ص۱۶۸وغیرہ)

☆……حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص حائضہ عورت کے پاس یا عورت کے مقامِ دبر یا کاہن کے پاس آئے اس نے حضرت محمد ﷺ پر نازل کردہ (احکامِ الٰہی) کا انکار کیا۔''

(الترمذی، کتاب الطھارۃ ،باب ماجاء فی کراھیۃاتیان، ص۳۵،ج۱)

جماع سے قبل تسمیہ پڑھنا:

۴……جماع سے قبل یہ پڑھے بسم اللہ الرحمن الرحیم اللھم جنبنا الشیطان و جنب الشیطان ما رزقتنا جو شخص قبل جماع (کپڑے اتارنے سے پہلے) یہ دعا پڑھ لے گا اللہ عزوجل اس جماع سے پیدا ہونے والے بچے کو اللہ عزوجل شیطان کے شر سے پناہ عطا فرمائے گا اور اس کے لئے اور اس کی اولاد کے لئے قیامت تک نیکیاں لکھ دیگا۔(الصاوی ج۱،ص۱۶۸)

قسم کی اقسام:

۴……قسم تین طرح کی ہوتی ہیں: (۱)……غموس: ایسی ہے کہ کسی گزرے ہوئے فعل پر دانستہ جھوٹی قسم کھائے اس میں گناہ ہوگا۔ سرورِ دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹی قسم کھائے گا اللہ عزوجل اسے آگ میں داخل کرے گا اسکا کفارہ صرف توبہ اور استغفار ہے۔(۲)……منعقدہ: یہ ہے کہ کسی آئندہ امر پر قصد کر کے قسم کھائے، اس قسم کو اگر توڑے تو گناہ گار بھی ہوگا اور کفارہ بھی لازم ہو گا ﴿لایؤاخذ کم اللہ باللغوفی ایمانکم ولکن یواخذ کم بما کسبت قلوبکم﴾. (۳)……لغو: یہ ہے کہ کسی گزرے ہوئے امر پر اپنے خیال میں صحیح جان کر قسم کھائے اور معاملہ درحقیقت اسکے خلاف ہو، یہ معاف ہے اور اس پر کفارہ بھی نہیں مثلاً اپنے گمان کے تحت یہ کہے ''واللہ لزید'' اور درحقیقت وہ عمرو ہو۔ (الھدایۃ، کتاب الایمان ،ج٤ ،ص۳وغیرہ)

ایلاء کی شرعی حیثیت:

۵……ایلاء کے معنی ایسی قسم ہے جو اپنی منکوحہ سے مخصوص مدت تک وطی ترک کردینے کے بارے میں کھائی جاتی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ واللہ لا اجامعک اربعۃ اشھر یعنی خدا کی قسم میں تم سے چار ماہ تک مجامعت نہ کروں گا۔(التعریفات،ص٤٤)

فقہ کی معتبر کتاب بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے ''چار ماہ یا اس سے زائد عرصے تک بیوی کے قریب نہ جانے پر جو قسم کھائی جائے اسے ایلاء کہتے ہیں''۔ جیسے کوئی کہے واللہ لا اقربک اربعۃ اشھر ،یا یہ کہے واللہ لا اقربک۔ ہاں اگر اس دوران وطی کرلے تو قسم ٹوٹ جائے گی اور کفارہ لازم آئے گا اور اگر مدت گزر گئی اور قربت نہ کی تو عورت بائنہ ہوجائے گی۔

(البحرالرائق شرح کنزالدقائق ،باب الایلاء، ج٤،ص۹۲ وغیرہ)

عورتوں کی عدت:

٦……جب کسی عورت کو اسکے شوہر نے طلاق بائن یا رجعی دی یا بغیر طلاق کے زن وشوہر کے مابین جدائی ہوجائے، تو اگر وہ عورت آزاد ہے اور اسے حیض آتا ہے تو اسکی عدت تین حیض ہوگی۔ اور اگر اسے کم سنی یا بڑھاپے کی وجہ سے حیض نہیں آتا تو ایسی عورت کی عدت تین ماہ ہے اور اگر عورت حاملہ ہے تو اسکی عدت وضعِ حمل ہے جبکہ لونڈی کی عدت دو حیض ہیں اور اگر لونڈی کو حیض ہی نہ آتا ہو تو

عدت ڈیڑھ ماہ ہے اور آزاد عورت کہ جسکا شوہر مر جائے اسکی عدت چار ماہ دس دن ہے جبکہ لونڈی کی عدت دو ماہ پانچ دن ہے اور آزاد عورت اگر حاملہ ہے تو وضع حمل پر ہی اسکی عدت مکمل ہوگی۔ (القدوری، کتاب العدۃ، ص۱۷۷،۱۷۸)

☆......اگر شوہر سے خلوت نہ ہوئی تھی تو اصلاً عدت نہیں اسی وقت اسکا نکاح کیا جاسکتا ہے۔

(الفتاوی الرضویۃ، باب العدۃ، ج۱۳، ص ۲۹۱)

آئیسہ سے کیا مراد ہے ؟

ﷺ......اس سے مراد وہ عورت ہے جسے پچپن سال کی عمر میں حیض آنا بند ہو جائے۔ (التعریفات، ص۴۴)

آزاد عورت جب کہ اسے کم سنی یا بڑھاپے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہوان کی مدت عدت (طلاق کی وجہ سے) تین ماہ ہے۔اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا ﴿و اللائی یئسن من المحیض من نسائکم إن ارتبتم فعدتهن ثلاثة أشهرٍ و اللائی لم یحضن(الطلاق:۴)﴾

(البحرالرائق شرح کنزالدقائق، باب العدۃ، ج ٤، ص۲۰۱)

اغراض:

ماذا یفعل: یہ بیان ہے سوال مذکورہ بالا کہ ایسی صورت میں جب کہ عورت حائضہ ہو ان سے مخالطت کریں یا دور رہیں۔قذو: خازن کی عبارت میں ہے کہ اذی یعنی قــــذر لغت میں ہر ناپسند چیز کو کہتے ہیں۔ابو سعود کی عبارت ہے کہ ایسی گندی چیز کہ اس کی جانب جانا اذیت دے اور (طبیعت) اس سے کراہیت اور نفرت محسوس کرے۔او محلہ: یعنی محل قذر یعنی گندگی کا محل، مفسرین کہتے ہیں کہ قذر یہ اذی کی پہلے نمبر پر راجح تفسیر ہے اور او محـــلـــہ یہ دوسرے نمبر پر راجح ہے۔بـــالـــجـــمـــاع: یعنی مباشرت ناف اور گھٹنوں کے مابین۔ولا تعدوہ: تاء کی فتح اور عین اور دال کی تشدید کے ساتھ التعدی سے ہے اور اس کی اصل تتعدوہ ہے، دو تاء میں سے ایک تخفیف کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے اور تاء کے فتح اور عین کے سکون اور دال کے ضمہ کے ساتھ عدا بمعنی تعدی سے ہو سکتا ہے بمعنی لا تتجاوزہ ہے۔الی غیرہ: مراد دبر ہے۔محل زرعکم: خازن کی عبارت ہے کہ حرث لکم بمعنی مزرع لکم و منبت للولد ہے، اور علامہ خازن نے یہ قول بطور تشبیہ کیا ہے، پس عورت کی فرج مثل ارض ہے، نطفہ مثل بذر یعنی بیج ہے اور ولد مثل زرع یعنی کھیتی ہے۔ (الجمل ج۱،ص۲۶۹)

قولان: اس بارے میں دو اقوال ہیں اول قول امام شافعی علیہ الرحمۃ کا ہے اور دوسرا قول امام اعظم علیہ الرحمۃ کا ہے۔امام شافعی علیہ الرحمۃ قروء سے مراد طہر لیتے ہیں جب کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ اس حیض مراد لیتے ہیں۔ (اصول الشاشی مع احسن الحواشی، ص٦)

بان تکثروا الحلف: بات بے بات ہر قسم کی چھوٹی بڑی، عظیم اور حقیر چیز میں اللہ کا نام استعمال کرنا، اس پاک ذات کے نام نامی اسم گرامی کی ناقدری ہے، اور یہ ممانعت اس وجہ سے ہے کہ تم بھلائی، تقوی اور لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے والے ہو جاؤ۔

ای یحلفون ان لا یجامعوهن: اس جملہ میں ایلاء شرعی کی حقیقت کا بیان ہے، ورنہ لغت میں ایلاء کا معنی مطلق حلف ہے۔

ای علیہ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ الطلاق منصوب بنزع الخافض ہے۔من الـولـد او الحیض: یعنی فرج کے عیوب جیسے بانجھ پن، گندہ خون مثل استحاضہ یا فرج کا سوجن کی وجہ سے چھوٹا ہونا وغیرہ۔فضیلۃ فی الحق: یعنی مرد کا حق عورت کے حق کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ولھـن مثـل الـذی علیھـن: حاصل کلام یہ ہے کہ مرد کے عورت پر حقوق یہ ہیں کہ وہ کھانے پکانے وغیرہ خدمت باطنہ اور عورت کے بھی مرد پر حقوق ہیں مثلاً نان نفقہ، کسوۃ اور اظہار محبت وغیرہ۔ (الصاوی ج۱، ص۱۶۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ١٣

﴿الطلاق﴾ اَیِ التَّطْلِیْقُ الَّذِیْ یُرَاجِعُ بَعْدَہٗ ﴿مرتان﴾ اَیْ اِثْنَتَانِ ﴿فامساک﴾ اَیْ فَعَلَیْکُمْ اِمْسَاکُھُنَّ بَعْدَہٗ بِاَنْ تُرَاجِعُوْھُنَّ ﴿بمعروف﴾ مِنْ غَیْرِ ضِرَارٍ ﴿اوتسریح﴾ اَیْ اِرْسَالٌ لَّھُنَّ ﴿باحسان ولایحل لکم﴾ اَیُّھَا الْاَزْوَاجُ ﴿ان تاخذوا مما اتیتموھن﴾ مِنَ الْمُھُوْرِ ﴿شیئا﴾ اِذَا طَلَّقْتُمُوْھُنَّ ﴿الا ان یخافا﴾ اَیِ الزَّوْجَانِ ﴿الا یقیما حدود اللہ﴾ اَیْ لَا یَاْتِیَا بِمَا حَدَّہٗ لَھُمَا مِنَ الْحُقُوْقِ وَفِیْ قِرَاءَ ۃٍ (یخافا) بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ فَاَنْ لَّا یُقِیْمَا بَدْلُ اِشْتِمَالٍ مِّنَ الضَّمِیْرِ فِیْہِ وَقُرِئَ بِالْفَوْقَانِیَۃِ فِی الْفِعْلَیْنِ ﴿فان خفتم﴾ اَنْ ﴿الایقیما حدود اللہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ﴾ نَفْسَھَا مِنَ الْمَالِ لِیُطَلِّقَھَا اَیْ لَا حَرَجَ عَلَی الزَّوْجِ فِیْ اَخْذِہٖ وَلَا الزَّوْجَۃِ فِیْ بَذْلِہٖ ﴿تلک﴾ الْاَحْکَامُ الْمَذْکُوْرَۃُ ﴿حدود اللہ فلا تعتدوھا ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ھم الظلمون (٢٢٩) فان طلقھا﴾ الزَّوْجُ بَعْدَ الثِّنْتَیْنِ ﴿فلا تحل لہ من بعد﴾ اَیْ بَعْدَ الطَّلْقَۃِ الثَّالِثَۃِ ﴿حتی تنکح﴾ تَتَزَوَّجَ ﴿زوجا غیرہ﴾ وَیَطَاَھَا کَمَا فِی الْحَدِیْثِ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ ﴿فان طلقھا﴾ الزَّوْجُ الثَّانِیْ ﴿فلا جناح علیھما﴾ اَیِ الزَّوْجَۃِ وَالزَّوْجِ الْاَوَّلِ ﴿ان یتراجعا﴾ اِلَی النِّکَاحِ بَعْدَ اِنْقِضَاءِ الْعِدَّۃِ ﴿ان ظنا ان یقیما حدود اللہ وتلک﴾ الْمَذْکُوْرَاتُ ﴿حدود اللہ یبینھا لقوم یعلمون (٢٣٠)﴾ یَتَدَبَّرُوْنَ ﴿واذا طلقتم النساء فبلغن اجلھن﴾ قَارَبْنَ اِنْقِضَاءَ عِدَّتِھِنَّ ﴿فامسکوھن﴾ بِاَنْ تُرَاجِعُوْھُنَّ ﴿بمعروف﴾ مِّنْ غَیْرِ ضِرَارٍ ﴿او سرحوھن بمعروف﴾ اُتْرُکُوْھُنَّ حَتّٰی تَنْقَضِیَ عِدَّتُھُنَّ ﴿ولاتمسکوھن﴾ بِالرَّجْعَۃِ ﴿ضرارا﴾ مَّفْعُوْلٌ لِّاَجْلِہٖ ﴿لتعتدوا﴾ عَلَیْھِنَّ بِالْاِلْجَاءِ اِلَی الْاِفْتِدَاءِ اَوِالتَّطْلِیْقِ وَتَطْوِیْلِ الْحَبْسِ ﴿ومن یفعل ذلک فقد ظلم نفسہ﴾ بِتَعْرِیْضِھَا اِلٰی عَذَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی ﴿ولا تتخذوا ایت اللہ ھزوا﴾ مَھْزُوًّا بِھَا بِمُخَالَفَتِھَا ﴿واذکروا نعمۃ اللہ علیکم﴾ بِالْاِسْلَامِ ﴿وما انزل علیکم من الکتب﴾ اَلْقُرْاٰنِ ﴿والحکمۃ﴾ مَا فِیْہِ مِنَ الْاَحْکَامِ ﴿یعظکم بہ﴾ بِاَنْ تَشْکُرُوْھَا بِالْعَمَلِ بِہٖ ﴿واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ بکل شیء علیم (٢٣١)﴾ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ۔

﴿ترجمہ﴾

یہ طلاق......١...... (یعنی ایسی طلاق جسکے بعد رجوع ہوسکتا ہے) دو بار تک ہے (یعنی دو طلاقیں ہیں) پھر روک لینا ہے (یعنی دو طلاقیں دینے کے بعد تم پر لازم ہے کہ تم انکو رجوع......٢...... کر کے روک لو) بھلائی کے ساتھ (بغیر کسی ضرر کے) یا چھوڑ دینا ہے (یعنی انہیں روانہ کر دینا ہے) نکوئی کے ساتھ اور تمہیں روا نہیں (اے شوہرو!) کہ جو کچھ (مہر) عورتوں کو دیا اس میں سے واپس لو (جب کہ تم انہیں طلاق دے چکے ہو) مگر جب دونوں (یعنی میاں بیوی) کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے (یعنی ان حقوق کو پورا نہ کر سکیں گے جنکی اللہ ﷻ نے حد بندی فرمائی ہے اور ایک قرأت میں صیغہ مجہول کے ساتھ "یُخَافَا" آیا ہے اور اس صورت میں "الا یقیما" یخافا کی ضمیر سے بدل اشتمال ہوگا اور ایک قرأت میں یہ دونوں افعال بالفوقانیہ یعنی تخافا اور تقیما پڑھے گئے ہیں) پھر

اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہیں حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے ...... ہے...... (یعنی اپنی جان کو مال دیکر چھڑا لے تا کہ شوہر اسے طلاق دے یعنی شوہر پر مال لینے اور بیوی کے مال دینے میں کوئی حرج نہیں) یہ (یعنی مذکورہ احکام) اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں، پھر اگر اس نے طلاق دی (یعنی شوہر نے دو طلاقیں دینے کے بعد تیسری بھی) اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی (یعنی اس تیسری طلاق کے بعد) جب تک نکاح نہ کرے (تنکح بمعنی تتزوج ہے) دوسرے خاوند سے (اور وہ دوسرا شوہر اس سے وطی کرے جیسا کہ شیخین کی روایت میں ہے) پھر وہ دوسرا (یعنی زوجِ ثانی) اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں (یعنی بیوی اور اسکے زوجِ اول پر) کہ پھر آپس میں مل جائیں (بعد عدت مکمل ہونے پر نکاح کر کے) اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں نبھائیں گے اور یہ (مذکورہ احکامات) اللہ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے دانش مندوں (یعنی غور و غوض کرنے والوں) کے لئے اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد آ لگے (یعنی وہ اختتامِ عدت کے قریب ہو جائیں) تو اس وقت تک روک لو (یوں کہ ان سے رجوع کر لو) بھلائی کے ساتھ (بغیر کسی ضرر کے) یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دو (یعنی انہیں چھوڑ دو یہاں تک کہ انکی عدت پوری ہو جائے) اور انہیں روکنا نہ ہو (رجعت کے ذریعے) ضرر دینے کے لئے (ضرارا مفعول لہ ہے، تمسکوھن کا) زیادتی کرو (ان پر، کہ انہیں فدیہ دینے پر مجبور کر کے یا طلاق دے کر یا ان کی عدت کے زمانے کا دراز کر کے) اور جو ایسا کرے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے (یعنی اپنی جان کو اللہ کے عذاب کی طرف پیش کرتا ہے) اور اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھا نہ بنالو (اسکی مخالفت کر کے) اور یاد کرو اللہ کا احسان (یعنی توفیقِ اسلام) جو تم پر ہے اور وہ جو تم پر کتاب (یعنی قرآن) اور حکمت (یعنی وہ احکام جو کتاب میں ہیں) اتاری تمہیں نصیحت دینے کو (کہ تم ان نعمتوں کا شکر بجالاؤ ان پر عمل کر کے) اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے (اس پر کچھ مخفی نہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الطلاق مرتن فامساک بمعروف اوتسریح باحسانٍ﴾

الطلاق: مبتدا، مرتن: خبر ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، امساک: موصوف، بمعروف: ظرف مستقر صفت، جو اپنے موصوف سے ملکر مبتدا، خبر محذوف علیکم، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، او: عاطفہ، تسریح باحسان: ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ولا یحل لکم ان تاخذوا مما اتیتموھن شیئا﴾

و: استینافیہ، لایحل: فعل مضارع منفی، لکم: ظرف لغو، ان تاخذوا: فعل بافاعل، مما اتیتموھن: ظرف لغو، شیئا: مفعول، تاخذوا فعل اپنے متعلقات سے ملکر بتاویل مصدر مؤول ہو کر فاعل، لایحل فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الا ان یخافا الا یقیما حدود اللہ﴾

الا: حرف استثناء، اَنْ: مصدریہ، یخافا: فعل و فاعل، الا یقیما حدود اللہ: جملہ بتاویل مصدر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر

بتاویل مصدر ماقبل شیئا مفعول سے مستثنیٰ۔

﴿فان خفتم الا یقیما حدود الله فلاجناح علیهما فیما افتدت به﴾

ف: استینافیه، ان: شرطیہ، خفتم: فعل بافاعل، الا یقیما حدود الله: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، خفتم اپنے متعلقات سے ملکر شرط، ف: جزائیہ، لا: نفی جنس، جناح: ذوالحال، فیما افتدت به: شبہ جملہ ہوکر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر اسم، علیهما: ظرف مستقر خبر، لا نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جواب شرط، شرط جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تلک حدود الله فلا تعتدوها﴾

تلک: مبتدا، حدود الله: خبر ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، لا تعتدوا: فعل نہی بافاعل، ھا ضمیر مفعول، یہ سب ملکر شرط محذوف اذا عرفتم هذه الاحکام کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومن یتعد حدود الله فاولئک هم الظلمون﴾

و: استینافیه، من: مبتدا، یتعد حدود الله: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اولئک: مبتدا اول، هم: مبتدا ثانی، الظلمون: مبتدا ثانی کی خبر، جملہ اسمیہ ہوکر مبتدا اول کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جزاء، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوکر من مبتدا کی خبر، جملہ اسمیہ۔

﴿فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره﴾

ف: استینافیه، ان: شرطیہ، طلقها: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لا تحل: فعل وفاعل، له: ظرف لغو اول، من بعد حتی تنکح زوجا غیره: جار مجرور متعلق بمحذوف حال ہے فاعل سے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان طلقها فلا جناح علیهما ان یتراجعا﴾

ف: استینافیه، ان: شرطیہ، طلقها: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لا: نفی جنس، جناح: ذوالحال، ان یتراجعا: ای فی التراجع متعلق بمحذوف حال، ملکر اسم، علیهما: ظرف مستقر خبر، یہ سب ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان ظنا ان یقیما حدود الله﴾

ان: شرطیہ، ظنا: فعل بافاعل، ان یقیما حدود الله: مفعول بہ، ملکر شرط، جزا محذوف فلا جناح علیهما ان یتراجعا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وتلک حدود الله یبینها لقوم یعلمون﴾

و: استینافیه، تلک: مبتدا، حدود الله: خبر اول، یبینها لقوم یعلمون: جملہ فعلیہ ہوکر خبر ثانی، مبتدا اپنی دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فامسکوهن بمعروف او سرحوهن بمعروف﴾

و: استینافیه، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، طلقتم النساء: جملہ معطوف علیہ، فبلغن اجلهن: جملہ معطوف، ملکر شرط، ف: جزائیہ

،امسکوھن بمعروف: جملہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، سرحوھن بمعروف: جملہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا﴾

و: عاطفہ، لا تمسکوا: فعل با فاعل، ھن: مفعول، ضرارا: مصدر، لتعتدوا: متعلق بمصدر ملکر مفعول مطلق، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یفعل ذلک فقد ظلم نفسہ﴾

و: استینافیہ، من: مبتدا، یفعل ذلک: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، قد ظلم نفسہ: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تتخذوا ایت اللہ ھزوا﴾

و: مستانفہ، لا تتخذوا: فعل وفاعل، ایت اللہ: مفعول، ھزوا: مفعول ثانی، سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذکروا نعمۃ اللہ علیکم وما انزل علیکم من الکتب والحکمۃ یعظکم بہ﴾

و: عاطفہ، اذکروا: فعل با فاعل، نعمۃ اللہ: معطوف علیہ، علیکم: نعمۃ کے متعلق ہے، و: عاطفہ ما انزل علیکم: ذوالحال، من الکتاب والحکمۃ: متعلق بمحذوف حال اول، یعظکم بہ: جملہ فعلیہ حال ثانی، ذوالحال اپنے حالوں سے ملکر معطوف، جو اپنے معطوف علیہ سے ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ بکلِ شیء علیم﴾

و: عاطفہ، اتقوا: فعل با فاعل، اللہ: اسم جلالت مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر ماقبل پر معطوف، و: عاطفہ، اعلموا: فعل با فاعل، انّ اللہ ......الخ: جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ماقبل پر۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......الطلاق مرتن......☆ایک عورت نے سید عالم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ اسکے شوہر نے کہا ہے کہ وہ اس کو طلاق دیتا اور رجعت کرتا رہے گا ہر مرتبہ جب طلاق کی مدت گزرنے کے قریب ہوگی رجعت کرلے گا پھر طلاق دے دے گا اسی طرح عمر بھر اس کو قید رکھے گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ طلاق رجعی دو بار تک ہے اسکے بعد طلاق دینے پر رجعت کا حق نہیں ہے۔

☆......فان خفتم الا یقیما حدود اللہ......☆ یہ آیت جمیلہ بنت عبداللہ کے باب میں نازل ہوئی یہ جمیلہ، ثابت بنت قیس ابن شماس کے نکاح میں تھیں اور شوہر سے کمال نفرت رکھتی تھیں، رسول اللہ ﷺ کے حضور میں اپنے شوہر کی شکایت لائیں اور کسی طرح انکے ساتھ رہنے پر راضی نہ ہوئیں، تب ثابت نے کہا میں نے انکو ایک باغ دیا ہے اگر یہ میرے پاس رہنا گوارا نہیں کرتیں اور مجھ سے علیحدگی چاہتی ہیں تو وہ باغ مجھے واپس کریں میں انکو آزاد کردوں گا، جمیلہ نے اسکو منظور کیا، ثابت نے باغ لے لیا اور طلاق دے دی

اس طرح کی طلاق کو خلع کہتے ہیں۔

☆......**واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن**......☆ یہ آیت ثابت بن یسار انصاری کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے اپنی عورت کو طلاق دی تھی اور جب عدت قریب ختم ہوتی تھی رجعت کرلیا کرتے تھے تاکہ عورت قید میں پڑی رہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

طلاق:

ا......لغوی اعتبار سے طلاق کے معنی ''قید سے آزاد کرنے'' اور ''تخلیہ کرنے کے ہیں'' جبکہ شرعی معنی ''ملکِ نکاح سے آزاد کرنا'' طلاق کہلاتا ہے پھر طلاق کی تین اقسام ہیں: (۱)......**طلاق احسن**: یہ ہے کہ آدمی اپنی منکوحہ کو حالتِ طہر میں، جس میں صحبت نہ کی ہو، ایک طلاق دے کر بغیر دوسری طلاق دیئے چھوڑ دے یہانتک کہ اسکی عدت کا وقت گزر جائے۔ (۲)......**طلاق بدعت**: ایک ہی جملہ میں تین طلاقیں دیدینا یا ایک طہر میں تین طلاقیں دیدینا طلاق بدعت کہلاتا ہے۔ (۳)......**طلاق سنت**: یہ ہے کہ کوئی شخص تین طہر میں تین طلاقیں دے۔ (التعریفات، ص ۱۱۷، بہار شریعت، باب ہشتم، ج ۱، ص ۶، ملخصاً)

بلا وجہ شرعی طلاق دینا اللہ عزوجل کو سخت ناپسند ہے: ''**ابغض الحلال الی اللّٰہ تعالٰی الطلاق**'' اللہ عزوجل کو حلال چیزوں میں سے طلاق دینا سب سے زیادہ ناپسند ہے''۔ (سنن ابی داوٗد، کتاب الطلاق، باب فی کراھیۃ الطلاق، ص ۴۰۴)

لہذا ضروری ہے کہ زن و شوہر باہم اچھے طریقہ سے رہیں تاکہ طلاق کی نوبت نہ آئے کیونکہ **لان الاصل فی الطلاق هو الحظر و الاباحة لحاجة الخلاص**۔ (الهداية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنه، ص ۱۴۲)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عورت ٹیڑھی پسلی سے بنائی گئی ہے اور ٹیڑھی ہی چلے گی، اگر تجھے اس سے فائدہ اٹھانا ہے تو اس سے اسی حال پر نفع اٹھا اگر سیدھا کرنا چاہے گا تو ٹوٹ جائیگی اور اسکا توڑنا اسے طلاق دینا ہے۔'' (صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب الوصية بالنساء، ص ۶۹۶)

دل میں طلاق دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ اتنی بلند آواز سے کہ جس کو مانع نہ ہونے پر خود سن سکے واقع ہوجاتی ہے۔ (الفتاوی الرضوية، كتاب الطلاق، ج ۱۲، ص ۳۸۱)

رجوع کسے کہتے ہیں؟

۲......عورت کو عدت کے دنوں میں پہلے نکاح پر باقی رکھنے کو رجعت کہتے ہیں اور جو ایسا کرے گویا اس نے رجوع کیا۔ (التعريفات، ص ۱۱۲، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج ۴، ص ۷۶)

خلع:

۳......خلع شرع میں اسے کہتے ہیں کہ شوہر برضاءِ خود مہر وغیرہ مال کے عوض عورت کو نکاح سے جدا کردے، تنہا زوجہ کیلئے نہیں ہوسکتا۔ (الفتاوی الرضو يةمخرجه، باب الخلع، ج ۱۳، ص ۲۶۴)

جب مرد وعورت میں اختلاف پایا جائے اور دونوں یہ خوف کریں کہ اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت کو مال دے کر خلع (یعنی مرد سے علیحدگی) حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا: ﴿**فلا جناح عليهما**

فیما افتدت بہ﴾ پھر جب وہ دونوں ایسا کرلیں تو خلع واقع ہوجائیگا اور طلاق بائن پڑ جائیگی اور عورت پر مال دینا لازم آجائیگا، نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''خلع طلاق بائن ہے۔'' (الهداية، باب الخلع، ج۳،ص۲۳۸)

خلع مقدار معین پر ہوا اور عورت مدخولہ ہے اور مہر پر عورت نے قبضہ کرلیا تو جو ٹھہرا ہے وہ شوہر کو دے اس کے علاوہ شوہر کچھ نہیں لے سکتا ہے اور مہر عورت کو نہیں ملا ہے تو اب عورت مہر کا مطالبہ نہیں کرسکتی اور دونوں صورتوں میں جو ٹھہرا ہے دینا ہوگا اور اگر مہر پر خلع ہوا اور مہر لے چکی ہے تو مہر واپس کردے اور اگر مہر نہیں لیا ہے اور شوہر سے مہر ساقط ہوگیا اور عورت سے کچھ نہیں لے سکتا اور اگر مثلاً مہر کے دسویں حصے پر خلع ہوا اور مہر مثلاً دس ہزار روپے کا ہے اور عورت مدخولہ ہے اور کل مہر لے چکی ہے تو شوہر اس سے سو روپے لے گا اور مہر بالکل نہیں لیا ہے تو امام اعظم کے قول کے مطابق شوہر سے کل مہر ساقط ہوگیا اور اگر عورت غیر مدخولہ ہے اور مہر لے چکی ہے تو شوہر اس سے پچاس روپے لے سکتا ہے اور عورت کو کچھ مہر نہیں ملا ہے تو کل ساقط ہوگیا امام اعظم کے قول کے مطابق جیسا کہ ظہیریہ میں ہے۔ (الهندية، كتاب الطلاق، باب في الخلع، ج۱،ص۵۲۰)

اغراض:

باحسان: یعنی جو عورت کے مرد پر حقوق وغیرہ ہیں وہ ادا کردے اور اس کا برائی کے ساتھ ذکر نہ کرے۔فیما افتدت به: یعنی عورت اپنے مہر میں سے اقل یا اکثر دے دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔لاحرج علی الزوج فی اخذہ: کہ عورت کے ساتھ ظلم نہ کرے مہر واپس لینے کے معاملے میں۔ولا علی الزوجة فی بذله: یعنی عورت اپنی جان کو نقصان سے بچانے کے لئے مہر واپس دے ڈالے۔ (الصاوی ج۱،ص۱۷۲)

رواہ الشیخان: حضرت بی بی عائشہ طیبہ طاہرہ فرماتی ہیں کہ رفاعہ کی زوجہ سید عالم ﷺ کے پاس آئی اس حال میں کہ میں اور ابو بکر ﷺ سید عالم ﷺ کے پاس تھے، اس نے کہا کہ مجھے رفاعہ نے جدا کرنے والی طلاق دی ہے اور پھر عبد الرحمٰن بن زبیر نے میرے ساتھ شادی کی ہے، بیشک اس کے پاس تو ہدبہ کی مثل ہے اور اس نے اپنے کپڑے سے ہدبہ بنایا تو رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ گویا تو رفاعہ کے پاس واپس جانا چاہتی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ تو اس کا شہد چکھ لے اور وہ تیرا شہد چکھ لے۔بمخالفتھا: تتخذوا کے متعلق ہے یعنی مخالفت کے سبب۔ (الجمل ج۱،ص۲۷۹)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿واذا طلقتم النساء فبلغن اجلھن ﴾ اِنْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ ﴿فلاتعضلوھن﴾ خِطَابٌ لِلْاَوْلِيَآءِ اَیْ تَمْنَعُوْهُنَّ مِنْ ﴿ان ینکحن ازواجھن﴾ اَلْمُطَلِّقِيْنَ لَهُنَّ لِاَنَّ سَبَبَ نُزُوْلِهَا اَنَّ اُخْتَ مَعْقَلِ بْنِ يَسَارٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا فَاَرَادَ اَنْ يُّرَاجِعَهَا فَمَنَعَهَا مَعْقَلٌ كَمَا رَوَاهُ الْحَاكِمُ ﴿اذا تراضوا﴾ اَیِ الْاَزْوَاجُ وَالنِّسَآءُ ﴿بینھم بالمعروف﴾ شَرْعًا ﴿ذلک﴾ اَلنَّهْیُ عَنِ الْعَضْلِ ﴿یوعظ به من کان منکم یؤمن بالله والیوم الاخر﴾ لِاَنَّهُ الْمُنْتَفِعُ بِهِ ﴿ذلکم﴾ اَیْ تَرْكُ الْعَضْلِ ﴿ازکی﴾ خَیْرٌ ﴿لکم واطھر﴾ لَكُمْ وَلَهُمْ لِمَا يَخْشٰى عَلَى الزَّوْجَيْنِ مِنَ الرِّيْبَةِ بِسَبَبِ الْعِلَاقَةِ بَيْنَهُمَا ﴿والله یعلم﴾ مَا فِيْهِ مِنَ الْمَصْلَحَةِ ﴿وانتم لا تعلمون (۲۳۲)﴾

ذٰلِکَ فَاتَّبِعُوْا اَمْرَهٗ ﴿والوالدت يرضعن﴾ اَیْ لِيُرْضِعْنَ ﴿اولادهن حولين﴾ عَامَيْنِ ﴿كاملين﴾ صِفَةٌ مُّؤَكِّدَةٌ، ذٰلِکَ ﴿لمن اراد ان يتم الرضاعة﴾ وَلَا زِيَادَةَ عَلَيْهِ ﴿وعلى المولود له﴾ اَيِ الْاَبِ ﴿رزقهن﴾ اِطْعَامُ الْوَالِدَاتِ ﴿وكسوتهن﴾ عَلَى الْاِرْضَاعِ اِذَا كُنَّ مُطَلَّقَاتٍ ﴿بالمعروف﴾ بِقَدْرِ طَاقَتِهٖ ﴿لاتكلف نفس الا وسعها﴾ طَاقَتَهَا ﴿لا تضار والدة بولدها﴾ اَیْ بِسَبَبِهٖ بِاَنْ تُكْرَهَ عَلٰى اِرْضَاعِهٖ اِذَا اِمْتَنَعَتْ ﴿ولا﴾ يُضَآرَّ ﴿مولود له بولده﴾ اَیْ بِسَبَبِهٖ بِاَنْ يُّكَلَّفَ فَوْقَ طَاقَتِهٖ وَاِضَافَةُ الْوَلَدِ اِلٰى كُلٍّ مِّنْهُمَا فِی الْمَوْضِعَيْنِ لِلْاِسْتِعْطَافِ ﴿وعلى الوارث﴾ اَیْ وَارِثِ الْاَبِ وَهُوَ الصَّبِیُّ اَیْ عَلٰى وَلِيِّهٖ فِیْ مَالِهٖ ﴿مثل ذلک﴾ الَّذِیْ عَلَی الْاَبِ لِلْوَالِدَةِ مِنَ الرِّزْقِ وَالْكِسْوَةِ ﴿فان ارادا﴾ اَيِ الْوَالِدَانِ ﴿فصالا﴾ فِطَامًا لَهٗ قَبْلَ الْحَوْلَيْنِ صَادِرًا ﴿عن تراض﴾ اِتِّفَاقٍ ﴿منهما وتشاور﴾ بَيْنَهُمَا لِيَظْهَرَ مَصْلَحَةُ الصَّبِیِّ فِيْهِ ﴿فلا جناح عليهما﴾ فِیْ ذٰلِکَ ﴿وان اردتم﴾ خِطَابٌ لِّلْاٰبَاءِ ﴿ان تسترضعوا اولادكم﴾ مَرَاضِعَ غَيْرَ الْوَالِدَاتِ ﴿فلاجناح عليكم﴾ فِيْهِ ﴿اذا سلمتم﴾ اِلَيْهِنَّ ﴿ما اتيتم﴾ اَیْ اَرَدْتُّمْ اِيْتَاءَهٗ لَهُنَّ مِنَ الْاُجْرَةِ ﴿بالمعروف﴾ بِالْجَمِيْلِ كَطِيْبِ النَّفْسِ ﴿واتقوا الله واعلموا ان الله بما تعملون بصير (٢٣٣)﴾ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَیْءٌ مِّنْهُ ﴿والذين يتوفون﴾ يَمُوْتُوْنَ ﴿منكم ويذرون﴾ يَتْرُكُوْنَ ﴿ازواجا يتربصن﴾ اَیْ لِيَتَرَبَّصْنَ ﴿بانفسهن﴾ بَعْدَهُمْ عَنِ النِّكَاحِ ﴿اربعة اشهر وعشرا﴾ مِنَ اللَّيَالِیْ وَهٰذَا فِیْ غَيْرِ الْحَوَامِلِ، وَاَمَّا الْحَوَامِلُ فَعِدَّتُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ بِاٰيَةِ الطَّلَاقِ وَالْاَمَةُ عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذٰلِکَ بِالسُّنَّةِ ﴿فاذا بلغن اجلهن﴾ اِنْقَضَتْ مُدَّةُ تَرَبُّصِهِنَّ ﴿فلاجناح عليكم﴾ اَيُّهَا الْاَوْلِيَاءُ ﴿فيما فعلن فی انفسهن﴾ مِنَ التَّزَيُّنِ وَالتَّعَرُّضِ لِلْخُطَّابِ ﴿بالمعروف﴾ شَرْعًا ﴿والله بما تعملون خبير (٢٣٤)﴾ عَالِمٌ بِبَاطِنِهٖ كَظَاهِرِهٖ ﴿ولا جناح عليكم فيما عرضتم﴾ لَوَّحْتُمْ ﴿به من خطبة النساء﴾ الْمُتَوَفّٰى عَنْهُنَّ اَزْوَاجُهُنَّ فِی الْعِدَّةِ كَقَوْلِ الْاِنْسَانِ مَثَلًا: اِنَّکِ لَجَمِيْلَةٌ، وَمَنْ يَّجِدُ مِثْلَکِ، وَرُبَّ رَاغِبٍ فِيْکِ ﴿او اكننتم﴾ اَضْمَرْتُمْ ﴿فی انفسكم﴾ مِنْ قَصْدِ نِكَاحِهِنَّ ﴿علم الله انكم ستذكرونهن﴾ بِالْخِطْبَةِ وَلَا تَصْبِرُوْنَ عَنْهُنَّ فَاَبَاحَ لَكُمُ التَّعْرِيْضَ ﴿ولكن لا تواعدوهن سرا﴾ اَیْ نِكَاحًا ﴿الا﴾ لٰكِنْ ﴿ان تقولوا قولا معروفا﴾ اَیْ مَا عُرِفَ شَرْعًا مِنَ التَّعْرِيْضِ فَلَكُمْ ذٰلِکَ ﴿ولاتعزموا عقدة النكاح﴾ اَیْ عَلٰى عَقْدِهٖ ﴿حتى يبلغ الكتب﴾ اَيِ الْمَكْتُوْبُ مِنَ الْعِدَّةِ ﴿اجله﴾ بِاَنْ يَّنْتَهِیَ ﴿واعلموا ان الله يعلم ما فی انفسكم﴾ مِنَ الْعَزْمِ وَغَيْرِهٖ

﴿فاحذروه﴾ اَنْ یُّعَاقِبَکُم اِذَا عَزَمْتُمْ ﴿واعلموا ان الله غفور﴾ لِمَنْ یَّحْذَرُهُ ﴿حلیم(۲۳۵)﴾ بِتَاخِیْرِ الْعُقُوْبَةِ عَنْ مُسْتَحِقِّهَا۔

﴿ترجمہ﴾

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو وہ اپنی مدت کو پہنچ جائیں (یعنی انکی عدت ختم ہوجائے) تو انہیں نہ روکو (یہ خطاب عورتوں کے اولیاء سے ہے یعنی انہیں منع نہ کرو) اس سے کہ اپنے شوہروں سے نکاح کرلیں (جنہوں نے انہیں طلاق دی تھی، اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن کو انکے شوہر نے طلاق دے کر دوبارہ رجوع کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کو روکا جیسا کہ حاکم نے اسے روایت کیا) جب کہ رضامند ہوجائیں (یعنی شوہر اور بیوی) آپس میں بھلائی کے ساتھ (یعنی موافق شرع) یہ (یعنی نکاح سے منع نہ کرنے کے بارے میں) نصیحت اسے دی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو (کیونکہ وہ ہی اس نصیحت سے نفع اٹھائے گا) یہ (نکاح سے نہ روکنا) تمہارے لئے زیادہ ستھرا اور پاکیزہ ہے (تمہارے لئے بھی اور ان کے لئے بھی، اسلئے کہ زوجین کے سابقہ تعلقات کی وجہ سے ان دونوں پر تہمت لگنے کا خوف ہے) اور اللہ جانتا ہے (جو اس میں مصلحت کارفرما ہے) اور تم نہیں جانتے (اسکی مصلحت کو تو تم اسکے حکم کی پیروی کرو) اور مائیں دودھ پلاتی رہیں (یعنی چاہیے کہ مائیں دودھ پلائیں) اپنے بچوں کو دو (سال، حولین بمعنی عامین ہے) پورے......! (کاملین، حولین کی صفتِ مؤکدہ ہے، یہ) اس کے لئے جو دودھ کی مدت پوری کرنا چاہے (لہٰذا اس مدت میں مزید اضافہ نہیں کرنا چاہیے) اور جس کا بچہ ہے اس پر (یعنی باپ پر) عورتوں کا کھانا (یعنی ماں کا کھانا) اور پہننا ہے (دودھ پلانے کی بناء پر جبکہ وہ مطلقہ ہو) حسبِ دستور (باپ کی طاقت کے مطابق) کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے گا مگر اس کے مقدور بھر (یعنی اسکی طاقت بھر) نہ ضرر دیا جائے ماں کو اس کے بچہ کے ساتھ (یعنی اسے اس کے بچہ کے سبب یوں کی اسے دودھ پلانے پر مجبور نہ کیا جائے) اور نہ (تکلیف دی جائے) باپ کو اسکے لڑکے کیساتھ (یعنی اسکی اولاد کے سبب، اس طرح کہ باپ پر اسکی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈال دیا جائے، لفظِ ولد کی اضافت ماں اور باپ دونوں کی طرف دونوں مقامات پر کرنے سے انہیں لطف ومہربانی کی طرف مائل کرنا مقصود ہے) اور وارث پر بھی (باپ کے وارث پر بھی اس سے مراد بچہ ہے یعنی بچہ کے ولی پر بھی اسکے مال کی) اسی قسم کی ذمہ داری ہے (جو باپ پر بچے کی ماں کو دینا لازم تھا مثلاً کھانا اور پہننا) پھر اگر (ماں باپ) دونوں دودھ چھڑانا چاہیں (یعنی دوسال سے قبل یہ بات صادر ہو) رضامندی (یعنی اتفاقِ رائے) اور مشورے سے (آپس کے، اور اس میں بچے کیلئے مصلحت بھی کارفرما ہو) تو ان پر (اس معاملے میں) کچھ گناہ نہیں اور اگر تم چاہو (یہ خطاب آبــــاء کو ہے) کہ دائیوں (یعنی ماں کے علاوہ دوسری دودھ پلانے والیوں سے) اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ تو بھی تم پر (اس معاملے میں) مضائقہ نہیں جب کہ ٹھہرا تھا (دائیوں کو) جو دینا (یعنی جو تم نے انہیں بطورِ اجرت دینے کا ارادہ کیا تھا) بھلائی کے ساتھ انہیں ادا کردو (خوش دلی سے) اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے (اس سے کچھ پوشیدہ نہیں) اور جو مریں (یفوتون بمعنی یموتون ہے) تم میں اور چھوڑیں (یذرون بمعنی یترکون ہے) بیبیاں، وہ روکیں گی (یعنی چاہیے کہ روکے رکھیں) اپنے آپ کو (نکاح سے) چار مہینے دس دن (راتوں سمیت، اور یہ حکم غیر حاملہ کے بارے میں ہے اور حاملہ کی عدت سورہ طلاق

میں وضع حمل بیان ہوئی ہے اور سنت کے مطابق باندی پر اس سے نصف عدت گزارنا لازم ہے) تو جب اپنی مدت کو پہنچ جائیں (یعنی انکے نکاح سے رکے رہنے کی مدت) پوری ہو جائے تو تم پر (اے عورت کے اولیاء!) مواخذہ نہیں اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں (کریں یعنی زیب وزینت اختیار کریں اور نکاح کی پیش کش کرنے والوں سے کسی قسم کا کوئی تعارض کریں) بھلائی کے ساتھ (یعنی شرعی) طریقے سے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے (وہ باطن کو بھی اسی طرح جانتا ہے جیسا کہ ظاہر کو) اور تم پر گناہ نہیں اس بات میں جو پردہ رکھ کر (یعنی اشارۃً) تم عورتوں کے نکاح کا پیام دو (جو عدت میں ہیں اور انکے شوہر انتقال کر چکے ہیں، مثلاً انسان یوں کہے کہ تم بہت خوبصورت ہو اور تیری مثل بیوی کس کو ملے گی یا یوں کہے کہ بہت سے لوگ تجھ میں رغبت رکھتے ہیں) یا چھپا رکھو (اکننتم بمعنی اضمرتم ہے) اپنے دل میں (ان سے قصدِ نکاح کو) اللہ جانتا ہے کہ اب تم ان کی یاد کرو گے (پیغامِ نکاح دیکر اور تم ان سے صبر نہ کر سکو گے، تو اس نے تمہارے لئے پیغامِ نکاح کو مباح فرمایا) ہاں ان سے (نکاح کا) خفیہ وعدہ نہ کر رکھو مگر (الّا بمعنی لکِنْ ہے) یہ کہو ان سے بھلائی کیساتھ کوئی بات (یعنی اتنی بات کہو جو شرع کے مطابق ہو، تو یہ تمہارے لئے جائز ہے) اور نکاح کی گرہ (یعنی عقدِ نکاح) پکی نہ کرو جب تک نہ پہنچ لے (یعنی عدت کے بارے میں) لکھا ہوا حکم اپنی میعاد کو (یوں کہ وہ مدت پوری ہو جائے) اور جان لو کہ اللہ تمہارے دل کی (یعنی تمہارے نکاح کرنے کے عزم وغیرہ کو) جانتا ہے تو اس سے ڈرو (کہ وہ تمہارے ارادے یعنی عزم ...... پر سزا دیگا) اور جان لو کہ اللہ بخشنے والا (ہے اسے جو اس سے ڈرتا ہے اور) حلم والا ہے (مستحقِ سزا کو سزا دینے میں تاخیر فرماتا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿و اذا طلقتم النساء فبلغن اجلھن﴾

و: استینافیہ، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، طلقتم النساء: جملہ معطوف علیہ، فبلغن اجلھن: جملہ معطوف، ملکر شرط۔

﴿فلا تعضلوھن ان ینکحن ازواجھن اذا تراضوا بینھم بالمعروف﴾

ف: جزائیہ، لا تعضلوھن: فعل بافاعل ومفعول اول، ان ینکحن ازواجھن: مفعول ثانی، اذا: مضاف، تراضوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، بالمعروف: حال، جو ذوالحال سے ملکر فاعل، بینھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر ظرف لغو، لا تعضلوھن فعل اپنے متعلقات سے ملکر جواب شرط، شرط جواب شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلک یوعظ بہ من کان منکم یؤمن باللہ والیوم الاخر﴾

ذلک: مبتدا، یوعظ: فعل مجہول، بہ: ظرف لغو، من: موصولہ، کان منکم ...... الخ: جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، موصول صلہ ملکر نائب الفاعل، یوعظ فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلکم ازکی لکم واطھر﴾

ذلکم: مبتدا، ازکی لکم: شبہ جملہ ہو کر معطوف علیہ ہوا، اطھر: معطوف، ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واللہ یعلم وانتم لا تعلمون﴾

و:مستانفہ،اللّٰہ:اسم جلالت مبتدا،یعلم:خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،انتم :مبتدا، لا تعلمون:خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والوالدت یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ﴾

وَ:مستانفہ،الولدات: مبتدا،یرضعنَ:فعل بافاعل،اولادھن: مفعول،حولین کاملین: ظرف زماں،لام: جار،من اراد ان یتم الرضاعۃ: موصول صلہ ملکر مجرور،جار مجرور ملکر ظرف لغو یرضعن کا،یرضعن فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وعلی المولود لہ رزقھن وکسوتھن بالمعروف﴾

و:عاطفہ،علی: جار...... المولود:اسم مفعول،لہ: ظرف مستقر شبہ جملہ ہوکر مفعول کا نائب الفاعل،یہ سب ملکر مجرور،جو جار سے ملکر ظرف مستقر خبر مقدم،رزقھن :معطوف علیہ،و کسوتھن :معطوف،معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مبتدا مؤخر، بالمعروف:حال مبتدا مؤخر سے،مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لاتکلف نفس الاوسعھا﴾

لاتکلف: فعل مجہول،نفس: نائب الفاعل،الا: للحصر،وسعھا: مفعول بہ ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لاتضار والدۃ بولدھاولا مولود لہ بولدہ﴾

لاتضار: فعل نہی،والدۃ: فاعل،بولدھا: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و:عاطفہ،لا: نافیہ،تضار: فعل مقدر،مولود لہ: فاعل، بولدہ: ظرف لغو،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿وعلی الوارث مثل ذلک﴾

و:عاطفہ،علی الوارث:ظرف مستقر خبر مقدم،مثل ذلک: مبتدا مؤخر،جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿فان ارادا فصالا عن تراضٍ منھما وتشاور فلا جناح علیھما﴾

ف:استئنافیہ ،ان: شرطیہ،ارادا:فعل بافاعل،فصالا: موصوف،عن تراض منھماوتشاور: جار مجرور ملکر ظرف مستقر صفت، جو موصوف سے ملکر مفعول، ارادا فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط، فلا جناح علیھما: جملہ اسمیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان اردتم ان تسترضعوا اولادکم فلا جناح علیکم﴾

و: عاطفہ،ان:شرطیہ،اردتم:فعل بافاعل،اَنْ: مصدریہ،تسترضعوا:فعل بافاعل، اولادکم:مفعول،سب ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ہوکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط،فلا جناح علیکم: جملہ اسمیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اذا سلمتم ما اٰتیتم بالمعروف﴾

اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط،سلمتم: فعل بافاعل،ما اتیتم: جملہ ہوکر مفعول،بالمعروف: ظرف مستقر حال ہے فاعل سے،جملہ ہوکر شرط،فلا جناح علیکم: جواب شرط مقدر،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ بما تعملون بصیر﴾

و: مستانفہ،اتقوا اللّٰہ: جملہ فعلیہ، واعلموا: فعل بافاعل، انّ اللّٰہ...... الخ: مفعول،جملہ فعلیہ ہوکر معطوف۔

﴿والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر و عشرا﴾

و:مستانفہ،الذین یتوفون منکم ......الی...... ازواجا: موصول صلہ ملکر مبتدا،یتربصن: فعل بافاعل،بانفسھن: ظرف لغو ،اربعۃ اشھر وعشرا: ظرفِ زمان،یتربصن ......الخ: جملہ فعلیہ ہوکر خبر،مبتدا محذوف ازواجکم کیلئے،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاذا بلغن اجلھن فلا جناح علیکم فیما فعلن فی انفسھن بالمعروف﴾

ف: استینافیہ ،اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط ،بلغن اجلھن: جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ، لا: نفی جنس،جناح: ذوالحال، فیما فعلن فی انفسھن بالمعروف: جارمجرور متعلق بمحذوف حال،ملکر اسم،علیکم: ظرف مستقر خبر،لا نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿واللہ بما تعملون خبیر﴾

و:مستانفہ،اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا،بما تعملون: ظرفِ لغو مقدم،خبیر: صفت مشبہ ھو ضمیر فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولاجناح علیکم فیما عرضتم بہ من خطبۃ النساء او اکننتم فی انفسکم﴾

و:مستانفہ،لا: نفی جنس،جناح: ذوالحال،فی: جار،ما: موصولہ،عرضتم بہ من خطبۃ النساء: معطوف علیہ،او: عاطفہ، اکننتم فی انفسکم: معطوف،ملکر صلہ،موصول صلہ ملکر مجرور،جو جار سے ملکر ظرف مستقر ہوکر حال،ذوالحال حال سے ملکر اسم، علیکم: خبر،لا نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿علم اللہ انکم ستذکرونھن ولکن لا تواعدوھن سرا﴾

علم: فعل،اللّٰہ: اسم جلالت فاعل،انّ: حرف مشبہ،کم: ضمیر اسم،ستذکرونھن: خبر، جملہ اسمیہ ہوکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،لکن: مخففہ،لاتواعدوھن: فعل بافاعل ومفعول،سرا: مفعول ثانی،یہ سب ملکر جملہ محذوف جملہ فاذکروھن پر معطوف ہے۔

﴿الا ان تقولوا قولا معروفا﴾

الا: حرف استثناء، ان تقولوا قولا معروفا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ہو کر ماقبل سِوًا سے مستثنیٰ ہے۔

﴿ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتب اجله﴾

و: عاطفہ، لاتعزموا: فعل وفاعل، عقدة النكاح: مفعول، حتی: جار، يبلغ الكتب اجله: جملہ فعلیہ مجرور، جو جار سے ملکر ظرف لغو، مفعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واعلموا ان الله يعلم ما في انفسكم فاحذروه﴾

و: عاطفہ، اعلموا: فعل واؤ ضمیر فاعل، انّ: حرف مشبه بالفعل، الله: اسم جلالت اسم، یعلم: فعل بافاعل، ما في انفسكم: موصول صلہ ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: فصیحہ، احذروه: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہو کر محذوف شرط اذا علمتم ذلک فاحذروه کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......واذا طلقتم النساء فبلغن ......☆معقل بن یسار مزنی کی بہن کا نکاح عاصم بن عدی کے ساتھ ہوا تھا، انہوں نے طلاق دی اور عدت گزارنے کے بعد پھر عاصم نے درخواست کی تو معقل بن یسار مانع ہوئے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

رضاعت:

۱......بچے کا عورت کے پستان کو مخصوص وقت میں چوسنے سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اگر چہ تیس ماہ سے کم مدت میں چوسے، امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک مدتِ رضاعت تیس ماہ ہے ﴿وحمله فصاله ثلاثون شهرا﴾ جبکہ صاحبین کے نزدیک مدت رضاعت ﴿والوالدت يرضعن اولادهن حولين كاملين لمن اراد ان يتم الرضاعة﴾ پورے دو برس ہے۔

(کنزالدقائق مع حاشیة کشاف الحقائق، کتاب الرضاع، ص ۱۱۱، ردالمحتار کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ٤، ص ۳۹۱ وغیرہ)

☆......عورت کو طلاق دے دی اس نے اپنے بچے کو دو برس کے بعد تک دودھ پلایا تو دو برس کے بعد کی اجرت کا مطالبہ نہیں کر سکتی یعنی لڑکے کا باپ اجرت دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور دو برس تک کی اجرت اس سے جبرا لی جائے گی۔ (الھندیة، کتاب الرضاع، ج ۱، ص ۳۷۶)

☆......دو برس کے اندر بچے کا باپ اس کی ماں کو دودھ چھڑانے پر مجبور نہیں کر سکتا اور اس کے بعد کر سکتا ہے۔

(رد المحتار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ٤، ص ۳۹۸)

☆......عورتوں کو چاہیے کہ بلا ضرورت ہر بچہ کو دودھ نہ پلا دیا کریں اور پلائیں تو خود بھی یاد رکھیں یا لکھ لیں۔

(الھندیة، کتاب الرضاع ج ۱، ص ۳۷۸)

☆......رضاعت کے ثبوت کے لئے دو عادل مردوں یا ایک عادل مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے لیکن نکاح سے پہلے اگر کوئی عورت یہ کہتی ہے کہ میں نے اس بچے کو دودھ پلایا ہے اور وہ بظاہر قابل اعتماد ہے تو یہ بچہ اس کا رضاعی بیٹا ہو جائے گا اور دودھ پلانے

والی کی لڑکی کی شادی اس لڑکے سے جس کو دودھ پلانے کے متعلق یہ کہتی ہے جائز نہیں یہی فتاوی شامی میں ہے۔یعنی فتاوی قاضی خان میں جو محرمات کی تفصیل بیان کی گئی ہے اس میں ہے کہ نکاح سے پہلے یہ خبر دی گئی اور خبر دینے والا قابل اعتماد ہے تو نکاح جائز نہیں۔

(وقار الفتاوی، کتاب الرضاع ج۳،ص۶۸)

عزم سے کیا مراد ہے ؟

ع......انسان کے ارادے کو کہتے ہیں جس پر مواخذہ ہو چاہے وہ ارادہ اچھائی کا ہو یا برائی کا۔ (الصاوی، ج۱،ص۱۷۷)

اغراض:

خطاب للاولیاء: طلقتم کا خطاب ازواج سے بھی ہو سکتا ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ یہ خطاب (عورت کے) اولیاء سے ہو، معنی یہ ہے کہ اے اولیاء جب ان عورتوں کے امور تمہاری جانب سے اٹھ جائیں اور انہیں ان کے دوسرے شوہر طلاق دے لیں اور جوان کے نفوس میں ہے وہ بھی زائل ہو جائے اور وہ اپنے پہلے شوہر سے نکاح کرنے کا ارادہ کریں تو تم پر کچھ حق نہیں ہے کہ تم انہیں نکاح سے روکو۔ (الصاوی، ج۱،ص۱۷٤ ملخصاً)

ان یراجعھا: یعنی جدید عقد کے ذریعے عورت کی عدت مکمل ہونے کے بعد جیسا کہ تو جانتا ہے۔لانه المنتفع به :لام تعلیلیہ مومنین کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنے کی وجہ سے ہے۔ای ترک العضل :ابو سعود کی عبارت ہے کہ یہ نصیحت اور تقاضے کے مطابق عمل تمہارے لئے زیادہ ستھرا اور قابل نفع ہے۔لمن اراد :یعنی والدین،اور عنقریب اس کا مفہوم اللہ ﷻ کے فرمان ﴿فان اراد فصالا﴾ میں آرہا ہے اور مفسر کا قول و لا زیادۃ علیه دو سوالوں پر مشتمل ہے جب کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ نے اس بات کا رد فرمایا ہے کہ ان مدۃ الرضاع ثلاثون شھرا یعنی مدت رضاعت تیس ماہ ہے اور امام زفر کے نزدیک تین سال ہے۔اذا کن مطلقات :اس آیت میں اولاد کا نفقہ اس کے عجز اور ضعف کی وجہ سے والد پر واجب ہونے پر دلیل ہے،اور اللہ نے اسے ماں کی جانب اس لیے منسوب کیا ہے کہ رضاعت کے حوالے سے اسے غذا ماں ہی کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہے،اور علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ باپ پر چھوٹے بچوں کا نفقہ واجب ہے کہ جن کے پاس مال نہ ہو۔من اللیالی :اس میں دن بھی شامل ہے اور رات کو خصوصیت کے ساتھ دن کے سابق ہونے کی وجہ سے ذکر کیا۔وھو الصبی :مراد اس سے رضیع ہے اور اس میں صبیہ یعنی چھوٹی بچی بھی شامل ہے۔فی مالہ:یعنی بچے کے مال میں سے جو کہ اس کے لئے اس کے باپ یا کسی اور نے چھوڑا ہو۔ (الجمل،ج۱،ص۲۸۲)

بانفسھن :اس میں باء زائدہ تاکید کے لیے ہے،اصل عبارت یہ ہے کہ یتربصن انفسھن یعنی حاکم کے واسطے سے نہیں کیونکہ عدت حاکم کے حکم یعنی فیصلے کی محتاج نہیں ہوتی۔ان یضعن حملھن :تمام حمل وضع کر دے اگرچہ خون کا جما ہوا لوتھڑا ہو یا گوشت کا ٹکڑا،پس نکاح وضع حمل کی صورت ہی میں جائز ہوگا چاہے کہ وضع حمل میں طویل وقت گزر جائے۔فیما عرضتم :عرضتم بمعنی تعریض ہے یعنی عدت میں نکاح کے حوالے سے وہ خفی کلام کیا جائے جس سے مقصود سمجھ میں آجائے۔ (الصاوی، ج۱،ص۱۷٦)

رکوع نمبر: ۱۵

﴿لاجناح علیکم ان طلقتم النساء ما لم تمسوھن﴾ وَفِیْ قِرَاءَ ةٍ (تُمَاسُّوهُنَّ) اَیْ تُجَامِعُوْهُنَّ ﴿او﴾ لَمْ ﴿تفرضوا لھن فریضة﴾ مَهْرًا ، وَمَا مَصْدَرِيَّةٌ ظَرْفِيَّةٌ اَیْ لَا تَبِعَةَ عَلَيْكُمْ فِی الطَّلَاقِ زَمَنَ عَدمِ الْمَسِيْسِ

وَالْفَرْضِ بِاِثْمٍ وَلَا مَهْرَ فَطَلِّقُوْهُنَّ ﴿ومتعوهن﴾ اَعْطُوْهُنَّ مَا يَتَمَتَّعْنَ بِهٖ ﴿على الموسع﴾ اَلْغَنِيِّ مِنْكُمْ ﴿قدره وعلى المقتر﴾ الضَّيِّقِ الرِّزْقِ ﴿قدره﴾ يُفِيْدُ اَنَّهٗ لَا نَظَرَ اِلٰى قَدْرِ الزَّوْجَةِ ﴿متاعا﴾ تَمْتِيْعًا ﴿با لمعروف﴾ شَرْعًا صِفَةُ مَتَاعًا ﴿حقا﴾ صِفَةٌ ثَانِيَةٌ اَوْ مَصْدَرٌ مُؤَكِّدَةٌ ﴿على المحسنين (٢٣٦)﴾ اَلْمُطِيْعِيْنَ ﴿وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن وقد فرضتم لهن فريضة فنصف ما فرضتم﴾ يَجِبُ لَهُنَّ وَيَرْجِعُ لَكُمُ النِّصْفُ ﴿الا﴾ لٰكِنْ ﴿ان يعفون﴾ اَيِ الزَّوْجَاتُ فَيَتْرُكْنَهٗ ﴿او يعفوا الذى بيده عقدة النكاح﴾ وَهُوَ الزَّوْجُ فَيَتْرُكُ لَهَا الْكُلَّ، وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ: "اَلْوَلِيُّ اِذَا كَانَتْ مَحْجُوْرَةً فَلَا حَرَجَ فِيْ ذٰلِكَ" ﴿وان تعفوا﴾ مُبْتَدَاٌ، خَبَرُهٗ ﴿اقرب لتقوى ولاتنسوا الفضل بينكم﴾ اَىْ يَتَفَضَّلُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ﴿ان الله بما تعملون بصير (٢٣٧)﴾ فَيُجَازِيْكُم بِهٖ ﴿حفظوا على الصلوت﴾ اَلْخَمْسِ بِاَدَآئِهَا فِيْ اَوْقَاتِهَا ﴿والصلوة الوسطى﴾ هِيَ الْعَصْرُ اَوِ الصُّبْحُ اَوِ الظُّهْرُ اَوْ غَيْرُهَا اَقْوَالٌ وَّاَفْرَدَهَا بِالذِّكْرِ لِفَضْلِهَا ﴿وقوموا لله﴾ فِي الصَّلَاةِ ﴿قنتين (٢٣٨)﴾ قِيْلَ مُطِيْعِيْنَ لِقَوْلِهٖ ﷺ "كُلُّ قُنُوْتٍ فِي الْقُراٰنِ فَهُوَ طَاعَةٌ" رَوَاهُ اَحْمَدُ وَغَيْرُهٗ، وَقِيْلَ سَاكِتِيْنَ لِحَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ: "كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ حَتّٰى نَزَلَتْ فَاُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ وَنُهِيْنَا عَنِ الْكَلَامِ." رَوَاهُ الشَّيْخَانِ ﴿فان خفتم﴾ مِنْ عَدُوٍّ اَوْ سَيْلٍ اَوْ سَبُعٍ ﴿فرجالا﴾ جَمْعُ رَاجِلٍ اَىْ مُشَاةً صَلُّوْا ﴿اوركبانا﴾ جَمْعُ رَاكِبٍ اَىْ كَيْفَ اَمْكَنَ مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ اَوْ غَيْرَهَا وَيُوْمِيَ بِالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ ﴿فاذا امنتم﴾ مِنَ الْخَوْفِ ﴿فاذكروا الله﴾ اَىْ صَلُّوْا ﴿كما علمكم ما لم تكونوا تعلمون (٢٣٩)﴾ قَبْلَ تَعْلِيْمِهٖ مِنْ فَرَائِضِهَا وَحُقُوْقِهَا وَالْكَافُ بِمَعْنٰى مِثْلِ وَمَا مَوْصُوْلَةٌ اَوْ مَصْدَرِيَّةٌ ﴿والذين يتوفون منكم ويذرون ازواجا﴾ فَلْيُوْصُوْا ﴿وصية﴾ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالرَّفْعِ اَىْ عَلَيْهِمْ ﴿لازواجهم﴾ وَيُعْطُوْهُنَّ ﴿متاعا﴾ مَّا يَتَمَتَّعْنَ بِهٖ مِنَ النَّفَقَةِ وَالْكِسْوَةِ ﴿الى﴾ تَمَامِ ﴿الحول﴾ مِنْ مَّوْتِهِمْ الْوَاجِبُ عَلَيْهِنَّ تَرَبُّصُهٗ ﴿غير اخراج﴾ حَالٌ اَىْ غَيْرَ مُخْرَجَاتٍ مِّنْ مَّسْكَنِهِنَّ ﴿فان خرجن﴾ بِاَنْفُسِهِنَّ ﴿فلا جناح عليكم﴾ يَا اَوْلِيَاءَ الْمَيِّتِ ﴿فى ما فعلن فى انفسهن من معروف﴾ شَرْعًا كَالتَّزَيُّنِ وَتَرْكِ الْاِحْدَادِ وَقَطْعِ النَّفَقَةِ عَنْهَا ﴿والله عزيز﴾ فِيْ مِلْكِهٖ ﴿حكيم (٢٤٠)﴾ فِيْ صُنْعِهٖ، وَالْوَصِيَّةُ الْمَذْكُوْرَةُ مَنْسُوْخَةٌ بِاٰيَةِ الْمِيْرَاثِ وَتَرَبُّصُ الْحَوْلِ بِاٰيَةِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا اَلسَّابِقَةُ الْمُتَاَخِّرَةُ فِي النُّزُوْلِ، وَالسُّكْنٰى ثَابِتَةٌ لَّهَا عِنْدَ الشَّافِعِيِّ ﴿وللمطلقت متاع﴾ يُعْطِيْنَهٗ ﴿بالمعروف﴾ بِقَدْرِ الْاِمْكَانِ ﴿حقا﴾ نَصَبَ بِفِعْلِهِ الْمُقَدَّرِ ﴿على

المتقین(۲۴۱)﴾ اللّٰہ، کَرَّرَہٗ لِیَعُمَّ الْمَمْسُوْسَۃَ اَیْضًا اِذِ الْاٰیَۃُ السَّابِقَۃُ فِیْ غَیْرِھَا ﴿کذلک﴾ کَمَا بَیَّنَ لَکُمْ مَا ذُکِرَ ﴿یبین اللہ لکم ایتہ لعلکم تعقلون(۲۴۲)﴾ تَتَدَبَّرُوْنَ۔

﴿ترجمہ﴾

تم پر کچھ مطالبہ نہیں تم عورتوں کوطلاق دو جب تک تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو(ایک قرأت میں تـمسـوھـن کی جگہ تـمـاسـوھـن بمعنی تـجامعوھن یعنی جب تک تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو ہے) یا (نہ) کوئی مہر مقرر کرلیا ہو......۱......(فریضۃ بمعنی مھراً ہے اور ما مصدریہ ظرفیہ ہے یعنی ان عورتوں سے جماع کرنے اور مہر مقرر کرنے سے قبل طلاق دینے کی صورت میں نہ تو تم پر کچھ گناہ ہے اور نہ ہی مہر دینا، پس تم ان عورتوں کوطلاق دیدو......۲......) اور ان کو کچھ برتنے کو دو (یعنی انہیں کچھ دو جس سے وہ نفع اٹھا سکیں) مقدور والے پر (یعنی غنی پر) اس کے لائق اور تنگدست پر (یعنی کم روزی والے پر) اس کے لائق (اس قید سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ اس میں بیوی کی حیثیت کا اعتبار نہیں) کچھ برتنے کی چیز (متاعاً بمعنی تـمـتیعا ہے) حسبِ دستور (یعنی شرعی طریقے کے مطابق، شـرعـاً، متـاعـاً کی صفت ہے) یہ واجب ہے (حقًا، متاعًا کی صفت ثانی ہے یا مفعول مطلق تاکید ہے) بھلائی والوں پر (یعنی فرمانبرداروں پر) اور اگر تم نے عورتوں کو بے چھوئے طلاق دے دی اور ان کے لئے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا ٹھہرا تھا اس کا آدھا واجب ہے (یعنی ان عورتوں پر نصف لینا واجب ہے اور بقیہ نصف تمہارے پاس لوٹ آئیگا) مگر (الا بمعنی لکن ہے) یہ کہ کچھ وہ چھوڑ دیں (یعنی بیویاں مہر لینا چھوڑ دیں) یا وہ زیادہ دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے (یعنی شوہر کہ وہ بیوی کیلئے کل مہر چھوڑ دے، حضرت سیدنا ابن عباس سے روایت ہے کہ اس سے مراد ولی ہے جب کہ مطلقہ عورت مـحـجـورہ ہو تو اس میں حرج نہیں) کہ اوراے مَردو تمہارا زیادہ دینا (ان تعفوا مبتدا ہے جسکی خبر آگے ہے) پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کو بُھلا نہ دو (یعنی تم میں سے ہر ایک دوسرے پر احسان کرے) بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے (وہ تمہیں ان کاموں کی جزا دیگا) نگہبانی کرو سب نمازوں کی (یعنی پانچوں نمازوں کی اور انہیں انکے اوقات میں ادا کرو) اور بیچ کی نماز کی......۳......(اس سے مراد نماز عصر ہے یا نماز فجر یا نماز ظہر، اور اسکے علاوہ دیگر بھی اقوال ہے اور صـلـوۃ وسطی کا الگ ذکر کرنا اسکی فضیلت کی وجہ سے ہے) اور کھڑے ہو اللہ کے حضور (نماز میں) ادب سے (یعنی اطاعت کرتے ہوئے، نبی پاک ﷺ کا فرمان ہے کہ قرآن میں مذکور ہر قنوت بمعنی طاعت ہے اسکو امام احمد وغیرہ نے روایت کیا اور یہ بھی منقول ہے کہ قانتین بمعنی ساکتین ہے یعنی خاموش کھڑے رہو......۴......حضرت سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی وجہ سے، کہ آپ فرماتے ہیں: ''ہم نماز میں گفتگو کررہے تھے یہاں تک کہ یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی اور ہمیں سکوت کا حکم دیا گیا اور گفتگو سے منع کر دیا گیا۔'' اس حدیثِ پاک کو شیخین نے روایت کیا ہے) پھر اگر خوف میں ہو (دشمن یا سیلاب یا درندے کے) تو پیادہ (رجـالاً، راجل کی جمع ہے یعنی پیدل چلتے ہوئے نماز پڑھو) یا سوار جیسے بن پڑے (رکبـانـاً، راکب کی جمع ہے یعنی جیسے ممکن ہو، استقبالِ قبلہ ہوسکے یا نہ ہوسکے خواہ اشارے سے ہی رکوع و سجود ہو......۵......) پھر جب تمہیں امن حاصل ہوجائے (خوف سے) تو اللہ کی یاد کرو (یعنی نماز پڑھو) جیسا اس نے سکھایا جو تم نہ جانتے تھے (یعنی اللہ عزوجل کے سکھانے سے قبل تم نماز کے فرائض اور حقوق کا علم نہیں رکھتے تھے، آیتِ مبارکہ میں مذکور کـمـا میں کاف بمعنی مثل ہے اور ما یا تو موصولہ ہے یا پھر مصدریہ) اور جو تم میں مریں اور

بیبیاں چھوڑ جائیں (تو چاہیے کہ وہ وصیت کریں، یعنی) وصیت (اور ایک قرأت میں وصیۃ رفع کے ساتھ ہے اس صورت میں معنی ہوگا ان پر وصیت کرنا لازم ہے) اپنی عورتوں کے لئے (اور چاہیے کہ وہ انہیں دیں) خرچہ (جس کے ساتھ وہ نفع اٹھائیں جیسے نفقہ اور لباس) سال بھر تک......(یعنی شوہروں کی موت کے وقت سے عورتوں پر واجب ہے کہ وہ ایک سال تک اپنی جان کو روکیں رکھیں) بغیر نکالے (غیر اخراج، لازواجھم سے حال ہے یعنی انہیں انکے مکانوں سے نہ نکالا جائے) پھر اگر وہ خود چلی جائیں (یعنی خود نکل جائیں) تو تم پر اس کا مواخذہ نہیں (اے میت کے اولیاء!) جو انہوں نے اپنے معاملہ میں مناسب طور پر کیا (یعنی موافق شرع کیا جیسے زیب و زینت کرنا، سوگ نہ کرنا یا خود ہی نفقہ سے محروم ہو جانا) اور اللہ غالب (ہے اپنی بادشاہت میں اور) حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں، مذکورہ وصیت آیتِ میراث سے منسوخ ہوگئی اور سال بھر روکنا ﴿اربع اشھر وعشرا﴾ سے منسوخ ہے جو کہ نزول کے اعتبار سے اس سے مؤخر ہے اور امام شافعی کے نزدیک عورت کیلئے سکنیٰ ثابت ہے) اور طلاق والیوں کے لئے بھی نان ونفقہ ہے (جو انہیں دیا جائے گا) مناسب طور پر (بقدر ممکن) یہ واجب ہے (حقًا فعل مقدر یا فاعل حق ذلک کی وجہ سے منصوب ہے) پرہیزگاروں پر (اللہ نے اسکو مکرر بیان فرمایا تا کہ یہ حکم ممسوسہ کو بھی شامل ہو جائے کیونکہ پچھلی آیت غیر ممسوسہ کے بارے میں تھی) یونہی (جیسا کہ احکامِ مذکورہ تمہارے لئے بیان کئے) اللہ بیان کرتا ہے تمہارے لئے اپنی آیتیں تا کہ تم سمجھ جاؤ (تعقلون بمعنی تتدبرون ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿لاجناح علیکم ان طلقتم النساء ما لم تمسوھن اوتفرضوا لھن فریضۃ﴾

لاجناح علیکم: جملہ اسمیہ مستانفہ، ان: شرطیہ، طلقتم: فعل بافاعل، النساء: مفعول، ما: مصدریہ ظرفیہ زمانیہ، لم تمسوھن: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، او: عاطفہ، تفرضوا لھن فریضۃ: معطوف، ملکر ظرف، طلقتم فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط، جزا محذوف فلا تعطوھن المھر، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومتعوھن علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ متاعا بالمعروف﴾

و: عاطفہ، متعوھن: فعل بافاعل ومفعول، علی الموسع: ظرف مستقر خبر مقدم، قدرہ: مبتدا مؤخر، جملہ ہوکر معطوف علیہ، وعلی المقتر قدرہ: جملہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر حال ہے فاعل سے، متاعا: اسم مصدر بمعنی مصدر تمتیعا موصوف، بالمعروف: صفت، اپنے موصوف سے ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ہے ماقبل جزا محذوف فلا تعطوھن المھر پر۔

﴿حقا علی المحسنین﴾

حقا: مصدر، علی المحسنین: متعلق ہے مصدر کیلئے، مصدر اپنے متعلق سے ملکر مفعول مطلق فعل محذوف متعوا کا، فعل اپنے فاعل و مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن وقد فرضتم لھن فریضۃ فنصف ما فرضتم الا ان یعفون او یعفوا الذی بیدہ عقدۃ النکاح﴾

و: عاطفہ، اِنْ: شرطیہ، طلقتموھن: فعل بافاعل ومفعول، من قبل ان تمسوھن: ظرف لغو، وقد فرضتم لھن فریضۃ: جملہ حال ہے فاعل سے، یہ سب ملکر شرط، ف: جزائیہ، علیکم: خبر مقدم محذوف، نصف: مضاف، ما فرضتم: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،

مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مستثنیٰ منہ ،الا :حرف استثناء ،انْ :مصدریہ ،یعفون: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،او یعفوا الذی...... الخ جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر مستثنیٰ ،اپنے مستثنیٰ منہ سے ملکر مبتدا مؤخر، اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان تعفوا اقرب للتقوی﴾

و: استینافیہ ،ان تعفوا: مصدر مؤول مبتدا ،اقرب: اسم تفضیل ،للتقوی: ظرف لغو ،ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تنسوا الفضل بینکم ان اللہ بما تعملون بصیر﴾

و: عاطفہ ،لاتنسوا: فعل وفاعل ،الفضل: مفعول ،بینکم: ظرف مستقر حال ہے مفعول سے ،ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ،انّ: حرف مشبہ بالفعل، اللّٰہ: اسم جلالت اسم ،بما تعملون بصیر: شبہ جملہ ہو کر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿حفظوا علی الصلوت والصلوۃ الوسطی وقوموا للہ قانتین﴾

حفظوا: فعل امر وفاعل ،علی: جار ،الصلوات: معطوف علیہ ،والصلوۃ الوسطی: مرکب توصیفی معطوف ،ملکر مجرور ،ملکر ظرف لغو ،فعل اپنے فاعل اور ظرف سے ملکر جملہ فعلیہ ،وقوموا للہ قانتین: جملہ فعلیہ معطوف ہے ماقبل پر۔

﴿فان خفتم فرجالا او رکبانا﴾

ف: استینافیہ ،انْ: شرطیہ ،خفتم: فعل بافاعل ،ملکر شرط ،ف: جزائیہ ،صلوا فعل محذوف ،واؤ ضمیر فاعل ،رجالا او رکبانا: حال ہے واؤ ضمیر سے ،یہ سب ملکر جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاذا امنتم فاذکروا اللہ کما علمکم مالم تکونوا تعلمون﴾

ف: استینافیہ ،اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط ،امنتم: فعل بافاعل ،ملکر شرط ،ف: جزائیہ ،اذکروا: فعل بافاعل ،اللّٰہ: اسم جلالت مفعول ،ک: جار ،ما: مصدریہ ،علمکم: فعل بافاعل ومفعول ،ما لم تکونوا تعلمون: مفعول ثانی ،جملہ ہو کر بتاویل مصدر مجرور، ملکر مفعول مطلق ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا وصیۃ لازواجھم متاعا الی الحول غیر اخراج﴾

و: استینافیہ ،الذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا: موصول صلہ ملکر مبتدا ،یوصون فعل محذوف واؤ ضمیر فاعل ،وصیۃ لازواجھم: مبدل منہ ،متاعا الی الحول: ذوالحال ،غیر اخراج: حال ،جو ذوالحال سے ملکر بدل ،جو مبدل منہ سے ملکر مفعول مطلق ،جملہ فعلیہ ہو کر خبر ،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان خرجن فلا جناح علیکم فی ما فعلن فی انفسھن من معروف﴾

ف: استینافیہ ،ان: شرطیہ ،خرجن: فعل بافاعل ملکر شرط ،ف: جزائیہ ،لا: نفی جنس ،جناح: ذوالحال ،فی: جار ،مافعلن ...... الخ: جملہ موصول صلہ ملکر مجرور ،ملکر ظرف مستقر ہو کر حال ،ملکر اسم ،علیکم: ظرف مستقر خبر ،لانفی جنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ عزیز حکیم﴾ و: مستانفہ ،اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا ،عزیز: خبر اول ،حکیم: خبر ثانی ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وللمطلقت متاع بالمعروف حقا علی المتقین﴾

و: مستانفہ ،للمطلقت: خبر مقدم ،متاع بالمعروف: موصوف صفت ملکر مبتدا مؤخر ،حق فعل محذوف ھو ضمیر فاعل ،حقا: مصدر ،علی المتقین: ظرف لغو ،مصدر اپنے متعلقات سے ملکر مفعول مطلق ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک یبین اللہ لکم ایتہ لعلکم تعقلون﴾

کذلک: جار مجرور ظرف مستقر، تبیینا مصدر محذوف کی صفت، مرکب توصیفی مفعول مطلق، یبین: فعل، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل ،لکم: ظرف لغو، ایتہ: مفعول بہ، لعلکم تعقلون: جملہ اسمیہ ہوکر حال ہے ماقبل لکم میں کم ضمیر سے۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......**لا جناح علیکم ان طلقتم**......☆یہ آیت ایک انصاری کے باب میں نازل ہوئی جنہوں نے قبیلہ بنی حنیفہ کی ایک عورت سے نکاح کیا اور کوئی مہر معین نہ کیا پھر ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مہر:

۱......مہر معجل وہ مہر یا پارہ مہر کا ہے جس کا ادا کرنا فوراً قرار پایا ہو، خواہ از روئے شرط کہ نفس عقد نکاح میں تعجیل مذکور ہو یا عقد کے بعد شرط تعجیل ٹھہری، خواہ از روئے عرف جبکہ وہ شرط صحیح کے مخالف نہ واقع ہو یہ مہر فوراً واجب الادا ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے ادا سے پہلے شوہر عورت کو بے اس کی رضا کے ہاتھ نہیں لگا سکتا بلکہ رخصت نہیں کرا سکتا، اور مؤجل وہ جس کے لئے کوئی میعاد معین قرار دی گئی ہو مثلاً ایک سال، دس سال، یا جس قدر ٹھہرائیں، یہ اس وقت واجب الادا ہوگا جب وعدے کا وقت آجائے اس سے پہلے عورت اس کا مطالبہ نہیں کرسکتی۔ (الفتاوی الرضویۃ مخرجہ، ج۱۲، ص۱۴۲)

بغیر مہر کا ذکر کیے بھی نکاح درست ہے اور مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم ہے (یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی یا اس کی رقم مہر واجب ہے)، پھر اگر کوئی شخص دس درہم سے کم مہر ذکر کرے تو اسے دس درہم ہی مہر دیا جائے گا اور اگر دس درہم سے زیادہ مہر ذکر کیا جائے تو جتنا ذکر کیا گیا اتنا ہی دے جبکہ شوہر نے اس سے دخول کرلیا ہو یا فوت ہوجائے اور اگر دخول اور خلوت سے پہلے ہی طلاق دیدی تو ذکر کردہ مہر کا نصف دے گا اور اگر اسطرح نکاح کیا کہ مہر ہی ذکر نہ کیا یا یہ کہا کہ کوئی مہر عورت کو نہ دیا جائے گا تو عورت کیلئے مہر مثل ہوگا جبکہ عورت کیساتھ دخول کیا یا مر گیا اور اگر دخول اور خلوت سے قبل ہی طلاق دے ڈالی تو تین کپڑے قمیص اور دوپٹہ چادریں دے گا۔ (المختصر للقدوری، کتاب النکاح، ص۱۵۵)

نوٹ:

مہر سے متعلق مزید تفصیلات جاننے کیلئے اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت پروانہ شمع رسالت عظیم البرکت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی نوراللہ مرقدہ کا رسالہ **البسط المسجل فی امتناع الزوجۃ بعد الوطی للمعجل** کا مطالعہ کریں۔

خلوت صحیحہ جماع اور مہر کے قائم مقام ہے!

۲......خلوت صحیحہ یہ ہے کہ زوج اور زوجہ ایک مکان میں جمع ہوں اور کوئی چیز مانع جماع نہ ہو یہ خلوت جماع ہی کے حکم میں ہے اور موانع جماع تین ہیں: (۱)......حسی یہ کہ شوہر بیمار ہے تو مطلقاً خلوت صحیحہ نہ ہوگی اور زوجہ بیمار ہو تو اس حد کی بیماری کہ وطی سے ضرر کا اندیشہ صحیح ہو اور ایسی بیماری نہ ہو تو خلوت صحیحہ ہو جائے گی۔ (۲)......مانع طبعی یہ ہے کہ کوئی تیسرا عاقل شخص موجود ہو اگرچہ وہ تیسرا شخص سوتا ہو یا اندھا ہو یا اسکی دوسری بی بی ہو، دونوں میں کسی کی باندی ہو ہاں ایسا بچہ ہے جو دوسروں کے

سامنے ان کے مابین معاملات کو بیان نہ کر سکے تو اس کا ہونا مانع نہ ہوگا بلکہ خلوت مانی جائے گی، مجنون اور معتوہ بچہ کے حکم میں ہیں اگر عقل کچھ رکھتے ہیں تو خلوت نہ ہوگی ورنہ ہوجائے گی اور وہ شخص بیہوشی میں ہے تو خلوت ہوجائے گی اگر وہاں مرد کا کتا ہے اور کٹکھنا ہے جب بھی خلوت نہ ہوگی ورنہ ہوجائے گی اور اگر عورت کا کتا ہے تو خلوت نہ ہوگی اور (۳)......مانع شرعی یہ ہے کہ عورت یا مرد میں سے کوئی فرض یا نفل کے احرام میں ہو، عورت حیض ونفاس والی ہو یا ان دونوں میں سے کسی نے فرض ماہ رمضان کا روزہ رکھا ہو یا نماز کی حالت میں ہو ان سب صورتوں میں خلوت صحیحہ نہ ہوگی ہاں اگر نفل روزہ یا نماز یا کفارہ یا قضاء کا روزہ ہو تو ایسی صورت میں خلوت صحیحہ سے مانع نہیں ہاں اگر دونوں ایک جگہ جمع ہوئے اور کوئی مانع حسی، شرعی یا طبعی پایا جائے تو ایسی خلوت خلوتِ فاسدہ کہلائے گی۔ خلوت صحیحہ مسجد، شاہراہِ عام، حمام، صحراء، چھت اور ایسا گھر جسکا دروازہ کھلا ہوا ہو اس میں خلوت نہ ہوگی۔ اور احناف کے نزدیک خلوت صحیحہ سے مہر مؤکد ہوجاتا ہے۔ (الدر المختار، ج٤، ص ٢٤٩، ملخصاً)

صلوٰۃ وسطیٰ:

۳......صلوٰۃ وسطی سے مراد عصر کی نماز ہے۔ (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص٤٣)

امام کے پیچھے خاموشی اختیار کریں!

۴......امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھے یعنی خاموشی اختیار کرے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا من صلی خلف الامام فان قراءۃ الامام لہ قراءۃ یعنی جو شخص امام کے پیچھے نماز ادا کرے تو (اسے چاہیے کہ خاموشی اختیار کرے) اس لئے کہ امام کا پڑھنا اس کا پڑھنا ہے۔ (مسند امام اعظم، باب قراءۃ الامام، ص ١٠٢ مترجم)

☆......حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر سے دریافت کیا گیا کہ کیا مقتدی بھی امام کے پیچھے قراءت کرے گا؟ تو آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قراءت اسے کافی ہے۔

☆......حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھتے تھے۔

(موطا امام مالک، باب ترک القراءۃ خلف الامام، ص ٥٩)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی نماز سے فارغ ہوئے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے قراءت کی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قرآن پڑھا''؟ ایک شخص نے کہا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے پڑھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کہ اسی لئے تو میں بھی کہہ رہا تھا کہ کیا ہوا کہ کوئی شخص قرآن میں مجھ سے جھگڑ رہا ہے۔'' (سنن نسائی، کتاب الافتتاح، باب ترک القراءۃ خلف الامام، ص ٢٣٥)

بحالت خوف پڑھی گئی نماز کا حکم:

۵......نماز خوف جائز ہے جبکہ دشمنوں کا قریب میں ہونا یقین کے ساتھ معلوم ہو اور اگر یہ گمان تھا کہ دشمن قریب میں ہیں اور نماز خوف پڑھی بعد کو گمان کی غلطی ظاہر ہوئی تو مقتدی نماز کا اعادہ کریں یہ مسئلہ امام اعظم اور امام محمد علیہما الرحمۃ کے نزدیک ہے جبکہ امام ابو یوسف کے نزدیک حضور علیہ السلام کی حیات ظاہری کے بعد یہ نماز جائز نہیں۔ (الدر المختار، ج٣، ص ٧٣)

عدت:

۶......نکاح یا شبہ نکاح کے زوال کے بعد (ایک وقت تک) عورت کا نکاح سے رکنا عدت کہلاتا ہے۔ نئے نکاح کے لئے

مدت کے گزر جانے کا انتظار کرنا بھی عدت کہلاتا ہے۔ ((التعریفات، ص ١٥١، رد المحتار، ج ٥، ص ١١٧)

ابتدائے اسلام میں بیوہ کی عدت ایک سال تھی اور ایک سال کامل وہ شوہر کے ہاں رہ کر نان نفقہ پانے کی مستحق ہوتی تھی، پھر ایک سال کی عدت تو ﴿یتربصن بانفسھن اشھر وعشرا﴾ سے منسوخ ہوگئی جس میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر کی گئی اور سال بھر کا نفقہ آیتِ میراث سے منسوخ ہوا جس میں عورت کا حصہ شوہر کے ترکے میں مقرر کیا گیا، لہٰذا اب اس وصیت کا حکم باقی نہ رہا، حکمت اسکی یہ ہے کہ عرب کے لوگ اپنے مورث کی بیوہ کا نکلنا یا غیر سے نکاح کرنا بالکل گوارا ہی نہ کرتے اور اسکو عار سمجھتے تھے اس لئے اگر ایک دم چار ماہ دس دن کی عدت مقرر کی جاتی تو یہ ان پر گراں گزرتا لہٰذا انہیں بتدریج راہ پر لایا گیا (خزائن العرفان

الشیۃ ٨٩)

اغراض:

وفی قرائۃ تماسوھن: تاء کی ضمہ کے ساتھ ماس مماسۃ باب مفاعلہ سے ہے، اس لئے کہ زن و شوہر ہر ایک دوسرے کو مس کرتا ہے، اور اس بناء پر آیت مبارکہ کا مفہوم مشکل بنے گا کہ مس کرنے کے بعد طلاق دینے میں کوئی گناہ نہیں ہے کہ اس صورت میں مہر واجب ہوتا ہے۔ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ گناہ کا گمان مہر پہنچانے کی وجہ سے ہے، اور گناہ اس لئے پایا گیا کہ حیض کے زمانے میں طلاق ہوئی ہے اور بہر حال اگر طلاق دخول سے پہلے ہو تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہوا کرتا۔ یفید انہ لانظر الی قدر الزوجۃ: یہ امام شافعی علیہ الرحمۃ کے اقوال میں سے ایک قول ہے اور امام مالک علیہ الرحمۃ کے نزدیک یہ مفتی بہ قول ہے لیکن امام شافعی علیہ الرحمۃ زوج اور زوجہ کی حالت کی رعایت کرتے ہوئے اس پر اعتماد کرتے ہیں۔ تمتیعا: اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ اسم مصدر مصدر کے معنی میں ہے۔ شرعا: یعنی کسی چیز کے ساتھ حرام نہیں۔

فریضۃ: بمعنی مفروضۃ مفعول بہ ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ مفعول مطلق بمعنی فرض ہے لیکن اول صورت قریب ترین ہے۔

یجب لھن: احتمال ہے کہ جملہ خبریہ ہے محذوف مبتداء کی، تقدیر عبارت اس طرح ہے فالـلازم لکم ما فرضتم، اور ما اسم موصول ہے اور ضمیر عائد محذوف ہے، اور جملہ فرضتم اس کا صلہ ہے اور لفظ نصف قرآن مجید میں تمام مقامات پر نون کے کسرہ ہی کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ والذین یتوفون منکم: حاصل یہ کہ ابتدائے اسلام میں جب کسی آدمی کی موت کا وقت قریب آتا تو وہ ایک سال تک اپنی زوجہ کے نفقہ، سکنہ اور کسوہ کی وصیت کرتا اور یہ اس عورت کی عدت قرار پاتی اور یہ حکم اس عورت سے منقطع نہ ہوتا مگر یہ کہ (بعد عدت) وہ گھر سے باہر نکلتی، پھر یہ حکم منسوخ کر دیا۔

(الصاوی، ج ١، ص ١٧٧ وغیرہ)

الولی: ولی وہ ہے کہ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ فلاحرج فی ذلک: یعنی معاف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ کہے کہ فلا تنصیف تیرے لئے نصف نہیں ہے تو یہ بات زیادہ واضح ہے۔ ای مشاۃ: یعنی قبلے کی جانب رخ کر کے یا نہیں۔

بادائھا فی اوقاتھا: خازن کی عبارت ہے کہ نماز کو اس کی تمام شرائط، حدود، ارکان، افعال کو اس کے اوقات مخصوصہ میں ادا کرے۔ او غیرھا: اس بارے میں متعدد اقوال ہیں ایک قول کے مطابق اس سے مراد مغرب ہے، ایک قول یہ کیا گیا کہ اس سے مراد نماز عشاء ہے، نماز جنازہ، پانچوں نمازوں میں سے کوئی ایک اور نماز جمعہ وغیرہ اقوال ہیں۔ کنا نتکلم فی الصلاۃ: یعنی آدمی نماز میں اپنے برابر میں کھڑے شخص سے کلام کرتا یہاں تک کہ ممانعت کے بارے میں آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

ای صلوا: نماز کو ذکر کہا گیا ہے اس لئے کہ یہ مختلف اقسام کے اذکار کا مجموعہ ہے۔ والسکنی ثابتۃ لھا عند الشافعی: امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک وجوب سکنی غیر منسوخ ہے اسلئے کہ ابتدائے اسلام میں عورت پر ایک سال کی عدت واجب تھی اور امام

شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک یہ حکم وجوب چار ماہ دس دن میں برقرار ہے اور سال بھر کا وجوب منسوخ ہے۔ (الجمل، ج۱، ص ۲۹۳)

رکوع نمبر: ۱۶

﴿الم تر﴾ اِسْتِفْهَامُ تَعْجِيْبٍ وَّتَشْوِيْقٍ اِلٰى اِسْتِمَاعِ مَا بَعْدَهُ اَىْ يَنْتَهِ عِلْمُكَ ﴿الى الذين خرجوا من ديارهم وهم الوف﴾ اَرْبَعَةُ اَوْثَمَانِيَةٌ اَوْ عَشَرَةٌ اَوْ ثَلاثُوْنَ اَوْ اَرْبَعُوْنَ اَوْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا ﴿حذرالموت﴾ مَفْعُوْلٌ لَّهُ وَهُمْ قَوْمٌ مِّنْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ وَقَعَ الطَّاعُوْنُ بِبِلَادِهِمْ فَفَرُّوْا ﴿فقال لهم الله موتوا﴾ فَمَاتُوْا ﴿ثم احياهم﴾ بَعْدَ ثَمَانِيَةِ اَيَّامٍ اَوْ اَكْثَرَ بِدُعَاءِ نَبِيِّهِمْ حِزْقِيْلَ بِكَسْرِ الْمُهْمَلَةِ وَالْقَافِ وَسُكُوْنِ الزَّاىِ فَعَاشُوْا دَهْرًا عَلَيْهِم اَثَرُ الْمَوْتِ لَا يَلْبِسُوْنَ ثَوْبًا اِلَّا عَادَ كَالْكَفنِ وَاسْتَمَرَّتْ فِىْ اَسْبَاطِهِمْ ﴿ان الله لذو فضل على الناس﴾ وَمِنْهُ اِحْيَآءُ هٰؤُلَاءِ ﴿ولكن اكثر الناس﴾ وَهُمُ الْكُفَّارُ ﴿لايشكرون (۲۴۳)﴾ وَالْقَصْدُ مِنْ خَبَرِ ذِكْرِ هٰؤُلَاءِ تَشْجِيْعُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ وَلِذَا عُطِفَ عَلَيْهِ ﴿وقاتلوا فى سبيل الله﴾ اَىْ لِاِعْلَاءِ دِيْنِهِ ﴿واعلموا ان الله سميع﴾ لِاَقْوَالِكُمْ ﴿عليم (۲۴۴)﴾ بِاَحْوَالِكُمْ فَيُجَازِيْكُمْ ﴿من ذا الذى يقرض الله﴾ بِاِنْفَاقِ مَالِهِ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴿قرضا حسنا﴾ بِاَنْ يُّنْفِقَهُ لِلّٰهِ تَعَالٰى عَنْ طِيْبِ قَلْبٍ ﴿فيضعفه﴾ وَفِىْ قِرَاءَةٍ فَيُضَعِّفَهُ بِالتَّشْدِيْدِ ﴿له اضعافا كثيرة﴾ مِّنْ عَشْرٍ اِلٰى اَكْثَرِ مِنْ سَبْعِمِائَةٍ كَمَا سَيَاْتِىْ ﴿والله يقبض﴾ يُمْسِكُ الرِّزْقَ عَمَّنْ يَّشَآءُ اِبْتِلَاءً ﴿ويبسط﴾ يُوَسِّعُهُ لِمَنْ يَّشَاءُ اِمْتِحَانًا ﴿واليه ترجعون (۲۴۵)﴾ فِى الْاٰخِرَةِ بِالْبَعْثِ فَيُجَازِيْكُمْ بِاَعْمَالِكُم ﴿الم ترالى الملا﴾ اَلْجَمَاعَةِ ﴿من بنى اسراء يل من بعد﴾ مَوْتِ ﴿موسى﴾ اَىْ اِلٰى قِصَّتِهِمْ وَخَبَرِهِمْ ﴿اذ قالوا لنبى لهم﴾ هُوَ شَمْوِيْلُ ﴿ابعث﴾ اَقِمْ ﴿لنا ملكا نقاتل﴾ مَعَه ﴿فى سبيل الله﴾ تَنْتَظِمُ بِهِ كَلِمَتُنَا وَنَرْجِعُ اِلَيْهِ ﴿قال﴾ النَّبِىُّ لَهُمْ ﴿هل عسيتم﴾ بِالْفَتْحِ وَالْكَسْرِ ﴿ان كتب عليكم القتال الا تقاتلوا قالوا﴾ خَبَرُ عَسٰى وَالْاِسْتِفْهَامُ لِتَقْرِيْرِ التَّوَقُّعِ بِهَا ﴿وما لنا ا لا نقاتل فى سبيل الله وقد اخرجنا من ديارنا وابنائنا﴾ بِسَبْيِهِمْ وَقَتْلِهِمْ وَقَدْ فَعَلَ بِهِمْ ذٰلِكَ قَوْمُ جَالُوْتَ اَىْ لَا مَانِعَ لَنَا مِنْهُ مَعَ وُجُوْدِ مُقْتَضِيْهِ، قَالَ تَعَالٰى ﴿فلما كتب عليهم القتال تولوا﴾ عَنْهُ وَجَبُنُوْا ﴿الا قليلا منهم﴾ وَهُمُ الَّذِيْنَ عَبَرُوا النَّهْرَ مَعَ طَالُوْتَ كَمَا سَيَاْتِىْ ﴿والله عليم بالظالمين (۲۴۶)﴾ فَيُجَازِيْهِمْ وَسَاَلَ النَّبِىُّ رَبَّهُ اِرْسَالَ مَلِكٍ فَاَجَابَهُ اِلٰى اِرْسَالِ طَالُوْتَ ﴿وقال لهم نبيهم ان الله قد بعث لكم طالوت ملكا قالوا انى﴾ كَيْفَ ﴿يكون له الملك علينا ونحن احق بالملك منه﴾ لِاَنَّهُ لَيْسَ مِنْ سِبْطِ الْمَمْلَكَةِ وَلَا النُّبُوَّةِ وَكَانَ دَبَّاغًا اَوْ رَاعِيًا ﴿ولم يؤت سعة من المال﴾ يَسْتَعِيْنُ بِهَا عَلٰى اِقَامَةِ الْمُلْكِ ﴿قال﴾ النَّبِىُّ لَهُمْ ﴿ان الله اصطفه﴾ اِخْتَارَهُ لِلْمُلْكِ ﴿عليكم وزاده بسطة﴾ سَعَةً ﴿فى العلم والجسم﴾ وَكَانَ اَعْلَمَ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ يَوْمَئِذٍ وَّاَجْمَلَهُمْ وَاَتَمَّهُمْ خَلْقًا ﴿والله يؤتى ملكه من يشاء﴾ اِيْتَاءَهُ لَا اِعْتِرَاضَ عَلَيْهِ ﴿والله واسع﴾ فَضْلُهُ ﴿عليم (۲۴۷)﴾ بِمَنْ هُوَ اَهْلٌ لَّهُ ﴿وقال لهم نبيهم﴾ لَمَّا طَلَبُوْا مِنْهُ اٰيَةً عَلٰى مُلْكِهِ ﴿ان اية ملكه ان ياتيكم التابوت﴾ اَلصُّنْدُوْقُ كَانَ فِيْهِ صُوَرُ الْاَنْبِيَآءِ اَنْزَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى اٰدَمَ وَاسْتَمَرَّ

اِلَيهِمْ فَغَلَبَتْهُمُ الْعَمَالِقَةُ عَلَيْهِ وَاَخَذُوْهُ وَكَانُوا يَسْتَفْتِحُوْنَ بِه عَلٰى عَدُوِّهِمْ وَيُقَدِّمُوْنَهُ فِى الْقِتَالِ وَيَسْكُنُوْنَ اِلَيْهِ كَمَا قَالَ تَعَالٰى ﴿فيه سكينة﴾ طُمَانِيْنَةٌ لِقُلُوْبِكُمْ ﴿من ربكم وبقية مما ترك ال موسى وال هارون﴾ اَىْ تَرَكَاهُ وَهِىَ نَعلا مُوْسٰى وَعَصَاهُ وَعِمَامَةُ هَارُوْنَ وَقَفِيْزٌ مِّنَ الْمَنِّ الَّذِىْ كَانَ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ وَرُضَاضُ الْاَلْوَاحِ ﴿تحمله الملئكة﴾ حَالٌ مِّنْ فَاعِلِ يَاْتِيَكُمْ ﴿ان فى ذلك لاية لكم﴾ عَلٰى مُلْكِهِ ﴿ان كنتم مؤمنين (٢٤٨)﴾ فَحَمَلَتْهُ الْمَلٰئِكَةُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ حَتّٰى وَضَعَتْهُ عِنْدَ طَالُوْتَ فَاَقَرُّوْا بِمُلْكِهِ وَتَسَارَعُوْا اِلَى الْجِهَادِ فَاخْتَارَ مِنْ شَبَابِهِمْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا.

﴿ترجمہ﴾

اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں (یہ استفہام تعجب میں ڈالنے اور مابعد والی بات بغور سننے کا شوق دلانے کیلئے ہے معنی یہ ہے کہ کیا آپکا علم ان تک نہیں پہنچتا) جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں ......تھے (یعنی چار، آٹھ، دس، تیس، چالیس، یا ستر ہزار) تھے موت کے ڈر سے (حـذر الـمـوت مفعول لہ ہے اور یہ لوگ بنی اسرائیل کے تھے جنکے شہر میں طاعون پھیلا تو وہ موت سے ڈر کر بھاگے) تو اللہ نے ان سے فرمایا مرجاؤ (تو وہ مرگئے) پھر انہیں زندہ فرمادیا (آٹھ یا اس سے زائد دنوں کے بعد، انکے نبی حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا کی برکت سے لفظ حزقیل ح اور ق کے کسرہ اور ز کے سکون کے ساتھ ہے اور وہ ایک عرصے تک زندہ رہے کہ ان پر اثرِ موت پایا جاتا تھا وہ جب بھی کپڑا پہنتے تو وہ کفن کی طرح ہو جاتا اور یہ اثر انکی نسلوں میں بھی باقی رہا) بیشک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے (یعنی ان لوگوں کا زندہ کرنا بھی اللہ ہی کا فضل تھا) مگر اکثر لوگ (یعنی کفار) ناشکرے ہیں (ان لوگوں کے واقعہ کو ذکر کرنے کا مقصد مؤمنوں کو جہاد پر ابھارنا ہے، اسی لئے اس پر مابعد آیتِ کریمہ کا عطف ہے کہ) اور لڑو اللہ کی راہ میں (یعنی اسکے دین کی سربلندی کیلئے) اور جان لو کہ اللہ سنتا (ہے، تمہاری باتوں کو اور) جانتا ہے (تمہارے احوال کو تو وہ تمہیں انکا بدلہ دیگا) ہے کوئی جو اللہ کو قرض دے (یعنی اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کر کے، اسے) قرضِ حسن دے (بایں طور کہ وہ اپنا مال خوش دلی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے) تو اللہ بڑھادے (اور ایک قرأت میں یضعفہ تشدید کے ساتھ ہے) اس کے لئے کئی گنا (یعنی دس سے لیکر سات سو گنا تک جیسا کہ عنقریب آئیگا) اور اللہ تنگی (یعنی رزق روک لیتا ہے بطورِ آزمائش جس سے چاہے) اور کشائش کرتا ہے (یعنی رزق وسیع کرتا ہے بطورِ امتحان جس کیلئے چاہتا ہے) اور تمہیں اسی کی طرف پھر جانا (ہے، آخرت میں مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے بعد وہ تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دیگا) اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا ایک گروہ (یعنی جماعت) کو بنی اسرائیل کے جو موسیٰ کے بعد ہوا (یعنی حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ہوا معنی یہ ہیں کہ کیا آپ نے انکے قصے اور خبر کو نہ دیکھا) جب اپنے ایک پیغمبر (یعنی حضرت سیدنا شمویل علیہ السلام) سے بولے مقرر کیجئے (یعنی کھڑا کیجئے) ہمارے لیے ایک بادشاہ کہ ہم لڑیں (اس کیساتھ مل کر) خدا کی راہ میں (کہ جس کے ذریعے ہمارا دستہ منظم ہو سکے اور ہم اسکی طرف رجوع کریں) نبی نے (ان سے) فرمایا کیا تمہارے انداز ایسے ہیں (عسیتم سین کی فتحہ اور کسرہ دونوں کے ساتھ ہے) کہ تم پر جہاد فرض کیا جائے تو پھر نہ کرو (الا تقاتلوا، عسی کی خبر ہے اور یہ استفہام اس بات کی تقریر کیلئے ہے) بولے ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں حالانکہ ہم نکالے گئے ہیں اپنے وطن اور اپنی اولاد سے (یوں کہ ہماری اولاد کو قیدی بنالیا گیا انہیں قتل کر دیا گیا اور یہ ناروا سلوک انکے ساتھ قومِ جالوت نے کیا تھا، آیت کا معنی یہ ہے کہ ہمارے لئے قتال سے کوئی مانع نہیں بلکہ مقتضی قتال موجود ہے، پس اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ) پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا منہ

پھیر گئے (جہاد کرنے سے اور بزدلی کا مظاہرہ کیا) مگر ان میں کے تھوڑے (اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے طالوت کے ساتھ نہر کو پار کیا جسکا ذکر آگے آئیگا) اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو (وہ انہیں انکے کفر کی جزا دیگا، اور نبی نے اپنے رب سے بادشاہ مقرر کرنے کا سوال کیا تو رب نے انکی عرض قبول فرمائی اور طالوت کو مقرر کیا) اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا بیشک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے بولے اسے کیونکر ہوگی (انـــــی بمعنی کیف ہے) ہم پر بادشاہی اور ہم اس سے زیادہ سلطنت کے مستحق ہیں (کہ وہ نہ تو خاندانِ شاہی سے ہے اور نہ ہی خاندانِ نبوت سے بلکہ یہ تو رنگریز یا چرواہا ہے) اور اسے مال میں بھی وسعت نہیں دی گئی (جسکے ذریعے وہ ملک کی بقاء پر مدد طلب کر سکے) فرمایا (ان کے نبی نے) اسے اللہ نے چن لیا (یعنی اسے بادشاہی کیلئے منتخب فرمایا) تم پر اور اسے کشادگی زیادہ دی (بسطۃ بمعنی سعۃ ہے) علم اور جسم میں (اور وہ بنی اسرائیل میں سب سے زیادہ علم والے اور حسین وجمیل تھے اور انتہائی مناسب الاعضاء کے مالک تھے) اور اللہ اپنا ملک دیتا ہے جسے چاہے (اس کے دینے پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا) اور اللہ وسعت والا (یعنی اسکا فضل وسیع ہے) علم والا ہے (کہ کون بادشاہت کا اہل ہے) اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا (یعنی جب انہوں نے طالوت کی بادشاہت پر نبی سے نشانی طلب کی) اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت (یعنی صندوق، جس میں انبیاء کی تصویریں تھیں، اسکو اللہ ﷻ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام پر اتارا تھا، یہ تابوت بنی اسرائیل کے پاس برابر رہا لیکن جب قوم عمالقہ ان پر غالب آئی تو یہ تابوت انہوں نے بنی اسرائیل سے چھین لیا، بنی اسرائیل اس کے سبب دشمنوں پر فتح پاتے اور جنگ وغیرہ میں اسکو مقدم رکھتے اور اس سے سکون پاتے تھے جیسا کہ اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) جس میں تسلی کا سامان ہے (یعنی تمہارے دلوں کا چین ہے) تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی (یعنی وہ چیزیں جو انہوں نے چھوڑی ہیں اور وہ اشیاء یہ تھی: حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی نعلینِ مبارک اور عصا شریف اور حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام کا عمامہ مبارک اور ایک پیمانہ مَنّ کا جو اُن پر نازل ہوا کرتا تھا اور توریت کی تختیاں)، اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے (تحمله الملائكة، یاتیکم کے فاعل سے حال ہے) بیشک اس میں بڑی نشانی (طالوت کی بادشاہت پر) ہے تمہارے لئے اگر ایمان رکھتے ہو (تو فرشتے زمین وآسمان کے درمیان اس تابوت کو اٹھائے ہوئے تھے، بنی اسرائیل اس منظر کو دیکھ رہے تھے حتی کہ فرشتوں نے وہ تابوت طالوت کے پاس رکھ دیا، اس کے بعد بنی اسرائیل نے طالوت کی بادشاہت کو تسلیم کر لیا اور جہاد کی خاطر نکلنے میں پھرتی دکھائی، طالوت نے بنی اسرائیل میں سے ستر ہزار نوجوان منتخب کئے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت﴾

ھمزہ: حرف استفہام، لم تر: فعل انت ضمیر فاعل، الی: جار، الذین: موصول، خرجوا: فعل بافاعل، من دیارھم: ظرف لغو، وھم الوف: حال خرجوا کے فاعل سے، حذر الموت: مفعول لہ، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، جو موصول سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، لم تر فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم﴾

ف: عاطفہ، قال لھم اللہ: جملہ فعلیہ قول، موتوا: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ثم: عاطفہ، احیاھم: جملہ فعلیہ معطوف ہے محذوف جملہ فماتوا پر۔

﴿ان اللہ لذو فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون﴾

انّ: حرف مشبہ، اللّٰہ: اسمِ جلالت اسم، لذو فضل علی الناس: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: حالیہ، لکن: حرف مشبہ، اکثر الناس: اسم، لا یشکرون: خبر، لکن، اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ الناس سے حال ہے۔

﴿وقاتلوا فی سبیل اللہ واعلموا ان اللہ سمیع علیم﴾

و: عاطفہ، قاتلوا: فعل وفاعل، فی سبیل اللّٰہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ہے محذوف جملہ لا تفروا ایھا المؤمنون کما فر بنو اسرائیل وقاتلوا اعدائکم پر، واعلموا ان اللّٰہ سمیع علیم: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضعفہ لہ اضعافا کثیرۃ﴾

من: مبتدا، ذا: موصوف، الذی یقرض اللّٰہ قرضا حسنا: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، ف: سببیہ، یضعفہ: فعل با فاعل ومفعول، لہ: ظرف لغو، اضعافا کثیرۃ: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واللہ یقبض ویبسط والیہ ترجعون﴾

و: استینافیہ، اللّٰہ: اسمِ جلالت مبتدا، یقبض ویبسط: معطوف علیہ ومعطوف ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الیہ: ظرف لغو مقدم، ترجعون: فعل با فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرفِ لغو مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿الم تر الی الملاء من بنی اسراء یل من بعد موسی اذ قالوا لنبی لھم ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ﴾

ہمزہ: حرف استفہام، لم تر: فعل با فاعل، الی: جار، الملاء: ذوالحال، من بنی اسرائیل: ظرف مستقر حال اول، من بعد موسٰی: ظرف مستقر حال ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، اذ: مضاف، قالوا لنبی لھم: قول، ابعث لنا ملکا: امر، نقاتل فی سبیل اللّٰہ: جملہ جواب امر ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر مضاف الیہ ملکر ظرف، لم تر، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال ھل عسیتم ان کتب علیکم القتال الا تقاتلوا﴾

قال: قول، ھل: استفہامیہ، عسیتم: فعل مقارب، تم ضمیر اسم، ان کتب علیکم القتال: شرط، جزا محذوف فلا تبادرون الی القتال، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ معترضہ، الا تقاتلوا: بتاویل مصدر، خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا وما لنا الا نقاتل فی سبیل اللہ﴾

قالوا: قول، و: عاطفہ، ما: مبتدا استفہامیہ، داعی: اسم فاعل محذوف، لنا: ظرف مستقر، الی: محذوف حرف جر، الا نقاتل فی سبیل اللّٰہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ہوکر مجرور، ملکر ظرف لغو، اسم فاعل دونوں ظرفوں سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر مقولہ، ملکر جملہ مقولیہ۔

﴿وقد اخرجنا من دیارنا وابنائنا﴾

و: حالیہ، قد اخرجنا: فعل مجہول، نا: نائب الفاعل، من دیارنا وابنائنا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر نقاتل کے فاعل سے حال ہے۔

﴿فلما کتب علیھم القتال تولوا الا قلیلا منھم﴾

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ، کتب علیھم القتال: جملہ فعلیہ شرط، تولوا: فعل، واؤ ضمیر مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، قلیلا: موصوف، منھم: صفت، ملکر مستثنیٰ، جو مستثنیٰ منہ سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جواب شرط۔

﴿واللہ علیم بالظلمین﴾

و: مستانفہ، اللّٰہ: اسمِ جلالت مبتدا، علیم: صفت مشبہ، بالظلمین: ظرف لغو شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

﴿وقال لهم نبيهم ان الله قد بعث لكم طالوت ملكا﴾

و: عاطفہ،قال: فعل،لهم: ظرف لغو،نبيهم: فاعل،ملکر قول،انّ: حرف مشبہ،الله: اسمِ جلالت اسم،قد بعث: فعل،لکم: ظرف لغو،طالوت: ذوالحال،ملكا: حال،ملکر مفعول،جملہ فعلیہ ہوکر انّ کی خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا انى يكون له الملک علينا ونحن احق بالملک منه ولم يؤت سعة من المال﴾

قالوا: قول،انى: بمعنی کیف حال مقدم،يكون: فعل ناقص،له: خبر مقدم،الملک: ذوالحال،علينا: حال ثانی،ذوالحال اپنے دونوں حالوں سے ملکر اسم،فعل ناقص اپنے اسم خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ،و: حالیہ،نحن احق بالملک منه: معطوف علیہ،ولم يوت سعة من المال: معطوف ملکر حال ہے علینا کی ضمیر سے۔

﴿قال ان الله اصطفه عليكم وزاده بسطة فى العلم والجسم والله يؤتى ملكه من يشاء والله واسع عليم﴾

قال: قول،ان: حرف مشبہ بالفعل،الله: اسم،اصطفه: جملہ خبر،عليكم: ظرف متعلق ہے اصطفه کے ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،الله: اسمِ جلالت مبتدا،یوتی: فعل بافاعل،ملكه: مفعول،من يشاء: مفعول ثانی،جملہ فعلیہ ہوکر خبر،والله واسع عليم: جملہ اسمیہ۔

﴿وقال لهم نبيهم ان اية ملكه على ان ياتيكم التابوت﴾

و: عاطفہ،قال لهم نبيهم: قول،انّ: حرف مشبہ،اية ملكه: اسم،ان ياتيكم التابوت: بتاویل مصدر خبر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فيه سكينة من ربكم وبقية مما ترک ال موسى وال هرون تحمله الملئكة﴾

فيه: ظرف مستقر خبر مقدم،سكينة من ربكم: معطوف علیہ،وبقية مما ترک ال موسٰى وال هرون: معطوف،ملکر مبتدا،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ حال ہے ماقبل التابوت سے،تحمل: فعل،ه: ضمیر مفعول،الملائكة: فاعل،جملہ فعلیہ ہوکر حال ثانی التابوت سے۔

﴿ان فى ذالک لاية لكم ان كنتم مؤمنين﴾

انّ: حرف مشبہ،في ذلک: خبر مقدم،لاية لكم: اسم مؤخر ملکر جملہ اسمیہ،ان كنتم مومنين: جملہ فعلیہ شرط،فتدبروا الامر جواب شرط محذوف،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ا...... جب حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بعد پے درپے انبیاء کرام بھیجے جانے کے باوجود جن میں حضرت یوشع بن نون علیہ السلام، کالب بن یوقنا علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام وغیرہ انبیاء کرام شامل تھے قوم کی حالت انتہائی بگڑ گئی، وہ بتوں کو پوجنے لگی، عہد الٰہی کو فراموش کر کے سرکشی و بدافعالی انتہاء کو پہنچ گئی، تو اس پر قوم جالوت مسلط ہوگئی جسکو عمالقہ کہتے ہیں، یہ قوم روم کے ساحل مصر اور فلسطین کے درمیان آباد تھی کیونکہ جالوت عمالیق بن عاد کی اولاد سے ایک نہایت جابر بادشاہ تھا، انہوں نے بنی اسرائیل کے شہر چھین کر مردوں کو قید کر لیا، طرح طرح کی سختیاں کیں، جزیہ وغیرہ مقرر کیا، اس زمانے میں بنی اسرائیل سے کوئی نبی نہ تھا۔ خاندانِ نبوت میں صرف ایک ہی بی بی تھی جو کہ حاملہ تھیں انکے فرزند تولد ہوئے تو ان کا نام شمویل رکھا گیا، جب وہ بڑے ہوئے تو انہیں علم توریت حاصل

کرنے کیلئے بیت المقدس میں ایک کبیر السن عالم کے سپرد کیا گیا، وہ آپ کے ساتھ کمال شفقت کرتے تھے اور جب آپ سن بلوغت کو پہنچے تو آپ ایک شب اس عالم کے پاس آرام فرما رہے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسی عالم کی آواز میں یا شمویل کہہ کر پکارا آپ عالم کے پاس گئے اور فرمایا کہ آپ نے مجھے پکارا ہے، عالم نے بایں خیال کہ انکار کرنے سے کہیں آپ ڈر نہ جائیں کہہ دیا کہ فرزند تم سو جاؤ، پھر دوبارہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسی طرح پکارا اور حضرت شمویل علیہ السلام عالم کے پاس گئے، عالم نے کہا کہ اے فرزند اب اگر میں تمہیں پھر پکاروں تو تم جواب نہ دینا، تیسری مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور انہوں نے بشارت دی کہ اللہ عزوجل نے آپکو نبوت کا منصب عطا فرمایا ہے، آپ اپنی قوم کی طرف جائیے اور اپنے رب کے احکام پہنچائیے، جب آپ قوم کی طرف تشریف لائے تو انہوں نے تکذیب کی اور کہا کہ آپ اتنی جلدی نبی بن گئے، اچھا اگر آپ نبی ہیں تو ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے، قوم جالوت نے ہماری قوم کے لوگوں کو انکے وطن سے نکالا اور انکی اولاد کو قتل کر دیا، چار سو چالیس شاہی خاندان کے فرزندوں کو گرفتار کیا، جب حالت یہاں تک پہنچ چکی تو اب ہمیں جہاد سے کیا چیز مانع ہو سکتی ہے؟ تب اللہ کے نبی کی دعا پر اللہ عزوجل نے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا اور جہاد فرض فرمایا، طالوت عبرانی زبان کا لفظ ہے اور آپ بنیامین بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں، آپکا نام طویل القامت ہونے کی وجہ سے طالوت ہے، حضرت شمویل علیہ السلام کو اللہ عزوجل کی طرف سے ایک عصا ملا تھا اور بتایا گیا تھا کہ جو شخص تمہاری قوم کا بادشاہ ہوگا اسکا قد اس عصا کے برابر ہوگا، آپ نے اس عصا سے طالوت کا قد ناپ کر فرمایا کہ میں بحکم الٰہی تم کو بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کرتا ہوں اور بنی اسرائیل سے کہا کہ اللہ عزوجل نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے، بنی اسرائیل کے سرداروں نے اپنے نبی حضرت شمویل علیہ السلام سے عرض کی کہ نبوت تو لاوی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں چلی آ رہی ہے اور سلطنت یہود بن یعقوب کی اولاد میں اور طالوت ان دونوں خاندانوں میں سے نہیں ہے تو بادشاہ کیسے ہو سکتا ہے؟ (ماخوذ از خازن، ج ۱، ص ۱۷۹، ۱۸۰)

اغراض:

تعجیب: یعنی مخاطب کو امر عجیب وغریب میں مبتلا کرنے کے لئے اور اس واقعہ سے تعجب دلانے کے لئے ہے، پس اس آیت سے یہ مسئلہ مستفاد ہوا کہ مخاطب کا علم نزول آیت سے قبل اس قصے کے ذریعے سبقت نہیں کرتا۔ ایک قول کے مطابق یہ استفہام تقریری ہے پس اس صورت میں لازم ہے کہ مخاطب اس قصے کو جانتا ہے اور قصے کو بیان کرنے کا مقصد وضاحت کرنا ہے۔ **وھم الوف:** یہ الف کی جمع ہے اور جملہ حالیہ ہے، اور مفسر کا قول اربعة: اس بارے میں چھ اقوال ہیں اور راجح قول تیس ہزار والا قول ہے اس لئے کہ الوف جمع کثرت ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ یہ دس سے زیادہ ہو۔ یہ قول علامہ قرطبی کا ہے۔ **بلادھم:** یہ دیار کی تفسیر ہے اور تفسیر قرطبی میں ہے کہ وہ لوگ ذاوردنا می بستی میں آباد تھے۔ **بدعاء نبیھم:** پس کہا گیا کہ اللہ عزوجل کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ تو وہ یہ کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے کہ **سبحانک اللھم وبحمدک لاالٰہ انت۔ کالکفن:** جیسے مردوں کے کفن میں تغیر ہوتا ہے۔

حزقیل علیہ السلام: انہیں ابن عجوز بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ ان کی ماں عجوز یعنی بانجھ تھیں انہوں نے اللہ عزوجل سے دعا کی تو اللہ عزوجل نے انہیں حزقیل عطا فرما دیا، انہیں ذوالکفل بھی کہا گیا ہے اس لئے کہ انہوں نے ستر حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی کفالت فرمائی اور ہم نے انہیں قتل سے نجات عطا فرمائی اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں تیسرے خلیفہ ہوئے ہیں اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت یوشع علیہ السلام، ان کے بعد حضرت کالب علیہ السلام اور ان کے بعد حزقیل علیہ السلام۔ **فی اسباطھم:** یعنی ان کے قبائل میں، جیسا کہ آج بعض یہود کا مشاہدہ ہے۔ **ومنه احیاء ھولاء:** یعنی چاہیے کہ لوگ عبرت حاصل کریں اور بڑی سعادتوں سے ہم کنار ہوں اور اگر اللہ چاہتا تو انہیں اٹھائے جانے والے دن تک مردہ چھوڑ دیتا۔

تشجیع المومنین: یعنی مومنین کو بہادری پر ابھارنے اور اکسانے کے لئے۔ فی سبیل الله: یعنی اللہ عزوجل کی طاعت میں، پس اس میں نفلی اور واجب صدقات داخل ہیں۔ الی اکثر من سبعماۃ: اور یہ کثرت اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

واللہ یقبض و یبسط: اس آیت میں قرضہ دہی اور اس کے ترک کرنے پر زجر و توبیخ کی جانب ابھارنا ہے یعنی تم فقر کے خوف سے مال کو اپنے پاس نہ روک لو اس لئے کہ مال میں کشادگی ہونا یا نہ ہونا اللہ عزوجل کے ذمہ ہے لہذا تم مال کو روک لینے پر توقف نہ کرو، بلکہ اللہ عزوجل جس کے لئے چاہتا ہے رزق میں کشادگی فرماتا ہے اگر چہ وہ اس مال سے بہت زیادہ خرچ کرتا ہو، اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگی فرماتا ہے اگر چہ بندہ مال کو اپنے پاس خرچ کرنے سے روک لیتا ہو۔

ابتلاء: یعنی خبر دیتے ہوئے کہ بندہ مشاہدہ کرتا ہے یا نہیں۔ امتحانا: یعنی شکر کرتا ہے کہ نہیں۔ (الجمل ج ۱، ص ۲۹۷ وغیرہ)

ان کتب علیکم القتال: یہ جملہ مبتداء اور خبر کے مابین معترضہ ہے اور جواب شرط محذوف ہے تقدیر عبارت یوں ہے کہ فلا تقاتلوا. وجنبوا: عطف تفسیر ہے مراد اس سے موت کے خوف سے قتال کرنا ہے اور ان کی بزدلی کا بیان عنقریب آئے گا۔ کیف: انی کی تفسیر ہے اور اس میں یکون عامل ہے۔ لانہ لیس من سبط اللمملکۃ: یعنی طالوت یہوذا ابن یعقوب کی ذریت سے نہ تھے بلکہ یعقوب کے چھوٹے صاحبزادے بنیامین کی اولاد میں سے تھے۔ انزل اللہ علی آدم: پھر ان کے بعد ان کی ذریت کو اس کا وارث بنایا۔ بمن ھو اھل لہ: یعنی اللہ کے کسی کام کو کر رنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

واتمھم خلقا: طالوت اپنے کاندھوں اور سر کی وجہ سے قوم میں ممتاز تھے، کہا جاتا ہے کہ حضرت شموئیل علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کی کہ اللہ عزوجل ان کے لئے ایک بادشاہ مقرر فرمادے تو اللہ عزوجل نے انہیں ایک سینگ دیا جس میں قدس کا تیل تھا اور عصا بھی عطا فرمایا اور وحی فرمائی کہ جب تمہارے پاس طالوت نامی شخص آئے تو سینگ کی جانب دیکھنا اگر اس کا تیل کھولنے لگے تو تیل اس کے سر پر لگا دینا اور عصا سے اس کا قد ناپنا اگر وہ اس کے برابر ہو تو وہ تمہارا بادشاہ ہوگا، بس ایسا ہی ہوا لیکن قوم نے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ یہ تو ادنی سا شخص ہے، حضرت شموئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ عزوجل اپنی بادشاہت جسے چاہے دے۔

فغلبتھم العمالقۃ: یعنی ان کے کرام کی رحلت کے بعد۔ وکانوا یستفتحون بہ: یعنی وہ اس تابوت کے وسیلے سے فتح اور نصرت مانگتے تھے۔ ویسکنون انیہ: بنی دشمن کے مقابلے میں اس تابوت کو اپنے آگے رکھ کر اطمنان حاصل کرتے تھے۔

سبعین الفا: ایک قول اسی ہزار کا کیا گیا اور دوسرا قول ایک لاکھ بیس ہزار کا کیا گیا۔ (الصاوی، ج ۱، ص ۱۸۲ وغیرہ)

تابوت سکینۃ: یہ تابوت شمشاد کی لکڑی کا ایک زراندود صندوق تھا جس کا طول تین ہاتھ کا اور عرض دو ہاتھ کا تھا اس کو اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا اس میں تمام انبیاء علیہم السلام کی تصویریں تھیں ان کے مساکن و مکانات کی تصویریں تھیں اور آخر میں حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضور کی دولت سرائے اقدس کی تصویر ایک یاقوت سرخ میں تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحالت نماز قیام میں ہیں اور گرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کے اصحاب حضرت آدم علیہ السلام نے ان تمام تصویروں کو دیکھا یہ صندوق وراثتاً منتقل ہوتا ہوا حضرت موسی علیہ السلام تک پہنچا آپ علیہ السلام اس میں توریت بھی رکھتے تھے اور اپنا مخصوص سامان بھی، چنانچہ اس تابوت میں الواح توریت کے ٹکڑے بھی تھے اور حضرت موسی علیہ السلام کا عصا اور آپ علیہ السلام کے کپڑے اور آپ علیہ السلام کی نعلین شریفین اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور ان کی عصا اور تھوڑا سا من جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا۔ حضرت موسی علیہ السلام جنگ کے موقعوں پر اس صندوق کو آگے رکھتے تھے اس سے بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین رہتی تھی آپ علیہ السلام کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں متوارث ہوتا چلا آیا جب انہیں کوئی مشکل درپیش ہوتی وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر دعائیں کرتے اور کامیاب ہوتے دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی برکت سے فتح پاتے جب بنی اسرائیل کی

حالت خراب ہوئی اوران کی بدعملی بہت بڑھ گئی اور اللہ ﷻ نے ان پر عمالقہ کو مسلط کیا تو وہ ان سے تابوت چھین کر لے گئے اوراس کو نجس اور گندے مقامات میں رکھا اوراس کی بے حرمتی کی اوران گستاخیوں کی وجہ سے وہ طرح طرح کے امراض ومصائب میں مبتلا ہوئے، ان کی پانچ بستیاں ہلاک ہوئیں اورانہیں یقین ہوا کہ تابوت کی اہانت ان کی بربادی کا باعث ہے تو انہوں نے تابوت ایک بیل گاڑی پر رکھ کر بیلوں کو چھوڑ دیا اور فرشتے اس کو بنی اسرائل کے سامنے طالوت کے پاس لائے اوراس تابوت کا آنا بنی اسرائیل کے لئے طالوت کی بادشاہی کی نشانی قرار دیا گیا تھا بنی اسرائیل یہ دیکھ کراس کی بادشاہی کے مقر ہوئے اور بے درنگ جہاد کے لئے آمادہ ہو گئے کیونکہ تابوت پا کر انہیں اپنی فتح کا یقین ہو گیا طالوت نے بنی اسرائیل میں سے ستر ہزار نوجوان منتخب کئے جن میں حضرت داوٗد علیہ السلام بھی تھے۔فائدہ:اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات کا اعزاز واحترام لازم ہے ان کی برکت سے دعائیں قبول ہوتیں اور حاجتیں روا ہوتی ہیں اور تبرکات کی بے ادبی گمراہوں کا طریقہ اور بربادی کا سبب ہے۔فائدہ: تابوت میں جو انبیائے کرام علیہم السلام کی تصویریں تھیں وہ کسی آدمی کی بنائی ہوئی نہ تھیں بلکہ اللہ ﷻ کی طرف سے آئی تھیں۔(کنز الایمان مع خزائن العرفان،حاشیہ نمبر٥٠٤)

رکوع نمبر: ١٧

﴿فلما فصل﴾ خَرَجَ ﴿طالوت بالجنود﴾ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدَسِ وَكَانَ حَرًّا شَدِيْدًا وَطَلَبُوْا مِنْهُ الْمَآءَ ﴿قال ان الله مبتليكم﴾ مُخْتَبِرُكُمْ ﴿بنهر﴾ لِيَظْهَرَ الْمُطِيْعُ مِنْكُمْ وَالْعَاصِيُ وَهُوَ بَيْنَ الْاُرْدُنِ وَفَلَسْطِيْنَ ﴿فمن شرب منه﴾ اَيْ مِنْ مَائِهِ ﴿فليس مني﴾ اَيْ مِنْ اَتْبَاعِيْ ﴿ومن لم يطعمه﴾ يَذُقْهُ ﴿فانه مني الا من اغترف غرفة﴾ بِالْفَتْحِ وَالضَّمِّ ﴿بيده﴾ فَاكْتَفٰى بِهَا وَلَمْ يَزِدْ عَلَيْهَا فَاِنَّهُ مِنِّيْ ﴿فشربوا منه﴾ فَلَمَّا وَافَوْهُ بِكَثْرَةٍ ﴿الا قليلا منهم﴾ فَاقْتَصَرُوْا عَلَى الْغُرْفَةِ رُوِىَ اَنَّهَا كَفَتْهُمْ لِشُرْبِهِمْ وَدَوَابِّهِمْ وَكَانُوْا ثَلٰثَمِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ رَجُلاً ﴿فلما جاوزه هو والذين امنوا معه﴾ هُمُ الَّذِيْنَ اقْتَصَرُوْا عَلَى الْغُرْفَةِ ﴿قالوا﴾ اَيِ الَّذِيْنَ شَرِبُوْا ﴿لا طاقة﴾ قُوَّةَ ﴿لنا اليوم بجالوت وجنوده﴾ اَيْ بِقِتَالِهِمْ وَجَبُنُوْا وَلَمْ يُجَاوِزُوْهُ ﴿قال الذين يظنون﴾ يُوْقِنُوْنَ ﴿انهم ملقوا الله﴾ بِالْبَعْثِ وَهُمُ الَّذِيْنَ جَاوَزُوْهُ ﴿كم﴾ خَبَرِيَّةٌ بِمَعْنٰى كَثِيْرٍ ﴿من فئة﴾ جَمَاعَةٍ ﴿قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله﴾ بِاِرَادَتِهٖ ﴿والله مع الصبرين (٢٤٩)﴾ بِالنَّصْرِ وَالْعَوْنِ ﴿ولما برزوا لجالوت وجنوده﴾ اَيْ ظَهَرُوْا لِقِتَالِهِمْ وَتَصَافُّوْا ﴿قالوا ربنا افرغ﴾ اَصْبُبْ ﴿علينا صبرا وثبت اقدامنا﴾ بِتَقْوِيَةِ قُلُوْبِنَا عَلَى الْجِهَادِ ﴿وانصرنا على القوم الكفرين (٢٥٠) فهزموهم﴾ كَسَرُوْهُمْ ﴿باذن الله﴾ بِاِرَادَتِهٖ ﴿وقتل داود﴾ وَكَانَ فِيْ عَسْكَرِ طَالُوْتَ ﴿جالوت﴾ اَيْ دَاوٗدَ ﴿واته الله الملك﴾ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ ﴿والحكمة﴾ اَلنُّبُوَّةَ بَعْدَ مَوْتِ شَمُوِيْلَ وَطَالُوْتَ وَلَمْ يَجْتَمِعَا لِاَحَدٍ قَبْلَهٗ ﴿وعلمه مما يشاء﴾ كَصَنْعَةِ الدُّرُوْعِ وَمَنْطِقِ الطَّيْرِ ﴿ولولا دفع الله الناس بعضهم﴾ بَدَلُ بَعْضٍ مِّنَ النَّاسِ ﴿ببعض لفسدت الارض﴾ بِغَلَبَةِ الْمُشْرِكِيْنَ وَقَتْلِ الْمُسْلِمِيْنَ وَتَخْرِيْبِ الْمَسَاجِدِ ﴿ولكن الله ذو فضل على العلمين (٢٥١)﴾ فَدَفَعَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ﴿تلك﴾ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ ﴿ايت الله نتلوها﴾ نَقُصُّهَا ﴿عليك﴾ يَا مُحَمَّدُ ﴿بالحق﴾ بِالصِّدْقِ ﴿وانك لمن المرسلين (٢٥٢)﴾ اَلتَّاكِيْدُ بِاِنَّ وَغَيْرِهَا رَدًّا لِقَوْلِ الْكُفَّارِ لَهٗ لَسْتَ مُرْسَلًا۔

﴿ترجمہ﴾

پھر جب نکلا (فصل بمعنی خرج ہے) طالوت......لشکروں کو لے کر شہر سے (یعنی بیت المقدس سے، اور وہ شدید گرمی کا دن تھا اور لشکر نے پانی طلب کیا تو) بولا بیشک اللہ تمہیں آزمانے والا ہے (مبتلیکم بمعنی مختبر کم ہے) ایک نہر سے (تاکہ تم میں سے فرمانبردار اور نافرمان ظاہر ہو جائیں، یہ نہر اردن اور فلسطین کے درمیان تھی) تو جو اس سے پئے (یعنی اسکا پانی) وہ میرا نہیں (یعنی میرا پیروکار نہیں) اور جو نہ پئے (یطعمہ بمعنی یذقہ ہے) وہ میرا ہے مگر وہ جو ایک چلو لے لے (غرفۃ غین کی فتحہ اور ضمہ کے ساتھ ہے) اپنے ہاتھ سے (اور اسی پر اکتفاء کرے اور اس سے زیادہ نہ لے تو وہ میرے ساتھ ہوگا) تو سب نے اس سے پیا (وہاں پہنچنے پر کثیر مقدار میں) مگر تھوڑوں نے (کہ انہوں نے ایک چلو پر اکتفاء کیا، اور ایک روایت میں ہے کہ یہی ایک چلو انکو اور انکے جانوروں کو کافی ہوا اور یہ تین سو تیرہ آدمی تھے) پھر جب طالوت اور اس کے ساتھ کے مسلمان نہر کے پار گئے (اور یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے ایک چلو پر اکتفاء کیا تھا) بولے (یعنی ان لوگوں نے کہا جنہوں نے پانی پیا تھا) ہم میں آج طاقت (یعنی قوت) نہیں جالوت اور اس کے لشکروں کی (یعنی ان سے قتال کرنے کی، تو انہوں نے نہر پار نہ کی اور بزدلی دکھائی) بولے وہ جنہیں یقین تھا (یظنون بمعنی یوقنون ہے) اللہ سے ملنے کا (اٹھائے جانے کے بعد، اور یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے نہر پار کی تھی) کہ بارہا (کم خبریہ بمعنی کثیر ہے) کم جماعت (فئۃ بمعنی جماعۃ ہے) غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم (یعنی اسکے ارادے) سے اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے (یعنی اس کی اعانت و مدد صابروں کے ساتھ ہے) پھر جب سامنے آئے جالوت اور اس کے لشکروں کے (یعنی جب قتال کیلئے نکلے اور صف بصف کھڑے ہوئے) عرض کی اے رب ہمارے ہم پر ڈال (انڈیل) دے صبر اور ہمارے پاؤں جما دے (جہاد پر ہمارے قلوب کو تقویت دیکر) کافر لوگوں پر ہماری مدد کر، تو انہوں نے ان کو بھگا دیا (ہزموھم بمعنی کسروھم ہے) اللہ کے حکم (یعنی اسکے ارادے) سے اور قتل کیا داؤد نے (جو کہ طالوت کے لشکر میں تھے) جالوت کو اور عطا فرمائی اسے (یعنی حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کو) اللہ نے سلطنت (بنی اسرائیل میں) اور حکمت (یعنی نبوت، حضرت شمویل علیہ السلام اور طالوت کی وفات کے بعد، آپ سے پہلے یہ دونوں چیزیں یعنی بادشاہت و نبوت کسی میں جمع نہ ہوئی تھیں) اور اسے جو چاہا سکھایا (جیسے زرہ سازی، اور جانوروں کی بولیاں) اور اگر اللہ دفع نہ کرے لوگوں میں بعض سے (بعضھم، من الناس سے بدل بعض ہے) بعض کو تو ضرور زمین تباہ ہو جائے (مشرکین کے غالب آ جانے، اور مسلمانوں کے قتل کئے جانے، مساجد کے برباد کر دینے کے سبب) مگر اللہ سارے جہان پر فضل کرنے والا ہے (کہ بعض کو بعض سے دور فرماتا ہے) یہ (یعنی یہ آیات) اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم پڑھتے ہیں (یعنی اسے بیان کرتے ہیں) اے محبوب (یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر حق کے ساتھ (سچائی کیساتھ) اور تم بیشک رسولوں میں ہو (اس قول کی انّ وغیرہ سے تاکید بیان کرنا کافروں کے قول لست مرسلا کے رد کیلئے ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿فلما فصل طالوت بالجنود قال ان الله مبتليكم بنهر﴾

ف: عاطفہ، لما: ظرفیہ حینیہ و رابطہ، فصل طالوت بالجنود: جملہ فعلیہ شرط، قال: قول، ان اللّٰہ مبتليكم بنهر: جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جواب لما، ملکر جملہ شرطیہ معطوف ہے جملہ محذوف فاقرّوا بملكه پر۔

﴿فمن شرب منه فليس منى ومن لم يطعمه فانه منى الا من اغترف غرفة بيده﴾

ف: فصیحیہ، من: اسم شرط مبتدا، شرب منه: جملہ فعلیہ شرط، فليس منى: جملہ فعلیہ جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ

،و: عاطفہ،من: اسم شرط مبتدا،لم يطعمه: جملہ فعلیہ شرط، فانه منى: جملہ فعلیہ جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف ماقبل پر،الا من اغترف غرفة بيده: جملہ مستثنیٰ ہے شرب کے فاعل سے۔

﴿فشربوا منه الا قليلا منهم﴾

ف: فصیحیہ،شربوا: فعل وفاعل،منه: ظرف لغو، جملہ فعلیہ،الا قليلا منهم: استثناء شربوا کے فاعل سے۔

﴿فلما جاوزه هو والذين امنوا معه قالوا لاطاقة لنا اليوم بجالوت وجنوده﴾

ف: عاطفہ،لما: شرطیہ،جاوز: فعل بافاعل،ہ: ضمیر مؤکد،هو: معطوف علیہ،والذين امنوا معه: معطوف،ملکر تاکید،اپنے مؤکد سے ملکر موصوف،قالوا: قول،لا: نفی جنس،طاقة: اسم،لنا: جارمجرور ملکر موجود محذوف کا ظرف مستقر اول،اليوم: ظرف مستقر ثانی،بجالوت و جنوده: ظرف مستقر ثالث،موجود، اسم مفعول هو ضمیر نائب الفاعل اوراپنے ظروف مستقر سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،لائے نفی جنس اپنے اسم اورخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،جوقول سے ملکر صفت،جوموصوف سے ملکر مفعول،جاوز فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط۔

﴿قال الذين يظنون انهم ملقوا الله كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله والله مع الصبرين﴾

قال: فعل،الذين يظنون انهم ملقوا الله: موصول صلہ ملکر فاعل،فعل فاعل ملکر قول،كم: ممیز،من: جار،فئة قليلة: مجرور ملکر ظرف مستقر تمییز،ملکر مبتدا، غلبت فئة كثيرة ......الخ: جملہ فعلیہ خبر،مبتدا خبر ملکر مقولہ،قول سے ملکر جواب شرط،اپنی شرط سے جملہ شرطیہ،و: مستانفہ،الله: اسم جلالت مبتدا،مع الصابرين: ظرف متعلق بمحذوف خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولما برزوا لجالوت وجنوده قالوا ربنا افرغ علينا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا على القوم الكفرين﴾

و: استینافیہ،لما: شرطیہ،برزوا: فعل بافاعل،لجالوت وجنوده: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قالوا: قول،ربنا: جملہ ندائیہ،افرغ علينا صبرا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،وثبت اقدامنا: جملہ فعلیہ معطوف اول،وانصرنا على القوم الكفرين: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر مقصود بالنداء،اپنی ندا سے ملکر مقولہ،اپنے قول سے ملکر جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فهزموهم باذن الله وقتل داود جالوت واته الله الملك والحكمة وعلمه مما يشاء﴾

ف: عاطفہ، هزموهم باذن الله: جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،قتل: فعل،داود: فاعل،جالوت: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ ،اتاه: فعل،ہ: ضمیر مفعول،الله: اسم جلالت فاعل،الملك والحكمة: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ، علمه مما يشاء: جملہ فعلیہ۔

﴿ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض﴾

و: مستانفہ،لولا: حرف شرط،دفع: مصدر مضاف،الله: اسم جلالت مضاف الیہ،ملکر فاعل،الناس: مبدل منہ،بعضهم: بدل،ملکر مفعول،ببعض: ظرف لغو،مصدر اپنے متعلقات سے ملکر مبتدا،موجود محذوف خبر،اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ شرطیہ،لفسدت الارض: جملہ فعلیہ جواب لولا۔

﴿ولكن الله ذو فضل على العلمين تلك ايت الله نتلوها عليك بالحق وانك لمن المرسلين﴾

و: مستانفہ،لكن: حرف مشبہ،الله: اسم جلالت اسم، ذوفضل على العلمين: خبر،ملکر جملہ اسمیہ،تلك: مبدل منہ،ايت الله: بدل،ملکر مبتدا، نتلوها: فعل بافاعل،ها: ضمیر ذوالحال،،عليك: ظرف لغو،بالحق: حال،ذوالحال حال ملکر مفعول،جملہ فعلیہ

ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، ک: ضمیر اسم، لمن المرسلین: خبر ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

۱.....طالوت بادشاہ جب بیت المقدس سے نکلا اس وقت اسکے ساتھ ستر ہزار، ایک قول کے مطابق اسی ہزار اور ایک قول کے مطابق ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر تھا، جس وقت یہ لشکر بیت المقدس سے دشمن کی طرف روانہ ہوا وہ وقت نہایت شدت کی گرمی کا تھا، لشکریوں نے طالوت سے اسکی شکایت کی اور پانی کے طلبگار ہوئے۔ یہ امتحان مقرر فرمایا گیا تھا کہ شدتِ تشنگی کے وقت جو اطاعت کے حکم پر مستقل رہا وہ آئندہ بھی مستقل رہے گا اور سختیوں کا مقابلہ کر سکے گا اور جو اسوقت اپنی خواہش سے مغلوب ہوا اور نافرمانی کرے وہ آئندہ سختیوں کو کیا برداشت کرے گا؟ درمیان میں فلسطین کی نہر تھی، جو اس سے پئے گا وہ میرے دین اور میری اطاعت میں نہیں ہے اور جو پانی نہ پئے وہ میری اطاعت میں ہے چنانچہ جنہوں نے صبر کیا اور ایک چلو انکے اور انکے جانوروں کیلئے کافی ہوا، انکی تعداد ایک قول کے مطابق چار ہزار اور دوسرے قول کے مطابق تین سو تیرہ تھی۔ انکے قلب وایمان کو قوت ملی اور وہ نہر سے سلامتی کیساتھ گزر گئے اور جنہوں نے خوب پیا تھا انکے ہونٹ سیاہ پڑ گئے، تشنگی بڑھی اور ہمت ہار گئے۔ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کے والد ایشا طالوت کے لشکر میں تھے اور انکے ساتھ انکے تیرہ فرزند بھی تھے جن میں حضرت سیدنا داود علیہ السلام سب سے چھوٹے تھے، بیمار تھے، رنگ زرد پڑ چکا تھا، بکریاں چراتے تھے، جب جالوت نے بنی اسرائیل سے مقابلہ طلب کیا وہ اسکی قوت وجسامت دیکھ کر گھبرا گئے کیوں کہ وہ بڑا جابر قوی شہ زور عظیم الجثہ قد آور تھا۔ طالوت نے اپنے لشکر میں اعلان کیا کہ جو شخص جالوت کو قتل کرے میں اپنی بیٹی سے اسکا نکاح کردوں گا اور نصف ملک اسکو دونگا مگر کسی نے اسکا جواب نہ دیا تو طالوت نے اپنے نبی حضرت شمویل علیہ السلام سے عرض کیا کہ بارگاہِ الٰہی میں دعا کریں آپ نے دعا فرمائی تو بتایا گیا کہ حضرت سیدنا داود علیہ السلام جالوت کو قتل کرینگے، طالوت نے آپ سے عرض کی کہ اگر آپ جالوت کو قتل کریں تو میں اپنی لڑکی کو آپکے نکاح میں دوں گا اور نصف ملک پیش کروں گا، آپ نے قبول فرمایا اور جالوت کی طرف روانہ ہوئے صف قتال قائم ہوئی، حضرت سیدنا داود علیہ السلام دست مبارک میں فلاخن لے کر مقابل ہوئے، جالوت کے دل میں آپ کو دیکھ کر کچھ خوف پیدا ہوا مگر اس نے متکبرانہ باتیں شروع کردیں اور آپکو اپنی قوت سے مرعوب کرنا چاہا، آپ نے فلاخن میں پتھر رکھ کر مارا جو اسکی پیشانی توڑ کر پیچھے سے نکل گیا اور جالوت گر کر مرگیا اور طالوت بادشاہ نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ (ماخوذ از خازن ج۱، ص ۱۸۲ تا ۱۸۵)

اغراض:

وھو بین الاردن: ہمزہ کی فتح، راء کے سکون، دال کے ضمہ اور نون کی تشدید کے ساتھ بیت المقدس کے قریب واقع ہے۔

یذقہ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ الطعم بمعنی الذوقان ہے اور اس کا اطلاق کھانے اور پینے دونوں پر ہوتا ہے۔

وبضعۃ عشر: البضعۃ تیرہ سے اُنیس کی تعداد کو کہتے ہیں، لیکن یہاں اکثر روایات کی روشنی میں تیرہ کی تعداد مراد ہے جو کہ بدر کی تین سو تیرہ کی تعداد کے برابر تھے۔ اصبب علینا صبرا: یعنی خشک زمین پر پانی ڈالنا۔

وجنودہ: اس کے مسلح لشکریوں کی تعداد ایک ہزار تھی یا اس سے زیادہ، اور طالوت کا قد ایک میل تھا اور اس کا خود جو کہ اس کے سر پر ہوتا تھا تین سو رطل کا تھا۔ ای ظھروا لقتالھم: یعنی ان کے مابین پردہ بھی نہ رہا، بلکہ وہ براز یعنی صحراء میں نکل پڑے۔

کصنعۃ الدروع: یعنی لوہا آپ علیہ السلام کے ہاتھ میں بغیر آگ کے نرم ہوتا تھا آپ علیہ السلام اس سے کاتے ہوئے سوت کی طرح (زرہ وغیرہ) بنا لیا کرتے تھے۔ ومنطق الطیر: یعنی پرندوں کی بولیاں بلکہ تمام حیوانوں کی بولیاں سمجھ لیا کرتے تھے۔

بالصدق: یعنی جو نقیض کا احتمال نہ رکھے۔ (الصاوی، ج۱، ص ۱۸۴ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالٰی علی محمد

رکوع نمبر: ۱

﴿تلک﴾مُبْتَدَأٌ ﴿الرسل﴾ صِفَةٌ وَالْخَبَرُ﴿ فضلنا بعضهم على بعض﴾ بِتَخْصِيصِهٖ بِمَنْقَبَةٍ لَيْسَتْ بِغَيْرِهٖ ﴿منهم من كلم الله﴾ كَمُوْسٰى ﴿ورفع بعضهم﴾ اَیْ مُحَمَّدًا ﷺ ﴿درجت﴾ عَلٰى غَيْرِهٖ بِعُمُوْمِ الدَّعْوَةِ وَخَتْمِ النُّبُوَّةِ وَتَفْضِيْلِ اُمَّتِهٖ عَلٰى سَائِرِ الْاُمَمِ وَالْمُعْجِزَاتِ الْمُتَكَاثِرَةِ وَالْخَصَائِصِ الْعَدِيْدَةِ ﴿واتينا عيسى ابن مريم البينت وايدنه﴾ قَوَّيْنَاهُ ﴿بروح القدس﴾ جِبْرِءِيْلَ يَسِيْرُ مَعَهٗ حَيْثُ سَارَ ﴿ولو شاء الله﴾ هُدَى النَّاسِ جَمِيْعًا ﴿ما اقتتل الذين من بعدهم﴾ بَعْدَ الرُّسُلِ اَیْ اُمَمِهِمْ ﴿من بعد ما جاء تهم البينت﴾ لِاِخْتِلَافِهِمْ وَتَضْلِيْلِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا ﴿ولكن اختلفوا﴾ لِمَشِيْئَتِهٖ ذٰلِكَ ﴿فمنهم من امن﴾ ثَبَتَ عَلٰى اِيْمَانِهٖ ﴿ومنهم من كفر﴾ كَالنَّصَارٰى بَعْدَ الْمَسِيْحِ ﴿ولو شاء الله ما اقتتلوا﴾ تَاكِيْدٌ ﴿ولكن الله يفعل ما يريد(۲۵۳)﴾ مِنْ تَوْفِيْقِ مَنْ شَآءَ وَخُذْلَانِ مَنْ شَاءَ۔

﴿ترجمہ﴾

یہ(یعنی تلک مبتداء ہے)سب رسول (الرسل،تلک کی صفت ہے اور اسکی خبر فضلنا بعضھم......الخ ہے) کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا...... (یعنی ایسے خصوصی مناقب کے ساتھ جو کسی دوسرے میں نہیں) ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا (جیسے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے) اور کوئی وہ ہے(یعنی حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کہ) جسے سب پر درجوں بلند کیا(یعنی دوسرے انبیاء پر، عموم دعوت اور ختم نبوت کے ساتھ اور انکی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دیکر اور کثیر معجزات و بے شمار خصائص سے نواز کر) اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلی نشانیاں دیں اور اسکی مدد کی (یعنی ہم نے اسے قوت دی) پاکیزہ روح سے (حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے، کہ وہ انکے ساتھ ہی ہوتے جہاں بھی وہ جاتے) اور اللہ چاہتا (تمام لوگوں کو ہدایت دینا) تو انکے بعد والے آپس میں نہ لڑتے (یعنی رسولوں کے بعد، یعنی انکی امتیں آپس میں نہ لڑتیں) بعد اسکے کہ انکے پاس کھلی نشانیاں آچکیں (انکے آپس کے اختلاف اور ایک دوسرے کو گمراہ قرار دینے کی وجہ سے) لیکن وہ مختلف ہوگئے (اللہ کی مشیت کی وجہ سے) تو ان میں کوئی ایمان پر رہا (یعنی اپنے ایمان پر ثابت قدم رہا) اور کوئی کافر ہوگیا (جیسا کہ نصاریٰ حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کے بعد) اور اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے (یہ ماقبل کی تاکید کے لئے ہے) مگر اللہ جو چاہے کرے (یعنی جسے چاہے توفیق دے اور جسے چاہے رسوا کرے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿تلک الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله﴾

تلک الرسل: مبتداء،فضلنا: فعل وفاعل،بعضھم: مفعول،علی بعض: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ،منھم: ظرف مستقر خبر مقدم،من کلم اللہ: موصول صلہ ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ورفع بعضهم درجت﴾

و: عاطفہ، رفع بعضهم: فعل بافاعل ومفعول، ب: حرف جار فی محذوف، درجت: منصوب بنزع الخافض ای فی درجت، سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر کلّم پر معطوف۔

﴿واتینا عیسی ابن مریم البینت وایدنه بروح القدس﴾

و: عاطفہ، اتینا: فعل وفاعل، عیسی ابن مریم: مفعول اول، البینت: مفعول ثانی، ر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ایدناہ: فعل بافاعل ومفعول، بروح القدس: ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ۔

﴿ولوشاء الله ما اقتتل الذین من بعدهم من بعد ماجاتهم البینت ولکن اختلفوا﴾

و: عاطفہ، لو: شرطیہ، شاء الله: فعل بافاعل، هدی الناس جمیعا: مفعول محذوف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ما اقتتل: فعل، الذین من بعدهم: فاعل، من: جار، ما جاء تهم البینت: جملہ مجرور، ملکر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف سے ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر ماقبل پر معطوف، و: مستانفہ، لکن: حرف مشبہ بالفعل، هم ضمیر محذوف اس کا اسم اختلفو خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فمنهم من امن ومنهم من کفر﴾

ف: تفریعیہ، منهم: ظرف مستقر شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم، من امن: موصول صلہ ملکر مبتدا مؤخر، جو اپنی خبر مقدم سے ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، منهم: ظرف مستقر شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم، من کفر: موصول صلہ ملکر مبتدا مؤخر، جو خبر سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ۔

﴿ولوشاء الله ما اقتتلوا ولکن الله یفعل مایرید﴾

و: عاطفہ، لو: شرط، شاء: فعل، الله: اسم جلالت فاعل، عدم قتالهم مفعول محذوف، جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ما اقتتلوا: جملہ فعلیہ جزاء، ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ، و: عاطفہ، لکن: حرف مشبہ، الله: اسم جلالت اسم، یفعل: فعل بافاعل، ما یرید: موصول صلہ ملکر مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر خبر، لکن، اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے درجات:

لے......ہم نے بعض انبیاء کرام علیہم السلام کو ان مناقب کیساتھ خاص کیا جو مناقب دوسروں کو نہ دیئے گئے۔ ایک قول یہ ہے کہ فضیلت سے مراد شریعت ہے یعنی ہم نے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے بعض کو نئی شریعت دی اور بعض کو سابقہ شریعت کا پیرو بنایا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ فضیلت سے مراد اخروی درجات ہیں۔ (روح المعانی، الجزالثالث، ص ٥)

سابقہ امتوں کے نبی کی شریعت بعد میں آنے والے نبی منسوخ کرتے رہے لیکن حضورﷺ کی شریعت ایسی ہے کہ دائمی ہے یعنی قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔حضورﷺ کو معجزات کی وجہ سے بھی دیگر انبیائے کرام پر سبقت حاصل ہے دوسرے انبیائے کرام کو جو معجزات دیئے گئے یعنی لاٹھی ،اونٹنی وغیرہ اعیان و جواہر کے قبیل سے ہیں لیکن وہ باقی نہ رہے جبکہ حضور پرنورﷺ کو دیا جانے والا معجزہ قرآن مجید اعراض اور معانی کے قبیل سے ہے اور ابھی تک باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا مطلب یہ ہے کہ حضورﷺ کا معجزہ قیامت تک کے لئے ہے۔الغرض ہر حوالے سے حضورﷺ دیگر انبیائے کرام سے افضل ہیں۔حضرات انبیاء کرام علیہم السلام وصف ایمان میں برابر ہیں جبکہ ایمان کے بعد طاعت کے معاملہ میں انکے درجے متفاوت ہیں (المدارك ،ج۱،ص ۲۰۸)

اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر لیلة الاسراء میں بغیر کسی واسطے کے کلام فرمایا اور حضور اکرمﷺ کے درجات اسطرح بلند فرمائے کہ آپکی رسالت تمام مخلوقات پر عام کردی۔یہاں تک کہ جمادات، ملائکہ اور جنات کے بھی آپ رسول ہیں اور سید عالمﷺ کو کثیر معجزات عطا کیے گئے جن کی نہ تو کوئی حد بندی ہو سکتی ہے اور نہ ہی انہیں شمار کیا جاسکتا ہے جیسا کہ آپکو حوض کوثر، مقام محمود اور وسیلہ جیسے خصائص سے نوازا گیا۔ (ماخوذ از صاوی ،ج۱،ص ۲۱۳،۲۱۴)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور یہودی کا جھگڑا ہو گیا۔یہودی نے کہا:"مجھے اس ذات پاک کی قسم! جس نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہانوں پر فضیلت عطا فرمائی۔"یہ سن کر مسلمان سے ضبط نہ ہو سکا اور اس نے یہودی کے منہ پر تھپڑ مار دیا اور کہا:"اے خبیث! کیا وہ ہمارے نبیﷺ سے بھی افضل ہیں؟"اس یہودی نے حضورﷺ کی بارگاہ میں اس کی شکایت کی تو آپﷺ نے ارشاد فرمایا:"مجھے دوسرے انبیاء پر فضیلت نہ دو، قیامت کے روز سب بیہوش ہونگے، میں سب سے پہلے ہوش میں آؤنگا، اس روز میں دیکھوں گا کہ موسیٰ عرشِ الٰہی کا پایہ پکڑے ہوئے ہونگے۔مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا بیہوش ہی نہ ہوئے تھے اور کوہِ طور پر بیہوشی کے بدلے آج ان پر بیہوشی طاری نہ ہوئی، پس مجھے دوسرے انبیاء پر فضیلت نہ دو۔"

اس حدیثِ پاک کے علماء کرام نے کئی جواب دیئے ہیں۔(۱)......ہو سکتا ہے آپﷺ نے یہ اس وقت فرمایا ہو جس وقت آپکو دوسرے انبیاء پر اپنی فضیلت کا علم ہی نہ ہو۔(۲)......آپﷺ نے یہ بات تواضع وانکساری کیلئے فرمائی ہو۔(۳)......جب آپس میں لڑائی ہو اس قسم کی باتوں سے منع فرمایا تاکہ کسی نبی کی شان میں کوئی تنقیص نہ ہو جائے۔(۴)......اپنی ذاتی آرا اور تعصب کی بناء پر کسی نبی کو دوسرے پر فضیلت نہ دو۔(۵)......کسی نبی کو فضیلت عطا کرنا تمہارے بس کی بات نہیں۔یہ اللہ عزوجل کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔تم پر لازم ہے کہ اس کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرو اور اس پر ایمان لے آؤ۔ (ابن کثیر ،ج۱،ص ۳۷۷)

اغراض:

بتخصیصہ بمنقبۃ: یعنی کمال صفات اور یہ صفات قائم بذاتہ نہیں ہیں بلکہ اللہ عزوجل کے فضل سے ہیں اس حیثیت سے تخصیص ذاتی مناقب کا تقاضا کرتی ہے۔ کلم اللہ: یعنی بغیر کسی واسطے کے اللہ عزوجل کا کلام۔ بعموم الدعوۃ: یعنی سید عالمﷺ کی دعوت تمام مخلوقات حتیٰ کہ جمادات، ملائکہ اور جنات کو شامل ہے، اس جملے میں جنات پر سید عالمﷺ کی رسالت عام ہونے سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی جنات پر حکومت کرنا ساقط نہ ہو گا اس لئے کہ وہ جنات پر سلطنت کے لحاظ سے حکومت فرماتے تھے نہ کہ رسالت کے لحاظ سے۔ وختم نبوۃ: یعنی آپﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جو کہ اپنی رسالت کی ابتداء کرے اور آپﷺ کی شریعت منسوخ ہونا

لازم آئے۔یسیر معہ حیث سار: حضرت عیسی علیہ السلام کی تخلیق کے ابتداء سے ہی اس لئے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی تخلیق حضرت جبرئیل علیہ السلام کے دست اقدس ہی پر ہوئی تھی۔لمشیئۃ ذلک: یعنی اللہ عزوجل چاہتا تو انہیں ہدایت عطا فرماتا اور وہ آپس میں اختلاف اور قتال نہ کرتے، پس حق واضح اور ظاہر ہے، اور کفر صرف وہی کرتا ہے جو اللہ عزوجل کے ارادے میں ایمان کو قبول کرنے والا نہیں ہوتا پس بندہ رب مختار عزوجل کے سامنے مجبور ہے۔ (الصاوی، ج۱، ص۱۸۶)

رکوع نمبر: ۲

﴿یایھا الذین امنوا انفقوا مما رزقنکم﴾ زَکٰوتَہٗ ﴿من قبل ان یاتی یوم لا بیع﴾ فِدَاءٌ ﴿فیہ ولا خلۃ﴾ صَدَاقَۃٌ تَنفَعُ ﴿ولا شفاعۃ﴾ بِغَیْرِ اِذْنِہٖ وَھُوَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ، وَفِیْ قِرَاءَ ۃٍ بِرَفْعِ الثَّلَاثَۃِ ﴿والکفرون﴾ بِاللّٰہِ اَوْ بِمَا فُرِضَ عَلَیْھِمْ ﴿ھم الظلمون(۲۵۴)﴾ لِوَضْعِھِمْ اَمرَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ غَیْرِ مَحَلِّہٖ ﴿اللہ لا الہ﴾ اَیْ لَا مَعْبُوْدَ بِحَقٍّ فِی الْوُجُوْدِ ﴿الا ھو الحی﴾ اَلدَّائِمُ الْبَقَاءِ ﴿القیوم﴾ اَلْمُبَالِغُ فِی الْقِیَامِ بِتَدْبِیْرِ خَلْقِہٖ ﴿لا تاخذہ سنۃ﴾ نُعَاسٌ ﴿ولا نوم لہ ما فی السموت وما فی الارض﴾ مِلْکًا وَّخَلْقًا وَّعَبِیْدًا ﴿من ذا الذی﴾ اَیْ لَا اَحَدَ ﴿یشفع عندہ الا باذنہ﴾ لَہٗ فِیْھَا ﴿یعلم ما بین ایدیھم﴾ اَیِ الْخَلْقِ ﴿وماخلفھم﴾ اَیْ مِنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ﴿ولایحیطون بشیء من علمہ﴾ اَیْ لَا یَعْلَمُوْنَ شَیْئًا مِّنْ مَّعْلُوْمَاتِہٖ ﴿الا بما شاء﴾ اَنْ یُّعْلِمَھُمْ بِہٖ مِنْھَا بِاِخْبَارِ الرُّسُلِ ﴿وسع کرسیہ السموت والارض﴾ قِیْلَ اَحَاطَ عِلْمُہٗ بِھِمَا وَقِیْلَ مُلْکُہٗ وَقِیْلَ الْکُرْسِیُّ بِعَیْنِہٖ مُشْتَمِلٌ عَلَیْھِمَا لِعَظْمَتِہٖ، لِحَدِیْثِ "مَا السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ فِی الْکُرْسِیِّ اِلَّا کَدَرَاھِمَ سَبْعَۃٍ اُلْقِیَتْ فِیْ تُرْسٍ" ﴿ولا یئودہ﴾ یُثْقِلُہٗ ﴿حفظھما﴾ اَیِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴿وھو العلی﴾ فَوْقَ خَلْقِہٖ بِالْقَھْرِ ﴿العظیم(۲۵۵)﴾ اَلْکَبِیْرُ ﴿لا اکراہ فی الدین﴾ عَلَی الدُّخُوْلِ فِیْہِ ﴿قد تبین الرشد من الغی﴾ اَیْ ظَھَرَ بِالْاٰیَاتِ الْبَیِّنَاتِ اَنَّ الْاِیْمَانَ رُشْدٌ وَّالْکُفْرَ غَیٌّ نَزَلَتْ فِیْمَنْ کَانَ لَہٗ مِنَ الْاَنْصَارِ اَوْلَادٌ اَرَادَ اَنْ یُّکْرِھَھُمْ عَلَی الْاِسْلَامِ ﴿فمن یکفر بالطاغوت﴾ اَلشَّیْطَانِ اَوِ الْاَصْنَامِ وَھُوَ یُطْلَقُ عَلَی الْمُفْرَدِ وَالْجَمْعِ ﴿ویؤمن باللہ فقد استمسک﴾ تَمَسَّکَ ﴿بالعروۃ الوثقی﴾ بِالْعَقْدِ الْمُحْکَمِ ﴿لا انفصام﴾ اِنْقِطَاعَ ﴿لھا واللہ سمیع﴾ لِمَا یُقَالُ ﴿علیم(۲۵۶)﴾ بِمَا یُفْعَلُ ﴿اللہ ولی﴾ نَاصِرُ ﴿الذین امنوا یخرجھم من الظلمت﴾ اَلْکُفْرِ ﴿الی النور﴾ اَلْاِیْمَانِ ﴿والذین کفروا اولیئھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمت﴾ ذِکْرُ الْاِخْرَاجِ اِمَّا فِیْ مُقَابَلَۃِ قَوْلِہٖ یُخْرِجُھُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اَوْ فِیْ کُلِّ مَنْ اٰمَنَ بِالنَّبِیِّ ﷺ قَبْلَ بِعْثَتِہٖ مِنَ الْیَھُوْدِ ثُمَّ کَفَرَ بِہٖ ﴿اولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون(۲۵۷)﴾

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! اللہ کی راہ میں ہمارے دیئے میں سے خرچ کرو (یعنی اسکی زکوۃ دو) وہ دن آنے سے پہلے جس میں نہ خرید وفروخت (یعنی فدیہ) ہے اور نہ دوستی (جو کام آئے) اور نہ شفاعت (اللہ ﷻ کی اجازت کے بغیر، اس سے مراد قیامت کا دن ہے، ایک قرأت میں بیع، خلۃ، شفاعۃ تینوں مرفوع پڑھے گئے ہیں) اور کافر (یعنی اللہ کا انکار کرنے والے یا جوان پر فرض کیا گیا اسکا انکار کرنے والے) وہی ظالم ہیں (احکام الٰہی کو غیر محل میں رکھنے کی وجہ سے) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (یعنی اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود برحق موجود نہیں) وہ آپ زندہ (ہے یعنی ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اور) اوروں کا قائم رکھنے والا......۱...... (یعنی اپنی مخلوق کے امور کی تدبیر فرمانے والا ہے) اسے نہ اُونگھ آئے (سنۃ بمعنی نعاس ہے) اور نہ نیند......۲......اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں (مملوک ومخلوق اور بندے ہونے کے اعتبار سے) وہ کون ہے (یعنی کوئی نہیں) جو اسکے پاس سفارش کرے مگر اسکے حکم سے (تو جو ماذون ہے اسی کو شفاعت کا اختیار ہے......۳......) جانتا ہے جو کچھ ان سے (یعنی جو اس مخلوق سے) پہلے ہو چکا ہے اور جو کچھ انکے بعد (یعنی جو امورِ دنیا وآخرت میں سے ان کے بعد) ہونے والا ہے اور وہ نہیں پاتے اسکے علم میں سے (یعنی اس کی معلومات میں سے کچھ نہیں جانتے) مگر جتنا وہ چاہے ان معلومات میں سے ان کو بتانا تو وہ (یعنی رسولوں کی دی ہوئی خبروں سے وہ کچھ جان لیتے ہیں) اسکی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین (ایک قول کے مطابق کرسی سے مراد علم ہے یعنی اسکے علم نے زمین اور آسمان کا احاطہ کر رکھا ہے......۴......اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے فی نفسہ کرسی ہی مراد ہے کہ وہ اپنی عظمت کی وجہ سے زمین وآسمان کو شامل ہے، حدیثِ پاک میں ہے: "سات آسمان کرسی کے آگے ایسے ہیں جیسا کہ سات درہم جو تھال میں ڈال دیئے گئے ہوں) اور اسے بھاری نہیں (ینودہ بمعنی یثقلہ ہے) اسکی نگہبانی (یعنی زمین اور آسمان کی) اور وہی ہے بلند (اپنی مخلوق پر، قھو کی صفت کے ساتھ) بڑائی والا (العظیم بمعنی الکبیر ہے) کچھ زبردستی نہیں دین (میں داخل ہونے......۵......) میں بیشک خوب جدا ہوگئی ہے نیک راہ گمراہی سے (یعنی ظاہر ہو چکی ہے نیک راہ روشن نشانیوں سے، بیشک ایمان ہدایت ہے اور کفر گمراہی، یہ آیت اسوقت نازل ہوئی جب ایک انصاری نے اپنی اولاد کو اسلام لانے پر مجبور کیا) تو جو طاغوت کو نہ مانے (طاغوت سے مراد شیطان یا بت ہے اور اس کا اطلاق مفرد اور جمع دونوں پر ہوتا ہے) اور اللہ پر ایمان لائے تو اس نے تھامی (استمسک بمعنی تمسک ہے) مضبوط گرہ (مضبوط رسی) جسے کبھی کھلنا نہیں (یعنی وہ ٹوٹنے والی نہیں......۶......) اور اللہ سے سنتا (ہے جو اسکی بارگاہ میں فریاد کی جائے) جانتا ہے (جو کام کیا جائے) اللہ مددگار ہے (ولی بمعنی ناصر ہے) مسلمانوں کا انہیں (کفر کی) اندھیریوں سے (ایمان کے) نور کی طرف نکالتا ہے اور جو کافروں کے حمایتی شیطان ہیں وہ انہیں نور سے اندھیریوں کی طرف نکالتے ہیں (یہاں نکالنے کا ذکر یا تو یخرجھم من الظلمت کے مقابلہ کی وجہ سے ہے یا یہ ان یہودیوں میں سے ہر ایک کے لئے ہے جو بعثتِ نبوی ﷺ سے قبل تو نبی پاک ﷺ پر ایمان رکھتے تھے اور بعد میں آپ کی نبوت کا انکار کر دیا) یہی لوگ دوزخ والے ہیں اور انہیں ہمیشہ اس میں رہنا۔

﴿ترکیب﴾

﴿ یایھا الذین امنوا انفقوا مما رزقنکم من قبل ان یاتی یوم لابیع فیہ ولاخلۃ ولاشفاعۃ﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، انفقوا: فعل وفاعل، مما رزقنکم: ظرف لغو اول، من: جار، قبل: مضاف، ان یاتی: فعل

یوم: موصوف، لا بیع فیہ: جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ولا خلۃ ولا شفاعۃ: معطوف ملکر صفت، موصوف صفت ملکر فاعل، ان یاتی: فعل بافاعل جملہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، جارمجرور سے ملکر ظرف لغوثانی، جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء۔

﴿ والکفرون ھم الظلمون﴾

و: عاطفہ معطوف علی محذوف فالمومنون المتقون موفون، الکفرون: مبتدا، ھم: مبتدا، الظلمون: خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر الکفرون مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم﴾

اللہ: اسم جلالت مبتدا، لا: نفی جنس، الہ: موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف، ھو: مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر اسم موجود محذوف خبر، لانفی جنس، اپنے اسم اور خبر سے ملکر خبر اول، الحی: خبر ثانی، القیوم: خبر ثالث، مبتدا اپنی تینوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموت وما فی الارض﴾

لا تاخذہ: فعل و ضمیر راجع بسوئے اسم جلالت مفعول، سنۃ: معطوف علیہ، لا: زائدہ، نوم: معطوف ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، مافی السموت وما فی الارض: موصول صلہ ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ من ذاالذی یشفع عندہ الا باذنہ﴾

من ذا: مبتدا، الذی: اسم موصول، یشفع: فعل بافاعل، عندہ: مفعول فیہ، الا: للحصر، باذنہ: ظرف لغو، فعل اپنے فاعل مفعول اور ظرف سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بشی ء من علمہ الا بما شاء﴾

یعلم: فعل بافاعل، مابین ایدیھم: معطوف علیہ، وما خلفھم: معطوف ملکر مفعول، جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، لایحیطون: فعل بافاعل، بشی من علمہ: ظرف لغو، الا: حرف استثناء، بما شاء: ظرف لغوثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف

﴿ وسع کرسیہ السموات والارض ولایئودہ حفظھما وھو العلی العظیم﴾

وسع: فعل، کرسیہ: فاعل، السموات والارض: مفعول، سب ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا یئودہ حفظھما: فعل باہ ضمیر فاعل ومفعول جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ھو: مبتدا، العلی: العظیم: خبریں، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی﴾

لا: نفی جنس، اکراہ: اسم، فی الدین: ظرف مستقر خبر، لا نفی جنس، اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، قد: للتحقیق، تبین: فعل، الرشد: فاعل، من الغی: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لھا﴾

ف: فصیحیہ ،من: موصولہ ،یکفر بالطاغوت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ویومن باللہ: جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر صلہ ،موصول صلہ ملکر مبتدا ،ف: جزائیہ ،قد: للتحقیق ،استمسک: فعل با فاعل ،ب: جار ،العروۃ الوثقی: مرکب توصیفی ذوالحال ،لا انفصام لھا: حال ،ملکر مجرور ،ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ،جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمت الی النور﴾

اللہ: اسم جلالت مبتدا ،ولی: مضاف ،الذین امنوا: مضاف الیہ ملکر خبر اول ،یخرجھم ......الخ: جملہ فعلیہ خبر ثانی ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین کفروا اولیئھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمت﴾

و: عاطفہ ،الذین کفروا: موصول صلہ ملکر مبتدا ،اولیاء ھم: مبتدا ثانی ،الطاغوت: موصوف ،یخرجونھم ......الخ: جملہ فعلیہ صفت ،ملکر خبر ،مبتدا ثانی اپنی خبر سے ملکر پھر خبر ،مبتدا اول اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل پر معطوف

﴿اولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون﴾

اولئک: مبتدا ،اصحب النار: خبر ،خبر ملکر جملہ اسمیہ ،ھم: مبتدا ، فیھا خلدون: شبہ جملہ ہوکر خبر ،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

آیۃ الکرسی کے فضائل:

☆...... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے رمضان کی زکوۃ کی حفاظت پر متعین کیا ،چنانچہ ایک آنے والا آیا اور اس سے لینے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: ''خدا کی قسم! ضرور تمہیں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے جاؤں گا۔'' اس نے محتاجی اور عیالداری کا رونا رویا تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے رات کے چور کا کیا بنا؟'' میں عرض گزار ہوا: ''اس نے سخت محتاجی اور عیالداری کی شکایت کی تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ پھر آئے گا ،میں نے جان لیا کہ وہ ضرور آئے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا ،اس نے پھر محتاجی اور عیالداری کا رونا رویا تو میں نے اسے چھوڑ دیا ،صبح ہوئی تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے رات کے چور کا کیا بنا؟'' میں عرض گزار ہوا کہ اس نے سخت محتاجی اور عیالداری کی شکایت کی تو میں نے ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''وہ پھر آئے گا۔'' میں نے جان لیا کہ وہ ضرور آئے گا ،لہذا تیسری رات کو وہ آیا تو میں نے ٹھان لیا کہ اب ہرگز نہیں چھوڑوں گا ،اس نے کہا: ''میں تمہیں کچھ کلمے سکھا دیتا ہوں ،جو تمہیں نفع دیں گے۔'' میں نے کہا: ''وہ کیا ہیں؟'' اس نے بتایا کہ ''جب تم بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو ،ساری رات اللہ کی حفاظت میں رہو گے اور شیطان تمہارے نزدیک بھی نہ آئے گا۔'' صبح ہوئی تو سید عالم ﷺ نے دریافت فرمایا ''تمہارے رات کے چور کا کیا بنا؟'' میں عرض گزار ہوا کہ اس نے مجھے ایسے کلمات کے سکھانے کا دعوی کیا ہے جو مجھے نفع دینگے تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا: ''وہ کیا ہیں؟'' میں عرض گزار ہوا کہ اس نے بتایا ہے کہ جب تم بستر پر جاؤ تو مکمل آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو ساری رات اللہ کی حفاظت میں رہو گے اور شیطان تمہارے نزدیک بھی نہ آئے گا۔'' اور وہ حضرات نیک کاموں کے بڑے حریص تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''بات تو اس نے سچی کی اگرچہ وہ خود بہت بڑا جھوٹا ہے۔'' پھر فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! جانتے ہو کہ تین راتوں سے تمہارا مخاطب

کون تھا؟" عرض گزار ہوئے نہیں تو فرمایا: "وہ شیطان تھا۔" (صحیح البخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا فترک، ص ۳۷۰)

☆......حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اے ابو المنذر! کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے نزدیک کتاب اللہ کی سب سے عظیم آیت کونسی ہے؟" میں نے عرض کی: "اللہ اور اسکا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دوبارہ دریافت فرمایا کہ "تمہارے نزدیک کتاب اللہ کی سب سے ذیشان آیت کونسی ہے؟ تو میں نے عرض کی: "لاالہ الا اللّٰہ ھو الحی القیوم۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر ارشاد فرمایا: "اے ابو المنذر! تمہیں یہ علم مبارک ہو۔"

(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، باب فضل سورۃ الکھف و آیۃ الکرسی، ص ۳۶۹)

☆......امام طبرانی نے سندِ حسن سے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے وہ شخص دوسری نماز تک اللہ کے ذمہ کرم پر ہوگا۔" (الدر المنثور ج ۱، ص ۵۷۲)

☆......امام ابن الضریس نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ جو شخص بستر پر لیٹ کر آیۃ الکرسی پڑھتا ہے صبح تک دو فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ (الدر المنثور ج ۱، ص ۵۷۸)

☆...... امام بیہقی شعب الایمان میں روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی کو پڑھے اس کو جنت میں داخل ہونے سے موت کے سوا اور کوئی چیز مانع نہیں ہوگی اور وہ مرتے ہی جنت میں داخل ہوگا۔

☆......ابن نجار نے تاریخ بغداد میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے اللہ عزوجل اسے شاکرین کا سا دل، صدیقین کے سے اعمال کرنے کی ہمت، حضرات انبیائے کرام کا سا ثواب، اور اس کے آگے رحمت کی برسات فرما دیتا ہے اور اسے جنت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے کوئی نہیں روک سکتا اور وہ مرتے ہی جنت میں داخل ہوگا۔

(الدر المنثور ج ۱، ص ۵۷۳)

اللہ عزوجل آپ زندہ ھے اوروں کا قائم رکھنے والا:

۱......اللہ عزوجل کی ذات ہی جاننے اور قدرت رکھنے والی ہے۔ اور ہر وہ چیز جو اسکی شان کے لائق ہے وہ اسکے لئے ہمیشہ سے ثابت ہے، اور ثابت بھی رہے گی۔ (اسلئے کہ بالقوۃ ۱......اور بالامکان ۲......)۔ اسکی ذات کے لئے ممتنع ہے۔ اور اللہ عزوجل کے قائم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ رب العالمین ہمیشہ سے ہی خلق کی تدبیر اور حفاظت کرنے والا ہے۔ اسی لئے اہل عرب قـام بـالامـر اسوقت کہتے ہیں جب کوئی کسی امر کی حفاظت کرے۔ اسکی قرأت میں القیّام اور القیّم بھی شامل ہیں۔ (البیضاوی، ج ۱، ص ۲۱۵)

۱......بالقوۃ سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی ذات وہ ذاتِ بالاصفات ہے کہ جسکے لئے تمام صفات بالفعل ثابت ہیں بالقوۃ نہیں مثال کے طور پر انسان پکڑ تو سکتا ہے یا بول تو سکتا ہے مگر بالفعل نہ پکڑے یا نہ بولے تو پکڑنے اور بولنے کی صفت بالقوۃ ہوئی بالفعل نہ ہوئی۔

۲......امکان جسکا معدوم ہونا جائز ہے۔

اللہ عزوجل کی ذات نیند سے پاک ھے:

۲......نیند ایسی حالت ہے جو حیوان کو لاحق ہوتی ہے، اٹھنے والے بخارات کی رطوبتیں انسانی دماغ تک پہنچ کر دماغ کے اعضاء میں ڈھیلا پن پیدا کر دیتی ہیں۔ جسکی وجہ سے ظاہری حواس میں محسوس کرنے کی صلاحیت معطل ہو جاتی ہے۔ (المرجع السابق)

☆......علامہ نسفی فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ فرمادو ان لوگوں سے کہ یہ زمین اور آسمان میں نے

اپنی قدرت سے روک رکھے ہیں۔ اگر مجھے نیند یا اونگھ پکڑتی تو ان میں لغزش آجاتی (یعنی بگاڑ پیدا ہو جاتا) (المدارک، ج۱، ص۲۰۹)

شفاعت صرف اللہ عزوجل کے اذن سے ممکن ھے:

۳...... ہمارے اسلاف کا ہمیشہ سے یہ طریقہ رہا ہے کہ مقربین کی بارگاہ میں دستِ سوال دراز کرتے ہیں اور یہ مقبولان بارگاہ اللہ عزوجل کے اذن سے ہی شفاعت کرتے ہیں۔ حضور ﷺ کی احادیث طیبہ سے بھی اسکا ثبوت ملتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سورج لوگوں کے بہت قریب آجائے گا حتی کہ اسکی تپش کیوجہ سے لوگوں کا پسینہ انکے کانوں تک پہنچے گا اور لوگ اس حالت میں حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے مدد مانگیں گے۔ پھر حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائینگے اور آخر میں حضور سید عالم ﷺ سے مدد مانگیں گے۔" (صحیح الخاری، کتاب الزکوۃ، باب من سئل الناس تکثرا، ص۲۳۹)

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میری شفاعت میری امت کے ان افراد کیلئے ہے جنہوں نے کبیرہ گناہ کئے ہیں۔" (الجامع الترمذی، کتاب صفت القیامت، باب ماجاء فی الشفاعۃ، ص۶۳، ج۲)

☆...... اللہ عزوجل کل بروز قیامت اپنے حبیب ﷺ سے ارشاد فرمائے گا "یا محمد ارفع راسک واشفع تشفع" یعنی اے محبوب ﷺ اپنا سر سجدے سے اٹھایئے شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی۔ (صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب قول اللہ عزوجل، ص۵۵۵)

اس موضوع پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا رسالہ اسماع الاربعین فی شفاعۃ المحبوبین کا مطالعہ کیجئے۔

کرسی سے کیا مراد ھے؟

۴...... مفسرین کرام نے کرسی کے بارے میں مختلف اقوال نقل کئے ہیں۔ چنانچہ، تفسیر صاوی میں علامہ احمد بن محمد الصاوی فرماتے ہیں کہ کرسی کا اطلاق علم پر کیا جاتا ہے جس طرح تخت کا اطلاق اسکے بیٹھنے والے پر ہوتا ہے اور ایک قول کے مطابق کرسی ساتویں آسمان سے بھی اوپر موجود اللہ عزوجل کی ایک عظیم مخلوق ہے اس کرسی کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں، جن میں سے ہر فرشتے کے چار چہرے ہیں، انکے قدم اس چٹان میں ہیں جو ساتویں زمین کے نیچے ہے، ان فرشتوں میں ایک فرشتہ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت میں ہے، وہ لوگوں کیلئے رزق کا سوال کرتا ہے اور ایک فرشتہ بیل کی صورت میں ہے وہ بہائم کیلئے رزق کا سوال کرتا ہے، ایک فرشتہ درندوں کے سردار کی صورت میں ہے جو کہ وحشی درندوں کیلئے رزق کا سوال کرتا ہے اور ایک پرندوں کے سردار یعنی گدھ کی صورت میں ہے جو کہ پرندوں کیلئے رزق کا سوال کرتا ہے۔ ایک قول کے مطابق عرش اٹھانے والے فرشتوں اور کرسی اٹھانے والے فرشتوں کے درمیان ستر حجاب تاریکی کے اور ستر ہی نور کے ہیں۔ ہر حجاب کی موٹائی پانچ سو سال ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتو کرسی اٹھانے والے فرشتے عرش اٹھانے والے فرشتوں کے نور سے جل جائیں۔ جب کہ عرش اور کرسی اللہ عزوجل کے حکم سے تخلیق ہوئے نہ کہ ان فرشتوں کی حاجت کیلئے۔ خازن میں کرسی سے مراد چار اقوال ذکر ہیں۔ (۱)...... کرسی سے مراد عرش ہے، (۲)...... کرسی سے مراد عرش نہیں ہے (۳)...... کرسی سے مراد اسم اعظم ہے، (۴)...... کرسی سے مراد اللہ عزوجل کا ملک، اسکی بادشاہت اور قدرت ہے۔

"لا اکراہ فی الدین" کے معنی:

۵...... مطلب یہ ہے کہ دین اسلام میں زبردستی نہیں ہے۔ اور ایک قول کے مطابق یہ خبر نہی کے معنی میں ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ ایک انصاری کے دو بیٹے نصرانی تھے، اسنے ان پر دین اسلام کو لازم قرار دیا اور کہا: "خدا کی قسم! میں تم دونوں کو نہ چھوڑوں گا جب تک کہ تم دونوں دینِ اسلام قبول نہ کرلو۔" لیکن ان دونوں نے انکار کردیا۔ یہ معاملہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا تو انصاری نے عرض

کی: ''میرا بعض حصہ جہنم میں چلا جائے اور میں دیکھتا رہوں۔'' اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو انصاری نے دونوں بیٹوں کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت نے کا کہنا ہے کہ یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا، پھر قتال کی فرضیت کے ساتھ منسوخ کر دیا گیا۔ (المدارك، ج۱، ص ۲۱۱)

''فقد استمسک بالعروة الوثقى لا انفصام لها'' کے معنی:

۶.....تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ اس شخص نے دین کے سب سے مضبوط کڑے کو تھام لیا۔ جو ایسا مضبوط کڑا ہے کہ ٹوٹتا نہیں۔ مجاھد فرماتے ہیں کہ عروة الوثقی سے مراد ایمان ہے سدی کے نزدیک اسلام ہے۔ سعید بن جبیر اور ضحاک فرماتے ہیں اس سے مراد لاالہ الا اللّٰہ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ اس سے مراد قرآن لیتے ہیں۔ جب کہ سالم بن ابی جعد فرماتے ہیں کہ اس سے مراد الحب فی اللّٰہ والبغض فی اللّٰہ ہے۔ یہ تمام اقوال صحیح ہیں ان میں کوئی منافات نہیں۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ ﷻ پر ایمان لائے گویا اس نے ایسے مضبوط حلقے کو تھام لیا جو جنت میں داخل ہونے سے پہلے نہیں ٹوٹے گا۔ حضرت محمد بن قیس بن عبادہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں تھا کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، اسکے چہرے پر خشوع وخضوع کے آثار چمک رہے تھے، اس نے مختصر دو رکعات پڑھیں۔ لوگوں نے کہا یہ جنتی شخص ہے۔ جب وہ باہر نکلا تو میں اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا یہاں تک کہ اسکے ساتھ ہی اسکے گھر تک پہنچ گیا۔ جب اس شخص سے گفتگو کرتے کرتے کچھ اجنبیت دور ہوئی تو میں نے کہا کہ آپ جب مسجد میں داخل ہوئے تھے تو لوگوں نے آپکے بارے میں یہ کہا تھا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا: ''سبحان اللہ! ایسی بات نہ کہی جائے جسکا علم نہ ہو لیکن میں تمہیں اسکی وجہ بتاتا ہوں، بات یہ ہے کہ میں نے سید عالم ﷺ کے دور میں خواب دیکھا تھا کہ ایک سرسبز وشاداب باغ میں ہوں جسکے درمیان ایک لوہے کا ستون ہے جو زمین سے لیکر آسمان تک طویل ہے، اسکے اوپر ایک کنڈا بنا ہوا ہے، مجھے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ جب کہ میں اس پر چڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا، اسی اثناء میں ایک شخص آ گیا اس نے میرے کپڑوں کو پیچھے سے اٹھایا جس کی وجہ سے میں آسانی سے اوپر چڑھ کر اس کنڈے تک پہنچ گیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ اس کنڈے کو مضبوطی سے تھام لو، اسی اثناء میں میری آنکھ کھل گئی میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ باغ سے مراد اسلام ہے، ستون سے مراد دین ہے اور کنڈے سے مراد عروة الوثقی ہے مطلب یہ ہے کہ تمہارا خاتمہ اسلام پر ہوگا۔ راوی فرماتے ہیں یہ شخص حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔ (ماخوذ از ابن کثیر، ج۱، ص ۳۸۶)

اغراض:

زکاتہ: اس سے انفاق کے واجب پر بڑے عظیم دلائل موجود ہیں جیسے کہ زکوۃ ہر نفقہ پر واجب ہے۔ بغیر اذنہ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ آیت مبارکہ مطلق ہے جو کہ اللہ ﷻ کے فرمان ﴿من الذی یشفع عندہ الا باذنہ﴾ سے مقید پر محمول کی جاتی ہے۔ بـرفع الثلاثة: یعنی آیت مبارکہ ﴿لا بیع ولا خلة ولا شفاعة﴾ میں لا نافیہ مہملہ ہے یا عاملہ، جب لام کی تکرار ہوگئی تو اب اس کا اِعمال (یعنی عمل کرنا) اور اِلغاء (عمل نہ کرنا) جائز ہو گیا، بہر حال اول صورت میں عامل ہونے کی وجہ سے اسم کو نصب اور فعل کو رفع دے گا۔ لـما یقال: ہلکی آواز سے یا بڑی آواز سے۔ بـاللہ: مراد حقیقی کفر ہے۔ او بـما فرض علیھم: یعنی فرائض میں تفریط یعنی کمی کوتاہی کرنا، مراد اس سے کفر مجازی ہے۔ بـالاخبار الرسل: کسی تک علم نہیں پہنچتا مگر حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے واسطے سے، پس حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اپنی امتوں کے لئے ہر چیز کے واسطے ہیں اور انبیائے کرام علیہم السلام کے واسطے رسول اللہ ہیں

۔عارفین کہتے ہیں کہ اے اللہ درود بھیج اس پر جس سے اسرار ظاہر ہوں، اور انوار پھوٹ پڑیں اور ان میں حقائق پروان چڑھیں، اور علوم آدم نازل ہوں تو خلق کو عاجز کردیں۔

تمسک: اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ سین اور تاء دونوں الاستمساک کی تقویت کے لئے زائد ہیں۔ الکفر: ہر کافر کو حیران کرنے اور ہدایت قبول نہ کرنے کی وجہ سے کفر کو ظلمت حسیہ سے تشبیہ دی اور کافروں کے ساتھ یہ معاملہ قیامت کے دن ہوگا اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿ظلمات بعضها فوق بعض اذا اخرج يده لم يكد يراها﴾ اور ایمان: اسے نور سے تشبیہ دی اس لئے کہ ایمان کے نور سے ہر کسی کو ہدایت ملے گی اور یہ معاملہ آخرت میں اس طرح ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿نورهم يسعى بين ايديهم و بايمانهم﴾ پس کفر دنیا میں ظلمت معنویہ ہے اور آخرت میں ظلمت حسیّہ جب کہ ایمان دنیا میں نور معنویہ ہے اور آخرت میں نور حسیّہ۔

(الصاوی، ج۱، ص۱۸۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۳

﴿الم تر الى الذى حاج﴾ جَادَلَ ﴿ابراهم فى ربه﴾ لِـ ﴿ان اته الله الملك﴾ اَىْ حَمَلَهُ بَطَرُهُ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ وَهُوَ نَمْرُوْدُ ﴿اذ﴾ بَدَلٌ مِنْ حَآجَّ ﴿قال ابراهم﴾ لَمَّا قَالَ لَهُ مَنْ رَّبُّكَ الَّذِىْ تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ ﴿ربى الذى يحي ويميت﴾ اَىْ يَخْلُقُ الْحَيَاةَ وَالْمَوْتَ فِى الْاَجْسَادِ ﴿قال﴾ هُوَ ﴿انا احي واميت﴾ بِالْقَتْلِ وَالْعَفْوِ عَنْهُ وَدَعَا بِرَجُلَيْنِ فَقَتَلَ اَحَدُهُمَا وَتَرَكَ الْاٰخَرِ، فَلَمَّا رَاٰهُ غَبِيًّا ﴿قال ابراهم﴾ مُنْتَقِلًا اِلٰى حُجَّةٍ اَوْضَحَ مِنْهَا ﴿فان الله ياتى بالشمس من المشرق فات بها﴾ اَنْتَ ﴿من المغرب فبهت الذى كفر﴾ تَحَيَّرَ وَدَهِشَ ﴿والله لايهدى القوم الظلمين (۲۵۸)﴾ بِالْكُفْرِ اِلٰى مَحَجَّةِ الْاِحْتِجَاجِ ﴿او﴾ رَاَيْتَ ﴿كالذى﴾ اَلْكَافُ زَائِدَةٌ ﴿مرعلى قرية﴾ هِىَ بَيْتُ الْمَقْدِسِ رَاكِبًا عَلٰى حِمَارٍ وَّمَعَهُ سَلَّةُ تِيْنٍ وَقَدَحُ عَصِيْرٍ وَّهُوَ عُزَيْرٌ علیہ السلام ﴿وهى خاوية﴾ سَاقِطَةٌ ﴿على عروشها﴾ سُقُوْطِهَا لَمَّا خَرَّبَهَا بُخْتُ نَصَرَ ﴿قال انى﴾ كَيْفَ ﴿يحي هذه الله بعد موتها﴾ اِسْتِعْظَامًا لِقُدْرَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فاماته الله﴾ وَاَلْبَثَهُ ﴿مائة عام ثم بعثه﴾ اَحْيَاهُ لِيُرِيَهُ كَيْفِيَةَ ذٰلِكَ ﴿قال﴾ تَعَالٰى لَهُ ﴿كم لبثت﴾ مَكَثْتَ هِنَا ﴿قال لبثت يوما او بعض يوم﴾ لِاَنَّهُ نَامَ اَوَّلَ النَّهَارِ فَقُبِضَ وَاُحْيِىَ عِنْدَ الْغُرُوْبِ فَظَنَّ اَنَّهُ يَوْمُ النَّوْمِ ﴿قال بل لبثت مائة عام فانظر الى طعامك﴾ اَلتِّيْنِ ﴿وشرابك﴾ اَلْعَصِيْرِ ﴿لم يتسنه﴾ لَمْ يَتَغَيَّرْ مَعَ طُوْلِ الزَّمَانِ، وَالْهَاءُ قِيْلَ اَصْلُ مِّنْ سَانَهْتُ وَقِيْلَ لِلسَّكْتِ مِنْ سَانَيْتُ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِحَذْفِهَا ﴿وانظر الى حمارك﴾ كَيْفَ هُوَ فَرَاٰهُ مَيِّتًا وَّعِظَامُهُ بِيْضٌ تَلُوْحُ فَعَلْنَا ذٰلِكَ لِتَعْلَمَ ﴿ولنجعلك اية﴾ عَلَى الْبَعْثِ ﴿للناس وانظر الى العظام﴾ مِنْ حِمَارِكَ ﴿كيف ننشزها﴾ نُحْيِيْهَا بِضَمِّ النُّوْنِ وَقُرِئَ بِفَتْحِهَا مِنْ اَنْشَرَ وَنَشَزَ لُغَتَانِ وَفِىْ قِرَاءَةٍ نُنْشِزُهَا

بِضَمِّ النُّوْنِ بِضَمِّهَا وَالزَّايِ، نُحَرِّكُهَا وَنَرْفَعُهَا ﴿ثم نكسوها لحما﴾ فَنَظَرَ اِلَيْهَا وَقَدْ تُرُكِّبَتْ وَكُسِيَتْ لَحْمًا وَّنُفِخَ فِيْهِ الرُّوْحُ وَنَهِقَ ﴿فلما تبين له﴾ ذٰلِكَ بِالْمُشَاهَدَةِ ﴿قال اعلم﴾ عِلْمَ مُشَاهَدَةٍ ﴿ان الله على كل شيء قدير (٢٥٩)﴾ وَفِيْ قِرَاءَةٍ (اعلم) اَمْرٌ مِّنَ اللّٰهِ لَهُ ﴿و﴾ اذْكُرْ ﴿اذ قال ابراهم رب ارنى كيف تحى الموتى قال﴾ تَعَالٰى لَهُ ﴿اولم تؤمن﴾ بِقُدْرَتِيْ عَلَى الْاِحْيَاءِ؟ سَاَلَهُ مَعَ عِلْمِهٖ بِاِيْمَانِهٖ بِذٰلِكَ لِيُجِيْبَ بِمَا قَالَ فَيَعْلَمُ السَّامِعُوْنَ غَرْضَهُ ﴿قال بلى﴾ اٰمَنْتُ ﴿ولكن﴾ سَاَلْتُكَ ﴿ليطمئن﴾ يَسْكُنَ ﴿قلبى﴾ بِالْمُعَايَنَةِ الْمَضْمُوْمَةِ اِلَى الْاِسْتِدْلَالِ ﴿قال فخذ اربعة من الطير فصرهن اليك﴾ بِكَسْرِ الصَّادِ وَضَمِّهَا، اَمِلْهُنَّ اِلَيْكَ وَقَطِّعْهُنَّ وَاخْلِطْ لَحْمَهُنَّ وَرِيْشَهُنَّ ﴿ثم اجعل على كل جبل﴾ مِّنْ جِبَالِ اَرْضِكَ ﴿منهن جزءا ثم ادعهن﴾ اِلَيْكَ ﴿ياتينك سعيا﴾ سَرِيْعًا ﴿واعلم ان الله عزيز﴾ لَا يُعْجِزُهٗ شَيْءٌ ﴿حكيم (٢٦٠)﴾ فِيْ صُنْعِهٖ، فَاَخَذَ طَاوُسًا وَّنَسْرًا وَّغُرَابًا وَّدِيْكًا وَّفَعَلَ بِهِنَّ مَا ذُكِرَ وَاَمْسَكَ رُؤُسَهُنَّ عِنْدَهٗ وَدَعَاهُنَّ فَتَطَايَرَتِ الْاَجْزَاءُ اِلٰى بَعْضِهَا حَتّٰى تَكَامَلَتْ ثُمَّ اَقْبَلَتْ اِلٰى رُؤُسِهَا۔

﴿ترجمہ﴾

اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا اسے جو ابراہیم سے جھگڑا (حاجّ بمعنی جادل ہے) اس کے رب کے بارے میں اس پر کہ اللہ نے اسے بادشاہی دی (یعنی اللہ ﷻ کی نعمتوں کے استخفاف نے اسے سرکشی پر ابھارا اور وہ جس پر نعمتوں کی زیادتی ہوئی وہ نمرود تھا) جب کہ (اذ، حاجّ سے بدل ہے) ابراہیم نے کہا (یعنی اس وقت جبکہ نمرود نے ان سے کہا کہ جس رب کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں کون ہے؟ تو اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا) میرا رب وہ ہے کہ جلاتا اور مارتا ہے (یعنی اجسام میں زندگی اور موت پیدا کرتا ہے) بولا (نمرود) میں جلاتا اور مارتا ہوں (یعنی قتل کر کے مارتا اور معاف کر کے جلاتا ہوں پھر اس نے دو آدمی بلائے ان میں سے ایک کو قتل کر دیا اور ایک کو چھوڑ دیا، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے انتہائی بڑا بے وقوف پایا تو) ابراہیم نے فرمایا (پہلے سے بھی واضح دلیل کی طرف منتقل ہوتے ہوئے) تو اللہ سورج کو لاتا ہے مشرق سے تُو (اے نمرود!) لے آ اُسے مغرب سے، تو ہوش اڑ گئے کافر کے (یعنی حیران اور ششدر رہ گیا) اور اللہ راہ نہیں دکھاتا ظالموں کو (انکے کفر کے سبب) یا (آپ نے نہ دیکھا) اسکی طرف جو (الذی میں کاف زائدہ ہے) گزرا ایک بستی پر......(یہاں بستی سے مراد بیت المقدس ہے، یہ حضرت سیدنا عزیر علیہ السلام تھے جو کہ دراز گوش پر سوار تھے جنکے پاس انجیر کا تھیلا اور پیالے میں انگور کا شیرہ تھا، وہ اس بستی سے گزرے) اور وہ ڈھئی پڑی تھی (خاوية بمعنی ساقطة ہے) اپنی چھتوں پر (عروشها بمعنی سقوفها ہے، جسے بخت نصر نے ویران کیا تھا) بولا کیونکر (انی بمعنی کیف ہے) اللہ اسے جلائے گا اسکی موت کے بعد (یعنی اللہ عزوجل کی قدرت کو بڑا جانتے ہوئے یہ بات کہی) تو اللہ نے اسے مردہ رکھا (یعنی اسے مردہ حالت میں ٹھہرا رکھا) سو برس پھر اسے اٹھایا (یعنی اُسے زندہ کیا تا کہ انہیں دوبارہ زندہ کرنے کی کیفیت دکھائیں اور) فرمایا (اللہ ﷻ نے ان سے) تو یہاں کتنا ٹھہرا (لبثت بمعنی مکثت ہے) عرض کی دن بھر یا کچھ کم (اسلئے کہ وہ صبح کو سوئے تھے تو انکی روح قبض کر لی گئی اور

غروبِ آفتاب کے وقت اٹھے تو گمان کیا کہ یہ وہی دن ہے) فرمایا نہیں تجھے سو برس گزر گئے اور اپنے کھانے (یعنی انجیر) اور مشروب (یعنی شیرۂ انگور) کو دیکھ کہ اب تک بو نہ لایا (یعنی طویل زمانہ گزر جانے کے باوجود متغیر نہ ہوئے، یتسنہ میں ھا بعض کے نزدیک حروف اصلیہ میں سے ہے اور سانہت سے ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ ہاء سکتہ کیلئے ہے اور سانیت سے ہے اور ایک قرأت میں یہ محذوف ہے) اور اپنے گدھے کو دیکھ اسکی حالت کیا ہے؟ (آپ نے اسے مردہ حالت میں دیکھا کہ اسکی سفید ہڈیاں چمک رہی تھیں) ہم نے یہ کام اس لئے کیا کہ تو جان لے) اور یہ اسلئے کہ تجھے ہم نشانی کریں (مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر) لوگوں کیلئے اور ان ہڈیوں کو دیکھ (اپنے گدھے کی) کیونکر ہم انہیں اٹھان دیتے ہیں (یعنی ہم انہیں زندہ کرتے ہیں، ننشزھا میں دو لغتیں ہیں یعنی نون کے ضمہ کے ساتھ انشز سے اور ایک قرأت میں نون کے فتحہ کے ساتھ یعنی نشز سے ہے اور ایک قرأت میں نون اور زاء کے ضمہ کے ساتھ ہے بمعنی نحو کہا اور نرفعھا ہے) پھر کیسے ہم انہیں گوشت پہناتے ہیں (تو آپ نے اس معاملے کو ملاحظہ فرمایا اس حال میں کہ وہ ہڈیاں آپس میں جڑ گئیں اور پھر ان پر گوشت چڑھ گیا اور اس کے بعد اس میں روح پھونکی گئی تو وہ گدھا زندہ ہو کر آواز کرنے لگا) پھر جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہو گیا (مشاہدے کے ذریعے) بولا میں خوب جانتا ہوں (یعنی علم مشاہدہ بھی رکھتا ہوں) کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے (ایک قرأت میں اِعْلَمْ ہے یعنی خدا نے انہیں حکم فرمایا) اور (یاد کیجئے) جب ابراہیم نے اپنے رب سے عرض کی کہ اے میرے رب مجھے دکھادے کہ تو کیونکر مردے جلائے گا فرمایا......۲......(اللہ عزوجل نے اس سے) کیا تجھے یقین نہیں (میرے از سر نو زندہ کرنے کی قدرت پر، اللہ نے انکے ایمان کو جاننے کے باوجود یہ پوچھا تا کہ وہ اس طرح کا جواب دیں جس سے سامعین انکی غرض کو جان لیں) عرض کی یقین کیوں نہیں (میں مومن ہوں) مگر یہ چاہتا ہوں (یعنی میں نے یہ سوال اس لئے کیا ہے) کہ قرار (یعنی اطمینان وسکون) آجائے میرے دل کو (اس معائنہ سے جو استدلال کیساتھ ملا ہو) فرمایا تو اچھا چار پرندے لیکر اپنے ساتھ ہلالے (فصرھن صاد کے کسرہ اور ضمہ کے ساتھ ہے، یعنی انہیں خود سے مانوس کر لیں اور پھر انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے انکے گوشت اور پر آپس میں ملا لیں) پھر انکا ایک ایک ٹکڑا (اپنے علاقے کے) ہر پہاڑ پر رکھدے اور پھر انہیں بلا......۳......(اپنی طرف) وہ تیرے پاس چلے آئینگے پاؤں سے دوڑتے (جلدی جلدی) اور جان رکھ اللہ غالب ہے (یعنی اسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی) حکمت والا ہے (اپنی صنعت و کاریگری میں، پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مور، ایک گدھ، ایک کوا اور ایک مرغ لیکر انکے ساتھ مذکورہ حکم کے مطابق عمل کیا اور انکے سر اپنے پاس روک لئے، اس کے بعد انھیں پکارا تو انکے اجزاء آپس میں اڑ کر ملنے لگے یہاں تک کہ مکمل صورت اختیار کرگئے پھر اپنے سروں سے آکر جڑ گئے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم ترالی الذی حاج ابراھم فی ربه ان اته الله الملک اذ قال ابراھم ربی الذی یحی ویمیت﴾

همزه: حرف استفهام، لم تر: فعل بافاعل، الی: جار، الذی: موصول، حاجّ: فعل بافاعل، ابراھیم: مفعول، فی ربه: ظرف لغو، ان اتـاه اللّٰـه المُلکَ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر، وقت محذوف مضاف کیلئے مضاف الیہ، ملکر مفعول فیہ، اذ: مضاف، قال ......الخ: قول مقولہ ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر ظرف لغو ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، لم تر فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال انا احی وامیت قال ابراهم فان الله یاتی بالشمس من المشرق فات بها من المغرب فبهت الذی کفر والله لا یهدی القوم الظلمین﴾

قال: قول، انا احی وامیت: جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، جملہ قولیہ مستانفہ، قال ابراهیم: قول، ف: جزائیہ، ان اللّٰہ یاتی بالشمس من المشرق: جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، ائت بھا من المغرب: معطوف، ملکر شرط مقدر ان کنت قادرا کما تدعی کذبا وافتنانا کیلئے جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿او کالذی مرعلی قریة وهی خاویة علی عروشها﴾

او: عاطفہ، ک: اسم بمعنی مثل، الذی: موصول، مر: فعل بافاعل، علی: جار، قریة: ذوالحال، و: حالیہ، ھی: مبتدا، خاویة: اسم فاعل، علی عروشها: ظرف لغوخبر، مبتدا خبر ملکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر الذی حاج پر معطوف ہے۔

﴿قال انی یحی هذه الله بعد موتها فاماته الله مائة عام ثم بعثه﴾

قال: قول، انی: بمعنی کیف حال مقدم، یحیی هذه الله بعد موتها: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اماته اللّٰہ مائة عام: معطوف علیہ، ثم بعثه: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال کم لبثت قال لبثت یوما اوبعض یوم﴾

قال: قول، کم یوما: ممیز تمییز ملکر ظرف لغو مقدم، لبثت: جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ، قال: قول، لبثت: فعل بافاعل، یوما: معطوف علیہ، او: عاطفہ، بعض یوم: معطوف، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال بل لبثت مائة عام﴾

قال: قول، بل: عاطفہ، لبثت: فعل فاعل، مائة عام: مفعول فیہ، جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ مالبثت یوما بعض یوم مقدر، ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فانظرالی طعامک وشرابک لم یتسنه﴾

ف: فصیحه، انظر: فعل بافاعل، الی: جار، طعامک وشرابک: معطوف علیہ ملکر ذوالحال، لم یتسنه: جملہ فعلیہ حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، شرط مقدر اذا حصل لک ارتیاب عدم طمانیة فی امر البعث فانظر، سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وانظرالی حمارک ولنجعلک اية للناس﴾

و: عاطفہ، انظر: فعل بافاعل، الی حمارک: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لام: جار، نجعلک: فعل وفاعل ومفعول

اول، اٰیة: مفعول ثانی، للناس: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مجرور...... متعلق فعل مقدر وفعلنا ذلک لکلہ لنجعلک اٰیة، ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿وانظر الی العظام کیف ننشزها ثم نکسوها لحما﴾

و: عاطفہ، انظر: فعل بافاعل، الی: جار، العظام: ذوالحال، کیف ننشزها: معطوف علیہ، ثم نکسوها لحما: معطوف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، فعل اپنے فاعل اور ظرف سے ملکر جملہ فعلیہ ماقبل انظر پر معطوف ہے۔

﴿فلما تبین له قال اعلم ان الله علی کل شیء قدیر﴾

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ، تبین له: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قال: قول، اعلم ان الله ......الخ: جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جزاء، شرط وجزاء ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف علیہ مقدر فانشزها الله وکساها لحما فتبین له کیف الاحیاء پر۔

﴿واذ قال ابراهم رب ارنی کیف تحی الموتی﴾

و: مستانفہ، اذ: مضاف، قال ابراهیم: قول، رب: جملہ فعلیہ ندائیہ، ارنی: فعل بافاعل ومفعول، کیف تحی الموتی: جملہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر مضاف الیہ، مرکب اضافی اذکروا مقدر کا ظرف۔

﴿قال اولم تؤمن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی﴾

قال: قول، اولم تومن: جملہ فعلیہ معطوف، الم تعلم ولم تومن بانی قادر علی الاحیاء معطوف علیہ مقدر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، قال: قول، بلٰی: حرف اثبات، و: زائدہ، لکن: عاطفہ، لیطمئن: فعل، قلبی: فاعل، جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ

﴿قال فخذ اربعة من الطیر فصرهن الیک ثم اجعل علی کل جبل منهن جزء ا﴾

قال: قول، ف: جزائیہ، خذ: فعل وفاعل، اربعة: موصوف، من الطیر: صفت، ملکر مفعول، جملہ فعلیہ جزاء، شرط محذوف، ان اردت ذلک معرفة ذلک عیانا فخذ ......الخ جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ثم: عاطفہ، اجعل: فعل بافاعل، علی کل جبل: جار مجرور متعلق اجعل، منهن: جار مجرور ملکر ذوالحال، جزء ا حال ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم ادعهن یاتینک سعیا﴾

ثم: عاطفہ، ادعهن: فعل وفاعل، هن: ضمیر مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف، یاتینک: فعل وفاعل ومفعول، سعیا: حال، یاتینک کے فاعل سے، ملکر جواب امر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واعلم ان الله عزیز حکیم﴾ و: عاطفہ، اعلم: فعل بافاعل، ان: حرف مشبہ، الله: اسم جلالت اسم، عزیز: خبر اول، حکیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرت ابراهیم علیہ السلام اور نمرود کے مابین مکالمہ:

۱......حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا نمرود بن کنعان الجبار سے مکالمہ ہوا۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے سر پر تاج رکھا۔ اللہ عزوجل نے اسے سلطنت عطا کی جسکی بناء پر وہ خدائی کا دعوی کر بیٹھا۔ حضرت مجاهد فرماتے ہیں کہ چار بادشاہ گزرے ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے ساری دنیا کی سلطنت عطا کی ان میں دو مؤمن اور دو کافر ہیں، مؤمنین سے حضرت سیدنا سلیمان بن داؤد علیہ السلام اور ذوالقرنین ہیں اور کافروں میں نمرود اور بخت نصر۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ مکالمہ کب ہوا بعض نے کہا کہ جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی جنت میں بتوں کو توڑا تھا تو نمرود نے آپکو وہاں سے نکالا تا کہ آپ کو جلائے اس وقت نمرود نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے کہا: ''تم ہمیں کس رب کی دعوت دیتے ہو؟'' حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: ''میرا رب وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے۔'' نمرود نے دو شخص بلائے، ان میں سے ایک کو قتل کر دیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا اور کہنے لگا: ''میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں۔'' ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے بعد اس وقت پیش آیا جب لوگ نمرود کے عہد میں قحط سالی میں مبتلا ہوئے، حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے یہ بھی کہا کہ میرا رب وہ ہے جو سورج مشرق سے نکالتا ہے اگر تو رب ہونے کا دعوی کرتا ہے تو سورج مغرب سے نکال کر دکھا لیکن وہ ایسا نہ کر سکا اور بوکھلا گیا اور اُسکے ہوش اڑ گئے اور اس نے جان لیا کہ وہ اسکی طاقت نہیں رکھتا۔ اگر یہاں پر یہ اعتراض کیا جائے کہ اسکے اوسان کیونکر خطاء ہو گئے۔ وہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے یہی پیش کش کر دیتا کہ آپکا رب سورج کو مغرب سے نکال لے آئے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ وہ ایسا نہ کہہ سکتا تھا کیونکہ وہ خوف زدہ تھا اور اگر وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ایسا سوال کر دیتا اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے رب سے یہ دعا کر دیتے تو اسکی زیادہ فضیحت ہوتی۔ (الخازن، ج ۱، ص ۱۹۲، ۱۹۳)

جب بادشاہ بخت نصر نے بیت المقدس کو ویران کیا، بنی اسرائیل کو قتل و گرفتار اور تباہ و برباد کر ڈالا تو حضرت قتادہ، ضحاک، عکرمہ اور سدی کے قول کے مطابق حضرت سیدنا عزیر بن شرخیا علیہ السلام یا حضرت وہاب بن منبہ کے قول کے مطابق ارمیاہ بن حلقیا جو کہ سیدنا ہارون علیہ السلام کی قوم سے تھے وہاں سے گزرے۔ یہ قصہ سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ نبوت پر دلالت کرتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم یہود کو وہ خبر بھی دیتے تھے جسے وہ اپنی کتاب میں پاتے اور یہود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے تھے کہ یہ وہی اُمّی نبی ہیں جنہوں نے قدیم کتابیں نہیں پڑھیں۔ اس بستی کے بارے میں بھی اختلاف ہے بعض کے نزدیک بیت المقدس ہے بعض کے نزدیک دیر ہرقل ہے۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد قریۃ العنب ہے جو کہ بیت المقدس سے دو فرسخ کے فاصلہ پر ہے۔

حضرت عزیر علیہ السلام وہاں سے اپنے دراز گوش پر گزرے۔ آپ علیہ السلام کے پاس ایک برتن کھجور اور ایک پیالہ انگور کا رس تھا۔ آپ علیہ السلام تمام بستی میں پھرے کسی کو وہاں نہ پایا، بستی کی عمارت کو منہدم دیکھا تو اپنی سواری حمار کو ایک طرف باندھ کر آرام فرمانے لگے، اسی حالت میں آپ کی روح قبض کر لی گئی۔ اور گدھا بھی مر گیا۔ یہ صبح کے وقت کا واقعہ ہے ستر برس بعد شاہانِ فارس میں سے ایک بادشاہ نے اسے پھر سے آباد کیا۔ اس زمانے میں حضرت سیدنا عزیر علیہ السلام کو لوگوں کی نظروں سے دور رکھا گیا۔ آپکو کوئی دیکھ نہ سکا جب آپکی وفات کو سو برس گزر گئے تو اللہ عزوجل نے انکو زندہ کیا، یہ غروب آفتاب کا واقعہ تھا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا تم یہاں کتنے دن ٹھہرے؟ آپ نے اندازے سے عرض کی: ''ایک دن یا کچھ کم۔'' آپکا یہ خیال تھا کہ یہ اسی دن کی شام کا واقعہ ہے جسکی صبح کو سوئے تھے۔ فرمایا تم سو برس سوئے تھے اپنے کھانے، پانی اور انگور کے رس کی طرف دیکھئے اس میں بو تک نہ آئی اور حمار کی طرف دیکھئے کہ گل سڑ گیا اسکی

ہڈیاں چمکنے لگیں اور اللہ عزوجل کے حکم سے وہ ہڈیاں آپس میں ایک دوسرے کیساتھ جڑنے لگیں اور ایک ڈھانچہ تیار ہوگیا جس میں نہ تو گوشت تھا نہ ہی خون، تو اللہ عزوجل نے اس ڈھانچے کو گوشت اور خون سے پر کیا لیکن اس میں روح نہ تھی۔ اللہ عزوجل نے ایک فرشتے کو بھیجا جس نے اس میں روح پھونکی تو وہ اللہ عزوجل کے اذن سے زندہ ہوکر آواز نکالنے لگا۔ حضرت سیدنا عزیر علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی قدرت کا مشاہدہ کرکے اپنے دراز گوش پر سوار ہوکر اپنے محلے کی جانب تشریف لائے اور اندازے سے ہی اپنے مکان پر پہنچے۔ ایک بڑھیا نے دروازہ کھولا جس کے پاؤں خشک ہوچکے تھے اور بینائی جاچکی تھی وہ آپکے گھر کی باندی تھی آپ علیہ السلام نے اس سے دریافت فرمایا کہ یہ عزیر کا مکان ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا آپ نے فرمایا عزیر کہاں ہیں؟ کہنے لگی انہیں تو گزرے ہوئے سو برس ہوگئے۔ یہ کہہ کر رونے لگی آپ نے فرمایا میں عزیر ہوں اس نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ اگر آپ عزیر ہی ہیں تو دعا کیجئے کیونکہ حضرت عزیر علیہ السلام مستجاب الدعوات تھے۔ اللہ عزوجل میری آنکھیں لوٹا دے تاکہ میں آپکو دیکھ کر پہچان لوں چنانچہ ایسا ہی ہوا (الخازن، ص ۱۹۳)

حضرت ابراهیم کے لئے علم الیقین کو عین الیقین میں بدلنا:

۲...... حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اس سوال کے بارے میں اختلاف ہے۔ چنانچہ ایک قول یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک مردار سڑے ہوئے گدھے کے پاس سے گزرے، دوسرا قول یہ ہے کہ مردار مچھلی کے پاس سے گزرے اور تیسرا قول یہ ہے کہ سمندر کے کنارے ایک آدمی مرا پڑا تھا، جوار بھاٹے میں سمندر کا پانی اتر تا رہتا جب پانی چڑھتا تو مچھلیاں اسکو کھاتیں جب اتر جاتا تو درندے کھاتے اور جب درندے جاتے تو پرندے آجاتے۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے یہ ملاحظہ فرمایا تو آپ نے چاہا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ مردے کس طرح زندہ کئے جاتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: ''یارب! مجھے یقین ہے کہ تو مردوں کو زندہ فرمائے گا اور انکے اجزاء دریائی جانوروں اور درندوں کے پیٹ اور پرندوں کے پوٹوں میں سے جمع فرمائیگا، مگر میں یہ عجیب منظر دیکھنے کی آرزو رکھتا ہوں تاکہ علم الیقین، عین الیقین میں تبدیل ہوجائے۔'' حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چونکہ اس بارے میں شک نہ تھا بلکہ آپ محض اطمینان قلبی چاہتے تھے چنانچہ بحکم الٰہی چار پرندے مور، مرغ، کبوتر اور کوا لئے۔ جبکہ ایک روایت میں کبوتر کی بجائے گدھ کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔ بہرحال چار پرندے لینے میں انسان کی چار خصلتوں کی طرف اشارہ ہے۔ مور لینے میں یہ حکمت ہے کہ اس میں ظاہری زینت وسجاوٹ کا عنصر پایا جاتا ہے اور انسان بھی زیب وزینت اور جاہ ومنصب سے محبت کرتا ہے، مرغ لینے میں یہ حکمت ہے کہ اس میں انسان کی طرح شہوت کا عنصر پایا جاتا ہے اور کوّے میں چونکہ شدید حرص کی علامت پائی جاتی ہے، اسلئے حرص کی بیماری انسان سے ختم کرنے کے لئے اسکا انتخاب کیا، اور گدھ میں کھانے پینے سے شغف کا عنصر پایا جاتا ہے لہذا یہاں یہ تنبیہ ہے کہ انسان فقط کھانے پینے کے لئے نہیں پیدا ہوا بلکہ اسکی پیدائش کا مقصد کچھ اور ہی ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے انہیں ذبح کیا اور قیمہ کرکے انکے اجزاء باہم خلط کردیئے اور اس مجموعہ کے کئی حصے کرکے ایک ایک حصہ پہاڑ پر رکھا اور سب کے سر اپنے پاس محفوظ کرلئے اور بلانے پر اجزاء اڑتے ہوئے علیحدہ ہوتے گئے شکلیں بنتی گئیں اور اپنے اپنے سروں سے ملتی گئیں۔ (الخازن، ج ۱، ص ۱۹۶، ۱۹۸)

غیر اللہ کو پکارنا:

۳...... قرآن مجید فرقان حمید اور احادیث طیبہ ہمارے لئے عملی نمونہ ہے اور جو بات قرآن مجید اور احادیث طیبہ سے ثابت ہو اسے ماننے ہی میں ہمارا بھلا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ عزوجل کے جلیل القدر بندے اور اسکے پیغمبر ہیں انکا عمل بھی ہمارے لئے نمونہ ہے انکا کٹے ہوئے پرندوں کو جنکے سر انکے پاس تھے پکارنا اور ان پرندوں کے کٹے ہوئے اعضاء کا اڑ اڑ کر آنا کوئی خلاف شرع بات

ہوتی تو اس کا بیان اتنے حسین انداز میں نہ کیا جاتا۔ ہم صرف اس نکتے کی جانب توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ جب کٹے ہوئے پرندے پکارے جانے پر اللہ کی دی ہوئی قدرت وطاقت سے اڑ اڑ کر اپنے سروں سے مل جائیں اور کسی کو اس میں اختلاف بھی نہ ہو تو پھر کٹے ہوئے انسانی اجسام پکارے جانے پر اللہ عزوجل کی عطا سے کیوں نہ سماعت کریں گے۔ جب ان پرندوں کے بارے میں کسی کو کوئی شک و شبہ نہیں پڑتا تو یہاں بھی شک وشبہ نہیں ہونا چاہیے۔

اغراض:

جــادل: یعنی باطل مجادلہ، اور مراد اس سے دلیل کا دلیل کے ذریعے مقابلہ کرنا ہے، پس حضرت ابراہیم علیہ السلام حق کے ذریعے مجادلہ فرماتے اور نمرود باطل کے ذریعے مجادلہ کرتا۔ بطرہ: مراد اللہ عزوجل کی نعمتوں کا استخفاف کرنا ہے۔ بنعم الله: مراد دنیاوی بادشاہت ہے، اس لئے کہ دنیا میں صرف چار بادشاہ ہوئے ہیں جنہوں نے پوری دنیا پر بادشاہت کی ہے دو مسلمان یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام اور ذوالقرنین علیہ السلام اور دو کافر یعنی نمرود اور بخت نصر۔ لما قال له: ظرف ہے یعنی اس وقت جبکہ نمرود نے ان سے کہا کہ جس رب کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں کون ہے؟ تو اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔

لیجیبه: تاکہ سوال کرنے کی علت معلوم ہو جائے اور جواب دینے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ سالہ: یعنی اللہ عزوجل نے ابراہیم علیہ السلام سے سوال کیا۔ بذلک: یعنی اللہ کی قدرت مردوں کو زندہ کرنے کے بارے میں۔ فیعلم السامعون غرضه: اولا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سوال کرنا ان کے عدم ایمان کا وہم پیدا کرتا ہے پھر اس سوال پر اللہ عزوجل کا سوال ﴿اولم تؤمن﴾ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سوال کرنے کی مراد کو کھول دیتا ہے۔ فاخذ طاؤ وسا الخ: ان چار پرندوں کو لینے میں یہ حکمت ہے کہ یہ انسان سے مشابہ ہیں مور میں انسان کی طرح خود پسندی پائی جاتی ہے، گدھ میں کھانے اور پینے کی خواہش، کوے میں حرص اور مرغ میں نکاح کی خواہش۔

(الصاوی، ج ۱، ص ۱۹۱ وغیرہ)

غبیاً: نمرود اس حیثیت سے کم عقل ثابت ہوا کہ کلام کے معنی کو نہ سمجھ سکا اس لئے کہ یحیی ویمیت کا معنی حیات اور موت ہے اور اس نے جو جواب دیا اس میں یہ معنی بعینہ نہ پائے جاتے تھے جیسا کہ ظاہر ہے۔ السلة کی جمع سلات ہے جیسے حبۃ کی جمع حبات ہے۔

الی محجة الاحتیاج: استدلال کا راستہ یعنی وہ راستہ جو انہیں دلیل تک پہنچا دے، جس سے اہل حق مجادلہ اور مخاصمہ (یعنی لڑائی جھگڑا) میں (باطل) دلائل کو توڑتے ہیں۔ بدل من حاج: یعنی بدل اشتمال مراد ہے۔ ومعه سلة تین: مصباح میں ہے کہ السلة فتح کے ساتھ ہے اور مراد اس سے وہ برتن ہے جس میں پھل وغیرہ محفوظ کیا جاتا ہے اور وھو عزیر: شرخیا کا بیٹا، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ گزرنے والا شخص "خضر" تھا، ایک قول کے مطابق بعث کا انکار کرنے والا شخص مراد ہے۔ علی عروشها: سمین میں ہے کہ العروش جمع ہے العرش کی، اس سے مراد گھر کی چھت ہے۔

استعظاما لقدرته تعالی: یعنی اس میں کوئی شک نہیں، اور خازن کی عبارت میں ہے کہ ان ہڈیوں کو زندہ کرنے میں اللہ عزوجل کی قدرت میں تعجب کی بات پائی جاتی ہے۔ من جبال ارضک: یعنی تیرے اردگرد موجود پہاڑ جو چار یا سات تھے۔

والنظر الی حمارک: یعنی کیسے اس کی ہڈیاں بکھری پڑی ہیں یعنی ان ہڈیوں کی جانب دیکھ تاکہ تو جان لے کہ دراز گوش مر چکا ہے اور اس کے جوڑ ٹوٹ پھوٹ چکے ہیں۔ تلوح: طویل زمانہ گزر جانے کے باوجود ان ہڈیوں میں چمک پائی جاتی ہے۔

ونـرفعهـا: یعنی ہم اسے زمین سے بعض اعضاء کی بعض کے ساتھ ترکیب فرما کر اٹھاتے ہیں اور انہیں جسم میں ان کے مقام میں پھیر دیتے ہیں۔ ونهق: قاموس میں ہے کہ نهق الحمار یعنی دراز گوش کا آواز نکالنا، نهق باب سمع اور ضرب سے نهيقا ونهاقا مصادر سے ہے ۔علم مشاهدة: یعنی علم یقینی کے بعد حاصل ہونے والا علم جو کہ فطرت اور ادلۂ عقلیہ سے حاصل ہوتا ہے۔

(الجمل، ج۱، ص۳۱۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

﴿مثـل﴾ صِفَةُ نَفَقَات ﴿الذين ينفقون اموالهم فى سبيل الله﴾ اَىْ طَاعَتِهٖ ﴿كمثل حبة انبتت سبع سنابل فـى كـل سنبلة مـائة حبة﴾ فَكَذٰلِكَ نَفَقَاتُهُم تَتَضَاعَفُ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ ﴿والله يضعف﴾ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ ﴿لمن يشاء والله واسع﴾ فَضْلَهٗ ﴿عليم(۲۶۱)﴾ بِمَنْ يَّسْتَحِقُّ الْمُضَاعَفَةَ ﴿الذين ينفقون اموالهم فـى سبيـل الله ثم لايتبعون ما انفقوا منا﴾ عَلَى الْمُنْفَقِ عَلَيْهِ بِقَوْلِهِم مَثَلاً: قَدْ اَحْسَنْتُ اِلَيْهِ وَجَبَرْتُ حَالَهٗ ﴿ولا اذى﴾ لَـهٗ بِـذِكْـرِ ذٰلِكَ اِلـىٰ مَنْ لَّا يُحِبُّ وَقُوْفَهٗ عَلَيْهِ وَنَحْوَ ذٰلِكَ ﴿لهم اجرهم﴾ ثَوَابُ اِنْفَاقِهِم ﴿عـنـد ربهـم ولاخوف عليهم ولا هم يحزنون(۲۶۲)﴾ فِـى الْاٰخِـرَةِ ﴿قول معروف﴾ كَلَامٌ حَسَنٌ وَرَدٌّ عَـلَى السَّآئِلِ جَمِيْلٌ ﴿ومغفرة﴾ لَهٗ فِيْ اِلْحَاحِهٖ ﴿خير من صدقة يتبعها اذى﴾ بِالْمَنِّ وَتَعْيِيْرٍ لَّهٗ بِالسُّؤَالِ ﴿والله غنى﴾ عَنْ صَدَقَةِ الْعِبَادِ ﴿حليم(۲۶۳)﴾ بِتَاْخِيْرِ الْعُقُوْبَةِ عَنِ الْمَانِّ وَالْمُؤْذِىْ ﴿يايها الذين امنوا لا تبـطلوا صدقتكم﴾ اَىْ اُجُوْرَهَا ﴿بالمن والاذى﴾ اِبْطَالًا ﴿كالذى﴾ اَىْ كَاِبْطَالِ نَفَقَةِ الَّذِىْ ﴿ينفق ماله رئـاء الـنـاس﴾ مُـرَائِيًا لَّهُمْ ﴿ولا يؤمن بالله واليوم الاخر﴾ هُوَ الْمُنَافِقُ ﴿فمثله كمثل صفوان﴾ حَجَرٍ اَمْلَسَ ﴿عـلـيـه تـراب فـاصـابـه وابـل﴾ مَـطَـرٌ شَـدِيْدٌ ﴿فتركه صلدا﴾ صُلْبًا اَمْلَسَ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ ﴿لا يـقـدرون﴾ اِسْتِيْـنَـافٌ لِّبَيَـانِ مَثَـلِ الْمُنَافِقِ الْمُنفِقِ رِيَاءَ النَّاسِ وَجَمْعُ الضَّمِيْرِ بِاعْتِبَارِ مَعْنَى الَّذِىْ ﴿على شـيء مـمـا كسبـوا﴾ عَـمِـلُـوْا اَىْ لَا يَـجِـدُوْنَ لَهٗ ثَوَابًا فِي الْاٰخِرَةِ كَمَا لَا يُوْجَدُ عَلَى الصَّفْوَانِ شَيْءٌ مِّنَ التُّـرَابِ الَّذِىْ كَانَ عَلَيْهِ لِاِذْهَابِ الْمَطَرِ لَهٗ ﴿والله لا يهدى القوم الكفرين(۲۶۴) ومثل﴾ نَفَقَاتِ ﴿الذين يـنـفـقـون امـوالهـم ابتغاء﴾ طَلَبَ ﴿مرضات الله وتثبيتا من انفسهم﴾ اَىْ تَحْقِيقًا لِّلثَّوَابِ عَلَيْهِ بِخِلَافِ الْـمُـنَـافِـقِـيْـنَ الَّـذِيْـنَ لَا يَـرْجُـوْنَهٗ لِاِنْكَارِهِمْ لَهٗ وَمِنْ اِبْتِدَائِيَّةٌ ﴿كمثل جنة﴾ بُسْتَانٍ ﴿بربوة﴾ بِضَمِّ الرَّاءِ وَفَتْـحِـهَـا، مَـكَـانٌ مُّرْتَفِعٌ مَسْتَوٍ ﴿اصابها وابل فاتت﴾ اَعْطَتْ ﴿اكلها﴾ بِضَمِّ الْكَافِ وَسُكُوْنِهَا، ثَمَرَهَا ﴿ضـعـفـيـن﴾ مِثْلَىْ مَا يُثْمِرُ غَيْرُهَا ﴿فان لم يصبها وابل فطل﴾ مَطَرٌ خَفِيْفٌ يُّصِيْبُهَا وَيَكْفِيْهَا لِاِرْتِفَاعِهَا،

الْمَعْنٰی تَثْمُرُ وَتَزْكُوْ كَثُرَ الْمَطَرُ اَمْ قَلَّ فَكَذٰلِكَ نَفَقَاتُ مَنْ ذُكِرَ تَزْكُوْ عِنْدَ اللّٰهِ كَثُرَتْ اَمْ قَلَّتْ ﴿والله بما تعملون بصير(۲۶۵)﴾ فَيُجَازِيْكُمْ بِهٖ ﴿ايود﴾ اَيُحِبُّ ﴿احدكم ان تكون له جنة﴾ بُسْتَانٌ ﴿من نخيل واعناب تجرى من تحتها الانهر له فيها﴾ ثَمَرٌ ﴿من كل الثمرت و﴾ قَدْ ﴿اصابه الكبر﴾ فَضَعُفَ عَنِ الْكَسْبِ ﴿وله ذرية ضعفاء﴾ اَوْلَادٌ صِغَارٌ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلَيْهِ ﴿فاصابها اعصار﴾ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ ﴿فيه نار فاحترقت﴾ فَفَقَدَهَا اَحْوَجَ مَا كَانَ اِلَيْهَا وَبَقِيَ هُوَ وَاَوْلَادُهٗ عَجَزَةً مُتَحَيِّرِيْنَ لَا حِيْلَةَ لَهُمْ وَهٰذَا تَمْثِيْلٌ لِنَفَقَةِ الْمُرَائِيْ وَالْمَانِّ فِيْ ذِهَابِهَا وَعَدَمِ نَفْعِهَا اَحْوَجَ مَا يَكُوْنُ اِلَيْهَا فِي الْاٰخِرَةِ، وَالْاِسْتِفْهَامُ بِمَعْنَى النَّفْيِ، وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ هُوَ لِرَجُلٍ عَمِلَ بِالطَّاعَاتِ ثُمَّ بُعِثَ لَهُ الشَّيْطَانُ فَعَمِلَ بِالْمَعَاصِيْ حَتّٰى اَغْرَقَ اَعْمَالَهٗ ﴿كذلك﴾ كَمَا بَيَّنَ مَا ذُكِرَ ﴿يبين الله لكم الايت لعلكم تتفكرون(۲۶۶)﴾ فَتَعْتَبِرُوْنَ۔

﴿ترجمہ﴾

کہاوت ان (خرچ کیے گئے اموال کی) جو اپنے مال اللہ کی راہ (یعنی اسکی طاعت) میں خرچ کرتے ہیں اس دانے کی طرح جس نے اوگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے (ہوتے ہیں اور اسی طرح انکے خرچ کرنے کا اجر بھی سات سو گنا ہو جاتا ہے) اور اللہ (اس سے بھی زیادہ) بڑھا دیتا ہے......۱......جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا (یعنی اس کا فضل وسیع ہے، اور) جاننے والا ہے (کہ کون اس اضافے کا مستحق ہے) وہ جو اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دیئے، پیچھے نہ احسان رکھیں (یعنی جس پر خرچ کریں اس پر احسان نہ جتلائیں یہ کہہ کر کہ میں نے اس پر یہ احسان کیا اور اسکی ضرورت پوری کی) نہ دکھ دیتے ہیں (اسے اس احسان کا ذکر ایسے شخص کے پاس کر کے جس کا اس احسان پر واقف ہونا اسے پسند نہ ہو) انکا نیگ (یعنی انکے خرچ کرنے کا ثواب) انکے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم (آخرت میں) اچھی بات کرنا (یعنی اچھی بات کہنا یا سائل کو اچھا جواب دیکر لوٹانا ......۲......) اور درگزر کرنا (سائل کے سوال میں اصرار کرنے پر) اس خیرات سے بہتر ہے جسکے بعد ستانا ہو (احسان جتانا اور سوال کرنے پر اسے طعنہ دینا ہو) ہو اور اللہ بے پرواہ (ہے، بندوں کے صدقات سے اور) حلم والا ہے (کہ احسان جتانے اور تکلیف دینے والے کی سزا میں تاخیر فرماتا ہے) اے ایمان والو! اپنے صدقے (یعنی ان کے اجر) باطل نہ کر دو احسان رکھ کر اور ایذاء دیکر (اور یہ باطل کرنا) اسکی طرح جو (یعنی اس شخص کی طرح نہ ہو جو اپنے صدقات باطل کر دے اور) اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کیلئے خرچ کرے (یعنی لوگوں کو دکھاتے ہوئے......۳......رئاء الناس بمعنی مرائیا لھم ہے) اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے (اس سے مراد منافق ہے) تو اسکی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک چٹان (یعنی چکنا پتھر) اس پر مٹی ہے اب اس پر زور کا پانی پڑا (یعنی شدید بارش ہوئی) تو اسے نرا پتھر کر چھوڑا (ایسا سخت چکنا پتھر کہ جس پر کچھ نہ ہو) قابو نہ پائیں گے (یہ جملہ مستانفہ ہے، ریاکاری کیلئے خرچ کرنے

والے منافق کی حالت کے بیان کیلئے ہے اور جمع کی ضمیر استعمال کرنا الـذی کے معنی کی رعایت کی وجہ سے ہے) ریا کار اپنی کمائی پر کچھ بھی حاصل نہ کرسکیں گے (یعنی اپنے عمل پر، معنی یہ ہے کہ وہ اپنے عمل پر آخرت میں ثواب نہ پائیں گے جیسا کہ چکنے پتھر پر مٹی وغیرہ کے ذرات کا کچھ بھی اثر باقی نہیں رہتا کہ بارش اس مٹی کو بہا کر لے جاتی ہے) اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا اور ان کی (خرچ کرنے کی) کہاوت جو اپنے مال اللہ کی رضا چاہنے (یعنی طلب کرنے) میں خرچ کرتے ہیں اور اپنے دل جمانے کو (یعنی اس پر ثواب ملنے کا پختہ یقین رکھتے ہوئے، بخلاف منافقین کے جو ثواب کے منکر ہونے کی وجہ سے اس کی امید نہیں رکھتے، مِـن ابتدائیہ ہے) اس باغ کی سی ہے (جنة بمعنی بستان ہے) جو بھور یعنی ریتیلی زمین پر ہو (بـربـوة راء کی فتحہ اور ضمہ کے ساتھ ہے، یعنی اونچی اور ہموار جگہ) اس پر زور کا پانی پڑا تو دیئے (اٰتت بمعنی اَعـطـت ہے) میوے (یعنی اپنے پھل، اُکُـلها، کاف کے ضمہ اور سکون کے ساتھ ہے) دُونے (یعنی دوسرے باغ کے مقابلے میں دوگنے) پھر اگر زور کا مینھ اسے نہ پہنچے تو اوس کافی ہے (ہلکی بارش جو اسے پہنچی کافی ہوگی اسکی بڑھوتری کیلئے، مطلب یہ ہے کہ بارش کم ہو یا زیادہ باغ بہر صورت پھل لاتا ہے اور اسکی پیداوار بڑھتی ہے اسی طرح مذکورہ مخلص لوگوں کے نفقات کم ہوں یا زیادہ اللہ ﷻ کی بارگاہ میں بڑھتے رہتے ہیں) اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے (وہ تمہیں اسکی جزاء دیگا) کیا تم میں کوئی اسے پسند رکھے گا (یود بمعنی یحب ہے) کہ اسکے پاس ایک باغ ہو (جنة بمعنی بستان ہے) کھجوروں اور انگوروں کا جنکے نیچے ندیاں بہتیں، اسکے لئے اس میں (ہوں پھلوں میں سے) ہر قسم کے پھل اور (واصابه الکبر سے قد حالیہ محذوف ہے، یعنی اس حالت میں اسے) بڑھاپا آیا (پس بڑھاپے کے سبب کمانے کے قابل نہ رہا) اور اسکے ناتوان بچے ہیں (یعنی بچے بھی اس قدر چھوٹے ہیں جو کمانے کی قدرت نہیں پاتے) تو آیا اس پر ایک بگولا (یعنی شدید ہوا) جس میں آگ تھی تو وہ جل گیا (جبکہ اس شخص کو باغ کی بہت زیادہ حاجت تھی یہ اور اسکی اولاد عاجز اور متحیر ہو کر دیکھنے لگے اور انکے پاس اس باغ کو تباہی سے بچانے کا کوئی حیلہ نہ رہا ہو۔ یہی مثال ریا کار اور احسان جتانے والے شخص کے خرچ کرنے کی ہے اور وجہ تمثیل انکے صدقات کا ضائع ہو جانا اور انکو نفع نہ پہنچنا ہے اس وقت جبکہ آخرت میں انہیں اس کی سخت حاجت ہوگی، اَیَـوَدُّ میں استفہام نفی کے معنی میں ہے اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ مثال ایسے شخص کی ہے جو طاعت بجالائے پھر شیطان اس پر مسلط ہو تو وہ نافرمانی کرکے اپنے اعمال کو جلا بیٹھے) ایسا ہی (جیسا کہ ذکر کیا گیا) بیان کرتا ہے اللہ تم سے اپنی آیتیں کہ کہیں تم دھیان لگاؤ (اور عبرت حاصل کرو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل الله کمثل حبة انبتت سبع سنابل﴾

مثل: مضاف، نفقة مضاف محذوف، الذین ینفقون فی سبیل الله: مضاف الیہ، مرکب اضافی مضاف الیہ، ملکر مبتدا، ک: جار، مثل: مضاف، حبة سبع سنابل: مرکب توصیفی مُضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فی کل سنبلة مائة حبة﴾

فی کل سنبلة: ظرف مستقر خبر مقدم، مائة حبة: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله یضعف لمن یشاء والله واسع علیم﴾

و:مستانفہ ،اللّٰہ:اسم جلالت مبتدا،یضعف لمن یشاء: جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ،اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، واسع: خبراول،علیم: خبر ثانی،مبتدا اپنی دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللّٰہ﴾

الذین: موصول،ینفقون فی سبیل اللّٰہ: جملہ ہوکر صلہ،ملکر مبتدا۔

﴿ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولااذی﴾

ثم: عاطفہ،لا یتبعون: فعل با فاعل،ما انفقوا: مفعول،منا: معطوف علیہ،و: عاطفہ،لا: زائدہ،اذی: معطوف،ملکر مفعول لہ،سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ہے ینفقون پر۔

﴿لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون﴾

لھم: ظرف مستقر خبر مقدم،اجرھم: مبتدا،عند ربھم: خبر،جملہ اسمیہ ہوکر مبتداء مؤخر،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،لا:نفی جنس، خوف: معطوف علیہ، علیھم: ظرف مستقر خبر،و: عاطفہ،لا: زائدہ،ھم یحزنون: معطوف،ملکر اسم،جملہ ہوکر معطوف،ملکر خبر ،الذین ینفقون ......الخ مبتدا کیلئے۔

﴿قول معروف ومغفرۃ خیر من صدقۃ یتبعھا اذی﴾

قول معروف ومغفرۃ: موصوف صفت ملکر مبتدا،خیر: اسم تفضیل،ھو ضمیر فاعل ،من: جار،صدقۃ: موصوف،یتبعھا اذی: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو، خیر اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واللّٰہ غنی حلیم﴾

و: مستانفہ،اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا،غنی: خبراول،حلیم: خبر ثانی،مبتدا اپنی خبرون سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایھاالذین امنوا لا تبطلوا صدقتکم بالمن والاذی کالذی ینفق مالہ رئاء الناس ولا یؤمن باللّٰہ والیوم الاخر﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ ندائیہ ،لا تبطلوا:فعل وفاعل،صدقتکم: مفعول،بالمن والاذی: ظرف لغو،ک: جار،الذی: موصول، ینفق رئاء الناس: معطوف علیہ،ولا یومن...... الخ:معطوف ملکر صلہ،ملکر مجرور،جو جار سے ملکر ظرف مستقر،ابطالا مصدر محذوف کی صفت،مرکب توصیفی لاتبطلوا کے فاعل سے حال،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء۔

﴿فمثلہ کمثل صفوان علیہ تراب فاصابہ وابل فترکہ صلدا﴾

ف: استینافیہ،مثلہ: مبتدا،ک: جار،مثل: مضاف،صفوان: موصوف،علیہ تراب: جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ،فاصابہ وابل: جملہ فعلیہ معطوف اول،فترکہ صلدا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،معطوف علیہ اپنے معطوفین سے ملکر صفت،ملکر مضاف الیہ ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا يقدرون على شيء مما كسبوا﴾

لایقدرون: فعل بافاعل،على: جار،شيء: موصوف،مما كسبوا: ظرف مستقر صفت،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والله لا يهدى القوم الكفرين﴾

و: استینافیہ،اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا،لا يهدى القوم الكفرين: جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ومثل الذين ينفقون اموالهم ابتغاء مرضات الله وتثبيتا من انفسهم﴾

و: عاطفہ،مثل: مضاف،الذين: موصول،ينفقون: فعل وفاعل،اموالهم: مفعول،ابتغاء مرضات الله: معطوف علیہ، وتثبيتا من انفسهم: معطوف،ملکر ينفقون کے فاعل سے حال،فعل اپنے فاعل سے ملکر صلہ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿كمثل جنة بربوة اصابها وابل فاتت اكلها ضعفين فان لم يصبها وابل فطل﴾

ک: جار،مثل: مضاف،جنة: ذوالحال،بربوة: حال ملکر موصوف،اصابها وابل: جملہ فعلیہ متضمن بمعنی الشرط ،ف: جزائیہ ،اتت: فعل،اكلها: ذوالحال،ضعفين: حال ملکر مفعول،جملہ فعلیہ ہوکر جزاء،ملکر معطوف علیہ ،ف: عاطفہ،ان لم يصبها وابل: جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ،طل: مبتدا،اصابها: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جزاء،ملکر معطوف،ملکر صفت،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله بما تعملون بصير﴾ و: مستانفہ،اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا،بما تعملون بصير: خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ايود احدكم ان تكون له جنة من نخيل واعناب تجرى من تحتها الانهر له فيها من كل الثمرت﴾

ھمزہ: حرف استفہام،يود: فعل،احدكم: فاعل،ان: مصدریہ،تكون: فعل ناقص،له: خبر،جنة: موصوف،من نخيل واعناب: صفت اول، تجرى من...... الخ: صفت ثانی،له: خبر مقدم،فيها: حال،له رزق كائن من كل الثمرات حالة كونه فيها محذوف ذوالحال،من كل الثمرات: مبتدا مؤخر،اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صفت ثالث،مرکب توصیفی اسم،تكون فعل اپنے اسم اور خبر سے ملکر بتاویل مصدر مفعول،يود،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واصابه الكبر وله ذرية ضعفاء﴾

و: حالیہ،اصاب: فعل،ہ: ضمیر ذوالحال،الكبر: فاعل،و: حالیہ،له: خبر مقدم،ذرية ضعفاء: مبتدا مؤخر،جملہ اسمیہ ہوکر حال،ملکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر يود کے فاعل سے حال ہے۔

﴿فاصابها اعصار فيه نار فاحترقت﴾

ف: عاطفہ، اصابھا: فعل ومفعول، اعصار: موصوف، فیہ نار: جملہ اسمیہ ہوکر صفت، ملکر فاعل، جملہ فعلیہ معطوف ہے اصابہ پر ،فیہ: خبر مقدم، نار: مبتدائے مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ عاطفہ، احترقت: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے

﴿ کذلک یبین اللہ لکم الایت لعلکم تتفکرون﴾

کذلک: ظرف مستقر، تبیانا مصدر محذوف کیلئے صفت، مرکب توصیفی مفعول مطلق مقدم، یبین اللہ: فعل با فاعل، لام: جار، کم: ذوالحال، لعلکم تتفکرون: جملہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ایت: مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ...... ☆ یہ آیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے غزوہ تبوک کے موقعہ پر لشکر اسلام کیلئے ایک ہزار اونٹ مع سامان پیش کئے اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم صدقے کے بارگاہِ رسالت میں حاضر کئے اور عرض کیا کہ میرے پاس کل آٹھ ہزار درہم تھے، نصف میں نے اپنے اور اپنے اہل وعیال کیلئے رکھ لئے اور نصف راہ خدا میں حاضر ہیں، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم نے دیئے اور جو تم نے رکھے اللہ عزوجل دونوں میں برکت فرمائے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

جو مال راہ خدا میں خرچ کیا جائے اللہ اس مال کو بڑھاتا ھے:

۱......اللہ عزوجل کی طاعت میں خرچ کرنا عام ہے خواہ صدقہ واجبہ ہو یا نافلہ، جہاد، طلب علم دین، مناسک حج اور اپنے عیال پر کشادگی کرنا بھی اس میں داخل ہے۔ یاد رہے اللہ عزوجل اس مال کو بڑھائے گا جو مال پاک بھی ہو اور اخلاص کے ساتھ خرچ کیا گیا ہو۔ اس بات کی گواہی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے کہ "میرے بعد تم میرے اصحاب کی قدر ومنزلت تک نہیں پہنچ سکتے اس ذات پاک کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا راہِ خدا میں خرچ کرے تو میرے صحابی کے ایک مد یا اسکے نصف تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔" اور جاننا چاہئے کہ مضاعفة کی اقل مقدار دس ہے، پھر اس سے زیادہ ستر اور پھر سات سوگنا اور اسکے بعد کوئی انتہا نذکور نہیں مفسر کے کلام سے ظاہر ہے کہ اللہ سات سوگنا مضاعفة کے وعدے کے خلاف نہیں کریگا اور اسی کی شان ہے کہ اپنی رحمت سے جتنا چاہے زیادہ کردے اور اسکے ذمۂ کرم پر ہے کہ دس گنا مضاعفة کے وعدے کے خلاف نہ کرے اور زیادتی جتنی چاہے کرے۔ (الصاوی، ج۱، ص۱۹۵)

☆......حضرت سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نکیل والی اونٹنی لیکر حاضر ہوا اور عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اللہ عزوجل کی راہ میں وقف ہے" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تجھے اس کے بدلے قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں ملیں گی جن میں سے ہر ایک نکیل والی ہوگی۔" (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الصدقۃ، ص۹۵۹)

☆......حضرت سیدنا خریم بن فاتک سے مروی ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو اللہ عزوجل کی راہ میں کچھ خرچ کرے اس کے لئے

سات سو گناہ ثواب لکھا جاتا ہے۔'' (جامع الترمذی، کتاب فضائل الجھاد، باب فضل النفقة فی سبیل ،ص۴۹۹)

حقیقت میں اگانے والا اللہ ﷻ ہی ہے۔ اگانے کی نسبت دانے کی طرف اس وجہ سے کی گئی کہ عادۃً یہی اسکا سبب بنتا ہے جیسا زمین اور پانی کی طرف نسبت کردی جاتی ہے۔ (المدارک، ج۱،ص۲۱۶)

مسئلہ: پتہ چلا کہ نسبتِ مجازی جائز ہے جب کہ اسناد کرنے والا غیر خدا کے مستقل فی التصرف کا عقیدہ نہ رکھتا ہو۔

قول معروف کے معنی:

۲۔۔۔۔۔اس سے مراد یہ ہے کہ سائل کو اچھے انداز میں واپس لوٹایا جائے مثال کے طور پر یہ جملے یرحمک اللہ، یرزقک اللہ، انشاء اللہ اعطیک بعد ھذا وغیرہ کہے اور یہ کہ سائل کے سوال کرنے کے معاملے کو چھپائے اور اس سے درگزر کرے۔

(روح المعانی ،الجزء الثالث،ص۴۷)

ریاکاری صدقات کے ضیاع کا سبب ہے:

۳۔۔۔۔۔اس آیت مبارکہ میں اللہ ﷻ نے اہل ایمان سے خطاب فرمایا ہے کہ وہ مال دینے کے بعد احسان جتا کر اور اذیت دے کر اپنے صدقات کو ضائع نہ کریں۔ جس طرح منافق لوگوں کو دکھانے کے لئے مال خرچ کرتے ہیں۔ لوگوں کو دکھا کر مال خرچ کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے کسی سخت چٹان پر مٹی ہو اور اس پر پانی پڑے تو وہ چکنی ہو جائیگی، بالکل ایسے ہی لوگوں کو دکھانے کے لئے مال خرچ کرنا ثواب کو برباد کر دیتا ہے، عبادت خواہ کوئی ہو مالی یا جسمانی یا ان دونوں کا مجموعہ، مقصد رضائے الٰہی ہونا چاہیے ورنہ ثواب تو کجا اخلاص نہ ہونے کی صورت میں عذاب جہنم بھی ہوسکتا ہے،''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:''جب الحزن سے بچو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی:''یارسول اللہ ﷺ! جب الحز ن کیا ہے؟'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''جہنم میں ایک وادی ہے کہ خود جہنم اس سے دن میں سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی:''یارسول اللہ ﷺ! اس میں کون داخل ہوگا؟'' جواب ارشاد فرمایا:''وہ قراء جو لوگوں کو دکھانے کیلئے قرآن پڑھتے ہیں۔''

(سنن الترمذی کتاب الزھد عن الرسول ﷺ ،باب ماجاء فی الریاء،ص۷۰،ج۲)

☆۔۔۔۔۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:''قیامت کے دن سب سے پہلے اس شخص کے بارے میں فیصلہ ہوگا جو دنیا میں شہید ہوا ہوگا۔ اسے اللہ ﷻ کے حضور پیش کیا جائے گا، اللہ ﷻ اس سے اپنی نعمتیں یاد دلا کر جسے وہ پہچانے گا دریافت فرمائے گا:''ان نعمتوں کے بدلے تو نے دنیا میں کیا اعمال کیے؟'' وہ عرض کرے گا:''میں نے تیری راہ میں جہاد کیا حتی کہ شہید ہو گیا۔'' اللہ ﷻ ارشاد فرمائے گا:''تو جھوٹ بولتا ہے، تو نے جنگ میں اسلئے شرکت کی کہ تجھے بہادر کہا جائے سو کہہ دیا گیا۔'' پھر حکم خداوندی کے مطابق اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم رسید کر دیا جائے گا۔ پھر ایک اور شخص جس نے علم حاصل کیا ہو اور دوسروں کو اسکی تعلیم بھی دی ہو اور وہ قرآن بھی پڑھتا تھا اسے لایا جائے گا، اللہ ﷻ سے بھی اپنی نعمتیں یاد دلائے گا جنہیں وہ پہچانے گا تو اللہ ﷻ دریافت فرمائے گا:''تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کونسا نیک عمل کیا؟'' وہ عرض گزار ہوگا:''میں نے علم حاصل کیا اور اسکو دوسروں تک پہنچایا اور قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت تیری رضا حاصل کرنے کیلئے کی۔'' اللہ ﷻ ارشاد فرمائے گا:''تو جھوٹ بولتا ہے تو نے علم اسلئے حاصل کیا کہ لوگ تجھے عالم کہیں چنانچہ تو عالم کہہ لیا گیا اور تو نے قرآن اسلئے پڑھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں تو ایسا بھی ہو چکا۔''

پھر حکم خداوندی کے مطابق اسے بھی منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر ایک اور شخص لایا جائے گا جسے اللہ عزوجل نے دنیا میں خوشحالی عطا فرمائی اور مختلف ذرائع سے مال عطا فرمایا وہ بھی اپنے اوپر ہونے والی نعمتیں پہچان لے گا تو اللہ عزوجل دریافت فرمائے گا: ''تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا اعمال کیے؟'' وہ شخص کہے گا: ''میں نے ہر اس راستے میں تیری رضا کیلئے مال خرچ کیا جو تجھے پسند ہے۔'' اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تو جھوٹ بولتا ہے، تو نے یہ سب اسلئے کیا کہ لوگ تجھے سخی کہیں سو کہہ لیا گیا۔'' پس حکم خداوندی کے مطابق اسے بھی اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم، کتاب الامارة، باب من قتل للریاء والسمعة، ص ۹٦٤)

اغراض:

ای طاعته: مراد اس سے واجب اور مستحب خیرات کی وجوہات بیان کرنا ہے۔ اکثر من ذلک: سات سو سے زیادہ جس کے لئے چاہے نہ کہ ہر ایک کے لئے، پس سات سو سے زیادتی بعض لوگوں کے لئے ہوگی اور سات سو گنا کا معاملہ ہر ایک کے ساتھ ہوگا۔ ثم بعث له الشیطان: یعنی شیطان اس آدمی پر مسلط ہو گیا۔ بمن یستحق المضاعفة: یعنی سات سو گنا سے زیادہ جو کہ مکمل اخلاص اور زیادہ بہتر حلال مال میں سے خرچ کرے۔ ثواب انفاقهم: یعنی خرچ کرنے کا ثواب سات سو یا اس سے بھی زیادہ ہونا۔ کلام حسن: کلام قول کی اور حسن معروف کی تفسیر ہے یعنی ایسا اچھا کلام جسے دل قبول کرے اور اسے مکروہ نہ جانے کہ سائل کو کچھ دیئے بغیر ہی لوٹا دے۔

کالذی ینفق: کاف محل نصب میں ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ صفت ہے مصدر محذوف کی، اصل عبارت یوں ہے لا تبطلوها ابطالا کابطال الذی ینفق ماله رئاالناس یعنی اپنے مال کو باطل نہ کرو اس کی طرح جو اپنے مال کو لوگوں کو دکھا کر خرچ کرتا ہے۔

مرائیا لهم: یعنی تعریف اور شہرت کی طلب کے لئے، اور جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ مصدر مضاف مفعول بمعنی اسم فاعل ہے۔

وجمع الضمیر باعتبار الذی: جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ﴿وخضتم کالذی خاضوا﴾ وجمع الضمیر: اللہ کے فرمان ﴿لا یقدرون﴾ میں۔ لایرجونه: یعنی ثواب۔ ضعفین: من اکلها سے حال ہے۔

لا رتفاعها: یعنی اس کھیتی کے عمدہ، شاداب اور لطیف ہونے میں۔ احدکم: اے وہ لوگ جو اپنے صدقات لوگوں کو دکھا کر دیتے ہو۔

وهذا تمثیل: یعنی دکھا کر خرچ کرنے والے کی مثال یعنی ایسا شخص کے باغ کی مثال۔ (الجمل، ج۱، ص۳۲۹)

رکوع نمبر: ۵

﴿یایها الذین امنوا انفقوا﴾ زَکُّوْا ﴿من طیبت﴾ جِیَادِ ﴿ما کسبتم﴾ مِّنَ الْمَالِ ﴿ومما اخرجنا لکم من الارض﴾ مِنَ الْحُبُوْبِ وَالثِّمَارِ ﴿ولا تیمموا﴾ تَقْصُدُوْا ﴿الخبیث﴾ اَلرَّدِیَ ﴿منه﴾ اَیْ مِنَ الْمَذْکُوْرِ ﴿تنفقون﴾ فِی الزَّکَاةِ، حَالٌ مِّنْ ضَمِیْرِ تَیَمَّمُوْا ﴿ولستم باخذیه﴾ اَیِ الْخَبِیْثَ لَوْ اُعْطِیْتُمُوْهُ فِیْ حُقُوْقِکُمْ ﴿الا ان تغمضوا فیه﴾ بِالتَّسَاهُلِ وَغَضِّ الْبَصَرِ فَکَیْفَ تُؤَدُّوْنَ مِنْهُ حَقَّ اللّٰهِ ﴿واعلموا ان الله غنی﴾ عَنْ نَفَقَاتِکُمْ ﴿حمید(۲٦۷)﴾ مَحْمُوْدٌ عَلٰی کُلِّ حَالٍ ﴿الشیطن یعدکم الفقر﴾ یُخَوِّفُکُمْ بِهٖ

اِنْ تَصَدَّقْتُمْ فَتُمْسِكُوْا ﴿ويامركم بالفحشاء﴾ اَلْبُخْلِ وَمَنْعِ الزَّكٰوةِ ﴿والله يعدكم﴾ عَلَى الْاِنْفَاقِ ﴿مغفرة منه﴾ لِذُنُوْبِكُمْ ﴿وفضلا﴾ رِزْقًا خَلَفًا مِنْهُ ﴿والله واسع﴾ فَضْلَهٗ ﴿عليم(۲۶۸)﴾ بِالْمُنْفِقِ ﴿يؤتى الحكمة﴾ اَلْعِلْمَ النَّافِعَ الْمُؤَدِّىَ اِلَى الْعَمَلِ ﴿من يشاء ومن يؤت الحكمة فقد اوتى خيرا كثيرا﴾ لِمَصِيْرِهٖ اِلَى السَّعَادَةِ الْاَبَدِيَّةِ ﴿وما يذكر﴾ فِيْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِى الْاَصْلِ فِى الذَّالِ يَتَّعِظُ ﴿الا اولوا الالباب(۲۶۹)﴾ اَصْحَابُ الْعُقُوْلِ ﴿وما انفقتم من نفقة﴾ اَدَّيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ اَوْ صَدَقَةٍ ﴿اونذرتم من نذر﴾ فَوَفَّيْتُمْ بِهٖ ﴿فان الله يعلمه﴾ فَيُجَازِيْكُمْ عَلَيْهِ ﴿وما للظلمين﴾ بِمَنْعِ الزَّكٰوةِ وَالنَّذْرِ اَوْ بِوَضْعِ الْاِنْفَاقِ فِىْ غَيْرِ مَحَلِّهٖ مِنْ مَّعَاصِى اللّٰهِ ﴿من انصار(۲۷۰)﴾ مَانِعِيْنَ لَهُمْ مِّنْ عَذَابِهٖ ﴿ان تبدوا﴾ تُظْهِرُوا ﴿الصدقت﴾ اَىِ النَّوَافِلِ ﴿فنعما هى﴾ اَىْ نِعْمَ شَيْئًا اِبْدَاؤُهَا ﴿وان تخفوها﴾ تُسِرُّوْهَا ﴿وتؤتوها الفقراء فهو خيرلكم﴾ مِّنْ اِبْدَآئِهَا وَاِيْتَآئِهَا الْاَغْنِيَآءَ، اَمَّا صَدَقَةُ الْفَرْضِ فَالْاَفْضَلُ اِظْهَارُهَا لِيُقْتَدٰى بِهٖ وَلِئَلَّا يُتَّهَمَ وَاِيْتَاؤُهَا الْفُقَرَاءَ مُتَعَيِّنٌ ﴿ويكفر﴾ بِالْيَاءِ وَالنُّوْنِ مَجْزُوْمًا بِالْعَطْفِ عَلٰى مَحَلِّ فَهُوَ وَمَرْفُوْعًا عَلَى الْاِسْتِئْنَافِ ﴿عنكم من﴾ بَعْضِ ﴿سياتكم والله بما تعملون خبير(۲۷۱)﴾ عَالِمٌ بِبَاطِنِهٖ كَظَاهِرِهٖ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَىْءٌ مِّنْهُ وَلَمَّا مَنَعَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ التَّصَدُّقِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ لِيُسْلِمُوْا اُنْزِلَ: ﴿ليس عليك هداهم﴾ اَىِ النَّاسِ اِلَى الدُّخُوْلِ فِى الْاِسْلَامِ اِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ ﴿ولكن الله يهدى من يشاء﴾ هِدَايَتَهٗ اِلَى الدُّخُوْلِ فِيْهِ ﴿وما تنفقوا من خير﴾ مَالٍ ﴿فلانفسكم﴾ لِاَنَّ ثَوَابَهٗ لَهَا ﴿وما تنفقون الا ابتغاء وجه الله﴾ اَىْ ثَوَابَهٗ لَا غَيْرَهٗ مِنْ اَغْرَاضِ الدُّنْيَا، خَبَرٌ بِمَعْنَى النَّهْىِ ﴿وما تنفقوا من خيرٍ يوف اليكم﴾ جَزَاؤُهٗ ﴿وانتم لا تظلمون(۲۷۲)﴾ تَنْقُصُوْنَ مِنْهُ شَيْئًا، وَالْجُمْلَتَانِ تَاكِيْدٌ لِّلْاُوْلٰى ﴿للفقراء﴾ خَبَرُ مُبْتَدَاٍ مَّحْذُوْفٍ اَىِ الصَّدَقَاتُ ﴿الذين احصروا فى سبيل الله﴾ اَىْ حَبَسُوْا اَنْفُسَهُمْ عَلَى الْجِهَادِ، وَنَزَلَتْ فِىْ اَهْلِ الصُّفَّةِ وَهُمْ اَرْبَعُ مِائَةٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ اَرْصَدُوْا لِتَعْلِيْمِ الْقُرْاٰنِ وَالْخُرُوْجِ مَعَ السَّرَايَا ﴿لايستطيعون ضربا﴾ سَفَرًا ﴿فى الارض﴾ لِلتِّجَارَةِ وَالْمَعَاشِ لِشُغْلِهِمْ عَنْهُ بِالْجِهَادِ ﴿يحسبهم الجاهل﴾ بِحَالِهِمْ ﴿اغنياء من التعفف﴾ اَىْ لِتَعَفُّفِهِمْ عَنِ السُّؤَالِ وَتَرْكِهٖ ﴿تعرفهم﴾ يَامُخَاطَبُ ﴿بسيمهم﴾ عَلَامَتِهِمْ مِّنَ التَّوَاضُعِ وَاٰثَرِ الْجُهْدِ ﴿لايسئلون الناس﴾ شَيْئًا فَيُلْحِفُوْنَ ﴿الحافا﴾ اَىْ لَا سُؤَالَ لَهُمْ اَصْلًا فَلَا يَقَعُ مِنْهُمْ اِلْحَافٌ وَهُوَ الْاِلْحَاحُ ﴿وما تنفقوا من خير فان الله به عليم(۲۷۳)﴾ فَيُجَازِيْكُمْ عَلَيْهِ۔

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! اپنی پاک کمائیوں (یعنی عمدہ مال) میں سے کچھ دو......۱......(زکوۃ ادا کرو) اور اس میں سے (یعنی ان پاکیزہ چیزوں میں سے) جنہیں ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا (اناج دانے اور پھل) اور ارادہ نہ کرو (تیمموا بمعنی تقصدوا ہے) خاص ناقص (ردی) کا کہ اس میں سے (یعنی مذکورہ ردی اشیاء میں سے) تم خرچ کرو (زکوۃ کی مد میں، تنفقون، تیمموا کی ضمیر سے حال ہے، تنفقون کے ساتھ ضمیر منصوب متصل محذوف ہے) اور تمہیں ملے تو نہ لو گے اسے (ناقص مال کو، یعنی اگر تمہیں تمہارے حقوق کے بدلے میں دیا جائے تو تم نہ لو گے) جب تک اس میں سے چشم پوشی نہ کرو (سستی یا چشم پوشی کے سبب اس ردی مال سے، تو اللہ کا حق اس سے کیسے ادا کرتے ہو) اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ (ہے تمہارے نفقات سے) سراہا گیا ہے (ہر حال میں تعریف کیا گیا ہے) شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا ہے محتاجی کا (تمہیں خوف دلاتا ہے کہ اگر تم صدقہ کرو گے تمہارے مال میں کمی آجائے گی تو تم صدقہ کرنے سے رک جاتے ہو) اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا (یعنی بخل کرنے اور زکوۃ ادا نہ کرنے کا......۲......) اور اللہ تم سے وعدہ فرماتا ہے (خرچ کرنے پر) بخشش کا (تمہارے گناہوں کی) اور فضل کا (یعنی خرچ کئے گئے مال سے اچھے رزق کا) اور اللہ وسعت والا ہے (یعنی اس کا فضل وسیع ہے) علم رکھنے والا ہے (خرچ کرنے والوں کا) اللہ حکمت دیتا ہے (یعنی علم نافع جو عمل کیطرف ابھارنے والا ہو) جسے چاہے اور جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی (جو اسے ابدی سعادت کی طرف لے جائیگی) اور نصیحت نہیں مانتے (یذکر اصل میں یتذکر تھا، تاء کا ذال میں ادغام ہے جو کہ یتعظ کے معنی میں ہے) مگر عقل والے (اولو الالباب بمعنی اصحاب العقول ہے) اور تم جو خرچ کرو (یعنی زکوۃ یا صدقہ ادا کرو) یا منت مانو (تو اسے پورا کرلو، تو) اللہ کو اسکی خبر ہے (وہ تمہیں اسکی جزاء دیگا) اور ظالموں کا (جو زکوۃ نہ دیں یا منت پوری نہ کریں یا مال کو غیر محل یعنی اللہ کی معاصیت میں خرچ کریں تو ان کا) کوئی مددگار نہیں (جو ان سے عذاب الہی کو روک سکے) اگر اعلانیہ دو (تبدوا بمعنی تظھروا ہے) خیرات (یعنی نفلی صدقات) تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے (یعنی ظاہر کرکے دینا قابل تعریف چیز ہے) اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو (تخفوھا بمعنی تسروھا ہے) یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے (صدقے کو ظاہر کرنے یا مالداروں کو دینے سے، اور صدقہ واجبہ ظاہر کرکے دینا افضل ہے تاکہ دوسرے تقلید کریں اور اس پر تہمت نہ آئے، جبکہ زکوۃ صرف فقرا کو ہی دینا متعین ہے) اور گھٹیں گے (یکفر یاء اور نون دونوں لغتوں کیساتھ پڑھا گیا ہے اور یہ فھو کے محل پر عطف کے سبب مجزوم ہوگا اور استیناف کی بناء پر مرفوع ہوگا) اسمیں تمہارے (بعض) گناہ اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے (وہ جانتا ہے اس کے باطن کو اسی طرح جیسا کہ ظاہر کو جانتا ہے اس پر کچھ مخفی نہیں، یہ آیت مبارکہ اسوقت نازل ہوئی جب آنحضرت ﷺ نے مشرکین پر صدقہ کرنے سے روکا تاکہ وہ مسلمان ہوجائیں) انہیں راہ دینا تمہارے ذمہ لازم نہیں (یعنی لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے کی راہ دینا آپ ﷺ پر فرض نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ پر تو صرف پیغام ہی کا پہنچانا لازم ہے) ہاں اللہ جسے راہ دینا چاہتا ہے (راہ دیتا ہے اسلام میں داخل ہونے کی) اور تم جو اچھی چیز دو (یعنی مال دو) تو تمہارا ہی بھلا ہے (کہ اسکا ثواب تمہارے لیے ہی ہے) اور تمہیں خرچ کرنا مناسب نہیں مگر اللہ کی مرضی چاہنے کیلئے (یعنی ثواب کیلئے، نہ کہ اغراض دنیا کیلئے یہ جملہ خبر ہے اور نہی کے معنی میں ہے) اور جو مال دو

تمہیں پورا ملے گا (اسکا بدلہ) اور نہ نقصان دیئے جاؤ گے (یعنی اس سے کچھ کمی نہ ہوگی، یہ دونوں جملے ماقبل کی تاکید ہیں) ان فقیروں کیلئے (للفقرا خبر ہے اور مبتدا محذوف ہے الصدقات) جو راہ خدا میں روکے گئے (جنھوں نے اپنی جانوں پر جہاد لازم قرار دے رکھا ہے......ع......، یہ آیت اہلِ صفہ کے بارے میں نازل ہوئی جو کہ چار سو مہاجرین تھے، وہ تعلیم قرآن سیکھنے اور جہاد پر نکلنے کیلئے وقف تھے) چل نہیں سکتے (سفر نہیں کرسکتے) زمین میں (تجارت اور کسب معاش کیلئے جہادی مشغولیت کی وجہ سے) نادان انہیں تونگر سمجھے (انکے حال کی وجہ سے) بچنے کے سبب (یعنی انکے سوال نہ کرنے کے سبب) تو انہیں پہچان لیگا (اے مخاطب!) انکی صورت سے (علامت تواضع اور اثر جہد کی وجہ سے) لوگوں سے سوال نہیں کرتے (کسی سے کوئی چیز اصرار کرکے نہیں مانگتے) کہ گڑگڑانا پڑے (یعنی وہ اصلا سوال ہی نہیں کرتے کہ ان کی جانب سے اصرار ہو، الحاف سوال میں مبالغہ کرنے کو کہتے ہیں) اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے (وہ تمہیں اسکی جزا دے گا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها الذین امنوا انفقوا من طیبت ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض﴾

یایها الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، انفقوا: فعل وفاعل، طیبت ما کسبتم: مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، ملکر معطوف علیہ، ومما اخرجنا لکم الارض: جار مجرور ملکر معطوف، ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء۔

﴿ولا تیمموا الخبیث منه تنفقون ولستم باخذیه﴾

و: عاطفہ، لا تیمموا: فعل، واؤ ضمیر ذوالحال، الخبیث: مفعول، منه: ظرف لغو مقدم، تنفقون: فعل، واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، لیس: فعل ناقص، تم: ضمیر اسم، ب: زائدہ، اخذی: خبر، لیس فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل، تنفقون جملہ فعلیہ ہوکر تیمموا کی واؤ ضمیر سے حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿الا ان تغمضوا فیه واعلموا ان الله غنی حمید﴾

الا: للحصر، ان: مصدریہ، تغمضوا فیه: بتاویل مصدر جملہ فعلیہ، و: استینافیہ، اعلموا: فعل وفاعل، ان اللّٰہ غنی حمید: جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الشیطن یعد کم الفقر ویامر کم بالفحشاء﴾

الشیطن: مبتدا، یعد کم الفقر: معطوف علیہ، ویامر کم بالفحشاء: معطوف، ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله یعد کم مغفرة منه وفضلا والله واسع علیم﴾

و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، یعد کم مغفرة منه وفضلا: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: استینافیہ، اللّٰہ: اسم

جلالت مبتدا،و اسع: خبر اول،علیم: خبر ثانی،مبتدا اپنی دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ یؤتی الحکمۃ من یشاء و من یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا ﴾

یؤتی: فعل با فاعل،الحکمۃ: مفعول،من یشاء: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ،و: مستانفہ،من: شرطیہ ،یؤت: فعل مجہول با نائب الفاعل،الحکمۃ: مفعول،جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،فقد اوتی خیرا کثیرا: جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿وما یذکر الا اولوا الالباب﴾

و: عاطفہ،ما یذکر: فعل نہی،الا: للحصر ،اولوا الباب: فاعل،فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ وما انفقتم من نفقۃ اونذرتم من نذر فان اللہ یعلمہ﴾

و: عاطفہ،ما: موصولہ،انفقتم من نفقۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او نذرتم من نذر: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ،جو معطوف علیہ سے ملکر صلہ،موصول صلہ ملکر مبتدا،ف: جزائیہ،ان اللہ یعلمہ: جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما للظلمین من انصار﴾

و: مستانفہ، ما: مشابہ بلیس، للظلمین: خبر،من: زائدہ، انصار: اسم،ما،اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان تبدوا الصدقت فنعماھی﴾

ان: شرطیہ، تبدوا: فعل با فاعل، الصدقات: مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ، نعم: فعل، ما: ممیز،شیئا: تمیز،ملکر فاعل،نعم فعل اپنے فاعل سے ملکر خبر مقدم،ھی: مبتدا مؤخر،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان تخفوھا وتؤتوھا الفقراء فھو خیر لکم﴾

و: عاطفہ،ان: شرطیہ،تخفوھا: معطوف علیہ،وتؤتوھا الفقراء: معطوف،ملکر شرط،ف: جزائیہ،ھو خیر لکم: جملہ اسمیہ جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ویکفر عنکم من سیاتکم واللہ بما تعملون خبیر ﴾

و: مستانفہ،واللہ یکفر عنکم مبتدا محذوف، یکفر عنکم ......الخ: جملہ فعلیہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ھو خیر لکم پر معطوف،و: مستانفہ ،اللہ: اسم جلالت مبتدا، بما تعملون خبیر: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ لیس علیک ھداھم ولکن اللہ یھدی من یشاء﴾

لیس: فعل ناقص،علیک: ظرف لغو خبر،ھداھم: اسم،ملکر جملہ فعلیہ،و: معترضہ،لکن: حرف مشبہ،اللہ: اسم جلالت اسم،

یھدی من یشاء: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، لیکن اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ معترضہ۔

﴿وما تنفقوا من خیر فلانفسکم وما تنفقون الا ابتغاء وجه الله﴾

و: عاطفہ، ما: شرطیہ، تنفقوا: فعل بافاعل، من خیر: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، ھو: مبتدا، لانفسکم: خبر، جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، وما تنفقوا......الخ: جملہ فعلیہ ہوکر حال ہے تنفقوا کی ضمیر سے۔

﴿وما تنفقوا من خیر یوف الیکم وانتم لا تظلمون﴾

و: عاطفہ، ما: شرطیہ، تنفقوا من خیر: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، یوف الیکم: جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، انتم: مبتدا، لا تظلمون: خبر، جملہ اسمیہ۔

﴿للفقراء الذین احصروا فی سبیل الله لا یستطیعون ضربا فی الارض﴾

لام: جار، الفقراء: موصوف، الذین: موصول، احصروا: فعل، واؤ ضمیر ذوالحال، فی سبیل الله: ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر صفت اول، لا یستطیعون: فعل بافاعل، ضربا: مفعول، فی الارض: ظرف لغو، جملہ فعلیہ صفت ثانی، موصوف اپنی صفتوں سے ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، صدقتکم: مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف﴾

یحسبھم: فعل، ھم ضمیر مفعول الجاھل: فاعل، اغنیاء: مفعول، من التعفف: ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر صفت ثالث فقراء کیلئے۔

﴿تعرفھم بسیمھم لا یسئلون الناس الحافا﴾

تعرف: فعل بافاعل، ھم: ضمیر مفعول، بسیمھم: ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر صفت رابع فقراء کی، لایسئلون: فعل، واؤ ضمیر ذوالحال، الحافا: مصدر حال، جوذوالحال سے ملکر فاعل، الناس: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت خامس فقراء کیلئے۔

﴿وما تنفقوا من خیر فان الله به علیم﴾

و: عاطفہ، ما تنفقوا: فعل بافاعل، من خیر: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، فان الله به علیم: جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط ماقبل تنفقوا پر معطوف ہے۔

﴿شان نزول﴾

☆......ولا تیمموا الخبیث منه تنفقون ......☆ بعض لوگ خراب مال صدقہ میں دیتے تھے انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......لیس علیک ھداھم ......☆ آپ ﷺ بشیر ونذیر وداعی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ آپ کا فرض دعوت پر تمام ہوجاتا ہے۔ اس سے زیادہ جہد آپ پر نہیں۔ قبل اسلام مسلمانوں کی یہود سے رشتہ داریاں تھیں اس وجہ سے وہ انکے ساتھ سلوک کیا کرتے تھے۔ مسلمان ہونے کے بعد انہیں یہود کے ساتھ سلوک کرنا ناگوار ہونے لگا اور انہوں نے اسلئے ہاتھ روکنا چاہا کہ انکے اس طرز عمل سے یہود اسلام

کی طرف مائل ہوں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......للفقراء الذین احصروا ......☆ آیت اہلِ صفہ کے بارے میں نازل ہوئی، انکی تعداد چار سو کے قریب تھی اور یہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تھے۔ نہ یہاں ان کا مکان تھا نہ قبیلہ کنبہ، نہ ان حضرات نے شادی کی تھی۔ ان کے تمام اوقات عبادت میں صرف ہوتے تھے۔ رات میں قرآن کریم سیکھنا اور دن میں جہاد کے کام میں رہنا، آیت میں انکے بعض اوصاف کا بیان ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

انفاق فی سبیل اللہ سے مراد:

۱......اس آیت مبارکہ میں لفظ انفقوا کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک قول کے مطابق اس سے مراد فرض زکوۃ ہے اسلئے کہ انفقوا امر کا صیغہ ہے اور امر وجوب کے لئے آتا ہے اور زکوۃ واجب ہے۔ لہذا اس آیت مبارکہ سے زکوۃ کی فرضیت ثابت ہوئی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد نفلی صدقات ہیں جبکہ بعض کے مطابق اس سے صدقات واجبہ اور نافلہ دونوں ہی مراد ہیں۔ اس امر سے یہ مفہوم ثابت ہوتا ہے کہ کسی فعل کے کرنے کو اسی فعل کے نہ کرنے کے مقابلے میں ترجیح دی گئی ہے تو یہ مفہوم فرض و نفل دونوں میں قدرِ مشترک ہے لہذا ضروری ہے کہ نفلی صدقات بھی اس حکم کے تحت داخل کیے جائیں، پس قول اول کے مطابق انفاق سے مراد زکوۃ ہے۔ (الخازن، ج ۱، ص ۲۰۲)

فحش سے مراد:

۲......فحشاء سے مراد بخل اور ترک صدقات ہے۔ ایک قول کے مطابق اس سے مراد ہر قسم کی نافرمانیاں ہیں، فحشاء کو زنا پر بھی محمول کیا جاتا ہے۔ ......﴿نعوذ باللہ من ذلک﴾ (روح المعانی، الجزء الثالث، ص ۵۵)

خود کو راہ خدا میں روک رکھنے والے اصحاب صفہ:

۳......اس سے مراد ایک قول کے مطابق وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کیلئے روک رکھا ہے جبکہ ایک قول کے مطابق اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے خود کو اللہ عزوجل کی اطاعت پر روک رکھا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو تجارت، طلبِ معاش اور کسب وغیرہ کو چھوڑ چکے ہیں۔ یہ حضرات اپنی عفت کی وجہ سے کسی سے سوال نہیں کرتے اور چیزوں سے اپنا ہاتھ روک رکھتے ہیں، کسی سے گڑگڑا کر سوال بھی نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ اغنیاء ان کے حال سے بے خبر رہتے۔ السیماء، السیمیاء، السمۃ سے ہے اس سے مراد وہ علامت ہے جس کی وجہ سے کوئی چیز پہچانی جاسکے، جبکہ بعض نے اسکے معنی خضوع اور تواضع بتائے ہیں جبکہ بعض نے اس سے مراد فقر اور حاجت کی مشقت سے پڑنے والا اثر لیا ہے، ایک قول کے مطابق بھوک کی وجہ سے انکے رنگ پیلے پڑ جانا اور شدت تکلیف کی وجہ سے کپڑوں کا بوسیدہ ہونا مراد لیا ہے۔ (ماخوذ از خازن، ج ۱، ص ۲۰۷)

☆......ابو نعیم نے حلیہ میں فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تو کچھ لوگ نماز میں قیام کی حالت میں اپنی محتاجی و مفلسی کے باعث گر جاتے وہ لوگ اصحاب صفہ تھے (ان کی اس حالت کو دیکھ کر) اعرابی کہتے کہ یہ دیوانے ہیں۔

☆...... ابونعیم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اصحاب صفہ کی تعداد ستر تھی ان میں سے کسی کے پاس چادر نہ تھی۔

☆...... ابن سعید نے محمد بن کعب القرظی سے اللہ عزوجل کے فرمان ﴿للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ (البقرۃ:۲۷۳)﴾ کے بارے میں روایت ہے کہ اس سے مراد اصحاب صفہ تھے مدینہ منورہ میں ان کا نہ تو کوئی گھر بار تھا اور نہ ہی کنبہ، اللہ عزوجل نے لوگوں کو انہیں صدقہ دینے پر ابھارا۔ (الدر المنثور، ج۱، ص۶۳۳)

اغراض:

من المال: مراد اس سے مال نقد، مویشی اور مال تجارت ہے۔ بالتساھل: اس لفظ میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ عزوجل کا فرمان ﴿الا ان تغمضوا فیہ﴾ التساھل سے کنایہ ہے اس لئے کہ جس چیز میں آسانی ہوتی ہے اس سے چشم پوشی رہتی ہے۔ اصحاب العقول: یعنی سالم کامل نقص وغیرہ کے عیب سے پاک۔ ای النوافل: صدقات سے مراد صدقات نافلہ ہیں اس لئے کہ یہی وہ صدقات ہیں جو کہ اغنیاء کو بھی دینا جائز ہے۔

مِن: تبعیضیہ ہے اس لئے کہ صدقات تمام برائیوں کو نہیں مٹاتے برخلاف توبہ کے کہ وہ تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ لا یخفی علیہ شیء منہ: یعنی پوشیدہ اور ظاہری عمل، پس پوشیدہ عمل اخلاص کی دلیل نہیں ہے کہ عمل چھپ کر کیا ہے تو اس میں اخلاص بھی ہو اور اعلانیہ عمل ریاء پر دلیل نہیں کہ لوگوں کو دکھا کر عمل کیا تو ریاء کاری کی نظر ہو گیا ایسا ہرگز نہیں۔

لیس علیک ھداھم: یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تمہارے رب نے تمہیں لوگوں کو ہدایت دینے کا مکلّف نہیں بنایا بلکہ شرعی احکام کی تبلیغ کا مکلّف بنایا ہے اور ھدیٰ نام اس بناء پر رکھا کہ اللہ نے فرمایا ﴿ولکل قوم ھاد﴾ اس آیت میں ھاد بمعنی مبلغ ہے اور لوگوں کے لئے حق راستے پر دال ہے، پس حاصل کلام یہ ہوا کہ ھدیٰ بمعنی دلالت ہے اور مراد اس سے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور علماء کرام رحمہم اللہ اجمعین ہیں اور اس کا معنی خیر کا دلوں تک پہنچانا ہے اور اس کا کوئی اور مکلّف نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے ﴿انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء﴾۔

لان ثوابہ لھا: یعنی ثواب ضائع نہ ہوگا چاہے مومن پر صدقہ کرے یا کافر پر۔ لا غیرہ من اعراض الدنیا: یعنی تم اپنا مال صرف اللہ عزوجل کی رضا کے لئے خرچ کرو نہ کہ کسی اور وجہ سے، اس لئے کہ جب مقصد رضائے الٰہی ہے تو پھر کبھی خائب و خاسر نہ ہوگا چاہے خرچ مسلمان پر کرے یا کافر پر، بلکہ حدیث میں ہے کہ اللہ عزوجل نے پیاسے کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے بخش دیا۔ من خیر: قلیل ہو یا کثیر۔ وماتنفقوا من خیر فلانفسکم: اگر تم اس سے اللہ کی رضا کا قصد کرو۔

تنقضون منہ شیئا: کم ہو یا زیادہ ہو، اگر چہ رائی کا دانہ ہو۔ ارصدوا لتعلم القرآن: یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز اور رات کا قیام۔ والثمار: یعنی کھجور اور انگور وغیرہ کے پھل۔ بالجھاد: یعنی اللہ کی طاعت میں کبھی کسی غزوہ میں تو کبھی تعلیم قرآن میں، اور اس کے علاوہ بھی دیگر طاعتوں میں مصروف رہتے تھے۔ و اثر الجھد: بھوک کے ہوتے ہوئے دین کی عظیم خدمت میں مصروف تھے۔

(الصاوی، ج۱، ص۱۹۸ وغیرہ)

عن نفقاتکم: اللہ عزوجل تمہیں نفقات کا حکم اس لئے نہیں دیتا کہ اسے تمہارے نفقات کی حاجت ہے بلکہ تمہارے اپنے نفع اور ثواب کے حاصل کرنے کے لئے حکم دیتا ہے پس تمہارے لئے یہ بات مناسب ہے کہ تم خوش دلی سے خرچ کیا کرو۔ یخوفکم: یعنی تمہیں وسوسہ دلاتا ہے اور تمہارے سامنے بخل اور زکوۃ و صدقات کو نہ دینے کے عمل کو اچھا کر کے پیش کرتا ہے۔ (الجمل، ج۱، ص۳۳۷)

رکوع نمبر: ٦

﴿الذین ینفقون اموالهم بالیل والنهار سرا وعلانیة فلهم اجرهم عندربهم ولاخوف علیهم ولاهم یحزنون (٢٧٤)الذین یاکلون الربوا﴾ اَیْ یَاْخُذُوْنَهُ وَهُوَ الزِّیَادَةُ فِی الْمُعَامَلَةِ بِالنُّقُوْدِ وَالْمَطْعُوْمَاتِ فِی الْقَدْرِ اَوِ الْاَجَلِ ﴿لایقومون﴾ مِنْ قُبُوْرِهِمْ ﴿الا﴾ قِیَامًا ﴿کما یقوم الذی یتخبطه﴾ یَصْرَعُهُ ﴿الشیطن من المس﴾ اَلْجُنُوْنِ ، مُتَعَلِّقٌ بِیَقُوْمُوْنَ ﴿ذلک ﴾ الَّذِیْ نَزَلَ بِهِمْ ﴿بانهم﴾ بِسَبَبِ اَنَّهُمْ ﴿قالوا انما البیع مثل الربوا ﴾ فِی الْجَوَازِ وَهٰذَا مِنْ عَکْسِ التَّشْبِیْهِ مُبَالَغَةً فَقَالَ تَعَالٰی رَدًّا عَلَیْهِمْ ﴿واحل الله البیع وحرم الربوا فمن جاءه﴾ بَلَغَهُ ﴿موعظة﴾ وَعْظٌ ﴿من ربه فانتهی﴾ عَنْ اَکْلِهٖ ﴿فله ما سلف﴾ قَبْلَ النَّهْیِ اَیْ لَا یُسْتَرَدُّ مِنْهُ ﴿وامره﴾ فِی الْعَفْوِ عَنْهُ ﴿الی الله ومن عاد ﴾ اِلٰی اَکْلِهٖ مُشَبِّهًا لَهُ بِالْبَیْعِ فِی الْحِلِّ ﴿فاولئک اصحب النار هم فیها خلدون (٢٧٥)یمحق الله الربوا ﴾ یَنْقُصُهُ وَیُذْهِبُ بَرَکَتَهُ ﴿ویربی الصدقت﴾ یَزِیْدُهَا وَیُنَمِّیْهَا وَیُضَاعِفُ ثَوَابَهَا ﴿والله لا یحب کل کفار﴾ بِتَحْلِیْلِ الرِّبٰوا ﴿اثیم(٢٧٦)﴾ فَاجِرٍ بِاَکْلِهٖ اَیْ یُعَاقِبُهُ ﴿ان الذین امنوا وعملوا الصلحت واقاموا الصلوة واتوا الزکوة لهم اجرهم عند ربهم ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون (٢٧٧)یایها الذین امنوا اتقوا الله وذروا ﴾ اُتْرُکُوْا ﴿ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین (٢٧٨)﴾ صَادِقِیْنَ فِیْ اِیْمَانِکُمْ فَاِنَّ مِنْ شَاْنِ الْمُؤْمِنِ اِمْتِثَالَ اَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی، نَزَلَتْ لَمَّا طَالَبَ بَعْضُ الصَّحَابَةِ بَعْدَ النَّهْیِ بِرِبٰوا کَانَ لَهُمْ قَبْلُ ﴿فان لم تفعلوا ﴾ مَا اُمِرْتُمْ بِهٖ ﴿فاذنوا ﴾ اِعْلَمُوْا ﴿بحرب من الله ورسوله﴾ لَکُمْ، فِیْهِ تَهْدِیْدٌ شَدِیْدٌ لَّهُمْ وَلَمَّا نَزَلَتْ قَالُوْا لَا یَدَیْ لَنَا بِحَرْبِهٖ ﴿وان تبتم﴾ رَجَعْتُمْ عَنْهُ ﴿فلکم رء وس﴾ اُصُوْلُ ﴿اموالکم لا تظلمون﴾ بِزِیَادَةٍ ﴿ولا تظلمون (٢٧٩)﴾ بِنَقْصٍ ﴿وان کان﴾ وَقَعَ غَرِیْمٌ ﴿ذو عسرة فنظرة﴾ لَهُ اَیْ عَلَیْکُمْ تَاْخِیْرُهُ ﴿الی میسرة﴾ بِفَتْحِ السِّیْنِ وَضَمِّهَا اَیْ وَقْتَ یُسْرِهٖ ﴿وان تصدقوا﴾ بِالتَّشْدِیْدِ عَلٰی اِدْغَامِ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی الصَّادِ وَبِالتَّخْفِیْفِ عَلٰی حَذْفِهَا اَیْ تَتَصَدَّقُوْا عَلَی الْمُعْسِرِ بِالْاِبْرَاءِ ﴿خیرلکم ان کنتم تعلمون (٢٨٠)﴾ اَنَّهٗ خَیْرٌ فَافْعَلُوْهُ وَفِی الْحَدِیْثِ "مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْهُ اَظَلَّهُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ﴿واتقوا یوما ترجعون﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ تُرَدُّوْنَ وَلِلْفَاعِلِ تَصِیْرُوْنَ ﴿فیه الی الله﴾ هُوَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ ﴿ثم توفی﴾ فِیْهِ ﴿کل نفس﴾ جَزَاءَ ﴿ما کسبت﴾ عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ وَّشَرٍّ ﴿وهم

لایظلمون(۲۸۱) ﴾ بِنَقْصِ حَسَنَةٍ اَوْ زِيَادَةِ سَيِّئَةٍ۔

﴿ترجمہ﴾

وہ جواپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اوردن میں چھپےاورظاہرانکے لئے انکااجرہےانکےرب کے پاس ہےانکونہ کچھ اندیشہ ہونہ کچھ غم وہ جوسود کھاتے ہیں (یعنی سود لیتے ہیں،نقدی اور کھانے پینے کی اشیاء کے معاملات کی مقدار یا مدت میں......۱...... جوزیادتی ہو اسے سود کہتے ہیں) قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے (اپنی قبروں سے) مگر (ان کا کھڑا ہونا ایسا ہوگا) جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے مخبوط (یعنی مرگی والا) بنادیا ہو آسیب نے چھوکر (یعنی مجنوں اور دیوانہ بنادیا ہو،من المس، یقومون کے متعلق ہے) یہ (جو کچھ ان پر نازل ہوا) اس لئے (یعنی اس سبب سے ہے) کہ انھوں نے کہا بیع بھی تو سود کے مانند ہے (جواز میں اور یہ عکس تشبیہ بطور مبالغہ ہے......۲......،پس اللہ ﷻ نے انکا رد فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا) اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود،تو جسے آئی (یعنی پہنچی) نصیحت (وعظ) اسکے رب کے پاس سے اور وہ باز رہا (اسکے کھانے سے) تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا (یعنی ممانعت سے پہلے جو کوئی سود لے چکا ہے اس سے واپس نہیں لیا جائیگا) اور اسکا کام (اسکی معافی کے بارے میں) خدا کے سپرد ہے،اور جو اب ایسی حرکت کرے گا (یعنی حلت میں اسے تجارت کے ساتھ تشبیہ دیکر کھائے گا) تو وہ دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو (یعنی سود کو کم کرتا اور اسکی برکت ختم کرتا ہے) اور بڑھاتا ہے خیرات کو (زیادہ کرتا اور بڑھاتا اور اسکا ثواب دوگنا کردیتا ہے) اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی کفر کرنے والا (یعنی سود کو حلال سمجھ کر) بڑا گنہگار (یعنی سود کھا کر فاجر بننے والا،یعنی اللہ ﷻ ایسے شخص کو سزا دیگا) بیشک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور نماز قائم کی اور زکوۃ ادا کی انکا نیگ یعنی انعام انکے رب کے پاس ہے،نہ انھیں کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو (وذروا بمعنی اتــرکوا ہے) جو باقی رہ گیا ہے سود اگر مسلمان ہو (اپنے ایمان میں سچے ہو کیونکہ مومن کی شان اللہ ﷻ کے حکم کی تعمیل ہے۔ یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب بعض صحابہ نے ممانعت کے بعد اپنے سودی قرضوں کا لوگوں سے مطالبہ کیا جو ان پر پہلے کا تھا) پھر اگر ایسا نہ کرو (جسکا تمھیں حکم دیا جاتا ہے) تو یقین کرلو (اعلان سن لو) اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا (خود سے،اس میں ان کیلئے تہدیدِ شدید ہے اور جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ ہمیں اللہ ﷻ سے جنگ کرنے کی طاقت وقدرت نہیں ہے) اور اگر تم توبہ کرو (اس سے رجوع کرو) تو اپنا اصل مال لے لو (رءوس بمعنی اصول ہے) نہ تم کسی کو نقصان پہچاؤ (زیادہ لے کر) نہ تمہیں نقصان ہو (کمی سے) اور اگر قرض دار تنگی والا ہے (کان کی تعبیر وقع سے کر کے کان کے تامہ ہونے اور غریم کو ذکر کر کے کان کے مرجع کی طرف اشارہ کیا ہے) تو اسے مہلت دو (یعنی تم پر تاخیر کرنا لازم ہے) آسانی تک (مسیرۃ سین کے فتحہ وضمہ دونوں کے ساتھ ہے یعنی وقتِ آسانی تک) اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا (اصل میں تتصدقوا تھا،تاء کا صاد میں ادغام ہوا یہ تعلیل تشدید کی صورت میں ہے اور تخفیف کی صورت میں یہ تاء کے حذف کیساتھ ہوگا یعنی مقروض کو قرض معاف کر کے اس پر صدقہ کرو) تمہارے لئے اور بھلا ہے اگر جانو (اس کا بہتر ہونا تو تم ایسا کرو،حدیثِ پاک میں ہے کہ جو تنگ دست کو مہلت دے یا قرض کا بار اس سے اتار دے اللہ اس دن اسے اپنے عرش کے سائے میں رکھے گا جس دن اس سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا،اسے امام مسلم نے روایت کیا) اور ڈرو اس دن سے جس میں پھروگے (ترجعون مجہول پڑھا جائے تو یہ

پر دون کے معنی میں ہے اور معروف ہونے کی صورت تصیرون کے معنی میں ہے) اللہ کی طرف (وہ قیامت کا دن ہے) اور پوری بھر دی جائیگی (اس دن میں) ہر جان کو (بدلہ) اسکی کمائی کا (یعنی اچھے اور برے عمل کا) اور ان پر ظلم نہ ہوگا (ان کی نیکیوں میں کمی اور برائیوں میں زیادتی کر کے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الذین ینفقون اموالھم بالیل والنھار سرا وعلانیۃ فلھم اجرھم عند ربھم ولاخوف علیھم ولا ھم یحزنون﴾

الـذیـن ینفقون اموالھم بالیل والنھار سرا وعلانیۃ: موصول صلہ ملکر مبتدا، فـلھم اجرھم عند ربھم: معطوف علیہ، ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون: معطوف، ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین یاکلون الربا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطن من المس﴾

الذین: موصول، یـاکلون الربوا: جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر مبتدا، لا یقومون: فعل بافاعل، الا: للحصر، قیاما موصوف محذوف، کـمـا یـقوم الذی ......الخ: جملہ، موصول صلہ ملکر ظرف ہوکر صفت، ملکر مفعول مطلق، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک بانھم قالوا انما البیع مثل الربوا﴾

ذلک: مبتدا، ب: جار، ان: حرف مشبہ، ھم: ضمیر اسم، قـالوا: قول، انـمـا: مکفوفہ، البیع: مبتداء، مثـل الربوا: خبر، جملہ اسمیہ مقولہ، قول مقولہ ملکر خبر، ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واحل اللہ البیع وحرم الربوا﴾

و: حالیہ، احل: فعل، اللہ: اسم جلالت فاعل، البیع: مفعول، جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و حرم: فعل وفاعل، الربوا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جملہ معطوفہ۔

﴿فمن جاء ہ موعظۃ من ربہ فانتھی فلہ ماسلف وامرہ الی اللہ﴾

ف: استینافیہ، من: شرطیہ، جاء ہ موعظۃ من ربہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فانتھی: معطوف ملکر شرط، ف: جزائیہ، لہ ماسلف: جملہ اسمیہ معطوف علیہ، وامرہ الی اللہ: جملہ اسمیہ معطوف ملکر جواب شرط، شرط جواب شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومن عاد فاولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ، عاد: فعل بافاعل ملکر شرط، فاولئک اصحب النار: جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، ھم: مبتدا، فیھا خلدون: شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقت﴾

یمحق: فعل، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، الربوا: مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، یربی: فعل بافاعل، الصدقت: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿واللہ لا یحب کل کفار اثیم﴾

و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، لا یحب: فعل بافاعل، کل کفار اثیم: مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین امنوا وعملوا الصلحت واقاموا الصلاۃ واتوا الزکوۃ لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون﴾

ان: حرف مشبہ بالفعل، الذین امنوا و عملوا الصلحات و اقاموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ: موصول صلہ ملکر اسم، لھم اجرھم عند ربھم: جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون: معطوف، ملکر خبر، ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، اتقوا اللّٰہ: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و ذروا ما بقی من الربوا: جملہ فعلیہ معطوف اول، ان کنتم مومنین: جملہ شرط، جزاء محذوف فذروا جملہ شرطیہ معطوف ثانی، ملکر مقصود بالنداء۔

﴿فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ﴾

ف: مستانف، ان لم تفعلوا: جملہ فعلیہ شرط، فاذنوا: فعل بافاعل، بحرب من اللّٰہ ورسولہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان تبتم فلکم رء وس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون﴾

و: عاطفہ، ان تبتم: شرط، فلکم رء وس اموالکم: جملہ اسمیہ جزاء، شرط جزاء ملکر جملہ اسمیہ، لا تظلمون: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ولا تظلمون: فعل بانائب الفاعل جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿و ان کان ذوعسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ﴾

و: مستانفہ، ان: شرطیہ، کان: فعل تام، ذوعسرۃ: فاعل ملکر شرط، ف: جزائیہ، نظرۃ الی میسرۃ: شبہ جملہ خبر ہے مبتدائے محذوف فالحکم نظرۃ کی، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان تصدقوا خیر لکم ان کنتم تعلمون﴾

و: مستانفہ،ان تصدقوا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مبتدا، خیر لکم: شبہ جملہ اسمیہ ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ،ان: شرطیہ، کنتم: فعل ناقص وضمیر اسم،تعلمون: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، فافعلوہ: جملہ فعلیہ جزاء محذوف ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واتقوا یوما ترجعون فیه الی الله﴾

و: عاطفہ،اتقوا: فعل امروانت ضمیر مستتر فاعل، یوما: مفعول،فیه الی الله: جار مجرور ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم توفی کل نفس ما کسبت وهم لایظلمون﴾

ثم: عاطفہ، توفی: فعل مجہول، کل نفس: نائب الفاعل ،ماکسبت وهم لا یظلمون: جملہ فعلیہ ہو کر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......**الذین ینفقون اموالهم** ......☆یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔جب کہ آپ نے راہِ خدا میں چالیس ہزار دینار خرچ کئے تھے۔دس ہزار رات میں،دس ہزار دن میں،دس ہزار پوشیدہ میں،دس ہزار ظاہر میں،اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جبکہ آپ کے پاس فقط چار درہم تھے اور کچھ نہ تھا۔آپ نے ان چاروں کو خیرات کر دیا۔ایک رات میں،ایک دن میں،ایک کو پوشیدہ،ایک کو ظاہر۔آیت مبارکہ میں نفقہ لیل کو نہار اور نفقہِ سر کو نفقہِ اعلانیہ پر مقدم کیا گیا ہے اسمیں اشارہ ہے کہ چھپا کر دینا ظاہر کر کے دینے سے افضل ہے۔

☆......**یا یها الذین امنوا اتقوا الله**......☆یہ آیت ان اصحاب کے حق میں نازل ہوئی جو سود کی حرمت نازل ہونے سے قبل سودی لین دین کرتے تھے۔انکی گراں قدر سودی رقمیں دوسرے کے ذمہ باقی تھیں۔اس میں حکم دیا گیا کہ سود کی حرمت نازل ہونے کے بعد سابق کا مطالبہ بھی واجب الترک ہے اور پہلا مقرر کیا ہوا سود بھی اب لینا جائز نہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سود کی تعریف،اس کا حکم اور مذمت:

۱......ماپ یا تول سے بکنے والی چیز اگر اپنی جنس سے بدلی جائے (مثلاً گیہوں کے بدلے گیہوں،جو کے بدلے جو)اور ایک طرف زیادہ ہو یہ حرام ہے۔ہمارے نزدیک اسکی علت قدر اور جنس ہے۔اگر وہ چیز عددی ہے مثلاً انڈے،کھجور،اخروٹ وغیرہ تو ان اشیاء میں کمی زیادتی سود نہیں۔اسی طرح جید اور ردی کی صورت میں اگر دونوں جانب مقدار برابر ہو تو جائز ہے ورنہ حرام۔

(ماخوذ از الهدایة،باب الربا، ج۵،ص ۱۷۲ وغیرہ)

اعلی حضرت فاضل بریلوی نے سود کی تعریف یہ بیان فرمائی ہے کہ''**والربو هو الفضل المستحق بالعقد الخالی عن العوض کما فی الهدایة** یعنی سود عقد سے ثابت ہونے والی اس زیادتی کو کہتے ہیں جو عوض سے خالی ہو جیسا کہ ہدایہ میں ہے۔''

(الفتاوی رضویة مخرجه،ج۱۷،ص ۱۶۰)

قدر سے مراد ماپ اور وزن ہے جبکہ جنس کی تعریف یہ ہے کہ اگر دونوں چیزوں کا نام اور کام ایک ہے تو ایک ہی جنس مانی جائے گی اور اگر نام اور مقصد جدا جدا ہو تو جنس بھی مختلف مانی جائے گی جیسے گیہوں، جو، کپڑے کی قسمیں ململ، لٹھا، گبرون، چھینٹ، یہ سب "مختلف الاجناس" ہیں، کھجور کی ساری اقسام ایک جنس ہیں، لوہا، سیسہ، تانبا، پیتل مختلف جنسیں ہیں، اون، ریشم اور مختلف جنسیں ہیں، گائے کا گوشت، بھیڑ، بکری کا گوشت، دنبہ کی چکی، پیٹ کی چربی، یہ سب بھی مختلف اجناس ہیں، روغن گل، جوہی، چمیلی بھی مختلف اجناس ہیں۔ (ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الربا، ج۷، ص۴۰۳ وغیرہ)

اصطلاح شرع میں ربا کی دو قسمیں ہیں: (۱)......ربا النسیئہ (جسے ربا القرآن بھی کہتے ہیں کیونکہ قرآن نے اسے حرام قرار دیا ہے) یہ ہے کہ ادھار کی میعاد پر معین شرح کے ساتھ اصل رقم سے زیادہ وصول کرنا یا اس پر نفع وصول کرنا۔ (۲)......ربا الفضل (یعنی ربا الحدیث) یہ ہے کہ ایک جنس کی چیزوں میں دست بدست زیادتی کے عوض بیع ہو، مثلاً دو کلو گرام جو کو نقد دس کلو گرام جو کے عوض فروخت کیا جائے۔ (بہار شریعت مخرجہ، حصہ ۱۱، ج۲، ص۹۷ ملخصاً)

قرض سے نفع اٹھانا بھی سود کے زمرے میں داخل ہے کیونکہ سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "کل قرض جر منفعة فهو ربا۔" (الفتاوی رضویۃ مخرجہ، ج۱۷، ص۳۷۳)

سود کا حکم یہ ہے کہ سود حرام قطعی ہے۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ﴿واحل الله البيع وحرم الربوا﴾ آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے سود کو مطلقاً حرام فرمایا، کسی قسم کی تخصیص نہ فرمائی کہ فلاں سے سود لینا حرام اور فلاں سے جائز بلکہ سود مطلقاً حرام ہے چاہے کافر سے ہو یا مسلمان سے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، سود کی گواہی دینے والے اور سودی لین دین تحریر کرنے والے پر لعنت فرمائی۔"

(ابو داؤد، کتاب البیوع، باب فی اکل الربا، رقم:۳۳۳۳، ص۶۳۵)

☆......حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "سود میں ۷۲ گناہ ہیں، جن میں سے سب سے ہلکے گناہ کا مرتبہ یہ ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنی ماں کیساتھ ہم بستر ہو۔" (الدر المنثور، ج۱، ص۶۴۳)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے سود کے بارے میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا: "بیشک کوئی شخص سود کے ذریعے ایک درہم پائے تو اس کا یہ عمل اللہ عزوجل کے نزدیک چھتیس مرتبہ زنا سے سخت تر ہے۔" (المرجع السابق)

☆......حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میں نے رات کو دو شخص اپنے پاس آتے دیکھے، وہ مجھے ارض مقدسہ کیطرف لے گئے یہاں تک کہ ہم ایک خون کی نہر تک پہنچے، اس نہر میں ایک شخص کھڑا تھا دوسرا شخص اسکے سامنے تھا جسکے سامنے کچھ پتھر پڑے تھے، یہ آدمی آگے بڑھ کر جب بھی نکلنے کا ارادہ کرتا تو وہ دوسرا شخص اسکے منہ پر پتھر مار کر اسے واپس لوٹا دیتا چنانچہ جب بھی اس شخص نے نکلنا چاہا تو دوسرے نے ایسا ہی کر کے اسے لوٹا دیا، میں نے دریافت کیا: "یہ کیا ماجرا ہے؟" تو جواب میں انہوں نے کہا کہ جسکو آپ نے نہر میں دیکھا ہے وہ سود خور ہے۔"

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب اکل الربو وشاهده، رقم:۲۰۸۵، ص۳۳۴)

سود کے نقصانات:

(۱)......سود میں جو زیادتی لی جاتی ہے وہ معاوضۂ مالیہ میں ایک مقدار مال کا بغیر بدل وعوض کے لینا ہے یہ صریح ناانصافی ہے۔ (۲)......سود کا رواج تجارتوں کو خراب کرتا ہے کہ سود خور کو بے محنت مال کا حاصل ہونا تجارت کی مشقتوں اور خطروں سے کہیں زیادہ آسان معلوم ہوتا

ہے اور تجارتوں کی کمی انسانی معاشرت کو نقصان پہنچاتی ہے۔(۳)......سود کے رواج سے باہمی مودّت کے سلوک کو نقصان پہنچتا ہے۔(۴)......سود سے انسانی طبیعتوں میں درندوں کی سی بے رحمی پیدا ہوجاتی ہے۔

عکس تشبیہ علامہ صاوی کے نزدیک:

۲......علامہ صاوی نے عکس تشبیہ یہ بیان کی ہے کہ انہوں نے ربا کو حلال ہونے میں اصل قرار دیا اور بیع کو اس پر قیاس کرلیا

اغراض:

من قبورھم :یعنی سود کھانے والا قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ گرتا پڑتا ہوگا اور صحیح حرکت نہ کرسکے گا، اور یہ گرنا پڑنا عقل کے خلل کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ اس وجہ سے ہوگا کہ دنیا میں سود کھاتا تھا اور اس کے پیٹ میں سودی مال بھرا ہوگا، پس وہ جلدی سے اٹھنے پر قادر نہ ہوگا، پھر جب کھڑا ہوگا تو اس کا پیٹ ایک جانب جھکا ہوا ہوگا۔**من عکس التشبیہ** :اس لئے کہ وہ لوگ سود کو اصل اور تجارت کو فرع جانتے تھے یہاں تک کہ اس بارے میں شبہ میں پڑے تھے۔**عن اکلہ**:یعنی وہ سود لیتے تھے اور اس لینے کو بالاکل سے تعبیر کیا اس لئے کہ مال سے نفع اٹھانے کی غالب ترین وجہ یہی ہے۔**فلہ ما سلف** :یعنی جب سود کی حرمت نازل ہونے سے پہلے عقد میں مال زیادہ بطور سود لیا تو اس سے واپس نہیں لوٹایا جائے گا۔**ینقصہ**:حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے کہا کہ اس شخص سے نہ تو صدقہ قبول کیا جائے گا، نہ حج، جہاد اور صلہ رحمی۔**یزیدھا**:یعنی مال میں برکت عطا فرمائے گا جس سے صدقہ وغیرہ نکالا گیا ہے۔سید عالم ﷺ سے روایت ہے کہ ''اللہ عزوجل صدقہ قبول فرماتا ہے اور اسے بڑھاتا ہے جیسا کہ تم میں سے کسی کا مہر بڑھاتا ہے'' ایک روایت میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس مال سے زکوۃ دی جائے اس میں کبھی کمی نہیں آتی''۔**بعد النھی** :ممانعت کے بعد زیادتی کا طلب کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اسے ممانعت پہنچی ہی نہیں ہے۔**قبل**:یعنی نہی سے قبل۔**بالابراء**:یعنی ہر قسم کے دین یا بعض۔**انہ**:یعنی افضل صدقہ۔**فی ظلہ** :یعنی اس کے عرش کے سایہ، جیسا کہ بعض روایات میں اس کی صراحت ہے اور مراد اس قول سے کہ **یوم لاظل الا ظلہ** یعنی قیامت میں لوگ جب اللہ عزوجل کے حضور پیش ہونگے اور سورج ان کے سروں کے قریب ہوگا اور انہیں سخت گرمی پہنچے گی اور ان کا پسینہ نکلے گا اس دن اللہ عزوجل کے عرش کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (الجمل،ج۱،ص۳۴۵ وغیرہ)

والاجل:اس مراد بالنساء ہے جو کہ حرام ہے اگرچہ جنس متعدد ہو۔**القدر**:اس سے مراد بالفضل یعنی زیادتی ہے اور یہ فقط اتحاد جنس میں حرام ہے۔**الذی یتخبطہ الشیطان**:یعنی قیامت کے دن یہ سود خور کی علامت ہے۔**بعض الصحابۃ** :مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ (الصاوی،ج۱،ص۲۰۲ وغیرہ)

رکوع نمبر:۷

﴿یایھا الذین امنوا اذا تداینتم﴾ تَعَامَلْتُمْ ﴿بدین﴾ کَسَلَمٍ وَّقَرْضٍ ﴿الی اجل مسمی﴾ مَّعْلُوْمٍ ﴿فاکتبوہ﴾ اِسْتِیْثَاقًا وَّدَفْعًا لِّلنِّزَاعِ ﴿ولیکتب﴾ کِتَابَ الدَّیْنِ ﴿بینکم کاتب بالعدل﴾ بِالْحَقِّ فِیْ کِتَابَتِہٖ لَا یَزِیْدُ فِی الْمَالِ وَالْاَجَلِ وَلَا یَنْقُصُ ﴿ولا یاب﴾ یَمْتَنِعُ ﴿کاتب﴾ مِنْ ﴿ان یکتب﴾ اِذَا دُعِیَ اِلَیْھَا ﴿کما علمہ اللہ﴾ اَیْ فَضَّلَہٗ بِالْکِتَابَۃِ فَلَا یَبْخَلْ بِھَا، وَالْکَافُ مُتَعَلِّقَۃٌ بِیَابَ ﴿فلیکتب﴾ تَاکِیْدٌ

﴿وليملل﴾ عَلَى الْكَاتِبِ ﴿الذى عليه الحق﴾ اَلدَّيْنُ لِاَنَّهُ الْمَشْهُوْدُ عَلَيْهِ فَيُقِرُّ لِيُعْلَمَ مَا عَلَيْهِ ﴿وليتق الله ربه﴾ فِيْ اِمْلَائِهِ ﴿ولايبخس﴾ يَنْقُصْ ﴿منه﴾ اَيِ الْحَقِّ ﴿شيئا فان كان الذى عليه الحق سفيها﴾ مُبَذِّرًا ﴿اوضعيفا﴾ عَنِ الْاِمْلَاءِ لِصِغَرٍ اَوْ كِبَرٍ ﴿اولا يستطيع ان يمل﴾ لِخَرَسٍ اَوْ جَهْلٍ بِاللُّغَةِ اَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ ﴿هوفليملل وليه﴾ مُتَوَلِّيْ اَمْرِهِ مِنْ وَّالِدٍ وَّوَصِيٍّ وَّقَيِّمٍ وَّمُتَرْجِمٍ ﴿بالعدل واستشهدوا﴾ اَشْهِدُوْا عَلَى الدَّيْنِ ﴿شهيدين﴾ شَاهِدَيْنِ ﴿من رجالكم﴾ اَىْ بَالِغِي الْمُسْلِمِيْنَ الْاَحْرَارِ ﴿فان لم يكونا﴾ اَيِ الشَّاهِدَانِ ﴿رجلين فرجل وامراتن﴾ يَشْهَدُوْنَ ﴿ممن ترضون من الشهداء﴾ لِدِيْنِهٖ وَعَدَالَتِهٖ، وَتَعَدُّدُ النِّسَاءِ لِاَجْلِ ﴿ان تضل﴾ تَنْسٰى ﴿احداهما﴾ الشَّهَادَةَ لِنَقْصِ عَقْلِهِنَّ وَضَبْطِهِنَّ ﴿فتذكر﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ ﴿احداهما﴾ الذَّاكِرَةُ ﴿الاخرى﴾ النَّاسِيَةَ، وَجُمْلَةُ الْاِذْكَارِ مَحَلُّ الْعِلَّةِ اَىْ لِتُذَكِّرَ اِنْ ضَلَّتْ وَدَخَلَتْ عَلَى الضَّلَالِ اَنَّهُ سَبَبُهُ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِكَسْرِ اِنْ شَرْطِيَّةٌ، وَرَفْعُ تُذَكِّرُ اِسْتِيْنَافٌ، جَوَابُهٗ ﴿ولاياب الشهداء اذا ما﴾ زَائِدَةٌ ﴿دعوا﴾ اِلٰى تَحَمُّلِ الشَّهَادَةِ وَاَدَائِهَا ﴿ولا تسئموا﴾ تَمَلُّوْا مِنْ ﴿ان تكتبوه﴾ اَىْ مَا شَهِدْتُّمْ عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ لِكَثْرَةِ وُقُوْعِ ذٰلِكَ ﴿صغيرا﴾ كَانَ ﴿او كبيرا﴾ قَلِيْلًا اَوْ كَثِيْرًا ﴿الى اجله﴾ وَقْتَ حُلُوْلِهٖ حَالٌ مِّنَ الْهَاءِ فِيْ تَكْتُبُوْهُ ﴿ذلكم﴾ اَىِ الْكِتْبُ ﴿اقسط﴾ اَعْدَلُ ﴿عندالله واقوم للشهادة﴾ اَىْ اَعْوَنُ عَلٰى اِقَامَتِهَا لِاَنَّهٗ يُذَكِّرُهَا ﴿وادنى﴾ اَقْرَبُ اِلٰى ﴿ا﴾ نْ ﴿لاترتابوا﴾ تَشُكُّوْا فِيْ قَدْرِ الْحَقِّ وَالْاَجَلِ ﴿الا ان تكون﴾ تَقَعُ ﴿تجارة حاضرة﴾ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالنَّصْبِ فَتَكُوْنُ نَاقِصَةً وَاسْمُهَا ضَمِيْرُ التِّجَارَةِ ﴿تديرونها بينكم﴾ اَىْ تَقْبِضُوْنَهَا وَلَا اَجَلَ فِيْهَا ﴿فليس عليكم جناح﴾ فِيْ ﴿ا﴾ نْ ﴿لا تكتبوها﴾ وَالْمُرَادُ بِهَا الْمُتَّجَرُ فِيْهِ ﴿واشهدوا اذا تبايعتم﴾ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ اَدْفَعُ لِلْاِخْتِلَافِ وَهٰذَا وَمَا قَبْلَهٗ اَمْرُ نَدْبٍ ﴿ولايضار كاتب ولاشهيد﴾ صَاحِبَ الْحَقِّ وَمَنْ عَلَيْهِ بِتَحْرِيْفٍ اَوْ اِمْتِنَاعٍ مِّنَ الشَّهَادَةِ اَوِ الْكِتَابَةِ اَوْلَا يَضُرُّهُمَا صَاحِبُ الْحَقِّ بِتَكْلِيْفِهِمَا مَا لَا يَلِيْقُ فِي الْكِتَابَةِ وَالشَّهَادَةِ ﴿وان تفعلوا﴾ مَا نُهِيْتُمْ عَنْهُ ﴿فانه فسوق﴾ خُرُوْجٌ عَنِ الطَّاعَةِ لَاحِقٌ ﴿بكم واتقوا الله﴾ فِيْ اَمْرِهٖ وَنَهْيِهٖ ﴿ويعلمكم الله﴾ مَصَالِحَ اُمُوْرِكُمْ حَالٌ مُّقَدَّرَةٌ اَوْ مُسْتَاْنِفٌ ﴿والله بكل شىء عليم (۲۸۲) وان كنتم على سفر﴾ اَىْ مُسَافِرِيْنَ وَتَدَايَنْتُمْ ﴿ولم تجدوا كاتبا فرهن﴾ وَفِيْ قِرَاءَةٍ فَرُهُنٌ ﴿مقبوضة﴾ تَسْتَوْثِقُوْنَ بِهَا، وَبَيَّنَتِ السُّنَّةُ جَوَازَ

الرَّهْنِ فِي الْحَضَرِ وَوُجُوْدِ الْكَاتِبِ فَالتَّقْيِيْدُ بِمَا ذُكِرَ لِاَنَّ التَّوْثِيْقَ فِيْهِ اَشَدُّ وَاَفَادَ قَوْلُهُ مَقْبُوْضَةٌ اِشْتِرَاطُ الْقَبْضِ فِي الرَّهْنِ وَالْاِكْتِفَاءُ بِهٖ مِنَ الْمُرْتَهِنِ وَوَكِيْلِهٖ ﴿فان امن بعضكم بعضا﴾ اَيِ الدَّائِنُ الْمَدِيْنَ عَلٰى حَقِّهٖ فَلَمْ يَرْتَهِنْ ﴿فليؤد الذی اؤتمن﴾ اَيِ الْمَدِيْن ﴿امانته﴾ دَيْنَهٗ ﴿وليتق الله ربه﴾ فِيْ اَدَائِهٖ ﴿ولا تكتموا الشهادة﴾ اِذَا دُعِيْتُمْ لِاَقَامَتِهَا ﴿ومن يكتمها فانه اثم قلبه﴾ خُصَّ بِالذِّكْرِ لِاَنَّهٗ مَحَلُّ الشَّهَادَةِ وَلِاَنَّهٗ اِذَا اَثِمَ تَبِعَهٗ غَيْرُهٗ فَيُعَاقِبُ مُعَاقَبَةَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿والله بما تعملون عليم(۲۸۳)﴾ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ مِّنْهُ

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو جب تم لین دین کرو (معاملہ کرو) کسی دَین کا (جیسا کہ بیع سلم اور قرض کا) ایک مقرر مدت تک (معلوم وقت تک) تو اسے لکھ لو......۱...... (حفاظت میں مبالغہ اور دفع ضرر کیلئے) اور چاہیے کہ لکھے (قرض کی دستاویز کو) تمہارے درمیان لکھنے والا (حق کے ساتھ اپنی کتاب میں اور مال و مدت میں نہ زیادتی کرے نہ کمی) اور انکار نہ کرے (منع نہ کرے) لکھنے والا (اس بات کے) لکھنے سے (جب اسے بلایا جائے لکھنے کیلئے) جیسا کہ اسے اللہ نے سکھایا (یعنی اسے کاتب ہونے کی فضیلت دی تو وہ لکھنے میں بخل نہ کرے، کما میں کاف یأب فعل کے متعلق ہے) اور اسے لکھ دینا چاہیے (فلیکتب دوبارہ تاکید کے لئے ذکر کیا گیا ہے) اور چاہیے کہ لکھتا جائے (کاتب) جس پر حق آتا ہے (یعنی جس پر اسکا دین آتا ہے کیونکہ شہادت اس پر دلائی جارہی ہے، پس مقروض اقرار کرے گا تاکہ معلوم ہوجائے جو اس کے ذمہ لازم ہے) اور اللہ سے ڈرے جو اسکا رب ہے (اس دستاویز کو لکھنے لکھانے میں) اور کمی نہ کرے (یبخس بمعنی ینقص ہے) اس سے (یعنی حق میں سے) کچھ بھی پھر جس پر حق آتا ہے اگر بے عقل (یعنی فضول خرچ) یا ناتواں ہو (کم سنی یا بڑھاپے کی وجہ سے دستاویز لکھنے سے عاجز ہو) یا وہ لکھا نہ سکے تو لکھوائے (گونگے ہونے یا وہاں مروج زبان نہ جاننے یا کسی اور وجہ سے) تو اسکا ولی لکھوائے (یعنی اسکے کاموں کا متولی لکھوائے والد، وصی، منتظم اور مترجم لکھوائے) انصاف سے اور گواہ کرلو (یعنی دَین پر گواہ بنالو......۲......) دو (شہیدین بمعنی شاهدین ہے) اپنے مردوں میں سے (وہ دونوں آزاد بالغ مسلمان) پھر اگر نہ ہوں (یعنی دو مرد گواہ) تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہی دیں) ایسے گواہ جنکو پسند کرو (انکے دین اور عدل کی وجہ سے اور عورتوں کا متعدد ہونا اسلئے ہے) کہ کہیں بھولے (تضل بمعنی تنسی ہے) ان میں سے ایک عورت (شہادت کو، عقل اور ضبط کی کمی کی وجہ سے) تو یاد دلائے (تذکر فعل تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) ایک عورت (جو یاد رکھنے والی ہے) دوسری کو (جو بھولنے والی ہے، جملہ تذکر بمنزلہ علت کے ہے یعنی تاکہ دوسری یاد دلائے اگر پہلی بھول جائے اور جملہ اذکار کو ضلال پر داخل اسلئے کیا گیا ہے کہ وہ اسکا سبب ہے اور قرأت میں ان کو ان شرطیہ بھی پڑھا گیا ہے اور تذکر کو مرفوع جملہ مستانفہ ہونے کی وجہ سے پڑھا گیا ہے، جواب شرط ہے) اور گواہ آنے سے انکار نہ کریں جب (اذاما میں ما زائدہ ہے) بلائے جائیں (گواہ بننے اور گواہی دینے کیلئے) اور اسے بھاری نہ جانو (اس سے تنگ دل نہ ہو) کہ لکھت کرلو (اس حق کی جس پر تمہیں گواہ بنایا گیا ہے یا اس کے بکثرت واقع ہونے کی وجہ سے اسے بھاری نہ جانو) دَین چھوٹا (ہو) یا بڑا (تھوڑا ہو یا زیادہ) اسکی میعاد تک (یعنی اختتام مدت تک، صغیرا ......الخ تکتبوہ کی ہ ضمیر سے حال ہے) یہ (لکھنا) زیادہ انصاف والی بات ہے (اقسط بمعنی اعدل ہے) اللہ کے نزدیک اور اس میں

گواہی خوب ٹھیک رہے گی (یعنی ادائے شہادت میں یہ زیادہ معاون ہوگا کیونکہ یہ اس گواہی کو یاد دلائے گی) اور یہ اس سے قریب ہے (ادنی بمعنی اقرب ہے) کہ تمہیں شبہ نہ پڑے (تمہیں شک نہ ہو، مقدار حق اور مدت کے بارے میں) مگر یہ کہ (واقع ہو) ہر دست کا سودا (ایک قرأت میں حاضرۃ منصوب ہے اس صورت میں تکون فعل ناقص ہوگا اور اسکا اسم تکون میں موجود ضمیر ہوگی جس ضمیر کا مرجع تجارت ہوگا) جیسا تم لین دین آپس میں کرو (یعنی مبیع پر قبضہ کرلو اور اس میں کوئی مدت مقرر نہ ہو) تو اسکے نہ لکھنے کا تم پر کوئی گناہ نہیں (مراد اس سے سامان تجارت ہے) اور جب خرید و فروخت کرلو تو گواہ کرو (اس پر، کیونکہ یہ اختلاف کو زیادہ دور کرنے والا ہے یہ اور اس سے ماقبل کا حکم استحبابی ہے) اور نہ کسی لکھنے والے کو ضرر دیا جائے اور نہ گواہ کو (نہ صاحب حق نقصان پہنچایا جائے نہ وہ جس پر حق نکلتا ہے یا کتابت میں ہیر پھیر کر کے یا گواہی دینے یا لکھنے سے روک کر اور نہ ہی صاحب حق کاتب اور گواہ کو نقصان پہنچائیں کتابت یا گواہی میں نامناسب باتوں کا مکلف کر کے) اور جو تم ایسا کرو (جس سے تمکو منع کیا گیا ہے) تو یہ تمہارا فسق ہوگا (یعنی طاعت سے نکلنا ہوگا اور اس فسق کا تعلق تمہی سے ہوگا) اور اللہ سے ڈرو (اسکے امر و نہی میں) اللہ تمہیں سکھاتا ہے (تمہارے کاموں کی مصلحتیں، ویعلمکم اللہ، فاتقوا کی ضمیر سے حال یا جملہ مستانفہ ہے) اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اور اگر تم سفر میں ہو (یعنی مسافر ہو اور آپس میں لین دین کرو) اور لکھنے والا نہ پاؤ تو گروی ہو......۳......(ایک قرأت میں فرِھٰن ہے جو کہ ،رھن کی جمع ہے) قبضہ میں دیا ہوا (جس سے تم کو اطمینان ہو جائے گا، حدیثِ پاک سے حالتِ حضر میں اور کاتب کی موجودگی میں جواز رہن ثابت ہے، تو یہ دونوں قیود "یعنی حالت سفر و عدم وجودِ کاتب" اس لئے ذکر کی گئی ہیں کہ حالت سفر میں توثیق کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے، لفظ مقبوضۃ سے یہ فائدہ ہوا کہ رہن میں قبضہ شرط ہے اور یہ کہ قبضہ مرتہن یا وکیل دونوں میں سے ایک کا کافی ہو جائے گا) اور اگر تم میں ایک کو دوسرے پر اطمینان ہو (یعنی قرض لینے والا اور دینے والا ایک دوسرے پر اعتبار کرلیں اور مقروض کچھ گروی نہ رکھے) تو وہ جسے اس نے امین بنایا (یعنی مدیون بنایا ہے) اپنی امانت (یعنی اپنا دین) ادا کردے اور اللہ سے ڈرے جو اسکا رب ہے (اسکی ادائیگی کے سلسلے میں) اور گواہی نہ چھپاؤ (جب تمہیں ادائے شہادت کیلئے بلایا جائے) اور جو گواہی چھپائیگا تو اندر سے اسکا دل گنہگار ہے، (دل کو خاص طور پر اسلیئے ذکر کیا کہ محل شہادت یہی ہے اس لئے کہ دل جب گناہ کریگا تو دیگر اعضاء بھی اسکی پیروی کریں گے، پس دیگر گناہ کرنے والے اعضاء کا عذاب بھی دل پر ہوگا) اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے (اس سے کچھ مخفی نہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، تداینتم: فعل وفاعل، ب: جار، دین: موصوف، الی اجل مسمی: ظرف مستقر صفت، جو اپنے موصوف سے ملکر مجرور، جو جار سے ملکر ظرف لغو، سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، فاکتبوہ: جملہ فعلیہ جواب شرط، شرط جواب شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقصود بالنداء۔

﴿ولیکتب بینکم کاتب بالعدل﴾

و: عاطفہ، لیکتب: فعل امر، بینکم: ظرف، کاتب: موصوف...... بالعدل: ظرف مستقر صفت، اپنے موصوف سے ملکر فاعل...... یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا یاب کاتب ان یکتب کما علمه الله﴾

و: عاطفہ، لایاب: فعل نہی، کاتب: فاعل، ان یکتب: مصدر مؤول مفعول، کماعلمه الله: جار مجرور فی محل نصب مفعول مطلق، لایاب، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلیکتب ولیملل الذی علیه الحق ولیتق الله ربه ولا یبخس منه شیئا﴾

ف: فصیحیہ، لیکتب: فعل بافاعل ملکر جزا شرط محذوف اذاعلمتم هذا الحکم کیلئے، و: عاطفہ، لیملل: فعل، الذی علیه الحق: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ولیتق الله ربه: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف، ولا یبخس منه شیئا: جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿فان کان الذی علیه الحق سفیها اوضعیفا اولا یستطیع ان یمل هو فلیملل ولیه بالعدل﴾

ف: استینافیه، ان: شرطیہ، کان: فعل ناقص، الذی: اسم موصول، علیه الحق: صلہ، موصول صلہ ملکر فعل ناقص کا اسم، سفیها: معطوف علیہ، او: عاطفہ، ضعیفا: معطوف اول، اولا یستطیع ان یمل هو: معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر خبر، ملکر شرط، ف: جزائیہ، لیملل: فعل، ولیه: فاعل، بالعدل: ظرف لغو، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واستشهدوا شهیدین من رجالکم﴾

و: عاطفہ، استشهدوا: فعل بافاعل، شهیدین: موصوف، من رجالکم: صفت، ملکر مفعول فعل فاعل ومفعول سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فان لم یکونا رجلین فرجل وامراتن ممن ترضون من الشهداء ان تضل احداهما فتذکر احداهما الاخری﴾

ف: استینافیه، ان: شرطیہ، لم یکونا رجلین: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، رجل وامراتن: موصوف، ممن ترضون من الشهداء: صفت، مرکب توصیفی ہوکر مبتدا، یشهدون فعل محذوف بافاعل، ان تضل...... الخ: مفعول لہ، فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جواب شرط، فتذکر احدهما الاخری: جملہ فعلیہ ان تضل پر معطوف

﴿ولا یاب الشهداء اذا مادعوا﴾

و: عاطفہ، لایاب: فعل نہی، الشهداء: فاعل، اذا: مضاف، ما: زائدہ، دعوا: فعل بانائب الفاعل، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تسئموا ان تکتبوه صغیرا او کبیرا الی اجله﴾

و: عاطفہ، لا تسئموا: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، تکتبوا: فعل بافاعل، ہ: ضمیر ذوالحال، صغیرا او کبیرا: حال اول، الی

اجلہ: حال ثانی، ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر بتاویل مصدر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلکم اقسط عند اللہ واقوم للشھادۃ وادنی الا ترتابوا﴾

ذلکم: مبتدا، اقسط عند اللہ: شبہ جملہ معطوف علیہ، واقوم للشھادۃ: شبہ جملہ اسمیہ ہوکر معطوف اول، وادنی الا ترتابوا: شبہ جملہ ہوکر معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے معطوفین سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿الا ان تکون تجارۃ حاضرۃ تدیرونھا بینکم﴾

الا: حرف استثناء، ان: مصدریہ، تکون: فعل ناقص، ھی: ضمیر اسم، تجارۃ: موصوم، حاضرۃ: صفت اول، تدیرونھا بینکم: صفت ثانی، ملکر خبر سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مستثنی منقطع، فلیکتب بینکم کاتب بالعدل مستثنی منہ۔

﴿فلیس علیکم جناح الا تکتبوھا﴾

ف: عاطفہ، لیس: فعل ناقص، علیکم: خبر، جناح: موصوف، فی حرف جر محذوف، الا تکتبوھا: جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر صفت، جو موصوف سے ملکر مرکب توصیفی ہوکر اسم مؤخر، یہ جملہ الا ان تکون ......الخ پر معطوف ہے۔

﴿واشھدوا اذا تبایعتم ولا یضار کاتب ولا شھید﴾

و: عاطفہ، اشھدوا: فعل با فاعل، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، تبایعتم: جملہ فعلیہ شرط، فاشھدوا جملہ محذوف جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوکر ظرف، اشھدوا، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا یضار: فعل مجہول، کاتب: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: زائدہ، شھید: معطوف، ملکر نائب الفاعل، فعل اپنے نائب الفاعل سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان تفعلوا فانہ فسوق بکم واتقوا اللہ﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تفعلوا: فعل با فاعل، ملکر شرط، ف: جزائیہ، انہ: حرف مشبہ بالفعل واسم، فسوق بکم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، جو شرط سے ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، اتقوا: فعل با فاعل، اللہ: اسم جلالت مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویعلمکم اللہ واللہ بکل شیء علیم﴾

و: مستانفہ، یعلم: فعل، کم: ضمیر مفعول، اللہ: اسم جلالت فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: استنافیہ، اللہ: اسم جلالت مبتدا، بکل شی علیم: شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان کنتم علی سفر ولم تجدوا کاتبا فرھن مقبوضۃ﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، کنتم علی سفر: معطوف علیہ، ولم تجدوا کاتبا: معطوف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، رھن مقبوضۃ: مبتدا، تستوثقون بھا، محذوف: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان امن بعضکم بعضا فلیؤد الذی اؤتمن امانته ولیتق اللہ ربه﴾

ف: عاطفہ،ان:شرطیہ، امن بعضکم بعضا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ،لِ :لام امر،یؤد:فعل،الذی اؤتمن: فاعل،امانته: مفعول ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ،و: عاطفہ،لیتق:فعل بافاعل،اللّٰہ: اسم جلالت مبدل منہ،ربه: بدل،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر یؤد پر عطف ہے۔

﴿ولا تکتموا الشھادۃ ومن یکتمھا فانه اثم قلبه﴾

و: استینافیہ،لا تکتموا: فعل بافاعل،الشھادۃ: مفعول فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ۔و :مستانفہ،من :شرطیہ مبتداء،یکتمھا:فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ،ان: حرف مشبہ ،ہ:ضمیر اسم،اثم: اسم فاعل، قلبه: فاعل ،ملکر انّ کی خبر،ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر ہوکر جواب شرط،جو شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ بما تعملون علیم﴾

و: استینافیہ،اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا،بما تعملون علیم: شبہ جملہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بیع سلم:

۱......وہ بیع ہے جس میں ثمن (قیمت) فوراادا کرنا ضروری ہو اور مبیع (فروخت شدہ چیز) کو بعد میں خریدار کے حوالہ کرنا بیچنے والے پر لازم ہے۔ (ردالمحتار،کتاب البیوع ،باب السلم،ج۷،ص۴۷۸)

شہادت کا معنی اور شرائط:

۲......لفظ شہادت کے ساتھ کسی حق کو ثابت کرنے کیلئے مجلس قاضی میں سچی خبر دینا شہادت شرعی کہلاتا ہے۔جیسا کہ در مختار میں علامہ حصکفی فرماتے ہیں:اخبار صدق لاثبات حق بلفظ الشھادۃ فی مجلس القاضی ۔اور پھر اس کے بعد شہادت کی شرائط ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: شہادت کی شرطیں یہ ہیں کہ شاہد عاقل، بالغ صحیح یادداشت والا اور مدعی علیہ پر ولایت رکھنے والا ہو چنانچہ اگر مدعی علیہ مسلمان ہے تو شاہد کا بھی مسلمان ہونا ضروری ہے۔اور یہ بھی شرط ہے کہ شاہد کو مشہود لہ کے ساتھ ولادت یا زوجیت کے اعتبار سے قرابت حاصل نہ ہو،نہ ہی کوئی دنیاوی عداوت ہو،اور یہ بھی کہ شاہد کو اس گواہی سے دفع تاوان اور کوئی حصول منفعت جیسی سہولت بھی حاصل نہ ہو۔ (الدرالمختار ،کتاب الشھادہ ،ج۱۱،ص۷۷تا۸۱)

زنا کی گواہی کیلئے چار مردوں کی گواہی معتبر ہوگی جبکہ حدود وقصاص میں دو مردوں کی۔ولادت ،بکارت اور عورتوں کے عیوب وغیرہ کے معاملے میں عورت ہی کی گواہی معتبر ہوگی۔باقی معاملات میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی معتبر ہوگی۔

(ماخوذ از کنز الدقائق مع حاشیہ کشاف الحقائق،باب الشھادۃ ،ص۲۴۰)

ادائے شہادت فرض قطعی ہے جب کہ مدعی گواہوں کو طلب کرے تو گواہی چھپانا جائز نہیں۔یہ حکم حدود کے سوا ہے۔اور

حدود میں گواہ کو اظہار یا خفاء کا اختیار ہے۔ بلکہ خفا افضل ہے حدیثِ پاک میں ہے: "من ستر علی مسلم ستر اللہ فی الدنیا والآخرۃ" جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ عزوجل دنیا اور آخرت میں اسکی پردہ پوشی کریگا۔ اور چوری میں مال لینے کی شہادت دینا واجب ہے تاکہ جسکا مال چوری کیا ہے اسکا حق تلف نہ ہو۔ گواہ اتنی احتیاط کرسکتا ہے کہ چوری کا لفظ ذکر نہ کرے۔ گواہی میں یہ کہنے پر اکتفاء کرے کہ یہ مال فلاں شخص نے لیا۔ (القدوری مع توضیح الضروری، کتاب الشهادة، ص۲۲۹)

رھن:

۳......لغت میں رہن کے معنی روکنا ہے اس کا سبب کچھ بھی ہو اور اصطلاح شرع میں دوسرے کے مال کو اپنے حق میں اس لئے روکنا کہ اس کے ذریعے اپنے حق کو کلا یا جزءً وصول کرنا ممکن ہو مثلاً کسی کے ذمہ اس کا دین ہے اس مدیون نے اپنی کوئی چیز دائن کے پاس رکھ دی کہ اس کو اپنے دین کی وصول پانے کے لئے ذریعہ بنے، رہن کو اردو زبان میں گروی رکھنا بولتے ہیں کبھی اس چیز کو بھی رہن کہتے ہیں جو چیز گروی رکھی گئی ہو۔ (الهداية، کتاب الرهن، ج۲، ص۴۱۲)

اغراض:

قرض: اس سے مراد کسی کو قرض دینا ہے۔ تاکید: یعنی زیادہ وضاحت کے حوالے سے تاکید ہے۔ استیناقاً: اس جملہ میں جانب اشارہ ہے کہ آیت میں حکم رشد وہدایت کے لئے ہے نہ کہ وجوب کے لئے، جیسے نماز اور روزے کا حکم ان کے ترک کرنے پر بُرے انجام کی حیثیت سے ہے۔ کتاب الدین: اس میں اشارہ ہے کہ یکتب کا مفعول محذوف ہے۔ لانہ المشھود علیہ: یعنی کاتب قرض دینے اور لینے والے کی موجودگی میں ہی لکھے تاکہ نزاع نہ رہے۔ ولیتق اللہ ربہ: تاکہ زیادتی اور نقص وغیرہ وہم پیدا کرنے والا کلام نہ لکھے۔ ومترجم: یعنی وہ جو لغت عربیہ نہ جانتا ہو۔ مبذراً: امام مالک علیہ الرحمۃ کے نزدیک اس سے امور دنیا اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک اس سے امور دنیا و دین دونوں مراد ہیں۔ علی الدین: اشارہ ملتا ہے کہ استشھدوا میں سین اور تاء طلب کی تاکید کے لئے ہیں۔ ای بالغی المسلمین الاحرار: یعنی عقل مند عادل، پس بچے کی گواہی مال وغیرہ کے معاملے میں قبول نہ ہوگی اور نہ ہی اس کے اہل کے معاملے میں، امام مالک کے نزدیک بعض جراح (زخم) میں بچے کی گواہی قابل قبول ہے اور اسی طرح غلام، کافر، پاگل اور غیر عادل کی گواہی بھی معتبر نہیں ہے لیکن جب حق سے عدول نہ کریں اور کسی مباح امر پر اکھٹے ہو جائیں۔ وتعدد النساء: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کا فرمان ﴿ان تضل﴾ سوال مقدر کے محذوف جواب کی جانب متعلق ہے اور سوال مقدر یہ ہے کہ تعدد النساء کی شرط کیوں لگائی؟ جب کہ عورتیں مردوں کے لئے مشکل اور تکلیف دہ ہوا کرتی ہیں؟ میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ نصیحت مقصود تھی اس لئے کہ عورتوں میں عقل بھی کم ہوتی ہے اور برداشت کا مادہ بھی کم ہوا کرتا ہے۔

استئناف: مبتدائے محذوف کی خبر ہے اور جملہ جواب شرط ہے مراد اس سے تذکر ہے۔ امر ندب: یعنی جھگڑے کو ختم کرتے ہوئے دنیاوی صلح کی طرف رہنمائی کرے۔ بتحریف: یعنی لکھنے میں کہ زیادتی اور نقصان سے بائع اور مشتری کو نقصان پہنچائے۔ اولا یضرھما صاحب الحق: یضار مبنی للمفعول ہے اور کاتب اور شہید نائب الفاعل اور یضار کی اصل یضارر ہے۔ مالا یلیق فی الکتابۃ: یعنی اس بات کے لکھنے کا حکم دے جسے جانتا نہیں ہے یا جس کے لئے اجرت لینا ممنوع ہو۔ ما نھیتم عنہ: یعنی کاتب اور شاہد کو تکلیف نہ دے۔ جمع رھن: رُہُن اور رِہان دونوں رہن کی جمع ہیں۔

لان التوثیق فیہ اشد: اس لئے کہ غالب اوقات سفر میں کاتب کی عدم موجودگی، قرض کا بھول جانا اور موت کا عارضہ پیش آتا ہے اس

لئے توثیق زیادہ ضروری ہے۔ دیعہ: اسے امانت اس لئے کہا گیا کہ اسے صرف وہی جانتا ہے جس کے پاس ضمہ ہوتی ہے۔ و لانه اذا الم تبعه غیرہ: یعنی گناہ کے معاملے میں، اس لئے کہ دل تمام اعضاء کا سردار ہوتا ہے جب یہ درست ہو جائے تو سارے اعضاء درست ہو جائیں گے اور جب یہ فساد میں آ جائے تو سارے اعضاء فساد میں آ جائیں گے۔ ای تشکوا فی قدر ...... والخ: یعنی شک لینے اور دینے والے کو ضرر دینے کی صورت میں لازم آتا ہے۔ (الصاوی ج۱،ص ۲۰۵ وغیرہ)

فی المال و الاجل ولا ینقص: یعنی کمی بیشی کے ذریعے لینے والے کو مال میں نفع نہ دے اور دینے والے کو مدتِ ادائیگی میں نفع نہ دے۔ ولیہ: یعنی تینوں پاگل، کمزور اور استطاعت نہ رکھنے والے ہر ایک کا ولی ہو۔ او کبر: یعنی عقل کے اعتبار سے کمزور۔ علی اقامتها: یعنی شہادت کی ادائیگی۔ بما ذکر: یعنی سفر اور کاتب کی عدم موجودگی کی بناء پر۔ اشتراط القبض فی الرهن: قبضہ کی شرط رہن کے لزوم کے لئے ہے نہ کہ اس کی صحت اور جواز کے لئے۔ (الحمل ج۱،ص ۳۵۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۸

﴿لله ما فی السموت وما فی الارض وان تبدوا﴾ تُظْهِرُوْا ﴿ما فی انفسکم﴾ مِّنَ السُّوْءِ وَالْعَزْمِ عَلَيْهِ ﴿اوتخفوہ﴾ تُسِرُّوْهُ ﴿یحاسبکم﴾ يُخْبِرْكُمْ ﴿به الله﴾ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴿فیغفرلمن یشاء﴾ اَلْمَغْفِرَةَ لَهٗ ﴿ویعذب من یشاء﴾ تَعْذِيْبَهٗ، وَالْفِعْلَانِ بِالْجَزْمِ عَطْفًا عَلٰى جَوَابِ الشَّرْطِ وَالرَّفْعِ اَیْ فَهُوَ ﴿والله علی کل شیء قدیر (۲۸۴)﴾ وَمِنْهُ مُحَاسَبَتُكُمْ وَجَزَاؤُكُمْ ﴿امن﴾ صَدَّقَ ﴿الرسول﴾ مُحَمَّدٌ ﷺ ﴿بماانزل الیه من ربه﴾ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴿والمؤمنون﴾ عَطْفٌ عَلَيْهِ ﴿کل﴾ تَنْوِيْنُهٗ عِوَضٌ عَنِ الْمُضَافِ اِلَيْهِ ﴿امن بالله وملئکته وکتبه﴾ بِالْجَمْعِ وَالْاِفْرَادِ ﴿ورسله﴾ يَقُوْلُوْنَ ﴿لانفرق بین احد من رسله﴾ فَنُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ كَمَا فَعَلَ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى ﴿وقالوا سمعنا﴾ مَآ اَمَرْتَنَا بِهٖ سِمَاعَ قُبُوْلٍ ﴿واطعنا﴾ نَسْاَلُكَ ﴿غفرانک ربنا والیک المصیر (۲۸۵)﴾ اَلْمَرْجِعُ بِالْبَعْثِ، وَلَمَّا نَزَلَتِ الْاٰيَةُ الَّتِيْ قَبْلَهَا شَكَا الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ الْوَسْوَسَةِ وَشَقَّ عَلَيْهِمُ الْمُحَاسَبَةُ بِهَا فَنَزَلَ ﴿لا یکلف الله نفسا الا وسعها﴾ اَیْ مَا تَسَعُهٗ قُدْرَتُهَا ﴿لها ما کسبت﴾ مِنَ الْخَيْرِ اَیْ ثَوَابُهٗ ﴿وعلیها ما اکتسبت﴾ مِنَ الشَّرِّ اَیْ وِزْرُهٗ وَلَا يُؤَاخَذُ اَحَدٌ بِذَنْبِ اَحَدٍ وَّلَا بِمَا لَمْ يَكْسِبْهُ مِمَّا وَسْوَسَتْ بِهٖ نَفْسُهٗ، قُوْلُوْا ﴿ربنا لا تؤاخذنا﴾ بِالْعِقَابِ ﴿ان نسینا او اخطانا﴾ تَرَكْنَا الصَّوَابَ لَا عَنْ عَمْدٍ كَمَآ اَخَذَ بِهٖ مَنْ قَبْلَنَا وَقَدْ رَفَعَ اللّٰهُ ذٰلِكَ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ كَمَا وَرَدَ فِي الْحَدِيْثِ فَسُؤَالُهٗ اِعْتِرَافٌ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ ﴿ربنا ولا تحمل علینا اصرا﴾ اَمْرًا يَّثْقُلُ عَلَيْنَا حَمْلُهٗ ﴿کما حملته علی الذین من قبلنا﴾ اَیْ بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ مِنْ قَتْلِ النَّفْسِ فِي التَّوْبَةِ وَاِخْرَاجِ رُبْعِ الْمَالِ فِي الزَّكٰوةِ وَقَرْضِ مَوْضِعِ النَّجَاسَةِ ﴿ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة﴾ قُوَّةَ ﴿لنا به﴾ مِنَ التَّكَالِيْفِ الْبَلَاءِ ﴿واعف عنا﴾

اُمْحُ ذُنُوْبَنَا ﴿واغفر لنا ورحمنا﴾ فِي الرَّحْمَةِ زِيَادَةٌ عَلَى الْمَغْفِرَةِ ﴿انت مولنا﴾ سَيِّدُنَا وَمُتَوَلِّي اُمُوْرِنَا ﴿فانصرنا على القوم الكفرين(۲۸۶)﴾ بِاِقَامَةِ الْحُجَّةِ وَالْغَلَبَةِ فِي قِتَالِهِمْ فَاِنَّ مِنْ شَانِ الْمَوْلٰى اَنْ يَّنْصُرَ مَوَالِيَهُ عَلَى الْاَعْدَآءِ، وَفِي الْحَدِيْثِ "لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَقَرَأَهَا عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيْلَ لَهُ عَقَبَ كُلِّ كَلِمَةٍ قَدْ فَعَلْتُ".

﴿ترجمہ﴾

اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اگر تم ظاہر کرو (تبدوا بمعنی تظھروا ہے) جو کچھ تمہارے جی میں ہے (برائی یا اسکا عزم) یا چھپاؤ (تخفوہ بمعنی تسروہ ہے) تم سے حساب لے گا (تمہیں خبر دے گا) اللہ اسکی (قیامت کے دن) تو جسے چاہے گا بخشے گا (یعنی جس کی بخشش چاہے گا اسے بخش دے گا) اور جسے چاہیگا سزا دیگا (یعنی جس کو عذاب دینا چاہے گا اسے عذاب دیگا، یہ دونوں فعل 'یعنی یغفر اور یعذب' مجزوم ہیں جواب شرط پر عطف ہونیکی وجہ سے، اور مرفوع ہوں گے جملہ مستانفہ ہونے کی وجہ سے) اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (اور تم سے حساب لینا اور تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دینا بھی اس کی قدرت کے تحت داخل ہے) ایمان لایا (تصدیق کی) رسول نے (محمد ﷺ نے) اس پر جو اسکے رب کے پاس سے اس پر اُترا (یعنی قرآن سے) اور ایمان والے (المومنون کا عطف الرسول پر ہے) سب نے مانا (کل کی تنوین مضاف الیہ کے عوض میں ہے) اور اللہ اور اسکے فرشتوں اور اسکی کتابوں (لفظ کتب جمع اور مفرد دونوں صیغوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور اسکے رسولوں کو (وہ کہتے ہیں) کہ ہم اسکے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے (کہ بعض پر ایمان لائیں اور بعض کا انکار کریں جیسا کہ یہود اور نصاری نے کیا) اور عرض کی کہ ہم نے سنا (جسکا ہمیں حکم کیا گیا قبولیت کے کانوں سے) اور مانا (جو ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں) تیری معافی ہو اے رب ہمارے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے (قیامت کے دن قبروں سے اٹھنے کے بعد، اس سے پہلی آیت ان تبدوا......الخ نازل ہوئی تو مسلمانوں نے وسوسہ آنے کی شکایت کی اور ان وسوسوں پر محاسبہ کیا جانا ان پر گراں گزرا اس پر یہ آیت نازل ہوئی) اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اسکی طاقت بھر (یعنی جس پر اسے قدرت واختیار ہو) اسکے لیے ہے جو کمایا (یعنی جو بھلائی کی اسکا ثواب اسی کیلئے ہے) اور جو کمائی کی (یعنی جو برا کام کیا اس کا بوجھ اسی پر ہے کسی سے دوسرے کے گناہ کا مواخذہ نہ کیا جائے گا اور نہ ہی فقط وسوسہ پر مواخذہ ہوگا انہوں نے عرض کی) اے رب ہمارے ہمیں نہ پکڑ (عذاب نہ دے کر) اگر ہم بھولیں یا چوکیں (اگر ہم سے راہِ صواب ترک ہو جائے اور یہ ترک عمدا نہ ہو جیسا کہ تو نے ہم سے پہلوں سے مواخذہ کیا اور اللہ نے اس امت سے مواخذۂ خطا و نسیان اٹھالیا، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے، پس مواخذہ اٹھا لینے کا سوال کرنا اعتراف نعمتِ الٰہی ہے) اے رب ہمارے! اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ (ایسا بوجھ کہ جسکا اٹھانا ہم پر بھاری ہو) جیسا کہ تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا تھا (یعنی بنی اسرائیل پر توبہ کیلئے اپنی جانوں کو قتل کرنا، زکوۃ میں چوتھائی مال دینا اور موضع نجاست کو کاٹ پھینکنا) اے رب ہمارے! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جسکے اٹھانے کی ہمیں سہار (یعنی قوت) نہ ہو (ہم پر وہ تکالیف اور آزمائش نہ ڈال) اور ہمیں معاف فرمادے (ہمارے گناہ مٹا دے) اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما (رحمت، مغفرت سے بڑھ کر ہے) تو ہمارا مولا ہے (ہمارا سردار اور ہمارے کاموں کا متولی) تو کافروں پر ہمیں مدد دے (اقامتِ حجت کے ذریعے اور ان سے ہونے والی جنگ میں ہمیں غلبہ دے کر کہ مولی کی شان ہی یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے غلاموں کی دشمنوں پر مدد فرماتا ہے

اور''حدیث'' میں ہے کہ جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے پڑھا اور ہر کلمہ کے آخر میں آپ سے کہا گیا کہ آپ کی مراد و مطلوب کو قبول کرلیا گیا ہے،......ا......)۔

﴿ترکیب﴾

﴿لله ما فی السموت وما فی الارض﴾

لله: ظرف مستقر خبر مقدم،مافی السموات: معطوف علیہ،وما فی الارض: معطوف،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان تبدوا مافی انفسکم اوتخفوه یحاسبکم به الله﴾

و: استینافیہ ، ان: شرطیہ،تبدوا: فعل وفاعل،ما فی انفسکم: موصول صلہ ملکر مفعول،سب ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ،تخفوه: جملہ فعلیہ معطوف ملکر شرط، یحاسبکم به الله: جملہ فعلیہ جواب شرط،جو شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فیغفرلمن یشاء ویعذب من یشاء والله علی کل شیء قدیر﴾

ف: مستانفه،هو مبتدا محذوف،یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء: جملہ فعلیہ معطوفہ ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿امن الرسول بما انزل الیه من ربه والمؤمنون﴾

امن: فعل،الرسول:معطوف علیہ،بما انزل الیه من ربه: ظرف لغو،والمومنون: معطوف ملکر فاعل،فعل اپنے فاعل اور ظرف سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کل امن بالله وملئکته وکتبه ورسله﴾

کل: مبتدا،امن...... الخ: جملہ فعلیہ ہو کر خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لا نفرق بین احد من رسله﴾

لا نفرق: فعل وفاعل،بین: مضاف،احد: موصوف،من رسله: صفت،ملکر مضاف الیہ،ملکر ظرف،فعل اپنے فاعل اور ظرف سے ملکر مقولہ،یقولون قول محذوف،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا﴾

و: استینافیه ،قالوا:قول،سمعنا واطعنا: معطوف معطوف علیہ ملکر مقولہ،غفرانک: مفعول مطلق،نستغفرک فعل محذوف کیلئے،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ،ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ۔

﴿والیک المصیر﴾

و: عاطفہ،الیک: ظرف مستقر خبر مقدم،المصیر: مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ ہو کر محذوف جملہ اسمیہ منک المبدأ جملہ پر معطوف ہے۔

﴿لا یکلف الله نفسا الا وسعها لهاما کسبت وعلیها ما اکتسبت﴾

لایکلف: فعل،اللّٰہ: اسم جلالت فاعل،نفسا: مفعول،الا: حرف حصر،وسعھا: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ،لھا: خبر مقدم ،ماکسبت: مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،علیھا ماااکتسبت: جملہ اسمیہ۔

﴿ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا﴾

ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ،لا تؤاخذ: فعل بافاعل،نا: ضمیر ذوالحال،ان: شرطیہ،نسینا او اخطانا: جملہ فعلیہ شرط،جزا محذوف فلاتؤاخذنا ملکر جملہ شرطیہ ہوکر حال،جوذوالحال سے ملکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء۔

﴿ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا﴾

ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ،و: عاطفہ،لا تحمل: فعل بافاعل،علینا: ظرف لغو،اصرا: مفعول،کما حملته ......الخ: جارمجرور متعلق بمحذوف،حملا موصوف محذوف کیلئے،ملکر مفعول مطلق،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ لا تؤاخذنا پر معطوف ہے۔

﴿ربنا ولاتحملنا مالاطاقة لنا به﴾

ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ،و: عاطفہ،لا تحملنا: فعل بافاعل ومفعول،ما: موصولہ،لا: نفی جنس،طاقة لنا: اسم،به: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صلہ،ملکر مفعول ثانی،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر لا تواخذنا پر معطوف ہے۔

﴿واعف عنا واغفر لنا وارحمنا﴾

و: عاطفہ،اعف: فعل بافاعل،عنا: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے،و: عاطفہ،اغفر: فعل بافاعل،لنا: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے،و: عاطفہ،ارحمنا: فعل بافاعل ومفعول،ملکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿انت مولنا فانصرنا علی القوم الکفرین﴾

انت: مبتدا،مولنا: خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،ف: تعلیلیہ،انصرنا: فعل بافاعل ومفعول،علی القوم الکفرین: ظرف لغو،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سورۂ بقرہ کی آخری آیات کی فضیلت:

۱.....حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت مبارکہ ﴿لله ما فی السموات وما فی الارض ......الخ﴾ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اس کا بہت اثر ہوا۔وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گھٹنوں کے بل حاضر ہوئے اور عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں نماز روزے،جہاد اور صدقے کا مکلّف بنایا گیا جس کی ہمیں طاقت تھی۔اب آپ پر یہ آیت ﴿وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوه﴾ نازل ہوئی جس پر عمل کی ہمیں طاقت نہیں۔اور ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم یہ چاہتے ہو کہ وہ کچھ کہو جو تم سے پہلے کتابیوں نے سمعنا وعصینا کہا؟ بلکہ تم یہ کہو کہ سمعنا واطعنا

غفرانک ربنا والیک المصیر" جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ حکم تسلیم کرلیا تو انکی زبان پر یہ کلمات جاری ہوگئے۔ اللہ عزوجل نے اسکے بعد یہ آیت نازل فرمائی امن الرسول بما......الخ ۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان،باب بیان انہ سبحنہ وتعالی،ص ۸۱)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلطان دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ رب العالمین نے میری خاطر امت کے دل کے وسوسوں کو معاف فرمادیا ہے بشرطیکہ نہ تو دل کی بات کا اظہار کرے اور نہ ہی اس پر عمل کرے۔

(صحیح البخاری ،کتاب العتق،باب الخطاء و النسیان، ص ۴۰۸)

☆...... حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا جبکہ وہ کعبہ معظمہ کا طواف کر رہے تھے تو انہوں نے ارشاد فرمایا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: "مَنْ قَرَأَ الْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ جو شخص سورۃ بقرۃ کی آخری دو آیتیں جس رات میں پڑھے تو وہ اسے کفایت کریں گی" (ابو داؤد، کتاب الصلوۃ ،باب تحزیب القرآن،ص ۲۶۴)

☆...... حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بیشک اللہ عزوجل نے زمین و آسمان کو تخلیق کرنے سے دو ہزار سال پہلے ایک تحریر لکھی جن میں سے (سورۃ بقرۃ کی آخر والی) اتاریں، کوئی گھر ایسا نہیں ہے کہ جس میں یہ دونوں آیتیں تین دن لگا تار پڑھی جائیں اور پھر شیطان خبیث اس گھر کے قریب بھی آئے۔ (الترمذی، کتاب فضائل القران عن رسول اللہ،باب ماجاء فی آخر سورۃ،ج ۲ ،ص ۱۱۶)

اغراض:

یخبرکم: یعنی اللہ تمہیں اس کی خبر دیتا ہے۔ سماع قبول: اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور نافرمانی کی۔ والعزم علیه: یعنی برائی پر، یعنی برائی کا پکا ارادہ کرلے۔ ولا یواخذ احد بذنب احد: یعنی یہ معصیت کی جانب سے ہے کہ کسی سے کسی کے گناہ کا مواخذہ نہ ہوگا۔ اور جہاں تک طاعت کا معاملہ ہے تو غیر فاعل بھی نفع پائے گا۔ (الصاوی، ج ۱، ص ۲۰۹ وغیرہ)

مما وسوست به نفسه: یہاں نفس کے وسوسہ سے مراد قصد کے چار مراتب کے سوا بات پائی جائے، وہ مراتب یہ ہیں عزم، اندیشہ و کھٹکنے والی بات، فکر و تصور و میلان، دل میں بات آنا یعنی الہام۔ من التکالیف: یعنی رات کا قیام واجب ہونا۔ لاعن عمد: یعنی مطلع ابر آلود ہونے کی صورت میں جہالت کی بناء پر نماز کو اس کے وقت میں نہ پڑھنا اور قتل خطاء۔ کما اخذت به: ماقبل ذکر کردہ دونوں معاملات، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل جب کوئی چیز بھول جاتے یا خطاء کر جاتے جس کا انہیں حکم دیا گیا ہو تو ان پر سزا میں جلدی کی جاتی تھی، پس سزا کے طور پر ان کے جرم کے اعتبار سے ان پر حلال کردہ اشیاء حرام کردی جاتیں پس اللہ عزوجل نے مومنین سے بھول پر مواخذہ اٹھالیا۔

وقد رفع الله ذلک: یعنی خطا اور نسیان پر مواخذہ، چنانچہ حدیث مبارک میں ہے کہ رفع عن امتی الخطاء والنسیان وما استکرھوا علیه یعنی میری امت سے خطاء و نسیان اور جن چیزوں پر انہیں مجبور کیا گیا ہو ان کو اٹھالیا گیا ہے۔ وقرض موضع النجاسة: چاہے وہ حصہ بدن کا ہو یا کپڑے کا یہی شارح نے کہا ہے۔ والبلاد: جیسا کہ صورتیں مسخ ہونا، دھنس جانا، اور پانی میں ڈوب جانا۔ (الحمل، ج ۱، ص ۳۶۰ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سُورۃ اٰل عمران مدنیۃ وھی مائتان او الا ایۃ

سورہ آل عمران مدنی ہے اس میں دوسو یا ایک سو ننا وے آیتیں ہیں
اس میں بیس رکوع، تین ہزار چار سو اسی کلمے، چودہ ہزار پانچ سو بیس حروف ہیں

فضائل سورۂ اٰل عمران اورتعارف

اس سورت مبارکہ میں یہ واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ انسان کی ہدایت کے لئے اسکے خالق نے جو ضابطہ عطا فرمایا وہ ایک ہی ہے اور اسکا نام دین اسلام ہے۔ اس دین کے اساسی عقائد اور بنیادی اصول زمان و مکان کے اختلاف و تعدّد کے باوجود ازلی وابدی ہیں۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ دین انسانی عقل وخرد کی اختراع کردہ چیز نہیں بلکہ اللہ کا دین ہے۔ جو حق ہے اور حق ایک ہی ہوا کرتا ہے ہر زمانے اور ہر حال میں۔ اسلام کے نام سے بدلنے والے اہل کتاب کو صاف صاف بتادیا کہ جن انبیاء کرام کے نام پر تم اپنے الگ الگ مذہبوں کی بنیادیں استوار کررہے ہو ان سب کا دین بھی اسلام ہی تھا۔ اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا دین بھی اسلام ہی تھا۔ ہر نبی نے اپنے بعد آنے والے انبیاء پر ایمان لانے کی ہدایت کی اور اسی سنت پر سرور عالم ﷺ کار فرماں رہے۔ اور تمام انبیاءِ سابقین کی تصدیق کی لیکن حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہونے والا تھا اسلئے حضور ﷺ نے کسی نئے آنے والے نبی پر ایمان کا حکم نہ دیا یہ بھی حضور پرنور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی قوی دلیل ہے۔ سورۂ بقرہ میں یہود کی اصلاح کی بھرپور سعی کی گئی تھی جبکہ اس سورۂ مبارکہ میں عیسائیوں کے باطل نظریات و عقائد کی تردید کی گئی ہے۔ اور انکا عقیدۂ تثلیث کا بھی دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔ اس سورت مبارکہ کا اکثر حصہ اس وقت نازل ہوا جب نصاری نجران کے عیسائی علماء سید عالم ﷺ کے پاس آ آ کر مناظرے کرتے۔ سورۂ بقرہ میں مسلمانوں کو کافروں سے جہاد کا اذن دیا گیا تھا اور اسکے بعد اسلام و کفر کی جنگوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اس سورۂ مبارکہ میں یہود اور منافقین کا پردہ چاک کردیا گیا اور مسلمانوں کو انکی سازشوں سے آگاہ کرکے بچنے کی تلقین کی گئی۔ اسی تربیت الٰہی کا نتیجہ تھا کہ مسلمان قیصر و کسریٰ کے لشکر کو روندتے ہوئے گزر گئے۔ مسلمانوں کے خیر الامم ہونے کا بیان بھی اسی سورہ میں ملتا ہے اور یہ منصب جتنا عظیم اور بلند ہے اتنا ہی کٹھن اور دشوار بھی ہے۔ اس لئے باہمی اتحاد اور محبت کی ضرورت ہے۔ اگر تم نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے نہ تھاما تو ملت اسلامیہ پارہ پارہ ہوجائیگی اور یہ شیرازہ بکھر کر رہ جائے گا کہ پھر اسے سمیٹنا دشوار ہوگا اور آج اسکے نظارے عام نظر آتے ہیں۔ معاشی نظام کی درستگی کی خاطر سود کی نحوست سے بچنے کا حکم دیا اور اس کی پرزور مذمت کی گئی۔ قرآن پاک عقیدۂ توحید کا سب سے بڑا داعویدار ہے عیسائیوں کے عقیدۂ تثلیث کی مذمت تو کی ساتھ ہی اس بات کا اہتمام کیا کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں کمی نہ آنے پائے بلکہ انکے معجزات کو بڑے شایان شان طریقے سے بیان کرنے کا اہتمام فرمایا۔ پتہ چلا کہ توحید کے اثبات کے ضمن میں انبیاء کی شان کو ملحوظ رکھنا ہی اللہ عزوجل کا طریقۂ مبارکہ ہے۔

☆...... حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''من قرأ السورۃ التی یذکر فیھا آل عمران یوم الجمعۃ، صلی اللہ علیہ، وملائکتہ حتی تغیب الشمس یعنی جو شخص جمعہ کے دن اُس سورۂ مبارکہ کو پڑھے جس میں آل عمران کا تذکرہ ہے، اللہ اور اسکے فرشتے سورج غروب ہونے تک اس پر رحمتیں بھیجتے رہیں گے''۔

☆...... حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''من قرأ البقرۃ وآل عمران والنساء کتب عند اللہ من الحکماء یعنی جو شخص سورۂ بقرہ، آل عمران اور نساء پڑھتا ہے اللہ جل جلالہ اسے حکماء میں لکھ دیتا ہے''۔

☆...... حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "من قرا سورة آل عمران فهو غنى یعنی جو شخص سورۃ آل عمران پڑھے وہ غنی ہوجائیگا۔ (الدر المنثور ج۲،ص۳)

رکوع نمبر: ۹

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿الم(۱)﴾ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهِ بِذٰلِكَ ﴿الله لا اله الا هو الحى القيوم(۲) نزل عليك﴾ يَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿الكتب﴾ اَلْقُرانَ مُتَلَبِّسًا ﴿بالحق﴾ بِالصِّدْقِ فِىْ اَخْبَارِهِ ﴿مصدقا لما بين يديه﴾ قَبْلَهُ مِنَ الْكُتُبِ ﴿وانزل التورة والانجيل(۳) من قبل﴾ اَىْ قَبْلَ تَنْزِيْلِهِ ﴿هدى﴾ حَالٌ بِمَعْنٰى هَادِيَيْنِ مِنَ الضَّلَالَةِ ﴿للناس﴾ مِمَّنْ تَبِعَهُمَا، وَعَبَّرَ فِيْهِمَا بِاَنْزَلَ وَفِى الْقُرانِ بِنَزَّلَ الْمُقْتَضِىْ لِلتَّكْرِيْرِ لِاَنَّهُمَا اُنْزِلَا دَفْعَةً وَّاحِدَةً بِخِلَافِهِ ﴿وانزل الفرقان﴾ بِمَعْنَى الْكُتُبِ الْفَارِقَةِ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَذَكَرَه بَعْدَ ذِكْرِ الثَّلَاثَةِ لِيَعُمَّ مَا عَدَاهَا ﴿ان الذين كفروا بايت الله﴾ اَلْقُرْانِ وَغَيْرِهِ ﴿لهم عذاب شديد و الله عزيز﴾ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهِ فَلَا يَمْنَعُهُ شَىْءٌ مِّنْ اِنْجَازِ وَعِيْدِهِ وَوَعْدِهِ ﴿ذو انتقام(۴)﴾ عُقُوْبَةٍ شَدِيْدَةٍ مِّمَّنْ عَصَاهُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى مِثْلِهَا اَحَدٌ ﴿ان الله لا يخفى عليه شىء﴾ كَائِنٌ ﴿فى الارض ولا فى السماء(۵)﴾ لِعِلْمِهِ بِمَا يَقَعُ فِى الْعَالَمِ مِنْ كُلِّيٍّ وَجُزْئِيٍّ وَخَصَّهُمَا بِالذِّكْرِ لِاَنَّ الْحِسَّ لَا يَتَجَاوَزُهُمَا ﴿هو الذى يصوركم فى الارحام كيف يشاء﴾ مِنْ ذُكُوْرَةٍ وَّاُنُوْثَةٍ وَّبَيَاضٍ وَّسَوَادٍ وَّغَيْرِ ذٰلِكَ ﴿لا اله الا هو العزيز﴾ فِىْ مُلْكِهِ ﴿الحكيم(۶)﴾ فِىْ صُنْعِهِ ﴿هو الذى انزل عليك الكتب منه ايت محكمت﴾ وَاضِحَاتُ الدَّلَالَةِ ﴿هن ام الكتب﴾ اَصْلُهُ الْمُعْتَمَدُ عَلَيْهِ فِى الْاَحْكَامِ ﴿واخر متشبهت﴾ لَا يُفْهَمُ مَعَانِيْهَا كَاَوَآئِلِ السُّوَرِ وَجَعَلَهُ كُلَّهُ مُحْكَمًا فِىْ قَوْلِهِ تَعَالٰى (احكمت اياته) بِمَعْنٰى اَنَّهُ لَيْسَ فِيْهِ عَيْبٌ، وَمُتَشَابِهًا فِىْ قَوْلِهِ (كِتَابًا مُّتَشَابِهًا) بِمَعْنٰى اَنَّهُ يُشْبِهُ بَعْضُهُ بَعْضًا فِى الْحُسْنِ وَالصِّدْقِ ﴿فاما الذين فى قلوبهم زيغ﴾ مَيْلٌ عَنِ الْحَقِّ ﴿فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء﴾ طَلَبَ ﴿الفتنة﴾ لِجُهَّالِهِمْ لِوُقُوْعِهِمْ فِى الشُّبُهَاتِ وَاللَّبْسِ ﴿وابتغاء تاويله﴾ تَفْسِيْرِهِ ﴿وما يعلم تاويله الا الله﴾ وَحْدَهُ ﴿والراسخون﴾ اَلثَّابِتُوْنَ الْمُتَمَكِّنُوْنَ ﴿فى العلم﴾ مُبْتَدَاٌ خَبَرُهُ ﴿يقولون امنا به﴾ اَىْ بِالْمُتَشَابِهِ اَنَّهُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَلَا نَعْلَمُ مَعْنَاهُ ﴿كل﴾ مِنَ الْمُحْكَمِ وَالْمُتَشَابِهِ ﴿من عند ربنا وما يذكر﴾ بِاِدْغَامِ التَّاءِ فِى الْاَصْلِ فِى الذَّالِ اَىْ يَتَّعِظُ ﴿الا اولوا

الالباب(۷)﴾ اَصْحَابُ الْعُقُوْلِ وَيَقُوْلُوْنَ اَيْضًا اِذَا رَاَوْا مَنْ يَّتَّبِعُهُ ﴿ربنا لا تزغ قلوبنا﴾ تُمِلْهَا عَنِ الْحَقِّ بِابْتِغَاءِ تَاْوِيْلِهِ الَّذِیْ لَا يَلِيْقُ بِنَا كَمَا اَزَغْتَ قُلُوْبَ اُولٰٓئِكَ ﴿بعد اذ هديتنا﴾ اَرْشَدْتَّنَا اِلَيْهِ ﴿وهب لنا من لدنك﴾ مِنْ عِنْدِكَ ﴿رحمة﴾ تَثْبِيْتًا ﴿انك انت الوهاب(۸)﴾ يَا ﴿ربنا انك جامع الناس﴾ تَجْمَعُهُمْ ﴿ليوم﴾ اَیْ فِیْ يَوْمٍ ﴿لاريب﴾ لَا شَكَّ ﴿فيه﴾ هُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ فَتُجَازِيْهِمْ بِاَعْمَالِهِمْ كَمَا وَعَدْتَّ بِذٰلِكَ ﴿ان الله لا يخلف الميعاد(۹)﴾ مَوْعِدَهٗ بِالْبَعْثِ، فِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْخِطَابِ وَيَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ مِنْ كَلَامِهٖ تَعَالٰى وَالْغَرَضُ مِنَ الدُّعَاءِ بِذٰلِكَ بَيَانٌ اَنَّ هَمَّهُمْ اَمْرُ الْاٰخِرَةِ وَلِذٰلِكَ سَاَلُوا الثَّبَاتَ عَلَى الْهِدَايَةِ لِيَنَالُوْا ثَوَابَهَا، رَوَى الشَّيْخَانِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: "تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿هو الذی انزل عليک الكتب منه ايت محكمت﴾ اِلٰى اٰخِرِهَا، وَقَالَ فَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّى اللّٰهُ تَعَالٰى فَاحْذَرُوْهُمْ۔" وَرَوَى الطَّبَرَانِیُّ فِی الْكَبِيْرِ عَنْ اَبِیْ مَالِكِ الْاَشْعَرِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ مَا اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِیْ اِلَّا ثَلٰثَ خِلَالٍ وَذَكَرَ مِنْهَا اَنْ يُّفْتَحَ لَهُمُ الْكِتَابُ فَيَاْخُذُهُ الْمُؤْمِنُ يَبْتَغِیْ تَاْوِيْلَهٗ وَلَيْسَ يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ" اَلْحَدِيْثَ۔

﴿ترجمہ﴾

الٓمّٓ (یہ حروف مقطعات میں سے ہے، اللہ ﷻ ہی اس کی حقیقی مراد جانتا ہے) اللہ ہے جس کے سوا کسی کی پُوجا نہیں آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا اس نے تم پر اتاری (اے محمد ﷺ!) کتاب (قرآن جو) حق (ہے اپنی خبروں میں) اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی (یعنی اپنے سے پہلے والی کتابوں کی) اور اس نے اس سے پہلے توریت اور انجیل اتاری (یعنی نزولِ قرآن سے پہلے) راہ دکھاتی (گمراہی سے، ھدی حال ہے بمعنی ھادیین من الضلالۃ) لوگوں کو (جو ان کی پیروی کرے، توریت اور انجیل کے نزول کو انزل اور قرآن کے نزول کو نزل سے تعبیر فرمایا جو کہ مقتضی تکرار ہے، یہ اس وجہ سے ہے یہ دونوں کتابیں بخلاف قرآن مجید کے یکبارگی نازل کی گئی تھیں) اور فرقان کو اتارا (یعنی وہ کتابیں اتاریں جو حق و باطل کے مابین فیصلہ کرنے والی ہیں اور الفرقان کو تینوں کتابوں کے بعد اسلئے ذکر کیا تاکہ یہ قرآن کے ماسوا کو بھی شامل ہو جائے) بیشک وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوئے (یعنی قرآن وغیرہ سے) انکے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ عزیز ہے (یعنی غالب ہے اپنے حکم میں اور کوئی چیز اسے اس کے وعدے اور وعید کو پورا کرنے سے نہیں روک سکتی) بدلہ لینے والا ہے (اسکا عذاب سخت تکلیف دہ ہے اسکے لیے، جو اسکی نافرمانی کرے کوئی اس جیسی سزا دینے پر قادر نہیں) اللہ پر کچھ چھپا نہیں زمین میں نہ آسمان میں (کیونکہ عالم میں موجود کلی اور جزئی واقع ہے وہ سب کا علم رکھتا ہے، زمین و آسمان کو اس لئے خاص کیا کہ

حسن اس سے تجاوز نہیں کر سکتی) وہی ہے جو تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے ۔۔۔۔۔۱ (مرد و عورت ہونا، گورا و کالا ہونا وغیرہ) اسکے سوا کسی کی عبادت نہیں غلبہ رکھنے والا ہے (اپنی بادشاہی میں) حکمت والا (ہے اپنی صنعت میں) وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اتاری اسکی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں (واضح الدلالۃ ہیں) وہ کتاب کی اصل ہیں (ام بمعنی اصل ہے، ایسی آیتیں ہیں کہ احکامات کے بارے میں جن پر اعتماد کیا جاتا ہے) اور دوسری وہ ہیں جنکے معنی میں اشتباہ ہے ۔۔۔۔۔۲ (اس کے معانی سمجھے نہیں جا سکتے جیسا کہ سورتوں کے اوائل میں مذکور حروف مقطعات، ﴿اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ﴾ میں پورے قرآن کو محکم قرار دینا بایں معنی ہے کہ اس میں کہیں کوئی عیب نہیں اور اللہ ﷻ نے اپنے فرمان ﴿كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا﴾ میں کل قرآن کو متشابہ قرار دیا اس اعتبار سے ہے کہ حسن و صدق میں سب آیتیں ایک جیسی ہیں) وہ جنکے دلوں میں کجی ہے ۔۔۔۔۔۳ (جو حق سے پھرے ہوئے ہیں) وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں چاہنے (ابتغاء بمعنی طلب ہے) گمراہی (یعنی اپنی جہالت کی وجہ سے شکوک و شبہات میں مبتلا ہوتے ہیں) اور اسکی تعبیر ڈھونڈھنے کو (تاویل بمعنی تفسیر ہے) اور اسکی ٹھیک تاویل (یعنی اسکی ٹھیک تفسیر) اللہ ہی کو معلوم ہے (یعنی فقط اسی کو معلوم ہے) اور علم میں راسخ (یعنی پختہ ۔۔۔۔۔۴) علم والے (ہیں والراسخون فی العلم مبتدا ہے اور اس کی خبر یقولون ۔۔۔ الخ ہے) کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے (یعنی متشابہ پر کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں اور ہم انکے معانی نہیں جانتے) سب (محکم اور متشابہ) ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت نہیں مانتے (یذکر اصل میں یتذکر ہے تاء کا ذال میں ادغام کر دیا یذکر بمعنی یتعظ ہے) مگر عقل والے (اولوا الالباب بمعنی اصحاب العقول ہے، اور وہ یہی کہتے ہیں جب کسی کو اس کی پیروی کرتے دیکھتے ہیں) اے رب ہمارے! دل ٹیڑھے نہ کر (انہیں حق سے نہ پھیر اس طرح کہ وہ اس تاویل کو تلاش کرنے لگیں جو ہمارے لائق نہ ہو جیسا کہ تو نے انؔ لوگوں کے دل پھیر دیئے) بعد اسکے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی (یعنی سیدھی راہ کی راہنمائی کی) اور ہمیں اپنے پاس سے عطا کر (من لدنک بمعنی من عندک ہے) رحمت (یعنی ثابت قدمی) بیشک تو ہی بڑا دینے والا ہے (اے) رب ہمارے! تو سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے (تو انہیں جمع کرے گا) اس دن کیلئے (یعنی اس دن میں) نہیں کوئی شبہ (ریب بمعنی شک ہے) جس میں (یعنی قیامت کے دن انہیں انکے اعمال کا بدلہ دیگا جیسا کہ تو نے ان سے وعدہ کیا ہے) بیشک اللہ کا وعدہ نہیں بدلے گا ۔۔۔۔۔۵ (مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا، یہاں حاضر کے صیغوں سے غائب کے صیغے کی طرف التفات ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ منجملہ کلام باری ﷻ ہو اور اس دعا سے غرض یہ بیان کرنا ہے کہ مسلمان کی سب سے اہم فکر اخروی معاملہ کی ہوتی ہے، اسی وجہ سے وہ ہدایت پر ثابت قدم رہنے کا بارگاہِ الٰہی میں سوال کرتے ہیں تا کہ آخرت کا ثواب حاصل کر سکیں، شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی ﴿هو الذی انزل علیک الکتب منه ایات محکمت ۔۔۔۔۔الخ﴾ اور ارشاد فرمایا: "جب تم لوگوں کو متشابہ آیات کے پیچھے لگے دیکھو تو جان لو کہ یہی وہ لوگ ہیں جنکا ذکر اللہ ﷻ نے فرمایا، پس ان سے بچو۔" اور طبرانی نے کبیر میں حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: "مجھے میری امت سے خوف نہیں مگر تین باتوں کا، ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ ان لوگوں کے سامنے قرآن کھولا جائے گا تو مومن اسکی تاویل کے درپے ہوگا حالانکہ اسکی تاویل سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا اور پختہ علم والے کہیں گے کہ ہم ایمان لائے اس

پر کہ یہ تمام ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت نہیں پکڑتے مگر عقل والے۔'' الحدیث)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم﴾

الٓمّ: خبر محذوف ھذہ کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، لا: نفی جنس، الہ: مبدل منہ، الا: اداۃ حصر، ھو: بدل، ملکر اسم، موجود خبر محذوف، ملکر جملہ اسمیہ خبر اول، الحی: خبر ثانی، القیوم: خبر ثالث، مبتدا اپنی خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿نزل علیک الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیہ﴾

نزل: فعل وفاعل، علیک: ظرف، الکتب: ذوالحال، بالحق: حال اول، مصدقا لما بین یدیہ: حال ثانی، ملکر مفعول، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر ماقبل اسم جلالت اللّٰہ کیلئے خبر رابع۔

﴿وانزل التوراۃ والانجیل من قبل ھدی للناس وانزل الفرقان﴾

و: عاطفہ، انزل: فعل بافاعل، التوراۃ والانجیل: معطوف علیہ معطوف ملکر مفعول، من قبل: ظرف لغو، ھدی للناس: مفعول سے حال، انزل فعل اپنے فاعل ومفعول اور ظرف سے ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، انزل: فعل وفاعل، الفرقان: مفعول، فعل فاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الذین کفروا بایت اللہ لھم عذاب شدید واللہ عزیز ذوانتقام﴾

ان: حرف مشبہ، الذین کفروا بایت اللّٰہ: موصول صلہ ملکر اسم، لھم عذاب شدید: جملہ اسمیہ خبر، ان، اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ، و: استینافیہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، عزیز: خبر اول، ذوانتقام: خبر ثانی، مبتدا اپنی خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ان اللہ لا یخفی علیہ شیء فی الارض ولا فی السماء﴾

ان: حرف مشبہ، اللّٰہ: اسم جلالت اسم، لا یخفی: فعل، علیہ: ظرف لغو، شیء: موصوف، فی الارض: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، فی السماء: معطوف، ملکر صفت، جو موصوف سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور ظرف سے ملکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ھوالذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء﴾

ھو: مبتدا، الذی: موصول، یصور: فعل بافاعل، کم: ذوالحال، فی الارحام: ظرف لغو، کیف بمعنی علی ای حالۃ: حال مقدم، یشاء: فعل، ھو ضمیر ذوالحال، جو حال مقدم سے ملکر فاعل، تصویر کم مفعول محذوف، جملہ فعلیہ ہو کر حال، کم ضمیر ذوالحال اپنے حال سے ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، موصول صلہ ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا اله الا هو العزيز الحكيم﴾

لااله الا هو: اسکی ترکیب گزر چکی، العزيز الحكيم: خبر ہے مبتدا محذوف هو کیلئے۔

﴿هو الذی انزل عليک الكتب منه ايات محكمت هن ام الكتب واخر متشبهت﴾

هو: مبتدا، الذی: موصول، انزل: فعل وفاعل، عليک: ظرف لغو، الكتب: موصوف، منه: خبر مقدم، ايت محكمات: معطوف علیہ، و اخر متشابهت: معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ صفت اول، هن ام الكتب: جملہ اسمیہ صفت ثانی، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاما الذين فی قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة و ابتغاء تاويله﴾

ف: مستانفہ، اما: تفصیلیہ، الذين فی قلوبهم زيغ: موصول صلہ ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، يتبعون: فعل وفاعل، ما تشابه منه: مفعول، ابتغاء الفتنة و ابتغاء تاويله: معطوف علیہ معطوف ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما يعلم تاويله الا الله﴾

و: حالیہ، ما يعلم: فعل مضارع منفی، تاويله: مفعول، الا: حرف حصر، اللّٰه: اسم جلالت فاعل، جملہ فعلیہ ہوکر حال يتبعون کی ضمیر سے۔

﴿والرسخون فی العلم يقولون امنا بهٖ كل من عند ربنا﴾

و: عاطفہ، الراسخون فی العلم: مبتدا، يقولون: قول، امنا: فعل بافاعل، ب: جار، ه: ضمیر مبدل منہ، كل من عند ربنا: بدل، جو مبدل منہ سے ملکر مجرور، جو جار سے ملکر ظرف، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما يذكر الا اولوا الالباب﴾

و: مستانفہ، ما يذكر: فعل نفی، الا: للحصر، اولوالباب: فاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنک رحمة﴾

ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ، لاتزغ: فعل وفاعل، قلوبنا: مفعول، بعد: مضاف، اذ هديتنا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، هب لنا — الخ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، قولوا قول محذوف کیلئے۔

﴿انک انت الوهاب﴾

ان: حرف مشبہ، ک: اسم، انت الوهاب: جملہ اسمیہ خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ تعلیل للدعا۔

﴿ربنا انک جامع الناس ليوم لا ريب فيه﴾

ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ، ان: حرف مشبہ ، ک: ضمیر اسم، جامع: اسم فاعل، ھو، ضمیر فاعل، لیوم لا ریب فیہ: جار مجرور، ملکر ظرف لغو، اسم فاعل اپنے متعلقات سے ملکر مضاف، الناس: مضاف الیہ، ملکر خبر، ان، اپنے اسم اور خبر سے ملکر مقصود بالنداء، نداء مقصود بالنداء سے ملکر ماقبل ربنا لا تزغ پر معطوف ہے۔

﴿ان اللہ لایخلف المیعاد﴾

ان: حرف مشبہ، اللہ: اسم جلالت اسم، لایخلف المیعاد: جملہ فعلیہ خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......اللہ ھو لا الہ ......☆ یہ آیت وفدِ نجران کے بارے میں نازل ہوئی جو ساٹھ سواروں پر مشتمل تھا۔ اس میں چودہ سردار تھے۔ اور تین اس قوم کے بڑے اکابر ومقتدا۔ ایک عاقب جسکا نام عبدالمسیح تھا، یہ شخص امیر قوم تھا اور بغیر اسکی رائے کے نصاری کوئی کام نہیں کرتے تھے، دوسرا سید جس کا نام ایہم تھا یہ شخص اپنی قوم کا معتمد اعظم اور مالیات کا افسر اعلی تھا، خورد ونوش اور رسدوں کے تمام انتظامات اسی کے حکم سے ہوتے تھے۔ تیسرا ابو حارثہ ابن علقمہ تھا یہ شخص نصاری کے تمام علماء و پادریوں کا پیشوائے اعظم تھا سلاطین روم اسکے علم اور اس کی دینی عظمت کے لحاظ سے اسکا اکرام وادب کرتے تھے۔ یہ تمام لوگ عمدہ اور قیمتی پوشاکیں پہن کر بڑی شان وشوکت سے حضور ﷺ سے مناظرہ کرنے آئے تھے۔ مسجد میں داخل ہوئے حضور ﷺ نماز عصر ادا فرمارہے تھے۔ ان لوگوں کی نماز کا وقت بھی آگیا اور انہوں نے بھی مسجد شریف میں ہی جانب شرق متوجہ ہوکر نماز شروع کردی۔ فراغت کے بعد حضور ﷺ سے گفتگو شروع کی۔

حضور ﷺ نے فرمایا اسلام لاؤ، کہنے لگے ہم آپ سے پہلے اسلام لاچکے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ غلط ہے یہ دعوی جھوٹا ہے، تمہیں اسلام سے تمہارا یہ دعوی روکتا ہے اور تمہارا خنزیر کھانا روکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر عیسٰی علیہ السلام خدا کے بیٹے نہ ہوں تو بتائیے کہ انکا باپ کون ہے؟ اور سب کے سب بولنے لگے حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے ہو کہ ہمارا رب حی لا یموت ہے۔ اس کیلئے موت محال ہے اور عیسٰی علیہ السلام پر موت آنے والی ہے۔ انہوں نے اسکا بھی اقرار کیا پھر فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب بندوں کا کارساز، مالک حقیقی اور روزی دینے والا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں حضور ﷺ نے فرمایا کیا عیسٰی بھی ایسے ہی ہیں؟ کہنے لگے نہیں فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ عزوجل پر آسمان اور زمین کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ انہوں نے اقرار کیا حضور ﷺ نے فرمایا تو کیا عیسٰی بغیر علم الٰہی اس میں سے کچھ جانتے ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت عیسٰی حمل میں رہے، پیدا ہونے والوں کی طرح پیدا ہوئے، بچوں کی طرح غذا دیئے گئے، کھاتے پیتے تھے، عوارض بشری رکھتے تھے، انہوں نے اسکا اقرار کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر وہ کیسے الٰہ ہوسکتے ہیں جیسا کہ گمان ہے۔ اس پر وہ سب ساکت ہوگئے اور ان سے کوئی جواب نہ بن پایا اس پر سورہ ال عمران کی اول سے کچھ اوپر آیات نازل ہوئیں۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

مصورِ اعظم کا شاہکار:

۱۔۔۔۔۔۔اللہ رب العالمین کی مصوری کا ایک شاہکار انسان ہے کہ جسے اس نے مختلف صورتوں اور رنگوں سے مزین کیا ہے، ان میں کچھ مرد ہیں تو کچھ عورتیں، کچھ کالے ہیں تو کچھ گورے، کچھ خوبصورت تو بعض بدصورت، بعض کامل تو کچھ ناقص۔ یعنی یہی وہ ذات پاک ہے جو اندھیرے رحموں میں مختلف شکلیں، طبیعتیں اور رنگتیں تخلیق فرماتی ہے، چنانچہ رسول کائنات ﷺ جو کہ صادق ومصدوق ہیں فرماتے ہیں ''تمہارا مادہ پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس روز جمع ہوتا ہے۔ پھر اتنے ہی روز میں عَلَقَه یعنی خون بستہ کی شکل میں، پھر اتنے ہی روز مُضْغَة پارہ گوشت کی صورت میں، پھر اللہ ﷻ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اسکا رزق، عمر، عمل اور انجام یعنی اسکی سعادت وشقاوت لکھتا ہے۔ پھر اس میں روح ڈالتا ہے تو اسکی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں کہ آدمی جنتیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسمیں اور جنت میں ہاتھ بھر کا یعنی بہت کم فاصلہ رہ جاتا ہے تو کتاب سبقت کرتی ہے اور وہ دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے اسی پر اسکا خاتمہ ہوتا ہے اور داخل جہنم ہوتا ہے، اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اسکے اور دوزخ کے مابین ایک ہاتھ کا فرق رہ جاتا ہے پھر کتاب سبقت کرتی ہے اور اسکی زندگی کا نقشہ بدل جاتا ہے اور وہ جنتیوں کے سے عمل کرتا ہے اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے اور وہ داخل جنت ہوتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ، ص ٥٣٦)

یہ حدیث مبارکہ بخاری شریف میں مختلف اسانید کے ساتھ چار مقامات پر ذکر کی گئی ہے چنانچہ کتاب احادیث الانبیاء باب خلق آدم، کتاب القدر باب فی القدر، کتاب التوحید باب قوله تعالی و لقد سبقت، میں بھی ذکر کی گئی ہے۔

☆۔۔۔۔۔۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ ﷻ نے ماں کے رحم میں ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے، وہ کہتا ہے یارب! یہ نطفه ہے، یارب! یہ علقة ہے، یارب! یہ مضغة ہے، پھر جب اسکی تخلیق کا وقت ہوتا ہے تو کہتا ہے یارب! مرد ہے یا عورت؟ یارب! بدبخت ہے یا نیک بخت؟ اسکا رزق کتنا ہے؟ اسکی موت کب ہوگی؟ یہ سب باتیں اس وقت لکھ دی جاتی ہیں جبکہ وہ ماں کے رحم میں ہوتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب خلق آدم، ص ٥٥٤)

فرشتہ اللہ کے اذن سے یعنی اس کی عطا سے یہ جانتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ شقی ہے یا سعید ہے؟ کب مرے گا؟ کتنا رزق دیا جائے گا؟ یہ سب باتیں اللہ کے اذن سے ممکن ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں۔

(تقویۃ الایمان، باب عبادت میں شرک کی حرمت، ص ٨٥)

محکمات اور متشابہات:

۲۔۔۔۔۔۔محکم عبارات وہ ہیں کہ جنکی اجمال اور احتمال سے حفاظت کی گئی ہو جبکہ متشابہ عبارات وہ ہیں کہ جن میں احتمالات پائے جائیں، جنکا مقصود اجمال اور ظاہری مخالفت کی وجہ سے واضح نہ ہو۔ (البیضاوی ج۱، ص ۲٤٤)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ محکم عبارات وہ ہوتی ہیں جنکا مفہوم منطوق اور مقتضی کسی بھی ایسے سننے والے پر پوشیدہ نہ ہو جو لغت کا جاننے والا ہو، مثلاً اللہ ﷻ کا فرمان ﴿قل تعالوا اتل ما حرم ۔۔۔۔۔۔ الخ﴾ جبکہ متشابہ عبارتیں وہ ہوتی ہیں جو اہل لغت پر بھی مشتبہ ہوں اور اسے طلب وتامل سے بھی نہ جانا جاسکتا ہو جیسے ﴿ید اللہ فوق ایدیھم﴾۔ (المظھری ج۱، ص ٤٣٥)

محکمات کا حکم یہ ہے کہ ان پر عمل کرنا بغیر کسی احتمال کے واجب ہے، اس میں تاویل و تخصیص اور نسخ کا احتمال نہیں ہوتا بلکہ محکم مفید یقین ہونے میں تمام قطعیات سے اتم ہے۔ (نور الانوار، ص ۸۷)

متشابہ کا حکم یہ ہے کہ اسکی مراد جاننے سے پہلے ہی اسکی حقیقت پر یقین رکھا جائے یعنی یہ یقین رکھا جائے کہ اسکی مراد حق ہے اگرچہ ہم اسے قیامت سے پہلے نہ جان سکیں گے۔ ہاں قیامت کے بعد ہر ایک پر منکشف ہو جائے گا اور یہ معاملہ امتی کے حق میں ہے، رہا آقائے دو جہاں ﷺ کی ذات کا معاملہ تو انہیں متشابہ کا بھی علم ہے۔ (نور الانوار، ص ۹۳)

دلوں کی کجی سے کیا مراد ھے؟

۳۔۔۔۔۔زیغ کے معنی ہیں حق سے عدول کرنے والے اور خواہشات کی طرف مائل ہونے والے۔ آیت میں اس سے مراد نصاریٰ نجران یا یہود ہیں۔ اس قول کے قائل ابن عباس ہیں جبکہ ایک قول کے مطابق منکرین بعث اور دوسرے قول کے مطابق منافق مراد ہیں۔ امام احمد وغیرہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد خوارج ہیں۔

(روح المعانی، الجزء الثالث، ص ۱۱۰)

اگر اس سے مراد آخری قول یعنی خارجی لئے جائیں تو اس بارے میں حضور ﷺ کے غضب بھرے ارشادات موجود ہیں چنانچہ:

☆۔۔۔۔۔حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چمڑے کے تھیلے میں حضور ﷺ کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا۔ جس سے ابھی تک مٹی بھی صاف نہ کی گئی تھی۔ حضور ﷺ نے وہ سونا عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید بن خیل اور چوتھے علقمہ یا عامر بن طفیل کے مابین تقسیم کر دیا، تو اس پر لوگوں میں سے کسی نے کہا: ''ان لوگوں سے تو ہم زیادہ حقدار تھے۔'' جب یہ بات حضور ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم مجھے امانت دار شمار نہیں کرتے؟ حالانکہ آسمان والوں کے نزدیک تو میں امانت دار ہوں اور اسکی خبریں میرے پاس صبح و شام آتی ہیں۔'' راوی کہتے ہیں کہ ایک آدمی کھڑا ہو گیا جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئیں، رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئیں، اونچی پیشانی، گھنی داڑھی، سر منڈا ہوا اور اسکا تہبند اونچا تھا، کہنے لگا: ''یا رسول اللہ ﷺ! خدا سے ڈریں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ہلاک ہو، کیا میں تمام اہلِ زمین سے زیادہ ڈرنے والا نہیں؟''، جب وہ آدمی جانے کے لئے مڑا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''یا رسول اللہ ﷺ! میں اسکی گردن نہ اڑا دوں؟'' حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایسا نہ کرو ہو سکتا ہے کہ یہ نمازی ہو۔'' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''یا رسول اللہ ﷺ! بہت سے نمازی ایسے بھی تو ہوتے ہیں کہ جو انکی زبان پر ہے وہ دل میں نہیں ہوتا۔'' لیکن حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں لوگوں کے دلوں میں نقب لگاؤں اور انکے پیٹ چاک کروں۔''

راوی کہتے ہیں کہ وہ پلٹا تو آپ ﷺ نے پھر اسکی جانب دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''اسکی پشت سے ایسے لوگ پیدا ہونگے جو کتاب اللہ کی تلاوت سے اپنی زبانیں تر رکھیں گے مگر قرآن انکے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔'' راوی فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا: ''اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو قوم ثمود کی طرح قتل کر دوں۔'' (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب بعث علی بن ابی طالب، ص ۷۳۷)

راسخ فی العلم سے مراد کون ھیں؟

۴۔۔۔۔۔علم والے یوں راسخ ہیں کہ انہیں کوئی شبہ لاحق نہیں ہوتا، اس سے مراد اہل سنت و جماعت ہیں۔ جنہوں نے کتاب

وسنت کے محکمات کو مضبوطی سے پکڑ رکھا ہے اور قرآن مجید کی تفسیر کے تحت ضیاء امت یعنی سلف صالحین (صحابہ وتابعین) کے اجماع کی پیروی کی، انہوں نے متشابہات کو محکمات کی طرف لوٹایا اور خواہشات وتلبیات کو چھوڑ دیا۔ ایک قول کے مطابق راسخ فی العلم سے مراد اہل کتاب میں سے مومنین ہیں جبکہ میرے نظریئے کے مطابق اس تخصیص کی کوئی خاص وجہ نہیں ہے۔ صوفیائے عظام فرماتے ہیں کہ راسخ فی العلم سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جو اپنے دل، نفس اور عناصر کو فنا کر کے خواہشِ نفس سے بالکل الگ ہو چکے ہیں اور تجلیات ذاتیہ سے فیضاب ہو رہے ہیں، انہیں کسی قسم کا شبہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ان صوفیاء کا قول کہ اگر پردے اٹھا بھی دیئے جائیں تو بھی میرے یقین میں کچھ اضافہ نہ ہو۔

(المظھری، ج۱، ص۴۳۸)

حضور پرنور ﷺ کے مبارک دعائیہ کلمات:

۵...... حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''إِنَّ قُلُوبَ بَنِي آدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ كَقَلْبٍ وَاحِدٍ يُصَرِّفُهُ حَيْثُ يَشَاءُ یعنی تمام انسانوں کے دل اللہ رب العالمین کی (قدرت کی) دو انگلیوں کے درمیان ایسے ہیں کہ جیسے وہ کوئی ایک ہی دل ہو اور وہ جس طرح چاہتا ہے اسے پھیرتا ہے''۔ اس کے بعد حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ نے یہ دعا فرمائی: ''اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ یعنی اے دلوں کے پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت پر ثابت قدم رکھ۔

(صحيح مسلم، كتاب القدر، باب تصريف الله تعالى، ص۱۳۰۷)

اغراض:

ممن تبعهما: یہ بیان ان لوگوں کے لئے ہے جو مکلف ہیں اور ان دونوں پر عمل کرتے ہیں، پس مراد اس سے توریت اور انجیل پر عمل کرنے والے بنی اسرائیل ہیں، اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ ممن تبعهما کا حکم عام ہو اور اس میں اس امت کے لوگ بھی شامل ہوں اگرچہ یہ امت ماقبل شریعت کے نہ تو مکلفین میں سے ہیں اور نہ ہی مامورین میں سے، ہاں ان دونوں کتابوں میں موجود توحید، صفات باری تعالیٰ اور نبی پاک ﷺ کی بشارت وغیرہ کے حوالے سے حاصل ہونے والے فوائد میں ضرور شامل ہیں۔ لا تفهم معانيها: مطلب یہ ہے کہ متشابہ کے معانی بہ سہولت نہیں سمجھے جاتے بلکہ یہ تأمل سے سمجھے جاسکتے ہیں جیسا کہ خلف کا مذہب تھا کہ وہ ان میں صحیح تأویلات کرتے تھے۔ فيتبعون ما تشابه منه: یعنی ظاہری متشابہ کے پیچھے پڑے رہتے تھے یا باطل تأویلات کے ذریعے نہ کہ حق کی راہ نکالنے کے لئے بلکہ فتنہ چاہنے کے لئے ایسا کرتے تھے۔ بوقوعهم: میں باء سببیہ ہے۔

ای فی یوم: یعنی لام فی ظرفیہ کے معنی میں ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ انها بمعنى الى ہے یعنی اللہ لوگوں کو ان کی قبروں میں قیامت تک جمع فرمائے گا۔ وما يعلم تاويله: یعنی ان آیات کی حقیقت نہیں جانتے۔ حال: یعنی هدى توریت اور انجیل سے حال۔

فيه التفات: اس جملے میں اللہ کے فرمان ﴿انک جامع الناس﴾ کی جانب بطور نسبت التفات ہے۔

ويحتمل ان يكون من كلامه تعالى: یعنی اللہ عزوجل نے ان کے قول کی تقریر اور تصدیق کے طور پر فرمایا ﴿انک جامع الناس﴾ اور اس جملے میں احتمال ہے اور جمہور کے مذہب کے مطابق التفات نہیں پایا جاتا بلکہ یہاں مذہب سکاکی کے اعتبار سے التفات پایا جاتا ہے۔ والغرض من الدعا: ابو سعود کی عبارت ہے کہ اس عرض سے ان لوگوں کا مقصد کمال رحمت کا حصول ہے اور بیشک ان کی دعا کا مقصد ان کے نزدیک زیادہ روشن وتابناک ہے۔ روى الشيخان: اس حدیث سے متشابہ میں پڑنے والوں کی مذمت اور راسخین

کی مدح کرنے پر استدلال کیا گیا ہے اور اسی طرح دوسری حدیث میں بھی کہا گیا ہے۔

الی آخرھا: اس جملے سے مراد اللہ ﷻ کا فرمان ﴿ومایذکر الا اولوا الالباب﴾ ہے جس کی علامہ خازن نے صراحت کی ہے۔

فاحذروھم: اس میں بی بی عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ کی دونوں صورتوں یعنی جمع اور تذکیر میں تعظیم ہے۔

الا ثلاث خلال: ایک اور نسخے میں خصال صاد کے ساتھ ہے۔ (الجمل، ج۱، ص۳٦٦ وغیرہ)

بالحق: اس میں باء ملابست کے لئے ہے اور بالحق محل نصب میں کتب سے حال اول ہے اور مصدقا حال ثانی ہوگا۔ بخلافہ: اس لئے کہ قرآن مجید حسب ضرورت تیئس سال کے عرصے میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوا۔ لیعم ما عداھا: یعنی عام کا خاص پر عطف ہے اور فرقان سے مراد حق اور باطل میں فرق کرنے والی کتاب مراد ہے جیسا یہ خصوصیت قرآن کی ہے ویسے ہی دیگر کتب سماوی پر بھی اس بات کا اطلاق ہوتا ہے۔ لا یقدر علی مثلھا احد: یعنی اس لئے کہ موت کے سوا کسی عذاب کا انتہائی شدید ہونا کہ جس میں معذب (عذاب پانے والے) کو راحت ملتی ہے، لیکن روح کے اعادہ پر کوئی قادر نہیں یہاں تک کہ دوبارہ تکلیف محسوس کرے، اور اللہ ﷻ کا عذاب دائمی ہے اس کے لئے کوئی دوسری بات نہیں۔ (الصاوی، ج۱، ص۲۱۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿ان الذین کفروا لن تغنی﴾ تَدْفَعَ ﴿عنھم اموالھم ولا اولادھم من اللہ﴾ اَیْ عَذَابِہٖ ﴿شیئا واولئک ھم وقود النار(۱۰)﴾ بِفَتْحِ الْوَاوِ مَا یُوْقَدُ بِہٖ دَاْبُھُمْ ﴿کداب﴾ کَعَادَۃِ ﴿ال فرعون والذین من قبلھم﴾ مِنَ الْاُمَمِ کَعَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿کذبوا بایتنا فاخذھم اللہ﴾ اَھْلَکَھُمْ ﴿بذنوبھم﴾ وَالْجُمْلَۃُ مُفَسِّرَۃٌ لِمَا قَبْلَھَا ﴿واللہ شدید العقاب(۱۱)﴾ وَنَزَلَ لَمَّا اَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ الْیَھُوْدَ بِالْاِسْلَامِ فِیْ مَرْجِعِہٖ مِنْ بَدْرٍ فَقَالُوْا لَہٗ لَا یَغُرَّنَّکَ اَنْ قَتَلْتَ نَفَرًا مِّنْ قُرَیْشٍ اِغْمَارًا لَا یَعْرِفُوْنَ الْقِتَالَ ﴿قل﴾ یَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿للذین کفروا﴾ مِنَ الْیَھُوْدِ ﴿ستغلبون﴾ بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ فِی الدُّنْیَا بِالْقَتْلِ وَالْاَسْرِ وَضَرْبِ الْجِزْیَۃِ وَقَدْ وَقَعَ ذٰلِکَ ﴿وتحشرون﴾ بِالْوَجْھَیْنِ فِی الْاٰخِرَۃِ ﴿الی جھنم﴾ فَتَدْخُلُوْنَھَا ﴿وبئس المھاد(۱۲)﴾ اَلْفِرَاشُ ھِیَ ﴿قد کان لکم ایۃ﴾ عِبْرَۃٌ، وَّذُکِّرَ الْفِعْلُ لِلْفَصْلِ ﴿فی فئتین﴾ فِرْقَتَیْنِ ﴿التقتا﴾ یَوْمَ بَدْرٍ لِلْقِتَالِ ﴿فئۃ تقاتل فی سبیل اللہ﴾ اَیْ طَاعَتِہٖ وَھُمُ النَّبِیُّ وَاَصْحَابُہٗ وَکَانُوْا ثَلٰثَ مِائَۃٍ وَثَلَاثَۃَ عَشَرَ رَجُلًا، مَعَھُمْ فَرَسَانِ وَسِتُّ اَدْرُعٍ وَّثَمَانِیَۃُ سُیُوْفٍ وَّاَکْثَرُھُمْ رِجَالَۃٌ ﴿واخری کافرۃ یرونھم﴾ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ اَیِ الْکُفَّارُ ﴿مثلیھم﴾ اَیِ الْمُسْلِمِیْنَ اَیْ اَکْثَرَ مِنْھُمْ وَکَانُوْا نَحْوَ اَلْفٍ ﴿رای العین﴾ اَیْ رُؤْیَۃً ظَاھِرَۃً مُّعَایَنَۃً وَّقَدْ نَصَرَھُمُ اللہُ تَعَالٰی مَعَ قِلَّتِھِمْ ﴿واللہ یؤید﴾ یُقَوِّیْ ﴿بنصرہ من یشاء ان فی ذلک﴾ اَلْمَذْکُوْرِ ﴿لعبرۃ لاولی الابصار(۱۳)﴾ لِذَوِی الْبَصَائِرِ اَفَلَا تَعْتَبِرُوْنَ بِذٰلِکَ فَتُؤْمِنُوْنَ ﴿زین للناس حب الشھوات﴾ مَا تَشْتَھِیْہِ

النَّفْسُ وَتَدْعُوْ إِلَيْهِ، زَيَّنَهَا اللّٰهُ اِبْتِلَاءً اَوِ الشَّيْطَانُ ﴿من النساء والبنين والقناطير﴾ اَلْاَمْوَالِ الْكَثِيْرَةِ
﴿المقنطرة﴾ اَلْمُجْتَمَعَةِ ﴿من الذهب والفضة والخيل المسومة﴾ اَلْحِسَانِ ﴿والانعام﴾ اَيِ الْاِبِلِ
وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ ﴿والحرث﴾ اَلزَّرْعِ ﴿ذلك﴾ اَلْمَذْكُوْرُ ﴿متاع الحيوة الدنيا﴾ يُتَمَتَّعُ بِهِ فِيْهَا ثُمَّ يَفْنٰى
﴿والله عنده حسن الماب (١٤)﴾ اَلْمَرْجِعُ، وَهُوَ الْجَنَّةُ فَيَنْبَغِي الرَّغْبَةُ فِيْهِ دُوْنَ غَيْرِهِ ﴿قل﴾ يَا مُحَمَّدُ ﷺ
لِقَوْمِكَ ﴿اؤنبئكم﴾ اُخْبِرُكُمْ ﴿بخير من ذلكم﴾ اَلْمَذْكُوْرِ مِنَ الشَّهَوَاتِ، اِسْتِفْهَامُ تَقْرِيْرٍ ﴿للذين
اتقوا﴾ الشِّرْكَ ﴿عند ربهم﴾ خَبَرٌ مُبْتَدَؤُهُ ﴿جنت تجري من تحتها الانهر خلدين﴾ اَيْ مُقَدَّرِيْنَ
الْخُلُوْدَ ﴿فيها﴾ اِذَا دَخَلُوْهَا ﴿وازواج مطهرة﴾ مِنَ الْحَيْضِ وَغَيْرِهِ مِمَّا يُسْتَقْذَرُ ﴿ورضوان﴾ بِكَسْرِ
اَوَّلِهِ وَضَمِّهِ لُغَتَانِ اَيْ رِضًا كَثِيْرًا ﴿من الله والله بصير﴾ عَالِمٌ ﴿بالعباد (١٥)﴾ فَيُجَازِيْ كُلًّا مِنْهُمْ بِعَمَلِهِ
﴿الذين﴾ نَعْتٌ اَوْ بَدَلٌ مِنَ الَّذِيْنَ قَبْلَهُ ﴿يقولون﴾ يَا ﴿ربنا اننا امنا﴾ صَدَّقْنَا بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ
﴿فاغفرلنا ذنوبنا وقنا عذاب النار (١٦) الصبرين﴾ عَلَى الطَّاعَةِ وَعَنِ الْمَعْصِيَةِ نَعْتٌ ﴿والصدقين﴾ فِي
الْاِيْمَانِ ﴿والقنتين﴾ اَلْمُطِيْعِيْنَ لِلّٰهِ ﴿والمنفقين﴾ اَلْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿والمستغفرين﴾ اللّٰهَ بِاَنْ يَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ
اغْفِرْ لَنَا ﴿بالاسحار (١٧)﴾ اَوَاخِرِ اللَّيْلِ، خُصَّتْ بِالذِّكْرِ لِاَنَّهَا وَقْتُ الْغَفْلَةِ وَلَذَّةِ النَّوْمِ ﴿شهد الله﴾ بَيَّنَ
لِخَلْقِهِ بِالدَّلَائِلِ وَالْاٰيَاتِ ﴿انه لا اله﴾ اَيْ لَا مَعْبُوْدَ بِحَقٍّ فِي الْوُجُوْدِ ﴿الا هو و﴾ شَهِدَ بِذٰلِكَ
﴿الملئكة﴾ بِالْاِقْرَارِ ﴿واولوا العلم﴾ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ بِالْاِعْتِقَادِ وَاللَّفْظِ ﴿قائما﴾ بِتَدْبِيْرِ
مَصْنُوْعَاتِهِ، وَنَصْبُهُ عَلَى الْحَالِ وَالْعَامِلُ فِيْهَا مَعْنَى الْجُمْلَةِ اَيْ تَفَرَّدَ ﴿بالقسط﴾ بِالْعَدْلِ ﴿لا اله الا
هو﴾ كَرَّرَهُ تَاكِيْدًا ﴿العزيز﴾ فِيْ مُلْكِهِ ﴿الحكيم (١٨)﴾ فِيْ صُنْعِهِ ﴿ان الدين﴾ اَلْمَرْضِيُّ ﴿عند الله﴾
هُوَ ﴿الاسلام﴾ اَيِ الشَّرْعُ الْمَبْعُوْثُ بِهِ الرُّسُلُ الْمَبْنِيُّ عَلَى التَّوْحِيْدِ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِفَتْحِ (ان) بَدَلٌ مِنْ اَنَّهُ
......الخ بَدَلُ اِشْتِمَالٍ ﴿وما اختلف الذين اوتوا الكتب﴾ اَلْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فِي الدِّيْنِ بِاَنْ وَحَّدَ بَعْضٌ
وَكَفَرَ بَعْضٌ ﴿الا من بعد ما جاءهم العلم﴾ بِالتَّوْحِيْدِ ﴿بغيا﴾ مِنَ الْكَافِرِيْنَ ﴿بينهم ومن يكفر بايت
الله فان الله سريع الحساب (١٩)﴾ اَيِ الْمُجَازَاةِ لَهُ ﴿فان حاجوك﴾ خَاصَمَكَ الْكُفَّارُ يَا مُحَمَّدُ ﷺ
فِي الدِّيْنِ ﴿فقل﴾ لَهُمْ ﴿اسلمت وجهي لله﴾ اِنْقَدْتُ لَهُ اَنَا ﴿ومن اتبعن﴾ وَخَصَّ الْوَجْهَ بِالذِّكْرِ لِشَرَفِهِ
فَغَيْرُهُ اَوْلٰى ﴿وقل للذين اوتوا الكتب﴾ اَلْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى ﴿والاميين﴾ مُشْرِكِي الْعَرَبِ ﴿ء اسلمتم﴾

اَیْ اَسْلِمُوْا ﴿فان اسلموا فقد اھتدوا﴾ مِنَ الضَّلَالِ ﴿وان تولوا﴾ عَنِ الْاِسْلَام ﴿فانما علیک البلغ﴾ اَلتَّبْلِیْغُ لِلرِّسَالَۃِ ﴿واللہ بصیر بالعباد(۲۰)﴾ فَیُجَازِیْھِمْ بِاَعْمَالِھِمْ وَھٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْقِتَالِ۔

﴿ترجمہ﴾

بیشک وہ جو کافر ہوئے نہ بچا سکیں گے انہیں (نہ دور کرینگے ان سے) ان کے مال اور انکی اولاد اللہ سے (یعنی اس کے عذاب سے) کچھ اور وہی دوزخ کے ایندھن ہیں (وقــود واو کے فتح کے ساتھ ہے یعنی وہ جس چیز کے ذریعے آگ سلگائی جائے انکا طریقہ) فرعون والوں کے طریقے (عادت) کی طرح ہے اور ان سے اگلوں کا سا (سابقہ امتوں کا سا، جیسا کہ عاد و ثمود کا) انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو اللہ نے انہیں پکڑا (انہیں ہلاک کیا) انکے گناہوں کے سبب (یہ جملہ ماقبل کی تفسیر ہے) اور اللہ کا عذاب سخت ہے (بدر سے واپسی پر جب نبی پاک ﷺ نے یہود کو اسلام کی دعوت دی تو وہ بولے کہ آپکو یہ بات ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے کہ آپ نے قریش کی ایک جماعت کو قتل کر دیا جو جنگی طور طریقوں سے نابلد تھی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ) فرمادو (اے محمد ﷺ!) کافروں سے (یعنی یہود سے) کہ تم مغلوب ہوگے (ستغلبون تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے دنیا میں قتل، قید اور جزیہ مقرر کئے جانے سے اور ایسا ہی ہوا) اور ہانکے جاؤ گے (تحشرون تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، آخرت میں) دوزخ کی طرف (تو تم اس میں داخل ہوگے) اور وہ بہت ہی برا بچھونا (مھاد بمعنی فراش ہے......۱......) بیشک تمہارے لئے نشانی تھی (یعنی عبرت تھی، کان مذکر لایا گیا تا کہ کان اور اسکے اسم ایۃ کے مابین فصل ہو جائے) دونوں گروہوں (یعنی فریقوں) میں جو آپس میں بھڑ پڑے (بدر کے دن قتال کے لئے......۲......) ایک جتھا اللہ کی راہ میں لڑتا (اسکی طاعت میں، جو کہ نبی پاک ﷺ اور انکے اصحاب کی جماعت تھی، وہ تعداد میں تین سو تیرہ تھے، انکے ساتھ دو گھوڑے، چھ زرہیں، آٹھ تلواریں تھیں اور اکثر ان میں پیدل تھے) اور دوسرا کافر (یعنی گروہِ کفار) کہ انہیں اپنے سے دوگنا سمجھیں (یعنی مسلمانوں کو اپنے سے زیادہ سمجھیں جبکہ کفار تقریباً ایک ہزار تھے) آنکھوں دیکھا (یعنی ظاہری طور پر دیکھنے اور معائنہ کرنے میں اور تحقیق اللہ جلّ جلالہ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی باوجود ان کی قلت کے) اور اللہ زور دیتا ہے (قوی کرتا ہے) اپنی مدد سے جسے چاہتا ہے (یعنی اسے جس کی مدد کرنا چاہتا ہے) بیشک اسمیں (مذکورہ معاملے میں) عقلمندوں کیلئے ضرور دیکھ کر سیکھنا ہے (یعنی آنکھ والوں کیلئے ضرور عبرت ہے، کیا تم اس سے عبرت حاصل کر کے ایمان نہیں لاؤ گے؟) لوگوں کیلئے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت (ان چیزوں کی محبت کہ نفس جنکی خواہش کرتا ہے اور جن خواہشات کی طرف بلاتا ہے جیسے اللہ عزّوجلّ نے بطور آزمائش مزین کیا ہے یا شیطان نے وسوسہ دینے کے لئے لوگوں پر مزین کر کے پیش کیا، وہ اشیاء یہ ہیں) عورتیں اور بیٹے اور خزانے (اموال کثیرہ) جمع کئے ہوئے (المقنطرۃ بمعنی المجمعۃ ہے) سونے، چاندی اور نشان لگے ہوئے گھوڑے (جو خوبصورت ہوں) اور چوپائے (اونٹ، گائے اور بکری) اور کھیتی (الحرث بمعنی الزرع ہے) یہ (مذکورہ چیزیں) جیتی دنیا کی پونجی ہے (یعنی ایسا ساز و سامان ہے کہ جس سے دنیا میں فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور پھر یہ فنا ہو جائیگا......۳......) اور اللہ ہے جسکے پاس اچھا ٹھکانہ (اچھی جگہ ہے لوٹنے کی، یعنی جنت تو چاہیے کہ اسکے سوا دوسرے ٹھکانے کی طرف رغبت نہ کی جائے) تم فرماؤ (اے محمد ﷺ! اپنی قوم سے) کیا میں تمہیں بتا دوں (خبر دے دوں) اس سے بہتر چیز (مذکورہ خواہشات سے بہتر چیز کی، اؤنبئکم میں استفہام تقریری ہے) بچنے والوں کیلئے (شرک سے) انکے رب کے پاس (عند ربھم خبر ہے اس کا مبتدا جنت تجری......الخ ہے) جنتیں ہیں جسکے نیچے نہریں رواں، ہمیشہ رہیں گے......۴...... (یعنی ہمیشگی انکے لئے مقدر ہوگی) ان میں (جب وہ ان جنتوں میں داخل ہو جائیں گے) اور ستھری

بیویاں (حیض وغیرہ گندگیوں سے پاک ہوں گی) اور رضوان (رضوان راء کے ضمہ اور کسرہ دونوں لغتوں کیساتھ پڑھا گیا ہے یعنی بڑی خوشنودی) اللہ کی، اور اللہ دیکھتا ہے (جانتا ہے) بندوں کو (وہ ان میں سے ہر ایک کو اسکے عمل کی جزاء دیگا) وہ جو (یہ الذین ماقبل الذین کی صفت یا بدل ہے) کہتے ہیں (اے) رب ہمارے! ہم ایمان لائے (ہم نے تیری اور تیرے رسول کی تصدیق کی) تو ہمارے گناہوں کو معاف کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے صبر کرنے والے (فرمانبرداری کے کاموں پر اور معصیت ترک کرنے پر، یہ صفت ہے) اور سچے (ایمان میں) اور فرمانبرداری کرنے والے (یعنی اللہ عزوجل کے مطیع) اور خرچ کرنے والے (یعنی صدقہ کرنے والے) اور بخشش مانگنے والے (اللہ عزوجل سے یوں عرض کرکے اللھم اغفرلنا......۵......) صبح کے وقت (رات کے آخری حصہ میں، اس کو خاص طور پر اس لئے ذکر کیا کہ یہ وقت غفلت اور لذتِ نیند کا ہوتا ہے) اللہ نے گواہی دی (یعنی اپنی مخلوق سے دلائل اور نشانیاں دیکر بیان فرمادیا) کہ نہیں معبود (یعنی کسی معبود کا وجود نہیں) مگر وہ (یعنی، اور اس پر گواہی دی) فرشتوں نے (اقرار کرکے) اور عالموں نے (یعنی انبیاء اور مومنین نے زبان و دل سے) قائم ہوکر......٦......(وہ اسکی مصنوعات کی تدبیر کرنے والا ہے، قائماً پر نصب حال ہونے کی وجہ ہے اور اس میں عامل جملہ "لا الہ الا اللہ" ہے یعنی تفرد ہے) انصاف کے ساتھ (قسط بمعنی عدل ہے) اسکے سوا کسی کی عبادت نہیں (اس جملہ کا تکرار تاکید کیلئے ہے) غلبہ والا (اپنے ملک میں) حکمت والا (اپنی بناوٹ میں) بے شک دین (پسندیدہ) اللہ کے نزدیک اسلام (ہی) ہے......۷......(یعنی وہ شریعت جسکو لیکر رسول آئے جو توحید پر مبنی ہے، ایک قرأت میں اِنَّ فتح کے ساتھ یعنی اَنَّ ہے اس صورت میں انہ لا الہ......الخ سے بدل اشتمال ہوگا) اور پھوٹ میں نہ پڑے کتابی (یعنی یہود و نصاریٰ دین کے معاملے میں کہ بعض توحید پر رہے اور بعض نے کفر کیا) مگر بعد اس کے جوانکے پاس علم آچکا (توحید کا) اپنے دلوں کی جلن سے (کافروں میں سے) اور جو اللہ کی آیتوں کا منکر ہو تو بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے (یعنی جلد اسکا بدلہ دینے والا ہے) پھر اگر وہ آپ سے حجت کریں (یعنی اے محمد ﷺ! کفار دین کے بارے میں آپ ﷺ سے جھگڑیں) تو فرمادو (ان سے) کہ میں اپنا منہ اللہ کے حضور جھکائے ہوں (میں بھی اسکی اطاعت کر رہا ہوں) اور وہ جو میرے پیرو ہوئے (یہاں چہرے کو بالخصوص اسکے شرف کی وجہ سے ذکر کیا، یعنی جب چہرہ اللہ کے حضور جھکا ہو تو دیگر اعضاء بدرجہ اولیٰ اسکے حضور جھکے ہوں گے) اور فرماؤ کتابیوں سے (یعنی یہود و نصاریٰ سے) اور اَن پڑھوں سے (یعنی مشرکین عرب سے) کیا تم نے گردن رکھی (یعنی اسلام لے آئے) پس اگر وہ اسلام لے آئیں جب تو راہ پاگئے (گمراہی سے) اور اگر منہ پھیریں (اسلام سے) تو تم پر تو یہی حکم پہنچادینا ہے (یعنی تبلیغ رسالت کرنا ہے) اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے (وہ انہیں انکے اعمال کی جزا دیگا، یہ حکم جہاد کی فرضیت سے پہلے تھا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان الذین کفروا لن تغنی عنھم اموالھم ولا اولادھم من اللہ شیئا﴾

انّ: حرف مشبہ، الذین کفروا: اسم، لن تغنی: فعل نفی، عنھم: ظرف لغو، اموالھم: معطوف علیہ، ولا اولادھم: معطوف، ملکر فاعل، من اللہ: ظرف مستقر حال، شیئا: ذوالحال، ملکر مفعول بہ، جملہ فعلیہ ہوکر خبر ہلکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واولئک ھم وقود النار﴾

و: مستانفہ، اولئک: مبتدا، ھم: مبتدا ثانی، وقود النار: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کداب ال فرعون والذین من قبلھم کذبوا بایتنا﴾

ک: جار، داب: مضاف، ال فرعون: معطوف علیہ، والذین من قبلھم کذبوا بایتنا: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر خبر، دابھم مبتدا محذوف کیلئے، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فاخذھم اللہ بذنوبھم واللہ شدید العقاب﴾

ف: عاطفہ، اخذ: فعل، ھم: مفعول، اللہ: اسم جلالت فاعل، بذنوبھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، اللہ: اسم جلالت مبتدا، شدید العقاب: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جھنم وبئس المھاد﴾

قل: فعل امر بافاعل، للذین کفروا: جار مجرور ظرف لغو، فعل بافاعل و متعلق ملکر قول، ستغلبون: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وتحشرون الی جھنم: معطوف، جو معطوف علیہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، و: عاطفہ، بئس المھاد: خبر مقدم، الجھنم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قد کان لکم ایۃ فی فئتین التقتا﴾

قد: تحقیقیہ، کان: فعل ناقص، لکم: خبر، ایۃ: موصوف، فی: جار، فئتین: موصوف، التقتا: جملہ صفت، ملکر مجرور، ظرف مستقر ہوکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر اسم، کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فئۃ تقاتل فی سبیل اللہ واخری کافرۃ یرونھم مثلیھم رای العین﴾

فئۃ: موصوف، تقاتل فی سبیل اللہ: جملہ فعلیہ صفت اول، یرونھم...... الخ: جملہ فعلیہ صفت ثانی، فئۃ، موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اخری: موصوف، کافرۃ: صفت، جو موصوف سے ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر خبر، احدھما مبتدا محذوف، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واللہ یؤید بنصرہ من یشاء ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار﴾

و: مستانفہ، اللہ اسم جلالت مبتدا، یوید بنصرہ من یشاء: جملہ فعلیہ خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، انّ: حرف مشبہ، فی ذلک: خبر، لعبرۃ لاولی الابصار: مرکب توصیفی اسم، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿زین للناس حب الشھوت من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث﴾

زین: فعل مجہول، للناس: ظرف لغو، حب: مضاف، شھوات: ذوالحال، من: جار، النساء: معطوف علیہ، والبنین: معطوف اول، و: عاطفہ، القناطیر: موصوف، المقنطرۃ: ذوالحال، من الذھب والفضۃ...... الخ: جار مجرور حال، ملکر صفت، موصوف صفت ملکر

معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے معطوفین سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر ہوکر حال، ذوالحال حال سے ملکر مضاف الیہ، جو مضاف سے ملکر نائب الفاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک متاع الحیوۃ الدنیا واللہ عندہ حسن الماٰب﴾

ذلک: مبتدا، متاع الحیوۃ الدنیا: خبر ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، عندہ حسن الماٰب: جملہ اسمیہ خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل اؤنبئکم بخیر من ذلکم﴾

قل: فعل امر بافاعل، ھمزہ: استفہامیہ، انبئکم: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، خیر من ذلکم: شبہ جملہ ہوکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿للذین اتقوا عند ربھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا﴾

لام: جار، الذین اتقوا: موصول صلہ ملکر ذوالحال، خالدین فیھا: حال، جو ذوالحال سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، عند ربھم: حال مقدم، جنت تجری من تحتھا الانھر: موصوف صفت ملکر ذوالحال، اپنے حال سے ملکر مبتدا موخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وازواج مطھرۃ ورضوان من اللہ﴾

و: عاطفہ، ازواج مطھرۃ: موصوف صفت ملکر جنت پر معطوف، و: عاطفہ، رضوان من اللّٰہ: موصوف صفت ملکر جنت پر معطوف ہے۔

﴿واللہ بصیر بالعباد﴾

و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، بصیر بالعباد: شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین یقولون ربنا اننا امنا فاغفر لنا ذنوبنا وقنا عذاب النار﴾

الذین: موصول، یقولون: قول، ربنا: جملہ ندائیہ، ان: حرف مشبہ، نا: اسم، امنا: فعل بافاعل ملکر خبر، ان، اپنے اسم وخبر سے ملکر مقصود بالندا، جو ندا سے ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر خبر مبتدا محذوف ھم، ملکر جملہ اسمیہ، ف: تعلیلیہ، اغفر لنا ذنوبنا: جملہ فعلیہ، وقنا عذاب النار: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿الصبرین والصدقین والقنتین والمنفقین والمستغفرین بالاسحار﴾

الصبرین: منصوب علی المدح بفعل محذوف امدح، والصدقین ......الخ: سابق الصّٰبرین پر معطوف ہے۔

﴿شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو والملئکۃ واولوا العلم قائما بالقسط﴾

شھد: فعل، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، انہ لاالہ الاھو: جملہ اسمیہ منصوب بنزع الخافض ای بانہ، و الملئکۃ و اولوا العلم: معطوف اسم جلالت پر، قائما بالقسط: حال ہے شھد کے فاعل سے، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الدین عند اللہ الاسلام﴾

انّ: حرف مشبہ، الدین: ذوالحال، عند اللّٰہ: ظرف مستقر حال ملکر اسم، الاسلام: خبر، جملہ اسمیہ۔

﴿وما اختلف الذین اوتوا الکتب الا من بعد ما جاء ھم العلم بغیا بینھم﴾

و: استینافیہ، ما اختلف: فعل نفی، الذین اوتو الکتب: موصول صلہ ملکر فاعل، الا: للحصر، من بعد ماجاء ھم العلم: جار مجرور ملکر ظرف لغو، بغیا بینھم: مفعول لہ مل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یکفر بایت اللہ فان اللہ سریع الحساب﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یکفر بایت اللّٰہ: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ان اللّٰہ سریع الحساب: جملہ اسمیہ جواب شرط، شرط جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان حاجوک فقل اسلمت وجھی للہ ومن اتبعن﴾

ف: استنافیہ، ان: شرطیہ، حاجوک: فعل بافاعل ومفعول ملکر شرط، ف: جزائیہ، قل قول، اسلمت: فعل بافاعل، وجھی: مفعول، للّٰہ: ظرف لغو، ومن اتبعن: معطوف ہے اسلمت کی تُ ضمیر پر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقل للذین اوتوا الکتب والامین ء اسلمتم﴾

و: عاطفہ، قل: فعل بافاعل، للذین اوتو الکتب والامیین: ظرف لغو، ملکر قول، ھمزہ: حرف استفہام، اسلمتم: فعل بافاعل ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ ماقبل جملہ شرطیہ پر معطوف ہے۔

﴿فان اسلموا فقد اھتدوا وان تولوا فانما علیک البلغ واللہ بصیر بالعباد﴾

ف: استنافیہ، ان: شرطیہ، اسلموا: شرط، ف: جزائیہ، قد اھتدوا: جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تولوا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انما علیک البلغ: جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......قل للذین کفروا ستغلبون......☆ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب بدر میں کفار کو رسول اکرم ﷺ شکست دے کر مدینہ طیبہ واپس ہوئے تو حضور ﷺ نے یہود کو جمع فرما کر فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرو اور اس سے پہلے اسلام لاؤ تم پر ایسی مصیبت آئے جیسی بدر میں قریش پر ہوئی۔ تم جان چکے ہو کہ میں نبی مرسل ہوں تم اپنی کتاب میں اسے لکھا پاتے ہو۔ اس پر انہوں نے کہا کہ قریش تو فنون حرب سے ناآشنا تھے۔ اگر ہم سے مقابلہ ہوا تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ لڑنے والے کیسے ہوتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی،

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک روز میں چھ سو کی تعداد کو قتل فرمایا اور بہتوں کو گرفتار کیا اور اہل خیبر پر جزیہ مقرر فرمایا۔

☆......**شھد الله انه لااله الا هو** ......☆احبار شام میں سے دو شخص سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب انہوں نے مدینہ طیبہ دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ نبی آخر الزماں ﷺ کے شہر کی یہ صفت ہے جو اس شہر میں پائی جاتی ہے۔ جب آستانہ اقدس پر حاضر ہوئے تو انہوں نے حضور ﷺ کے شکل وشمائل توریت کے مطابق دیکھ کر حضور ﷺ کو پہچان لیا۔ اور عرض کیا کہ آپ محمد ﷺ ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں! پھر عرض کیا کہ آپ احمد ہیں؟ فرمایا ہاں! عرض کیا ہم آپ سے ایک سوال کرتے ہیں اگر آپ نے ٹھیک جواب دیا تو ہم ایمان لے آئینگے، فرمایا: ''سوال کرو''، انہوں نے عرض کیا کہ کتاب اللہ میں سب سے بڑی شہادت کونسی ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اسے سن کر وہ دونوں حبر مسلمان ہوئے۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سب سجدے میں گر گئے۔

☆......**وما اختلف الذين اوتوا الكتب**......☆ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے اسلام کو چھوڑا اور سید عالم ﷺ کی نبوت میں اختلاف کیا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ا......هي محذوف مبتداء مؤخر، بئس مخصوص بالذم اور بئس کا فاعل المیھاد ہے۔

جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد:

۲......معرکۂ بدر میں سید عالم ﷺ اور انکے اصحاب کی کل تعداد ۳۱۳ تھی جن میں ۷۷ مہاجر اور ۲۳۶ انصار صحابہ تھے۔ مہاجرین کے علمبردار حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ اور انصار کے حضرت سعید بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اس لشکر میں کل دو گھوڑے، ستر اونٹ، چھ زرہیں، آٹھ تلواریں تھیں اور اس واقعہ میں چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے ان میں سے چھ مہاجر اور آٹھ انصار تھے۔

(الجمل، ج۱، ص۳۷۶،۳۷۷)

مشرکین مکہ کی تعداد ۹۵۰ تھی، ان کے علمبردار عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھے جبکہ ان کے پاس ۱۰۰ گھوڑے تھے۔ (خازن، ج۱، ص۲۲۹)

غزوۂ بدر ہجرت کے بعد حق و باطل کا پہلا فیصلہ کن معرکہ تھا۔ مشرکین کا امیر قافلہ ابوسفیان تھا۔ مسلمانوں میں سواریوں کی قلت تھی اس لئے تین تین مجاہدین کو ایک ایک اونٹ ملا تھا۔ کئی اصحاب پیدل تھے۔ لیکن عزم مصمم تھا۔ یہی وجہ تھی کہ مٹھی بھر مسلمانوں نے اپنے سے کئی گنا بڑے لشکر کو شکست دیدی اور اہل ایمان کو یہ درس دیا کہ اگر تم دین پر مضبوط سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاؤ تو دشمنانِ خدا مادی طاقتوں کے لحاظ سے کتنے ہی مضبوط کیوں نہ ہوجائیں تمہارا بال بھی بیکا نہیں کرسکتے۔

دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ھے:

۳......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ یعنی دنیا مومن کیلئے قید خانہ ہے جبکہ کافر کیلئے جنت''۔ (صحیح مسلم، کتاب الزهد و الرقائق، باب الدنیا سجن المؤمن، ص۱۴۵۱)

☆...... نبی پاک ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃ یعنی دنیا نفع بخش ہے اور دنیا کا بہتر نفع صالح عورت ہے''۔ (صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا، ص۶۹۵)

امام غزالی فرماتے ہیں دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے ایک مسافر کہ اسکی ابتدا گہوارہ ہے اور انتہا قبر۔ اور درمیان میں چند منزلیں ہیں، ایک برس گویا کہ ایک منزل ہے، ہر مہینہ فرسنگ اور ہر دن گویا میل ہے، ہر سانس قدم اور ہمیشہ رواں ہے۔ کسی کی راہ ایک فرسنگ ہے، کسی کی زیادہ، کسی کی کم، کوئی تو ایسا ہے کہ سکون سے بیٹھتا ہے کہ گویا ہمیشہ وہیں رہے گا۔ دنیا کے کاموں کی ایسی تدبیر کرتا ہے کہ دس برس تک ان کاموں کا محتاج نہ رہیگا۔ اور دس دن میں خاک میں دبا دیا جاتا ہے، دنیا کے لوگ جو دنیا سے لذت اٹھاتے ہیں اور اسکے عوض جو مصیبت اور ذلت قیامت کے دن تک اٹھائیں گے انکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عمدہ اور خوب چکنا اور میٹھا اتنی مقدار تک کھالے کہ اسکا معدہ ہی خراب ہوجائے تو اسی وقت قے کرتا ہے۔ اور دوستوں اور عزیزوں کے سامنے رسوا ہوتا ہے، شرم اٹھاتا ہے، پشیمان ہوتا ہے، لذت تو ختم ہوگئی ذلت باقی رہ گئی۔ کھانا جتنا بھاری اور عمدہ ہوتا ہے اتنا ہی اسکا ثفل بدبودار وغلیظ ہوتا ہے۔ اسی طرح دنیا کی لذت ہوگی عاقبت میں اتنی زیادہ ذلت ورسوائی اٹھانا پڑے گی۔ اور یہ حقیقت جان کنی کے وقت میں ظاہر ہوتی ہے کہ جسکی نعمت اور دولت یعنی باغات، لونڈیاں، غلام، سونا، چاندی جس قدر زیادہ ہونگے موت کے وقت انکے چھن جانے کا غم بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا۔ وہ رنج وعذاب موت سے زائل نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہوجاتا ہے۔ (کیمیائے سعادت مترجم، ص۷۹)

جنتی نعمتیں:

☆...... یہاں ہم احادیث طیبہ کے ضمن میں جنتی انعامات کا تذکرہ کرتے ہیں چنانچہ مروی ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل اہل جنت سے فرمائے گا کہ اے اہل جنت'' ! وہ عرض کریں گے: ''ہم اپنے رب کے لئے حاضر ومستعد ہیں اور ہر بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔'' وہ فرمائے گا کہ کیا تم راضی ہو؟ عرض کریں گے: ''اے رب! ہمیں کیا ہوا ہے جو ہم راضی نہ ہوں؟ حالانکہ ہمیں اتنا کچھ عطا فرمایا جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔'' اللہ رب العزت فرمائے گا: ''کیا میں تمہیں اس سے زیادہ نہ دوں؟'' عرض کریں گے: ''اے رب! وہ کیا چیز ہے جو اس سے افضل ہے؟'' ارشاد ہوگا: ''میں نے اپنی رضامندی تمہارے لئے حلال کردی ہے لہذا اس کے بعد اب کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔'' علامہ خازن علیہ الرحمۃ نے (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب کلام الرب مع اہل الجنۃ) کی مذکورہ حدیث ذکر کرنے کے بعد ایک قول یہ بھی ذکر کیا ہے کہ: ''إن العبد إذا علم أن اللہ تعالی قد رضی عنہ کان أتم لسرورہ وأعظم لفرحہ یعنی بندہ جب یہ جان لیتا ہے کہ اللہ عزوجل اس سے راضی ہے تو یہ بات اس کیلئے کامل سرور اور بڑی فرحت بخش ہوتی ہے۔ (الخازن، ج۱، ص ۲۳۱)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک روز ایک دیہاتی کی موجودگی میں گفتگو فرمارہے تھے کہ اہل جنت میں سے ایک آدمی اپنے رب سے کھیتی باڑی کرنے کی اجازت مانگے گا تو اس سے فرمایا جائے گا: ''أَوَلَسْتَ فِیمَا شِئْتَ یعنی کیا میں نے تجھے تیری مرضی کی ہر چیز نہیں دی''؟ تو وہ عرض کرے گا: ''بَلٰی وَلٰکِنِّی أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ یعنی کیوں نہیں دی سب کچھ عطا فرمایا ہے لیکن کھیتی باڑی مجھے پسند ہے''، پس وہ جلد ہی کام کرنا شروع کردے گا اور دیکھتے ہی دیکھتے کھیتی کا اگنا، بڑھنا اور کٹنا شروع ہوجائے گا اور غلے کے پہاڑوں کے انبار لگ جائیں گے، پس اللہ عزوجل فرمائے گا: ''دُوْنَکَ یَا ابْنَ اٰدَمَ فَإِنَّہُ لَا یُشْبِعُکَ شَیْءٌ یعنی اے ابن

آدم اسے لے لے کیونکہ کوئی چیز تجھے شکم سیر نہیں کر سکتی، یہ بات سن کر بارگاہ اقدس میں حاضر دیہاتی عرض گزار ہوا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ایسے شخص کو یا تو قریشی پائیں گے یا پھر انصاری، اس لئے کہ کھیتی باڑی یہی لوگ کرتے ہیں جبکہ ہمارا پیشہ زراعت نہیں ہے، اس کی اس بات پر حضور ﷺ تبسم فرمانے لگے۔ (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب کلام الرب مع اهل الجنة، ص ۱۲۹۶)

الصبرین والصدقین والقنتین والمنفقین والمستغفرین بالاسحار:

۵...... یہ سب مومنین کے اوصاف ہیں جن کی مراد کے بارے میں مفسرینِ کرام کے مختلف اقوال مروی ہیں چنانچہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صابرین سے مراد ایسی قوم ہے جو اللہ عزوجل کی اطاعت پر پابند ہونے والی اور اپنے محارم کی عفت پر صبر کرنے والی ہو، صادقین سے مراد وہ لوگ ہیں جنکی نیتیں سچی ہوں، انکے دل اور زبانیں راہِ ہدایت پر ثابت قدم ہوں اور ہر پوشیدہ اور ظاہر معاملے میں سچ گو ہوں، قانتین سے مراد مطیعین ہیں جبکہ مستغفرین بالاسحار سے مراد مصلین یعنی نماز پڑھنے والے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق منفقین سے مراد ایسے لوگ ہیں جو راہِ حق میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ جبکہ ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ مستغفرین بالاسحار سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز فجر میں حاضر ہوتے ہیں۔

(الدر المنثور، ج ۲، ص ۲۰)

علامہ نسفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مستغفرین بالاسحار سے مراد مصلین اور طالب مغفرت ہیں اور الاسحار کی تخصیص اسلئے ہے کہ یہ دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔ اور اسلئے بھی کہ خلوت کا وقت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت لقمان اپنے بیٹے سے فرماتے تھے کہ تو مرغے سے بھی کم تر نہ ہو جانا کہ وہ وقت سحر میں ندا کرے اور تو سویا ہوا ہو۔ (المدارک، ج ۱، ص ۲۴۱، ۲۴۲)

اولوالعلم سے کون لوگ مراد ھیں؟

۶...... حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حضرات انبیاء کرام اور وہ مومنین ہیں جو اللہ عزوجل کے معبود ہونے پر گواہی دیتے ہیں۔ جبکہ علامہ نسفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد انبیاء کرام اور علماء کرام ہیں۔ (المدارک، ج ۱، ص ۲۴۲)

☆...... حضرت کثیر بن قیس علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے ساتھ دمشق کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ اے ابو درداء رضی اللہ عنہ! میں مدینۃ الرسول ﷺ سے آپ کے پاس حضور پرنور ﷺ کی حدیث سننے آیا ہوں، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تو تجارت یا کسی اور حاجت سے نہیں آیا؟ اس نے عرض کی نہیں میں صرف حدیث رسول ﷺ سننے آیا ہوں۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سید عالم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "جو طلب علم کے راستے پر چلا اللہ عزوجل اسکے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیگا، فرشتے اس کے لئے اپنے پر پھلا دیتے ہیں، عالم دین کے لئے آسمان و زمین میں موجود ہر چیز اس کے لئے دعا کرتی ہے، مچھلیاں پانی کے اندر اس کے لئے استغفار کرتی ہیں، عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسی کہ چودھویں رات میں چاند کی تمام ستاروں پر فضیلت ہوتی ہے، اور بیشک علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء درہم و دینار نہیں چھوڑتے بلکہ بطور وراثت علم چھوڑ جاتے ہیں جس نے یہ وراثت پالی اس نے ایک وافر حصہ پالیا۔" (تنبیه الغافلین، باب فضل طلب العلم، ص ۲۴۱)

"ان الدین عنداللہ الاسلام" کی اھمیت:

۷...... یہاں اللہ تبارک وتعالی یہ بیان فرمانا چاہتا ہے کہ اسکے ہاں اسلام کے سوا اور کوئی دین مقبول ہی نہیں۔ اسلام سے مراد تمام انبیاء و رسل کی اتباع کرنا ہے جنکو اللہ عزوجل نے مبعوث فرمایا ہے۔ اور سب سے آخر میں حضرت محمد ﷺ ہیں جو کہ خاتم النبیین

ہیں جنہوں نے نبوت کے راستوں کو مسدود کردیا اب آپ کی بعثت کے بعد کوئی بھی آپکی شریعت کو چھوڑ کر کسی اور دین پر عمل کرے تو وہ قابل قبول نہ ہوگا۔ (ابن کثیر، ج ۱، ص ۴۳۸)

اغراض:

عـذابه: اس جملے میں اس بات کا اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے۔ بـفـتـح الـواو: یعنی باتفاق ساتوں قرأتوں کے، اور حسن نے وقود کو واؤ کے ضمہ کے ساتھ بطور مصدر الایقاد پڑھا ہے۔ مـا یـوقـد بـه: مراد ایندھن ہے مثلاً دابهم ﴿کداب﴾، اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ کـداب خبر ہے محذوف مبتداء دأبهـم کے لئے، اور یہ بیان ان کے آگ کا ایندھن بننے کا سبب ہے، اور اس میں نبی پاک ﷺ کی تسلی خاطر ہے یعنی اے محبوب غم نہ کر اللہ ﷻ نے جو تیری بعثت سے پہلے کافر امتوں پر نازل (عذاب) کیا تھا تیرے ساتھ کفر کرنے والوں پر بھی نازل فرمائے گا۔

والـجـمـلـة مـفـسـرة لـمـا قـبـلـهـا: یعنی جملہ کذبوا اور اس کا ماقبل کـداب آل فرعون ہے۔ اور جان لو کہ یہاں فرمایا ﴿کذبوا بایاتنا﴾، اور دوسری آیت میں ﴿کفروا بآیات الله﴾، اور ایک دوسری آیت میں ﴿کذبوا بآیات ربهم﴾، اور متذکرہ آیات میں مختلف طرز سے کلام کرنے میں فصحاء عرب کی عادت کو ملحوظ خاطر رکھنا ہے، اور بذنوبهم میں باء ملابست کے لئے ہے اور معنی یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے انہیں پکڑ لیا اس حال میں کہ وہ اپنے گناہوں میں پڑے ہیں یعنی بغیر توبہ کے انہیں پکڑ لیا، اور یہ بھی احتمال ہے کہ باء سببیہ ہو اور صورت میں معنی یہ بنے گا کہ اللہ ﷻ نے انہیں ان کے گناہوں کے سبب پکڑ لیا لیکن اول صورت زیادہ بلیغ ہے اس لئے کہ وہم دفع ہو جائے کہ ان کی موت کفر میں ہوئی جن میں مبتلا تھے۔

ونزل لما امر علیہ السلام: حاصل کلام یہ ہے کہ جب سید عالم ﷺ غزوہ بدر سے مدینہ منورہ کی جانب لوٹے تو بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہود کو جمع کیا اور انہیں دین اسلام کی دعوت دی اور ان سے وعدہ فرمایا کہ اگر وہ اسلام نہ لائے یا جزیہ ادا نہ کیا تو ان سے جنگ ہوگی اور یہود نے کہا کہ جو مفسر نے بیان فرمایا۔ اغـمـارا: جمع ہے غـمـر کی غین کی ضمہ کے ساتھ، مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو جنگی امور کو نہ جانتے ہوں، اور اگر غین کی کسرہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے بغض و کینہ، اور فتح اور میم کے سکون کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے شدت، اور دونوں کے فتح کے ساتھ ہو تو معنی چربی چکناہٹ وغیرہ۔ مـعـهـم فـرسـان: حدیث میں آیا ہے کہ ان کے ساتھ ستر ۷۰ اونٹ تھے۔ قد کان لکم اٰیة: پس یہ خطاب یہود سے ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ خطاب کفار مکہ سے یا مؤمنین سے ہو اور جملہ مستانفہ ہے۔

فرقتین: میں نے فئة کو فرقة کا نام دیا ہے اس لئے کہ یہ یفاء بمعنی یرجع ہے یعنی وہ کہ جس کی جانب لوٹا جائے۔ کـانـوا ثلاثمأة: مہاجرین کے ستر ۷۰ ان کے سردار حضرت علی ؓ، اور انصار کے دوسو چھتیس ۲۳۶ ان کے سردار یعنی صاحب رائے سعد بن عبادۃ ؓ اور ان مجاہدین میں سے چودہ شہید ہوئے جن میں چھ مہاجرین اور آٹھ انصار تھے۔ بـذلـک: یعنی مدد کے ذریعے اور اپنی مثل لشکر کو دیکھنے کے حوالے سے۔ زیـنـهـا الله: یعنی اللہ نے خواہشات میں زینت پیدا فرمادی۔

او الـشـیـطـان: وسوسہ کے ذریعے۔ ثـم یـفـنـی: یعنی وہ دنیا کی زندگی کا سامان اور اس کا مالک، اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا ﴿انما مثل الحیاة الدنیا کماء انزلناه من السماء فاختلط به نبات الارض﴾۔ فـیـنـبـغـی الـرغـبـة فـیـه: یعنی مناسب ہے کہ اس ٹھکانے کی طرف رغبت کی جائے، پس اچھا ٹھکانہ اس کے لئے ہے جو دنیا میں غفلت نہ برتے اور اسے آخرت کی کھیتی بنائے اور برا ٹھکانہ اس کے لئے جو دنیا میں غافل ہو کر رہے اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دے۔ مـن الـشـهـوات: بمعنی مشتہیات ہے۔ الـشـرک: یعنی ایمان پر

ثابت رہے، ایمان کے ساتھ جمے رہنے پر انحصار کیا گیا اس لئے کہ دخول جنت کی اصل صرف اسی پر توقف کرنا ہے۔

مقدرین الخلود :اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ ﷻ کا فرمان ﴿خالدین﴾ حال منتظرہ ہے یعنی جب وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اس میں ہمیشہ رہنے کے حوالے سے توقف کریں گے، پس منادی دونوں جگہوں پر رہنے والوں میں یہ ندا دے گا کہ اے جنت والوں! بغیر موت کے ہمیشہ رہو اور اے دوزخیوں! بغیر موت ہمیشہ رہو، پس اس وقت جنتیوں کے دل میں فرحت داخل ہوگی اور دوزخیوں کے دل میں غم۔ فی الوجود: دنیوی اور اخروی۔ بالاعتقاد: مراد قلبی اعتقاد ہے۔

ای رضا کثیر :یعنی بڑی رضا، اس کے بعد کبھی ناراضگی نہ ہوگی، اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿فیجازی کلاًمنهم بعمله﴾۔

وعن المعصیة :یعنی اللہ ﷻ نے معصیت (یعنی نافرمانی) سے منع فرمایا تو نافرمانی سے رک جاؤ اور باز آجاؤ۔ بالایمان: یعنی انہوں نے دل سے ایمان کی تصدیق کی اور ظاہری چال ڈھال سے فرمانبردار ہوئے۔

المطیعین لله :یعنی طاعت کی اقسام میں سے کسی قسم کے ساتھ، اللہ ﷻ کا فرمان ﴿بان یقولوا اللهم اغفر لنا﴾ یا اس کے سوا دیگر طاعت کی اقسام کے ساتھ مطیع ہوئے، پس وہ استغفار میں لگے رہتے ہیں مغفرت کا سوال کرتے ہوئے یا کسی اور قسم کی طاعت میں۔

و آخر اللیل :اور یہ رات کے نصف آخر میں ہوتا ہے، اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ یہ وہ وقت ہے جو طلوع فجر کے بعد سورج کے طلوع ہونے سے پہلے کا ہے۔ پس ان دونوں اوقات کو غنیمت جاننا چاہیے کہ ایک نہ ہوا تو دوسرا ہوگا۔

واللفظ :مراد زبانی اعتقاد ہے، اور اقرار کے حوالے سے بات کرنے میں صرف ملائکہ پر انحصار کیا نہ کہ علم والوں کے ساتھ بھی انحصار ہو، اس لئے کہ ملائکہ کی توحید فطری ہے اور وہ توحید ہی پر پیدا کئے گئے ہیں جیسا کہ نفس کی مثال ہے، پس ان کے ساتھ انسانوں کے مقابلے میں عدم اعتقاد کا وہم بھی نہیں ہوسکتا کہ انسانوں میں منافقین بھی ہوتے ہیں نہ کہ ملائکہ میں۔

معنی الجملة: مراد لا اله الا هو ہے۔ ای تفرد: معنی جملہ کا بیان ہے۔ فی ملکه :یعنی اپنی مخلوق پر غالب ہے اور یہ جملہ لا اله الا هو کی جانب راجح ہے۔ فی صنعه: یعنی وہ اشیاء کو اس کے محل میں بناتا ہے اور یہ جملہ قائم بالقسط کی جانب راجح ہے۔

المبعوث به الرسل: یعنی تمام، آدم علیہ السلام سے لیکر سید عالم ﷺ تک، اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿شرع لکم من الدین ما وصی به نوحا......الخ﴾ پس اصل کے اعتبار سے دین ایک ہی ہے اور فروعیات کا اختلاف ہے۔ لشرفه: یعنی اس میں حواس خمسہ پائے جاتے ہیں۔ مشرکی العرب: اور ان کے سوا بھی جن کے پاس کتاب نہیں۔ آیة: یعنی میں جو تم سے کہتا ہوں سچ ہے کہ تم مغلوب کئے جاؤ گے۔ ای اسلموا: اسلمت میں استفہام تقریعیہ ہے اور مقصود حد بندی کرنا ہے۔ (الصاوی، ج۱، ص ۲۱۷ وغیرہ)

کعاد و ثمود: قوم عاد سے مراد قوم ہود اور قوم ثمود سے مراد قوم صالح ہے۔ ان قتلت :یغوننک کا فاعل ہے۔ وضرب الجزیة والاسر :یعنی اہل خیبر پر جزیہ مسلط کیا اور باقی کو قید کیا۔ من النساء :من بیانیہ ہے، اور جار مجرور محل حال میں ہیں اور شہوات کے بیان میں چھ چیزیں بیان کی ہیں اور اس کی ابتداء النساء یعنی عورت سے کی ہے اس لئے کہ اکثر انہیں سے تلذذ حاصل کیا جاتا ہے اور لوگ ان سے غایت درجے مانوس ہوتے ہیں، اور یہ شیطانوں کی رسیاں ہیں اور فتنہ سے قریب تر ہیں، سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ ''میں نے مرد کے لئے عورت سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں چھوڑا، میں نے انہیں دین اور عقل میں ناقص دیکھا ہے یہ دانا اور حکیم آدمی کی عقل وخرد کو چھین لیتی ہیں''۔ (الحمل، ج۱، ص ۳۷۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿ان الـذيـن يكفرون بايت الله ويقتلون﴾ وَفِىْ قِرَاءَ ةٍ يُّقَاتِلُوْنَ ﴿النبيين بغيرحق ويقتلون الذين يامرون بالقسط﴾ بِالْعَدْلِ ﴿من الناس﴾ وَهُمُ الْيَهُوْدُ رُوِىَ اَنَّهُمْ قَتَلُوْا ثَلَاثَةً وَّاَرْبَعِيْنَ نَبِيًّا فَنَهَاهُمْ مِائَةٌ وَّسَبْعُوْنَ مِنْ عُبَّادِهِمْ فَقَتَلُوْهُمْ فِىْ يَوْمِهِمْ ﴿فبشرهم﴾ اَعْلِمْهُمْ ﴿بعذاب اليم(۲۱)﴾ مُؤْلِمٍ وَذِكْرُ الْبَشَارَةِ تَهَكُّمٌ بِهِمْ وَدُخِلَتِ الْفَاءُ فِىْ خبر اِنَّ لِشِبْهِ اِسْمِهَا الْمَوْصُوْلَ بِالشَّرْطِ ﴿اولئک الذين حبطت﴾ بَطَلَتْ ﴿اعمالهم﴾ مَا عَمِلُوْا مِنْ خَيْرٍ كَصَدَقَةٍ وَصِلَةِ رَحِمٍ ﴿فى الدنيا والاخرة﴾ فَلَا اِعْتَدَادَ بِهَا لِعَدْمِ شَرْطِهَا ﴿وما لهم من نصرين (۲۲)﴾ مَانِعِيْنَ لَهُمْ مِنَ الْعَذَابِ ﴿الم تر﴾ تَنْظُرَ ﴿الى الذين اوتوا نصيبا﴾ حَظًّا ﴿من الكتب﴾ اَلتَّوْرٰةِ ﴿يدعون﴾ حَالٌ ﴿الى كتب الله ليحكم بينهم ثم يتولى فريق منهم وهم معرضون (۲۳)﴾ عَنْ قُبُوْلِ حُكْمِهٖ نَزَلَ فِى الْيَهُوْدِ، زَنٰى مِنْهُمُ اِثْنَانِ فَتَحَاكَمُوْا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَحَكَمَ عَلَيْهِمَا بِالرَّجْمِ فَاَبَوْا فَجِیْءَ بِالتَّوْرَاةِ فَوَجَدَ فِيْهَا فَرُجِمَا فَغَضَبُوْا ﴿ذلک﴾ اَلتَّوَلِّىْ وَالْاِعْرَاضُ ﴿بانهم قالوا﴾ اَىْ بِسَبَبِ قَوْلِهِمْ ﴿لن تمسنا النار الا ايامًا معدودات﴾ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا مُّدَّةَ عِبَادَةَ اٰبَائِهِمُ الْعِجْلَ ثُمَّ تَزُوْلُ عَنْهُمْ ﴿وغرهم فى دينهم﴾ مُتَعَلِّقٌ بِقَوْلِهٖ ﴿ما كانوا يفترون (۲۴)﴾ مِنْ قَوْلِهِمْ ذٰلِکَ ﴿فكيف﴾ حَالُهُمْ ﴿اذا جمعنهم ليوم﴾ اَىْ فِىْ يَوْمٍ ﴿لاريب﴾ لَا شَکَّ ﴿فيه﴾ هُوَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ﴿ووفيت كل نفس﴾ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَغَيْرِهِمْ جَزَاءً ﴿ما كسبت﴾ عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ وَّشَرٍّ ﴿وهم﴾ اَىِ النَّاسُ ﴿لايظلمون (۲۵)﴾ بِنَقْصِ حَسَنَةٍ اَوْ زِيَادَةِ سَيِّئَةٍ وَنَزَلَتْ لَمَّا وَعَدَ ﷺ اُمَّتَهٗ مُلْکَ فَارِس وَالرُّوم فَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ هَيْهَاتَ ﴿قل اللهم﴾ يَآ اَللّٰهُ ﴿ملک الملک تؤتى﴾ تُعْطِى ﴿الملک من تشاء﴾ مِنْ خَلْقِکَ ﴿وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء﴾ بِاِيْتَائِهٖ ﴿وتذل من تشاء﴾ بِنَزْعِهٖ مِنْهُ ﴿بيدک﴾ بِقُدْرَتِکَ ﴿الخير﴾ اَىْ وَالشَّرُّ ﴿انک على كل شى ء قدير(۲۶) تولج﴾ تُدْخِلُ ﴿اليل فى النهار وتولج النهار﴾ تُدْخِلُهٗ ﴿فى اليل﴾ فَيَزِيْدُ كُلٍ مِّنْهُمَا بِمَا نَقَصَ مِنَ الْاٰخَرِ ﴿وتخرج الحى من الميت﴾ كَالْاِنْسَانِ وَالطَّآئِرِ مِنَ النُّطْفَةِ وَالْبَيْضَةِ ﴿وتخرج الميت﴾ كَالنُّطْفَةِ وَالْبَيْضَةِ ﴿من الحى وترزق من تشاء بغيرحساب (۲۷)﴾ اَىْ رِزْقًا وَّاسِعًا ﴿لايتخذ المؤمنون الكفرين اولياء﴾ يُوَالُوْنَهُمْ ﴿من دون﴾ اَىْ غَيْرِ ﴿المؤمنين ومن يفعل ذلک﴾ اَىْ يُوَالِيْهِمْ ﴿فليس من﴾ دِيْنِ ﴿الله فى شىء الا ان تتقوا منهم

تقۃ﴾ مَصْدَرٌ، تَقِیَّتُہٗ اَیْ تَخَافُوْا مَخَافَۃً فَلَکُمْ مُوَالَاتُھُمْ بِاللِّسَانِ دُوْنَ الْقَلْبِ وَھٰذَا قَبْلَ عِزَّۃِ الْاِسْلَامِ وَیَجْرِیْ فِیْمَنْ ھُوَ فِیْ بَلَدٍ لَیْسَ قَوِیًّا فِیْھَا ﴿ویحذرکم﴾ یُخَوِّفُکُمْ ﴿اللہ نفسہ﴾ اَنْ یَّغْضِبَ عَلَیْکُمْ اِنْ وَالَیْتُمُوْھُمْ ﴿والی اللہ المصیر (۲۸)﴾ اَلْمَرْجِعُ فَیُجَازِیْکُمْ ﴿قل﴾ لَھُمْ ﴿ان تخفوا ما فی صدورکم﴾ قُلُوْبِکُمْ مِنْ مُوَالَاتِھِمْ ﴿اوتبدوہ﴾ تُظْھِرُوْہُ ﴿یعلمہ اللہ و﴾ ھُوَ ﴿یعلم ما فی السموت وما فی الارض واللہ علی کل شیء قدیر (۲۹)﴾ وَمِنْہُ تَعْذِیْبُ مَنْ وَالَاھُمْ، وَاذْکُرْ ﴿یوم تجد کل نفس ما عملت﴾ ہٖ ﴿من خیر محضرا وما عملت﴾ ہٖ ﴿من سوء﴾ مُبْتَدَأٌ، خَبَرُہٗ ﴿تود لو ان بینھا وبینہ امدا بعیدا﴾ غَایَۃٌ فِیْ نِھَایَۃِ الْبُعْدِ فَلَا یَصِلُ اِلَیْھَا ﴿ویحذرکم اللہ نفسہ﴾ کُرِّرَ لِلتَّاکِیْدِ ﴿واللہ رء وف بالعباد(۳۰)﴾

﴿ترجمہ﴾

وہ جواللہ کی آیتوں سے منکر ہوتے اور شہید کرتے (ایک قرأت میں یقتلون کے بجائے یقاتلون ہے) پیغمبروں کو ناحق......ا

اور انصاف (قسط بمعنی عدل ہے) کا حکم کرنے والوں کو قتل کرتے ہیں (اس سے مراد یہود ہیں، منقول ہے کہ انہوں نے 43 انبیائے کرام علیہم السلام کو شہید کیا اور انہیں اس کام سے منع کرنے پر انہوں نے مزید 170 عبادت گزاروں کو اسی دن قتل کر دیا) انہیں خوشخبری دیدو (انہیں بتادو) دردناک عذاب کی (الیم بمعنی مؤلم ہے، لفظ بشارۃ کا ذکر بطور تھکم ہے، "فبشرھم" انّ کی خبر ہے جس پر فاء کا دخول انّ کے اسم یعنی الذین اسم موصول کے شرط سے مشابہ ہونے کی وجہ سے ہے) یہ ہیں کہ اکارت گئے (باطل ہوئے) انکے اعمال (یعنی وہ اچھے کام جو انہوں نے کئے جیسے صدقہ دینا اور صلہ رحمی کرنا) دنیا اور آخرت میں (ان اعمال کا کچھ شمار نہیں ان اعمالِ کی قبولیت کی شرط یعنی ایمان واسلام کی شرط معدوم ہونے کی وجہ سے) اور انکا کوئی مددگار نہیں (جو انہیں عذاب الٰہی سے بچائے) کیا تم نے نہ دیکھا (الم تر بمعنی الم تنظر ہے) انکی طرف جنہیں ایک حصہ ملا (نصیبا بمعنی حظا ہے) کتاب کا (یعنی توریت کا) بلائے جاتے ہیں (یدعون حال ہے) اللہ کی کتاب کی طرف کہ وہ انکا فیصلہ کرے پھر ان میں کا ایک گروہ اس سے روگرداں ہو کر پھر جاتا ہے (اسکا حکم قبول کرنے سے، یہ آیتِ مبارکہ یہود کے حق میں نازل ہوئی، ان میں سے دو مرد وعورت نے زنا کیا تو انہوں نے مقدمہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا، جب حضور ﷺ نے دونوں کے رجم کا حکم صادر فرمایا تو انہوں نے یہ فیصلہ ماننے سے انکار کردیا، اس پر توریت لائی گئی اسمیں بھی یہی حکم موجود تھا پس انہیں رجم کیا گیا تو وہ غضب ناک ہوگئے) یہ (حق سے پھرنے اور اس سے اعراض کرنے کی جرأت) انہیں اسلئے ہوئی کہ وہ کہتے ہیں (یعنی انکی اس بیباکی کا سبب ان کا یہ قول تھا کہ) ہرگز ہمیں آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے چند دن (یعنی چالیس دن، جتنی مدت انکے آباؤ اَجداد نے بچھڑے کی پوجا کی تھی، پھر ان سے عذاب دور کردیا جائے گا) اور فریب میں رکھا انہیں انکے دین کے معاملے میں (فی دینھم، ما کانوا کے متعلق ہے) ان باتوں نے جو وہ خود گھڑا کرتے تھے (جن میں سے ایک بات ماقبل مذکور ہوئی) تو کیسا (حال ہوگا انکا) جب ہم انہیں اکھٹا کرینگے اس دن کیلئے (یعنی اس دن میں کہ) نہیں شک (ریب بمعنی شک ہے) جس میں (یعنی قیامت کے دن میں) اور ہر جان کو پوری بھر دی جائیگی (اہل کتاب اور دیگر لوگوں کو جزاء)

اسکی کمائی (یعنی ہر نفس کو اچھے اور برے عمل کا بدلہ دیا جائے گا) اور ان پر (یعنی لوگوں پر) ظلم نہ ہوگا......۲ (نیکیوں میں کمی اور برائیوں میں زیادتی کر کے، یہ آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب نبی پاک ﷺ نے اپنی امت سے ملک فارس اور روم کا وعدہ فرمایا تو منافقین نے کہا کہ یہ وعدہ کتنا بعید ہے) یوں عرض کرا ے اللہ (اللھم بمعنی یا اللہ ہے) ملک کے مالک، تو دے (تؤتی بمعنی تعطی ہے) سلطنت جسے چاہے (اپنی مخلوق میں سے) اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے (اسکو سلطنت عطا فرما کر) اور جسے چاہے ذلت دے......۳ (اس سے سلطنت چھین کر) تیرے ہی ہاتھ ہے (یعنی تیری قدرت میں ہے) ساری بھلائی (اور برائی) بیشک تو سب کچھ کر سکتا ہے تو ڈالے (تولج بمعنی تدخل ہے) رات کا حصہ دن میں اور دن کا حصہ (داخل کرے) رات میں (پس وہ ان میں سے ایک میں کمی فرماتا ہے تو دوسرے میں اضافہ کر دیتا ہے) اور مردہ سے زندہ نکالے (جیسے انسان اور پرندے کو نطفے اور انڈے سے) اور مردہ نکالے (جیسے نطفہ اور انڈہ) زندہ سے، اور جسے چاہے بے گنتی دے (وسیع رزق دے) مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں......۴ (کہ ان سے محبت کرنے لگیں) مسلمانوں کے سوا (یعنی ان کے علاوہ) اور جو ایسا کریگا (یعنی انہیں دوست بنائیگا) تو اسے اللہ (یعنی اسکے دین) سے کچھ علاقہ نہ رہا مگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرو (تقاۃ یہ مصدر ہے تَقِیَّۃٌ سے اسی تخافوا مخافۃ یعنی تم خوف کرو تو تمہارے لئے ان سے زبانی موالات درست ہے نہ کہ قلبی، یہ حکم اسلامی شان و شوکت سے پہلے تھا اور اب یہ حکم اس شہر میں جاری ہوگا جہاں مسلمان قوی نہ ہوں) اور تمہیں ڈراتا ہے (خوف دلاتا ہے) اللہ اپنے غضب سے (کہ اگر تم اس سے دوستانہ تعلقات رکھو گے تو وہ تم پر غضب فرمائے گا) اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے (المصیر بمعنی المرجع ہے، پس وہی تمہیں اس کا بدلہ دیگا) تم فرمادو (ان سے) اگر تم اپنے جی کی بات چھپاؤ (یعنی اپنے دلوں میں انکی محبت چھپاؤ) یا ظاہر کرو (تبدوا بمعنی تظھروہ ہے) اللہ کو سب معلوم ہے، اور (وہ) جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور ہر چیز پر اللہ کا قابو ہے (اور کفار سے دوستی کرنے والے کو عذاب دینا بھی اسکی قدرت کے تحت ہے، اور یاد کرو) جس دن ہر جان نے جو بھلا کام کیا حاضر پائے گی اور جو بُرا کام کیا (ماعملت من سوء مبتدا ہے اور خبر مابعد جملہ ہے) امید کریگی کاش مجھ میں اور اس میں دور کا فاصلہ ہوتا (یعنی انتہا درجے کی دوری ہوتی کہ اس تک نہ پہنچا جا سکتا) اور اللہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے (اس جملہ کی تکرار تاکید کیلئے ہے) اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان الذین یکفرون بایت اللہ ویقتلون النبین بغیر حق ویقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس فبشرھم بعذاب الیم﴾

انّ: حرف مشبہ، الذین: موصول، یکفرون بایت اللہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویقتلون النبین بغیر حق: جملہ فعلیہ معطوف اول، ویقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ، جو موصول سے ملکر اسم، فبشرھم بعذاب الیم: جملہ فعلیہ خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک الذین حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرۃ وما لھم من نصرین﴾

اولئک: مبتدا،الذین: موصول،حبطت اعمالهم فی الدنیا والاخرة: جملہ فعلیہ صلہ،موصول صلہ ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،و: عاطفہ،ما: نافیہ ،لهم: خبر مقدم،من: زائدہ ،ناصرین: مبتدا مؤخر،جملہ اسمیہ ہوکر ما قبل پر معطوف ہے۔

﴿الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتب یدعون الی کتب الله لیحکم بینهم﴾

همزه: حرف استفہام،لم تر: فعل بافاعل،الی: جار ، الذین اوتوا ...... الخ: موصول صلہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ،یدعون: فعل ونائب الفاعل، الی کتاب الله: ظرف لغو،لیحکم بینهم: ظرف لغو ثانی، جملہ فعلیہ حال ہے الذین اوتوا اسم موصول سے۔

﴿ثم یتولی فریق منهم وهم معرضون﴾

ثم: عاطفہ،یتولی: فعل،فریق منهم: مرکب توصیفی ذ ذالحال،وهم معرضون: جملہ اسمیہ حال، جوذوالحال سے ملکر فاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک بانهم قالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودات﴾

ذلک: مبتدا،ب: جار،انّ: حرف مشبه بالفعل،هم: ضمیر اسم ،قالوا: قول ،لن تمسنا النار ...... الخ: جملہ فعلیہ مقولہ،قول اپنے مقولہ سے ملکر خبر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وغرهم فی دینهم ما کانوا یفترون﴾

و: عاطفہ،غر: فعل،هم: مفعول،فی دینهم: ظرف لغو ،ما کانوا یفترون: جملہ فعلیہ فاعل،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فکیف اذا جمعنهم لیوم لا ریب فیه﴾

ف: استنافیه ، کیف: ظرف مستقر خبر اول،اذا: مضاف ،جمعنهم: فعل بافاعل ومفعول،لیوم لا ریب فیه: ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ، جومضاف سے ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر ثانی، حالهم: مبتدا محذوف ،مبتدا اپنی خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ووفیت کل نفس ماکسبت وهم لا یظلمون﴾

و: عاطفہ،وفیت: فعل مجہول، کل نفس: ذوالحال،ماکسبت: مفعول ثانی،و: حالیہ ،هم: مبتدا ،لا یظلمون: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، جواپنے ذوالحال سے ملکر نائب الفاعل، فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور مفعول ثانی سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل اللهم ملک الملک تؤتی الملک من تشاء﴾

قل: فعل امر بافاعل ،اللّٰهم: اصل میں یا الله تھا میم مشدّد یا حرف ندا کے عوض ہے ،منادی اول،ملک الملک: منادی ثانی، تؤتی ...... الخ: جملہ فعلیہ حال ہے منادی سے،یا حرف ندا محذوف قائم مقام ادعوا، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ندائیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر﴾

وتنزع ...... الخ: جملہ فعلیہ ماقبل توتی پر معطوف اول، وتعز من تشاء و تذل من تشاء: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، بیدک: ظرف مستقر خبر مقدم، الخیر: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انک علی کل شیء قدیر﴾

انّ: حرف مشبہ، ک: ضمیر اسم، علی کل شیء قدیر: شبہ فعل اپنے فاعل اور ظرف سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تولج الیل فی النھار وتولج النھار فی الیل﴾

تولج: فعل، اللیل: مفعول، فی النھار: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ حال ہے ماقبل اَللّٰھم منادی سے، وتولج النھار...... الخ: جملہ فعلیہ ماقبل توتی پر معطوف ہے۔

﴿وتخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحی وترزق من تشاء بغیر حساب﴾

و: عاطفہ، تخرج: فعل بافاعل، الحی: مفعول، من الحی: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف، وتخرج الحی ...... الخ: معطوف ماقبل پر، و: عاطفہ، ترزق: فعل انت ضمیر ذوالحال، من تشاء: مفعول، بغیر حساب: حال، جوذوالحال سے ملکر فاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لا یتخذ المؤمنون الکفرین اولیاء من دونِ المؤمنین﴾

لا یتخذ: فعل، المومنون: فاعل، الکفرین: مفعول اول، اولیاء: مفعول ثانی، من دون المومنین: حال من الفاعل، فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیء﴾

و: اعتراضیہ، من: شرطیہ مبتدا، یفعل ذلک: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لیس: فعل ناقص ھو ضمیر اسم، من اللّٰہ: حال مقدم، فی: جار، شی: ذوالحال مؤخر، جو اپنے حال مقدم سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جواب شرط، شرط جواب شرط سے ملکر خبر، من مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ معترضہ۔

﴿الا ان تتقوا منھم تقٰۃ ویحذرکم اللہ نفسہ﴾

الا: للحصر، ان: مصدریہ، تتقوا: فعل واؤ ضمیر فاعل، منھم: ظرف لغو، تقٰۃ: مفعول مطلق، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر ہوکر منصوب بنزع الخافض مفعول لہ یتخذ سے ہے، و: مستانفہ، یحذر: فعل، کم: ضمیر مفعول، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، نفسہ: مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والی اللہ المصیر﴾

و: مستانفہ،الی اللہ: ظرف مستقر ثابت شبہ فعل سے متعلق ہوکر خبر مقدم،المصیر: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ان تخفوا ما فی صدورکم او تبدوہ یعلمہ اللہ﴾

قل: قول،ان: شرطیہ،تخفوا: فعل بافاعل،ما فی صدورکم: مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،او تبدوہ: فعل بافاعل ومفعول ملکر معطوف،معطوف علیہ معطوف سے ملکر شرط،یعلمہ: فعل باضمیر منصوب متصل مفعول،اللہ: اسم جلالت فاعل،ملکر جزاء،شرط جزا ملکر مقولہ،جوقول سے ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ویعلم ما فی السموت وما فی الارض واللہ علی کل شیء قدیر﴾

و:مستانفہ،یعلم: فعل بافاعل،مافی السموات: معطوف علیہ،ومافی الارض: معطوف،ملکر مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ،واللہ علی کل شیء قدیر: اس آیتِ مبارکہ کی ترکیب گزر چکی۔

﴿یوم تجد کل نفس ما عملت من خیر محضرا﴾

یوم: مضاف، تجد: فعل، کل نفس: فاعل، ماعملت من خیر: مفعول اول،محضرا: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ،جومضاف سے ملکر ظرف فعل محذوف اذکر کیلئے۔

﴿وما عملت من سوء تود لو ان بینھا وبینہ امدا بعیدا﴾

و: مستانفہ،ما عملت من سوء: موصول صلہ ملکر مبتدا، تود: فعل بافاعل،لو: مصدریہ،انّ:حرف مشبہ ،بینھا وبینہ: ظرف مستقر خبر،أمدابعیدا: اسم مؤخر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر بتاویل مصدر مفعول،تود فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویحذرکم اللہ نفسہ واللہ رء وف بالعباد﴾

و یحذرکم اللہ نفسہ: اسکی ترکیب گزر چکی ہے،و: مستانفہ،اللہ: اسم جلالت مبتدا،رء وف: صفت، بالعباد: ظرف لغو للصفت،شبہ جملہ ہوکر خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ان الذین کفروا یکفرون بایت اللہ......☆بنی اسرائیل نے صبح کوایک ساعت کے اندر تینتالیس 43 انبیاء کرام کوقتل کیا،پھران میں سے 112 نیک بندوں نے انہیں نیکی کا حکم دیا اور بدی سے روکا تو اسی روز شام کوانہیں بھی قتل کردیا۔اس آیت میں سید عالم ﷺ کے زمانے کے یہود کی توبیخ ہے کیونکہ وہ اپنے آباؤاجداد کے ایسے کاموں سے راضی ہیں۔

☆......الم تر الی الذین اوتوا......☆حضرت ابن عباس سے ایک روایت یہ آئی ہے کہ ایک مرتبہ سید عالم ﷺ بیت المدراس میں

تشریف لے گئے اور وہاں یہود کو اسلام کی دعوت دی۔ نعیم ابن عمرو اور حارث ابن زید نے کہا کہ اے محمد ﷺ! آپ کس دین پر ہیں؟ فرمایا: "ملت ابراہیمی پر"، وہ کہنے لگے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "توریت لاؤ ابھی ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ ہو جائے گا"۔ اس پر نہ جمے اور منکر ہو گئے۔ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی اس تقدیر پر آیت میں کتاب اللہ سے توریت مراد ہے۔ انہیں سے یہ بھی روایت ملی کہ یہود خیبر میں سے ایک مرد نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا تھا اور توریت میں ایسے گناہ کی سزا پتھر مار مار کر ہلاک کر دینا ہے لیکن چونکہ یہ لوگ یہودیوں میں اونچے خاندان کے تھے اس لئے انہوں نے انکا سنگسار کرنا گوارہ نہ کیا اور اس معاملے کو بایں طور سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں لائے کہ شاید آپ سنگسار کرنے کا حکم نہ دیں مگر حضور ﷺ نے ان دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ اس پر یہود طیش میں آگئے اور کہنے لگے کہ اس گناہ کی سزا یہ نہیں آپ نے ظلم کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ فیصلہ توریت پر رکھو، کہنے لگے یہ انصاف کی بات ہے، توریت منگوائی گئی اور عبداللہ بن صوریا یہود کے بڑے عالم نے اس کو پڑھا، اس میں آیت رجم آئی جس میں سنگسار کرنے کا حکم تھا، عبداللہ نے اس پر ہاتھ رکھ لیا اور اسکو چھوڑ گیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ کو ہٹا کر آیت پڑھ دی، یہودی ذلیل ہوئے اور وہ یہودی مرد و عورت جنہوں نے زنا کیا تھا حضور ﷺ کے حکم سے رجم کئے گئے۔

☆......**قل اللھم ملک الملک تو تی**......☆ فتح مکہ کے وقت سید عالم ﷺ نے اپنی امت کو ملک فارس و روم کی سلطنت کا وعدہ دیا تو یہود و منافقین نے اسے بعید سمجھا اور کہنے لگے: "کہاں محمد ﷺ اور کہاں فارس و روم کے ملک؟ وہ بہت بڑے زبردست اور نہایت محفوظ ہیں۔" اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور آخر کار حضور ﷺ کا وعدہ پورا ہو کر رہا۔

☆......**لا یتخذ المومنون الکفرین**......☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے جنگ احزاب کے دن سید عالم ﷺ سے عرض کیا کہ میرے ساتھ پانچ سو یہودی ہیں جو میرے حلیف ہیں میری رائے ہے کہ دشمن کے مقابل ان سے مدد حاصل کروں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور کافروں کو دوست اور مددگار بنانے کی ممانعت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

حضرات انبیاء کرام کو ناحق قتل کرنا:

۱......حضرت ابوعبیدۃ بن جراح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت ترین عذاب کس شخص پر ہوگا؟" صاحب لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: "وہ شخص جس نے انبیاء کو قتل کیا اور وہ جسے بھلائی کا حکم دیا گیا اور برائی سے منع کیا گیا مگر وہ باز نہ آیا۔" پھر نبی پاک ﷺ نے مذکورہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا: "اے ابوعبیدۃ! بنی اسرائیل کے لوگوں نے 43 انبیاء کو دن کے اول حصہ میں ایک ساعت کے اندر قتل کیا۔ جب بنی اسرائیل کے 100 اور (بمطابق تفسیر طبری 70) لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں ان لوگوں کو حضرات انبیاء کرام کے قتل کرنے سے روکا اور برائیوں سے باز رہنے کی تلقین کی تو بنی اسرائیل نے ان نیکی کا حکم کرنے والوں کو بھی دن کے اختتام پر قتل کر دیا۔ (روح المعانی، الجزء الثالث، ص ۱۴۵)

ہرجان اپنی کمائی کا پورا بدلہ دی جائیگی:

۲......یعنی ہر جان کو عمل خیر یا شر کا پورا بدلہ دیا جائے گا، نہ تو انکی نیکیوں میں کمی کی جائیگی اور نہ ہی انکے گناہوں میں زیادتی کی جائیگی۔ (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص ۵۸)

عزت وذلت اللہ تعالی کے اختیار میں ہے:

۳......اللہ عزوجل جسے چاہے عزت دے جیسے حضرت محمد ﷺ کو نبوت ورسالت کے ساتھ عزت عطا فرمائی اور جسے چاہے ذلیل کرے جیسا کہ یہودیوں سے جزیہ وغیرہ لیکر اوران سے نبوت اٹھا کر انہیں ذلیل کیا۔ایک قول کے مطابق اللہ عزوجل نے مہاجرین و انصار کو عزت عطا فرمائی اور فارس وروم کو ذلیل کیا۔بعض کے نزدیک تعز من تشاء سے مراد آقائے نامدار ﷺ اور انکے اصحاب کو دس ہزار لشکر کیساتھ مکہ میں داخل کرنے سے عزت دینا اور تذل من تشاء سے مراد ابو جہل اور اسکے کارندوں کو بدر میں قتل اور کنوئیں میں دھکیل کر ذلیل کرنا ہے۔بعض اس کی مراد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل جسے چاہے اطاعت گزار بنا کر عزت عطا فرمائے اور جسے چاہے نافرمان بنا کر ذلیل کر دے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ عزوجل جسے چاہے مال کے ذریعے عزت عطا فرمائے اور جسے چاہے فقر کے ذریعے ذلیل کرے۔ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ عزوجل جسے چاہے قناعت اور رضا کی دولت عطا کر کے عزت سے نوازے اور جسے چاہے حرص وطمع میں بدمست کر کے ذلیل کر دے۔ (الخازن، ج ۱، ص ۲۳۶)

کیا کوئی کافر مسلمان کا دوست ہو سکتا ہے؟

۴......یہاں مراد یہ ہے کہ کافروں سے رشتے داری یا دوستی اور اس جیسے کسی اور سبب کیوجہ سے انکے ساتھ رشتہ قائم کرنے سے منع کیا گیا ہے یا جنگ اور دینی امور میں۔آیت مبارکہ میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ کافروں اور مومنوں کی دوستی جمع نہیں ہو سکتی اسلئے کہ دو دشمنوں کی دوستی کبھی جمع نہیں ہو سکتی۔کفار کے ساتھ دوستی کرنا قبیح بالذات اور قبیح بالعرض ہے کیونکہ اس صورت میں انسان مومنوں کی ولایت سے محروم ہو جاتا ہے،لہذا ضروری ہے کہ صرف اللہ عزوجل کی رضا کیلئے دوستی اختیار کیجائے۔(المظھری، ج ۱، ص ۴۵۷)

آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ یعنی کسی سے محبت ہو تو اللہ عزوجل کی خاطر اور دشمنی ہو تو وہ بھی اللہ عزوجل ہی کی خاطر ہو۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب بنی الاسلام علی خمس، ص ۴)

اغراض:

وھم الیھود: یعنی قوم موسی، اور اس سے سید عالم ﷺ کے زمانے کے یہود مراد ہیں اس لئے کہ وہ ان کے فعل بد پر راضی تھے اور اس بات پر بھی راضی تھے کہ وہ معاذ اللہ سید عالم ﷺ کے قتل کا ارادہ رکھتے تھے۔ثلاثة و اربعين: ایک روایت میں تینتالیس ۴۳ کے بجائے ستر ۷۰ کا قول مذکور ہے۔روی انھم قتلوا: دن کے اول وقت میں۔من یومھم: یعنی انہوں نے حضرات انبیائے کرام کو دن کے وقت میں قتل کیا اور دیگر عبادت گزار لوگوں کو دوسرے وقت میں۔اعلمھم: اس کلام میں استعارہ تبعیہ کی جانب اشارہ ہے کہ عذاب کے بارے میں بتانے کو بشارت دینے سے تشبیہ دی، اور مشبہ بہ کو مشبہ کے مقابل بطور استعارہ لائے اور البشارة سے بشرھم بمعنی اعلمھم بالعذاب مشتق ہے، اور دونوں صیغوں کا ایک حال سے دوسرے حال میں تبدیل ہونا یعنی بشرھم بمعنی اعلمھم یہ پر مغز وجامع تبدیلی ہے۔

ذکر البشارة تھکم: بیشک بشارت ایسی چیز ہے کہ جس سے جوش پیدا ہوتا ہے اور نذارة ایسی خبر ہوتی ہے جس سے انسان تکلیف

محسوس کرتا ہے، پس گویا ایسا ہوا کہ کسی نے کہا کہ وہ خبر پیچھے نہیں ہوسکتی یعنی پھر نہیں سکتی جیسا کہ خبر کا وعدہ ٹل نہیں سکتا۔ لشبہ اسمہا موصول: دراصل اسم موصول مبتداء ہے اور بعض کے نزدیک جب اسم موصول مبتداء ہو تو اس کی خبر پر فاء داخل نہیں ہوسکتا ہے۔ فی الیھود: یعنی خیبر کے یہود۔ زنی منھم اثنان: اس کا بیان شان نزول کے تحت ہو چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

فوجد فیھا: یعنی رجم۔ من قولھم ذلک: مراد ان کا قول لن تمسنا النار الا ایاما معدودات ہے۔ فکیف حالھم: متذکرہ بالا قول کے رد کے لئے اور ان کے بڑا بننے کے دھوکے کو باطل فرمایا کہ عنقریب وہ ہولناک عذاب میں پڑنے والے ہیں، اور یہ بھی جائز ہے کہ کیف خبر مقدم ہو اور مبتداء محذوف حالھم ہو۔ بنزعہ منہ: یعنی فارس و روم وغیرہ چھین کر۔

ای الناس: ھم ضمیر سے الناس مراد لیا اور جمع کی ضمیر کل نفس کے اعتبار سے استعمال کی گئی ہے۔ ونزل لما وعد: اس کا بیان شان نزول کے تحت ہو چکا ہے۔ بقدر تک: یہ خلف کی تاویل ہے اور سلف اس پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ علم اللہ کے لئے فرض جانتے ہیں۔ فیزید کل منھما بما نقص من الآخر: یعنی ساعت بساعت اور درجہ بدرجہ ایک میں کمی کر کے دوسرے میں اضافہ کرتا ہے۔

کالانسان والطائر: حی سے انسان اور میت سے کافر مراد لینا صحیح ہے۔ من النطفۃ والبیضۃ: یعنی لف ونشر مرتب ہونے کے لحاظ سے۔ یوالونھم: یعنی وہ ان سے محبت کرتے ہیں اور ان کی جانب مائل ہوتے ہیں۔ مصدر تقیتہ: قاف کے فتح کے ساتھ بروزن رمیتہ بمعنی اتقیتہ ہے۔ دون القلب: پس کافر کے ساتھ موالات (تعلقات دوستیاں وغیرہ) بالا جماع حرام ہے۔

لیس قوم فیھا: یعنی اسلام اس شہر میں قوی نہ ہو، کہ اس کے حکام کافر ہوں پس ایسی صورت میں واجب ہے کہ ظاہری صورت میں ان کے مدار و محور کا خیال رکھا جائے یہاں تک کہ اللہ عزوجل کوئی فیصلہ اتار دے، جیسا کہ سید عالم ﷺ کے ساتھ ہوا کہ وہ ایک دن اپنے دولت خانہ میں جلوہ فرما تھے کہ کسی نے دروازے پر دستک دی تو آپ ﷺ نے فرمایا کون؟ اس نے آہستہ آواز میں کہا کہ فلاں، رشتے کا بھائی بُرا ہے (یا رشتے دار بُرائی یعنی تکلیف میں ہے) پھر جب اس کی طرف گئے تو اس کے چہرے کو ایسا نہ پایا اور اس سے رواداری سے ملے، جب سید عالم ﷺ واپس آئے تو بی بی عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ فرماتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کو عجیب حالت میں پاتی ہوں، میں نے آپ ﷺ کو جو کہتے پایا اس کے خلاف کرتے ملاحظہ فرمایا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اے عائشہ! ہم کسی قوم کی کھوج لگانے میں ہوتے ہیں اور ہمارے دل انہیں لعنت کرتے ہیں"۔

(الصاوی ج ۱، ص ۲۲۴ وغیرہ)

ودخلت الفاء فی خبر ان: اس کا مفصل بیان صاوی کے تحت گزر چکا ہے یہاں یہ خیال کرلیں کہ اخفش کے نزدیک یہ درست نہیں کہ اسم موصول مبتداء کی خبر پر فاء داخل ہوسکے۔ لیحکم: یعنی کتاب اللہ یا اللہ عزوجل۔ (الجمل ج ۱، ص ۳۸۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

وَنَزَلَ لَمَّا قَالُوْا مَا نَعْبُدُ الْاَصْنَامَ اِلَّا حُبًّا لِلّٰہِ لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَیْہِ ﴿قل﴾ لَھُمْ یَا مُحَمَّدُ ﴿ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ﴾ بِمَعْنٰی اَنَّہٗ یُثِیْبُکُمْ ﴿ویغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور﴾ لِمَنِ اتَّبَعَنِیْ مَا سَلَفَ مِنْہُ قَبْلَ ذٰلِکَ ﴿رحیم (۳۱)﴾ بِہٖ ﴿قل﴾ لَھُمْ ﴿اطیعوا اللہ والرسول﴾ فِیْمَا یَاْمُرُکُمْ بِہٖ مِنَ التَّوْحِیْدِ ﴿فان تولوا﴾ اَعْرَضُوْا عَنِ الطَّاعَۃِ ﴿فان اللہ لا یحب الکفرین (۳۲)﴾ فِیْہِ اِقَامَۃُ الظَّاھِرِ مَقَامَ الْمُضْمَرِ اَیْ لَا یُحِبُّھُمْ بِمَعْنٰی اَنَّہٗ یُعَاقِبُھُمْ ﴿ان اللہ اصطفی﴾ اِخْتَارَ ﴿ادم ونوحا وال ابراھیم و ال عمران﴾ بِمَعْنٰی

اَنْفُسَهُمَا ﴿على العلمين(۳۳)﴾ بِجَعْلِ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ نَسْلِهِمْ ﴿ذرية بعضها من﴾ولد﴿بعض﴾ مِّنْهُمْ ﴿والله سميع عليم(۳۴)﴾ اُذْكُر ﴿اذقالت امرات عمران﴾ حَنَّةُ لَمَّا اَسَنَّتْ وَاشْتَاقَتْ لِلْوَلَدِ فَدَعَتِ اللّٰهَ وَاَحَسَّتْ بِالْحَمْلِ يَا ﴿رب انى نذرت﴾ اَنْ اَجْعَلَ ﴿لک ما فى بطنى محررا﴾ عَتِيْقًا خَالِصًا مِّنْ شَوَاغِلِ الدُّنْيَا لِخِدْمَةِ بَيْتِكَ الْمَقْدِسِ ﴿فتقبل منى انک انت السميع﴾ لِلدُّعَاءِ ﴿العليم(۳۵)﴾ بِالنِّيَاتِ، وَهَلَكَ عِمْرَانُ وَهِيَ حَامِلٌ ﴿فلما وضعتها﴾ وَلَدَتْهَا جَارِيَةً وَّكَانَتْ تَرْجُوْ اَنْ يَّكُوْنَ غُلَامًا اِذْ لَمْ يَكُنْ يُحَرَّرُ اِلَّا الْغِلْمَانُ ﴿قالت﴾ مُعْتَذِرَةً يَا ﴿رب انى وضعتها انثى والله اعلم﴾ اَىْ عَالِمٌ ﴿بما وضعت﴾ جُمْلَةُ اِعْتِرَاضٍ مِنْ كَلَامِهٖ تَعَالٰى وَفِىْ قِرَاءَ ةٍ بِضَمِّ التَّاءِ ﴿وليس الذكر﴾ اَلَّذِىْ طَلَبَتْ ﴿كالانثى﴾ اَلَّتِىْ وُهِبَتْ لِاَنَّهٗ يُقْصَدُ لِلْخِدْمَةِ وَهِيَ لَا تَصْلُحُ لَهَا لِضُعْفِهَا وَعَوْرَتِهَا وَمَا يَعْتَرِيْهَا مِنَ الْحَيْضِ وَنَحْوِهٖ ﴿وانى سميتها مريم وانى اعيذها بک وذريتها﴾ اَوْلَادَهَا ﴿من الشيطن الرجيم(۳۶)﴾ اَلْمَطْرُوْدِ و فِى الْحَدِيْثِ "مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ يُّوْلَدُ اِلَّا مَسَّهُ الشَّيْطَانُ حِيْنَ يُوْلَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا اِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا ـ" رَوَاهُ الشَّيْخَانِ ﴿فتقبلها ربها﴾ اَىْ قَبِلَ مَرْيَمَ مِنْ اُمِّهَا ﴿بقبول حسن وانبتها نباتا حسنا﴾ اَنْشَاَهَا بِخَلْقٍ حَسَنٍ فَكَانَتْ تَنْبُتُ فِى الْيَوْمِ كَمَا يَنْبُتُ الْمَوْلُوْدُ فِى الْعَامِ وَاَتَتْ بِهَا اُمُّهَا الْاَحْبَارَ سَدَنَةَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَقَالَتْ: "دُوْنَكُمْ هٰذِهِ النَّذِيْرَةُ ـ" فَتَنَافَسُوْا فِيْهَا لِاَنَّهَا بِنْتُ اَمَامِهِمْ فَقَالَ زَكَرِيَّا اَنَا اَحَقُّ بِهَا لِاَنَّ خَالَتَهَا عِنْدِىْ فَقَالُوْا لَا حَتّٰى نَقْتَرِعَ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ تِسْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ اِلٰى نَهْرِ الْاُرْدُنِ وَاَلْقَوْا اَقْلَامَهُمْ عَلٰى اَنَّ مَنْ ثَبَتَ قَلَمُهٗ فِى الْمَاءِ وَصَعِدَ فَهُوَ اَوْلٰى بِهَا فَثَبَتَ قَلَمُ زَكَرِيَّا فَاَخَذَهَا وَبَنٰى لَهَا غُرْفَةً فِى الْمَسْجِدِ بِسُلَّمٍ لَا يَصْعَدُ اِلَيْهَا غَيْرُهٗ وَكَانَ يَاْتِيْهَا بِاَكْلِهَا وَشُرْبِهَا وَدُهْنِهَا فَيَجِدُ عِنْدَهَا فَاكِهَةَ الشِّتَاءِ فِى الصَّيْفِ وَفَاكِهَةَ الصَّيْفِ فِى الشِّتَاءِ كَمَا قَالَ تَعَالٰى ﴿وكفلها زكريا﴾ ضَمَّهَا اِلَيْهِ وَفِىْ قِرَاءَ ةٍ بِالتَّشْدِيْدِ وَنُصِبَ زَكَرِيَّا مَمْدُوْدًا وَّمَقْصُوْرًا وَالْفَاعِلُ اللّٰهُ ﴿كلما دخل عليها زكريا المحراب﴾ اَلْغُرْفَةَ هِيَ اَشْرَفُ الْمَجَالِسِ ﴿وجد عندها رزقا قال يمريم انى﴾ مِنْ اَيْنَ ﴿لک هذا قالت﴾ وَهِيَ صَغِيْرَةٌ ﴿هو من عند الله﴾ يَاْتِيْنِىْ بِهٖ مِنَ الْجَنَّةِ ﴿ان الله يرزق من يشاء بغير حساب(۳۷)﴾ رِزْقًا وَّاسِعًا بِلَا تَبِعَةٍ ﴿هنالک﴾ اَىْ لَمَّا رَاٰى زَكَرِيَّا ذٰلِكَ وَعَلِمَ اَنَّ الْقَادِرَ عَلَى الْاِتْيَانِ بِالشَّيْءِ فِىْ غَيْرِ حِيْنِهٖ قَادِرٌ عَلَى الْاِتْيَانِ بِالْوَلَدِ عَلَى الْكِبَرِ وَكَانَ اَهْلُ بَيْتِهٖ اِنْقَرَضُوْا ﴿دعا زكريا ربه﴾ لَمَّا دَخَلَ الْمِحْرَابَ لِلصَّلَاةِ فِى

جَوْفَ اللَّيْلِ ﴿قال رب هب لى من لدنك﴾ مِنْ عِنْدِكَ ﴿ذرية طيبة﴾ وَلَدًا صَالِحًا ﴿انك سميع﴾ مُجِيْبُ ﴿الدعاء(۳۸) فنادته الملئكة﴾ اَیْ جِبْرَءِ يْلُ ﴿وهو قائم يصلى فى المحراب﴾ اَیِ الْمَسْجِدِ ﴿ان﴾ اَیْ بِاَنَّ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْكَسْرِ بِتَقْدِيْرِ الْقَوْلِ ﴿الله يبشرك﴾ مُثَقَّلًا وَّمُخَفَّفًا ﴿بيحيى مصدقا بكلمة﴾ كَائِنَةٍ ﴿من الله﴾ اَیْ بِعِيْسٰى اَنَّهُ رُوْحُ اللّٰهِ وَسُمِّىَ كَلِمَةً لِاَنَّهُ خُلِقَ بِكَلِمَةِ كُنْ ﴿وسيدا﴾ مَتْبُوْعًا ﴿وحصورا﴾ مَمْنُوْعًا مِّنَ النِّسَاءِ ﴿ونبيا من الصلحين(۳۹)﴾ رُوِیَ اَنَّهُ لَمْ يَعْمَلْ خَطِيْئَةً وَلَمْ يَهُمَّ بِهَا ﴿قال رب انى﴾ كَيْفَ ﴿يكون لى غلم﴾ وَلَدٌ ﴿وقد بلغنى الكبر﴾ اَیْ بَلَغْتُ نِهَايَةَ السِّنِّ مِائَةً وَّعِشْرِيْنَ سَنَةً ﴿وامراتى عاقر﴾ بَلَغَتْ ثَمَانِیَ وَتِسْعِيْنَ ﴿قال﴾ اَلْاَمْرُ ﴿كذلك﴾ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ غُلَامًا مِّنْكُمَا ﴿الله يفعل ما يشاء(۴۰)﴾ لَا يُعْجِزُهُ عَنْهُ شَیْءٌ وَلِاِظْهَارِ هٰذِهِ الْقُدْرَةِ الْعَظِيْمَةِ اُلْهِمَهُ السُّؤَالُ لِيُجَابَ بِهَا وَلَمَّا تَاقَتْ نَفْسُهُ اِلٰى سُرْعَةِ الْمُبَشَّرِ بِهِ ﴿قال رب اجعل لى اية﴾ اَیْ عَلَامَةً عَلٰى حَمْلِ امْرَاَتِیْ ﴿قال ايتك﴾ عَلَيْهِ ﴿ا﴾ نْ ﴿لا تكلم الناس﴾ اَیْ تَمْتَنِعُ مِنْ كَلَامِهِمْ بِخِلَافِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿ثلثة ايام﴾ اَیْ بِلَيَالِيْهَا ﴿الا رمزا﴾ اِشَارَةً ﴿واذكر ربك كثيرا وسبح﴾ صَلِّ ﴿بالعشى والابكار(۴۱)﴾ اَوَاخِرَ النَّهَارِ وَاَوَائِلَهُ۔

﴿ترجمہ﴾

(یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب کفار نے کہا کہ ہم ان بتوں کی عبادت اللہ کی محبت کیلئے کرتے ہیں یہ ہمیں اللہ ﷻ کے قریب کردیں گے) اے محبوب! تم فرمادو (ان لوگوں سے، اے محمد ﷺ) اے لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا......۱...... (یعنی تمہیں ثواب عطا فرمائے گا) اور اللہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا ہے (ان لوگوں کی پچھلی خطائیں جو میری پیروی کریں) مہربان ہے (ان پر) تم فرمادو (ان سے) کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا......۲...... (جو حکم تمہیں توحید کے بارے میں دیا ہے) پھر اگر وہ منہ پھیریں (یعنی اطاعت سے اعراض کریں) تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر (اس جملہ میں بجائے ضمیر کے اسم ظاہر لایا گیا ہے یعنی اللہ ﷻ کے ان سے محبت نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ انہیں سزا دیگا) بیشک اللہ نے چن لیا (اختیار فرمایا) آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل اولاد اور عمران کی آل کو (یہاں ابراہیم کی آل اور عمران کی آل سے انکی اپنی ذاتیں مراد ہیں) سارے جہاں سے (انکی نسل سے انبیاء کرام بنا کر) یہ ایک نسل ہے (ذریت بمعنی اولاد ہے) ایک دوسرے سے (یعنی انہی میں سے) اور اللہ جاننے والا ہے (اور یاد کیجئے) جب عرض کی عمران کی بی بی نے (یعنی حنہ نے جبکہ انہیں سنِ ایاس کو پہنچ کر اولاد کا شوق ہوا تو انہوں نے اللہ ﷻ سے دعا کی، لہذا انہوں نے حمل محسوس کیا تو عرض گزار ہوئیں) اے رب میرے! میں منت مانتی ہوں......۳...... (کہ پیش کروں) تیرے لئے جو میرے پیٹ میں ہے کہ خالص تیری ہی خدمت میں رہے (یعنی دنیا کے مشاغل سے خالص آزاد ہو کر بیت المقدس کی خدمت کرے) تو تو مجھ سے قبول کر لے بیشک تو ہی ہے سنتا (دعا کو) جانتا ہے (نیتیں، جب وہ حاملہ ہوئیں تو حضرت عمران جہانِ فانی

سے کوچ فرما گئے) پھر جب اسے جنا (یعنی بچی کو تو چونکہ وہ لڑکے کی امید رکھتی تھیں اس لئے کہ بیت القدس کی خدمت کیلئے لڑکے ہی وقف ہوتے تھے لہذا) بولی (معذرت کرتے ہوئے اے) رب میرے! یہ تو میں نے لڑکی جنی اور اللہ کو خوب معلوم ہے (یہاں اعلم بمعنی عالم ہے) جو کچھ وہ جنی (یہ جملہ معترضہ ہے اور کلام الٰہی سے ہے، ایک قرأت میں وضعت تاء کے ضمہ کے ساتھ ہے) اور وہ لڑکا جو اس نے مانگا (یعنی طلب کیا تھا) اس لڑکی سا نہیں ہے......(ہوسکتا تھا جو اسے دی گئی، اس لئے کہ نذر سے مقصود بیت المقدس کی خدمت تھا اور لڑکی اپنے ضعف اور پردہ دار ہونے نیز حیض ونفاس وغیرہ کی وجہ سے یہ کام درست طرح نہ کرسکتی تھی) اور میں نے اسکا نام مریم رکھا اور میں اسے اور اسکی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں (ذریتھما بمعنی اولادھا ہے) راندے ہوئے شیطان سے (یعنی دھتکارے ہوئے شیطان سے، حدیثِ پاک میں ہے کہ کوئی بچہ ایسا نہیں کہ جسے بوقت پیدائش شیطان نے نہ چھوا ہو کہ جس کی وجہ سے بچہ رونے لگتا ہے سوائے بی بی مریم اور انکے صاحبزادے کے۔'' اسے شیخین نے روایت کیا) تو اسے اسکے رب نے اچھی طرح قبول کیا (یعنی بی بی مریم کو انکی والدہ کی طرف سے) اور اسے اچھا پروان چڑھایا (یعنی بہترین انداز سے تربیت دیکر پرورش کی، وہ ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا عام بچہ ایک سال میں بڑھتا ہے، ان کی والدہ ماجدہ نے انہیں بیت المقدس کے خادمین احبار یعنی یہودی علماء کے پاس لاکر فرمایا: ''اس نذر کو قبول کرلیں۔'' تو وہ باہم جھگڑنے لگے کیونکہ بی بی مریم انکے پیشوا کی بیٹی تھیں، حضرت زکریا علیہ السلام بولے میں انکی کفالت کا زیادہ حق دار ہوں کہ میں ان کا خالو ہوں، لیکن بقیہ سب نے قرعہ اندازی کے بغیر ماننے سے انکار کردیا تو وہ سب اردن کی نہر کی طرف چل دیئے جو کہ 29 افراد تھے، سب نے اپنے قلم پانی میں ڈالے اس معاہدے پر کہ جسکا قلم پانی کی سطح پر ٹھہرا رہا وہ کفالت کا حقدار ہوگا۔ پس حضرت زکریا علیہ السلام کا قلم پانی پر ٹھہرا رہا لہذا انھوں نے بی بی مریم کی تربیت کا ذمہ اٹھالیا اور انکے لیے مسجد میں ایک کمرہ بنوایا جہاں انکے سوا کوئی نہ جاسکتا تھا، وہ بی بی مریم کے پاس کھانے پینے کی اشیاء اور سر میں لگانے کا تیل وغیرہ لایا کرتے تھے، وہ انکے پاس موسم سرما کے پھل گرما میں اور گرما کے پھل سرما میں پاتے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا) اور اسے زکریا کی نگہبانی میں دیا (یعنی اللہ عزوجل نے بی بی مریم کو حضرت زکریا علیہ السلام کے ساتھ ملا دیا، ایک قرأت میں فاء کی تشدید کیساتھ ہے اور زکریا کو منصوب الف ممدودہ اور مقصورہ کی وجہ سے پڑھا گیا ہے جبکہ اس فعل کا فاعل اسم جلالت ہے) جب زکریا اسکے پاس اسکی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے (یعنی کمرے میں داخل ہوتے، محراب بیٹھنے کی تمام جگہوں میں سب سے اعلی ہوتی ہے) اسکے پاس نیا رزق پاتے، کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا (انی بمعنی من این ہے) بولیں (حالتِ صغر میں) وہ اللہ کے پاس سے ہے (یہ رزق میرے پاس جنت سے آتا ہے) بیشک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے (یعنی بلا کسی محنت کے وسیع رزق عطا فرمائے) یہاں (جب حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ سب کچھ دیکھا تو ان کا یقین اس بات پر مزید پختہ ہوگیا کہ جو ہستی ایک شی کو اسکے غیر وقت میں پیدا کرنے پر قادر ہے یقیناً وہ بڑھاپے میں اولاد دینے پر بھی قادر ہے، چونکہ انکا خاندان ختم ہونے والا تھا لہذا) پکارا زکریا اپنے رب کو......۵......(جب آدھی رات کو نماز کیلئے محراب میں داخل ہوئے) بولا اے رب میرے! مجھے اپنے پاس سے دے (من لدنک بمعنی من عندک ہے) ستھری اولاد (صالح بیٹا) بیشک تو ہی سننے والا (قبول کرنے والا) ہے (دعا کا) تو فرشتوں (یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام) نے اسے آواز دی اور وہ محراب میں (یعنی مسجد میں) کھڑے نماز پڑھ رہے تھے بیشک (ان بمعنی بان ہے، اور ایک قرأت میں اسے قول کے مقدر ہونے کی وجہ سے مکسور پڑھا گیا ہے) اللہ آپکو مژدہ دیتا ہے (یبشرک تشدید اور تخفیف دونوں کے ساتھ ہے) یحیی کا جو اللہ کی طرف سے ایک کلمہ کی تصدیق کریگا (یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کی، کہ وہ روح اللہ ہیں، انکو کلمہ اسلئے کہا گیا کہ وہ کلمہِ کُن سے پیدا کئے گئے ہیں) اور سردار......٦......(سیدا بمعنی متبوعا ہے) اور بہت رکنے والے (عورتوں سے، حصورا بمعنی ممنوعا ہے) اور نبی ہمارے

خاصوں میں سے (مروی ہے کہ ان سے نہ تو کوئی خطا ہوئی اور نہ کبھی انہوں نے کسی خطا کا ارادہ کیا) بولا اے رب میرے! کہاں سے ہوگا (انّي بمعنی کیف ہے) میرے لڑکا (غلم بمعنی ولد ہے) اور مجھے تو پہنچ گیا بڑھاپا (میں اپنی انتہائی عمر یعنی ایک سو بیس سال کی عمر تک پہنچ چکا ہوں) اور میری عورت بانجھ ہے (یعنی اسکی عمر بھی اٹھانوے سال ہوگئی ہے) فرمایا (معاملہ) یوں ہی ہے (اللہ تم دونوں سے اسی بڑھاپے کی حالت میں بیٹا پیدا کرے گا) اللہ کرتا ہے جو چاہے (اسے کوئی چیز عاجز نہیں کرسکتی، اپنی اس قدرتِ عظیمہ کو ظاہر کرنے کیلئے اللہ ﷻ نے حضرت زکریا علیہ السلام کے دل میں ایک سوال پیدا کیا تا کہ اس کا جواب عطا کیا جائے اور جب اس خوشخبری کو جلد پانے کیلئے انکا نفس بے حد مشتاق ہوگیا تو) عرض کی اے میرے رب! میرے لئے کوئی نشانی کردے (یعنی میری بیوی کے حمل ٹھہرنے کی کوئی علامت مقرر فرمادے) فرمایا تیری نشانی یہ ہے (اس معاملے میں) کہ تو لوگوں سے بات نہ کرے (یعنی لوگوں سے کلام نہ کر سکے گا سوائے اللہ کے ذکر کے) تین دن (رات سمیت) مگر اشارے سے (رمزا بمعنی اشارۃ ہے) اور رب کا بیان کر (سبح بمعنی صل ہے) صبح وشام (دن کے ابتداء انتہاء میں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی﴾

قل: قول، ان: شرطیہ، کنتم: فعل ناقص واسم، تحبون اللہ: فعل بافاعل ومفعول جملہ فعلیہ ہوکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، اتبعونی: فعل وفاعل مفعول، ملکر جواب شرط، شرط جواب شرط سے ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم﴾

یحببکم: فعل کم ضمیر مفعول، اللہ: اسم جلالت فاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب امر، ویغفر لکم ذنوبکم: جملہ فعلیہ معطوف ہے ماقبل پر، واللہ غفور رحیم: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکفرین﴾

قل: قول، اطیعوا: فعل وفاعل، اللہ والرسول: مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ف: استینافیہ، ان: شرطیہ، تولوا: فعل بافاعل ملکر شرط، ف: جزائیہ، ان حرف مشبہ، اللہ: اسم جلالت اسم، لا یحب الکفرین: جملہ فعلیہ خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان اللہ اصطفی ادم ونوحا وال ابراھیم وال عمران علی العلمین﴾

ان: حرف مشبہ، اللہ: اسم جلالت اسم، اصطفی: فعل بافاعل، ادم: مفعول، ونوحا وال ابراھیم وال عمران: یہ تمام ادم پر معطوف ہیں، علی العلمین: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذریۃ بعضھا من بعض واللہ سمیع علیم﴾

ذریۃ: موصوف بعضھا من بعض: مبتدا خبر ملکر صفت، ماقبل آیت میں ادم سے بدل ہے، واللہ سمیع علیم: جملہ اسمیہ

مستانفہ۔

﴿اذ قالت امرات عمران رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا﴾

اذ: مضاف، قالت: فعل، امراۃ عمران: فاعل، ملکر قول، رب: جملہ فعلیہ ندائیہ انی: حرف مشبہ واسمِ نذرت: فعل بافاعل، لک: ظرف لغو، مافی بطنی: ذوالحال، محررا: حال ملکر مفعول، فعل، اپنے متعلقات سے ملکر خبر، جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء، جو اپنی نداء سے ملکر مقولہ، جو قول سے ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر ظرف اذکر فعل محذوف کیلئے۔

﴿فتقبل منی انک انت السمیع العلیم﴾

ف: مستانفہ، تقبل: فعل وفاعل، منی: مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، انک ......الخ: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فلما وضعتها قالت رب انی وضعتها انثی﴾

ف: مستانفہ، لما: حینیہ شرطیہ، وضعتها: فعل بافاعل ومفعول ملکر شرط، قالت: فعل بافاعل ملکر قول، رب: جملہ فعلیہ ندائیہ، ان: حرف مشبہ، ی: ضمیر اسم، وضعتها: فعل بافاعل، ھا: مفعول، انثی: حال مفعول سے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء ملکر مقولہ، جو قول سے ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ اعلم بما وضعت ولیس الذکر کالانثی﴾

و: اعتراضیہ، اللہ: اسم جلالت مبتدا، اعلم: اسم تفضیل ھو ضمیر فاعل، بما وضعت: ظرف لغو، یہ سب ملکر خبر، اپنے مبتداء سے ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لیس: فعل ناقص، الذکر: اسم، کا لانثی: ظرف مستقر خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وانی سمیتها مریم وانی اعیذها بک وذریتها من الشیطن الرجیم﴾

و: عاطفہ، انی: حرف مشبہ واسم، سمیتها مریم: فعل بافاعل ومفعولین جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، ی: ضمیر اسم، اعیذ: فعل بافاعل، ھا: مفعول، بک: ظرف لغو، وذریتها: مفعول معہ، من الشیطن الرجیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فتقبلها ربها بقبول حسن وانبتها نباتا حسنا وکفلها زکریا﴾

ف: عاطفہ، تقبلها: فعل بامفعول، ربها: فاعل، بقبول حسن: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، انبتها نباتا حسنا: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف، وکفلها زکریا: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿کلما دخل علیها زکریا المحراب وجد عندها رزقا﴾

کلما: ظرف زمان متضمن بمعنی شرط مفعول فیہ مقدم، دخل: فعل، علیها: ظرف لغو، زکریا: فاعل، المحراب: مفعول، ملکر

شرط، وجد عندها رزقا: فعل با ظرف لغو ومفعول جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، جوشرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال یمریم انی لک ھذا قالت ھو من عند اللہ﴾

قال: قول، یامریم: جملہ ندائیہ، انی: ظرف متعلق بحذوف خبر مقدم، لک: ظرف مستقر حال مقدم، ھذا: ذوالحال ملکر مبتدا مؤخر ملکر مقصود بالنداء، جوندا سے ملکر مقولہ، قول اپنے مقولہ سے ملکر جملہ قولیہ، قالت: قول، ھو: مبتدا، من عند اللہ: ظرف مستقر خبر، جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، قول اپنے مقولہ سے ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب ھنالک دعا زکریا ربہ﴾

ان: حرف مشبہ، اللّٰہ: اسم جلالت اسم، یرزق من یشاء ...... الخ: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ، ھنالک: ظرف مکان مقدم، دعا: فعل، زکریا: فاعل، ربہ: مفعول بہ، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال ربِّ ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ انک سمیع الدعاء﴾

قال: قول، رب: جملہ ندائیہ، ھب: فعل امر با فاعل، لی: ظرف لغو، من لدنک: ظرف مستقر حال، ذریۃ طیبۃ: ذوالحال، جو حال سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، انّ: حرف مشبہ، ک: ضمیر اسم، سمیع الدعاء: خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فنادتہ الملئکۃ وھو قائم یصلی فی المحراب﴾

ف: عاطفہ، نادت: فعل، ہ: ضمیر ذوالحال، الملئکۃ: فاعل، و: حالیہ، ھو: مبتدا، قائم: خبر اول، یصلی فی المحراب: خبر ثانی، جملہ اسمیہ ہوکر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان اللہ یبشرک بیحیی مصدقا بکلمۃ من اللہ وسیدا وحصورا ونبیا من الصلحین﴾

ان: حرف مشبہ، اللّٰہ: اسم جلالت اسم، یبشرک: فعل با فاعل ومفعول، ب: جار، یحیی: ذوالحال، مصدقا بکلمۃ من اللہ: حال، وسیدا وحصورا من الصلحین: یہ سب معطوف ہے مصدقا پر، ذوالحال حال ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر منصوب بنزع الخافض فنادتہ کے متعلق ہے۔

﴿قال رب انی یکون لی غلم وقد بلغنی الکبر وامراتی عاقر﴾

قال: قول، رب: جملہ ندائیہ، انی: ظرف مکان خبر مقدم، یکون: فعل ناقص، لام: جار، ی: ضمیر ذوالحال، وقد بلغنی الکبر: معطوف علیہ، وامراتی عاقر: معطوف ملکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال مقدم، غلم: ذوالحال، اپنے حال مقدم سے ملکر اسم، یکون فعل اپنے اسم اور خبر سے ملکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، اپنے قول سے ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال کذلک اللہ یفعل ما یشاء قال رب اجعل لی ایۃ﴾

قال: قول، کذلک: متعلق بمحذوف خبر، الامر: مبتدا محذوف ای الامر کذلک، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، یفعل ما یشاء: جملہ فعلیہ خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔ قال: قول، رب: جملہ ندائیہ، اجعل: فعل امر انت ضمیر فاعل، لی: ظرف لغو، ایۃ: مفعول، ملکر مقصود بالنداء، جونداء سے ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قال ایتک الا تکلم الناس ثلثۃ ایام الا رمزا﴾

قال: قول، ایتک: مبتدا، ان: مصدریہ، لا تکلم: فعل با فاعل، الناس: مفعول، ثلثۃ ایام: مفعول فیہ، الا رمزا: مستثنی منقطع ہے تکلمہ مصدر محذوف سے، مستثنی مستثنی منہ سے ملکر مفعول مطلق، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿واذکر ربک کثیرا وسبح بالعشی والابکار﴾

و: مستانفہ، اذکر: فعل امر انت ضمیر فاعل، ربک: مفعول، کثیرا: صفت، ذکرا: موصوف محذوف، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، سبح: فعل امر انت ضمیر فاعل، بالعشی والابکار: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ فقبل پر معطوف ہے۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......قل ان کنتم تحبون اللّٰہ...... ☆ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ قریش کے پاس ٹھہرے جنہوں نے خانہ کعبہ میں بت نصب کئے تھے اور انہیں سجا سجا کر انکو سجدہ کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اے گروہ قریش! خدا کی قسم! تم اپنے آباء حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دین کے خلاف ہو گئے ہو۔'' قریش نے کہا ہم ان بتوں کو اللہ کی محبت میں پوجتے ہیں تا کہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کریں۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ محبتِ الٰہی کا دعوی سید عالم ﷺ کی اتباع کے بغیر قابلِ قبول نہیں، جو اس دعویٰ کا ثبوت دینا چاہے حضور ﷺ کی غلامی کرے اور حضور ﷺ نے بت پرستی کو منع فرمایا تو بت پرستی کرنے والا حضور ﷺ کا نافرمان اور محبتِ الٰہی کے دعوے میں جھوٹا ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

"قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی" کہنے کا مقصد:

۱......امام غزالی اپنی مایہ ناز کتاب الاحیاء میں فرماتے ہیں کہ محبت کسی لذیذ چیز کی طرف طبعی میلان کا نام ہے۔ پھر جب اس میلان میں پختگی اور تقویت پیدا ہو جائے تو اسے عشق کہتے ہیں جبکہ بغض کسی الناک چیز سے طبعی نفرت کا نام ہے اور جب اسی نفرت میں شدت آجائے تو اسے عناد کہا جاتا ہے۔ اور اس بات کا گمان نہیں کرنا چاہیے کہ محبت کا انحصار محض حواس خمسہ کے ذریعے ہوتا ہے اسلئے کہ اللہ ﷻ کی ذات ستودہ صفات کا ادراک حواس سے نہیں ہو سکتا اور نہ ہی خیال کے ذریعے اس کی تمثیل پیش کی جاسکتی ہے، لہٰذا اس سے محبت بھی نہ ہوگی اور سرکار والا تبار ﷺ نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا اور اسے تمام محبوب چیزوں میں محبوب ترین قرار دیا جبکہ یہ بھی معلوم ہے کہ نماز کا تعلق حواس خمسہ سے نہیں ہے بلکہ یہ ایک چھٹی حس ہے جس کا تعلق دل سے ہے۔ اور باطنی بصیرت

ظاہری بصیرت سے قوی ہوتی ہے اور دل ادراک کے معاملے میں آنکھ سے زیادہ شدید ہوتا ہے۔ (الاحیاء مترجم، ج٤، ص ٥٤٠)

اللہ عزوجل نے اپنی محبت کو اپنے محبوب کی اطاعت کیساتھ ملا دیا کہ بندہ اگر اللہ عزوجل سے محبت کا دعوے دار ہے تو اسکا دعویٰ اسی وقت مقبول ہوگا جب کہ وہ سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں لگ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ ابوالبرکات نسفی فرماتے ہیں کہ جو اللہ عزوجل کی محبت کا دعوے دار ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے وہ کذاب (جھوٹا) ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ عزوجل کی محبت سے مراد اسکی معرفت، خشیت، اسکی طرف قلبی مشغولیت اور اسکے ذکر وانس کا نام ہے۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اللہ عزوجل کی محبت سے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال واقوال اور افعال کی اتباع کا نام ہے اور محبت کی علامت یہ بھی ہے کہ بندہ دائمی غور وتفکر اختیار کرے، خلوت نشین ہو، روزوں کی پابندی کرے، نظر کی حفاظت کرے، کانوں کو فحش سننے سے بچائے، مصیبت پہنچنے پر ملال نہ کرے، خوشی پہنچنے پر فرحت محسوس نہ کرے، اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کرے اور نہ ہی اسکے سوا کسی سے امید باندھے۔ (المدارک، ج١، ص٢٤٩)

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ یعنی تم میں سے کوئی شخص اسوقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے اسکے ماں باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب حب رسول، ص٦)

مذکورہ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی اصل ایمان ہے اور حضور کی محبت رکھنے والا انکے طور طریقوں سے بھی محبت رکھتا ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ انسان محبت کا دعویٰ بھی کرے اور انکے طور طریقوں سے بھی دور رہے۔ جب بندہ اس محبت میں کمال حاصل کرے گا تو اس شخص کیلئے قرآن میں بشارت ہے اور وہ یہ کہ اللہ عزوجل اسکے گناہوں کو بخش دے گا۔

اطاعتِ رسول اطاعتِ الٰہی ھے:

۲...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ ذی شان ہے: "میرا ہر امتی جنت میں داخل ہوگا سوائے اس کے جس نے انکار کیا"۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کا کون انکار کرے گا؟" تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی گویا کہ اس نے انکار کیا۔"

(صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب لاقتداء بسنن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص١٢٥٢)

☆...... حضرت عبید اللہ بن ابی رافع اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میں تم میں کسی کو بھی اپنی مسند پر ٹیک لگائے ہوئے اس حال میں نہ پاؤں کہ اُسکے پاس میرا کوئی حکم آئے جس کا میں نے اسے حکم دیا ہو یا منع کیا ہو اور وہ یہ کہے کہ ہم تو وہی جانتے ہیں جو ہم نے کتاب اللہ میں پایا اور ہم اسی کی پیروی کرتے ہیں"۔

(سنن ابی داوٗد، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة، ص٨٦٢)

بی بی حنه کی منت:

۳...... مفسرین کرام کا حضرت عمران کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک قول کے مطابق عمران بن یصهر بن قاهث بن لاوی بن یعقوب جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام کے والد ہیں جبکہ دوسرے عمران بن آشیم بن آمون، اور تیسرے

قول کے مطابق عمران ابن ماتان جو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ یہاں یہی عمران مراد ہیں جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ بی بی مریم کے والد ہیں دونوں عمران یعنی بی بی مریم کے والد اور حضرت موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام کے والد کے مابین ایک ہزار آٹھ سو برس کا فرق ہے۔ بی بی مریم کی والدہ جنکا نام حنّہ بنت فاقوزا ہے نے منت مانی کہ میرے حمل سے جو بچہ ہوگا وہ بیت المقدس کی خدمت کیلئے وقف ہوگا۔ واقعہ اس طرح ذکر کیا جاتا ہے یہاں آیت مبارکہ میں لفظ محررا مذکور ہے جس کے معنی ہیں جو خاص اللہ عزوجل کی عبادت اور بیت المقدس کی خدمت کیلئے مختص ہو۔ دنیا کی کوئی چیز اسے اپنی طرف مشغول نہ کرسکے۔ اس وقت ایسی خدمت کیلئے لڑکے ہی مختص کئے جاتے تھے لڑکیاں عوارض زنانہ کیوجہ سے یہ کام نہ کرسکتی تھیں۔ حضرت بی بی حنہ کی بہن جنکا نام ایشاع تھا حضرت زکریا علیہ السلام کی زوجہ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں حضرت بی بی حنہ کی اولاد نہ تھی اور یہ گھرانہ صالحین کا گھرانہ تھا، ایک روز حنہ نے ایک درخت کے سایہ میں ایک چڑیا دیکھی جو اپنے بچوں کو بھرا رہی تھیں یہ دیکھ کر آپ کے دل میں اولاد کا شوق پیدا ہوا اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ یارب! اگر تو مجھے بچہ دے تو میں اسے بیت المقدس کا خادم بناؤں گی اور اس خدمت کیلئے حاضر کردوں گی جب وہ حاملہ ہوئیں اور بی بی مریم کو جنم دیا تو اللہ رب العالمین سے عرض گزار ہوئیں کہ اے اللہ میں نے لڑکی کو جنم دیا ہے لیکن اللہ رب العالمین نے لڑکی کو بھی قبول فرمایا۔

فضائل بی بی مریم:

۱......اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا ﴿ولیس الذکر کالانثی﴾ مطلب اسکا یہ ہے کہ یہ لڑکی لڑکے کی مثل نہیں ہے، یہ لڑکی عوارضِ زنانہ سے مبرا ہے۔ ایک معنی اس آیت کا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ لڑکا مسجد کی خدمت کیلئے مطلوب ہوتا ہے جبکہ یہ لڑکی اللہ عزوجل کے گھر کیلئے ہبہ کی گئی ہے۔ بی بی مریم خوب صورتی اور فضیلت میں اس وقت کی عورتوں سے ممتاز تھیں جبکہ مریم کے معنی عابدہ اور اللہ کے گھر کی خادمہ کے ہیں۔ بی بی مریم کو یہ بھی فضیلت حاصل ہے کہ بوقتِ ولادت شیطان نے انکو نہ چھوا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی آدم کی اولاد ایسی نہیں کہ جسے ولادت کے وقت شیطان نے نہ چھوا ہو سوائے بی بی مریم اور اسکے بیٹے کے۔'' بی بی مریم ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا عام بچہ ایک سال میں بڑھتا ہے۔ حنہ نے ولادت کے بعد حضرت مریم کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر بیت المقدس میں احبار کے سامنے رکھ دیا، یہ احبار حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور بیت المقدس میں انکا منصب ایسا تھا جیسا کہ کعبہ مشرفہ میں حجبہ کا۔ چونکہ حضرت زکریا علیہ السلام رشتے میں بی بی مریم کے خالو اور بیت المقدس کے امام تھے اور انکے ہاں بھی اس وقت تک اولاد نہ تھی لہٰذا انہوں نے چاہا کہ انکی پرورش کی خدمت یہ سرانجام دیں، علماء نے بغیر قرعہ کے یہ خدمت انکے سپرد کرنے سے انکار کیا جن کی تعداد 29 تھی اور اس بات پر راضی ہوئے کہ سب اپنے اپنے قلم پانی پر چھوڑ دیں جس کا قلم پانی پر بلند ہو کر ٹھہر جائے وہ انکی کفالت کرے گا چنانچہ جتنی بار ایسا کیا گیا حضرت زکریا علیہ السلام کے قلم میں یہ بات پائی گئی۔ ایک قول کے مطابق یہ دریائے اردن تھا۔ جس کمرے میں بی بی مریم کو رکھا تھا ایک قول کے مطابق وہ مسجد کا محراب تھا۔ حضرت زکریا علیہ السلام جاتے وقت سات دروازوں میں تالا لگا کر تشریف لے جاتے اور جب آتے تو ان کے پاس بے موسم کے پھل پاتے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے پوچھنے پر بی بی بیان کرتیں کہ جنت سے میرے لیے آئے ہیں۔ ایک قول یہ ہے جب بی بی مریم کی ولادت

ہوئی تو انہوں نے ماں کا دودھ نہ پیا بلکہ انکے پاس جنتی رزق آتا تھا اور جس طرح بی بی مریم نے حضرت زکریا علیہ السلام کے استفسار پر کم سنی میں کلام کیا اسی طرح آپکے فرزند نے بھی جھولے میں آپکی عفت کی گواہی دی۔ یہ آیت کرامت اولیاء اور ظہور خرق عادت پر بیّن دلیل ہے کہ اللہ عزوجل جب بی بی مریم کے پاس صغرسنی میں بے موسم کے پھل لاسکتا ہے تو وہ رب العالمین بڑھاپے کی حالت میں حضرت زکریا علیہ السلام کو اولاد بھی دے سکتا ہے۔

دعائے زکریا علیہ السلام:

۵......حضرت زکریا علیہ السلام محراب میں داخل ہوئے اور اسکا دروازہ بند کردیا اور اللہ عزوجل سے فرزند کی دعا کی اللہ عزوجل نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے فرزند کی خوش خبری سنائی۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے اولاد کی دعا اس وقت مانگی جس وقت آپکی عمر مبارک 120 سال اور آپکی زوجہ محترمہ کی عمر 98 سال تھی۔

سید کے معانی:

٦......مذکورہ رکوع میں حضرت یحیی علیہ السلام کو سید بتایا گیا ہے اور یہاں سید سے مراد مومنین کا سردار، دین، علم اور حلم کا رئیس کہا گیا۔ ایک قول کے مطابق سید اسے کہتے ہیں جو ایسا نرم طبیعت ہو کہ کوئی چیز اسے غصے میں مبتلا نہ کرسکے۔ ایک قول کے مطابق فقیہ عالم کو بھی سید کہتے ہیں، جبکہ ایک قول کے مطابق سید اسے کہتے ہیں جو تمام اچھی خصلتوں میں سب پر فائق ہو۔

(الخازن، ج ۱، ص ۲۳۹ تا ۲۴۳)

اغراض:

بمعنی انه یثیبکم: اس جملے میں اشارہ ملتا ہے کہ اصلی محبت اللہ کے حق میں محال ہے، اللہ کی محبت سے مراد اللہ کا بندے کی محبت کو قبول کرنا اور اس کے اعمال پر ثواب دینا ہے۔ من التوحید: اور اس کے علاوہ شرائع دین سے۔ اعرضوا عن الطاعة: یعنی اے محبوب! وہ تیرے حکم کے معاملے میں تیری پیروی نہ کریں گے۔ بمعنی انفسھما: ایک قول یہ کیا گیا کہ مراد یہ دونوں یعنی ابراہیم علیہ السلام وال عمران ہیں، پس آل ابراہیم علیہ السلام سے مراد ان کی اولاد ہے، اور آل عمران (یعنی بی بی مریم کے والد) سے مراد بی بی مریم اور ان کے صاحب زادے، اور ابو موسی کی اولاد سے مراد موسی علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام ہیں۔ او لادھا: صرف حضرت عیسی علیہ السلام ہی پیدا ہوئے۔ اذکر: تقدیر عبارت یوں ہے کہ اذکر یا محمد عمران کی زوجہ کے قول کے وقت، جس وقت عمران کی زوجہ کا قصہ بیان کرنا مقصود تھا وہ وقت مراد ہے نہ کہ وہ وقت کہ جب یہ واقعہ زوجہ عمران کے ساتھ رونما ہوا تھا۔

واشتاقت للولد: ایک دن درخت کے سائے میں بیٹھی ہوئی تھیں تو دیکھا کہ ایک پرندہ اپنی چونچ سے اپنے بچے کو کھلا پلا رہا تھا یہ دیکھ کر آپ کو اولاد کا شوق ہوا۔ بی بی صاحبہ نے اولاد کی دعا فرمائی اور یہ منت مانی کہ پیدا ہونے والے بچے کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کردیں گی اور اس دور میں مسجد کی خدمت صرف (مذکر) اولاد ہی کیا کرتے تھے، اللہ عزوجل نے ان کی دعا قبول فرمالی اور وہ حاملہ ہوگئیں اور جب حمل محسوس کیا تو مزید اپنی منت کی جانب اس قول ﴿رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا﴾ توجہ فرمائی۔

کما ینبت المولود فی العام: یعنی عقل اور معرفت کے لحاظ سے اور اگر ایسا نہ ہو تو یہ کلام مبالغہ کے قبیل سے ہے۔ لان خالتھا عندی: لوگوں نے حضرت زکریا علیہ السلام سے کہا کہ اگر قرابت کی بات ہے تو پھر ان کی ماں زیادہ حقدار ہے۔ الی نھر اردن: یہ نہر آج

بھی جاری ہے۔ والقوا اقلامھم :ایک قول سھامھم یعنی تیروں کا بھی کیا گیا ہے،کہا جاتا کہ وہ قلم مراد ہے جس سے توریت لکھتے تھے،ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد لوہے کے قلم ہیں۔

وصعد:یعنی پانی کی سطح پر،یعنی جس کا قلم غرق ہوگیا یا پانی کے ساتھ نکل گیا اس کو کفالت کا حق نہ ہوگا۔ المحراب:عبادت گزاروں کے محلوں میں کے ایک محل کا نام جسے الغرفۃ بھی کہتے ہیں اس لئے کہ یہ مسجد میں ہوتا ہے اور مسجد عبادت گزاروں کا محل ہوتی ہے۔

وھی صغیرۃ:مراد وہ جملہ ﴿ھو من عند اللہ﴾ ہے جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جھولے میں کہا۔

لما رای ذلک زکریا :ما قبل بی بی حنہ کا قصہ کہ جب انہوں نے اللہ ﷻ سے دعا فرمائی کہ وہ انہیں اولاد کمزوری اور بڑی عمر میں عطا کرے اور اللہ ﷻ نے انہیں جواب مرحمت فرمایا جب کہ وہ نبیہ بھی نہیں تھیں (کہ کوئی عورت نبی نہیں بن سکتی) اور انہیں بی بی مریم عطا فرمادی اور بی بی مریم کو مذکر بچوں سے افضل فرمایا اور ان کے پاس جنت سے رزق آتا تھا اور یہ ان کا عظیم اکرام تھا،پس یہ عجیب وغریب معاملہ ان کے لئے اولاد کی طلب کا باعث بنا۔ علم:یعنی باخبر ہوئے اور خرق عادت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ فرمایا۔ فنادتہ الملائکۃ :یعنی دعا کو چالیس سال گزر جانے کے بعد۔ ای جبرئیل:خاص نام یعنی جبرئیل علیہ السلام کو عام نام یعنی ملائکہ کے ساتھ ان (یعنی جبرئیل علیہ السلام) کی تعظیم کے لئے ذکر فرمایا۔

لانہ خلقہ بکلمۃ کن:کہا جاتا ہے کہ جو کلمہ اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا تھا وہ یہ تھا کذلک اللہ یخلق ما یشاء اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ کلمہ سے مراد وہ ہے جو جبرئیل علیہ السلام کو اللہ نے حکم ارشاد فرمایا کہ بی بی صاحبہ کے گریبان میں پھونک مارتے وقت کہیں۔

متبوعاً:یعنی وہ کہ جس کی اقتداء کی جائے،یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت یحیٰی علیہ السلام کو ولادت کے وقت ہی نبوت دے دی گئی تھی۔

ممنوعا من النساء :یعنی اختیاری طور پر اپنے رب کی جانب مشغولیت کی بناء پر،اور یہاں حصوراً سے یہی مراد ہے،اور ایسا نہ ہو تو الممنوع من النساء سے مطلقاً عورتوں سے بے رغبتی مراد ہوگی چاہے اضطراری کیفیت ہو یا اختیاری۔

روی انہ لم یعمل خطیئۃ الخ :یہ خاص حضرت یحیٰی علیہ السلام کی ہی خصوصیت نہیں بلکہ دیگر حضرات انبیائے کرام علیہم السلام میں بھی پائی جاتی ہے۔ ای بلغت نھایۃ السن :یعنی ان کے زمانے کے لوگوں کی عمروں کے برابر نسبت کی گئی ہے اور یہ منافی کلام نہیں کہ متقدمین میں سے ہر ایک ہزار سال زندگی گزارتا تھا۔ لیجاب :اگر یہ کہا جائے کہ زکریا کے بارے میں اللہ کے فرمان ﴿یفعل ما یشاء﴾ اور بی بی مریم کے قصے میں اللہ ﷻ کا فرمان ﴿یخلق ما یشاء﴾ میں کیا حکمت ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصے میں خرق عادت والا معاملہ حضرت یحیٰی علیہ السلام کے مقابلے میں زیادہ ہے اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پاک دامن بی بی سے مریم سے پیدا ہوئے ہیں جب کہ حضرت یحیٰی علیہ السلام کے والدین موجود تھے اگرچہ ان کی ماں اس وقت حاملہ ہونے کے لائق نہ تھیں۔ (الصاوی،ج۱،ص۲۲۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ١٣

﴿و﴾ اذْكُرْ ﴿اذ قالت الملئكة﴾ اَیْ جِبْرَءِ یْلُ ﴿یمریم ان الله اصطفک﴾ اِخْتَارَکِ ﴿وطهرک﴾ مِنْ مَّسِیْسِ الرِّجَالِ ﴿واصطفک علی نساء العلمین(٤٢)﴾ اَیْ اَهْلِ زَمَانِکِ ﴿یمریم اقنتی لربک﴾ اَطِیْعِیْهِ ﴿واسجدی وارکعی مع الرکعین (٤٣)﴾ اَیْ صَلِّیْ مَعَ الْمُصَلِّیْنَ ﴿ذلک﴾ اَلْمَذْکُوْرُ مِنْ اَمْرِ زَکَرِیَّا وَمَرْیَمَ ﴿من انباء الغیب﴾ اَخْبَارِ مَا غَابَ عَنْکَ ﴿نوحیه الیک﴾ یَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿وما کنت لدیهم اذ یلقون اقلامهم﴾ فِی الْمَاءِ یَقْتَرِعُوْنَ لِیَظْهَرَ لَهُمْ ﴿ایهم یکفل﴾ یُرَبِّیْ ﴿مریم وما کنت لدیهم اذ یختصمون(٤٤)﴾ فِیْ کِفَالَتِهَا فَتَعْرِفُ ذٰلِکَ فَتُخْبِرُ بِهٖ وَاِنَّمَا عَرَفْتَهُ مِنْ جِهَةِ الْوَحْیِ اُذْکُرْ ﴿اذ قالت الملئکة﴾ اَیْ جِبْرَئِیْلُ ﴿یمریم ان الله یبشرک بکلمة منه﴾ اَیْ وَلَدٍ ﴿اسمه المسیح عیسی ابن مریم﴾ خاطَبَهَا بِنِسْبَتِهٖ اِلَیْهَا تَنْبِیْهًا عَلٰی اَنَّهَا تَلِدُهٗ بِلَا اَبٍ اِذْ عَادَةُ الرِّجَالِ نِسْبَتُهُمْ اِلٰی اٰبَائِهِمْ ﴿وجیها﴾ ذَا جَاهٍ ﴿فی الدنیا﴾ بِالنُّبُوَّةِ ﴿والاخرة﴾ بِالشَّفَاعَةِ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلٰی ﴿ومن المقربین(٤٥)﴾ عند الله ﴿ویکلم الناس فی المهد﴾ اَیْ طِفْلًا قَبْلَ وَقْتِ الْکَلَامِ ﴿وکهلا ومن الصلحین(٤٦)قالت رب انی﴾ کَیْفَ ﴿یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر﴾ بِتَزَوُّجٍ وَّلَا غَیْرِهٖ ﴿قال﴾ اَلْاَمْرُ ﴿کذلک﴾ مِنْ خَلْقِ وَلَدٍ مِّنْکِ بِلَا اَبٍ ﴿الله یخلق ما یشاء اذا قضی امرا﴾ اَرَادَ خَلْقَهٗ ﴿فانما یقول له کن فیکون(٤٧)﴾ اَیْ فَهُوَ یَکُوْنُ ﴿ویعلمه﴾ بِالنُّوْنِ وَالْیَاءِ ﴿الکتب﴾ اَلْخَطَّ ﴿والحکمة والتوراة والانجیل(٤٨)و﴾ نَجْعَلُهٗ ﴿رسولا الی بنی اسرائیل﴾ فِی الصِّبَا اَوْ بَعْدَ الْبُلُوْغِ فَنَفَخَ جِبْرَئِیْلُ فِیْ جَیْبِ دِرْعِهَا فَحَمَلَتْ، وَکَانَ مِنْ اَمْرِهَا مَا ذُکِرَ فِیْ سُوْرَةِ مَرْیَمَ فَلَمَّا بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ قَالَ لَهُمْ: اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ ﴿انی﴾ اَیْ بِاَنِّیْ ﴿قدجئتکم بایة﴾ عَلَامَةٍ عَلٰی صِدْقِیْ ﴿من ربکم﴾ هِیَ ﴿انی﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْکَسْرِ اِسْتِیْنَافًا ﴿اخلق﴾ اُصَوِّرُ ﴿لکم من الطین کهیئة الطیر﴾ مِثْلَ صُوْرَتِهٖ فَالْکَافُ اِسْمُ مَفْعُوْلٍ ﴿فانفخ فیه﴾ اَلضَّمِیْرُ لِلْکَافِ ﴿فیکون طیرا﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ طَائِرًا ﴿باذن الله﴾ بِاِرَادَتِهٖ فَخَلَقَ لَهُمُ الْخُفَّاشَ لِاَنَّهٗ اَکْمَلُ الطَّیْرِ خَلْقًا فَکَانَ یَطِیْرُ وَهُمْ یَنْظُرُوْنَهٗ فَاِذَا غَابَ عَنْ اَعْیُنِهِمْ سَقَطَ مَیِّتًا ﴿وابری﴾ اَشْفِیْ ﴿الاکمه﴾ اَلَّذِیْ وُلِدَ اَعْمٰی ﴿والابرص﴾ وَخُصَّا بِالذِّکْرِ لِاَنَّهُمَا دَاءَا اِعْیَاءٍ وَکَانَ بَعْثُهٗ فِیْ زَمَنِ الطِّبِّ فَاَبْرَاَ فِیْ یَوْمٍ خَمْسِیْنَ اَلْفًا بِالدُّعَاءِ بِشَرْطِ الْاِیْمَانِ ﴿واحی الموتی باذن الله﴾ بِاِرَادَتِهٖ کَرَّرَهٗ لِنَفْیِ تَوَهُّمِ

اَلْاُلُوْهِيَّةِ فِيْهِ فَاَحْيَا عَازِرَ صَدِيْقًا لَهٗ وَابْنَ الْعَجُوْزِ وَابْنَةَ الْعَاشِرِ فَعَاشُوْا وَوُلِدَ لَهُمْ، وَسَامَ بْنَ نُوْحٍ وَمَاتَ فِي الْحَالِ ﴿وانبئكم بما تاكلون وما تدخرون﴾ تَخْبَأُوْنَ ﴿فى بيوتكم﴾ مِمَّا لَمْ اُعَايِنْهُ فَكَانَ يُخْبِرُ الشَّخْصَ بِمَا اَكَلَ وَمَا يَاْكُلُ بَعْدُ ﴿ان فى ذلك﴾ اَلْمَذْكُوْرِ ﴿لاية لكم ان كنتم مؤمنين(۴۹)و﴾ جِئْتُكُمْ ﴿مصدقا لما بين يدى﴾ قَبْلِيْ ﴿من التوراة ولاحل لكم بعض الذى حرم عليكم﴾ فِيْهَا فَاَحَلَّ لَهُمْ مِنَ السَّمَكِ وَالطَّيْرِ مَا لَا صِيْصِيَّةَ لَهٗ وَقِيْلَ اَحَلَّ الْجَمِيْعَ فَبَعْضٌ بِمَعْنٰى كُلٍّ ﴿وجئتكم باية من ربكم﴾ كَرَّرَهٗ تَاكِيْدًا اَوْلِيَبْنِيَ عَلَيْهِ ﴿فاتقوا الله واطيعون(۵۰)﴾ فِيْمَا اٰمُرُكُمْ بِهٖ مِنْ تَوْحِيْدِ اللّٰهِ وَطَاعَتِهٖ ﴿ان الله ربى وربكم فعبدوه هذا﴾ اَلَّذِيْ اٰمُرُكُمْ بِهٖ ﴿صراط﴾ طَرِيْقٌ ﴿مستقيم (۵۱)﴾ فَكَذَّبُوْهُ وَلَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖ ﴿فلما احس﴾ عَلِمَ ﴿عيسى منهم الكفر﴾ وَاَرَادُوْا قَتْلَهٗ ﴿قال من انصارى ﴾ اَعْوَانِيْ ذَاهِبًا ﴿الى الله﴾ لِاَنْصُرَ دِيْنَهٗ ﴿قال الحواريون نحن انصارالله﴾ اَعْوَانُ دِيْنِهٖ وَهُمْ اَصْفِيَاءُ عِيْسٰى اَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَكَانُوْا اِثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا، مِنَ الْحَوَرِ وَهُوَ الْبَيَاضُ الْخَالِصُ وَقِيْلَ كَانُوْا قَصَّارِيْنَ يُحَوِّرُوْنَ الثِّيَابَ اَيْ يُبَيِّضُوْنَهَا ﴿ امنا﴾ صَدَّقْنَا ﴿بالله واشهد﴾ يَا عِيْسٰى ﴿ بانا مسلمون(۵۲) ربنا امنا بما انزلت﴾ مِنَ الْاِنْجِيْلِ ﴿ واتبعنا الرسول﴾ عِيْسٰى ﴿ فاكتبنا مع الشاهدين (۵۳)﴾ لَكَ بِالْوَحْدَانِيَّةِ وَلِرَسُوْلِكَ بِالصِّدْقِ قَالَ تَعَالٰى ﴿ومكروا﴾ اَيْ كُفَّارُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ بِعِيْسٰى اِذْ وَكَّلُوْا بِهٖ مَنْ يَقْتُلُهٗ غِيْلَةً ﴿ومكر الله﴾ بِهِمْ بِاَنْ اَلْقٰى شِبْهَ عِيْسٰى عَلٰى مَنْ قَصَدَ قَتْلَهٗ فَقَتَلُوْهُ وَرُفِعَ عِيْسٰى اِلَى السَّمَاءِ ﴿والله خير المكرين(۵۴)﴾ اَعْلَمُهُمْ بِهٖ.

﴿ترجمہ﴾

اور (یادکرو) جب فرشتوں نے کہا (یعنی جبرائیل علیہ السلام نے) اے مریم بیشک اللہ نے تجھے چن لیا (تجھے خاص کیا) اور خوب ستھرا کیا (مردوں کے چھونے سے) اور سارے جہاں (یعنی تیرے زمانے) کی عورتوں سے تجھے پسند کیا، اے مریم! اپنے رب کی اطاعت کر (اقنتی بمعنی اطیعی ہے) اور اس کیلئے سجدہ کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر...... (یعنی نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھ) یہ (یعنی حضرت زکریا علیہ السلام اور بی بی مریم کا مذکورہ معاملہ) غیب کی خبریں ہیں (یعنی وہ خبریں ہیں جو آپ کی نگاہوں سے پوشیدہ تھیں) ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) اور تم انکے پاس نہ تھے جب وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے (پانی میں، یعنی قرعہ اندازی کر رہے تھے تاکہ ظاہر ہو جائے ان پر) کہ کون ان میں سے پرورش کرے (یعنی تربیت کرے) مریم کی اور تم انکے پاس نہ

تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے (انکی کفالت کے بارے میں کہ آپ کو اس کی خبر ہوتی اور آپ اس کی خبر دیتے بلکہ آپ نے ان باتوں کو بذریعہ وحی جانا ہے، یاد کرو) جب فرشتوں نے کہا (یعنی جبرائیل علیہ السلام نے) اے مریم اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمے کی (یعنی لڑکے کی) جس کا نام ہے مسیح عیسی مریم کا بیٹا (ہوگا، یہاں حضرت عیسی علیہ السلام کو بی بی مریم کی طرف منسوب کر کے خطاب فرمانے کا سبب اس بات پر متنبہ کیا ہے کہ بی بی مریم انہیں بغیر باپ کے جنم دیں گی جبکہ عام طور پر آدمی اپنے باپ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے) وجیہ (یعنی صاحبِ وجاہت) ہوگا دنیا میں (نبوت کے ساتھ) اور آخرت میں (شفاعات اور عالی درجات کے ساتھ) اور قرب والا ......۲...... (اللہ عزوجل کے نزدیک) اور لوگوں سے بات کریگا پالنے میں (یعنی بات کرنے کے وقت سے پہلے ہی حالتِ شیر خواری میں) اور پکی عمر میں اور صالحین میں ہوگا بولی اے رب میرے! میرے بچہ کہاں سے ہوگا؟ (اَنّٰی بمعنی کیف ہے) مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ نہ لگایا (نہ نکاح کے ذریعے اور نہ غیر نکاح کے ذریعے سے) فرمایا (معاملہ) یوں ہی ہے (وہ تجھ سے بغیر باپ کے بیٹا پیدا فرمائیگا، اللہ عزوجل) پیدا کرتا ہے جو چاہے جب کسی کام کا حکم فرمائے (یعنی کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرلے) تو اس سے یہی کہتا ہے کہ ہوجا وہ فوراً ہوجاتا ہے......۳...... (فیکون اصل میں فھو یکون ہے) اور اللہ اسے سکھائے گا (یعلمہ یاء اور نون دونوں لغتوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) کتاب (یعنی لکھنا) اور حکمت اور توریت اور انجیل اور (ہم اسے بنائینگے) رسول بنی اسرائیل کی طرف (بچپن ہی میں یا بلوغت کے بعد، پس جبرائیل علیہ السلام نے بی بی مریم کے گریبان میں پھونکا تو وہ حاملہ ہوگئیں، یہ واقعہ سورۂ مریم میں بھی مذکور ہے، جب اللہ عزوجل نے حضرت عیسی علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث فرمایا تو انہوں نے ان سے کہا میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں) میں (اَنِّیْ بمعنی بانی ہے) تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں (جو میری سچائی کی علامت ہے) تمہارے رب کی طرف سے (وہ علامت یہ ہے کہ) میں (اَنّی ایک قرأت میں اِنّی کسرہ کے ساتھ بطور جملہ مستانفہ ہے) بناتا ہوں (یعنی میں صورت بناتا ہوں) تمہارے لئے مٹی سے پرندہ کی سی مورت (یعنی پرندہ کی مثل صورت بناتا ہوں، کاف مفعول ہے) پھر اس میں پھونک مارتا ہوں (فیہ کی ضمیر کھیئۃ میں کاف کی طرف راجع ہے) تو وہ فوراً پرند ہوجاتی ہے (ایک قرأت میں لفظ طائر ہے) اللہ کے حکم سے......۴...... (یعنی ارادے سے، آپ نے انکے لئے ایک چمگادڑ بنائی کیونکہ وہ خلقت کے لحاظ سے مکمل پرندہ ہوتی ہے، پس وہ انکے دیکھتے ہی دیکھتے اڑنے لگی پھر جب وہ انکی نگاہوں سے اوجھل ہوئی تو گر کر مرگئی) اور میں درست کردیتا ہوں (یعنی شفاء دیتا ہوں) مادر زاد اندھے (جو ماں کے پیٹ سے اندھے پیدا ہوں) اور سفید داغ والے کو (ان دونوں بیماروں کو اس لئے خاص ذکر کیا کہ اس وقت اطباء ان بیماریوں سے عاجز تھے اور آپ کی بعثت زمانہ طب میں ہوئی تھی آپ نے ایک دن میں پچاس ہزار مریضوں کو دعا فرما کر ایمان لانے کی شرط پر درست کردیا) اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے (یعنی اسکے ارادے سے، اس جملے کا تکرار الوھیت کے وہم کی نفی کیلئے ہے لہذا آپ نے اپنے دوست عاذر اور ایک بڑھیا کے لڑکے اور ایک عشر وصول کرنے والے کی لڑکی کو زندہ کیا، وہ ایک عرصے تک زندہ رہے، انکی اولاد بھی ہوئی، نیز آپ نے سام بن نوح کو بھی زندہ فرمایا پھر وہ اسی وقت وصال فرما گئے) اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو جمع رکھتے ہو (یعنی جو تم چھپاتے ہو) اپنے گھروں میں......۵...... (جسے میں نے دیکھا تک نہیں پس آپ کسی بھی شخص کو بتادیا کرتے تھے جو اس نے کھایا اور جو وہ بعد میں کھائے گا) بیشک ان باتوں میں (یعنی مذکورہ باتوں میں) تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو اور (میں تمہارے پاس) تصدیق کرتا آیا ہوں اسکی جو میرے ہاتھوں میں ہے (اپنے سے پہلی) کتاب توریت کی اور اسلئے کہ حلال کروں تمہارے لئے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں (توریت میں، پس آپ نے ان کیلئے مچھلی اور ایسے پرندے جو پنجوں کو بطورِ ہتھیار استعمال نہ کرتے ہوں حلال کردیا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ انکے لئے ہر چیز حلال کردی گئی اور یہاں بعض، کل کے معنی

میں ہے) اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں (اس جملہ کا تکرار تاکید کیلئے ہے اور اس لئے ہے کہ اگلے جملے کی اس پر بناء درست ہو سکے) تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو (جو حکم میں تمہیں دیتا یعنی اللہ کی توحید اور اسکی اطاعت کا) بیشک میرا تمہارا سب کا رب اللہ ہے تو اسی کو پوجو، یہ ہے (یہی ہے وہ بات جسکا میں تمہیں حکم دیتا ہوں) راستہ (صراط بمعنی طریق) سیدھا (تو انھوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کو جھٹلایا اور ان پر ایمان نہ لائے) پھر جب پایا (جانا) عیسی نے ان سے کفر (اور انہوں نے عیسی علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا تو) بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں (انصار بمعنی مددگار ہے، میں جانے والا ہوں) اللہ کی طرف (کہ اسکے دین کی مدد کروں......٦) حواریوں نے کہا ہم مددگار ہیں خدا کے (یعنی اسکے دین کے، یہ حضرت عیسی علیہ السلام کے قریبی ساتھی تھے اور سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والے تھے جو تعداد میں بارہ تھے، حواری حور سے مشتق ہے جسکے معنی خالص سفیدی کے ہیں، بعض نے کہا کہ وہ دھوبی تھے جو کپڑوں کو دھو کر سفید کیا کرتے تھے) ہم ایمان لائے اللہ پر (یعنی ہم نے اس کی تصدیق کی) اور آپ گواہ ہو جائیں (اے عیسی) کہ ہم مسلمان ہیں، اے رب ہمارے! ہم اس پر ایمان لائے جو تو نے اتارا (انجیل میں) اور رسول (یعنی عیسی) کے تابع ہوئے تو ہمیں حق پر گواہی دینے والوں میں لکھ دے (یعنی اپنی وحدانیت اور اپنے رسول کی سچائی کی گواہی دینے والوں میں لکھ دے، اللہ عزوجل نے فرمایا) اور کافروں نے مکر کیا (یعنی بنی اسرائیل کے کافروں نے حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ مکر کیا کہ ایک شخص کو انہیں دھوکے سے قتل کرنے پر مقرر کیا) اور اللہ نے انکے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی (یوں کہ جس نے حضرت عیسی علیہ السلام کا قتل کرنا تھا اللہ عزوجل نے اسے حضرت عیسی علیہ السلام کا ہم شکل بنا دیا، بنی اسرائیل نے اسے شبہ میں قتل کر دیا اور حضرت عیسی علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا گیا) اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے (وہ ان سے زیادہ جانتا ہے انکے مکر کو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ قالت الملئكة يمريم ان الله اصطفك وطهرك واصطفك على نساء العلمين﴾

و: عاطفہ، اذ: مضاف، قالت الملئكة: جملہ قول، يمريم: جملہ ندائیہ، انّ: حرف مشبہ، الله: اسم جلالت اسم، اصطفك: جملہ معطوف علیہ، وطهرك: جملہ معطوف اول، واصطفك على نساء العلمين: معطوف ثانی، معطوف علیہ تمام معطوفات سے ملکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مقصود بالنداء، جو نداء سے ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر مضاف الیہ، ملکر اذکر و فعل محذوف کا ظرف۔

﴿يمريم اقنتى لربك واسجدى واركعى مع الراكعين ذلك من انباء الغيب نوحيه اليك﴾

يمريم: جملہ ندائیہ، اقنتى لربك: جملہ معطوف علیہ، واسجدى: معطوف اول، واركعى مع الركعين: معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر مقصود بالنداء، جو نداء سے ملکر جملہ فعلیہ ندائیہ، ذلك: مبتدا، من انباء الغيب: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، نوحيه اليك: جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وما كنت لديهم اذ يلقون اقلامهم ايهم يكفل مريم﴾

و: مستانفہ، ما: نافیہ، كنت: فعل ناقص وضمیر مرفوع متصل اسم، لديهم: ظرف مستقر اول متعلق استقر فعل محذوف، اذ: مضاف، يلقون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، اقلامهم: مفعول، ايهم: مرکب اضافی مبتدا، يكفل: فعل با فاعل، مريم: مفعول، سب ملکر جملہ

فعلیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، یلقون فعل اپنے متعلقات سے ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف ثانی متعلق استقو، فعل محذوف اپنے فاعل اور دونوں ظرف مستقر سے ملکر خبر، کنت فعل ناقص اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما کنت لدیھم اذ یختصمون﴾

و: عاطفہ، ما: نافیہ، کنت: فعل ناقص بااسم، لدیھم: ظرف مستقر اول، اذ یختصمون: ظرف مستقر ثانی، استقر فعل محذوف اپنے فاعل اور ظرفوں سے ملکر خبر، کنت فعل ناقص اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اذ قالت الملئکۃ یمریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین﴾

اذ: مضاف، قالت الملئکۃ: قول، یمریم: جملہ ندائیہ، انّ: حرف مشبہ، اللّٰہ: اسم جلالت اسم، یبشرک: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، کلمۃ: موصوف، منہ: صفت اول، اسمہ: مبتدا، المسیح: مبدل منہ، عیسی ابن مریم: مرکب توصیفی بدل، ملکر خبر، جومبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صفت ثانی، موصوف اپنی صفات سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، وجیھا فی الدنیا والاخرۃ: معطوف علیہ، ومن المقربین: معطوف ملکر حال کلمۃ سے، فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء، جو نداء سے ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ویکلم الناس فی المھد وکھلا ومن الصلحین﴾

و: عاطفہ، یکلم: فعل، ھو ضمیر ذوالحال، الناس: مفعول، فی المھد: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، وکھلا ومن الصالحین: معطوف ہے فی المھد پر، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، ماقبل وجیھا پر معطوف ہے۔

﴿قالت رب انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر قال کذلک اللہ یخلق ما یشاء﴾

قالت: قول، رب: جملہ ندائیہ، انی: ظرف مکان خبر مقدم، یکون: فعل ناقص، لی: ظرف مستقر حال مقدم، ولد: ذوالحال، اپنے حال سے ملکر اسم، ولم یمسسنی بشر: جملہ حال، جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء، جو نداء سے ملکر مقولہ، قال: قول، کذلک: ظرف مستقر خبر، مبتدا محذوف الامر کیلئے ای الامر کذلک، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، یخلق ما یشاء: جملہ فعلیہ خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون ویعلمہ الکتب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل﴾

اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، قضی امرا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انما: کافۃ ومکفوفہ، یقول: فعل بافاعل، لہ: متعلق، ملکر قول، کن: فعل تام بافاعل ملکر مقولہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، ف، یکون: فعل تام بافاعل ملکر خبر، مبتدا محذوف ھو کیلئے، اصل میں ھو یکون تھا مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: مستانفہ، یعلمہ الکتب والحکمۃ......الخ: جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ورسولا الی بنی اسرائیل انی قد جئتکم باٰیة من ربکم﴾

و: عاطفہ، یجعلہ: فعل مقدر، رسولا: موصوف، الی بنی اسرائیل: ظرف مستقر صفت اول، انّ: حرف مشبہ، ی: اسم، قد جئتکم: فعل بافاعل ومفعول، بایة من ربکم: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ بتقدیر ب جار کیلئے مجرور، جو اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر ہوا ناطقا اسم فاعل محذوف کیلئے، اسم فاعل اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت ثانی، موصوف اپنی صفات سے ملکر مفعول، فعل محذوف اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انی اخلق لکم من الطین کهیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیرا باذن الله﴾

انّ: حرف مشبہ، ی: ضمیر اسم، اخلق: فعل وفاعل، لکم: ظرف لغو، من الطین: مفعول، کهیئة الطیر: متعلق ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل اية سے بدل ہے، ف: عاطفہ، انفخ فیه: جملہ فعلیہ ماقبل اخلق پر معطوف، ف: عاطفہ، یکون: فعل، ھو ضمیر اسم، طیرا: خبر، باذن الله: متعلق بیکون یا ظرف مستقر حال ہے طیرا سے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وابرئ الاکمه والابرص واحی الموتی باذن الله وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم﴾

و: عاطفہ، ابری: فعل وانا ضمیر مستتر فاعل، الاکمه والابرص: معطوف معطوف علیہ ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر اخلق پر معطوف ہے، و: عاطفہ، احی الموتی باذن الله: جملہ فعلیہ کا ماقبل پر عطف ہے، و: عاطفہ، انبئکم: فعل وانا ضمیر مستتر فاعل، ب: جار، ما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم: معطوف معطوف علیہ ملکر مجرور، متعلق فعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ان فی ذلک لاية لکم ان کنتم مؤمنین﴾

انّ: حرف مشبہ، فی ذلک: ظرف مستقر خبر، لام: تاکیدیہ، اية: موصوف، لکم: ظرف مستقر صفت، اپنے موصوف سے ملکر اسم، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ، ان: شرطیہ، کنتم مومنین: جملہ فعلیہ شرط، انتفعتم بهذه الاية جواب شرط محذوف، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومصدقا لما بین یدی من التوراة ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم﴾

و: س عاطفہ، مصدقا: اسم فاعل، لما بین یدی من التورة: ظرف لغو، شبہ جملہ ہوکر حال ہے، جئتکم فعل محذوف کے فاعل سے، و: عاطفہ، لام: جار، احل: فعل بافاعل، لکم: ظرف لغو، بعض الذی حرم علیکم: مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مجرور، ملکر جئتکم کے متعلق ہے۔

﴿وجئتکم باية من ربکم فاتقوا الله واطیعون﴾

و: عاطفہ، جئتکم: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، اٰیۃ: موصوف، من ربکم: صفت ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر حال ہے فاعل سے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل اُحل پر عطف، ف: فصیحیہ، اتقوا اللّٰہ: جملہ فعلیہ جزاء، شرط محذوف اذا علمتم انہ لا یسوغ لکم بعد ھذہ الآلاء التی مننت بھا علیکم ان تاخذکم ھوادۃ فی طاعۃ اللّٰہ کیلئے، ملکر جملہ شرطیہ، واطیعون: جملہ ماقبل اتقوا پر معطوف ہے۔

﴿ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ھذا صراط مستقیم﴾

انّ: حرف مشبہ، اللّٰہ: اسم جلالت اسم، ربی وربکم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، اعبدوہ: جملہ فعلیہ جزاء ہے شرط محذوف اذا شئتم حسن المصیر کیلئے، ھذا: مبتدا، صراط مستقیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلما احس عیسیٰ منھم الکفر قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ امنا باللہ﴾

ف: عاطفہ، لما: ظرفیہ حینیہ یارابطہ، احس عیسی منھم الکفر: شرط، قال من انصاری الی اللّٰہ: جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ، قال الحواریون: قول، نحن: مبتدا، انصار اللّٰہ: خبر اول، امنا باللّٰہ: جملہ فعلیہ خبر ثانی، مبتدا اپنی دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿واشھد بانا مسلمون ربنا امنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشھدین﴾

وَ مستانفہ، اشھد: فعل امر، انت ضمیر فاعل، بانا مسلمون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ربنا: جملہ ندائیہ، امنا بما انزلت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واتبعنا الرسول: جملہ معطوف، جومعطوف علیہ سے ملکر مقصود بالنداء ماقبل نحن کیلئے خبر ثالث، ف: فصیحیہ، اکتبنا مع الشھدین: جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر المکرین﴾

و: مستانفہ، مکروا: فعل بافاعل راجع بسوئے کفار ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، مکر: فعل، اللّٰہ: فاعل، واللّٰہ خیر الماکرین: جملہ اسمیہ حال ہے فاعل سے، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بی بی مریم کی تمام عورتوں پر فضیلت:

۱...... مذکورہ آیت مبارکہ میں ملائکہ سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ اللہ عزوجل نے بی بی مریم کو حیض ونفاس سے پاک کیا کہ انہیں حیض آتا ہی نہ تھا ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ کو گناہوں سے پاک کیا اور اس وقت کی تمام عورتوں پر آپ کو فضیلت عطا فرمائی جبکہ ایک قول کے مطابق تمام عالمین کی عورتوں پر آپ کو فضیلت عطا فرمائی۔ (الخازن ج ۱، ص ۲۴۴)

تفسیر صاوی میں ہے کہ پانچ خواتین افضل ہیں مریم، خدیجہ، فاطمہ، عائشہ اور آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون رضی اللہ عنھم اجمعین، بی بی آسیہ اور بی بی مریم جنت میں سید عالم ﷺ کی ازواج میں سے ہونگی۔ (الصاوی، ج ۱، ص ۲۳٤)

☆......حضرت ابوموسی اشعری ﷛ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ''فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ کی فضیلت تمام خواتین میں ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر، مردوں میں کئی مرد کامل ہوئے ہیں، لیکن عورتوں میں کامل صرف مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون ہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالی، ص ۵۷۸)

☆......حضرت انس ﷛ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تمام جہان کی عورتوں میں مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور آسیہ زوجہ فرعون کی فضیلت جاننا بہتر ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فضل خدیجة رضی اللہ عنها، ص ۲۲۷، ج ۲)

مسیح کے معنی:

۲......مشہور یہ ہے کہ مسیح حضرت عیسی ﷤ کا لقب ہے اور یہ لقب انکی عزت افزائی کے لیے ہے جیسا کہ کسی کا لقب فاروق ہوتا ہے۔ اور اسکی اصل یہ ہے کہ لفظ مسیح کو عبرانی زبان میں مشیخ کہتے ہیں جسکا معنی ہے مبارک (برکت والا) بعض کے نزدیک لفظ عیسی معرب ہے ایشوع سے جسکے معنی سید ہیں۔ کثیر سلف وصالحین کے نزدیک لفظ مسیح المسح سے مشتق ہے اور حضرت عیسی ﷤ پر اس لفظ کے اطلاق کی وجہ کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ انکا مسح باعث برکت ہوتا تھا، جبکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب وہ اندھے کی آنکھوں پر مسح کرتے تو وہ دیکھنے لگتا، ایک قول یہ بھی ہے جب وہ بیمار یا آفت زدہ پر ہاتھ پھیرتے تو وہ بیمار ٹھیک ہو جاتا، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ وہ زیتون کے تیل سے مسح کرتے جس میں برکت رکھی گئی ہے۔ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام بھی زیتون کے تیل سے مسح کیا کرتے تھے، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ حضرت عیسی ﷤ کی ولادت کے وقت جبرائیل ﷤ نے اپنے بازو سے ان پر مسح کیا تھا جسکی وجہ سے وہ شیطان مردود کے شر سے پناہ میں آ گئے۔ (روح المعانی، الجزء الثالث، ص ۲۱۳)

بغیر نکاح کے اولاد کی نعمت:

۳......حضرت بی بی مریم نے اپنے پروردگار ﷯ سے عرض کی: ''اے اللہ! میرے ہاں اولاد کیوں کر ہوگی جبکہ میں نے نکاح نہیں کیا اور نہ ہی نکاح کا ارادہ کیا اور نہ ہی میں بدکردار ہوں؟'' فرشتے نے اللہ ﷯ کی طرف سے جواب دیا: ''بات تو یوں ہی ہے جیسا تم کہتی ہو لیکن اللہ ﷯ بڑی قدرت والا ہے اسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی وہ جو چاہے پیدا کرتا ہے۔'' حضرت زکریا ﷤ کے سوال کے جواب میں اللہ ﷯ نے ﴿یفعل مایشاء﴾ فرمایا تھا تا کہ کسی انکار کرنے والے کیلئے کوئی شبہ باقی نہ رہے پھر مزید تاکید کیلئے فرمایا کہ جب وہ کسی کام کا ارادہ فرما لیتا ہے تو بس اتنا ہی کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ فورا ہو جاتا ہے، مطلب یہ ہے کہ اسکے حکم کے بعد ایک لمحہ کی بھی تاخیر نہیں ہوتی جیسا کہ اللہ ﷯ نے ارشاد فرمایا ﴿وما أمرنا إلا واحدة كلمح بالبصر (القمر: ۵۰)﴾۔ (ابن کثیر ج ۱، ص ۴۵۰)

حضرت عیسی ﷤ کے معجزات:

۴......اکثر قراء حضرات نے لفظ طیر کو جمع پڑھا ہے کیونکہ حضرت عیسی ﷤ نے بہت سارے پرندے بنائے تھے جبکہ جعفر، نافع اور یعقوب نے طائر کو مفرد پڑھا کیونکہ ان میں سے ایک طائر تھا۔ امام بغوی کا قول یہ ہے کہ حضرت عیسی ﷤ نے سوائے

چمگادڑ کے کوئی پرندہ نہ بنایا۔ چمگادڑ کو اسلئے خاص کیا کہ یہ پرندوں میں سب سے کامل ترین ہے کیونکہ اسکے پستان اور دانت ہوتے ہیں، اسے حیض آتا ہے۔ حضرت وہب فرماتے ہیں کہ جب تک لوگ اسے دیکھتے رہتے وہ اڑتا رہتا ہے لیکن جب لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہوتا تو گر کر مر جاتا، ایسا صرف اس لئے ہوتا تھا کہ براہِ راست خدائی تخلیق اور بندہ کی وساطت سے تخلیق میں فرق واضح ہوجائے۔ (الـــــــــــــــــــــــــــــظهـــــــــــــــــــــــــــــری، ج۲، ص۴۷۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب کو انتہائی عروج حاصل تھا اس لئے انکو اسی قسم کے معجزے عطا کئے گئے تاکہ معلوم ہو کہ طب کے طریقے سے جس کا علاج ممکن نہ ہوا سکو تندرست کر دینا یقیناً معجزہ ہے اور نبی کے صدقِ نبوت کی دلیل ہے۔ اکثر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پچاس پچاس ہزار مریضوں کا اجتماع ہوجاتا تھا۔ ان میں جو چل سکتا تھا وہ حاضر خدمت ہوتا اور جسے چلنے کی قدرت نہ ہوتی اسکے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود تشریف لے جاتے اور دعا فرما کر اسے تندرست کر دیتے اور یہ شرط ٹھہرا لیتے کہ وہ آپ کے اللہ عزوجل کی جانب سے رسول ہونے پر ایمان لے آئے گا۔

☆...... حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چار شخصوں کو زندہ کیا۔ ایک عاذر کہ اسکی وفات کے تین دن بعد آپ نے اللہ عزوجل سے دعا فرمائی تو وہ باذن الٰہی زندہ ہو کر قبر سے باہر آیا اور مدت تک زندہ رہا۔ ایک بڑھیا کے لڑکے کا جنازہ جارہا تھا آپ نے دعا فرمائی وہ زندہ ہو کر نعش برداروں کے کندھے سے اتر پڑا زندہ رہا اور اس کے ہاں اولاد بھی ہوئی۔ ایک عاشر کی لڑکی کا انتقال ہوا اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اسے زندہ کیا۔ حضرت سام بن نوح کو انتقال کے ہزاروں سال بعد لوگوں کی خواہش پر حضرت نے زندہ کیا اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور اسی وقت اسکا انتقال ہوگیا۔ (خزائن العرفان، حاشیہ ۱۰۱، ۱۰۲)

حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کا غیب کی خبریں دینا:

۵...... کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک آدمی کو ہر اس چیز کی خبر دیتے جو اس نے گذشتہ رات کھایا، جو وہ آج کھائے گا اور جو اس نے رات کے لئے ذخیرہ کیا ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کتاب کی تعلیم کے دوران بچوں سے ان کے گھر میں بنائی جانے والی چیز کے بارے میں باتیں کرتے۔ آپ ایک لڑکے سے فرماتے جاؤ تیرے گھر والوں نے فلاں فلاں چیز کھائی ہے اور تیرے لئے یہ چیز رکھی ہے، وہ بچہ گھر جاتا روتا یہاں تک کہ گھر والے اسے چیز دیتے اور پوچھتے: تجھے یہ کس نے بتایا؟ تو بچہ کہتا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے۔ پس لوگوں نے بچوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے سے منع کر دیا اور کہا تم اس جادوگر سے نہ ملا کرو۔ لوگوں نے اپنے بچوں کو ایک گھر میں جمع کر دیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچوں کی تلاش میں ان کے پاس آئے تو لوگوں نے کہا بچے یہاں نہیں ہیں۔ آپ نے پوچھا اس گھر میں کیا ہے؟ لوگوں نے کہا خنازیر ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا چلو ایسے ہی سہی۔ جب لوگوں نے دروازہ کھولا تو سب بچے خنزیر بن چکے تھے۔ یہ بات بنی سرائیل میں پھیل گئی تو بنی اسرائیل نے آپ کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا، آپ کی والدہ ان کے ارادے بھانپ گئیں، پس آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک دراز گوش پر سوار کیا اور آپ کو سرزمین مصر کی طرف لیکر چلی گئیں۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ مائدہ (دسترخوان) کے بارے میں ہوا جہاں کہیں وہ ہوتے من و سلویٰ جیسا کھانا ان پر نازل ہوتا، انہیں حکم دیا گیا اس میں خیانت نہ کریں اور نہ ہی اس کو ذخیرہ کریں، انہوں نے اس میں خیانت بھی کی اور ذخیرہ بھی کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں اس کے بارے میں بھی آگاہ کیا جو انہوں نے کھانا کھایا تھا اور اس کے بارے میں بھی آگاہ کیا جو انہوں نے ذخیرہ کیا تھا، اللہ عزوجل نے انہیں خنزیروں کی صورت میں مسخ کر دیا۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر واضح دلیل ہے اور آپ کا عظیم معجزہ ہے۔

(الخازن، ج۱، ص۲۴۷، ۲۴۸)

حواری کسے کہتے ہیں؟

٦.....حواری خاص دوست کو کہتے ہیں یہ حور سے مشتق ہے جسکے معنی خالص سفیدی کے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے کلمات تین مرتبہ ارشاد فرمائے، جب آپ ﷺ نے لوگوں کو غزوۂ خندق کی دعوت دی، ہر مرتبہ زبیر بن عوام نے لبیک کہی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہر نبی کا کوئی نہ کوئی حواری ہوتا ہے، میرا حواری زبیر ہے۔'' قاموس میں ہے کہ حواری سے مراد مددگار یا انبیاء کا مددگار، دھوبی اور گہرا دوست ہے۔ (المظھری، ج۱، ص٤٧٧)

اسی سے حواریات ہیں یعنی وہ دیہاتی عورتیں جن کی رنگت صاف ہو۔ حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھیوں کو بھی انکے خلوصِ نیت اور گہری دوستی کی وجہ سے حواری کہتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اس سے مراد وہ بادشاہ ہیں جو سفید کپڑے پہنتے تھے جن سے حضرت عیسی علیہ السلام مدد طلب کرتے تھے، ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ دھوبی تھے جو کپڑوں کو دھو کر سفید کر دیتے تھے۔

(البیضاوی، ج۱، ص٢٦٤)

☆......حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حواری سے مراد حضرت عیسی علیہ السلام کے ۱۲ اصفیاء ہیں۔ (تنویر المقباس، ص٦٢)

اغراض:

ای جبــرئیــل: اشارہ ہے کہ خاص نام یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام کو عام یعنی ملائکہ کے ساتھ ذکر کرنے کا سبب خاص نام کی تعظیم مقصود ہے۔ من مسیس الرجال: یعنی حیض، نفاس اور گندگی وغیرہ سے۔ فتعرف ذلک الخ: کہ آپ علیہ السلام کو اس کی خبر ہوتی اور آپ علیہ السلام اس کی خبر دیتے، بلکہ ہوا یہ کہ آپ علیہ السلام نے ان باتوں کو بذریعہ وحی جانا ہے نہ کہ کسی اور جہت سے، اس لئے کہ آپ علیہ السلام کا شہر علم کے اعتبار سے نہ مانا جاتا تھا، اور نہ ہی آپ علیہ السلام کے پاس معلم بیٹھے رہا کرتے تھے، اور نہ ہی کتاب پڑھتے، اور نہ ہی وہ یا اور کوئی اجداد میں سے ان واقعات کے وقت میں حاضر ہوتے، پس آپ علیہ السلام نے یہ سب بطور وحی متعین فرمایا۔ فی الصباء: جب کہ وہ تین سال کے تھے۔

بالنبوۃ: یعنی معجزات باہرہ اور حکمت کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ والدرجات العلی: اس حیثیت سے کہ وہ اولی العزم والے تھے۔

قبل وقت الکلام: اور ایسا متعدد بار ہوا کہ گنا نہیں جا سکتا، وہ اپنی ماں سے بات چیت کرتے جب کہ وہ ان کے پیٹ میں تھے اور جب ان کی ماں کسی اور انسان سے کلام میں مصروف ہوتیں تو وہ تسبیح میں مصروف ہو جاتے۔ بتزویج ولا غیرہ: یعنی زنا وغیرہ سے، جس کی صراحت سورۂ مریم میں اس ﴿ولم اک بغیا﴾ فرمان کے ذریعے ہے۔

الخط: حضرت عیسی علیہ السلام کی لکھائی بہت اچھی تھی، اور وہ بچوں کو مکتب میں سکھاتے بھی تھے۔ توراۃ: اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ توریت تو حضرت موسی علیہ السلام کی کتاب تھی، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ انجیل سے اس کے منسوخ ہونے سے پہلے توریت حضرت عیسی علیہ السلام کو حفظ تھی اور وہ اس پر عمل پیرا ہوتے تھے۔

او بعد بلوغ: مراد تیس سال ہیں، اور دونوں اقوال یعنی تین اور تیس سال کے ضعیف ہیں۔ اور قابل اعتماد قول یہ ہے کہ وہ چالیس سال کی عمر میں نبی بنے اور نبی و رسول کی حیثیت سے دنیا میں اسی سال رہے اور ایک سو بیس سال کی عمر میں دنیا سے رخصت ہوئے۔

ونفخ فی جیب درعها: جب کہ عمر مبارک دس، تیرہ یا سولہ سال کی تھی۔ اصور: اس جملے سے اس وہم کا ازالہ مقصود ہے کہ خلق کہتے ہیں عدم سے وجود میں لانے کو اور یہ اللہ ﷻ کے ساتھ مخصوص ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ خلق بمعنی تصویر ہے۔ الضمیر للکاف: صحیح یہ ہے کہ ضمیر الطین کی جانب لوٹے، اور اس مغایرت کی حکمت یہ ہے کہ یہاں متکلم حضرت عیسی علیہ السلام ہیں اور وہاں یعنی مائدہ میں متکلم اللہ ﷻ ہے۔ سقط میتاً: تا کہ خالق اور مخلوق کے فعل میں فرق ہو جائے۔ الخفاش: بمعنی الوطواط چمگادڑ ہے۔ لانہ اکمل الطیر خلقا: اس کی تفصیل ماقبل گزر چکی ہے۔ لانهما دائا اعیاء: یعنی ان کے دور کے اطباء ان دونوں یعنی مادرزاد اندھے اور کوڑھی کے علاج سے عاجز تھے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر دور کے نبی کا معجزہ اس کے زمانے کے اعتبار سے ہوتا ہے جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام کے دور میں جادو کا رواج تھا تو آپ علیہ السلام کو عصاء اور ید بیضاء والا معجزہ دیا گیا اور سید عالم ﷺ کے دور میں فصحاء و بلغاء عروج پر تھے تو آپ ﷺ کو قرآن بطور معجزہ دیا گیا۔ ما لا صیصة له: یعنی کانٹا کہ جس سے ایذا دی جائے، اور جس جانور میں پنجہ ہوتا ہے وہ اپنی حلت پر برقرار رہا نہ کہ حرام ہوا۔ وطاعته: توحید پر معطوف ہے، عام کا عطف خاص پر ہونے کے اعتبار سے۔ اعوان دینه: یعنی اس کے اہل دین، پس نصرۃ الدین نصرۃ اہل سے بطور کنایہ مستعمل ہے۔ وکانوا اثنی عشر: اور ان میں دو بڑے تھے جن کے نام شمعون اور یعقوب تھے۔ وهو البیاض الخالص: یعنی ان کے دلوں اور کپڑوں کی سفیدی کی وجہ سے، پس اللہ نے انہیں ظاہر و باطن کی سفیدی سے نواز دیا۔ (الصاوی، ج۱، ص۲۳۳ وغیرہ)

ای ولد: اس بچے کو کلمہ کہا جاتا ہے اس لئے کہ کلمہ کن سے معرض وجود میں آئے پس اس اعتبار سے سبب کا مسبب پر اطلاق پایا جاتا ہے
اراد بخلقه: یہاں اس کی مراد قضاء بیان کی گئی ہے اور لغت میں اس کے دو معانی ہیں۔ (الجمل، ج۱، ص۴۱۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

اُذْکُرْ ﴿ اذقال اللہ یعیسی انی متوفیک﴾ قَابِضُکَ ﴿ورافعک الی﴾ مِنَ الدُّنْیَا مِنْ غَیْرِ مَوْتٍ ﴿ ومطھرک﴾ مُبْعِدُکَ ﴿من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک﴾ صَدَّقُوْا نُبُوَّتَکَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالنَّصَارٰی ﴿ فوق الذین کفروا﴾ بِکَ وَھُمُ الْیَھُوْدُ یَعْلُوْنَھُمْ بِالْحُجَّةِ وَالسَّیْفِ ﴿ الی یوم القیمة ثم الی مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیه تختلفون ﴾﴿۵﴾ مِنْ اَمْرِ الدِّیْنِ ﴿ فاما الذین کفروا فاعذبھم عذابا شدیدا فی الدنیا﴾ بِالْقَتْلِ وَالسَّبْیِ وَالْجِزْیَةِ ﴿والاخرة﴾ بِالنَّارِ ﴿وما لھم من نصرین ﴾﴿۲﴾ مَانِعِیْنَ مِنْهُ ﴿ واما الذین امنوا وعملوا الصلحت فیوفیھم﴾ بِالْیَاءِ وَالنُّوْنِ ﴿اجورھم والله لا یحب الظلمین﴾﴿۷﴾ اَیْ یُعَاقِبُھُمْ، رُوِیَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَرْسَلَ اِلَیْهِ سَحَابَةً فَرَفَعَتْهُ فَتَعَلَّقَتْ بِهٖ اُمُّهٗ وَبَکَتْ فَقَالَ لَهَا اِنَّ الْقِیٰمَةَ تَجْمَعُنَا وَکَانَ ذٰلِکَ لَیْلَةُ الْقَدْرِ بِبَیْتِ الْمَقْدِسِ وَلَهٗ ثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ سَنَةً، وَعَاشَتْ اُمُّهٗ بَعْدَهٗ سِتَّ سِنِیْنَ وَرَوَی الشَّیْخَانِ حَدِیْثَ "اَنَّهٗ یَنْزِلُ قُرْبَ السَّاعَةِ وَیَحْکُمُ بِشَرِیْعَةِ نَبِیِّنَا وَیَقْتُلُ الدَّجَّالَ وَالْخِنْزِیْرَ وَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ" وَفِیْ حَدِیْثِ مُسْلِمٍ "اَنَّهٗ یَمْکُثُ سَبْعَ سِنِیْنَ" وَفِیْ

حَدِیْثٍ عَنْ اَبِیْ دَاوٗدَ الطَّیَالِسِیِّ "اَرْبَعِیْنَ سَنَةً وَّیُتَوَفّٰی وَیُصَلّٰی عَلَیْهِ" فَیُحْتَمِلُ اَنَّ الْمُرَادَ مَجْمُوْعُ لُبْثِهٖ فِی الْاَرْضِ قَبْلَ الرَّفْعِ وَبَعْدَهٗ ﴿ذلک﴾ اَلْمَذْکُوْرُ مِنْ اَمْرِ عِیْسٰی ﴿نتلوه﴾ نَقُصُّهٗ ﴿علیک﴾ یَا مُحَمَّدُ ﴿من الایت﴾ حَالٌ مِّنَ الْهَاءِ فِیْ نَتْلُوْهُ وَعَامِلُهٗ مَا فِیْ ذٰلِکَ مِنْ مَّعْنَی الْاِشَارَةِ ﴿والذکر الحکیم﴾ اَلْمُحْکَمِ اَیِ الْقُرْاٰنِ ﴿ان مثل عیسی﴾ شَاْنُهُ الْغَرِیْبُ ﴿عند الله کمثل ادم﴾ کَشَاْنِهٖ فِیْ خَلْقِهٖ مِنْ غَیْرِ اَبٍ وَّهُوَ مِنْ تَشْبِیْهِ الْغَرِیْبِ بِالْاَغْرَبِ لِیَکُوْنَ اَقْطَعَ لِلْخَصْمِ وَاَوْقَعَ فِی النَّفْسِ ﴿خلقه﴾ اَیْ اٰدَمَ اَیْ قَالَبَهٗ ﴿من تراب ثم قال له کن﴾ بَشَرًا ﴿فیکون ۵۹﴾ اَیْ فَکَانَ وَکَذٰلِکَ عِیْسٰی قَالَ لَهٗ کُنْ مِنْ غَیْرِ اَبٍ فَکَانَ ﴿الحق من ربک﴾ خَبَرُ مُبْتَدَاٍ مَّحْذُوْفٍ اَیْ اَمْرُ عِیْسٰی ﴿فلا تکن من الممترین ۰﴾ اَلشَّاکِّیْنَ فِیْهِ ﴿فمن حاجک﴾ جَادَلَکَ مِنَ النَّصَارٰی ﴿فیه من بعد ما جاءک من العلم﴾ بِاَمْرِهٖ ﴿فقل﴾ لَهُمْ ﴿تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم﴾ فَنَجْمَعُهُمْ ﴿ثم نبتهل﴾ نَتَضَرَّعُ فِی الدُّعَاءِ ﴿فنجعل لعنة الله علی الکذبین ۶۱﴾ بِاَنْ نَقُوْلَ: اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْکَاذِبَ فِیْ شَاْنِ عِیْسٰی وَقَدْ دَعَا ﷺ وَفْدَ نَجْرَانَ لِذٰلِکَ لَمَّا حَاجُّوْهُ بِهٖ فَقَالُوْا: حَتّٰی نَنْظُرَ فِیْ اَمْرِنَا ثُمَّ نَاْتِیْکَ فَقَالَ ذُوْ رَاْیِهِمْ: لَقَدْ عَرَفْتُمْ نُبُوَّتَهٗ وَاَنَّهٗ مَا بَاهَلَ قَوْمٌ نَّبِیًّا اِلَّا هَلَکُوْا فَوَادَعُوا الرَّجُلَ وَانْصَرِفُوْا فَاَتَوُا الرَّسُوْلَ ﷺ وَقَدْ خَرَجَ وَمَعَهُ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَفَاطِمَةُ وَعَلِیٌّ وَقَالَ لَهُمْ: اِذَا دَعَوْتُ فَاَمِّنُوْا فَاَبَوْا اَنْ یُّلَاعِنُوْا وَصَالَحُوْهُ عَلَی الْجِزْیَةِ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَیْمٍ، وَرَوٰی اَبُوْ دَاوٗدَ اَنَّهُمْ صَالَحُوْهُ عَلٰی اَلْفَیْ حُلَّةٍ النِّصْفُ فِیْ صَفَرٍ وَالْبَقِیَّةُ فِیْ رَجَبٍ وَّثَلٰثِیْنَ دِرْعًا وَثَلٰثِیْنَ فَرَسًا وَّثَلٰثِیْنَ بَعِیْرًا وَّثَلٰثِیْنَ مِنْ کُلِّ صِنْفٍ مِّنْ اَصْنَافِ السِّلَاحِ وَرَوٰی اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِهٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَوْ خَرَجَ الَّذِیْنَ یُبَاهِلُوْنَ لَرَجَعُوْا لَا یَجِدُوْنَ مَالًا وَّلَا اَهْلًا، وَرَوَی الطَّبَرَانِیُّ مَرْفُوْعًا: لَوْ خَرَجُوْا لَاحْتَرَقُوْا ﴿ان هذا﴾ الْمَذْکُوْرَ ﴿لهو القصص﴾ اَلْخَبَرُ ﴿الحق﴾ الَّذِیْ لَا شَکَّ فِیْهِ ﴿وما من اله الا الله وان الله لهو العزیز﴾ فِیْ مُلْکِهٖ ﴿الحکیم ۶۲﴾ فِیْ صُنْعِهٖ ﴿فان تولوا﴾ اَعْرَضُوْا عَنِ الْاِیْمَانِ ﴿فان الله علیم بالمفسدین ۶۳﴾ فَیُجَازِیْهِمْ وَفِیْهِ وَضْعُ الظَّاهِرِ مَوْضِعَ الْمُضْمَرِ -

﴿ترجمہ﴾

(یاد کرو) جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے پوری عمر تک پہنچانے والا ہوں ......یا......(متوفیک، قابضک کے معنی میں ہے) اور تجھے اپنی طرف اٹھالونگا (دنیا سے بغیر موت کے) اور تجھے پاک کر دونگا (یعنی دور کر دونگا) کافروں سے اور تیرے پیروؤں کو

(جنہوں نے تیری نبوت کی تصدیق کی ان مسلمانوں اور نصرانیوں کو) تیرے منکروں پر غلبہ دونگا (یعنی یہود پر جو دلیل اور تلوار دونوں اعتبار سے مغلوب رہیں گے) قیامت تک پھر تم سب میری طرف پلٹ کر آؤ گے تو میں تم میں فیصلہ فرمادونگا جس بات میں جھگڑتے ہو (یعنی دین کے معاملے میں) تو وہ جو کافر ہوئے میں انہیں دنیا میں سخت عذاب کرونگا (قتل اور قید کے ساتھ اور جزیہ مقرر کرکے) اور آخرت میں (آگ کا عذاب دیکر) اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا (جو ان سے عذاب روکے) اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو اللہ انہیں بھرپور دیگا (فیوفیھم میں دو قرأتیں ہیں یاء اور نون کے ساتھ) انکا نیگ، اور ظالم اللہ کو نہیں بھاتے (یعنی وہ انہیں عذاب دیگا، منقول ہے کہ اللہ ﷻ نے انکی طرف ایک بادل بھیجا جس نے حضرت مسیح کو اٹھا لیا تو انکی والدہ ماجدہ ان سے لپٹ کر رونے لگیں، آپ نے ان سے کہا کہ قیامت ہم کو جمع کریگی، یہ واقعہ لیلۃ القدر بمقام بیت المقدس میں پیش آیا، اس وقت آپکی عمر 33 سال تھی اور آپکی والدہ آپکے چلے جانے کے بعد چھ سال زندہ رہیں۔ شیخین کی روایت ہے کہ آپ قرب قیامت میں آسمان سے اترینگے اور سید عالم ﷺ کی شریعت کے مطابق حکم فرمائیں گے، دجال اور خنزیر کو قتل کرینگے، صلیب توڑینگے اور جزیہ منسوخ فرمائینگے، اور مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ آسمان سے نازل ہونے کے بعد سات سال قیام پزیر ہونگے اور ابوداود طیالسی کی حدیث میں ہے کہ چالیس سال کی مدت آئی ہے اس کے بعد آپ اس جہانِ فانی سے کوچ کریں گے تو آپ کی نمازِ جنازہ بھی پڑھی جائیگی، اس بات کا احتمال ہے کہ چالیس سال کی مدت والی حدیث میں آسمان کی طرف اٹھائے جانے سے پہلے اور بعد نزول زمین میں ٹھہرنے کی مجموعی مدت بیان کی گئی ہو) یہ (یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کا مذکورہ واقعہ) ہم پڑھتے ہیں (یعنی ہم قصہ بیان کرتے ہیں) تم پر (اے محمد ﷺ) کچھ آیتیں (من الآیات حال ہے نتلوہ کی ضمیر سے، اس میں عامل اسمِ اشارہ ذلک میں موجود معنیٰ اشارہ ہے) اور حکمت والی نصیحت (حکیم بمعنی محکم ہے اور یہاں اس سے مراد قرآن پاک ہے) عیسی کی کہاوت (یعنی ان کی عجیب وغریب پیدائش کا حال) اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے ......۲...... (یعنی بغیر باپ کے پیدائش میں دونوں یکساں ہیں، یہ غریب کی تشبیہ اغرب کے ساتھ ہوئی ہے، تا کہ مخالف کیلئے وسوسے کی کاٹ اور اطمینان قلبی ہو جائے) بنایا اسے (آدم علیہ السلام کو یعنی انکے قالب کو) مٹی سے پھر فرمایا ہو جا (بشر) وہ فوراً ہو جاتا ہے (یعنی وہ ہو گیا، اسی طرح عیسی سے فرمایا کہ ہو جا بغیر باپ کے تو وہ بھی ہو گیا) اے سننے والے! یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے (الحق من ربک خبر ہے مبتداء محذوف ای امر عیسی کی) تو شک والوں میں نہ ہونا (اس معاملے میں شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا) پھر اے محبوب! جو (نصاری) تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کریں (یعنی جھگڑا کریں) بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا (انکے قصہ کا) تو فرمادو (ان سے) آؤ ہم بلائیں (یعنی ہم سب جمع کریں) اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں ......۳...... (یعنی عجز وانکساری سے دعا کریں) تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں (یوں کہہ کر کہ اے اللہ! حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں جھوٹے پر تیری لعنت ہو۔ چنانچہ نبی پاک ﷺ نے وفد نجران کو جو اس بارے میں جھگڑتے تھے بلایا وہ بولے ہم اس معاملے میں غور کرینگے، پھر آپکے پاس آئینگے، انکے اصحاب رائے نے کہا کہ تم انکی نبوت کو پہچان گئے ہو اور جو قوم بھی کسی نبی سے مباہلہ کرتی ہے ضرور ہلاک ہوتی ہے لہذا ان سے مصالحت کرکے اپنے شہروں کی طرف لوٹ جاؤ، پس وہ اس رائے کے بعد حضور ﷺ کے پاس آئے اور جب رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کے ساتھ حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور آپ ﷺ نے اپنے رفقاء سے ارشاد فرمایا: ''جب میں دعا کروں تو تم امین کہنا۔'' وفد نجران نے مباہلہ سے انکار کیا اور جزیہ پر مصالحت کرلی۔ اسے ابونعیم نے روایت کیا ہے اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ مباہلہ کرکے اپنے گھروں کی طرف لوٹتے تو نہ مال پاتے اور نہ ہی اہل وعیال۔'' اور یہ بھی مروی ہے

کہ "اگر وہ مباہلہ کیلئے نکلتے تو جل جاتے) بیشک یہی (مذکورہ خبر) بیان ہے (خبر ہے) سچی (جس میں شک نہیں) اور نہیں کوئی (من زائدہ ہے) معبود اللہ کے سوا اور بیشک اللہ ہی غالب ہے (اپنی بادشاہی میں) حکمت والا (ہے اپنی صنعت میں) پھر اگر وہ منہ پھیریں (یعنی ایمان لانے سے اعراض کریں) تو اللہ فسادیوں کو جانتا ہے (وہ انہیں بدلہ دیگا، اس میں ضمیر کے بجائے اسم ظاہر لایا گیا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿اذقال اللہ یعیسی انی متوفیک ورافعک الی ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ﴾

اذ: مضاف، قال اللہ: قول، یعیسی: جملہ ندائیہ، انّ: حرف مشبہ، ی: ضمیر اسم، متوفیک: معطوف علیہ، ورافعک الی: معطوف اول، ومطھرک من الذین کفروا: معطوف ثانی، وجاعل الذین ......الخ: معطوف ثالث، تمام معطوفات ملکر خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مقصود بالنداء، جوندا سے ملکر مقولہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف مستقر اذکر فعل محذوف کی۔

﴿ثم الی مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون﴾

ثم: عاطفہ، الیّ: خبر مقدم، مرجعکم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ماقبل پر معطوف ہے، ف: تعقیبیہ، احکم: فعل بافاعل، بینکم: ظرف، فی: جار، ما: موصولہ، کنتم فیہ تختلفون: جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، احکم، فعل اپنے متعلقات سے ملکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿فاما الذین کفروا فاعذبھم عذابا شدیدا فی الدنیا والاخرۃ وما لھم من نصرین﴾

ف: استینافیہ، اما: حرف شرط وتفصیل، الذین کفروا: مبتدا، ف: جزائیہ، اعذبھم: فعل بافاعل ومفعول، عذابا شدیدا: مفعول مطلق، فی الدنیا والاخرۃ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، ما: نافیہ، لھم: خبر مقدم، من: زائدہ، نصرین: مبتدا مؤخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واما الذین امنوا وعملوا الصلحت فیوفیھم اجورھم واللہ لا یحب الظلمین﴾

و: عاطفہ، اما: حرف شرط وتفصیل، الذین: اسم موصول، امنوا وعملوا الصلحت: صلہ، اپنے موصول سے ملکر مبتدا، فیوفیھم اجورھم: فعل بافاعل ومفعولین......یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ...... و: مستانفہ...... اللہ: اسم جلالت مبتدا، لا یحب الظالمین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ذلک نتلوہ علیک من الایت والذکر الحکیم﴾

ذلک: مبتدا، نتلوہ: فعل بافاعل، ہ: ضمیر ذوالحال، علیک: ظرف مستقر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر مفعول، فعل اپنے

متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر اول، من الایت والذکر الحکیم: ظرف مستقر شبہ فعل کے متعلق ہوکر خبر ثانی، مبتدا اپنی خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان مثل عیسی عند اللہ کمثل ادم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون﴾

انّ: حرف مشبہ، مثل عیسی: ذوالحال، عند اللہ: ظرف مستقر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر اسم، کمثل ادم: ظرف مستقر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ، خلقہ من تراب: جملہ فعلیہ مستانفہ، ثم: عاطفہ، قال لہ: قول، کن: مقولہ، قول مقولہ ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف ہے، ف: عاطفہ، یکون: جملہ اسمیہ اصل میں ھو یکون تھا۔

﴿الحق من ربک فلا تکن من الممترین﴾

الحق: مبتدا، من ربک: ظرف مستقر خبر ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، لا تکن: فعل ناقص انت ضمیر مستتر اسم، من الممترین: خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف اذا علمت ھذا وقد علمتہ کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناء نا وابناء کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم﴾

ف: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، حاجک: فعل بافاعل ومفعول، فیہ: ظرف لغو، من بعد ما جاءک من العلم: ظرف لغو ثانی ملکر شرط، ف: جزائیہ، قل: قول، تعالوا: فعل امر بافاعل مقولہ، اپنے قول سے ملکر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر من مبتدا کیلئے خبر، ندع: فعل بافاعل، ابنائنا وابنائکم ......الخ: معطوف علیہ معطوف سے ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب امر تعالوا کیلئے

﴿ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکذبین﴾

ثم: عاطفہ، نبتھل: فعل بافاعل معطوف ہے ندع پر، ف: تعقیبیہ، نجعل: فعل بافاعل، لعنت اللہ: مفعول، علی الکذبین: ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف۔

﴿ان ھذا لھو القصص الحق وما من الہ الا اللہ﴾

ان: حرف مشبہ، ھذا: اسم، لام: لتاکید، ھو القصص الحق: جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ان، اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو: مستانفہ، ما: نافیہ، من: زائدہ، الہ: مبدل منہ، الا: للحصر، اللہ: اسم جلالت بدل، اپنے مبدل منہ سے ملکر مبتدا، خبر محذوف لنا، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان اللہ لھو العزیز الحکیم فان تولوا فان اللہ علیم بالمفسدین﴾

و: مستانفہ، ان: حرف مشبہ، اللہ: اسم، لھو العزیز الحکیم: جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: مستانفہ، ان: شرطیہ

،تولوا: فعل بافاعل ملکر شرط، ف: جزائیہ، ان اللہ علیم بالمفسدین: جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ان مثل عیسی عند اللہ...... ☆نصاری نجران کا ایک وفد سید عالم ﷺ کی خدمت میں آیا اور وہ لوگ حضور ﷺ سے کہنے لگے آپ گمان کرتے ہیں کہ عیسی اللہ کے بندے ہیں۔ فرمایا ہاں اسکے بندے اور اسکے رسول اور اسکے کلمے جو کنواری بتول عذراء کی طرف القاء کئے گئے نصاری یہ سن کر بہت غصہ میں آ گئے اور کہنے لگے یا محمد ﷺ کیا تم نے کبھی بے باپ کا انسان دیکھا ہے۔ اس سے انکا مطلب یہ تھا کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں (معاذ اللہ) اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور یہ بتایا گیا کہ حضرت عیسی علیہ السلام صرف بغیر باپ ہی کے ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کئے گئے جب انھیں اللہ کا بندہ اور مخلوق مانتے ہو تو حضرت عیسی علیہ السلام کو مخلوق و بندہ ماننے میں کیا تعجب ہے؟۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرتِ عیسی علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا:

۱......علامہ ابو البرکات نسفی فرماتے ہیں کہ متوفیک کا معنی یہ ہے کہ میں تجھے پناہ دونگا اس بات سے کہ کافر تجھے قتل کریں اور تجھے بغیر ضرب یا قتل کے موت دونگا کہ کافر تجھے اپنے ہاتھوں سے قتل نہ کرسکیں گے یا متــــوفیک کے معنی یہ ہیں کہ تیرے آسمان سے نزول کرنے کے بعد تیری موت کا وقت آجانے پر تجھے موت دونگا اور ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ تجھے حالت نیند میں اٹھا لونگا تا کہ تجھے کوئی خوف نہ ہو اور جب تو بیدار ہو تو آسمان میں حالت امن میں ہو۔ (ماخوذ از المدارک، ج۱، ص۲۵۹)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، عنقریب تم میں حضرت عیسی علیہ السلام نازل ہونگے جو کہ عدل کرنے والے حاکم ہونگے، صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کرینگے، جزیہ موقوف کردیں گے، مال اتنا بڑھ جائے گا کہ کوئی اسے لینے والا نہ ہوگا یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا''۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو ﴿وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیمۃ یکون علیھم شھیدا﴾۔ (صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسی ابن مریم، ص۵۸۱)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میرے اور حضرت عیسی علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے، بیشک عیسی علیہ السلام اترنے والے ہیں، تم اگر انہیں دیکھو تو پہچان لینا کہ وہ درمیانے قد کے آدمی ہیں، انکی رنگت سرخ اور سفید ملی جلی ہے، یوں محسوس ہوگا کہ انکے سر سے پانی ٹپک رہا ہو مگر ان کے سر پر تری نہ ہوگی۔ وہ دینِ اسلام کے مقابلے میں دوسرے لوگوں کو قتل کرینگے، صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کرینگے، جزیہ موقوف کرینگے، انکے زمانے میں اللہ عزوجل سوائے مسلمانوں کے تمام ادیان والوں کو ہلاک کردے گا، حضرت مسیح علیہ السلام دجال کو قتل کرینگے، زمین میں چالیس سال قیام کرینگے پھر انکا انتقال ہوگا مسلمان انکی نمازِ جنازہ ادا کرینگے۔ (ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال، ص۸۰۵)

''ان مثل عیسی عند اللہ کمثل ادم'' سے کیا مراد ہے؟

۲......جس طرح حضرت عیسی علیہ السلام کی تخلیق بغیر باپ کے ہوئی ہے، اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے بغیر ماں باپ

کے پیدا کیا ہے اور اللہ عزوجل نے فرمایا کہ ہو جا بغیر باپ کے تو عیسی علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور یہی بات سچی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نہ تو خدا ہیں نہ ہی اس کی اولاد اور نہ ہی اسکے شریک۔ (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص ۶۳)

مباہلہ:

۲ ...... آیت مباہلہ میں بیٹوں اور عورتوں کو خاص طور پر ذکر کرنے کیوجہ یہ ہے کہ یہ خاندان کے معززین ہوتے ہیں اور انکی محبت دلوں سے جڑی ہوتی ہے اور انکا ذکر اپنی ذات سے پہلے کرنے کا مقصد بھی انکے قرب اور قدر و منزلت ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نصاری نجران کو آیت مباہلہ پڑھ کر سنائی اور مباہلہ کو دعوت دی تو انہوں نے کہا کہ ہم غور اور مشورہ کر لیں، کل آپ کو جواب دینگے، جب وہ جمع ہوئے تو انہوں نے اپنے سب سے بڑے عالم اور صاحب الرائے شخص عاقب سے پوچھا: ''اے عبد المسیح! آپ کی کیا رائے ہے؟'' اس نے کہا: ''اے جماعت نصاری! تم پہچان چکے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی مرسل ہیں، اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو سب ہلاک ہو جاؤ گے، اب اگر نصرانیت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو انہیں چھوڑو اور گھر کو لوٹ چلو۔'' یہ مشورہ ہونے کے بعد وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور کی گود میں تو امام حسین ہیں اور دستِ مبارک میں امام حسن کا ہاتھ ہے جبکہ حضرت فاطمہ و حضرت علی رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے فرما رہے ہیں: ''جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔'' نجران کے سب سے بڑے نصرانی عالم (پادری) نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگا: ''اے جماعت نصاری! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ کو ہٹا دینے کی دعا کریں تو اللہ عزوجل اسکو بھی اسکی جگہ سے ہٹا دے گا ان سے مباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔'' یہ سن کر نصاری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مباہلہ کی تو ہماری رائے نہیں ہے بالآخر انہوں نے جزیہ دینا منظور کیا مگر مباہلہ کے لئے تیار نہ ہوئے۔

☆...... سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے نجران والوں پر عذاب قریب آ ہی چکا تھا اگر وہ مباہلہ کرتے تو بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ کر دیئے جاتے، جنگل آگ سے بھڑک اٹھتا اور نجران اور وہاں کے رہنے والے پرندے تک ہلاک ہو جاتے۔ (تلخیص از المدارک، ج ۱، ص ۲۶۱)

اغراض:

من غیر موت: یہ جملہ لمتوفیک اور رافعک کے متعلق ہے۔ مبعدک: یعنی تجھے کافروں کے درمیان سے نکال دوں گا۔ اس لئے کہ حضرت عیسی علیہ السلام ان تمام کا فر قوم کی قسم میں داخل ہونگے۔ من المسلمین: یعنی امت محمد یہ اور نصاری میں سے، یعنی وہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل یا بعد ہونگے وہ سب ان کی پیروی کریں گے، یہی معنی شارح نے ذکر کیے ہیں۔ جب کہ نصاری محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق نہ کرتے ہوئے کفر کریں اور اس جملہ کے ساتھ اللہ عزوجل نے نصاری کے لئے یہود پر شرف اور بلندی فرما دی جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ بالحجۃ: یعنی ظاہر دلیل۔ والنصاری: یہ یہود پر فائق ہیں، اس لئے کہ یہود کے لئے زمین میں کوئی ملکیت، شان و شوکت اور سلطنت باقی نہ رہی جب کہ نصاری کی ملکیت باقی ہے، پس اسی بنیاد پر اتباع بمعنی محبت ہے اگرچہ اتباع دین کا خیال کیا جائے اس لئے کہ نصاری میں حضرت عیسی علیہ السلام کی اتباع تو ظاہر ہے لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں وہ شدید ہیں اور یہ اس لئے ہے کہ وہ ان کی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی) اتباع پر راضی نہیں ہیں۔ ویصلی علیہ: یعنی مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

روی الخ: خازن میں ہے کہ ان کے اٹھائے جانے کے سات دن بعد اللہ عزوجل نے ان سے فرمایا کہ مریم کی طرف جاؤ اس لئے کہ ان

جتنانہ تو کوئی رویا اور نہ ہی غمگین ہوا ہے، پھر ہم تیرے لئے حواریوں کو جمع کر دیں گے چنانچہ حواری اللہ ﷻ کی دعوت پر زمین میں پھیل گئے۔ اللہ ﷻ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زمین میں پانی والے مقام پر اتارا تو وہ پانی ان کے اترنے پر نور بن گیا، پس حواری زمین میں پھیل گئے اور وہ رات جس میں نصاریٰ ان کے پاس آئے تھے وہ غبار آلود رات تھی، پھر صبح حواریوں میں سے ہر ایک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کی دی ہوئی لغت میں کلام کیا۔ وقد خرج: اپنے گھر سے مسجد کی جانب۔

سبع سنین: جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگی تو انہیں نبی پاک ﷺ کے حجرے میں دفن کیا جائے گا پس ان دونوں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے مابین شیخین اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے۔ وعامله ما فی ذلک: سمین کی عبارت میں ہے کہ ذلک کو من الآیات سے مبتداء بنانا جائز ہے اور جملہ نتلوہ محل نصب میں حال ہے اور عامل اسم اشارہ ہے۔ المحکم: یعنی اس کی جانب خلل پہنچنا ممنوع ہے۔ من النصاریٰ: مراد نصاریٰ نجران ہیں۔ شانه الغریب: یعنی مراد وہ مثالیں ہیں جو اُن سے منسلک ہیں مثلاً حضرت آدم علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے۔ اس طرح ان کی شان حضرت آدم علیہ السلام کی شان سے بھی زیادہ عجیب وغریب ہے۔

اقطع للخصم: مراد وفد نجران ہے۔ ای قالبه: یعنی لام کے فتح کے ساتھ، مراد اس سے جسم اور صورت ہے، مفسر نے یہ تفسیر اس لئے کی کہ آگے ثم پر اس کا مفاد درست ہو جائے۔ ای امر عیسی: کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں نہ کہ بیٹے جیسا کہ نصاریٰ نے گمان کیا۔ لذلک: یعنی مباہلہ۔ ذوو رأیهم: یعنی ان کے بڑوں کی، مراد علماء ہیں جو کہ ان کو عبد المسیح کہتے تھے۔

نبوته: یعنی محمد ﷺ۔ وانه ما باهل: ان کی کسرہ کے ساتھ مراد اللہ ﷻ کی ذات ستودہ صفات ہے اور ان مفتوح ہو تو مفعول پر عطف ہوگا یعنی تم جانتے ہو کہ کسی قوم نے نبی سے مباہلہ نہیں کیا مگر یہ کہ وہ ہلاک ہوئی ہے۔ فوادعوا الرجل: یعنی ان سے مصالحت کرلو مراد اس سے سید عالم ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔ قال لهم: مراد چار ہیں یعنی فاطمہ، علی، حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

وصالحوه علی الجزیة: اس کی تفصیل ماقبل مباہلہ کے عنوان سے بیان ہو چکی ہے۔ (الجمل، ج۱، ص ۴۲۶ وغیرہ)

وکان ذلک لیلة القدر: اگر کوئی یہ کہے کہ لیلۃ القدر اس امت کے خصائص میں سے ہے تو میں (علامہ صاوی) یہ جواب دوں گا کہ یہ اس امت کی فضیلت ہے کہ اسے ہزار مہینوں سے بہتر کہا گیا، اور اس رات میں فرشتے غروب سے لیکر طلوع فجر تک اترتے ہیں، اور اس میں جو دعا مانگی جائے وہی پوری ہوتی ہے پس سابقہ امتوں میں اس رات کے ثابت ہونے کی نفی نہیں کی جا سکتی لیکن ان فضائل کی نفی ہوگی۔ والکاذب فی شان عیسی: یعنی جو انہیں اللہ کا بیٹا کہے یا انہیں خدا کہے۔

وله ثلاث و ثلاثون سنة: حق یہ ہے کہ شیوخ اس بات پر اعتماد کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سو بیس سال کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے اور انہیں نبوت دیگر حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی مانند چالیس سال کی عمر میں ملی (یہاں اعلان نبوت مراد ہے) اور جس وقت وہ اٹھائے گئے اس وقت ایک قول کے مطابق چھیالیس سال تھی اور وہ اٹھائے جانے کے بعد چھ سال زندہ رہے اور دوسرے قول کے مطابق ایک سو چھتیس سال تھی۔ (الصاوی، ج۱، ص ۲۴۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۵

﴿قل یا اھل الکتب﴾ اَلْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی ﴿تعالوا الی کلمة سواء﴾ مُصْدَرٌ بِمَعْنٰی مُسْتَوٍ اَمْرُھَا ﴿بیننا وبینکم﴾ ھِیَ ﴿ا﴾ نْ ﴿لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ﴾ کَمَا اتَّخَذْتُمُ الْاَحْبَارَ وَالرُّھْبَانَ ﴿فان تولوا﴾ اَعْرَضُوْا عَنِ التَّوْحِیْدِ ﴿فقولوا﴾ اَنْتُمْ لَھُمْ ﴿اشھدوا بانا مسلمون(۶۴)﴾ مُوَحِّدُوْنَ وَنَزَلَ لَمَّا قَالَتِ الْیَھُوْدُ: اِبْرَاھِیْمُ یَھُوْدِیٌّ وَّنَحْنُ عَلٰی دِیْنِہٖ، وَقَالَتِ النَّصَارٰی کَذٰلِکَ: ﴿یااھل الکتب لم تحاجون﴾ تُخَاصِمُوْنَ ﴿فی ابراھیم﴾ بِزَعْمِکُمْ اَنَّہٗ عَلٰی دِیْنِکُمْ ﴿وما انزلت التورٰة والانجیل الامن بعدہ﴾ بِزَمَنٍ طَوِیْلٍ وَّبَعْدَ نُزُوْلِھِمَا حَدَثَتِ الْیَھُوْدِیَّةُ وَالنَّصْرَانِیَّةُ ﴿افلا تعقلون(۶۵)﴾ بُطْلَانَ قَوْلِکُمْ ﴿ھا﴾ لِلتَّنْبِیْہِ ﴿انتم﴾ مُبْتَدَأٌ یا ﴿ھؤلاء﴾ وَالْخَبَرُ ﴿حاججتم فیما لکم بہ علم﴾ مِنْ اَمْرِ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَزَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ عَلٰی دِیْنِھِمَا ﴿فلم تحاجون فیما لیس لکم بہ علم﴾ مِنْ شَاْنِ اِبْرَاھِیْمَ ﴿واللہ یعلم﴾ شَاْنَہٗ ﴿وانتم لا تعلمون(۶۶)﴾ قَالَ اللہُ تَعَالٰی تَبْرِئَةً لِاِبْرَاھِیْمَ ﴿ماکان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا﴾ مَّائِلًا عَنِ الْاَدْیَانِ کُلِّھَا اِلَی الدِّیْنِ الْقَیِّمِ ﴿مسلما﴾ مُوَحِّدًا ﴿وما کان من المشرکین(۶۷) ان اولی الناس﴾ اَحَقُّھُمْ ﴿بابراھیم للذین اتبعوہ﴾ فِیْ زَمَانِہٖ ﴿وھذا النبی﴾ مُحَمَّدٌ ﷺ لِمُوَافَقَتِہٖ لَہٗ فِیْ اَکْثَرِ شَرْعِہٖ ﴿والذین امنوا﴾ مِنْ اُمَّتِہٖ فَھُمُ الَّذِیْنَ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّقُوْلُوْا نَحْنُ عَلٰی دِیْنِہٖ لَا اَنْتُمْ ﴿واللہ ولی المؤمنین(۶۸)﴾ نَاصِرُھُمْ وَحَافِظُھُمْ وَنَزَلَ لَمَّا دَعَا الْیَھُوْدُ مَعَاذًا وَّحُذَیْفَةَ وَعَمَّارًا اِلٰی دِیْنِھِمْ: ﴿ودت طائفة من اھل الکتاب لو یضلونکم وما یضلون الا انفسھم﴾ لِاَنَّ اِثْمَ اِضْلَالِھِمْ عَلَیْھِمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ لَا یُطِیْعُوْنَھُمْ فِیْہِ ﴿وما یشعرون(۶۹)﴾ بِذٰلِکَ ﴿یا اھل الکتب لم تکفرون بایت اللہ﴾ اَلْقُرْاٰنِ الْمُشْتَمِلِ عَلٰی نَعْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ ﴿وانتم تشھدون(۷۰)﴾ تَعْلَمُوْنَ اَنَّہٗ حَقٌّ ﴿یااھل الکتب لم تلبسون﴾ تَخْلِطُوْنَ ﴿الحق بالباطل﴾ بِالتَّحْرِیْفِ وَالتَّزْوِیْرِ ﴿وتکتمون الحق﴾ اَیْ نَعْتَ النَّبِیِّ ﷺ ﴿وانتم تعلمون(۷۱)﴾ اَنَّہٗ حَقٌّ۔

﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ اے کتابیو! (یعنی اے یہود ونصاریٰ!) ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو یکساں ہے (سواء مصدر ہے یعنی جسکا حکم یکساں ہے) ہم میں اور تم میں (اور وہ کلمہ یہ ہے کہ) عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اسکا شریک کسی کو نہ کریں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنالے اللہ کے سوا (جیسا کہ تم نے احبار اور رھبان کو بنا رکھا ہے) پھر اگر وہ نہ مانیں (یعنی توحید سے اعراض کریں) تو کہہ دو (تم ان سے)

گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں (موحد ہیں، یہ آیتِ مبارکہ اسوقت نازل ہوئی جب یہودیوں نے کہا کہ ابراہیم یہودی تھے اور ہم اسی دین پر ہیں اور اسی طرح نصاریٰ نے بھی کہا) اے کتاب والو! کیوں جھگڑتے ہو (تحاجون بمعنی تخاصمون ہے) ابراہیم کے باب میں (یہ گمان کر کے کہ وہ تمہارے دین پر تھے) توریت وانجیل تو نہ اتری مگر انکے بعد (یعنی انکے وصال کو طویل زمانہ گزر جانے کے بعد جبکہ ان دونوں کتابوں کے نزول کے بعد یہودیت اور نصرانیت کا آغاز ہوا) تو کیا تمہیں عقل نہیں (اپنی بات کے غلط ہونے کی) سنتے ہو (ھا تنبیہ کیلئے ہے) تم (انتم مبتدا ہے اور یا حرف نداء محذوف ہے) وہ لوگ ہو (اور اس کی خبر حاجتم ......الخ ہے) کہ اس میں جھگڑے جسکا تمہیں علم تھا (حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اور تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم دونوں ان دونوں کے دین پر ہو) تو اس میں کیوں جھگڑتے ہو جسکا تمہیں علم نہیں ......ا...... (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں) اور اللہ جانتا ہے (انکا حال) اور تم نہیں جانتے (اسے، پھر اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی برأت کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا) ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا (تمام ادیان سے ہٹ کر دینِ قیم کی طرف مائل تھے) مسلمان تھے (موحد تھے) اور مشرکوں سے نہ تھے بیشک سب لوگوں سے زیادہ قریب (یعنی زیادہ حقدار) ابراہیم کے وہ تھے کہ جو انکے پیرو ہوئے (انکے زمانے میں) اور یہ نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ اکثر احکامِ شریعت میں انکے موافق ہیں) اور ایمان والے (یعنی انکی امت، تو انہیں لائق ہے کہ وہ دین ابراہیم پر ہونے کا دعویٰ کریں نہ کہ تم) اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے (انکا مددگار اور محافظ، یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب یہود نے حضرت معاذ، حضرت حذیفہ، اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم کو اپنے دین کی دعوت دی) کتابیوں کا ایک گروہ دل سے چاہتا ہے کہ کسی طرح تمہیں گمراہ کردیں اور وہ اپنے ہی آپ کو گمراہ کرتے ہیں (کیونکہ انکی گمراہی کا گناہ بھی ان کے ہی سر ہے اور مومنین اس معاملے میں انکی اطاعت نہیں کرتے) اور انہیں شعور نہیں (اس گمراہی کے وبال کا) اے کتابیو! اللہ کی آیتوں سے کیوں کفر کرتے ہو (یعنی قرآن مجید کا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پر مشتمل ہے) حالانکہ تم خود گواہ ہو (یعنی تم جانتے ہو کہ وہ سچے نبی ہیں) اے کتابیو! کیوں ملاتے ہو (تلبسون بمعنی تخلطون ہے) حق میں باطل کو (تحریف اور تزویر کرتے ہوئے) اور حق کیوں چھپاتے ہو (یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت) حالانکہ تمہیں خبر ہے (کہ وہ سچے نبی ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿قل یاھل الکتب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولانشرک بہ شیئا﴾

قل: قول، یا اھل الکتاب: جملہ ندائیہ، تعالوا: فعل بافاعل، الی: جار، کلمۃ: موصوف، سواء بیننا وبینکم: شبہ جملہ ہوکر صفت، موصوف صفت سے ملکر مبدل منہ، الا نعبد الا اللہ: معطوف علیہ، ولا نشرک بہ: معطوف، معطوف علیہ سے ملکر بتاویل مصدر بدل، مبدل منہ سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر مقصود بالنداء، جوندا سے ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون﴾

و: عاطفہ، لا یتخذ: فعل نفی، بعضنا: فاعل، بعضا: مفعول، اربابا: موصوف، من دون اللہ: صفت، ملکر مفعول ثانی، جملہ فعلیہ ہوکر

نعبد پرمعطوف،ف: مستانفه ،ان:شرطیہ،تولوا: جملہ شرط،ف: جزائیہ،قولوا:قول،اشھدوا: فعل بافاعل،بانا مسلمون: ظرف لغو،ملکر مقولہ،قول سے ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یاھل الکتب لم تحاجون فی ابراھیم وما انزلت التوراة والانجیل الا من بعده افلا تعقلون﴾

یا اھل الکتاب: جملہ ندائیہ،لام: جار،ما: استفہامیہ مجرور،ملکر ظرف لغو مقدم،تحاجون: فعل واوضمیر ذوالحال،فی ابراھیم: ظرف لغو،و: حالیہ،ما انزلت: فعل م،التورة والانجیل: فاعل،الا من بعده: مستثنیٰ مفرغہ،یہ سب ملکر حال،ذوالحال سے ملکر فاعل،فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقصود بالنداء،افلا تعقلون: جملہ فعلیہ جملہ مقدر الا تتفکرون پر معطوف۔

﴿ھانتم ھؤلاء حاججتم فیما لکم به علم فلم تحاجون فیما لیس لکم به علم﴾

ھا: حرف تنبیہ،انتم ھؤلاء: جملہ اسمیہ،حاججتم: فعل بافاعل،فیما لکم به علم: ظرف لغو،جملہ فعلیہ مستانفہ، ف: عاطفہ،لم: ظرف لغو مقدم،تحاجون: فعل بافاعل،فیما لیس لکم به علم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والله یعلم وانتم لا تعلمون ما کان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما﴾

و: مستانفه ،اللّٰه: اسم جلالت مبتدا،یعلم: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ،انتم: مبتدا،لا تعلمون: فعل بافاعل خبر ،ملکر جملہ اسمیہ،ما: نافیہ،کان: فعل ناقص،ابراھیم: اسم،یھودیا ولا نصرانیا: خبر،ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ،لکن: مخففہ، کان: فعل ناقص،ھو ضمیر اسم،حنیفا: خبر اول،مسلما: خبر ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿وما کان من المشرکین﴾

و: عاطفہ،ما: نافیہ،کان: فعل ناقص،ھو ضمیر اسم،من المشرکین: ظرف مستقر خبر،فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوه وھذا النبی والذین امنوا﴾

انّ: حرف مشبہ،اولی: اسم تفضیل ھو ضمیر فاعل،بابراھیم: ظرف لغو،ملکر مضاف،الناس: مضاف الیہ،اپنے مضاف سے ملکر اسم ،لام: تاکیدیہ،الذین اتبعوه: معطوف علیہ،و ھذا النبی: معطوف اول،و الذین امنوا: معطوف ثانی،معطوف علیہ،تمام معطوفات سے ملکر خبر،انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله ولی المؤمنین ودت طا ئفة من اھل الکتب لو یضلونکم ومایضلون الا انفسھم﴾

و: مستانفه ،اللّٰه: اسم جلالت مبتدا،ولی المومنین: خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ،و دت: فعل،طائفة من اھل الکتاب: موصوف صفت ملکر فاعل،فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ،لو: مصدریہ،یضلونکم: فعل بافاعل ومفعول،ملکر بتاویل مصدر،ملکر مفعول،و: حالیہ،ما یضلون الا انفسھم: جملہ فعلیہ حال ہے طائفة سے،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وما یشعرون یاھل الکتب لم تکفرون بایت اللہ وانتم تشھدون﴾

و: عاطفہ، ما یشعرون: فعل بافاعل، ملکر جملہ ہوکر ماقبل پر معطوف، یا اھل الکتاب: جملہ ندائیہ، لِمَا: جار مجرور متعلق مقدم، تکفرون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، بایت اللّٰہ: ظرف لغو، وانتم تشھدون: جملہ اسمیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقصود بالنداء۔

﴿یاھل الکتب لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون﴾

یاھل الکتاب: جملہ فعلیہ ندائیہ، لِمَ: جار مجرور متعلق مقدم، تلبسون: فعل بافاعل، الحق: مفعول، بالباطل: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، و: عاطفہ، تکتمون: فعل، واؤ ضمیر ذوالحال، الحق: مفعول، وانتم تعلمون: جملہ اسمیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿شان نزول﴾

☆...... یا اھل الکتاب لم تحاجون فی ابراھیم...... ☆ نجران کے نصاریٰ اور یہود کے احبار میں مباحثہ ہوا۔ یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ حضرت ابراہیم یہودی تھے۔ اور نصرانیوں کا یہ دعویٰ تھا کہ آپ نصرانی تھے۔ یہ نزاع بہت بڑھا تو فریقین نے سید عالم ﷺ کو حکم مانا اور آپ ﷺ سے فیصلہ چاہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور علماء توریت وانجیل پر انکا کمالِ جہل ظاہر کردیا گیا کہ ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ انکے کمال جہل کی دلیل ہے۔ یہودیت ونصرانیت توریت اور انجیل کے نزول کے بعد پیدا ہوئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ جن پر توریت نازل ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے صدہا برس بعد ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن پر انجیل نازل ہوئی انکا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد دو ہزار برس کے قریب ہوا ہے اور توریت اور انجیل کسی میں آپکو یہودی یا نصرانی نہیں فرمایا گیا ہے باوجود اسکے آپ کی نسبت یہ دعویٰ جہل وحماقت کی انتہاء ہے۔

☆......ودت طائفۃ من اھل الکتاب...... ☆ یہ آیت حضرتِ معاذ بن جبل وحذیفہ بن یمان اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل ہوئی جنکو یہود اپنے دین میں داخل کرنے کی کوشش کرتے تھے اور یہودیت کی دعوت دیتے تھے اس میں بتایا گیا کہ انکی ہوس خام ہے وہ انکو گمراہ نہ کرسکیں گے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بغیر علم کے بحث مباحثہ کرنا:

۱......مذکورہ رکوع میں یہودیوں اور نصرانیوں کے آپس کے اس تنازعہ کا تذکرہ ہے جو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں انکا خودساختہ دعویٰ تھا کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام یہودی یا نصرانی تھے، حالانکہ ایسا کچھ بھی نہ تھا، وہ دین حنیف پر تھے۔

آیت مبارکہ کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ بغیر علم کے بحث ومباحثہ کرنا مسلمانوں کا طریقہ نہ ہونا چاہیئے۔ مسلمان قرآن و احادیث مبارکہ کو ہر معاملہ میں مقدم رکھیں، اسکے بعد سلف وصالحین اور اکابر علماء ومشائخ عظام کی سیرت کو پیش نظر رکھ کر اپنی زندگیوں کو بہتر بنائیں۔ بغیر علم کے بحث کرنا اور اپنی رائے دین میں داخل کرنا یہ ناپسندیدہ عمل ہے۔ آج کے پرفتن دور میں لوگ اپنا نجی معاملہ ہو یا کاروباری کسی کی دخل اندازی پسند نہیں کرتے لیکن جہاں دین کا معاملہ ہو، مسجد یا مدرسہ کا معاملہ ہو ہر دوسرا شخص عالم اور مفتی نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں کئی باتیں ایسی پھیل گئی ہیں کہ جن سے دین کا کوئی تعلق نہیں، نہ انکی نظیر قرآن سے ملتی ہے اور نہ ہی حدیث سے، سلف صالحین سے بھی اسکا عمل ثابت نہیں ہوتا، مثلاً عوام میں یہ مشہور ہے کہ چھوٹے بچے کا پیشاب پاک ہوتا ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں پیشاب ایک دن کے یا ایک گھنٹے کے بچے کا ہو ناپاک ہی ہوتا ہے، اسی طرح یہ بات بھی عوام میں غلط مشہور ہے کہ گالی دینے یا جھوٹ بولنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح اور کئی غلط مسائل آج ہمارے معاشرے میں پھیل چکے ہیں، شادی بیاہ اور مرگ کی رسومات میں بے تحاشہ غلط رسومات جنم لے چکی ہیں اور لوگ اس پر بغیر کسی تحقیق کے آنکھیں بند کر کے عمل کئے جاتے ہیں یہ سب قرآن وسنت سے دوری اور دین میں خواہ مخواہ دخل اندازی کا نتیجہ ہے۔

اغراض:

اعرضوا عن التوحید :یعنی اپنے کام کو شبہ والا نہ کرلو کہ اپنے علماء (احبار و رھبان) کے احکام کی پیروی کرنے لگو۔ بزمن طویل :توریت اور حضرت ابراہیم علیہ السلام میں ہزار سال کا فاصلہ تھا، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام و انجیل کے مابین ہزار سال یا چھ سو پچھتر ۶۷۵ سال کا فاصلہ تھا۔ من امتہ :یعنی امت محمد ﷺ۔ ناصرھم :مسلمانوں کا ان کے دشمنوں پر مددگار ہے۔ وبعد نزولھا الخ :اس تقریر سے اہل کتاب پر حجت تمام ہوگئی، پس اہل کتاب کے دین ابراہیمی پر ہونے سے مانع تغیر و تبدل تھا اور یہ اس لئے ہوا کہ وہ توریت اور انجیل پر بھرپور طور پر متمسک نہ رہے ورنہ وہ اختلاف نہ کرتے اور دین ابراہیمی پر ہوتے۔

حدثت الیھودیۃ والنصرانیۃ :یعنی انہوں نے دونوں میں تبدیلی کرڈالی اور توریت کا نام یہودیہ اور انجیل کا نصرانیہ رکھ دیا۔ الی الدین القیم :یعنی سیدھا دین کہ جس میں کوئی ٹیڑھ پن نہیں۔ فی زمانہ :مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد جیسے حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام اور قیامت تک ان کی اولاد، اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿ووصی بھا ابراھیم بنیہ ویعقوب﴾۔ حافظھم :مسلمانوں کو دشمنوں سے محفوظ رکھنے والا ہے۔ بذلک :یعنی گمراہیوں کا گناہ ان کی قلبی سختی کے باعث ہوا کرتا ہے پھر اگر وہ ان گناہوں کو نہ پہچانیں گے تو وہ انہیں کو نقصان پہنچائیں گے۔ آن مشتمل علی نعت محمد :کہا جاتا ہے کہ توریت اور انجیل دونوں ہی سید عالم ﷺ کی نعت پر مشتمل ہیں، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ﴿الذین یتبعون الرسول النبی الامی ......الخ﴾۔ انہ حق :یعنی محمد ﷺ سچے ہیں، اور جو وہ اللہ عزوجل کے پاس سے لائے ہیں وہ بھی حق ہے (صاوی، ج ۱، ص ۲۴۳ وغیرہ)

لان اثم اضلالھم علیھم :یعنی گمراہ کرنے کا وبال ان کی اپنی ذاتوں کی طرف ہی لوٹے گا۔ اور ان کے لئے عذاب کئی گناہ بڑھا دیا جائے گا۔ اور مسلمان اللہ عزوجل کی حفاظت کی وجہ سے ان کے شر سے محفوظ رہیں گے پس گمراہ کا گمراہ کرنا انہیں لازم نہ آئے گا۔

لموافقتہ لہ فی اکثر شرعہ :جو حضور ﷺ پر ایمان لائے کیونکہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ شریعت کے اکثر احکام میں

موافقت کرنے والے تھے کیونکہ یہ موحد ہیں قربانی دیتے ہیں، عمرہ کرتے ہیں اوران تمام امور کو سرانجام دیتے ہیں جن کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کومکلف بنایا گیا۔
(المظھری،ج۱،ص ٤٨٨ وغیرہ)

من امر موسی و عیسی :یعنی جس کے بارے میں تمہیں علم ہے یعنی جن کے بارے میں تم اپنی کتاب میں معلومات پاتے ہو اور اللہ ﷻ نے حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں بیان اتارا اور تم یہ بھی دعوی کرتے ہو کہ تم ان کے دین پر ہو اور توریت اور انجیل تم پر نازل ہو چکی ہے۔
(الجمل،ج۱،ص٤٣٥)

رکوع نمبر: ١٦

﴿وقالت طائفة من اهل الكتب﴾ اَلْيَهُوْدِ لِبَعْضِهِمْ ﴿ امنوا بالذى انزل على الذين امنوا﴾ اَيِ الْقُرْاٰن ﴿وجه النهار﴾ اَوَّلَهٗ ﴿واكفروا﴾ بِهٖ ﴿اخره لعلهم﴾ اَيِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿يرجعون ﴿٧٢﴾﴾ عَنْ دِيْنِهِمْ اِذْ يَقُوْلُوْنَ مَا رَجَعَ هٰؤُلَآءِ عَنْهُ بَعْدَ دُخُوْلِهِمْ فِيْهِ وَهُمْ اُوْلُوْ عِلْمٍ اِلَّا لِعِلْمِهِمْ بُطْلَانَهٗ وَقَالُوْا اَيْضًا ﴿ولا تؤمنوا﴾ تُصَدِّقُوْا ﴿الا لمن﴾ اَللَّامُ زَائِدَةٌ ﴿تبع﴾ وَافَقَ ﴿دينكم﴾ قَالَ تَعَالٰى : ﴿قل﴾ لَهُمْ يَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿ ان الهدى هدى الله﴾ اَلَّذِىْ هُوَ الْاِسْلَامُ وَمَا عَدَاهُ ضَلَالٌ وَالْجُمْلَةُ اِعْتِرَاضٌ ﴿ان﴾ بِاَنْ ﴿يؤتى احد مثل ما او تيتم﴾ مِنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ وَالْفَضَائِلِ وَاَنْ مَفْعُوْلُ تُؤْمِنُوْا، وَالْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ اَحَدٌ، قُدِّمَ عَلَيْهِ الْمُسْتَثْنٰى، وَالْمَعْنٰى لَا تُقِرُّوْا بِاَنَّ اَحَدًا يُّؤْتٰى ذٰلِكَ اِلَّا مَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ﴿او﴾ بِاَنْ ﴿يحاجوكم﴾ اَيِ الْمُؤْمِنُوْنَ يَغْلِبُوْكُمْ ﴿عند ربكم﴾ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِاَنَّكُمْ اَصَحُّ دِيْنًا وَفِىْ قِرَاءَةٍ (ءَاَنْ) بِهَمْزَةِ التَّوْبِيْخِ اَىْ اِيْتَاءَ اَحَدٍ مِّثْلَهٗ تُقِرُّوْنَ بِهٖ قَالَ تَعَالٰى: ﴿قل ان الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء﴾ فَمِنْ اَيْنَ لَكُمْ اَنَّهٗ لَا يُؤْتٰى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ ﴿والله واسع﴾ كَثِيْرُ الْفَضْلِ ﴿عليم ﴿٧٣﴾﴾ بِمَنْ هُوَ اَهْلُهٗ ﴿يختص برحمته من يشاء والله ذو الفضل العظيم ﴿٧٤﴾ ومن اهل الكتب من ان تامنه بقنطار﴾ اَىْ بِمَالٍ كَثِيْرٍ ﴿يؤده اليك﴾ لِاَمَانَتِهٖ كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ اَوْدَعَهٗ رَجُلٌ اَلْفًا وَمِائَتَىْ اَوْقِيَةٍ ذَهَبًا فَاَدَّاهَا اِلَيْهِ ﴿ومنهم من ان تامنه بدينار لا يؤده اليك﴾ لِخِيَانَتِهٖ ﴿الا ما دمت عليه قائما﴾ لَا تُفَارِقُهٗ فَمَتٰى فَارَقْتَهٗ اَنْكَرَهٗ كَكَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ اِسْتَوْدَعَهٗ قُرَشِىٌّ دِيْنَارًا فَجَحَدَهٗ ﴿ذلك﴾ اَىْ تَرْكُ الْاَدَاءِ ﴿بانهم قالوا﴾ بِسَبَبِ قَوْلِهِمْ ﴿ليس علينا فى الامين﴾ اَيِ الْعَرَبِ ﴿سبيل﴾ اَىْ اِثْمٌ لِاِسْتِحْلَالِهِمْ ظُلْمَ مَنْ خَالَفَ دِيْنَهُمْ وَنَسَبُوْهُ اِلَيْهِ تَعَالٰى، قَالَ تَعَالٰى ﴿ويقولون على الله الكذب﴾ فِىْ نِسْبَةِ ذٰلِكَ اِلَيْهِ ﴿وهم يعلمون ﴿٧٥﴾﴾ اَنَّهُمْ كَاذِبُوْنَ ﴿بلى﴾ عَلَيْهِمْ فِيْهِ سَبِيْلٌ ﴿من اوفى بعهده﴾ اَلَّذِىْ عَاهَدَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اَوْ بِعَهْدِ اللّٰهِ اِلَيْهِ مِنْ اَدَاءِ الْاَمَانَةِ وَغَيْرِهٖ

﴿واتقى﴾ اللّٰهَ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ وَعَمَلِ الطَّاعَاتِ ﴿فان الله يحب المتقين(۷۶)﴾ فِيْهِ وَضْعُ الظَّاهِرِ مَوْضَعَ الْمُضْمَرِ اَیْ يُحِبُّهُمْ بِمَعْنٰى يُثِيْبُهُمْ وَنَزَلَ فِي الْيَهُوْدِ لَمَّا بَدَّلُوْا نَعْتَ النَّبِيِّ ﷺ وَعَهْدَ اللّٰهِ اِلَيْهِمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَفِيْمَنْ حَلَفَ كَاذِبًا فِيْ دَعْوٰى اَوْ فِيْ بَيْعِ سَلْعَةٍ : ﴿ان الذين يشترون﴾ يَسْتَبْدِلُوْنَ ﴿بعهد الله﴾ اِلَيْهِمْ فِي الْاِيْمَانِ بِالنَّبِيِّ وَاَدَاءِ الْاَمَانَةِ ﴿وايمانهم﴾ حَلْفِهِمْ بِهٖ تَعَالٰى كَاذِبِيْنَ ﴿ثمنا قليلا﴾ مِّنَ الدُّنْيَا ﴿اولئك لا خلاق﴾ نَصِيْبَ ﴿لهم في الاخرة ولا يكلمهم الله﴾ غَضَبًا عَلَيْهِمْ ﴿ولا ينظر اليهم﴾ يَرْحَمُهُمْ ﴿يوم القيمة ولايزكيهم﴾ يُطَهِّرُهُمْ ﴿ولهم عذاب اليم (۷۷)﴾ مُؤْلِمٌ ﴿وان منهم﴾ اَیْ اَهْلِ الْكِتٰبِ ﴿لفريقا﴾ طَائِفَةً كَكَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ ﴿يلون السنتهم بالكتب﴾ اَیْ يَعْطِفُوْنَهَا بِقِرَاءَتِهٖ عَنِ الْمُنَزَّلِ اِلٰى مَا حَرَّفُوْهُ مِنْ نَعْتِ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْوِهٖ ﴿لتحسبوه﴾ اَیِ الْمُحَرَّفَ ﴿من الكتب﴾ الَّذِیْ اَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وماهو من الكتب ويقولون هو من عند الله وما هو من عند الله ويقولون على الله الكذب وهم يعلمون (۷۸)﴾ اَنَّهُمْ كَاذِبُوْنَ وَنَزَلَ لَمَّا قَالَ نَصَارٰى نَجْرَانَ اَنَّ عِيْسٰى اَمَرَهُمْ اَنْ يَّتَّخِذُوْهُ رَبًّا اَوْلَمَّا طَلَبَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ السُّجُوْدَ لَهٗ ﷺ ﴿ما كان﴾ يَنْبَغِيْ ﴿لبشر ان يؤتيه الله الكتب والحكم﴾ اَیِ الْفَهْمَ لِلشَّرِيْعَةِ ﴿والنبوة ثم يقول للناس كونوا عبادا لي من دون الله ولكن﴾ يَّقُوْلُ ﴿كونوا ربنين﴾ عُلَمَاءَ عَامِلِيْنَ مَنْسُوْبِيْنَ اِلَى الرَّبِّ بِزِيَادَةِ اَلِفٍ وَنُوْنٍ تَفْخِيْمًا ﴿بما كنتم تعلمون﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ ﴿الكتب وبما كنتم تدرسون (۷۹)﴾ اَیْ بِسَبَبِ ذٰلِكَ فَاِنَّ فَائِدَتَهٗ اَنْ تَعْمَلُوْا ﴿ولا يامركم﴾ بِالرَّفْعِ اِسْتِيْنَافًا اَیِ اللّٰهُ، وَالنَّصْبِ عَطْفًا عَلٰى يَقُوْلُ اَیِ الْبَشَرُ ﴿ان تتخذوا الملئكة والنبين اربابا﴾ كَمَا اتَّخَذَتِ الصَّابِئَةُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَالْيَهُوْدُ عُزَيْرًا وَّالنَّصَارٰى عِيْسٰى ﴿ايامركم بالكفر بعد اذ انتم مسلمون (۸۰)﴾ لَا يَنْبَغِيْ لَهٗ هٰذَا۔

﴿ترجمہ﴾

اور کتابیوں کا ایک گروہ بولا (یعنی یہودیوں نے آپس میں کہا) وہ جو ایمان والوں پر اترا (یعنی قرآن) اس پر ایمان لاؤ صبح کو (یعنی دن کے اول وقت میں) اور منکر ہو جاؤ (اسکے) شام کو شاید وہ (یعنی مومنین) پھر جائیں (اپنے دین سے، مومنین کہتے ہیں کہ اہل علم یہودی دین اسلام میں داخل ہونے کے بعد اپنے تئیں اسلام کے باطل ہونے کا علم ہو جانے کی وجہ سے پھر گئے اور یہودی یہ بھی کہتے ہیں) اور یقین نہ لاؤ (یعنی تصدیق نہ کرو) مگر اسکا جو (لمن میں لام زائدہ ہے) پیروکار ہو (یعنی موافق ہو) تمہارے دین کا (اللہ ﷻ نے فرمایا کہ) تم فرما دو (ان یہودیوں سے اے محمد ﷺ!) کہ اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے (اور وہ ہدایت دین اسلام ہے اور جو اسکے سوا ملے

گمراہی ہے، یہ جملہ معترضہ ہے) یہ کہ (ان بمعنی بان ہے) اسکا کہ کسی کو ملے جیسا تمہیں ملا (یعنی کتاب، حکمت اور فضائل، اَن مفعول ہے تو منوا کا اور احد مستثنی منہ ہے جس پر مستثنی مقدم کیا گیا ہے، آیت کا معنی یہ ہے کہ اس بات کا اقرار نہ کرو کہ تمہارے دین کے پیروکار کے علاوہ بھی کسی شخص کو نبوت اور دیگر فضائل مل سکتے ہیں) یا (یہ کہ) کوئی تم پر حجت لا سکے (یعنی مومنین تم پر غالب ہو جائیں) تمہارے رب کے پاس (قیامت کے دن، اس لئے کہ تمہارا دین سب سے صحیح ہے، ایک قرأت میں ان ہمزہ توبیخ، اَان کے ساتھ ہے، کیا اپنی سی فضیلت کسی کو ملنے کا اقرار کرتے ہو، اللہ ﷻ فرماتا ہے) تم فرمادو! فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ ہے جسے چاہے دے (تو یہ تم کس طرح کہتے ہو کہ تمہاری مثل کسی کو نہیں دیا) اور اللہ وسعت والا (بڑے فضل والا ہے) جاننے والا ہے (کہ کون اسکے فضل کا اہل ہے) اپنی رحمت ۔۔۔۔۔۱۔ سے خاص کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے اور کتابیوں میں کوئی وہ ہے کہ اگر تو اسکے پاس ایک ڈھیر امانت رکھے (یعنی کثیر مال) تو وہ تجھے ادا کر دیگا (اپنی امانتداری کی وجہ سے جیسے عبداللہ بن سلام کے کہ ان کے پاس کسی نے دو ہزار اوقیہ سونا بطورِ امانت رکھا تو انہوں نے وہ سب ادا کر دیا) اور ان میں کوئی وہ ہے کہ اگر ایک اشرفی اس کے پاس امانت رکھے تو وہ تجھے پھیر کر نہ دیگا (اپنی خیانت کی وجہ سے ۔۔۔۔۲۔۔۔) مگر جب تک تو اسکے سر پر کھڑا رہے (کہ تو اس سے الگ ہونے کا نام نہ لے کہ تیرے الگ ہوتے ہی وہ انکار کر بیٹھے گا جیسا کہ کعب بن اشرف کہ اسکے پاس ایک قریشی نے ایک دینار امانت رکھا تو اس نے دینے سے انکار کیا) یہ (امانت کو ادا نہ کرنا) اس لئے کہ وہ کہتے ہیں (یعنی انکے اس قول کے سبب ہے) کہ ان پڑھوں (یعنی اہل عرب) کے معاملے میں ہم پر کوئی مواخذہ نہیں (یعنی گناہ نہیں اسلئے کہ وہ اپنے مخالف دین رکھنے والوں پر ظلم کرنے کو جائز سمجھتے ہیں اور اس ظلم کے جائز ہونے کو اللہ ﷻ کی طرف منسوب کرتے ہیں، اللہ ﷻ نے فرمایا) اور اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں (اس ظلم کی نسبت اللہ ﷻ کی طرف کر کے) اور وہ جانتے ہیں (کہ وہ جھوٹے ہیں) ہاں کیوں نہیں (ان کے اس ظلم پر گناہ ہے) جس نے اپنا عہد پورا کیا (جو وعدہ اللہ نے اس سے لیا ہے یا اللہ سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرے جو ادائے امانت سے متعلق ہے) اور جو ڈرا (اللہ سے اسکی نافرمانی ترک کر کے اور اس کی اطاعت کر کے) اور بیشک پرہیزگار اللہ کو خوش آتے ہیں (وہ انہیں ثواب عطا فرماتا ہے یہاں اسم ظاہر کے بجائے اسم مضمر لایا گیا ہے۔ یہ آیتِ مبارکہ یہود کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے نبی پاک ﷺ کی توریت میں بیان کردہ اوصافِ حمیدہ بدل ڈالے حالانکہ اللہ ﷻ نے ان سے اس بارے میں توریت میں عہد لیا تھا یا پھر یہ ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو دعوے کرتے وقت یا کوئی سامان فروخت کرتے وقت جھوٹی قسم کھاتے) جو لیتے ہیں (یعنی بدل لیتے ہیں) اللہ کے عہد (جو اِن سے نبی پاک ﷺ پر ایمان لانے کے بارے میں اور ادائے امانت کے بارے میں لئے گئے تھے) اور اپنی قسموں کے بدلے (یعنی جو وہ اللہ ﷻ کی جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں ان کے بدلے) تھوڑے دام (دنیا کے) کچھ حصہ نہیں (خلاق بمعنی نصیب ہے) انکے لئے آخرت میں، اور اللہ ان سے کلام نہ فرمائیگا (ان پر ناراضگی کی وجہ سے) اور نہ انکی طرف نظر فرمائے (یعنی ان پر رحم نہ فرمائے گا) قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے (یزکیھم بمعنی یطھرھم ہے) اور انکے لئے دردناک عذاب ہے (الیم بمعنی مولم ہے) اور اُن میں (یعنی اہل کتاب میں) کچھ وہ ہیں (یہاں فریقا بمعنی طائفۃ ہے، جیسے کعب بن اشرف) جو زبان پھیر کر کتاب میں میل کرتے ہیں (یعنی وہ کتاب میں نبی کی نعت وغیرہ کو تبدیل کر کے پڑھتے ہیں) کہ تم سمجھو اسے (یعنی تحریف شدہ حصہ کو کہ) یہ بھی کتاب میں ہے (جسے اللہ نے اتارا ہے) اور وہ کتاب میں نہیں اور وہ کہتے یہ اللہ کے پاس سے ہے حالانکہ وہ اللہ کے پاس سے نہیں اور اللہ پر دیدہ دانستہ جھوٹ باندھتے ہیں اور وہ جانتے ہیں (اپنا جھوٹا ہونا، یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب نجران کے نصاری نے کہا حضرت عیسی علیہ السلام نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ انہیں رب مانیں یا جب بعض مسلمانوں نے آنحضرت ﷺ کو سجدہ کرنے کی اجازت چاہی) نہیں

(مناسب) کسی آدمی کو کہ اللہ اسے کتاب اور حکم (یعنی شریعت کی سمجھ) اور پیغمبری دے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ ہاں ہاں لیکن وہ (یعنی پیغمبر کہے گا) اللہ والے ہو جاؤ (یعنی علمائے عاملین، مراد اس سے وہ ہیں جو علم وعمل میں کامل ہوں، ربانیین بطور مبالغہ کے الف کی زیادتی اور نون کے اضافے کے ساتھ ہے، یہ لفظ الرب کی طرف منسوب ہے) اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو (تعلمون تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور اس سے کہ تم درس کرتے ہو (یعنی کتاب سکھانے اور درس کرنے کے سبب سے، علم کا فائدہ یہ ہے کہ تم اس پر عمل کرو) اور نہ تمہیں یہ حکم دیگا (یامرکم رفع کے ساتھ جملہ مستانفہ ہے یعنی اللہ حکم نہیں دیتا، اور نصب کے ساتھ یقول پر عطف ہے یعنی وہ ربانی بندہ اسکا حکم نہیں دے سکتا) کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا ٹھہرالو (جیسا کہ صابی فرقہ نے فرشتوں، یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام اور نصاری نے حضرت عیسی علیہ السلام کو خدا ٹھہرالیا) کیا تمہیں کفر کا حکم دیگا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو لئے (اسکے لئے یہ مناسب نہیں ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وقالت طائفة من اهل الكتب امنوا بالذى انزل على الذين امنوا وجه النهار واكفروا اخره لعلهم يرجعون﴾

و: مستانفہ، قالت: فعل، طائفة من اهل الكتب: فاعل، ملکر قول، امنوا: فعل با فاعل، بالذى انزل على الذين امنوا: ظرف لغو، وجه النهار: ظرف زمان، سب ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، و: عاطفہ، اكفروا: فعل با فاعل، اخره: ظرف زمان، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہو کر ماقبل پر معطوف، لعلهم يرجعون: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولاتؤمنوا الا لمن تبع دينكم قل ان الهدى هدى الله﴾

و: عاطفہ، لاتؤمنوا: فعل با فاعل، الا: حرف استثناء، لام: جار، من تبع دينكم: جملہ اسمیہ ہو کر مجرور، اپنے جار سے ملکر فی محل نصب بان يوتى احد محذوف سے حال ہے اصل میں لاتؤمنوا اى تعترفوا و تظهروا بان يوتى احد بمثل ما اوتيتم لاحد من الناس الا لاشياعكم دون غيرهم، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ماقبل امنوا پر عطف، قل: قول، ان: حرف مشبہ، هدى الله: اسم، هو الهدى: خبر، جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، جملہ قولیہ معترضہ۔

﴿ان يؤتى احد مثل ما اوتيتم او يحاجوكم عند ربكم﴾

ان: مصدریہ، يوتى: فعل، احد: نائب الفاعل، مثل: مضاف، ما: موصولہ، اوتيتم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول فیہ، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، يحاجوكم: فعل با فاعل ومفعول، عند ربكم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، جو معطوف علیہ سے ملکر بتاویل مصدر مجرور بنزع الخافض متعلق ہے تؤمنوا کے۔

﴿قل ان الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء والله واسع عليم﴾

قل: جملہ فعلیہ قول، ان: حرف مشبہ، الفضل: اسم، بيد الله: ظرف مستقر خبر، جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، يوتى: فعل با فاعل، ہ: ضمیر مفعول، من يشاء: مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ حال ہے ماقبل اللہ اسم جلالت سے، والله واسع عليم: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿یختص برحمته من یشاء والله ذو الفضل العظیم﴾

یختص برحمته من یشاء: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول جملہ فعلیہ، والله: ذو الفضل العظیم: جملہ اسمیہ۔

﴿ومن اهل الکتب من ان تامنه بقنطار یؤده الیک﴾

و: استنافیه، من اهل الکتب: جارمجرور متعلق بمحذوف خبر مقدم، مَنْ: موصولہ، ان: شرطیہ، تامنه: فعل بافاعل مفعول، بقنطار: ظرف لغو، یہ سب ملکر شرط، یؤده: فعل بافاعل ومفعول، الیک: ظرف لغو، ملکر جزاء، جملہ شرطیہ ہوکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر مبتدا مؤخر، خبر مقدم اپنے مبتدا موخر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومنهم من ان تامنه بدینار لا یؤده الیک الا ما دمت علیه قائما﴾

و: عاطفہ، منهم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: موصولہ، ان: شرطیہ، تامنه بدینار: شرط، لا یؤده: فعل بافاعل مفعول، الیک: ظرف لغو، الا: للحصر، مادمت: فعل ماضی ناقص ت ضمیر اسم، علیه قائما: شبہ جملہ خبر، جملہ فعلیہ ہوکر ظرف، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جزاء، اپنی شرط سے ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک بانهم قالوا لیس علینا فی الامین سبیل﴾

ذلک: مبتدا، ب: جار، ان: حرف مشبہ، هم: اسم، قالوا: قول، لیس: فعل ناقص، علینا: ظرف مستقر خبر، فی الامیین: ظرف مستقر حال، سبیل: ذوالحال، اپنے حال سے ملکر اسم، یہ سب ملکر مقولہ، اپنے قول سے ملکر ان کی خبر، ان اپنے اسم وخبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویقولون علی الله الکذب وهم یعلمون﴾

و: مستانفه، یقولون: فعل بافاعل، علی الله: ظرف لغو، الکذب: مفعول، وهم یعلمون: جملہ اسمیہ حال، یقولون کے فاعل سے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بلی من اوفی بعهده واتقی فان الله یحب المتقین﴾

بلی: حرف ایجاب، من: مبتدا، اوفی بعهده واتقی: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ان الله یحب المتقین: جملہ اسمیہ جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین یشترون بعهد الله وایمانهم ثمنا قلیلا اولئک لاخلاق لهم فی الاخرة﴾

انّ: حرف مشبہ، الذین: موصول، یشترون: فعل بافاعل، بعهد الله وایمانهم: ظرف لغو، ثمنا قلیلا: مرکب توصیفی مفعول، یہ سب ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر اسم، اولئک: مبتدا، لا: نفی جنس، خلاق: اسم، لهم: ظرف مستقر، فی الاخرة: ظرف مستقر

حال ہے ھم ضمیر سے، لانفی جنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر خبر، اولئک مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ان کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا یکلمهم الله ولا ینظر الیهم یوم القیمة ولا یز کیهم﴾

و: عاطفہ، لا یکلم: فعل، هم: مفعول، الله: اسم جلالت فاعل، جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لاینظر: فعل بافاعل، الیهم: ظرف لغو، یوم القیمة: مفعول فیہ، ملکر ماقبل پر معطوف، ولا یز کیهم: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف۔

﴿ولهم عذاب الیم وان منهم لفریقا یلون السنتهم بالکتب لتحسبوه من الکتب وما هو من الکتب﴾

و: عاطفہ، لهم: خبر مقدم، عذاب الیم: مبتدا مؤخر، و: مستانفہ، ان: حرف مشبہ، منهم: ظرف مستقر خبر، لام: تاکیدیہ، فریقا: موصوف، یلون: فعل بافاعل، السنتهم: مفعول، بالکتب: ظرف لغو، لتحسبوه من الکتب: ظرف لغو ثانی، وما هو من الکتب: حال ہے لتحسبوه کی ضمیر سے، سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، موصوف صفت ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویقولون هو من عند الله وما هو من عند الله ویقولون علی الله الکذب وهم یعلمون ما کان لبشر ان یؤتیه الله الکتب والحکم والنبوة﴾

و: عاطفہ، یقولون: فعل بافاعل، هو من عند الله: جملہ اسمیہ مقولہ، وما هو من عند الله: جملہ اسمیہ حال ہے هو مبتدا ماقبل سے، و: عاطفہ، یقولون: فعل بافاعل، علی الله: ظرف لغو، الکذب: مفعول، وهم یعلمون: جملہ اسمیہ حال ہے یقولون کے فاعل سے، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، لبشر: ظرف مستقر خبر مقدم، ان یوتیه :الخ: مبتدا مؤخر، کان فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون الله﴾

ثم: عاطفہ، یقول: فعل بافاعل، للناس: ظرف لغو ملکر قول، کونوا: فعل ناقص واؤ ضمیر اسم، عبادا: موصوف، لام: جارہ، ی: ذوالحال، من دون الله: ظرف مستقر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر مجرور، جو جار سے ملکر ظرف مستقر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مرکب توصیفی ہوکر خبر، کونوا اپنے اسم اور خبر سے ملکر مقولہ، قول مقولہ ملکر ماقبل ان یؤتیہ پر معطوف۔

﴿ولکن کونوا ربنیین بما کنتم تعلمون الکتب وبما کنتم تدرسون﴾

و: عاطفہ، لکن: مخففہ، کونوا: فعل ناقص واؤ ضمیر اسم، ربانیین: اسم فاعل، بما کنتم تعلمون الکتب: جار مجرور ملکر معطوف علیہ، وبما کنتم تدرسون: جار مجرور سے ملکر معطوف، ملکر ظرف لغو، اسم فاعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ولایامرکم ان تتخذوا الملئکة والنبیین اربابا ایامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون﴾

و: عاطفہ، لایامر: فعل بافاعل، کم: مفعول، ان: مصدریہ، تتخذوا: فعل بافاعل، الملئکة والنبیین: مفعول اول، اربابا: مفعول ثانی، جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر منصوب بنزع الخافض، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ، ھمزہ: حرف استفہام، یامر کم: فعل بافاعل ومفعول، بالکفر: ظرف لغو اول، بعد اذ انتم مسلمون: ظرف ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......وقالت طائفة من اهل الکتب ......☆ یہود اسلام کی مخالفت میں رات دن نئے نئے مکر کیا کرتے تھے۔ خیبر کے علماء یہود کے بارہ شخصوں نے باہمی مشورہ سے ایک یہ مکر سوچا کہ انکی ایک جماعت صبح کو اسلام لے آئے اور شام کو مرتد ہو جائے اور لوگوں سے کہے کہ ہم نے اپنی کتابوں میں جو دیکھا تو ثابت ہوا محمد ﷺ وہ نبی موعود نہیں ہیں جنکی ہماری کتابوں میں خبر ہے تا کہ اس حرکت سے مسلمانوں کو دین میں شبہ پیدا ہو۔ لیکن اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرما کر انکا یہ راز فاش کر دیا اور انکا یہ مکر نہ چل سکا اور مسلمان پہلے سے خبردار ہو گئے۔

☆......ومن اهل الکتب من ان تامنه ......☆ یہ آیت اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئی اور اس میں ظاہر فرمایا گیا کہ ان میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ امین وخائن بعض تو ایسے ہیں کہ کثیر مال انکے پاس امانت رکھا جائے تو بے کم وکاست وقت پر ادا کر دیں جیسے عبداللہ بن سلام جنکے پاس ایک قریشی نے بارہ سو اوقیہ امانت رکھا تھا آپ نے اسکو ایسے ہی ادا کیا اور بعض اہل کتاب میں اتنے بددیانت ہیں کہ تھوڑے پر انکی نیت بگڑ جاتی ہے جیسا کہ فخاص بن عازوراء جسکے پاس کسی نے ایک اشرفی امانت رکھی تھی مانگتے وقت اس سے مکر گیا۔

☆......ان الذین یشترون بعهد الله ......☆ یہ آیت یہود کے رؤساء اور احبار ابورافع وکنانہ بن ابی الحقیق اور کعب بن اشرف اور حی بن اخطب کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے اللہ ﷻ کا وہ عہد چھپایا تھا جو سید عالم ﷺ پر ایمان لانے کے متعلق ان سے توریت میں لیا گیا۔ انھوں نے اس کو بدل دیا اور بجائے اس کے اپنے ہاتھوں سے کچھ کا کچھ لکھ دیا۔ اور جھوٹی قسم کھائی کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور یہ سب کچھ انہوں نے اپنی جماعت کے جاہلوں سے رشوتیں اور زر حاصل کرنے کیلئے کیا۔

☆......وان منهم لفریقا یلون السنتهم ......☆ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ آیت یہود ونصاری دونوں کے حق میں نازل ہوئی کہ انھوں نے توریت اور انجیل کی تحریف اور کتاب اللہ میں اپنی طرف سے جو چاہا ملایا۔

☆......ما کان لبشر ان یوتیه الله الکتب ......☆ نجران کے نصاری نے کہا کہ ہمیں حضرت عیسی علیہ السلام نے حکم دیا ہے کہ انہیں رب مانیں۔ اس آیت میں اللہ ﷻ نے انکے اس قول کی تکذیب کی اور بتایا کہ انبیاء کی شان سے ایسا کہنا ممکن ہی نہیں۔ اس آیت کے شان نزول میں دوسرا قول یہ ہے کہ ابورافع یہودی اور سید نصرانی نے سرور عالم ﷺ سے کہا: ''یا محمد ﷺ! آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپکی عبادت کریں اور آپکو رب مانیں؟'' حضور ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی پناہ کہ میں غیر اللہ کی عبادت کا حکم کروں، نہ مجھے اللہ نے اسکا حکم دیا نہ مجھے اس لئے بھیجا۔''

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

رحمت سے کیا مراد ہے؟

۱۔۔۔۔۔یہاں رحمت سے مراد نبوت اور رسالت ہے اور ایک قول کے مطابق حکمت سے مراد دین اسلام ہے جبکہ ایک اور قول کے مطابق اس سے مراد قرآن ہے۔ (الخازن، ج۱، ص۲۶۰)

امانت و خیانت:

۲۔۔۔۔۔لفظ قنطار کو کثیر مال سے جبکہ لفظ دینار کو قلیل مال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (الخازن، ج۱، ص۲۶۰)

☆۔۔۔۔۔سرورِ دوعالم ﷺ نے کا فرمانِ عالیشان ہے: ''چار چیزیں جس میں جمع ہو جائیں ایسا شخص خالص منافق ہوتا ہے اور جس شخص میں ان چاروں میں سے کوئی خصلت پائی جائے تو وہ نفاق کی علامت ہے یہاں تک کہ اس خصلت کو چھوڑ دے: (۱)۔۔۔۔۔جب اسکے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، (۲)۔۔۔۔۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے، (۳)۔۔۔۔۔جب عہد کرے تو توڑ دے، (۴)۔۔۔۔۔جب جھگڑا کرے بیہودہ بکے۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب علامت المنافق، ص۹)

☆۔۔۔۔۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بنی اسرائیل کے ایک شخص نے کسی سے ایک ہزار دینار قرض کے طور پر طلب کیا۔'' اس نے اس سے کہا: ''پہلے گواہ لاؤ۔'' اس نے کہا: ''اللہ ہی ہمارا گواہ کافی ہے۔'' پھر اس نے کہا: ''کوئی ضامن لاؤ۔'' اس نے کہا: ''ہمارا ضامن اللہ ہی کافی ہے۔'' اس نے کہا: ''تم سچ کہتے ہو۔'' پھر اسے ایک مقررہ مدت تک ہزار دینار دے دیئے، وہ یہ رقم لیکر تجارت کی غرض سے سمندری سفر پر روانہ ہو گیا، وہ اپنی تجارت میں مشغول رہا جب قرض ادا کرنے کا وقت آیا جہاز تلاش کرنے لگا تاکہ مقرر وقت پر قرض واپس کر سکے، اسے کوئی جہاز نہ ملا۔ اس نے ایک لکڑی لی اور ایک سوراخ کر کے اس میں ہزار دینار رکھے اور اوپر سے سوراخ بند کر دیا اور یہ لکڑی لیکر سمندر پر آیا اور عرض کی: ''اے باری تعالیٰ! تو جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے قرض لیا تھا، اس نے مجھ سے گواہ طلب کیا تو میں نے کہا اللہ ہی گواہ کافی ہے اور پھر اس نے مجھ سے ضامن طلب کیا تو میں نے اس سے کہا ہمارا ضامن اللہ ہی ہے اور وہ اس پر راضی ہو گیا تھا اور آج میں نے جہاز کو تلاش کیا تاکہ میں مقررہ وقت پر اس کا قرض ادا کروں، لہٰذا میں اسے تیرے سپرد کرتا ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے لکڑی کو سمندر میں پھینک دیا جب لکڑی تیرنے لگی تو واپس لوٹ آیا اور جہاز کی تلاش میں رہا تاکہ وطن واپس لوٹ سکے۔ ادھر وہ شخص جس نے قرض دیا تھا ساحلِ سمندر پر انتظار کر رہا تھا شاید اسکا کسی جہاز پر مال آنے والا ہو، اسی اثنا میں اسکی نظر لکڑی پر پڑی جس میں دینار تھے اس نے وہ لکڑی اٹھا لی تاکہ گھر میں ایندھن کے کام آئے۔ اس نے لکڑی کو چیرا تو اس کے اندر سے ایک ہزار دینار اور ایک خط نکل آیا، چند دنوں کے بعد وہ شخص بھی واپس آ گیا جس نے قرض لیا تھا اس نے ایک ہزار روپیہ دیا اور کہا قسم بخدا! میں کافی دنوں سے جہاز کی تلاش میں تھا تاکہ مقررہ وقت پر قرض ادا کر سکوں لیکن مجھے جہاز نہیں ملا۔'' لیکن اس نے کہا: ''جو تم نے لکڑی میں رقم رکھی تھی وہ اللہ نے تیری طرف سے ہم تک پہنچا دی ہے، یہ ہزار دینار لیجاؤ، اللہ عزوجل تمہاری رہنمائی فرمائے۔'' (مسند احمد، باب مسند ابی ہریرۃ، ج۳، ص۲۵)

اغراض:

المعنی لاتقروا الخ : اس صورت میں یہ بیان کرنا مناسب ہے کہ لام غیرزائدہ ہے،اسی لئے تقدیر کلام الالمن تبع دینکم فرمایا کہ اس کلام سے بھی اشارہ ملتا ہے کہ لام غیرزائدہ ہے۔وما عداہ ضلال :اس حیثیت سے کہ اس کے نسخ کے بعد اس پرڈٹ جائے کہ یہی اصل دین ہے۔والفضائل:جیسا کہ دریا کو پھاڑنا،بادل کا سایہ کرنا اورمن وسلوی کا نازل کرنا۔والجملة اعتراض: فعل اورمفعول کے مابین۔وان مفعول تؤمنوا :لام کے زائدہ ہونے یانہ ہونے دونوں صورتوں میں۔والمستثنی منہ احد:لام کے زائدہ ہونے کی صورت میں،اورغیرزائدہ ہونے کی صورت میں مستثنی منہ محذوف ہوگا تقدیرعبارت یہ ہوگی ولا تؤمنوا یعنی نہ اقرار کرو،نہ اعتراف کرواورنہ واضح کرولوگوں پر اسلئے کہ جو دیگر لوگوں کو دیا گیا ہے وہ تمہیں بھی دیا جاسکتا ہے مگر جو تمہارے دین اور جماعت سے ہیں ان کے لئے بات واضح کرو۔ای بمال کثیر :ہوسکتا ہے کہ بالقنطار سے مراد مال کثیر ہو حقیقۃ قنطار مراد نہ ہو اور اس کی وجہ یہ قول ہے ﴿ان تأمنه بقنطار﴾ جب کسی نے حقیقی قنطار جو کہ ایک ہزار اوقیہ اوردوسورطل مراد ہے۔ونسبوہ الیہ تعالی :یعنی یہود نے یہ بات اللہ ﷻ کی جانب منسوب کی یعنی انہوں نے کہا کہ اللہ نے ہمارے لئے ظلم کرنا حلال کیا ہے کہ جو ہمارے دین میں نہ ہو،اورالزام دیتے کہ یہ حکم ان کی کتاب توریت میں ہے۔ (الجمل،ج۱،ص۴۳۷ وغیرہ)

وھم یعلمون:یہ اہل کتاب کے علماء کی نسبت کلام ہے نہ کہ ان لوگوں کی نسبت جو کہ اس (یعنی اللہ پر جھوٹ باندھنے کے معاملے میں)ان علماء کی تقلید کرتے ہیں۔للناس :یعنی امت محمد یہ ﷺ دوسرے نمبر پر اورنصاری نجران اول نمبر پر۔من اداء الامانة الخ:حدیث میں ہے کہ جس میں پانچ باتیں ہونگی وہ خالص منافق ہے جب بات کرے تو جھوٹ بولے،جب امانت دی جائے تو خیانت کرے،جب وعدہ کرے تو خیانت کرے،عہد کرے تو عہد شکنی کرے،جھگڑے تو گالم گلوچ کرے۔فیہ وضع الظاھر موضع المضمر :یعنی ظاہر کا تقاضا یہی ہے کہ یہ کہا جائے فان اللہ یحبہ،کہ اس میں بھی من کے معنی کی رعایت ہے۔نعت النبی:وہ جماعت جنہوں نے سید عالم ﷺ کی نعت بدل ڈالی وہ حیی بن اخطب اورکعب بن اشرف ہیں۔یطھرھم:گناہوں سے،اور یہ بات ان پرچھپی ہوئی نہیں ہے اوریہ ان کے ہلکے پن کا بیان ہے۔ککعب بن الاشرف :کاف داخل کی گئی ہے،دیگر یہود میں مالک بن الصیف،حیی بن اخطب،ابی بن یاسر،شعبۃ بن عمروشاعر۔انھم کاذبون :یعلمون کے مفعول کی جانب اشارہ ہے۔زیادۃ الف ونون :کرقبانی،شعرانی اورلحیانی۔لاینبغی لہ ھذا :اشارہ ہے کہ ایامرکم میں ہمزہ تعجب کے لئے ہے اس کی نظیر اس فرمان ﴿کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم﴾ میں ملتی ہے۔ (الصاوی،ج۱،ص۲۴۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۷

﴿و﴾ اذْکُرْ ﴿اذ﴾ حِیْنَ ﴿اخذ اللہ میثاق النبین﴾ عَھْدَھُمْ ﴿لما﴾ بِفَتْحِ اللَّامِ لِلْاِبْتِدَاءِ وَتَوْکِیْدِ مَعْنَی الْقَسَمِ الَّذِیْ فِیْ اَخْذِ الْمِیْثَاقِ وَکَسْرِھَا، مُتَعَلِّقَةٌ بِاَخَذَ وَمَا مَوْصُوْلَةٌ عَلَی الْوَجْھَیْنِ اَیْ لَلَّذِیْ ﴿اتیتکم﴾ اِیَّاہُ، وَفِیْ قِرَاءَ ۃٍ اٰتَیْنٰکُمْ ﴿من کتب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم﴾ مِنَ الْکِتٰبِ وَالْحِکْمَةِ وَھُوَ مُحَمَّدٌ ﷺ ﴿لتؤمنن بہ ولتنصرنہ﴾ جَوَابُ الْقَسَمِ اِنْ اَدْرَکْتُمُوْہُ، وَاُمَمُھُمْ تَبَعٌ لَّھُمْ فِیْ ذٰلِکَ ﴿قال﴾ تَعَالٰی لَھُمْ ﴿ء اقررتم﴾ بِذٰلِکَ ﴿واخذتم﴾ قَبِلْتُمْ ﴿علی ذلکم اصری﴾ عَھْدِیْ

﴿قالوا اقررنا قال فاشهدوا﴾ عَلٰٓی اَنْفُسِكُم وَاَتْبَاعِكُم بِذٰلِكَ ﴿وانا معكم من الشهدين (۸۱)﴾ عَلَيْكُم وَعَلَيْهِمْ ﴿فمن تولى﴾ اَعْرَضَ ﴿بعد ذلک﴾ الْمِيْثَاقِ ﴿فاولئک هم الفسقون (۸۲) افغير دين الله يبغون﴾ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ اَيِ الْمُتَوَلُّوْنَ وَالتَّاءِ ﴿وله اسلم﴾ اِنْقَادَ ﴿من فى السموت والارض طوعا﴾ بِلَا اِبَاءٍ ﴿وكرها﴾ بِالسَّيْفِ وَمُعَايَنَةِ مَا يُلْجِئُ اِلَيْهِ ﴿واليه يرجعون (۸۳)﴾ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ وَالْهَمْزَةُ لِلْاِنْكَارِ ﴿قل﴾ لَهُمْ يَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿امنا بالله وما انزل علينا وما انزل على ابراهيم واسمعيل واسحق ويعقوب والاسباط﴾ اَوْلَادِهٖ ﴿وما اوتى موسى وعيسى والنبيون من ربهم لا نفرق بين احد منهم﴾ بِالتَّصْدِيْقِ وَالتَّكْذِيْبِ ﴿ونحن له مسلمون (۸۴)﴾ مُخْلِصُوْنَ فِي الْعِبَادَةِ وَنَزَلَ فِيْمَنْ اِرْتَدَّ وَلَحِقَ بِالْكُفَّارِ: ﴿ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه وهو فى الاخرة من الخسرين (۸۵)﴾ لِمَصِيْرِهٖ اِلَى النَّارِ الْمُؤَبَّدَةِ عَلَيْهِ ﴿كيف﴾ اَىْ لَا ﴿يهدى الله قوما كفروا بعد ايمانهم وشهدوا﴾ اَىْ وَشَهَادَتِهِمْ ﴿ان الرسول حق و﴾ قَدْ ﴿جاء هم البينت﴾ اَلْحُجَجُ الظَّاهِرَاتُ عَلٰى صِدْقِ النَّبِيِّ ﷺ ﴿والله لا يهدى القوم الظلمين (۸۶)﴾ اَىِ الْكَافِرِيْنَ ﴿اولئک جزاؤهم ان عليهم لعنة الله والملئكة والناس اجمعين (۸۷) خلدين فيها﴾ اَىِ اللَّعْنَةِ اَوِ النَّارِ الْمَدْلُوْلِ بِهَا عَلَيْهَا ﴿لا يخفف عنهم العذاب ولاهم ينظرون (۸۸)﴾ يُمْهَلُوْنَ ﴿الا الذين تابوا من بعد ذلک واصلحوا﴾ عَمَلَهُمْ ﴿فان الله غفور﴾ لَهُمْ ﴿رحيم (۸۹)﴾ بِهِمْ وَنَزَلَ فِي الْيَهُوْدِ ﴿ان الذين كفروا﴾ بِعِيْسٰى ﴿بعد ايمانهم﴾ بِمُوْسٰى ﴿ثم ازدادوا كفرا﴾ بِمُحَمَّدٍ ﷺ ﴿لن تقبل توبتهم﴾ اِذَا غَرْغَرُوْا اَوْ مَاتُوْا كُفَّارًا ﴿واولئک هم الضالون (۹۰) ان الذين كفروا وماتوا وهم كفار فلن يقبل من احدهم ملء الارض﴾ مِقْدَارُ مَا يَمْلَؤُهَا ﴿ذهبا ولو افتدى به﴾ اُدْخِلَ الْفَاءُ فِيْ خَبَرِ اِنَّ لِشِبْهِ الَّذِيْنَ بِالشَّرْطِ وَاِيْذَانًا بِتَسَبُّبِ عَدَمِ الْقُبُوْلِ عَنِ الْمَوْتِ عَلَى الْكُفْرِ ﴿اولئک لهم عذاب اليم﴾ مُؤْلِمٌ ﴿وما لهم من نصرين (۹۱)﴾ مَانِعِيْنَ مِنْهُ۔

﴿ترجمہ﴾

اور (یاد کرو) جب (جس وقت) اللہ نے پیغمبروں سے میثاق (یعنی عہد) لیا جو (لما میں لام مفتوح ابتداء کیلئے ہے اور اخذ میثاق میں موجود معنی قسم کی تاکید کیلئے بھی ہوسکتا ہے، نیز یہ لام مکسور بھی ہوسکتا ہے جو اخذ کہ متعلق ہوگا، ما بمعنی الذی دونوں صورتوں میں موصولہ ہوگا) جو میں تم کو دوں (خاص وہ جو میں تمہیں دوں، ایک قرأت میں اٰتینا کم ہے) کتاب اور حکمت پھر تمہارے پاس تشریف لائے

وہ رسول کہ تمہاری تصدیق فرمائے ......(یعنی تمہاری کتاب وحکمت کی، مراد اس سے سید عالم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ ہے) تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اسکی مدد کرنا (ولتؤمنن به...... الخ جواب قسم ہے یعنی اے انبیاء کرام جب تم انہیں پاؤ تو ان پر ایمان لانا اور انبیاء کی امتیں اس حکم میں ان انبیائے کرام کے تابع تھیں) فرمایا (اللہ نے ان سے) کیوں! تم نے اقرار کرلیا (اس بات کا) اور لیا (قبول کیا) اس پر میرا بھاری ذمہ (اصری بمعنی عھدی ہے) سب نے عرض کی کہ ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ (اپنی جانوں پر اور اپنے متبعین کی طرف سے بھی اس پر گواہ ہو جاؤ) اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں (تم پر بھی اور ان پر بھی) تو جو کوئی پھرے (یعنی اعراض کرے) اس (عہد) کے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں تو کیا اللہ کے دین کے سوا اور دین چاہتے ہیں (یبغون یاء کے ساتھ متولون کے معنی میں ہے اور تاء کے ساتھ بھی ہے) اور اسی کے حضور گردن رکھے ہیں (مطیع ہیں) جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے خوشی سے (بغیر انکار کے) اور مجبوری سے (تلوار اور مجبور کر دینے والی چیزوں کو دیکھ کر) اور اسی کی طرف پھرینگے (یرجعون یاء اور تاء دونوں لغتوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور همزه انکار کیلئے ہے) یوں کہو (ان سے، اے محمد ﷺ) کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اترا ابراہیم اور اسمعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور انکے اسباط پر (یعنی انکی اولاد پر) اور جو کچھ ملا موسیٰ اور عیسیٰ اور انبیاء کو انکے رب سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے (یعنی بعض کی تصدیق کر کے اور بعض کی تکذیب کرتے ہوئے) اور ہم اسی کے حضور گردن جھکائے ہیں (یعنی اسی کی عبادت میں مخلص ہیں، یہ آیتِ مبارکہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مرتد ہو گئے اور کافروں کے ساتھ مل گئے) اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائیگا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں سے ہے (یعنی اسکا ابدی ٹھکانہ جہنم ہے) کیونکر (یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ) اللہ ایسی قوم کی ہدایت چاہے جو ایمان لا کر کافر ہو گئے اور گواہی دے چکے تھے (یعنی انکی گواہی تھی) کہ رسول سچا ہے اور انہیں کھلی نشانیاں آ چکی تھیں (نبی کے صدق پر ظاہری حجتیں آ چکی تھیں) اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا (یعنی کافروں کو) انکا بدلہ یہ ہے کہ ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں کی سب کی، ہمیشہ اس میں رہیں (یعنی لعنت یا آگ میں، لعنت کا مدلول آگ ہے) نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو اور نہ انہیں مہلت دی جائے (ینظرون بمعنی یمھلون ہے) مگر جنہوں نے اسکے بعد توبہ کی اور آپا سنبھالا (یعنی اپنے عمل کی اصلاح کی) تو ضرور اللہ بخشنے والا ہے (انہیں) مہربان ہے (ان پر، یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئی) بیشک جنہوں نے کفر کیا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ) ایمان لانے کے بعد (موسیٰ علیہ السلام پر) پھر اور کفر میں بڑھے (آقائے دو جہاں ﷺ کی نبوت کا انکار کر کے) انکی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی (جبکہ وہ حالت غرغرہ میں ہوں یا حالتِ کفر پر مر جائیں) اور وہی ہیں بہکے ہوئے وہ جو کافر ہوئے اور کافر ہی مرے ان میں سے کسی سے زمین بھر ہرگز قبول نہ کیا جائیگا (یعنی زمین کی مقدار بھر) سونا اگرچہ اپنی خلاصی کو دیں (الذین میں شرط کے معنی پائے جانے کی وجہ سے اِنَّ کی خبر پر فاء داخل کیا گیا ہے، اور ان کی توبہ قبول نہ ہونے کا سبب کفر پر انکی موت ہونا ہے) انکے لئے درد ناک (الیم بمعنی مؤلم ہے) عذاب ہے اور انکا کوئی مددگار نہیں ہے (یعنی ان سے عذاب روکنے والا کوئی نہیں ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه﴾

و: مستانفه، اذ: مضاف، اخذ: فعل، اللّٰه: اسم جلالت فاعل، میثاق النبیین: مرکب اضافی مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر

ظرف،اذ کرو،فعل محذوف کیلئے،لام:قسمیہ،ما: موصولہ،اتیتکم من کتب وحکمۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،اپنے موصول سے ملکر مبتدا،لام:تاکیدیہ ،تومنن ولتنصرنہ: معطوف علیہ معطوف ملکر جواب قسم،قسم مقدر کیلئے،ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال ء اقررتم واخذتم علی ذلکم اصری﴾

قال: قول،همزہ: استفہامیہ،اقررتم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واخذتم: فعل بافاعل،علی ذلکم : ظرف لغو،اصری: مفعول ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر مقولہ،قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشھدین﴾

قالوا: قول،اقررنا: فعل بافاعل ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ،قال: فعل بافاعل ملکر قول،ف: فصیحیہ ،اشھدوا: جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ،و: مستانفہ،انا: مبتدا،معکم: حال ہے مبتدا سے،من الشھدین: خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فمن تولی بعد ذلک فاولئک هم الفسقون﴾

ف: مستانفہ،من: شرطیہ مبتدا،تولی: فعل بافاعل،بعد ذلک: مفعول فیہ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ،اولئک: مبتدا،هم الفسقون: جملہ اسمیہ خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزاء،شرط،جزاء ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السموت والارض طوعا وکرھا والیہ یرجعون﴾

همزہ: استفہامیہ،ف: عاطفہ،غیر دین اللہ: مفعول مقدم،یبغون: فعل،واؤ ضمیر ذوالحال،لہ: متعلق مقدم،اسلم: فعل،من فی السموات والارض: فاعل،طوعا وکرھا: حال ہے من فاعل سے،اسلم اپنے متعلقات سے ملکر حال،اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،الیہ: ظرف مقدم،یرجعون: فعل بافاعل،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل امنا باللہ وما انزل علینا وما انزل علی ابراھیم واسمعیل واسحق ویعقوب والاسباط﴾

قل: قول،امنا: فعل بافاعل،ب: جار،اللہ: اسم جلالت معطوف علیہ،وما انزل علینا: معطوف اول،وما انزل علی ابراھیم واسمعیل ......الخ: معطوف ثانی،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،امنا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ۔

﴿وما اوتی موسی وعیسی والنبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون﴾

و: عاطفہ،ما: موصولہ،اوتی: فعل،موسی وعیسی والنبیون من ربھم: فاعل،ملکر صلہ،ملکر وماانزل پر معطوف ہے، لانفرق: فعل بافاعل،بین احد منھم: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ،نحن: مبتدا،لہ مسلمون: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخسرین﴾

و: مستانفہ،من: شرطیہ مبتدا،یبتغ: فعل بافاعل،غیر الاسلام: ممیز،دینا: تمیز،ملکر مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ ،لن یقبل: فعل مجہول بانائب الفاعل،منہ: ظرف لغو ملکر جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،ھو: مبتدا،فی الاخرۃ: ظرف لغو متعلق الخاسرین،من الخسرین: ظرف مستقر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کیف یھدی اللہ قوما کفروا بعد ایمانھم وشھدوا ان الرسول حق وجاء ھم البینت﴾

کیف: بمعنی علی ای حالۃ حال مقدم،یھدی: فعل،اللہ: اسم جلالت ذوالحال،اپنے حال سے ملکر فاعل،قوما: موصوف،کفروا بعد ایمانھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،وشھدوا ان الرسول حق: جملہ فعلیہ معطوف، وجاء ھم البینت: معطوف ثانی، ملکر صفت،اپنے موصوف سے ملکر مفعول،یھدی فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولئک جزاؤھم ان علیھم لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین﴾

اولئک: مبتدا،جزاء ھم: مبتدا ثانی،انّ: حرف مشبہ،علیھم: ظرف مستقر خبر مقدم،لعنۃ: مضاف،اللہ والملئکۃ والناس اجمعین: معطوف علیہ معطوفات سے ملکر مضاف الیہ،ملکر اسم، جملہ اسمیہ ہوکر خبر،مبتدا ثانی اپنی خبر سے ملکر اولئک کی خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿خلدین فیھا لایخفف عنھم العذاب ولا ھم ینظرون﴾

خلدین: اسم فاعل،ھم: ضمیر فاعل،فیھا: ظرف لغو،شبہ جملہ ہوکر ماقبل علیھم کی ضمیر سے حال،لا یخفف: فعل مجہول،عنھم: ظرف لغو،العذاب: نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال ثانی،ولا ھم ینظرون: جملہ اسمیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿الا الذین تابوا من بعد ذلک واصلحوا فان اللہ غفور رحیم﴾

الا: للاستثناء،الذین: موصول،تابوا من بعد ذلک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واصلحوا: جملہ فعلیہ معطوف ملکر صلہ،اپنے موصول سے ملکر مستثنی ہے ماقبل علیھم کی ضمیر سے،ف: فصیحیہ،ان اللہ غفور رحیم: جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین کفروا بعد ایمانھم ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتھم واولئک ھم الضالون﴾

ان: حرف مشبہ،الذین: موصول،کفروا بعد ایمانھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ثم ازدادوا: جملہ فعلیہ معطوف ملکر صلہ،اپنے موصول سے ملکر اسم،لن تقبل توبتھم: جملہ فعلیہ خبر،ان،اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،اولئک: مبتدا،ھم الضالون: جملہ اسمیہ خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین کفروا وماتوا وھم کفار فلن یقبل من احدھم ملء الارض ذھبا ولو افتدی بہ﴾

انّ: حرف مشبہ،الذین: موصول،کفروا: فعل بافاعل معطوف علیہ،و: عاطفہ،ماتوا: فعل بافاعل،وھم کفار: حال فاعل سے،

سبب ملکر معطوف، معطوف علیہ سے ملکر صلہ، موصول سے ملکر اسم، فلن یقبل: فعل مجہول، من احدھم: ظرف لغو، ملء الارض ذھبا: ممیز تمیز ملکر فاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولٰئک لھم عذاب الیم وما لھم من نصرین﴾

و: عاطفہ، لو: شرطیہ غیر جازمہ، افتدی بہ: جملہ فعلیہ، اولئک: مبتدا، لھم عذاب الیم: جملہ اسمیہ خبر، و: عاطفہ، ما: نافیہ، لھم: خبر مقدم، من: زائدہ، ناصرین: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل پر عطف۔

﴿شان نزول﴾

☆......**کیف یھدی اللّٰہ قوما کفروا**......☆ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ آیت یہود ونصاری کے حق میں نازل ہوئی کہ یہود حضور کی بعثت سے قبل آپکے وسیلے سے دعائیں کرتے تھے اور آپ کی نبوت کے مقر تھے اور آپکی تشریف آوری کا انتظار کرتے تھے۔ جب حضور ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تو حسداً آپکا انکار کرنے لگے اور کافر ہوگئے۔ معنی یہ ہے کہ اللہ عزوجل ایسی قوم کو کیسے توفیق ایمان دے کہ جو جان پہچان کر اور مان کر منکر ہوگئی۔

☆......**الا الذین تابوا من بعد ذلک**......☆ حارث ابن سوید انصاری رضی اللہ عنہ کو کفار کے ساتھ جا ملنے کے بعد ندامت ہوئی تو انھوں نے اپنی قوم کے پاس پیام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کریں کہ کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی تب وہ مدینہ میں تائب ہوکر حاضر ہوئے اور سید عالم ﷺ نے انکی توبہ قبول فرمائی۔

☆......**ان الذین کفروا بعد ایمانھم ثم**......☆ یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے حضرت موسی علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد حضرت عیسی اور انجیل کے ساتھ کفر کیا۔ پھر کفر میں اور بڑھے اور سید عالم ﷺ اور قرآن کے ساتھ کفر کیا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت یہود ونصاری کے حق میں نازل ہوئی جو سید عالم ﷺ کی بعثت سے قبل تو اپنی کتابوں میں آپکی نعت وصفت دیکھ کر آپ پر ایمان رکھتے تھے اور آپکے ظہور کے بعد کافر ہوگئے اور پھر کفر میں اور شدید ہوگئے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضور ﷺ کی شان عظمت نشان:

۱......حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں عرض کی: میں بنی قریظہ میں سے اپنے ایک یہودی دوست کے پاس سے گزر رہا تھا کہ اس نے مجھے توریت کے کچھ جوامع الکلم لکھ کر دیئے ہیں کیا آپکی خدمت میں پیش کروں؟'' راوی فرماتے ہیں کہ یہ سن کر حضور ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا، لہذا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی: ''کیا آپ حضور ﷺ کے چہرہ اقدس کو متغیر نہیں محسوس کررہے؟'' اس پر انہوں نے عرض کی: ''رَضِینَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُوْلًا یعنی میں اللہ عزوجل کے رب ہونے، اسلام کے دینِ حق ہونے اور محمد ﷺ کے رسول برحق ہونے پر راضی ہوں۔'' راوی کہتے ہیں کہ اس سے نبی پاک ﷺ کا غصہ فرو ہوا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ اَصْبَحَ فِیْکُمْ مُوْسٰی ثُمَّ اتَّبَعْتُمُوْہُ وَتَرَکْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ اِنَّکُمْ حَظِّیْ مِنَ الْاُمَمِ وَاَنَا حَظُّکُمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ قسم اس ذات کی! جسکے

قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر موسیٰ تم میں آ جائیں اور تم مجھے چھوڑ کر انکی اتباع کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ تمام امتوں میں سے تم میرے حصے میں آئے ہو اور میں تمام انبیاء میں سے تمہارے حصے میں آیا ہوں۔"
(مسند احمد، حدیث عبداللہ بن ثابت، ج٤، ص ٥١٣)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اہل کتاب سے کچھ نہ پوچھو، وہ خود گمراہ ہیں تمہیں کیسے ہدایت دے سکتے ہیں؟ بلکہ یہ ممکن ہے کہ تم انکی باتوں میں سے کسی باطل بات کی تصدیق کر بیٹھو یا حق کی تکذیب کر دو، قسم بخدا! آج موسیٰ زندہ ہوتے تو انکے لئے سوائے میری اتباع کے کچھ جائز نہیں تھا۔ (مسند احمد، باب مسند جابر بن عبداللہ، ج٤ ص ٢٩٤)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ قیامت کے دن تمام اعمال اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش کئے جائینگے تو نماز عرض کرے گی: "یَا رَبِّ أَنَا الصَّلَاةُ یعنی یا باری تعالیٰ! میں نماز ہوں"۔ اللہ جل جلالہ ارشاد فرمائیگا: "إِنَّکَ عَلَى خَيْرٍ یعنی تو اچھی چیز ہے"۔ پھر صدقہ حاضر ہو کر عرض کریگا: "یَا رَبِّ أَنَا الصَّدَقَةُ یعنی میں صدقہ ہوں"، پھر روزے اور دیگر اعمال حاضر ہو کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یہی عرض کرینگے، اللہ تعالیٰ ہر ایک کے جواب میں یہی فرمائیگا۔ پھر آخر میں اسلام آئیگا اور عرض کریگا: "یَا رَبِّ أَنْتَ السَّلَامُ وَ أَنَا الْإِسْلَامُ یعنی اے پروردگار عزوجل! تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں"۔ اللہ عزوجل فرمائیگا: "إِنَّکَ عَلَى خَيْرٍ بِکَ الْيَوْمَ آخُذُ وَبِکَ أُعْطِي یعنی آج میں تیرے باعث مواخذہ کرونگا اور تیری ہی وجہ سے انعام دونگا"۔ پھر آپ نے ﴿ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن (ال عمران: ٨٥)﴾ تلاوت فرمائی۔ (مسند احمد، باب مسند ابی ھریرۃ، ج٣، ص ٤٨)

اغراض:

لتؤمنن بہ: جواب قسم ہے، اور مبتداء کی خبر محذوف ہے تقدیر عبارت یوں ہے: "تؤمنون به وتنصرونه"۔ فمن تولی بعد افغیر دین اللہ یبغون: یہ یہود و نصاریٰ کا رد ہے، کہ انہوں نے دعویٰ کیا کہ وہ دین ابراہیمی پر ہیں اور اس بارے میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑا کیا، نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا کہ دونوں دین ابراہیمی سے بری ہیں اور ہمزہ محذوف پر داخل ہے تقدیر عبارت یوں ہوگی: "اعموا فغیر دین اللہ یبغون؟"۔ وما اوتی موسیٰ و عیسیٰ: یعنی توریت، انجیل اور دونوں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات۔ ومعاینۃ ما یلجاء الیہ: یعنی اسلام، جیسا کہ پہاڑ کا کلام کرنا، فرعون اور اس کی قوم کا غرق ہونے کا ادراک کرنا، اللہ نے فرمایا ﴿فلما راوا باسنا قالوا امنا باللہ وحدہ﴾۔ والناس اجمعین: یہاں تک کہ ناری نار میں چلے جائیں۔ اولادہ: یعنی اولاد یعقوب، پس یہی اولاد ابراہیم ہیں، بمعنی بیٹے کی اولاد ہے نہ کہ اصطلاحی معنی کہ اس سے مراد بیٹیوں کی اولاد ہوتی ہے۔ بلتصدیق والتکذیب: یعنی بعض کی تصدیق اور بعض کی تکذیب، جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا۔ مخلصون فی العبادۃ: یہاں حقیقی اسلام مراد ہے، اور وہ یہ ہے کہ انقیاد ظاہری کرے یعنی ظاہری تسلیم و رضا کرے۔ فیمن ارتد: مراد وہ بارہ افراد ہیں جو کہ مدینہ میں اسلام لائے اور جب مکہ میں کافروں سے ملے تو ان میں سے حرث بن سوید انصاری اور یہ بعد میں اسلام نہ لایا۔ اذا غرغروا: اشارہ ہے کہ یہ آیت مقیدہ ہے اور یہ قید کافروں کے لئے ہے کہ ان کا ایمان لانا حالت غرغرہ میں قبول نہ ہوگا اور مسلمان عاصی اگر حالت غرغرہ میں توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی۔ (الصاوی، ج١، ص ٢٥٠ وغیرہ)

رکوع نمبر : ۱

﴿لن تنالوا البر﴾ اَىْ ثَوَابَهُ وَهُوَ الْجَنَّةُ ﴿حتى تنفقوا﴾ تَصَدَّقُوْا ﴿مما تحبون﴾ مِنْ اَمْوَالِكُمْ ﴿وما تنفقوا من شيء فان الله به عليم (۹۲)﴾ فَيُجَازِىْ عَلَيْهِ وَنَزَلَ لَمَّا قَالَ الْيَهُوْدُ اِنَّكَ تَزْعَمُ اَنَّكَ عَلٰى مِلَّةِ اِبْرَاهِيمَ وَكَانَ لَا يَأْكُلُ لُحُوْمَ الْاِبِلِ وَاَلْبَانَهَا ﴿كل الطعام كان حلا﴾ حَلَالًا ﴿لبنى اسراء يل الا ما حرم اسراء يل﴾ يَعْقُوْبُ ﴿على نفسه﴾ وَهُوَ الْاِبِلُ لَمَّا حَصَلَ لَهُ عِرْقُ النَّسَا بِالْفَتْحِ وَالْقَصْرِ فَنَذَرَ اِنْ شُفِىَ لَا يَأْكُلُهَا فَحُرِمَ عَلَيْهِ ﴿من قبل ان تنزل التورة﴾ وَذٰلِكَ بَعْدَ اِبْرَاهِيمَ وَلَمْ تَكُنْ عَلٰى عَهْدِهٖ حَرَامًا كَمَا زَعَمُوْا ﴿قل﴾ لَهُمْ ﴿فاتوا بالتوراة فاتلوها﴾ لِيَتَبَيَّنَ صِدْقُ قَوْلِكُمْ ﴿ان كنتم صدقين (۹۳)﴾ فِيْهِ، فَبُهِتُوْا وَلَمْ يَأْتُوْا بِهَا، قَالَ تَعَالٰى ﴿فمن افترى على الله الكذب من بعد ذلك﴾ اَىْ ظُهُوْرِ الْحُجَّةِ بِاَنَّ التَّحْرِيْمَ اِنَّمَا كَانَ مِنْ جِهَةِ يَعْقُوْبَ لَا عَلٰى عَهْدِ اِبْرَاهِيمَ ﴿فاولئك هم الظلمون (۹۴)﴾ اَلْمُتَجَاوِزُوْنَ الْحَقَّ اِلَى الْبَاطِلِ ﴿قل صدق الله﴾ فِىْ هٰذَا كَجَمِيْعِ مَآ اُخْبِرَ بِهٖ ﴿فاتبعوا ملة ابراهيم﴾ اَلَّتِىْ اَنَا عَلَيْهَا ﴿حنيفا﴾ مَّائِلًا عَنْ كُلِّ دِيْنٍ اِلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ ﴿وما كان من المشركين (۹۵)﴾ وَنَزَلَ لَمَّا قَالُوْا قِبْلَتُنَا قَبْلَ قِبْلَتِكُمْ ﴿ان اول بيت وضع﴾ مُتَعَبَّدًا ﴿للناس﴾ فِى الْاَرْضِ ﴿للذى ببكة﴾ بِالْبَاءِ لُغَةٌ، فِىْ مَكَّةَ، سُمِّيَتْ بِذٰلِكَ لِاَنَّهَا تَبُكُّ اَعْنَاقَ الْجَبَابِرَةِ اَىْ تَدُقُّهَا، بَنَاهُ الْمَلٰٓئِكَةُ قَبْلَ خَلْقِ اٰدَمَ وَوُضِعَ بَعْدَهُ الْاَقْصٰى وَبَيْنَهُمَا اَرْبَعُوْنَ سَنَةً كَمَا فِىْ حَدِيْثِ الصَّحِيْحَيْنِ وَفِى الْحَدِيْثِ: "اَنَّهٗ اَوَّلُ مَا ظَهَرَ عَلٰى وَجْهِ الْمَآءِ عِنْدَ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ زُبْدَةٌ بَيْضَآءُ فَدُحِيَتِ الْاَرْضُ مِنْ تَحْتِهٖ" ﴿مبركا﴾ حَالٌ مِّنَ الَّذِىْ اَىْ ذَا بَرَكَةٍ ﴿وهدى للعلمين (۹۶)﴾ لِاَنَّهٗ قِبْلَتُهُمْ ﴿فيه ايت بينت﴾ مِّنْهَا ﴿مقام ابراهيم﴾ اَىِ الْحَجَرُ الَّذِىْ قَامَ عَلَيْهِ عِنْدَ بِنَاءِ الْبَيْتِ فَاَثَّرَ قَدَمَاهُ فِيْهِ وَبَقِىَ اِلَى الْاٰنَ مَعَ تَطَاوُلِ الزَّمَانِ وَتَدَاوُلِ الْاَيْدِىْ عَلَيْهِ وَمِنْهَا تَضْعِيْفُ الْحَسَنَاتِ فِيْهِ وَاَنَّ الطَّيْرَ لَا يَعْلُوْهُ ﴿ومن دخله كان امنا﴾ لَا يُتَعَرَّضُ اِلَيْهِ بِقَتْلٍ اَوْ ظُلْمٍ اَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ ﴿ولله على الناس حج البيت﴾ وَاجِبٌ بِكَسْرِ الْحَاءِ وَفَتْحِهَا لُغَتَانِ فِىْ مَصْدَرِ، حَجَّ قَصَدَ وَيُبْدَلُ مِنَ النَّاسِ ﴿من استطاع اليه سبيلا﴾ طَرِيْقًا فَسَّرَهٗ ﷺ بِالزَّادِ وَالرَّاحِلَةِ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَغَيْرُهٗ ﴿ومن كفر﴾ بِاللّٰهِ اَوْ بِمَا فَرَضَهٗ مِنَ الْحَجِّ ﴿فان الله غنى عن العلمين (۹۷)﴾ اَلْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَعَنْ عِبَادَتِهِمْ ﴿قل ياهل الكتب لم تكفرون بايت الله﴾ اَلْقُرْاٰنِ ﴿والله شهيد على ما تعملون (۹۸)﴾ فَيُجَازِيْكُمْ عَلَيْهِ

﴿قل یاهل الکتب لم تصدون﴾ تُصَرِّفُوْنَ ﴿عن سبیل الله﴾ اَیْ دِیْنِهٖ ﴿من امن﴾ بِتَكْذِيْبِكُمُ النَّبِیَّ ﷺ
وَكَتْمِ نَعْتِهٖ ﴿تبغونها﴾ اَیْ تَطْلُبُوْنَ السَّبِیْلَ ﴿عوجا﴾ مَصْدَرٌ بِمَعْنٰی مُعَوَّجَةٍ اَیْ مَائِلَةً عَنِ الْحَقِّ ﴿وانتم
شهداء﴾ عَالِمُوْنَ بِاَنَّ الدِّیْنَ الْمَرْضِیَّ هُوَ الْقَیِّمُ دِیْنُ الْاِسْلَامِ كَمَا فِیْ كِتَابِكُم ﴿وما الله بغافل عما
تعملون (۹۹)﴾ مِنَ الْكُفْرِ وَالتَّكْذِیْبِ وَاِنَّما یُؤَخِّرُكُمْ اِلٰی وَقْتِكُمْ لِیُجَازِیَكُم وَنَزَلَ لَمَّا مَرَّ بَعْضُ الْیَهُوْدِ
عَلَی الْاَوْسِ وَالْخَزْرَجِ فَغَاظَهٗ تَاَلُّفُهُمْ فَذَكَّرَهُمْ بِمَا كَانَ بَیْنَهُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ مِنَ الْفِتَنِ فَتَشَاجَرُوْا وَكَادُوْا
یَقْتَتِلُوْنَ ﴿یایها الذین امنوا ان تطیعوا فریقا من الذین اوتوا الکتب یردوکم بعد ایمانکم
کفرین (۱۰۰) وکیف تکفرون﴾ اِسْتِفْهَامُ تَعْجِیْبٍ وَتَوْبِیْخٍ ﴿وانتم تتلی علیکم ایت الله وفیکم رسوله
ومن یعتصم﴾ یَتَمَسَّكُ ﴿بالله فقد هدی الی صراط مستقیم (۱۰۱)﴾

﴿ترجمہ﴾

تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے (یعنی اسکے ثواب کو، اس سے مراد جنت ہے) جب تک راہ خدا میں خرچ (یعنی صدقہ) نہ کرو......۱......اپنی پیاری چیز (اپنے مال میں سے) اور تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے (وہ اس خرچ کرنے پر تمہیں جزاء دیگا، یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب یہود نے آپ ﷺ پر اعتراض کیا کہ آپ ﷺ ملتِ ابراہیمی پر ہونے کا دعوی کرتے ہیں حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اونٹ کا گوشت اور دودھ نہ کھایا کرتے تھے) سب کھانے حلال تھے (حِلًّا بمعنی حلالاً ہے) بنی اسرائیل کو مگر وہ جو حرام کرلیا تھا ......۲......اسرائیل (یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام) نے اپنے اوپر (یعنی اونٹ، جب وہ عرق النساء کے مرض میں مبتلا ہوئے، لفظ عرق النساء نون کے فتح اور قصر کے ساتھ ہے، تو منت مانی کہ اگر اس مرض سے شفاء حاصل ہوئی تو وہ اونٹ کا گوشت نہ کھائینگے، پس وہ ان پر حرام ہوگیا) توریت اترنے سے پہلے (اور یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ہوا، آپکے عہد میں یہ حرام نہ تھا جیسا کہ یہودیوں نے گمان کیا) تم فرماؤ (ان سے) توریت لاکر پڑھو (تاکہ تمہارے قول کی صداقت واضح ہوجائے) اگر سچے ہو (اپنے دعوی میں، یہود مبہوت ہوگئے اور توریت نہ لائے، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا) تو اسکے بعد جو اللہ پر جھوٹ باندھے (یعنی حجت ظاہر ہونے کے بعد، اس بات کی تحریم حضرت یعقوب علیہ السلام کی جانب سے ہوئی تھی نہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں) تو وہی ظالم ہیں (یعنی حق سے باطل کی طرف تجاوز کرنے والے ہیں) تم فرماؤ اللہ سچا ہے (تمام باتوں کی طرح اس بات میں بھی) تو ابراہیم کے دین پر چلو (جس پر میں ہوں) جو ہر باطل سے جدا تھے (یعنی تمام ادیان سے بیزار، دین اسلام کی طرف راغب) اور شرک والوں میں نہ تھے (یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب یہود نے کہا کہ ہمارا قبلہ تمہارے قبلہ سے پہلے ہے) بے شک سب میں پہلا گھر جو مقرر ہوا (عبادت کیلئے) لوگوں کی (زمین میں وہ ہے) جو مکہ میں ہے (مکہ باء کی لغت کے ساتھ بھی ہے......۳......اسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ شہر جابروں کی غرور سے اکڑی ہوئی گردنوں کو خاک میں ملا دیتا ہے، اسے فرشتوں نے تخلیق آدم سے پہلے بنایا تھا، اسکے بعد مسجد اقصی بنائی گئی اور ان دونوں تعمیروں کے مابین چالیس سال کا فاصلہ ہے جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں ہے اور ایک حدیثِ پاک میں یہ بھی ہے کہ زمین و آسمان کی تخلیق کے وقت سب سے پہلے سطح زمین پر سفید جھاگ نمودار ہوا اسکے بعد اس جھاگ تلے زمین بچھتی چلی گئی) برکت والا

(مبارکا بمعنی ذا برکۃ، "الذی" سے حال ہے) اور سارے جہان کا رہنما (کہ یہ سب کا قبلہ ہے) اس میں کھلی نشانیاں ہیں (ان میں سے) ایک ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ (یعنی جس پتھر پر کھڑے ہو کر بناء کعبہ فرمائی تھی اس پر آج تک نقشِ پا موجود ہیں حالانکہ نہ صرف یہ کہ اس پر طویل زمانہ بیت چکا ہے بلکہ کئی ہاتھ اس مقام پر مس ہوتے رہے ہیں، نیز وہاں نیکیوں کا کئی گناہ بڑھ جانا اور پرندوں کا اسکے اوپر سے نہ گزرنا بھی انہی نشانیوں میں سے ہے) اور جو اس میں آئے امان میں ہو (قتل یا ظلم وغیرہ کرنے کے سبب بھی اس سے تعرض نہیں کیا جائیگا) اور اللہ کیلئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے (واجب ہے، حج مصدر ہے اس میں دو لغتیں ہیں، حاء کے فتح اور کسرہ کے ساتھ بمعنی قصد، اور الناس مبدل منہ ہے اسکا بدل من استطاع الیہ سبیلا ہے) جو اس تک چل سکے (من استطاع الیہ سبیلا کی تفسیر حضور ﷺ نے زادراہ اور سواری سے فرمائی ہے جیسا کہ حاکم وغیرہ سے مروی ہے) اور جو منکر ہو (اللہ کا یا حج کی فرضیت کا) تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے (انسانوں، جنوں، فرشتوں اور انکی عبادت سے) تم فرماؤ اے کتابیو! اللہ کی (یعنی قرآن کی) آیتیں کیوں نہیں مانتے اور تمہارے کام اللہ کے سامنے ہیں (وہ تمہیں ان پر جزا دیگا) تم فرماؤ اے کتابیو! کیوں روکتے ہو (یعنی پھیرتے ہو) اللہ کی راہ سے (یعنی اسکے دین سے) اسے جو ایمان لائے (نبی کی تکذیب کر کے اور اسکی نعت چھپا کر) چاہتے ہو (تبلغونھا بمعنی تطلبونھا ہے) اسے یعنی رستے کو ٹیڑھا کیا (عوجا مصدر بمعنی معوجۃ یعنی حق کو چھوڑتے ہوئے) اور تم خود اس پر گواہ ہو (جانتے ہو کہ پسندیدہ دین صرف اسلام ہے جیسا کہ تمہاری اپنی کتابوں میں موجود ہے) اور اللہ تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں (یعنی تمہارے کفر و تکذیب کو جانتا ہے، اس نے تمہیں محض ایک وقت تک مہلت دے رکھی ہے وہ ضرور تمہیں اس کا بدلہ دیگا، یہ آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب ایک یہودی کا اوس وخزرج کے پاس سے گزر ہوا تو انکی آپس کی محبت نے اسے غصے میں مبتلا کر دیا، تو اس نے زمانہ جاہلیت میں انکے مابین ہونے والی جنگوں کا ذکر چھیڑ دیا جس سے وہ لوگ باہم جھگڑ پڑے اور قریب تھا کہ جنگ چھڑ جاتی) اے ایمان والو! اگر تم کچھ کتابیوں کے کہے پر چلے تو وہ تمہارے ایمان کے بعد تمہیں کافر کر چھوڑیں گے اور تم کیونکر کفر کرو گے (کیف استفھامیہ تعجب اور توبیخ کیلئے ہے) تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اسکا رسول تشریف لایا اور جس نے سہارا لیا (یعتصم بمعنی یتمسک ہے) اللہ کا تو ضرور وہ سیدھی راہ دکھایا گیا۔

﴿ترکیب﴾

﴿لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون﴾

لن تنالوا: فعل بافاعل، البر: مفعول، حتی: جار، ان مصدریہ محذوف، تنفقوا: فعل بافاعل، مما تحبون: ظرف لغو، یہ سب ملکر بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما تنفقوا من شیء فان اللہ بہ علیم﴾

و: استنافیہ، ما: اسم شرط مفعول بہ مقدم، تنفقوا: فعل بافاعل، من شیء: ظرف لغو، جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ان: حرف مشبہ، اللہ: اسم جلالت اسم، بہ علیم: شبہ جملہ خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ تعلیل ہے جواب شرط محذوف فیجازیکم بحسبہ ومقدارہ کیلئے اور قائم مقام جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿کل الطعام کان حلا لبنی اسراءیل الا ماحرم اسراءیل علی نفسہ من قبل ان تنزل التوراۃ﴾

کل الطعام: مبتدا، کان: فعل ناقص ھو ضمیر مستثنی منہ، الا: للاستثناء، ما: موصولہ، حرم اسرائیل علی نفسہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مستثنی، مستثنی منہ سے ملکر اسم، حلا: مصدر، لبنی اسرائیل: ظرف لغو، من قبل ان تنزل التورۃ: ظرف لغو ثانی، شبہ جملہ ہوکر خبر، کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل فاتوا بالتورۃ فاتلوھا ان کنتم صدقین﴾

قل: فعل امر انت ضمیر فاعل ملکر قول، ف: فصیحہ، اتوا: فعل بافاعل، بالتورۃ: ظرف لغو، یہ سب ملکر شرط محذوف اذا کنتم واثقین من اقوالکم وأصررتم علیھا کی جزاء، شرط جزا ملکر مقولہ، فاتلوھا: جملہ فعلیہ ماقبل فاتوا پر معطوف ہے، ان: شرطیہ، کنتم صدقین: جملہ فعلیہ شرط، جزا محذوف فاتوا بالتورۃ ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فمن افتری علی اللہ الکذب من بعد ذلک فاولئک ھم الظلمون﴾

ف: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، افتری: فعل بافاعل، علی اللہ: ظرف لغو، الکذب: مفعول، من بعد ذلک: ظرف لغو ثانی، یہ سب ملکر شرط، ف: جزائیہ، اولئک ھم الظلمون: جملہ اسمیہ ہوکر جزاء، اپنی شرط سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

﴿قل صدق اللہ فاتبعوا ملۃ ابراھیم حنیفا وما کان من المشرکین﴾

قل: قول، صدق اللہ: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ف: فصیحہ، اتبعوا: فعل بافاعل، ملۃ: مضاف، ابراھیم: ذوالحال، حنیفا: حال، و: حالیہ، ما کان من المشرکین: جملہ فعلیہ حال ثانی، ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر مفعول، یہ سب ملکر جزا، شرط محذوف اذا أردتم النجاۃ بعد ان ثبت لکم ذلک علی وجہ الکمال کیلئے۔

﴿ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبرکا وھدی للعلمین﴾

ان: حرف مشبہ، اول: مضاف، بیت: موصوف، وضع للناس: جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر مضاف الیہ اپنے مضاف سے ملکر اسم، لام: تاکیدیہ، الذی: موصول، ببکۃ: ظرف مستقر صلہ، ملکر ذوالحال، مبرکا: معطوف علیہ، وھدی للعلمین: معطوف ملکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

﴿فیہ ایت بینت مقام ابرھیم ومن دخلہ کان امنا﴾

فیہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ایت بینت: مرکب توصیفی ملکر مبتدا مؤخر، مقام ابراھیم: مبتدا، منھا خبر محذوف، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، دخلہ: جملہ فعلیہ شرط، کان امنا: جملہ فعلیہ جزا ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

﴿وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا﴾

و: مستانفہ، للہ: ظرف مستقر ثابت اسم فاعل محذوف کیلئے، علی: جار، الناس: مبدل منہ، من استطاع الیہ سبیلا: بدل، ملکر

مجرور،ملکر ظرف لغو متعلق ماقبل ثابت کیلئے "ثــابــت" اسم فاعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر مقدم، حــج البیـت: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن کفر فان اللہ غنی عن العلمین﴾

و: مستانفہ ،من: شرطیہ مبتدا، کفر: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ،ان اللّٰہ غنی عن العلمین: جملہ اسمیہ تعلیل ہے جواب شرط مقدر فلن یضر اللّٰہ کیلئے اور قائم مقام جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر خبر۔

﴿قل یـاھل الکتب لم تکفرون بایت اللہ و اللہ شھید علی ما تعملون﴾

قل: قول،یاھل الکتب: جملہ ندائیہ،لم: جار مجرور متعلق مقدم ،تکفرون: فعل واو ضمیر ذوالحال،بایت اللّٰہ: ظرف لغو، واللّٰہ شھید علی ما تعملون: جملہ اسمیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالندا، اپنی ندا سے ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل یـاھل الکتب لم تصدون عن سبیل اللہ من امن تبغونھا عوجا وانتم شھداء وما اللہ بغافل عما تعملون﴾

قل: قول،یاھل الکتب: جملہ ندائیہ ،لم: جار مجرور متعلق مقدم ،تصدون: فعل واو ضمیر ذوالحال ،عن سبیل اللّٰہ: ظرف لغو، من امن: مفعول،تبغونھا عوجا: حال اول،وانتم شھداء: حال ثانی،وما اللّٰہ بغافل عما تعملون: حال ثالث،ذوالحال اپنے تمام حال سے ملکر فاعل، یہ سب ملکر مقصود بالنداء، اپنی ندا سے ملکر مقولہ۔

﴿یایھا الذین امنوا ان تطیعوا فریقا من الذین اوتوا الکتب یردوکم بعد ایمانکم کفرین﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ ندائیہ،ان: شرطیہ ،تطیعوا: فعل بافاعل، فریقا: موصوف،من الذین اوتوا الکتاب: صفت،ملکر مفعول ،یہ سب ملکر شرط،یردوکم: فعل بافاعل ومفعول ،بـعـد ایمانکم کفرین: شبہ جملہ مفعول ثانی، یہ سب ملکر جزاء، شرط، جزا ملکر مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿وکیف تکفرون وانتم تتلی علیکم ایت اللہ وفیکم رسولہ﴾

و: مستانفہ،کیف: بمعنی ای حالۃ حال مقدم،تکفرون: فعل واو ضمیر ذوالحال،و: حالیہ، انتـم تتلی علیکم ایت اللّٰہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،وفیکم رسولہ: جملہ اسمیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یعتصم باللہ فقد ھدی الی صراط مستقیم﴾

و: مستانفہ،من: شرطیہ مبتدا ،یعتصم باللّٰہ: جملہ فعلیہ شرط ، ف: جزائیہ،قد ھدی الی : الخ: جملہ فعلیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......كل الطعام كان حلا لبنى اسرائيل ...... ☆ یہود نے سید عالم ﷺ سے کہا کہ حضور اپنے آپ کو ملتِ ابراہیمی پر خیال کرتے ہیں باوجود یکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اونٹ کا گوشت اور دودھ نہیں کھاتے تھے آپ کھاتے ہیں تو آپ ملتِ ابراہیمی پر کیسے ہوئے؟ حضور ﷺ نے فرمایا یہ چیزیں حضرت ابراہیم پر حلال تھیں یہود کہنے لگے کہ یہ حضرت نوح پر بھی حرام تھیں اور حضرت ابراہیم پر بھی حرام تھی اور ہم تک حرام ہی چلی آئیں اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی اور بتایا کہ یہود کا یہ دعویٰ غلط ہے بلکہ یہ چیزیں حضرت ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب پر حلال تھیں حضرت یعقوب نے کسی سبب سے اپنے اوپر حرام فرمایا اور یہ حرمت انکی اولاد میں باقی رہی یہود نے اسکا انکار کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ توریت اس مضمون پر ناطق ہے اگر تمہیں انکار ہے تو توریت لاؤ اس پر یہود کو اپنی فضیحت و رسوائی کا خوف ہوا اور وہ توریت نہ لا سکے انکا کذب ظاہر ہو گیا اور انہیں شرمندگی اٹھانی پڑی۔

☆......ان اول بيت وضع للناس ...... ☆ یہود نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ بیت المقدس ہمارا قبلہ ہے کعبہ سے افضل اور اس سے پہلا ہے انبیاء کا مقام ہجرت و قبلۂ عبادت ہے۔ مسلمانوں نے کہا کہ کعبہ افضل ہے، اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ سب سے پہلا مکان جسکو اللہ ﷻ نے طاعت و عبادت کیلئے مقرر کیا، نماز کا قبلہ حج اور طواف کا موضع بنایا، جس میں نیکیوں کے ثواب زیادہ ہوتے ہیں، وہ کعبہ معظمہ ہے جو شہر مکہ معظمہ میں واقع ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ کعبہ معظمہ بیت المقدس سے ۴۰ سال قبل بنایا گیا۔

☆......يايها الذين امنوا ان تطيعوا ...... ☆ اوس و خزرج کے قبیلے میں پہلے بڑی عداوت تھی اور مدتوں ان کے درمیان جنگ جاری رہی۔ سید عالم ﷺ کے صدقے ان قبیلوں کے لوگ اسلام لا کر باہم شیر و شکر ہوئے۔ ایک روز وہ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے انس و محبت کی باتیں کر رہے تھے شاس بن قیس یہودی جو بڑا دشمن اسلام تھا اس طرف سے گزرا اور انکے باہمی روابط دیکھ کر جل گیا اور کہنے لگا کہ جب یہ لوگ آپس میں مل گئے تو ہمارا کیا ٹھکانا ہے ایک جوان کو مقرر کیا جو انکی مجلس میں بیٹھ کر انکی پچھلی لڑائیوں کا ذکر چھیڑے اور اس زمانے میں ہر قبیلہ جو اپنی مدح اور دوسروں کی حقارت کے اشعار لکھتا تھا پڑھے چنانچہ اس یہودی نے ایسا ہی کیا اور اس کی شرانگیزی سے دونوں قبیلے طیش میں آگئے اور ہتھیار اٹھالئے قریب تھا کہ خونریزی ہو جائے۔ سید عالم ﷺ یہ خبر پا کر مہاجرین کے ساتھ تشریف لائے اور فرمایا اے جماعت اہل اسلام! یہ کیا جاہلیت کی حرکات ہیں میں تمہارے درمیان ہوں، اللہ ﷻ نے تمکو اسلام کی عزت دی، جاہلیت کی بلا سے نجات دی، تمہارے درمیان الفت و محبت ڈالی تم پھر زمانہ کفر کی حالت کی طرف لوٹتے ہو حضور ﷺ کے ارشاد نے انکے دلوں پہ اثر کیا اور انہوں نے سمجھا کہ یہ شیطان کا فریب اور دشمن کا مکر تھا انہوں نے ہاتھوں سے ہتھیار پھینک دیئے اور روتے ہوئے ایک دوسرے سے لپٹ گئے اور حضور سید عالم ﷺ کے ساتھ فرمانبردارانہ چلے آئے انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بر کا معنی اور راہ خدا میں اپنی پسندیدہ چیز خرچ کرنے کی اہمیت:

ا......حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ بر سے مراد جنت ہے۔ ایک اور قول کے مطابق بر سے مراد تقویٰ ہے بعض نے کہا کہ اس سے مراد طاعت ہے جبکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بر سے مراد یہ ہے کہ تم نیکی کی حقیقت تک ہرگز نہ پہنچ سکو گے اور نہ ہی ابرار کی صفت کو پہنچ سکو گے یہاں تک کہ اللہ ﷻ کی راہ میں وہ خرچ نہ کرو جو تمہیں پسند ہو، ایک قول کے مطابق اس سے مراد وہ ثواب ہے جو نیکی پر

مرتب ہوتا ہے اور اصل میں بر کا معنی یہ ہے کہ نیکی وخیر کے کاموں کو بڑے پیمانے پر کشادہ کرنا، بندے کا اپنے رب کے ساتھ کشادگی کرنا یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کی طاعت میں کشادگی کرے اور اللہ ﷻ کا اپنے بندے کے ساتھ کشادگی کرنا یہ ہے کہ وہ بندے کو طاعت پر ثواب میں کشادگی کرے اور لفظ بر کا استعمال صدق اور حسن خلق پر بھی ہوتا ہے کیونکہ ان دونوں سے بھی خیر کے کاموں میں کشادگی ہوتی ہے (الخازن، ج ۱، ص ۲۶۸)

☆.....حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''صدق نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف، بندہ جب سچ بولتا ہے تو اللہ ﷻ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے جبکہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ کی طرف، بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے حتی کہ وہ اللہ کے ہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب قبح الکذب وحسن الصدق، ص ۱۲۸۶)

☆.....حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت ﷺ میں نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بر سے مراد حسن خلق ہے اور گناہ اسے کہتے ہیں جو تیرے جی میں کھٹکے اور تو اس بات کو ناپسند کرے کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔'' (سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی البر والاثم، ص ۶۴، ج ۲)

ہمارے اسلاف کا اس آیتِ مبارکہ پر کس طرح عمل ہوا کرتا تھا اس کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

☆.....حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ طیبہ میں کئی کھجور کے باغ تھے جن میں آپ کو بَیْرُحاء بہت پسند تھا جو کہ مسجد نبوی کے سامنے تھا، حضور ﷺ اس باغ میں تشریف فرما ہوتے تو اس کا پانی پیتے جو کہ خوشگوار ہوتا، جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اٹھے اور نبی پاک ﷺ سے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے ﴿لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون﴾ اور مجھے میرے مال میں بیرُحاء پسند ہے، میں راہ خدا میں اسے صدقہ کرتا ہوں یہ امید کرتے ہوئے کہ بھلائی پاؤں اور یہ صدقہ کرنا اللہ ﷻ کے ہاں میرے لیے آخرت کا توشہ بن جائے، لہٰذا اے دو جہاں کے والی ومختار ﷺ! آپ جہاں چاہیں اسے راہ خدا میں خرچ کریں۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ سودا تو بڑے فائدے کا ہے، بڑا نفع بخش ہے، جو تم نے کہا وہ میں نے سن لیا مگر میرا خیال یہ ہے کہ تم اسے اپنے قرابتداروں کو دیدو''۔ پس حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں ایسا ہی کروں گا۔ لہٰذا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس باغ کو اپنے اقارب اور اپنے چچازاد بھائیوں میں تقسیم کردیا۔

(صحیح البخاری، کتاب تفسیر القران، باب لن تنالوا البر حتی، ص ۷۷۵)

☆.....حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز میں جب اس آیت مبارکہ ﴿لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون﴾ پر پہنچے تو حالت نماز ہی میں اپنی انگلی کے اشارے سے اپنی لونڈی کو آزاد کردیا۔ (الدر المنثور، ج ۲، ص ۹۱)

بنی اسرائیل پر ہر کھانا حلال تھا مگر جو اپنی مرضی سے!

۲.....یہاں یہود کے اعتراض پر اللہ ﷻ جواب دے رہا ہے کہ بنی اسرائیل پر ہر کھانا حلال تھا مگر وہ جسے حضرت اسرائیل علیہ السلام نے خود اپنی ذات پر حرام کیا۔ اسرائیل سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں اور وہ کھانا جو آپ علیہ السلام نے اپنی ذات پر حرام کیا تھا وہ اونٹ کا گوشت اور دودھ ہے وجہ اسکی یہ تھی کہ آپکو عرق النساء تھا اور آپ نے یہ منت مانی تھی کہ اگر آپکو اس مرض سے صحت یابی ملی تو

آپ اپنا پسندیدہ کھانا نہ کھائیں گے اور یہ کھانا آپکو پسند تھا اسلئے آپ نے اسکو ترک فرمایا۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اطباء نے آپکو اس کھانے سے منع کیا تھا۔ (البیضاوی، ج۱،ص ۲۷۸)

شہر مکہ:

☆......اکثر اہل عرب باء کو میم اور میم کو باء سے بدل کر پڑھ لیتے ہیں جس طرح نمیط کو نبیط، لازم کو لازب اور راتب کو راتم، پڑھتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ باء اور میم متغائر ہیں، اگر بکۃ کہا جائے تو مراد اس سے بیت اللہ شریف کی جگہ ہوگی اور اگر مکۃ کہا جائے تو اس سے مراد شہر مکۃ ہوگا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے پہلے گھر کے بارے میں جو لوگوں کیلئے بنایا گیا پوچھا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مسجد الحرام پھر بیت المقدس۔" پوچھا گیا ان دونوں کے درمیان کتنے سالوں کا فاصلہ ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "چالیس سال کا"۔ (روح المعانی، الجزء الرابع، ص ۳۰۲)

☆......حضرت علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل نے عرش کے نیچے ایک گھر بنایا جسکا نام بیت المعمور ہے اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ اسکا طواف کریں۔ پھر اللہ عزوجل نے فرشتوں کو اسی بیت المعمور کی مثل زمین میں ایک گھر بنانے کا حکم صادر فرمایا، فرشتوں نے بنایا اور اسکا نام الضراح رکھا اور یہ بھی حکم دیا کہ جس طرح آسمان کے فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں اس طرح وہ بھی اس زمین پر بنائے گئے گھر کا طواف کریں۔ روایت میں آتا ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت سے دو ہزار سال قبل گھر بنایا اور وہ اس گھر کا حج بھی کرتے تھے جب آدم علیہ السلام نے اس گھر کا حج کیا تو فرشتوں نے ان سے کہا کہ آپ کا حج کرنا بھی نیک کام ہے لیکن ہم نے آپ سے دو ہزار سال قبل اس گھر کا حج کیا۔ (الخازن، ج۱، ص ۲۷۱)

اغراض:

ای ثوابہ: یعنی بھلائی، اس جملے میں اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے، یعنی بھلائی کا ثواب۔ من اموالکم: یعنی جان و مال وغیرہ۔ وذلک بعد ابراھیم: یعنی ہزار سال بعد۔ تصدقوا: اصل میں دو تاء تھیں ایک کو تخفیف کی وجہ سے حذف کر دیا یا حذف نہ کیا بلکہ ایک تاء کو صاد سے بدل دیا اور اس کا صاد میں ادغام کر دیا۔ صدق قولکم: یعنی تمہاری خبریں کہ ذکر کردہ چیزیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر حرام تھیں۔ فنذر ان شفی لا یاکلھا: یعنی اونٹ کے گوشت اور دودھ کے کھانے پینے کی طرف رغبت تھی، اور اس قسم کی نذر کی مثال ہماری شریعت میں نہیں پائی جاتی اس لئے کہ نذر مستحب کو واجب و لازم کر دیتی ہے اور ذکر کردہ نذر کو چھوڑنا مستحب نہیں ہے۔ فبھتوا: باب نصر یا علم یا کرم یا ز ہی سے ہے اور معنی یہ ہے کہ وہ پریشان و حیران ہوئے اور ان کی حجتیں منقطع ہو گئیں۔ ان التحریم: بالخصوص اونٹ کے گوشت اور خون کے بارے میں۔ التی انا علیھا: یعنی تمام مومنین۔
لانھا تبک اعناق الجبابرۃ: اسے مکہ کہا گیا اس لئے کہ یہ المک سے مشتق ہے اور اس سے مراد ازالہ ہے، اس لئے کہ یہ شہر گناہوں کو زائل کرتا اور مٹاتا ہے۔ زبدۃ: حرکت کرتے ہوئے سفید جھاگ۔ ذابر کۃ: اس حیثیت سے اس پاک گھر کا حج کرنے والے کے لئے، اور گناہوں کا کفارہ اس کے لئے جو عاجزی اور انکساری سے اس گھر میں داخل ہو۔ لانہ قبلتھم: کہ تم نماز میں اس کی جانب متوجہ ہوتے ہو، اور آیت کا عموم اس بات پر گواہ ہے کہ جمادات تک کا قبلہ ہے اسی لئے تم درختوں کو اسی جانب بطور انحناء جھکتا ہوا دیکھتے ہو۔ القرآن: اور وہ جو اس کے ساتھ معجزات باہرہ مجزے ہوئے ہیں۔ تضعیف الحسنات فیہ: یعنی نماز کا ثواب اس میں

لاکھ گنا ملتا ہے۔ مصدر: یعنی تبغونہا کی ضمیر سے حال ہے۔
بقتل :اگرچہ قصاص ہی کیوں نہ ہو؟ زمانہ جاہلیت میں ایک شخص قتل کر کے مکہ مکرمہ میں داخل ہو گیا تو اس سے اس وقت تک تعرض نہیں کیا گیا جب تک کہ وہ مکہ مکرمہ میں رہا، چنانچہ اسلام کے پھیل جانے کے بعد امام مالک اور امام شافعی علیہما الرحمۃ کے نزدیک اگر قتل کرے گا تو اس سے مکہ میں قصاص لیا جائے گا اور امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک اس سے بدلہ نہ لیا جائے جب تک کہ وہ شہر محترم میں ہے اور اسے شہر سے نکلنے پر مجبور کیا جائے گا اور یہ دنیاوی معاملہ ہے اور آخرت میں گناہوں کی تکفیر اور نیکیوں کی تضعیف ہوگی۔ قل یا اھل الکتاب: یعنی یہود و نصاریٰ، ان کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس لئے ہے کہ ان کا کفر محض عناد کی وجہ سے تھا۔
کما فی کتابکم: مراد اس سے جنس صادق توریت اور انجیل ہے۔ (الصاوی، ج۱، ص۲۵۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقتہ﴾ بِاَنْ یُّطَاعَ فَلَا یُعْصٰی وَیُشْکَرُ فَلَا یُکْفَرُ وَیُذْکَرُ فَلَا یُنْسٰی فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَ مَنْ یَّقْوِیْ عَلٰی ھٰذَا فَنُسِخَ بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ﴿ولاتموتن الا وانتم مسلمون(۱۰۲)﴾ مُوَحِّدُوْنَ ﴿واعتصموا﴾ تَمَسَّکُوْا ﴿بحبل اللہ﴾ اَیْ دِیْنِہٖ ﴿جمیعا ولا تفرقوا﴾ بَعْدَ الْاِسْلَامِ ﴿واذکروا نعمۃ اللہ﴾ اِنْعَامَہٗ ﴿علیکم﴾ یَا مَعْشَرَ الْاَوْسِ وَالْخَزْرَجِ ﴿اذ کنتم﴾ قَبْلَ الْاِسْلَامِ ﴿اعداء فالف﴾ جَمَعَ ﴿بین قلوبکم﴾ بِالْاِسْلَامِ ﴿فاصبحتم﴾ فَصِرْتُمْ ﴿بنعمتہ اخوانا﴾ فِی الدِّیْنِ وَالْوِلَایَۃِ ﴿وکنتم علی شفا﴾ طَرَفِ ﴿حفرۃ من النار﴾ لَیْسَ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ الْوُقُوْعِ فِیْھَا اِلَّا اَنْ تَمُوْتُوْا کُفَّارًا ﴿فانقذکم منھا﴾ بِالْاِیْمَانِ ﴿کذلک﴾ کَمَا بَیَّنَ لَکُمْ مَا ذُکِرَ ﴿یبین اللہ لکم ایتہ لعلکم تھتدون(۱۰۳) ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر﴾ اَلْاِسْلَامِ ﴿ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک﴾ اَلدَّاعُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ النَّاھُوْنَ ﴿ھم المفلحون(۱۰۴)﴾ اَلْفَائِزُوْنَ، وَمِنْ لِلتَّبْعِیْضِ لِاَنَّ مَا ذُکِرَ فَرْضُ کِفَایَۃٍ لَا یَلْزَمُ کُلَّ الْاُمَّۃِ وَلَا یَلِیْقُ بِکُلِّ اَحَدٍ کَالْجَاھِلِ وَقِیْلَ زَائِدَۃٌ اَیْ لِتَکُوْنُوْا اُمَّۃً ﴿ولاتکونوا کالذین تفرقوا﴾ عَنْ دِیْنِھِمْ ﴿واختلفوا﴾ فِیْہِ ﴿من بعد ما جاء ھم البینت﴾ وَھُمُ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی ﴿واولئک لھم عذاب عظیم(۱۰۵) یوم تبیض وجوہ﴾ اَیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ﴿وتسود وجوہ فاما الذین اسودت وجوھھم﴾ وَھُمُ الْکَافِرُوْنَ فَیُلْقَوْنَ فِی النَّارِ وَیُقَالُ لَھُمْ تَوْبِیْخًا ﴿اکفرتم بعد ایمانکم﴾ یَوْمَ اَخْذِ الْمِیْثَاقِ ﴿فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون(۱۰۶) واما الذین ابیضت وجوھھم﴾ وَھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿ففی رحمۃ اللہ﴾ اَیْ جَنَّتِہٖ ﴿ھم فیھا خلدون(۱۰۷) تلک﴾ اَیْ ھٰذِہِ الْاٰیَاتُ ﴿ایت اللہ نتلوھا علیک﴾ یَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿بالحق وما اللہ یرید ظلما للعلمین(۱۰۸)﴾ بِاَنْ یَّاْخُذَھُمْ بِغَیْرِ جُرْمٍ ﴿وللہ ما

فی السموت وما فی الارض﴾ مِلْكًا وَّخَلْقًا وَّعَبِيْدًا ﴿والی اللہ ترجع﴾ تَصِيْرُ ﴿الامور(۱۰۹)﴾

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے......۱......(اسطرح کہ اسکی اطاعت کی جائے نافرمانی نہ کی جائے، شکر ادا کیا جائے ناشکری نہ کی جائے، اسے یاد کیا جائے فراموش نہ کیا جائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! اسکی طاقت کون رکھتا ہے؟'' تو اس کے بعد یہ حکم ﴿فاتقوا اللّٰہ مااستطعتم﴾ سے منسوخ ہوگیا) اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان (یعنی مرتے وقت بھی توحید کے علمبردار رہنا) اور مضبوط تھام لو (واعتصموا بمعنی اتمسکوا ہے) اللہ کی (یعنی اسکے دین کی) رسی سب مل کر اور آپس میں پھوٹ نہ جانا (یعنی اسلام لانے کے بعد فرقوں میں نہ بٹ جانا......۲......) اور اللہ کا احسان (یعنی انعام) اپنے اوپر یاد کرو (اے اوس وخزرج!) جب تم میں (اسلام سے پہلے) بیر تھا تو اس نے ملاپ (یعنی جمع) کر دیا تمہارے دلوں کو (اسلام کے ساتھ) اور تم بن گئے (یعنی ہوگئے) اسکے فضل سے آپس میں بھائی بھائی (دین اور دوستی میں......۳......) اور تم کنارے پر تھے (شفا بمعنی طرف ہے) غارِ دوزخ کے (تم میں اور جہنم کے گڑھے میں کچھ دوری نہ تھی سوائے کفر پر مرنے کے) تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا (ایمان کی دولت دیکر) یوں ہی (جیسا کہ مذکورہ باتیں تم سے واضح ذکر کر دیں اسی طرح) اللہ تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم ہدایت پاؤ اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی (یعنی اسلام) کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری سے منع کریں ......۴......اور یہی لوگ (اوامر ونواہی کے داعی) مراد کو پہنچے (کامیاب ہیں، من تبعیضیہ ہے کیونکہ مذکورہ احکام فرض کفایہ ہیں تمام امت پر لازم نہیں ہیں اور نہ ہی ہر آدمی مثلاً جاہل اس کام کے کرنے کے لائق ہے، بعض کے نزدیک من زائدہ ہے اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ چاہیے کہ تم سب ایک گروہ ہو جاؤ) اور ان جیسے نہ ہونا جو آپس میں پھٹ گئے (اپنے دین سے جدا ہوگئے) اور اختلاف کیا (دین کے معاملے میں) بعد اسکے کہ روشن نشانیاں انہیں آچکی تھیں......۵......(ان سے مراد یہود ونصاری ہیں) اور ان کیلئے بڑا عذاب ہے جس دن کچھ منہ اونجالے ہونگے اور کچھ منہ کالے (یعنی قیامت کے دن) تو وہ جنکے منہ کالے ہوئے (یعنی کفار، وہ آگ میں ڈالے جائینگے تو انہیں ڈانٹ کر کہا جائیگا) کیا تم کافر ہوئے ایمان لانے کے بعد (یعنی جو روزِ میثاق لائے تھے) تو اب عذاب چکھو اپنے کفر کا بدلہ اور وہ جنکے منہ اونجالے ہوئے (یعنی مومن) وہ اللہ کی رحمت میں (یعنی جنت میں) ہیں، وہ ہمیشہ اس میں رہینگے یہ (آیات) اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم (اے محبوب ﷺ!) ٹھیک ٹھیک تم پر پڑھتے ہیں اور اللہ جہاں والوں پر ظلم نہیں چاہتا (کہ وہ انکے جرم کے بغیر ان سے مواخذہ کرے) اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (سب اسی کی ملک، مخلوق اور بندے ہیں) اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کی رجوع (ترجع بمعنی تصیر) ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقتہ ولاتموتن الا وانتم مسلمون﴾

یایھاالذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، اتقوا: فعل با فاعل، اللہ: اسم جلالت مفعول، حق تقتہ: مفعول مطلق، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ

ہوکر مقصود بالنداء، و: عاطفہ، لا تموتن: فعل بافاعل، الا: للحصر، وانتم مسلمون: جملہ اسمیہ حال ہے تموتن کے فاعل سے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا﴾

و: عاطفہ، اعتصموا: فعل بافاعل، بحبل الله: ظرف لغو، جميعا: حال ہے فاعل سے، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے، ولا تفرقوا: فعل بافاعل جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿واذكروا نعمة الله عليكم اذ كنتم اعداء فالف بين قلوبكم﴾

و: عاطفہ، اذكروا: فعل بافاعل، نعمة: مصدر مضاف، الله: اسم جلالت مضاف الیہ فاعل، عليكم: ظرف لغو، مصدر اپنے متعلقات سے ملکر مفعول، اذ: مضاف، كنتم اعداء: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فالف بين قلوبكم: جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاصبحتم بنعمته اخوانا وكنتم على شفا حفرة من النار﴾

ف: عاطفہ، اصبحتم: فعل ناقص، تم: ضمیر اسم، بنعمته: ظرف مستقر حال ہے اسم سے، اخوانا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، كنتم: فعل ناقص واسم، على شفا حفرة: ظرف مستقر خبر، من النار: صفت حفرة کیلئے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فانقذكم منها كذلك يبين الله لكم ايته لعلكم تهتدون﴾

ف: عاطفہ، انقذكم: فعل بافاعل مفعول، منها: ظرف، جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف، كذلك: متعلق بمحذوف تبيين مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، يبين: فعل، الله: فاعل، لكم: ظرف، ايته: مفعول، لعلكم تهتدون: جملہ اسمیہ حال، لكم: کی كم ضمیر سے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر﴾

و: مستانفہ، لتكن: فعل ناقص مجزوم بلام امر، منكم: ظرف مستقر خبر مقدم، امة: موصوف، يدعون الى الخير: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، ويامرون بالمعروف: جملہ فعلیہ معطوف اول، وينهون عن المنكر: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، معطوف علیہ، معطوفات سے ملکر صفت، موصوف سے ملکر اسم، فعل ناقص، اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿واولئك هم المفلحون ولا تكونوا كالذين تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءهم البينت﴾

واولئك هم المفلحون: جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لا تكونوا: فعل نہی ناقص واؤ ضمیر اسم، ك: جار، الذين: موصول، تفرقوا: معطوف علیہ، واختلفوا ......الخ: معطوف ملکر صلہ، جو موصول سے ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، جملہ فعلیہ۔

﴿واولئک لھم عذاب عظیم یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ﴾

و: مستانفہ،اولئک: مبتدا،لھم عذاب عظیم: جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،یوم: مضاف،تبیض وجوہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،وتسود وجوہ: جملہ فعلیہ معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر مضاف الیہ،اپنے مضاف سے ملکر ظرف اذکروا کیلئے، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فاما الذین اسودت وجوھھم اکفرتم بعد ایمانکم فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون﴾

ف: تفریعیہ،اما: شرطیہ،الذین: موصول،اسودت وجوھھم: صلہ ملکر مبتدا،ھمزہ: حرف استفہام،کفرتم: فعل با فاعل،بعد ایمانکم: ظرف،جملہ فعلیہ خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف مھما یکن من شیئ کی جزاء،ف: فصیحیہ،ذوقوا العذاب: فعل با فاعل ومفعول،بما کنتم تکفرون: ظرف لغو،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف اذا عرفتم ذلک کی جزا،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واما الذین ابیضت وجوھھم ففی رحمۃ اللہ ھم فیھا خلدون﴾

و: عاطفہ،اما: شرطیہ الذین: موصول،ابیضت وجوھھم: فعل با فاعل ملکر صلہ،ملکر مبتدا،ف: جزائیہ،فی رحمۃ اللہ: ظرف مستقر خبر،ملکر شرط محذوف مھما یکن من شیئ فی الدنیا کی جزاء،ھم فیھا خلدون: جملہ اسمیہ حال ہے مبتدا سے۔

﴿تلک ایت اللہ نتلوھا علیک بالحق وما اللہ یرید ظلما للعلمین﴾

تلک: مبتدا،ایت اللہ: ذوالحال، نتلوھا علیک بالحق: جملہ فعلیہ حال،اپنے ذوالحال سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ،و: مستانفہ،ما: حجازیہ،اللہ: اسم جلالت اسم،یرید: فعل با فعل،ظلما للعلمین: مرکب توصیفی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وللہ ما فی السموات ومافی الارض والی اللہ ترجع الامور﴾

و: مستانفہ،للہ: ظرف مستقر خبر مقدم،ما فی السموت: معطوف علیہ،ومافی الارض: معطوف،جو معطوف علیہ سے ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،الی اللہ: ظرف لغو مقدم،ترجع: فعل،الامور: نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اللہ تعالی سے ڈرنے کا حق کیا ھے؟

۱......اس آیتِ مبارکہ سے مراد واجبات کو قائم کرنا اور حرام سے اجتناب کرنا ہے۔حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ بندہ اللہ عزوجل کی اطاعت کرے اور نافرمانی نہ کرے،اسکا شکر بجالائے اور اسکے ساتھ کفر نہ کرے،اسکا ذکر کرے اور

اسے بھول نہ جائے، کسی ملامت کرنے والے کی ملامت تمہیں اللہ کی راہ سے اپنی گرفت میں نہ لے لے اور یہ بھی کہ بندہ انصاف قائم کرے اگرچہ اسکی اپنی ذات یا اپنے بیٹے یا اپنے باپ ہی کا معاملہ کیوں نہ ہو۔ (المدارك، ج۱، ص۲۷۹)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس کا ذکر کرے اسے بھول نہ جائے، اس جملہ کا مدار فناءِ قلب پر ہے اور یہ جملہ کہ اسکی اطاعت کرے نافرمانی نہ کرے اسکا شکر بجالائے اسکے ساتھ کفر نہ کرے، کا مدار فناءِ نفس پر ہے۔ (المظهری، ج۲، ص۵۱۹)

اللہ عزوجل کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے سے کیا مراد ھے؟

۲۔۔۔۔۔حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے دین کو مضبوطی سے تھام لو کہ یہی اس تک پہنچنے کا بہترین سبب ہے، ایک قول کے مطابق حبل اللہ سے مراد قرآن ہے کیونکہ یہ بھی اس تک پہنچنے کا سبب ہے۔ چنانچہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''أَلَا وَإِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ عزوجل هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى ضَلَالَةٍ یعنی میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں سے ایک کتاب اللہ ہے جو کہ حبل اللہ ہے جس شخص نے اسکی پیروی کی وہ ہدایت پر ہوگا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہ ہوگیا۔

(صحيح مسلم، كتاب فضائل صحابة، باب فضائل علی، ص ۱۲۰۱)

☆۔۔۔۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بیشک اللہ عزوجل تمہارے لیے تین کام پسند کرتا ہے اور تین ہی ناپسند کرتا ہے: تم اللہ عزوجل کی عبادت کرو، اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اللہ عزوجل کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقہ نہ کرو، اور تمہارے جن تین کاموں کو ناپسند کرتا ہے وہ یہ ہیں: فضول بحث کرنا، کثرت سوال اور مال کا ضائع کرنا۔

(صحيح مسلم، كتاب الاقضية، باب النهی عن كثرة المسائل، ص۸٦٤)

نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے کا بیان:

۳۔۔۔۔۔مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ امر بالمعروف ونهی عن المنكر فرض کفایہ ہے، اگر کسی جگہ ایک شخص یہ کام کرے تو باقی لوگوں سے یہ فرض ساقط ہوجاتا ہے۔ (الخازن، ج۱، ص۲۸۱)

☆۔۔۔۔۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عید کے دن مروان نے منبر نکلوایا اور نماز سے قبل خطبہ شروع کر دیا تو ایک شخص نے کہا: ''تو نے آج کے دن منبر نکلوا کر سنت کی مخالفت کی اور تو نے نماز سے قبل شروع کر دیا حالانکہ نماز سے قبل خطبہ نہیں ہوتا تو حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بول پڑے کہ اس شخص نے وہ بات پوری کر دکھائی جو میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے، اگر ہاتھ سے روکنے کی استطاعت رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ ہاتھ سے روکے ورنہ زبان سے اور اگر اسکی بھی استطاعت نہ ہو تو اسے دل میں برا جانے، یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ (ابن ماجه، كتاب الفتن، باب الامر بالمعروف، ص٦٦٣)

☆۔۔۔۔۔حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ عزوجل کی حدود کے بارے میں نرمی برتنے والے اور ان میں مبتلا ہونے والے کی مثال اس قوم جیسی ہے جس نے ایک کشتی بنائی اور اس کشتی میں ٹھہرنے کیلئے قرعہ اندازی کی، بعض کے حصہ میں اس کا نچلا حصہ آیا جبکہ بعض کے حصہ میں اسکا اوپر والا حصہ آیا، پس وہ جن کے حصہ میں نچلا حصہ آیا انہیں پانی لینے کیلئے اوپر والے حصے میں جانا پڑتا تھا، انہوں نے اسے دشوار جانا اور اسکا حل یہ نکالا کہ ایک کلہاڑے سے اپنے حصے میں سوراخ کرنے لگے تو اوپری حصے والے لوگ آئے اور پوچھا: ''کیا ہوا؟ اس شخص نے کہا کہ تمہیں میری وجہ سے تکلیف ہوتی ہے اور پانی کے بغیر گزارا نہیں، پس اگر اوپری حصے والے لوگوں نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا تو وہ خود بھی نجات پائیں گے اور انکو بھی بچائیں گے اور اگر وہ انہیں چھوڑ دیں یعنی کشتی میں

سوراخ کرنے سے نہ روکیں تو وہ سب ہلاک ہوں گے۔(صحیح بخاری، کتاب الشھادات، باب القرعۃ فی المشکلات، ص۴۳۸)

فرقہ بندی کی مذمت:

ع......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:''یہودی ۷۱ یا ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے اور نصاری بھی ۷۱ یا ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہو گئے لیکن میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹے گی۔ (ابی داود، کتاب السنۃ، باب شرح السنۃ، ص۸۶۰)

☆......حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا:''تم سے پہلے اہل کتاب ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور میری امت عنقریب ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں ۷۲ فرقے جہنمی ہوں گے اور ایک جنتی اور وہی سب سے بڑی جماعت ہے''۔ابن یحیی اور عمرو بن عثمان نے اپنی اپنی حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے:''عنقریب میری امت میں ایسی قوم نکلے گی کہ گمراہی ان میں ایسے سرایت کر جائے گی جیسے پاگل کتے کے کاٹے ہوئے شخص کے جسم میں زہر سرایت کر جاتا ہے''، جبکہ عمرو بن عثمان کی سند میں یہ اضافہ ہے:''جیسے کتے کے جسم میں زہر داخل ہو جائے کہ کوئی رگ اور جوڑ باقی نہ رہے۔

(سنن ابی داود، کتاب السنۃ، باب شرح السنۃ، ص۸۶۰)

☆......حضور ﷺ کا فرمانِ عظمت نشان ہے:''بنی اسرائیل ۷۱ فرقوں میں تقسیم ہوئی اور میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو گی جن میں سوائے ایک کے سارے جہنمی ہوں گے''، تو آپ ﷺ سے عرض کی گئی:''ما الواحدۃ ؟ یارسول اللہ ﷺ وہ ایک فرقہ کون سا ہو گا''؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''ما أنا علیہ الیوم و أصحابی یعنی جس پر آج کے دن میں اور میرے صحابہ ہیں وہ فرقہ جنتی ہے''۔

(المستدرک للحاکم، کتاب العلم، باب حدیث عبد اللہ بن عمرو، ص ۱۸۹)

غنیۃ الطالبین میں ہے کہ ۷۳ فرقوں کی اصل دس فرقے ہیں: اہل سنت، خوارج، شیعہ، معتزلہ، مرجیہ، مشبہ، جہمیہ، ضراریہ، نجاریہ اور کلابیہ۔ چنانچہ اہل سنت و جماعت کا ایک ہی فرقہ ہے جبکہ خوارج کے پندرہ فرقے ہیں، معتزلہ کے چھ، مرجیہ کے بارہ، شیعہ کے بتیس، جہمیہ، نجاریہ، ضراریہ اور کلابیہ میں سے ہر ایک کا ایک ایک فرقہ ہے اور مشبہ کے تین فرقے ہیں اور یہ سب ملا کر ۷۳ فرقے ہو گئے جیسا کہ نبی پاک ﷺ نے اسکی بشارت دی اور نجات پانے والا فرقہ اہل سنت و جماعت ہے۔(غنیۃ الطالبین مترجم، ج۱، ص۳۰۹)

چہروں کے سیاہ و سفید ہونے سے مراد؟

۵......قیامت کے دن مومنوں کے چہرے سفید ہوں گے اور کافروں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ ایک قول کے مطابق اہل سنت و جماعت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت کے چہرے سیاہ۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے مخلصین کے چہرے روشن ہوں گے اور منافقین کے چہرے کالے۔ جبکہ ایک قول کے مطابق مذکورہ آیت مبارکہ میں سفیدی سے مراد سرور اور فرحت ہے کہ جسے کامیابی و کامرانی ملے اسکا چہرہ خوشی سے کھل اٹھتا ہے اور سیاہی سے مراد غم اور حزن ہے کیونکہ جسے ناکامی حاصل ہوا اس کا چہرہ غم و اندوہ کی وجہ سے سیاہ پڑ جاتا ہے۔ (الخازن، ج۱، ص۲۸۲)

وہ کونسا وقت ہو گا کہ جب مومنوں کے چہرے سفید اور کافروں کے چہرے سیاہ ہوں گے؟ علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں کہ اس بارے میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ قبروں سے اٹھتے وقت، بعض نے کہا کہ اعمال نامہ پڑھتے وقت، ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ میزان پر اعمال تولتے وقت۔ (روح المعانی، الجزء الرابع، ص۳۲۹)

اغراض:

بان یطاع ولا یعصی :یہ کہ حسب طاقت اطاعت کی جائے اور اصلاً معصیت نہ کرے۔والولایۃ: مراد نصرت ہے یعنی تمہارے بعض بعض کی مدد کرتے ہیں۔الاسلام: یعنی انحصار صرف اسلام پر ہے اس لئے کہ یہی تمام امور اور اَجل کا سربراہ وسردار ہے اور اس کے بعد فرمایا﴿و یامرون بالمعروف﴾۔ومن للتبعیض :من تبعیضیہ ہے،امر بالمعروف ونھی عن المنکر فرض کفایہ ہے اور بعض سے مراد معین یا غیر معین ہیں اللہ کے علم میں۔ کالجاھل: یعنی جاہل امر بالمعروف نہ کرے اس لئے کہیں اپنی جہالت کی بناء پر امر بمنکر اور نہی عن معروف کر بیٹھے۔قیل زائدۃ: یعنی من زائدہ بھی ہوسکتا ہے وہ اس طرح کہ امر بالمعروف ونھی عن المنکر فرض کفایہ ہو اور بعض کے عمل کرنے سے سب سے ساقط ہوگیا ہو۔ (الصاوی،ج۱،ص۲۵۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۳

﴿کنتم﴾ یَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ فِیْ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿خیر امة اخرجت﴾ اُظْهِرَتْ ﴿للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتؤمنون بالله ولو امن اهل الکتب﴾ بِاللّٰهِ ﴿لکان﴾ اَلْاِیْمَانُ ﴿خیرا لهم منهم المؤمنون﴾ کَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ ﷺ وَاَصْحَابِهٖ ﴿واکثرهم الفسقون (۱۱۰)﴾ اَلْکَافِرُوْنَ ﴿لن یضروکم﴾ اَیِ الْیَهُوْدُ یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ بِشَیْءٍ ﴿الا اذی﴾ بِاللِّسَانِ مِنْ سَبٍّ وَّوَعِیْدٍ ﴿وان یقاتلوکم یولوکم الادبار﴾ مُنْهَزِمِیْنَ ﴿ثم لا ینصرون (۱۱۱)﴾ عَلَیْکُمْ بَلْ لَّکُمُ النَّصْرُ عَلَیْهِمْ ﴿ضربت علیهم الذلة این ما ثقفوا﴾ حَیْثُمَا وُجِدُوْا فَلَا عِزَّ لَهُمْ وَلَآ اِعْتِصَامَ ﴿الا﴾ کَآئِنِیْنَ ﴿بحبل من الله وحبل من الناس﴾ اَلْمُؤْمِنِیْنَ وَهُوَ عَهْدُهُمْ اِلَیْهِمْ بِالْاِیْمَانِ عَلٰی اَدَآءِ الْجِزْیَةِ اَیْ لَا عِصْمَةَ لَهُمْ غَیْرُ ذٰلِکَ ﴿وباء و﴾ رَجَعُوْا ﴿بغضب من الله وضربت علیهم المسکنة ذلک بانهم﴾ اَیْ بِسَبَبِ اَنَّهُمْ ﴿کانوا یکفرون بایت الله ویقتلون الانبیاء بغیر حق ذلک﴾ تَاکِیْد ﴿بما عصوا﴾ اَمْرَ اللّٰهِ ﴿وکانوا یعتدون (۱۱۲)﴾ یتجاوزون الحلال الی الحرام ﴿لیسوا﴾ اَیْ اَهْلُ الْکِتٰبِ ﴿سواء﴾ مُسْتَوِیْنَ ﴿من اهل الکتب امة قائمة﴾ مُسْتَقِیْمَةٌ ثَابِتَةٌ عَلَی الْحَقِّ کَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ ﷺ وَعَنْ اَصْحَابِهٖ ﴿یتلون ایت الله اناء الیل﴾ اَیْ فِیْ سَاعَاتِهٖ ﴿وهم یسجدون (۱۱۳)﴾ یُصَلُّوْنَ، حَالٌ ﴿یؤمنون بالله والیوم الاخر ویامرون بالمعروف وینهون عن المنکر ویسارعون فی الخیرت واولئک﴾ اَلْمَوْصُوْفُوْنَ بِمَا ذُکِرَ ﴿من الصلحین (۱۱۴)﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّیْسُوْا کَذٰلِکَ وَلَیْسُوْا مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿وما یفعلوا﴾ بِالتَّاءِ اَیَّتُهَا الْاُمَّةُ وَبِالْیَاءِ اَیِ الْاُمَّةُ الْقَآئِمَةُ ﴿من خیر فلن یکفروه﴾ بِالْوَجْهَیْنِ اَیْ تُعْدِمُوْا ثَوَابَهٗ بَلْ یُجَازُوْنَ عَلَیْهِ ﴿والله علیم بالمتقین (۱۱۵) ان الذین کفروا لن تغنی﴾ تُدْفَعَ ﴿عنهم اموالهم ولا اولادهم من الله﴾ اَیْ مِنْ عَذَابِهٖ

﴿شیئا﴾ وَخَصَّهُمَا بِالذِّكْرِ لِاَنَّ الْاِنْسَانَ يَدْفَعُ عَنْ نَّفْسِهِ تَارَةً بِفِدَاءِ الْمَالِ وَتَارَةً بِالْاِسْتِعَانَةِ بِالْاَوْلَادِ ﴿واولئک اصحب النار هم فيها خلدون (۱۱۶) مثل﴾ صِفَةُ ﴿ما ينفقون﴾ اَيِ الْكُفَّارُ ﴿في هذه الحيوة الدنيا﴾ فِي عَدَاوَةِ النَّبِيِّ ﷺ اَوْ صَدَقَةٍ وَّنَحْوِهَا ﴿كمثل ريح فيها صر﴾ حَرٌّ اَوْ بَرْدٌ شَدِيْدٌ ﴿اصابت حرث﴾ زَرْعَ ﴿قوم ظلموا انفسهم﴾ بِالْكُفْرِ وَالْمَعْصِيَةِ ﴿فاهلكته﴾ فَلَمْ يَنْتَفِعُوْا بِهٖ فَكَذٰلِكَ نَفَقَاتُهُمْ ذَاهِبَةٌ لَّا يَنْتَفِعُوْنَ بِهَا ﴿وما ظلمهم الله﴾ بِضِيَاعِ نَفَقَاتِهِمْ ﴿ولكن انفسهم يظلمون (۱۱۷)﴾ بِالْكُفْرِ الْمُوْجِبِ لِضِيَاعِهَا ﴿يايها الذين امنوا لا تتخذوا بطانة﴾ اَصْفِيَآءَ تُطْلِعُوْنَهُمْ عَلٰى سِرِّكُمْ ﴿من دونكم﴾ اَيْ غَيْرِكُمْ مِّنَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَالْمُنَافِقِيْنَ ﴿لا يالونكم خبالا﴾ نُصِبَ بِنَزْعِ الْخَافِضِ اَيْ لَا يُقَصِّرُوْنَ لَكُمْ فِي الْفَسَادِ ﴿ودوا﴾ تَمَنَّوْا ﴿ما عنتم﴾ اَيْ عَنَتَكُمْ وَهُوَ شِدَّةُ الضَّرَرِ ﴿قد بدت﴾ ظَهَرَتِ ﴿البغضاء﴾ اَلْعَدَاوَةُ لَكُمْ ﴿من افواههم﴾ بِالْوَقِيْعَةِ فِيْكُمْ وَاِطِّلَاعِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى سِرِّكُمْ ﴿وما تخفى صدورهم﴾ مِنَ الْعَدَاوَةِ ﴿اكبر قد بينا لكم الايت﴾ عَلٰى عَدَاوَتِهِمْ ﴿ان كنتم تعقلون (۱۱۸)﴾ ذٰلِكَ فَلَا تُوَالُوْهُمْ ﴿ها﴾ لِلتَّنْبِيْهِ ﴿انتم﴾ يَا ﴿هؤلاء﴾ اَلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿تحبونهم﴾ لِقَرَابَتِهِمْ مِّنْكُمْ وَصَدَاقَتِهِمْ ﴿ولا يحبونكم﴾ لِمُخَالَفَتِهِمْ لَكُمْ فِي الدِّيْنِ ﴿وتؤمنون بالكتب كله﴾ اَيْ بِالْكُتُبِ كُلِّهَا وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِكِتَابِكُمْ ﴿واذا لقوكم قالوا امنا واذا خلوا عضوا عليكم الانامل﴾ اَطْرَافَ الْاَصَابِعِ ﴿من الغيظ﴾ شِدَّةِ الْغَضَبِ لِمَا يَرَوْنَ مِنْ اِئْتِلَافِكُمْ، وَيُعَبَّرُ عَنْ شِدَّةِ الْغَضَبِ بِعَضِّ الْاَنَامِلِ مَجَازًا وَّاِنْ لَّمْ يَكُنْ ثَمَّ عَضٌّ ﴿قل موتوا بغيظكم﴾ اَيْ اِبْقَوْا عَلَيْهِ اِلَى الْمَوْتِ فَلَنْ تَرَوْا مَا يَسُرُّكُمْ ﴿ان الله عليم بذات الصدور (۱۱۹)﴾ بِمَا فِي الْقُلُوْبِ وَمِنْهُ مَا يَضْمُرُهُ هٰٓؤُلَآءِ ﴿ان تمسسكم﴾ تُصِبْكُمْ ﴿حسنة﴾ نِعْمَةٌ كَنَصْرٍ وَّغَنِيْمَةٍ ﴿تسؤهم﴾ تَحْزُنُهُمْ ﴿وان تصبكم سيئة﴾ كَهَزِيْمَةٍ وَّجَدْبٍ ﴿يفرحوا بها﴾ وَجُمْلَةُ الشَّرْطِ مُتَّصِلَةٌ بِالشَّرْطِ قَبْلُ وَمَا بَيْنَهُمَا اِعْتِرَاضٌ وَالْمَعْنٰى اَنَّهُمْ مُتَنَاهُوْنَ فِيْ عَدَاوَتِكُمْ فَلِمَ تُوَالُوْهُمْ فَاجْتَنِبُوْهُمْ ﴿وان تصبروا﴾ عَلٰى اَذَاهُمْ ﴿وتتقوا﴾ اَللّٰهَ فِيْ مُوَالَاتِهِمْ وَغَيْرِهَا ﴿لا يضركم﴾ بِكَسْرِ الضَّادِ وَسُكُوْنِ الرَّاءِ وَضَمِّهَا وَتَشْدِيْدِهَا ﴿كيدهم شيئا ان الله بما يعملون﴾ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ ﴿محيط (۱۲۰)﴾ عَالِمٌ فَيُجَازِيْهِمْ بِهٖ۔

﴿ترجمہ﴾

تم بہتر ہو (اے امتِ محمد ﷺ! اللہ ﷻ کے علم میں) سب امتوں میں......۱...... جو ظاہر ہوئیں (اخرجت بمعنی اظہرت ہے) لوگوں میں، بھلائی کا حکم دیتے ہو برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اور اگر کتابی ایمان لاتے تو (ایمان لانے میں) انکا بھلا تھا ان میں کچھ مسلمان ہیں (جیسے حضرت عبداللہ بن سلام ﷺ اور انکے ساتھی) اور زیادہ کافر (فاسقون بمعنی کافرون ہے) وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے (یعنی اے مسلمانو! یہودی تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے) مگر یہی ستانا (اس طرح کہ وہ زبان سے برا بھلا کہیں گے یا پھر دھمکیاں دیں گے) اور اگر تم سے لڑیں تو تمہارے سامنے سے پیٹھ پھیر جائیں گے (یعنی شکست کھائیں گے) پھر انکی مدد نہ ہوگی (تمہارے خلاف بلکہ انکے خلاف تمہاری مدد ہوگی) ان پر جمادی گئی خواری جہاں ہوں امان نہ پائیں (یعنی جہاں کہیں بھی وہ ہوں عزت اور پناہ نہ پائیں گے......۲......) مگر (وہ ہوں) اللہ کی ڈور اور آدمیوں کی ڈور سے (یہاں الناس سے مراد مومنین ہیں اور اس ڈور سے مراد وہ عہد ہے جو مسلمانوں نے یہودیوں سے کیا ہو کہ وہ مسلمانوں کو جزیہ ادا کرنے کی صورت میں انہیں امان ہوگی، اس کے بغیر انکے بچاؤ کی کوئی صورت نہ ہوگی) اور وہ لوٹے (باءوا بمعنی رجعوا ہے) اللہ کے غضب سے اور ان پر جمادی گئی محتاجی ......۳...... یہ اس لئے کہ (یعنی یہ اس سبب سے ہے کہ وہ) اللہ کی آیتوں سے کفر کرتے اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے، یہ (ذلک ماقبل کی تاکید کیلئے ہے) اس لئے کہ نافرمان (تھے اللہ کے حکم کے) اور سرکش تھے (کہ حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرتے تھے) نہیں (یعنی اہل کتاب) سب ایک سے (یعنی برابر)، کتابیوں میں کچھ وہ ہیں کہ حق پر قائم ہیں (یعنی حق پر ثابت قدم ہیں جیسے حضرت عبداللہ بن سلام ﷺ اور انکے ساتھی) اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں رات کے اوقات میں (یعنی اٰناء بمعنی ساعات ہے) اور سجدہ کرتے ہیں (نماز میں مشغول رہتے ہیں، وھم یسجدون، یتلون کے فاعل سے حال ہے) اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لاتے ہیں اور بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نیک کاموں پر دوڑتے ہیں اور یہ لوگ (جو اللہ ﷻ کے ذکر کردہ اوصاف سے متصف ہیں) لائق ہیں (اور جو اہل کتاب میں سے ایسے نہیں اور نہ ہی اس قابل ولائق ہیں) اور وہ جو بھلائی کریں (یفعلوا میں دو قراٰتیں ہیں اگر تاء کے ساتھ تفعلوا ہو تو معنی ہوگا ایتھا الامۃ اور اگر یاء کے ساتھ یفعلو ہو تو معنی ہوگا امۃ قائمۃ) انکا حق نہ مارا جائیگا (یکفروا میں بھی دو قراٰتیں ہیں یعنی اسکو ثواب سے محروم نہ کیا جائے گا بلکہ انہیں اس پر بدلہ دیا جائے گا) اور اللہ کو معلوم ہیں ڈر والے وہ جو کافر ہوئے نہ بچا سکیں گے (یعنی دور نہ کر سکیں گے) انکے مال اور نہ انکی اولاد انکو اللہ سے (یعنی اسکے عذاب سے) ذرہ بھر (مال اور اولاد کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس لئے ہے کہ انسان اپنا بچاؤ کبھی فدیہ دیکر کرتا ہے اور کبھی اولاد کے بل بوتے پر) اور وہ جہنمی ہیں انکو ہمیشہ اس میں رہنا کہاوت (صفت) اس کی جو خرچ کرتے ہیں (یعنی کفار) اس دنیا کی زندگی میں......۴...... (نبی پاک علیہ ﷺ کی عداوت یا صدقہ وغیرہ میں) اس ہوا کی سی ہے جس میں پالا ہو (یعنی جو سخت گرم یا ٹھنڈی ہو......۵......) وہ کھیتی پر پڑی (حرث بمعنی زرع ہے) ایک ایسی قوم کی جو اپنا ہی برا کرتے تھے (کفر اور معصیت کر کے) تو اسے بالکل مار گئی (وہ لوگ اس سے نفع نہ اٹھا سکیں گے، اسی طرح انکے نفقات بیکار ہیں وہ ان سے فائدہ نہ اٹھا سکیں گے) اور اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا (انکے نفقات کو ضائع کر کے) ہاں وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں (کفر کر کے کہ یہی کفر انکے ضیاع کا سبب ہے) اے ایمان والو! راز دار نہ بناؤ (یعنی ایسا دوست نہ بناؤ جو تمہارے رازوں پر واقف ہوں) غیروں کو (یعنی یہودیوں، نصرانیوں اور منافقوں کو) وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے (خبالا منصوب بنزع الخافض ہے، یعنی وہ تمہارے لئے فساد میں کمی نہیں چھوڑتے) انکی آرزو ہے (یعنی وہ تمنا کرتے ہیں کہ) جتنی ایذا تمہیں پہنچے (عنت کا معنی ہے سخت تکلیف) جھلک اٹھا (یعنی ظاہر ہو چکا) بیر (یعنی انکی تمہارے لئے عداوت) انکی باتوں سے (یعنی تمہاری غیبت کرنے اور

تمہارے راز مشرکین تک پہنچانے سے) اور وہ جو سینے میں چھپائے ہیں (یعنی عداوت) اور بڑا ہے، ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سنا دیں (انکی عداوت پر) اگر تمہیں عقل ہو (اس کو تو تم ان سے دوستی نہ کرنا) سنتے ہو (ھا تنبیہ کیلئے ہے) یہ جو تم ہو (اے مسلمانو!) تم تو انہیں چاہتے ہو (ان سے قرابت داری اور دوستی کیوجہ سے) اور وہ تمہیں نہیں چاہتے (تم سے دینی مخالفت کی وجہ سے) اور حال یہ کہ تم سب کتابوں پر ایمان لاتے ہو (یعنی تمام آسمانی کتابوں پر لیکن وہ تمہاری کتاب پر ایمان نہیں لاتے) اور وہ جب تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور اکیلے ہوں تو تم پر انگلیاں چبائیں (یعنی انگلیوں کے پورے) غصے سے (جب وہ تمہارا آپس میں اکٹھا ہونا دیکھیں تو جوش وغضب میں انگلیاں چبائیں......۶......، اس جوش وغضب کو مجاز اعض الاناMل سے تعبیر کیا گیا ہے اگر چہ حقیقت میں وہ ایسا نہیں کرتے تھے) تم فرمادو کہ مرجاؤ اپنی گھٹن میں (یعنی مرتے دم تک اس حال پر رہو کہ تمہیں کبھی خوشی دیکھنا نصیب ہی نہ ہو) اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات (یعنی جو باتیں دلوں میں ہیں اور ان میں وہ باتیں بھی شامل ہیں جو یہ لوگ اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں) تمہیں کوئی پہنچے (تمسکم بمعنی تصبکم ہے) بھلائی (یعنی نعمت، جیسا کہ نصرت، مال اور غنیمت) تو انہیں برا لگے (یعنی انہیں غمگین کرے) اور تم کو برائی پہنچے (جیسا کہ ہزیمت اور قحط سالی) تو اس پر خوش ہوں (جملہ شرطیہ شرط کے ساتھ متصل ہے اور دونوں کے درمیان جملہ معترضہ قل موتوا ...... الخ ہے، یعنی وہ تمہاری عداوت میں انتہاء کو پہنچ چکے ہیں لہذا ان سے دوستی نہ کرو بلکہ ان سے بچو) اور اگر تم صبر کرو (انکی اذیت پر) اور ڈرتے رہو (اللہ سے، ان کی دوستی وغیرہ کے معاملے میں) تو تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا (یضرکم ضاد کے کسرہ اور راء کے سکون اور ضاد کے ضمہ اور راء کی تشدید کے ساتھ دونوں لغتیں ہیں) ان کا داؤ بیشک ان کے سب کام (یعملون بالیاء والتاء دونوں لغتوں کے ساتھ ہے) خدا کے گھیرے میں ہیں (یعنی وہ انہیں جانتا ہے، انہیں ان کاموں پر جزاء دیگا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ﴾

کنتم: فعل ناقص با اسم، خیر: مضاف، امة: ذوالحال، اخرجت للناس: جملہ فعلیہ حال اول، تامرون بالمعروف: معطوف علیہ، وتنھون عن المنکر: معطوف اول، وتؤمنون باللہ: معطوف ثانی ملکر حال ثانی، ذوالحال اپنے دونوں حالوں سے ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر، کان، اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

﴿ولو امن اھل الکتب لکان خیرا لھم﴾

و: مستانفہ، لو: شرطیہ، امن اھل الکتب: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، کان: فعل ناقص با اسم، خیرا لھم: شبہ جملہ ہو کر خبر، کان، اپنے اسم وخبر سے ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿منھم المؤمنون واکثرھم الفسقون لن یضروکم الا اذی﴾

منھم: ظرف مستقر خبر مقدم، المومنون: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ، اکثرھم: خبر مقدم، الفسقون: مبتدا موخر ملکر جملہ اسمیہ، لن یضروا: فعل با فاعل، کم: مفعول، الا: للحصر، اذی: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وان یقاتلوکم یولوکم الادبار ثم لاینصرون﴾

و: عاطفہ،ان: شرطیہ،یقاتلوکم: فعل بافاعل مفعول ملکر شرط،یولوکم: فعل بافاعل مفعول،الادبار: مفعول ثانی،ملکر جزاء،ملکر جملہ شرطیہ،ثم: عاطفہ استینافیہ،لا ینصرون: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ضربت علیهم الذلة اینما ثقفوا الا بحبل من الله و حبل من الناس﴾

ضربت: فعل،علیهم: ظرف لغو،الذلة: نائب الفاعل،اینما: شرطیہ مضاف،ثقفوا: فعل بافاعل ملکر شرط، فقد ضربت علیهم جزاء محذوف، ملکر مضاف الیہ،اپنے مضاف سے ملکر ظرف مکان متعلق بضربت،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،الا: للاستثناء،بحبل من الله وحبل...... الخ: جارمجرور فی محل نصب مستثنی ہے،محذوف اعم الاحوال سے بمعنی حال،یعنی ضربت علیهم الذلة فی اعم احوالهم الا فی هذه الحالة وهی اعتصامهم بحبل من الله ۔

﴿وباء و بغضب من الله وضربت علیهم المسکنة﴾

و: عاطفہ،باء وا: فعل بافاعل،ب: جار،غضب من الله: مرکب توصیفی مجرور،ملکر ظرف،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،ضربت علیهم المسکنة: فعل باظرف لغو ونائب الفاعل جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک بانهم کانوا یکفرون بایت الله و یقتلون الانبیاء بغیر الحق﴾

ذلک: مبتدا،ب: جار،ان: حرف مشبہ،هم: اسم،کانوا: فعل ناقص واؤ ضمیر اسم،یکفرون بایت الله: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ویقتلون الانبیاء بغیر حق: معطوف ملکر خبر،کانوا، اپنے اسم اور خبر سے ملکر خبر،انّ اپنے اسم وخبر ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک بما عصوا و کانوا یعتدون لیسوا سواء﴾

ذلک: مبتدا، ب: جار،ما: مصدریہ،عصوا: معطوف علیہ،و کانوا یعتدون: معطوف ملکر بتاویل مصدر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،لیسوا: فعل،واو ضمیر اسم،سواء: خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿من اهل الکتب امة قائمة یتلون ایت الله اناء الیل وهم یسجدون﴾

من اهل الکتب: ظرف مستقر خبر مقدم،امة: موصوف،قائمة: صفت اول،یتلون: فعل،واو ضمیر ذوالحال،ایت الله: مفعول بہ ،اناء الیل: ظرف زمان،وهم یسجدون: حال ملکر فاعل،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت ثانی،اپنے موصوف سے ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یؤمنون بالله والیوم الاخر ویامرون بالمعروف وینهون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات﴾

یومنون: بالله والیوم الاخر: جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ،ویامرون بالمعروف: معطوف اول،وینهون عن المنکر:

معطوف ثانی، ویسارعون فی الخیرات: معطوف ثالث،ملکر صفت ثالث ماقبل امۃ موصوف کیلئے۔

﴿واولئک من الصلحین ومایفعلوا من خیر فلن یکفروہ﴾

واولـئـک من الصلحین: جملہ اسمیہ مستانفہ،و: مستانفہ،ما: شرطیہ مفعول بہ، یفعلوا: فعل بافاعل،من خیر: حال ہے فاعل سے،ملکر جملہ فعلیہ شرط،فلن یکفروہ: جملہ فعلیہ ہوکر جزاء،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ علیم بالمتقین ان الذین کفروا لن تغنی عنھم اموالھم ولا اولادھم من اللہ شئا﴾

والـلّٰہ علیم بالمتقین: جملہ اسمیہ مستانفہ، ان: حرف مشبہ، الذین کفروا: موصول صلہ ملکر اسم،لن تغنی: فعل،عنھم: ظرف ،اموالھم: معطوف علیہ،ولااولادھم: معطوف ملکر فاعل،مـن اللّٰہ: حال مقدم،شیـئا: ذوالحال،ملکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ان کی خبر،ان،اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واولئک اصحب النار ھم فیھا خلدون﴾

و: عاطفہ،اولئک: مبتدا،اصحب النار: خبر اول،ھم فیھا خلدون: خبر ثانی......ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿مثل ماینفقون فی ھذہ الحیوۃ الدنیا کمثل ریح فیھا صر اصابت حرث قوم ظلموا انفسھم فاھلکتہ﴾

مثل: مضاف،مـا: موصول،یـنـفقون...... الخ: جملہ فعلیہ صلہ،موصول سے ملکر مضاف الیہ،ملکر مبتدا،ک: جار،مثل: مضاف، ریح: موصوف،فیھا صر: جملہ اسمیہ صفت اول ،اصابت حرث ......الخ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فاھلکتہ: معطوف ملکر صفت ثانی،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما ظلمھم اللہ ولکن انفسھم یظلمون﴾

و: مستـانفہ،مـاظلمھم: فعل ومفعول،اللّٰہ: اسم جلالت فاعل،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،لکن: مخففہ،انفسھم: مفعول مقدم، یظلمون: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا لاتتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا﴾

یـایھا الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ،لاتتخذوا: فعل بافاعل،بطانۃ: موصوف،من دونکم: صفت اول،لا یـالونکم خبالا: صفت ثانی،ملکر مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر﴾

ودوا: فعل بافاعل،مـاعـنـتـم: فعل بافاعل بتاویل مصدر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت ثالث بـطـانۃ کی ،قـد: تحقیقیہ، بدت: فعل،البـغضاء: فاعل، من افواھھم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صفت رابع بطانۃ کی،و: مستانفہ،ما: موصولہ،تـخفی

صدورهم: جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مبتدا، اکبر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قد بینا لکم الایت ان کنتم تعقلون﴾

قد: تحقیقیہ، بینا: فعل بافاعل، لکم: ظرف لغو، الایت: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان: شرطیہ، کنتم تعقلون: جملہ فعلیہ شرط، فلا توالوهم جواب شرط محذوف، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ها انتم اولاء تحبونهم ولا یحبونکم وتومنون بالکتب کلہ﴾

ها: تنبیہ، انتم: مبتدا، اولاء: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، تحبونهم: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ و: عاطفہ، لایحبونکم: فعل نفی بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف ہے، و: عاطفہ، تؤمنون بالکتب کلہ: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿واذا لقوکم قالوا امنا واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ﴾

و: استئنافیہ، اذا: شرطیہ، لقوکم: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قالوا امنا: قول مقولہ ملکر جزاء، جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، اذا: شرطیہ، خلوا: فعل بافاعل ملکر شرط، عضوا: فعل بافاعل، علیکم: ظرف لغو، الانامل: مفعول، من الغیظ: فی محل نصب مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور﴾

قل: فعل بافاعل ملکر قول، موتوا: فعل بافاعل، بغیظکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ان اللہ علیم بذات الصدور: ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ان تمسسکم حسنة تسؤهم وان تصبکم سیئة یفرحوا بها﴾

ان: شرطیہ، تمسسکم حسنة: فعل بافاعل ومفعول ملکر شرط، تسوهم: جملہ فعلیہ جزاء، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ، و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تصبکم سیئة: جملہ فعلیہ شرط، یفرحوا بها: جملہ فعلیہ جزاء، ملکر جملہ شرطیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدهم شیئا ان اللہ بما یعملون محیط﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تصبروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وتتقوا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، لا یضرکم: فعل بامفعول، کیدهم: فاعل، شیئا: مفعول، ملکر جزاء، ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔ ان: حرف مشبہ، اللہ: اسم، بما یعملون: ظرف لغو مقدم، محیط: اسم فاعل، شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... کنتم خیر امة ......☆ یہودیوں میں سے مالک بن صیف اور وہب بن یہودا نے حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ اصحاب

رسول اللہ ﷺ سے کہا ہم تم سے افضل ہیں اور ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے جسکی تم ہمیں دعوت دیتے ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل میری امت کو گمراہی پر جمع نہ فرمائیگا اور اللہ کا دستِ رحمت جماعت پر ہے تو جو جماعت سے جدا ہوا دوزخ میں گیا۔

☆......لن یضروکم الا اذی ......☆ زبانی طعن و تشنیع وغیرہ، یہودیوں میں سے جو لوگ اسلام لائے تھے جیسے حضرت عبداللہ بن سلام اور انکے ہمراہی روسائے یہود انکے دشمن ہو گئے اور انہیں ایذا دینے کی فکر میں رہنے لگے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ عزوجل نے ایمان والوں کو مطمئن کر دیا کہ زبانی قیل وقال کے سواوہ مسلمانوں کو کوئی آزار نہ پہنچا سکیں گے غلبہ مسلمانوں ہی کو رہے گا اور یہود کا انجام ذلت ورسوائی ہے۔

☆......لیسوا سواء من اھل الکتب......☆ جب حضرت عبداللہ بن سلام اور انکے اصحاب ایمان لائے تو احبار یہود نے جل کر کہا کہ محمد ﷺ پر ہم میں سے جو ایمان لائے ہیں وہ برے لوگ ہیں اگر برے نہ ہوتے تو اپنے باپ دادا کا دین نہ چھوڑتے اس پر یہ آیت نازل فرمائی گئی۔ عطا کا قول ہے کہ من اھل الکتاب امۃ قائمۃ سے چالیس مرد اہل نجران کے، بتیس حبشہ کے اور آٹھ روم کے مراد ہیں جو دین عیسوی پر تھے پھر حضور ﷺ پر ایمان لے آئے۔

☆......ان الذین کفروا لن تغنی ......☆ یہ آیت بنی قریظہ ونضیر کے حق میں نازل ہوئی۔ یہود کے رؤساء نے تحصیل ریاست ومال کی غرض سے رسول کریم ﷺ سے دشمنی کی تھی اللہ عزوجل نے اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ انکے مال و اولاد کچھ کام نہ آئینگے وہ رسول ﷺ کی دشمنی میں ناحق اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت مشرکین قریش کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ ابو جہل کو اپنی دولت ومال پر بڑا فخر تھا اور ابوسفیان نے بدر واُحد میں مشرکین پر بہت مال خرچ کیا تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت تمام کفار کے حق میں عام ہے ان سب کو بتایا گیا کہ مال اولاد میں سے کوئی بھی کام آنے والا اور عذاب الٰہی سے بچانے والا نہیں۔

☆......یایھا الذین امنوا لا تتخذوا ......☆ بعض مسلمان یہود سے قرابت اور دوستی اور پڑوس وغیرہ تعلقات کی بناء پر میل جول رکھتے تھے انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سب سے بہترین امت:

۱......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ عزوجل میری امت کو گمراہی پر جمع نہ فرمائے گا پس جب تم ان میں اختلاف دیکھو تو تم پر لازم ہے کہ سوادِ اعظم کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔

(ابن ماجہ کتاب الفتن،باب السواد اعظم، ص ۶۵۱)

☆...... حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میری امت رحم کی ہوئی ہے اس پر آخرت میں عذاب نہ ہوگا بلکہ اس کا عذاب دنیا میں فتنہ، زلزلہ اور قتل ہے۔ (ابو داؤد، کتاب الفتن، باب مایرجی فی القتل، ص ۷۹۵)

☆......حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جنتیوں کی 120 صفیں ہوں گی جس میں سے 80 صفیں فقط میری امت کی اور 40 باقی امتوں کی ہوں گی۔

(ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب صفۃ امۃ محمد ﷺ، ص ۷۱۰)

☆......حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری امت کے 70 ہزار افراد کو بغیر حساب وعذاب کے جنت میں داخل کرے گا اور ہر ہزار کیساتھ 70 ہزار اور ہوں گے، اسکے سوا میرے رب عزوجل کی تین بے مثال مٹھیاں ہوں گی جنہیں وہ اپنی خاص بخشش سے جنت میں داخل کرے گا۔

(ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب صفۃ امۃ محمد ﷺ، ص ۷۱۰)

''ضربت علیھم الذلۃ'' کا مطلب:

۲......یہ ذلت جو (یہود) پر مسلط ہوگی وہ انکی جان، مال اور اہل میں نقصان کی وجہ سے ہوگی۔ ایک قول یہ ہے کہ باطل کے ساتھ جمے رہنے اور ادائے جزیہ انکی ذلت کا سبب بنا۔ اور حسن نے کہا کہ اللہ عزوجل انہیں ایسا ذلیل کرے گا کہ ان کے لیے کوئی عزت وطاقت نہ ہوگی۔ اور اللہ عزوجل انہیں مسلمانوں کے زیرِ قدم کردے گا اور یہ پسپائی خیمے ڈالنے اور تلواروں سے لڑنے کی وجہ سے ہوگی۔

(ماخوذ از روح المعانی، الجزء الرابع، ص ۳۳٤)

''وضربت علیھم المسکنۃ'' کا مطلب:

۲......محتاجی ان پر یوں احاطہ کیے ہوئے ہوگی جس طرح کہ گھر، گھر والوں کا احاطہ کیے ہوئے ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ بخل اور حرص انہیں گھیرے ہوگا کیونکہ بخیل اپنا مال خرچ نہیں کرتا اور ہمیشہ مساکین کی طرح رہتا ہے۔ اور لالچی شخص مال کی طلب میں ہمیشہ تھکاوٹ اور مشقت میں رہتا ہے۔ امام بیضاوی فرماتے ہیں کہ یہودی اکثر فقراء اور مساکین ہوتے ہیں۔ (المظھری، ج ۱، ص ۵۳٤)

کافروں کا دنیا کی زندگی میں خرچ کرنا:

۳......ایک قول کے مطابق اس سے مراد ابوسفیان اور اسکے ساتھیوں کا بدر اور احد میں رسول اللہ ﷺ کے مدمقابل مال خرچ کرنا ہے جبکہ دوسرے قول کے مطابق یہود کا اپنے علماء اور روساپر مال خرچ کرنا مراد ہے ایک اور قول کے مطابق اس سے مراد کفار کے تمام صدقات اور نفقات مراد ہیں جو انہوں نے دنیا میں کیے۔

(الخزن، ج ۱، ص ۲۸۸)

''کمثل ریح فیھا صر'' کا معنی:

۴......صر سے مراد شدید ٹھنڈ ہے یہ قول حضرت ابن عباس اور ایک جماعت کا ہے جبکہ زجاج کہتے ہیں کہ صر سے مراد آگ کی لپیٹ سے پیدا ہونے والی آواز ہے اور یہ آواز کبھی ہوا سے بھی پیدا ہوتی ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ صر کی اصل ٹھنڈی ہوا کی سرسراہٹ ہے۔

(روح المعانی، الجزء الرابع، ص ۳٤۳)

کافروں کا غصے سے انگلیاں چبانا:

۵......صحاح میں ہے کہ غیظ سخت غصے کو کہتے ہیں، یہ وہ حرارت ہوتی ہے جو انسان دل کے خون کے جوش کی وجہ سے پاتا

ہے، مطلب یہ کہ وہ اپنے پورے افسوس اور حسرت سے کاٹتے ہیں۔ اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب تمہاری حکومت دیکھتے ہیں اور تمہیں نقصان پہنچانے کی کوئی راہ نہیں پاتے کیونکہ انہیں تم پر سخت غصہ ہے اور اسلئے کہ انہیں اپنا قول امنا پسند ہے جبکہ وہ یہ قول کرنے پر بھی مجبور ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ اس سے مراد شدید غصہ ہے اگر چہ پوروں کا کاٹنا نہ پایا جائے۔ (المظھری، ج ۱، ص ۵۳۸)

اغراض:

فی علم اللہ: کہا جاتا ہے کہ فی علم اللہ سے مراد فی لوح محفوظ ہے یعنی لوح محفوظ میں تم بہترین امت ہو یا یہ مراد ہے کہ سابقہ امتوں کی کتابوں میں تم بہترین امت ہو۔ وو عید: یعنی مومنوں کو اس قول کے ذریعے کہ ہم ان پر غالب آئیں گے، اور عنقریب ہمارے لئے عزت ہوگی اور مومنوں کے لئے ذلت۔ و لا اعتصام: فلا عز لھم پر معطوف ہے اور یہ کلام ترتیب کی وجہ سے لائے۔ فلا عز لھم: اور یہود کے لئے ذلت اس طرح ہوئی کہ ان میں اصلاً کوئی حکمران نہ پایا گیا، پس یہود ذلت میں مومنین اور نصاریٰ پر غالب رہیں گے اللہ کے فرمان ﴿و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا﴾ کے مطابق۔ ای لا عصمۃ لھم غیر ذلک: لیکن اگر انہوں نے اللہ کی رسی کو تھام لیا تو ان سے ذلت اٹھ جائے گی اور وہ اپنی جان و مال کو محفوظ کر لیں گے اور اگر لوگ اپنی جان و مال کو محفوظ کر لیں اور ذلت میں زندگی گزاریں۔

ذلک: یعنی ان پر ذلت محتاجی اور اللہ کی جانب سے غضب آیات کا انکار کرنے اور حضرات انبیائے کرام کو ناحق قتل کرنے کی وجہ سے ہوگا۔ او صدقۃ: یعنی کافروں کا اپنے کفار یا مسلمان فقراء پر خرچ کرنا۔ و نحوھا: جیسا کہ صلہ رحمی اور فقراء کی خیر خواہی۔

تاکید: پس نافرمانی اور حد سے تجاوز کرنا، سے مراد عین کفر ہے (یعنی اللہ ﷻ کی آیات کا انکار کرنا) اور حضرات انبیائے کرام کو ناحق قتل کرنا، اور یہ بھی احتمال ہے کہ نافرمانی، حد سے آگے بڑھنا اور حضرات انبیائے کرام کا قتل کرنا تاکید نہیں بلکہ تعلیل ہے ایک علت کی وجہ سے، اور وہ علت ﴿ضرب الذلۃ والمسکنۃ و الغضب من اللہ کفرھم وقتلھم الانبیاء﴾ ہے، اور کفر اور قتل اللہ کے حکم کی نافرمانی اور حد سے بڑھنے کی وجہ سے ہوگا۔ یدفع عن نفسہ: یعنی دنیا میں۔

کعبد اللہ بن سلام واصحابہ: یعنی یہود میں سے، نجاشی اور چالیس نصاریٰ نجران سے، اور بتیس ۳۲ حبشہ سے، اور تین روم سے، انصار کی جماعت میں سے اسعد بن زرارہ، براء بن معرور، محمد بن مسلمہ، اور صرمہ بن انس، یہ لوگ سابقہ شرائع کے پیروکار تھے پھر سید عالم ﷺ کی بعثت کی تصدیق کی اور آپ ﷺ کے دین کی مدد کی۔ ای فی ساعاتہ: لغوی اعتبار ہے مراد یہ ہے کہ رات کی گھڑیوں میں وقت سے آنکھوں کو جگائے رکھنا، اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿تتجافی جنوبھم عن المضاجع﴾۔ یصلون: نماز کو سجدہ کا نام دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ سجدہ نماز کے اجزاء میں سے قابل شرف و تکریم جزء ہے۔ فی عداوۃ النبی: سید عالم ﷺ کے غزوات میں کافروں کے خرچ کرنے کی مثال مراد ہے۔ ای لا یقصرون لکم فی الفساد: یعنی ان کے نزدیک یہ کوئی تقصیر نہیں ہے بلکہ یہ ان کی شان ہے۔ فلا تو الوھم: اس جملے میں اشارہ ہے کہ جواب شرط محذوف ہے۔ (الصاوی، ج ۱، ص ۲۶۰ وغیرہ)

الکافرون: کافروں کے کفر کو فسق سے تعبیر کیا، اس میں اشارہ ہے کہ وہ اپنے دین میں اسی طرح فسق یعنی نافرمانی کرتے ہیں، پس اہل کتاب فسق سے عدول نہیں کرتے تو وہ اسلام سے بھی نکل جاتے ہیں اور اپنے دین سے بھی۔ و منھم من لیسوا کذلک: یعنی وہ سابقہ ذکر کردہ مومنین کی صفات سے متصف نہیں ہیں بلکہ اس کی ضد سے تعلق رکھتے ہیں، شارح نے اس جملے سے اس جانب اشارہ کیا ہے کہ مذکورہ آیت میں اختصار اور حذف ہے کہ ایک فریق کے اوصاف ذکر کر کے دوسرے سے مستغنی کر دیا جائے، اور یہ اہل عرب کا

طریقہ ہے کہ وہ ایک فریق کا ذکر کرتے ہیں تا کہ دوسرے کے ذکر سے مستغنی کر دیں۔ (الجمل، ج ۱، ص ٤٦٤ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

﴿و﴾ اذْكُرْ يَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿اذ غدوت من اهلك﴾ مِنَ الْمَدِيْنَةِ ﴿تبوئ﴾ تُنَزِّلُ ﴿المؤمنين مقاعد﴾ مَرَاكِزَ يَقِفُوْنَ فِيْهَا ﴿للقتال والله سميع﴾ لِأَقْوَالِكُمْ ﴿عليم (۱۲۱)﴾ بِأَحْوَالِكُمْ، وَهُوَ يَوْمُ أُحُدٍ خَرَجَ ﷺ بِأَلْفٍ اَوْ اِلَّا خَمْسِيْنَ رَجُلاً وَّالْمُشْرِكُوْنَ ثَلاثَةُ اٰلافٍ وَنَزَلَ بِالشِّعْبِ يَوْمَ السَّبْتِ سَابِعَ شَوَّالٍ سَنَةَ ثَلٰثٍ مِّنَ الْهِجْرَةِ وَجَعَلَ ظَهْرَهُ وَعَسْكَرَهُ اِلٰى اُحُدٍ وَّسَوّٰى صُفُوْفَهُمْ وَاَجْلَسَ جَيْشًا مِّنَ الرُّمَاةِ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ بِسَفْحِ الْجَبَلِ وَقَالَ اِنْضِحُوْا عَنَّا بِالنَّبْلِ لَا يَاْتُوْنَا مِنْ وَّرَآئِنَا وَلَا تَبْرَحُوْا غُلِبْنَا اَوْ نُصِرْنَا ﴿اذ﴾ بَدَلٌ مِّنْ اِذْ قَبْلَهُ ﴿همت﴾ بَنُوْ سَلِمَةَ وَبَنُوْ حَارِثَةَ جَنَاحَا الْعَسْكَرِ ﴿طائفتن منكم ان تفشلا﴾ تَجْبُنَا عَنِ الْقِتَالِ وَتَرْجِعَا لَمَّا رَجَعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ الْمُنَافِقُ وَاَصْحَابُهُ وَقَالَ: عَلَامَ نَقْتُلُ اَنْفُسَنَا وَاَوْلَادَنَا وَقَالَ لِاَبِيْ جَابِرٍ السُّلَمِيِّ الْقَائِلِ لَهُ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ فِيْ نَبِيِّكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ: لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ فَثَبَّتَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَمْ يَنْصَرِفَا ﴿والله وليهما﴾ نَاصِرُهُمَا ﴿وعلى الله فليتوكل المؤمنون (۱۲۲)﴾ لِيَثِقُوْا بِهِ دُوْنَ غَيْرِهِ وَنَزَلَ لَمَّا هُزِمُوْا تَذْكِيْرًا لَّهُمْ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ ﴿ولقد نصركم الله ببدر﴾ مَّوْضِعٌ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ ﴿وانتم اذلة﴾ بِقِلَّةِ الْعَدَدِ وَالسِّلَاحِ ﴿فاتقوا الله لعلكم تشكرون (۱۲۳)﴾ نِعَمَهُ ﴿اذ﴾ ظَرْفٌ لِّنَصَرَكُمْ ﴿تقول للمؤمنين﴾ تُوْعِدُهُمْ تَطْمِيْنًا لِّقُلُوْبِهِمْ ﴿الن يكفيكم ان يمدكم﴾ يُعِيْنَكُمْ ﴿ربكم بثلثة الاف من الملئكة منزلين (۱۲۴)﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ ﴿بلى﴾ يَكْفِيْكُمْ ذٰلِكَ، وَفِي الْاَنْفَالِ بِاَلْفٍ لِاَنَّهُ اَمَدَّهُمْ اَوَّلًا بِهَا ثُمَّ صَارَتْ ثَلٰثَةً ثُمَّ صَارَتْ خَمْسَةً كَمَا قَالَ تَعَالٰى ﴿ان تصبروا﴾ عَلٰى لِقَآءِ الْعَدُوِّ ﴿وتتقوا﴾ اللّٰهَ فِي الْمُخَالَفَةِ ﴿وياتوكم﴾ اَيِ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿من فورهم﴾ وَقْتِهِمْ ﴿هذا يمددكم ربكم بخمسة الاف من الملئكة مسومين (۱۲۵)﴾ بِكَسْرِ الْوَاوِ وَفَتْحِهَا اَيْ مُعَلَّمِيْنَ وَقَدْ صَبَرُوْا وَاَنْجَزَ اللّٰهُ وَعْدَهُمْ بِاَنْ قَاتَلَتْ مَعَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلٰى خَيْلٍ بُلْقٍ؛ عَلَيْهِمْ عَمَآئِمُ صُفْرٍ اَوْ بِيْضٍ اَرْسَلُوْهَا بَيْنَ اَكْتَافِهِمْ ﴿وما جعله الله﴾ اَيِ الْاِمْدَادَ ﴿الا بشرى لكم﴾ بِالنَّصْرِ ﴿ولتطمئن﴾ تَسْكُنَ ﴿قلوبكم به﴾ فَلَا تَجْزَعُ مِنْ كَثْرَةِ الْعَدُوِّ وَقِلَّتِكُمْ ﴿وما النصر الا من عند الله العزيز الحكيم (۱۲۶)﴾ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَلَيْسَ بِكَثْرَةِ الْجُنْدِ ﴿ليقطع﴾ مُتَعَلِّقٌ بِنَصَرَكُمْ اَيْ لِيُهْلِكَ ﴿طرفا من الذين كفروا﴾ بِالْقَتْلِ وَالْاَسْرِ ﴿او يكبتهم﴾ يُذِلَّهُمْ

بِـالْهَـزِيْـمَةِ ﴿فينقلبوا﴾ يَرْجِعُوْا ﴿خائبين(١٢٧)﴾ لَمْ يَنَالُوْا مَا رَامُوْهُ وَلَمَّا كُسِرَتْ رُبَاعِيَتُهُ ﷺ وَشُجَّ وَجْهُهُ يَوْمَ اُحُدٍ وَقَالَ: "كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ خَضَبُوْا وَجْهَ نَبِيِّهِمْ بِالدَّمِ۔" نَزَلَتْ ﴿ليس لك من الامر شيء﴾ بَلِ الْاَمْرُ لِلّٰهِ فَاصْبِرْ ﴿او﴾ بِمَعْنٰى اِلٰى اَنْ ﴿يتوب عليهم﴾ بِالْاِسْلَامِ ﴿او يعذبهم فانهم ظلمون(١٢٨)﴾ بِالْكُفْرِ ﴿ولله ما في السموت وما في الارض﴾ مِلْكًا وَّخَلْقًا وَّعَبِيْدًا ﴿يغفر لمن يشاء﴾ اَلْمَغْفِرَةَ لَهُ ﴿ويعذب من يشاء﴾ تَعْذِيْبَهُ ﴿والله غفور﴾ لِاَوْلِيَائِهِ ﴿رحيم(١٢٩)﴾ بِاَهْلِ طَاعَتِهِ۔

﴿ترجمہ﴾

اور (یاد کروائے محمد ﷺ) جب صبح کو تم اپنے دولت خانے سے برآمد ہوئے (یعنی مدینہ سے) قائم کرتے (مرتب کرتے) مسلمانوں کو مورچوں پر (یعنی ان مراکز پر جن میں انہیں کھڑا ہونا تھا) لڑائی کیلئے ......اور اللہ سنتا ہے (تمہاری باتوں کو) اور جانتا ہے (تمہارے احوال کو اور وہ اُحُد کا دن تھا جب نبی پاک ﷺ ایک ہزار یا ساڑھے نو سو مجاہدین کا لشکر لیکر نکلے جبکہ مشرکین تعداد میں تین ہزار تھے آپ ﷺ نے مقام شعب میں ہفتے کے دن ۷ شوال ۳ ہجری کو پڑاؤ ڈالا، آپ ﷺ نے اپنی اور اپنے لشکر کی پشت احد کی طرف کرلی اور صفیں درست فرمادیں اور تیر اندازوں کا ایک دستہ حضرت عبداللہ بن جبیر ؓ کی سربراہی میں پہاڑ کی گھاٹی پر بٹھادیا اور ارشاد فرمایا کہ تیروں کے ساتھ ہمارا دفاع کرنا تاکہ دشمن ہم پر پشت سے حملہ آور نہ ہو اور اپنی جگہ نہ چھوڑنا چاہے ہم غالب ہوں یا مغلوب) جب (یہ اذ ماقبل اذ سے بدل ہے) تم میں کے دو گروہوں کا ارادہ ہوا (بنو سلمہ اور بنو حارثہ کا جو لشکر کے بازو تھے) کہ نامردی کر جائیں (یعنی میدان جنگ چھوڑ کر واپس چلے جائیں جب منافق عبداللہ بن اُبی اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس جانے لگا یہ کہتے ہوئے کہ ہم کس بناء پر اپنی جانوں اور اولاد کو قتل کریں اور ابو جابر اسلمی نے اسے روکتے ہوئے کہا کہ میں تمکو تمہارے اور تمہارے نبی ﷺ کے بارے میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں لیکن وہ کہنے لگا اگر ہم لڑنا جانتے تو تمہاری پیروی کرتے اللہ ﷻ نے ان دونوں قبائل کو ثابت قدم رکھا اور وہ نہ پھرے) اور اللہ انکا سنبھالنے والا ہے (یعنی مدد کرنے والا ہے) اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے (اسکے سوا کسی دوسرے پر وثوق نہیں کرنا چاہیے، یہ آیت مسلمانوں کو اللہ کی نعمت یاد دلانے کیلئے اس وقت نازل ہوئی جب مسلمان اُحد میں شکست سے دوچار ہوچکے تھے) اور بیشک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی (بدر مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے) جب تم بالکل بے سروسامان تھے (افرادی قوت اور ہتھیاروں کے حوالے سے قلت میں تھے) تو اللہ سے ڈرو کہیں تم شکر گزار ہو (اسکی نعمتوں کے) جب (اذا ظرف ہے نصرکم کا) اے محبوب! تم مسلمانوں سے فرماتے تھے (انکے اطمینان قلب کیلئے ان سے وعدہ فرماتے تھے کہ) کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہاری مدد کرے (یمدکم، یعینکم کے معنی میں ہے) تمہارا رب تین ہزار فرشتے اتار کر (لفظ مُنزلین تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) ہاں کیوں نہیں (یہ تمہیں کفایت کریگا، سورہ انفال میں ہے کہ اولا ہزار فرشتوں سے مدد اتاری پھر تین ہزار اور پھر پانچ ہزار جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا) اگر تم صبر کرو (دشمن سے مقابلے کی صورت میں) اور ڈرو (اللہ کی مخالفت سے) اور تم پر کافر آپڑیں (یعنی مشرکین) اسی دم (اس وقت) تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا (مسومین کو واؤ کے کسرہ اور فتحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے بمعنی نشان والے، پس صحابہ کرام ؓ ثابت قدم رہے اللہ ﷻ نے بھی اپنا وعدہ پورا فرمایا کہ فرشتے جو کہ ابلق گھوڑوں پر سوار تھے زرد اور سفید عمامے جنکے شملے انکے کاندھوں پر تھے انکے ساتھ شریک جنگ ہوئے) اور یہ (فتح) اللہ

نے نہ کی مگر تمہاری خوشی کیلئے (کہ اللہ کی مدد ملنے سے تم خوش ہو جاؤ) اور اس لئے کہ چین (سکون ملے) اس سے تمہارے دلوں کو (کہ دشمنوں کی کثرت اور تمہاری افرادی قوت کی قلت سے تمہارے دل نہ گھبرا جائیں) اور مدد نہیں مگر اللہ غالب حکمت والے کے پاس سے (وہ جسے چاہے مدد دے لشکر کی کثرت پر اس کا مدار نہیں) اسلئے کہ کاٹ دے (یہ لقد نصرکم کے متعلق ہے یعنی وہ ہلاک کردے) کافروں کا ایک حصہ (قتل اور قید کے ذریعے) یا انہیں ذلیل کرے (میدان جنگ میں شکست دیکر) کہ پھر جائیں (ینقلبوا بمعنی یرجعوا ہے) نامراد ہو کر (یعنی وہ اپنا مقصود حاصل نہ کر سکیں، جب اُحد کے دن دندان مبارک شہید ہوئے اور چہرۂ نازنیں پر زخم آئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے نبی کا چہرہ خون سے بھر دیا''، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی) یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں (بلکہ معاملہ اللہ کے سپرد ہے پس آپ صبر کیجئے) یا (او بمعنی الٰی اَنْ ہے) انہیں توبہ کی توفیق دے (کہ وہ اسلام لے آئیں) یا ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں (کفر کرنے کی وجہ سے) اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (سب اسکے مملوک، مخلوق اور بندے ہیں) جسے چاہے بخشے (یعنی جس کی مغفرت کرنا چاہے اسے بخش دے) اور جسے چاہے عذاب دے اور اللہ بخشنے والا (ہے، اپنے فرمانبرداروں کو) مہربان (ہے، اطاعت گزاروں پر)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ غدوت من اھلک تبوی المومنین مقاعد للقتال﴾

و: مستانفہ، اذ: مضاف، غدوت: فعل ت ضمیر ذوالحال، من اھلک: ظرف لغو، تبوی: فعل بافاعل، المومنین: مفعول بہ، مقاعد للقتال: مفعول بہ ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہو کر حال، ذوالحال سے ملکر فاعل، جملہ فعلیہ ہو کر مضاف الیہ، ملکر اذ کر کیلئے ظرف۔

﴿واللہ سمیع علیم اذ ھمت طائفتن منکم ان تفشلا واللہ ولیھما﴾

واللہ سمیع علیم: جملہ اسمیہ مستانفہ، اذ: مضاف، ھمت: فعل، طائفتن: موصوف، منکم: صفت، ملکر فاعل، ان تفشلا: بتاویل مصدر منصوب بنزع الخافض، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مضاف الیہ، ملکر اذ کر فعل محذوف کا ظرف، و: مستانفہ، اللہ ولیھما: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ﴾

و: عاطفہ، علی اللہ: ظرف لغو مقدم، ف: فصیحہ، لیتوکل: فعل، المومنون: فاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ جزا، شرط مقدر اذا حزب الامر و صعب کیلئے، و: مستانفہ، لقد تحقیقیہ، نصرکم: فعل، کم ضمیر ذوالحال، اللہ: اسم جلالت فاعل، ببدر: ظرف لغو، وانتم اذلۃ: جملہ اسمیہ ہو کر حال، ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون﴾

ف: فصیحہ، اتقوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، اللہ: مفعول، لعلکم تشکرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اذ تقول للمومنین الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثة الاف من الملئکة منزلین﴾

اذ: مضاف،تقول للمومنین: جملہ فعلیہ ہوکر قول،همزه: استفهامیہ،لن یکفیکم: فعل با مفعول،ان: مصدریہ،یمدکم ربکم: فعل با فاعل ومفعول،ب: جار،ثلثة الاف: موصوف،من الملئکة:ظرف مستقر صفت اول،منزلین: صفت ثانی، موصوف صفت ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،یمد، اپنے متعلقات سے ملکر بتاویل مصدر فاعل،فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقولہ،اپنے قول سے ملکر مضاف الیہ،اپنے مضاف سے ملکر ماقبل اذ سے بدل ہے۔

﴿ بلی ان تصبروا وتتقوا ویاتوکم من فورهم هذا یمددکم ربکم بخمسة الاف من الملئکة مسومین﴾

بلی: حرف ایجاب،ان: شرطیہ،تصبروا: معطوف علیہ،وتتقوا: معطوف اول،ویاتوکم من فورهم هذا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر شرط،یمددکم ربکم: فعل فاعل ومفعول،ب: جار، خمسة الاف: موصوف،من الملئکة: صفت اول، مسومین: صفت ثانی،موصوف،صفت ملکر مجرور، جار سے ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وماجعله الله الا بشری لکم ولتطمئن قلوبکم به﴾

و: مستانفه،ما جعل: فعل نفی،ه: ضمیر مفعول،الله: فاعل،الا: للحصر،بشری لکم: مفعول ثانی،و: عاطفه،لتطمئن: فعل،قلوبکم: فاعل،به: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان بتاویل مصدر معطوف، بشری پر،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما النصر الامن عند الله العزیز الحکیم﴾

و: مستانفه،ما: نافیہ،النصر: مبتدا،الا: للحصر،من: جار،عند مضاف،الله: موصوف،العزیز: صفت اول،الحکیم: صفت ثانی،ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور،جار مجرور ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لیقطع طرفا من الذین کفروا او یکبتهم فینقلبوا خائبین﴾

لام: تعلیلیہ جار، یقطع: فعل با فاعل،طرفا: موصوف،من الذین کفروا: صفت،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مجرور،جار مجرور ملکر نصرکم الله کے متعلق،او: عاطفه، یکبتهم: فعل با فاعل ومفعول ملکر یقطع پر معطوف، فینقلبوا: فعل با فاعل،خائبین: حال فاعل سے،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿لیس لک من الامرشیء او یتوب علیهم اویعذبهم فانهم ظلمون﴾

لیس: فعل ناقص،لک: خبر مقدم،من الامر: حال، شیء: ذوالحال،ملکر اسم، او: عاطفہ،ان مقدره،یتوب علیهم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف ہے شیء پر،او: عاطفه،یعذبهم: جملہ فعلیہ معطوف یتوب پر،ف: تعلیلیہ،انهم ظلمون: جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ولله ما فی السموت وما فی الارض یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء واللہ غفور رحیم﴾

ولله ما فی السموت وما فی الارض: جملہ اسمیہ مستانفہ، یغفر: فعل بافاعل، لمن یشاء: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر اسم جلالت اللہ سے حال ہے، ویعذب من یشاء: جملہ فعلیہ ماقبل یغفر پر معطوف، واللہ...... الخ: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

معرکۂ اُحُد:

۱......علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ واقعہ غزوہ احد کا ہے، مشرکین بدھ کے دن مقام احد میں اترے سید عالم ﷺ کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے مشورہ فرمایا اور عبداللہ بن ابی کو بھی مشورے کیلئے بلوایا۔ عبداللہ بن ابی کو اس سے قبل کبھی مشورے کیلئے نہیں بلوایا گیا تھا چنانچہ عبداللہ بن ابی اور اکثر انصار نے کہا: ''یارسول اللہ ﷺ مدینے میں ہی قیام کیجئے اور اس سے نہ نکلئے، خدا کی قسم! ہم جب بھی دشمن سے مقابلے کیلئے نکلے ہیں ہمیں شکست ہی ہوئی ہے اور جب ہم پر کوئی لشکر باہر سے آکر حملہ آور ہوا تو اسے شکست ہوئی اور ہمیں جنگ کی کیا پڑی ہے جبکہ آپ ﷺ ہمارے ساتھ ہیں، آپ ﷺ انہیں وہیں پر رہنے دیں اگر وہ وہیں رہے تو بری جگہ ٹھہریں گے اور اگر ہمارے پاس آکر حملہ آور ہوئے تو ہمارے جوان انکا مقابلہ کریں گے اور ہمارے بچے اور عورتیں اوپر سے ان پر پتھر برسائیں گے اور جب وہ لوٹیں گے تو نامراد ہوں گے۔'' نبی پاک ﷺ کو بھی یہ رائے پسند آئی لیکن بعض اصحاب کی رائے یہ تھی کہ مدینہ طیبہ سے باہر نکل کر لڑنا چاہیے اور اسی پر انہوں نے اصرار کیا۔ حضور ﷺ دولت سرائے اقدس میں تشریف لے گئے اور اسلحہ زیب تن فرما کر تشریف لے آئے، اب حضور ﷺ کو دیکھ کر انہیں ندامت ہوئی اور انہوں نے عرض کی: ''حضور ﷺ کو رائے دینا اور اس پر اصرار کرنا ہماری غلطی تھی، اسکو معاف فرمائیں اور جو مرضی مبارک ہو وہی فرمائیں۔'' حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کسی نبی کیلئے سزاوار نہیں ہے کہ ہتھیار پہن کر جنگ سے قبل اتار دے۔'' رسول کریم ﷺ بروز جمعۃ المبارک ایک انصاری کی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد روانہ ہوئے اور پندرہ شوال ۳ھ بروز ہفتہ احد میں پہنچے۔ یہاں پہاڑ کے اوپر ایک درہ جو لشکرِ اسلام کے پیچھے تھا اس طرف سے اندیشہ تھا کہ کسی وقت دشمن پشت پر سے حملہ آور ہوں تو تیر باری کر کے انکو دفع کیا جائے اور حکم دیا کہ کسی حال میں یہاں سے نہ ہٹنا اور اس جگہ کو نہ چھوڑنا خواہ فتح ہو یا شکست۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اس دستے کی قیادت کر رہے تھے، عبداللہ بن ابی بن سلول منافق جس نے جنگ سے رہ جانے کی رائے دی تھی اپنی رائے کے خلاف کئے جانے پر برہم ہوا اور کہنے لگا کہ حضور ﷺ نے نوعمر لڑکوں کی بات مانی میری بات کی پرواہ نہ کی، اس کے ساتھ تین سو منافق تھے اس نے ان سے کہا کہ جب دشمن لشکرِ اسلام کے مقابل آجائے اس وقت بھاگ پڑو تا کہ لشکرِ اسلام میں ابتری ہو جائے اور تمہیں دیکھ کر اور لوگ بھی بھاگ پڑیں۔ مسلمانوں کے لشکر کی کل تعداد مع ان منافقوں کے ایک ہزار تھی اور مشرکین تین ہزار تھے۔ عبداللہ بن ابی اپنے تین سو منافق لیکر بھاگ نکلا۔ حضور ﷺ کے ساتھ سات سو اصحاب باقی رہ گئے، اللہ عزوجل نے انکو ثابت قدم رکھا یہاں تک مشرکین کو ہزیمت ہوئی۔ اب صحابہ بھاگتے ہوئے مشرکین کے پیچھے پڑ گئے اور حضور ﷺ نے جہاں ان کو قائم رہنے کو کہا تھا قائم نہ رہے تو اللہ عزوجل نے انہیں یہ دکھا دیا کہ بدر میں اللہ عزوجل اور اسکے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کی برکت سے فتح ہوئی تھی یہاں حضور ﷺ کی مخالفت کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ عزوجل نے مشرکین کے دلوں سے رعب وہیبت دور فرمایا اور وہ پلٹ پڑے اور مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی۔ رسول کریم ﷺ کے ساتھ ایک جماعت باقی رہی جس میں ابوبکر وعلی وعباس وطلحہ وسعد رضی اللہ عنہم تھے۔ اسی دن جنگ میں دندان مبارک شہید ہوئے اور چہرہ اقدس پر زخم آئے اسی کے متعلق یہ آیت نازل

ہوئی۔ (الخازن، ج۱،ص ۲۹۰)

اغراض:

لو نعلم قتالا لاتبعناکم: مسلمانوں کے پاس منافقین کے تین سو نکال کر چھ سو پچاس مجاہدین رہ گئے، ابتداء میں صحابہ نے کافروں کو ہزیمت دی اور مال غنیمت لوٹنے میں مشغول ہوگئے، اللہ ﷻ نے کافروں کے دلوں سے مسلمانوں کا رعب نکال دیا اور انہوں نے دوبارہ حملہ کر دیا، مسلمان بھاگ نکلے سوائے سید عالم ﷺ اور بعض صحابہ کے، اس کے بعد مسلمان پھر سے قتال کے لئے جمع ہوئے، پس ستر اصحاب شہید ہوئے اور عزت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔ وھو یوم احد: جمہور مفسرین کا یہی قول ہے اور اسی پر اعتماد ہے۔ او الا خمسین: یعنی اس بارے میں دو اقوال ہیں۔

سابع شوال: ایک قول نصف شوال کا بھی ہے، کافر پہلے ہی شوال کی بارہ تاریخ کو پہنچ گئے تھے۔ وقال انضحوا: معنی یہ ہے کہ دشمنوں کو تیروں کے ذریعے ہم سے دور کرنا۔ ولا تبرحوا: حقیقت میں یہ خطاب ہے اور تمام مسلمانوں کے لئے حکم ہے۔ بنو سلمة: مراد قبیلہ خزرج ہے۔ بنو حارثة: مراد قبیلہ اوس ہے۔ واصحابه: عبداللہ بن ابی کے ساتھیوں کی تعداد تین سو ہے۔

علام نقتل انفسنا و اولادنا: یعنی ہم کس چیز سے قتال کریں۔ فی نبیکم و انفسکم: یعنی ان دونوں کی حفاظت میں۔ وناصرهما: یعنی اللہ اس بزدلی پر ان سے مواخذہ نہ فرمائے گا۔ یعینکم: یعنی تمہاری تعداد بڑھائے۔ موضع بین مکة والمدینة: اس واقعہ کی وجہ تسمیہ اس جگہ کے نام کی وجہ سے ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ بدر ایک کنویں کا نام ہے جسے ایک آدمی نے کھودا تھا اور لوگ اسے بدر کہتے تھے، لہذا اس جگہ کا نام بھی اس آدمی کے نام پر پڑ گیا۔ بقلة العدد والسلاح: مسلمانوں کے پاس تین گھوڑے، تین تلواریں تھیں اور مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ تھی جب کہ کافروں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ من فورهم: فور کا اطلاق جوش مارنے پر ہوتا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ ہنڈی جوش مارتی ہے اور اس کا اطلاق موجودہ حاضر وقت پر بھی ہوتا ہے۔ علی خیل بلق: یعنی ان کے چہرے اور ہاتھ اور ان کے پاؤں سفید تھے۔

و انجز الله وعده: یعنی تمام مومنوں کو دگنا (اجر) حاصل ہوگا، اللہ نے ملائکہ کی مدد سے زیادتی فرما دی۔ عمائم صفر اوبیض: اس بارے میں دو روایتیں ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے کہ جبرئیل امین کے عمامے کا رنگ زرد اور دیگر کا سفید رنگ کا تھا۔ ولیس بکثرة الجند: یعنی تم اس بات پر وہم نہ کرو کہ مدد کثیر تعداد کے ساتھ ہوتی ہے۔ بالقتل و الاسر: ستر مارے گئے اور اتنے ہی قید ہوئے۔

(الصاوی، ج۱، ص ٢٦٤ وغیرہ)

نعمة: جملہ نعمتوں میں بدر میں تمہاری مدد بھی شامل ہے۔ (الجمل، ج۱، ص ٤٧٦)

رکوع نمبر: ۵

﴿یایها الذین امنوا لا تاکلوا الربوا اضعافا مضعفة﴾ بِاَلِفٍ وَ دُوْنِهَا بِاَنْ تَزِيْدُوْا فِي الْمَالِ عِنْدَ حُلُوْلِ الْاَجَلِ وَتُؤَخِّرُوا الطَّلَبَ ﴿واتقوا الله﴾ بِتَرْكِهٖ ﴿لعلكم تفلحون (۱۳۰)﴾ تَفُوْزُوْنَ ﴿واتقوا النار التی اعدت للکفرین (۱۳۱)﴾ اَنْ تُعَذَّبُوْا بِهَا ﴿واطیعوا الله والرسول لعلکم ترحمون (۱۳۲) وسارعوا﴾ بِوَاوٍ وَّدُوْنِهَا ﴿الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها السموت والارض﴾ اَیْ كَعَرْضِهِمَا، لَوْ وَصَلَتْ اِحْدَاهُمَا بِالْاُخْرٰى، وَالْعَرْضُ السَّعَةُ ﴿اعدت للمتقین (۱۳۳)﴾ اَللّٰهَ بِعَمَلِ الطَّاعَاتِ وَتَرْكِ الْمَعَاصِيْ ﴿الذین

﴿ينفقون﴾ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ ﴿في السراء والضراء﴾ اَيِ الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ ﴿والكظمين الغيظ﴾ اَلْكَافِّيْنَ عَنْ
اِمْضَائِهٖ مَعَ الْقُدْرَةِ ﴿والعافين عن الناس﴾ مِمَّنْ ظَلَمَهُمْ اَيِ التَّارِكِيْنَ عُقُوْبَتَهٗ ﴿والله يحب
المحسنين (۱۳۴)﴾ بِهٰذِهِ الْاَفْعَالِ، اَیْ يُثِيْبُهُمْ ﴿والذين اذا فعلوا فاحشة﴾ ذَنْبًا قَبِيْحًا كَالزِّنَا ﴿او ظلموا
انفسهم﴾ بِمَا دُوْنَهٗ كَالْقُبْلَةِ ﴿ذكروا الله﴾ اَیْ وَعِيْدَهٗ ﴿فاستغفروا لذنوبهم ومن﴾ اَیْ لَا ﴿يغفر
الذنوب الا الله ولم يصروا﴾ يُدِيْمُوْا ﴿على ما فعلوا﴾ بَلْ اَقْلَعُوْا عَنْهُ ﴿وهم يعلمون (۱۳۵)﴾ اَنَّ الَّذِيْ
اَتَوْهُ مَعْصِيَةٌ ﴿اولئك جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنت تجرى من تحتها الانهر خلدين﴾ حَالٌ مُقَدَّرَةٌ،
اَیْ مُقَدِّرِيْنَ الْخُلُوْدَ ﴿فيها﴾ اِذَا دَخَلُوْهَا ﴿ونعم اجر العملين (۱۳۶)﴾ بِالطَّاعَةِ هٰذَا الْاَجْرُ وَنَزَلَ فِيْ
هَزِيْمَةِ اُحُدٍ ﴿قد خلت﴾ مَضَتْ ﴿من قبلكم سنن﴾ طَرَائِقُ فِي الْكُفَّارِ بِاِمْهَالِهِمْ ثُمَّ اَخْذِهِمْ ﴿فسيروا﴾
اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿في الارض فانظروا كيف كان عاقبة المكذبين (۱۳۷)﴾ الرُّسُلَ اَیْ اٰخِرُ اَمْرِهِمْ مِنَ
الْهَلَاكِ فَلَا تَحْزَنُوْا لِغَلَبَتِهِمْ فَاَنَا اُمْهِلُهُمْ لِوَقْتِهِمْ ﴿هذا﴾ الْقُرْاٰنُ ﴿بيان للناس﴾ كُلِّهِمْ ﴿وهدى﴾ مِّنَ
الضَّلَالَةِ ﴿وموعظة للمتقين (۱۳۸)﴾ مِنْهُمْ ﴿ولا تهنوا﴾ تَضْعُفُوْا عَنْ قِتَالِ الْكُفَّارِ ﴿ولا تحزنوا﴾ عَلٰى مَا
اَصَابَكُمْ بِاُحُدٍ ﴿وانتم الاعلون﴾ بِالْغَلَبَةِ عَلَيْهِمْ ﴿ان كنتم مؤمنين (۱۳۹)﴾ حَقًّا وَجَوَابُهٗ دَلَّ عَلَيْهِ
مَجْمُوْعُ مَا قَبْلَهٗ ﴿ان يمسسكم﴾ يُصِبْكُمْ بِاُحُدٍ ﴿قرح﴾ بِفَتْحِ الْقَافِ وَضَمِّهَا: جَهْدٌ مِّنْ جُرْحٍ وَّنَحْوِهٖ
﴿فقد مس القوم﴾ الْكُفَّارَ ﴿قرح مثله﴾ بِبَدْرٍ ﴿وتلك الايام نداولها﴾ نُصَرِّفُهَا ﴿بين الناس﴾ يَوْمًا
لِّفِرْقَةٍ وَّيَوْمًا لِّاُخْرٰى لِيَتَّعِظُوْا ﴿وليعلم الله﴾ عِلْمَ ظُهُوْرٍ ﴿الذين امنوا﴾ اَخْلَصُوْا فِيْ اِيْمَانِهِمْ مِنْ غَيْرِهِمْ
﴿ويتخذ منكم شهداء﴾ يُكْرِمُهُمْ بِالشَّهَادَةِ ﴿والله لا يحب الظلمين (۱۴۰)﴾ الْكَافِرِيْنَ اَیْ يُعَاقِبُهُمْ وَمَا
يَنْعَمُ بِهٖ عَلَيْهِمْ اِسْتِدْرَاجٌ ﴿وليمحص الله الذين امنوا﴾ يُطَهِّرَهُمْ مِنَ الذُّنُوْبِ بِمَا يُصِيْبُهُمْ ﴿ويمحق﴾
يُهْلِكَ ﴿الكفرين (۱۴۱) ام﴾ بَلْ اَ ﴿حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما﴾ لَمْ ﴿يعلم الله الذين جهدوا
منكم﴾ عِلْمَ ظُهُوْرٍ ﴿ويعلم الصبرين (۱۴۲)﴾ فِي الشَّدَائِدِ ﴿ولقد كنتم تمنون﴾ فِيْهِ حَذْفُ اِحْدَى التَّاءَ
يْنِ فِي الْاَصْلِ ﴿الموت من قبل ان تلقوه﴾ حَيْثُ قُلْتُمْ لَيْتَ لَنَا يَوْمًا كَيَوْمِ بَدْرٍ لِّنَنَالَ مَا نَالَ شُهَدَاؤُهٗ
﴿فقد رايتموه﴾ اَیْ سَبَبَهُ الْحَرْبَ ﴿وانتم تنظرون (۱۴۳)﴾ اَیْ بُصَرَاءُ تَتَاَمَّلُوْنَ الْحَالَ كَيْفَ هِيَ فَلِمَ
اِنْهَزَمْتُمْ؟ وَنَزَلَ فِيْ هَزِيْمَتِهِمْ لَمَّا اُشِيْعَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قُتِلَ وَقَالَ لَهُمُ الْمُنَافِقُوْنَ اِنْ كَانَ قُتِلَ فَارْجِعُوْا

اِلٰی دِیۡنِکُمۡ.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! سود دونا دونہ کھاؤ......۱......(لفظ مضٰعفة الف کے ساتھ اور بغیر الف دونوں طرح پڑھا گیا ہے بایں طور پر کہ مدت ختم ہونے پر مطالبہ کو مؤخر کردو اور سودی رقم میں اضافہ کردو) اور اللہ سے ڈرو (سود کو ترک کرکے) اس امید پر کہ تمہیں فلاح ملے (یعنی تم کامیاب ہوجاؤ) اور اس آگ سے بچو جو کافروں کیلئے تیار رکھی ہے (کہ تمہیں اس سے عذاب دیا جائے) اور اللہ اور اسکے رسول کے فرمانبردار رہو اس امید پر کہ تم رحم کئے جاؤ اور دوڑو (وسارعوا واؤ اور بغیر واؤ کے دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جسکی چوڑان میں سب آسمان وزمین آجائیں (یعنی اگر تمام آسمانوں اور زمینوں کو ملایا جائے تو انکے عرض کی طرح ہے، العرض سے مراد وسعت ہے......۲......) ڈروالوں کیلئے تیار رکھی ہے (جو اللہ کی اطاعت بجالانے اور معصیت ترک کرنے والے ہیں) وہ جو اللہ کی راہ میں (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت میں) خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں (یعنی خوشحالی وتنگدستی کی حالت میں) اور غصہ پینے والے (یعنی باوجودِ قدرت غصہ نہ کرنے والے......۳......) اور لوگوں سے درگزر کرنے والے (یعنی ظالم لوگوں سے کہ ان ظلم کرنے والوں پر سزا نہ دینے والے) اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں (وہ ان نیک افعال پر انہیں ثواب دیتا ہے) اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی (یعنی قبیح گناہ جیسا کہ زنا کرلیں) یا اپنی جانوں پر ظلم کریں (مثلاً زنا کے علاوہ بوس وکنار وغیرہ تو) اللہ کو یاد کرکے (اسکی وعیدوں کو یاد کرکے) اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور کون ہے (یعنی کوئی نہیں جو) گناہ بخشے سوا اللہ کے، اور نہ اڑ جائیں (یعنی مداومت نہ کریں) اپنے کئے پر (بلکہ ان سے باز آجائیں) اور وہ جانتے ہیں (کہ انہوں نے معصیت پر مبنی کام کئے ہیں) ایسوں کو بدلہ انکے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں جنکے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں (خلدین حال مقدر ہے، یصیروا کی ضمیر سے تقدیر عبارت یہ ہے کہ مقدرین الخلود فیها اذا دخلوها) اور کامیوں کا اچھا نیگ ہے (یعنی طاعت کے بدلہ میں اچھا اجر، یہ آیت اُحُد کی ہزیمت کے بارے میں نازل ہوئی) بیشک گزر چکے (خلت بمعنی مضت ہے) تم سے پہلے کچھ طریقے (کافروں کے بارے میں اللہ نے انہیں مہلت دی پھر انہیں پکڑ لیا) تو چل کر دیکھو (اے مؤمنو!) زمین میں کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا (رسولوں کو یعنی انکے کام کا انجام ہلاکت ہے تو تم انکے غالب آنے کی وجہ سے غمگین نہ ہو میں انہیں ایک وقت تک مہلت دے رہا ہوں) یہ (قرآن) لوگوں کو بتانا (یعنی تمام لوگوں کو بتانا) اور راہ دکھانا ہے (گمراہی سے) اور پرہیزگاروں کو نصیحت ہے (ان میں سے) اور نہ سستی کرو (کفار سے جنگ میں کمزوری نہ دکھاؤ) اور نہ غم کھاؤ (اس پر جو مصیبت تمہیں احد میں پہنچی) اور تم ہی بلند رہو گے (یعنی غالب رہو گے) اگر ایمان رکھتے ہو (سچا......۴......، اس شرط کے جواب پر ماقبل کلام کا مجموعہ دلالت کررہا ہے) اگر تمہیں پہنچی ہے (احد میں) کوئی تکلیف (قرح قاف کے فتحہ اور ضمہ کے ساتھ ہے یعنی زخم وغیرہ) تو وہ لوگ (یعنی کفار) بھی پاچکے ہیں ویسی ہی تکلیف (بدر میں) اور یہ دن ہیں کہ ہم پھیرتے ہیں (نُدَاوِلُهَا بمعنی نصرفها ہے) لوگوں کے درمیان (ایک دن ایک گروہ کے موافق ہوتا ہے تو دوسرا دن دوسرے گروہ کے تاکہ لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں) اور اسلئے کہ اللہ پہچان کرادے (لوگوں پر ظاہر فرمادے) ایمان والوں کی (جو اپنے ایمان میں خالص ہیں دوسروں کے مقابلے میں) اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دے (یعنی شہادت سے سرفراز فرمائے) اور اللہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو (یعنی کافروں کو بلکہ انہیں سزا دیگا اور جن انعامات سے انہیں نوازا ہے تو وہ بھی ان

کیلئے استدراج ہیں) اوراسلئے کہ اللہ مسلمانوں کانکھار کردے (مصیبتیں برداشت کرنے کے سبب انہیں گناہوں سے پاک کردے) اور مٹادے (ہلاک کردے) کافروں کو، کیا (ام بمعنی بــل اہے) اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی (نہ) اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان لیا (واضح طور پر) اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی (تکلیفوں میں مبتلا کر کے) اور تم تمنا کرتے تھے (لفظ تَـمَـنَّـوْنَ اصل میں دو تاءتھیں، ایک حذف ہے) موت کی اس کے ملنے سے پہلے (اس طرح کہا کرتے تھے کہ کاش ہمیں کوئی ایسا دن نصیب ہوتا جیسا کہ شہدائے بدر کو نصیب ہوا) تو اب وہ تمہیں نظر آئی (یعنی اب تمہیں موت کا سبب یعنی جنگ نظر آئی) آنکھوں کے سامنے (اب تم حالات میں غور کرو کہ یہ ہزیمت کیسے ہوئی اور تم نے شکست کا منہ کیوں دیکھا؟)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھاالذین امنوا لاتاکلوا الربوا اضعافا مضعفة﴾

یـایھاالذین امنوا: جملہ ندائیہ، لا تاکلوا: فعل بافاعل، الربوا: ذوالحال، اضـعـافا مضعفة: مرکب توصیفی حال، ملکر مفعول، فعل اپنے فاعل مفعول سے ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واتقوا اللہ لعلکم تفلحون واتقوا النار التی اعدت للکفرین﴾

و: عاطفہ، اتقوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، اللّٰہ: اسم جلالت مفعول، لـعلکم تفلحون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اتقوا: فعل بافاعل، النار: موصوف، التی اعدت للکفرین: صفت ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون﴾

و: عاطفہ، اطیعوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، اللّٰہ والرسول: مفعول، لعلکم ترحمون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وسارعوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضھا السموت والارض اعدت للمتقین﴾

و: عاطفہ، سارعوا: فعل بافاعل، الی: جار، مغفرة من ربکم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، جنة عرضھا السموات والارض: معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، اعدت: فعل بافاعل، لـلـمتقین: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جنة کی صفت ثانی۔

﴿الذین ینفقون فی السراء والضراء والکظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین﴾

الذین: موصول، ینفقون: فعل بافاعل، فی السراء والضراء: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، موصول صلہ ملکر ماقبل متقین کی صفت، والـکـاظمین الغیظ: معطوف ہے ماقبل الـمتقین پر، والـعـافین عن الناس: معطوف ہے ماقبل پر، والـلّٰـہ یحب المحسنین: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿والذین اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ﴾

و: عاطفہ،الذین: اسم موصول،اذا: شرطیہ،فعلوا: فعل بافاعل،فاحشۃ: مفعول، یہ سب ملکر معطوف علیہ،او: عاطفہ ...... ظلموا: فعل بافاعل،انفسھم: مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر شرط،ذکروا: فعل بافاعل،اللّٰہ: اسم جلالت مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء،شرط جزا ملکر صلہ،موصول صلہ ملکر ماقبل المتقین پر معطوف ہے۔

﴿فاستغفروا لذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علی ما فعلوا وھم یعلمون﴾

ف: عاطفہ،استغفروا: فعل بافاعل،لذنوبھم: ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ،و: مستانفہ،من: مبتدا،یغفر: فعل بافاعل، الذنوب: مفعول،الا: للحصر،اللّٰہ: اسم جلالت بدل ہے یغفر کے فاعل سے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ متانفہ و: عاطفہ،لم یصروا: فعل بافاعل،علی ما فعلوا: ظرف لغو،وھم یعلمون: حال فاعل سے...... یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل استغفروا پر معطوف ہے

﴿اولئک جزاؤھم مغفرۃ من ربھم وجنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا﴾

اولئک: مبتداء،جزاؤھم: مبتدا ثانی،مغفرۃ من ربھم: معطوف علیہ،وجنت تجری من تحتھا الانھر: معطوف،ملکر خبر، مبتدا ثانی سے ملکر خبر ہوئی مبتدا اول کیلئے،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، خلدین فیھا: حال ہے جزاؤھم کی ضمیر سے

﴿ونعم اجر العملین قدخلت من قبلکم سنن﴾

و: مستانفہ،نعم: فعل مدح،اجر العملین: فاعل ملکر خبر،ذلک مبتدا محذوف،ملکر جملہ اسمیہ،قد: تحقیقیہ،خلت: فعل، من قبلکم: ظرف لغو،سنن: فاعل،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین﴾

ف: فصیحیہ،سیروا: فعل بافاعل،فی الارض: ظرف لغو،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ جزا شرط مقدر اذا شککتم کیلئے،ف: عاطفہ،انظروا: فعل بافاعل،کیف: اسم استفہام خبر مقدم،کان: فعل ناقص،عاقبۃ المکذبین: اسم،جملہ فعلیہ ہوکر مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ھذا بیان للناس وھدی وموعظۃ للمتقین﴾

ھذا: مبتدا،بیان للناس: مرکب توصیفی معطوف علیہ،وھدی: معطوف اول،وموعظۃ للمتقین: معطوف ثانی،معطوف علیہ، اپنے معطوفات سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین﴾

و: عاطفہ،لاتھنوا: فعل بافاعل ملکر معطوف علیہ،ولا تحزنوا: فعل بافاعل معطوف،وانتم الاعلون: جملہ اسمیہ حال ہے دونوں فعلوں لا تھنوا و لا تحزنوا کے فاعل سے،ان کنتم مومنین: جملہ شرط،فلا تھنوا ولا تحزنوا جواب شرط محذوف،ملکر جملہ

شرطیہ۔

﴿ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہ﴾

ان: شرطیہ، یمسسکم: فعل، کم ضمیر مفعول، قرح: فاعل ملکر شرط، فتأسوا وتسلوا جزا مقدر، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ، ف: عاطفہ، قد: تحقیقیہ، مس: فعل، القوم: مفعول، قرح: موصوف، مثلہ: صفت ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل مقدر جواب فتاسوا وتسلوا پر معطوف۔

﴿وتلک الایام نداولھا بین الناس ولیعلم اللہ الذین امنوا ویتخذ منکم شھداء﴾

و: مستانفہ، تلک: مبدل منہ، الایام: بدل، ملکر مبتدا، نداولھا بین الناس: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لیعلم: فعل، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، الذین امنوا: مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، فعلنا ذلک لیتعظموا جملہ مقدر نداولھا کیلئے علت، ویتخذ منکم شھداء: جملہ فعلیہ ماقبل لیعلم پر معطوف ہے۔

﴿واللہ لایحب الظلمین ولیمحص اللہ الذین امنوا ویمحق الکفرین﴾

و: اعتراضیہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، لا یحب الظلمین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لیمحص: فعل، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، الذین امنوا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ لیعلم پر معطوف ہے، و: عاطفہ، یمحق: فعل با فاعل، الکفرین: مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ویعلم الصبرین﴾

ام: منقطعہ بمعنی بل، حسبتم: فعل فاعل، ان: مصدریہ، تدخلوا: فعل واؤ ضمیر فاعل، الجنۃ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، حسب فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ، و: حالیہ، لما: جازمہ، یعلم اللّٰہ الذین جاھدوا منکم: معطوف علیہ، و: للمعیت، ان مصدریہ مقدرہ، یعلم الصابرین: جملہ بتاویل مصدر مفعول معہ، ملکر جملہ فعلیہ حال ہے تدخلوا کی واؤ ضمیر سے۔

﴿ولقد کنتم تمنون الموت من قبل ان تلقوہ فقد رایتموہ وانتم تنظرون﴾

و: مستانفہ، لقد: تحقیقیہ، کنتم: فعل ناقص با اسم، تمنون: فعل با فاعل، الموت: مفعول، من قبل ان تلقوہ: ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر خبر، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "واللّٰہ" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، ف: عاطفہ، قد: تحقیقیہ، رایتموہ: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، ہ: ضمیر مفعول، وانتم تنظرون: جملہ اسمیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......اولئک جزاء ھم مغفرۃ من ربھم...... ☆ تیہان خرما فروش کے پاس ایک حسین عورت خرمے خریدنے آئی اس نے کہا

یہ نخرے تو اچھے نہیں ہیں عمدہ نخرے مکان کے اندر ہیں اس حیلے سے اسکو مکان کے اندر لے گئے اور پکڑ کر لپٹا لیا اور منہ چوم لیا۔ عورت نے کہا خدا سے ڈر انہ یہ سنتے ہی اسکو چھوڑ دیا اور شرمندہ ہوا اور سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض حال کیا اس پر یہ آیت ﴿والذین اذا فعلوا﴾ نازل ہوئی۔ ایک قول یہ ہے کہ ایک انصاری اور ثقفی دونوں میں محبت تھی اور ہر ایک نے ایک دوسرے کو بھائی بنایا تھا، ثقفی جہاد میں گیا تھا اور اپنے مکان کی نگرانی اپنے بھائی انصاری کے سپرد کر گیا تھا۔ ایک روز انصاری گوشت لایا، جب ثقفی کی عورت نے گوشت لینے کیلئے ہاتھ بڑھایا تو انصاری نے اسکا ہاتھ چوم لیا اور چومتے ہی اسکو سخت ندامت و شرمندگی ہوئی اور وہ جنگل میں نکل گیا اپنے سر پر خاک ڈالی اور اپنے منہ پر طمانچے مارے جب ثقفی جہاد سے واپس آیا تو اس نے اپنی بی بی سے انصاری کا حال دریافت کیا اس نے کہا کہ خدا ایسے بھائی نہ بڑھائے اور واقعہ بیان کیا۔ انصاری پہاڑوں میں روتا استغفار توبہ کرتا پھرتا تھا، ثقفی اسکو تلاش کر کے سید عالم ﷺ کی خدمت میں لایا اس کے حق آیتیں نازل ہوئیں۔

☆......**ولقد کنتم تمنون الموت من قبل**...... ☆جب شہدائے بدر کے درجے اور مرتبے اور ان پر اللہ ﷻ کے انعام واحسان بیان فرمائے گئے تو جو مسلمان وہاں حاضر نہ تھے انہیں حسرت ہوئی اور انہوں نے آرزو کی کہ کاش کسی جہاد میں انہیں حاضری میسر آئے اور شہادت کے درجات ملیں، انہیں لوگوں نے حضور سید عالم ﷺ سے اُحد پر جانے کیلئے اصرار کیا تھا انکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سود در سود بھی حرام ہے:

ا......زمانہ جاہلیت میں جب کسی شخص پر قرضہ ہوتا اور اسکی ادائیگی کی مدت آجاتی اور اس شخص کے پاس قرض ادا کرنے کیلئے کچھ نہ ہوتا تو قرض خواہ مال میں زیادتی کر کے مدت بڑھا دیتا اور ایسا بار بار کیا جاتا جس سے سود کئی گناہ بڑھ جاتا۔ اللہ ﷻ نے اس سے منع فرمایا کہ جس طرح سود حرام ہے اسی طرح سود در سود کو بھی اللہ ﷻ نے ناپسند فرمایا۔ (الخازن، ج۱، ص۲۹۶)

تیسرے پارے کے چھٹے رکوع کے تحت ہم سود کی تعریف، اسکا حکم اور اسکے تحت احادیث طیبہ اور سود کے نقصانات پر تفصیلی بحث کر چکے ہیں۔ یہاں ہم ان آیات مبارکہ کا ذکر کرتے ہیں جو سود سے متعلق نازل ہوئی ہیں۔

(۱)......﴿**الذین یا کلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطن من المس ذلک بانهم قالوا انما البیع مثل الربوا واحل الله البیع وحرم الربوا** وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہونگے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو یہ اسلئے کہ انہوں نے کہا کہ بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود (البقرہ: ۲۷۵)﴾۔

(۲)......﴿**یمحق الله الربوا ویربی الصدقت والله لا یحب کل کفار اثیم** اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا بڑا گناہ گار (البقرہ: ۲۷۶)﴾۔

(۳)......﴿**واخذهم الربوا وقد نهوا عنه واکلهم اموال الناس بالباطل واعتدنا للکفرین عذابا الیما** اور اسلئے کہ وہ سود لیتے حالانکہ وہ اس سے منع کیے گئے تھے اور لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے اور ان میں جو کافر ہوئے ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (النساء: ۱۶۱)﴾۔

(۴)......﴿یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا سود اگر مسلمان ہو(البقرۃ، ۲۷۸)﴾۔

جنت کی وسعت کا بیان:

۲......روایت ہے کہ ہرقل بادشاہ نے نبی پاک ﷺ کی طرف ایک خط ارسال کیا کہ آپ ﷺ مجھے ایسی جنت کی طرف بلاتے ہیں جسکی چوڑائی میں زمین وآسمان سما جائیں تو پھر دوزخ کہاں ہے؟ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ جب دن آتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے؟'' اس کلام کے معنی نہایت مبہم ہے، ظاہر بات یہ ہے کہ دورہ فلکی سے ایک جانب میں دن ہوتا ہے تو دوسری جانب میں رات اسی طرح جنت بلندی میں ہے تو جہنم پستی میں۔ (الخازن، ج۱، ص۲۹۷)

طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ یہود میں سے کچھ لوگوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے جبکہ ان کے ساتھی بھی ان کے ساتھ تھے اس بارے میں پوچھا کہ جنت اتنی وسیع ہے کہ زمین وآسمان اس میں سما جائیں تو پھر جہنم کہاں ہے؟ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم دیکھتے ہو کہ رات آئی ہے تو دن کہاں ہوتا ہے اور جب دن آتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے؟'' یہودی بولے اسی کے مثل کلام توریت میں بھی ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ عزوجل جو چاہے کر سکتا ہے۔ (الدر المنثور، ج۲، ص۱۲۹)

''الغیظ'' کے معنی اور اسے پی جانے کے فضائل:

۳......کظم الغیظ سے مراد یہ ہے کہ صبر کے ذریعے جو کچھ انسان کے جی میں ہے اسے روکے اور اسکا اثر ظاہر نہ کرے۔
''والغیظ'' وہ حرارت ہے جو دل میں غضب کی وجہ سے اٹھتی ہے۔ (المدارک، ج۱، ص۲۹۳، ملخصا)

☆......حضرت سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص باوجود قدرت غصہ پی جائے اللہ عزوجل قیامت کے دن اسے ساری مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ حوروں میں سے جسکو چاہے منتخب کر لے۔ (ابی داؤد، کتاب الادب، باب من کظم غیظا، ص۸۹۷)

☆......رسول اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم ﷺ نے اسی طرح ایک دفعہ ارشاد فرمایا: ''جو غصہ کو باوجود قدرت پی جائے اللہ عزوجل اسے امن اور ایمان سے بھر دے گا''۔ (ابو داؤد، کتاب الادب، باب من کظم غیظا، ص۸۹۸)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''پہلوان وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو پالے۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، ص۱۰۶۶)

''وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین'' سے کیا مراد ہے؟

۴......حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب گھاٹیوں میں منتشر ہو گئے تو خالد بن ولید نے مشرکین گھوڑ سوار دستے سے حملہ کیا سید عالم ﷺ نے دعا فرمائی ''اللھم لا یعلوہ علینا اللھم لا قوۃ لنا الا بک'' مسلمانوں کی ایک جماعت نے تیر اندازی کرتے ہوئے رات گزاری، وہ پہاڑ پر چڑھ گئے اور مشرکین کے گھوڑ سوار دستے پر تیر اندازی کی یہاں تک کہ انہیں پیچھے دھکیل دیا۔ (المظھری، ج۱، ص۴۵۵)

اگر ایمان صحیح اور پختہ ہو تو تعداد کی کمی بیشی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ تھی جبکہ کافروں کے

لشکر کی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی، مسلمانوں کے پاس ہتھیار بھی نہ تھے لیکن جذبہ کامل تھا یہی وجہ ہے کہ مسلمان کامیاب ہوئے اللہ ﷻ نے اس آیت مبارکہ میں یہی فرمایا ہے کہ مسلمان اپنا ایمان مضبوط رکھے اور اللہ ﷻ پر توکل کرے چاہے تعداد کم ہو، وسائل نہ ہوں، مدمقابل کتنی ہی تعداد میں دشمنان اسلام ہوں، مسلمان ہی غالب رہے گا۔ دنیا کا نظام درہم برہم ہو سکتا ہے اللہ ﷻ کے فرمان میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

اغراض:

لو وصلت احداهما بالاخری: یعنی زمین وآسمان کو الگ الگ طبق کر دیا جائے، پھر وہ آپس میں مل جائے یہاں تک کہ ایک ہی طبق ہو جائے۔ الکافین عن امضائه: یعنی صبر کے ذریعے کہ چہرے پر اس کے اثر ظاہر نہ ہوں، اور مفسر نے کہا کہ مع القدرۃ، اس بارے میں مسند احمد اور ابو داؤد کی روایت ہے کہ جو باوجود قدرت غصہ کو پی جائے اللہ اس کے دل کو امن وایمان سے بھر دے گا۔ من غیرهم: علم کے متعلق ہے اور مفعول ثانی ہے اور یہ جملہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ تعلم بمعنی یمیز ہے۔

ممن ظلمهم: للناس کا بیان ہے، اور مفسر کا قول التارکین عقوبهم: بدلہ لینے کا استحقاق ہوتے ہوئے بھی بدلہ نہ لے۔ سید عالم ﷺ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن منادی ندا کرے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جن کا اجر اللہ ﷻ کے پاس ہے، پس وہ اللہ ﷻ کے حضور معافی کی حالت میں کھڑا رہے گا۔ من الهلاک: ان کے آخری حکم کا بیان ہے۔ کالزنا: یہاں بالعموم فحاشی مراد ہے نہ کہ فقط زنا۔ بما دونه: یا کوئی بھی گناہ ہو، مراد بوس وکنار اور نظر کرنا وغیرہ ہے۔ ونزل: یعنی مومنین کی تسلی کے لئے ہے جو انہیں غم واندوہ پہنچا ہے، اور یہ احد کے قصہ سے متعلق ہدایت اور اصلاح کی تمہید اور عہد وپیان کے بعد بقیہ فضیلت کی جانب رجوع کرنا ہے۔ فلا تحزنوا لغلبتهم: یعنی تم پر کافروں کے غلبہ کا غم نہ ہو۔

لوقتهم: یعنی ان کی ہلاکت کا وقت جو کہ میرے علم سابق میں ان کی ہلاکت کے حوالے سے ہے۔ مجموع ما قبله: مراد اس سے اللہ کا فرمان فسیروا، ولا تهنوا اور ولا تحزنوا ہے۔ بفتح القاف وضمها: کہا جاتا ہے کہ دو لغتیں ایک معنی میں ہیں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ قرح قاف کی فتح کے ساتھ بمعنی جراح یعنی زخم ہے اور ضمہ کے ساتھ بمعنی اس زخم کا درد وتکلیف ہے۔ علم ظهور: یعنی علم وجود، یعنی وہ علم جو خارج میں پائے جانے سے متعلق ہو، اور ظہور سے مراد یہ ہے کہ ہمارے لئے غیر مومن کو ظاہر کر دے، اور اس کا علم ازل سے ہر چیز کے بارے میں پایا جاتا ہے۔ کرخی کی عبارت میں ہے کہ اس سے مراد وہ علم ہے جو ثواب اور عذاب سے متعلق ہوتا ہے جیسا کہ علم غیب، اور قرآن میں اس کے کئی نظائر پائے جاتے ہیں اور کلام کو اس کی دلالت کے لئے حقیقت پر محمول نہیں کیا جا سکتا کہ علم کسی فعل کے کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے اور اللہ ﷻ کا علم ازلی حدوث کو متصف نہیں ہے۔

یکرمهم بالشهادة: یعنی اللہ ﷻ کی راہ میں، اور مسلمانوں کی قوم بدر میں آئی اور وہ دشمن سے ملاقات کی تمنا کرتے تھے اور بدر میں شہادت کے بھی متمنی تھے۔ ای یعاقبهم: اس جملے میں اشارہ ہے کہ محبت کی نفی بغض سے کنایہ ہے اور ظالموں پر اس کا وقوع ہونا اللہ کی محبت کے مقابلے میں ان کی محبت سے تعرض پائے جانے کے حوالے سے ہے۔

استدراج: یعنی کافروں کے لئے عذاب کے مراتب میں استدراج ہے۔ (الجمل، ج۱، ص۴۸۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۶

﴿وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل﴾ کَغَیْرِہٖ ﴿انقلبتم علی اعقابکم﴾

رَجَعْتُمْ اِلَى الْكُفْرِ، وَالْجُمْلَةُ الْاَخِيْرَةُ مَحَلُّ الْاِسْتِفْهَامِ الْاِنْكَارِيِّ اَیْ مَا كَانَ مَعْبُوْدًا فَتَرْجِعُوْا ﴿ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا﴾ وَاِنَّمَا يَضُرُّ نَفْسَهٗ ﴿وسيجزى الله الشكرين(۱۴۴)﴾ نِعَمَهٗ بِالثَّبَاتِ ﴿وما كان لنفس ان تموت الا باذن الله﴾ بِقَضَائِهٖ ﴿كتبا﴾ مَصْدَرٌ اَیْ : كَتَبَ اللّٰهُ ذٰلِكَ ﴿مؤجلا﴾ مُؤَقَّتًا لَا يَتَقَدَّمُ وَلَا يَتَاَخَّرُ فَلِمَ انْهَزَمْتُمْ؟ وَالْهَزِيْمَةُ لَا تَدْفَعُ الْمَوْتَ وَالثَّبَاتُ لَا يَقْطَعُ الْحَيٰوةَ ﴿ومن يرد﴾ بِعَمَلِهٖ ﴿ثواب الدنيا﴾ اَیْ جَزَاءَهٗ مِنْهَا ﴿نؤته منها﴾ مَا قُسِمَ لَهٗ وَلَا حَظَّ لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ ﴿ومن يرد ثواب الاخرة نؤته منها﴾ اَیْ مِنْ ثَوَابِهَا ﴿وسنجزى الشكرين(۱۴۵) وكاين﴾ كَمْ ﴿من نبي قتل﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ قَاتَلَ وَالْفَاعِلُ ضَمِيْرُهٗ ﴿معه﴾ خَبَرٌ، مُبْتَدَؤُهٗ ﴿ربيون كثير﴾ جُمُوْعٌ كَثِيْرَةٌ ﴿فما وهنوا﴾ جَبُنُوْا ﴿لما اصابهم فی سبيل الله﴾ مِنَ الْجِرَاحِ وَقَتْلِ اَنْبِيَائِهِمْ وَاَصْحَابِهِمْ ﴿وما ضعفوا﴾ عَنِ الْجِهَادِ ﴿وما استكانوا﴾ خَضَعُوْا لِعَدُوِّهِمْ كَمَا فَعَلْتُمْ حِيْنَ قِيْلَ قُتِلَ النَّبِیُّ ﷺ ﴿والله يحب الصبرين(۱۴۶)﴾ عَلَى الْبَلَاءِ اَیْ يُثِيْبُهُمْ ﴿وما كان قولهم﴾ عِنْدَ قَتْلِ نَبِيِّهِمْ مَعَ ثَبَاتِهِمْ وَصَبْرِهِمْ ﴿الا ان قالوا ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا﴾ تَجَاوُزَنَا الْحَدَّ ﴿فی امرنا﴾ اِيْذَانًا بِاَنَّ مَا اَصَابَهُمْ لِسُوْءِ فِعْلِهِمْ وَهَضْمًا لِاَنْفُسِهِمْ ﴿وثبت اقدامنا﴾ بِالْقُوَّةِ عَلَى الْجِهَادِ ﴿وانصرنا على القوم الكفرين(۱۴۷) فاتهم الله ثواب الدنيا﴾ اَلنَّصْرَ وَالْغَنِيْمَةَ ﴿وحسن ثواب الاخرة﴾ اَیِ الْجَنَّةِ، وَحُسْنُهُ التَّفَضُّلُ فَوْقَ الْاِسْتِحْقَاقِ ﴿والله يحب المحسنين(۱۴۸)﴾

﴿ترجمہ﴾

(غزوہ احد میں جب مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی تو یہ بات مشہور ہوگئی کہ سید عالم ﷺ شہید ہو گئے ہیں، منافقوں نے مسلمانوں سے کہا: "اگر نبی پاک ﷺ شہید کردیے گئے ہیں تو چلو اپنے پچھلے دین کی طرف لوٹ آؤ۔" اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ) اور محمد تو ایک رسول ہیں.....۱.....ان سے پہلے اور رسول ہو چکے.....۲.....تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں (جیسا کہ دوسرے رسول ہوئے) تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے (کفر کی طرف لوٹ جاؤ گے.....۳.....یہ آخری جملہ استفہام انکاری ہے یعنی وہ معبود تو نہیں ہیں کہ جنکے نہ ہونے کے سبب تم لوٹ رہے ہو) اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کریگا (اور وہ صرف اپنا نقصان کریگا) اور عنقریب اللہ (نعمتوں کا) شکر کرنے والوں کو صلہ دیگا (یعنی ثابت قدمی کی نعمت عطا فرمائے گا) اور کوئی جان بے حکم خدا مر نہیں سکتی (یعنی اسکے فیصلہ کے بغیر نہیں مر سکتی) لکھ رکھا ہے (کتابا مصدر ہے یعنی اللہ نے لکھ رکھا ہے) سب کا وقت (یعنی سب کی موت کا وقت مقرر ہے جو نہ مقدم ہو سکتا ہے اور نہ مؤخر.....۴.....، پھر تم میدان جنگ سے کیوں بھاگے کہ نہ تو ہزیمت موت کو ٹال سکتی تھی اور نہ ہی ثابت قدمی رشتۂ حیات کو منقطع کر سکتی تھی) اور جو چاہیے (اپنے عمل سے) دنیا کا انعام (یعنی دنیا کی جزا) ہم اس میں سے اُسے دیں

(جو اسکی قسمت میں ہو اور آخرت میں اس کیلئے کچھ حصہ نہیں) اور جو آخرت کا انعام چاہے ہم اس میں سے اسے دیں (یعنی ثواب آخرت) اور قریب ہے کہ ہم شکر والوں کو صلہ عطا کریں اور کتنے ہی (کاین بمعنی کم ہے) انبیاء نے جہاد کیا (ایک قرأت میں قُتِلَ کے بجائے قاتل ہے اس میں موجود ضمیر اسکا فاعل ہے) انکے ساتھ (معہ خبر ہے، ربیون کثیرا مبتدا ہے) بہت خدا والے تھے (یعنی انکے ساتھ کئی جماعتیں تھیں) تو نہ سست پڑے (یعنی انہوں نے بزدلی نہ دکھائی) ان مصیبتوں سے جو اللہ کی راہ میں انہیں پہنچیں (یعنی انکا اپنا زخمی ہونا اور انکے انبیاء اور قریبی ساتھیوں کا شہید کیا جانا) اور کمزوری نہ دکھائی (جہاد سے) اور نہ دبے (یعنی دشمن کے سامنے اس طرح عاجزی کا اظہار نہ کیا جیسا کہ تم نے کیا، جب یہ کہا گیا کہ نبی پاک ﷺ کو شہید کر دیا گیا ہے) اور اللہ کو محبوب ہیں صبر کرنے والے (آزمائشوں پر اور وہ انہیں ثواب عطا فرمائے گا) اور وہ کچھ بھی نہ کہتے تھے (انبیائے کرام کی شہادت کے وقت ثبات وصبر کا اظہار کرتے ہوئے) سوا اس دعا کے کہ اے ہمارے رب! بخش دے ہمارے گناہ اور جو زیادتیاں ہم نے کیں (یعنی جو ہم حد سے متجاوز ہوئے) اپنے کام میں (دعا کا یہ جز اس بات کے اعلان کیلئے ہے کہ انہیں جو مصیبت پہنچی ہے وہ انکے اپنے اعمال کا نتیجہ تھا اور یہ کہنا اپنی کسرِ نفسی کی وجہ سے تھا) اور ہمارے قدم جمادے (جہاد کرنے پر قوت دیکر) اور ہمیں ان کافروں پر مدد دے ......۵ تو اللہ نے انہیں دنیا کا انعام دیا (یعنی نصرت اور غنیمت) اور آخرت کے ثواب کی خوبی (یعنی جنت، حسن ثواب سے مراد استحقاق سے بڑھ کر فضل وکرم کرنا ہے) اور نیکی والے اللہ کو پیارے ہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿وما محمد الارسول قد خلت من قبله الرسل﴾

و: مستانفہ، ما: نافیہ، محمد: مبتدا، الا: للحصر، رسول: موصوف، قد: تحقیقیہ، خلت: فعل، من قبلہ: ظرف لغو، الرسل: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل رسول کی صفت ملکر خبر اور یہ سب ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم﴾

ھمزہ: استفہامیہ، ف: عاطفہ، ان: شرطیہ، مات: فعل با فاعل، ملکر معطوف علیہ، او: عاطفہ، قتل: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، انقلبتم علی اعقابکم: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشکرین﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، ینقلب: فعل با فاعل، علی عقبیہ: حال ہے فاعل سے، جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، لن یضر: فعل با فاعل، اللہ: اسم جلالت مفعول، شیئا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، یجزی اللہ الشکرین: جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وماکان لنفس ان تموت الاباذنِ اللہ کتابا مؤجلا﴾

و: مستانفہ، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، لنفس: ظرف مستقر خبر مقدم، ان تموت: فعل، ھی ضمیر ذوالحال، الا: للحصر، باذن اللہ: ظرف مستقر حال ملکر فاعل، یہ سب ملکر بتاویل مصدر اسم، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ، کتابا: موصوف، مؤجلا: صفت ملکر

مفعول مطلق ماقبل کی تاکید کتب اللہ فعل محذوف کا،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یرد ثواب الدنیا نؤته منها ومن یرد ثواب الآخرة نؤته منها وسنجزی الشکرین﴾

و: مستانفه، من: شرطیہ مبتدا،یرد ثواب الدنیا: فعل باواؤضمیر فاعل ومرکب اضافی مفعول جملہ فعلیہ شرط، نؤته منها: جملہ فعلیہ ہوکر شرط،جزاء سے ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ،من:شرطیہ مبتدا،یرد ثواب الاخرة: جملہ فعلیہ شرط، نؤته منها: جملہ فعلیہ جزا،شرط سے ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: مستانفہ،سنجزی:فعل بافاعل،الشکرین: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکاین من نبی قتل معه ربیون کثیر﴾

و: مستانفه، کاین: ممیّز،من نبی: تمیز ،ملکر مبتدا، قتل: فعل،ھو ضمیر ذوالحال،معه ربیون کثیر: جملہ اسمیہ حال ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ یحب الصبرین﴾

ف: عاطفہ،ما وھنوا:فعل نفی،واوضمیر فاعل، لما اصابھم فی سبیل اللہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ ،ماضعفوا وما استکانوا: ماوھنوا پر معطوف،واللہ یحب الصبرین: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وما کان قولھم الا ان قالوا ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکفرین﴾

و: عاطفہ،ما:نافیہ،کان: فعل ناقص،قولھم: خبر مقدم،الا: للحصر، ان: مصدریہ،قالوا: فعل بافاعل،قول،ربنا: جملہ ندائیہ، اغفرلنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکفرین: جملہ فعلیہ مقصود بالنداء،اپنی نداسے ملکر مقولہ،اپنے قول سے ملکر بتاویل مصدر اسم،فعل ناقص اپنے اسم خبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاتھم اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب الاخرة واللہ یحب المحسنین﴾

ف: مستانفہ،اتھم:فعل ومفعول، اللہ: فاعل،ثواب الدنیا: معطوف علیہ،وحسن ......الخ :معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ،واللہ......الخ جملہ مستانفہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......وما محمد الا رسول قد خلت...... ☆ جنگ احد میں جب کافروں نے پکارا کہ محمد مصطفےٰ ﷺ شہید ہوگئے اور شیطان نے یہ جھوٹی افواہ مشہور کردی تو صحابہ کو بہت اضطراب ہوا اور ان میں سے کچھ لوگ بھاگ نکلے ،پھر جب ندا کی گئی کہ رسول کریم ﷺ تشریف رکھتے ہیں تو صحابہ کی ایک جماعت واپس آئی حضور ﷺ نے انہیں ہزیمت پر ملامت کی انہوں نے عرض کیا ہمارے ماں اور باپ آپ پر فدا ہوں آپ کی شھادت کی خبر سن کر ہمارے دل ٹوٹ گئے اور ہم سے ٹھہرا نہ گیا اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور

فرمایا گیا کہ انبیاء کے بعد بھی امتوں پر انکے دین کا اتباع لازم رہتا ہے تو اگر ایسا ہوتا بھی تو حضور ﷺ کے دین کا اتباع اور اسکی حمایت لازم رہتی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

''وما محمد الارسول'' کا منشاء:

۱......اس آیت مبارکہ میں اللہ ﷻ نے نبی کی بعثت کا مقصد بیان فرمایا ہے: لان المقصود من بعثة الرسل تبليغ الرسالة، والزام الحجة، لاوجوده بين اظهر قومه یعنی نبی کی بعثت کا مقصد رسالت کی تبلیغ اور حجت کا لازم کردینا ہے نہ کہ اسکا اپنی قوم کے درمیان ہمیشہ موجود رہنا۔ (المدارك، ج۱، ص۲۹۷)

علامہ تفتازانی شرح عقائد نسفی میں نبی اور رسول کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''هو انسان بعثه اللّٰه الى الخلق لتبليغ الاحكام نبی اور رسول وہ انسان ہیں جنہیں اللہ ﷻ احکامات کی تبلیغ کیلئے مخلوق کی طرف بھیجتا ہے۔ (شرح عقائد نسفی، ص۱۷)

''قد خلت من قبله الرسل'' کا منشاء:

۲......روایت میں ہے کہ عبداللہ بن قمئہ حارثی نے نبی پاک ﷺ کی طرف پتھر پھینک کر آپکے دندان مبارک اور چہرہ مبارک کو زخمی کردیا، یہ دیکھ کر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ اڑ گیا جو کہ علمبردار تھے، انہوں نے قمئہ کو پیچھے دھکیلا تو اس نے انہیں شہید کردیا اور یہ سمجھا کہ اس نے نبی پاک ﷺ کو (نعوذباللہ) شہید کردیا ہے اور زور زور سے چیخ کر کہنے لگا کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو شہید کردیا، خبردار! محمد ﷺ شہید کردیئے گئے، لوگ اسکی طرف متوجہ ہوئے اور نبی پاک ﷺ نے پکارنا شروع کیا: ''اِلَیَّ عباد اللّٰه'' چنانچہ آپکی جانب تیس اصحاب آئے اور آپکو گھیر لیا یہاں تک کہ مشرکین آپ سے دور ہوگئے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ ہائے کاش ابن ابی ہمارے لیے ابوسفیان سے امان لے دیتا، منافقوں میں سے بعض لوگوں نے یہ کہا کہ اگر نبی قتل کردیئے گئے ہیں تو تم اپنے سابقہ دین کی طرف لوٹ جاؤ، انس بن نضر نے کہا جو کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں اے قوم! اگر محمد ﷺ قتل کردیئے گئے ہیں تو محمد ﷺ کا رب زندہ ہے اور اسے موت نہیں آتی تو تم محمد ﷺ کی وفات کے بعد زندگی سے کیا لوگے؟ لہٰذا جس مقصد کیلئے رسول اللہ ﷺ نے قتال کیا تھا تم اس جنگ کو جاری رکھو یہاں تک کہ وہ بھی لڑتے لڑتے شہید کردیئے گئے۔ (البیضاوی، ج۱، ص۳۰۱)

ایڑیوں کے بل پلٹنے سے کیا مراد ہے؟

۳......ایڑیوں کے بل پلٹنے سے مراد الٹے پاؤں پلٹ جانا ہے اور اس سے ارتداد بھی مراد لیا گیا ہے کہ بندہ جس حالتِ کفر پر پہلے تھا اسکی طرف دوبارہ پلٹ جائے۔ بعض نے یہاں پر الـقـلاب سے نقصِ ایمان مراد لیا ہے نہ کہ کفر جیسا کہ ابن المنذر نے زہری سے روایت کیا کہ جب یہ آیت ﴿ليزدادوا ايمانا مع ايمانهم (الفتح:۴)﴾ نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ایمان میں زیادتی تو ہوتی ہے لیکن کیا کمی بھی ہوتی ہے؟ سید عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات پاک کی قسم! جس نے مجھے حق کیساتھ مبعوث کیا بیشک ایمان میں کمی بھی ہوتی ہے۔'' صحابہ کرام نے عرض کی: ''کیا کتاب اللہ میں اسکی دلیل پائی جاتی ہے؟'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں۔'' پھر مذکورہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی۔'' (روح المعانی، الجزء الرابع، ص۳۸۲)

موت کا وقت متعین ہے!

۴......انسان نہ تو دنیا میں اپنی مرضی سے آیا ہے اور نہ اپنی مرضی سے جاسکتا ہے ہر جان جس نے زندگی کے پھول چنے ہیں

اسے موت کی کانٹے دار جھاڑیوں سے ضرور گزرنا پڑے گا۔ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان آخرت کی تیاری میں لگ جائے کئی ہنستے کھیلتے نوجوان یکا یک حادثے کا شکار ہوکر یا مہلک امراض میں گرفتار ہوکر موت کے گھاٹ اتر جاتے ہیں اسی طرح ہم نے بھی ایک دن مرنا ہے اور اپنی کرنی کا پھل بھگتنا ہے۔کیا ہی اچھا ہو کہ عقلمندی اور دانشمندی والا فیصلہ کرلیا جائے اور موت آنے سے پہلے ہی اسکی تیاری کرلی جائے۔ہمارے اسلاف کا یہی طریقہ تھا کہ وہ ہر وقت آخرت کی فکر میں لگے رہتے تھے۔انکی سوچ اتنی اعلیٰ تھی کہ اگر انکا چراغ بجھ جاتا تو وہ اسے اپنی زندگی کے چراغ پر قیاس کرکے رونے لگتے اور یہی فکر آخرت کی سوچ ہی انکے مقام ومرتبہ کو بلند کرتی ہے۔اور کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم سب کچھ جاننے کے باوجود بھی موت کی تیاری نہیں کرتے اور لمبی امیدوں کے سہارے اپنی زندگی کے حسین لمحات کو گزار دیتے ہیں۔کئی بڑے بڑے افسروں کو اچانک موت نے عمدہ عالیشان کوٹھیوں سے اٹھا کر تنگ وتاریک قبر میں ڈال دیا،نہ جانے کتنے دولہے مچلتے ارمانوں کو اپنے ساتھ لئے بجائے حجرۂ عروسی کے تنگ وتاریک قبر کی کوٹھری میں جا پڑے۔آہ موت کا وقت جو کہ متعین ہے اور ہم سے اسے پوشیدہ رکھا گیا ہے اس میں یہی بہت بڑی حکمت ہے اللہ عزوجل اس بات کی جانچ کرنا چاہتا ہے کہ کون نامعلوم وقت اور جگہ میں اچانک آجانے والی موت کی تیاری کرتا ہے اور کون دنیا کی رنگینیوں میں گم ہو کر فکر آخرت اور موت کے کٹھن وقت سے گزرنے کو فراموش کردیتا ہے۔

دعائیہ کلمات:

۵......اس رکوع میں مومنین کے دعائیہ کلمات کا ذکر ملتا ہے ان مبارک کلمات سے پتہ چلتا ہے کہ انسان مصیبت کے وقت اپنے پروردگار کو یاد کرے۔انسان اگر ان ہی مبارک کلمات کو یاد کرلے اور وقتاً فوقتاً انہیں پڑھتا رہے تو کئی مصیبتوں سے بچ جائے۔

اغراض:

کفیرہ:یعنی رسولوں میں سے۔والجملة الاخیرة:آخری جملے سے مراد جملہ انقلبتم علی اعقابکم ہے جو کہ محل استفہام انکاری ہے یعنی ان کے مرتد ہونے کے انکار کرنے اور دین سے پھر جانے کے بارے میں ہے۔زمخشری نے کہا کہ افامن مات میں فاء معلق ماقبل جملے کے لئے سبب ہے تقدیر عبارت یوں ہوگی افان مات مسبب ہے ماقبل جملہ وما محمد الا رسول کے لئے،یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو وہ اپنے ارتداد کا سبب بنائیں۔بالثبات:یعنی احد کے دن دین محمدی پر ثابت رہیں۔

محل استفهام انکاری :یعنی ہمزہ استفہام کے معنی میں ہے،تقدیر عبارت یوں ہے کہ اانقلبتم علی اعقابکم ان مات او قتل ،یعنی تمہارے لئے اس وقت دین سے پھر جانا یا مرتد ہو جانا مناسب نہیں،اس لئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبلغ ہیں نہ کہ معبود اور تمہیں یہ بات پہنچ چکی ہے،اور معبود باقی رہتا ہے،پس تمہارے دین سے لوٹ آنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔

ای ما کان معبوداً الخ: یہ تفسیر جملہ کلام کی ہے،اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ القصر یعنی کوتاہی سے مراد دل کی کوتاہی ہے تاکہ ان لوگوں پر ان کے عقیدے کی تردید کی جائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم معبود ہیں معاذ اللہ،اگرچہ وہ حقیقی معنوں میں یہ عقیدہ نہ رکھتے ہوں لیکن ان لوگوں کے چکر میں پڑ گئے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی الوہیت کا عقیدہ رکھتے ہیں نہ کہ رسالت کا،اور یہ اس طرح ہوا کہ ان کی شہادت کی خبر پا کر دین سے پھر گئے تو گویا ایسا ہوا کہ وہ بھی ان کے معبود ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں،اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما جائیں تو اپنی عبادتوں سے پھر جائیں گے۔کما فعلتم:فما وهنوا کی طرف راجع ہے۔مصدر:مفعول مطلق ماقبل جملے کی تاکید کے لئے ہے اس کا عامل مضمر ہے،تقدیر عبارت یوں ہے کتب الله ذلک کتاباً جیسے صنع اللہ،وعد اللہ اور کتاب اللہ علیکم ہے،اور کتاب مؤجل سے مراد وہ کتاب

ہے جوکہ آجال پر مشتمل ہے۔ای کتاب اللہ ذلک :یعنی موت مؤجل ہے یعنی کتابا مؤجلا کہ موت کا وقت لکھا ہوا ہے۔انھزمتم:اس سیاق کلام سے مقصود احد کے دن میدان سے بھاگنے والوں کی توبیخ کرنا مقصود ہے۔ایذانا بان ما اصابھم الخ:قالوا قول کا معمول ہے تقدیر کلام یوں ہے کہ قالوا ذلک ایذاناً۔النصر و الغنیمۃ :اس میں اشارہ ہے کہ ہمارے نبی کے سوا کسی کے لئے غنیمت حلال نہیں ہوئی،اور یہ بھی ممکن ہے کہ مراد یہ ہو کہ کافروں کے مال پر مسلمانوں کو قابو دینا کافروں کے لیے اہانت کا باعث ہو،اوراس کے علاوہ کوئی اور بات ہو تو آسمان سے آگ آئے گی جوکہ غنیمت کو کھا جائے گی اس میں مجاہدین سے قبول ورضا کی جانب اشارہ ہے۔ای الجنۃ :ثواب آخرت کی تفسیر ہے،اور بالجنۃ سے مراد اس کی بعض وہ نعمتیں ہیں کہ جوکہ اعمال صالحہ کے مقابل ہوں گی اور بندہ ان کا مستحق ہوگا۔

(الجمل ،ج۱،ص۴۸۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۷

﴿یایھا الذین امنوا ان تطیعوا الذین کفروا ﴾ فِیْمَا یَاْمُرُوْنَکُمْ بِہٖ ﴿یردوکم﴾ اِلَی الْکُفْرِ ﴿علی اعقابکم فتنقلبوا خسرین (۱۴۹)بل اللہ مولکم﴾ نَاصِرُکُمْ ﴿وھو خیر النصرین(۱۵۰)﴾ فَاَطِیْعُوْہُ دُوْنَھُمْ ﴿سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب﴾ بِسُکُوْنِ الْعَیْنِ وَضَمِّھَا اَلْخَوْفَ وَقَدْ عَزَمُوْا بَعْدَ اِرْتِحَالِھِمْ مِنْ اُحُدٍ عَلَی الْعَوْدِ وَاِسْتِیْصَالِ الْمُسْلِمِیْنَ فَرُعِبُوْا وَلَمْ یَرْجِعُوْا ﴿بما اشرکوا﴾ بِسَبَبِ اِشْرَاکِھِمْ ﴿باللہ ما لم ینزل بہ سلطنا﴾ حُجَّۃً عَلٰی عِبَادَتِہٖ وَھُوَ الْاَصْنَامُ ﴿وماوھم النار وبئس مثوی﴾ مَاْوَی ﴿الظلمین(۱۵۱)﴾ الْکَافِرِیْنَ ھِیَ ﴿ولقد صدقکم اللہ وعدہ﴾ اِیَّاکُمْ بِالنَّصْرِ ﴿اذ تحسونھم﴾ تَقْتُلُوْنَھُمْ ﴿باذنہ﴾ بِاِرَادَتِہٖ ﴿حتی اذا فشلتم﴾ جَبُنْتُمْ عَنِ الْقِتَالِ ﴿وتنازعتم﴾ اِخْتَلَفْتُمْ ﴿فی الامر﴾ اَیْ اَمْرِ النَّبِیِّ ﷺ بِالْمُقَامِ فِیْ سَفْحِ الْجَبَلِ لِلرَّمْیِ فَقَالَ بَعْضُکُمْ نَذْھَبُ فَقَدْ نُصِرَ اَصْحَابُنَا، وَبَعْضُکُمْ لَا نُخَالِفُ اَمْرَ النَّبِیِّ ﷺ ﴿وعصیتم﴾ اَمْرَہٗ فَتَرَکْتُمُ الْمَرْکَزَ لِطَلَبِ الْغَنِیْمَۃِ ﴿من بعد ما ارکم﴾ اَللّٰہُ ﴿ما تحبون﴾ مِنَ النَّصْرِ وَجَوَابُ اِذَا دَلَّ عَلَیْہِ مَا قَبْلَہٗ اَیْ مَنَعَکُمْ نَصْرُہٗ ﴿منکم من یرید الدنیا﴾ فَتَرَکَ الْمَرْکَزَ لِلْغَنِیْمَۃِ ﴿ومنکم من یرید الاخرۃ﴾ فَثَبَتَ بِہٖ حَتّٰی قُتِلَ کَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جُبَیْرٍ وَّاَصْحَابِہٖ ﴿ثم صرفکم﴾ عَطْفٌ عَلٰی جَوَابِ اِذَا الْمُقَدَّرِ، رَدَّکُمْ بِالْھَزِیْمَۃِ ﴿عنھم﴾ اَیِ الْکُفَّارِ ﴿لیبتلیکم﴾ لِیَمْتَحِنَکُمْ فَیُظْھِرُ الْمُخْلِصَ مِنْ غَیْرِہٖ ﴿ولقد عفا عنکم﴾ مَا ارْتَکَبْتُمُوْہُ ﴿واللہ ذو فضل علی المؤمنین (۱۵۲)﴾ بِالْعَفْوِ، اُذْکُرُوْا ﴿اذ تصعدون﴾ تُبْعِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ھَارِبِیْنَ ﴿ولا تلون﴾ تُعَرِّجُوْنَ ﴿علی احد والرسول یدعوکم فی اخرکم﴾ اَیْ مِنْ وَّرَآئِکُمْ یَقُوْلُ اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰہِ ﴿فاثابکم﴾ فَجَازَاکُمْ ﴿غما﴾ بِالْھَزِیْمَۃِ ﴿بغم﴾ بِسَبَبِ غَمِّکُمْ لِلرَّسُوْلِ بِالْمُخَالَفَۃِ وَقِیْلَ الْبَاءُ بِمَعْنٰی عَلٰی، اَیْ مُضَاعَفًا عَلٰی

غَمّ فَوْتِ الْغَنِيمَةِ ﴿لكيلا﴾ مُتَعَلِّقٌ بِعَفَا اَوْ بِاَثَابَكُمْ فَلَا زَائِدَة ﴿تحزنوا على مافاتكم﴾ مِنَ الْغَنِيمَةِ ﴿ولا ما اصابكم﴾ مِّنَ الْقَتْلِ وَالْهَزِيمَةِ ﴿والله خبير بما تعملون (۱۵۳) ثم انزل عليكم من بعد الغم امنة﴾ اَمْنًا ﴿نعاسا﴾ بَدل ﴿يغشى﴾ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ ﴿طائفة منكم﴾ وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ فَكَانُوْا يَمِيْدُوْنَ تَحْتَ الْحَجَفِ وَتَسْقُطُ السُّيُوْفُ مِنْهُمْ ﴿وطائفة قد اهمّتهم انفسهم﴾ اَیْ حَمَلَتْهُمْ عَلَى الْهَمِّ فَلَا رَغْبَةَ لَهُمْ اِلَّا نَجَاتَهَا دُوْنَ النَّبِيِّ ﷺ وَاَصْحَابِهٖ فَلَمْ يَنَامُوْا وَهُمُ الْمُنَافِقُوْنَ ﴿يظنون بالله﴾ ظَنًّا ﴿غير﴾ الظَّنِّ ﴿الحق ظن﴾ اَیْ كَظَنِّ ﴿الجاهلية﴾ حَيْثُ اِعْتَقَدُوْا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قُتِلَ اَوْ لَايُنْصَرُ ﴿يقولون هل﴾ مَا ﴿لنا من الامر﴾ اَيِ النَّصْرِ الَّذِیْ وُعِدْنَاهُ ﴿من﴾ زَائِدَةٌ ﴿شيء قل﴾ لَّهُمْ ﴿ان الامر كله﴾ بِالنَّصْبِ تَوْكِيْدًا وَالرَّفْعِ مُبْتَدَأٌ وَخَبَرُهُ ﴿لله﴾ اَيِ الْقَضَاءُ لَهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ﴿يخفون فى انفسهم مالا يبدون﴾ يُظْهِرُوْنَ ﴿لك يقولون﴾ بَيَانٌ لِّمَا قَبْلَهُ ﴿لو كان لنا من الامر شيء ما قتلنا ههنا﴾ اَیْ لَوْ كَانَ الْاِخْتِيَارُ اِلَيْنَا لَمْ نَخْرُجْ فَلَمْ نُقْتَلْ لٰكِنْ اُخْرِجْنَا كُرْهًا ﴿قل﴾ لَّهُمْ ﴿لو كنتم فى بيوتكم﴾ وَفِيْكُمْ مَّنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْقَتْلَ ﴿لبرز﴾ خَرَجَ ﴿الذين كتب﴾ قُضِيَ ﴿عليهم القتل﴾ مِنْكُمْ ﴿الى مضاجعهم﴾ مَصَارِعِهِمْ فَيُقْتَلُوْا وَلَمْ يُنْجِهِمْ قُعُوْدُهُمْ لِاَنَّ قَضَاءَهٗ تَعَالٰی كَائِنٌ لَا مَحَالَةَ ﴿و﴾ فَعَلَ مَا فَعَلَ بِاُحُدٍ ﴿ليبتلى﴾ يَخْتَبِرَ ﴿الله ما فى صدوركم﴾ قُلُوْبِكُمْ مِّنَ الْاِخْلَاصِ وَالنِّفَاقِ ﴿وليمحص﴾ يُمَيِّزَ ﴿ما فى قلوبكم والله عليم بذات الصدور (۱۵۴)﴾ بِمَا فِی الْقُلُوْبِ لَا يَخْفٰی عَلَيْهِ شَیْءٌ وَّاِنَّمَا يَبْتَلِیْ لِيُظْهِرَ لِلنَّاسِ ﴿ان الذين تولوا منكم﴾ عَنِ الْقِتَالِ ﴿يوم التقى الجمعن﴾ جَمْعُ الْمُسْلِمِيْنَ وَجَمْعُ الْكَافِرِيْنَ بِاُحُدٍ وَّهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ اِلَّا اِثْنَیْ عَشَرَ رَجُلًا ﴿انما استزلهم﴾ اَزَلَّهُمْ ﴿الشيطن﴾ بِوَسْوَسَتِهٖ ﴿ببعض ما كسبوا﴾ مِنَ الذُّنُوْبِ وَهُوَ مُخَالَفَةُ اَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ ﴿ولقد عفا الله عنهم ان الله غفور﴾ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿حليم (۱۵۵)﴾ لَا يُعَجِّلُ عَلَى الْعُصَاةِ۔

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! اگر تم کافروں کے کہنے پر چلے (یعنی جن کاموں کا وہ تمہیں حکم دیتے ہیں اگر تم نے وہ کئے) تو وہ تمہیں اُلٹے پاؤں لوٹا دیں گے (کفر کی طرف) پھر ٹوٹا کھا کے پلٹ جاؤ گے بلکہ اللہ تمہارا مولا (یعنی مددگار) ہے اور وہ سب سے بہتر مددگار (تو دوسروں کے بجائے اسی کی اطاعت کرو) کوئی دم جاتا ہے کہ ہم کافروں کے دلوں میں رعب ڈالیں گے ......(لفظ رعب عین کے سکون اور ضمہ کے ساتھ بمعنی خوف ہے، غزوہ احد سے واپسی پر کافروں نے دوبارہ میدان میں آنے اور مسلمانوں کے مکمل خاتمے کا ارادہ کرلیا تھا لیکن ان پر مسلمانوں کا رعب ڈال دیا گیا اور وہ پلٹ کر نہیں آئے) کہ انہوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا (یعنی انکے شریک ٹھہرانے کے

سبب) جس پر اس نے کوئی سمجھ نہ اتاری (یعنی جسکی عبادت کرنے پر کوئی دلیل نہیں مراد اس سے بت ہیں) اور انکا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا برا ٹھکانا (مثوی بمعنی مساوی ہے) ناانصافوں کا (یعنی کافروں کا) اور بیشک اللہ نے تمہیں سچ کر دکھایا اپنا وعدہ (جو اس نے تم سے لیا تھا تمہاری مدد کرنے کا) جبکہ تم کافروں کو قتل کرتے تھے (تحسونھم بمعنی تقتلونھم ہے) اس کے حکم سے (یعنی اسکی مشیت سے) یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کی (جنگ کرنے میں) اور جھگڑا ڈالا (اختلاف کیا) حکم میں (یعنی نبی ﷺ کے اس حکم میں کہ مقام شعب میں پہاڑی کے دامن میں تیر اندازی کیلئے جمے رہنا خواہ ہم غالب ہو جائیں یا مغلوب پھر تم میں بعض نے کہا ہم چلے جائینگے کہ ہمارے ساتھی غالب آگئے ہیں اور بعض نے کہا کہ ہم آقا ﷺ کے حکم کی مخالفت نہیں کرینگے) اور نافرمانی کی (انکے حکم کی اور غنیمت کے حصول کیلئے مرکز چھوڑ دیا) بعد اسکے کہ (اللہ تعالیٰ) تمہیں دکھا چکا تمہاری خوشی کی بات (یعنی کامیابی، اذا کا جواب شرط محذوف ہے جس پر ماقبل آیت ولقد نصر کم اللّٰہ دلالت کر رہی ہے عبارت مقدر یہ ہے منعکم نصرة) تم میں کوئی دنیا چاہتا تھا (کہ حصولِ غنیمت کیلئے مرکز چھوڑ دیا) اور تم میں کوئی آخرت چاہتا تھا (تو وہ اس درے پر ثابت رہے یہاں تک کہ انہیں شہید کر دیا گیا جیسے عبداللہ بن جبیر اور انکے ساتھی) پھر تمہارا منہ پھیر دیا (اسکا عطف اذا مقدر کے جواب پر ہے، یعنی تمہیں ہزیمت کے ساتھ واپس کر دیا) ان (کفار) سے کہ تمہیں آزمائے (تاکہ تمہاری جانچ ہو اور مخلص و غیر مخلص ظاہر ہو جائیں) اور بیشک اس نے معاف کر دیا تمہیں (تمہاری اس غلطی کو جو تم سے سرزد ہوئی) اور اللہ مسلمانوں پر فضل کرتا ہے (انہیں معاف کر کے، اور یاد کرو) جب تم منہ اٹھائے چلے جاتے تھے (بھاگتے ہوئے میدان جنگ سے دور ہو رہے تھے) اور پیٹھ پھیر کر کسی کو نہ دیکھتے تھے (یعنی نہ ٹھہرتے تھے) اور دوسری جماعت میں ہمارے رسول تمہیں پکار رہے تھے (یعنی تمہیں پیچھے سے بلا رہے تھے وہ فرماتے تھے اللہ کے بندو! میری طرف آؤ، میری طرف آؤ) تو تمہیں دیا (تمہیں بدلے کے طور پر دیا) غم (ہزیمت کا) بدلہ غم کا (یعنی رسول ﷺ کی مخالفت کر کے انہیں رنج پہنچانے کا بدلہ، بعض نے کہا ہے کہ با بمعنی علی ہے یعنی غنیمت کے فوت ہو جانے پر مزید غم پہنچایا) اور معافی اسلئے سنائی (لکیلا، عفا کے متعلق ہے یا اثابکم کے اور اس صورت میں لا زائدہ ہوگا) کہ جو ہاتھ سے گیا اس کا رنج نہ کرو (یعنی مال غنیمت) اور جو افتاد پڑی (قتل اور ہزیمت کی صورت میں) اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے پھر تم پر غم کے بعد چین کی (امن کی) نیند (نعاسا بدل ہے) اتاری کہ گھیرے تھی (یغشی یاء اور تاء دونوں قراٰتوں کے ساتھ ہے) تمہاری ایک جماعت کو......... (یہاں مومنین مراد ہیں اور وہ نیند کی وجہ سے ڈھالوں تلے گر جاتے اور ان سے تلواریں چھوٹ رہی تھی) اور ایک گروہ کو اپنی جان کی پڑی تھی (یعنی انہیں اپنی جانوں کی ہلاکت کا غم لاحق تھا اور اسکے سوا کوئی فکر نہ تھی نہ نبی پاک ﷺ کی اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی، پس منافقین تھے جن پر نیند طاری نہ ہوئی تھی) اللہ پر گمان کرتے تھے (یہاں ظن مفعول مطلق موصوف محذوف ہے) بے جا جاہلیت کے گمان (کیونکہ انکا اعتقاد یہ تھا کہ حضور ﷺ قتل کر دیئے جائیں گے یا مدد نہ کئے جائیں گے) کہتے کیا (ھل بمعنی ما نافیہ ہے) اس کام میں ہمارا بھی کچھ اختیار نہیں ہے (یعنی جس مدد کا ہمیں وعدہ دیا گیا ہے، اس میں من زائدہ ہے) تم فرما دو (ان سے) کہ اختیار تو سارا (کلہ نصب کی صورت میں تاکید اور مرفوع ہونیکی صورت میں مبتدا ہے اور اسکی خبر للّٰہ ہے) اللہ کا ہے (فیصلہ کرنے کا اختیار اسی کو ہے، وہ جو چاہے کرے) اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں جو تم پر ظاہر نہیں کرتے (یُبدون بمعنی یُظہِرون ہے) کہتے ہیں (یقولون یہ ماقبل یُخفُونَ کا بیان ہے) ہمارا کچھ بس ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے (یعنی اگر ہمیں اختیار ہوتا تو ہم نہ نکلتے نہ قتل کئے جاتے لیکن ہمیں زبردستی نکالا گیا) تم فرما دو (ان سے) کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے (اور تم میں کوئی ایسا ہوتا جسکے بارے میں اللہ ﷻ نے قتل ہونا لکھ دیا ہوتا) جب بھی نکل کر آتے (بروز

بمعنی عــرج ہے) لکھاجاچکا تھا (کتب بمعنی قضبی ہے) جنکا مارا جانا (تم میں سے) اپنی قتل گاہوں تک (مضاجعھم بمعنی مصارعھم ہے تو وہ قتل کئے جاتے اور انکا بیٹھا رہنا جنگ سے انہیں نجات نہ دیتا اور قضائے الٰہی لامحالہ ہو کر رہتی ہے) اور (احد میں جو کچھ ہوا اس لئے تھا کہ) کہ آزمائے (لیبتلی بمعنی یختبر ہے) اللہ تمہارے سینوں کی بات (یعنی تمہارے دلوں میں موجود اخلاص اور نفاق کو) اور کھول دے (یعنی جدا کردے) جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے (یعنی جو کچھ دلوں میں ہے اس پر کچھ مخفی نہیں اور وہ آزماتا ہے تا کہ وہ لوگوں کیلئے ظاہر کردے) بیشک وہ جو تم میں سے پھر گئے (قتال سے) جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں (دو گروہ ملے تھے مسلمان اور کافر جنگ احد میں، یہاں مسلمانوں کے بارہ افراد کے سوا تمام مسلمان مراد ہیں) انہیں لغزش دی (استزلھم بمعنی ازلھم ہے) شیطان ہی نے (وسوسہ ڈال کر) انکے بعض اعمال کے باعث (گناہوں کے باعث اور وہ گناہ نبی پاک ﷺ کے حکم کی مخالفت کرنا تھا) اور بیشک اللہ نے انہیں معاف فرمادیا بیشک اللہ ﷻ بخشنے والا (ہے، مؤمنوں کو) حلم والا ہے (کہ مجرموں کو جلد نہیں پکڑتا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا ان تطیعوا الذین کفروا یردوکم علی اعقابکم فتنقلبوا خسرین﴾

یا ایھا الذین امنوا: جملہ ندائیہ، ان: شرطیہ، تطیعوا الذین کفروا: جملہ فعلیہ شرط، یردوکم علی اعقابکم: معطوف علیہ، فتنقلبوا خسرین: معطوف ملکر جواب شرط، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿بل اللہ مولکم وھو خیر النصرین﴾

بل: عاطفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، مولکم: خبر ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ ھو: مبتدا خیر الناصرین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب بما اشرکوا باللہ مالم ینزل بہ سلطانا﴾

س: حرف استقبال، نلقی: فعل بافاعل، فی: جار، قلوب الذین کفروا: مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، الرعب: مفعول، ب: جار، ما: مصدریہ، اشرکوا: فعل بافاعل، باللّٰہ: ظرف لغو، مالم ینزل بہ سلطنا: موصول صلہ ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر بتاویل مصدر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، سنلقی، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وماوھم النار وبئس مثوی الظلمین﴾

و: مستانفہ، ماوھم: مبتدا، النار: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، بئس: فعل، مثوی الظلمین: فاعل ملکر خبر مقدم، النار محذوف مبتدا موخر ......ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد صدقکم اللہ وعدہ اذ تحسونھم باذنہ حتی اذا فشلتم وتنازعتم فی الامر﴾

و: مستانفہ، لقد: تحقیقیہ، صدق: فعل، کم: ضمیر مفعول، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، وعدہ: منصوب بنزع الخافض ای

بوعدہ،اذ: مضاف، تحسونهم: جملہ فعلیہ مضاف الیہ،ملکر ظرف ،حتی: جار،اذا: شرطیہ،فشلتم: جملہ ہوکر شرط، جزا محذوف منعکم نصرہ ،و: عاطفہ،تنازعتم فی الامر: جملہ فشلتم پر معطوف ہے،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،صدق، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وعصیتم من بعد ما ارکم ماتحبون منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرة﴾

و: عاطفہ،عصیتم: فعل بافاعل،من بعد مارکم ماتحبون: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل وتنازعتم پر معطوف، منکم: خبر مقدم،من یرید الدنیا: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،منکم: خبر مقدم،من یرید الاخرة: مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم صرفکم عنهم لیبتلیکم ولقد عفاعنکم والله ذو فضل عن المومنین﴾

ثم: عاطفہ،صرفکم: فعل بافاعل ومفعول،عنهم: ظرف لغو،لیبتلیکم: متعلق بصرف ،ملکر جملہ فعلیہ جزا محذوف منعکم نصرہ پر معطوف ہے،و: عاطفہ،لقد تحقیقیہ، عفا: فعل بافاعل، عنکم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم محذوف ،واللّٰہ ذوفضل علی المومنین: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿اذ تصعدون ولاتلون علی احد والرسول یدعوکم فی اخرکم﴾

اذ: مضاف، تصعدون: فعل بافاعل ملکر معطوف علیہ،ولا تلون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال،علی احد: ظرف لغو، و: حالیہ،الرسول: مبتدا،یدعوکم ......الخ: جملہ ہوکر خبر،ملکر حال، ذوالحال سے ملکر فاعل، یہ سب ملکر معطوف، معطوف علیہ سے ملکر مضاف الیہ،اپنے مضاف سے ملکر اذکر فعل محذوف کا ظرف، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاثابکم غمابغم لکیلا تحزنوا علی ما فاتکم ولاما اصابکم﴾

ف: عاطفہ،اثابکم: فعل بافاعل ومفعول،غما بغم: مرکب توصیفی مفعول ثانی،لام: جار،کی: حرف ناصب،ان: مقدر، لا: زائدہ، تحزنوا: فعل بافاعل علی مافاتکم ولا مااصابکم: ظرف لغو،ملکر بتاویل مصدر ہوکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو،فعل اپنے متعلقات سے ملکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ولله خبیر بما تعلمون ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاس یغشی طائفة منکم﴾

واللّٰہ خبیر بما تعملون: جملہ اسمیہ مستانفہ ،ثم: عاطفہ،انزل: فعل بافاعل، علیکم: ظرف لغو،من بعد الغم: ظرف لغو ثانی ،امنة: مبدل منہ،نعاسا: موصوف ،یغشی طائفة منکم: جملہ ہوکر صفت،ملکر بدل اپنے مبدل منہ سے ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ اثابکم پر معطوف ہے۔

﴿وطائفة قداهمتهم انفسهم یظنون بالله غیر الحق ظن الجاهلیة﴾

و: استنافیہ،طائفۃ: موصوف،قد اھمتھم: فعل ومفعول،انفسھم: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ صفت،ملکر مبتدا، یظنون: فعل بافاعل ،باللّٰہ: ظرف لغو۔غیر الحق: مبدل منہ،ظن الجاھلیۃ: بدل،ملکر صفت مفعول محذوف الظن کیلئے،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یقولون ھل لنا من لامر من شیء قل ان الامر کلہ للّٰہ﴾

یقولون: قول، ھل: استفہامیہ،لنا: خبر مقدم،من الامر: ظرف مستقر حال،من: زائدہ،شیی: ذوالحال،اپنے حال سے ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ......قول مقولہ ملکر ماقبل یظنون سے بدل ہے ،قل: قول،ان: حرف مشبہ،الامر کلہ: مؤکدتاکید،ملکر اسم،للّٰہ: خبر،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ۔

﴿یخفون فی انفسھم مالا یبدون لک یقولون لو کان لنا من الامر شیء ماقتلناھھنا﴾

یخفون: فعل بافاعل،فی انفسھم: ظرف لغو،مالا یبدون لک: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال ہے ماقبل یقولون کی ضمیر سے ،یقولون: قول،لو: شرطیہ،کان: فعل ناقص،لنا: خبر مقدم،من الامر شیء: اسم،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ماقتلنا ھھنا: جواب شرط،شرط جزا ملکر مقولہ،اپنے قول سے ملکر جملہ مستانفہ۔

﴿قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیھم القتل الی مضاجعھم﴾

قل: فعل بافاعل قول،لو: شرطیہ، کنتم فی بیوتکم: جملہ فعلیہ شرط ،لام: للتاکید،برز: فعل،الذین کتب علیھم القتال: موصول اپنے صلہ سے ملکر فاعل،الی مضاجعھم: ظرف لغو،ملکر جزا،شرط سے ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ولیبتلی اللّٰہ ما فی صدور کم ولیمحص ما فی قلوبکم واللّٰہ علیم بذات الصدور﴾

و: عاطفہ، لام: تعلیلیہ جار،یبتلی: فعل،اللّٰہ: اسم جلالت فاعل،مافی صدورکم: موصول صلہ ملکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو فعل محذوف فعل ذلک لمصالح تجھلونھا کیلئے، و: عاطفہ، لیمحص مافی قلوبکم: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف،واللّٰہ علیم بذات الصدور: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعن انما استزلھم الشیطن ببعض ماکسبوا﴾

ان: حرف مشبہ بالفعل،الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعن: موصول صلہ ملکر اسم،انما: حرف مشبہ بالفعل،ما: کافہ، استزلھم: فعل بامفعول،الشیطن: فاعل،ببعض ما کسبوا: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد عفا اللّٰہ عنھم ان اللّٰہ غفور حلیم﴾

و: مستانفہ ،ل: قسمیہ،قد: تحقیقیہ،عفا: فعل، اللّٰہ: فاعل،عنھم: ظرف لغو،جملہ فعلیہ جواب قسم محذوف، ان اللّٰہ غفور رحیم: جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

کیا اب بھی کافر مسلمانوں سے ڈرتے ھیں؟

۱.....حضرت ابی امامۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے میرے رب نے تمام انبیاء کرام پر فضیلت دی۔'' یا یہ ارشاد فرمایا کہ مجھے تمام امتوں پر چار فضیلتیں عطا فرمائیں:''(۱).....میں تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا (۲).....پوری روئے زمین میرے اور میری امت کیلئے سجدہ گاہ اور پاک بنادی گئی چنانچہ جہاں کہیں میرا امتی نماز کا وقت پائے تو نماز ادا کرلے، (۳).....میری ایک مہینہ کی مسافت سے دشمنوں کے دلوں میں رعب پیدا کرکے مدد کی گئی اور (۴).....ہمارے لیے غنیمتیں حلال کردی گئیں۔ (مسند احمد، کتاب باقی مسند الانصار، باب حدیث ابی امامۃ الباھلی، ج۶، ص ۳۳۰)

کافروں پر ہمیشہ سے مسلمانوں کا رعب رہا ہے یہی وجہ ہے کہ کافر طاقتیں مسلمانوں کو طرح طرح کے ہتھکنڈوں سے دین سے دور کرکے انہیں عیش پرستی کا گرویدہ بنانے میں مصروف ہیں، نیز انہیں اس بات کا ڈر ہے کہ اگر مسلمان خوابِ خرگوش سے جاگ گئے تو ان کا کیا بنے گا؟

حالتِ جنگ میں نیند کا آنا نعمتِ خداوندی ھے!

۲.....حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس دن مسلمانوں کو نیند نے ڈھانپ لیا اسلئے کہ نیند امن ہی میں آتی ہے اور جسے خوف ہو وہ سوتا نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہمیں احد کے دن نیند نے ڈھانپ لیا ہم تلوار اٹھاتے تھے تو وہ گر جاتی، ہم پھر اٹھاتے وہ پھر گر جاتی۔ انہی سے روایت ہے کہ ہمیں نیند نے ڈھانپ لیا اور ہم احد کے دن صفوں میں مقابلے کے لئے کھڑے تھے۔ اللہ عزوجل نے مومنوں کو منافقین سے جدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو مومنوں پر نیند طاری کر دی یہاں تک کہ انہیں امن حاصل ہو گیا جبکہ منافقوں پر نیند طاری نہ کی گئی اور ان پر خوف باقی رہا، مومنوں پر نیند کا طاری کرنا اور منافقوں پر نہ کرنا عظیم الشان معجزہ ہے اسلئے کہ نیند مومنوں کیلئے امن کی وجہ سے ہے اور منافقوں پر نیند کا طاری نہ ہونا انکے خوف کی وجہ سے ہے۔ (الخازن، ج۱، ص ۳۰۹)

اغراض:

فیما یأمرونکم به: جب لوگوں نے احد کے دن کہا کہ اپنے باپ دادوں کے دین کی طرف لوٹ جاؤ۔ **بعد ارتحالهم من احد**: سید عالم ﷺ اپنے آثار کے ساتھ جن کی تعداد چھ سو تیس ۶۳۰ تھی جو کہ احد میں حاضر ہوئے تھے مقام حمراء الاسد پر اترے، یہ وہ جگہ ہے جو مدینہ منورہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہے وہاں کسی (کافر مشرک) کو نہ پایا، یہ تمام کلام کتب سیر میں واضح طور پر بیان کیا ہوا ہے۔ **حجة**: سلطاناً اس لئے کہا گیا کہ دلیل واضح، روشن، قوی مضبوط اور واجب العمل ہے۔ **تقتلونهم**: یعنی کثیر تعداد میں قتل کیا، پھر جب باطل کو اختیار کیا یعنی قتل کرنے سے باز آئے، **اذ تحسونهم** ظرف ہے صدقکم کے لئے۔

لطلب الغنيمة: یعنی غنیمت کی طلب کے وقت یا اس کے حصول کے وقت۔

ردکم بالهزيمة: یعنی تمہاری ہزیمت۔ **من النصر**: یعنی حکم کے ابتدائی حصے میں، پھر جب سید عالم ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کی تو ان پر حال متغیر ہو گیا۔

ماقبلہ: سے مراد ماقبل فرمان ولقد صدقکم اللہ وعدہ ہے۔ ھاربین: یعنی دشمن سے بھاگے۔
فترک المرکز للغنیمۃ: یعنی غنیمت کے حصول کے لئے مرکز چھوڑ دیا۔
تعرجون: مراد کسی جگہ قائم ہونا ہے، اور یہ معنی بھی ہے کہ تم اپنے پیچھے کسی کی جانب التفات ہی نہ کرتے تھے اور کوئی کسی کی جانب کھڑا نہ تھا (یعنی سب اپنی میں پڑے تھے)۔
ای من ورائکم: یہ جملہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ فی بمعنی من اور الاخری بمعنی آخر ہے۔
یقول الی عباد اللہ الی عباد اللہ: میں اللہ کا رسول ہوں جو لوٹ آیا اس کے لئے جنت ہے۔
ای مضاعفا: یعنی زائدا ہے۔ متعلق بعفا: اس بناء پر لا نافیہ ہوگا نہ کہ زائدہ، یعنی اللہ تمہیں معاف فرمائے کہ تم سے غموں کو دور فرمائے۔
فلا زائدۃ: دوسرا لام زائدہ ہوگا، معنی یہ ہیں کہ اللہ تمہیں غم برداشت کرنے پر جزا دے تاکہ تم اس پر غمگین نہ ہو۔
امنۃ: یعنی اللہ نے تم پر امن اتارا یہاں تک کہ تم سو گئے، اور ابو طلحہ سے روایت ہے کہ ہم پر صفوں میں ایسی غشی طاری ہوئی کہ ہمارے ہاتھوں سے تلواریں گرنے لگیں، ہم اٹھاتے پھر گر جاتیں، پھر اٹھاتے اور پھر گر جاتیں۔
فکانوا یمیدون: یعنی وہ مائل ہوتے تھے جیسا کہ بعض نسخوں میں ہے یعنی وہ نیند کی جانب مائل ہوتے تھے کہ نیند انہیں گھیر لیتی تھی۔
الحجف: حاء اور جیم کی فتح کے ساتھ، اس کی جمع حجفۃ ہے جیسے چمڑے کی ڈھال ہو۔
مصارعھم: یعنی وہ جگہیں جہاں اُحد میں مرنا ہے۔
فیقتلوا: ایک نسخہ میں فیقتلون ہے اور نون کے حذف کے بغیر یہ جملہ زیادہ ظاہر ہے۔
الا اثنی عشر رجلاً: جو کہ سید عالم ﷺ کے ساتھ کھڑے رہے اور نہ بھاگے۔
فعل مافعل: یعنی مومنوں کے ساتھ اُحد کے دن جو کرنا تھا کیا یہ جملہ علت ہے لیبتلی کے لئے، اور در حقیقت مقدر جملہ پر معطوف ہے جو کہ یہ ہے فعل مافعل لمصالح جمۃ و یبتلی۔ (الجمل، ج ۱، ص ۴۹۳ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

رکوع نمبر:۸

﴿یایها الذین امنوا لاتکونوا کالذین کفروا﴾ اَیِ الْمُنَافِقِیْنَ ﴿وقالوا لاخوانهم﴾ اَیْ فِیْ شَأْنِهِمْ ﴿اذا ضربوا﴾ سَافَرُوْا ﴿فی الارض﴾ فَمَاتُوْا ﴿اوکانوا غزی﴾ جَمْعُ غَازٍ، فَقُتِلُوْا ﴿لو کانوا عندنا ما ماتوا وما قتلوا﴾ اَیْ لَا تَقُوْلُوْا کَقَوْلِهِمْ ﴿لیجعل الله ذلک﴾ الْقَوْلَ فِیْ عَاقِبَةِ اَمْرِهِمْ ﴿حسرة فی قلوبهم والله یحی ویمیت﴾ فَلَا یَمْنَعُ عَنِ الْمَوْتِ قُعُوْدٌ ﴿والله بما تعملون﴾ بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ ﴿بصیر (۱۵۶)﴾ فَیُجَازِیْکُمْ بِهٖ ﴿ولئن﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿قتلتم فی سبیل الله﴾ اَیِ الْجِهَادِ ﴿او متم﴾ بِضَمِّ الْمِیْمِ وَکَسْرِهَا مِنْ مَّاتَ یَمُوْتُ وَیُمَاتُ اَتَاکُمُ الْمَوْتُ فِیْهِ ﴿لمغفرة﴾ کَائِنَةٌ ﴿من الله﴾ لِذُنُوْبِکُمْ ﴿ورحمة﴾ مِّنْهُ لَکُمْ عَلٰی ذٰلِکَ وَاللَّامُ وَمَدْخُوْلُهَا جَوَابُ الْقَسَمِ وَهِیَ مَوْضِعُ الْفِعْلِ مُبْتَدَأٌ خَبَرُهٗ ﴿خیر مما یجمعون (۱۵۷)﴾ مِنَ الدُّنْیَا بِالتَّاءِ وَالْیَاءِ ﴿ولئن﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿متم﴾ بِالْوَجْهَیْنِ ﴿او قتلتم﴾ فِی الْجِهَادِ وَغَیْرِهٖ ﴿لا الی الله﴾ لَا اِلٰی غَیْرِهٖ ﴿تحشرون (۱۵۸)﴾ فِی الْاٰخِرَةِ فَیُجَازِیْکُمْ ﴿فبما﴾ مازائدة ﴿رحمة من الله لنت﴾ یَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿لهم﴾ اَیْ سَهَّلْتَ اَخْلَاقَکَ اِذْ خَالَفُوْکَ ﴿ولو کنت فظا﴾ سَیِّءَ الْخُلُقِ ﴿غلیظ القلب﴾ جَافِیًا فَاَغْلَظْتَ لَهُمْ ﴿لانفضوا﴾ تَفَرَّقُوْا ﴿من حولک فاعف﴾ تَجَاوَزْ ﴿عنهم﴾ مَا اَتَوْهُ ﴿واستغفرلهم﴾ ذُنُوْبَهُمْ حَتّٰی اَغْفِرَ لَهُمْ ﴿وشاورهم﴾ اِسْتَخْرِجْ اٰرَآءَ هُمْ ﴿فی الامر﴾ اَیْ شَأْنِکَ مِنَ الْحَرْبِ وَغَیْرِهٖ تَطْیِیْبًا لِقُلُوْبِهِمْ وَلِیَسْتَنَّ بِکَ وَکَانَ ﷺ کَثِیْرَ الْمُشَاوَرَةِ لَهُمْ ﴿فاذا عزمت﴾ عَلٰی اِمْضَآءِ مَا تُرِیْدُ بَعْدَ الْمُشَاوَرَةِ ﴿فتوکل علی الله﴾ ثِقْ بِهٖ لَا بِالْمُشَاوَرَةِ ﴿ان الله یحب المتوکلین (۱۵۹)﴾ عَلَیْهِ ﴿ان ینصرکم الله﴾ یُعِنْکُمْ عَلٰی عَدُوِّکُمْ کَیَوْمِ بَدْرٍ ﴿فلا غالب لکم وان یخذلکم﴾ یَتْرُکْ نَصْرَکُمْ کَیَوْمِ اُحُدٍ ﴿فمن ذا الذی ینصرکم من بعده﴾ اَیْ بَعْدَ خُذْلَانِهٖ اَیْ لَا نَاصِرَ لَکُمْ ﴿وعلی الله﴾ لَا غَیْرِهٖ ﴿فلیتوکل﴾ لِیَثِقْ ﴿المؤمنون (۱۶۰)﴾ وَنَزَلَ لَمَّا فُقِدَتْ قَطِیْفَةٌ حَمْرَآءُ یَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: لَعَلَّ النَّبِیَّ ﷺ اَخَذَهَا ﴿وما کان﴾ مَا یَنْبَغِیْ ﴿لنبی ان یغل﴾ یَخُوْنَ فِی الْغَنِیْمَةِ فَلَا تَظُنُّوْا بِهٖ ذٰلِکَ، وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ اَیْ یُنْسَبُ اِلَی الْغُلُوْلِ ﴿ومن یغلل یات بما غل یوم القیمة﴾ حَامِلًا لَهٗ عَلٰی عُنُقِهٖ ﴿ثم توفی کل نفس﴾ اَلْغَالُّ وَغَیْرُهٗ جَزَاءَ ﴿ما کسبت﴾ عَمِلَتْ ﴿وهم لا یظلمون (۱۶۱)﴾ شَیْئًا ﴿افمن اتبع رضوان الله﴾ فَاَطَاعَ وَلَمْ یَغُلَّ ﴿کمن باء﴾ رَجَعَ ﴿بسخط من الله﴾

لِمَعْصِيَتِهٖ وَغُلُوْلِهٖ ﴿وماوٰه جهنم وبئس المصير (۱۶۲)﴾ اَلْمَرْجِعُ هِيَ ؟لا ﴿هم درجت﴾ اَیْ اَصْحَابُدَرَجٰتٍ ﴿عند الله﴾ اَیْ مُخْتَلِفُو الْمَنَازِلِ فَلِمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ الثَّوَابُ وَلِمَنْ بَآءَ بِسَخَطِهٖ الْعِقَابُ ﴿والله بصير بما يعملون (۱۶۳)﴾ فَيُجَازِيْهِمْ بِهٖ ﴿لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم﴾ اَیْ عَرَبِيًّا مِثْلَهُمْ لِيَفْهَمُوْا عَنْهُ وَيُشَرَّفُوْا بِهٖ لَا مَلَكًا وَّلَا عَجَمِيًّا ﴿يتلوا عليهم ايته﴾ اَلْقُرْاٰنَ ﴿ويزكيهم﴾ يُطَهِّرُهُمْ مِنَ الذُّنُوْبِ ﴿ويعلمهم الكتب﴾ اَلْقُرْاٰنَ ﴿والحكمة﴾ اَلسُّنَّةَ ﴿وان﴾ مَخَفَّفَةٌ اَیْ اَنَّهُمْ ﴿كانوا من قبل﴾ اَیْ قَبْلَ بَعْثِهٖ ﴿لفي ضلل مبين (۱۶۴)﴾ بَيِّنٍ ﴿اولما اصابتكم مصيبة﴾ بِاُحُدٍ بِقَتْلِ سَبْعِيْنَ مِنْكُمْ ﴿قد اصبتم مثليها﴾ بِبَدْرٍ بِقَتْلِ سَبْعِيْنَ وَاَسْرِ سَبْعِيْنَ مِنْهُمْ ﴿قلتم﴾ مُتَعَجِّبِيْنَ ﴿انى﴾ مِنْ اَيْنَ لَنَا ﴿هذا﴾ اَلْخُذْلَانُ وَنَحْنُ مُسْلِمُوْنَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْنَا، وَالْجُمْلَةُ الْاَخِيْرَةُ مَحَلُّ الْاِسْتِفْهَامِ الْاِنْكَارِيِّ ﴿قل﴾ لَّهُمْ ﴿هومن عند انفسكم﴾ لِاَنَّكُمْ تَرَكْتُمُ الْمَرْكَزَ فَخُذِلْتُمْ ﴿ان الله على كل شيء قدير (۱۶۵)﴾ وَمِنْهُ النَّصْرُوَمَنْعُهُ وَقَدْ جَازَاكُمْ بِخِلَافِكُمْ ﴿وما اصابكم يوم التقى الجمعن﴾ بِاُحُدٍ ﴿فباذن الله﴾ بِاِرَادَتِهٖ ﴿وليعلم﴾ اللّٰهُ عِلْمَ ظُهُوْرٍ ﴿المؤمنين (۱۶۶)﴾ حَقًّا ﴿وليعلم الذين نافقوا و﴾ الَّذِيْنَ ﴿قيل لهم﴾ لَمَّا انْصَرَفُوْا عَنِ الْقِتَالِ وَهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ وَّاَصْحَابُهٗ ﴿تعالوا قاتلوا في سبيل الله﴾ اَعْدَآءَهٗ ﴿اوادفعوا﴾ عَنَّا الْقَوْمَ بِتَكْثِيْرِ سَوَادِكُمْ اِنْ لَّمْ تُقَاتِلُوْا ﴿قالوا لونعلم﴾ نُحْسِنُ ﴿قتالا لاتبعنكم﴾ قَالَ تَعَالٰى تَكْذِيْبًا لَّهُمْ : ﴿هم للكفريومئذ اقرب منهم للايمانِ﴾ بِمَا اَظْهَرُوْا مِنْ خُذْلَانِهِمْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَكَانُوْا قَبْلُ اَقْرَبَ اِلَى الْاِيْمَانِ مِنْ حَيْثُ الظَّاهِرِ ﴿يقولون بافواههم ما ليس في قلوبهم﴾ وَلَوْ عَلِمُوْا قِتَالًا لَّمْ يَتَّبِعُوْكُمْ ﴿والله اعلم بما يكتمون (۱۶۷)﴾ مِنَ النِّفَاقِ ﴿الذين﴾ بَدَلٌ مِّنَ الَّذِيْنَ قَبْلَهٗ اَوْ نَعْتٌ ﴿قالوا لاخوانهم﴾ فِي الدِّيْنِ ﴿و﴾ قَدْ ﴿قعدوا﴾ عَنِ الْجِهَادِ ﴿لواطاعونا﴾ اَیْ شُهَدَآءَ اُحُدٍ اَوْ اِخْوَانَنَا فِي الْقُعُوْدِ ﴿ما قتلوا قل﴾ لَّهُمْ ﴿فادرؤا﴾ اِدْفَعُوْا ﴿عن انفسكم الموت ان كنتم صدقين (۱۶۸)﴾ فِيْ اَنَّ الْقُعُوْدَ يُنْجِيْ مِنْهُ وَنَزَلَ فِي الشُّهَدَاءِ ﴿ولا تحسبن الذين قتلوا﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ ﴿في سبيل الله﴾ اَیْ لِاَجْلِ دِيْنِهٖ ﴿امواتا بل﴾ هُمْ ﴿احياء عند ربهم﴾ اَرْوَاحُهُمْ فِيْ حَوَاصِلِ طُيُوْرٍ خُضْرٍ تَسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ كَمَا وَرَدَ فِيْ حَدِيْثٍ ﴿يرزقون (۱۶۹)﴾ يَاْكُلُوْنَ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ ﴿فرحين﴾ حَالٌ مِّنْ ضَمِيْرِ يُرْزَقُوْنَ ﴿بما اتهم الله من فضله و﴾ هُمْ ﴿يستبشرون﴾ يَفْرَحُوْنَ ﴿بالذين لم يلحقوا بهم من

حلفهم﴾ مِنْ اِخْوَانِهِمُ الْمُؤْمِنِيْنِ وَيُبْدَلُ مِنَ الَّذِيْنَ ﴿ان﴾ اَیْ بِاَنْ ﴿لاخوف عليهم﴾ اَیِ الَّذِيْنَ لَمْ
يَلْحَقُوْا بِهِمْ ﴿ولاهم يحزنون(۱۷۰)﴾ فِى الْاٰخِرَةِ الْمَعْنٰى يَفْرَحُوْنَ بِاَمْنِهِمْ وَفَرْحِهِمْ ﴿يستبشرون
بنعمة﴾ ثَوَابٍ ﴿من الله وفضل﴾ زِيَادَةٍ عَلَيْهِ ﴿وان﴾ بِالْفَتْحِ عَطْفًا عَلٰى نِعْمَةٍ وَالْكَسْرِ اِسْتِيْنَافًا ﴿الله لا
يضيع اجر المؤمنين(۱۷۱)﴾ بَلْ يَأْجُرُهُمْ.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! ان کافروں (یعنی منافقوں) کی طرح نہ ہونا جنھوں نے اپنے بھائیوں کی نسبت (یعنی ان کے بارے میں) کہا جب وہ سفر کو گئے (ضربوا بمعنی سافروا ہے) زمین میں (پھر وہ انتقال کر گئے) یا غازی ہوئے (''غزی'' غاز کی جمع ہے یعنی دوسروں کو واصلِ جہنم کیا) کہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے (یعنی اے مسلمانو! تم ان جیسی باتیں نہ کرنا) اسلئے کہ اللہ رکھے اس کا (یعنی اس بات کا، ان کے انجام کا افسوس) ان کے دلوں میں اور اللہ جلاتا اور مارتا ہے (تو گھر میں بیٹھے رہنا موت کو نہیں روک سکتا) اور اللہ تمہارے کام (تعملون میں دو لغتیں ہیں یاء اور تاء کے ساتھ) دیکھ رہا ہے (وہ تمھیں اس کی جزا دیگا) اور بیشک اگر (ولئن میں لام قسمیہ ہے) تم اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں مارے جاؤ یا مر جاؤ (لفظ متم، میم کے ضمہ اور کسرہ کیساتھ ہے، مات یموت اور مات یمات سے ہے یعنی تمہیں اس میں موت آجائے) تو بخشش (ہوگی) اللہ کی طرف سے (تمہارے گناہوں کی) اور رحمت ہو گی (اس کی طرف سے تمہارے لئے اس قتل اور مرجانے پر، لام اور اس کا مدخول جواب قسم ہے یہ فعل کی جگہ واقع ہے مبتدا بن رہا ہے اور اس کی خبر خیر مما یجمعون ہے) ان کے سارے دھن دولت سے بہتر ہے (دنیا کے، یجمعون میں دو لغتیں ہیں تاء اور یاء کے ساتھ) اور اگر (ولئن میں لام قسمیہ ہے) تم مرو (متم، میم کے ضمہ اور کسرہ دونوں لغتوں کے ساتھ ہے) یا مارے جاؤ (جہاد وغیرہ میں) تو اللہ کی طرف (نہ کہ غیر کی طرف) اٹھنا ہے......۱......(آخرت میں، تو وہ تمہیں بدلہ دیگا) تو کیسی کچھ (فبما میں ما زائدہ ہے) اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! (محمد ﷺ) تم نرم دل ہوئے ان کیلئے......۲......(یعنی آپ ﷺ نے اخلاق کریمانہ کا ثبوت دیا جب کبھی انہوں نے آپ کی مخالفت کی) اور اگر تند مزاج (بداخلاق) سخت دل ہوتے (یعنی خشک مزاج ہوتے کہ آپ ان سے سختی سے پیش آتے) تو وہ ضرور پریشان ہو جاتے (یعنی جدا ہو جاتے) تمہارے گرد سے، تو تم معاف فرماؤ (درگزر کرو) ان سے (جو کچھ وہ اُحُد میں کر چکے) اور ان کی شفاعت کرو (ان کے گناہ معاف کروانے کی تاکہ میں انکو معاف فرمادو) اور مشورہ لو......۳......(شاورهم کا معنی مشورہ لینا ہے) ان سے کاموں میں (جنگ وغیرہ کے معاملات میں جس سے انکے دل بھی خوش ہو جائیں اور آپ کی سنت بھی جاری ہو جائے، پس نبی پاک ﷺ کثیر معاملات میں مشاورت فرماتے تھے) اور جو کسی بات کا پکا ارادہ کر لو (یعنی مشورہ کرنے کے بعد اسے نافذ کرنے کا) تو اللہ پر بھروسہ کرو (یعنی اس پر اعتماد کرو بھروسہ محض مشورہ پر نہ ہو) بیشک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں (یعنی جو اس پر بھروسہ کرتے ہیں) اگر اللہ تمہاری مدد کرے (یعنی تمہارے دشمنوں پر تمہاری معاونت کرے جیسا کہ بدر میں کی) تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اگر وہ تمہیں چھوڑ دے (تمہاری مدد ترک کر دے جیسا کہ احد میں ہوا) تو ایسا کون ہے جو پھر تمہاری مدد کرے (یعنی اسکے چھوڑ دینے کے بعد تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا) اور اللہ ہی پر (نہ کہ اسکے غیر پر) بھروسہ چاہیے (یعنی اعتماد کرنا چاہیے) مسلمانوں کو (یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب بدر کے موقع پر ایک سرخ چادر کم نظر آئی تو بعض لوگوں نے کہا کہ شاید حضور ﷺ نے وہ

چادر رکھ لی ہو) اور نہیں (مناسب) کسی نبی پر کہ وہ کچھ چھپا رکھے......۴......(غنیمت میں خیانت کرے، پس تم نبی پر ایسا گمان نہ کرو اور ایک قرأت میں لفظ یغل بر بناء مفعول یعنی منسوب الی الغلول بمعنی خیانت استعمال ہوا ہے) اور جو چھپا رکھے وہ قیامت کے دن اپنی چھپائی چیز لے آئیگا (اپنی گردن پر لاد کر) پھر ہر جان کو بھرپور دی جائے گی (یعنی ہر خیانت کرنے والے کو بھرپور بدلہ دیا جائے گا) ان کی کمائی (یعنی انکے عمل کا) اور ان پر ظلم نہ ہوگا (کچھ) تو کیا جو اللہ کی مرضی پر چلا (اس کی اطاعت کی اور خیانت نہ کی) وہ اس جیسا ہوگا (باء بمعنی رجع ہے) جس نے اللہ کا غضب اوڑھا (یعنی اس کی نافرمانی اور خیانت کرکے) اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی (مصیر بمعنی مرجع ہے، ھو ضمیر مبتداء محذوف ہے) وہ درجہ درجہ ہیں (یعنی الگ الگ مقام و مرتبہ والے ہیں) اللہ کے یہاں (ان کی منازل مختلف ہیں تو جو اسکی اطاعت کرے اس کیلئے ثواب ہے اور جو اس کو ناراض کردے اس کے لئے عذاب ہے) اور اللہ ان کے کام دیکھتا ہے (لہذا وہ انہیں ان کاموں پر جزاء دیگا) بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا......۵......(جو اِن کی مثل عربی ہے تاکہ وہ ان سے فہم حاصل کرلیں اور ان کی صحبت و ملاقات سے مشرف ہوسکیں، نہ تو وہ فرشتہ ہے اور نہ ہی کوئی عجمی) جو اِن پر اسکی (قرآن کی) آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے (گناہوں سے) اور انہیں کتاب (یعنی قرآن) و حکمت (یعنی سنت) سکھاتا ہے اور ضرور (ان مخفہ ہے ای اِنَّھُمْ) وہ اس سے پہلے (یعنی انکی بعثت سے پہلے) کھلی (مبین بمعنی بین ہے) گمراہی میں تھے کیا جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے (کہ احد میں تمہارے ستر افراد شہید کردیئے گئے) کہ اس سے دونی (بدر میں، انکے ستر افراد کو قتل اور ستر کو قیدی بناکر) تم پہنچا چکے ہو، تو کہنے لگو (متعجب ہوکر) کہاں سے آئی (ہمارے پاس) یہ (مصیبت، جبکہ ہم مسلمان ہیں اور رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ ہیں، جملہ اخیرہ استفہام انکاری ہے) تم فرمادو (ان سے) یہ تمہاری ہی طرف سے آئی (اس لئے کہ تم نے مرکز چھوڑا تو اس مصیبت کا شکار ہوئے) بیشک اللہ سب کچھ کرسکتا ہے (اور اسی میں مدد کرنا اور نہ کرنا بھی شامل ہے اور تمہیں یہ مصیبت تمہارے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کی وجہ سے ملی) اور وہ مصیبت جو تم پر آئی جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں (احد میں) وہ اللہ کے حکم (یعنی اسکے ارادے سے) تھی اور اسلئے کہ پہنچان کرادے اللہ (علم ظاہر فرمادے) ایمان والوں کی (جو سچے مسلمان ہیں) اور اسلئے کہ پہچان کرادے انکی جو منافق ہوئے اور ان سے کہا گیا (عبداللہ بن ابی اور انکے ساتھیوں سے جب کہ وہ جنگ سے منہ پھیر کر جارہے تھے) کہ آؤ اللہ کی راہ میں (اسکے دشمنوں سے) لڑو یا دشمن کو ہٹاؤ (یعنی اگر لڑ نہیں سکتے تو اپنی قوم کی کثرت دکھا کر کافروں کو ہم سے دور کرو) بولے اگر ہم جانتے (اچھے طریقے سے کرنا) کہ جنگ ہوگی تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے (اللہ ﷻ نے انکی بات کو جھٹلاتے ہوئے ارشاد فرمایا) اور اس دن ظاہری ایمان کی بہ نسبت کھلے کفر سے زیادہ قریب ہیں (کہ جو انھوں نے مؤمنین کی مدد نہ کرکے ظاہر کردیا حالانکہ اس سے پہلے وہ ظاہری حیثیت سے ایمان کے زیادہ قریب تھے) اپنے منہ سے کہتے جو انکے دل میں نہیں (اگر وہ قتال جانتے تب بھی تمہاری پیروی نہ کرتے) اور اللہ کو معلوم ہے جو چھپا رہے ہیں (یعنی نفاق) وہ (یہ الذین پہلے الذین سے بدل یا صفت ہے) جنھوں نے اپنے (دینی) بھائیوں کے بارے میں کہا اور (حالانکہ خود) بیٹھ رہے (جہاد سے) کہ وہ ہمارا کہا مانتے (یعنی شہدائے اُحد یا ہمارے بھائی ہماری بات مان کر گھروں میں بیٹھے رہتے) تو نہ مارے جاتے، تم فرمادو (ان سے) تو ٹال دو (فادرؤا بمعنی ادفعوا ہے) اپنی ہی موت اگر سچے ہو (اس دعوی میں کہ گھر میں بیٹھے رہنا موت سے نجات دیگا، یہ آیتِ مبارکہ شہداء کے بارے میں نازل ہوئی) اور جو مارے گئے (تحسبن تخفیف اور تشدید دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اللہ کی راہ میں (اسکے دین کی خاطر) ہرگز مردہ خیال نہ کرنا بلکہ (وہ) اپنے رب کے پاس زندہ ہیں (انکی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہیں وہ جنت میں جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے) روزی پاتے ہیں (یعنی جنت کے پھل کھاتے ہیں) شاد ہیں

("فـرحـيـن"، يـرزقـون کی ضمیر سے حال ہے) اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اور (وہ) خوشیاں منا رہے ہیں (یستبشرون بمعنی یفرحون ہے) اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے (یعنی اپنے مومن بھائیوں کی، الذین سے بدل ہے) کہ (ان اصل میں ہے) نہ کچھ اندیشہ ہے ان پر (یعنی جو ان کے ساتھ نہیں ملے) اور نہ کچھ غم (آخرت میں، مطلب یہ کہ امن و فرحت سے خوش ہیں) خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت (یعنی اسکے ثواب) اور فضل (جو اس ثواب پر زیادتی ہو) کی اور یہ کہ (ان فتح کے ساتھ ہو تو نعمة پر عطف ہوگا اور کسرہ کیساتھ ہو تو جملہ مستانفہ ہوگا) اللہ ضائع نہیں کرتا اجر مسلمانوں کا (بلکہ وہ انہیں اسکی جزا دیتا ہے)

﴿ترکیب﴾

﴿یایھاالذین امنوا لا تکونوا کالذین کفروا وقالوا لاخوانھم اذاضربوا فی الارض او کانوا غزی لو کانوا عندنا ما ماتوا وما قتلوا﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، لاتکونوا: فعل، واؤ ضمیر اسم، ک: جار، الذین: موصول، کفروا: معطوف علیہ، وقالوا: فعل بافاعل، لاخوانھم: ظرف لغو اول، اذاضربوا فی الارض او کانوا غزی: ظرف لغو ثانی، ملکر قول، لو کانوا عندنا ماماتوا وما قتلوا: جملہ شرطیہ مقولہ، قول مقولہ ملکر معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقصود بالنداء ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿لیجعل اللہ ذلک حسرۃ فی قلوبھم واللہ یحی ویمیت واللہ بما تعملون بصیر﴾

لیجعل: فعل، اللہ: اسم جلالت فاعل، ذلک: مفعول، حسرۃ فی قلوبھم: مفعول ثانی ملکر جملہ فعلیہ ہو کر لاتکونوا کے متعلق، واللہ یحی ویمیت: جملہ اسمیہ مستانفہ، واللہ بما تعملون بصیر: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولئن قتلتم فی سبیل اللہ او متم لمغفرۃ من اللہ ورحمۃ خیر مما یجمعون﴾

و: مستانفہ، لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، قتلتم فی سبیل اللہ او متم: جملہ فعلیہ شرط، لام: ابتدائیہ، مغفرۃ من اللہ ورحمۃ: مبتدا، خیر مما یجمعون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر جواب قسم، اقسم: فعل بافاعل قسم محذوف، قائم مقام جزا۔

﴿ولئن متم او قتلتم لالی اللہ تحشرون﴾

و: عاطفہ، لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، متم او قتلتم: جملہ فعلیہ شرط، لام: ابتدائیہ، الی اللہ تحشرون: جملہ فعلیہ جواب قسم، اقسم فعل محذوف کیلئے، قائم مقام جواب شرط۔

﴿فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لا انفضوا من حولک﴾

ف: مستانفہ، بما رحمۃ من اللہ: ظرف لغو مقدم، لنت: فعل بافاعل، لھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لو: شرطیہ، کنت: فعل بااسم، فظا: خبر اول، غلیظ القلب: خبر ثانی، فعل ناقص اپنے اسم اور دونوں خبروں سے ملکر جملہ فعلیہ شرط، لانفضوا:

فعل بافاعل،من حولک: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ معطوف محذوف لنت ولو لم تکن لیناپر۔

﴿فاعف عنھم واستغفرلھم وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ﴾

ف: فصیحیہ،اعف عنھم: جملہ فعلیہ جزا ہے شرط محذوف اذا شئت سلوک الطریق المثلی کیلئے،واستغفر لھم: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف،وشاورھم فی الامر: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف،ف: مستانفہ،اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، عزمت: فعل بافاعل ملکر شرط،فتوکل علی اللہ: جملہ فعلیہ جواب شرط۔

﴿ان للہ یحب المتوکلین ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم﴾

ان اللہ یحب المتوکلین: جملہ اسمیہ تعلیلیہ،ان: شرطیہ،ینصرکم: فعل بامفعول،اللہ: اسم جلالت فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،ف: جزائیہ،لا: نفی جنس،غالب: اسم،لکم: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا،شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿وان یخذلکم فمن ذاالذی ینصرکم من بعدہ وعلی اللہ فلیتوکل المئومنون﴾

و: عاطفہ،ان: شرطیہ،یخذلکم: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ،من: مبتدا، ذا الذی ......الخ: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جز،و: مستانفہ،علی اللہ: ظرف لغو مقدم،فلیتوکل المومنون: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما کان لنبی ان یغل ومن یغلل یات بما غل یوم القیمۃ﴾

و: مستانفہ،ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، لنبی: خبر مقدم،ان یغل: اسم،ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ،من: مبتدا،یغلل: جملہ شرط ،یات بما غل ......الخ: جملہ فعلیہ جزا،شرط سے ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم توفی کل نفس ماکسبت وھم لایظلمون﴾

ثم: عاطفہ، توفی: فعل مجہول، کل نفس: نائب الفاعل،ماکسبت: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ،وھم لا یظلمون: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿افمن اتبع رضوان اللہ کمن باء بسخط من اللہ وماوہ جھنم﴾

ھمزہ: استفہامیہ، ف: عاطفہ، من: موصولہ،اتبع رضوان اللہ: صلہ ملکر مبتدا، ک: جار،من: موصولہ،باء بسخط من اللہ: جملہ فعلیہ مغطوف علیہ،وماواہ جھنم: معطوف ملکر صلہ،ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر محذوف جملہ أجعل لک ما تمییز بہ بین الضال والمھتدی پر معطوف ہے۔

﴿وبئس المصیر ھم درجت عند اللہ واللہ بصیر بما یعملون﴾

و: عاطفہ، بئس: فعل،المصیر: فاعل ملکر خبر مقدم،جھنم محذوف مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ،ھم: مبتدا،دراجت: موصوف،

عند اللّٰہ: صفت ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، واللّٰہ بصیر بما یعملون: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ﴾

لقد: تحقیقیہ، من: فعل، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، علی المومنین: ظرف لغو، اذ: مضاف، بعث فیھم: فعل با فاعل وظرف لغو، رسولا: موصوف، من انفسھم: صفت اول، یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم: صفت ثانی، ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر مضاف الیہ، مضاف سے ملکر ظرف، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین﴾

و: حالیہ، ان: مخففہ، کانوا: فعل ناقص با اسم، من قبل: حال ہے اسم سے، لفی ضلل مبین: ظرف مستقر خبر، جملہ فعلیہ ہوکر حال ہے ماقبل یعلمھم کی ضمیر سے۔

﴿اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیھا قلتم انی ھذا﴾

ھمزہ: استفہامیہ، و: عاطفہ، لما: ظرفیہ شرطیہ، اصابتکم: فعل با مفعول، مصیبۃ: موصوف، قد اصبتم مثلیھا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر فاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، قلتم: فعل با فاعل، انی: خبر مقدم، ھذا: مبتدا مؤخر، جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، اپنے قول سے ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل ھو من عند انفسکم ان اللہ علی کل شیء قدیر﴾

قل: قول، ھو من عند انفسکم: خبر، جملہ اسمیہ مقولہ، ان اللّٰہ علی کل شئ قدیر: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وما اصابکم یوم التقی الجمعن فباذن اللہ ولیعلم المومنین﴾

و: مستانفہ، ما: موصولہ، اصابکم یوم التقی الجمعان: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، باذن اللّٰہ: ظرف مستقر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لیعلم المومنین: ظرف مستقر معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر ھو مبتدا محذوف کیلئے خبر، جملہ اسمیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولیعلم الذین نافقوا وقیل لھم تعالوا قاتلوا فی سبیل اللہ اوادفعوا﴾

و: عاطفہ، لیعلم الذین نافقوا: جملہ فعلیہ ماقبل لیعلم المؤمنین پر معطوف ہے، و: مستانفہ، قیل: فعل با فاعل، لھم: ظرف لغو ملکر قول، تعالوا: فعل با فاعل ملکر مقولہ، قاتلوا فی سبیل اللّٰہ: جملہ فعلیہ تعالوا پر معطوف ہے، او ادفعوا: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿قالوا لونعلم قتالا لاتبعنکم ھم للکفر یومئذ اقرب منھم للایمان﴾

قالوا: فعل بافاعل ملکر قول، لو: شرطیہ، نعلم قتالا: جملہ فعلیہ شرط، لاتبعنکم: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر مقولہ ، هم: مبتدا، للکفر: متعلق مقدم، یو مئذ: ظرف مستقر حال اقرب کے فاعل سے ، اقرب: اسم تفضیل، ھو ضمیر فاعل، منهم: ظرف لغو ثانی ، للایمان: ظرف لغو ثالث، ملکر خبر، مبتدا، خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یقولون بافواههم ما لیس فی قلوبهم واللہ اعلم بما یکتمون﴾

یقولون: فعل بافاعل، بافواههم: ظرف لغو، مـا لیس فی قلوبهم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، والـلّٰہ اعلم بما یکتمون: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿الذین قالوا لاخوانهم وقعدوا لو اطاعونا ماقتلوا﴾

الذین: موصول ، قـالوا: فعل، واو ضمیر ذوالحال، لاخوانهم: متعلق، وقعدوا: جملہ حال ملکر فاعل ، لو: شرطیہ ، اطـاعونا: شرط ، ماقتلوا: جزا، ملکر مفعول فعل اپنے متعلقات سے ملکر صلہ، ملکر بدل الذین نافقوا سے۔

﴿قل فادرء وا عن انفسکم الموت ان کنتم صدقین﴾

قل: قول، ف: فصیحیہ ، ادرء وا: فعل با فاعل، عن انفسکم: ظرف لغو، الموت: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، شرط محذوف اذا صـحـت دعـواکم کیلئے، شرط جزا ملکر مقولہ، ان: شرطیہ ، کـنتم: فعل ناقص بااسم ، صـدقین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ شرط، جزا محذوف فادرء وا الموت، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون﴾

و: مستانفہ ، لاتحسبن: فعل بافاعل، الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ: مفعول اول، امواتا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، بل: عاطفہ ، هم محذوف مبتدا، احیاء: خبر، عند ربهم یرزقون: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فرحین بما اتهم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بهم من خلفهم﴾

فرحین: صیغہ صفت، هم ضمیر فاعل، بـمـا اتهم اللّٰہ ...... الخ: ظرف لغو، ملکر یرزقون کی ضمیر سے حال، و: عاطفہ ، یستبشرون: فعل بافاعل، ب: جار، الذین: موصول، لم یلحقوا بهم ...... الخ: صلہ، ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل فرحین پر معطوف ہے۔

﴿الا خوف علیهم ولا هم یحزنون﴾

ان: مصدریہ، لا: نفی جنس، خوف: مبتدا، عـلیهم: ظرف مستقر خبر ملکر جملہ اسمیہ، ولاهـم یـحزنون: جملہ اسمیہ ماقبل پر معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر بتاویل مصدر منصوب بنزع الخافض الذین لم یلحقوا کیلئے بدل اشتمال۔

﴿یستبشرون بنعمة من اللہ و فضلٍ وان اللہ لا یضیع اجر المؤمنین﴾

یستبشرون: فعل بافاعل، ب: جار، نعمة من اللہ: موصوف صفت ملکر معطوف علیہ، و فضل: معطوف اول، و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، اللہ: اسم جلالت اسم، لایضیع اجر المومنین: جملہ فعلیہ خبر، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر معطوف ثانی، معطوف علیہ با معطوفات مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ماقبل کی تاکید۔

﴿شانِ نزول﴾

☆……ولا تحسبن الذین کفروا قتلوا فی سبیل اللہ…… ☆اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت شہداءِ اُحُد کے حق میں نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہارے بھائی اُحُد میں شہید ہوئے اللہ عزوجل نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں کے قالب عطائے فرمائے، وہ جنتی نہروں پر سیر کرتے پھرتے ہیں، جنتی میوے کھاتے ہیں، طلائی قنادیل جو زیرِ عرش معلق ہیں ان میں رہتے ہیں۔ جب انہوں نے کھانے پینے رہنے کے پاکیزہ عیش پائے تو کہا کہ ہمارے بھائیوں کو کون خبر دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تا کہ وہ جنت سے بے رغبتی نہ کریں اور جنگ سے بیٹھ نہ رہیں۔ اللہ عزوجل نے فرمایا میں انہیں تمہاری خبر پہنچاؤں گا پس یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

عبادت گزاروں کی اقسام:

۱……عبادت گزاروں کی تین اقسام ہیں بعض اللہ عزوجل کے خوف سے عبادت کرتے ہیں کہ انہیں عذاب نار سے نجات دی جائے چنانچہ اسکی طرف ﴿لمغفرة من اللہ﴾ میں اشارہ ہے۔ بعض جنت کے حصول کے شوق میں عبادت کرتے ہیں اسکی طرف ﴿ورحمة خیر مما یجمعون﴾ میں اشارہ ہے۔ تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو اللہ کے مخلص بندے ہیں جو اللہ عزوجل کی محبت میں اسکی عبادت کرتے ہیں اسکی طرف ﴿ولئن متم او قتلتم لالی اللہ تحشرون﴾ میں اشارہ ہے۔ (الخازن، ج۱، ص۳۱۱)

اسلام نرمی سے پھیلا ہے:

۲……حضور ﷺ کے اخلاقِ کریمانہ ہی ہیں کہ طائف کے میدان میں آپ ﷺ کو لہولہان کر دیا گیا، نعلین مبارک تک خون بھر گیا لیکن آپ ﷺ نے کوئی جوابی کاروائی نہ فرمائی، کفارِ مکہ کے جابجا ایذا پہنچانے پر بھی صبر کا دامن نہ چھوڑنا اس بات پر دلیل ہے کہ حضور ﷺ کو اللہ عزوجل نے نرمی والے اوصاف عطا فرمائے ہیں اگر آپ ﷺ سخت دل اور تنگ مزاج ہوتے تو دینِ اسلام کی ترویج و اشاعت اس طرح نہ ہو پاتی اور یہ اللہ عزوجل کی طرف سے سید عالم ﷺ کی طرف خاص رحمت تھی۔

☆……حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''خدا کی قسم! اللہ عزوجل نے محمد ﷺ کو تنگ مزاج اور سخت دل نہ بنایا بلکہ انہیں مومنین کے احوال پر زیادہ قریب، رحیم اور رءوف بنایا، توریت میں ہمارے لیے نبی پاک ﷺ کے ایسے اوصاف مذکور نہیں جو تنگ مزاجی، سخت دلی اور بازار میں شور وغل وغیرہ پر مبنی ہوں اور نہ ہی اس جیسے بُرے افعال کیساتھ انکو موسوم کیا جا سکتا ہے بلکہ وہ عفو ودرگزر کرنے والے ہیں۔

(الدر المنثور، ج۲، ص۱۵۹)

مشورے کی اھمیت:

۳؎......یہاں مشورہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ جنگی معاملات اور اس جیسے دیگر معاملات میں جن کے بارے میں آپ پر کوئی وحی نازل نہ ہوئی ہو، مومنوں کے نفسوں کی پاکیزگی، انکے قلوب کی راحت اور انکی قدر و منزلت کو بلند کرنے کیلئے ان سے مشورہ کیجئے اور سید عالم ﷺ کو مشورے کی تعلیم اسلئے بھی دی گئی کہ آپ ﷺ کی امت اس معاملے میں آپ ﷺ کی پیروی کرے جو قوم اپنے کاموں میں مشورہ کرتی ہے وہ ہدایت ہی پاتی ہے۔ (المدارک، ج۱، ص۳۰۶)

☆......ابن عدی اور بیہقی نے سندِ حسن سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت ﴿وشاورهم في الامر﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سنو اللہ اور اس کا رسول ﷺ مشورہ لینے سے غنی ہیں لیکن اللہ ﷻ نے اسے (یعنی مشورہ لینے کو) میری امت کے لئے رحمت بنایا تو جو میری امت میں سے (اپنے کاموں کے انجام دینے کے لئے) مشورہ لیتا ہے اس سے ہدایت کبھی معدوم نہیں ہوتی اور جو اسے (یعنی مشورہ لینے کو) ترک کرتا ہے اس سے گمراہی کبھی معدوم نہیں ہوتی۔

☆......طبرانی اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ مکہ و مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو استخارہ کرلے وہ خائب و خاسر نہیں رہتا اور جو مشورہ کرلے وہ نادم نہیں ہوتا۔'' (الدر المنثور، ج۲، ص۱۵۹)

وصف نبوت خیانت کی نفی کرتی ھے:

۴؎......نبی کیلئے یہ بات مناسب نہیں کہ مال غنیمت میں خیانت کرے کیوں کہ وصف نبوت خیانت کی نفی کرتا ہے، یغل، غلولا سے مشتق ہے اور اغل، اغلالا سے، اسکے معنی یہ ہیں کہ کوئی چیز خفیہ طور پر لے لی جائے، آیت مبارکہ کے معنی یہ ہیں نبی پاک ﷺ کی ذات مبارکہ سے اس تہمت کو دور کیا جائے کہ جب بدر کے دن ایک سرخ دھاری دار کمبل نہ پایا گیا تو بعض منافقین نے کہا کہ شاید حضور ﷺ نے اسے پسند فرمالیا ہے۔ (البیضاوی، ج۱، ص۲۰۸)

اللہ ﷻ کا مومنین پر احسان عظیم:

۵؎......اللہ ﷻ نے مومنوں پر کرم فرمایا اور ان میں ایک معروف النسب قریشی عربی ذات ستودہ صفات کو بھیجا جو ان پر امر بالمعروف ونھی عن المنکر سے متعلق قرآنی آیتیں تلاوت فرماتے ہیں اور مومنوں کو شرک سے پاک کرتے، ان سے زکوٰۃ لیتے، انہیں قرآن کی باتیں سکھاتے، حلال اور حرام کا فرق بتاتے ہیں جبکہ اس نبی یعنی محمد ﷺ اور قرآن کے نزول سے پہلے انہیں اس چیز کی کچھ خبر نہ تھی۔ (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص۷۸)

آیت مبارکہ میں اللہ ﷻ نے نبی پاک ﷺ کی ولادت کا تذکرہ فرمایا اور نبی کی ذات تمام بنی نوع انسانیت میں عظیم تر ذات ہے، اگرچہ مومنوں پر انعامات تو بہت سے ہوئے لیکن کسی انعام کا احسان نہیں جتایا گیا سوائے اس انعام کے۔ بعض اوقات انسانی ذہن میں وسوسہ آتا ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اسکا جواب مذکورہ آیت مبارکہ سے مل جاتا ہے اسکے علاوہ حضور ﷺ کی حدیث سے بھی ولادت باسعادت کا ذکر خیر کرنا ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی

پاک ﷺ سے پیر کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر پہلی وحی نازل ہوئی''۔ (مسند احمد، باب مسند الانصار، حدیث حضرت ابو قتادہ، ج۶، ص۴۰۵، بمشکوۃ المصابیح، ص۱۷۹)

اغراض:

فی عاقبۃ امرھم: لیجعل میں لام علت کا نہیں ہے جیسا کہ ظاہر ہے بلکہ لام عاقبت ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان ﴿لیکون لھم عدوا وحزنا﴾۔ فلا یمنع عن الموت قعود: اس لئے کہ اللہ ﷻ مسافر کو زندگی دیتا ہے اور غازی کو بھی کہ مشکل وقت میں اس پر موت واقع ہو سکتی ہے اور مقیم اور گھر بیٹھے رہنے والے کو سلامتی کے اسباب کی موجودگی میں موت دے دیتا ہے۔ ای اتاکم الموت فیہ: یعنی فی سبیل اللہ۔ علی ذلک: یعنی جو کچھ موت اور قتل سے متعلق نازل ہوا، اور علی بمعنی لام تعلیل ہے۔ فی موضع الفعل: تقدیر عبارت یوں ہے کہ ولئن قتلتم فی سبیل اللہ او متم لیغفرن اللہ لکم ویرحمکم۔ فی الجھاد وغیرہ: یہ جملہ دونوں فعل یعنی متم اور قتلتم کی طرف راجع ہے۔ لا الی غیرہ: اس عنوان کے تحت اس رکوع کے حاشیہ نمبر ایک کا مطالعہ فرمائیں۔ ای سھلت اخلاقک: یعنی آپ کے اخلاق آسان بنائے اور کثیر احتمال والے، چنانچہ آپ جنگ اُحد میں ان میں موجود سست لوگوں کی وجہ سے ان پر جلدی نہ فرماتے۔ فاغلظت لھم: اور ایک نسخے میں لھم کے بجائے علیھم ہے۔

من الحروب وغیرہ: یعنی دینی اور دنیاوی اہمیت دونوں شامل ہے، اس بارے میں ما قبل کلام کیا ہے، وہاں مطالعہ فرمائیں۔

بعد المشاورۃ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ توکل خواہشات اور تدبیر بالکلیہ کا نام نہیں ہے، اگر ایسا ہوتا تو مشاورت توکل کے منافی ہوتا، بلکہ اسباب ظاہری کی رعایت کرتے ہوئے کسی کام کو اللہ ﷻ کے سپرد کر دینا اور اس پر دل میں اعتماد کو جما دینا توکل کے منافی نہیں ہے۔ لما فقدت قطیفۃ: مراد غنیمت کی چادر کا گم ہو جانا ہے۔ فقال بعض الناس: یعنی منافقین مراد ہیں۔

فلا تظنوا بہ ذلک: مراد یہاں سید عالم ﷺ کی ذات مبارکہ سے خیانت کی نفی کرنا ہے اس لئے کہ نبوت اور خیانت دونوں باہم جمع نہیں ہو سکتے پس سید عالم ﷺ کی ذات مبارکہ کے لئے کبھی اس قسم کا وہم نہیں کیا جا سکتا۔ ای ینسب الی الغلول: منافقین کا قول اکذبتہ یعنی انہوں نے سید عالم ﷺ کی جانب جھوٹ منسوب کیا۔ حاملا علی عنقہ: المختصر یہ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیانت کو بڑا جرم قرار دیا اور فرمایا ''میں تم سے قیامت میں اس حال میں نہ ملوں کہ تم اپنی گردن پر بلبلاتا ہوا اونٹ اٹھائے ہوئے ہو، پھر عرض کرو یا رسول اللہ ﷺ میری مدد فرما دیجئے، میں جواباً یہ کہوں گا کہ میں تمہیں اللہ سے چھٹکارا دلانے میں کوئی مدد نہیں کر سکتا، تحقیق میں نے تجھے پیغام پہنچا دیا تھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی گردن پر گھوڑا ہو اس کی گردن پر بکری ہو یا سونا چاندی لدا ہوا ہو، پھر آپ ﷺ نے اسی کی مثل ذکر کیا''۔

لمعصیتہ: ایک نسخے میں بمعصیتہ ہے۔ ای اصحاب درجات: مراد اس سے یہ ہے کہ طاعت گزاروں کے لئے درجات ہیں اور نافرمانوں کے لئے درکات۔ واسر سبعین: اسیر کو قتیل کی مثل قرار دیا ہے، اس لئے کہ آسر اگر چاہے تو اسیر کو قتل کرتا ہے، اور لما ظرف کا جواب قلتم ہے۔ محل استفھام الانکاری: یعنی تمہارے لئے یہ تعجب مناسب نہیں ہے اس لئے کہ تم رسوائی کا سبب جانتے ہو، اور تعجب خفی سبب ہے اور جب سبب ظاہر ہو جائے تو تعجب باطل ہو جاتا ہے۔ وھم عبد اللہ بن ابی الخ: ما قبل گزر گیا کہ اس کے ساتھیوں کی تعداد تین سو تھی۔ بتکثیر سوادکم: مصباح میں ہے کہ ہر شخص انسان ہو یا اس کے علاوہ اسے سواد کہتے ہیں، اور سواد کثیر تعداد کو بھی کہتے ہیں اور سواد المسلمین سے مراد مسلمانوں کی جماعت ہے۔

بما اظهروا: یعنی ان کے اظہار کے سبب، یعنی ان منافقوں کے اظہار کا سبب کہ احد کے دن منافق ایمان کے مقابلے میں کفر کے زیادہ نزدیک تھے۔بدل من الذین قبلہ: یعنی الذین ماقبل الذین نافقوا سے بدل ہے، یا الذین نافقوا کی صفت ہے۔فی ان القعود ینجی: یعنی تمہارا بیٹھ رہنا مفید نہیں ہے، اس لئے کہ موت کے کئی اسباب ہوتے ہیں، کبھی قتال سبب ہلاکت ہوتا ہے اور گھر میں بیٹھ رہنا نجات کا باعث بن جاتا ہے اور کبھی معاملہ اس کے برعکس بھی ہوتا ہے۔ونزل فی الشهداء: ایک قول کے مطابق یہ آیت شہدائے بدر کے متعلق نازل ہوئی، اور ایک قول کے مطابق شہدائے احد کے متعلق نازل ہوئی، اور یہی شہدائے احد والا قول راجح ہے جبکہ شہدائے بدر کے بارے میں سورۃ البقرۃ کی آیت ﴿ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله﴾(البقرۃ:۱۵۴) نازل ہوئی۔

ارواحهم فی حواصل طیور الخ: بعض نے کہا کہ حیات فقط روح کا نام ہے اور بعض نے کہا کہ حیات روح اور جسم دونوں کا نام ہے اور اس فرمان ﴿عند ربهم یرزقون﴾ سے استدلال کیا ہے کہ اللہ ﷻ نے فرمایا کہ شہداء رزق دیئے جاتے ہیں اور کھاتے ہیں اور آسودہ حالی میں ہوتے ہیں۔کما ورد فی الحدیث: اس کا بیان ماقبل گزر چکا ہے۔فرحین: اس میں پانچ صورتیں ہیں، یا تو یہ احیاء کی ضمیر سے حال ہوگا، یا ظرف میں موجود ضمیر سے حال ہوگا، یا یرزقون میں موجود ضمیر سے حال ہوگا، منصوب علی المدح ہوگا، یا الاحیاء کی صفت ہوگا اور یہ تخصیص ابن ابی عبلہ نے کی ہے۔المعنی یفرحون: یعنی جو پہلے ہی امن میں ہیں یعنی جہاد سے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے امن میں ہیں۔ (الجمل، ج۱، ص۵۰۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۹

﴿الذین﴾ مُبْتَدَأٌ ﴿استجابوا لله والرسول﴾ دُعَاءَهُ بِالْخُرُوْجِ لِلْقِتَالِ لَمَّا اَرَادَ اَبُوْ سُفْيَانَ وَاَصْحَابُهُ الْعَوْدَ وَتَوَاعَدُوْا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَاَصْحَابِهِ سُوْقَ بَدْرِ الْعَامِ الْمُقْبِلِ مِنْ يَوْمِ اُحُدٍ ﴿من بعد ما اصابهم القرح﴾ بِاُحُدٍ وَخَبَرُ الْمُبْتَدَاِ ﴿للذین احسنوا منهم﴾ بِطَاعَتِهِ ﴿واتقوا﴾ مُخَالَفَتَهُ ﴿اجر عظیم (۱۷۲)﴾ هُوَالْجَنَّةُ ﴿الذین﴾ بَدَلٌ مِّنَ الَّذِيْنَ قَبْلَهُ اَوْ نَعْتٌ ﴿قال لهم الناس﴾ اَیْ نُعَيْمُ ابْنُ مَسْعُوْدِ الْاَشْجَعِيُّ ﴿ان الناس﴾ اَبَا سُفْيَانَ وَاَصْحَابَهُ ﴿قد جمعوا لکم﴾ اَلْجُمُوْعَ لِيَسْتَاْصِلُوْكُمْ ﴿فاخشوهم﴾ وَلَا تَاْتُوْهُمْ ﴿فزادهم﴾ ذٰلِكَ الْقَوْلُ ﴿ایمانا﴾ تَصْدِيْقًا بِاللّٰهِ وَيَقِيْنًا ﴿وقالوا حسبنا الله﴾ كَافِيْنَا اَمْرُهُمْ ﴿ونعم الوکیل (۱۷۳)﴾ اَلْمُفَوَّضُ اِلَيْهِ الْاَمْرُ هُوَ، وَخَرَجُوْا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَوَافَوْا سُوْقَ بَدْرٍ وَّاَلْقَى اللّٰهُ الرُّعْبَ فِيْ قَلْبِ اَبِيْ سُفْيَانَ وَاَصْحَابِهٖ فَلَمْ يَاْتُوْا وَكَانَ مَعَهُمْ تِجَارَاتٌ فَبَاعُوْا وَرَبِحُوْا، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿فانقلبوا﴾ رَجَعُوْا مِنْ بَدْرٍ ﴿بنعمة من الله وفضل﴾ بِسَلَامَةٍ وَرِبْحٍ ﴿لم یمسسهم سوء﴾ مِّنْ قَتْلٍ اَوْ جَرْحٍ ﴿واتبعوا رضوان الله﴾ بِطَاعَتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ فِي الْخُرُوْجِ ﴿والله ذوفضل عظیم (۱۷۴)﴾ عَلٰى اَهْلِ طَاعَتِهٖ ﴿انماذلکم﴾ اَیِ الْقَائِلُ لَكُمْ اِنَّ النَّاسَ......الخ ﴿الشیطن یخوف﴾ كُمْ ﴿اولیاءه﴾ اَلْكُفَّارَ ﴿فلا تخافوهم وخافون﴾ فِيْ تَرْكِ اَمْرِيْ ﴿ان کنتم مؤمنین (۱۷۵)﴾ حَقًّا ﴿ولا یحزنک﴾ بِضَمِّ الْيَاءِ وَكَسْرِ الزَّايِ وَ بِفَتْحِهَا وَ ضَمِّ

الـزَّايِ مِنْ حَزِنَهُ لُغَةٌ فِيْ اَحْزَنَهُ ﴿الذين يسارعون فى الكفر﴾ يَقَعُوْنَ فِيْهِ سَرِيْعًا بِنُصْرَتِهٖ وَهُمْ اَهْلُ مَكَّةَ اَوِ الْـمُـنَافِقُوْنَ اَىْ لَا تَهْتَمَّ لِكُفْرِهِمْ ﴿انهم لن يضروا الله شيئا﴾ بِفِعْلِهِمْ وَاِنَّمَا يَضُرُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ﴿يريد الله الا يجعل لهم حظا﴾ نَصِيْبًا ﴿فى الاخرة﴾ اَىِ الْجَنَّةِ فَلِذٰلِكَ خَذَلَهُمُ اللّٰهُ ﴿ولهم عذاب عظيم (۱۷۶)﴾ فِى النَّارِ ﴿ان الذين اشتروا الكفر بالايمانِ﴾ اَىْ اَخَذُوْهُ بَدْلَهُ ﴿لن يضروا الله﴾ بِكُفْرِهِمْ ﴿شيئا ولهم عذاب اليم (۱۷۷)﴾ مُـؤْلِمٌ ﴿ولا يحسبن﴾ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ ﴿الذين كفروا انما نملى﴾ اَىْ اِمْلَاءَنَا ﴿لهم﴾ بِتَطْوِيْلِ الْاَعْمَارِ وَتَاْخِيْرِهِمْ ﴿خير لانفسهم﴾ وَاَنَّ وَمَعْمُوْلُهَا سُدَّتْ مَسَدَّ الْمَفْعُوْلَيْنِ فِىْ قِرَاءَةِ التَّحْتَانِيَّةِ وَمَسَـدَّ الثَّانِـىْ فِى الْاُخْرٰى ﴿انما نملى﴾ نُمْهِلُ ﴿لهم ليزدادوا اثما﴾ بِكَثْرَةِ الْمَعَاصِىْ ﴿ولهم عذاب مهين (۱۷۸)﴾ ذُوْ اِهَـانَةٍ فِـى الْاٰخِـرَةِ ﴿مـا كان الله ليذر﴾ لِيَتْرُكَ ﴿المؤمنين على ما انتم﴾ اَيُّهَا النَّاسُ ﴿عـليـه﴾ مِنْ اِخْتِلَاطِ الْمُخْلِصِ بِغَيْرِهٖ ﴿حتى يميز﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ يُفَصِّلُ ﴿الخبيث﴾ الْمُنَافِقَ ﴿من الطيب﴾ الْمُؤْمِنِ بِالتَّكَالِيْفِ الشَّاقَّةِ الْمُبَيِّنَةِ لِذٰلِكَ فَفَعَلَ ذٰلِكَ يَوْمَ اُحُدٍ ﴿وما كان الله ليطلعكم عـلى الغيب﴾ فَتَعْرِفُوا الْمُنَافِقَ مِنْ غَيْرِهٖ قَبْلَ التَّمْيِيْزِ ﴿ولكن الله يجتبى﴾ يَخْتَارُ ﴿من رسله من يشاء﴾ فَيُـطْـلِعَهٗ عَلٰى غَيْبِهٖ كَمَا اِطَّلَعَ النَّبِىَّ ﷺ عَلٰى حَالِ الْمُنَافِقِيْنَ ﴿فامنوا بالله ورسله وان تؤمنوا وتتقوا﴾ النِّفَاقَ ﴿فلكم اجر عظيم (۱۷۹) ولا يـحسبن﴾ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ ﴿الذين يبخلون بما اتهم الله من فضله﴾ اَىْ بِـزَكَـاتِـهٖ ﴿هـو﴾ اَىْ بُـخْـلُـهُـمْ ﴿خيـرا لهـم﴾ مَفْعُوْلٌ ثَانٍ وَالضَّمِيْرُ لِلْفَصْلِ وَالْاَوَّلُ بُخْلُهُمْ مُقَدَّرًا قَبْلَ الْـمَـوْصُـوْلِ عَـلَـى الْفَوْقَانِيَّةِ وَقَبْلَ الضَّمِيْرِ عَلَى التَّحْتَانِيَّةِ ﴿بل هو شر لهم سيطوقون ما بخلوا به﴾ اَىْ بِـزَكَـاتِـهٖ مِـنَ الْمَالِ ﴿يوم القيمة﴾ بِاَنْ يُّجْعَلَ حَيَّةً فِىْ عُنُقِهٖ تَنْهِشُهٗ كَمَا وَرَدَ فِى الْحَدِيْثِ ﴿ولله ميراث السـمـوت والارض﴾ يَـرِثُهُـمَـا بَـعْـدَ فَـنَـاءِ اَهْـلِهِـمَا ﴿والله بما تعملون﴾ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ ﴿خبير (۱۸۰)﴾ فَيُجَازِيْكُمْ بِهٖ۔

﴿ترجمہ﴾

(الذین مبتدا ہے) وہ جو اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہوئے (یعنی حضور ﷺ کے بلانے پر جنگ کیلئے حاضر ہوئے جب ابوسفیان اور اسکے ساتھیوں نے دوبارہ میدان جنگ میں آنے کا ارادہ کیا اور انہوں نے نبی پاک ﷺ سے غزوہ احد سے اگلے سال مقام بدر میں آنے کا وعدہ کیا تھا) بعد اسکے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا (اُحد میں، یہ للذین احسنوا ......الخ مبتدا کی خبر ہے) ان کے نکوکاروں (یعنی اسکی اطاعت کرنے والوں کیلئے) اور ڈرنے والوں کیلئے (اس کی مخالفت سے بچنے والوں کے لئے) بڑا ثواب (یعنی جنت) ہے وہ

جن سے (یہ الذین ماقبل الذین سے بدل یا صفت ہے) لوگوں نے (یعنی نعیم بن مسود اشجعی نے) کہا کہ لوگوں (یعنی ابوسفیان اور اسکے ساتھیوں) نے تمہارے لئے جتھا جوڑا (یعنی کئی جماعتوں کو اکٹھا کیا تا کہ تمہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکیں) تو ان سے ڈرو (اور انکے پاس نہ جاؤ) تو اور زائد ہوا (انکی اس بات سے) انکا ایمان (یعنی اللہ کی تصدیق اور اس پر یقین زیادہ ہوا) اور بولے اللہ ہم کو بس ہے (اسکا حکم ہمیں کافی ہے) اور کیا اچھا کارساز (تمام کام اُسی کے سپرد ہیں، اصحاب رسول حضور ﷺ کے ساتھ نکلے اور مقام بدر میں پہنچے اور اللہ نے ابوسفیان اور اسکے ساتھیوں پر رعب ڈال دیا اور وہ جنگ میں نہ آئے، صحابہ کرام ؓ کے پاس تجارتی مال تھا انھوں نے بیچ کر نفع حاصل کیا پس اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) تو پلٹے (یعنی مقام بدر سے لوٹے) اللہ کے احسان اور فضل سے (سلامتی اور نفع کیساتھ) کہ انھیں کوئی برائی نہ پہنچی (یعنی قتل یا زخم وغیرہ کی) اور اللہ کی خوشی پر چلے (کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت میں راہ خدا میں نکلے) اور اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے (اپنے فرمانبرداروں پر) وہ تو (یعنی تم سے کہنے والا کہ ان الناس...... الخ) شیطان ہی ہے کہ ڈراتا ہے (تمہیں) اپنے دوستوں سے (کفار سے) تو اِن سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو (میری بات نہ ماننے میں) اگر ایمان رکھتے ہو (سچا) اور اے محبوب! تم انکا کچھ غم نہ کرو (یحزنک یاء کے ضمہ اور زاء کے کسرہ یا یاء کے فتحہ اور زاء کے ضمہ کے ساتھ حزنہ سے مشتق ہے یحزنہ، احزنہ کی ایک لغت ہے) جو کفر پر دوڑتے ہیں (یعنی کفر کی مدد کرنے کیلئے تیزی سے اس میں مبتلا ہوجاتے ہیں یعنی اہل مکہ یا منافق پس آپ ﷺ انکے کافر ہونے کی وجہ سے انہیں کچھ اہمیت نہ دیں) وہ اللہ کا کچھ نہ بگاڑیں گے (اپنے فعل سے بلکہ خود کو ہی نقصان پہنچائینگے) اور اللہ چاہتا ہے کہ انکا کوئی حصہ نہ رکھے (حظا بمعنی نصیبا ہے) آخرت میں (یعنی جنت میں، اسی لئے انہیں رسوا کیا) اور انکے لئے بڑا عذاب ہے (آگ کا) وہ جنہوں نے ایمان کے بدلے کفر مول لیا (یعنی ایمان کے بدلے کفر اختیار کیا) اللہ کا کچھ نہ بگاڑیں گے (اپنے کفر سے) اور ان کیلئے دردناک (الیم بمعنی مؤلم ہے) عذاب ہے اور ہرگز اس گمان میں نہ رہیں (یحسبن میں دو لغتیں ہیں یاء اور تاء کے ساتھ) کافر کہ وہ جو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں (ہمارا ڈھیل دینا) ان کو (لمبی عمریں دے کر اور ان سے عذاب مؤخر کرکے) بھلا ہے (ان اور اسکا معمول دو مفعولوں کے قائم مقام ہے یاء والی قرأت میں اور تاء والی قرأت میں یہ مفعول ثانی ہے) ہم تو اسی لئے ڈھیل (یعنی مہلت) دیتے ہیں انہیں کہ اور گناہ میں بڑھیں (با کثرت گناہ کرکے) اور انکے لئے ذلت کا عذاب ہے (یعنی آخرت میں ذلیل کرنے والا عذاب ہے) اللہ اس حال پر چھوڑنے کا نہیں (لیذر بمعنی لیترک ہے) مسلمانوں کو جس پر تم ہو (اے لوگوں کہ تم مخلص اور غیر مخلص ملے ہوئے ہو) جب تک جدا نہ کردے (یمیز تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یعنی جدا کرے) گندے (منافق) کو ستھرے سے......۱......(یعنی مومن ان سے سخت تکالیف کے ذریعے جو مخلص اور غیر مخلص کو واضح کرنے والی ہونگی، چنانچہ غزوہ اُحُد میں ایسا ہی کیا گیا) اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے (کہ ہماری تمیز کرنے سے پہلے تم مخلص اور غیر مخلص کو الگ الگ پہچان لو) ہاں اللہ چن لیتا ہے (اختیار فرما لیتا ہے) اپنے رسولوں سے جسے چاہے ......۲......(اسے غیب پر مطلع فرماتا ہے جیسا کہ نبی پاک ﷺ کو منافقوں کے حال پر مطلع فرمایا) تو ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور بچو (نفاق سے) تو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے اور گمان نہ کریں (یحسبن میں دو لغتیں ہیں تاء اور یاء کے ساتھ) وہ لوگ جو بخل......۳......کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دی (اسکی زکوۃ ادا کرنے میں) وہ (اپنا یہ بخل) ہرگز اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں (خیر لھم مفعول ثانی ہے اور ضمیر ھو فصل کیلئے ہے اور مفعول اول بخلھم مقدر ہے الذین اسم موصول سے پہلے یہ ترکیب میں تاء والی قرأت کی صورت میں ہے اور یاء والی قرأت کی صورت میں مفعول اول بخلھم، ھو ضمیر سے پہلے مقدر ہوگا) بلکہ وہ انکے لئے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا انکے گلے کا طوق ہوگا (یعنی جس مال کی زکوۃ دینے سے بخل کیا تھا وہ مال انکے گلے کا طوق ہوگا)

قیامت کے دن (بایں طور کہ وہ مال انکے گلے میں سانپ بنا کر ڈال دیا جائے گا جو اسکو کاٹتا رہے گا جیسا کہ حدیثِ پاک میں وارد ہے) اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں اور زمین کا (ان کے وارثوں کے فناء ہونے کے بعد بھی) اور اللہ تمہارے کاموں سے (تعملون میں دو لغتیں ہیں تاء اور یاء کے ساتھ) خبردار ہے (وہ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دیگا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الذین استجابوا للہ والرسول من بعد ما اصابھم القرح للذین احسنوا منھم واتقوا اجر عظیم﴾

الذین: موصول، استجابوا: فعل با فاعل، للّٰہ والرسول: ظرف لغو، من بعد ...... الخ: ظرف مستقر حال ہے فاعل سے، سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر مبتداء، لام: جار، الذین احسنوا منھم واتقوا: موصول صلہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، اجر عظیم: مبتدا موخر، جو اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا﴾

الذین: موصول، قال: فعل، لھم: متعلق، الناس: فاعل، ملکر قول، انّ: حرف مشبہ، الناس: اسم، قد جمعوا لکم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، قول سے ملکر صلہ، موصول سے ملکر الذین استجابوا سے بدل ہے، ف: فصیحہ، اخشوھم: جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، زادھم ایمانا: جملہ فعلیہ قال لھم پر معطوف ہے۔

﴿وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل﴾

و: عاطفہ، قالوا: قول، حسبنا: خبر مقدم، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا موخر، جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر فزادھم ایمانا پر معطوف، و: مستانفہ، نعم الوکیل: جملہ خبر مقدم، اسم جلالت محذوف مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿فانقلبوا بنعمۃ من اللہ وفضل لم یمسسھم سوء واتبعوا رضوان اللہ﴾

ف: عاطفہ، انقلبوا: فعل با فاعل، ب: جار، نعمۃ من اللّٰہ: معطوف علیہ، و فضل: معطوف ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، لم یمسسھم سوء: حال ہے فاعل سے، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اتبعوا رضوان اللّٰہ: جملہ فعلیہ انقلبوا پر معطوف ہے۔

﴿واللہ ذو فضلٍ عظیم انما ذلکم الشیطن یخوف اولیاء ہ﴾

و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، ذو فضل عظیم: خبر ملکر جملہ اسمیہ، انما: کافہ ومکفوفہ، ذلکم: مبتدا، شیطان: مبتدا ثانی، یخوف اولیاء ہ: خبر، مبتدا ثانی اپنی خبر سے ملکر خبر، مبتدا اول اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلا تخافوھم وخافونِ ان کنتم مؤمنین﴾

ف: فصیحہ، لاتخافوھم: جملہ فعلیہ جزاء، شرط محذوف اذا وثقتم بھذا، ملکر جملہ شرطیہ، و خافون: جملہ فعلیہ لاتخافوھم پر معطوف ہے، ان: شرطیہ کنتم مومنین: جملہ فعلیہ شرط، جزا محذوف جس پر ماقبل ای فلا تخافوھم دلالت کررہا ہے، ملکر جملہ

شرطیہ۔

﴿ولا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر انھم لن یضروا اللہ شیئا﴾

و: مستانفہ، لایحزنک: فعل بامفعول، الذین: موصول، یسارعون فی الکفر: جملہ صلہ، ملکر فاعل ملکر جملہ فعلیہ، اَن: حرف مشبہ، ھم: ضمیر اسم، لن یضروا...... الخ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل کی علت۔

﴿یرید اللہ الا یجعل لھم حظا فی الاخرۃ ولھم عذاب عظیم﴾

یرید: فعل، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، ان: مصدریہ، لا یجعل لھم ...... الخ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ولھم عذاب عظیم: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ان الذین اشتروا الکفر بالایمان لن یضروا اللہ شیئا ولھم عذاب الیم﴾

ان: حرف مشبہ، الذین اشتروا الکفر بالایمان: موصول صلہ ملکر اسم، لن یضرو اللّٰہ شیئا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ولھم عذاب الیم: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لانفسھم﴾

و: مستانفہ، لایحسبن: فعل، الذین کفروا: فاعل، ان: حرف مشبہ، ما: مصدریہ، نملی لھم: جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر اسم، خیر: اسم تفضیل ھو ضمیر فاعل، لانفسھم: ظرف لغو، شبہ جملہ ہوکر خبر، ان، اپنے اسم اور خبر سے ملکر قائم مقام دو مفعولوں کے، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انما نملی لھم لیزدادوا اثما ولھم عذاب مھین﴾

انما: کافہ مکفوفہ، نملی: فعل با فاعل، لھم: ظرف لغو، لیزدادوا اثما: جملہ فعلیہ متعلق بنملی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، ولھم عذاب مھین: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ماکان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب﴾

ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، اللّٰہ: اسم جلالت اسم، لام: جحد جار، یذر: فعل با فاعل، المومنین: مفعول، علی: جار، ماانتم علیہ: مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر خبر اول، حتی: جار، ان مصدریہ مقدر، یمیز الخبیث من الطیب: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، خبر ثانی محذوف مریدا ترکھم کیلئے، کان اپنے اسم اور خبروں سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء﴾

و: عاطفہ،ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، اللّٰہ: اسمِ جلالت اسم، لام: جحد جارہ، یطلعکم: فعل بافاعل ومفعول، علی الغیب: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مجرور، جار سے ملکر ظرف مستقر خبر، کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لکن: حرف مشبہ، اللّٰہ: اسمِ جلالت اسم، یجتبی ......الخ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فامنوا باللہ ورسلہ وان تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم﴾

ف: فصیحہ، امنوا: فعل بافاعل، باللّٰہ ورسلہ: ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، ان: شرطیہ، تؤمنوا: معطوف علیہ، وتتقوا: معطوف ملکر شرط، ف: جزائیہ، لکم اجر عظیم: جملہ اسمیہ جزاء، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتھم اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم بل ھو شرلھم﴾

و: مستانفہ، لایحسبن: فعل، الذین: موصول، یبخلون بما اتھم اللّٰہ من فضلہ: جملہ فعلیہ صلہ، اپنے موصول سے ملکر فاعل، بخل مفعول اول محذوف، ھو: ضمیر فصل، خیرا لھم: مفعول ثانی فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ، بل: حرف عطف، ھو: مبتدا، شر لھم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ خیرا لھم پر معطوف ہے۔

﴿سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیمۃ وللہ میراث السموت والارض واللہ بما تعملون خبیر﴾

سیطوقون: فعل بانائب الفاعل، مابخلوابہ: منصوب بنزع الخافض، یوم القیمۃ: ظرف، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ھو شر لھم کا بیان، و: مستانفہ، للّٰہ: ظرف مستقر خبر مقدم، میراث السموت والارض: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، واللّٰہ بما تعملون خبیر: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......الذین استجابوا للہ والرسول ...... ☆جنگِ اُحُد سے فارغ ہونے کے بعد جب ابوسفیان مع اپنے ہمراہیوں کے مقام روحاء میں پہنچے تو انہیں افسوس ہوا کہ وہ واپس کیوں آگئے مسلمانوں کا بالکل خاتمہ ہی کیوں نہ کردیا یہ خیال کرکے انہوں نے پھر واپس ہونے کا ارادہ کیا۔ سید عالم ﷺ نے ابوسفیان کے تعاقب کیلئے اپنی روانگی کا اعلان فرمادیا صحابہ کی ایک جماعت جنکی تعداد ستر تھی جو جنگ اُحُد میں زخموں سے چور ہو رہے تھے حضور ﷺ کے اعلان پر حاضر ہوئے اور حضور ﷺ اس جماعت کو لیکر ابوسفیان کے تعاقب میں روانہ ہوگئے جب حضور ﷺ مقام حمراء الاسد میں پہنچے جو مدینہ طیبہ سے آٹھ میل ہے تو وہاں معلوم ہوا کہ مشرکین مرعوب و خوف زدہ ہوکر بھاگ گئے، اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......الذین قال لھم الناس ان الناس ...... ☆جنگ اُحُد سے واپس ہوتے ہوئے ابوسفیان نے سید عالم ﷺ سے پکار کر کہہ دیا تھا کہ اگلے سال ہماری آپکی مقام بدر میں جنگ میں ہوگی۔ حضور ﷺ نے ان کے جواب میں فرمایا ان شاء اللّٰہ جب وہ وقت آیا اور ابوسفیان اہل مکہ کو لیکر جنگ کیلئے روانہ ہوئے تو اللّٰہ ﷻ نے انکے دل میں خوف ڈالا اور انہوں نے واپس ہوجانے کا ارادہ کیا۔ اس موقع

پر ابوسفیان کی نعیم بن مسود اشجعی سے ملاقات ہوئی جو عمرہ کرنے آیا تھا ابوسفیان نے اس سے کہا: "اے نعیم! اس زمانے میں میری لڑائی مقام بدر میں محمد مصطفےٰ ﷺ کے ساتھ طے ہو چکی ہے اور اس وقت مجھے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں جنگ میں نہ جاؤں واپس جاؤں، تُو مدینہ جا اور تدبیر سے مسلمانوں کو میدان جنگ میں جانے سے روک دے، اس کے عوض میں تجھے دس اونٹ دونگا۔" نعیم نے مدینہ پہنچ کر دیکھا کہ مسلمان جنگ کی تیاری کر رہے ہیں ان سے کہنے لگا کہ "تم جنگ کیلئے جانا چاہتے ہو، اہل مکہ نے تمہارے لئے بڑے لشکر جمع کئے ہیں، خدا کی قسم! تم میں سے ایک بھی پھر کر نہ آئیگا۔" سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ "خدا کی قسم! میں ضرور جاؤنگا، چاہے میرے ساتھ کوئی بھی نہ ہو۔" پس حضور ﷺ ستر سواروں کو ہمراہ لیکر **حسبنا اللہ ونعم الوکیل** پڑھتے ہوئے روانہ ہوئے۔ بدر میں پہنچے وہاں آٹھ شب قیام کیا مالِ تجارت ساتھ تھا اسکو فروخت کیا خوب نفع ہوا اور سالم غانم مدینہ طیبہ واپس ہوئے، جنگ نہیں ہوئی چونکہ ابوسفیان اور اہل مکہ خوف زدہ ہو کر مکہ شریف کو واپس ہو گئے تھے اس واقعے کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......**ما کان اللہ لیذر المومنین علی**......☆ رسول کریم ﷺ نے فرمایا خلقت و آفرینش سے قبل جب کہ میری امت مٹی کی شکل میں تھی اس وقت وہ میرے سامنے اپنی صورتوں میں پیش کی گئی جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی اور مجھے علم دیا گیا کون مجھ پر ایمان لائیگا کون کفر کریگا، یہ خبر جب منافقین کو پہنچی تو انہوں نے براہِ استہزاء کہا کہ محمد ﷺ کا گمان ہے کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ جو لوگ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ان میں سے کون ان پر ایمان لائے گا کون کفر کریگا باوجودیکہ ہم انکے ساتھ ہیں اور وہ ہمیں نہیں پہچانتے۔ اس پر سید عالم ﷺ نے منبر پر قیام فرما کر اللہ عزوجل کی حمد وثنا کے بعد فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں آج سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جسکا تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں اسکی خبر نہ دے دوں۔ عبد اللہ بن حذافہ سہمی نے کھڑے ہو کر کہا کہ میرا باپ کون ہے یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا حذافہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ ہم اللہ کی ربوبیت پر راضی ہوئے، اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوئے، قرآن کے امام ہونے پر راضی ہوئے، آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے، ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم باز آؤ گے کیا تم باز آؤ گے پھر منبر سے اتر آئے، اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سید عالم ﷺ کو قیامت تک کی تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا گیا ہے اور حضور ﷺ کے علمِ غیب میں طعن کرنا منافقین کا طریقہ ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

خبیث اور طیب کے معانی اور انکے مابین فرق:

۱......خبیث اسے کہتے ہیں کہ جس سے اُس کے گھٹیا اور خسیس ہونے کی وجہ سے کراہت کی جائے چاہے وہ گھٹیا چیز حسی ہو یا معقولی۔ طیب کی اصل یہ ہے کہ جس سے حواس اور نفس لذت حاصل کریں۔ قرآن مجید فرقان حمید میں جہاں خبیث اور طیب کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل اعمال خبیثہ کو اعمال صالحہ اور نفوس خبیثہ کو نفوس طیبہ سے جدا کر دے گا۔ (المفردات، ص ۱۴۷، ۳۱۴)

انبیاء کرام اللہ کی عطاء سے غیب جانتے ہیں:

۱......اللہ عزوجل اپنے برگزیدہ رسولوں کو علم غیب عطا فرماتا ہے اور ہمارے سرکار ﷺ تمام رسولوں سے افضل اور اعلیٰ ہیں اس

لئے آپ ﷺ کو زیادہ علم دیا گیا، اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کو کتنا علم دیا؟ یہ دینے اور لینے والا جانے، بندے کی یہ مجال نہیں ہونی چاہیے کہ نبی کے علم کا احاطہ کرنے کی کوشش کرے کہ فلاں بات جانتے تھے اور فلاں نہ جانتے تھے، جیسا کہ مولوی اشرفعلی تھانوی نے حفظ الایمان میں لکھا چنانچہ اگلی عبارت تھانوی کی کتاب حفظ الایمان کے صفحہ نمبر ۷ سے پیش کی جاتی ہے" پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید، عمرو، بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے پھر اگر زید اسکا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو من جملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور التزام نہ کیا جائے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اسطرح کہ اسکا ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اسکا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے دلائل نقلیہ بے شمار ہیں خود قرآن مجید میں آپ سے نفی کرنا علم غیب کی آیت ﴿ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر (الاعراف:۱۸۸)﴾ اور نفی کرنا آپ سے علم تعیین قیامت کی اور بہت سے علوم کی نفی صاف صاف مذکور ہے" (حفظ الایمان، ص ۷)

معارف القرآن میں اسی آیت مبارکہ ﴿ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب﴾ کے تحت ہے کہ "اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالی امور غیب پر بذریعہ وحی اطلاع ہر شخص کو نہیں دیتے، البتہ اپنے انبیاء کا انتخاب کر کے ان کو دیتے ہیں کیونکہ وہ علم غیب جو حق تعالی کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے کسی مخلوق کو اس میں شریک قرار دینا شرک ہے، وہ دو چیزوں کے ساتھ مشروط ہے ایک یہ کہ وہ علم ذاتی ہو کسی کا دیا ہوا نہ ہو، دوسرے تمام کائنات ماضی و مستقبل کا علم محیط ہو، جس سے کسی ذرے کا علم بھی مخفی نہ ہو، حق تعالی خود بذریعہ وحی اپنے انبیاء کو جو امور غیبیہ بتلاتے ہیں وہ حقیقۃ علم غیب نہیں ہے بلکہ غیب کی خبریں ہیں جو انبیاء کو دی گئی ہیں جن کو خود قرآن نے کئی جگہ انباء الغیب کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے ﴿ذلک من انباء الغیب نوحیھا الیک﴾" (معارف القرآن، ج ۲، ص ۲۴۸)

یہ وہ عبارتیں ہیں کہ جس میں حضرات انبیاء کرام اور خصوصا سید عالم نور مجسم ﷺ کی ذات بالا صفات سے علم غیب کی نفی کی گئی اور آپ ﷺ کی ذات پر علم غیب کے اطلاق کو جانوروں تک سے تشبیہ دی گئی ساتھ ہی اپنی بات کو ثابت کرنے کیلئے ایک آیت قرآنی بھی پیش کر دی گئی۔ لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ جس آیت کو انہوں نے دلیل کے طور پر پیش کیا ہے وہ آیت منافقوں کے قول کے رد میں نازل ہوئی جیسا کہ تفسیر کبیر میں ہے کہ منافقوں نے غزوہ بنی مصطلق سے واپسی کے وقت جب تیز ہوا چلی اور چوپائے ادھر ادھر ہو گئے، حضور ﷺ نے مدینے میں حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر دی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ دیکھو میری اونٹنی کہاں ہے؟ حضور ﷺ کی اس بات پر منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی نے طعن کے طور پر کہا تھا کہ مدینے میں رفاعہ کے مرنے کی خبر تو دیتے ہیں اپنی اونٹنی کی خبر نہیں رکھتے اور جہاں تک قیامت کی تعیین کا تعلق ہے تو اسکا وقت بتانا رسالت کے لوازمات میں سے نہیں ہے کیوں کہ یہود حضور ﷺ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں اسکا وقت معلوم ہے تو اللہ ﷻ نے جوابا فرمایا کہ قیامت کا علم تو اللہ کے پاس ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اعتراض وہ کیا جا رہا ہے جو کبھی یہودیوں نے تو کبھی منافقوں نے کیا تھا جبکہ جلالین کی عبارت فیطلعہ علی غیبہ کما اطلع النبی ﷺ علی حال المنافقین سے بھی حضور ﷺ کو غیب کا علم

دیا جانا ثابت ہے اور یہ تو وہ کتاب ہے کہ تمام مدارس میں بھی نصاب کے طور پر پڑھائی جاتی ہے اور خود علماء دیوبند نے جلالین کی تین شروحات کمالین ،فلاحین اور جمالین کے نام سے کی ہیں اگر علامہ جلال الدین سیوطی اور علامہ جلال الدین محلی کی شخصیت مسلم نہیں ہیں تو پھر اس تفسیر کو نصاب میں شامل کرنے کی کیا وجہ ہے؟ اور پھر اسکا اردو ترجمہ کرنا کیا حیثیت رکھتا ہے؟ جبکہ حضور ﷺ نے جا بجا اپنے صحابہ کرام ﷺ کو غیوبات پر مطلع فرمایا۔

☆......حضرت ابوسعید خدری ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال اس بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور چٹیل میدان میں اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کیلئے بھاگتا پھرے گا''۔

(صحیح البخاری، کتاب الأیمان ،باب من الدین الفرارمن،ص٦)

☆......حضرت انس بن مالک ﷺ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہو کر سینکڑوں میل دور لڑتے ہوئے اپنے جاں نثاروں کی شہادت کی خبریں بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''جھنڈا حضرت زید ﷺ نے لے لیا وہ شہید کر دیئے گئے پھر حضرت جعفر ﷺ نے لے لیا، وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ ﷺ نے لے لیا وہ بھی شہید کر دیئے گئے''۔ راوی فرماتے ہیں کہ اتنا بتاتے ہوئے آقائے دو جہاں ﷺ کی چشمانِ مبارک سے آنسو رواں تھے اس کے بعد مزید جنگ کے حالات بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''پھر بغیر امیر بنائے اسے حضرت خالد بن ولید ﷺ نے لے لیا ہے اور اسے فتح ہوگئی ہے''۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز،باب الرجل ینعی الی اھل المدین،ص۲۰۰)

بخل کے معنی اور اس کی مذمت :

☆......شیخ جرجانی اس کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بخل یہ ہے کہ اپنی ذات سے مال (خرچ کرنے سے) روک لینا اور یہ قول یہ بھی ملتا ہے کہ حاجت کے وقت ایثار کو ترک کر دینا بخل کہلاتا ہے، حکیم نے کہا کہ بخل یہ ہے کہ کسی شخص میں انسانی صفات مٹ جائیں اور حیوانی صفات ثابت ہو جائیں۔ (التعریفات ،ص ٤٧)

☆......حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہر روز فرشتے نازل ہو کر دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! خرچ کرنے والوں کو اس کا بدلہ عطا فرما اور خرچ نہ کرنے والوں کے مال کو ضائع فرما''۔

(صحیح البخاری، کتاب الزکوة،باب قول اللہ تعالی،ص٢٣٣)

☆......حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ شہنشاہ مدینہ منورہ نے ارشاد فرمایا کہ ''جس شخص کو اللہ ﷻ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوۃ ادا نہ کی قیامت کے دن وہ مال ایک موٹا اور گنجا سانپ بن کر آئے گا جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے، پھر اس شخص کو وہ سانپ اپنے دو جبڑوں سے پکڑ لے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں اور تیرا خزانہ ہوں پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی ﴿ولا یحسبن الذین یبخلون (ال عمران: ۱۸۰)﴾'' (صحیح البخاری، کتاب الزکوة ،باب اثم مانع الزکوة،ص٢٢٦)

اغراض:

بالخروج للقتال لما اراد ابو سفیان الخ :ابوسفیان نے پختہ ارادہ نہ کیا تھا، یہ آیت مبارکہ ان لوگوں کی مدح میں نازل ہوئی جنھوں نے سید عالم ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا اور دوسری مرتبہ غزوہ احد کیلئے اتوار کے دن کو ہفتے کے دن ہونے والی غزوہ کے بعد نکلے ،اور چنانچہ اتوار کے دن ہونے والی غزوہ کو حمراء الاسد کہتے ہیں، اسی وجہ سے اللہ ﷻ نے اس غزوہ کی مدح فرمائی اور دونوں غزوات کے مابین (شبہات وتر ددوغیرہ جیسے معاملات کو) درست کر دیا۔ ھاحد: مناسب ہے کہ اس کے بعد ہفتے کا دن کہا جائے، جنھوں نے

سید عالم ﷺ کو اتوار کے دن کی دعوت پر لبیک کہا۔ ای نعیم بن مسعود: یہاں کل کا اطلاق کر کے بعض کا ارادہ کیا گیا ہے، اور یہ شخص غزوۂ خندق کے بعد ایمان لے آیا۔ ھو: مراد اللہ کی ذات مبارک ہے اور مراد خاص مدح کے ذریعے اشارہ کرنا ہے، اور یہ تمام دعوتوں میں افضل دعوت ہے، اور عارفین ضروری امور میں اس دعا کا سہارا لیتے ہیں اور اس کی گنتی چار سو پچاس پوری کرتے ہیں تو جو کوئی ایسا کرلے اس کے امور کے لئے کافی ہے۔ فلم یاتوا: یعنی ابوسفیان اور اس کے ساتھی، اور فتح مکہ کے بعد قید ہونے کے بعد اسلام لے آیا۔ وربحوا: یعنی ایک درہم یا دو درہم سے مسلمانوں نے نفع اٹھایا۔ بسلامة وربح: نعمت یا فضل کی طرف راجع ہے۔ بنصرته: نبی پاک ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کے مقابلے میں کفر کی مدد کرے۔ ذلک یوم احد: اس طرح کہ اللہ نے مومنوں کو دشمنوں پر آگے کرنے اور مال کے خرچ کرنے کے ذریعے امتحان میں ڈالا، اور ایسا غزوۂ خندق میں ہوا اور اسی طرح ابوسفیان کی مقرر کردہ میعاد میں ہوا (لیکن ابوسفیان نہ گیا اور مسلمانوں نے تجارتی مال میں کافی نفع اٹھایا)، پس اللہ ﷻ نے کافروں کو رسوا کیا اور مسلمانوں کو کئی مواقع پر کافروں سے الگ فرمایا۔ ای بزکاته: اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے، یعنی جو اللہ نے اپنے فضل سے مال دیا ہے اس میں سے زکوۃ ادا کریں۔ کما ورد فی الحدیث: سید عالم ﷺ کا فرمان عبرت نشان ہے کہ اس مال کی مثال جس کی زکوۃ نہ دی گئی ہو قیامت کے دن وہ گنجا سانپ بن کر آئے گا جس کی آنکھوں پر دو نشان ہونگے وہ سانپ اس بندے کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔ (الصاوی، ج ۱، ص ۲۸۳)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء﴾ وَهُمُ الْيَهُوْدُ قَالُوْهُ لَمَّا نَزَلَ (من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا) وَقَالُوْا لَوْ كَانَ غَنِيًّا مَا اسْتَقْرَضَنَا ﴿سنکتب﴾ نَأْمُرُ بِكَتْبِ ﴿ما قالوا﴾ فِيْ صَحَآئِفِ اَعْمَالِهِم لِيُجَازُوْا عَلَيْهِ، وَفِيْ قِرَاءَةٍ سَيُكْتَبُ بِالْيَاءِ مَبْنِيًّا لِلْمَفْعُوْلِ ﴿و﴾ نَكْتُبُ ﴿قتلهم﴾ بِالنَّصْبِ وَالرَّفْعِ ﴿الانبیاء بغیر حق ونقول﴾ بِالنُّوْنِ وَالْيَاءِ اَيِ اللّٰهُ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَلٰى لِسَانِ الْمَلٰٓئِكَةِ ﴿ذوقوا عذاب الحریق (۱۸۱)﴾ اَلنَّارَ، وَيُقَالُ لَهُمْ إِذَا أُلْقُوْا فِيْهَا ﴿ذلک﴾ الْعَذَابُ ﴿بما قدمت ایدیکم﴾ عَبَّرَ بِهِمَا عَنِ الْاِنْسَانِ لِاَنَّ اَكْثَرَ الْاَفْعَالِ تُزَاوَلُ بِهِمَا ﴿وان اللہ لیس بظلام﴾ اَیْ بِذِیْ ظُلْمٍ ﴿للعبید (۱۸۲)﴾ فَيُعَذِّبُهُمْ بِغَيْرِ ذَنْبٍ ﴿الذین﴾ نَعْتٌ لِّلَّذِيْنَ قَبْلَهُ ﴿قالوا﴾ لِمُحَمَّدٍ ﷺ ﴿ان اللہ﴾ قَدْ ﴿عهد الینا﴾ فِي التَّوْرَاةِ ﴿الا نؤمن لرسول﴾ نُصَدِّقُهُ ﴿حتی یاتینا بقربان تاکله النار﴾ فَلَا نُؤْمِنُ لَكَ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِهِ وَهُوَ مَا يُتَقَرَّبُ بِهِ اِلَى اللّٰهِ مِنْ نَعَمٍ وَّغَيْرِهَا فَاِنْ قُبِلَ جَاءَتْ نَارٌ بَيْضَاءُ مِنَ السَّمَاءِ فَاَحْرَقَتْهُ وَاِلَّا بَقِيَ مَكَانَهُ، وَعُهِدَ اِلٰى بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ ذٰلِكَ اِلَّا فِي الْمَسِيْحِ وَمُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ تَعَالٰى ﴿قل﴾ لَهُمْ تَوْبِيْخًا ﴿قدجاء کم رسل من قبلی بالبینت﴾ بِالْمُعْجِزَاتِ ﴿وبالذی قلتم﴾ كَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى فَقَتَلْتُمُوْهُمْ وَالْخِطَابُ لِمَنْ فِيْ زَمَنِ نَبِيِّنَا وَاِنْ كَانَ الْفِعْلُ لِاَجْدَادِهِمْ لِرِضَاهُمْ بِهٖ ﴿فلم قتلتموهم ان کنتم

صدقين (۱۸۳)﴾ فِیْ اَنَّکُم تُؤْمِنُوْنَ عِنْدَ الْاِتْیَانِ بِهٖ ﴿فان كذبوك فقد كذب رسل من قبلك جاء و
بالبينت﴾ اَلْمُعْجِزَاتِ ﴿والزبر﴾ كَصُحُفِ اِبْرَاهِيْمَ ﴿والكتب﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِاِثْبَاتِ الْبَاءِ فِيْهِمَا
﴿المنير(۱۸۴)﴾ اَلْوَاضِحِ هُوَ التَّوْرَاةُ وَالْاِنْجِيْلُ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرُوْا ﴿كل نفس ذائقة الموت وانما
توفون اجوركم﴾ جَزَآءَ اَعْمَالِكُم ﴿يوم القيمة فمن زحزح﴾ بُعِّدَ ﴿عن النار وادخل الجنة فقد فاز﴾
نَالَ غَايَةَ مَطْلُوْبِهٖ ﴿وماالحيوة الدنيا﴾ اَیِ الْعَيْشُ فِيْهَا ﴿الامتاع الغرور (۱۸۵)﴾ اَلْبَاطِلُ يُتَمَتَّعُ بِهٖ قَلِيْلًا ثُمَّ
يَفْنٰى ﴿لتبلون﴾ حُذِفَ مِنْهُ نُوْنُ الرَّفْعِ لِتَوَالِی النُّوْنَاتِ وَالْوَاوُ ضَمِيْرُ الْجَمْعِ لِاِلْتِقَآءِ السَّاكِنَيْنِ، لَتُخْتَبَرُنَّ
﴿فی اموالكم﴾ بِالْفَرَآئِضِ فِيْهَا وَالْجَوَآئِحِ ﴿وانفسكم﴾ بِالْعِبَادَاتِ وَالْبَلَآءِ ﴿ولتسمعن من الذين
اوتوا الكتب من قبلكم﴾ اَلْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى ﴿ومن الذين اشركوا﴾ مِنَ الْعَرَبِ ﴿اذى كثيرا﴾ مِنَ
السَّبِّ وَالطَّعْنِ وَالتَّشْبِيْبِ بِنِسَآئِكُمْ ﴿وان تصبروا﴾ عَلٰى ذٰلِكَ ﴿وتتقوا﴾ اَللّٰهَ ﴿فان ذلك من عزم
الامور(۱۸۶)﴾ اَیْ مِنْ مَعْزُوْمَاتِهَا الَّتِیْ يُعْزَمُ عَلَيْهَا لِوُجُوْبِهَا ﴿و﴾ اذْكُرْ ﴿اذ اخذ الله ميثاق الذين اوتوا
الكتب﴾ اَیِ الْعَهْدَ عَلَيْهِمْ فِی التَّوْرَاةِ ﴿لتبيننه﴾ اَیِ الْكِتَابَ ﴿للناس ولا تكتمونه﴾ بِالْيَاءِ وَالتَّاءِ
بِالْفِعْلَيْنِ ﴿فنبذوه﴾ طَرَحُوا الْمِيْثَاقَ ﴿وراء ظهورهم﴾ فَلَمْ يَعْمَلُوْا بِهٖ ﴿واشتروا به﴾ اَخَذُوْا بَدَلَهٗ
﴿ثمنا قليلا﴾ مِنَ الدُّنْيَا مِنْ سُفْلَتِهِمْ بِرِيَاسَتِهِمْ فِی الْعِلْمِ فَكَتَمُوْهُ خَوْفَ فَوْتِهٖ عَلَيْهِمْ ﴿فبئس ما
يشترون(۱۸۷)﴾ شِرَآؤُهُمْ هٰذَا ﴿لا تحسبن﴾ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ ﴿الذين يفرحون بما اتوا﴾ فَعَلُوْا فِیْ اِضْلَالِ
النَّاسِ ﴿ويحبون ان يحمدوا بما لم يفعلوا﴾ مِنَ التَّمَسُّكِ بِالْحَقِّ وَهُمْ عَلٰى ضَلَالٍ ﴿فلا تحسبنهم﴾
بِالْوَجْهَيْنِ تَاكِيْدٌ ﴿بمفازة﴾ بِمَكَانٍ يَّنْجُوْنَ فِيْهِ ﴿من العذاب﴾ فِی الْاٰخِرَةِ بَلْ هُمْ فِیْ مَكَانٍ يُّعَذَّبُوْنَ فِيْهِ
وَهُوَ جَهَنَّمُ ﴿ولهم عذاب اليم(۱۸۸)﴾ مُؤْلِمٌ فِيْهَا، وَمَفْعُوْلَا يَحْسَبُ الْاُوْلٰى دَلَّ عَلَيْهِمَا مَفْعُوْلَا الثَّانِيَةِ
عَلٰى قِرَاءَةِ التَّحْتَانِيَةِ وَعَلَى الْفَوْقَانِيَةِ حُذِفَ الثَّانِی فَقَطُّ ﴿ولله ملك السموت والارض﴾ خَزَائِنُ
الْمَطَرِ وَالرِّزْقِ وَالنَّبَاتِ وَغَيْرِهَا ﴿والله على كل شیء قدير (۱۸۹)﴾ وَمِنْهُ تَعْذِيْبُ الْكَافِرِيْنَ وَاِنْجَاءُ
الْمُؤْمِنِيْنَ۔

﴿ترجمہ﴾

بیشک اللہ نے سنا جنہوں نے کہا کہ ''اللہ محتاج ہے اور ہم غنی'' (یہ یہودی تھے جنہوں نے یہ بات اس وقت کہی جب یہ آیت من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا نازل ہوئی انہوں نے کہا اگر اللہ غنی ہوتا تو ہم سے قرض نہ مانگتا) اب ہم لکھ رکھیں گے (یعنی اسکے لکھنے کا حکم دینگے) ان کا کہنا (انکے اعمال ناموں میں تا کہ انہیں اس پر جزا دی جائے، ایک قرأت میں سیکتب یاء کے ساتھ مجہول ہے) اور (ہم لکھ لینگے) انکا شہید کرنا (قتلھم مرفوع اور منصوب دونوں طرح پڑھا گیا ہے) انبیاء کو ناحق، اور فرمائینگے (نقول میں دو لغتیں ہیں نون اور یاء کے ساتھ، یعنی اللہ آخرت میں فرشتوں کی زبانی ان سے فرمائیگا) کہ چکھو جلنے (یعنی آگ میں جلنے) کا عذاب (اور ان سے کہا جائے گا) جب وہ جہنم میں ڈالے جائینگے کہ یہ (عذاب) بدلہ ہے اسکا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا (یہاں عمل کو ہاتھوں سے تعبیر اسلئے فرمایا کہ اکثر کام ہاتھوں ہی سے کئے جاتے ہیں) اور اللہ ظلم نہیں کرتا (ظلام بمعنی ظالم ہے) بندوں پر (کہ وہ انہیں بغیر گناہ کے عذاب دے) وہ جو (یہ الذین ماقبل الذین کی صفت ہے) کہتے ہیں (محمد ﷺ سے) اللہ نے (تحقیق) ہم سے اقرار کرلیا ہے (توریت میں) کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں گے (یعنی کسی رسول کی تصدیق نہ کریں گے) جب تک کہ ایسی قربانی کا حکم نہ لائے جسے آگ کھائے (تو ہم آپ ﷺ پر بھی ایمان نہ لائینگے جب تک کہ آپ ایسی قربانی نہ لائیں، قربانی سے وہ مراد وہ چوپائے وغیرہ ہیں جو اللہ کی بارگاہ میں قرب حاصل کرنے کیلئے پیش کئے جاتے، اگر وہ قربانی مقبول ہوتی تو آسمان سے ایک سفید آگ اترتی اور اسے جلا ڈالتی ورنہ زمین پر پڑی رہتی اور بنی اسرائیل سے اسی طرح کا عہد لیا گیا تھا حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے علاوہ دیگر انبیائے کرام کے بارے میں، پس اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا) تم فرما دو (ان سے سرزنش کرتے ہوئے) مجھ سے پہلے بہت رسول تمہارے پاس کھلی نشانیاں (معجزات) اور یہ حکم لیکر آئے جو تم کہتے ہو (جیسا کہ حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحیی علیہ السلام) لیکن تم نے انہیں بھی شہید کردیا، یہ خطاب حضور ﷺ کے دور کے یہود سے ہے اگرچہ یہ کام تو انکے اجداد نے کیا تھا لیکن یہ انکے کام سے راضی تھے) پھر تم نے انہیں کیوں شہید کیا اگر سچے ہو (اس بات میں کہ قربانی لانے کی صورت میں تم ایمان لے آؤ گے) تو اے محبوب! اگر وہ تمہاری تکذیب کرتے ہیں تو تم سے اگلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی ہے جو صاف نشانیاں (معجزات) اور صحیفے (جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے) اور کتاب (ایک قرأت میں زُبر اور کتاب دونوں کے شروع میں باء حرف جر ہے) چمکتی لیکر آئے تھے (یعنی واضح کتاب لیکر آئے مراد اس سے توریت اور انجیل ہے، لہذا آپ ﷺ بھی صبر کیجئے جیسا کہ انھوں نے صبر کیا تھا) ہر جان کو موت چکھنی ہے......۱......اور تمہارے بدلے تو پورے ملیں گے (یعنی تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ ملے گا) قیامت ہی کو، جو دور کیا گیا (زحزح بمعنی بَعُدَ ہے) آگ سے جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا (اس نے اپنے انتہائی مطلوب کو پالیا) اور دنیا کی زندگی (یعنی اسکے تعیشات) تو یہی دھوکے کا مال ہے (یعنی باطل ہے اس سے تھوڑی دیر نفع اٹھایا جائے گا پھر وہ فنا ہوجائیگا) بیشک ضرور تمہاری آزمائش ہوگی (لتبلون میں تین نون جمع ہونے کی وجہ سے نون علامت رفع کو حذف کردیا گیا اور التقائے ساکنین کی وجہ سے واؤ جمع ضمیر حذف کردی گئی ہے یہ بمعنی لَتُختَبَرُنَّ ہے) تمہارے مال (سے احکام فرض کرکے اور مہلک آفات کے ذریعے) اور تمہاری جانوں میں (تم پر عبادات مقرر کرکے اور آزمائش ڈال کر) اور بیشک تم ضرور اگلے کتاب والوں (یعنی یہود و نصاری) اور مشرکوں سے (یعنی مشرکین عرب سے) بہت کچھ برا سنو گے (گالم گلوچ، طعن و تشنیع اور اپنی عورتوں کے حسن و جمال کے تذکرے) اور اگر تم صبر کرو ......۲......(اس معاملے میں) اور ڈرتے رہو (اللہ سے) تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے (یعنی ان امور میں سے ہے جن کے واجب ہونے

کی بناء پرانکا عزم کیا جاتا ہے)اور(یاد کرو)جب اللہ نے ان سے عہد لیا جنہیں کتاب عطا ہوئی(یعنی توریت میں ان سے عہد لیا)کہ تم ضرور اس(یعنی کتاب)کو بیان کر دینا لوگوں سے اور نہ چھپانا......(تکتمونہ اور لتبیننہ دونوں میں دو لغتیں ہیں انہیں تاء اور یاء کے ساتھ پڑھا گیا ہے)تو اسے انھوں نے پھینک دیا(یعنی اس عہد کو)اپنی پیٹھ کے پیچھے(اور اس پر عمل نہ کیا)اور اسکے بدلے حاصل کئے(واشتروا بمعنی اخذوا بدلہ ہے)ذلیل دام(دنیا کے،انھوں نے حق چھپایا کہ کہیں یہ دنیاوی منافع فوت نہ ہوجائیں)تو کتنی بری خریداری ہے(جو انہوں نے کی،اپنی قوم کے نچلے درجے کے لوگوں سے علم میں ان پر فائق ہونے کی وجہ سے)پس ہرگز نہ سمجھنا(تحسبن میں دو لغتیں ہیں تاء اور یاء کے ساتھ)انھیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر(یعنی لوگوں کو گمراہ کرنے کے کام پر)اور چاہتے ہیں کہ بے کیے انکی تعریف ہو(کہ یہ لوگ حق پر ثابت قدم ہیں حالانکہ یہ لوگ گمراہی پر ہیں)ایسوں کو ہرگز نہ جاننا(اس میں بھی اعراب کی وہی دو صورتیں ہیں یا پھر یہ تاکید کیلئے ہے)دور(یعنی ایسی جگہ جسمیں رہ کر وہ نجات پا جائیں)عذاب سے(آخرت کے، بلکہ یہ لوگ عذاب کی جگہ یعنی جہنم میں ہونگے)اور انکے لئے دردناک عذاب ہے(جہنم میں،الیم بمعنی مؤلم ہے،پہلے یحسب کے دونوں مفعول محذوف ہیں جن پر دوسرے یحسب کے دونوں مفعول دال ہیں یہ ترکیب یاء والی قرأت کی صورت میں ہے،تاء والی قرأت کی صورت میں صرف مفعول ثانی محذوف ہوگا)اور اللہ ہی کیلئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی(بارش،رزق،نباتات وغیرہ کے خزانے)اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے(اور اسکی قدرت میں کہ کافروں کو عذاب اور مؤمنوں کو نجات دینا بھی ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء﴾

لام: جواب قسم محذوف،قد: تحقیقیہ،سمع: فعل،اللہ: اسم جلالت فاعل،قول: مضاف،الذین: موصول،قالوا: قول،ان اللہ فقیر: معطوف علیہ،ونحن اغنیاء: معطوف،ملکر جملہ اسمیہ مقولہ،قول سے ملکر صلہ،موصول سے ملکر مضاف الیہ،مضاف سے ملکر مفعول،سمع فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ جواب،قسم محذوف کیلئے۔

﴿سنکتب ما قالوا وقتلھم الانبیاء بغیر حق﴾

سنکتب: فعل با فاعل،ما: موصولہ،قالوا: صلہ،موصول سے ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،قتلھم: مصدر مضاف،ھم: ضمیر ذوالحال،الانبیاء: مفعول،بغیر حق: ظرف مستقر حال،ذوالحال سے ملکر فاعل مضاف الیہ،اپنے مضاف سے ملکر معطوف اپنے معطوف علیہ سے ملکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ونقول ذوقوا عذاب الحریق﴾

و: عاطفہ،نقول: قول،ذوقوا عذاب الحریق: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ذلک بما قدمت ایدیکم وان اللہ لیس بظلام للعبید﴾

ذلک: مبتدا،ب: جار،ما: موصولہ،قدمت ایدیکم: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،ان: حرف مشبہ،اللہ: اسم

جلالت اسم، لیس بظلام للعبید: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر خبر، مبتدا، خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین قالوا ان اللہ عھد الینا الا نؤمن لرسول حتی یاتینا بقربانٍ تاکلہ النار﴾

الذین: موصول، قالوا: فعل بافاعل ملکر قول، ان: حرف مشبہ، اللّٰہ: اسمِ جلالت اسم، عھد: فعل بافاعل، الینا: ظرف لغو، الا نومن لرسول: جملہ بتاویل مصدر منصوب بنزع الخافض، حتی یاتینا...... الخ: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، قول سے ملکر صلہ، موصول سے ملکر خبر، ھم مبتدا محذوف کیلئے۔

﴿قل قد جاء کم رسل من قبلی بالبینت وبالذی قلتم﴾

قل: قول، قد: تحقیقیہ، جاء: فعل، کم: مفعول، رسل من قبلی: مرکب توصیفی فاعل، بالبینت: معطوف علیہ، وبالذی قلتم: معطوف ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، قول سے ملکر جملہ مستانفہ۔

﴿فلم قتلتموھم ان کنتم صدقین﴾

ف: عاطفہ، لم: جار مجرور متعلق مقدم، قتلتموھم: فعل بافاعل ومفعول ومتعلق مقدم ملکر جملہ فعلیہ، ان: شرطیہ، کنتم صدقین: جملہ فعلیہ شرط، جزا محذوف فلم تقتلوھم، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک جاء وا بالبینت والزبر والکتب المنیر﴾

ف: مستانفہ، ان: شرطیہ، کذبوک: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، قد: تحقیقیہ، کذب: فعل، رسل: موصوف، من قبلک: ظرف مستقر صفت اول، جاء وا بالبینت و الزبر و الکتاب المنیر: جملہ فعلیہ صفت ثانی، موصوف اپنی صفتوں سے ملکر فاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جواب شرط۔

﴿کل نفس ذائقۃ الموت وانما توفون اجورکم یوم القیمۃ﴾

کل نفس: مبتدا، ذائقۃ الموت: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوا، و: مستانفہ، انما: کافہ مکفوفہ، توفون: فعل بانائب الفاعل، اجورکم: مفعول ثانی، یوم القیمۃ: ظرف، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز﴾

ف: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، زحزح عن النار: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وادخل الجنۃ: جملہ فعلیہ معطوف ملکر شرط، ف: جزائیہ، قد فاز: جملہ فعلیہ جزا، شرط جزا سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و ما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور لتبلون فی اموالکم وانفسکم﴾

و: استنافیہ، ما: نافیہ، الحیوۃ الدنیا: مبتدا، الا: للحصر، متاع الغرور: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لام: قسمیہ، تبلون: فعل بافاعل، فی اموالکم وانفسکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب، قسم محذوف کیلئے۔

﴿ولتسمعن من الذین اوتوا الکتب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا﴾

و: عاطفہ، لام: قسمیہ، تسمعن: فعل بافاعل، من الذین اوتو الکتب من قبلکم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، من الذین اشرکوا: معطوف ملکر ظرف لغو، اذی کثیرا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿وان تصبروا وتتقوا فان ذلک من عزم الامور﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تصبروا وتتقوا: جملہ فعلیہ شرط، فھو خیر لکم جزا محذوف، ف: تعلیلیہ، ان: حرف مشبہ، ذلک: اسم، من عزم الامور: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا محذوف کیلئے تعلیل ہے۔

﴿واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ﴾

و: مستانفہ، اذ: مضاف، اخذ: فعل، اللّٰہ: اسم جلالت فاعل، میثاق: مضاف، الذین اوتوا الکتاب: مضاف الیہ، مضاف سے ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر اذکر فعل محذوف کا ظرف، لام: قسمیہ، تبیننہ للناس: جملہ فعلیہ جواب قسم، قسم محذوف باللّٰہ کیلئے، ولا تکتمونہ: تبیننہ پر معطوف ہے۔

﴿فنبذوہ وراء ظھورھم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون﴾

و: عاطفہ، نبذوہ: فعل بافاعل ومفعول، وراء ظھورھم: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، واشتروا: فعل بافاعل، بہ: ظرف لغو، ثمنا قلیلا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے، ف: مستانفہ، بئس: فعل ذم، ما یشترون: فاعل ملکر خبر مقدم، شراء ھم مقدر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لاتحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا﴾

لاتحسبن: فعل بافاعل، الذین: موصول، یفرحون بما اتوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا: جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلا تحسبنھم بمفازۃ من العذاب ولھم عذاب الیم﴾

ف: زائدہ، لا تحسبنھم: فعل بافاعل ومفعول، بمفازۃ من العذاب: جار مجرور فی موضع المفعول الثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل کی تاکید، و: مستانفہ، لھم عذاب الیم: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وللہ ملک السموت والارض واللہ علی کل شیء قدیر﴾

و: عاطفہ، لله: ظرف مستقر خبر مقدم، ملک السموت والارض: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، واللّٰہ علی کل شیء قدیر: جملہ اسمیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... **الذین قالوا ان الله عھد الینا** ...... ☆یہود کی ایک جماعت نے سید عالم ﷺ سے کہا تھا کہ ہم سے توریت میں عہد لیا گیا ہے کہ جو مدعی رسالت ایسی قربانی نہ لائے جسکو آسمان سے سفید آگ اتر کر کھائے اس پر ہم ہرگز ایمان نہ لائیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انکے اس کذبِ محض اور افتراءِ خالص کا ابطال کیا گیا کیونکہ اس شرط کا توریت میں نام ونشان بھی نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ نبی ﷺ کی تصدیق کیلئے معجزہ کافی ہے کوئی معجزہ ہو جب نبی ﷺ نے کوئی معجزہ دکھایا اسکے صدق پر دلیل قائم ہوگئی اور اسکی تصدیق کرنا اور اسکی نبوت کو ماننا لازم ہوگیا اب کسی خاص معجزہ کا اصرار حجت قائم ہونے کے بعد نبی کی تصدیق کا انکار ہے۔

☆...... **لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا** ...... ☆یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو لوگوں کو دھوکہ دینے اور گمراہ کرنے پر خوش ہوتے اور باوجود ناداں ہونے کے یہ پسند کرتے کہ انہیں عالم کہا جائے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے:

۱...... موت حیات کی ضد ہے۔ (التعریفات، ص ۱۸۷)

منقول ہے کہ اللہ ﷻ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا تو زمین نے اپنے رب سے جو مٹی اس سے لی گئی اس کے بارے میں شکایت کی تو اللہ ﷻ نے وعدہ فرمایا کہ جو زمین سے لیا گیا ہے وہ اس میں دوبارہ لوٹا دیا جائے گا، چنانچہ جو بھی مرتا ہے وہ اسی زمین میں دبا دیا جاتا ہے جہاں سے اسکی تخلیق کے وقت مٹی لی گئی تھی۔ اگر کسی شخص کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ حور وولدان اور جنتی مخلوق موت کا مزہ نہیں چکھیں گے تو پھر کل نفس ذائقة الموت کا کیا معنی ہوا؟ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ آیت عام خص عن البعض کے قبیلے سے ہے مطلب یہ کہ اس سے مراد مکلفین ہیں۔ (ماخوذ از خازن، ج ۱، ص ۳۲۸)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''لذتوں کو ختم کر دینے والی چیز موت کو کثرت سے یاد کرو''۔ (ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر الموت والاستعداد له، ص ۷۰۵)

☆...... حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اللہ ﷻ سے ملنا پسند کرتا ہے اللہ ﷻ بھی اسے شرف ملاقات عطا کرنا پسند فرماتا ہے اور جو اللہ ﷻ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ ﷻ بھی اسے شرف ملاقات عطا کرنا ناپسند فرماتا ہے''۔ پوچھا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کون اللہ ﷻ کی ملاقات کو ناپسند کرے گا لیکن اسکی ملاقات موت پر موقوف ہے اور ہم ہیں کہ موت کو ناپسند کرتے ہیں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میری یہ مراد نہیں تھی بلکہ موت کے وقت جب بندے کو اللہ ﷻ کی رحمت اور اسکی مغفرت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ ﷻ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ ﷻ بھی اسے شرف ملاقات عطا فرمانا پسند فرماتا ہے اور جب اسے اللہ ﷻ کے عذاب کی وعید سنائی جائے تو وہ اللہ ﷻ سے ملاقات کو ناپسند کرے تو اللہ ﷻ بھی اسے شرف ملاقات عطا

کرنا پسند نہیں فرماتا"۔ (ابن ماجه، کتاب الزهد، باب ذکر الموت والاستعداد له، ص۷۰٦)

مشرکین کی دل آزاریوں پر صبر کرنا:

۲.....حضور پرنور ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے راہ خدا میں حد درجہ تکالیف اٹھائی ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بجا ہوگا کہ آپ ﷺ نے راہ خدا میں سب سے زیادہ تکالیف برداشت کی ہیں۔ جب مکہ مکرمہ کی گلیوں میں حضور پرنور ﷺ تبلیغ دین فرمایا کرتے تو کفارِ ناہنجار نے آپکی راہ میں ایسی ایسی مشکلات پیدا کیں کہ الامان والحفیظ، یہ آپ ﷺ ہی کا خاصہ تھا کہ ان ایذا رسانیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے گئے، وادی طائف میں اوباش لڑکوں نے سنگ باری کی جس سے نعلین مقدس خون سے بھر گئے، کائنات نے وہ منظر بھی دیکھا کہ معراج کا دولہا جب مومنین کی معراج یعنی نماز کی ادائیگی میں مصروف تھا تو دشمنان اسلام نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اونٹ کی اوجھڑی پشتِ انور پر ڈال دی، سارے جہاں کو پاک وصاف کرنے والے آقا ﷺ پر کوڑا کرکٹ ڈالنے والی بڑھیا نے بھی انکے اوصاف حمیدہ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرلیا، مال غنیمت کی تقسیم کے دوران جب ایک بدبخت نے ناانصافی کی تہمت لگائی جس پر ناگواری ضرور ہوئی، رنجیدہ خاطر بھی ہوئے مگر فرمایا کہ حق تعالی میرے بھائی موسی پر رحم فرمائے لوگوں نے ان کو اس سے زیادہ ستایا اور انھوں نے صبر کیا، ایک اعرابی نے موقع پا کر جبکہ حضور رفع حاجت کے لئے تنہا گئے ہوئے تھے آپ ﷺ پر تلوار سونت لی اور کہنے لگا کہ اب آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے اس پر بھی آپ ﷺ بجائے غضبناک ہونے کے فرمایا کہ مجھے بچانے والا میرا اللہ ہے، منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی کی طرف سے بارہا تکالیف کا سامنا رہا اس دشمن اسلام اور اسکے چیلوں چپاٹوں نے مسلمانوں کو کافی نقصان پہنچانا چاہا اور عرصۂ دراز تک تکلیف میں مبتلا رکھا مگر شہنشاہ کائنات نے کبھی جوابی کاروائی پر اپنے اصحاب کو نہ ابھارا بلکہ صحابہ کرام کے پیہم اصرار پر بھی انہیں جوابی کاروائی کی جازت نہ دی اور اس خبیث کے مرنے پر اسکی نماز جنازہ پڑھائی اور ان اخلاق سے متاثر ہو کر ہزار کافر حلقہ بگوش اسلام ہوئے، آپ ﷺ نے اس خبیث کی جنازہ کیوں پڑھائی؟ کیا آپ ﷺ کا جنازہ پڑھانا اس خبیث کی مغفرت کا ذریعہ بن سکتا ہے یا نہیں؟ اس پر ہم انشاء اللہ دوسری جلد میں کلام کریں گے۔ یہاں صرف اتنا سمجھ لیں کہ مبلغ کو راہِ دین میں آنے والی پریشانیوں سے گھبرا کر دین کا کام نہیں چھوڑنا چاہیے بلکہ اس راہ میں تکلیفیں برداشت کرنا آقائے دوعالم ﷺ کی میٹھی اور پیاری سنت ہے لہذا ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔

علم چھپانے کا انجام:

۳.....ترمذی کی حدیث مبارکہ میں ہے کہ جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتے ہیں اللہ ﷻ اور اسکے فرشتے اس پر رحمتیں نازل کرتے ہیں یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں پانی میں ان لوگوں کیلئے دعا کرتی ہیں۔ یہ علم دین کو پھیلانے کی فضیلت ہے لیکن جو علم کو چھپائے اسکے بارے میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے غضب بھرے ارشادات ہیں چنانچہ اللہ ﷻ نے ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا: "جنہیں کتاب دی گئی تھی اور انہوں نے اسکے احکامات کو پس پشت پھینک دیا اور اسکے بدلے دنیا کا حقیر مال لیا تو ایسے لوگوں نے بری خریداری کی۔" بیضاوی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اللہ ﷻ نے جاہلوں سے علم سکھانے کا وعدہ اس وقت

تک نہیں لیا جب تک کہ علماء سے علم سکھانے کا وعدہ نہ لے لیا۔ (البیضاوی، ج۱، ص۳۲۰)

☆......نیز حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم شاہ بنی آدم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: ''جس سے علم کے بارے میں سوال کیا جائے اور وہ چھپائے تو قیامت کے دن اسکے گلے میں آگ کی لگام ڈالی جائے گی''۔

(سنن ابن ماجه، كتاب المقدمة، باب من سئل عن علم فكتمه، ص٦٤)

علامہ ابوالبرکات نسفی فرماتے ہیں کہ علماء پر واجب ہے کہ اپنے علم کے مطابق لوگوں کو حق پہنچائیں اور کسی مصیبت سے آسانی اور اپنے نفس کی چاہت جیسی غرض فاسد کی وجہ سے حق کو نہ چھپائیں اور نہ ہی کسی منفعت، دفع اذیت اور اپنے علم پر بخل کرتے ہوئے علم کی بات چھپائیں۔ (المدارك، ج١، ص٣١٩)

اغراض:

ای اللہ: یہ تفسیر نقول کی یاء کے ساتھ یعنی یقول کی قرائت کے لئے ہے، اور اس میں یہ احتمال ہے کہ یہ نون والی قرائت کے مقابلے میں زیادہ راجح ہے اور معنی بھی اس میں درست ہیں، مگر عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ یقول کے بجائے نقول پڑھا جائے۔ فی التورٰلۃ: یعنی موسیٰ علیہ السلام کی زبان حق ترجمان سے، کہا جاتا ہے کہ توریت میں اس قسم کا مقالہ ''کہ جولوگ محمد ﷺ سے کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم سے عہد لیا'' کی اصلاً کوئی حیثیت ہی نہیں یہ کذب محض ہے، ایک قول یہ کیا جاتا ہے کہ یہ مقالہ توریت میں موجود ہے لیکن حضرت مسیح علیہ السلام اور محمد ﷺ کے حوالے سے، لیکن ان دونوں حضرات انبیائے کرام علیہما السلام کے معجزات اس کے علاوہ تھے اور ان لوگوں نے توریت پر ہر حال میں جھوٹ بولا۔ المعجزات: یعنی ظاہرہ باہرہ۔ من نعم: یعنی اونٹ، گائے، بکری وغیرہ یعنی جیسے گھوڑا، خچر، گدھا وغیرہ سے نفع اٹھاتے۔ لرضاھم بہ: کہ کفر پر رضا بھی کفر ہے۔

بیضاء: یعنی ایسی آگ کہ جس میں دھواں ہو اور اس میں آواز ہو۔ الا فی المسیح و محمد: یہ ایک طریقہ ہے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ عہد باطل ہے اور اپنی اصل کے اعتبار سے جھوٹ پر مبنی ہے۔ کزکریا و یحیی: کہ وہ قربانی لائے اور ان کی قربانی کو آگ نے کھالیا۔ الزبر: جمع زبور ہے مراد یعنی ہر وہ کتاب جو کہ نصیحتوں پر مشتمل ہو، مراد اس سے نصیحتیں اور زجر و توبیخ ہے۔ جزاء اعمالکم: یعنی خیر و شر کے اعمال کی۔ الباطل: ختم ہو جائے کہ کچھ باقی نہ بچے، اور صحیح یہ ہے کہ غرور مصدر بمعنی اسم مفعول مراد لیا جائے، یعنی کسی ظاہری اچھی اور باطنی بُری چیز سے دھوکہ دیا جائے مطلب یہ ہے کہ دنیا دار آخرت کے انجام کی خبر نہیں رکھتا۔

بالفرائض فیھا: جیسے زکوٰۃ، کفارات اور نذور۔ الجوائح: یعنی آسمانی امور جس سے کھیتی ہلاک ہوتی ہے جیسے ٹڈیاں، چوہے اور اندھیرے۔ والبلاء: جو انسان کے جی میں پڑ جائے، جیسے اندھا پن اور زخمی ہونا وغیرہ۔ والتشنیب بنسائکم: یعنی عورتوں کے محاسن اور ان کے اوصاف کو قصیدے اور شاعری کے ذریعے ذکر کیا جائے، جیسے کعب الاشرف نے کیا۔ علی ذلک: یعنی اگر تم مذکورہ مال اور جان کی آزمائش میں صبر کرو، اور اہل کتاب کی اذیت ناک باتوں میں بھی۔ لوجوبھا: یعنی مذکورہ امور میں صبر کرنا اور اللہ عزوجل کے امور واجبہ میں تقویٰ اختیار کرنا، ایمان کی علامت صبر اور تقویٰ ہے، اور ایسے انسان کی مذمت کی جائے گی جو اللہ کی محبت کا دعوے دار ہو اور اس کے احکام پر صبر نہ کر سکے۔ ھذا: اس سے مخصوص بالذم مراد ہے، یہ آیت کافروں کے بارے میں نازل ہوئی جو کہ زور لگا کر مسلمانوں کو نافرمانی کی جانب کھینچتے ہیں وہ کافر جو کہ حق چھپاتے اور باطل کی مدد کرتے ہیں۔ (الصاوی، ج۱، ص۲۸۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿ان فی خلق السموت والارض﴾ وَمَا فِيهِمَا مِنَ الْعَجَائِبِ ﴿واختلاف الیل والنهار﴾ بِالْمَجِيِّ

وَالذِّهَابِ وَالزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ ﴿لايت﴾ دَلَالَاتٌ عَلٰى قُدْرَتِهٖ تَعَالٰى ﴿لاولى الالباب(۱۹۰)﴾ لِذَوِى الْعُقُوْلِ ﴿الذين﴾ نَعْتٌ لِمَا قَبْلَهٗ اَوْ بَدَلٌ ﴿يذكرون الله قيما وقعودا على جنوبهم﴾ مُضْطَجِعِيْنَ اَىْ فِىْ كُلِّ حَالٍ، وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يُصَلُّوْنَ كَذٰلِكَ حَسْبَ الطَّاقَةِ ﴿ويتفكرون فى خلق السموت والارض﴾ لِيَسْتَدِلُّوْا بِهٖ عَلٰى قُدْرَةِ صَانِعِهِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿ربنا ما خلقت هذا﴾ اَلْخَلْقَ الَّذِىْ نَرَاهُ ﴿باطلا﴾ حَالٌ، عَبَثًا بَلْ دَلِيْلاً عَلٰى كَمَالِ قُدْرَتِكَ ﴿سبحنك﴾ تَنْزِيْهًا لَّكَ عَنِ الْعَبَثِ ﴿فقنا عذاب النار(۱۹۱) ربنا انك من تدخل النار﴾ لِلْخُلُوْدِ فِيْهَا ﴿فقد اخزيته﴾ اَهَنْتَهٗ ﴿وما للظلمين﴾ اَلْكَافِرِيْنَ، فِيْهِ وَضْعُ الظَّاهِرِ مَوْضِعَ الْمُضْمَرِ اِشْعَارًا بِتَخْصِيْصِ الْخِزْىِ بِهِمْ ﴿من﴾ زَآئِدَةٌ ﴿انصار(۱۹۲)﴾ يَمْنَعُوْنَهُمْ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿ربنا اننا سمعنا مناديا ينادى﴾ يَدْعُو النَّاسَ ﴿للايمان﴾ اَىْ اِلَيْهِ وَهُوَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم اَوِ الْقُرْاٰنُ ﴿ان﴾ اَىْ بِاَنْ ﴿امنوا بربكم فامنا﴾ بِهٖ ﴿ربنا فاغفرلنا ذنوبنا وكفر﴾ غَطِّ ﴿عنا سياتنا﴾ فَلَا تُظْهِرْهَا بِالْعِقَابِ عَلَيْهَا ﴿وتوفنا﴾ اَقْبِضْ اَرْوَاحَنَا ﴿مع﴾ فِىْ جُمْلَةِ ﴿الابرار(۱۹۳)﴾ اَلْاَنْبِيَآءِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿ربنا واتنا﴾ اَعْطِنَا ﴿ما وعدتنا﴾ بِهٖ ﴿على﴾ اَلْسِنَةِ ﴿رسلك﴾ مِنَ الرَّحْمَةِ وَالْفَضْلِ، وَسُؤَالُهُمْ ذٰلِكَ وَاِنْ كَانَ وَعْدُهٗ تَعَالٰى لَا يُخْلَفُ، سُؤَالٌ اَنْ يَّجْعَلَهُمْ مِنْ مُّسْتَحِقِّيْهِ لِاَنَّهُمْ لَمْ يَتَيَقَّنُوْا اِسْتِحْقَاقَهُمْ لَهٗ وَتَكْرِيْرُ رَبَّنَا مُبَالَغَةٌ فِى التَّضَرُّعِ ﴿ولا تخزنا يوم القيمة انك لا تخلف الميعاد(۱۹۴)﴾ اَلْوَعْدُ بِالْبَعْثِ وَالْجَزَآءِ ﴿فاستجاب لهم ربهم﴾ دُعَآءَهُمْ ﴿انى﴾ اَىْ بِاَنِّىْ ﴿لا اضيع عمل عامل منكم من ذكراوانثى بعضكم﴾ كَائِنٌ ﴿من بعض﴾ اَىِ الذُّكُوْرُ مِنَ الْاُنَاثِ وَبِالْعَكْسِ، وَالْجُمْلَةُ مُؤَكِّدَةٌ لِمَا قَبْلَهَا اَىْ هُمْ سَوَآءٌ فِى الْمَجَازَاةِ بِالْاَعْمَالِ وَتَرْكِ تَضْيِيْعِهَا، نَزَلَتْ لَمَّا قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّىْ لَا اَسْمَعُ ذِكْرَ النِّسَآءِ بِالْهِجْرَةِ بِشَىْءٍ" ﴿فالذين هاجروا﴾ مِنْ مَّكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ ﴿واخرجوا من ديارهم واوذوا فى سبيلى﴾ دِيْنِىْ ﴿وقتلوا﴾ اَلْكُفَّارَ ﴿وقتلوا﴾ بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ، وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِتَقْدِيْمِهٖ ﴿لاكفرن عنهم سياتهم﴾ اَسْتُرُهَا بِالْمَغْفِرَةِ ﴿ولادخلنهم جنت تجرى من تحتها الانهر ثوابا﴾ مَصْدَرٌ مِّنْ مَّعْنٰى لَاُكَفِّرَنَّ مُؤَكِّدٌ لَهٗ ﴿من عند الله﴾ فِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ التَّكَلُّمِ ﴿والله عنده حسن الثواب(۱۹۵)﴾ اَلْجَزَاءِ وَنَزَلَ لَمَّا قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ "اَعْدَآءُ اللّٰهِ فِيْمَا نَرٰى مِنَ الْخَيْرِ وَنَحْنُ فِى الْجَهْدِ" ﴿لا يغرنك تقلب الذين كفروا﴾ تَصَرُّفُهُمْ ﴿فى البلاد(۱۹۶)﴾ بِالتِّجَارَةِ وَالْكَسْبِ

هُوَ ﴿متاع قليل﴾ يَتَمَتَّعُوْنَ بِهٖ يَسِيْرًا فِي الدُّنْيَا وَيَفْنٰى ﴿ثم ماوٰهم جهنم وبئس المهاد (۱۹۷)﴾ اَلْفِرَاشُ هِيَ ﴿لكن الذين اتقوا ربهم لهم جنت تجرى من تحتها الانهر خلدين﴾ اَىْ مُقَدِّرِيْنَ الْخُلُوْدَ ﴿فيها نزلا﴾ هُوَ مَا يُعَدُّ لِلضَّيْفِ، وَنَصْبُهٗ عَلَى الْحَالِ مِنْ جَنّٰتٍ وَالْعَامِلُ فِيْهَا مَعْنَى الظَّرْفِ ﴿من عند الله وما عند الله﴾ مِنَ الثَّوَابِ ﴿خير للابرار (۱۹۸)﴾ مِنْ مَّتَاعِ الدُّنْيَا ﴿وان من اهل الكتب لمن يؤمن بالله﴾ كَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَلَامٍ وَّاَصْحَابِهٖ وَالنَّجَاشِيْ ﴿وما انزل اليكم﴾ اَيِ الْقُرْاٰنُ ﴿وما انزل اليهم﴾ اَيِ التَّوْرَاةُ وَالْاِنْجِيْلُ ﴿خشعين﴾ حَالٌ مِّنْ ضَمِيْرِ يُؤْمِنُ مُرَاعًى فِيْهِ مَعْنٰى مَنْ اَىْ مُتَوَاضِعِيْنَ ﴿لله لايشترون بايت الله﴾ الَّتِىْ عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ مِنْ نَّعْتِ النَّبِيِّ ﷺ ﴿ثمنا قليلا﴾ مِّنَ الدُّنْيَا بِاَنْ يَّكْتُمُوْهَا خَوْفًا عَلَى الرِّيَاسَةِ كَفِعْلِ غَيْرِهِمْ مِّنَ الْيَهُوْدِ ﴿اولئك لهم اجرهم﴾ ثَوَابُ اَعْمَالِهِمْ ﴿عند ربهم﴾ يُؤْتَوْنَهٗ مَرَّتَيْنِ كَمَا فِي الْقَصَصِ ﴿ان الله سريع الحساب (۱۹۹)﴾ يُحَاسِبُ الْخَلْقَ فِيْ قَدْرِ نِصْفِ نَهَارٍ مِّنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا ﴿يا يها الذين امنوا اصبروا﴾ عَلَى الطَّاعَاتِ وَالْمَصَآئِبِ وَعَنِ الْمَعَاصِىْ ﴿وصابروا﴾ اَلْكُفَّارَ فَلَا يَكُوْنُوْا اَشَدَّ صَبْرًا مِّنْكُمْ ﴿ورابطوا﴾ اَقِيْمُوْا عَلَى الْجِهَادِ ﴿واتقوا الله﴾ فِيْ جَمِيْعِ اَحْوَالِكُمْ ﴿لعلكم تفلحون (۲۰۰)﴾ تَفُوْزُوْنَ بِالْجَنَّةِ وَتَنْجُوْنَ مِنَ النَّارِ۔

﴿ترجمہ﴾

بے شک آسمانوں اور زمین (اور ان میں موجود عجائبات) کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں (آنے جانے اور گھٹنے اور بڑھنے میں) نشانیاں (ہیں اللہ ﷻ کی قدرت پر) عقل مندوں کیلئے (اولوا الباب بمعنی ذوی العقول ہے) جو (الذین ماقبل الذین کی صفت ہے یا بدل ہے) اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ کے بل......۱......(یعنی لیٹے ہوئے، ہر حال میں اور حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اسی طرح وہ حسبِ طاقت نماز پڑھتے ہیں) اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں......۲......(تاکہ وہ اسکے ذریعے انکے صانع کی قدرت پر استدلال کرسکیں وہ کہتے ہیں) اے رب ہمارے! تو نے نہ بنایا یہ (یعنی وہ مخلوق جسے ہم دیکھتے ہیں) بیکار (باطلا یہ حال ہے، یعنی یہ عبث نہیں بلکہ تیرے کمالِ قدرت پر دلیل ہے) پاکی ہے تجھے (تو عبث سے منزہ ہے) تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے اے رب ہمارے! بیشک جسے تو دوزخ میں لیجائے (یعنی ہمیشہ کیلئے دوزخ میں ڈال دے) اسے ضرور تو نے رسوائی دی (اسکی اہانت کی) اور ظالموں کا (یعنی کافروں کا، اس میں اسم ظاہر کی جگہ ضمیر لائی گئی ہے، اس بات کو ظاہر کرنے کیلئے کہ یہ رسوائی انکے ساتھ خاص ہے، مـــن زائدہ ہے) نہیں کوئی مددگار (جو ان سے اللہ کے عذاب کو روکے) اے رب ہمارے! ہم نے ایک منادی کو سنا کہ ندا فرماتا ہے (لوگوں کو بلاتا ہے) ایمان کیلئے (یعنی ایمان کی طرف بلاتا ہے اور اس سے مراد سرورِ دو عالم ﷺ ہیں یا پھر قرآنِ کریم) کہ (ان بمعنی بـــان ہے) اپنے رب پر ایمان لاؤ، تو ہم ایمان لائے (اپنے رب پر) اے رب ہمارے! تو ہمارے گناہ بخش دے اور مٹادے (کَفِّر بمعنی غَطِّ ہے) ہماری برائیاں (یعنی ان برائیوں پر سزا دیکر انکو ظاہر نہ فرما) اور

ہماری موت (کہ ہماری روحیں قبض کرنا) اچھوں کے ساتھ (یعنی انبیاء کرام اور صالحین کیساتھ) اے رب ہمارے! اور ہمیں دے وہ (آتنا بمعنی اعطنا ہے) جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے اپنے رسولوں کی (زبان) معرفت (یعنی رحمت وفضل عطا فرمانا انکا سوال کرنا باوجود اس بات کے کہ اللہ ﷻ اپنے وعدے کا خلاف نہیں کرتا اس لئے کہ اللہ ﷻ انہیں رحمت وفضل کے مستحقین میں سے بنادے کیونکہ انہیں یقین نہ تھا کہ وہ اسکے فضل کے مستحق ہیں بھی یا نہیں اور لفظ ربنا کی تکرار عاجزی میں مبالغہ کیلئے ہے) اور ہمیں قیامت کے دن رسوانہ کر بیشک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا (اس سے مراد دوبارہ زندہ کرنے اور حساب وکتاب کرنے کا وعدہ ہے) تو (انکی دعا) سن لی انکے رب نے (انی بمعنی بانی) کہ میں تم میں کام والے کی محنت اکارت نہیں کرتا مرد ہو یا عورت، تم آپس میں ایک ہو (یعنی عمل میں مرد عورت سے یا اسکے برعکس سارے ایک ہیں، یہ جملہ ماقبل کی تاکید کیلئے ہے یعنی مرد عورت سب عمل کی جزا دیئے جانے میں اور عمل کے اکارت نہ کئے جانے میں برابر ہیں۔ یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! میں ہجرت میں عورتوں کا ذکر کہیں نہیں پاتی) تو وہ جنہوں نے ہجرت کی (مکہ سے مدینہ کی طرف) اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ (یعنی میرے دین) میں ستائے گئے اور لڑے (کفار سے) اور مارے گئے (قتلوا تخفیف اور تشدید دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، ایک قرأت میں قُتِلوا قَاتلوا پر مقدم ہے) میں ضرور ان کے سب گناہ اتار دونگا (یعنی مغفرت سے چھپا لونگا) اور ضرور انہیں باغوں میں لے جاؤنگا جنکے نیچے نہریں رواں (ثوابا معنیٰ لا کفرن کا مفعول مطلق مؤکد ہے) اللہ کے پاس کا ثواب (یہاں متکلم کے صیغے سے غائب کے صیغے کی طرف التفات ہے) اور اللہ ہی کے پاس اچھا ثواب ہے (یعنی اچھی جزا ہے، یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب مسلمانوں نے کہا کہ ہم اللہ ﷻ کے دشمنوں کو اچھی حالت میں دیکھتے ہیں جبکہ ہم تکلیف میں رہتے ہیں) اے سننے والے! کافروں کا اَلّلے گَلّلے پھرنا (تقلب بمعنی تصرف ہے) شہروں میں، ہرگز تجھے دھوکا نہ دے (انکا تجارت اور کمائی کیلئے شہروں میں پھرنا اس لئے کہ وہ تو) تھوڑا برتنا (ہے، یعنی دنیا میں وہ اس سے کچھ عرصہ نفع اٹھائینگے اور بالآخر وہ مال فنا ہو جائیگا) پھر انکا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا ہی برا بچھونا (ہے، مهاد بمعنی فراش ہے) لیکن وہ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں انکے لئے جنتیں ہیں جنکے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ان میں رہیں (یعنی ان میں ہمیشہ رہنا انکا مقدر ہے) مہمانی (نزل اس کھانے کو کہتے ہیں جو خاص مہمان کیلئے ہوتا ہے، نزلا جنات سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اسکا عامل معنیٰ ظرف ہے) اللہ کی طرف اور جو اللہ کے پاس ہے (یعنی ثواب) نیکوں کیلئے سب سے بھلا (یعنی تمام متاعِ دنیا سے بھلا ہے) اور بیشک کچھ کتابی ایسے ہیں کہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں (جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور انکے ساتھی اور نجاشی) اور اس پر جو تمہاری طرف اترا (یعنی قرآن پر) اور جو انکی طرف اترا (یعنی توریت وانجیل پر) انکے دل جھکے ہوئے (ہیں، خشعین، یؤمن کی ضمیر سے حال ہے، اس میں مَن کے معنیٰ کی رعایت ہے یہ بمعنی متواضعین ہے) اللہ کے حضور اللہ کی آیتوں کے بدلے نہیں لیتے (یعنی ان آیتوں کے بدلے جو توریت اور انجیل میں نبی پاک ﷺ کی نعت پر مشتمل ہیں) ذلیل دام (یہ کام وہ دنیا میں اپنی ریاست کے چلے جانے کے خوف سے نہیں کرتے تھے جیسا کہ انکے علاوہ دوسرے یہودیوں کا طریقہ تھا) یہ وہ ہیں جنکا ثواب (یعنی انکے اعمال کا ثواب) انکے رب کے پاس ہے (وہ انہیں دوگنا اجر دیگا جیسا کہ سورہ قصص میں ہے) اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے (دنیا کے آدھے دن کی مقدار میں وہ تمام مخلوق کا حساب لیگا) اے ایمان والو! صبر کرو (طاعت اور مصائب پر اور معصیت سے باز رہنے پر) اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو (یعنی کافروں سے کہ وہ صبر کرنے میں تم سے آگے نہ بڑھ جائیں) اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو (رابطوا بمعنی اقیموا علی الجهاد ہے) اور اللہ سے ڈرو (اپنے تمام احوال میں) اس امید پر کہ فلاح پاؤ (جنتی ہو کر کامیاب اور دوزخ سے نجات پا جاؤ)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان فی خلق السموت والارض واختلاف الیل والنھار لایت لاولی الالباب﴾

ان: حرف مشبہ، فی: جار، خلق السموات والارض: معطوف علیہ، واختلاف الیل والنھار: معطوف ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکید، ایت لاولی الالباب: مرکب توصیفی اسم مؤخر، جملہ اسمیہ۔

﴿الذین یذکرون اللہ قیما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموت والارض﴾

الذین: موصول، یذکرون: فعل، واؤ ضمیر ذوالحال، اللّٰہ: اسم جلالت مفعول، قیما وقعودا وعلی جنوبھم: معطوف علیہ معطوف ملکر حال، ذوالحال سے ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یتفکرون فی خلق السموت والارض: جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر لاولی الباب کیلئے صفت۔

﴿ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحنک﴾

ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ، ما خلقت: فعل نفی با فاعل، ھذا: ذوالحال، باطلا: حال ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر یقولون فعل محذوف کا مقولہ، ملکر یتفکرون کے فاعل سے حال، سبحنک: اصل میں نسبحک سبحانا تھا جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿فقنا عذاب النار ربنا انک من تدخل النار فقد اخزیتہ﴾

ف: فصیحہ، قنا: فعل با فاعل، عذاب النار: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء، شرط محذوف اذا شئت جزاء نا کیلئے، ملکر جملہ شرطیہ، ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ، ان: حرف مشبہ، ک: اسم، من: اسم شرط مفعول بہ مقدم، تدخل النار: جملہ فعلیہ شرط، فقد اخزیتہ: جملہ فعلیہ جزاء، جملہ شرطیہ خبر، انّ اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وما للظلمین من انصار﴾

و: مستانفہ، ما: نافیہ، للظلمین: خبر مقدم، من: زائدہ، انصار: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان امنوا بربکم فامنا﴾

ربنا: جملہ ندائیہ، اننا: حرف مشبہ با اسم، سمعنا: فعل با فاعل، منادیا: موصوف، ینادی: فعل با فاعل، للایمان: ظرف لغو، ان امنوا بربکم: منصوب بنزع الخافض، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، موصوف سے ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر معطوف علیہ، فامنا: جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء۔

﴿ربنا فاغفرلنا ذنوبنا و کفر عنا سیاتنا وتوفنا مع الابرار ربنا واتنا ما وعدتنا علی رسلک ولا تخزنا یوم القیمۃ﴾

ربنا: جملہ ندائیہ،ف: عاطفہ،اغفرلنا ذنوبنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وکفر عنا سیاتنا: جملہ فعلیہ معطوف، وتوفنا مع الابرار: جملہ فعلیہ معطوف ثانی ،ملکر مقصود بالنداء،ربنا: جملہ ندائیہ،واتنا ما وعدتناعلی رسلک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولا تخزنا یو م القیمۃ: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف،ملکر ماقبل اغفرلنا ذنوبنا پر عطف۔

﴿انک لا تخلف المیعاد﴾

انّ: حرف مشبہ،ک: ضمیر اسم،لا تخلف المیعاد: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاستجاب لھم ربھم انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکراو انثی﴾

ف:مستانفہ،استجاب: فعل،لھم: ظرف لغو،ربھم: فاعل،انی: اصل میں بانی تھا،انی: حرف مشبہ واسم، لا اضیع: فعل بافاعل،عمل: مضاف،عامل: موصوف،منکم: صفت اول،من ذکراو انثی: صفت ثانی ،ملکر مضاف الیہ،ملکر مفعول،فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ منصوب بنزع الخافض،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بعضکم من بعضٍ فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم و اوذوا فی سبیلی وقتلوا وقتلوا لاکفرن عنھم سیاتھم﴾

بعضکم: مبتدا،من بعض: خبر،ملکر جملہ اسمیہ معترضہ،ف:مستانفہ،الذین: موصول،ھاجروا: فعل بافاعل ملکر معطوف علیہ،واخرجوا من دیارھم: جملہ فعلیہ معطوف،و اوذوا فی سبیلی وقتلوا وقتلوا: تمام جملے معطوف ہیں،معطوف علیہ، معطوف ملکر صلہ،ملکر مبتدا،لاکفرن عنھم سیاتھم: جملہ فعلیہ قسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولادخلنھم جنت تجری من تحتھا الانھر ثوابا من عند اللہ﴾

و: عاطفہ،لادخلنھم: فعل بافاعل ومفعول،جنت: موصوف،تجری ...... الخ: جملہ فعلیہ صفت،موصوف سے ملکر مفعول بہ ثانی ،ثوابا من عند اللہ: موصوف صفت ملکر جنت سے حال،یہ سب ملکر جواب قسم،قسم محذوف کیلئے،ماقبل پر معطوف۔

﴿واللہ عندہ حسن الثواب لایغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد﴾

و: مستانفہ،اللہ: اسم جلالت مبتدا،عندہ حسن الثواب: جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،لایغرنک: فعل بامفعول، تقلب الذین کفروا: فاعل،فی البلاد: ظرف لغو تقلب کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿متاع قلیل ثم ماوھم جھنم وبئس المھاد﴾

متاع قلیل: موصوف صفت ملکر خبر،ھو مبتدا محذوف کیلئے،ثم: عاطفہ،ماوھم: مبتدا،جھنم: خبر،و: حالیہ،بئس: فعل، المھاد: فاعل ملکر خبر مقدم،جھنم مبتدا محذوف،ملکر حال ہے خبر سے،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لکن الذین اتقوا ربھم لھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا نزلا من عند اللہ﴾

لکن: مہملہ للاستدراک،الذین: موصول،اتقوا: فعل واؤضمیرذوالحال،خلدین فیھا: شبہ جملہ حال،ربھم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا،لھم: خبر مقدم،جنت: موصوف،تجری من تحتھا الانھر: صفت،ملکرذوالحال،نزلا من عندالله: حال، ملکر مبتدا مؤخر،مبتدا مؤخر خبر مقدم ملکر جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما عند الله خیر للابرار﴾

و: مستانفہ، ما: موصولہ،عند الله: صلہ،ملکر مبتداء خیر اللابرار: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان من اھل الکتب لمن یؤمن بالله وما انزل الیکم ما انزل الیھم خشعین لله لایشترون بایت الله ثمنا قلیلا﴾و: مستانفہ ،ان: حرف مشبہ ،من اھل الکتب: خبر مقدم،لام: تاکید،من: موصولہ،یؤمن: ،ھو ضمیر ذوالحال،خشعین لله: حال اول،لا یشترون ......الخ: حال ثانی ملکر فاعل، ب: جار،الله: اسم جلالت معطوف علیہ،وما انزل الیکم: معطوف اول،وماانزل الیھم: معطوف ثانی،ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،موصول صلہ ملکر اسم مؤخر، ان، اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک لھم اجرھم عند ربھم ان الله سریع الحساب﴾

اولئک: مبتداء،لھم: خبر مقدم،اجرھم عند ربھم: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ،ان اللّٰہ سریع الحساب: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿یایھا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا الله لعلکم تفلحون﴾

یایھاالذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ،اصبروا: جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، وصابروا: معطوف ہے ماقبل پر،ورابطوا: معطوف ہے ماقبل پر،و: عاطفہ،اتقوا: فعل واؤضمیر ذوالحال،الله: اسم جلالت مفعول،لعلکم تفلحون: جملہ اسمیہ ہوکر حال،اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......فاستجاب لھم ربھم انی لا اضیع...... ☆ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں ہجرت میں عورتوں کا کچھ ذکر ہی نہیں سنتی یعنی مردوں کے تو فضائل معلوم ہوئے لیکن یہ بھی معلوم ہو کہ عورتوں کو بھی ہجرت کا کچھ ثواب ملے گا اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور انکی تسکین فرمادی گئی کہ ثواب عمل پر مرتب ہے عورت کا ہو یا مرد کا۔

☆......لا یغرنک تقلب الذین...... ☆ مسلمانوں کی ایک جماعت نے کہا کہ کفار اور مشرکین اللہ کے دشمن تو عیش وآرام میں ہیں اور ہم تنگی ومشقت میں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتا گیا کہ کفار کا یہ عیش متاع قلیل ہے اور انجام خراب۔

☆......وان من اھل الکتاب ...... ☆ حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ آیت نجاشی بادشاہ حبشہ کے باب میں نازل ہوئی انکی وفات

کے دن سید عالم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا چلو اور اپنے بھائی کی نماز پڑھو جس نے دوسرے ملک وفات پائی۔ حضور ﷺ بقیع شریف میں تشریف لے گئے اور زمینِ حبشہ آپکے سامنے کی گئی اور نجاشی بادشاہ کا جنازہ پیشِ نظر ہوا اور اس پر آپ نے چار تکبیروں کے ساتھ نماز پڑھی اور اس کیلئے استغفار فرمایا۔ سبحان اللہ کیا نظر ہے، کیا شان ہے، سرزمین حبشہ حجاز کے سامنے کردی گئی، منافقین نے اس پر طعن کیا اور کہا کہ دیکھو کہ حبشہ کے نصرانی پر نماز پڑھتے ہیں جسکو آپ نے کبھی دیکھا بھی نہیں اور وہ آپ کے دین پر بھی نہ تھا اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ہر حال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد کی جائے!

۱......یعنی ہر حال میں کھڑے ہوکر، بیٹھ کر اور لیٹ کر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد کی جائے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے: ''جو شخص یہ پسند کرے کہ ریاض الجنۃ میں چرے تو اسے چاہیے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد بہت زیادہ کرے۔'' ایک قول کے مطابق یذکرون کے معنیٰ یصلون ہے یعنی قیام، قعود اور جنوب تینوں حالتوں میں حسب طاقت نماز ادا کرے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے: ''نماز کھڑے ہوکر ادا کرو اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں تو بیٹھ کر اور اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں تو لیٹ کر ادا کرو۔ (البیضاوی، ج۱، ص۳۲۲)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن منادی ندا دے گا کہ اولوا الالباب کہاں ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مؤدبانہ عرض کی: ''اولوا الالباب سے کیا مراد ہے؟'' حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی ﴿الذین یذکرون اللہ قیما وقعودا وعلی جنوبھم﴾ ان لوگوں کیلئے جھنڈا بلند کیا جائے گا، قوم اس جھنڈے کی طرف بڑھے گی اور ان سے کہا جائے گا ادخلوھا خالدین یعنی اس میں ہمیشہ کیلئے داخل ہوجا۔ (الدر المنثور، ج۲، ص۱۹۴)

کائنات میں غور و تفکر کرنا:

۲......امام بیضاوی فرماتے ہیں کہ تفکر یعنی غور وفکر کرنا افضل عبادت ہے۔ جیسا کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا تفکر جیسی کوئی عبادت نہیں کیونکہ یہ دل کیساتھ خاص ہے اور مخلوق سے ایسے ہی تفکر کا قصد کیا گیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی اپنے بستر پر لیٹا ہو جب وہ اپنا سر اٹھائے تو اسکی نظر آسمان اور تاروں کو دیکھے پھر وہ کہے اشھد ان لک ربا و خالقا، (پھر کہے) اے اللہ! تو میری مغفرت فرما! اللہ عَزَّوَجَلَّ اسکی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے اور اسے بخش دیتا ہے۔

(البیضاوی، ج، ص۳۲۳)

☆......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں میں غور وفکر کرو اور اسکی ذات میں غور وفکر نہ کرو۔'' (الدر المنثور، ج۱، ص۱۹۵)

☆......روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ سے عرض کی: ''مجھے نبی پاک ﷺ کی عجیب ترین بات بتائیں؟'' بی بی عائشہ فرماتی ہیں: ''انکی کونسی بات عجیب نہیں، ایک رات میرے پاس آئے اور فرمایا: ''مجھے چھوڑو تاکہ میں اپنے رب کی عبادت کروں، آپ ﷺ کھڑے ہوئے وضو کیا نماز ادا کی اور روتے رہے حتیٰ کہ آنسو آپ کے سینہ مبارک تک آپہنچے، پھر رکوع فرمایا اور رونے لگے، پھر سجدہ کیا اور رونے لگے، پھر سجدے سے سر مبارک اٹھا کر رونے لگے اور آپ کا رونا دور نہ ہوا جب تک کہ بلال نے اذان

نہ دیدی۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ آپ کو کس چیز نے رُلایا؟ جبکہ اللہ عزوجل نے آپکے سبب سے گناہ بخشے آپ کے اگلے اور پچھلے لوگوں کے۔'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں اللہ عزوجل کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔'' (الدرالمنثور، ج ۱، ص ۱۹۵)

☆......دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک گھڑی غور وفکر کرنا 80 سال کی عبادت سے بہتر ہے جبکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ 60 سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (الدرالمنثور، ج ۱، ص ۱۹۵)

اغراض:

بالمجئ والذھاب: یعنی رات کے پیچھے دن اور دن کے پیچھے رات، پس کوئی اس بات پر قادر نہیں جو کہ رات میں دن کو لا سکے نہ دن میں رات کو۔ دلالات: قطعی دلائل جو کہ کمالات کے ساتھ متصف ہیں اور نقائص سے پاک ہیں۔ یصلون کذلک: یعنی قیام کرنا ،اگر قدرت رکھتے ہوں پس اگر قدرت نہ رکھتے ہوں تو لیٹے لیٹے ہی نماز ادا کرے۔ وھو محمد: یعنی سید عالم ﷺ کی طرف حقیقی اسناد کی گئی ہے۔ او القرآن: قرآن کی طرف مجازی اسناد کی گئی ہے۔ ولا تخزنا: یعنی اس دن میں رسوا نہ کرنا۔ من ذکر او انثی :من بیانیہ ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ زائدہ ہے اور ذکر او انثی عامل سے بدل ہیں، یہ بھی کہا گیا ہے کہ جار مجرور ما قبل جار مجرور سے پورا جملہ بدل کل ہے۔ من مکۃ الی مدینۃ: یعنی حبشہ کی جانب کہ ابتدائے اسلام میں پہلی ہجرت حبشہ کی طرف ہوئی تھی، چنانچہ جو اسلام لے آئے اور اپنی جان کو مکہ مکرمہ میں کافروں کے ہاتھوں محفوظ نہ جانا تو سید عالم ﷺ نے انہیں حبشہ جانے کی اجازت عطا فرمائی ،پھر ضرورت پڑنے پر حبشہ سے مدینہ جانے کی بھی اجازت عطا فرمائی۔

ثوابا: دراصل نیکیوں پر ملنے والے بدلے کی مقدار بیان کرنا مقصود ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کے لئے آخرت میں اعمال حسنہ کی صورت میں رکھے ہیں۔ لیکن یہاں الاثابۃ سے مراد مصدر مؤکد ہے جیسا کہ مفسر علیہ الرحمۃ نے کہا ہے، اور صحیح یہ ہے کہ یہ جنات سے حال ہو، یعنی میں انہیں جنت میں داخل کروں گا اس حال میں کہ وہ جگہ ان کے لئے ثواب کا ذریعہ ہوگی یعنی ان کے اعمال حسنہ کی برکت سے۔ فیہ التفات عن التکلم: یعنی ظاہر آیت کا تقاضا یہ ہے کہ یہ کہا جاتا کہ ثوابا من عندی ،لیکن ضمیر کی بجائے ظاہر کا لانا تشریف وتکریم کی وجہ سے ہے۔ ای مقدرین الخلود :اس جملے میں اشارہ ہے کہ خالدین حال مقدرہ ہے، اس لئے کہ وقت دخول جنتی اس جنت میں ہمیشہ رہنے والے نہ ہونگے۔ تؤتونہ مرتین: یعنی ان کی کتاب اور قرآن پر ایمان لانے کی وجہ سے۔ نزلا: اس لئے کہ اللہ عزوجل جنت میں کسب معاش کی تکالیف اٹھا دیگا، جنتیوں کو جنت میں بغیر کسی محنت کے آسانی کے ساتھ اشیاء مہیا کی جائیں گی اس وجہ سے وہ داخل ہوتے وقت کہیں گے الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن ۔ کعبد اللہ بن سلام: یعنی چالیس نصاریٰ نجران، بتیس ۳۲ حبشہ کے، آٹھ روم کے، اور من کے صلہ کے ساتھ بعد کے صیغہ خاشعین میں رعایت کی گئی ہے۔ یعلی الطاعات: اس جملہ میں اشارہ ہے کہ صبر کے تین مراتب ہیں جن میں سب سے بڑا درجہ معصیت پر صبر کرنا ہے۔

فلا یکونوا اشد صبرا منکم :یعنی دشمنوں سے پیچھا چھڑا کر نہ بھاگو بلکہ جہاد پر صبر کرو، اور اس قسم کے صبر کو مفسر نے خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا اور اگر یہ عمومی طور پر بھی صبر کرنے کے زمرے میں داخل ہوتا تو بھی صبر کی اقسام میں سے اعلیٰ قسم ہوتا، اور طاعت پر صبر کرنے سے مراد جہاد ہے، اور معصیت پر صبر کرنے سے مراد دشمن سے راہ فرار (نہ کرنے پر) ہے، اور مصیبت پر صبر سے مراد قتل اور زخم وغیرہ ہیں۔ فی جمیع احوالکم: یعنی تمہارے تمام احوال میں نرمی اور سختی، مشکل اور آسانی اور صحت اور مرض میں

(الصاوی، ج ۱، ص ۲۹۰ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد

سورۃ النساء مدنیۃ مائۃ وخمس او ست او سبع وسبعون اٰیۃ

سورۂ نساء مدنی ہے اس میں ایک سو پچھتر، چھہتر یا ستتر آیتیں ہیں

اس سورت میں چوبیس رکوع، تین ہزار پینتالیس کلمے، اور سولہ ہزار تیس حروف ہیں

تعارف سورۂ نساء و فضائل

یہ سورت مبارکہ باتفاق علماء مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ اور یہ سورت بڑی اہم اور دور رس اصلاحات پر مشتمل ہے جنہیں اگر دین اسلام کا طرّہ امتیاز کہا جائے تو قطعاً مبالغہ نہ ہوگا۔ اس سورۂ مبارکہ میں گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانے پر زیادہ توجہ دی گئی ہے کیونکہ گھر ہی قوم کا خشتِ اول ہے گھر ہی وہ وہ گہوارہ ہے جہاں قوم کے مستقبل کے معمار پرورش پاتے ہیں، اور گھر ہی وہ مدرسہ ہے جہاں اخلاق و کردار کی جو قدریں اچھی یا بری، بلند یا پست، لوحِ قلم پر لکھ دی جاتی ہیں ان کے نقوش کبھی بھی مدہم نہیں پڑتے۔ قرآن ان حقائق کو گہری نظر سے دیکھتا ہے اس لئے گھر کے ماحول کو خوشگوار بنانے کیلئے صرف مبہم نصیحتوں پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس کیلئے واضح اور غیر مبہم قاعدے اور ضابطے متعین فرمادیئے۔ جس گھر میں یتیم بچوں پر زیادتیاں کی جائیں اور انکے سرپرست انکی دولت کو خرد برد کرنے کیلئے سازش کے جال بنتے رہیں اس گھر کی فضاء کبھی بھی صحت مند نہیں ہوسکتی اور اس خاندان کے افراد کبھی بھی سچی مسرتوں سے آشنا نہیں ہوسکتے اور جو بھی ان بیکسوں کے ورثہ میں ناجائز تصرفات کریگا وہ خوب جان لے کہ وہ آتشِ جہنم سے اپنے پیٹ کو بھر رہا ہے۔ عرصہ دراز سے صنفِ نازک ظلم و ستم کا نشانہ بنی ہوئی تھی قدرت نے اگرچہ انہیں مرد کی طرح ذی روح اور ذی شعور بنایا لیکن اسکے ساتھ برتاؤ مٹی کی بے جان مورتیوں کا سا کیا جاتا تھا جوئے میں داؤ پر لگائی جاتیں، خاوند کی نعش کے ساتھ اسے جل کر راکھ ہونا پڑتا، بلکہ اس سے بھی بدتر حالات تھے جن میں قبلِ اسلام صنفِ نازک گرفتار تھی۔ قرآن پاک نے پہلی مرتبہ اعلان کیا کہ جس طرح مرد کے حقوق عورت پر ہیں اسی طرح عورت کے حقوق مرد پر ہیں اسکی رائے کا احترام کرنا، اسکو اپنے والدین، اپنے خاوند، اپنی اولاد کا وارث تسلیم کیا گیا اس کو ملکیت کے حقوق تفویض کیے گئے کیونکہ زن و شوہر کا اوّلین رشتہ رشتۂ ازدواج ہے اس لئے اس میں جو بے راہ رویاں پائی جاتی تھیں انکی اصلاح، اور تعدادِ ازواج، حسن سلوک اور اگر اسکی کوئی چیز پسندِ خاطر نہ ہو تو اس پر صبر کرنے کی ہدایت کی لیکن عورت کو یہ تمام حقوق دینے کے بعد گھر کی سرداری اور نظم و نسق کی ذمہ داری مرد کو سونپی کیونکہ اسکی فطرتی صلاحیتیں اس بارِ گراں کو اٹھا سکتی ہیں۔ تیسری چیز جو گھر کے ماحول کو خوشگوار رکھنے کیلئے بڑی اہمیت کی حامل ہے وہ مالی حقوق کی منصفانہ تقسیم ہے اس میں معمولی سی کوتاہی ایک کو دوسرے سے جدا کر ڈالتی ہے اس لئے تقسیمِ میراث کا قانون نازل فرمایا۔ نظامِ میراث کی جو خصوصیات ہیں انکا جائزہ اپنے اپنے مقام پر لیا جائے گا۔

حق و باطل کی جنگ کا آغاز بدر سے ہوا تھا اور ابھی بھی جاری ہے جنگ اُحد میں کثیر مسلمانوں کے شہید ہونے کے باعث منافق، یہودی، اور مشرک قبائل کے حوصلے بڑھ گئے تھے اس سورت میں مسلمانوں کو حق حفاظت کیلئے اپنی جان تک کی بازی لگانے، اور انکے حوصلوں کو بلند کیا گیا۔ انفرادی کردار کی تعمیر کی طرف بھی خاص توجہ دی گئی ہے اور بے عمل قوموں کی اقتداء سے بھی روکا گیا جو عمل کرنے کو شش نہیں کرتیں، اور حق کیلئے کسی جانی و مالی قربانی دینے کیلئے آمادہ نہیں ہوتیں اسکے باوجود وہ اپنے آپ کو انعاماتِ خداوندی کا حقدار سمجھتی ہیں نیز یہ بھی فرمایا کہ مسلمانوں کے باہمی برتاؤ کا دارو مدار احسان اور مہربانی پر ہونا چاہیے جتنی قرابت زیادہ ہوگی اتنی ہی اسکے ساتھ مہربانی اور احسان زیادہ ہونا چاہیے۔ اس سورت کے اندر اللہ ﷻ نے اپنے پیارے حبیب لبیب ﷺ کی غیر مشروط اطاعت کا بھی حکم دیا اور ﴿فلا وربک﴾ کے پرجلال الفاظ سے قسم اٹھا کر بتایا کہ کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک وہ میرے رسول ﷺ

کے ہر فیصلہ کو خواہ وہ اسکے خلاف ہی کیوں نہ ہو دل وجان سے قبول نہ کرلے۔

زمانہ نزول: علمائے محققین کی رائے میں اس سورت کے نزول کا آغاز جنگِ اُحد (شوال ۳ھ) کے بعد ہوا جبکہ 70 مسلمانوں کی شہادت کے بعد یتیموں کی کفالت اور ورثہ کی تقسیم کے مسئلہ نے بڑی اہمیت اختیار کرلی تھی۔ نماز خوف غزوہ ذات الرقاع میں پڑھی گئی اور یہ غزوہ ۴ھ میں ہوا اور تیمم کی اجازت غزوہ بنی مصطلق میں دی گئی اور یہ غزوہ ۵ھ میں پیش آیا۔ ان واقعات وسنین کے پیش نظر معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس سورت کا آغاز اُحد کے بعد ہوا تو اسکا سلسلہ نزول ۵ھ کے اوئل تک جاری رہا۔ امام احمد، حاکم نے تصحیح کے ساتھ اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ سے روایت کیا کہ جس نے سات سورتوں کو یاد کرلیا وہ بہت بڑا عالم ہے ان میں سورہ نساء بھی شامل ہے۔ (الدر المنثور، ج۲، ص۲۰۵)

بسم الله الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

رکوع نمبر: ۱۲

﴿یایها الناس﴾ اَیْ اَهْلُ مَكَّةَ ﴿اتقوا ربكم﴾ اَیْ عِقَابَهٗ بِاَنْ تُطِيْعُوْهُ ﴿الذی خلقكم من نفس واحدة﴾ اٰدَمَ ﴿وخلق منها زوجها﴾ حَوَّآءَ بِالْمَدِّ مِنْ ضِلْعٍ مِّنْ اَضْلَاعِهِ الْيُسْرٰى ﴿وبث﴾ فَرَّقَ وَنَشَرَ ﴿منهما﴾ مِنْ اٰدَمَ وَحَوَّآءَ ﴿رجالا كثيرا ونساء﴾ كَثِيْرَةً ﴿واتقوا الله الذی تساء لون﴾ فِيْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِى الْاَصْلِ فِى السِّيْنِ، وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِالتَّخْفِيْفِ بِحَذْفِهَا اَیْ تَتَسَاءَ لُوْنَ ﴿به﴾ فِيْمَا بَيْنَكُم حَيْثُ يَقُوْلُ بَعْضُكُمْ لِبَعْض اَسْاَلُكَ بِاللّٰهِ وَاَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ ﴿و﴾ اتَّقُوْا ﴿الارحام﴾ اَنْ تَقْطَعُوْهَا، وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِالْجَرِّ عَطْفًا عَلَى الضَّمِيْرِ فِىْ بِهٖ وَكَانُوْا يَتَنَاشَدُوْنَ بِالرَّحْمِ ﴿ان الله كان عليكم رقيبا (۱)﴾ حَافِظًا لِاَعْمَالِكُم فَيُجَازِيْكُمْ بِهَا، اَیْ لَمْ يَزَل مُتَّصِفًا بِذٰلِكَ وَنَزَلَ فِىْ يَتِيمٍ طَلَبَ مِنْ وَّلِيِّهٖ مَالَهٗ فَمَنَعَهٗ ﴿واتوا اليتمى﴾ الصِّغَارَ الْاُلٰى لَا اَبَ لَهُمْ ﴿اموالهم﴾ اِذَا بَلَغُوْا ﴿ولا تتبدلوا الخبيث﴾ الْحَرَامَ ﴿بالطيب﴾ الْحَلَالِ اَیْ تَاْخُذُوْهُ بَدْلَهٗ كَمَا تَفْعَلُوْنَ مِنْ اَخْذِ الْجَيِّدِ مِنْ مَّالِ الْيَتِيْمِ وَجَعْلِ الرَّدِّیْ مِنْ مَّالِكُمْ مَّكَانَهٗ ﴿ولا تاكلوا اموالهم﴾ مَضْمُوْمَةً ﴿الى اموالكم انه﴾ اَیْ اَكْلَهَا ﴿كان حوبا﴾ ذَنْبًا ﴿كبيرا (۲)﴾ عَظِيْمًا وَّلَمَّا نَزَلَتْ تَحَرَّجُوْا مِنْ وِّلَايَةِ الْيَتٰمٰى وَكَانَ فِيْهِمْ مَّنْ تَحْتَهٗ الْعُشْرُ اَوِ الثَّمَانُ مِنَ الْاَزْوَاجِ فَلَا يَعْدِلُ بَيْنَهُنَّ فَنَزَلَتْ ﴿وان خفتم ا﴾ نْ ﴿لا تقسطوا﴾ تَعْدِلُوْا ﴿فى اليتمى﴾ فَتَحَرَّجْتُمْ مِنْ اَمْرِهِمْ فَخَافُوْا اَيْضًا اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ اِذَا نَكَحْتُمُوْهُنَّ ﴿فانكحوا﴾ تَزَوَّجُوْا ﴿ما﴾ بِمَعْنٰى مَنْ ﴿طاب لكم من النساء مثنى وثلث وربع﴾ اَیْ اِثْنَتَيْنِ اِثْنَتَيْنِ وَثَلَاثًا ثَلَاثًا وَّاَرْبَعًا اَرْبَعًا وَلَا تَزِيْدُوْا عَلٰى ذٰلِكَ ﴿فان خفتم ا﴾ نْ ﴿لا تعدلوا﴾ فِيْهِنَّ بِالنَّفْقَةِ وَالْقَسْمِ ﴿فواحدة﴾ اَنْكِحُوْهَا ﴿او﴾ اِقْتَصَرُوْا عَلٰى ﴿ما ملكت ايمانكم﴾ مِنَ الْاِمَآءِ اِذْ لَيْسَ

لَهُمْ مِّنَ الْحُقُوْقِ مَا لِلزَّوْجَاتِ ﴿ذلک﴾ اَیْ نِکَاحُ الْاَرْبَعَةِ فَقَطْ اَوِ الْوَاحِدَةِ اَوِ التَّسَرِّیْ ﴿ادنی﴾ اَقْرَبُ اِلَی ﴿الا تعولوا (۳)﴾ تَجُوْرُوْا ﴿واٰتوا﴾ اَعْطُوا ﴿النساء صدقتهن﴾ جَمْعُ صَدُقَةٍ، مُهُوْرَهُنَّ ﴿نحلة﴾ مَصْدَرٌ، عَطِيَّةٌ عَنْ طِيْبِ نَفْسٍ ﴿فان طبن لکم عن شیء منه نفسا﴾ تَمْیِیْزٌ مُّحَوَّلٌ عَنِ الْفَاعِلِ، اَیْ طَابَتْ اَنْفُسُهُنَّ لَکُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنَ الصَّدَاقِ فَوَهَبْتُهُ لَکُمْ ﴿فکلوه هنیئا﴾ طَیِّبًا ﴿مریئا (۴)﴾ مَحْمُوْدُ الْعَاقِبَةِ لَا ضَرَرَ فِیْهِ عَلَیْکُمْ فِی الْاٰخِرَةِ، نَزَلَتْ رَدًّا عَلٰی مَنْ کَرِهَ ذٰلِکَ ﴿ولا تؤتوا﴾ اَیُّهَا الْاَوْلِیَاءُ ﴿السفهاء﴾ اَلْمُبَذِّرِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالصِّبْیَانِ ﴿اموالکم﴾ اَیْ اَمْوَالَهُمْ الَّتِیْ فِیْ اَیْدِیْکُمْ ﴿التی جعل الله لکم قیما﴾ مَصْدَرُ قَامَ، اَیْ تَقُوْمُ بِمَعَاشِکُم وَصَلَاحِ اَوْلَادِکُم فَیُضِیْعُوْهَا فِیْ غَیْرِ وَجْهِهَا، وَفِیْ قِرَاءَةٍ (قِیَمًا) جَمْعُ قِیْمَةٍ، مَا تَقُوْمُ بِهِ الْاَمْتِعَةُ ﴿وارزقوهم فیها﴾ اَطْعِمُوْهُمْ مِنْهَا ﴿واکسوهم وقولوا لهم قولا معروفا (۵)﴾ عِدُوْهُمْ عِدَةً جَمِیْلَةً بِاِعْطَائِهِم اَمْوَالَهُمْ اِذَا رَشَدُوْا ﴿وابتلوا﴾ اِخْتَبِرُوا ﴿الیتمی﴾ قَبْلَ الْبُلُوْغِ فِیْ دِیْنِهِمْ وَتَصَرُّفِهِم فِیْ اَحْوَالِهِمْ ﴿حتی اذا بلغوا النکاح﴾ اَیْ صَارُوْا اَهْلًا لَّهُ بِالْاِحْتِلَامِ اَوِ السِّنِّ وَهُوَ اِسْتِکْمَالُ خَمْسَةَ عَشَرَ سَنَةً عِنْدَ الشَّافِعِیِّ ﴿فان اٰنستم﴾ اَبْصَرْتُمْ ﴿منهم رشدا﴾ صِلَاحًا فِیْ دِیْنِهِمْ وَمَالِهِمْ ﴿فادفعوا الیهم اموالهم ولا تاکلوها﴾ اَیُّهَا الْاَوْلِیَاءُ ﴿اسرافا﴾ بِغَیْرِ حَقٍّ حَالٌ ﴿وبدارا﴾ اَیْ مُبَادِرِیْنَ اِلٰی اِنْفَاقِهَا مَخَافَةَ ﴿ان یکبروا﴾ رُشْدًا فَیَلْزَمُکُمْ تَسْلِیْمُهَا اِلَیْهِمْ ﴿ومن کان﴾ مِنَ الْاَوْلِیَاءِ ﴿غنیا فلیستعفف﴾ اَیْ یَعُفُّ عَنْ مَّالِ الْیَتِیْمِ وَیَمْتَنِعُ مِنْ اَکْلِهِ ﴿ومن کان فقیرا فلیاکل﴾ مِنْهُ ﴿بالمعروف﴾ بِقَدْرِ اُجْرَةِ عَمَلِهِ ﴿فاذا دفعتم الیهم﴾ اَیْ اِلَی الْیَتٰمٰی ﴿اموالهم فاشهدوا علیهم﴾ اَنَّهُمْ تَسَلَّمُوْهَا وَبَرِئْتُمْ لِئَلَّا یَقَعَ اِخْتِلَافٌ فَتَرْجِعُوْا اِلَی الْبَیِّنَةِ، وَهٰذَا اَمْرُ اِرْشَادٍ ﴿وکفی بالله﴾ اَلْبَاءُ زَائِدَةٌ ﴿حسیبا (۶)﴾ حَافِظًا لِاَعْمَالِ خَلْقِهِ وَمُحَاسِبَهُم وَنَزَلَ رَدًّا لِمَا کَانَ عَلَیْهِ الْجَاهِلِیَّةُ مِنْ عَدَمِ تَوْرِیْثِ النِّسَاءِ وَالصِّغَارِ ﴿للرجال﴾ اَلْاَوْلَادِ وَالْاَقْرِبَاءِ ﴿نصیب﴾ حَظٌّ ﴿مما ترک الوالدن والاقربون﴾ اَلْمُتَوَفُّوْنَ ﴿وللنساء نصیب مما ترک الوالدن والاقربون مما قل منه﴾ اَیِ الْمَالِ ﴿او کثر﴾ جَعَلَهُ اللّٰهُ ﴿نصیبا مفروضا (۷)﴾ مَّقْطُوْعًا بِتَسْلِیْمِهِ اِلَیْهِمْ ﴿واذا حضر القسمة﴾ لِلْمِیْرَاثِ ﴿اولوا القربی﴾ ذُو الْقَرَابَةِ مِمَّنْ لَّا یَرِثُ ﴿والیتمی والمسکین فارزقوهم منه﴾ شَیْئًا قَبْلَ الْقِسْمَةِ ﴿وقولوا﴾ اَیُّهَا الْاَوْلِیَاءُ ﴿لهم﴾ اِذَا کَانَ الْوَرَثَةُ صِغَارًا ﴿قولا معروفا (۸)﴾ جَمِیْلًا بِاَنْ تَعْتَذِرُوْا اِلَیْهِمْ اَنَّکُم لَا تَمْلِکُوْنَهُ وَاَنَّهُ لِصِغَارٍ وَهٰذَا قِیْلَ

اِنَّهٗ مَنْسُوْخٌ وَّقِيْلَ لَا وَلٰكِن تَهَاوَنَ النَّاسُ فِىْ تَرْكِهٖ وَعَلَيْهِ فَهُوَ نُدبٌ، وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ وَاجِبٌ
﴿وليخش﴾ اَىْ لِيَخَفْ عَلَى الْيَتَمٰى ﴿الذين لوتركوا﴾ اَىْ قَارَبُوْآ اَن يُّتْرَكُوْا ﴿من خلفهم﴾ اَىْ بَعْدَ
مَوْتِهِمْ ﴿ذرية ضعفا﴾ اَوْلَادًا صِغَارًا ﴿خافوا عليهم﴾ اَلضِّيَاعَ ﴿فليتقوا الله﴾ فِىْ اَمْرِ الْيَتٰمٰى وَلْيَاتُوْا
اِلَيْهِمْ مَا يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّفْعَلَ بِذُرِّيَّتِهِمْ مِنْ بَعْدِهِمْ ﴿وليقولوا﴾ لِلْمَيِّتِ ﴿قولا سديدا(۹)﴾ صَوَابًا بِاَنْ يَّاْمُرُوْهُ
اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِدُوْنِ ثُلُثِهٖ وَيَدَعُ الْبَاقِىْ لِوَرَثَتِهٖ وَلَا يَتْرُكُهُم عَالَةً ﴿ان الذين ياكلون اموال اليتمى ظلما﴾
بِغَيْرِ حَقٍّ ﴿انما ياكلون فى بطونهم﴾ اَىْ مَلْئَهَا ﴿نارا﴾ لِاَنَّهٗ يَؤُوْلُ اِلَيْهَا ﴿وسيصلون﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ
وَالْمَفْعُوْلِ يَدْخُلُوْنَ ﴿سعيرا(۱۰)﴾ نَارًا شَدِيْدَةً يُحْتَرَقُوْنَ فِيْهَا۔

﴿ترجمہ﴾

اے لوگو! (یعنی اہل مکہ) اپنے رب سے ڈرو (یعنی اسکی سزا سے اسطرح کہ اسکی اطاعت کرو) جس نے تمہیں ایک جان (یعنی حضرت آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اسی میں سے اسکا جوڑا بنایا (یعنی بی بی حواء کو ان کی بائیں پسلی سے......۱......لفظ حواء مد کے ساتھ ہے) اور پھیلا دیئے (یعنی متفرق اور منتشر کر دیئے) ان دونوں سے (یعنی حضرت آدم و حواء سے) بہت سے مرد و عورت (یہاں نساء کی صفت کثیرہ محذوف ہے) اور اللہ سے ڈرو مانگتے ہو (تساء لون میں تاء کا ادغام دراصل سین میں ہو رہا ہے اور ایک قرأت میں یہ مخفف ہے تاء کے حذف کے ساتھ ہے اصل میں تتساء لون ہے) جسکے نام پر (آپس میں، اس طرح کہ ایک دوسرے سے کہتا ہے اسالک باللّٰہ و انشدک باللّٰہ) اور (ڈرو) رشتوں کا لحاظ رکھو (کہ رشتے نہ کاٹو، ایک قرأت میں ارحام جر کے ساتھ ہے جسکا عطف ضمیر بہ پر ہے، وہ صلہ رحمی کرنے کیلئے ایک دوسرے کو اللہ کا واسطہ دیا کرتے تھے) بیشک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے (تمہارے اعمال پر محافظ ہے وہ تمہیں اس پر جزاء دیگا یعنی وہ ہمیشہ سے اس وصف پر متصف ہے۔ یہ آیتِ مبارکہ ایک یتیم کے بارے میں نازل ہوئی جس نے اپنا مال ولی سے طلب کیا تو اس نے منع کر دیا) اور یتیموں کو دو (یتیم ان چھوٹے بچوں کو کہتے ہیں جنکے باپ نہ ہوں) انکے مال (جب وہ بالغ ہو جائیں) اور نہ لو گندا (یعنی ناپاک و حرام) ستھرے کے بدلے (یعنی حلال کے بدلے......۲......اس سے مراد یہ ہے کہ حلال کے بدلے حرام نہ لو جیسا کہ اب تک تمہارا طریقہ چلا آ رہا ہے کہ یتیموں کے عمدہ مال سے اپنے گھٹیا مال کا تبادلہ کرتے رہے ہو) اور انکے مال نہ کھاؤ (ملا کر) اپنے مالوں میں (یعنی انکا مال کھانا) گناہ ہے (حوبا بمعنی ذنبا ہے) بڑا (کبیر بمعنی عظیم ہے، جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو لوگ یتیموں کی کفالت سے ڈرنے لگے، ان میں ایسے لوگ بھی تھے جنکے ماتحت آٹھ یا دس بیویاں تھیں اور وہ ان میں عدل نہ کرتے تھے) اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ انصاف (عدل) نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں میں (پس نتیجۃً تم نے یتیموں کی کفالت کے معاملے میں حرج سے نکلنے کی کوشش کی پس اسی طرح جب تم ان سے نکاح کرو تو عورتوں کے مابین عدل نہ کر سکنے کا بھی خوف رکھو) تو نکاح میں لاؤ (فانکحوا بمعنی تزوجوا ہے) جو (ما بمعنی من ہے) تمہیں خوش آئیں دو دو، تین تین، اور چار

چار......۳ ...... (یعنی تعدادِ ازواج کی تین صورتیں ہیں دو دو عورتوں سے یا تین تین عورتوں سے یا چار چار عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے اس سے زائد نکاح نہ کرو) پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابری (کی بنیاد پر یعنی نفقہ دینے اور باری مقرر کرنے میں مساوات) نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی (سے نکاح) کرو یا (اکتفاء کرو) ان کنیزوں پر جن کے تم مالک ہو (یعنی باندیوں پر کہ انکے حقوق بیویوں والے نہیں ہیں) یہ (چار عورتوں سے نکاح کرنا یا فقط ایک سے یا باندیوں پر اکتفاء کرنا) اس سے زیادہ نزدیک ہے (یعنی زیادہ قریب ہے اس سے) کہ تم سے ظلم نہ ہو (تعولوا بمعنی تجوروا ہے) اور دو (اتوا بمعنی اعطوا ہے) عورتوں کو انکے مہر (صدقات جمع ہے صدقة کی یعنی انکے مہر) خوشی سے (نحلة مصدر ہے بمعنی خوشی سے تحفہ دینا) پھر اگر وہ اپنے دل کی خوشی سے مہر میں سے تمہیں کچھ دے دیں ......۴...... (نفسا یہ تمیز ہے جو فاعل سے پھیر دی گئی ہے، اگر وہ مہر سے کچھ تمہیں دینے پر خوش ہوں اور تمہیں اس میں سے کچھ دیں) تو اسے کھاؤ رچتا پچتا (خوشی خوشی) ھینا کا معنی مرینا ہے (یعنی وہ انجام کے لحاظ سے بہتر ہے اور آخرت میں اسکے کھانے سے تم پر کوئی ضرر نہیں ہوگا، یہ آیت ان لوگوں کے رد میں نازل ہوئی جو اس معاملے کو مکروہ جانتے تھے) اور نہ دو (اے اولیاء) بے عقلوں کو (سفھاء کے معنی فضول خرچی کرنے کے ہیں، خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں یا بچے) انکے مال (جو تمہارے قبضہ میں ہیں) جو تمہارے پاس ہیں جنکو اللہ نے تمہاری بسر اوقات کیا ہے (قیما قام کا مصدر ہے یعنی جس سے تمہارا سلسلۂ معاش اور اصلاحِ اولاد قائم ہے کہ وہ اس مال کو غیر محل میں خرچ کر کے ضائع کر دینگے، ایک قرأت میں قیـمـا آیا ہے جو قیـمـة کی جمع ہے یعنی وہ ضروری سامان جس کی وجہ سے گزر اوقات ہوتی ہے) اور انہیں اس میں سے کھلاؤ (یعنی انکے طعام کا بندوبست انہی کے مال میں سے کرو) اور پہناؤ اور ان سے اچھی بات کہو (یعنی ان سے اچھا وعدہ کرو کہ جب وہ سمجھدار ہو جائیں گے تو انکو انکا مال دے دیا جائے گا) اور آزماتے رہو (ابتلوا بمعنی اختبروا ہے) یتیموں کو (بالغ ہونے سے پہلے، انکی دینی حالت اور انکے ذاتی تصرفات میں) یہاں تک کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں (یعنی وہ نکاح کے اہل ہو جائیں جو کہ احتلام یا عمر سے معلوم ہو جائے، امام شافعی کے نزدیک بلوغ کی انتہائی حد پندرہ سال ہے......۵......) تو اگر تم محسوس کرو (یعنی دیکھو) انکی سمجھ ٹھیک (یعنی دینی اور مالی معاملات میں انکی درستگی دیکھو) تو انکے مال انہیں سپرد کر دو اور انہیں نہ کھاؤ (اے اولیاء) حد سے بڑھ کر ناحق (اسرافا حال ہے) اور جلدی میں (یعنی انکا مال تیزی کے ساتھ خرچ کرتے ہوئے اس خوف سے کہ) کہیں بڑے نہ ہو جائیں (کہ سمجھدار ہونے کی صورت میں تمہیں انکا مال لازماً واپس دینا پڑے گا) اور جسے (اولیاء میں سے) حاجت نہ ہو وہ بچتا رہے (یتیم کے مال اور اس کے کھانے سے رکا رہے) اور جو حاجت مند ہو وہ کھائے (اس مال سے) بقدر مناسب (بقدر اپنے عمل کی اجرت کے) پھر جب تم انہیں سپرد کر دو (یعنی یتیموں کو دیدو) انکے مال تو ان پر گواہ کر لو (کہ تم نے انہیں انکا مال دے دیا ہے تاکہ تم اختلاف سے بری الذمہ ہو جاؤ کہ گواہوں کی طرف رجوع کرنا پڑے اور یہ حکم استحباب کے درجے میں ہے) اور اللہ کافی ہے (باللّٰہ میں باء زائدہ ہے) حساب لینے کو (یعنی وہ اپنی مخلوق کے اعمال کا محافظ و محاسب ہے۔ یہ آیتِ مبارکہ زمانہ جاہلیت کی اس عادت کے رد کیلئے نازل ہوئی کہ عرب عام طور پر عورتوں اور بچوں کو ترکہ میں وارث نہیں بنایا کرتے تھے) مردوں کیلئے (اولاد اور قریبی رشتے داروں کیلئے) حصہ ہے (نصیب بمعنی حظ ہے) اس سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے (یعنی فوت شدہ) اور عورتوں کیلئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے ترکہ (یعنی مال) تھوڑا ہو یا بہت (اللہ نے اسکو ٹھہرایا ہے) ایسا حصہ ہے جو اندازہ باندھا ہوا (واجب ہے اس کا مال ان لوگوں کے سپرد کرنا) اور پھر بانٹتے وقت (میراث کو) اگر رشتے دار (یعنی وہ قرابت والے جو وارث نہیں) اور یتیم اور مسکین آ جائیں تو انہیں اس میں سے کچھ دو (تقسیم سے

پہلے) اور کہو (اے اولیاء) ان سے (جبکہ نابالغ ہوں) اچھی بات (معروفا بمعنی جمیلا ہے، یعنی ان سے عذر پیش کرو کہ ہم اس مال کے مالک نہیں ہیں اور اس مال کے وارث نابالغ ہیں، منقول ہے کہ یہ آیتِ مبارکہ منسوخ ہے اور ایک قول کے مطابق یہ منسوخ نہیں لیکن لوگوں نے سستی کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا ہے اور اس قول کے مطابق یہ حکم استحبابی ہے اور حضرت ابن عباس کے مطابق یہ حکم واجب ہے) اور ڈریں (یتیموں کے معاملے میں خوف کریں) وہ لوگ اگر چھوڑتے (یعنی وہ قریبی رشتے دار جو عنقریب چھوڑ جائیں) اپنے بعد (یعنی اپنے مرنے کے بعد چھوڑ جائیں) ناتواں اولاد (نابالغ بچے) تو انکا کیسا انہیں خطرہ ہوتا (اس مال کے ضائع ہونے کا) تو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں (یتیموں کے بارے میں اور انکے ساتھ ویسا ہی سلوک کریں جو وہ اپنی اولاد کے ساتھ کیا جانا پسند کرتے ہیں) اور کہیں (مرنے والے سے) سیدھی بات (اس طرح کہ میت کو ثلث مال سے کم صدقہ کرنے اور باقی ورثاء کیلئے رہنے دیں، انکو تنگدست نہ چھوڑ جانے کا مشورہ دیں) وہ جو یتیم کا مال ظلم سے (یعنی ناحق طریقے سے) کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بھرتے ہیں (یعنی ڈالتے ہیں) نری آگ ......ﮯ...... (کہ وہ اسی کی طرف پھیرا جائیگا) اور کوئی دم جاتا ہے کہ داخل ہونگے (سیصلون معروف اور مجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے یعنی داخل کیے جائینگے) بھڑکتے دھڑکتے (آتش کدہ) میں جائیں گے (سخت آگ میں وہ جلائیں جائینگے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾

ب: جار، اسم: مضاف، اللہ: اسم جلالت موصوف، الرحمن: صفت اول، الرحیم: صفت ثانی، ملکر مضاف الیہ، کر مجرور، ظرف مستقر اشرع کیلئے، اشرع فعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء﴾

یایھاالناس: جملہ ندائیہ، اتقوا: فعل بافاعل، ربکم: موصوف، الذی: موصول، خلقکم من نفس واحدۃ: معطوف علیہ، وخلق منھا زوجھا: معطوف اول، وبث منھما......الخ: معطوف ثانی ملکر صلہ۔ ملکر مفعول، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واتقوا اللہ الذی تساء لون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا﴾

و: عاطفہ، اتقوا: فعل بافاعل، اللہ: اسم جلالت موصوف، الذی تساء لون ...... الخ: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر مفعول، والارحام: اسم جلالت پر معطوف، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ، ان اللہ کان علیکم رقیبا: جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿واتوا الیتمی اموالھم ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب﴾

و: مستانفہ، اتوا: فعل امر واؤ ضمیر فاعل، الیتمی: مفعول اول، اموالھم: مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا تتبدلوا: فعل بافاعل، الخبیث: مفعول، بالطیب: ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ولاتاکلوا اموالھم الی اموالکم انہ کان حوبا کبیرا﴾

و: عاطفہ، لاتاکلوا اموالھم الی اموالکم: فعل بافاعل ومفعول ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل پر معطوف، ان: حرف مشبہ، ہ:

ضمیر اسم، کان: فعل ناقص بااسم، حوبا کبیرا: جملہ فعلیہ ہوکر ان کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع﴾

و: مستانفہ، ان: شرطیہ، خفتم: فعل بافاعل، ان لا تقسطوا فی الیتمی: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، شرط، ف: جزائیہ، انکحوا: فعل بافاعل، ما: موصولہ، طاب: فعل بافاعل، کم: ظرف لغو، من النساء: حال ہے فاعل سے، سب ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر ذوالحال، مثنی مثلث وربع: حال، ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

﴿فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ماملکت ایمانکم﴾

ف: مستانفہ، ان: شرطیہ، خفتم: فعل بافاعل، الا تعدلوا: جملہ بتاویل مصدر مؤول ہوکر مفعول، یہ سب ملکر شرط، ف: جزائیہ، الزموا فعل محذوف، واو ضمیر فاعل، واحدۃ: معطوف علیہ، او: عاطفہ، ما ملکت ایمانکم: معطوف، ملکر مفعول فعل اپنے متعلقات سے ملکر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلک ادنی الا تعولوا واتوا النساء صدقتھن نحلۃ﴾

ذلک: مبتدا، ادنی: اسم تفضیل، ھو ضمیر فاعل، ان لا تعولوا: جملہ بتاویل مصدر منصوب بنزع الخافض متعلق بادنی، شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اتوا: فعل بافاعل، النساء: مفعول، صدقتھن: مفعول ثانی، نحلۃ: حال ہے فاعل سے، ہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فان طبن لکم عن شیء منہ نفسا فکلوہ ھنیئا مریئا﴾

ف: استنافیہ، ن: شرطیہ، طبن: فعل نون نسوہ ضمیر ممیز، نفسا: تمیز، ملکر فاعل، لکم: حال ہے فاعل سے، عن: جار، شی: موصوف، منہ: صفت ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، کلوا: فعل بافاعل، ہ: ضمیر ذوالحال، ھنیا: حال اول، مریئا: حال ثانی ملکر مفعول، جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولاتؤتوا السفھاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیما وارزقوھم فیھا﴾

و: مستانفہ، لاتوتوا: فعل بافاعل، السفھاء: مفعول اول، اموالکم: موصوف، التی جعل اللہ لکم قیاما: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ارزقوھم: فعل بافاعل ومفعول، فیھا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر عطف۔

﴿واکسوھم وقولوا لھم قولا معروفا﴾

و: عاطفہ، اکسوھم: جملہ فعلیہ ماقبل پر عطف، و: عاطفہ، قولوا: فعل بافاعل، لھم: ظرف، قولا معروفا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر عطف ہے۔

﴿وابتلوا الیتمی حتی اذا بلغوا النکاح فان انستم منهم رشدا فادفعوا الیهم اموالهم﴾

و: عاطفہ،ابتلوا: فعل با فاعل،الیتمی: مفعول، حتی: جار،اذا ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، بلغوا النکاح: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ،ان: شرطیہ،انستم منهم رشدا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ،ادفعوا الیهم اموالهم: جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر جواب شرط،اپنی شرط اذا بلغوا سے ملکر مجرور، جار ملکر ظرف لغو،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تاکلوها اسرافا وبدارا ان یکبروا﴾

و: مستانفہ،لاتاکلوا: فعل با فاعل،ها: ضمیر ذوالحال،اسرافا: معطوف علیہ،و: عاطفہ،بدارا: مصدر هو ضمیر فاعل،ان یکبروا: مفعول لہ،ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف،ملکر حال،ذوالحال سے ملکر مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن کان غنیا فلیستعفف ومن کان فقیرا فلیاکل بالمعروف﴾

و:مستانفہ،من: اسم شرط مبتدا،کان غنیا: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ،یستعفف: جملہ فعلیہ جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،من: اسم شرط مبتدا،کان فقیرا: جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ،لیاکل بالمعروف: جملہ فعلیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاذا دفعتم الیهم اموالهم فاشهدوا علیهم وکفی بالله حسیبا﴾

ف: عاطفہ،اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط ،دفعتم: فعل با فاعل،الیهم: ظرف لغو،اموالهم: مفعول،سب ملکر جملہ فعلیہ شرط ، ف: جزائیہ،اشهدوا: فعل با فاعل،علیهم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء،ملکر جملہ شرطیہ، و: مستانفہ، کفی: فعل،ب: زائدہ،الله: ممیز،حسیبا: تمییز،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون﴾

للرجال: ظرف مستقر خبر مقدم،نصیب: موصوف،مما ترک...... الخ: ظرف مستقر صفت،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون مما قل منه او کثر نصیبا مفروضا﴾

و: عاطفہ،للنساء: ظرف مستقر خبر مقدم،نصیب: موصوف،مما ترک الولدان والاقربون: جار مجرور ملکر مبدل منہ،مما قل منه او کثر ...... الخ: جار مجرور ملکر بدل،ملکر ظرف مستقر صفت،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا حضر القسمة اولی القربی والیتمی والمسکین فارزقوهم منه وقولوا لهم قولا معروفا﴾

و: مستانفہ،اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط ،حضر: فعل،القسمة: مفعول،اولوا القربی والیتمی و المسکین: معطوف علیہ، معطوف ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،ف: جزائیہ،ارزقوهم منه: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وقولوا لهم قولا معروفا: جملہ

فعلیہ معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریۃ ضعافا خافوا علیھم﴾

و: مستانفہ،لیخش: فعل امر غائب،الذین: موصول،لو: شرطیہ،ترکوا من خلفھم ذریۃ ضعفا: جملہ فعلیہ شرط، خافوا علیھم: جملہ فعلیہ جواب شرط،ملکر صلہ،اپنے موصول سے ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلیتقوا اللہ ولیقولوا قولا سدیدا﴾

ف: تعلیلیہ،لیتقوا: فعل بافاعل،اللہ: اسم جلالت مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،لیقولوا: فعل بافاعل،قولا سدیدا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا﴾

ان: حرف مشبہ،الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما: موصول صلہ ملکر اسم،انما یاکلون ...... الخ: ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،سیصلون: فعل بافاعل،سعیرا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر یاکلون پر معطوف ہے۔

﴿شان نزول﴾

☆...... **واتوا الیتمی اموالھم** ...... ☆ایک شخص کی نگرانی میں اسکے یتیم بھتیجے کا کثیر مال تھا۔جب وہ یتیم بالغ ہوا اور اس نے اپنا مال طلب کیا تو چچا نے دینے سے انکار کردیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اسکو سن کر اس شخص نے یتیم کا مال اسکے حوالہ کیا اور کہا کہ ہم اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

نسل انسانی کا ارتقاء:

۱......اللہ ﷻ نے تمام مخلوق ایک ہی نفس یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا کی پھر انہی سے انکا جوڑ بی بی حوا کو انکی بائیں پسلی سے پیدا فرمایا۔آپ نیند سے بیدار ہوئے تو بی بی حوا کو اپنے سامنے پا کر خوش ہوئے اور دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر باہم مانوس ہو گئے۔حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ عورت مرد سے پیدا ہوئی ہے اس لئے اسکی حاجت وشہوت بھی مرد کے ساتھ وابستہ ہے اور مرد زمین سے پیدا ہوا ہے اس لئے اسکی حاجت زمین کے ساتھ وابستہ ہے تم اپنی عورتوں کی حفاظت کرو،رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا اور سب سے اوپر والی پسلی زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو یہ ٹوٹ جائیگی اور اگر اسی طرح (ٹیڑھا) رہنے دوگے تو تم لطف اندوز ہوتے رہوگے''۔ (تفسیر ابن کثیر،ج۱،ص۵۵۲)

مال حرام کی مذمت:

۲......یتیم کا مال تم پر حرام اور خبیث ہے۔اسے اپنے اموال میں سے جو حلال ہے کیساتھ نہ بدلو حضرت سعید بن جبیر،زہری

اور سدی نے کہا کہ یتیموں کے اولیاء یتیموں کے مال میں سے عمدہ لے لیتے اور اس کی جگہ ردی رکھ دیتے، عمدہ درہم لیکر ردی درہم رکھ دیتے اور کہہ دیتے درہم کے بدلے درہم ہو گیا ان لوگوں کو اس کام سے منع کیا گیا۔ مجاھد نے کہا آیت کا معنی یہ ہے کہ حرام رزق کی طرف جلدی نہ کرو قبل اسکے کہ تمہیں وہ رزق حلال پہنچے جسکا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ تم خبیث امر کو طلب نہ کرو مطلب یہ کہ انکے اموال کو بغیر حفاظت کے نہ چھوڑ و طیب امر کے بدلے میں یعنی اسکی حفاظت کرنا اور اصل مالک کو دینا مراد ہے۔
(المظھری، ج۲، ص ۵)

نکاح:

۳۔۔۔۔۔نکاح کے لغوی معنی ہیں ضم کرنا اور جمع کرنا اور شرعی معنی ہیں کہ ایسا عقد جسے قصداً ملک بضع کی تملیک کی جانب پھیرا جائے یعنی جس عقد کے ذریعے عورت کی بضع (شرم گاہ) سے نفع حاصل کرنے کا مالک بن جائے۔ (التعریفات، ص ۲۴۲)

فقہ حنفی کی انتہائی معتبر کتاب "ہدایہ" میں نکاح کے بارے میں ہے: النکاح ینعقد بالایجاب و القبول بلفظین یعبر بھما عن الماضی، وینعقد بلفظین یعبر باحدھما عن الماضی، وبالاخر عن المستقبل، مثل ان یقول زوجنی فیقول زوجتک نکاح ایجاب وقبول سے منعقد ہو جاتا ہے خواہ ایجاب وقبول میں استعمال ہونے والے الفاظ ماضی کی صیغے ہوں یا ان میں سے ایک ماضی اور دوسرا مستقبل پر دلالت کرتا ہو مثلاً ایک کہے زوجنی اور دوسرا کہے زوجتک"۔ (الھدایۃ، کتاب النکاح، ج۳، ص ۳)

اس آیت مبارکہ سے اہل ظاہر نکاح کے وجوب پر دلالت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿فانکحوا﴾ یہ صیغہ امر ہے اور امر وجوب کیلئے آتا ہے۔ میں اسکا جواب یہ دوں گا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ﴿فانکحوا﴾ محض نکاح کی تعداد کو بیان کرنے کیلئے ہے کسی شخص کیلئے جائز نہیں کہ وہ چار سے زائد عورتیں رکھے اور چار سے زائد عورتیں رکھنا نبی پاک ﷺ کی خصوصیت ہے کوئی امتی اس خصوصیت میں آپ ﷺ کا شریک نہیں ہو سکتا۔ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ چار سے زائد بیویاں رکھنا جائز نہیں ہے حرام ہے جیسا کہ احادیث طیبہ کے مطالعے سے بھی پتہ چلتا ہے۔ (الخازن، ج۱، ص ۳۳۹)

☆۔۔۔۔۔حضرت وھب الاسدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بوقتِ اسلام میرے پاس آٹھ عورتیں تھیں۔ میں نے نبی پاک ﷺ سے اس بارے میں ذکر کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ان میں سے چار کو اختیار کرلو"۔
(ابو داود، کتاب الطلاق، باب فی من اسلم وعندہ نساء، ص ۴۱۷)

وہ عورت کہ بملک کسی کی ملک ہو اس کی کنیز ہے لہذا اگر اپنی کنیز شرعی ہے تو اس سے نکاح باطل ہے اور بلا نکاح حلال ہے اگر کوئی ممانعت شرعیہ نہ ہو، مولا کے جو اولاد اس سے ہو صحیح النسب ہے اور ترکہ پدری پانے کی مستحق ہے جبکہ مولا نے اقرار کیا ہو کہ یہ میری اولاد ہے۔ (الفتاوی الرضویہ محرجۃ، ج ۱۱، ص ۲۴۲، ملتقطاو ملخصاً)

کیا عورت مہر معاف کرسکتی ھے؟

۴۔۔۔۔۔عورت کل یا جز مہر معاف کر سکتی ہے بشرطیکہ شوہر نے اس بات کا انکار نہ کیا ہو۔ (الدر المختار، ج ۴، ص ۲۴۸)

جو عورت اپنا حق مہر معاف کر دے تو اس نے ایک نیک کام کیا اور اللہ ﷻ کے ہاں اسکا ثواب پائے گی جیسا کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو اپنے مدیون کو مہلت دے یا معاف کر دے قیامت کے دن وہ عرش کے سائے میں ہوگا"۔

(مسند احمد، کتاب الباقی مسند الانصار، باب، حدیث ابوقتادہ انصاری، ج۶، ص ۴۰۷)

ضمناً یہ جان لیجئے کہ مہر کی اقل مقدار دس درہم ہے جو کہ ۶۱۸ء۳۰ گرام چاندی اور دوسو درہم ۶۱۲ء۳۶ گرام چاندی کے برابر ہے۔

(تبیان القرآن، ج۲، ص ۵۶۹)

علامات بلوغ کے متعلق اقوال ائمہ قاضی ثناء کی نظر میں:

۵......قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اس بارے میں ائمہ کرام کے اقوال اور احادیث طیبہ کو جمع کیا ہے ہم اسی کو ذکر کردیتے ہیں تاکہ مسئلہ ذہن نشین ہوجائے۔ اور یتیم جب نکاح یا عمل تو الد کی عمر کو پہنچ جائے لڑکے میں اس کی علامات یہ ہیں کہ احتلام، وطی کے ساتھ حمل ٹھہرنا، وطی کے ساتھ مادہ منویہ کا نکلنا۔ بچی میں یہ علامات ہوتی ہیں حیض، بدخوابی، اور حمل کا ٹھہرنا۔ اگر ان علامات میں سے کوئی علامت نہ پائی جائے تو دونوں کی عمر جب پندرہ سال کی ہوجائے۔ یہ مسئلہ امام مالک، امام احمد، امام شافعی، امام ابو یوسف، اور امام محمد علیہم الرحمۃ کے نزدیک ہے جبکہ ایک روایت امام اعظم علیہ الرحمۃ سے بھی اسی طرح ہے۔ امام صاحب کا مشہور قول یہ ہے کہ جب یہ علامات ظاہر نہ ہوں تو لڑکی سترہ سال اور لڑکا اٹھارہ سال کا ہوجائے تو وہ بالغ ہوجاتا ہے۔ جمہور علماء نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کو محل استدلال بنایا ہے کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جب بچے کی عمر پندرہ سال ہوجائے تو وہ مکلف ہوجاتا ہے اس کی نیکیاں اور بدیاں لکھی جاتی ہیں اور اس پر حد قائم کی جائے گی''۔ اسے امام بیہقی نے خلافیات میں روایت کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں روایت ہے کہ انہیں غزوۂ احد کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا اس وقت ان کی عمر چودہ برس تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی پھر آپ رضی اللہ عنہ کو غزوۂ خندق کے دن پیش کیا گیا اسوقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر پندرہ سال سے بڑھ چکی تھی لہذا آپ کو اس غزوہ میں شامل کرلیا گیا۔

(المظھری، ج۲، ص ۱۳)

یتیم کا مال ناحق کھانے پر وعیدیں:

۶......ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے دن ایسا شخص جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتا تھا اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اسکے منہ، جسم کے سوراخ، کان، ناک اور آنکھوں سے آگ کے انگارے نکلتے ہوں گے۔''

(الدر المنثور، ج۲، ص ۲۲۱)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کی ذات بالاصفات پر حق ہے کہ وہ چار قسم کے لوگوں کو جنت میں داخل نہ کرے گا اور نہ ہی وہ اس کی نعمتوں کا مزہ چکھ سکیں گے جن میں سے ایک شراب کا عادی، سود خور، ناحق یتیم کا مال کھانے والا اور والدین کا نافرمان ہے''۔ (شعب الایمان، کتاب الثامن و الثلاثون، باب اربع حق علی اللہ، ص)

امام اعظم فرماتے ہیں کہ جب لڑکے میں (اپنے مال کو صحیح مصرف میں خرچ کرنے کی پہچان) نہ ہو تو اسے اس کا مال نہ سونپا جائے حتی کہ پچیس سال کی عمر کو پہنچ جائے اور اگر اس سے پہلے اس نے اس مال میں تصرف کیا تو اس کا تصرف کرنا مانا جائے گا۔ پھر جب وہ پچیس سال کا ہو تو اسے اس کا مال دیا جائے اگر چہ وہ مال کو صحیح مصرف میں خرچ کرنے کی لیاقت کو نہ پہچانتا ہو۔

(القدوری مع توضیح الضروری، کتاب الحجر، ص ۱۰۰)

اغراض:

کثیرۃ: اس آیت میں اشارہ ہے کہ رجال کی صفت کثیرا کو ایک ہی مرتبہ ذکر کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے تاکہ مردوں کے تحت عورتوں

کی کثرت کا بیان بھی ہوجائے۔ مزید اس بارے میں ماقبل کا مطالعہ کریں کہ ماقبل ہم نے بی بی حوا اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا ذکر کردیا ہے۔ فیہ ادغام التاء: اصل میں تتسائلون تھا، تاء کو سین میں تبدیل کیا پھر سین کا سین میں ادغام کردیا، تاء کو سین میں مخرج کے قرب کی وجہ سے تبدیل کیا۔ طلب من ولیہ: مراد یتیم بچے کا چچا ہے۔ حیث یقول بعضکم الخ: دورِ جاہلیت میں لوگ ایک دوسرے سے مانگتے تھے اس میں بیمار بھی داخل ہے کہ اس سے تعرض نہ ہوگا، معنی یہ ہے کہ اللہ سے ڈرو وہ تمہارا رب ہے اس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اس کی شان عظیم ہے وہ تقسیم فرماتا ہے اور اس کے نام سے حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ عطفا علی الضمیر فی بہ: بغیر خافض کے عود کرنے سے، اور یہ لغت فصیح میں ہے اور اس بارے میں بہت اختلاف ہے۔ وکانوا یتناشدون بالرحم: یہ مرتبہ دوسری قرائت کا ہے، یعنی اللہ سے ڈرو کہ اس کے نام کا واسطہ دیتے ہو، اور رشتے کے معاملے میں احتیاط کرو کہ تم ان کے بھی واسطے دیتے ہو، اور اس کی مثال حضرت ہارون علیہ السلام اور ان کے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا ﴿لا تأخذ بلحیتی ولا برأسی﴾۔ بالاحتلام: یعنی منی کا خارج ہونا۔

حافظاً لاعمالکم: یعنی تمام اعمال خیر و شر، ظاہر و پوشیدہ کی حفاظت کرو، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ﴿سواء منکم من اسر القول ومن جہر بہ ومن ھو مستخلف باللیل وسارب بالنہار﴾، ﴿یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور﴾۔ ونزل فی یتیم: یعنی جو یتیموں کے ساتھ سلوک ہوتا تھا، اور اگر خوش اسلوبی سے معاملہ ہو تو بھلائی ہے۔ اذا بلغوا: جب وہ سمجھداری کو پہنچ جائیں، اس کی دلیل اللہ عزوجل کا فرمان ﴿فان انستم رشداً﴾۔ ولما نزلت: یعنی یتیم کے مال کو کھا جانے کی نفی کے بارے میں آیات نازل ہوئیں۔ تحرجوا: یعنی تم پر گراں گزرے اور تم حرج یعنی گناہ سے نکلنا چاہو۔

ای اثنین اثنین: یعنی تمہارے لئے مباح ہے کہ دو یا تین یا چار بیویاں رکھو، اور آیت مبارکہ میں واو عطف کا نہیں ہے ورنہ تو نو بیویوں کے جمع کرنے کا بیان لازم آئے گا اور ہو بھی نہیں ہوسکتا ورنہ تو ایسا ہوگا کہ جسے دو کا اختیار ہے وہ تین یا چار کی جانب منتقل نہیں ہوسکتا۔ اذلیس لھن من الحقوق مالـلزوجات: یعنی باندیوں کے مابین عدل، باری مقرر کرنا، نفقہ اور کسوہ واجب نہیں ہے۔ تجوروا: یعنی تم عورتوں پر ظلم کرو، حدیث شریف میں ہے کہ "جو عورتوں کے مابین عدل نہ کرے قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک حصہ جھکا ہوا ہوگا"۔ اذا کانت الورثۃ صغارا: یعنی یا ترکہ قلیل ہو۔ جمع صدقۃ: دال کے ضمہ یا فتحہ یا سکون کے ساتھ، اور اسی طرح صاد کی فتح اور کسرہ کے ساتھ صداق بھی کہا جاتا ہے اور سب کا معنی مہر ہے جو کہ عورت کی بضعہ کا عوض بنتا ہے اور امام مالک کے نزدیک اس کی کم سے کم مقدار چار دینار شرعی ہے یا تین دراہم شرعیہ یا ان دونوں میں سے کوئی ایک قائم کردے، اور امام شافعی کے نزدیک کوئی بھی چیز اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو بطور مہر کافی ہوگی، اور امام اعظم کے نزدیک دس درہم مہر شرعیہ اور زیادہ کی کوئی حد نہیں جس پر فریقین راضی ہوجائیں اور یہاں ازواج کو حکم ہے کہ عورتوں سے نکاح نہ کریں مگر مہر کے ذکر کرنے سے، اور بغیر مہر کے ذکر کئے نکاح کرنا صحیح ہے لیکن بعد دخول کے مہر مثلی واجب ہوگا۔

فوھبنہ لکم: اس کا بیان کہ عورت مہر معاف کرسکتی ہے یا نہیں ماقبل میں دیکھ لیں۔ فی الآخرۃ: عورت کے اپنی مرضی سے مہر معاف کردینے سے کوئی دنیا اور آخرت میں کوئی نقصان نہیں ہے اور نہ ہی عورت کے وارث اسے طلب کرسکتے ہیں۔ علی من کرہ ذلک: کہ واپس لینے میں عار سمجھے، اور اس واپس لینے کو ہبہ میں رجوع کی طرح سمجھے۔

ای اموالھم: مال کی نسبت اولیاء کی طرف کی اس لئے کہ یہی مال میں تصرف کرتے ہیں، پس اضافت اس لحاظ سے نہیں ہے کہ بلکہ کم درجے کی ملابست ہے۔ اود کم: الا دو دونوں کے فتح کے ساتھ یا ایک کے فتح اور ایک کے سکون کے ساتھ، کجی کے معنی میں ہے۔

عند الشافعی :اورامام مالک وامام اعظم کے نزدیک اٹھارہ سال ہیں۔اور بلوغت کی علامات یہ ہیں حیض، پستان کا بڑا ہونا، بغل کا بدبودار ہونا، نرخرے کا سخت ہونا وغیرہ، پس جب یہ علامات ظاہر ہوں تو امام مالک کے نزدیک بلوغت کا حکم ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک حیض، احتلام اور پندرہ سال کا ہونا ہی بالغ ہونا قرار پائے گا اور اس کے علاوہ علامات سے بلوغت کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

ابصرتم :مناسب یہ ہے کہ تم یتیم میں بھلائی دیکھ لو کیونکہ بھلائی آنکھوں سے دیکھی نہیں جاتی۔ صلاحاً فی دینهم ومالهم: یہ امام شافعی کا مذہب ہے اور امام مالک کے نزدیک بھلائی کے لئے فقط اصلاح مال کافی ہے۔ بقدر اجرة عمله: یعنی یتیم کے مال سے کفایت کرنے کی حد تک اجرت لے سکتا ہے زیادتی نہ ہونی چاہیے اور یہ امام شافعی کا مذہب ہے اور امام مالک کے نزدیک مطلق اجرت لے سکتا ہے چاہے کفایت کرنے سے زیادہ لے یا کم۔ ای لیخفف علی الیتامی: یعنی اللہ نے یتیموں سے تخفیف فرمائی۔

للمیت :اور احتمال ہے کہ یہ کلام یتیم کے لئے ہو، چنانچہ یتیم کے دیگر سرپرست یہ کہیں کہ خوف نہ کرو اور نہ ہی غم کھاؤ، ہم تمہارے آباء کی طرح ہیں۔ (الصاوی، ج۲، ص۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۳

﴿یوصیکم﴾ یَأْمُرُکُمُ ﴿اللہ فی﴾ شانِ ﴿اولادکم﴾ بِمَا یُذْکَرُ ﴿للذکر﴾ مِنْهُمْ ﴿مثل حظ﴾ نَصِیبِ ﴿الانثیین﴾ اِذَا اجْتَمَعَتَا مَعَهُ فَلَهُ نِصْفُ الْمَالِ وَلَهُمَا النِّصْفُ فَاِنْ کَانَ مَعَهُ وَاحِدَةٌ فَلَهَا الثُّلُثُ وَلَهُ الثُّلُثَانِ وَاِنْ اِنْفَرَدَ حَازَ الْمَالَ ﴿فان کن﴾ اَیِ الْاَوْلَادُ ﴿نساء﴾ فَقَطْ ﴿فوق اثنتین فلهن ثلثا ما ترک﴾ اَلْمَیِّتُ وَکَذَا الْاِثْنَتَانِ لِاَنَّهُ لِلْاُخْتَیْنِ بِقَوْلِهِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَکَ فَهُمَا اَوْلٰی وَلِاَنَّ الْبِنْتَ تَسْتَحِقُّ الثُّلُثَ مَعَ الذَّکَرِ فَمَعَ الْاُنْثٰی اَوْلٰی وَفَوْقَ قِیْلَ صِلَةٌ وَّقِیْلَ لِدَفْعِ تَوَهُّمِ زِیَادَةِ النَّصِیْبِ بِزِیَادَةِ الْعَدَدِ لَمَّا فُهِمَ اِسْتِحْقَاقُ الْاِثْنَتَیْنِ الثُّلُثَیْنِ مِنْ جَعْلِ الثُّلُثِ لِلْوَاحِدَةِ مَعَ الذَّکَرِ ﴿وان کانت﴾ اَلْمَوْلُوْدَةُ ﴿واحدة﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالرَّفْعِ فَکَانَ تَامَّةٌ ﴿فلها النصف ولابویه﴾ اَیِ الْمَیِّتِ وَیُبْدَلُ مِنْهُمَا ﴿لکل واحد منهما السدس مما ترک ان کان له ولد﴾ ذَکَرٌ اَوْ اُنْثٰی وَنُکْتَةُ الْبَدَلِ اِفَادَةُ اَنَّهُمَا لَا یَشْتَرِکَانِ فِیْهِ وَاُلْحِقَ بِالْوَلَدِ وَلَدُ الْاِبْنِ وَبِالْاَبِ الْجَدُّ ﴿فان لم یکن له ولد وورثه ابوه﴾ فَقَطْ اَوْ مَعَ زَوْجٍ ﴿فلامه﴾ بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَکَسْرِهَا فِرَارًا مِنَ الْاِنْتِقَالِ مِنْ ضَمَّةٍ اِلٰی کَسْرَةٍ لِثِقْلِهِ فِی الْمَوْضِعَیْنِ ﴿الثلث﴾ اَیْ ثُلُثُ الْمَالِ اَوْ مَا یَبْقٰی بَعْدَ الزَّوْجِ وَالْبَاقِیْ لِلْاَبِ ﴿فان کان له اخوة﴾ اَیْ اِثْنَانِ فَصَاعِدًا ذُکُوْرًا اَوْ اِنَاثًا ﴿فلامه السدس﴾ وَالْبَاقِیْ لِلْاَبِ وَلَا شَیْءَ لِلْاِخْوَةِ وَاِرْثُ مَنْ ذُکِرَ مَا ذُکِرَ ﴿من بعد﴾ تَنْفِیْذِ ﴿وصیة یوصی﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ ﴿بها او﴾ قَضَاءِ ﴿دین﴾ عَلَیْهِ وَتَقْدِیْمُ الْوَصِیَّةِ عَلَی الدَّیْنِ وَاِنْ کَانَتْ مُؤَخَّرَةً عَنْهُ فِی الْوَفَاءِ

لِلْاِهْتِمَامِ بِهَا ﴿اٰباؤكم وابناؤكم﴾ مُبْتَدَأٌ خَبَرُهُ ﴿لا تدرون ايهم اقرب لكم نفعا﴾ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
فَظَانٌّ اَنَّ اِبْنَهُ اَنْفَعُ لَهُ فَيُعْطِيْهِ الْمِيْرَاثَ فَيَكُوْنُ الْاَبُ اَنْفَعَ وَبِالْعَكْسِ وَاِنَّمَا الْعَالِمُ بِذٰلِكَ هُوَ اللّٰهُ فَفَرَضَ
لَكُمُ الْمِيْرَاثَ ﴿فريضة من الله ان الله كان عليما﴾ بِخَلْقِهِ ﴿حكيما(۱۱)﴾ فِيْمَا دَبَّرَهُ لَهُمْ اَيْ لَمْ يَزَلْ
مُتَّصِفًا بِذٰلِكَ ﴿ولكم نصف ما ترك ازواجكم ان لم يكن لهن ولد﴾ مِّنْكُمْ اَوْ مِنْ غَيْرِكُمْ ﴿فان كان
لهن ولد فلكم الربع مما تركن من بعد وصية يوصين بها او دين﴾ وَاُلْحِقَ بِالْوَلَدِ فِيْ ذٰلِكَ وَلَدُ الْاِبْنِ
بِالْاِجْمَاعِ ﴿ولهن﴾ اَيِ الزَّوْجَاتُ تَعَدَّدْنَ اَوْ لَا ﴿الربع مما تركتم ان لم يكن لكم ولد﴾ مِّنْهُنَّ اَوْ مِنْ
غَيْرِهِنَّ ﴿فان كان لكم ولد فلهن الثمن مما تركتم من بعد وصية توصون بها او دين﴾ وَوَلَدُ الْاِبْنِ فِيْ
ذٰلِكَ كَالْوَلَدِ اِجْمَاعًا ﴿وان كان رجل يورث﴾ صِفَةٌ وَالْخَبَرُ ﴿كللة﴾ اَيْ لَا وَالِدَ لَهُ وَلَا وَلَدَ ﴿او
امراة﴾ تُوْرَثُ كَلَالَةً ﴿وله﴾ اَيْ لِلْمَوْرُوْثِ كَلَالَةً ﴿اخ او اخت﴾ اَيْ مِنْ اُمٍّ وَقَرَأَ بِهِ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ وَّغَيْرُهُ
﴿فلكل واحد منهما السدس﴾ مِمَّا تَرَكَ ﴿فان كانوا﴾ اَيِ الْاِخْوَةُ وَالْاَخَوَاتُ مِنَ الْاُمِّ ﴿اكثر من
ذلك﴾ اَيْ مِنْ وَاحِدٍ ﴿فهم شركاء في الثلث﴾ يَسْتَوِيْ فِيْهِ ذُكُوْرُهُمْ وَاُنَاثُهُمْ ﴿من بعد وصية يوصى
بها او دين غير مضار﴾ حَالٌ مِّنْ ضَمِيْرِ يُوْصٰى اَيْ غَيْرَ مُدْخِلِ الضَّرَرِ عَلَى الْوَرَثَةِ بِاَنْ يُّوْصٰى بِاَكْثَرَ مِنَ
الثُّلُثِ ﴿وصية﴾ مَصْدَرٌ مُّؤَكِّدٌ لِيُوْصِيْكُمْ ﴿من الله والله عليم﴾ بِمَا دَبَّرَهُ لِخَلْقِهِ مِنَ الْفَرَآئِضِ
﴿حليم(۱۲)﴾ بِتَاْخِيْرِ الْعُقُوْبَةِ عَمَّنْ خَالَفَهُ، وَخَصَّتِ السُّنَّةُ تَوْرِيْثَ مَنْ ذُكِرَ بِمَنْ لَّيْسَ فِيْهِ مَانِعٌ مِنْ قَتْلٍ اَوْ
اِخْتِلَافِ دِيْنٍ اَوْ رِقٍّ ﴿تلك﴾ الْاَحْكَامُ الْمَذْكُوْرَةُ مِنْ اَمْرِ الْيَتٰمٰى وَمَا بَعْدَهُ ﴿حدود الله﴾ شَرَآئِعُهُ الَّتِيْ
حَدَّهَا لِعِبَادِهِ لِيَعْمَلُوْا بِهَا وَلَا يَعْتَدُوْهَا ﴿ومن يطع الله ورسوله﴾ فِيْمَا حَكَمَ بِهِ ﴿يدخله﴾ بِالْيَاءِ وَالنُّوْنِ
اِلْتِفَاتًا ﴿جنت تجرى من تحتها الانهر خلدين فيها وذلك الفوز العظيم(۱۳) ومن يعص الله ورسوله
ويتعد حدوده يدخله﴾ بِالْوَجْهَيْنِ ﴿نارا خالدا فيها وله﴾ فِيْهَا ﴿عذاب مهين(۱۴)﴾ ذُوْ اِهَانَةٍ وَّرُوْعِيَ
فِي الضَّمَآئِرِ فِي الْاٰيَتَيْنِ لَفْظُ مَنْ وَفِيْ خٰلِدِيْنَ مَعْنَاهَا.

﴿ترجمہ﴾

تمہیں حکم دیتا ہے (یوصیکم بمعنی یامرکم ہے) اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں ......! ...... (اس حکم کا جس کا تذکرہ یہ ہے کہ
بیٹے کا (اولاد میں سے) حصہ ہے (حظ بمعنی نصیب ہے) دو بیٹیوں کے برابر (جب دو لڑکیاں ایک لڑکے کے ہمراہ وارث ہوں تو

لڑکے کیلئے نصف مال ہے اور دونوں لڑکیوں کیلئے باقی نصف اور اگر صرف اسکے ساتھ ایک لڑکی ہو تو اس کیلئے ایک ثلث اور لڑکے کیلئے دو ثلث ہے اور اگر لڑکا تنہا ہو تو کل مال کا وارث بنے گا) پھر اگر ہو (اولاد) نری (یعنی فقط) لڑکیاں اگر چہ دو سے اوپر تو انکو ترکہ کی دو تہائی (یعنی میت کے ترکہ کی، اسی طرح دو لڑکیاں بھی دو ثلث ہی کی وارث ہونگی اس لئے کہ دو بہنوں کا حصہ فرمانِ باری تعالیٰ ﴿فلهما الثلثان مما ترک﴾ کی وجہ سے جب دو ثلث ہے تو دو لڑکیاں بدرجہ اَولیٰ اسکی مستحق ہونگی، اسلئے کہ لڑکی جب لڑکے کے ساتھ ہو تو ایک ثلث کی مستحق ہوتی ہے تو جب اسکے ساتھ کوئی دوسری بھی لڑکی ہی ہو تو بدرجہِ اولی ثلث کی مستحق ہوگی، لفظ فوق بعض کے نزدیک صلہ ہے اور بعض کے نزدیک زائد ہے اور بعض نے کہا کہ شبہ کے دفعیہ کیلئے ہے کہ لڑکیوں کا عدد زائد ہونے سے سہام بھی بڑھیں گے کیونکہ لڑکے کے ساتھ ایک لڑکی کیلئے ثلث قرار دینے سے دو لڑکیوں کا دو ثلث کا مستحق ہونا مفہوم ہوتا ہے) اور اگر ہو (مولودہ) ایک لڑکی (ایک قرأت میں واحدة مرفوع ہے اس صورت میں کان تامہ ہوگا) تو اس کا آدھا اور ماں باپ (میت کے، لفظ ابویه بدل ہے لکل ...... الخ سے) ہر ایک کو اسکے ترکہ سے چھٹا اگر میت کی اولاد ہو (خواہ لڑکا ہو یا لڑکی، بدل لانے میں نکتہ یہ ہے کہ ماں باپ سدس میں شریک نہیں ہیں، بیٹے میں پوتا اور والد میں دادا بھی داخل ہے) پھر اگر اسکی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے (فقط یا ساتھ زوج بھی چھوڑ جائے) تو ماں کا (فلامه ہمزہ کے ضمہ و کسرہ کے ساتھ ہے، دونوں جگہ جہاں لفظ امه آ رہا ہے امه کی ہمزہ کو مکسور بھی پڑھا گیا ہے کیونکہ ضمیر سے کسرہ کی جانب منتقل ہونا دشوار ہوتا ہے اس امر سے بچنے کے لئے اسے کسرہ دیا گیا ہے) تہائی (مال ہے میت کی زوجہ کو دینے کے بعد جو باقی بچے اسکا ثلث اور بقیہ مال باپ کا ہوگا) پھر اگر اسکے کئی بہن بھائی ہوں (یعنی دو یا اس سے زائد بھائی ہوں یا بہنیں) تو ماں کا چھٹا (اور باقی باپ کا، بھائی بہنوں کو کچھ نہیں ملے گا، جس رشتہ دار کا جتنا حصہ مذکور ہوا وہ اتنے ہی حصہ کا وارث ہوگا) بعد اس (تنفیذ) وصیت کے جو کر گیا (لفظ یوصی معروف اور مجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اور (ادائیگی) دَین کے (جو اس پر تھا، وصیت کا بیان قرض سے پہلے کرنا وصیت کی اہمیت کے پیش نظر ہے اگر چہ وصیت کا نفاذ ادائیگی قرض کے اہم ہونے کے سبب اسکے بعد ہوتا ہے) تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے (اباء کم وابناء کم مبتدا ہے اور اسکی خبر لا تدرون ...... الخ ہے) تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئیگا (دنیا اور آخرت میں، چنانچہ کوئی یہ گمان کرتا ہے کہ بیٹا اسکے لئے نفع بخش ہوگا تو اسے میراث دے دیتا ہے لیکن باپ زیادہ نفع بخش ہوتا ہے اور اسی طرح اسکے برعکس، اسکا علم اللہ ﷻ ہی کو ہے پس اس نے میراث کے حصے ٹھہرا دیئے ہیں) یہ حصہ باندھا ہوا ہے اللہ کی طرف سے اور بیشک اللہ علم رکھنے والا (ہے اپنی مخلوق پر) حکمت والا ہے (اپنی ان تدبیروں میں جو انکے حق میں کرتا ہے اور ہمیشہ سے ان اوصاف کے ساتھ متصف ہے) اور تمہاری بی بیاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا ہے اگر انکی اولاد نہ ہو (نہ تم سے نہ کسی دوسرے شوہر سے) پھر اگر انکی اولاد ہو تو انکے ترکہ میں سے تمہارے لئے چوتھائی ہے جو وصیت وہ کر گئیں اور دَین نکال کر (اس صورت میں بیٹے کے حکم میں بالاجماع پوتا بھی شامل ہے) اور عورتوں کا (یعنی بیویوں کا حصہ خواہ ایک ہو یا کئی) تمہارے ترکہ میں چوتھائی ہے اگر تمہارے اولاد نہ ہو پھر اگر تمہارے اولاد ہو (خواہ انہی سے یا کسی دوسری سے) تو انکا تمہارے ترکے میں سے آٹھواں حصہ ہے جو وصیت تم کر جاؤ اور دَین نکال کر (اس صورت میں بالاجماع پوتا بیٹے کے حکم میں داخل ہے) اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو (''یورث'' رجل کی صفت اور ''کللة'' کان کی خبر ہے) جو کلالہ ہو (نہ اسکے ماں باپ ہوں اور نہ اولاد) یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو (کہ ترکہ چھوڑ جائے اور کلالہ ہو) اور اسکے (یعنی میت، کلالہ کے وارثوں میں) بھائی یا بہن ہو (ماں

شریک، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں یہ لفظ بھی ہے) تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا (یعنی ترکہ میں سے) پھر اگر وہ (ماں شریک بھائی، بہن) اس سے زیادہ ہوں (یعنی ایک سے زیادہ ہوں) تو سب تہائی میں شریک ہیں (یعنی بھائی اور بہنیں سب برابر ہیں) میت کی وصیت اور دَین نکال کر جسمیں اس نے نقصان نہ پہنچایا ہو (غیر مضار ترکیب میں یوصی کی ضمیر سے حال ہے یعنی ورثہ کو وہ ضرر پہنچانے کی نیت نہ ہو تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کر کے) یہ اللہ کا حکم ہے (لفظ وصیۃ مفعول مطلق ہے یوصیکم کا) اور اللہ جانئے والا (ہے ان مقرر کردہ حصوں کو جنکی اسنے اپنی مخلوق کیلئے تدبیر فرمائی ہے) حلم والا ہے (اپنے مخالفین کو سزا دینے میں تاخیر فرماتا ہے، سنت نے مذکورہ لوگوں میں سے میراث ملنے کے لئے ان کو خاص کر دیا ہے کہ جس میں کوئی مانع جیسے مورث کا قتل کرنا، اختلاف دین، یا غلامی موجود نہ ہو) یہ (احکام مذکورہ یعنی یتیم کا معاملہ اور اسکے مابعد وارث بننے کے احکام) اللہ کی حدیں ہیں (جن کو اللہ نے اپنے بندوں کیلئے مقرر فرمایا ہے تا کہ وہ ان پر عمل پیرا ہو سکیں اور ان سے تجاوز نہ کریں) اور جو حکم مانے اللہ اور اسکے رسول کا (جس کا اس نے حکم فرمایا ہے) اللہ اسے لے جائے گا (یدخلہ میں دو لغتیں ہیں یاء اور نون کے ساتھ دوسری قراءت کے مطابق اس کلام میں التفات ہوگا) باغوں میں جنکے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کرے اور اسکی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اسے داخل کریگا (یدخلہ میں دو لغتیں ہیں یاء اور نون کے ساتھ) آگ میں جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کیلئے (جہنم میں) خواری کا عذاب ہے (یعنی اہانت آمیز، ان دونوں آیتوں میں موجود ضمائر میں لفظ مَن کی رعایت کی گئی ہے اور خلدین میں من کے معنی کی رعایت کی گئی ہے)۔

ترکیب

﴿یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین﴾

یوصی: فعل، کم: مفعول، اللہ: اسم جلالت فاعل، فی اولادکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، للذکر: ظرف مستقر خبر مقدم، مثل حظ الانثیین: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک﴾

ف: تعلیلیہ مستانفہ، ان: شرطیہ، کن: فعل ناقص ھن ضمیر اسم، نساء: موصوف، فوق اثنتین: صفت ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، لھن: ظرف مستقر خبر مقدم، ثلثا: مضاف، ما ترک: مضاف الیہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان کانت واحدۃ فلھا النصف ولابویہ لکل واحد منھما السدس مما ترک﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، کانت واحدۃ: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لھا: خبر مقدم، النصف: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط، و: عاطفہ، لابویہ: جار مجرور مبدل منہ، لکل واحد منھما: جار مجرور بدل، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، السدس: ذوالحال، مما ترک: حال، ملکر مبتدائے مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان کان لہ ولد فان لم یکن لہ ولد وورثہ ابوہ فلامہ الثلث﴾

ان: شرطیہ، کان لہ ولد: جملہ فعلیہ ہو کر شرط، فلکل واحد منھما "ای من ابویہ السدس مما ترک" جواب شرط

محذوف،ملکر جملہ شرطیہ ،ف: مستانفہ،ان: شرطیہ،لم یکن لہ ولد:معطوف علیہ،و ورثہ ابوہ: معطوف ملکر شرط،ف: جزائیہ،لامہ الثلث: جملہ اسمیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس من بعد وصیۃ یوصی بھا او دین﴾

فان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس: جملہ شرطیہ ماقبل پر معطوف ،من: جار،بعد: مضاف،وصیۃ: موصوف ،یوصی بھا: جملہ صفت ملکر معطوف علیہ،او دیـــن: معطوف،ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر متعلق بحذوف خبر،مبتدا محذوف قسمۃ ھذہ الانصبآء کا،اصل میں تھاقسمۃ ھذہ الانصباء کائنۃ من ......الخ

﴿اباء کم و ابناء کم لاتدرون ایھم اقرب لکم نفعا فریضۃ من اللہ ان اللہ کان علیماحکیما﴾

اباء کم و ابناء کم: معطوف علیہ معطوف سے ملکر مبتدا،لاتدرون: فعل با فاعل،ایھم: مبتدا،اقرب: اسم تفضیل ، ھو ضمیر فاعل ،لکم: ظرف لغو،شبہ جملہ ہوکر ممیّز،نفعا: تمیز ،ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر مفعول،فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ معترضہ،فریضۃ من اللہ: شبہ جملہ ہوکر مفعول مطلق یوصیکم سے،ان اللہ ......الخ: جملہ اسمیہ مستانفہ تعلیلیہ۔

﴿ولکم نصف ما ترک ازواجکم ان لم یکن لھن ولد﴾

و: عاطفہ،لکم: ظرف مستقر خبر،نصف: مضاف،ما ترک ازواجکم: جملہ مضاف الیہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،ان: شرطیہ،لم یکن لھن ولد: جملہ فعلیہ شرط،جزا محذوف جس پر ماقبل کلام دلالت کررہا ہے۔

﴿فان کان لھن ولد فلکم الربع مما ترکن من بعد وصیۃ یوصین بھا او دین﴾

ف: عاطفہ،ان: شرطیہ، کان لھن ولد: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ ،لکم:ظرف مستقر خبر،الربع: ذوالحال،مما ترکن: ظرف مستقر حال اول،من بعد وصیۃ یوصین بھا او دین: ظرف مستقر حال ثانی،ذوالحال اپنے دونوں حالوں سے ملکر مبتدا مؤخر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد﴾

و: عاطفہ،لھن:خبر مقدم،الربع: ذوالحال،مما ترکتم: حال ملکر مبتدا مؤخر،جملہ اسمیہ،ان:شرطیہ،لم یکن لکم ولد: جملہ فعلیہ شرط،جزا محذوف جس پر ماقبل کلام دلالت کررہا ہے۔

﴿فان کان لکم ولد فلھن الثمن من بعد وصیۃ توصون بھا او دین﴾

ف: عاطفہ،ان:شرطیہ،کان لکم ولد: جملہ فعلیہ شرط ،لھن: خبر مقدم،الثمن: ذوالحال،مما ترکتم: حال اول ،من بعد وصیۃ...... الخ: حال ثانی،ملکر مبتدا مؤخر،اپنی خبر سے ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان کان رجل یورث کللۃ او امراۃ ولہ اخ او اخت فلکل واحد منھما السدس﴾

و: مستانفہ،ان: شرطیہ، کان: فعل ناقص،رجل: معطوف علیہ،او: عاطفہ،امراۃ: ذوالحال،ولہ اخ او اخت: جملہ حال، ذوالحال سے ملکر معطوف،معطوف علیہ سے ملکر اسم،یورث: فعل ھو ضمیر ذوالحال، کللۃ: حال،ملکر فاعل، جملہ فعلیہ خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط،ف: جزائیہ،لکل واحد ......الخ: جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان کانوا اکثر من ذلک فھم شرکاء فی الثلث﴾

ف: مستانفہ،ان: شرطیہ،کانوا: فعل ناقص، واو ضمیر اسم،اکثر من ذلک: خبر،ملکر جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ ،ھم: مبتدا ،شرکاء فی الثلث: خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط،شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿من بعد وصیۃ یوصی بھا او دین غیر مضار وصیۃ من اللہ﴾

من: جار،بعد: مضاف،وصیۃ: معطوف علیہ،او دین: معطوف،ملکر موصوف ،یوصی: فعل ھو ضمیر ذوالحال ،غیر مضار: حال ،ملکر نائب الفاعل،بھا: ظرف لغو ،وصیۃ من اللہ: مفعول مطلق، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، اپنی موصوف سے ملکر مضاف الیہ،ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر ہوکر الثلث سے حال۔

﴿واللہ علیم حلیم تلک حدود اللہ﴾

واللہ علیم حکیم جملہ اسمیہ مستانفہ،تلک: مبتدا،حدود اللہ: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا﴾

و: مستانفہ ،من: شرطیہ مبتدا،یطع اللہ و رسولہ: جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،یدخلہ: فعل با فاعل،ہ: ضمیر ذوالحال،خلدین فیھا: حال ملکر مفعول،جنت: موصوف،تجری من تحتھا الانھر: جملہ فعلیہ ہوکر صفت،ملکر مفعول فیہ،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک الفوز العظیم ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیھا﴾

و: مستانفہ ،ذلک الفوز العظیم: جملہ اسمیہ،و: مستانفہ،من: شرطیہ مبتدا،یعص اللہ و رسولہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ویتعد حدودہ: جملہ فعلیہ معطوف ملکر شرط،یدخل: فعل با فاعل ،ہ: ضمیر ذوالحال،خالدا فیھا: شبہ جملہ حال،ملکر مفعول،نارا: مفعول ثانی،سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولہ عذاب مھین﴾

و: مستانفہ،لہ: خبر مقدم،عذاب مھین: مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

«تشریح توضیح واغراض»

وصیت:

ا.....''قال :الوصية غير واجبة،وهي مستحبة امام قدوری فرماتے ہیں کہ وصیت واجب نہیں بلکہ مستحب ہے''۔
اجنبی کیلئے ایک تہائی وصیت کرنا جائز ہے اوراس سے کم کی وصیت کرنا مستحب جبکہ ورثاء غنی ہوں اور اپنے حصے سے بے پرواہ ہوں۔اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہوتو وصیت نہ کرنا اولی ہے۔ (فتح القدير،ج١٠،ص٤٤٢وغيره)
حدیث پاک میں ہے کہ''الحيف فی الوصية من اكبر الكبائر وفسروه بالزيادة على الثلث یعنی ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کرنا بڑا گناہ ہے'' (الهداية، كتاب الوصايا، ج٨،ص٢٥٨)

ذوی الفروض:

ان سے مراد وہ افراد ہیں جنکے حصے شریعت نے مقرر کررکھے ہیں: قرآن مجید میں کل بارہ اصحاب فرائض کے حصے مذکور ہیں جن میں چار مرد اور آٹھ عورتیں ہیں: (۱)......باپ (۲)......دادا پردادا اوپر تک (۳)......ماں شریک بھائی (۴)......شوہر (۵)......بیوی (۶)......بیٹی (۷)......پوتی نیچے تک (۸)......حقیقی بہن (۹)......ماں شریک بہن (۱۰)......باپ شریک بہن (۱۱)......ماں (۱۲)......دادی۔

باپ......:اسکی تین حالتیں ہیں۔اگر اسکے ساتھ میت کا بیٹا،پوتا نیچے تک ہوتو اس صورت میں اسے چھٹا حصہ ملے گا اور اگر اسکے ساتھ میت کی بیٹی،پوتی نیچے تک ہوتو اسے چھٹا حصہ بطور فرض اور بچ جانے کی صورت میں بطور عصبہ بھی ملے گا۔(عالمگیری،ج٦،ص٤٩٨)
اگر باپ کے ساتھ میت کا کوئی بیٹا یا بیٹی نیچے تک نہ ہوں تو اس صورت میں اسکو صرف بطور عصبہ ہی ملے گا۔ (السراجية،ص١٧)
دادا......:باپ کی موجودگی میں دادا محروم ہوجاتا ہے کیونکہ باپ میت سے قرابت کے لحاظ سے دادا کے مقابلے میں اصل ہے اور جد صحیح وہ ہے کہ اسکی میت کی طرف نسبت کرنے میں درمیان میں ماں کا واسطہ نہ آئے۔ (السراجية،ص١٧)

ماں شریک بھائی......:اگر ماں شریک بھائی یا بہن صرف ایک ہی ہوتو اسے چھٹا حصہ ملے گا۔ (عالمگیری،ج٦،ص٤٩٨)
اگر بھائی یا بہن دو یا دو سے زائد ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہونگے اور بھائیوں اور بہنوں سب میں برابر حصہ تقسیم ہوگا البتہ ماں شریک بھائی یا بہن میت کے بیٹا بیٹی پوتا پوتی کی موجودگی میں محروم رہیں گے۔ (السراجية،ص١٧)
شوہر......:شوہر کو کل مال کا آدھا حصہ اس وقت ملے گا جب کہ اس کے ساتھ میت کا کوئی بیٹا بیٹی پوتا پوتی نیچے تک نہ ہو اور اگر اسکے ساتھ میت کے بیٹا بیٹی پوتا پوتی ہوں تو اس صورت میں چوتھا حصہ ملے گا۔ (الجوهرة النيرة،ص٤٠٩)
بیوی......:میت کی بیوی کے ساتھ اس مرنے والے کا کوئی بیٹا بیٹی پوتا پوتی نہ ہونے کی صورت میں چوتھا اور ہونے کی صورت میں آٹھواں حصہ ملے گا۔ (الدر المختار،ج١٠،ص٥١٢)
بیٹی......:اگر مرنے والے کی فقط ایک بیٹی ہوتو اسے آدھا حصہ ملے گا اور اگر دو یا دو سے زائد ہوں تو ساری دو تہائی میں برابر شریک ہونگی اور اگر بیٹی کے ساتھ بیٹا بھی ہوتو اس وقت بیٹی عصبہ بن جائے گی اور بیٹے کے مقابلے میں نصف پائے گی۔ (السراجية،ص٢١)

پوتی......: اگر میت کے بیٹا بیٹی نہیں اور صرف ایک پوتی ہے تو اسے آدھا حصہ ملے گا اور اگر دو یا دو سے زائد پوتیاں ہوں تو دو تہائی میں شریک ہوں گی اور اگر میت کی ایک بیٹی ہو اور پوتی ایک یا ایک سے زائد بھی ساتھ ہو تو وہ سب کی سب چھٹے حصے میں شریک ہوں گی تا کہ لڑکیوں کا حصہ دو تہائی مکمل ہو جائے کیونکہ قرآن مجید میں لڑکیوں کیلئے اس سے زیادہ حصہ نہیں رکھا آدھا حصہ بیٹی لے گئی اور باقی چھٹا حصہ ایک یا اس سے زائد پوتیوں میں تقسیم ہو جائیگا۔ پوتیاں میت کی دو حقیقی بیٹیوں کے ہوتے ہوئے محروم ہو جائیں گی بشرطیکہ میت کا کوئی پوتا یا پر پوتا نیچے تک نہ ہو۔ اگر پوتیوں کیساتھ میت کی دو حقیقی بیٹیاں بھی ہوں اور پوتا پر پوتا نیچے تک ہو تو پوتیاں، پوتے یا پر پوتے کیساتھ عصبہ ہو جائیں گی۔ پوتیوں کیساتھ اگر میت کا بیٹا ہو تو پوتیاں محروم ہو جاتی ہیں۔ (السراجیۃ، ص ۲۱)

حقیقی بہن......: اگر مرنے والے کی ایک بہن ہو تو اسے آدھا حصہ ملے گا۔ اگر دو یا اس سے زیادہ ہوں دو تہائی میں تمام شریک ہوں گی۔ اگر میت کی بہنوں کے ساتھ میت کا کوئی بھائی بھی ہے تو وہ بھائی کیساتھ ملکر عصبہ ہو جائیں گی اور تقسیم مال للذکر مثل حظ الانثیین کی بنیاد پر ہوگا۔ (عالمگیری، ج ۶، ص ۵۰۰)

اگر بہنوں کے ساتھ میت کی کوئی بیٹی، پوتی یا پر پوتی نیچے تک ہو تو اب بہن عصبہ بن جائیگی کیونکہ حدیث شریف میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بہنوں کو بیٹیوں کیساتھ عصبہ بناؤ'' (السراجیۃ، ص ۲۳)

باپ شریک بہنیں......: اگر باپ شریک بہن ایک ہو اور حقیقی بہن کوئی نہ ہو تو اسے آدھا حصہ ملے گا۔ اگر دو یا دو سے زائد باپ شریک بہنیں ہوں تو دو تہائی میں سب شریک ہوں گی۔ اگر مرنے والے کی باپ شریک بہن یا بہنوں کیساتھ ایک حقیقی بہن ہو تو باپ شریک بہن کو فقط چھٹا حصہ دو تہائی کے ہدف کو پورا کرنے کیلئے ملے گا۔ اگر باپ شریک بہن کیساتھ میت کی دو حقیقی بہنیں ہوں تو انکو کچھ نہ ملے گا اسلئے کہ دو تہائی کا ہدف حقیقی بہنوں سے پورا ہو گیا۔ اگر باپ شریک بہن کیساتھ میت کی دو حقیقی بہنیں ہوں اور باپ شریک بھائی بھی ہو تو حقیقی بہنوں کے حصے کے بعد جو کچھ بچے گا وہ انکے درمیان للذکر مثل حظ الانثیین کی بنیاد پر تقسیم ہوگا۔ اگر باپ شریک بہنوں کیساتھ میت کی بیٹیاں یا پوتیاں نیچے تک ہوں تو یہ بہنیں انکے ساتھ عصبہ ہو جائیں گی حقیقی بہن ہو یا باپ شریک سب کے سب بیٹے یا پوتے نیچے تک اور باپ کے ہوتے ہوئے بالاتفاق محروم ہوں گے اور امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک دادا کے ہوتے ہوئے بھی محروم ہو جاتے ہیں اور فتویٰ اسی پر ہے۔ باپ شریک بھائی یا بہن حقیقی بھائی کے ہوتے ہوئے محروم ہوں گے۔ (السراجیۃ، ص ۲۳)

ماں......: اگر میت کی ماں کیساتھ میت کا کوئی بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی ہو تو ماں کا حصہ چھٹا ہوگا۔ اور اگر میت کی ماں کیساتھ میت کے دو بھائی بہن خواہ حقیقی یا باپ شریک یا ماں شریک بھی ہوں تو اس صورت میں بھی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر میت کیساتھ مذکورہ رشتے دار نہ ہوں تو ماں کو کل مال کا ایک تہائی حصہ ملے گا جبکہ ماں کیساتھ شوہر اور بیوی میں سے ایک ہو تو پہلے شوہر اور بیوی کو انکا حصہ دیا جائے گا اور پھر ماں کو باقی ماندہ میں سے ایک تہائی دیا جائے گا۔ (الدرالمختار، ج ۱۰، ص ۵۱۲)

اگر مذکورہ صورتوں میں بجائے باپ کے دادا ہو تو ماں کو کل مال کا تہائی ملے گا۔ (عالمگیری، ج ۶، ص ۴۹۹)

دادی......: جدہ صحیحہ کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اگر دادیاں اور نانیاں ایک سے زائد ہوں اور سب درجے میں برابر ہوں تو بھی چھٹے حصے میں شریک ہوں گی۔ اگر دادی اور نانی کیساتھ میت کی ماں بھی ہو تو دادی اور نانی دونوں محروم ہو جائیں گی۔ وہ دادیاں جو باپ کی طرف سے ہیں وہ باپ کے ہوتے ہوئے محروم ہو جائیں گی۔ وہ دادیاں جو باپ کی طرف سے ہوں اور دادا سے اوپر ہوں وہ دادا کے ہوتے ہوئے محروم ہو جائیں گی لیکن باپ کی ماں محروم نہ ہوگی کیونکہ اسکی رشتے داری دادا کے واسطے سے ہوئی۔ (السراجیة، ص ۲۳)

نوٹ: اصحاب فرائض کو ہم نے حتی المقدور تفصیل سے بیان کر دیا ہے باقی عصبات اور ذوی الارحام کے حصص کے بارے میں کسی دوسرے مقام پر اگر موضوع بنا تو کلام کریں گے ورنہ قارئین مذکورہ کتب کا مطالعہ کریں۔

اغراض:

یأمر کم: یعنی واجب ہونے کے طریقے پر۔ فلہ نصف المال الخ: یعنی اگر ان میں صاحب فرض نہ ہو اور اگر ہو تو اپنا فرض حصہ لے سکتا ہے پھر باقی مانده مثل حظ الانثیین کے طور پر تقسیم ہوگا۔ اثنتین: نساء کی صفت ہے۔

او اختلاف دین: یعنی اسلام اور کفر کا اور اس کے برعکس کا بھی یہی معاملہ ہے۔ (الصاوی، ج۲ ص ۱۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿والتی یاتین الفاحشة﴾ الزنا ﴿من نسائکم فاستشهدوا علیهن اربعة منکم﴾ اَیْ مِنْ رِّجَالِ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿فان شهدوا﴾ عَلَیْهِنَّ بِهَا ﴿فامسکوهن﴾ اِحْبِسُوْهُنَّ ﴿فی البیوت﴾ وَامْنَعُوْهُنَّ مِنْ مُخَالَطَةِ النَّاسِ ﴿حتی یتوفهن الموت﴾ اَیْ مَلٰٓئِكَتُهٗ ﴿او﴾ اِلٰی اَنْ ﴿یجعل الله لهن سبیلا(۱۵)﴾ طَرِیْقًا اِلَی الْخُرُوْجِ مِنْهَا، اُمِرُوْا بِذٰلِکَ اَوَّلَ الْاِسْلَامِ ثُمَّ جَعَلَ لَهُنَّ سَبِیْلًا بِجَلْدِ الْبِكْرِ مِائَةً وَّتَغْرِیْبِهَا عَامًا وَّرَجْمِ الْمُحْصَنَةِ، وَفِی الْحَدِیْثِ لَمَّا بَیَّنَ الْحَدَّ قَالَ "خُذُوْا عَنِّیْ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ﴿والذن﴾ بِتَخْفِیْفِ النُّوْنِ وَتَشْدِیْدِهَا ﴿یاتینها﴾ اَیِ الْفَاحِشَةَ الزِّنَا اَوِ اللِّوَاطَةَ ﴿منکم﴾ اَیِ الرِّجَالِ ﴿فاذوهما﴾ بِالسَّبِّ وَالضَّرْبِ بِالنِّعَالِ ﴿فان تابا﴾ مِنْهَا ﴿واصلحا﴾ اَلْعَمَلَ ﴿فاعرضوا عنهما﴾ وَلَا تُؤْذُوْهُمَا ﴿ان الله کان توابا﴾ عَلٰی مَنْ تَابَ ﴿رحیما(۱۶)﴾ بِهٖ، وَهٰذَا مَنْسُوْخٌ بِالْحَدِّ اِنْ اُرِیْدَ بِهِ الزِّنَا وَكَذَا اِنْ اُرِیْدَ بِهَا اللِّوَاطَةُ عِنْدَ الشَّافِعِیِّ لٰكِنَّ الْمَفْعُوْلَ بِهٖ لَا یُرْجَمُ عِنْدَهٗ وَاِنْ كَانَ مُحْصِنًا بَلْ یُجْلَدُ وَیُغَرَّبُ وَاِرَادَةُ اللِّوَاطَةِ اَظْهَرُ بِدَلِیْلِ تَثْنِیَةِ الضَّمِیْرِ وَالْاَوَّلُ قَالَ اَرَادَ الزَّانِیْ وَالزَّانِیَةَ وَیَرُدُّهٗ تَبْیِیْنُهُمَا بِمِنَ الْمُتَّصِلَةِ بِضَمِیْرِ الرِّجَالِ وَاشْتِرَاكِهِمَا فِی الْاَذٰی وَالتَّوْبَةِ وَالْاِعْرَاضِ وَهُوَ مَخْصُوْصٌ بِالرِّجَالِ لِمَا تَقَدَّمَ فِی النِّسَآءِ مِنَ الْحَبْسِ ﴿انما التوبة علی الله﴾ اَیِ الَّتِیْ كَتَبَ عَلٰی نَفْسِهٖ قَبُوْلَهَا بِفَضْلِهٖ ﴿للذین یعملون السوء﴾ اَلْمَعْصِیَةَ ﴿بجهالة﴾ حَالٌ اَیْ جَاهِلِیْنَ اِذْ عَصَوْا رَبَّهُمْ ﴿ثم یتوبون من﴾ زَمَنٍ ﴿قریب﴾ قَبْلَ اَنْ یُّغَرْغِرُوْا

﴿فاولئک یتوب اللہ علیہم﴾ یَقْبَلُ تَوْبَتَهُمْ ﴿وکان اللہ علیما﴾ بِخَلْقِهٖ ﴿حکیما(۱۷)﴾ فِیْ صُنْعِهٖ بِهِمْ ﴿ولیست التوبة للذین یعملون السیات﴾ اَلذُّنُوْبَ ﴿حتی اذا حضر احدهم الموت﴾ وَاَخَذَ فِی النَّزْعِ ﴿قال﴾ عِنْدَ مُشَاهَدَةِ مَا هُوَ فِیْهِ ﴿انی تبت الئن﴾ فَلَا یَنْفَعُهٗ ذٰلِکَ وَلَا یُقْبَلُ مِنْهُ ﴿ولا الذین یموتون وهم کفار﴾ اِذَا تَابُوْا فِی الْاٰخِرَةِ عِنْدَ مُعَایَنَةِ الْعَذَابِ لَا تُقْبَلُ مِنْهُمْ ﴿اولئک اعتدنا﴾ اَعْدَدْنَا ﴿لهم عذابا الیما(۱۸)﴾ مُؤْلِمًا ﴿یایها الذین امنوا لا یحل لکم ان ترثوا النساء﴾ اَیْ ذَاتَهُنَّ ﴿کرها﴾ بِالْفَتْحِ وَالضَّمِّ لُغَتَانِ، اَیْ مُکْرِهِیْهِنَّ عَلٰی ذٰلِکَ کَانُوْا فِی الْجَاهِلِیَّةِ یَرِثُوْنَ نِسَآءَ اَقْرِبَآئِهِمْ فَاِنْ شَآءُوْا تَزَوَّجُوْهَا بِلَا صَدَاقٍ اَوْ زَوَّجُوْهَا وَاَخَذُوْا صَدَاقَهَا اَوْ عَضَلُوْهَا حَتّٰی تَفْتَدِیَ بِمَا وَرِثَتْهُ اَوْ تَمُوْتَ فَیَرِثُوْهَا فَنُهُوْا عَنْ ذٰلِکَ ﴿ولا﴾ اَنْ ﴿تعضلوهن﴾ اَیْ تَمْنَعُوْا اَزْوَاجَکُمْ عَنْ نِکَاحِ غَیْرِکُمْ بِاِمْسَاکِهِنَّ وَلَا رَغْبَةَ لَکُمْ فِیْهِنَّ ضِرَارًا ﴿لتذهبوا ببعض ما اتیتموهن﴾ مِنَ الْمَهْرِ ﴿الا ان یاتین بفاحشة مبینة﴾ بِفَتْحِ الْیَاءِ وَکَسْرِهَا، اَیْ بُیِّنَتْ اَوْ هِیَ بَیِّنَةٌ اَیْ زِنًا اَوْ نُشُوْزٌ فَلَکُمْ اَنْ تُضَارُّوْهُنَّ حَتّٰی یَفْتَدِیْنَ مِنْکُمْ وَیَخْتَلِعْنَ ﴿وعاشروهن بالمعروف﴾ اَیْ بِالْاِجْمَالِ فِی الْقَوْلِ وَالنَّفَقَةِ وَالْمَبِیْتِ ﴿فان کرهتموهن﴾ فَاصْبِرُوْا ﴿فعسی ان تکرهوا شیئا ویجعل اللہ فیه خیرا کثیرا(۱۹)﴾ وَلَعَلَّهٗ یَجْعَلُ فِیْهِنَّ ذٰلِکَ بِاَنْ یَّرْزُقَکُمْ مِّنْهُنَّ وَلَدًا صَالِحًا ﴿وان اردتم استبدال زوج مکان زوج﴾ اَیْ اَخْذِ بَدْلِهَا بِاَنْ طَلَّقْتُمُوْهَا ﴿و﴾ قَدْ ﴿اتیتم احدهن﴾ اَیِ الزَّوْجَاتِ ﴿قنطارا﴾ مَالًا کَثِیْرًا صَدَاقًا ﴿فلا تاخذوا منه شیئا اتاخذونه بهتانا﴾ ظُلْمًا ﴿واثما مبینا(۲۰)﴾ بَیِّنًا، وَنَصْبُهُمَا عَلَی الْحَالِ وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلتَّوْبِیْخِ وَلِلْاِنْکَارِ فِیْ قَوْلِهٖ ﴿وکیف تاخذونه﴾ اَیْ بِاَیِّ وَجْهٍ ﴿وقد افضی﴾ وَصَلَ ﴿بعضکم الی بعض﴾ بِالْجِمَاعِ الْمُقَرِّرِ لِلْمَهْرِ ﴿واخذن منکم میثاقا﴾ عَهْدًا ﴿غلیظا(۲۱)﴾ شَدِیْدًا وَّهُوَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ مِنْ اِمْسَاکِهِنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحِهِنَّ بِاِحْسَانٍ ﴿ولا تنکحوا ما﴾ بِمَعْنٰی مَنْ ﴿نکح اباؤکم من النساء الا﴾ لٰکِنْ ﴿ما قد سلف﴾ مِنْ فِعْلِکُمْ ذٰلِکَ فَاِنَّهٗ مَعْفُوٌّ عَنْهُ ﴿انه﴾ اَیْ نِکَاحَهُنَّ ﴿کان فاحشة﴾ قَبِیْحًا ﴿ومقتا﴾ سَبَبًا لِّلْمَقْتِ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ اَشَدُّ الْبُغْضِ ﴿وساء﴾ بِئْسَ ﴿سبیلا(۲۲)﴾ طَرِیْقًا ذٰلِکَ۔

﴿ترجمہ﴾

اور جو بدکاری (یعنی زنا) کریں تمہاری عورتوں میں سے ان پر خاص اپنے میں کے چار مردوں کی گواہی لو (یعنی مسلمان مردوں

کی.....۱.....) پھر اگر وہ گواہی دے دیں (ان عورتوں کے خلاف زنا کرنے کی) تو ان عورتوں کو بند رکھو (یعنی انہیں قید کرلو) گھروں میں (اور انہیں لوگوں کے میل جول سے روک دو) یہاں تک کہ انہیں موت (یعنی موت کے فرشتے) اٹھالے یا (او بمعنی الـــی ان ہے) اللہ انکی کچھ راہ نکالے (اس سے نکلنے کی، یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا بعد میں باکرہ کو سو کوڑے مارنے اور ایک سال کیلئے جلاوطن کردینے اور محصنہ کو رجم کرنے کی راہ نکالی گئی اور حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھ سے سیکھو، مجھ سے سیکھو، اللہ ﷻ نے عورتوں کے زنا کے بارے میں راہ نکال دی ہے۔'' اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے) اور تم میں جو (لفظ الـــذان نون کی تخفیف وتشدید دونوں کے ساتھ ہے) مرد وعورت ایسا کام (یعنی بے حیائی کا خواہ زنا یا لواطت.....۲.....) کریں (یعنی تمہارے مردوں سے) تو ان دونوں کو ایذا دو (انہیں برا بھلا کہو اور جوتیاں مارو) پھر اگر وہ توبہ کرلیں (اس برائی سے) اور اصلاح کرلیں (اپنے عمل کی) تو انکا پیچھا چھوڑ دو (انکو اذیت نہ دو) بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا (ہے، اسکی جو توبہ کرے) مہربان ہے (اگر فاحشہ سے مراد زنا ہو تو یہ اذیت وحبس وغیرہ حد زنا سے منسوخ ہے اور اگر اس سے مراد لواطت ہے تب بھی امام شافعی کے نزدیک حد زنا سے منسوخ ہے اور انکے نزدیک فقط فاعل کو رجم کیا جائے مفعول بہ اگرچہ محصن ہو اسکو رجم نہیں کیا جائیگا بلکہ کوڑے مارے جائیں گے اور جلاوطن کیا جائیگا اور یہاں فاحشۃ کا معنی زنا کے بجائے لواطت مراد لینا زیادہ ظاہر ہے کیونکہ لفظ الذان میں ساری ضمیریں تثنیہ استعمال کی گئی ہیں مگر اول نظریہ کے قائل کہتے ہیں کہ ضمیر تثنیہ سے مراد زانی اور زانیہ ہیں مگر دوسرے اسکی تردید میں مـــن کو بطور بیانیہ بیان کرتے ہیں جو ضمیر رجـــال پر داخل ہے اور اذیت دینے، توبہ کرنے اور ان سے اعراض کرنے میں شریک ہونا بھی اسکی دلیل ہے کہ یہ تینوں چیزیں مردوں کے ساتھ خاص ہیں کیونکہ بدکار عورتوں کو قید کرنے کا بیان تو گزر چکا) وہ توبہ جسکا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کرلیا ہے (یعنی اس نے اپنی ذات پر اپنے فضل سے اسکا قبول کرنا لکھ دیا ہے) وہ انہیں کی ہے جو کر بیٹھیں برائی (یعنی معصیت) نادانی سے (بـــجهـــالة حال ہے بمعنی نادانی کرتے ہوئے، جب وہ اپنے رب کی نافرمانی کرجائیں) پھر تھوڑی دیر میں توبہ کرلیں (حالت غرغرہ سے پہلے) ایسوں پر اللہ اپنی رحمت سے رجوع کرتا ہے (انکی توبہ قبول فرماتا ہے) اور اللہ علم رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق کا) اور حکمت والا ہے (اپنی مخلوق کے معاملات فرمانے میں) اور وہ توبہ انکی نہیں جو برائیوں (گناہوں) میں لگے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے (یعنی حالت نزع طاری ہو تو.....۳.....) کہے (موجودہ حالت کے مشاہدہ کے وقت) اب میں نے توبہ کی (تو اس وقت کی توبہ نفع نہ دے گی اور نہ اس سے قبول کی جائے گی) اور نہ انکی جو کافر مریں (اور آخرت میں عذاب دیکھنے کے وقت توبہ کریں انکی توبہ بھی اس وقت قبول نہ کی جائیگی) انکے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (الیم بمعنی مـؤلـم ہے) اے ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ عورتوں کے وارث بن جاؤ (یعنی انکی ذات کے) زبردستی (لفظ کـرهـا فتح اور ضمہ دونوں لغتوں کے ساتھ ہے تقدیر عبارت یہ ہے کہ مـکـرهـیـهـن علی ذلک یعنی عورتوں کو اس پر مجبور کرتے ہوئے، زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنے عزیز واقرباء کی عورتوں کے زبردستی وارث بن جاتے تھے اگر چاہتے تو بلا مہر انکی شادی کسی سے بھی کردیتے اور اگر چاہتے تو خود ان سے شادی کرکے مہر کھا جاتے یا انہیں بے نکاح ہی رکھ چھوڑتے کہ وہ اپنی جان چھڑانے کیلئے فدیہ میں وہ رقم دے دیتیں جس کی وہ وارث ہوتیں یا انکی

موت تک انکو چھوڑے رکھتے تا کہ خود انکے اموال کے وارث بن سکیں ان لوگوں کو ان تمام کاموں سے منع کیا گیا) اور عورتوں کو روکو نہیں (یعنی نقصان پہنچانے کیلئے اپنی عورتوں کو زبردستی کسی دوسرے سے نکاح کرنے سے مت روکو جبکہ تمہیں ان میں کوئی رغبت نہ ہو) اس نیت سے کہ جو (مہر) ان کو دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو مگر اس صورت میں کہ صریح بے حیائی کا کام کریں (لفظ مبینۃ یاء کے فتح اور کسرہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے یعنی یا تو وہ بے حیائی ایسی ہوگی کہ اس پر گواہی قائم ہو جائے وہ بے حیائی مکمل طور پر واضح ہوگی مثلاً زنا کرنا یا نافرمانی کرنا تو اب تم انہیں کچھ تکلیف دو یہاں تک کہ وہ کچھ فدیہ دیں اور خلع کر لیں) اور ان سے اچھا برتاؤ کرو (یعنی بات چیت، نفقہ اور رات گزارنے میں انکے ساتھ اچھی طرح پیش آؤ) پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں (تو صبر کرو) تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے (شاید وہ تمہیں ان ناپسندیدہ عورتوں سے اولاد صالح عطا فرمائے) اور اگر تم ایک بی بی کے بدلے دوسری بدلنا چاہو (یعنی ایک کو طلاق دیکر دوسری سے نکاح کرنا چاہو) اور (تحقیق) دے چکے اسے (یعنی پہلی بیوی کو) ڈھیروں مال (بطور مہر) تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو، کیا اسے واپس لوگے جھوٹ باندھ کر (یعنی ظلم کرتے ہوئے) اور کھلے گناہ سے (مبینا بمعنی بینا اور لفظ بهتانا اور اثما "مبینا" کا منصوب ہونا بر بنائے حال ہے، استفہام توبیخ کیلئے ہے اور اگلے جملے میں استفہام انکاری ہے) اور کیونکر اسے واپس لوگے (یعنی کس وجہ سے اسے واپس لوگے) حالانکہ بے پردہ ہو لئے (یعنی مل چکے) تم میں ایک دوسرے کے سامنے (جماع کر کے جو مہر لازم کر دیتا ہے.......) اور وہ تم سے لے چکیں وعدہ (یعنی عہد) گاڑھا (یعنی سخت، اس سے مراد اللہ عزوجل کا حکم ہے کہ بیویوں کو اچھے طریقے سے اپنے پاس رکھو یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دو) اور نکاح نہ کرو (ما بمعنی من ہے) اپنے باپ دادا کی منکوحہ سے مگر جو ہو گزرا (تمہارا وہ فعل معاف ہے) وہ بیشک (یعنی ان عورتوں سے نکاح کرنا) بے حیائی (یعنی قبیح) اور غضب کا کام ہے (یعنی اللہ کے غضب کو ابھارنے والا کام ہے اور اللہ کو سخت ناپسند ہے) اور یہ بہت بری (ساء بمعنی بئس ہے) راہ (یعنی طریقہ ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والتی یاتین الفاحشة من نساء کم فاستشهدوا علیهن اربعة منکم﴾

و: مستانفه، التی: موصول، یاتین الفاحشة من نساء کم: جملہ فعلیہ ہو کر صلہ......ملکر مبتدا، ف: رابطہ، استشهدوا علیهن اربعة منکم: جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان شهدوا فامسکوهن فی البیوت حتی یتوفهن الموت او یجعل الله لهن سبیلا﴾

ف: مستانفه، ان: شرطیہ، شهدوا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، امسکوهن: فعل با فاعل ومفعول، فی البیوت: ظرف لغو، حتی: جار، ان: مقدرہ، یتوفهن الموت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، یجعل الله لهن سبیلا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، سب ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿والذن یاتینها منکم فاذوهما فان تابا واصلحا فاعرضوا عنهما﴾

و: عاطفہ،الذان: موصول،اتینھا منکم: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا،ف: جزائیہ،اذوھما: جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ، ف: مستانفہ،ان: شرطیہ،تابا و اصلحا: معطوف علیہ ومعطوف ملکر شرط،ف: جزائیہ،اعرضوا عنھما: جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط ......ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان اللہ کان توابا رحیما انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجھالۃ ثم یتوبون من قریب﴾

ان: حرف مشبہ،اللہ: اسمِ جلالت اسم،کان توابا رحیما: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، انما: کافہ مکفوفہ،التوبۃ: ذوالحال،علی اللہ: حال ملکر مبتدا،لام: جار،الذین: موصول،یعملون السوء بجھالۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ثم: عاطفہ، یتوبون ......الخ: معطوف ملکر صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاولئک یتوب اللہ علیھم و کان اللہ علیما حکیما﴾

ف: مستانفہ،اولئک: مبتدا،یتوب اللہ: فعل بافاعل،علیکم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ،و کان اللہ علیما حکیما: جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ولیست التوبۃ للذین یعملون السیات﴾

و: عاطفہ،لیست: فعل ناقص،التوبۃ: اسم،لام: جار،الذین: موصول،یعملون السیات: جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،اپنے موصول سے ملکر مجرور،جار مجرور ملکر ظرف مستقر خبر،فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الئن﴾

حتی: جار،اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط ،حضر احدھم الموت: جملہ فعلیہ شرط ،قال: قول،انّ: حرف مشبہ،ی: اسم،تبت: فعل بافاعل،الئن: ظرف،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،اپنے قول سے ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مجرور،جار مجرور ملکر ظرف لغو یعملون کیلئے۔

﴿ولا الذین یموتون وھم کفار اولئک اعتدنا لھم عذابا الیما﴾

و: عاطفہ،لا: نافیہ،الذین: موصول،یموتون: فعل،واو ضمیر ذوالحال،وھم کفار: حال،ملکر فاعل یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر ماقبل الذین یعملون پر معطوف ہے،اولئک: مبتدا،اعتدنا: فعل بافاعل ،لھم: ظرف لغو،عذابا الیما: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿یایھا الذین امنوا لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرھا﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ،لایحل: فعل نفی،لکم: ظرف لغو،ان: مصدریہ،ترثوا: فعل بافاعل،النساء: ذوالحال،

کرھا: حال، ملکر مفعول، ملکر بتاویل مصدر فاعل یحل کا، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿و لاتعضلوھن لتذھبوا ببعض ما اتیتموھن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ وعاشروھن بالمعروف﴾

و: عاطفہ، لا تعضلوا: فعل بافاعل، ھن: مستثنی منہ، الا: للاستثناء، ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ: جملہ بتاویل مصدر مستثنی، ملکر مفعول، لام: جار، تذھبوا ببعض ما اتیتموھن: جملہ فعلیہ ہوکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ معطوف ترٹوا پر، و عاشروھن بالمعروف: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿فان کرھتموھن فعسی ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا﴾

ف: عاطفہ، ان: شرطیہ، کرھتموھن: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، عسی: فعل مقاربہ تامہ، ان: مصدریہ، تکرھوا شیئا: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر فاعل، عسی، اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان اردتم استبدال زوج مکان زوج واتیتم احدھن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا﴾

و: استئنافیہ، ان: شرطیہ، اردتم: فعل، و اؤضمیر ذوالحال، استبدال: مضاف، زوج: مضاف الیہ، مرکب اضافی ہوکر مفعول، مکان زوج: مرکب اضافی ظرف باستبدال، و: حالیہ، اتیتم احدھن قنطارا: جملہ فعلیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط، فلا تاخذونہ: جملہ فعلیہ جواب شرط، جواپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اتاخذونہ بھتانا واثما مبینا﴾

ھمزہ: حرف استفہام، تاخذون: فعل واوضمیر فاعل، ہ: ضمیر مفعول، بھتانا واثما مبینا: معطوف علیہ ومعطوف ملکر مفعول لہ، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وکیف تاخذونہ وقد افضی بعضکم الی بعض واخذن منکم میثاقا غلیظا﴾

و: عاطفہ، کیف: بمعنی ای حالۃ حال مقدم، تاخذونہ: فعل، واؤضمیر ذوالحال، ہ: ضمیر مفعول، و: حالیہ، افضی: فعل، بعضکم: فاعل، الی بعض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و اخذن ...... الخ: جملہ فعلیہ ماقبل وقد افضی پر معطوف ہے۔

﴿ولا تنکحوا مانکح اباوکم من النساء الاما قد سلف﴾

و: مستانفہ، لا تنکحوا: فعل بافاعل، ما: موصولہ، نکح: فعل، اباء کم: فاعل، من النساء: ظرف مستقر حال ہے فاعل سے فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر مستثنی منہ، الا: حرف استثناء، ما: موصولہ، قد سلف: جملہ فعلیہ

ہوکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر مستثنیٰ، اپنے مستثنیٰ منہ سے ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿انه كان فاحشة ومقتا وساء سبيلا﴾

آن: حرف مشبہ، ہ: ضمیر اسم، کان فاحشة و مقتا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ساء سبیلا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یایها الذین امنوا لا یحل لکم ...... ☆ زمانہ جاہلیت کے لوگ مال کی طرح اپنے اقارب کی بیبیوں کے بھی وارث بن جاتے تھے۔ پھر اگر چاہتے تو بے مہر انہیں اپنی زوجیت میں رکھتے یا کسی اور کے ساتھ شادی کر دیتے اور خود مہر لے لیتے یا انہیں قید کر کے رکھتے کہ جو ورثہ انہوں نے پایا ہے وہ دے کر رہائی حاصل کریں یا مر جائیں تو یہ انکے وارث ہو جائیں غرض وہ عورتیں بالکل انکے ہاتھ میں مجبور ہوتی تھیں اور اپنے اختیار سے کچھ بھی نہ کر سکتی تھیں اس رسم کو مٹانے کیلئے یہ آیت نازل فرمائی گئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

فحاشی اور اسکی حد:

ا......اس آیت مبارکہ میں فاحشة سے مفسرین کرام نے زنا مراد لیا ہے۔ لہٰذا ہم یہاں حد زنا سے متعلق بحث کریں گے۔ چنانچہ پہلے ہم حد کی لغوی اور شرعی تعریف کرتے ہیں پھر اسکے تحت بقدر مناسب کلام کریں گے۔ قال الحد لغة: هو المنع وفي الشرعية: هو العقوبة المقدرة حقا لله تعالى لغت میں حد روکنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں وہ سزا جو اللہ ﷻ کے حق کی خاطر مقرر کی گئی ہو۔ (الهداية، کتاب الحدود، ج ٤، ص ٦٨)

صاحب قدوری فرماتے ہیں کہ زنا گواہی اور اقرار سے ثابت ہوتا ہے چنانچہ گواہی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی مرد اور عورت پر زنا کو ثابت کرنے کیلئے چار گواہ (مرد مومن، آزاد، عادل) پیش کرے تو امام ان چاروں گواہوں سے زنا کے بارے میں سوالات کرے گا کہ زنا کہاں ہوا؟ کیسے ہوا؟ کب ہوا؟ کس نے کس کے ساتھ کیا؟ جب وہ چاروں گواہ اس بارے میں بیان دیدیں گے کہ ہم نے فلاں کو اپنی آنکھوں سے فلاں کیساتھ وطی کرتے اس طرح دیکھا جیسے سوئی کے ناکے میں دھاگہ ڈالا جاتا ہے۔ اور اقرار یہ ہے کہ عاقل، بالغ شخص اپنی ذات پر چار مرتبہ چار مجلسوں میں اقرار کرے پھر جب وہ چار مرتبہ اقرار کرلے گا تو قاضی اس سے زنا کے بارے میں سوال کرے گا کہ وہ کب، کہاں، کیسے، کس سے ہوا؟ جب وہ شخص یہ سارے بیانات دے چکے گا تو اس پر حد زنا نافذ کی جائے گی چنانچہ شادی شدہ مرد وعورت اگر زنا کے مرتکب ہوں تو انہیں رجم کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جائیں اور غیر شادی شدی مرد وعورت اگر یہ کام کریں تو انہیں سو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور غلام نے زنا کیا تو اسے پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔

(القدوری، کتاب الحدود، ص ٢٠٤، ٢٠٥ ملخصاً)

مرد کو کوڑے لگاتے وقت اسکے کپڑے اتار دیئے جائیں گے سوائے تہبند کے اور اسکے جسم پر کوڑے مارے جائیں گے نہ کہ

چہرے، سر اور فرج پر اور مرد کو کوڑے مارتے وقت کھڑا رکھا جائے جبکہ عورت کو کوڑے مارتے وقت اسکے کپڑے نہیں اتارے جائیں گے بلکہ اسے بٹھا کر کوڑے مارے جائیں گے۔ (کنز الدقائق، کتاب الحدود، ص ۱۶۴)

ایسے مرد و عورت جن کو رجم کیا گیا ہو کیا انکی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟

اس بارے میں حدیثِ پاک ہماری رہنمائی کرتی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اصنعوا به كما تصنعون بموتاكم یعنی تم انکے ساتھ وہی معاملہ کرو جیسا تم اپنے مردوں کیساتھ کرتے ہو''۔ (الهداية، كتاب الحدود، فصل في كيفية الحد، ج ٤، ص ٧٥)

غیر محل میں وطی کرنے کے احکامات:

۲...... اگر کوئی شخص غیر محل میں وطی کرے یا قوم لوط والا عمل کرے تو ایسے شخص پر امام اعظم کے نزدیک حد متعین نہ ہوگی بلکہ اس پر تعزیر ہوگی۔ اور جامع الصغیر میں ہے کہ اسے قید کیا جائے گا اور صاحبین نے کہا کہ یہ بھی زنا کی طرح ہے لہذا حد نافذ کی جائے گی اور یہی امام شافعی کا ایک قول ہے اور امام شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ دونوں کو ہر حال میں قتل کر دیا جائے کیونکہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اقتلوا الفاعل و المفعول یعنی فاعل و مفعول دونوں کو قتل کر دیا جائے''۔

(الهداية، كتاب الحدود، باب الوطء الذي يوجب الحد، ج ٤، ص ٩٢)

بہتان اٹھانا، ناجائز طور پر آبرو لینا، جعل دغا فریب یہ سب باتیں گناہ ہیں خواہ اپنی عورت کے ساتھ ہوں خواہ کسی اور کے ساتھ، اور ان گناہوں کے لئے شرع نے کوئی حد مقرر نہ فرمائی تو ان میں سزائے تعزیر ہے جس کا اختیار حاکم شرع کو ہے، جو سزا مناسب جانے دے، مگر مارے تو انتالیس ۳۹ کوڑوں سے زیادہ نہ مارے، اور امام ابو یوسف کے نزدیک پچھتر ۷۵، اور اسی پر فتوی ہے اشباہ میں ہے ضابطة التعزير كل معصية ليس فيها حد مقدر ففيه التعزير یعنی ضابطہ تعزیر یہ ہے کہ جس گناہ کے لئے کوئی حد مقرر نہ ہو اس پر تعزیر ہے۔ (الفتاوى الرضوية، كتاب الحدود و التعزير، ج ١٣، ص ٦١٥)

موت کے وقت کی جانے والی توبہ کا حکم:

۳...... حالت غرغرہ کے وقت جبکہ کسی مریض کے منہ میں کوئی پینے کی چیز ڈالی جائے تو وہ حلق سے ہی واپس آجائے اور پیٹ تک نہ پہنچے اور وہ اس پینے والی چیز کو نگلنے پر قادر نہ ہو۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب روح حلق تک پہنچ جاتی ہے۔ جو لوگ برے اعمال کرتے ہیں (اس میں کفار اور گناہ گار مومن سب شامل ہیں) اس وقت کی توبہ قبول نہیں ہوتی کہ جب موت کا وقت قریب آجائے خطیب کی عبارت میں یہ ہے کہ ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو برے اعمال یعنی گناہ کرتے ہیں جبکہ انکی موت کا وقت آجائے۔

(الحمل، ج ٢، ص ٢٠٨،٢٠٧)

☆...... ضحاک سے مروی ہے کہ ہر توبہ جو موت کے وقت کی جائے وہ قریب ہے اور ابن عباس فرماتے ہیں کہ ملک الموت کو دیکھنے سے پہلے کی توبہ قریب کہلاتی ہے۔ انہیں سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ یعنی اللہ ﷻ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک کہ وہ حالت نزع کو نہ پہنچ جائے۔

(ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، ص ٧٠٤)

مہر کب مؤکد ہوتاہے؟

ﷺ......احناف کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ خلوت صحیحہ سے مہر لازم آتا ہے اس کی مزید صراحت بہار شریعت کے متذکرہ مسئلہ سے بھی ہوتی ہے ''نکاح میں مہر ذکر ہی نہ ہوا یا مہر کی نفی کردی کہ بلا مہر نکاح کیا تو نکاح ہو جائے گا اور اگر خلوت صحیحہ ہوگئی یا دونوں میں سے کوئی مرگیا تو مہر مثل واجب ہے بشرط یہ کہ بعد عقد آپس میں کوئی مہر طے نہ پا گیا ہو اور اگر طے ہو چکا تو وہی طے شدہ ہے یو ہیں اگر قاضی نے مقرر کردیا تو جو مقرر کردیا وہ ہے اور ان دونوں صورتوں میں مہر جس چیز سے مؤکد ہوتا ہے مؤکد ہو جائے گا اور مؤکد نہ ہوا بلکہ خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق ہوگئی تو ان دونوں صورتوں میں بھی ایک جوڑا کپڑا واجب ہے یعنی کرتا پاجامہ ڈوپٹا جس کی قیمت نصف مہر مثل سے زیادہ نہ ہو اور زیادہ ہو تو مہر مثل کا نصف دیا جائے اگر شوہر مالدار ہو اور ایسا جوڑا بھی نہ ہو جو پانچ درہم سے کم قیمت کا ہو۔ اگر شوہر محتاج ہو، اگر مرد وعورت دونوں مالدار ہوں تو جوڑا اعلیٰ درجے کا ہو اور دونوں محتاج ہوں تو معمولی اور ایک مالدار ہو ایک محتاج تو درمیانی''۔ (بہار شریعت، کتاب النکاح، حصہ ہفتم، ص ۳۳)

اغراض:

ای من رجالکم المسلمین: یعنی آزاد، عورتوں، غلاموں اور بچوں کی گواہی قابل قبول نہیں ہوتی اور شہادت کے لئے وقت، رویئت اور مکان کے متحد ہونے کی شرط ہے اگر چہ شہادت کی حد لگانے میں اختلاف شی پایا جائے۔ عند الشافعی: امام مالک کے نزدیک مطلق لواطت کرنے والے کو رجم کردیا جائے گا چاہے فاعل ہو یا مفعول، شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ جبکہ دونوں بالغ ومختار ہوں، اور امام اعظم کے نزدیک اسے شاہق یعنی سانڈ سے مارا جائے یا اس پر دیوار پھینک دی جائے، (امام اعظم کے نزدیک لواطت کرنے والے پر حد نہیں بلکہ تعزیر ہے)۔ والّلذان: کہا جاتا ہے کہ اس میں مردوں کا عورتوں پر غلبہ ہے۔ او نشوز: یعنی عورت شوہر کی فرمانبرداری سے نکل جائے۔ الاجمال فی القول: یعنی اچھی بات کرے۔ ذلک: مخصوص بالذم کی جانب اشارہ ہے معنی یہ ہے کہ جس نے حرمت نازل ہونے کے بعد باپ کی ماں سے نکاح کیا اس نے بہت بُرا فعل کیا اور اللہ کے ہاں شدید غضب کا مستحق ہوا اور بُرے طریقے پر چلا۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۱۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۵

﴿حرمت علیکم امھتکم﴾ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَشَمَلَتِ الْجَدَّاتُ مِنْ قِبَلِ الْاَبِ اَوِ الْاُمِّ ﴿وبنتکم﴾ وَشَمَلَتْ بَنَاتُ الْاَوْلَادِ وَاِنْ سَفَلْنَ ﴿واخوتکم﴾ مِنْ جِهَةِ الْاَبِ اَوِ الْاُمِّ ﴿وعمتکم﴾ اَیْ اَخَوَاتُ اٰبَائِکُمْ وَاَجْدَادِکُمْ ﴿وخلتکم﴾ اَیْ اَخَوَاتُ اُمَّهَاتِکُمْ وَجَدَّاتِکُمْ ﴿وبنت الاخ وبنت الاخت﴾ وَتَدْخُلُ فِیْهِنَّ بَنَاتُ اَوْلَادِهِنَّ ﴿وامھتکم التی ارضعنکم﴾ قَبْلَ اِسْتِکْمَالِ الْحَوْلَیْنِ خَمْسَ رَضَعَاتٍ کَمَا بَیَّنَهُ الْحَدِیْثُ ﴿واخوتکم من الرضاعة﴾ وَیُلْحَقُ بِذٰلِکَ بِالسُّنَّةِ الْبَنَاتُ مِنْهَا وَهُنَّ مَنْ اَرْضَعَتْهُنَّ مَوْطُوْءَتُهٗ وَالْعَمَّاتُ وَالْخَالَاتُ وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ مِنْهَا لِحَدِیْثِ "یُحْرَمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا یُحْرَمُ مِنَ النَّسَبِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ ﴿وامھت نسائکم وربائبکم﴾ جَمْعُ رَبِیْبَةٍ وَّهِیَ بِنْتُ الزَّوْجَةِ مِنْ غَیْرِهٖ ﴿التی فی حجورکم﴾

تَربَّوْنَهَا صِفَةٌ مُّوَافَقَةٌ لِّلْغَالِبِ فَلا مَفْهُوْمَ لَهَا ﴿من نسائكم التى دخلتم بهن﴾ اَىْ جَامَعْتُمُوْهُنَّ ﴿فان لم تكونوا دخلتم بهن فلا جناح عليكم﴾ فِىْ نِكَاحِ بَنَاتِهِنَّ اِذَا فَارَقْتُمُوْهُنَّ ﴿وحلائل﴾ اَزْوَاجُ ﴿ابنائكم الذين من اصلابكم﴾ بِخِلَافِ مَنْ تَبَنَّيْتُمُوْهُمْ فَلَكُمْ نِكَاحُ حَلَآئِلِهِمْ ﴿وان تجمعوا بين الاختين﴾ مِنْ نَّسَبٍ اَوْ رِضَاعٍ بِالنِّكَاحِ وَيُلْحَقُ بِهِنَّ بِالسُّنَّةِ اَلْجَمْعُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ عَمَّتِهَا اَوْ خَالَتِهَا وَيَجُوْزُ نِكَاحُ كُلِّ وَاحِدَةٍ عَلَى الْاِنْفِرَادِ وَمَلْكُهُمَا مَعًا وَّيَطَأُ وَاحِدَةً ﴿الا﴾ لٰكِنْ ﴿ما قد سلف﴾ فِى الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ نِكَاحِكُمْ بَعْضَ مَا ذُكِرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْهِ ﴿ان الله كان غفورا﴾ لِمَا سَلَفَ مِنْكُمْ قَبْلَ النَّهْيِ ﴿رحيما(۲۳)﴾ بِكُمْ فِىْ ذٰلِكَ۔

﴿ترجمہ﴾

حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں (یعنی تمہارا ان سے نکاح کرنا اور اس حکم میں جدات یعنی دادیاں اور نانیاں بھی شامل ہیں) اور بیٹیاں (اس حکم میں بیٹیوں کی اولاد بھی شامل ہے خواہ وہ کتنی ہی نیچے درجے میں ہوں) اور بہنیں (باپ شریک یا ماں شریک) اور پھوپھیاں (یعنی خواہ وہ باپ کی بہنیں ہوں یا دادا کی) اور خالائیں (چاہے تمہاری ماں کی بہنیں ہوں یا نانی کی) اور بھتیجیاں اور بھانجیاں (اس حکم میں انکی اولاد بھی شامل ہے) اور تمہاری مائیں جنہوں نے دودھ پلایا ہے (دو سال کی مدت پوری ہونے سے قبل پانچ گھونٹ ......[1] جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے) اور دودھ کی بہنیں (حدیثِ پاک میں ہے کہ "رضاعت سے وہ تمام رشتے حرام ہوجاتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں۔" اسے امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا، حکم میں دودھ شریک بیٹیاں، پھوپھیاں، خالائیں بھتیجیاں اور بھانجیاں بھی بذریعہ سنت داخل ہیں) اور تمہاری عورتوں کی مائیں اور انکی بیٹیاں (لفظ ربائب "ربيبة" کی جمع ہے بمعنی عورت کی وہ لڑکی جو پہلے شوہر سے ہو) جو تمہاری گود میں ہیں (یعنی تمہارے زیر پرورش ہونا غالب صفت کا بیان ہے، یہ قید اتفاقی ہے احترازی نہیں) ان بی بیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو (دخلتم بهن بمعنی جامعوهن ہے) تو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو انکی بیٹیوں میں حرج نہیں (انکی بیٹیوں سے نکاح کرنے میں جبکہ تم ان سے جدا ہو چکے ہو) اور بیبیاں (حلائل بمعنی ازواج ہے) تمہاری نسلی بیٹوں کی (بخلاف متبنیٰ کے کہ اسکی بیوی سے تمہیں نکاح کرنا حلال ہے) اور دو بہنیں اکٹھی کرنا نکاح میں (خواہ وہ نسبی ہوں یا رضاعی، از روئے حدیث اسی حکم میں بیوی کی پھوپھی اور خالہ کو شامل کر دیا گیا ہے البتہ انفرادی طور پر ان سے نکاح جائز ہے اور ان عورتوں کو ملک میں جمع کرنا بھی جائز ہے تاہم صحبت کی اجازت ایک سے ہوگی) مگر (الا بمعنی لکن ہے) جو ہو گزرا (جاہلیت کے دور میں کہ بعض مذکورہ عورتوں سے تم نے نکاح کر لیا تھا تو اس پر تمہیں کوئی گناہ نہیں) بیشک اللہ بخشنے والا (ہے، جو تم سے ممانعت سے پہلے ہو چکا) مہربان ہے (تم پر اس بارے میں)

﴿ترکیب﴾

﴿حرمت علیکم امھتکم وبنتکم واخوتکم وعمتکم وخلتکم وبنت الاخ وبنت الاخت﴾

حرمت: فعل مجہول، علیکم: ظرف لغو، وبنتکم: معطوف اول، واخواتکم: معطوف ثانی، وعمتکم: معطوف ثالث، وخلتکم: معطوف رابع، وبنت الاخ: معطوف خامس، وبنت الاخت: معطوف سادس، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر نائب الفاعل، فعل اپنے نائب الفاعل اور ظرف سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وامھتکم التی ارضعنکم واخوتکم من الرضاعة وامھت نسائکم﴾

و: عاطفہ، امھتکم التی ارضعنکم: موصوف صفت ملکر ماقبل نائب الفاعل پر معطوف، واخواتکم من الرضاعة: موصوف صفت ملکر ماقبل پر معطوف، وامھت نساء کم: مضاف مضاف الیہ ملکر ماقبل پر معطوف۔

﴿وربائبکم التی فی حجورکم من نساء کم التی دخلتم بھن﴾

و: عاطفہ، ربائبکم التی فی حجورکم: موصوف صفت ملکر ذوالحال، من نسائکم ......الخ: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿فان لم تکونوا دخلتم بھن فلاجناح علیکم﴾

ف: مستانفہ، ان: شرطیہ، لم تکونوا: فعل ناقص باسم، دخلتم بھن: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط، ف: جزائیہ، لا: نفی جنس، جناح: اسم، علیکم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم﴾

و: عاطفہ، حلائل: مضاف، ابنائکم الذین من اصلابکم: مضاف الیہ ملکر وربائبکم ماقبل پر معطوف۔

﴿وان تجمعوا بین الاختین الا ما قد سلف ان الله کان غفورا رحیما﴾

و: عاطفہ، ان: مصدریہ، تجمعوا: فعل بافاعل، بین الاختین: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر ماقبل پر معطوف، الا ما قد سلف: مستثنی ہے حرمت کے نائب الفاعل سے، ان اللّٰہ کان ......الخ: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

محرم عورتیں:

ا...... ہدایہ میں ہے کہ مدت رضاعت میں دودھ کم پیا یا زیادہ، حرمت رضاعت ثابت ہوجائے گی۔ امام شافعی کے نزدیک پانچ مرتبہ پینے سے ثابت ہوتی ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا "ایک یا دو چسکی دودھ پینے سے حرمت ثابت

نہیں ہوتی" اور ہماری دلیل اللہ عزوجل کا یہ فرمان ہے کہ ﴿وامھاتکم التی ارضعنکم یعنی تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا(النساء:۲۳)﴾ اور سید عالم ﷺ کا یہ فرمان کہ "جو چیز نسب سے حرام ہوتی ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہوتی ہے"۔

(الھدایة، کتاب الرضاع، ص ۱۱۹)

جس قدر عورتیں حرام ہیں ان میں سات تو نسب سے حرام ہیں یعنی ہر وہ عورت جسکی طرف باپ یا ماں کے ذریعے سے نسب رجوع کرتا ہو یعنی دادیاں، نانیاں خواہ قریب کی ہوں یا دور کی سب مائیں ہیں اور اپنی والدہ کے حکم میں داخل ہیں۔ پوتیاں اور نواسیاں کسی درجے کی ہوں بیٹیوں میں داخل ہیں۔ بہنیں چاہے سگی ہوں یا سوتیلی۔ اسکے علاوہ دودھ کے رشتے، شیر خوارگی کی مدت میں قلیل دودھ پیا جائے یا کثیر اسکے ساتھ حرمت متعلق ہو جاتی ہے۔ شیر خواری کی مدت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک تیس ماہ ہے اور صاحبین کے نزدیک دو سال، شیر خواری کی مدت کے بعد جو دودھ پیا جائے اس سے حرمت متعلق نہیں ہوتی اللہ عزوجل نے رضاعت یعنی شیر خواری کو نسب کے قائم مقام کیا ہے اور دودھ پلانے والی کو شیر خوار کی ماں اور اسکی لڑکی کو شیر خوار کی بہن فرمایا، اسی طرح دودھ پلائی کا شوہر شیر خوار کا باپ اور اسکا باپ شیر خوار کا دادا اور اسکی بہن شیر خوار کی پھوپھی اور اسکا ہر بچہ جو دودھ پلائی کے سوا اور کسی عورت سے بھی ہو خواہ وہ شیر خوار سے پہلے پیدا ہوا یا اسکے بعد وہ سب اسکے سوتیلے بھائی بہن ہیں۔ اور دودھ پلائی کی ماں شیر خوار کی نانی اور اسکی بہن اسکی خالہ اور اس شوہر سے اسکے جو بچے پیدا ہوں وہ شیر خوار کے رضاعی بھائی بہن اور اس شوہر کے علاوہ دوسرے شوہر سے جو ہوں وہ اسکے سوتیلے بھائی بہن ہیں۔ اس میں اصل یہ حدیث ہے کہ "یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا یَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ رضاع سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہیں"، اسلئے شیر خوار پر اسکے رضاعی ماں باپ اور انکے نسبی و رضاعی اصول و فروع سب حرام ہیں۔

محرمات صہریہ کا بیان بھی اس رکوع میں ملتا ہے: (۱)......بی بیوں کی مائیں، (۲)......بی بیوں کی بیٹیاں، (۳)......بیٹوں کی بیبیاں۔ بیبیوں کی مائیں صرف عقد نکاح سے حرام ہو جاتی ہیں خواہ وہ بیبیاں مدخولہ ہوں یا غیر مدخولہ ہوں۔ دو بہنوں سے نکاح کے ذریعے جماع کیا جائے یا ملک یمین کے ذریعے سے وطی میں اور حدیث شریف میں ہے پھوپھی بھتیجی اور خالہ، بھانجی کا نکاح میں جمع کرنا بھی حرام فرمایا گیا ہے۔ اور ضابطہ یہ ہے کہ نکاح میں ایسی دو عورتوں کا جمع کرنا حرام ہے جن میں سے ہر ایک کو مرد فرض کرنے سے دوسری اسکے لئے حلال نہ ہو جیسے کہ پھوپھی بھتیجی کہ اگر پھوپھی کو مرد تصور کریں تو چچا ہوا بھتیجی اس پر حرام ہے اور اگر بھتیجی کو مرد تصور کیا جائے تو بھتیجا ہوا پھوپھی اس پر حرام ہے، حرمت دونوں طرف ہے اور اگر صرف ایک طرف سے ہو تو جمع حرام نہ ہوگی جیسے کہ عورت اور اسکے شوہر کی لڑکی ان دونوں کو جمع کرنا حلال ہے کیونکہ شوہر کی لڑکی کو مرد تصور کیا جائے تو اسکے لئے باپ کی بیوی تو حرام ہے مگر دوسری طرف سے یہ بات نہیں ہے یعنی شوہر کی بیوی کو اگر مرد تصور کیا جائے تو یہ اجنبی ہوگا اور کوئی رشتہ ہی نہ رہے گا۔

(ماخوذ از، خزائن العرفان، حاشیة ٦٤ تا٧٢)

اغراض: شملت بنات الاولاد: بیٹے بیٹیاں دونوں مراد ہیں۔ خمس رضعات: متفرق اوقات میں، یہ امام شافعی اور امام احمد کا مسلک ہے اور امام اعظم اور امام مالک کے نزدیک حرمت کے لئے ایک ہی مُص کافی ہے۔ وجدا تکم: او پر تک۔ ای جامعتموھن: یہ امام شافعی کا مذہب ہے جب کہ امام مالک کے نزدیک حرمت کے لئے مطلق تلذذ یعنی لذت حاصل کرنا کافی ہے

(الصاوی، ج۲، ص ۲۱)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

رکوع نمبر: ا

﴿و﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ ﴿المحصنت﴾ اَیْ ذَوَاتُ الْاَزْوَاجِ ﴿من النساء﴾ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ قَبْلَ مُفَارَقَةِ اَزْوَاجِهِنَّ حَرَائِرَ مُسْلِمَاتٍ كُنَّ اَوْ لَا ﴿الاما ملكت ايمانكم﴾ مِنَ الْاِمَآءِ بِالسَّبْيِ فَلَكُمْ وَطْؤُهُنَّ وَاِنْ كَانَ لَهُنَّ اَزْوَاجٌ فِيْ دَارِ الْحَرْبِ بَعْدَ الْاِسْتِبْرَاءِ ﴿كتب الله﴾ نَصَبٌ عَلَى الْمَصْدَرِ اَیْ كُتِبَ ذٰلِکَ ﴿عليكم واحل﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ ﴿لكم ما وراء ذلكم﴾ اَیْ سِوٰی مَا حُرِّمَ عَلَيْكُمْ مِنَ النِّسَاءِ لِ ﴿ان تبتغوا﴾ تَطْلُبُوا النِّسَآءَ ﴿باموالكم﴾ بِصَدَاقٍ اَوْ ثَمَنٍ ﴿محصنين﴾ مُتَزَوِّجِيْنَ ﴿غير مسفحين﴾ زَانِيْنَ ﴿فما﴾ فَمَنِ ﴿استمتعتم﴾ تَمَتَّعْتُمْ ﴿به منهن﴾ مِمَّنْ تَزَوَّجْتُمْ بِالْوَطْيِ ﴿فاتوهن اجورهن﴾ مُهُوْرَهُنَّ الَّتِیْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ ﴿فريضة ولا جناح عليكم فيما تراضيتم﴾ اَنْتُمْ وَهُنَّ ﴿به من بعد الفريضة﴾ مِنْ حَطِّهَا اَوْ بَعْضِهَا اَوْ زِيَادَةٍ عَلَيْهَا ﴿ان الله كان عليما﴾ بِخَلْقِهٖ ﴿حكيما (۲۴)﴾ فِيْمَا دَبَّرَهٗ لَهُمْ ﴿ومن لم يستطع منكم طولا﴾ اَیْ غِنًا لِ ﴿ان ينكح المحصنت﴾ الْحَرَائِرِ ﴿المؤمنت﴾ هُوَ جَرْیٌ عَلَى الْغَالِبِ فَلَا مَفْهُوْمَ لَهٗ ﴿فمن ما ملكت ايمانكم﴾ يَنْكِحُ ﴿من فتيتكم المؤمنت والله اعلم بايمانكم﴾ فَاكْتَفُوْا بِظَاهِرِهٖ، وَكِلُوا السَّرَائِرَ اِلَيْهِ، فَاِنَّهُ الْعَالِمُ بِتَفْصِيْلِهَا وَرُبَّ اَمَةٍ تَفْضُلُ الْحُرَّةَ فِيْهِ وَهٰذَا تَاْنِيْسٌ بِنِكَاحِ الْاِمَاءِ ﴿بعضكم من﴾ اَیْ اَنْتُمْ وَهُنَّ سَوَآءٌ فِی الدِّيْنِ فَلَا تَسْتَنْكِفُوْا مِنْ نِكَاحِهِنَّ ﴿بعض فانكحوهن باذن اهلهن﴾ مَوَالِيْهِنَّ ﴿واتوهن﴾ اَعْطُوْهُنَّ ﴿اجورهن﴾ مُهُوْرَهُنَّ ﴿بالمعروف﴾ مِنْ غَيْرِ مَطْلٍ وَّنَقْصٍ ﴿محصنت﴾ عَفَائِفَ، حَالٌ ﴿غير مسفحت﴾ زَانِيَاتٍ جَهْرًا ﴿ولامتخذات اخدان﴾ اَخِلَّاءِ يَزْنُوْنَ بِهِنَّ سِرًّا ﴿فاذا احصن﴾ زُوِّجْنَ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ تَزَوَّجْنَ ﴿فان اتين بفاحشة﴾ زِنًا ﴿فعليهن نصف ما على المحصنت﴾ اَلْحَرَائِرِ الْاِبْكَارِ اِذَا زَنَيْنَ ﴿من العذاب﴾ اَلْحَدِّ فَيُجْلَدْنَ خَمْسِيْنَ وَيُغَرَّبْنَ نِصْفَ سَنَةٍ وَّيُقَاسُ عَلَيْهِنَّ الْعَبِيْدُ وَلَمْ يُجْعَلِ الْاِحْصَانُ شَرْطًا لِّوُجُوْبِ الْحَدِّ لِاِفَادَةِ اَنَّهٗ لَا رَجْمَ عَلَيْهِنَّ اَصْلًا ﴿ذلک﴾ اَیْ نِكَاحَ الْمَمْلُوْكَاتِ عِنْدَ عَدَمِ الطَّوْلِ ﴿لمن خشى﴾ خَافَ ﴿العنت﴾ الزِّنَا، وَاَصْلُهُ اَلْمُشَقَّةُ، سُمِّیَ بِهِ الزِّنَا لِاَنَّهٗ سَبَبُهَا بِالْحَدِّ فِی الدُّنْيَا وَالْعُقُوْبَةِ فِی الْاٰخِرَةِ ﴿منكم﴾ بِخِلَافِ مَنْ لَا يَخَافُ مِنَ الْاَحْرَارِ فَلَا يَحِلُّ لَهٗ نِكَاحُهَا وَكَذَا مَنِ اسْتَطَاعَ طُوْلَ حُرَّةٍ، وَعَلَيْهِ الشَّافِعِیُّ وَخَرَجَ بِقَوْلِهٖ (من فتيتكم المؤمنت) اَلْكَافِرَاتُ، فَلَا يَحِلُّ لَهٗ نِكَاحُهَا وَلَوْ عَدَمَ وَخَافَ ﴿وان تصبروا﴾ عَنْ نِكَاحِ الْمَمْلُوْكَاتِ ﴿خيرلكم﴾ لِئَلَّا يَصِيْرَ الْوَلَدُ رَقِيْقًا ﴿والله غفور رحيم (۲۵)﴾ بِالتَّوْسِعَةِ فِیْ ذٰلِکَ۔

﴿ترجمہ﴾

اور (حرام کی گئیں تم پر) محصنت (یعنی شوہروں والی) عورتیں......ا......(یعنی شادی شدہ عورتیں کہ اپنے شوہروں سے جدا ہونے سے پہلے تمہارا ان سے نکاح کرنا حرام ہے، خواہ وہ عورتیں آزاد مسلمان ہوں یا نہ ہوں) مگر کافروں کی عورتیں جو تمہاری ملک میں آ

جائیں (یعنی گرفتار شدہ باندیاں، تو استبراء کے بعد تمہارا ان سے وطی کرنا جائز ہے، اگرچہ دارالحرب میں انکے شوہر ہوں) لکھا ہوا ہے اللہ کا (لفظ کتب مفعول مطلق ہے کتب ذلک کیلئے) تم پر اور حلال کیا گیا (احل معروف اور مجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے) تمہارے لیے جو اسکے سوا ہیں (سوائے تم پر حرام کردہ عورتوں کے) کہ تلاش کرو (یعنی عورتوں کو طلب کرو) اپنے مالوں کے عوض (یعنی مہر یا ثمن کے عوض) پاک، امن بنتے (یعنی نکاح کرتے ہوئے) نہ کہ مستی نکالتے (یعنی زنا کرتے) پس (ما بمعنی من ہے) جو نفع اٹھایا تم نے (یعنی تمتع حاصل کیا) ان عورتوں سے (نکاح کے بعد وطی کرکے) تو انہیں انکی اجرت دو (یعنی جو مہر تم نے انکے لئے مقرر کیا ہے وہ انہیں دے دو)، تو اس میں گناہ نہیں اگر تمہارے آپس میں کچھ رضامندی ہو جائے (تم مردوں اور ان عورتوں میں) قرارداد کے بعد (کہ مہر کو مکمل معاف کرنا ہے یا اسکے بعض حصے کو یا اس میں مزید اضافہ کرنا ہے) بےشک اللہ علم رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق کا) اور حکمت والا ہے (ان تدبیروں میں جو وہ اپنی مخلوق کے لئے فرماتا ہے) اور جو تم میں زیادتی (یعنی غناء کی) طاقت نہ رکھے کہ (آزاد) مسلمان عورتوں سے نکاح کرے (یہ قید غالب الوقوع ہونے کے لحاظ سے لگائی گئی ہے، اسکا اعتبار نہیں) تو جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں (ان سے نکاح کرو) تمہاری مومنہ لونڈیاں اور اللہ جانتا ہے تمہارے ایمان کو (تو تم ظاہری ایمان کا اعتبار کرو اور مخفی اسرار اللہ کے سپرد کردو کیونکہ وہ تفصیلات کا جاننے والا ہے اور کتنی ہی باندیاں ایمان کے اعتبار سے آزاد عورتوں سے بہتر ہوتی ہیں، اس حکم میں باندیوں سے نکاح کرنے سے اُنس دلایا گیا ہے) تم میں ایک دوسرے سے ہے (یعنی تم اور وہ عورتیں دین میں برابر ہو تو ان سے نکاح میں عار محسوس نہ کرو) تو ان عورتوں سے انکے مالک (یعنی آقاؤں) کی اجازت سے نکاح کرو اور انہیں دو (یعنی عطا کرو) انکی اجرت (یعنی انکے مہر) بھلائی کے ساتھ (ٹال مٹول اور کمی کے بغیر) پاکدامن (محصنت غیر مسفحت، یہ اتوھن کی ضمیر سے حال ہے، عفیفه بمعنی پاک دامن عورت کے ہے) نہ بدکاری کرنے والی (یعنی اعلانیہ زنا کرنے والی) اور نہ پوشیدہ یار بناتی (یعنی نہ ایسے دوست بنانے والی جو چھپ کر اس سے زنا کرے) پس جب وہ نکاح میں آجائیں (یعنی زوجیت میں، ایک قرأت میں احصن فعل معروف بمعنی تزوجن ہے) پھر اگر وہ برا کام کریں (یعنی زنا کریں) تو ان پر آدھا ہے جو آزاد عورتوں پر ہے (محصنت بمعنی آزاد کنواری عورتوں کے ہے، جب ایسی عورتیں زنا کر بیٹھیں تو) عذاب (یعنی بطور حد انہیں پچاس کوڑے مارے جائیں اور چھ ماہ کیلئے جلاوطن کیا جائے اور باندیوں کے حکم پر غلام کو قیاس کیا جائے گا، حد واجب ہونے کیلئے احصان شرط نہیں بلکہ یہ بتلانا ہے کہ انہیں رجم نہ کیا جائے......۲) یہ حکم کہ (آزاد عورتوں کی گنجائش نہ ہونے کی صورت میں باندیوں سے نکاح کرنا) اسکے لئے ہے جو ڈرے (یعنی خوف کرے) زنا سے (اصل میں العنت کے معنی مشقت کے ہیں اور زنا کو العنت کہنے کی وجہ اسکا سبب مشقت ہونا ہے کہ دنیا میں حد لگائی جاتی ہے اور آخرت میں عذاب ہوگا تو) تم میں سے (بخلاف ان آزاد مردوں کے جنہیں زنا میں پڑنے کا خوف نہ ہو تو انکے لیے باندی سے نکاح حلال نہیں ہے اور یونہی جسے آزاد عورت سے نکاح کی استطاعت ہو وہ بھی لونڈی سے نکاح نہیں کرسکتا، یہ مسلک امام شافعی کا ہے اور من فتیتکم المومنت کی قید سے کافر عورتیں نکل گئیں کہ ان سے نکاح جائز نہیں اگرچہ آزاد سے نکاح پر قدرت نہ ہو اور زنا کا خطرہ ہو) اور صبر کرنا (مملوکہ سے نکاح کرنے سے) تمہارے لئے بہتر ہے (تاکہ تمہاری اولاد غلام نہ بنے) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (کہ اس نے اس معاملے میں گنجائش رکھی ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿والمحصنت من النساء الا ما ملکت ایمانکم کتب اللہ علیکم﴾

و: عاطفہ،المحصنت: موصوف،من النساء: ظرف مستقر صفت،اپنے موصوف سے ملکر مستثنی منہ،الا: للاستثناء،ما ملکت ایمانکم: موصول،صلہ ملکر مستثنی،ملکر ماقبل و امھتکم پر معطوف ہے اور حرمت کا نائب الفاعل ہے،کتب: مصدر مضاف،اللہ: اسم جلالت فاعل مضاف الیہ،علیکم: متعلق بمصدر،یہ سب ملکر مفعول مطلق کتب فعل محذوف کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسفحین﴾

و: عاطفہ،احل لکم: فعل مجہول وظرف لغو،ما وراء ذلکم: موصول صلہ ملکر نائب الفاعل،ان: مصدریہ،تبتغوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال،محصنین: حال اول،غیر مسفحین: حال ثانی،اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل،باموالکم: ظرف لغو،جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مفعول لہ،احل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ﴾

ف: مستانفہ،ما: اسم شرط مبتدا،استمتعتم بہ منھن: فعل بافاعل وظرف لغو اول وظرف لغو ثانی ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،ف: جزائیہ،اتوھن: فعل بافاعل ومفعول،اجورھن: مرکب اضافی ذوالحال،فریضۃ: حال،ذوالحال اپنے حال سے ملکر مفعول ثانی،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا،شرط اپنی جزاء سے ملکر خبر،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولا جناح علیکم فیما تراضیتم بہ من بعد الفریضۃ ان اللہ کان علیما حکیما﴾

و: مستانفہ،لا: نفی جنس،جناح: اسم،علی: جار،کم: ضمیر ذوالحال،فی: جار،ما: موصولہ،تراضیتم: فعل تم ضمیر ذوالحال،من بعد الفریضۃ: ظرف مستقر حال،اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل،بہ: ظرف لغو،جملہ فعلیہ ہوکر مجرور،جار مجرور ملکر ظرف مستقر حال،اپنے کم ضمیر ذوالحال سے ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر،لانفی جنس اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ،ان اللہ کان ......الخ: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنت المومنت فمن ما ملکت ایمانکم من فتیتکم المؤمنات﴾

و: مستانفہ،من: شرطیہ مبتدا،لم یستطع: فعل ھو ضمیر ذوالحال،منکم: ظرف مستقر حال،اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل،طولا: مصدر ھو ضمیر فاعل،ان ینکح ...... الخ: جملہ بتاویل مصدر مفعول،مصدر اپنے متعلقات سے ملکر مفعول،لم یستطع فعل اپنے متعلقات سے ملکر شرط،ف: جزائیہ،من: جار،ما ملکت ایمانکم: موصول صلہ ملکر ذوالحال،من فتیتکم المؤمنات: ظرف مستقر حال،اپنے ذوالحال سے ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر صفت،فعل محذوف فلینکح کے مفعول محذوف امۃ کیلئے،ای

فلینکح امۃ من ما ......الخ فعل اپنے متعلقات سے ملکر جزا، اپنی شرط سے ملکر خبر، مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واللہ اعلم بایمانکم بعضکم من بعض فانکحوھن باذن اھلھن﴾

و: اعتراضیہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، اعلم بایمانکم: شبہ جملہ ہوکر خبر، جومبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ معترضہ، بعضکم: مبتدا، من بعض: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ف: فصیحیہ، انکحوھن باذن اھلھن: جملہ فعلیہ جزا، شرط محذوف اذا علمتم الوجھۃ المستقیمۃ الجدیرۃ بالاتباع کیلئے، جملہ شرطیہ۔

﴿واتوھن اجورھن بالمعروف محصنت غیر مسفحت ولا متخذت اخدان﴾

و: عاطفہ، اتوھن: فعل بافاعل ھن ضمیر ذوالحال، محصنت: حال اول، غیر مسفحت: معطوف علیہ، و لا متخذات اخدان: معطوف، جومعطوف علیہ سے ملکر حال ثانی، ذوالحال اپنے حالوں سے ملکر مفعول اول، اجورھن: مفعول ثانی، بالمعروف: ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ماقبل انکحوھن پر معطوف ہے۔

﴿فاذا احصن فان اتین بفاحشۃ فعلیھن نصف ماعلی المحصنت من العذاب﴾

ف: مستانفہ، اذا ظرفیہ متضمن بمعنی شرط مفعول فیہ مقدم، احصن: فعل مجہول با نائب الفاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط اول، ف: جزائیہ، ان شرطیہ، اتین بفاحشۃ: فعل بافاعل وظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر شرط ثانی، ف: جزائیہ، علیھن: ظرف مستقر خبر مقدم، نصف: مضاف، ما علی المحصنت: موصول صلہ ملکر ذوالحال، من العذاب: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، اپنی شرط ثانی سے ملکر پھر جزا، جوکہ شرط اول سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلک لمن خشی العنت منکم وان تصبروا خیر لکم﴾

ذلک: مبتدا، لام: جار، من: موصولہ، خشی: فعل ھو ضمیر ذوالحال، منکم: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، العنت: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، ان تصبروا: مبتدا، خیر لکم: شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واللہ غفور رحیم﴾

و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، غفور: خبر اول، رحیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......والمحصنت من النساء...... ☆ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے ایک روز بہت سی قیدی عورتیں پائیں جنکے شوہر دارالحرب میں موجود تھے تو ہم نے ان سے قربت میں تامل کیا اور سید عالم ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

"والمحصنت من النساء" سے متعہ ثابت کرنا:

لے......نکاح کرنا سید عالم ﷺ کی مبارک اور میٹھی سنت ہے اور اس کا ایک مقصد اولاد کا حصول بھی ہے۔ابتدائے اسلام میں چونکہ باندی غلام رکھنے کا رواج تھا اور لوگوں کے پاس باندی غلام ہوا کرتے تھے اسلئے جو شخص آزاد عورت سے نکاح کی قدرت نہ رکھتا شریعت مطہرہ نے اسکے لئے بغیر نکاح کے باندی کو حلال رکھا۔آیت مقدسہ میں ان کافر عورتوں کا ذکر ہے جو قید ہو کر مسلمانوں کے پاس آئیں اگر چہ دارالحرب میں ان کے شوہر موجود ہوں ایسی عورتیں بعد استبراء مسلمانوں کیلئے حلال ہیں۔مذکورہ آیت مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نکاح کے ذریعے پاکبازی بھی حاصل ہوتی ہے۔بعض حضرات اس آیت مبارکہ سے متعہ کا جواز ثابت کرتے ہیں۔اب ہم تبیان القرآن جلد ۲ صفحہ ۶۳۱ سے ان حضرات کی عبارات مع حوالاجات پیش کرتے ہیں جو متعہ کے جواز کے قائل ہیں چنانچہ شیخ ابوجعفر محمد بن الحسن الطوسی متوفی ۴۶۰ھ روایت کرتے ہیں "منصور صیقل بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ نے کہا کہ مجوسی عورت سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔"

(الاستبصار ج ۳، ص ۱۵۳)

زرارہ کہتے ہیں کہ ابوعبداللہ سے پوچھا گیا کہ کیا متعہ صرف چار عورتوں سے کیا جاسکتا ہے؟ انہوں نے کہا متعہ اجرت سے ہوتا ہے چاہے ہزار عورتوں سے کرلو۔"

(الاستبصار ج ۳، ص ۱۵۳)

شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ روایت کرتے ہیں "ابوعمیر کہتے ہیں کہ میں نے ہشام بن سالم سے متعہ کا طریقہ پوچھا انہوں نے کہا تم یوں کہو! اے اللہ کی بندی میں اتنے پیسے کے عوض اتنے دنوں کے لئے تم سے متعہ کرتا ہوں، جب وہ ایام گزر جائیں گے تو اس کو طلاق ہو جائے گی اور اسکی کوئی عدت نہیں ہے۔

(الفروع من الکافی، ج ۵، ص ۴۵۶)

ہمارے نزدیک متعہ باطل ہے چنانچہ ھدایہ میں ہے ونکاح المتعۃ باطل وھو ان یقول لامرأۃ اتمتع بک کذا مدۃ بکذا من المال یعنی نکاح متعہ باطل ہے اور وہ یہ ہے کہ مرد عورت سے کہے کہ میں تجھ سے اتنے مال کے عوض اتنی مدت کیلئے متعہ کرتا ہوں۔

(الھدایۃ مع بدایۃ المبتدی، کتاب النکاح، ج ۳، ص ۲۳)

☆......حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے خیبر کے زمانے میں متعہ اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب نھی النبی ﷺ، ص ۹۱۵)

☆......اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَھٰی یَوْمَ الْفَتْحِ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فتح مکہ کے دن عورتوں سے متعہ کو منع فرمایا۔

(صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب نکاح المتعۃ، ص ۶۵۵)

تحقیق یہ ہے کہ بعض جنگوں میں لوگوں نے آپ ﷺ سے خصی ہونے کی اجازت چاہی اور آپ نے انکو روکا اور متعہ کی اجازت دی۔پھر آگے چل کر متعہ سے ہمیشہ کیلئے ممانعت فرمادی اور اب امت مسلمہ کا اسی پر اتفاق ہے محض شیعہ حضرات کو اس میں اختلاف ہے اور وہ اسکو اب بھی جائز جانتے ہیں۔صحابہ کرام میں کچھ عرصے تک اس بارے میں اختلاف رہا مگر اکثریت حرمت ہی کی قائل رہی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سب کا اسی پر اجماع ہو گیا۔اسکے بعد کسی اہل سنت و جماعت کو اس میں گفتگو کی مجال نہیں رہی۔آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اسکی حرمت وحلت کے بارے میں روایات وارد ہیں بعض کے نزدیک یہ دو سے زائد مرتبہ حلال وحرام ہوا۔مگر تحقیق یہ ہے کہ دو ہی مرتبہ حلال ہوا اور دو ہی مرتبہ حرام ہوا۔اور جب آخری مرتبہ یہ حرام ہوا تو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرمت

باقی رہی یعنی یوم خیبر سے پہلے یہ حلال تھا اور یوم خیبر حرام ہوا، فتح مکہ کے دن یہ حلال ہوا اور تین دن کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کیلئے یہ حرام ہو گیا۔(مسند امام اعظم مترجم، ص ۲۲۰)

باندی پر حد:

۷......اگر زنا غلام یا باندی نے کیا ہو تو ان پر آزاد مرد و عورت کے مقابلے میں نصف حد ہے یعنی انہیں پچاس کوڑے لگائے جائیں گے اس کی دلیل باری ﷻ کا یہ فرمان ہے ﴿فعلیھن نصف ما علی المحصنت من العذاب(النساء :۲۵)﴾ اس کی وجہ فقہائے کرام نے یہ بیان فرمائی ہے کہ رقیت نعمت کو مُنقّص کر دیتی ہے لہذا سزا بھی مُنقّص ہی ہونی چاہیے اور رقیت کے مُنقّص ہونے کے بارے بنایہ میں ہے کہ الاتری ان العبد لا یتزوج الا اثنتین۔(الهداية مع بداية المبتدی، کتاب الحدود، ص ۷۸)

جمہور کی دلیل متذکرہ بالا آیت مبارکہ ہے کہ اگر باندیاں زنا کریں تو ان کو آزاد عورتوں کی نصف سزا دی جائے گی اس آیت میں محصنہ کا اطلاق باندیوں کے مقابلے میں آزاد عورتوں پر کیا گیا ہے۔ ہمارے نزدیک کوڑے مارنا اور جلاوطن کرنا دونوں باتوں کو بیک وقت جمع نہیں کیا جائے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے فرمایا فاجلدوا پس کوڑے مارو۔ ہاں امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک کوڑے بھی لگائیں جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلاوطن بھی کیا جائے گا ہاں باندی، غلام کی سزا آزاد مرد و عورت کے مقابلے میں نصف ہوتی ہے لہذا ان کی سزا امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک پچاس کوڑے اور چھ ماہ کی جلاوطنی ہے۔ ہمارے نزدیک اگر امام وقت جلاوطن کرنے میں فائدہ دیکھے تو کر سکتا ہے۔

(الهداية مع بداية المبتدی، کتاب الحدود، ص ۸۲، ملخصاً)

اغراض:

حرمت علیکم: اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿امھتکم﴾ مراد یہ ہے کہ تمہاری مائیں محرمات کے سلسلے کو چلانے والی ہیں اس لئے مفسر جلال نے حرمت علیکم فرمایا۔ ان تنکحوھن: یعنی تم عقد نکاح کرو عورتوں سے ان کی عصمت کی وجہ سے اور عصمت کو عدت کے ساتھ مُسلک کیا، اور اس کی جانب مفسر کا قول قبل مفارقۃ ازواجھن کے ذریعے اشارہ ملتا ہے۔ او لا: چاہے وہ باندیاں ہوں یا کتابیہ۔ نصب علی المصدر: یعنی مصدر مؤکد ہے عامل معنوی کی وجہ سے جو کہ مفسر کے قول حرمت سے مستفاد ہو رہا ہے، پس تحریم، فرض اور کتب سب کا ایک ہی معنی ہے۔ ای سوی ما حرم علیکم من النساء: یعنی کتاب اور سنت سے متذکرہ بالا عورتوں کی حرمت ثابت ہے۔ احل لکم: یعنی حرمت والی عورتوں کے سوا تمہارے لئے حلال ہے کہ تلاش کرو۔ بصداق: یعنی نکاح کے ذریعے۔ او ثمن: یعنی جو ملک کے ذریعے تمہارے قبضے میں آئیں۔ متزوجین: یعنی جن کے تم مالک ہوئے اور ثمن قول کے ذریعے۔ مھورھن: مہر کو اجر کہا گیا اس لئے کہ یہ استمتاع یعنی نفع اٹھانے کے مقابلے میں آتا ہے نہ کہ ذات کے مقابلے میں۔

التم وھن: یعنی یہ عورتیں ہدایت یافتہ ہوں یا ان عورتوں کے اولیاء ہدایت یافتہ ہوں اگر وہ عورتیں کم عقل ہوں۔

من حطھا الخ: یعنی تم پر کوئی گناہ نہیں (کل یا بعض) مہر معاف کرنے میں اور نہ ہی عورت پر کوئی گناہ کہ وہ زیادہ لینے پر راضی ہو۔

تفضل فیہ: کبھی باندی کو آزاد عورت پر فضیلت دی جاتی ہے جس کی جانب بڑے بڑے اولیاء اور ارباب اسرار نے توجہ دلائی ہے جیسے

مفسر جلال کا قول بعضکم من بعض یعنی دین اور نسب کی جنس دیگر اجناس پر فوقیت رکھتی ہے جیسے حضرت علی ﷺ کا فرمان ہے کہ لوگوں کی مثال دینے کے حوالے سے یہ بات کافی ہے کہ ان کے باپ آدم علیہ السلام ہیں اور ماں بی بی حوا۔ الابکار: اس قید سے یہ ثابت ہوا کہ آزاد غیر باکرہ کو رجم کیا جائے اور اس میں تنصیف نہیں ہے۔ ویغرب نصف سنة: یہ امام شافعی کا مذہب ہے اور امام مالک کے نزدیک غلام پر تغریب یعنی (چھ ماہ کی) جلاوطنی نہیں ہے چاہے مرد ہو یا عورت۔ فلا مفهوم له: یعنی جب آزاد کتابیہ میں غنا کی کوئی صورت پائی جائے تو باندی سے نکاح کرنا جائز نہ رہے گا۔

وعليه الشافعي: اسی مذہب یعنی (بخلاف ان آزاد مردوں کے جنہیں زنا میں پڑنے کا خوف نہ ہو تو انکے لیے باندی سے نکاح حلال نہیں ہے۔ اور یونہی جسے آزاد عورت سے نکاح کی استطاعت ہو وہ بھی لونڈی سے نکاح نہیں کر سکتا)، یہ مسلک امام شافعی کا ہے اور اسی پر امام مالک اور احمد ہیں، اور امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ باندی سے نکاح اس شخص کے لئے جائز ہے جس کے پاس کوئی آزاد عورت بالفعل نہ ہو، چاہے مہر دے سکتا ہو یا نہ دے سکتا ہو اور لونڈی کے اسلام پر ہونے کی بھی شرط نہیں (خلاصہ یہ کہ امام اعظم کے نزدیک لونڈی سے نکاح کرنا مطلقاً جائز ہے یہ صرف مجبوری کی وجہ سے جائز نہیں لونڈی مسلمان ہو یا کتابیہ آزاد عورت کو خرچہ دے سکتا ہو یا نہ دے سکتا ہو، ہاں بغیر ضرورت مکروہ ہے، مظہری)۔ (الصاوی، ج۲، ص ۲۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿يريد الله ليبين لكم ويهديكم﴾ شَرَائِعَ دِينِكُمْ وَمَصَالِحَ اَمْرِكُمْ ﴿سنن﴾ طَرَائِقَ ﴿الذين من قبلكم﴾ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ فِي التَّحْلِيلِ وَالتَّحْرِيمِ فَتَتَّبِعُوْهُمْ ﴿ويتوب عليكم﴾ يَرْجِعُ بِكُمْ عَنْ مَعْصِيَتِهِ الَّتِيْ كُنْتُمْ عَلَيْهَا اِلٰى طَاعَتِهِ ﴿والله عليم﴾ بِكُمْ ﴿حكيم (۲۶)﴾ فِيْمَا دَبَّرَهُ لَكُمْ ﴿والله يريد ان يتوب عليكم﴾ كَرَّرَهُ لِيُبْنٰى عَلَيْهِ ﴿ويريد الذين يتبعون الشهوت﴾ اَلْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى اَوِ الْمَجُوْسُ اَوِ الزُّنَاةُ ﴿ان تميلوا ميلا عظيما (۲۷)﴾ تَعْدِلُوْا عَنِ الْحَقِّ بِارْتِكَابِ مَا حُرِّمَ عَلَيْكُمْ فَتَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ ﴿يريد الله ان يخفف عنكم﴾ فَيُسَهِّلَ عَلَيْكُمْ اَحْكَامَ الشَّرْعِ ﴿وخلق الانسان ضعيفا (۲۸)﴾ لَا يَصْبِرُ عَنِ النِّسَاءِ وَالشَّهَوَاتِ ﴿يايها الذين امنوا لا تاكلوا اموالكم بينكم بالباطل﴾ بِالْحَرَامِ فِي الشَّرْعِ كَالرِّبٰوا وَالْغَصْبِ ﴿الا﴾ لٰكِنْ ﴿ان تكون﴾ تَقَعَ ﴿تجارة﴾ وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِالنَّصْبِ، اَنْ تَكُوْنَ الْاَمْوَالُ اَمْوَالَ تِجَارَةٍ صَادِرَةٍ ﴿عن تراض منكم﴾ وَطِيْبِ نَفْسٍ فَلَكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْهَا ﴿ولا تقتلوا انفسكم﴾ بِارْتِكَابِ مَا يُؤَدِّيْ اِلٰى هَلَاكِهَا اَيًّا كَانَ فِي الدُّنْيَا اَوِ الْاٰخِرَةِ بِقَرِيْنَةِ ﴿ان الله كان بكم رحيما (۲۹)﴾ فِيْ مَنْعِهِ لَكُمْ مِنْ ذٰلِكَ ﴿ومن يفعل ذلك﴾ اَيْ مَا نُهِيَ عَنْهُ ﴿عدوانا﴾ تَجَاوُزًا لِلْحَلَالِ حَالٌ ﴿وظلما﴾ تَاكِيْدٌ ﴿فسوف نصليه﴾ نُدْخِلُهُ ﴿نارا﴾ يَحْتَرِقُ فِيْهَا ﴿وكان ذلك على الله يسيرا (۳۰)﴾ هينا ﴿ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه﴾ وَهِيَ

مَا وَرَدَ عَلَيْهَا وَعِيْدٌ كَالْقَتْلِ وَالزِّنَا وَالسَّرِقَةِ، وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: "هِيَ إِلَى السَّبْعِمِائَةِ أَقْرَبُ" ﴿نكفر عنكم سياتكم﴾ اَلصَّغَائِرَ بِالطَّاعَاتِ ﴿وندخلكم مدخلا﴾ بِضَمِّ الْمِيْمِ وَفَتْحِهَا اَىْ إِدْخَالًا اَوْ مَوْضِعًا ﴿كريما(۳۱)﴾ هُوَ الْجَنَّةُ ﴿ولا تتمنوا ما فضل الله به بعضكم على بعض﴾ مِّنْ جِهَةِ الدُّنْيَا اَوِ الدِّيْنِ لِئَلَّا يُؤَدِّيَ إِلَى التَّحَاسُدِ وَالتَّبَاغُضِ ﴿للرجال نصيب﴾ ثَوَابٌ ﴿مما اكتسبوا﴾ بِسَبَبِ مَا عَمِلُوْا مِنَ الْجِهَادِ وَغَيْرِهِ ﴿وللنساء نصيب مما اكتسبن﴾ مِنْ طَاعَةِ أَزْوَاجِهِنَّ وَحِفْظِ فُرُوْجِهِنَّ، نَزَلَتْ لَمَّا قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: "لَيْتَنَا كُنَّا رِجَالًا فَجَاهَدْنَا وَكَانَ لَنَا مِثْلُ أَجْرِ الرِّجَالِ ﴿واسئلوا﴾ بِهَمْزَةٍ وَدُوْنِهَا ﴿الله من فضله﴾ مَا احْتَجْتُمْ إِلَيْهِ يُعْطِيْكُمْ ﴿ان الله كان بكل شيء عليما (۳۲)﴾ وَمِنْهُ مَحَلُّ الْفَضْلِ وَسُؤَالُكُمْ ﴿ولكل﴾ مِّنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ ﴿جعلنا موالى﴾ اَىْ عَصَبَةً يُّعْطَوْنَ ﴿مما ترك الوالدن والاقربون﴾ لَهُمْ مِّنَ الْمَالِ ﴿والذين عقدت﴾ بِاَلِفٍ وَّدُوْنِهَا ﴿ايمانكم﴾ جَمْعُ يَمِيْنٍ بِمَعْنَى الْقَسَمِ اَوِ الْيَدِ اَىِ الْحُلَفَاءُ الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمُوْهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عَلَى النُّصْرَةِ وَالْإِرْثِ ﴿فاتوهم﴾ اَلْآنَ ﴿نصيبهم﴾ حَظَّهُمْ مِنَ الْمِيْرَاثِ وَهُوَ السُّدُسُ ﴿ان الله كان على كل شيء شهيدا (۳۳)﴾ مُطَّلِعًا وَمِنْهُ حَالُكُمْ، وَهٰذَا مَنْسُوْخٌ بِقَوْلِهٖ (وَاُولُو الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ).

﴿ترجمہ﴾

اللہ چاہتا ہے کہ اپنے احکام (تمہارے دینی اور مصلحتوں کے کام) تمہارے لیے بیان کردے اور تمہیں ہدایت کرے سنتیں (سنن بمعنی طرائق ہے) تم سے پہلوں کی (یعنی گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے تحلیل وتحریم کے متعلق جو طریقے تھے تم سے بیان کردے، پس تم انکی پیروی کرو) اور تم پر اپنی رحمت سے رجوع فرمانا چاہتا ہے (یعنی جس معصیت ونافرمانی کا تم شکار ہوا اس سے تمہیں اپنی اطاعت وفرمانبرداری کی جانب کرنا چاہتا ہے) اور اللہ جانتا ہے (تم لوگوں کو) اور حکمت والا ہے (ان تدبیروں میں جو وہ تمہارے لئے فرماتا ہے) اور اللہ تم پر اپنی رحمت سے رجوع فرمانا چاہتا ہے (اس کے تکرار کی وجہ اگلے جملے کی اس پر بناء ہے) جو اپنے مزوں کے پیچھے پڑے ہیں وہ چاہتے ہیں (یعنی یہود ونصاری مجوس یا زانی لوگ) کہ تم سیدھی راہ سے بہت الگ ہو جاؤ (یعنی حرام کردہ امور کا ارتکاب کرکے حق سے عدول کر جاؤ، تاکہ تم بھی انہیں کی مثل ہو جاؤ) اللہ چاہتا ہے تم پر تخفیف کرے (یعنی تم پر احکامِ شرعیہ آسان کردے) اور آدمی کمزور بنایا گیا ہے ......ا (کہ وہ عورتوں اور خواہشات پر صبر نہیں کرسکتا) اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ باطل طریقے سے (یعنی ان طریقوں سے جو شریعت میں حرام ہیں جیسا کہ سود اور غصب) لیکن (الا بمعنی لکن ہے) یہ کہ ہو (یعنی واقع ہو) تجارت (ایک قرأت میں تجارۃ نصب کے ساتھ ہے، یعنی وہ مال مالِ تجارت ہو جو) تمہاری باہمی رضامندی کا ہو (خوش دلی سے ہو تو اسکا کھانا تمہارے لیے جائز ہے) اور اپنی جانیں قتل نہ کرو......۲ (ایسے اعمال کا ارتکاب کرکے جو جانی ہلاکت تک لے جانے

والے ہوں، خواہ وہ ہلاکت دنیاوی ہو یا اخروی، یہ تعمیم قرینہ کیوجہ سے ہے) بے شک اللہ تم پر مہربان ہے (کہ اس نے تمہیں ایسے اعمال سے منع کر دیا) اور جو ایسا کرے (یعنی ممنوعہ افعال کا ارتکاب کرے) زیادتی کرتے ہوئے (حلال سے تجاوز کرکے، عدوانا ترکیب میں یفعل کے فاعل سے حال ہے) اور ظلم سے (لفظ ظلما تاکید ہے) پس عنقریب ہم اسے پہنچائیں گے (یعنی داخل کرینگے) آگ میں (وہ اس میں جل جائے گا) اور یہ اللہ پر آسان ہے (یسیر ، ھینا کے معنی میں ہے) اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جنکی تمہیں ممانعت ہے (کبیرہ گناہ ...... یہ ...... وہ ہیں جس پر وعید وارد ہوئی جیسے قتل، زنا، چوری کرنا، حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ کبائر کی تعداد سات سو تک پہنچتی ہے) تو تمہارے گناہ (صغیرہ نیکیوں کی برکت سے) ہم بخش دینگے اور داخل کرینگے ہم تمہیں داخل ہونے کی جگہ (مدخلا میم کے ضمہ اور فتح کے ساتھ بمعنی ادخال مصدر ہے یا موضع ادخال یعنی ظرف ہے) عزت والی (یعنی جنت) میں اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی (خواہ دنیاوی جہت سے ہو یا دینی جہت سے ...... ہے ...... تاکہ باہمی کے حسد اور بغض تک نہ لے جائے) مردوں کے لیے حصہ (یعنی ثواب) ہے انکی کمائی سے (انکے اعمال یعنی جہاد وغیرہ کے سبب) اور عورتوں کے لیے انکی کمائی سے حصہ (ہے جیسے انکا اپنے خاوند کی طاعت اور پارسائی کی حفاظت کرنا، یہ آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس خواہش کا اظہار کیا: ''کاش ہم بھی مرد ہوتیں تو مردوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوکر انکے مثل اجر پاتیں) اور مانگو (واسئلو ا ہمزہ کے ساتھ اور بغیر ہمزہ دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اللہ سے اسکا فضل (یعنی جس چیز کی بھی تمہیں حاجت ہو وہ تمہیں عطا کرے گا) بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے (مواقع فضل اور تمہاری خواہشات و آرزوئیں بھی اس کے علم میں ہیں) اور ہر ایک پر (مردوں اور عورتوں میں سے) ہم نے وارث بنائے (یعنی عصبہ بنائے، جنہیں دیا جائے گا اس میں سے) جو مال باپ اور قریبی رشتے دار چھوڑ گئے (انکے لیے یعنی مال) اور جن سے بندھ چکیں (لفظ عقدت الف اور بغیر الف کے پڑھا گیا ہے) تمہاری قسمیں (ایمانکم، یمین کی جمع ہے بمعنی قسم یا ہاتھ، یعنی تمہارے وہ حلیف جن سے تم نے زمانہ جاہلیت میں ایک دوسرے کی مدد اور ایک دوسرے کے وارث بننے کا وعدہ کیا تھا) تو تم انہیں دو (اب) انکا حصہ (میراث میں سے چھٹا حصہ) بیشک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے (وہ ہر چیز پر مطلع ہے اور ان میں سے تمہارا حال بھی ہے، یہ حکم آیت ﴿واولو الارحام بعضھم اولی ببعض﴾ سے منسوخ ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یرید اللہ لیبین لکم و یھدیکم سنن الذین من قبلکم و یتوب علیکم واللہ علیم حکیم﴾

یرید: فعل ،اللّٰہ: اسم جلالت فاعل ،لام: زائد ،یبین لکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،یھدیکم: فعل بافاعل ومفعول ،سنن: موصوف ،الذین من قبلکم: ، موصول صلہ ملکر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مفعول ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول ،ویتوب علیکم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے معطوفین سے ملکر مفعول ،یرید فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ،و اللہ علیم حکیم: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واللہ یرید ان یتوب علیکم ویرید الذین یتبعون الشھوت ان تمیلوا میلا عظیما﴾

و: مستانفہ ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا،یرید: فعل بافاعل،ان یتوب علیکم: جملہ بتاویل مصدر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر

معطوف علیہ،و: عاطفہ،یرید:فعل،الذین یتبعون الشھوات: موصول صلہ ملکر فاعل ،ان تمیلو ...... الخ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر جملہ فعلیہ معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا﴾

یرید اللّٰہ : فعل بافاعل،ان یخفف عنکم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،و: مستانفہ ،خلق:فعل مجہول،الانسان: ذوالحال ،ضعیفا: حال،اپنے ذوالحال سے ملکر نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿یایھا الذین امنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم﴾

یا ایھاالذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ،لاتاکلوا:فعل بافاعل،اموالکم: ذوالحال،بالباطل: ظرف مستقر حال،اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول اول،بینکم:ظرف لغو،ملکر مستثنیٰ منہ،الا: للاستثناء،ان: مصدریہ،تکون: فعل ناقص ھی ضمیر اسم،تجارۃ: موصوف ،عن تراض: ظرف مستقر صفت اول،منکم:ظرف مستقر صفت ثانی،موصوف،دونوں صفات سے ملکر خبر،تکون اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مصدر،تجارۃ محذوف سے مستثنیٰ،مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے ملکر مفعول ثانی،لا تاکلوا فعل اپنے فاعل ودونوں مفعول و ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء۔

﴿ولاتقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما﴾

و: عاطفہ،لاتقتلوا:فعل بافاعل،انفسکم:مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل لاتاکلوا پر معطوف ہے،انّ: حرف مشبہ،اللّٰہ: اسم جلالت اسم،کان: فعل ناقص ھو ضمیر اسم،بکم: ظرف لغو مقدم،رحیما: صفت مشبہ ھو ضمیر فاعل وظرف لغو مقدم سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یفعل ذلک عدوانا وظلما فسوف نصلیہ نارا﴾

و: استینافیہ،من: شرطیہ مبتدا،یفعل: فعل ھو ضمیر ذوالحال،ذلک: مفعول،عدوانا و ظلما: معطوف علیہ،معطوف ملکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ،سوف:حرف استقبال،نصلیہ نارا: جملہ فعلیہ جزاء،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکان ذلک علی اللہ یسیرا﴾

و: استنافیہ،کان: فعل ناقص ،ذلک:اسم،علی اللہ یسیرا: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیاتکم وندخلکم مدخلا کریما﴾

ان: شرطیہ،تجتنبوا:فعل بافاعل،کبائر: مضاف،ما: موصولہ،تنھون عنہ:فعل بانائب الفاعل وظرف لغو،جملہ فعلیہ صلہ،اپنے

موصول سے ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، نکفر عنکم سیاتکم: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ، ندخلکم: فعل بافاعل ومفعول، مدخلا کریما: مرکب توصیفی مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولا تتمنوا مافضل اللہ بہ بعضکم علی بعض﴾

و: مستانفہ، لاتتمنوا: فعل بافاعل، ما: موصولہ ،فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض: فعل بافاعل وظرف لغواول ومفعول و ظرف لغوثانی، سب ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر مفعول، فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن﴾

للرجال: ظرف مستقر خبر مقدم، نصیب: موصوف، من: جار، مما اکتسبوا: موصول صلہ ملکر صفت، ملکر مجرور، جو جار سے ملکر ظرف مستقر ہوکر مبتدا موخر، جو خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ،و: عاطفہ، للنساء: ظرف مستقر خبر مقدم، نصیب: موصوف، مما اکتسبن: جار مجرور ظرف مستقر، صفت اپنے موصوف سے ملکر مبتدا موخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واسئلوا اللہ من فضلہ ان اللہ کان بکل شیء علیما﴾

و: عاطفہ، اسئلوا اللہ: فعل بافاعل واسم جلالت مفعول، من فضلہ: ظرف مستقر، شیئا محذوف کی صفت، مرکب توصیفی مفعول ثانی، سب ملکر جملہ فعلیہ ماقبل لا تتمنوا پر معطوف ہے، انّ: حرف مشبہ، اللہ: اسم جلالت اسم، کان: فعل ناقص ھو ضمیر اسم، بکل شیء علیما: شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون﴾

و: مستانفہ، لام: جار، کل: مضاف، قوم، محذوف موصوف، جعلنا: فعل بافاعل ،ھم، ضمیر محذوف مفعول اول، موالی: مفعول ثانی، سب ملکر جملہ فعلیہ صفت، اپنے موصوف سے ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر، خبر مقدم ،من: جار، ما: موصولہ، ترک: فعل، الوالدان و الاقربون: معطوف علیہ، معطوف سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، موصول سے ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر، نصیب محذوف کی صفت، مرکب توصیفی مبتدا موخر، مبتدا موخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین عقدت ایمانکم فاتوھم نصیبھم﴾

و: مستانفہ ،الذین: موصول، عقدت ایمانکم: فعل بافاعل، جملہ فعلیہ، صلہ اپنے موصول سے ملکر مبتدا، ف: جزائیہ ،اتوھم نصیبھم: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان اللہ کان علی کل شیء شھیدا﴾

ان: حرف مشبہ، اللّٰہ: اسم جلالت اسم، کان: فعل ناقص با اسم، علی کل شیئ: ظرف لغو مقدم، شھیدا: صفت مشبہ ھو ضمیر فاعل و ظرف لغو مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ولا تتمنوا ما فضل اللّٰہ بہ ......☆ جب آیت میراث ﴿للذکر مثل حظ الانثیین﴾ نازل ہوئی اور میت کے ترکہ میں مرد کا حصہ عورت سے دونا مقرر کیا گیا تو مردوں نے کہا کہ ہمیں امید ہے کہ آخرت میں نیکیوں کا ثواب بھی ہمیں عورتوں سے دونا ملے گا اور عورتوں نے کہا کہ ہمیں امید ہے کہ گناہ کا عذاب ہمیں مردوں سے آدھا ہوگا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ اللہ نے جسکو جو فضل دیا وہ عین حکمت ہے بندے کو چاہیے کہ وہ اس کی رضا پر راضی رہے۔

☆......للرجال نصیب مما اکتسبوا ......☆ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم بھی اگر مرد ہوتے تو جہاد کو جاتے اور مردوں کی طرح جان فدا کرنے کا ثواب عظیم پاتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں تسکین خاطر دی گئی کہ مرد جہاد سے ثواب حاصل کر سکتے ہیں اور عورتیں شوہروں کی اطاعت اور پاکدامنی سے ثواب حاصل کر سکتی ہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

"وخلق الانسان ضعیفا" سے مراد:

۱......انسان کس اعتبار سے کمزور پیدا کیا گیا ہے اس بارے میں مفسرین کرام کے مختلف اقوال پائے جاتے ہیں، چنانچہ علامہ نسفی فرماتے ہیں کہ انسان اس لحاظ سے کمزور پیدا کیا گیا ہے کہ وہ خواہشات پر صبر نہیں کر سکتا اور فرمانبرداری کا شوق رکھتا ہے۔

(المدارک، ج۱، ص۳۵۱)

☆......علامہ جلال الدین سیوطی اسی آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ طاؤس سے روایت ہے کہ انسان عورت کے معاملے سے زیادہ کسی معاملے میں کمزور نہیں ہے۔ (الدر المنثور، ج۲، ص۲۵۷)

☆......علامہ خازن باقی اقوال میں تو علامہ نسفی اور علامہ سیوطی کے ہم خیال ہیں تاہم ایک قول یہ بھی نقل کرتے ہیں کہ انسان اپنی خلقت کے اعتبار سے کمزور ہے اسلئے کہ وہ حقیر پانی سے پیدا ہوا ہے۔ (الخازن، ج۱، ص۳۶۶)

☆......تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ انسان اپنی خلقت کے اعتبار سے کمزور ہے اسلئے اللہ ﷻ اس پر آسانی فرماتا ہے سختی نہیں ہے کیونکہ انسان اپنے نفس اور عزم وحوصلے کے اعتبار سے کمزور ہے۔ طاؤس فرماتے ہیں مرد عورت کے معاملے میں کمزور ہے۔ وکیع فرماتے ہیں کہ عورتوں کے پاس مرد کی عقل جاتی رہتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ معراج سے واپسی پر جب سدرۃ المنتھی کے قریب پہنچے تو حضرت سیدنا موسی علیہ السلام نے دریافت کیا: "آپ ﷺ پر اللہ ﷻ نے کیا فرض فرمایا؟" آپ ﷺ نے بتایا: "اللہ ﷻ نے مجھے دن رات میں پچاس نمازوں کا حکم دیا ہے۔" اس پر حضرت سیدنا موسی علیہ السلام نے عرض کی: "واپس جائیے اور اپنے رب سے اس میں تخفیف کروایئے، آپ ﷺ کی امت میں اسکی طاقت نہیں، میں آپ ﷺ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں، وہ اس سے کم تعداد سے بھی عاجز آ گئے، آپ ﷺ کی امت تو سمع، بصر اور دل کے اعتبار سے ان سے بھی زیادہ کمزور ہے۔" پس آپ ﷺ واپس گئے تو دس نمازیں معاف ہو گئیں۔ واپس آئے تو پھر حضرت موسی علیہ السلام سے یہی گفتگو ہوئی یہاں تک کہ پانچ رہ گئیں۔ (ابن کثیر، ج۱، ص۵۹۰)

خود کشی کی حرمت:

ع......انسان اپنی جان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اور نہ ہی کسی دوسرے کی جان کو ناحق نقصان پہنچا سکتا ہے۔ چنانچہ سرورِ دوعالم ﷺ نے کئی مواقع پر اس بارے احکامات ذکر فرمائے اور نسل انسانی کو اس قبیح جرم سے بچانے کے لئے غضب بھرے ارشادات بھی بہم پہنچائے کہ انسان اپنی جان کا خود مالک نہیں یہ اللہ ﷻ کی امانت ہے۔ اس بارے ہم احادیث طیبہ اور اقوال مفسرین پیش کرتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

☆......حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر نبی پاک ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو خاموش کراؤ، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لَا تَرْجِعُوا بَعْدِی كُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ یعنی میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو"۔ (صحیح البخاری کتاب العلم،باب الانصات للعلماء،ص ٢٦)

☆......علامہ خازن فرماتے ہیں: "ان ھذا نھی للانسان عن قتل نفسه "یعنی حضور ﷺ کا یہ فرمان انسان کو اپنی ذات کو قتل کرنے سے روکنے کے لئے ہے۔ (الخازن،ج١، ص ٣٦٦)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو پہاڑ سے نیچے گر کر خودکشی کرے وہ دوزخ میں جائے گا اور ہمیشہ اس میں گرتا جائے گا اور پھر اسی میں ہمیشہ رہے گا اور جو شخص زہر کھا کر خودکشی کر لے تو ایسے شخص کے ہاتھ میں ہمیشہ زہر رہے گا جسے وہ دوزخ میں ہمیشہ کھاتا رہے گا اور جو شخص لوہے کے کسی ہتھیار سے خودکشی کرے تو وہ ہتھیار دوزخ میں ہمیشہ اسکے پاس رہے گا جسے وہ دوزخ کی آگ کے اندر ہمیشہ اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا اور ہمیشہ اس کے اندر رہے گا"۔
(صحیح البخاری کتاب الطب،باب شرب السم و الدوائبه،ص ١٠٢٠)

☆......حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک زخمی شخص نے خود کو قتل کر لیا تو اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا: "میرے بندے نے خود ہی جان دے دی تو میں نے بھی اس پر جنت حرام کر دی"۔
(صحیح البخاری کتاب الجنائز،باب ماجاء فی قاتل النفس،ص ٢١٨)

علامہ علاء الدین حصکفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ خودکشی کرنے والے کو غسل دیا جائے گا خواہ وہ جان بوجھ کر ہی ایسا کرے اور اس کی نماز جنازہ بھی ادا کی جائے گی اسی پر فتوی ہے اگر چہ دوسرے مسلمان کو قتل کرنے کی بہ نسبت یہ زیادہ بڑا گناہ ہے۔
(الدر المختار، کتاب الصلوۃ، باب صلاۃ الجنائز،ج٣،ص ١٠٨)

جو شخص عمداً اپنے آپ کو قتل کرے امام اعظم علیہ الرحمہ اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک انکی نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔ یہی صحیح ترین قول ہے اور اسی طرح تبیین میں بھی ہے۔ (الھندیة ،کتاب الصلاۃ،باب فی الجنائز، ج١،ص ١٧٩)

علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ نے خودکشی کرنے والے ایک شخص کی نماز جنازہ نہ پڑھی تو آپ ﷺ نے ایسا محض اس فعل سے روکنے کے لئے بطور زجر کیا، جس طرح کہ آپ ﷺ نے ایک مقروض شخص کی بھی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی۔ (ردالمحتار کتاب الصلوۃ،باب صلاۃ الجنائز،ج٣،ص ١٠٨ تا ١٠٩)

کبیرہ گناہ:

۳۔۔۔۔۔گناہِ کبیرہ کی تعریف میں اختلاف ہے کہ اس سے کون سی معصیت ونافرمانی مراد لی جائے چنانچہ تفسیر مظہری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک قول ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ گناہ کبیرہ وہ ہوتا ہے جس کے بارے میں اللہ عزوجل نے جہنم، غضب، لعنت اور عذاب کا فیصلہ فرمایا ہو۔اور امام ضحاک کا بھی یہی قول ہے کہ ہر وہ عمل جس پر اللہ عزوجل نے دنیا میں حد کی اور آخرت میں عذاب کی وعید سنائی ہو کبیرہ گناہ کہلاتا ہے۔ (المظھری، ج ۲، ص ۸۳)

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ:''والاقرب ان الکبیرۃ کل ذنب رتب الشارع علیه الحد او صرح بالوعید فیه یعنی ہر وہ فعل جسکے لئے شارع نے کوئی حد مقرر کی ہو یا اس پر عذاب کی دھمکی دی ہو وہ گناہِ کبیرہ ہے (البیضاوی، ج ۲، ص ۳۵۰)

جس طرح گناہ کبیرہ کی ایسی کوئی تعریف نہیں کی جاسکی کہ جو اتنی جامع مانع ہو کہ سب کا اس پر اتفاق ہو جائے اسی طرح کبیرہ گناہوں کی تعداد کا تعین بھی انتہائی مشکل ہے، اگرچہ چند ایک گناہوں کے بارے میں قرآن و احادیثِ مبارکہ میں تصریح موجود ہے لیکن اس کے باوجود سلف صالحین کے نزدیک ہمیشہ کبائر کی تعداد مختلف رہی ہے۔

☆۔۔۔۔۔حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرنا، اسکی خفیہ تدبیروں سے بےخوف ہونا، اس کی رحمت سے مایوس ہونا، اور اس کے کرم سے نااُمید ہونا ہے۔ (المظھری، ج ۱، ص ۸۳)

بہر حال یہاں اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے دو ایک ایسی احادیثِ طیبہ جن میں کبائر کا تذکرہ ہے پیش کی جاتی ہیں:

☆۔۔۔۔۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو''، عرض کی گئی: یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ گناہ کون سے ہیں؟ تو ارشاد فرمایا:''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، کسی کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے فرار ہونا، سیدھی سادی پاک عورتوں پر تہمت لگانا''۔(ابو داود، کتاب الوصایا، باب ماجاء فی التشدید فی اکل، ص ۵٤٦)

☆۔۔۔۔۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا اور کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا''۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب الیمین الغموس، ص ۱۱۵۲)

محض خواہش نہیں جستجو بھی درکار ہے!

۴۔۔۔۔۔اللہ عزوجل نے بعض انسانوں کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ صحت کے اعتبار سے، علم کے لحاظ سے، ذہانت، قوت، توانائی، حسب و نسب وغیرہ میں، الغرض تمام انسان مقام و مرتبہ اور جاہ و منزلت کے حوالے سے ایک دوسرے سے جدا ہیں لہٰذا انہیں چاہیے کہ اس فرق کی وجہ سے اپنی زندگیوں کو تلخ نہ بنالیں کیونکہ دوسروں کے کمالات دیکھ کر ان جیسا بننے کے فقط خواب دیکھنا ایک مومن کے شایان شان نہیں بلکہ اس سے حسد پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ بیضاوی ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر مرد و عورت کو بلا امتیاز اس کی جدوجہد کا ثمرہ ملے گا اس لئے کہ اگر تم اللہ عزوجل کے فضل و کرم کے طلب گار ہو تو اس کا فضل اپنے ذاتی عمل سے طلب کرو، کسی سے حسد کرنے یا فقط اس جیسا بننے کی خواہش ہی کرتے رہنے سے کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔ (البیضاوی، ج ۱، ص ۳۵۱)

اغراض:

اوالمجوس: مجوسی باپ شریک بہنوں اور بھتیجیوں سے نکاح کرتے، پھر جب اللہ نے ان پر یہ سب حرام فرمایا تو مسلمانوں سے کہتے کہ خالہ زاد اور پھوپھی زاد بہنیں، خالہ اور پھوپھی کے حرام ہوتے ہوئے حلال ہیں تو تم بھتیجی اور بھانجی سے نکاح کرو۔ فتکونوا

مثلهم: یہود، نصاریٰ اور مجوس کا بظاہر اعتقاد یہ تھا کہ وہ حق پر ہیں۔ بالحرام: یعنی حرام کے طریقے سے۔ احکام الشرع: یعنی تمام احکام شرع، پس ہم پر تکالیف بھاری نہ پڑیں جیسا کہ بنی اسرائیل پر پڑیں تھیں، پس یہ اس فرمان ﴿یرید الله بکم الیسر﴾ کی حد بیان کی ہے۔ الالکن: استثناء منقطع کی جانب اشارہ ہے، اس لئے کہ تجارت باطل طریقے سے کھائے جانے والے مال کی جنس سے نہیں ہے، اس لئے کہ استثناء کون پر واقع ہوا ہے اور کون معنی من المعانی (معنوں میں سے معنیٰ) کی جنس سے ہے نہ کہ مالا من الاموال (مالوں میں سے مال) کی جنس سے، اور ہبہ، صدقہ اور وصیت کے بجائے تجارت کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس لئے کیا کہ مالوں میں غالب تصرف تجارت ہی سے ہوتا ہے اور اس لئے بھی رزق کے اسباب غالب طور پر اسی کے متعلق ہیں اور اس لئے بھی کہ یہ ہبہ اور طلب صدقہ وغیرہ کے مقابلے میں زیادہ قابل نفع ہوتی ہے۔

ای ما نهی عنه: یعنی جن کاموں سے منع کیا گیا ہے ان کے بارے میں متعدد اقوال ہیں، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ جس نے کسی قابل احترام جان کو قتل کیا، یہ قول اس لئے کیا کہ ضمیر قریب مذکور کی جانب لوٹتی ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ جس نے کسی جان کو قتل کیا اور باطل طریقے سے مال کھایا، نہی سے یہ دونوں باتیں مراد ہیں اس لئے کہ یہ دونوں باتیں ایک ہی آیت میں مذکور ہیں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہر وہ نہی مراد ہے جو کہ ابتدائے سورت سے لے کر یہاں تک بیان ہوئی ہیں۔ تجاوز أللحلال: ایک نسخہ میں للحل ہے اور دوسرے نسخہ میں للحد۔ بسبب ما عملوا: اشارہ ہے کہ من سببیہ تعلیلیہ ہے۔ (الجمل، ج ۲، ص ۴۱ وغیرہ)

او الشهوات: مطلق شہوت مراد ہے چاہے کہ عورت سے خواہش پوری کرے، حدیث شریف میں ہے کہ "بیشک تیری جان کا تجھ پر حق ہے"۔ وهذا منسوخ: یعنی ﴿والذین عقدت ایمانکم﴾ اللہ ﷻ کے فرمان ﴿واولوا الارحام بعضهم اولی ببعض﴾ سے۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۲۶ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۳

﴿الرجال قومون﴾ مُسَلَّطُوْنَ ﴿علی النساء﴾ یُؤَدِّبُوْنَهُنَّ وَيَأْخُذُوْنَ عَلٰی اَيْدِيْهِنَّ ﴿بما فضل الله بعضهم علی بعض﴾ اَیْ بِتَفْضِيْلِهٖ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ بِالْعِلْمِ وَالْعَقْلِ وَالْوِلَايَةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ ﴿وبما انفقوا﴾ عَلَيْهِنَّ ﴿من اموالهم فالصلحت﴾ مِنْهُنَّ ﴿قنتت﴾ مُطِيْعَاتٌ لِاَزْوَاجِهِنَّ ﴿حفظت للغيب﴾ اَیْ لِفُرُوْجِهِنَّ وَغَيْرِهَا فِیْ غَيْبَةِ اَزْوَاجِهِنَّ ﴿بما حفظ﴾ لَهُنَّ ﴿الله﴾ حَيْثُ اَوْصٰی عَلَيْهِنَّ الْاَزْوَاجَ ﴿والتی تخافون نشوزهن﴾ عِصْيَانَهُنَّ لَكُمْ بِاَنْ ظَهَرَتْ اَمَارَتُهٗ ﴿فعظوهن﴾ فَخَوِّفُوْهُنَّ مِنَ اللّٰهِ ﴿واهجروهن فی المضاجع﴾ اِعْتَزِلُوْا اِلٰی فِرَاشٍ اٰخَرَ اِنْ اَظْهَرْنَ النُّشُوْزَ ﴿واضربوهن﴾ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ اِنْ لَّمْ يَرْجِعْنَ بِالْهِجْرَانِ ﴿فان اطعنكم﴾ فِيْمَا يُرَادُ مِنْهُنَّ ﴿فلا تبغوا﴾ تَطْلُبُوْا ﴿عليهن سبيلا﴾ طَرِيْقًا اِلٰی ضَرْبِهِنَّ ظُلْمًا ﴿ان الله كان عليا كبيرا (۳۴)﴾ فَاحْذَرُوْهُ اَنْ يُّعَاقِبَكُمْ اِنْ ظَلَمْتُمُوْهُنَّ ﴿وان خفتم﴾ عَلِمْتُمْ ﴿شقاق﴾ خِلَافَ

﴿بینهما﴾ بَیْنَ الزَّوْجَیْنِ، وَالْاِضَافَةِ لِلْاِتِّسَاعِ اَیْ شِقَاقًا بَیْنَهُمَا ﴿فابعثوا ﴾ اِلَیْهِمَا بِرِضَاهِمَا ﴿حکما﴾ رَجُلاً عَدْلًا ﴿من اهله﴾ اَقَارِبِهٖ ﴿وحکما من اهلها﴾ وَیُوَکِّلُ الزَّوْجُ حَکَمَهٗ فِی طَلَاقٍ وَّقُبُوْلِ عِوَضٍ عَلَیْهِ وَتُوَکِّلُ هِیَ حَکَمَهَا فِی الْاِخْتِلَاعِ فَیَجْتَهِدَانِ وَیَاْمُرَانِ الظَّالِمَ بِالرُّجُوْعِ اَوْ یُفَرِّقَانِ اِنْ رَأَیَاهُ، قَالَ تَعَالٰی: ﴿ان یریدا﴾ اَیِ الْحَکَمَانِ ﴿اصلاحا یوفق الله بینهما﴾ بَیْنَ الزَّوْجَیْنِ اَیْ یُقَدِّرُهُمَا عَلٰی مَا هُوَ الطَّاعَةُ مِنْ اِصْلَاحٍ اَوْ فِرَاقٍ ﴿ان الله کان علیما﴾ بِکُلِّ شَیْءٍ ﴿خبیرا (٣٥)﴾ بِالْبَوَاطِنِ کَالظَّوَاهِرِ ﴿واعبدوا الله ﴾ وَحِّدُوْهُ ﴿ولا تشرکوا به شیئا و﴾ اَحْسِنُوْا ﴿بالوالدین احسانا﴾ بِرًّا وَّلِیْنَ جَانِبٍ ﴿وبذی القربی﴾ اَلْقَرَابَةِ ﴿والیتمی والمسکین والجار ذی القربی﴾ اَلْقَرِیْبِ مِنْکَ فِی الْجَوَارِ اَوِ النَّسَبِ ﴿والجار الجنب﴾ اَلْبَعِیْدِ عَنْکَ فِی الْجَوَارِ اَوِ النَّسَبِ ﴿والصاحب بالجنب﴾ اَلرَّفِیْقِ فِیْ سَفَرٍ اَوْ صِنَاعَةٍ وَقِیْلَ الزَّوْجَةُ ﴿وابن السبیل﴾ اَلْمُنْقَطِعِ فِیْ سَفَرَةٍ ﴿وما ملکت ایمانکم﴾ مِنَ الْاَرِقَّاءِ ﴿ان الله لا یحب من کان مختالا﴾ مُتَکَبِّرًا ﴿فخورا (٣٦)﴾ عَلَی النَّاسِ بِمَآ اُوْتِیَ ﴿الذین﴾ مُبْتَدَأٌ ﴿یبخلون﴾ بِمَا یَجِبُ عَلَیْهِمْ ﴿ویامرون الناس بالبخل﴾ بِهٖ ﴿ویکتمون ما اتهم الله من فضله﴾ مِنَ الْعِلْمِ وَالْمَالِ وَهُمُ الْیَهُوْدُ، وَخبرُ الْمُبْتَدَاِ لَهُمْ وَعِیْدٌ شَدِیْدٌ ﴿واعتدنا للکفرین﴾ بِذٰلِکَ وَبِغَیْرِهٖ ﴿عذابا مهینا (٣٧)﴾ ذَا اِهَانَةٍ ﴿والذین﴾ عَطْفٌ عَلَی الَّذِیْنَ قَبْلَهٗ ﴿ینفقون اموالهم رئاء الناس﴾ مُرَائِیْنَ لَهُمْ ﴿ولایؤمنون بالله ولاباليوم الاخر﴾ کَالْمُنَافِقِیْنَ وَاَهْلِ مَکَّةَ ﴿ومن یکن الشیطن له قرینا﴾ صَاحِبًا یَّعْمَلُ بِاَمْرِهٖ کَهٰٓؤُلَاءِ ﴿فساء﴾ بِئْسَ ﴿قرینا(٣٨)﴾ هُوَ ﴿ وما ذاعلیهم لو امنوا بالله والیوم الاخروانفقوا مما رزقهم الله﴾ اَیْ اَیُّ ضَرَرٍ عَلَیْهِمْ فِیْ ذٰلِکَ وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلْاِنْکَارِ وَلَوْ مَصْدَرِیَّةٌ اَیْ لَا ضَرَرَ فِیْهِ وَاِنَّمَا الضَّرَرُ فِیْمَا هُمْ عَلَیْهِ ﴿وکان الله بهم علیما (٣٩)﴾ فَیُجَازِیْهِمْ بِمَا عَمِلُوْا ﴿ان الله لا یظلم﴾ اَحَدًا ﴿مثقال﴾ وَزْنَ ﴿ذرة﴾ اَصْغَرَ نَمْلَةٍ بِاَنْ یَّنْقُصَهَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ اَوْ یَزِیْدَهَا فِیْ سَیِّئَاتِهٖ ﴿وان تک﴾ اَلذَّرَّةُ ﴿حسنة﴾ مِّنْ مُّؤْمِنٍ، وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالرَّفْعِ فَکَانَ تَامَّةٌ ﴿یضعفها﴾ مِنْ عَشْرٍ اِلٰی اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِمِائَةٍ وَفِیْ قِرَاءَةٍ یُضَعِّفُهَا بِالتَّشْدِیْدِ ﴿ویؤت من لدنه﴾ مِنْ عِنْدِهٖ مَعَ الْمُضَاعَفَةِ ﴿اجرا عظیما(٤٠)﴾ لَا یَقْدِرُهٗ اَحَدٌ ﴿فکیف﴾ حَالُ الْکُفَّارِ ﴿اذا جئنا من کل امة بشهید ﴾ یَّشْهَدُ عَلَیْهَا بِعَمَلِهَا وَهُوَ نَبِیُّهَا ﴿وجئنا بک﴾ یَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿علی هؤلاء شهیدا (٤١)یومئذ﴾ یَوْمَ الْمَجِیْءِ ﴿یود الذین کفروا وعصوا الرسول لو﴾

اَیْ اَنْ ﴿تسوی﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ وَالْفَاعِلِ مَعَ حَذْفِ اِحْدَی التَّاءَ یْنِ فِی الْاَصْلِ، وَمَعَ اِدْغَامِهَا فِی السِّیْنِ اَیْ تُتَسَوّٰی ﴿بهم الارض﴾ بِاَنْ یَّکُوْنُوْا تُرَابًا مِّثْلَهَا لِعَظْمِ هَوْلِهٖ کَمَا فِیْ اٰیَةٍ اُخْرٰی : وَیَقُوْلُ الْکَافِرُ یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا ﴿ولا یکتمون الله حدیثا(۴۲)﴾ عَمَّا عَمِلُوْهُ وَفِیْ وَقْتٍ اٰخَرَ یَکْتُمُوْنَ وَاللّٰهُ رَبِّنَا مَا کُنَّا مُشْرِکِیْنَ۔

﴿ترجمہ﴾

مردافسر (یعنی حاکم) ہیں عورتوں پر......۱...... (انہیں ادب سکھاتے ہیں اورانہیں ناپسندیدہ باتوں سے روکتے ہیں) اسلئے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی (کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں عورتوں پر علم، عقل اور ولایت وغیرہ کے ذریعے فضیلت عطا فرمائی ہے) اور اس لئے کہ مردوں نے خرچ کئے (ان پر) اپنے مال، تو نیک بخت عورتیں (ان میں سے) ادب والیاں (یعنی اپنے خاوندوں کی مطیع) ہیں، خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں (یعنی اپنے خاوند کی عدم موجودگی میں اپنی پارسائی وغیرہ کی حفاظت کرتی ہیں......۲......) جس طرح حفاظت کا (انہیں) اللہ نے حکم دیا (جس طرح ان کے شوہروں کو ان کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا ہے) اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو (بایں طور کہ ان کی نافرمانی کی علامتیں تم پر ظاہر ہوگئی ہوں) تو انہیں سمجھاؤ (اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف دلاؤ) اور چھوڑ دو انہیں خواب گاہوں میں (اگر ان سے نافرمانی ظاہر ہو جائے، تو اپنے بستر الگ کرلو) اور انہیں مارو (اگر کنارہ کش ہونے کے باوجود نہ سدھریں تو ہلکی مار بھی لگا سکتے ہو) پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں (جو تم ان سے چاہتے ہو) تو تلاش نہ کرو (ابتغوا بمعنی تطلبوا ہے) ان پر زیادتی کی کوئی راہ (ظلم کرتے ہوئے انکو مارنے کی) بے شک اللہ بلند بڑا ہے (تو اللہ سے ڈرو کہ اگر تم نے عورتوں کو ظلماً مارا تو وہ تم کو سزا دے گا) اور اگر تم خوف کرو (یعنی جانو) اختلاف (شقاق بمعنی خلاف ہے) میاں بی بی کے درمیان (شقاق کی اضافت بین کی طرف محض توسعًا ہے یعنی شقاقا بینهما) تو بھیجو تم (انکے پاس انکی رضامندی کے مطابق) ایک پنچ (صاحب عدل شخص) مرد والوں کی طرف سے (یعنی اسکے رشتے دار کی طرف سے) اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے......۳......

(اور شوہر اپنے پنچ یعنی انصاف کرنے والے کو طلاق دینے اور طلاق کا عوض قبول کرنے کا وکیل بنا دے اور بیوی اپنے پنچ کو خلع لینے کا وکیل بنا دے، پس دونوں پنچ مل کر معاملات سمجھنے اور سلجھانے کی کوشش کریں اور ظالم کو ظلم سے باز رہنے کا حکم دیں اور مناسب خیال کریں تو تفریق کرا دیں چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا) اگر وہ دونوں ارادہ کریں (یعنی دونوں پنچ) صلح کرانے کا تو موافقت کر دے گا اللہ ان دونوں کے درمیان (یعنی زوجین کے مابین ملاپ اور جدائی میں سے جو کچھ بہتر ہو اللہ دونوں کیلئے مقدر فرما دے گا) بے شک اللہ جاننے والا (ہے ہر چیز) خبر رکھنے والا ہے (باطن کی جس طرح ظاہر کی خبر رکھتا ہے) اور اللہ کی عبادت کرو (یعنی اللہ کو ایک مانو) اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور (اچھا سلوک کرو) ماں باپ سے بھلائی کرو (انکی خدمت بھی کرو اور انکے ساتھ نرمی سے پیش آؤ) اور رشتے داروں (قربیٰ بمعنی قرابة ہے) اور یتیموں اور مسکینوں اور پاس کے ہمسائے (یعنی جو پڑوس یا نسب کے لحاظ سے تم سے قریب ہوں) اور دور کے ہمسائے (یعنی جو رشتے اور نسب کے لحاظ سے دور ہوں) اور کروٹ کے ساتھی (سفر کے ساتھی یا ہم پیشہ ساتھی اور بعض نے اس سے بیوی مراد لی ہے) اور راہ گیر (جو سفر طے کر رہا ہو) اور جن (غلام باندی) کے تم مالک ہوئے......۴......اور بے

شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا (مختالا بمعنی متکبرا ہے) بڑائی مارنے والا (یعنی جو عطا کی گئی نعمتوں کے سبب دیگر لوگوں پر بڑائی جتائے، الذین مبتدا ہے) وہ لوگ جو بخل کریں......۵......(واجبات کی ادائیگی میں) اور اوروں سے بخل کے لیے کہیں (ان امور میں) اور جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اسے چھپائیں (علم اور مال، اس سے مراد یہودی ہیں اور الذین موصول صلہ ملکر مبتداہے اس کی خبر لھم وعید شدید محذوف ہے) اور ہم نے تیار کررکھا ہے کافروں کے لئے (اس اور اسکے علاوہ دوسرے اسباب کی وجہ سے) ذلت کا عذاب (یعنی اہانت آمیز) اور جو لوگ (اس، والذین کا عطف ماقبل الذین پر ہے) اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتے ہیں (یعنی لوگوں کے سامنے ریا کاری کے لئے مال خرچ کرتے ہیں) اور ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ قیامت پر (جیسا کہ منافقین اور اہل مکہ کا حال ہے) اور جسکا مصاحب شیطان ہو (اور وہ اسی کے کہے پر عمل کرے جیسا کہ مذکورہ لوگ) تو کتنا برا (ساء بمعنی بئس ہے) مصاحب ہے (ھو ضمیر مخصوص بالذم متبداء محذوف ہے) اور انکا کیا نقصان تھا اگر ایمان لاتے اللہ اور قیامت پر اور اللہ کے دیئے میں سے اسکی راہ میں خرچ کرتے (ان امور کو انجام دینے میں انکا کونسا نقصان تھا، وما ذا علیھم ......الخ استفہام انکاری ہے اور لو مصدریہ ہے یعنی ان کاموں میں انکا کوئی نقصان نہ تھا بلکہ نقصان تو اس موجودہ حالت میں ہے) اور اللہ انکو جانتا ہے (وہ انہیں انکے اعمال کی سزا دیگا) اللہ ظلم نہیں فرماتا (کسی پر) ایک ذرہ بھر (مثقال وزن کا ایک پیمانہ ہے، یعنی چھوٹی سی چیونٹی کے وزن کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا، اسطرح کہ لوگوں کی نیکیاں گھٹادے یا گناہ زیادہ کردے) اور اگر ہو (ذرہ بھر) کوئی نیکی (مسلمان کی، ایک قرأت میں حسنۃ رفع کیساتھ ہے اس صورت میں کان تامہ ہوگا) تو اسے دونی کردے (دس سے لیکر سات سو سے زائد، ایک قرأت میں یضعفھا تشدید کے ساتھ ہے) اور دیتا ہے اپنے پاس سے (اپنی جناب سے اضافہ کرکے) بڑا ثواب (جسے مخلوق شمار نہیں کرسکتی) تو کیا حال ہوگا (کافروں کا) جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں (گے جو اس امت کے عمل کی گواہی دے گا، مراد اس سے ہر امت کے نبی ہیں) اور ہم آپکو لائینگے (اے محمد ﷺ!) ان سب پر گواہ اس دن (یعنی اس آنے والے دن......۶......) تمنا کرینگے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی کاش (لو بمعنی ان ہے) برابر کردی جائے (تسوی معروف ومجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے، دراصل اس میں دوتاء تھیں ایک کو حذف کردیا گیا ہے اور سین کے ادغام کیساتھ بھی ہے یعنی تتسوی) ان پر زمین (بایں طور پر کہ وہ مٹی کی مثل ہوجائیں، انکا یہ قول قیامت کی ہولناکی کی وجہ سے ہوگا جیسا کہ دوسری آیت میں ﴿ویقول الکفر یلیتنی کنت ترابا﴾ ہے) اور کوئی بات اللہ سے نہ چھپا سکیں گے (اپنے اعمال کے متعلق، اور دوسرے وقت میں اپنے عمل کو چھپاتے ہوئے کہیں گے ﴿واللہ ربنا ما کنا مشرکین﴾)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الرجال قومون علی النساء بمافضل اللہ بعضھم علی بعض وبما انفقوا من اموالھم﴾

الرجال: مبتدا، قوامون علی النساء: اسم فاعل ھم ضمیر فاعل وظرف لغو، بمافضل اللہ بعضھم علی بعض: معطوف علیہ، و بما انفقوا من اموالھم: معطوف، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فالصلحت قنتت حفظت للغيب بما حفظ الله﴾

ف: مستانفه، الصالحات: مبتدا، قانتات: خبراول، حافظات للغيب: اسم فاعل ھن ضمیر فاعل وظرف لغو اول، بما حفظ الله: ظرف لغو ثانی، شبہ جملہ ہو کر خبر ثانی، مبتدا اپنی دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والتى تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن فى المضاجع واضربوهن﴾

و: عاطفه، التي: اسم موصول، تخافون نشوزهن: جملہ فعلیہ صلہ، موصول سے ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، عظوهن: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واهجروهن فى المضاجع: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، جملہ فعلیہ معطوف اول، و اضربوهن: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان اطعنكم فلا تبغوا عليهن سبيلا ان الله كان عليا كبيرا﴾

ف: مستانفه، ان: شرطیہ، اطعنكم: فعل با فاعل ومفعول، جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لا تبغوا عليهن سبيلا: فعل با فاعل و ظرف لغو ومفعول جملہ فعلیہ ہو کر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ، ان: حرف مشبہ، الله: اسم جلالت اسم، كان عليا كبيرا: جملہ فعلیہ، خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكما من اهله وحكما من اهلها﴾

و: مستانفه، ان: شرطیہ، خفتم: فعل با فاعل، شقاق بينهما: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، ابعثوا: فعل با فاعل، حكما من اهله: مرکب توصیفی معطوف علیہ، و حكما من اهلها: مرکب توصیفی معطوف ملکر مفعول، فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان يريدا اصلاحا يوفق الله بينهما ان الله كان عليما خبيرا﴾

ان: شرطیہ، يريدا اصلاحا: فعل با فاعل ومفعول، جملہ فعلیہ شرط، يوفق الله بينهما: فعل وفاعل وظرف، جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ، انّ: حرف مشبہ، الله: اسم جلالت اسم، كانَ عليما خبيرا: جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا﴾

و: مستانفه، اعبدوا الله: فعل با فاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفه، لا تشركوا به شيئا: فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول جملہ فعلیہ ماقبل ادعوا پر معطوف ہے۔

﴿وبالوالدين احسانا وبذى القربى و اليتمى والمسكين والجار ذى القربى والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبيل وماملكت ايمانكم﴾

و: عاطفہ،بالوالدین: جارمجرورمعطوف علیہ،و: عاطفہ،ب:جار،ذی القربی:معطوف علیہ،والیتمی والمسکین والجار ذی القربی ...... الخ: معطوفات،اپنے معطوف علیہ سے ملکر مجرور،ملکر معطوف،معطوف علیہ معطوف سے ملکر ظرف لغو، احسنوا فعل مقدر کیلئے،احسانا: مفعول مطلق، فعل مقدر بافاعل وظرف لغو ومفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ،معطوف ہے ماقبل ادعوا پر.

﴿ان الله لا یحب من کان مختالا فخورا﴾

انّ: حرف مشبہ،اللّٰہ: اسم جلالت اسم،لایحب:فعل بافاعل،من: موصولہ،کان مختالا فخورا:فعل ناقص بااسم ومرکب توصیفی خبر،جملہ فعلیہ صلہ،موصول سے ملکر مفعول،جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ویکتمون ما اتهم الله من فضله﴾

الذین: موصول، یبخلون: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ،یامرون الناس بالبخل: جملہ فعلیہ معطوف اول ،و: عاطفہ، یکتمون: فعل بافاعل،مااتهم اللّٰہ: موصول صلہ ملکر مفعول،من فضله: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی،معطوف علیہ سے ملکر صلہ،اپنے موصول سے ملکر هم مبتدا محذوف کیلئے خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و اعتدنا للکفرین عذابا مهینا والذین ینفقون اموالهم رئاء الناس ولایؤمنون بالله ولاباليوم الاخر﴾

و: مستانفہ،اعتدنا للکفرین عذابا مهینا: جملہ فعلیہ مستانفہ ،و:عاطفہ،الذین:موصول،ینفقون اموالهم رئاء الناس: فعل بافاعل ومفعول ومفعول لہ جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ،لایؤمنون:فعل بافاعل،باللّٰہ: جارمجرور معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،لا: زائدہ،بالیوم الأخر: جارمجرور معطوف، جومعطوف علیہ سے ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر ماقبل الذین یبخلون معطوف ہے۔

﴿و من یکن الشیطن له قرینا فساء قرینا﴾

و: مستانفہ،من: شرطیہ مبتدا،یکن الشیطن: فعل ناقص بااسم،له: ظرف مستقر حال مقدم،قرینا: ذوالحال،ملکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ،ساء:فعل ذم هو ضمیر ممیّز،قرینا:تمیز ،ملکر فاعل،ملکر خبر مقدم،الشیطن: محذوف مخصوص بالذم مبتدا موٴخر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و ماذا علیهم لو امنوا بالله والیوم الاخر والفقوا مما رزقهم الله﴾

و: مستانفہ ،ماذا: اسم استفہام مبتدا ،علیهم: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،لو:شرطیہ ،امنوا: فعل بافاعل،ب: جار ،اللّٰہ والیوم الاخر: معطوف علیہ ومعطوف ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ،انفقوا:فعل بافاعل ،من: جار ،مارزقهم اللّٰہ: موصول صلہ ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر جزا

محذوف فماذا یضرھم ذلک کیلئے شرط،شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وکان اللہ بھم علیما ان اللہ لایظلم مثقال ذرۃ﴾

و: مستانفہ،کان اللّٰہ: فعل ناقص با اسم،بھم علیما: شبہ جملہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ،ان اللّٰہ: حرف مشبہ واسم،لایظلم:فعل با فاعل ،مثقال ذرۃ: مرکب اضافی،ظلما مصدر محذوف کی صفت،مرکب توصیفی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان تک حسنۃ یضعفھا ویؤت من لدنہ اجرا عظیما﴾

و: مستانفہ،ان: شرطیہ،تک: اصل میں تکن تھا فعل ناقص ھی ضمیر اسم،حسنۃ: خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،یضعفھا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،یؤت من لدنہ: فعل با فاعل وظرف لغو،اجرا عظیما: مرکب توصیفی مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علی ھؤلاء شھیدا﴾

ف: فصیحیہ،کیف: یصنعون فعل محذوف کے فاعل سے حال،اذا: مضاف،جئنا: فعل با فاعل،ب: جار،شھید: ذوالحال،من کل امۃ: ظرف مستقر حال،جوذوالحال سے ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،جئنا: فعل با فاعل،ب: جار،ک: جارہ ذوالحال،علی ھؤلاء: ظرف لغو مقدم،شھیدا: صفت مشبہ ھو ضمیر فاعل وظرف لغو مقدم سے ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، جو ذوالحال سے ملکر مجرور، جار سے ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ سے ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر ظرف،یصنعون،فعل اپنے فاعل وظرف سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یومئذ یود الذین کفروا و عصوا الرسول لوتسوی بھم الارض ولایکتمون اللہ حدیثا﴾

یومئذ یود: فعل،الذین: موصول،کفروا و عصوا الرسول: جملہ معطوف علیہ،معطوف ملکر صلہ،ملکر فاعل،لو: مصدریہ ،تسوی بھم الارض: فعل باظرف لغو ونائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،یود،فعل اپنے فاعل وظرف مقدم ومفعول سے ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،لا یکتمون اللہ حدیثا: فعل با فاعل ومفعول اول وثانی،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل یود پر معطوف ہے۔

﴿شان نزول﴾

☆......الرجال قوامون علی النساء ......☆حضرت سعد بن ربیع نے اپنی بی بی حبیبہ کوکسی خطا پر ایک طمانچہ مارا انکے والد انہیں سید عالم ﷺ کے پاس لے گئے اور انکے شوہر کی شکایت کی۔اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل......☆ یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو سید عالم ﷺ کی صفت بیان

کرنے میں بخل کرتے اور چھپاتے تھے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مرد عورتوں پر حاکم ہیں:

۱.....اللہ ﷻ نے مردوں کو عورتوں پر ان امور میں فضیلت دی: عقل، دین، خلافت، دانائی، شہادت، جہاد، جمعہ، جماعت، امامت، نبوت۔ انہی خصوصیات میں سے بعض یہ ہیں کہ مرد بیک وقت چار عورتیں اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے جبکہ عورت کیلئے جائز نہیں کہ وہ ایک شوہر سے نکاح قائم ہوتے ہوئے دوسرے سے نکاح کرے اور اسی طرح مرد کو اذان، خطبہ، تکبیر، تشریق، حدود و قصاص کی شہادت، ورثہ میں دوگنے حصہ اور تعصیب اور نکاح و طلاق کے مالک ہونے اور نسبوں کے انکی طرف منسوب کیے جانے، اور نماز روزہ کے کامل طور پر قبول کیے جانے کے ساتھ کہ انکے لیے کوئی ایسا وقت نہیں کہ نماز و روزہ کے قابل نہ ہوں اور داڑھی و عمامہ سے فضیلت دی۔ (الخازن، ج ۱، ص ۳۷۰، خزائن، حاشیہ نمبر: ۱۰۰)

☆......حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ قوم کبھی بھی فلاح نہیں پا سکتی جنہوں نے کسی عورت کو اپنے کام کا والی بنالیا ہو''۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب النبی ﷺ، ص ۷۵۳)

مفسرین کرام فرماتے ہیں اگر عورت نافرمانی کرے تو پہلے اسے نصیحت کی جائے شاید کارگر ثابت ہو، ورنہ اس کا بستر الگ کردے کہ کوئی بھلائی کی صورت نکل آئے اور اگر پھر بھی کوئی صورت نہ بنے تو ضرب خفیف کا حکم دیا گیا ہے اور تمام ہی مفسرین اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ عورت کو ایسا نہ مارا جائے کہ اسکی ہڈیاں توڑ دی جائیں یا گوشت پھاڑ دیا جائے یا کوئی اور سخت قسم کی تکلیف دی جائے کہ باعث ضرر شدید بنے۔

نیک اور بد عورتوں میں فرق:

۲......نیک عورتوں کا ذکر احادیث طیبہ میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی عورت پانچوں نمازیں پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو اسے کہا جائے گا: جنت کے دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہوجا''۔

(مسند احمد، باب حدیث عبد الرحمن بن عوف، ج ۱، ص ۳۱۳)

☆......حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر غیر اللہ کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

(ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب حق الزوج علی المرأۃ، ص ۳۲۲)

بدعورتوں کے بارے میں حدیث مبارک میں یہ وعید آئی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے انکار کردے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب اذا باتت المرأۃ مهاجرۃ، ص ۹۲۹)

میاں بیوی میں صلح کس طرح کرائی جائے؟

۳؎.....قرآن مجید فرقان حمید نے یہ حکم دیا ہے کہ تنازع زوجین کے تصفیہ کیلئے دونوں طرف سے ایک ایک حکم باہمی بات چیت سے اس مسئلہ کو حل کریں۔ لیکن حکم سے مراد کون ہیں؟ اس بارے میں متعدد اقوال پائے جاتے ہیں چنانچہ علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہے کہ حکم سے مراد امام وقت یا اسکا نائب ہے کیونکہ تنفیذ احکام شرعیہ انہی کی جانب سے ہوتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اسکا مخاطب امت کا ہر صالح شخص ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے (فابعثوا) جمع کے صیغے سے خطاب فرمایا ہے پس یہاں بعض کو بعض پر محمول نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کو تمام امت پر محمول کیا جائے گا چاہے امام ہو یا نہ ہو۔ اور ایک قول کے مطابق یہ ہے کہ زوجین میں سے ہر جانب سے ایک ایک فرد بطور حکم اس تنازع کو حل کرنے کی سعی کرے (الخازن، ج ۱ ص ۳۷۲)۔

حُسن سلوک کرنے کے فضائل:

۴؎.....آیت مبارکہ میں اللہ ﷻ نے یہ حکم دیا ہے کہ اللہ کی عبادت کی جائے اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے اور جن احباء کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ان میں سب سے پہلے والدین، پھر رشتے دار، پھر یتیم محتاج، پاس اور دور کے ہمسائے، کروٹ کے ساتھی، راہ گیر، اور باندی غلام شامل ہیں چنانچہ چند احادیث مبارکہ ذکر کی جاتی ہیں۔

☆.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول کریم ﷺ کی خدمت سراپا اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! لوگوں میں سے کون سب سے زیادہ میرے حسن سلوک کا حقدار ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تیری ماں''۔ اس نے دوبارہ پوچھا: اس کے بعد کون؟ تو آپ ﷺ نے دوبارہ ارشاد فرمایا: ''تیری ماں''۔ اس نے تیسری مرتبہ دریافت کیا کہ اس کے بعد کون؟ تو آپ ﷺ نے اس مرتبہ بھی یہی ارشاد فرمایا: ''تیری ماں''۔ جب چوتھی مرتبہ اس نے دریافت فرمایا کہ اس کے بعد کون؟ تو اس مرتبہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تیرا باپ''۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبة ص ۱۰۴۵)

☆.....حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جسے یہ بات خوش کرے کہ اسکے رزق میں وسعت ہو اور اس سے تنگی دور کردی جائے تو اسکو چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے''۔

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب من احب البسط فی الرزق، ص ۳۳۲)

☆.....حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ہونگے''۔ (سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی رحمة الیتیم، ص ۱۳، ج ۲)

☆.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ''بیوہ اور مسکین کی خبر گیری رکھنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے یا رات کو قیام اور دن کو روزہ رکھنے والے کی طرح ہے''۔ (صحیح البخاری، کتاب النفقه، باب فضل النفقة علی اهل، ص ۱۰۹۶)

☆.....حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا: یارسول اللہ ﷺ! میرے دو پڑوسی ہیں میں ان میں سے کس کو ہدیہ بھیجوں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جسکا دروازہ تمہارے قریب ترین ہو''۔

(مسند احمد، کتاب مسند الانصار، باب مسند عائشة، ج ۷، ص ۲۵۱)

☆.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اپنے پڑوسی کو

تکلیف نہ دے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔" (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من کان یؤمن باللہ، ص ۱۰۵۲)

☆......حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ عزوجل کے نزدیک بہتر دوست وہ جو اپنے دوست کیلئے بہتر ہو اور بہتر پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کیلئے بہتر ہو" (سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی حق الجوار، ص ۱۶، ج ۲)

بخل، شح، سخا اور جود، میں فرق:

علامہ ابوالبرکات نسفی فرماتے ہیں کہ **بخل** یہ ہے کہ انسان خود کھائے اور دوسرے کو نہ کھلائے۔ **شح** یہ ہے کہ انسان خود بھی نہ کھائے اور دوسروں کو بھی نہ کھلائے۔ **سخاء** یہ ہے کہ انسان خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے۔ **جود** یہ ہے کہ انسان خود نہ کھائے لیکن دوسروں کو کھلائے۔ (المدارک، ج ۱، ص ۳۵۷)

حضور ﷺ کا اولین و آخرین کی گواہی دینا:

۶......آیت مبارکہ میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن مشرکین اور منافقین کا کیا حال ہوگا جب حضرات انبیاءِ کرام ان پر گواہی پیش کریں گے کہ ہم نے ان تک رسالت کا پیغام پہنچا دیا تھا اور نبی پاک ﷺ ان تمام انبیاءِ کرام پر بطور گواہ پیش کیے جائیں گے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: "میرے سامنے قرآن مجید پڑھو"۔ حضرت ابن مسعود نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ پر (کیسے) قرآن پڑھوں حالانکہ قرآن مجید آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اِنِّی اَشْتَھِی اَنْ اَسْمَعَهُ مِنْ غَیْرِی یعنی میں چاہتا ہوں کہ کسی اور سے قرآن مجید سنوں"۔ راوی فرماتے ہیں لہذا میں نے سورۂ نساء پڑھنی شروع کی حتی کہ جب میں اس آیتِ مبارکہ پر پہنچا: ﴿فکیف اذا جئنا من کل امة بشھید وجئنا بک علی ھٰؤلاء شھیدا یعنی اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو ان تمام پر گواہ بنا کر لائیں گے (النساء: ۴۰)﴾، تو میں نے سر اٹھا کر خود دیکھا یا کسی نے مجھے ٹھوکا دیا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ کی چشمانِ مبارک سے اشک رواں ہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافر وقصرھا، باب فضل استماع القران وطلب، ص ۳۶۵)

پتہ چلا کہ حضور پرنور امت کے احوال سے واقف ہیں، حاضر وناظر ہیں انور شاہ کاشمیری اپنی کتاب **فیض الباری شرح بخاری** میں لکھتے ہیں "جب درخت سے انی انا اللہ" کی آواز آسکتی ہے تو **متصرف بالنوافل** کا کیا حال ہے کہ اللہ عزوجل اس کی سمع و بصر نہ ہو سکے اور اللہ عزوجل کا اپنے مقرب بندوں کی سمع و بصر ہو جانا ایسی صورت میں کیوں کر محال ہو سکتا ہے جب کہ وہ ابن آدم جو صورت رحمٰن پر پیدا کیا گیا، شرف و کمال میں شجرۂ موسیٰ سے کسی طرح کم نہیں۔ (مقالات کاظمی، ج ۳، ص ۱۲۷)

یہ حال تو اللہ کے ولی اللہ کا بیان ہوا ہے حضور کو کیا کچھ دیا گیا ہم انسان اس کا احاطہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی اندازہ بس اتنا کہتے ہیں کہ حضور ﷺ اللہ عزوجل کی عطا سے حاضر و ناظر ہیں امت کے احوال ان سے پوشیدہ نہیں رکھے گئے۔ اس بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے کاظمی صاحب کا رسالہ **تسکین الخواطر فی مسئلة الحاضر والناظر** ملاحظہ فرمائیں۔

اغراض:

ویاخذون علی ایدیھن: یعنی مرد عورتوں پر قابض رہتے ہیں اور انہیں ان کے ناپسندیدہ ارادوں سے روکتے ہیں جیسا کہ گھر

سے (بغیر ضرورت شرعی کے) نکلنا، اور یہ جملہ مطلق ناپسندیدہ باتوں سے روکنے کے حوالے سے بطور کنایہ استعمال ہوا ہے اگرچہ زبانی بات چیت کے ذریعے ہی منع کیا جائے۔ وغیــرهــا: یعنی شوہر کے مال، اس کی راز کی باتوں اور گھر کے اسباب کی حفاظت کرتی ہیں۔ غیر مبرح: مراد یہ ہے کہ عورت کی ہڈی نہ توڑے اور نہ ہی اسے عیب دار کردے۔ حیث اوصی علیهن الازواج: پس عورتوں کو عدل کے ساتھ حکم کرے اور بھلائی کے ساتھ اپنے نکاح میں رکھے یا احسان کرتے ہوئے چھوڑ دے، شیخین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں سے اچھا سلوک کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا اوپر والا حصہ زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ دو گے اور اگر چھوڑ دو گے تو بھی وہ ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہے گی پس عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہنا''۔ وقبول عوض علیه: یعنی طلاق۔ فخوفوهن الله: یعنی اس طرح کہ میرا تجھ پر حق ہے تو تو اللہ سے ڈر اور اس کے انجام سے محتاط رہ۔

طریقاً الی ضربهن: کہ انہیں گزرے ہوئے معاملات پر ملامت کرو کہ نوبت مار دھاڑ کی طرف آجائے اور جھگڑا دوبارہ پڑ جائے، بلکہ ایسا کرو جیسا کہ کچھ ہوا ہی نہیں اس لئے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ خلاف: یعنی مخالفت، اور خلاف کو شقاق بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ مخالفت وہ کرتا ہے جو اس کے مد مقابل کو دشوار گزرتا ہے یا یہ دونوں یعنی خلاف اور شقاق جانب (یعنی کسی جانب راستہ نکالنے جیسے کہ جانب الطریق کے معنی میں) ہیں۔ رجلاً عارفاً: یعنی ایسا آدمی مراد ہے جو کہ مشکل امور کی پہچان رکھتا ہو، اسی لئے اسے حکماً یعنی دانش مند کہتے ہیں، اور اسے حکماً یعنی پنچ بھی کہتے ہیں اس لئے کہ اسے فیصلے کے لئے دونوں فریقین کے مابین بھیجا جاتا ہے۔ ان رأیــاه: یعنی پنچ یہ محسوس کرے کہ شوہر اور بیوی میں جدائی بہتر ہے تو ایسا ہی فیصلہ کرے۔ لهم وعید شدید: یعنی ماقبل ذکر کردہ لوگ ہر قسم کی ملامت اور عذاب کے حق دار ہیں۔

اصلاحاً: جھگڑا ختم کرنے کے لئے، اور یہ صلح اور فراق دونوں کو شامل ہے، اسی لئے شارح نے اصلاح اور فراق کا لفظ استعمال کیا۔ وحدوه: ﴿ولا تشرکوا﴾ پر تاکید ہے، ظاہر یہ ہے کہ عبادت طاعت گزاری کے معنی میں ہے اور توحید ﴿ولا تشرکوا به شیئا﴾ سے مستفاد ہونے والی چیز ہے، پس اس صورت میں ﴿واعبدوا الله ولاتشرکوا به شیئا﴾ پر عطف تاسیس کے لئے ہوگا۔ برٌّاً ولین: یعنی والدین کی خدمت کرتا رہے اور ان کے سامنے اپنی آواز بلند نہ کرے، اور ان کی خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کرتا رہے اور اپنی طاقت بھر ان پر خرچ کرے۔ المال: کتمان مال اور علم سے متعلق ماقبل بحث ملاحظہ فرمائیں۔ الرفیق فی سفر الخ: ابی سعود کی عبارت میں ہے کہ اچھے کام کا ساتھی جیسے سیکھنے سکھانے، تصرف واختیارات، فن وپیشہ میں اور سفر میں ہو وہ تیرا اصاحب ہے اور ان میں سے جو تیرے ساتھ مسجد میں برابر کی جگہ میں بیٹھے یا کسی مجلس میں تیرے برابر کی نشست پر بیٹھے یا اس کے علاوہ تیرے یا اس کے مابین کوئی ادنی سی صحبت قائم ہو اس کا بھی حق ہے۔

وقیل الزوجة: یہ حضرت علی، ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کا قول ہے اور در میں زید بن اسلم سے ہے کہ مراد یہ ہے کہ جو حضر یعنی مدت اقامت میں تیرا ساتھی ہو اور سفر میں تیرا رفیق ہو اور تیرے ساتھ سونے والی تیری بیوی۔ المنقطع فی سفره: یعنی حج یا غزوہ کے لئے یا مطلقاً، اور ظاہر یہ ہے کہ مسافر میں انقطاع کی کوئی قید نہیں ہے یا اس سے مراد کمزور ہیں۔ من الارقاء: یعنی باندی اور غلام، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ یہ قول عام ہے اور اس میں حیوانات وغیرہ سب شامل ہیں، بعض نے کہا کہ حیوانات غلام باندی ہونے میں شامل نہیں ہیں اس لئے کہ اکثر یہ انسان کے دست قدرت میں ہوتے ہیں پس جانب کثرت کی وجہ سے ایسا کہہ دیا گیا ہے، چنانچہ اللہ عزوجل نے ہر غلام باندی پر احسان کرنے کا حکم دیا ہے چاہے وہ انسان ہو یا غیر انسان۔ متــکــبـــراً: یعنی اپنے عزیز

واقارب، پڑوسیوں، ساتھیوں، غلام باندیوں کے ساتھ غرور کرے اور ان کی جانب التفات نہ کرے۔

وھم الیھود: یعنی یہود انصار سے کہتے تھے کہ محمد ﷺ پر مال خرچ نہ کرو، ہم تم پر تنگی آجانے سے ڈرتے ہیں، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو سید عالم ﷺ کی نعت چھپاتے تھے۔ حال الکفار: یعنی یہود و نصاری وغیرہ۔ کھولاء: یعنی منافقین اور اہل مکہ جو کہ پانچ صفات کے ساتھ موصوف کیے گئے ہیں۔

یشھد علیھا بعملھا: یعنی ہر قوم کا نبی ان کے عقائد فاسدہ اور اعمال قبیحہ پر گواہی دے گا۔ علی ھولاء: یعنی حضرات انبیائے کرام علیہم السلام یا تمام امتیں، یا منافقین یا مشرکین۔ یوم المجیء: یومئذ میں سابقہ جملہ سے تنوین عوض ہے۔ (الجمل، ج۲، ص۴۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

﴿یایھا الذین امنوا لا تقربوا الصلوۃ﴾ اَیْ لَا تُصَلُّوْا ﴿وانتم سکری﴾ مِنَ الشَّرَابِ لِاَنَّ سَبَبَ نُزُوْلِهَا صَلَاةُ جَمَاعَةٍ فِی حَالِ السُّکْرِ ﴿حتی تعلموا ما تقولون﴾ بِاَنْ تصحوا ﴿ولا جنبا﴾ بِاِیْلَاجٍ اَوْ اِنْزَالٍ، وَنَصْبُهٗ عَلَی الْحَالِ وَهُوَ یُطْلَقُ عَلَی الْمُفْرَدِ وَغَیْرِهٖ ﴿الا عابری﴾ مُجْتَازِیْ ﴿سبیل﴾ طَرِیْقٍ اَیْ مُسَافِرِیْنَ ﴿حتی تغتسلوا﴾ فَلَکُمْ اَنْ تُصَلُّوْا وَاُسْتُثْنِیَ الْمُسَافِرُ لِاَنَّ لَهٗ حُکْمًا اٰخَرَ سَیَاْتِیْ، وَقِیْلَ الْمُرَادُ النَّهْیُ عَنْ قُرْبَانِ مَوَاضِعِ الصَّلٰوةِ اَیِ الْمَسَاجِدِ اِلَّا عُبُوْرَهَا مِنْ غَیْرِ مُکْثٍ ﴿وان کنتم مرضی﴾ مَرَضًا یَّضُرُّهُ الْمَاءَ ﴿اوعلی سفر﴾ اَیْ مُسَافِرِیْنَ وَاَنْتُمْ جُنُبٌ اَوْ مُحْدِثُوْنَ ﴿او جاء احد منکم من الغائط﴾ هُوَ الْمَکَانُ الْمُعِدُّ لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ اَیْ اَحْدَثَ ﴿او لمستم النساء﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِلَا اَلِفٍ وَکِلَاهُمَا بِمَعْنَی اللَّمْسِ هُوَ الْجَسُّ بِالْیَدِ، قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ وَعَلَیْهِ الشَّافِعِیُّ وَاَلْحَقَ بِهِ الْجَسَّ بِبَاقِی الْبُشْرَةِ، وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ هُوَ الْجِمَاعُ ﴿فلم تجدوا ماء﴾ تَطَّهَّرُوْنَ بِهٖ لِلصَّلٰوةِ بَعْدَ الطَّلَبِ وَالتَّفْتِیْشِ وَهُوَ رَاجِعٌ اِلٰی مَاعَدَا الْمَرْضٰی ﴿فتیمموا﴾ اُقْصُدُوْا بَعْدَ دُخُوْلِ الْوَقْتِ ﴿صعیدا طیبا﴾ تُرَابًا طَاهِرًا فَاضْرِبُوْا بِهٖ ضَرْبَتَیْنِ ﴿فامسحوا بوجوھکم وایدیکم﴾ مَعَ الْمِرْفَقَیْنِ مِنْهُ، وَمَسَحَ یَتَعَدّٰی بِنَفْسِهٖ وَبِالْحَرْفِ ﴿ان اللہ کان عفوا غفورا(۴۳) الم تر الی الذین اوتوا نصیبا﴾ حَظًّا ﴿من الکتب﴾ وَهُمُ الْیَهُوْدُ ﴿یشترون الضللۃ﴾ بِالْهُدٰی ﴿ویریدون ان تضلوا السبیل(۴۴)﴾ تُخْطِئُوا الطَّرِیْقَ لِتَکُوْنُوْا مِثْلَهُمْ ﴿واللہ اعلم باعدائکم﴾ مِنْکُمْ فَیُخْبِرُکُمْ بِهِمْ لِتَجْتَنِبُوْهُمْ ﴿وکفی باللہ ولیا﴾ حَافِظًا لَّکُمْ مِنْهُمْ ﴿وکفی باللہ نصیرا(۴۵)﴾ مَانِعًا لَّکُمْ مِنْ کَیْدِهِمْ ﴿من الذین ھادوا﴾ قَوْمٌ ﴿یحرفون﴾ یُغَیِّرُوْنَ ﴿الکلم﴾ الَّذِیْ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِی التَّوْرَاةِ مِنْ نَّعْتِ مُحَمَّدٍ

ﷺ ﴿عن مواضعه﴾ اَلَّتِیْ وَضَعَ عَلَیْهَا ﴿ویقولون﴾ لِلنَّبِیِّ ﷺ اِذَا اَمَرَهُمْ بِشَیْءٍ ﴿سمعنا﴾ قَوْلَکَ ﴿وعصینا﴾ اَمْرَکَ ﴿واسمع غیر مسمع﴾ حَالٌ بِمَعْنَی الدُّعَاءِ اَیْ لَا سُمِعْتَ ﴿و﴾ یَقُوْلُوْنَ لَهٗ ﴿راعنا﴾ وَقَدْ نُهِیَ عَنْ خِطَابِهٖ بِهَا وَهِیَ کَلِمَةُ سَبٍّ بَلُغَتِهِمْ ﴿لیا﴾ تَحْرِیْفًا ﴿بالسنتهم وطعنا﴾ قَدْحًا ﴿فی الدین﴾ اَلْاِسْلَامِ ﴿ولو انهم قالوا سمعنا واطعنا﴾ بَدَلٌ وَّعَصَیْنَا ﴿واسمع﴾ فَقَطْ ﴿وانظرنا﴾ اُنْظُرْ اِلَیْنَا بَدَلَ رَاعِنَا ﴿لکان خیرا لهم﴾ مِمَّا قَالُوْهُ ﴿واقوم﴾ اَعْدَلُ مِنْهُ ﴿ولکن لعنهم الله﴾ اَبْعَدَهُمْ عَنْ رَّحْمَتِهٖ ﴿بکفرهم فلا یؤمنون الا قلیلا (۴۶)﴾ مِّنْهُمْ کَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَّاَصْحَابِهٖ ﴿یایها الذین اوتوا الکتب امنوا بما نزلنا﴾ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴿مصدقا لما معکم﴾ مِّنَ التَّوْرَاةِ ﴿من قبل ان نطمس وجوها﴾ نَمْحُوْ مَا فِیْهَا مِنَ الْعَیْنِ وَالْاَنْفِ وَالْحَاجِبِ ﴿فنردها علی ادبارها﴾ فَنَجْعَلُهَا کَالْاَقْفَاءِ لَوْحًا وَّاحِدًا ﴿اونلعنهم﴾ نَمْسَخَهُمْ قِرَدَةً ﴿کما لعنا﴾ مَسَخْنَا ﴿اصحب السبت﴾ مِنْهُمْ ﴿وکان امر الله﴾ قَضَاؤُهٗ ﴿مفعولا (۴۷)﴾ وَلَمَّا نَزَلَتْ اَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقِیْلَ کَانَ وَعِیْدًا بِشَرْطٍ فَلَمَّا اَسْلَمَ بَعْضُهُمْ رُفِعَ وَقِیْلَ یَکُوْنُ طَمْسٌ وَّمَسْخٌ قَبْلَ قِیَامِ السَّاعَةِ ﴿ان الله لا یغفر ان یشرک﴾ اَیِ الْاِشْرَاکَ ﴿به ویغفر ما دون﴾ سِوٰی ﴿ذلک﴾ مِنَ الذُّنُوْبِ ﴿لمن یشاء﴾ اَلْمَغْفِرَةَ لَهٗ بِاَنْ یُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ بِلَا عَذَابٍ وَّمَنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِذُنُوْبِهٖ ثُمَّ یُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ ﴿ومن یشرک بالله فقد افتری اثما﴾ ذَنْبًا ﴿عظیما (۴۸)﴾ کَبِیْرًا ﴿الم تر الی الذین یزکون انفسهم﴾ وَهُمُ الْیَهُوْدُ حَیْثُ قَالُوْا نَحْنُ اَبْنَآءُ اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ اَیْ لَیْسَ الْاَمْرُ بِتَزْکِیَتِهِمْ اَنْفُسَهُمْ ﴿بل الله یزکی﴾ یُطَهِّرُ ﴿من یشاء﴾ بِالْاِیْمَانِ ﴿ولا یظلمون﴾ یُنْقَصُوْنَ مِنْ اَعْمَالِهِمْ ﴿فتیلا (۴۹)﴾ قَدْرَ قِشْرَةِ النَّوَاةِ ﴿انظر﴾ مُتَعَجِّبًا ﴿کیف یفترون علی الله الکذب﴾ بِذٰلِکَ ﴿وکفی به اثما مبینا (۵۰)﴾ بَیِّنًا۔

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! نماز کے پاس نہ جاؤ (یعنی نماز نہ پڑھو) نشہ کی حالت میں ......۱...... (یعنی شراب پی کر، آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول مسلمانوں کا حالتِ نشہ میں نماز باجماعت پڑھنا ہے) جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو (یوں کہ نشہ اتر چکا ہو) اور نہ ناپاکی کی حالت میں (خواہ ناپاکی کا سبب دخول ہو یا انزال، جنبا حال ہونے کیوجہ سے منصوب ہے اور اسکا اطلاق مفرد و جمع دونوں پر ہوتا ہے) مگر گزرنے والے (عابری بمعنی مجتازی ہے) راستے سے (یعنی مسافر) یہاں تک کہ تم نہا لو (کہ اب تمہارے لئے نماز پڑھنا درست و جائز ہے، مسافر کا استثناء اسلئے کیا گیا ہے کہ اسکا حکم دوسرا ہے جو آگے آئے گا، منقول ہے کہ یہاں نہی مواضع نماز یعنی مساجد

کے قریب جانے کے بارے میں ہے مگر بغیر ٹھہرے مسجد سے گزر جانا جائز ہے) اور اگر تم بیمار ہو (کہ اس مرض میں پانی کا استعمال نقصان دے گا) یا حالتِ سفر میں ہو (یعنی مسافر ہو اور حالتِ سفر میں تم جنبی یا بے وضو ہو گئے ہو) یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو (یعنی اس جگہ سے جو قضائے حاجت کے لئے مقرر ہو یعنی وہ بے وضو ہو گیا ہو) یا تم نے عورتوں کو چھوا (ایک قرأت میں لمستم بغیر الف کے ہے لیکن دونوں قرأتوں میں لمس کے معنی جس بالید یعنی ہاتھ لگا کر ٹٹولنا ہیں، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہی ہے اور باقی بدن کو چھونا بھی اسی حکم میں داخل ہے اور ابن عباس نے اس سے جماع مراد لیا ہے) پس اگر تم پانی نہ پاؤ (کہ اس سے نماز کیلئے طہارت کرسکو بعد طلب اور تفتیش کے، یہ پانی نہ ملنے کی قید ان کے لئے ہے جو بیمار نہ ہوں) تو تم تیمم کرلو......۲......(یعنی نماز کا وقت داخل ہو جانے کے بعد تم قصد کرو) پاک مٹی کا (صعیدا کا معنی ہے پاک مٹی کہ تم اس پر دو مرتبہ ہاتھ مارو) تو مسح کرلو اپنے منہ اور ہاتھوں کا (کہنیوں سمیت، فعل مسح متعدی بنفسہ ہونے کے علاوہ متعدی بالحرف بھی ہوتا ہے) بے شک اللہ معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے کیا آپ نے انہیں نہ دیکھا جنہیں حصہ ملا (نصیب بمعنی حظ ہے) کتاب سے (یعنی یہودیوں کو) گمراہی مول لیتے ہیں (ہدایت کے بدلے) اور چاہتے ہیں کہ تم راہ سے بہک جاؤ (یعنی راہِ حق سے بھٹک کر انہیں کی مثل ہو جاؤ) اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو (وہ تمہیں انکے بارے میں خبر دیتا رہتا ہے تاکہ تم ان سے بچتے رہو) اور کافی ہے اللہ حمایتی (یعنی ان سے تمہاری حفاظت کرنیوالا ہے) اور اللہ کافی ہے مددگار (یعنی تمہیں انکے مکر و فریب سے بچانے والا ہے) یہودیوں میں سے (ایک قوم) ایسی ہے جو بدلتے ہیں (یحرفون بمعنی یغیرون ہے) کلاموں کو (جو اللہ جل جلالہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توریت میں اتارے ہیں) انکی جگہ سے (یعنی جن میں وہ رکھے گئے تھے) اور کہتے ہیں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب وہ انہیں کوئی حکم دیں) ہم نے سنی (آپکی بات) اور نافرمانی کی (آپکے حکم کی) اور سنئے آپ سنائے نہ جائیں (غیر مسمع ترکیب میں حال واقع ہے بمعنی پکارنا یعنی لاسمعت) اور (کہتے ہیں آپ سے) راعنا (حالانکہ انہیں اس لفظ سے آپکو خطاب کرنے سے منع کر دیا گیا تھا اسلئے کہ یہ کلمہ انکی لغت میں برے معنی میں استعمال ہوتا تھا) موڑتے ہوئے اپنی زبانوں کو (یعنی اپنی زبانوں سے تحریف کرتے ہوئے) اور طعنہ کرتے ہوئے (طعنا بمعنی قدحا ہے) دین (یعنی اسلام کے بارے) میں......۳......اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور مانا (بجائے عصینا کے) اور سنئے (فقط) اور نظر فرمایئے ہم پر (یعنی راعنا کے بجائے انظر الینا کہتے) تو انکے لیے بہتر ہوتا (انکے سابقہ قول کے مقابلے میں) اور زیادہ درست ہوتا (یعنی انصاف کے زیادہ قریب ہوتا) لیکن ان پر تو اللہ نے لعنت کی (یعنی انہیں اپنی رحمت سے دور کر دیا) انکے کفر کے سبب، پس وہ ایمان نہیں لائینگے مگر تھوڑے (ان میں سے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور انکے اصحاب ایمان لے آئے) اے کتاب والو! ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے اتارا (قرآن میں) تمہارے ساتھ والی کتاب کی تصدیق فرماتا (یعنی توریت کی) قبل اسکے کہ ہم بگاڑ دیں کچھ موہنوں کو (یعنی چہرے پر موجود آنکھ، کان اور ابرو مٹا دیں) تو انہیں پھیر دیں گے انکی پیٹھ کی طرف (یعنی گدی کی طرح سامنے کے حصہ کو بھی سپاٹ کر دیں گے) یا ہم لعنت کریں (بندر کی صورت میں انہیں مسخ کر کے) جیسا کہ لعنت کی ہم نے (یعنی مسخ کر دیا ہم نے) ہفتہ والوں کو اور اللہ کا حکم (یعنی اسکا فیصلہ) ہو کر رہے گا (جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے، ایک قول کے مطابق یہ وعید انکے ایمان نہ لانے کے ساتھ مشروط تھی، جب بعض ایمان لے آئے تو وعید اٹھا لی گئی اور بعض کے نزدیک قیامت قائم ہونے سے پہلے چہروں کا بگاڑنا اور مسخ کرنا ہوگا) اور بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اسکے ساتھ کفر کیا جائے (مذکورہ فعل باب افعال اشراک سے ہے) اور بخشے گا اسکے سوا (گناہوں کو، دون بمعنی سوی ہے) جسکے لئے چاہے ......۴......(یعنی جسکی مغفرت کرنا چاہے بایں طور کہ اسے بغیر عذاب دیئے جنت میں داخل کر دے اور مومنین میں سے جسے چاہے گا

گناہوں کے سبب عذاب دیکر پھر جنت میں داخل کرے) اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا اس نے گناہ کا طوفان باندھا (اثـمـا بمعنی ذنبا ہے) بڑا (عـظـیـمـا بمعنی کبیرا ہے) کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو خود اپنی ستھرائی بیان کرے (مراد اس سے یہودی تھے جب انھوں نے کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اسکے پیارے ہیں، یعنی ان کا اپنا تزکیہ بیان کرنے کا معاملہ کچھ اہمیت نہیں رکھتا) بلکہ اللہ پاک (صاف) کرتا ہے جسے چاہے (ایمان کے ساتھ) اور ظلم نہ کیے جائینگے وہ (یعنی انکے اعمال میں کمی نہ ہوگی) دھاگہ برابر (کھجور کی گٹھلی پر جھلی کے برابر بھی) دیکھو (متعجب ہوکر) کیسے وہ اللہ پر جھوٹ گھڑتے ہیں (اس بات کے ساتھ) اور یہ کافی ہے صریح گناہ (مبـیـنـا بمعنی بینا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یاایها الذین امنوا لا تقربوا الصلوة وانتم سکری حتی تعلموا ما تقولون ولا جنبا الا عابری سبیل حتی تغتسلوا﴾

یاایها الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، لاتقربوا: فعل واو ضمیر ذوالحال، و انتم سکاری: جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: حرف نفی لتاکید، جنبا: معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر حال اول، الا: للحصر، عـابری سبیل: مرکب اضافی حال ثانی، ذوالحال اپنے حالوں سے ملکر فاعل، الصلوة: مفعول، حتی: جار، تعلموا ما تقولون: جملہ بتقدیر ان بتاویل مصدر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغواول، حتی: جار، تـغـتـسـلـوا: جملہ بتقدیر ان بتاویل مصدر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغوثانی، لاتـقـربـوا: فعل اپنے فاعل ومفعول وظرف لغواول وثانی سے ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء۔

﴿وان کنتم مرضی اوعلی سفر او جاء احد منکم من الغائط او لمستم النساء فلم تجدوا ماء﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، کنتم: فعل ناقص تم ضمیر اسم، مـرضـی: معطوف علیہ، اوعـلـی سفر: ظرف مستقر شبہ جملہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، او جـاء احـد منکم من الغائط: جملہ فعلیہ معطوف اول، اولـمـسـتـم النساء: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ف: عاطفہ، لم تجدوا ماء: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، اپنے معطوف علیہ سے ملکر شرط۔

﴿فتیمموا صعیدا طیبا فامسحوا بوجوهکم وایدیکم ان الله کان عفوا غفورا﴾

ف: جزائیہ، تـیـمـمـوا صـعـیـدا طیبا: فعل بافاعل ومرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، امسـحـوا: فعل بافاعل، ب: جار، وجـوهـکـم وایدیکم: معطوف، ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ، ان الله: حرف مشبہ واسم، کان عفوا غفورا: جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتب یشترون الضللة ویریدون ان تضلوا السبیل والله اعلم باعدائکم﴾

همزه: استفہامیہ، لم تر: فعل انت ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، الله: اسم جلالت مبتدا، اعـلـم باعدائکم: شبہ جملہ ہوکر خبر، جومبتدا سے ملکر

جملہ اسمیہ ہوکر حال، ذوالحال سے ملکر فاعل، الی: جار، الذین: موصول، اوتوا نصیبا من الکتب: جملہ فعلیہ صلہ، جو موصول سے ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، یشترون الضللة: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و یریدون: فعل با فاعل، ان تضلوا السبیل: جملہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مفعول فعل اپنے فاعل وظرف لغو ومفعول سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿و کفی باللہ ولیا و کفی باللہ نصیرا﴾

و: مستانفہ، کفی: فعل، ب: زائدہ، اللّٰہ: اسم جلالت ذوالحال، ولیا: حال، جو ذوالحال سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کفی: فعل، ب: زائدہ، اللّٰہ: اسم جلالت ذوالحال، نصیرا: حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿من الذین ھادوا یحرفون الکلم عن مواضعہ ویقولون سمعنا وعصینا واسمع غیر مسمع وراعنا لیا بالسنتھم وطعنا فی الدین﴾

من: جار، الذین ھادوا: موصول صلہ ملکر مجرور، جو جار سے ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، یحرفون الکلم عن مواضعہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یقولون: قول، سمعنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وعصینا: معطوف اول، و: عاطفہ، اسمع غیر مسمع: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، و: عاطفہ، راعنا: فعل با فاعل، لیا بالسنتھم: شبہ جملہ معطوف علیہ، وطعنا فی الدین: شبہ جملہ، معطوف، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثالث، معطوف علیہ تمام معطوفات سے ملکر مقولہ، قول سے ملکر معطوف، جو معطوف علیہ سے ملکر صفت، قوم: موصوف محذوف، مرکب توصیفی مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو انھم قالوا سمعنا واطعنا وانظرنا لکان خیرا لھم واقوم﴾

و: مستانفہ، لو: شرطیہ، انھم: حرف مشبہ واسم، قالوا: قول، سمعنا و اطعنا و انظرنا: معطوف علیہ معطوفین سے ملکر مقولہ، جو قول سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ثبت فعل محذوف کا فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ شرط، لام: ابتدائیہ، کان: فعل ناقص بااسم، خیرا لھم: شبہ جملہ معطوف علیہ، واقوم: معطوف، ملکر خبر، جملہ فعلیہ ہوکر جزاء، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿و لکن لعنھم اللہ بکفرھم فلا یومنون الا قلیلا﴾

و: حالیہ، لکن: للاستدراک، لعنھم اللّٰہ بکفرھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، لا یؤمنون: فعل واو ضمیر مستثنی منہ، الا: اداۃ حصر، قلیلا: مستثنی، اپنے مستثنی منہ سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے مل کر آیت میں انھم میں ھم ضمیر سے حال ہے۔

﴿یایھا الذین اوتوا الکتب امنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم من قبل ان نطمس وجوھا فنردھا علی ادبارھا﴾

یایھا الذین اوتوا الکتب: جملہ فعلیہ ندائیہ، امنوا: فعل با فاعل، ب: جار، ما نزلنا: موصول صلہ ملکر ذوالحال، مصدقا لما

معکم: شبہ جملہ حال، جوذوالحال سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو اول،من: جار،قبل: مضاف،ان نطمس وجوھا: جملہ فعلیہ، معطوف علیہ، فنردھا:فعل بافاعل،ھا: ضمیر ذوالحال،علی ادبارھا: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو ثانی،امنوا فعل اپنے فاعل ودونوں ظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء۔

﴿او نلعنھم کما لعنا اصحب السبت و کان امر اللہ مفعولا﴾

او: عاطفہ،نلعنھم:فعل بافاعل ومفعول،ک: جار،ما: مصدریہ،لعنا اصحب السبت: جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر، لعنۃ مصدر محذوف کی صفت،مرکب توصیفی مفعول مطلق،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ،ان نطمس پر معطوف،و: مستانفہ،کان امر اللہ مفعولا: جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء﴾

ان اللہ: حرف مشبہ واسم،لایغفر:فعل بافاعل،ان یشرک بہ: مصدر مؤول مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ، یغفر: فعل بافاعل،ما: موصولہ،دون ذلک:ظرف مستقر صلہ، اپنے موصول سے ملکر مفعول،لمن یشاء: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر خبر،انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و من یشرک باللہ فقد افتری اثما عظیما﴾

و: مستانفہ،من: شرطیہ مبتدا، یشرک باللہ: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ،قد:تحقیقیہ،افتری اثما عظیما: فعل بافاعل ومرکب توصیفی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، اپنی شرط سے ملکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم تر الی الذین یزکون انفسھم بل اللہ یزکی من یشاء﴾

ھمزہ: استفہامیہ،لم تر: فعل بافاعل،الی: جار،الذین: موصول،یزکون انفسھم: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،بل: حرف عطف،اللہ:اسم جلالت مبتدا،یزکی من یشاء: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا یظلمون فتیلا انظر کیف یفترون علی اللہ الکذب و کفی بہ اثما مبینا﴾

و: عاطفہ علی محذوف فھم یشابون ،لایظلمون:فعل با نائب الفاعل،فتیلا: ظلما مصدر محذوف کی صفت،مرکب توصیفی نائب مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ ،انظر:فعل بافاعل، کیف: حال مقدم ،یفترون:فعل واو ضمیر ذوالحال،حال سے ملکر فاعل،علی اللہ: ظرف لغو،الکذب: مفعول، جملہ فعلیہ ہوکر مفعول، انظر فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ،و: مستانفہ ،کفی:فعل،ب: زائدہ،ہ:ضمیر ممیّز،اثما مبینا:تمییز،ممیّز سے ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

شانِ نزول

☆......یایھا الذین امنوا لاتقربوا الصلوۃ......☆حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک جماعت صحابہ کی دعوت کی۔ اس میں کھانے کے بعد شراب پیش کی گئی، بعضوں نے پی کہ اس وقت تک شراب حرام نہ ہوئی تھی، پھر مغرب کی نماز پڑھی، امام نشہ میں قل یایھا الکفرون اعبد ما تعبدون و انتم عابدون ما اعبد پڑھ گئے اور دونوں جگہ لا ترک کردیا اور نشہ میں خبر نہ ہوئی اور معنی فاسد ہوگئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں نشے کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع کردیا گیا تو مسلمانوں نے نماز کے اوقات میں شراب ترک کردی اسکے بعد شراب بالکل حرام کردی گئی۔

☆......وان کنتم مرضی او علی سفر ......☆غزوہ بنی مصطلق میں جب لشکر اسلام سب کو ایک بیابان میں لے کر اترا جہاں پانی نہ تھا اور صبح وہاں سے کوچ کرنے کا ارادہ تھا، وہاں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار گم ہوگیا، اسکی تلاش کے لیے سید عالم ﷺ نے وہاں اقامت فرمائی، صبح ہوئی تو پانی نہ تھا، اللہ ﷻ نے آیت تیمم نازل فرمائی۔ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے آل ابو بکر! یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے یعنی تمہاری برکت سے مسلمانوں کو بہت سی آسانیاں ہوئیں اور بہت فوائد پہنچے پھر اونٹ اٹھایا گیا تو اسکے نیچے ہار ملا، ہار گم ہونے اور سید عالم ﷺ کے نہ بتانے میں بہت حکمتیں ہیں۔ حضرت صدیقہ کے ہار کی وجہ سے قیام انکی فضیلت ومنزلت کا مشعر ہے، صحابہ کا جستجو کرنا اس میں ہدایت ہے کہ حضور ﷺ کی ازواج کی خدمت مومنین کی سعادت ہے اور پھر حکم تیمم ہونا معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت کا ایسا صلہ ہے جس سے قیامت تک مسلمان منتفع ہوتے رہیں گے۔

☆......الم ترالی الذین اوتوا نصیبا ......یہ آیت رجاعہ بن زید اور مالک بن دخشم یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ دونوں جب رسول کریم ﷺ سے بات کرتے تو زبان ٹیڑھی کرکے بولتے۔

☆......الم ترالی الذین یزکون انفسھم ......☆یہ آیت یہود ونصاری کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنے آپ کو اللہ ﷻ کا بیٹا اور پیارا بتاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ یہود ونصاری کے سوا کوئی جنت میں نہ جائے گا۔ اس آیت میں بتادیا گیا کہ انسان کا دینداری اور اصلاح وتقوی اور قرب ومقبولیت کا مدعی ہونا اور اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا کام نہیں آتا۔

تشریح توضیح واغراض

حالت نشہ میں نماز کے قریب نہ جانے سے کیا مراد ہے؟

۱......اس بارے میں دو قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد عین نفس نماز ہے یعنی رکوع سجود والی نماز کہ انسان حالتِ نشہ میں نماز ادا نہ کرے جب تک کہ وہ یہ نہ جان لے جو اس کی زبان تلفظ کرتی ہے اور یہ اکثر مفسرین کا قول ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حالتِ نشہ میں نماز کے قریب نہ جانے سے مراد یہ ہے کہ حالتِ نشہ میں نماز کی جگہ یعنی مسجد کے قریب نہ جائے (ماخوذ از خازن، ج ۱، ص ۳۷۸)

تیمم:

۲......تیمم کے لغوی معنی مطلق قصد کرنے کے ہیں جبکہ اصطلاح میں پاک مٹی کا ازالہ حدث کے لئے مخصوص طریقے کے

ساتھ استعمال کرنے کے قصد کرنے کو تیمم کہتے ہیں۔ (التعریفات، ص ۷۵)

جو شخص پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو یعنی مسافر یا وہ شخص جو شہر سے دور ہو اور اسکے اور شہر کے مابین ایک میل یا اس سے زیادہ فاصلہ ہو یا ایسا شخص جو پانی کے استعمال پر تو قادر ہو مگر مریض ہو اور اسے یہ خوف ہو کہ پانی کے استعمال سے اسکے مرض میں اضافہ ہو گا یا جنبی یہ خوف کرے کہ سردی کی وجہ سے غسل کرنے سے اسکی جان کو خطرہ لاحق ہو گا یا وہ بیمار ہو جائے گا تو ایسا شخص تیمم کرے۔ تیمم میں دو ضربیں ہیں: ایک مرتبہ ہاتھ مار کر چہرے پر پھیر لیں، دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت ایک دوسرے پر مسح کریں۔ تیمم میں نیت فرض ہے۔ (القدوری، باب التیمم، ص ۱۰، ۱۱)

قرآن مجید میں ﴿صعیدا طیبا﴾ ہے جبکہ صعید کا معنی ہے: زمین کی بالائی سطح خواہ اس پر مٹی ہو یا نہ ہو۔ اس مسئلہ کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کیلئے اعلیٰ حضرت امام شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کا رسالہ حسن التیمم جلد ۳ تا جلد ۴/صفحہ ۳۲۰ فتاوی رضویہ جدید کا مطالعہ فرمائیں۔ جس میں آپ نے پانی سے عجز کی 175 صورتیں ذکر فرمائی ہیں۔

یہود کے اوصاف:

۳۔۔۔۔۔قرآن مجید فرقان حمید میں جگہ جگہ یہودیوں کا تذکرہ ملتا ہے یہاں اوصاف سے اوصاف حمیدہ نہیں بلکہ اوصاف مذمومہ مراد ہیں۔ یہ لوگ توریت میں تحریف کرتے، باوجود ممانعت کے راعنا کہہ کر مخاطب ہوتے، دین میں طعن کرتے، رفقاء سے کہتے کہ ہم حضور ﷺ کی بدگوئی کرتے ہیں اگر آپ نبی ہوتے تو اس بات کو جان لیتے اللہ ﷻ نے ان کی خباثت کو ظاہر فرما دیا۔

اللہ ﷻ شرک کے سوا جس گناہ کو چاہے بخش دے:

۴۔۔۔۔۔اللہ ﷻ شرک کے سوا جو گناہ ہوں گے چھوٹے ہوں یا بڑے اس سے خطاءً صادر ہوئے ہوں یا عمداً، اگرچہ وہ گناہ گار بغیر توبہ کیے مرجائے۔ لمن یشاء شرک سے نیچے جتنے بھی گناہ ہیں سب کو عام ہیں اسے مشیت کیساتھ مقید کرنا مرجئہ کے مذہب کو باطل کر دیتا ہے کیونکہ انہوں نے ہر گناہ کیلئے مغفرت کے وجوب کا قول کیا ہے انہوں نے یہ کہا کہ ایمان کیساتھ کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا جس طرح شرک کیساتھ کوئی نفع نہیں دیتا۔ معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ گناہوں کی مغفرت کو توبہ کیساتھ مقید کرتے ہیں یہ آیت توبہ کی قید کی نفی کرتی ہے کیونکہ یہ کلام مشرک اور مذنب کے درمیان فرق کرنے کیلئے چلایا گیا ہے اور مشیت کی قید تائب کیلئے مغفرت اور دوسروں کیلئے عذاب کے واجب ہونے کے قول کی نفی کرتی ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ مشیت کی قید وجوب کے منافی نہیں بلکہ مغفرت کے ثبوت کے بعد مشیت کا وجوب لازم ہو جاتا ہے ہم یہ کہیں گے اس وقت تو اس قید کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ خارجیوں کا مذہب یہ ہے کہ ہر گناہ شرک ہے اور گناہ گار ہمیشہ کیلئے جہنم میں داخل ہو گا۔ ابو یعلی، ابن منذر اور ابن علی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ہم گناہِ کبیرہ کے ارتکاب کرنے والے کیلئے مغفرت کے طلب کرنے سے رک جایا کرتے تھے یہاں تک کہ ہم نے نبی پاک ﷺ سے اس آیت کو سنا، فرمایا: "میں نے دعاءِ شفاعت اپنی امت کے گناہ کبیرہ کرنے والوں کیلئے ذخیرہ کر رکھی ہے"۔ یہ سن کر ہمارے دلوں میں جو خیالات تھے اس سے رک گئے پھر ہم دعا کرنے لگے اور اسکے قبول ہونے کی امید بھی رکھتے ہیں۔

(المظہری، ج ۲، ص ۱۲۹)

اغراض:

لان سبب نزولها: اس کا بیان شان نزول کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ ونصبه على الحال: جنباً پر حال ہونے کی وجہ سے نصب ہے اور اس کا عطف ﴿وانتم سکاری﴾ پر ہے۔ وهو يطلق: یعنی لفظ جنب۔ وقيل المراد النهي الخ: یہ آیت کی آخری تفسیر ہے اور اسے امام شافعی نے لیا ہے، امام مالک مجبوری نہ ہونے کی صورت میں مسجد میں جنبی کے گزرنے کو حرام جانتے ہیں۔ يضره الماء: یعنی تیمم کرکے نماز ادا کرلے، امام مالک اور ابوحنیفہ کے نزدیک اعادہ کی حاجت نہیں جب کہ امام شافعی اعادہ کے قائل ہیں۔ ای مسافرين: یعنی اگرچہ قصر نہ ہو۔ وهو الجس باليد: غیر محرم کو چھونے سے اگرچہ قصد اور وجدان نہ پایا جائے، یہ امام شافعی کے نزدیک ہے، اور قصد و وجدان پائے جانے کی صورت میں امام مالک کے نزدیک، امام ابوحنیفہ نے ابن عباس کا قول اختیار کیا کہ ان کے نزدیک مطلقاً عورت کو چھونے سے وضو واجب نہیں ہوتا۔ او محدثون: یعنی خروج ریح وغیرہ سے وضو ٹوٹ گیا ہو۔

وهو راجع الى ما عدا المرضى: اس لئے کہ مریض پانی کے موجود ہونے کی صورت میں وضو کرے گا اس لئے کہ وہ پانی کے استعمال کرنے پر قادر نہیں ہے، اس لئے کہ پانی کے نا پائے جانے کا جب ارادہ کیا جاتا ہے تو اس میں مریض کو حقیقتاً اور حکماً شامل کیا جاتا ہے اور یہ اس لئے کرتے ہیں کہ جو چیز شرعاً معدوم ہو وہ حساً بھی معدوم ہوتی ہے۔ وهم اليهود: یعنی یہود کے بعض علماء۔ بعده دخول الوقت: یعنی وقت داخل ہونے کے بعد تیمم کرلو، یہ قید اس لئے لگائی کہ تیمم وقت کے داخل ہونے سے پہلے صحیح نہیں ہوسکتا۔ قبل قيام الساعة: یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کے زمانے میں۔ ترابا طاهرا: یعنی ان الفاظ کے ساتھ امام شافعی نے تفسیر فرمائی، اور امام مالک نے فرمایا کہ الصعيد یعنی سطح زمین سے، یعنی ہر وہ مٹی جو زمین کی سطح یا اس کے اجزاء سے ہو اور اسے آگ سے نہ پکایا گیا ہو اور نہ ہی وہ جواہر نفیسہ جیسے مٹی، ریت اور پتھر وغیرہ سے نہ کرے۔

مع المرفقين: یعنی ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا واجب ہے اور یہ مذہب امام شافعی (اور امام اعظم) کا ہے، امام مالک فرماتے ہیں کہ مرفقین کی تکمیل سنت ہے اور کلائی تک مسح کرنا فرض ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔ بالهدى: یعنی وہ ہدایت کے بدلے گمراہی لیتے ہیں، گمراہی سے مراد کفر اور سید عالم ﷺ کی تکذیب ہے اور الهدى سے مراد ایمان اور اس کی تصدیق ہے۔ امرك: یہ باطنی گندگی کی وجہ سے ہے، اور ظاہری گندگی یہ ہے کہ ہم نے نافرمانی کی یعنی تیرے غیر کا حکم مانا، اور اسی کی مناسبت سے فرمان ﴿واسمع غير مسمع﴾ ہے یعنی ہم سے خیر سنو اور جو بات تمہیں اذیت دینے والی ہو وہ تمہیں نہ سنائی دے۔ فقيل كان وعيداً بشرط: اس لئے کہ اللہ کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے، حاصل کلام یہ کہ اہل کتاب یعنی توریت والوں نے اس وعید (چہرے کے بگڑنے) کے بارے میں اختلاف کیا، کیا یہ حکم معلق تھا پھر اٹھالیا گیا؟ ایک قول یہ ہے کہ یہ آخری زمانے میں ہوگا، ایک قول یہ کیا گیا کہ معاملہ آخرت میں ہوگا کہ وہ اپنی قبروں سے مسخ صورتوں میں اٹھیں گے، المختصر۔

بالايمان: یعنی تمام اعمال صالحہ، چونکہ نجات کا مدار ایمان پر ہے اسلئے اسی پر اقتصار کیا۔ (الصاوی، ج۲، ص۳۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۵

وَنَزَلَ فِي كَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ وَنَحْوِهٖ مِنْ عُلَمَاءِ الْيَهُوْدِ لَمَّا قَدِمُوْا مَكَّةَ وَشَاهَدُوْا قَتْلٰى بَدْرٍ وَحَرَّضُوا الْمُشْرِكِيْنَ عَلَى الْاَخْذِ بِثَارِهِمْ وَمُحَارَبَةِ النَّبِيِّ ﷺ ﴿الم تر الى الذين اوتوا نصيبا من الكتب يؤمنون بالجبت والطاغوت﴾ صَنَمَانِ لِقُرَيْشٍ ﴿ويقولون للذين كفروا﴾ اَبِيْ سُفْيَانَ وَاَصْحَابِهٖ حِيْنَ قَالُوْا لَهُمْ اَ

نَحنُ اَهدٰی سَبِیلًا وَّنَحنُ وُلَاۃُ البَیتِ نُسقِی الحَاجَّ وَنُقرِی الضَّیفَ وَنَفُکُّ العَانِیَ وَنَفعَلُ اَم مُحَمَّدٌ ﷺ؟ وَقَد خَالَفَ دِینَ اٰبَائِهٖ وَقَطَعَ الرَّحِمَ وَفَارَقَ الحَرَمَ ﴿هؤلاء﴾ اَی اَنتُم ﴿اهدى من الذين امنوا سبيلا(٥١)﴾ اَقوَمُ طَرِیقًا ﴿اولئك الذين لعنهم الله ومن يلعن الله فلن تجد له نصيرا(٥٢)﴾ مَانِعًا مِّن عَذَابِهٖ ﴿ام﴾ بَل ﴿لهم نصيب من الملك﴾ اَی لَیسَ لَهُم شَیءٌ مِّنهُ وَلَو کَانَ ﴿فاذا لا يؤتون الناس نقيرا(٥٣)﴾ اَی شَیئًا تَافِهًا قَدرَ النُّقرَۃِ فِی ظَهرِ النَّوَاۃِ لِفَرطِ بُخلِهِم ﴿ام﴾ بَل اَ ﴿يحسدون الناس﴾ اَی النَّبِیَّ ﷺ ﴿على ما اتهم الله من فضله﴾ مِنَ النُّبُوَّۃِ وَکَثرَۃِ النِّسَآءِ اَی یَتَمَنَّونَ زَوَالَهٗ عَنهُ وَیَقُولُونَ لَو کَانَ نَبِیًّا لَاشتَغَلَ عَنِ النِّسَآءِ ﴿فقد اتينا ال ابرهيم﴾ جَدَّهٗ کَمُوسٰی وَدَاوٗدَ وَسُلَیمَانَ ﴿الكتب والحكمة﴾ اَلنُّبُوَّۃَ ﴿واتيناهم ملكا عظيما(٥٤)﴾ فَکَانَ لِدَاوٗدَ تِسعٌ وَّتِسعُونَ اِمرَاَۃً وَّلِسُلَیمَانَ اَلفٌ مَّا بَینَ حُرَّۃٍ وَّسُرِّیَّۃٍ ﴿فمنهم من امن به﴾ بِمُحَمَّدٍ ﷺ ﴿ومنهم من صد﴾ اَعرَضَ ﴿عنه﴾ فَلَم یُؤمِن ﴿وكفى بجهنم سعيرا (٥٥)﴾ عَذَابًا لِّمَن لَّا یُؤمِنُ ﴿ان الذين كفروا باياتنا سوف نصليهم﴾ نُدخِلُهُم ﴿نارا﴾ یَّحتَرِقُونَ فِیهَا ﴿كلما نضجت﴾ فِیهَا اِحتَرَقَت ﴿جلودهم بدلنهم جلودا غيرها﴾ بِاَن تُعَادَ اِلٰی حَالِهَا الاَوَّلِ غَیرِ مُحتَرِقَۃٍ ﴿ليذوقوا العذاب﴾ لِیُقَاسُوا شِدَّتَهٗ ﴿ان الله كان عزيزا﴾ لَا یُعجِزُهٗ شَیءٌ ﴿حكيما(٥٦)﴾ فِی خَلقِهٖ ﴿والذين امنوا وعملوا الصلحت سندخلهم جنت تجرى من تحتها الانهر خلدين فيها ابدا لهم فيها ازواج مطهرة﴾ مِّنَ الحَیضِ وَکُلِّ قَذَرٍ ﴿وندخلهم ظلا ظليلا(٥٧)﴾ دَائِمًا لَا تُنسِخُهٗ شَمسٌ وَّهُوَ ظِلُّ الجَنَّۃِ ﴿ان الله يامركم ان تؤدوا الامنت﴾ اَی مَآ اُئتُمِنَ عَلَیهِ مِنَ الحُقُوقِ ﴿الى اهلها﴾ نَزَلَت لَمَّا اَخَذَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ مِفتَاحَ الکَعبَۃِ مِن عُثمَانَ بنِ طَلحَۃَ الحَجَبِیِّ سَادِنِهَا قَهرًا، لَمَّا قَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ مَکَّۃَ عَامَ الفَتحِ وَمَنَعَهٗ وَقَالَ: لَو عَلِمتُ اَنَّهٗ رَسُولُ اللّٰهِ لَم اَمنَعهُ فَاَمَرَہٗ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِرَدِّهٖ اِلَیهِ وَقَالَ: هَاکَ خَالِدَۃً تَالِدَۃً فَعَجِبَ مِن ذٰلِکَ فَقَرَاَ لَهٗ عَلِیٌّ الاٰیَۃَ فَاَسلَمَ وَاَعطَاہُ عِندَ مَوتِهٖ لِاَخِیهِ شَیبَۃَ فَبَقِیَ فِی وُلدِهٖ، وَالاٰیَۃُ وَاِن وَرَدَت عَلٰی سَبَبٍ خَاصٍّ فَعُمُومُهَا مُعتَبَرٌ بِقَرِینَۃِ الجَمعِ ﴿واذا حكمتم بين الناس﴾ یَاْمُرُکُم ﴿ان تحكموا بالعدل ان الله نعما﴾ فِیهِ اِدغَامُ مِیمٍ، نِعمَ فِی مَا النَّکِرَۃِ المَوصُوفَۃِ اَی نِعمَ شَیئًا ﴿يعظكم به﴾ تَاْدِیَۃِ الاَمَانَۃِ وَالحُکمِ بِالعَدلِ ﴿ان الله كان سميعا﴾ لِمَا یُقَالُ ﴿بصيرا (٥٨)﴾ بِمَا یُفعَلُ ﴿يايها الذين امنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى﴾ اَصحَابَ ﴿الامر﴾ اَوِ الوُلَاۃِ

﴿منکم﴾ اِذَا اَمَرُوْکُمْ بِطَاعَةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ﴿فان تنازعتم﴾ اِخْتَلَفْتُمْ ﴿فی شیء فردوہ الی اللہ﴾ اَیْ اِلٰی کِتَابِهٖ ﴿والرسول﴾ مُدَّةَ حَيَاتِهٖ وَبَعْدَهٗ اِلٰی سُنَّتِهٖ اَیِ اكْشِفُوْا عَلَيْهِ مِنْهُمَا ﴿ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر ذلک﴾ اَیِ الرَّدُّ اِلَيْهِمَا ﴿خیر﴾ لَّكُمْ مِنَ التَّنَازُعِ وَالْقَوْلِ بِالرَّأْيِ ﴿واحسن تاویلا(۵۹)﴾ مَاٰلاً۔

﴿ترجمہ﴾

(آیتِ مبارکہ کعب بن اشرف وغیرہ علماء یہود کے بارے میں نازل ہوئی جب وہ مکہ میں آئے اور مقتولین بدر کا معائنہ کیا اور مشرکین کو اپنے مقتولین کا بدلہ لینے اور نبی پاک ﷺ سے جنگ پر ابھارا) کیا تم نے وہ نہ دیکھے جنہیں کتاب کا ایک حصہ ملا ایمان لاتے ہیں جبت اور طاغوت پر......۱...... (یہ دونوں قریش کے بت تھے) اور کافروں کو کہتے ہیں (یعنی ابوسفیان اور اسکے ساتھیوں کو جبکہ انہوں نے علماء یہود سے پوچھا: ''کیا ہم زیادہ ہدایت یافتہ ہیں جبکہ ہم بیت اللہ کے متولی ہیں، حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں، مہمان نواز ہیں، قیدیوں کو رہائی دلاتے ہیں اور بھی اسطرح کے کام کرتے ہیں یا محمد ﷺ زیادہ صحیح راستہ پر ہیں جبکہ انہوں نے اپنے آبائی دین کے خلاف کیا ہے اور قطع رحمی کی ہے اور حرم پاک کو چھوڑ گئے ہیں؟) یہ (یہاں ھؤلاء بمعنی انتم ہے) مسلمانوں سے زیادہ راہ پر ہیں (یعنی زیادہ صحیح راستے پر ہیں) یہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور جسے خدا لعنت کرے تو ہرگز اسکا کوئی یار نہ پائے گا (جو اللہ کے عذاب کو روک سکے) کیا (ام بمعنی بل ہے) ملک میں انکا کچھ حصہ ہے (یعنی انکا ملک میں کچھ حصہ نہیں اور اگر حصہ ہوتا) تو لوگوں کو تل بھر نہ دیں (اپنے شدید بخل کی وجہ سے چھوہارے پر باریک جھلی جیسی چیز بھی کسی کو دینے پر آمادہ نہ ہوں) کیا (ام بمعنی بل ہے) وہ لوگوں سے (یعنی نبی پاک ﷺ سے) حسد کرتے ہیں......۳...... جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا (مثلاً نبوت اور عورتوں کی کثرت، یعنی وہ ان نعمتوں کے زوال کے متمنی ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر یہ نبی ہوتے تو عورتوں سے رغبت نہ رکھتے) بے شک ہم نے ابراہیم کی اولاد کو (یعنی نبی پاک ﷺ کے آباؤ اجداد جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو) کتاب اور حکمت (یعنی نبوت) دی اور انہیں بڑا ملک دیا (چنانچہ حضرت داود علیہ السلام کی ننانوے ازواج اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے ماتحت ہزار آزاد عورتیں اور باندیاں تھیں) تو ان میں سے کوئی اس پر ایمان لایا (یعنی محمد ﷺ پر) اور کسی نے منہ پھیرا (یعنی اعراض کیا) اس سے (تو ایمان نہ لایا) اور دوزخ کافی ہے بھڑکتی آگ (بطورِ عذاب اسکے لیے جو ایمان نہ لائے) جنہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا عنقریب ہم انکو پہنچائینگے (یعنی داخل کرینگے) آگ میں (جس میں وہ جلتے رہیں گے) جب کبھی پک جائینگی (یعنی جل جائیں گی) انکی کھالیں ہم انکے سوا اور کھالیں انہیں بدل دینگے......۲...... (یعنی انہیں انکی پہلی بے جلی ہوئی حالت پر پھیر دیا جائے گا) کہ عذاب کا مزہ لیں (یعنی اسکی شدت کا اندازہ کر لیں) بیشک اللہ غالب ہے (کوئی چیز اسے عاجز نہیں کرسکتی) حکمت والا ہے (اپنی مخلوق کے معاملات میں) اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ہم انہیں باغوں میں لے جائیں گے جنکے نیچے نہریں رواں، ان میں ہمیشہ رہیں گے، انکے لیے وہاں ستھری بیبیاں ہیں (یعنی حیض اور ہر گندگی سے پاک) اور ہم انہیں وہاں داخل کرینگے جہاں سایہ ہی سایہ ہوگا (یہ سایہ دائمی ہوگا کہ دھوپ بھی اسے نہیں مٹا سکے گی اور مراد اس سے جنت کا سایہ ہے......۴......) بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں سپرد کردو (یعنی جو حقوق بطور

امانت رکھوائے گئے ہیں انہیں لوٹادو) انکے اہل کی طرف (یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کعبہ معظمہ کی چابی خادم کعبہ عثمان بن طلحہ حجبی سے چھین لی اس لئے کہ جب نبی پاک ﷺ فتح مکہ کے وقت حاضر ہوئے تو حضرت عثمان نے چابی دینے سے انکار کردیا اور کہا کہ اگر آپکو اللہ کا رسول مانتا تو کنجی دینے سے انکار نہ کرتا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چابی واپس کرنے کا حکم صادر فرمایا اور ارشاد فرمایا: "یہ لو عثمان! ہمیشہ کے لیے یہ خدمت تمہارے سپرد ہے۔" اس پر عثمان کو تعجب ہوا پھر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی تو حضرت عثمان ایمان لے آئے اور اپنی موت کے وقت وہ چابی اپنے بھائی شیبہ کے سپرد کردی۔ لہذا وہ اب تک انکی اولاد ہی کے پاس ہے۔ یہ آیتِ مبارکہ اگر چہ خاص سبب کی وجہ سے نازل ہوئی لیکن جمع کے صیغہ کی وجہ سے عموم کا اعتبار ہوگا) اور جب لوگوں میں فیصلہ کرو (تو وہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ) انصاف کیساتھ فیصلہ کرو، بیشک اللہ کیا ہی خوب (لفظ نِعِمَّا میں میم کا ادغام ما نکرہ موصوفہ میں ہوا ہے یہ بمعنی نعم شیئا ہے) نصیحت فرماتا ہے تمہیں (امانت کی ادائیگی اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے کا) بیشک اللہ سننے والا ہے (جو کہا جائے) دیکھنے والا ہے (جو بھی کیا جائے) اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور انکا جو امر والے ہیں (یعنی حکمران ہیں ۵) تم میں (جب کہ وہ تمہیں اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کے مطابق حکم دیں) پھر اگر تم میں جھگڑا اٹھے (یعنی اختلاف ہو تم میں) کسی بات کا تو اسے اللہ کی طرف لوٹاؤ (یعنی اسکی کتاب کی طرف) یا رسول کی طرف (انکی مدتِ حیاتِ ظاہری میں یا بعدِ وصالِ ظاہری انکی سنت کی طرف یعنی کتاب اللہ وسنت رسول ﷺ کے ذریعے اس مسئلے کا حل نکالو) اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ (ان دونوں کی طرح رجوع کرنا) بہتر (ہے تمہارے لیے تنازع کرنے اور تمہاری ذاتی رائے سے) اور اچھا انجام (ہے، تاویلا بمعنی مآلا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم ترالی الذین اوتوا نصیبا من الکتب یؤمنون بالجبت و الطاغوت﴾

ہمزہ: حرف استفہام، لم تر: فعل بافاعل، الی: جار، الذین: موصول، اوتوا نصیبا من الکتب: جملہ فعلیہ صلہ، اپنے موصول سے ملکر ذوالحال، یؤمنون بالجبت و الطاغوت: فعل بافاعل وظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویقولون للذین کفروا ھؤلآء اھدی من الذین امنوا سبیلا﴾

و: عاطفہ، یقولون للذین کفروا: قول، ھؤلآء: مبتدا، اھدی: اسم تفضیل ھو ضمیر ممیز، سبیلا: تمییز، ملکر فاعل، من الذین امنوا: ظرف لغو، اسم تفضیل با متعلقات شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر مقولہ، ملکر یؤمنون بالجبت پر معطوف۔

﴿اولئک الذین لعنھم اللہ ومن یلعن اللہ فلن تجد لہ نصیرا﴾

اولئک: مبتدا، الذین: موصول، لعنھم اللہ: جملہ فعلیہ صلہ، اپنے موصول سے ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، من: شرطیہ مفعول مقدم، یلعن اللہ: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لن تجد لہ نصیرا: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ام لھم نصیب من الملک فاذا لا یؤتون الناس نقیرا﴾

ام: عاطفہ،لھم : ظرف مستقر خبر مقدم،نصیب:موصوف،من الملک : ظرف مستقر صفت،اپنے موصوف سے مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،ف:فصیحیہ،اذا:حرف جزاء،لایؤتون الناس نقیرا:فعل با فاعل ومفعول اول وثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف اذاجعل لھم نصیب من الملک کی جزاء،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ام یحسدون الناس علی ما اتھم اللہ من فضلہ﴾

ام: عاطفہ،یحسدون الناس: فعل با فاعل ومفعول،علی: جار،ما:موصولہ،اتھم اللّٰہ من فضلہ:فعل با مفعول وفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،اپنے موصول سے ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،یحسدون،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فقد اتینا ال ابرھیم الکتب والحکمۃ واتینھم ملکا عظیما﴾

ف: تعلیلیہ،قد: لتحقیق،اتینا ال ابراھیم:فعل بافاعل ومفعول اول،الکتب و الحکمۃ:مفعول ثانی،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،اتینھم : فعل بافاعل ومفعول اول،ملکا عظیما:مرکب توصیفی مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل قد اتینا پر معطوف ہے۔

﴿فمنھم من امن بہ ومنھم من صد عنہ وکفی بجھنم سعیرا﴾

ف: مستانفہ،منھم: ظرف مستقر خبر مقدم،من:موصولہ،امن بہ: جملہ فعلیہ صلہ،اپنے موصول سے ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،منھم: ظرف مستقر خبر مقدم،من: موصولہ،صد عنہ: جملہ فعلیہ صلہ،ملکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل منھم من امن بہ پر معطوف ہے،و: مستانفہ،کفی:فعل،ب: زائدہ،جھنم: ذوالحال،سعیرا: حال،اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الذین کفروا بایتنا سوف نصلیھم نارا﴾

انّ: حرف مشبہ،الذین: موصول،کفروا: فعل واؤ ضمیر فاعل،بایتنا:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ صلہ،موصول صلہ ملکر اسم،سوف: حرف استقبال،نصلیھم نارا:فعل اپنے فاعل ومفعول اول وثانی سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر انّ کی خبر،انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کلما نضجت جلودھم بدلنھم جلودا غیرھا لیذوقوا العذاب ان اللہ کان عزیزا حکیما﴾

کلما: شرطیہ،نضجت جلودھم: جملہ فعلیہ شرط،بدلنھم: فعل بافاعل ومفعول اول،جلودا: موصوف،غیرھا: صفت،ملکر مفعول ثانی،لام: جار،یذوقوا العذاب : جملہ فعلیہ بتقدیر ان بتاویل مصدر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،بدلنھم فعل اپنے متعلقات سے ملکر جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر ماقبل نصلیھم کی ھم ضمیر سے حال ہے۔

﴿والذین امنوا وعملوا الصلحت سندخلھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ابدا﴾

و: عاطفہ،الذین:موصول،امنوا وعملوا الصلحت: معطوف علیہ ومعطوف صلہ،اپنے موصول سے ملکر مبتدا،سندخلھم:فعل ھم ضمیر ذوالحال،خلدین : اسم فاعل ھم ضمیر فاعل،فیھا ابدا: ظرف لغواول وثانی ملکر شبہ جملہ ہوکر حال،اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، جنت: موصوف،تجری من تحتھا الانھر: جملہ فعلیہ صفت،اپنے موصوف سے ملکر مفعول، سندخل فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لھم فیھا ازواج مطھرۃ وندخلھم ظلا ظلیلا﴾

لھم: ظرف مستقر خبر مقدم،فیھا:ظرف مستقر حال مقدم،ازواج مطھرۃ:مرکب توصیفی ذوالحال،اپنے حال سے ملکر مبتدا مؤخر،اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مبتدا مؤخر،ملکر جملہ اسمیہ ،و: عاطفہ،ندخلھم:فعل بافاعل ومفعول،ظلاظلیلا:مرکب توصیفی مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ماقبل سندخلھم پر معطوف ہے۔

﴿ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامنت الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل﴾

ان اللہ: حرف مشبہ واسم،یامرکم:فعل بافاعل ومفعول،ان:مصدریہ،تؤدوا الامنت الی اھلھا:فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف علیہ،و: عاطفہ،ان تحکموا بالعدل: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر مفعول ثانی ،اذا: مضاف،حکمتم بین الناس: فعل بافاعل ومفعول،جملہ فعلیہ مضاف الیہ،اپنے مضاف سے ملکر ظرف، یامر فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان اللہ نعما یعظکم بہ ان اللہ کان سمیعا بصیرا﴾

ان اللہ: حرف مشبہ واسم،نعم:فعل مدح ہو ضمیر ممیّز،ما:تمیز ممیّز سے ملکر فاعل،فعل فاعل ملکر خبر مقدم،یعظکم بہ: جملہ فعلیہ، الشی محذوف کیلئے صفت،مرکب توصیفی مبتدا مؤخر،خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ان کی خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ،اطیعوا اللہ:جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ،اطیعوا:فعل بافاعل،الرسول: معطوف علیہ ،و: عاطفہ،اولی الامر: ذوالحال ،منکم:ظرف مستقر حال،اپنے ذوالحال ملکر معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر مقصود بالنداء۔

﴿فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول﴾

ف: مستانفہ ،ان: شرط،تنازعتم فی شیء:فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ،ردوہ:فعل بافاعل وضمیر مفعول،الی اللہ و الرسول:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ جزاء،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان کنتم تؤمنون باللہ و الیوم الاخر ذلک خیر واحسن تاویلا﴾

ان: شرطیہ، کنتم: فعل بااسم، تؤمنون: فعل بافاعل، ب: جار، اللّٰہ و الیوم الاٰخر: معطوف علیہ ومعطوف ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جزا محذوف فردوہ کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ، ذلک: مبتدا، خیر: معطوف علیہ، و احسن تاویلا: شبہ جملہ معطوف، ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......اولئک الذین لعنھم اللّٰہ ......☆ یہ آیت کعب بن اشرف وغیرہ علماء یہود کے بارے میں نازل ہوئی جو ستر سواروں کی جماعت لیکر قریش سے سید عالم ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے پر حلف لینے پہنچے۔ قریش نے ان سے کہا چونکہ تم کتابی ہو اسلئے تم سید عالم ﷺ سے زیادہ قرب رکھتے ہو ہم کیسے اطمینان کریں کہ تم ہم سے فریب کیساتھ نہیں مل رہے ہو اگر اطمینان دلانا ہو تو ہمارے بتوں کو سجدہ کرو، تو انہوں نے شیطان کی اطاعت کرکے بتوں کو سجدہ کیا۔ پھر ابو سفیان نے کہا کہ ہم ٹھیک راہ پر ہیں یا محمد ﷺ! کعب بن اشرف نے کہا کہ تمہی ٹھیک راہ پر ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ نے ان پر لعنت فرمائی کہ انہوں نے حضور کی عداوت میں مشرکین کے بتوں تک کو پوجا۔

☆......واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ......☆ بعض مفسرین نے اس کے شان نزول میں یہ واقعہ ذکر کیا ہے کہ فتح مکہ کے وقت سید عالم ﷺ نے عثمان بن طلحہ خادم کعبہ سے کعبہ معظمہ کی کلید لے لی پھر جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے وہ کلید انہیں واپس کردی اور فرمایا کہ اب یہ کلید ہمیشہ تمہاری نسل میں رہے گی۔ اس پر عثمان بن طلحہ جحمی اسلام لائے اگرچہ یہ واقعہ تھوڑے تھوڑے تغیرات سے بہت سے محدثین نے ذکر کیا ہے لیکن احادیث پر نظر کرنے سے یہ قابل وثوق معلوم نہیں ہوتا کیونکہ ابن عبداللہ اور ابن مندہ اور ابن اثیر کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمان بن طلحہ ۸ ہجری میں مدینہ طیبہ حاضر ہوکر مشرف بااسلام ہوچکے تھے۔ اور انہوں نے فتح مکہ کے روز کنجی خود اپنی خوشی سے پیش کی تھی۔ بخاری مسلم کی حدیثوں سے یہی مستفاد ہوتا ہے۔

﴿تشریح و اغراض﴾

الجبت والطاغوت:

۱......علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ جبت اور طاغوت سے کیا مراد ہے ایک قول یہ ہے کہ جبت اور طاغوت سے مراد ہر وہ معبود ہے جسکی اللہ ﷻ کے سوا عبادت کی جائے، دوسرا قول یہ ہے کہ دونوں قریش کے بت تھے اور یہی وہ بت ہیں جنہیں یہود نے قریش کی رضامندی کیلئے سجدہ کیا، ایک قول یہ بھی ہے کہ جبت بت کا نام ہے اور طاغوت ان بتوں کے شیاطین کے نام ہیں۔ (الجمل، ج ۲، ص ٦٦)

حسد کی تعریف:

۲......پیر کرم شاہ صاحب ضیاء القرآن میں اسکی تعریف یوں کرتے ہیں: الحسد تمنی زوال النعمة من صاحبها

المستحق یعنی ایسے شخص سے زوال نعمت کی آرزو جو اس نعمت کا صحیح مستحق ہو۔علامہ شیخ جرجانی نے بھی ایسے ہی اس کی تعریف کی ہے کہ حاسد سے مراد وہ شخص ہے کہ جو جس پر نعمت کی گئی ہے اس کے لئے زوال نعمت کی تمنا کرے۔ (التعریفات، ص ۹۲)

آیات مبارکہ کے انکار کرنے کا عذاب:

۳؎......اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا کہ جنہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا ہم انکو آگ میں ڈالیں گے جب کبھی انکی کھالیں پک جائیں گی ہم دوسری کھالوں سے بدل دیں گے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک ساعت میں سو مرتبہ کھال بدلی جائے گی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایسا ہی سنا ہے اور حسن کا قول ہے کہ ہر دن میں ستر ہزار مرتبہ انکی کھال جلائی جائے گی جب بھی وہ بالکل پک جائے گی تو انہیں پہلی حالت پر لوٹ جانے کا حکم دیا جائے گا تو وہ اپنی سابقہ حالت پر واپس آجائیں گی۔ (الجمل، ج۲، ص ۶۹)

جنت کا گھنا سایہ:

۴؎......جنت کا سایہ ایسا ہوگا کہ سورج اس سائے کو ختم نہ کرے گا اور یہ سایہ اذیت دینے والا بھی نہ ہوگا اس میں نہ گرمی ہوگی نہ سردی۔ اگر کوئی یہ کہے کہ جنت میں سورج کی حرارت اذیت نہ دیگی تو پھر اسکے وصف سایہ کا کیا فائدہ؟ میں اسکا یہ جواب دونگا کہ اس آیت کے مخاطب صرف وہ لوگ ہیں جو عقل وعرفان کی دولت سے مالا مال ہیں۔ بلاد عرب کے لوگ انتہا درجے کی گرمی میں زندگی بسر کرتے تھے اور سایہ انکے نزدیک اسباب راحت اور لذت میں سے سب سے بڑا سبب تھا۔ (الخازن، ج۱، ص ۳۹۱)

"اولی الامر" سے مراد کون لوگ ہیں؟

۵؎......ابو شیبہ اور دوسرے محدثین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اولی الامر سے امراء مراد ہیں۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ "ھم امراء السرایا لشکروں کے امیر مراد ہیں"۔ یہ لفظ عام ہے جو بادشاہوں، شہر کے امراء، قاضیوں اور چھوٹے بڑے لشکروں کے امیروں کو شامل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام پر فرض ہے کہ اللہ ﷻ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد ابو بکر و عمر کی اقتداء کرنا" اسے امام ترمذی نے روایت کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی"۔ یہ متفق علیہ حدیث ہے۔ (المظھری ج۲، ص ۱۴۲)

اغراض:

ونزل فی کعب: اس کا بیان شان نزول کے تحت ملاحظہ فرمالیں۔ **ونحوہ من علماء الیھود**: یہ تعداد میں ستر ۷۰ سوار تھے۔ **وحوضوا لمشرکین**: یعنی ابوسفیان اور اس کے ہمراہیوں کو۔ **ونفک العانی**: یعنی قیدی۔ **ای لیس لھم**: اس جملے میں اشارہ ہے کہ ام استفہام انکاری نفی کے معنی میں ہے۔ **ومنھم من امن بہ**: یعنی عبداللہ بن سلام اور اس کے ساتھی۔ **بان تعاد الی حالھا**: حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جہنمیوں کی کھالیں ایک گھڑی میں سو مرتبہ بدلی جائیں گی، بلکہ یہ بھی وارد ہوا کہ ایک دن میں ستر ہزار مرتبہ، اور یہ بھی وارد ہوا کہ کافر کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک تیز رفتار سوار کے لئے تین دن کی مسافت ہوگی یہ بھی روایت ہے کہ کافر کی ایک داڑھ اُحد پہاڑ جتنی ہے اور اس کی کھال کی موٹائی تین دن کی مسافت جتنی ہوگی۔

ومنهم من صد عنه :یہ خالق کائنات کی عادت پرمبنی معاملہ ہے کہ جب وعید ذکر فرماتا ہے تو اس وعید کے بعد (جنت کا) وعدہ بھی ذکر فرماتا ہے۔لاتنسخہ شمس :یعنی سورج وہاں ہوگا ہی نہیں جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ﴿لایرون فیھا شمسا ولا زمھریرا﴾۔من الحقوق :امانت کی تین اقسام ہیں،پہلی قسم اللہ کی عبادت کی جائے اس لحاظ سے کہ احکامات کی پیروی کرے اور ممنوعات سے اجتناب کرے،دوسری قسم یہ ہے کہ اللہ کی نعمتوں یعنی کان،آنکھ وغیرہ کو اللہ کے غضب کے کاموں میں استعمال نہ کرے،تیسری قسم یہ ہے کہ حقوق العباد کا خیال کرنا جیسے کہ امانت کی ادائیگی،چنانچہ انسان پر امانت کی ادائیگی چاہے یہ حکم قولیہ ہو یا فعلیہ یا اعتقادیہ،پس قولیہ کی مثال ایسی ہے جیسا کہ حفظ قرآن،فعلیہ کی مثال جیسے امانت کی ادائیگی،اور اعتقادیہ جیسے توحید اور مخلوق کے ساتھ حسن ظن رکھنا،اور آیت مبارکہ سے مترشح ہونے والا یہ جملہ جوامع الکلم کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ اس آیت کے تحت داخل ہے ﴿انا عرضنا الامانة علی السموات﴾۔

ونزلت لما اخذالخ:اس کا بیان شان نزول کے تحت ملاحظہ فرمالیں۔سادنھا:بمعنی خادمھا ہے۔عام الفتح:مراد سن آٹھ ہجری ہے۔ ای اذا امروکم بطاعة الله رسوله :یعنی اللہ اور اس کے رسول کی معصیت میں دوسروں کی اطاعت نہ کرے،جیسا کہ حدیث پاک میں ہے معصیت کے کاموں میں مخلوق کی اطاعت نہ کی جائے گی۔مآل:یعنی عاقبت۔ (الصاوی،ج۲،ص۳۶ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۶

وَنَزَلَ لَمَّآ اِخْتَصَمَ يَهُوْدِيٌّ .وَّمُنَافِقٌ فَدَعَا الْمُنَافِقُ اِلٰى كَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمَا وَدَعَا الْيَهُوْدِيُّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَتَيَاهُ فَقَضٰى لِلْيَهُوْدِيِّ فَلَمْ يَرْضَ الْمُنَافِقُ، وَاَتَيَا عُمَرَ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ الْيَهُوْدِيُّ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلْمُنَافِقِ اَكَذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ فَقَتَلَهُ ﴿الم ترالى الذين يزعمون انهم امنوا بما انزل اليك وما انزل من قبلك يريدون ان يتحاكموا الى الطاغوت﴾ اَلْكَثِيْرِ الطُّغْيَانِ وَهُوَ كَعْبُ بْنُ الْاَشْرَفِ ﴿وقد امروا ان يكفروا به﴾ وَلَا يُوَالُوْهُ ﴿ويريد الشيطن ان يضلهم ضللا بعيدا (۶۰)﴾ عَنِ الْحَقِّ ﴿واذا قيل لهم تعالوا الى ما انزل الله﴾ فِي الْقُرْاٰنِ مِنَ الْحُكْمِ ﴿والى الرسول﴾ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ﴿رايت المنفقين يصدون﴾ يُعْرِضُوْنَ ﴿عنک﴾ اِلٰى غَيْرِكَ ﴿صدودا (۶۱) فكيف﴾ يَصْنَعُوْنَ ﴿اذا اصابتهم مصيبة﴾ عُقُوْبَةٌ ﴿بما قدمت ايديهم﴾ مِّنَ الْكُفْرِ وَالْمَعَاصِيْ اَيْ اَيَقْدِرُوْنَ عَلَى الْاِعْرَاضِ وَالْفِرَارِ مِنْهَا لَا ﴿ثم جاءوك﴾ مَعْطُوْفٌ عَلٰى يَصُدُّوْنَ ﴿يحلفون بالله ان﴾ مَّا ﴿اردنا﴾ بِالْمُحَاكَمَةِ اِلٰى غَيْرِكَ ﴿الا احسانا﴾ صُلْحًا ﴿وتوفيقا (۶۲)﴾ تَاْلِيْفًا بَيْنَ الْخَصْمَيْنِ بِالتَّقْرِيْبِ فِي الْحُكْمِ دُوْنَ الْحَمْلِ عَلٰى مُرِّ الْحَقِّ ﴿اولئک الذين يعلم الله ما فى قلوبهم﴾ مِّنَ النِّفَاقِ وَكِذْبِهِمْ فِيْ عُذْرِهِمْ ﴿فاعرض عنهم﴾ بِالصَّفْحِ ﴿وعظهم﴾ خَوِّفْهُمُ اللّٰهَ ﴿وقل لهم فى﴾ شَاْنِ ﴿انفسهم قولا بليغا (۶۳)﴾ مُؤَثِّرًا فِيْهِمْ، اَيْ اَزْجُرْهُمْ لِيَرْجِعُوْا عَنْ كُفْرِهِمْ ﴿وما ارسلنا من رسول الا ليطاع﴾ فِيْمَا يَاْمُرُ بِهٖ وَيَحْكُمُ ﴿باذن الله﴾ بِاَمْرِهٖ لَا يُعْصٰى وَيُخَالَفُ

﴿ولو انهم اذ ظلموا انفسهم﴾ بِتَحَاكُمِهِمْ اِلَى الطَّاغُوْتِ ﴿جاء وک﴾ تَائِبِيْنَ ﴿فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول﴾ فِيْهِ اِلْتِفَاتٌ عَنِ الْخِطَابِ تَفْخِيْمًا لِشَأْنِهٖ ﴿لوجدوا الله توابا﴾ عَلَيْهِمْ ﴿رحيما(٦٤)﴾ بِهِمْ ﴿فلا وربک﴾ لَا زَائِدَةٌ ﴿لا يؤمنون حتى يحكموک فيما شجر﴾ اِخْتَلَطَ ﴿بينهم ثم لا يجدوا فى انفسهم حرجا﴾ ضِيْقًا اَوْ شَكًّا ﴿مما قضيت﴾ بِهٖ ﴿ويسلموا﴾ يَنْقَادُوْا لِحُكْمِکَ ﴿تسليما (٦٥)﴾ مِنْ غَيْرِ مُعَارَضَةٍ ﴿ولو انا كتبنا عليهم ان﴾ مُفَسِّرَةٌ ﴿اقتلوا انفسكم او اخرجوا من ديارکم﴾ كَمَا كَتَبْنَا عَلٰى بَنِىْ اِسْرَآئِيْلَ ﴿ما فعلوه﴾ اَىِ الْمَكْتُوْبَ عَلَيْهِمْ ﴿الا قليل﴾ بِالرَّفْعِ عَلَى الْبَدْلِ وَالنَّصْبِ عَلَى الْاِسْتِثْنَاءِ ﴿منهم ولو انهم فعلوا ما يوعظون به﴾ مِنْ طَاعَةِ الرَّسُوْلِ ﴿لكان خيرا لهم واشد تثبيتا (٦٦)﴾ تَحْقِيْقًا لِاِيْمَانِهِمْ ﴿واذا﴾ اَىْ لَوْ تَثَبَّتُوْا ﴿لاتينهم من لدنا﴾ مِنْ عِنْدِنَا ﴿اجرا عظيما(٦٧)﴾ هُوَ الْجَنَّةُ ﴿ولهدينهم صراطا مستقيما(٦٨)﴾ قَالَ بَعْضُ الصَّحَابَةِ لِلنَّبِىِّ ﷺ كَيْفَ نَرَاکَ فِى الْجَنَّةِ وَاَنْتَ فِى الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَنَحْنُ اَسْفَلَ مِنْکَ فَنَزَلَ ﴿ومن يطع الله والرسول﴾ فِيْمَآ اَمَرَ بِهٖ ﴿فاولئک مع الذين انعم الله عليهم من النبين والصديقين﴾ اَفَاضِلَ اَصْحَابَ الْاَنْبِيَاءِ لِمُبَالَغَتِهِمْ فِى الصِّدْقِ وَالتَّصْدِيْقِ ﴿والشهداء﴾ اَلْقَتْلٰى فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴿والصلحين﴾ غَيْرَ مَنْ ذُكِرَ ﴿وحسن اولئک رفيقا(٦٩)﴾ رُفَقَآءَ فِى الْجَنَّةِ بِاَنْ يُسْتَمْتَعَ فِيْهَا بِرُؤْيَتِهِمْ وَزِيَارَتِهِمْ وَالْحُضُوْرِ مَعَهُمْ وَاِنْ كَانَ مَقَرُّهُمْ فِىْ الدَّرَجَاتِ الْعَالِيَةِ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى غَيْرِهِمْ ﴿ذلک﴾ اَىْ كَوْنُهُمْ مَعَ مَنْ ذُكِرَ مُبْتَدَاٌ خَبَرُهٗ ﴿الفضل من الله﴾ تَفَضَّلَ بِهٖ عَلَيْهِمْ لَا اَنَّهُمْ نَالُوْهُ بِطَاعَاتِهِمْ ﴿وكفى بالله عليما(٧٠)﴾ بِثَوَابِ الْاٰخِرَةِ، اَىْ فَثِقُوْا بِمَآ اَخْبَرَكُمْ بِهٖ وَلَا يُنَبِّئُکَ مِثْلُ خَبِيْرٍ۔

﴿ترجمہ﴾

(یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب ایک یہودی اور منافق کے مابین ایک تنازعہ پیدا ہوا تو منافق نے چاہا کہ فیصلہ کعب بن اشرف سے کرائے اور یہودی نبی پاک ﷺ کے پاس آنا چاہتا تھا، وہ دونوں نبی پاک ﷺ کے حضور حاضر ہوئے، آنحضرت ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا جسے منافق نے نہ مانا اور دونوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو یہودی نے بتایا کہ حضور ﷺ نے اُسکے حق میں فیصلہ دیدیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منافق سے دریافت فرمایا کہ کیا یہ بات اسی طرح ہے؟ اس نے تصدیق کی تو آپ نے اسے قتل کردیا) کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنکا دعوی ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اترا اور اس پر جو تم سے پہلے اترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ بنائیں (طاغوت کے معنی زبردست سرکش ہے، اس سے مراد کعب بن اشرف ہے) اور انکو تو یہ حکم تھا کہ

اسے اصلاً نہ مانیں (اور نہ ہی اسے دوست بنائیں) اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکا دے (حق سے) اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ اس طرف جو اللہ نے اتارا (یعنی قرآن کریم میں جو حکم اتارا) اور رسول کی طرف (تا کہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کر دیں) تو تم منافقوں کو دیکھو گے منہ موڑتے ہیں (یعنی اعراض کرتے ہیں) تم سے (دوسروں کی طرف) منہ پھیرنا تو کیا حال ہوگا (یعنی انکا کیا بنے گا) جب ان پر کوئی افتاد (سزا) پڑے، بدلہ اسکا جو انکے ہاتھوں نے آگے بھیجا (کفر اور معصیت کو، یعنی کیا وہ اس سزا سے اعراض اور فرار کی قدرت رکھتے ہیں؟ یا نہیں) پھر وہ آپکے پاس آئیں (جاؤک، یصدون پر معطوف ہے) قسم اٹھائینگے اللہ کی نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) ارادہ تھا ہمارا (آپ کے غیر کو حکم بنانے سے) مگر بھلائی (یعنی صلح کا) اور موافقت کا (دونوں مخاصمین کے مابین، فیصلہ کرنے میں تساہل سے کام لیکر الفت پیدا کرنا تھا، حق کی تلخی کو ان پر ظاہر کرنا مقصود نہ تھا) انکے دلوں کی بات تو اللہ جانتا ہے (یعنی انکے نفاق اور جھوٹے بہانے) تو تم ان سے چشم پوشی کرو (یعنی درگزر فرماؤ) اور انہیں سمجھاؤ (اللہ کا خوف دلاؤ) اور ان کے معاملہ میں ان سے رسا بات کرو (جو انکے لئے مؤثر ثابت ہو یعنی ان پر زجر سے کام لو تا کہ وہ کفر سے لوٹ آئیں) اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اسلئے کہ اسکی اطاعت کی جائے (جن باتوں کا وہ حکم دے اور فیصلہ فرمائے) اللہ کے اذن سے (یعنی اسکے حکم سے، اللہ ﷻ نے رسول کو اسلئے نہیں بھیجا کہ انکی نافرمانی و مخالفت کی جائے) اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں (شیطان کو اپنا حکم بنا کر) آپکے پاس آئیں (تائب ہو کر) پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول انکی شفاعت فرمائے (آپکی شان تعظیم کے اظہار کیلئے اس حکم میں جاؤک کے خطاب سے صیغۂ غائب کی طرف التفات کیا گیا ہے) تو وہ ضرور پائیں گے اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ......۱...... (انکے ساتھ) تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم! (لفظ فلا میں لا زائدہ ہے) وہ مسلمان نہ ہونگے جب تک کہ حاکم نہ بنائیں آپکو اس میں جو اختلاف ہو (شجر بمعنی اختلط ہے) آپس میں، پھر وہ اپنے دلوں میں رکاوٹ نہ پائیں (یعنی تنگی یا شک نہ پائیں) جو آپ فیصلہ کریں اور مان لیں (یعنی فرمانبردار ہو جائیں آپکے فیصلہ کے آگے) اور خوب اچھی طرح مان لینا (بغیر کسی معارضے کے) اور اگر ہم لکھ دیتے ان پر کہ (ان مفسرہ ہے) اپنے آپکو قتل کر دو یا اپنے گھر بار چھوڑ جاؤ (جیسا کہ ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا) تو وہ نہ کرتے (یعنی جو اِن پر لکھا گیا تھا) مگر تھوڑے (لفظ قلیل مرفوع ہوگا بر بناء بدل اور منصوب ہوگا بر بناء استثناء کے) ان میں سے اور اگر وہ ایسا کرتے جس بات (یعنی اطاعتِ رسول) کی انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو اس میں انکا بھلا تھا اور (انکے ایمان کا) خوب جمنا اور اس وقت (یعنی اگر وہ ثابت قدم رہتے) تو ضرور ہم انہیں اپنے پاس (من لدنا بمعنی من عندنا ہے) سے بڑا ثواب (یعنی جنت) دیتے اور ضرور انکو سیدھی راہ کی ہدایت کرتے (بعض اصحاب نے نبی پاک ﷺ سے عرض کی ہمیں جنت میں آپکی زیارت کیسے ہوگی؟ آپ ﷺ اعلیٰ درجات میں ہونگے اور ہم اس سے کم درجات میں تو یہ آیت نازل ہوئی) اور جو اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کریں (جو حکم وہ فرمائیں اسے مانیں) تو یہ لوگ انکے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء اور صدیق (انبیاء علیہم السلام کے افضل ترین ساتھی صحابہ ہیں، انتہائی صدق و تصدیق کی وجہ سے انکو صدیق کہا گیا ہے) اور شہید (یعنی راہِ خدا میں قتل ہونے والے) اور نیک لوگ......۲...... (ان مذکورہ افراد کے سوا) اور کیا ہی اچھے ساتھی ہیں (جنت میں کہ انکے دیدار، زیارت اور شرف حضوری سے فیضیاب

ہونگے اگر چہ یہ حضرات اوروں کی بہ نسبت درجات عالیہ میں ہونگے) یہ (یعنی مذکورہ حضرات کی معیت نصیب ہونا، ذالک ترکیب میں مبتدا ہے اسکی خبر الفضل من اللّٰہ ہے) اللہ کا فضل ہے (ان پر، نہ کہ انہوں نے اپنی اطاعت سے یہ درجات حاصل کیے) اور اللہ کافی ہے جاننے والا (آخرت کے ثواب کو، تو تم اسکی دی گئی خبر پر بھروسہ رکھو اور وہ تمہیں اپنی مثل مخبر نہ بنائے گا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم تر الی الذین یزعمون انھم امنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک﴾

همزه: حرف استفہام، لم تر: فعل بافاعل، الی: جار، الذین: موصول، یزعمون: فعل بافاعل، انھم: حرف مشبہ واسم، امنوا: فعل بافاعل، ب: جار، ما انزل الیک: موصول صلہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما انزل من قبلک: موصول صلہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ مفعول، یزعمون فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر صلہ، ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، لم تر فعل اپنے فاعل وظرف لغو سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ﴾

یریدون: فعل واو ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، قد امروا: فعل بانائب الفاعل، ان یکفروا بہ: جملہ بتاویل مصدر مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، ان یتحاکموا الی الطاغوت: جملہ بتاویل مصدر مفعول، یریدون فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال ہے ماقبل یزعمون کے فاعل سے۔

﴿ویرید الشیطن ان یضلھم ضللا بعیدا﴾

و: عاطفہ، یرید الشیطن: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، یضلھم ضللا بعیدا: فعل بافاعل ومفعول ومفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، یرید فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ماقبل یریدون پر معطوف ہے۔

﴿واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول رایت المنفقین یصدون عنک صدودا﴾

و: ابتدائیہ، اذا: شرطیہ، قیل لھم: قول، تعالوا: فعل بافاعل، الی ماانزل اللّٰہ: جار مجرور معطوف علیہ، والی الرسول: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، اپنے قول سے ملکر جملہ قولیہ شرط، رایت: فعل بافاعل، المنفقین: موصوف، یصدون عنک صدودا: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مفعول، رایت فعل اپنے متعلقات سے ملکر جواب شرط اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فکیف اذا اصابتھم مصیبۃ بما قدمت ایدیھم﴾

ف: مستانفہ، کیف: حال مقدم، یصنعون: فعل محذوف واؤ ضمیر ذوالحال، اپنے حال سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، اذا: شرطیہ

متضمن بمعنی شرط مفعول فیہ مقدم، اصابتھم مصیبۃ: فعل بافاعل، ب: جار، ما قدمت ایدیھم: موصول صلہ ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، جزا محذوف فکیف یصنعون سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ثم جاء وک یحلفون باللہ ان اردنا الا احسانا و توفیقا﴾

ثم: عاطفہ، جاء وا فعل واو ضمیر ذوالحال، یحلفون باللہ: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ قسم، ان: نافیہ، اردنا: فعل بافاعل، الا: للحصر، احسانا و توفیقا: معطوف علیہ معطوف سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم، اپنی قسم سے ملکر جملہ قسمیہ ہوکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، ک: ضمیر مفعول، جاء و فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ماقبل اصابتھم پر معطوف ہے۔

﴿اولئک الذین یعلم اللہ ما فی قلوبھم﴾

اولئک: مبتدا، الذین: موصول، یعلم اللہ: فعل بافاعل، ما فی قلوبھم: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فاعرض عنھم وعظھم وقل لھم قولا بلیغا﴾

ف: فصیحیہ، اعرض عنھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، عظھم: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، قل لھم: فعل بافاعل و ظرف لغو، فی انفسھم: ظرف مستقر حال مقدم، قولا بلیغا: مرکب توصیفی ذوالحال، اپنے حال سے ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، اپنے معطوف علیہ سے ملکر شرط محذوف اذا کانت حالھم کذلک کی جزا، شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ﴾

و: استینافیہ، ما: نافیہ، ارسلنا: فعل بافاعل، من: زائدہ، رسول: مفعول، الا: اداۃ حصر، لام: جار، یطاع باذن اللہ: فعل بانائب الفاعل وظرف لغو، جملہ فعلیہ بتقدیر ان بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف مستقر مفعول لہ، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاء وک فاستغفروا اللہ و استغفر لھم الرسول﴾

و: استینافیہ، لو: شرطیہ، انھم: حرف مشبہ واسم، اذ: مضاف، ظلموا انفسھم: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر ظرف مقدم، جاء وک: فعل بافاعل ومفعول وظرف مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ، خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر ثبت فعل محذوف کا فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، استغفروا اللہ: جملہ فعلیہ معطوف اول، و استغفر لھم الرسول: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، اپنے معطوف علیہ سے ملکر شرط۔

﴿لوجدوا اللہ توابا رحیما﴾

لام: تاکیدیہ، وجدوا اللہ: فعل بافاعل واسم جلالت مفعول اول، توابا: مبدل منہ، رحیما: بدل، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ

جزا، لو شرطیہ اپنی شرط وجزا سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلا وربک لایؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم﴾

ف: استنافیہ، لا: زائدہ، و: قسمیہ حرف جار، ربک: مجرور، ملکر اقسم فعل مقدر کا ظرف مستقر، اقسم فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ، لایؤمنون: فعل بافاعل، حتی: حرف جار، یحکموک: فعل بافاعل ومفعول، فیما شجر بینھم: ظرف لغو، جملہ فعلیہ ہوکر بتقدیر ان بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف لغو، لایؤمنون فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم۔

﴿ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما﴾

ثم: عاطفہ، لایجدوا فی انفسھم: فعل بافاعل وظرف لغو، حرجا: موصوف، مماقضیت: ظرف مستقر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول یحکموک پر، و: عاطفہ، یسلموا تسلیما: فعل بافاعل ومفعول مطلق ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی۔

﴿ولو انا کتبنا علیھم ان قتلوا انفسکم او اخرجوا من دیارکم ما فعلوہ الا قلیل منھم﴾

و: مستانفہ، لو: شرطیہ، انا: حرف مشبہ بااسم، کتبنا علیھم: فعل بافاعل وظرف لغو، ان: مصدریہ، اقتلوا انفسکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او اخرجوا من دیارکم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر ثبت فعل محذوف کا فاعل ای ثبت کتابتنا، فعل فاعل ملکر شرط، مافعلوا: فعل نفی واؤ ضمیر مبدل منہ، ہ ضمیر مفعول، الا: اداۃ حصر، قلیل: موصوف، منھم: ظرف مستقر صفت، اپنے موصوف سے ملکر بدل، اپنے مبدل منہ سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولو انھم فعلوہ ما یوعظون بہ لکان خیرا لھم واشد تثبیتا﴾

و: عاطفہ، لو: شرطیہ، انھم: حرف مشبہ واسم، فعلوا: فعل بافاعل، مایوعظون بہ: موصول صلہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر ثبت فعل محذوف کا فاعل، فعل فاعل ملکر شرط، لام: تاکیدیہ، کان: فعل ناقص بااسم، خیرا: اسم تفضیل بافاعل، لھم: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اشد: اسم تفضیل ھو ضمیر ممیّز، تثبیتا: تمیز، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جزا، شرط اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واذا لاتینھم من لدنا اجرا عظیما ولھدینا ھم صراطا مستقیما﴾

و: عاطفہ، اذا: حرف جزا، الیتنھم: فعل بافاعل ومفعول، من لدنا: ظرف لغو، اجرا عظیما: مرکب توصیفی مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، لو مقدر کا جواب ای اذن لو ثبتوا لاتینھم، و: عاطفہ، لھدینھم: فعل بافاعل ومفعول، صراطا مستقیما: مرکب توصیفی

مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل لاتینھم پر معطوف ہے۔

﴿ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصلحین وحسن اولئک رفیقا﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یطع اللہ والرسول: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اولئک: مبتدا، مع: مضاف، الذی: موصول، انعم اللہ: فعل بافاعل، علی: جار، ھم: ضمیر ذوالحال، من: جار، النبیین ...... الخ: معطوف علیہا اپنے تمام معطوفات سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، اپنے موصول سے ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر ظرف مستقر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ جزاء، ملکر جملہ شرطیہ، و: مستانفہ، حسن: فعل، اولئک: ممیّز، رفیقا: تمیز، ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک الفضل من اللہ و کفی باللہ علیما﴾

ذلک: مبدل منہ، الفضل: بدل، ملکر مبتدا، من اللہ: ظرف مستقر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: مستانفہ، کفی: فعل، ب: زائدہ، اللہ: اسم جلالت ممیّز، علیما: تمیز، ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......الم تر الی الذین یزعمون ...... ☆بشر نامی ایک منافق کا یہودی سے جھگڑا تھا۔ یہودی نے کہا کہ چلو نبی پاک ﷺ سے طے کرالیں منافق نے خیال کیا کہ حضور ﷺ تو بے رعایت محض حق فیصلہ دینگے اسکا مطلب حاصل نہ ہوگا اسلئے اس نے باوجود مدعی ایمان ہونے کے یہ کہا کہ کعب بن اشرف کو پنچ بناؤ۔ (قرآن کریم میں طاغوت سے اس کعب بن اشرف کے پاس فیصلہ لے جانا مراد ہے) یہودی جانتا تھا کہ کعب رشوت خور ہے۔ اس لیے اس نے باوجود ہم مذہب ہونے کے اس کو پنچ تسلیم نہ کیا۔ ناچار منافق کو فیصلہ کیلئے سید عالم ﷺ کے حضور آنا پڑا۔ حضور نے جو فیصلہ دیا وہ یہودی کے موافق ہوا یہاں سے فیصلہ سننے کے بعد پھر منافق یہودی کے درپے ہوا اور اسے مجبور کر کے حضرت عمر کے پاس لایا۔ یہودی نے آپ سے عرض کیا کہ میرا اسکا معاملہ سید عالم ﷺ طے فرما چکے ہیں لیکن یہ حضور کے فیصلے سے راضی نہیں آپ سے فیصلہ چاہتا ہے فرمایا کہ ہاں میں ابھی آ کر اسکا فیصلہ کرتا ہوں یہ فرما کر مکان میں تشریف لے گئے اور تلوار لا کر اسکو قتل کر دیا اور فرمایا جو اللہ اور اسکے رسول کے فیصلے سے راضی نہ ہو اسکا میرے پاس یہ فیصلہ ہے۔

☆......فلا وربک لا یؤمنون ...... ☆پہاڑ سے آنے والا پانی جس سے باغوں میں آب رسانی کرتے ہیں اس میں ایک انصاری کا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا ہوا۔ معاملہ سید عالم ﷺ کے حضور پیش کیا گیا حضور نے فرمایا اے زبیر تم اپنے باغ کو پانی دے کر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دو یہ انصاری کو گراں گزرا اور اسکی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ زبیر آپکے پھوپھی زاد بھائی ہیں باوجود یہ کہ فیصلہ میں

حضرت زبیر کو انصاری کے ساتھ احسان کی ہدایت فرمائی گئی تھی لیکن انصاری نے اسکی قدر نہ کی تو حضور ﷺ نے حضرت زبیر کو حکم دیا کہ اپنے باغ کو سیراب کر کے پانی روک لو انصافاً قریب والا ہی پانی کا مستحق ہے۔

☆......ولو انا کتبنا علیھم ......☆ ثابت بن قیس بن شماس سے ایک یہودی نے کہا کہ اللہ نے ہم پر اپنا قتل اور گھر بار چھوڑنا فرض کیا تھا ہم اسکو بجالائے، ثابت نے فرمایا کہ اگر اللہ ہم پر فرض کرتا تو ہم بھی ضرور بجالاتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......ومن یطع اللہ والرسول ......☆ حضرت ثوبان نبی پاک ﷺ سے کمال محبت رکھتے تھے جدائی کی تاب نہ تھی ایک روز اس قدر غمگین اور رنجیدہ خاطر ہوئے کہ چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ حضور نے فرمایا آج رنگ کیوں بدلا ہوا ہے۔ عرض کیا نہ مجھے کوئی بیماری ہے نہ درد بجز اسکے کہ جب حضور ﷺ سامنے نہیں ہوتے تو انتہا درجہ کی وحشت و پریشانی ہوجاتی ہے جب آخرت کو یاد کرتا ہوں تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہاں کس طرح دیدار پاسکتا ہوں۔ مجھے اللہ نے اپنے کرم سے جنت بھی دی تو مقام عالی تک رسائی کہاں! اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ باوجود فرق منازل کے فرماں برداروں کو بازیابی اور معیت کی نعمت سے سرفراز فرمایا جائیگا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

سید عالم ﷺ کی بارگاہ ھی ھم گناھگاروں کا اصل آسرا ھے:

ا......بارگاہ الٰہی میں رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ اور آپکی شفاعت کاربرآری کا ذریعہ ہے۔ سید عالم ﷺ کی وفات شریف کے بعد ایک اعرابی روضۂ اقدس پر حاضر ہوا اور روضہ شریف کی خاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ! جو آپ نے کہا ہم نے سنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے ﴿ولو انھم اذظلموا......﴾ میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا ہے۔ اور میں آپکے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش مانگنے آیا ہوں تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے۔ اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔(۱)......: اللہ ﷻ کی بارگاہ میں عرض حاجت کیلئے اسکے مقبول بندوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے، (۲)......قبر پر حاجت کیلئے جانا بھی جاؤک میں داخل ہے، (۳)......بعد وفات مقبولان خدا کو (یا) کے ذریعہ خطاب کرنا جائز ہے، (۴)......مقبولان خدا مدد فرماتے ہیں انکی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔

(خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۱۷۷)

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ اس اعرابی نے روضۂ رسول ﷺ پر حاضر ہو کر سب سے پہلے سلام عرض کیا السلام علیک یارسول اللہ! پھر یہ اشعار پڑھے۔

یاخیر من دفنت بالقاع اعظمہ ... خطا من طیبھن القاع والاکم

نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ ... فیہ العفاف وفیہ الجود الکرم

(اے ان سب سے افضل ترین ہستی جن کے جسد خاکی کو اس زمین میں دفن کیا گیا ہے، جنکی خوشبو سے میدان اور ٹیلے مہک اٹھے۔ میری جان اس قبر پر قربان ہو جس میں آپ محو استراحت ہیں۔ اسی میں پارسائی ہے اور اسی میں جود و سخا ہے۔ (ابن کثیر، ج۱، ص ۶۴۰)

قبر والوں کی بارگاہ میں حاضر ہونا اور ان سے وسیلہ طلب کرنا جہاں قرآن کا حکم ہے وہاں احادیث طیبہ بھی اس مضمون سے مالا مال ہیں چنانچہ حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اذا اعیتکم الامور فعلیکم باھل القبور او فاستغیثوا باھل القبور یعنی

جب تم کسی معاملے میں عاجز ہو جاؤ تو قبر والوں سے اس بارے میں رہنمائی لو یا یہ فرمایا کہ قبر والوں سے مدد طلب کرو''۔

(روح المعانی، الجزء السادس، ص ۴۰۲)

انعام یافتہ لوگ کون؟

۲:.....قرآن مجید کا بعض حصہ دیگر بعض حصہ کی تفسیر کرتا ہے چنانچہ سورہ فاتحہ میں اللہ عزوجل نے ایک دعا سکھائی ﴿اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم﴾ لیکن اس بات کی وضاحت نہیں فرمائی کہ انعام یافتہ لوگ کون ہیں؟ البتہ مذکورہ رکوع میں اللہ نے ان انعام یافتہ لوگوں کا تذکرہ فرمادیا ہے کہ چار قسم کے لوگوں پر اللہ عزوجل نے انعام فرمایا: (۱)......حضرات انبیاء کرام، (۲)......صدیقین، (۳)......شہداء، (۴)......صالحین۔ جو اللہ عزوجل کی اطاعت کرے یعنی فرائض کو ادا کرے اور نواہی سے بچتا رہے اور رسول کی سنتوں پر کاربند ہو جائے تو ایسا شخص ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ عزوجل نے انعام فرمایا یعنی دنیا میں ہدایت اور توفیق عطا فرمائی اور آخرت میں دخول جنت کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ مطلب یہ کہ مطیعین جنت میں حضرات انبیاء کے ساتھ ہونگے انہیں جنت میں انبیاء کی زیارت اور مجالست سے محروم نہ کیا جائے گا، اسلئے کہ یہ حضرات جنت میں انبیاء کرام کے درجے میں ہونگے۔ صدیقین کثیر الصدق کو کہتے ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جو رسول کے بعد انکے راستوں کی پیروی کرتے ہیں یہاں تک کہ انکے دامن کرم سے وابستہ ہو جاتے ہیں اور صدیق دین میں اس سچے انسان کو کہتے ہیں جو دین کے معاملے میں شک کی آمیزش نہیں ہونے دیتا اور اس آیت میں صدیق سے مراد رسول اللہ ﷺ کے افضل الصحابہ صدیق اکبر مراد ہیں کہ اس امت میں انہی کو صدیق کا لقب دیا گیا اور یہ اتباع رسول ﷺ میں سب سے افضل تھے۔ شہداء سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں شہادت پائی جبکہ ایک قول کے مطابق شہدائے احد مراد ہیں۔ صالحین سے مراد وہ ہیں جو ظاہری اور باطنی بھلائیوں میں برابر ہوں، ایک قول کے مطابق صالح وہ ہوتا ہے جسکا عقیدہ درست اور عمل سنت وطاعت کے مطابق ہو اور ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اس آیت میں نبیین سے مراد محمد ﷺ اور صدیقین سے مراد ابو بکر اور شہداء سے مراد حضرت عمر، عثمان اور علی ہیں جبکہ صالحین سے مراد تمام صحابہ ہیں۔ (ماخوذ از خازن، ج ۱، ص ۳۹۷)

اغراض:

ونزل لما اختصم الخ: اس آیت کا بیان شان نزول کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ کثیر الطغیان: کہا جاتا ہے کہ طغیان سے مراد بت ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کیا کرتے تھے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس چیز کا نام ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کیا کرتے تھے چاہے وہ بت ہو یا اس کے سوا کوئی چیز۔ یعرضون: اشارہ ہے کہ الصد بمعنی الاعراض ہے جو کہ فعل لازم ہے، المنع کے معنی میں نہیں کہ متعدی ہوتا۔ صدوداً: یصدون کا مفعول مطلق ہے۔ لا: استفہام کا جواب ہے۔ بالتقریب: یعنی فیصلہ میں سستی برتنا، جیسا کہ احسان وصلح کرتے ہوں، اور اسی صلح کے ذریعے مدعی جھگڑوں میں قسمیں کھاتا ہے۔

فاعرض عنھم: یعنی انہیں قتل نہ کرو، اور یہ حکم منافقوں کے نکالے جانے اور ان کے قتل کئے جانے سے پہلے کا ہے، اور فاعرض میں فاء جواب شرط کے لحاظ سے ہے تقدیر عبارت یوں ہے کہ اذا کان حالھم کذلک فاعرض عن قبول عذرھم۔

لیرجعوا: ہوسکتا ہے کہ یہ جملہ ان کے کفر ہم سے لوٹ جانے کے بارے میں ہو۔ فاستغفروا اللہ: یعنی توبہ واخلاص کے ذریعے۔

فیہ التفات: یعنی سید عالم ﷺ کے ذمہ کرم پر ہے کہ وہ گناہ گاروں کے لئے استغفار کریں۔ اختلط: مشکل، مشکوک و پیچیدہ ہونے کے معنی میں ہے۔ ولو انا کتبنا علیھم: یہ منافقین کے برے حال کا بیان ہے، اگر ان پر شدت کی جائے جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں پر کی گئی تو بھی ان میں کم لوگ ایمان لائیں گے۔ مفسرہ: بمعنی ای ہے اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ جب اسے جملہ پر مقدم کیا جائے تو یہ قول کے معنی میں ہوگا نہ کہ حرف کے معنی میں، اس کی نظیر فرمان باری ہے ﴿واخر دعواھم ان الحمد للہ رب العالمین (یونس:۱۰)﴾، ﴿وانطلق الملأ منھم ان امشوا﴾، اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان مصدریہ ہو اس صورت میں کتبنا بمعنی الزمنا ہوگا اور تقدیر عبارت یوں ہوگی ولو انا الزمنا ھم قتل انفسھم افاضل اصحاب الانبیاء: پس صدیقین نبوت کے درجے سے نیچے ہوں گے۔ والحضور معھم: یعنی محبوبان خدا کے ساتھ مجالست لا انھم نالوہ بطاعتھم: یعنی ان محبوبان خدا کی طاعت کی وجہ سے لوگ ان کی معیت میں پہنچیں گے، اور درحقیقت جنت کا دخول، منازل کا ارتقاء اور ان محبوبان خدا کی معیت اللہ کے فضل کی وجہ سے ہے ورنہ تو انسان کی کوئی طاعت اسے اس درجہ کو پہنچا سکتی ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۴۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۷

﴿یایھا الذین امنوا خذوا حذرکم﴾ مِنْ عَدُوِّکُم، اَیْ اِحْتَرِزُوْا مِنْهُ وَتَیَقَّظُوْا لَهُ ﴿فانفروا﴾ اِنْهَضُوْا اِلٰی قِتَالِهٖ ﴿ثبات﴾ مُتَفَرِّقِیْنَ سَرِیَّةً بَعْدَ اُخْرٰی ﴿اوانفروا جمیعا (۷۱)﴾ مُجْتَمِعِیْنَ ﴿وان منکم لمن لیبطئن﴾ لَیَتَاَخَّرَنَّ عَنِ الْقِتَالِ کَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَیِّ الْمُنَافِقِ وَاَصْحَابِهٖ وَجَعَلَهٗ مِنْهُمْ مِنْ حَیْثُ الظَّاهِرِ وَاللَّامُ فِی الْفِعْلِ لِلْقَسَمِ ﴿فان اصابتکم مصیبة﴾ کَقَتْلٍ وَّهَزِیْمَةٍ ﴿قال قد انعم الله علی اذ لم اکن معهم شهیدا (۷۲)﴾ حَاضِرًا فَاُصَابَ ﴿ولئن﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿اصابکم فضل من الله﴾ کَفَتْحٍ وَّغَنِیْمَةٍ ﴿لیقولن﴾ نَادِمًا ﴿کان﴾ مُخَفَّفَةٌ وَّاِسْمُهَا مَحْذُوْفٌ اَیْ کَاَنَّهٗ ﴿لم تکن﴾ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ ﴿بینکم وبینه مودة﴾ مَعْرِفَةٌ وَّصَدَاقَةٌ وَهٰذَا رَاجِعٌ اِلٰی قَوْلِهٖ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیَّ اِعْتَرَضَ بِهٖ بَیْنَ الْقَوْلِ وَمَقُوْلِهٖ وَهُوَ ﴿یا﴾ لِلتَّنْبِیْهِ ﴿لیتنی کنت معهم فافوز فوزا عظیما (۷۳)﴾ اٰخُذُ حَظًّا وَّافِرًا مِّنَ الْغَنِیْمَةِ قَالَ تَعَالٰی ﴿فلیقاتل فی سبیل الله﴾ لِاِعْلَاءِ دِیْنِهٖ ﴿الذین یشرون﴾ یَبِیْعُوْنَ ﴿الحیوة الدنیا بالاخرة ومن یقاتل فی سبیل الله فیقتل﴾ یُسْتَشْهَدْ ﴿اویغلب﴾ یَظْفَرْ بِعَدُوِّهٖ ﴿فسوف نؤتیه اجرا عظیما (۷۴)﴾ ثَوَابًا جَزِیْلًا ﴿وما لکم لا تقاتلون﴾ اِسْتِفْهَامُ تَوْبِیْخٍ، اَیْ لَا مَانِعَ لَکُمْ مِنَ الْقِتَالِ ﴿فی سبیل الله و﴾ فِیْ تَخْلِیْصِ ﴿المستضعفین من الرجال والنساء والولدان﴾ اَلَّذِیْنَ حَبَسَهُمُ الْکُفَّارُ عَنِ الْهِجْرَةِ وَاٰذَوْهُمْ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ کُنْتُ اَنَا وَاُمِّیْ مِنْهُمْ ﴿الذین یقولون﴾ دَاعِیْنَ یَا ﴿ربنا اخرجنا من هذه القریة﴾ مَکَّةَ ﴿الظالم اهلها﴾ بِالْکُفْرِ ﴿واجعل لنا من لدنک﴾ مِنْ عِنْدِکَ ﴿ولیا﴾ یَتَوَلّٰی اُمُوْرَنَا ﴿واجعل لنا من لدنک نصیرا (۷۵)﴾ یَمْنَعُنَا مِنْهُمْ،

وَقَدْ اِسْتَجَابَ اللّٰهُ دَعَاءَ هُمْ فَيَسَّرَ لِبَعْضِهِمِ الْخُرُوْجَ وَبَقِيَ بَعضُهُم اِلٰى اَنْ فُتِحَتْ مَكَّةُ وَوَلّٰى ﷺ عَتَّابَ بْنُ اُسَيْدٍ فَاَنْصَفَ مَظْلُوْمَهُمْ مِنْ ظَالِمِهِمْ ﴿الذين امنوا يقاتلون فى سبيل الله والذين كفروا يقاتلون فى سبيل الطاغوت﴾ اَلشَّيْطَانِ ﴿فقاتلوا اولياء الشيطن﴾ اَنْصَارَ دِيْنِهٖ تَغْلِبُوْهُمْ لِقُوَّتِكُمْ بِاللّٰهِ ﴿ان كيد الشيطن﴾ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿كان ضعيفا(۷۶)﴾ وَّاهِيًا لَا يُقَاوِمُ كَيْدَ اللّٰهِ بِالْكَافِرِيْنَ۔

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! ہوشیاری سے کام لو......۱......(اپنے دشمنوں کے مقابلے یعنی ان سے احتراز کرو اور بیدار مغزی سے کام لو) پھر دشمن کی طرف نکلو (یعنی جنگ کے لیے نکلو) تھوڑے تھوڑے ہوکر (یکے بعد دیگرے گروہوں کی صورت میں متفرق ہوکر) یا اکھٹے چلو (جمیعا بمعنی مجتمعین ہے) اور تم میں کوئی وہ ہے کہ ضرور دیر لگائے گا (جنگ میں جانے سے، جیسے عبداللہ بن اُبی اور اسکے ساتھی، انکے ظاہری حال کالحاظ کرتے ہوئے اسے مسلمان میں سے کہا گیا ہے اگر چہ منافق تھا، فعل لیبطئن میں لام قسمیہ ہے) پھر اگر تم پر کوئی افتاد پڑے (جیسا کہ قتل ہونا یا شکست کا منہ دیکھنا) تو کہے کہ خدا کا مجھ پر احسان تھا کہ میں انکے ساتھ موجود نہ تھا (میدان جنگ میں ورنہ مجھے بھی ایسی مصیبت پہنچتی، شہید بمعنی حاضر ہے) اور اگر (لفظ ولئن میں لام قسمیہ ہے) تمہیں اللہ کا فضل ملے (جیسا کہ فتح اور غنیمت) تو ضرور کہے (نادم ہوکر) گویا کہ (لفظ ان مخففة من المثقلة ہے اور اسکا اسم محذوف ہے یعنی اصل میں كانه ہے) نہ تھی (تکن تاء اور یاء دونوں طرح پڑھا گیا ہے) تم میں اس میں محبت (یعنی جان پہچان اور دوستی، اس جملے کا تعلق قد انعم الله عليک کے ساتھ ہے، قول اور مقولہ کے درمیان یہ جملہ معترضہ ہے اور وہ مقولہ یالیتنی ہے، جبکہ یالیتنی میں یا تنبیہ کے لیے ہے) کاش میں انکے ساتھ ہوتا تو بڑی مراد پاتا (یعنی غنیمت سے وافر حصہ لے سکتا تھا، اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) تو انہیں اللہ کی راہ میں لڑنا چاہیے (اللہ کے دین کی سربلندی کیلئے) جو بیچ کر (یشرون بمعنی یبیعون ہے) دنیا کی زندگی کو آخرت لیتے ہیں، اور جو اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے (یعنی شہید ہو جائے) یا غالب آئے (دشمن پر کامیابی پائے) تو عنقریب اسے اجر عظیم (بڑا ثواب) دینگے......۲......اور تمہیں کیا ہوا کہ نہ لڑو (حرف ما استفہامیہ توبیخ کیلئے ہے، یعنی تمہیں قتال کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں ہونی چاہیے) اللہ کی راہ میں (کہ چھڑاؤ) کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کو (جنہیں کفار نے ہجرت سے روک رکھا ہے اور انہیں اذیت دیتے ہیں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں اور میری والدہ ماجدہ بھی انہی میں سے تھے) جو یہ کہہ رہے ہیں (دعا کرتے ہیں) اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی (مکہ) سے نکال جسکے لوگ ظالم ہیں (کفر کے سبب) اور ہمیں اپنے پاس سے (من لدنک بمعنی من عندک ہے) حمایتی دے (جو ہمارے امور کی دیکھ بھال کریں) اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے (جو ہمیں ان سے بچالے تو اللہ نے انکی دعا سن لی اور کچھ لوگوں کے لئے نکلنا آسان کر دیا اور باقی لوگ فتح مکہ تک وہیں رہے اور نبی پاک ﷺ نے عتاب بن اسید کو مکہ کا گورنر بنایا تو انہوں نے ان کے مظلوموں کو ظالموں سے انصاف دلایا) ایمان والے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کافر طاغوت (یعنی شیطان) کی راہ میں تو شیطان کے دوستوں سے لڑو (یعنی شیطانی دین کے مددگاروں سے اللہ کی عطا کردہ قوت سے، تم ان پر غالب آجاؤ) بیشک شیطان کا داؤ (مومنوں کے خلاف) کمزور ہے (کافروں کے خلاف اللہ کی اختیار کردہ خفیہ تدبیر کا مقابلہ نہیں کرسکتا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها الذین امنوا خذوا حذرکم فانفروا ثبات او انفروا جمیعا﴾

یایها الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، خذوا حذرکم: جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ، ف: عاطفہ، انفروا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، ثبات: حال، ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ معطوف، او: عاطفہ، انفروا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، جمیعا: حال، ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مقصود بالندا۔

﴿وان منکم لمن لیبطئن﴾

و: استینافیہ، انّ: حرف مشبہ، منکم: خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، من: موصولہ، لام: تاکیدیہ، یبطئن: فعل بافاعل جملہ فعلیہ جواب قسم، قسم محذوف، ملکر جملہ قسمیہ صلہ، جو موصول سے ملکر مبتدا مؤخر، خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان اصابتکم مصیبة قال قد انعم الله علی اذ لم اکن معهم شهیدا﴾

ف: استینافیہ، ان: شرطیہ، اصابتکم مصیبة: جملہ فعلیہ شرط، قال: قول، قد: تحقیقیہ، انعم الله علی: فعل بافاعل وظرف لغو، اذ: مضاف، لم اکن: فعل ناقص بااسم، معهم: ظرف مستقر حال مقدم، شهیدا: ذوالحال اپنے حال سے ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر ظرف مستقر انعم، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولئن اصابکم فضل من الله لیقولن کان لم تکن بینکم وبینه مودة یلیتنی کنت معهم فافوز فوزا عظیما﴾

و: عاطفہ، لام: لتا کید، ان: شرطیہ، اصابکم: فعل بامفعول، فضل من الله: مرکب توصیفی فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، یقولن: فعل بافاعل، کان: مخففہ بااسم، لم تکن: فعل ناقص، بینکم وبینه: معطوف، معطوف علیہ خبر مقدم، مودة: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ، یا: حرف ندا، منادی محذوف، لیتنی: حرف مشبہ بااسم، کنت معهم: جملہ فعلیہ خبر اول، ف: سببیہ، افوز فوزا عظیما: جملہ فعلیہ بتقدیر ان بتاویل مصدر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالندا، اپنی ندا سے ملکر ان کی خبر، ملکر مقولہ، ملکر جواب قسم "قسم محذوف" کیلئے، ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ قائم مقام جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جواب "قسم محذوف" کیلئے، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فلیقاتل فی سبیل الله الذین یشرون الحیوة الدنیا بالاخرة﴾

ف: فصیحیہ، لیقاتل فی سبیل الله: فعل امر وظرف لغو، الذین: موصول، یشرون الحیوة الدنیا بالاخرة: جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، اپنے موصول سے ملکر فاعل، لیقاتل فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف اذا علمتم هذا کله کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ومن یقاتل فی سبیل الله فیقتل او یغلب فسوف نؤتیه اجرا عظیما﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یقاتل فی سبیل الله: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، یقتل: فعل بانائب الفاعل، معطوف

اول،او: عاطفہ،یغلب: معطوف ثانی،معطوف علیہ سے ملکر شرط،ف: جزائیہ،سوف نؤتیہ اجرا عظیما: جملہ فعلیہ جزاء،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ خبر،اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان﴾

و: مستانفہ،ما: استفہامیہ مبتدا،لام: جار،کم: ضمیر ذوالحال،لاتقاتلون: فعل بافاعل،فی: جار،سبیل: مضاف،اللہ: اسم جلالت معطوف علیہ،و: عاطفہ،المستضعفین: ذوالحال،من: جار،الرجال والنساء والولدان: معطوف علیہا اپنے معطوفات سے ملکر حال،جوذوالحال نے ملکر معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر مضاف الیہ،اپنے مضاف سے ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،لاتقاتلون فعل اپنے متعلقات سے ملکر حال،ذوالحال سے ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر خبر،مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا﴾

الذین: موصول،یقولون: قول،ربنا: جملہ فعلیہ ندائیہ،اخرجنا: فعل بافاعل،من: جار،ھذہ: مبدل منہ،القریۃ: موصوف،الظالم: اسم فاعل،اھلھا: فاعل،شبہ جملہ ہوکر صفت،اپنے موصوف سے ملکر بدل،اپنے مبدل منہ سے ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،اخرجنا فعل اپنے متعلقات سے ملکر مقصود بالنداء،اپنی نداء سے ملکر مقولہ اپنے قول سے ملکر صلہ اپنے موصول سے ملکر ماقبل المستضعفین کی صفت۔

﴿واجعل لنا من لدنک ولیا وجعل لنا من لدنک نصیرا﴾

و: عاطفہ،اجعل لنا: فعل امر بافاعل وظرف لغو،من لدنک: ظرف مستقر حال مقدم،ولیا: ذوالحال،اپنے حال سے ملکر مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول ماقبل اخرجنا پر،و: عاطفہ،اجعل لنا: فعل امر بافاعل وظرف لغو،من لدنک نصیرا: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی۔

﴿الذین امنوا یقاتلون فی سبیل اللہ والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت﴾

الذین: موصول،امنوا: فعل واؤضمیر فاعل سے ملکر صلہ،موصول صلہ ملکر مبتدا،یقاتلون فی سبیل اللہ: جملہ فعلیہ خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،الذین کفروا: موصول صلہ ملکر مبتدا،یقاتلون فی سبیل الطاغوت: جملہ فعلیہ ہوکر خبر،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فقاتلوا اولیاء الشیطن ان کید الشیطن کان ضعیفا﴾

ف: فصیحیہ،قاتلوا: فعل بافاعل،اولیاء الشیطن: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف اذا کان الامر کذلک کی جزاء،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ،ان: حرف مشبہ،کید الشیطن: اسم،کان ضعیفا: جملہ فعلیہ خبر،ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

«تشریح توضیح و اغراض»

کیا اپنی حفاظت کیلئے ہتھیار رکھنا توکل کے منافی ہے؟

۱......اپنے ملک کے دفاع اور کفار کے خلاف جہاد کے لیے اسلحہ حاصل کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے کیونکہ توکل کا معنی ترک اسباب نہیں ہے بلکہ کسی مقصود کے حصول کے اسباب کو فراہم کر کے اور اسکے حصول کیلئے جدوجہد کر کے نتیجے کو اللہ عزوجل پر چھوڑ دینا توکل ہے۔ اسی طرح آلات حرب کو حاصل کرنا بھی تقدیر کے خلاف نہیں ہے بلکہ جہاد کی تیاری کرنا بھی تقدیر سے ہے۔ اس رکوع کی آیات میں بتایا گیا ہے کہ جہاد کے لئے پے درپے مجاہدوں کے دستے بھیجنا بھی جائز ہے اور یک بارگی مل کر حملہ کرنا بھی جائز ہے اور یہ کہ ہر دور میں کچھ لوگ اپنی بدنیتی یا بزدلی کی وجہ سے یا غداری اور منافقت کی وجہ سے جہاد سے منع کرنے والے بھی ہوتے ہیں، لیکن مسلمان ان سے متاثر نہ ہوں بلکہ اخروی اجر وثواب کی وجہ سے جہاد کریں، وہ جہاد میں غالب ہوں یا مغلوب ہر صورت میں ان کے لئے اجر ہے، نیز یہ بتایا ہے کہ جہاد کا ایک داعیہ اور سبب یہ ہے کہ جس خطہ زمین میں کافروں نے مسلمانوں کو غلام بنایا ہوا ہے یا ان کے ملک پر قبضہ کر کے ان کے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا ہوا ہے، ان کو کافروں اور ظالموں سے آزاد کرانے کے لئے بھی جہاد کرنا چاہیے اور آخر میں یہ بتایا کہ کافروں کا جنگ میں کیا مطمع نظر ہوتا ہے اور مسلمانوں کا ہدف کیا ہونا چاہیے۔ (تبیان القرآن، ج۲، ص ۷۲٤)

یہاں آیتِ مذکورہ میں اللہ عزوجل اپنے مومن بندوں کو دشمنوں سے محتاط اور ہوشیار رہنے کا حکم فرما رہا ہے۔ یعنی وہ ہتھیار بند ہو کر دشمن کے مقابلے کیلئے ہر وقت تیار رہیں۔ اور جہاد فی سبیل اللہ میں شامل ہو کر مجاہدین کی تعداد بڑھائیں تاکہ جب جہاد کا وقت آئے تو حالات کے مطابق گروہ در گروہ یا ایک لشکر جرار کی صورت میں نکل کھڑے ہوں۔ (ابن کثیر، ج۱، ص ٦٤٥)

مجاہد دونوں صورتوں میں اجر عظیم کا مستحق ہے:

۲......اللہ عزوجل نے مجاہد کے ساتھ اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے کیونکہ وہ اعلاء کلمة الحق کے لئے کوشش کرتا ہے، خواہ وہ شہید ہو جائے اور اسے دشمن پر غلبہ نصیب نہ ہو۔ اس انعام کی وجہ یہ ہے کہ اس نے اپنی طاقت کے مطابق کوششیں صرف کیں یا وہ غالب آ گیا اور اسے ملک وغنیمت حاصل ہوگئی کیونکہ اس کا غنیمت حاصل کرنا اس کے اجر میں کمی نہیں کرتا جب مال اس کے لیے اہمیت نہ رکھتا ہو بلکہ اس کا مقصود صرف دین کا غلبہ ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل کا اس آدمی کے ساتھ وعدہ ہے جو اللہ عزوجل کی راہ میں نکلتا ہے، اسے کوئی چیز جہاد پر نہیں لے جاتی مگر ایمان اور رسول اللہ کی تصدیق کہ یا تو میں اسے اجر وغنیمت کے ساتھ لوٹاؤں گا یا اسے جنت میں داخل کروں گا۔'' یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ (المظهری، ج۲، ص ۱۵۳)

اغراض:

متفرقین و مجتمعین :اس عبارت میں اشارہ ہے کہ ثبات اور جمیعا دونوں لفظوں میں انفروا کی ضمیر سے حال ہیں، یعنی جنگ کے لئے نکلنے میں جتنا ممکن ہو جلدی کرو۔

لیتاخرن عن القتال :اس جملہ میں اشارہ ہے کہ یہاں بطا لازم ابطا کے معنی میں ہے، کہا جاتا ہے کہ ابطأ و بطأ تأخر اور تثاقل کے معنی میں ہے اور ثلاثی باب قرب سے آتا ہے، اور کبھی ابطا بطا تشدید متعدیین (یعنی فعل جو کسی حرف کی وساطت کے بغیر خود

مفعول بہ کو نصب دے)،اور اس صورت میں مفعول بہ محذوف ہوگا یعنی اصل عبارت یہ ہوگی:" لیبطئن غیرہ ای یثبطہ ویجبنہ عن القتال یعنی وہ قتال سے دوسروں کو روکتا ہے"۔

یستشھد: یعنی شہادت کی موت مرے۔

بالیاء و التاء: ابن کثیر اور حفص نے تاء کے ساتھ المودۃ کے طرز پر پڑھا ہے اور باقی نحویوں نے یاء کے ساتھ کہ المودۃ کو الود کے معنی میں پڑھا ہے، کہ یہ محبت دونوں کے مابین جدائی ڈال دیتی ہے یعنی دونوں کو الگ الگ کر دیتی ہے۔

للتنبیہ: یہ تنبیہ نداء کے حرف پر داخل ہونے کے حوالے سے نہیں (یعنی یہاں یاء کا لفظ مجازاً تنبیہ کے لئے ہے)۔

الذین حسبھم الکفار: یعنی مکہ مکرمہ میں موجود کمزور مسلمان، یہ مستضعفین کی صفت ہے۔

بالکفر: اس میں اشارہ ہے کہ کفر ایسا ہی ہے جیسا کہ ظلم، یعنی کفر کو ظلم کا نام دیا جاتا ہے۔

فیسر لبعضھم الخروج الخ: یعنی اللہ عزوجل نے ان کی دعا قبول فرمالی، اور اللہ عزوجل نے ان کے لئے اپنی جناب سے بہتر دوست اور مددگار بنادیا اور اس سے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بالا صفات ہے جنہوں نے انہیں فتح مکہ کے روز مشرکوں کے نرغے سے چھڑایا، اور یہ کام عتاب بن اُسید کے ذریعے ہوا جو کہ اٹھارہ سالہ نوجوان تھا مظلوموں کو ظالموں سے چھڑاتا اور ان کی مدد کرتا۔

عتاب بن اسید: ہمزہ کی فتح اور سین کی کسرہ کے ساتھ ہے۔ (الجمل، ج۲، ص۸۰ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

رکوع نمبر:۸

﴿الم ترالی الذین قیل لهم کفوا ایدیکم﴾عَنْ قِتَالِ الْكُفَّارِ لَمَّا طَلَبُوْهُ بِمَكَّةَ لِاَذَى الْكُفَّارِلَهُمْ وَهُمْ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ ﴿واقيموا الصلوة واتوا الزكوة فلما كتب﴾ فُرِضَ ﴿عليهم القتال اذا فريق منهم يخشون﴾ يَخَافُوْنَ ﴿الناس﴾ اَلْكُفَّارَ اَىْ عَذَابَهُمْ بِالْقَتْلِ ﴿كخشية﴾ هِمْ عَذَابَ ﴿الله اواشد خشية﴾ مِنْ خَشْيَتِهِمْ لَهُ، وَنَصْبُ اَشَدَّ عَلَى الْحَالِ وَجَوَابُ لَمَّا دَلَّ عَلَيْهِ اِذَا وَمَا بَعْدَهَا اَىْ فَاجَأَتْهُمُ الْخَشْيَةُ ﴿وقالوا﴾ جَزْعًا مِّنَ الْمَوْتِ ﴿ربنا لم كتبت علينا القتال لولا﴾ هَلَّا ﴿اخرتنا الى اجل قريب قل﴾لَهُمْ ﴿متاع الدنيا﴾ مَا يُتَمَتَّعُ بِهٖ فِيْهَا اَوِ الْاِسْتِمْتَاعِ بِهَا ﴿قليل﴾ اٰئِلٌ اِلَى الْفَنَاءِ ﴿والاخرة﴾ اَىِ الْجَنَّةُ ﴿خيرلمن اتقى﴾ عِقَابَ اللّٰهِ بِتَرْكِ مَعْصِيَتِهٖ ﴿ولا تظلمون﴾ بِالتَّاءِ وَالْيَاءِ، تُنْقَصُوْنَ مِنْ اَعْمَالِكُمْ ﴿فتيلا(٧٧)﴾ قَدْرَ قِشْرَةِ النَّوَاةِ فَجَاهِدُوْا ﴿اينما تكونوا يدرككم الموت ولو كنتم فى بروج﴾ حُصُوْنٍ ﴿مشيدة﴾ مُرْتَفِعَةٍ فَلَا تَخْشَوُا الْقِتَالَ خَوْفَ الْمَوْتِ ﴿وان تصبهم﴾ اَىِ الْيَهُوْدَ ﴿حسنة﴾ خِصْبٌ وَسَعَةٌ ﴿يقولوا هذه من عند الله وان تصبهم سيئة﴾ جَدْبٌ وَبَلَاءٌ كَمَا حَصَلَ لَهُمْ عِنْدَ قُدُوْمِ النَّبِيِّ ﷺ اَلْمَدِيْنَةَ ﴿يقولوا هذه من عندك﴾ يَا مُحَمَّدُ اَىْ بِشُؤْمِكَ ﴿قل﴾ لَهُمْ ﴿كل﴾ مِنَ الْحَسَنَةِ وَالسَّيِّئَةِ ﴿من عند الله﴾ مِنْ قِبَلِهٖ ﴿فمال هؤلاء القوم لا يكادون يفقهون﴾ اَىْ لَا يُقَارِبُوْنَ اَنْ يَّفْهَمُوْا ﴿حديثا(٧٨)﴾ يُلْقٰى اِلَيْهِمْ، وَمَا اِسْتِفْهَامُ تَعْجِيْبٍ مِنْ فَرْطِ جَهْلِهِمْ وَنَفْىُ مُقَارَبَةِ الْفِعْلِ اَشَدُّ مِنْ نَفْيِهٖ ﴿ما اصابك﴾ اَيُّهَا الْاِنْسَانُ ﴿من حسنة﴾ خَيْرٍ ﴿فمن الله﴾ اَتَتْكَ فَضْلًا مِّنْهُ ﴿وما اصابك من سيئة﴾ بَلِيَّةٍ ﴿فمن نفسك﴾ اَتَتْكَ حَيْثُ اِرْتَكَبْتَ مَا يَسْتَوْجِبُهَا مِنَ الذُّنُوْبِ ﴿وارسلنك﴾ يَا مُحَمَّدُ ﴿للناس رسولا﴾ حَالٌ مُؤَكَّدَةٌ ﴿وكفى بالله شهيدا(٧٩)﴾ عَلٰى رِسَالَتِكَ ﴿من يطع الرسول فقد اطاع الله ومن تولى﴾ اَعْرَضَ عَنْ طَاعَتِكَ فَلَا يُهِمَّنَّكَ ﴿فما ارسلنك عليهم حفيظا(٨٠)﴾ حَافِظًا لِاَعْمَالِهِمْ بَلْ نَذِيْرًا وَاِلَيْنَا اَمْرُهُمْ فَنُجَازِيْهِمْ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِالْقِتَالِ ﴿ويقولون﴾ اَىِ الْمُنَافِقُوْنَ اِذَا جَاؤُوْكَ اَمْرُنَا ﴿طاعة﴾ لَكَ ﴿فاذا برزوا﴾ خَرَجُوْا ﴿من عندك بيت طائفة منهم﴾ بِاِدْغَامِ التَّاءِ فِى الطَّاءِ وَتَرْكِهٖ اَىْ اَضْمَرَتْ ﴿غير الذى تقول﴾ لَكَ فِىْ حُضُوْرِكَ مِنَ الطَّاعَةِ اَىْ عِصْيَانُكَ ﴿والله يكتب﴾ يَاْمُرُ بِكَتْبِ ﴿ما يبيتون﴾ فِىْ صَحَائِفِهِمْ لِيُجَازُوْا عَلَيْهِ ﴿فاعرض عنهم﴾ بِالصَّفْحِ

﴿وتوكل على الله﴾ ثِقْ بِهِ فَإِنَّهُ كَافِيكَ ﴿وكفى بالله وكيلا (٨١)﴾ مُفَوِّضًا إِلَيْهِ ﴿افلا يتدبرون﴾ يَتَأَمَّلُونَ ﴿القران﴾ وَمَا فِيهِ مِنَ الْمَعَانِي الْبَدِيعَةِ ﴿ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا (٨٢)﴾ تَنَاقُضًا فِي مَعَانِيهِ وَتَبَايُنًا فِي نَظْمِهِ ﴿واذا جاء هم امر﴾ عَنْ سَرَايَا النَّبِيِّ ﷺ بِمَا حَصَلَ لَهُمْ ﴿من الامن﴾ بِالنَّصْرِ ﴿او الخوف﴾ بِالْهَزِيمَةِ ﴿اذاعوا به﴾ أَفْشَوْهُ نَزَلَ فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْمُنَافِقِينَ أَوْ فِي ضُعَفَاءِ الْمُؤْمِنِينَ كَانُوا يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ فَتَضْعُفُ قُلُوبُ الْمُؤْمِنِينَ وَيَتَأَذَّى النَّبِيُّ ﷺ ﴿ولو ردوه﴾ أَيِ الْخَبَرَ ﴿الى الرسول والى اولى الامر منهم﴾ أَيْ ذَوِي الرَّأْيِ مِنْ أَكَابِرِ الصَّحَابَةِ، أَيْ لَوْ سَكَتُوا عَنْهُ حَتّٰى يُخْبَرُوا بِهِ ﴿لعلمه﴾ هَلْ هُوَ مِمَّا يَنْبَغِي أَنْ يُذَاعَ أَوْ لَا ﴿الذين يستنبطونه﴾ يَتَّبِعُونَهُ وَيَطْلُبُونَ عِلْمَهُ وَهُمُ الْمُذِيعُونَ ﴿منهم﴾ مِنَ الرَّسُولِ وَأُولِي الْأَمْرِ ﴿ولولا فضل الله عليكم﴾ بِالْإِسْلَامِ ﴿ورحمته﴾ لَكُمْ بِالْقُرْاٰنِ ﴿لاتبعتم الشيطن﴾ فِيمَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ مِنَ الْفَوَاحِشِ ﴿الا قليلا (٨٣) فقاتل﴾ يَا مُحَمَّدُ ﴿في سبيل الله لا تكلف الا نفسك﴾ فَلَا تَهْتَمَّ بِتَخَلُّفِهِمْ عَنْكَ، الْمَعْنٰى: قَاتِلْ وَلَوْ وَحْدَكَ فَإِنَّكَ مَوْعُودٌ بِالنَّصْرِ ﴿وحرض المؤمنين﴾ حُثَّهُمْ عَلَى الْقِتَالِ وَرَغِّبْهُمْ فِيهِ ﴿عسى الله ان يكف باس﴾ حَرْبَ ﴿الذين كفروا والله اشد باسا﴾ مِنْهُمْ ﴿واشد تنكيلا (٨٤)﴾ تَعْذِيبًا مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَخْرُجَنَّ وَلَوْ وَحْدِي" فَخَرَجَ بِسَبْعِينَ رَاكِبًا إِلٰى بَدْرِ الصُّغْرٰى فَكَفَّ اللّٰهُ بَأْسَ الْكُفَّارِ بِإِلْقَاءِ الرُّعْبِ فِي قُلُوبِهِمْ وَمَنْعِ أَبِي سُفْيَانَ عَنِ الْخُرُوجِ كَمَا تَقَدَّمَ فِي اٰلِ عِمْرَانَ ﴿من يشفع﴾ بَيْنَ النَّاسِ ﴿شفاعة حسنة﴾ مُوَافِقَةً لِلشَّرْعِ ﴿يكن له نصيب﴾ مِنَ الْأَجْرِ ﴿منها﴾ بِسَبَبِهَا ﴿ومن يشفع شفاعة سيئة﴾ مُخَالِفَةً لَهُ ﴿يكن له كفل﴾ نَصِيبٌ مِنَ الْوِزْرِ ﴿منها﴾ بِسَبَبِهَا ﴿وكان الله على كل شيء مقيتا (٨٥)﴾ مُقْتَدِرًا فَيُجَازِي كُلَّ أَحَدٍ بِمَا عَمِلَ ﴿واذا حييتم بتحية﴾ كَأَنْ قِيلَ لَكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ﴿فحيوا﴾ الْمُحَيِّيَ ﴿باحسن منها﴾ بِأَنْ تَقُولُوا لَهُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ﴿او ردوها﴾ بِأَنْ تَقُولُوا لَهُ كَمَا قَالَ أَيِ الْوَاجِبُ أَحَدُهُمَا وَالْأَوَّلُ أَفْضَلُ ﴿ان الله كان على كل شيء حسيبا (٨٦)﴾ مُحَاسِبًا فَيُجَازِي عَلَيْهِ وَمِنْهُ رَدُّ السَّلَامِ، وَخَصَّتِ السُّنَّةُ الْكَافِرَ وَالْمُبْتَدِعَ وَالْفَاسِقَ وَالْمُسْلِمَ عَلٰى قَاضِي الْحَاجَةِ وَمَنْ فِي الْحَمَّامِ وَالْآكِلَ فَلَا يَجِبُ الرَّدُّ عَلَيْهِمْ بَلْ يُكْرَهُ فِي غَيْرِ الْأَخِيرِ وَيُقَالُ لِلْكَافِرِ: وَعَلَيْكَ ﴿الله لا اله الا هو﴾ وَاللّٰهِ ﴿ليجمعنكم﴾ مِنْ قُبُورِكُمْ ﴿الى﴾ فِي ﴿يوم القيمة لاريب﴾ لَا شَكَّ

﴿فیہ ومن﴾ ای لا احد ﴿اصدق من اللہ حدیثا(۸۷)﴾ قولًا۔

﴿ترجمہ﴾

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن سے کہا گیا اپنے ہاتھ روک لو (کافروں کو قتل کرنے سے، جبکہ مکہ میں رہتے ہوئے ان لوگوں نے آپ سے جنگ کرنے کی اجازت چاہی کہ کفار انہیں تکلیف دیا کرتے تھے، اس سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت ہے) اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ ادا کرو پھر جب لکھ دیا گیا (یعنی فرض کیا گیا) ان پر جہاد تو ان میں سے ڈرنے لگے (یعنی خوف کرنے لگے) کچھ لوگوں سے (کفار سے یعنی قتل کیے جانے کے عذاب سے) جیسا کہ ڈرنا (انکا ہو عذاب سے) اللہ کے یا اس سے بھی زائد (یعنی اللہ عزوجل کے عذاب سے بھی زائد ڈرنے لگے، لفظ اشد، من خشیۃ سے حال ہونے کیوجہ سے منصوب ہے اور لما کا جواب اس پر اذا اور اسکا مابعد دلالت کر رہا ہے، تقدیر عبارت اسطرح ہے کہ فلما کتب علیھم القتال فاجاء تھم الخشیۃ) اور بولے (موت کے ڈر سے) اے رب ہمارے! تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا کیوں نہ (لولا بمعنی ھلا ہے) مہلت دی تو نے ہمیں تھوڑی مدت تک فرما دو (ان سے) دنیا کا مال (جس سے دنیا میں نفع اٹھاتا ہے دنیا میں برتنا) تھوڑا ہے (فنا کی طرف لوٹنے والا ہے) اور آخرت (یعنی جنت) ڈر والوں کے لیے اچھی (ہے یعنی جو ترکِ معصیت کر کے اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں) اور تم ظلم نہ کیے جاؤ (فعل تظلمون یاء اور تاء دونوں لغتوں کے ساتھ ہے) تمہارے اعمال میں کمی نہ ہو دھاگہ برابر (کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی تو تم جہاد کرو) تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آلے گی اگرچہ قلعوں (بروج بمعنی حصون ہے) میں ہو بلند......۱......(مشیدۃ بمعنی مرتفعۃ، تو موت کے خوف سے جہاد سے مت بھاگو) اور اگر ان کو (یعنی یہود کو) جب کوئی بھلائی (فراخی کشادگی) پہنچے تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچے (یعنی قحط سالی یا آزمائش جیسا کہ نبی پاک ﷺ کے مدینے میں تشریف لانے کے وقت ہوا) تو کہیں یہ حضور کی طرف سے آئی (اے محمد ﷺ! یہ مصیبت آپکی وجہ سے ہے، بشومک معاذ اللہ!) تم فرما دو (ان سے) سب کا سب (بھلائی اور برائی) اللہ کی (جانب) سے ہے تو ان لوگوں کو کیا ہوا کہ سمجھتے معلوم نہیں ہوتے (یعنی سمجھنے کے قریب بھی نہیں جاتے) کوئی بات (جو ان سے کی جاتی ہے، ما استفہامیہ تعجب کے لئے ہے انکے فرطِ جہالت پر اور فعل مقاربہ کی نفی دوسرے فعل کی نفی سے زیادہ سخت ہوتی ہے) جو تجھے پہنچے (اے انسان!) بھلائی (خیر) اللہ کی طرف سے ہے (یہ تیرے پاس اسکے فضل سے آئی ہے) اور جو پہنچے تجھے برائی (یعنی مصیبت) تو وہ تیری طرف سے ہے......۲......(یعنی تیرے گناہوں کی شامت کے طور پر تجھے پہنچی ہے) اور ہم نے بھیجا تمہیں (اے محمد ﷺ!) لوگوں کے لیے رسول (رسولا حال موکدہ ہے) اور اللہ کافی ہے گواہ (آپکی رسالت کا) جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا......۳......اور جس نے منہ پھیرا (یعنی انکی اطاعت سے اعراض کیا تو انکا یہ فعل آپ کو غمگین نہ کرے) تو ہم نے تمہیں انکے بچانے کو نہ بھیجا (یعنی انکے اعمال پر محافظ بنا کر نہیں بھیجا بلکہ نذیر بنا کر بھیجا ہے اور انکا معاملہ ہمارے ذمہ ہے، ہم انہیں بدلہ دینگے، یہ حکم فرضیتِ جہاد سے پہلے کا ہے) اور کہتے ہیں (منافق جب آپکی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں کہ ہمارا شیوہ ہے) فرمانبرداری کرنا (آپ کی) پھر جب نکل جاتے ہیں (برزوا بمعنی خرجوا ہے) تمہارے پاس سے تو ان میں سے ایک گروہ رات کو مشورہ گانٹھتا ہے (ایک قرأت میں لفظ بیت کی تاء کا ادغام طائفۃ کی طاء میں ہے اور ترک ادغام کے ساتھ بھی ہے یعنی دلوں میں راز چھپائے ہوتے ہیں) اسکے برعکس جو آپ سے کہتے ہیں (یعنی آپکی بارگاہ میں اطاعت گزاری کا دم بھرتے ہیں جبکہ آپس میں رات کو اس کے برعکس آپکی نافرمانی کے مشورے کرتے ہیں) اور اللہ لکھ رکھتا ہے (یعنی لکھنے کا حکم صادر فرماتا ہے) جو وہ رات میں مشورہ کرتے ہیں (انکے اعمال ناموں میں تاکہ

انہیں اس پر سزا دے) تو اے محبوب! تم ان سے اعراض کرو (یعنی درگزر کر کے) اور اللہ پر بھروسہ رکھو (اس پر یقین محکم رکھو کہ وہی تم کو کافی ہے) اور اللہ کافی ہے کام بنانے کو (وکیـــــل اسے کہتے ہیں جس کی طرف کاموں کو سونپ دیا جائے) تو کیا غور نہیں کرتے (یتدبرون، یتاملون کے معنی میں ہے) قرآن میں......۴ ......(یعنی اسکے معنی ومطالب بدیعۃ میں) اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے (اسکے معانی میں تناقض اور نظم میں تباین پاتے) اور جب انکے پاس کوئی بات (نبی پاک ﷺ کے مجاہدین کے دستوں کے بارے میں) امن (یعنی نصرت) حاصل ہونے کی یا خوف (یعنی ہزیمت) کی آتی ہے تو اسکا چرچا (یعنی اسکو افشاء) کر کے بیٹھتے ہیں (یہ آیت منافقین یا ضعیف الاعتقاد مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو ایسا کرتے اور دیگر مومنوں کے دلوں کو بھی کمزور کرتے اور نبی پاک ﷺ کے قلب اطہر کو اس سے تکلیف پہنچتی تھی) اور اگر اسے پھیرتے (یعنی اس خبر کو) رسول اور اپنے ذی اختیار لوگوں کی طرف (یعنی صاحب الرائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف پھیریئے اور خود سکوت اختیار کرتے یہاں تک کہ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کا اظہار کریں) تو ضرور جان لیتے (کہ یہ خبر پھیلانے کے لائق ہے یا نہیں) وہ لوگ جو اس کو مستنبط کرتے ہیں......۵......(یعنی وہ جو اِس کے علم کی جستجو اور طلب میں لگے رہتے ہیں، اور یہی لوگ اس بات کو پھیلانے والے ہیں) ان سے (رسول اللہ اور صاحبِ اختیار لوگوں سے) اور اگر تم پر اللہ کا فضل نہ ہوتا (اسلام کی صورت میں) اور اسکی رحمت (پھر تم قرآن کی صورت میں) نہ ہوتی تو ضرور تم شیطان کے پیچھے لگ جاتے (جس برائی کا وہ تمہیں حکم دیتا ہے تم اس میں لگ جاتے) مگر تھوڑے تو لڑیئے (اے محمد ﷺ!) اللہ کی راہ میں اور تم تکلیف نہ دیئے جاؤ گے مگر اپنے دم کی (تو آپ ﷺ انکے غیر حاضر ہونے کو اہمیت نہ دیں، مطلب یہ کہ آپ لڑیئے اگرچہ تنہا ہی سہی اور آپ سے مدد کا وعدہ کیا گیا ہے) اور مسلمانوں کو آمادہ کرو (جہاد پر اور انہیں اسکی رغبت دلاؤ) قریب ہے کہ اللہ سختی (یعنی جنگ) روک دے کافروں کی اور اللہ کی آنچ سخت ہے (ان سے) اور وہ بہت سخت ہے (یعنی اس کا عذاب کفار کے عذاب سے بہت زیادہ سخت ہے، چنانچہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات پاک کی قسم! جسکے قبضے میں میری جان ہے میں ضرور جہاد پر جاؤنگا اگرچہ مجھے اکیلے ہی جانا پڑے۔'' چنانچہ ستر سواروں کے ساتھ آپ بدرِ صغریٰ کی طرف تشریف لے گئے تو اللہ عزوجل نے کافروں کی سختی روک دی انکے دلوں میں رعب ڈال کر اور ابوسفیان نے میدان جنگ میں آنے سے انکار کر دیا جیسا کہ اس کا واقعہ آل عمران میں گزر چکا ہے) اور جو سفارش کرے (لوگوں کے مابین) اچھی سفارش (یعنی موافق شرع) اسکے لیے حصہ (یعنی اجر) ہے اس میں سے (اس سفارش کیوجہ سے) اور جو بری سفارش کرے (خلاف شرع) اسکے لئے حصہ ہے (یعنی گناہ کا بوجھ ہے) اس سے (یعنی اس بری سفارش کیوجہ سے) اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (مقیتاً بمعنی مقتدرا ہے، وہ ہر ایک کو اسکے عمل کا بدلہ دیگا) اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے......۶......(جیسے تمہیں سلام علیکم کہا جائے) اس سے بہتر (جو سلام تمہیں کیا گیا اس سے بہتر جیسے کہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہو) یا وہی کہہ دو (یعنی ایسا ہی کہہ دو جو تم سے کہا گیا ہے، ان دونوں میں سے ایک طریقہ واجب ہے اور اول صورت افضل ہے) بیشک اللہ ہر چیز پر حساب لینے والا ہے (حسیب بمعنی محاسب ہے وہ تمہیں اسکا بدلہ دیگا، منجملہ سلام کا جواب دینا بھی ان امور میں داخل ہے لیکن کافر، بدعتی، فاسق، قضائے حاجت میں مشغول شخص، یا جو حمام میں ہو یا کھانا کھا رہا ہو یہ سب حدیثِ پاک کے سبب اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، لہذا ان پر جواب واجب نہیں بلکہ کھانا کھانیوالے کو چھوڑ کر باقی اگر جواب دیں تو ان کا جواب دینا مکروہ ہوگا اور کافر کے لیے جوابِ سلام میں صرف وعلیک کہنا ہے) اللہ کہ نہیں کوئی معبود مگر وہ (اور اللہ عزوجل) ضرور تمہیں جمع کرے گا (تمہاری قبروں سے) قیامت کے دن جس میں کوئی شک (ریب بمعنی شک ہے) نہیں اور کون (یعنی ایسا کوئی نہیں جو) زیادہ سچا ہے اللہ سے بات میں (حدیثا بمعنی قولا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿الم تر الی الذین قیل لهم کفوا ایدیکم واقیموا الصلوة واتوا الزکوة﴾

ہمزہ: حرف استفہام، لم تر: فعل بافاعل، الی: جار، الذین: موصول، قیل لهم: قول، کفوا ایدیکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واقیموا الصلوة: جملہ فعلیہ معطوف اول، واتوا الزکوة: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، اپنے معطوف علیہ سے ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلما کتب علیهم القتال اذا فریق منهم یخشون الناس کخشیة الله او اشد خشیة﴾

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ، کتب علیهم القتال: فعل با ظرف لغو و نائب الفاعل، جملہ فعلیہ شرط، اذا: فجائیہ، فریق منهم: مرکب توصیفی مبتدا، یخشون: فعل بافاعل، الناس: مفعول، ک: جار، خشیة الله: معطوف علیہ، او اشد خشیة: معطوف، ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر، خشیة مصدر محذوف کیلئے صفت، مرکب توصیفی مفعول مطلق، یخشون فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جزا، شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقالوا ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا الی اجل قریب﴾

و: عاطفہ، قالوا: قول، ربنا: جملہ ندائیہ، لام: جار، م: مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، کتبت القتال علینا: جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، اپنی نداء سے ملکر مقولہ اول، لولا: حرف تحضیض، اخرتنا الی اجل قریب: جملہ فعلیہ مقولہ ثانی، اپنے قول سے ملکر جملہ قولیہ یخشون پر معطوف ہے۔

﴿قل متاع الدنیا قلیل والاخرة خیر لمن اتقی ولا تظلمون فتیلا﴾

قل: قول، متاع الدنیا: مبتدا، قلیل: خبر، اپنے مبتدا سے ملکر مقولہ، قول سے ملکر جملہ فعلیہ قولیہ ہو: مستانفہ، الآخرة: مبتدا، خیر: اسم تفضیل بافاعل، لمن اتقی: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ ہو: عاطفہ، لاتظلمون: فعل با نائب الفاعل، فتیلا: ظلما مصدر محذوف کی صفت، مرکب توصیفی مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدة﴾

اینما: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط ظرف مستقر خبر مقدم، تکونوا: فعل ناقص بااسم و خبر مقدم جملہ فعلیہ شرط، یدرک: فعل، کم: ذوالحال، و: حالیہ، لو: شرطیہ، کنتم: فعل ناقص بااسم، فی بروج مشیدة: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ شرط، جزا محذوف یدرککم الموت، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر حال، ملکر مفعول، الموت: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان تصبهم حسنة یقولوا هذه من عند الله﴾

و: مستانفہ، ان: شرطیہ، تصبھم حسنۃ: جملہ فعلیہ شرط، یقولوا: قول، ھذہ: مبتدا، من عند اللہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، اپنے قول سے ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان تصبھم سیئۃ یقولوا ھذہ من عندک قل کل من عند اللہ﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تصبھم سیئۃ: جملہ فعلیہ شرط، یقولوا ھذہ من عندک: جملہ فعلیہ قولیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ، قل: قول، کل: مبتدا، من عند اللہ: ظرف مستقر خبر، مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، اپنے قول سے ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فمال ھؤلاء القوم لایکادون یفقھون حدیثا﴾

ف: مستانفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، لام: جار، ھؤلاء: مبدل منہ، القوم: ذوالحال، لایکادون: فعل مقارب بااسم، یفقھون حدیثا: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر بدل، اپنے مبدل منہ سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر خبر، اپنے ما مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ﴾

ما: اسم شرط مبتدا، اصابک: فعل ھو ضمیر ذوالحال، من حسنۃ: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، من اللہ: ظرف مستقر خبر، ھی: مبتدا محذوف، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک﴾

و: عاطفہ، ما: اسم شرط مبتدا، اصابک: فعل ھو ضمیر ذوالحال، من سیئۃ: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، من نفسک: ظرف مستقر خبر، مبتدا محذوف ھی کیلئے، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وارسلنک للناس رسولا وکفی باللہ شھیدا﴾

و: استنافیہ، ارسلنک: فعل بافاعل، ک: ضمیر ذوالحال، رسولا: حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول، للناس: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، وکفی باللہ شھیدا: ترکیب گزر چکی ہے۔

﴿من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ومن تولی فما ارسلنک علیھم حفیظا﴾

من: شرطیہ مبتدا، یطع الرسول: فعل بافاعل ومفعول جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، قد تحقیقیہ، اطاع اللہ: جملہ فعلیہ جزا، شرط سے ملکر خبر، جو مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، تولی: شرط، ف: جزائیہ، ما ارسلنا: فعل نفی بافاعل، ک: ذوالحال، علیھم حفیظا: شبہ جملہ حال، جو ذوالحال سے ملکر مفعول، جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ویقولون طاعۃ فاذا برزوا من عندک بیت طائفۃ منھم غیر الذی تقول﴾

و: استینافیہ، یقولون: قول، طاعۃ: خبر، امرنا: مبتدا محذوف، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، قول سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ف: عاطفہ

،اذا : ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، برزوا من عندک: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر شرط، بیت: فعل، طائفة منهم : فاعل، غیر الذی تقول: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ یکتب ما یبیتون فاعرض عنهم وتوکل علی اللہ وکفی باللہ وکیلا﴾

و: استینافیہ، اللہ : اسم جلالت مبتدا، یکتب: فعل بافاعل، ما یبیتون: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، اعرض عنهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و توکل علی اللہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط محذوف اذا کان الامر کذلک کی جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ، وکفی باللہ وکیلا ترکیب گزر چکی۔

﴿افلا یتدبرون القران ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا﴾

همزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف ایعرضون عن القران، یتدبرون: فعل بافاعل، القران: ذوالحال، و: حالیہ، لو: شرطیہ، کان: فعل ناقص بااسم، من عند غیر اللہ: ظرف مستقر خبر، جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، وجدوا فیہ اختلافا کثیـــرا: فعل بافاعل وظرف لغو ومرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذا جاء هم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ﴾

و: مستانفہ، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط مفعول فیہ مقدم، جاء هم: فعل بامفعول، امر: موصوف، من: جار، الامن او الخوف: مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر صفت، اپنے موصوف سے ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، اذاعوا بہ: فعل بافاعل وظرف لغو، جملہ فعلیہ جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمہ الذین یستنبطونہ منهم﴾

و: حالیہ، لو: شرطیہ، ردوہ: فعل بافاعل ومفعول، الی الرسول: جار مجرور معطوف علیہ، و الی اولی الامر منهم: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، علمہ: فعل ہ ضمیر مفعول، الذین: موصول، یستنبطونہ: فعل واو ضمیر ذوالحال ہ ضمیر مفعول، منهم: ظرف مستقر حال، ذوالحال سے ملکر فاعل، ملکر جملہ ہوکر صلہ، موصول سے ملکر فاعل، علم اپنے متعلقات سے ملکر جواب شرط، شرط سے ملکر جملہ شرطیہ اذاعوا بہ میں بہ ہ ضمیر سے حال ہے۔

﴿ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطن الا قلیلا﴾

و: مستانفہ، لولا: حرف شرط، فضل: مصدر مضاف، اللہ: اسم جلالت مضاف الیہ فاعل، علیکم: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ، ورحمتہ: مرکب اضافی معطوف، ملکر مبتدا، موجودۃ محذوف خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ شرطیہ، لام: تاکید، اتبعتم: فعل تم ضمیر مستثنی منہ، الا قلیلا: مستثنی، ملکر فاعل، الشیطن: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب لولا۔

﴿فقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک وحرض المؤمنین﴾

ف: مستانفہ، قاتل: فعل انت ضمیر ذوالحال، لاتکلف: فعل انت ضمیر نائب الفاعل، الا: للحصر، انفسک: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، فی سبیل اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، حرض المومنین: فعل امر با فاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ماقبل فقاتل پر معطوف ہے۔

﴿عسی اللہ ان یکف باس الذین کفروا﴾

عسی اللہ: فعل مقاربہ با اسم، ان: مصدریہ، یکف: فعل با فاعل، باس: مضاف، الذین: اسم موصول، کفروا: فعل با ضمیر فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر مضاف الیہ ملکر مرکب اضافی ہوکر مفعول، یکف اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللہ اشد باسا واشد تنکیلا﴾

و: استنافیہ، اللہ: اسم جلالت مبتدا، اشد باسا: شبہ جملہ معطوف علیہ، واشد تنکیلا: شبہ جملہ معطوف، ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿من یشفع شفاعۃ حسنۃ یکن لہ نصیب منھا ومن یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منھا﴾

من: شرطیہ مبتدا، یشفع شفاعۃ حسنۃ: فعل با فاعل مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، یکن: فعل ناقص، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، نصیب منھا: مرکب توصیفی اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ومن یشفع شفاعۃ سیئۃ ......الخ: ماقبل من یشفع شفاعۃ حسنۃ پر معطوف ہے۔

﴿وکان اللہ علی کل شیء مقیتا﴾

و: استنافیہ، کان اللہ: فعل ناقص با اسم، علی کل شیء مقیتا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذاحییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھا او ردوھا﴾

و: استنافیہ، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط مفعول فیہ مقدم، حییتم بتحیۃ: فعل با نائب الفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، حیوا: فعل امر با فاعل، باحسن منھا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او ردوھا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان اللہ کان علی کل شیء حسیبا اللہ لا الہ الا ھو﴾

ان اللہ: حرف مشبہ واسم، کان علی کل شیء حسیبا: جملہ فعلیہ ناقصہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، اللہ: اسم جلالت مبتدا، لا: نفی جنس، الہ: مبدل منہ، الا: للحصر، ھو: بدل، ملکر اسم، موجود محذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لیجمعنکم الی یوم القیمۃ لاریب فیہ﴾

لام: ابتدائیہ،یجمعنکم: فعل بافاعل ومفعول،الی : جار،یوم القیمۃ : ذوالحال،لاریب فیہ: جملہ اسمیہ حال اپنے ذوالحال سے ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم،قسم محذوف کیلئے،ملکر خبر ثانی ماقبل اسم جلالت مبتدا کیلئے۔

﴿ومن اصدق من اللہ حدیثا﴾

و: استینافیہ،من: استفہامیہ مبتدا،اصدق :اسم تفضیل ھو ضمیر ممیز،حدیثا:تمییز،ملکر فاعل،من اللہ : ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... الم تر الی الذین قیل لھم کفوا ایدیکم...... ☆مشرکین مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کو بہت ایذائیں دیتے تھے ہجرت سے قبل اصحاب رسول ﷺ کی ایک جماعت نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہمیں کافروں سے لڑنے کی اجازت دیجئے انہوں نے ہمیں بہت ستایا ہے اور بہت ایذائیں دیتے ہیں،حضور ﷺ نے فرمایا کہ انکے ساتھ جنگ کرنے سے ہاتھ روکو۔نماز اور زکوۃ جو تم پر فرض ہے وہ ادا کرتے رہو۔

☆...... من یطع الرسول فقد اطاع اللہ...... ☆رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اس پر آج کل کے گستاخ بددینوں کی طرح اس زمانے کے بعض منافقوں نے کہا کہ محمد ﷺ چاہتے ہیں کہ ہم انہیں رب مان لیں جیسا نصاری نے عیسٰی بن مریم کو رب مانا اس پر اللہ ﷻ نے انکے رد میں یہ آیت نازل فرما کر اپنے نبی کے کلام کی تصدیق فرمادی کہ بیشک رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

☆......ویقولون طاعۃ فاذا برزوا...... ☆یہ آیت منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی جو نبی پاک ﷺ کے حضور میں ایمان و اطاعت شعاری کا اظہار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم حضور پر ایمان لائے ہیں ہم نے حضور کی تصدیق کی ہے حضور جو ہمیں حکم فرمائیں اسکی اطاعت ہم سب پر لازم ہے۔

☆......فقاتل فی سبیل اللہ لاتکلف الا نفسک...... ☆ بدر صغری کی جنگ ابوسفیان سے ٹھہر چکی تھی جب اس کا وقت آپہنچا تو رسول کریم ﷺ نے وہاں جانے کیلئے لوگوں کو دعوت دی بعضوں پر یہ گراں گزرا تو اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اپنے حبیب ﷺ کو حکم دیا کہ وہ جہاد نہ چھوڑیں اگرچہ تنہا ہوں اللہ آپ کا ناصر ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے یہ حکم کریم ﷺ بدر صغری کی جنگ کیلئے روانہ ہوئے ستر سوار ہمراہ تھے۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

موت کا قانون اٹل ہے:

لے..... حیات کی ضد موت کہلاتی ہے۔اہل علم نے موت کی تعریف اس طرح بھی کی ہے کہ "انفصال الروح عن الجسد یعنی جسم سے روح کا نکل جانا موت کہلاتا ہے"۔ اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کا انجام موت ہے اور اس سے کوئی بھی نہیں بچ سکتا جیسا کہ ارشاد باری ﷻ ہے کہ ﴿کل من علیها فان جو کچھ زمین میں ہے فنا ہونے والا ہے﴾۔ دوسرے مقام پر فرمایا ﴿کل نفس ذائقۃ الموت ہر نفس نے موت کا مزہ چکھنا ہے﴾۔ ایک اور مقام پر فرمایا ﴿وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد اور نہیں مقدر کیا ہم نے کسی انسان کیلئے جو آپ سے پہلے گزرا اس دنیا میں ہمیشہ رہنا﴾۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ہر شخص کا انجام موت ہے۔ موت سے اسے کوئی چیز نہیں بچا سکتی خواہ جہاد کرے یا نہ کرے۔ کیونکہ موت کا ایک وقت مقرر ہے کوئی اس سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ حضرت خالد بن ولید نے بستر مرگ پر فرمایا کہ میں بہت معرکوں میں شریک ہوا میرے ہر عضو پر تلوار، نیزے اور تیروں کے زخم کے نشان ہیں۔ لیکن اسکے باوجود بھی موت بستر مرگ پر آ رہی ہے اور شہادت کا رتبہ نصیب نہ ہوا۔ موت سے ڈرنے والے بزدلوں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

ابن جریر اور ابن حاتم نے یہاں ایک طویل قصہ نقل کیا ہے۔ وہ مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ پہلے زمانے میں ایک حاملہ عورت تھی۔ جب اسکے ہاں ایک بچی پیدا ہوئی تو اس نے اپنے ملازم کو آگ لانے کے لئے بھیجا۔ جب وہ باہر نکلا تو اسے ایک شخص ملا۔ اس نے ملازم سے پوچھا کہ لڑکی پیدا ہوئی ہے یا لڑکا۔ اس نے بتایا کہ لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ اس نے کہا کہ یہ لڑکی سو مردوں سے زنا کرے گی اور اسکی موت مکڑی سے ہوگی۔ یہ سن کر ملازم واپس لوٹا اور چھری سے اس بچی کا پیٹ چاک کر دیا اور اس خیال سے وہاں سے بھاگا کہ اب وہ مر چکی ہوگی، اس کی ماں نے اسکا پیٹ سی دیا اور کچھ ہی مدت میں اسکا زخم بھی ٹھیک ہو گیا اور وہ پروان چڑھنے لگی حتیٰ کہ جب وہ جوان ہوئی تو اسکا شمار شہر کی خوبصورت ترین عورتوں میں ہونے لگا۔ وہ ملازم وہاں سے سمندر پار کسی اور ملک میں چلا گیا اور کافی عرصے کے بعد بہت سے مال و دولت کیساتھ واپس لوٹا۔ یہاں آ کر ایک بڑھیا سے کہنے لگا کہ میں شہر کی سب سے زیادہ خوبصورت لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ بڑھیا نے اسی لڑکی کے بارے میں کہا کہ اس سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں۔ اس نے کہا کہ اسے میری طرف سے نکاح کا پیغام دیدو۔ اسطرح دونوں کی شادی ہوگئی اور آپس میں محبت سے رہنے لگے۔ ایک دن لڑکی نے باتوں باتوں میں پوچھا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہو اور کہاں سے آئے ہو اس نے سارا واقعہ سنا دیا۔ اس نے کہا کہ میں ہی وہ لڑکی ہوں جس کا تو نے پیٹ چاک کیا تھا۔ جب اسے یقین ہو گیا تو اس نے کہا کہ مجھے دو چیزیں بتا دو۔ ایک تو یہ کہ تو نے سو آدمیوں سے زنا کیا ہے اس نے کہا کہ یہ ہو چکا ہے۔ لیکن میں اسکی تعداد نہیں جانتی۔ اس نے کہا کہ اسکی تعداد پوری سو ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ تیری موت مکڑی کے سبب ہوگی۔ اس کے بعد اس شخص نے اس کے لیے ایک بلند و بالا اور محفوظ محل تعمیر کروایا تا کہ مکڑی سے بچ سکے۔ ایک دن وہ دونوں میاں بیوی آرام کر رہے تھے کہ اچانک اس شخص نے چھت میں ایک مکڑی دیکھی اور اپنی بیوی کو بھی دکھائی اس نے کہا کہ تم اس سے ڈراتے ہو، قسم بخدا! میں اسے اپنے ہاتھ سے ماردوں گی، اسنے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ مکڑی کو اتار کر میرے پاس لاؤ جب انہوں نے مکڑی اسکے پاس رکھی تو اس لڑکی نے اسے اپنے پاؤں کے انگوٹھے کے ساتھ مسل کر مار ڈالا لیکن اسی دوران مکڑی کے زہر کا ایک قطرہ اسکے انگوٹھے کے ناخن اور انگلی کے درمیان پڑا جس کی وجہ سے اسکی ساری ٹانگ سیاہ پڑ گئی اور آخر کار اسی کے باعث اسکی موت واقع

ہوئی۔ (التفسیر ابن کثیر ج ۱، ص ۶۴۸)

''وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک'' سے مراد:

۲؎......اور تجھے جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے۔اس آیت کے مخاطب کون ہیں؟اس بارے میں دو اقوال ہیں پہلا قول یہ ہے کہ یہ حکم عام ہے اور تقدیر عبارت یوں ہوگی ''ما اصابک ایھا الانسان'' اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس آیت کے مخاطب حضور سید عالم ﷺ ہیں اور مراد اس سے انکے علاوہ انکی امت ہے اور نبی ﷺ اس سے بری ہیں کیونکہ اللہ ﷻ نے انکے بارے میں فرمایا کہ اللہ ﷻ نے بخش دیئے انکے سبب سے انکے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ اور اللہ ﷻ نے نبی کو بعثت کے وقت سے ہی معصوم رکھا اور وہ گناہوں سے پاک ہیں۔ (تفسیر خازن ج ۱، ص ۴۰۰)

انسان کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے وہ تکلیف اسکے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان کو جو کوئی دکھ، تکلیف، ملال، غم اور اذیت پہنچے خواہ اسکے پیر میں کانٹا ہی چبھے تو اسکی وجہ سے اللہ ﷻ اسکے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے''۔ (صحیح البخاری، کتاب المرضی، باب ماجاء فی کفارۃ المرض، ص ۹۹۹)

رسول کی اطاعت ھی اللہ کی اطاعت ھے:

۳؎......جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا اسلئے کہ نبی نہ تو حکم دیتا ہے اور نہ ہی منع کرتا ہے مگر اس کام کا جسکے کرنے کا اللہ نے حکم دیا اور جس سے باز رہنے کا اللہ ﷻ نے حکم دیا ہے پس نبی کے حکم دینے اور منع کرنے میں انکی اطاعت کرنا اللہ ہی کی اطاعت ہے۔ (المدارک ج ۱، ص ۳۷۷)

تدبر قرآن:

۴؎......اللہ ﷻ نے قرآن تدبر اور غور و فکر سے پڑھنے کا حکم دیا ہے کہ اسکے فصاحت و بلاغت سے بھرپور الفاظ اور حکمت و دانش سے لبریز محکم معانی میں فکر و تدبر کرو اور ان سے اعراض کرکے انہیں پس پشت نہ ڈالو اسی لیے اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا: ﴿افلا یتدبرون القران ام علی قلوب اقفالھا کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا انکے دلوں پر قفل لگادیئے گئے ہیں﴾۔قرآن مجید ذریعہ بخشش اور نجات ہے جب تک مسلمان قرآن پڑھنے، پڑھانے، سمجھنے اور سمجھانے والے تھے اس وقت تک راہِ دین پر قائم تھے لیکن مسلمانوں نے جب سے قرآن مجید فرقان حمید کو عمدہ غلاف میں لپیٹ کر الماری کی زینت بنادیا اس وقت سے مسلمانوں کی تنزلی کا دور شروع ہوگیا اور آج مسلمان قرآن مجید سے دوری کے باعث جہالت کی پستی میں اتنا گر چکے ہیں کہ انکی نگاہوں میں قرآنی تعلیمات فقط قصہ کہانی اور پرانی داستان کی طرح رہ گئی ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآن کی تعلیمات کو عام کیا جائے ہر محلے کی مسجد میں ہفتہ وار درسِ قرآن پاک کا سلسلہ جاری کیا جائے تاکہ لوگ قرآن کے قریب آئیں امام بخاری نے کتاب فضائل القران میں باب باندھا ہے کہ باب نزول السکینۃ والملائکۃ یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو سکینہ اور ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔

قرآن سے قیاس کا جواز:

۵؎......استنباط کا معنیٰ استخراج ہے۔عربی مقولہ ہے جب کوئی کسی کنوئیں وغیرہ سے پانی نکالے تو کہا جاتا ہے ''استنبط الماء'' یہاں قرآنِ کریم میں استنباط سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی نظر و فکر سے اس امر کے مناسب بات اخذ کرلیتے ہیں۔الذین

یستنبطونہ سے مراد نبی کریم ﷺ اور صحابہ سے اولی الامر مراد ہیں۔ (المھری، ج۲، ص۱۵۹)

امام خازن فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ ﴿لو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم﴾ قیاس کے جواز پر دلیل ہے۔

مسلمان سلام کو عام کریں!

☆...... نبی پاک ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو سلام کی ترغیب دلائی چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے سوال کیا: اسلام کی کون سی حالت بہتر ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کھانا کھلاؤ اور سلام کرو چاہے تم اسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب افشاء الاسلام من السلام، ص۸)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو ساٹھ گز لمبا پیدا کیا۔ جب پیدا کر چکا فرمایا جاؤ جماعت کو سلام کہو۔ یہ فرشتوں کی ایک جماعت تھی جو بیٹھی ہوئی تھی اور سنو وہ تمہیں کس طرح سلام کرتے ہیں، وہ تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہوگا۔ آپ گئے فرمایا السلام علیکم، اس جماعت نے جواب دیا السلام علیک ورحمۃ اللہ، فرمایا فرشتوں نے ورحمۃ اللہ کے لفظ کا اضافہ کر دیا۔ (صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا، باب یدخل الجنۃ اقوام، ص۱۳۹۵)

اغراض:

وھم جماعۃ من الصحابۃ: ان میں عبدالرحمٰن بن عوف، مقداد بن الاسود، سعد بن ابی وقاص اور قدامۃ بن مظعون رضی اللہ عنہم شامل تھے، یہ جماعت صحابہ مکہ مکرمہ میں مشرکین مکہ کی ایذا رسانیوں سے سخت نالاں تھی، انہوں نے سید عالم ﷺ سے ملاقات کی اور اجازت طلب کی کہ آپ ﷺ ہمیں ان سے قتال کی اجازت مرحمت فرمائیں تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''کفوا ایدیکم یعنی اپنے ہاتھ روک لو''، پھر جب ہجرت کے بعد آیت قتال نازل ہوئی اور مشرکین مکہ سے قتال کا حکم ہوا تو قتال کو ناپسند جانا اور جن مومنین نے ناپسند جانا تھا انہوں نے توبہ کی اور منافقین نے توبہ نہ کی۔ قل لھم: زہد اختیار کرتے ہوئے ان سے کہو کہ جنگ پر جا کر تمہیں دنیا کی فانی نعمت ملے گی اور کافروں سے قتال کر کے تمہیں باقی وابدی جنت کی نعمت ملے گی۔ فرض: (یعنی جہاد) جو کہ ہجرت کے آٹھویں سال فرض ہوا۔

آیل الی الفناء: اللہ عزوجل کے فرمان قلیل کی تعلیل کے لئے لایا گیا ہے یعنی اس لئے کہ فناء کی طرف لوٹنے والا ہے، اور یہ قلیل ان معنوں میں ہے جو کہ باقی کی نسبت سے ہے یعنی باقی رہنے والے کی نسبت یہ متاع دنیا قلیل ہے اور تفسیر میں قلت سے مراد یہ نہیں کہ فناء کی طرف لوٹنے والا مال قلیل ہے۔

بالتاء والیاء: حمزہ، کسائی اور ابن کثیر نے یظلمون پڑھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے جہاد کی اجازت لینے والے غائبین کی جانب اور ماقبل ﴿الم تر الی الذین قیل لھم﴾ کی طرف نسبت کرتے ہوئے یاء کے ساتھ پڑھا اور باقی قراء نے تائے خطاب کے ساتھ اجازت لینے والوں کی جانب نسبت کی ہے۔ فجاھدوا: یہ سابقہ کلام کا نتیجہ ہے اس کے بعد کوئی (توبہ کر کے جہاد کرنے کے لئے) داخل نہ ہوا۔ ای الیھود: یعنی منافقین مراد ہیں۔ عصیانک: نصب کے ساتھ غیرہ کی تفسیر ہے۔

عند قدوم النبی المدینۃ: نبی پاک ﷺ نے انہیں ایمان کی جانب بلایا لیکن انہوں نے کفر اختیار کیا تو انہیں خشک سالی نے آلیا، منافقون نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ سید عالم ﷺ کے اصحاب کی بدشگونی ہے اور شوم یہ الیمن کی ضد ہے مراد اس سے برکت

ہے اور مصباح میں ہے کہ الشؤم سے مراد شر ہے اور رجل مشؤم سے مراد ایسا شخص ہے جو برکت والا نہ ہو یعنی منحوس شخص، اور تشائم القوم سے مراد ہے کہ قوم اس سے اچھا شگون لیتی ہے۔

ایھا الانسان: ایک قول یہ ہے کہ یہ خطاب عام ہے ہر گناہ کرنے والے کے لئے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ خطاب سید عالم ﷺ کی ذات بے مثال سے ہے اور اس سے مراد آپ ﷺ کی ہر ایک امت ہے، اگر کوئی معترض یہ کہے کہ اللہ کے فرمان میں دو باتیں کیسے جمع ہو سکتی ہیں ایک طرف اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿قل کل من عند الله﴾ اور دوسری جانب متصل آیت میں فرمایا ﴿وما اصابک من سیئة فمن نفسک﴾ یہاں بُرے فعل کی نسبت بندے کی جانب ہے، میں (صاحب جمل) اس کا جواب یہ دوں گا کہ تمام اشیاء کی اضافت حقیقی معنوں میں اللہ ﷻ کی جانب ہے جیسے اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿قل کل من عند الله﴾ اسلئے کہ اللہ ﷻ خالق ہے اور بُرائی کی نسبت بندے کی جانب کرنا جیسا کہ ﴿وما اصابک من سیئة فمن نفسک﴾ میں کیا، مجاز کے قبیل سے ہے تقدیر عبارت یہاں یہ نکلے گی: "وما اصابک من سیئة فمن الله بسبب نفسک عقوبة لک"۔ حیث ارتکبت ما یستوجبها من الذنوب: یہاں بھی اسی قسم کا تجزیہ حقیقت اور مجاز کے حوالے سے علامہ شیخ سلیمان الجمل نے بیان کیا ہے۔ والآکل: جب کہ کھانے والے کے منہ میں لقمہ ہو اور اگر منہ خالی ہے تو اس پر سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ وتباینا في نظمه: اس لئے کہ ان میں (یعنی اہل عرب میں) بعض فصیح و بلیغ تھے اور بعض کمزور لچر قسم کے، پس جب قرآن پورے کا پورا ایک فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے ایک ہی طرز پر تھا تو ثابت ہوا کہ یہ اللہ ﷻ کا پاک کلام ہے اس لئے کہ پورے کلام کو ایک ہی طرز پر لے آنا یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طاقت وقدرت نہیں ہو سکتی۔

فتضعف قلوبهم المؤمنين: یہ قول ہزیمت کی خبر کی اشاعت کے حوالے سے ظاہر ہے اس لئے کہ جس خبر کی اشاعت مدد اور کامیابی کے حوالے سے ہو اس میں ظاہری طور پر ضعف نہیں پایا جاتا اور یہ قول دونوں اقوال میں سے مومنوں کی فرحت اور قوت کے مستحکم ہونے کے حوالے سے متبادر (یعنی سبقت لے جانے والا) ہے۔ حتی یخبروا به: یعنی بر بنائے مفعول ہونے کی صورت میں عبارت یہ ہوگی کہ حتی یخبرهم النبی او کبار الصحابة اور بر بنائے فاعل ہونے کی صورت میں عبارت یہ ہوگی کہ حتی یخبر النبی و کبار الصحابة به۔ وهم المذیعون: کمزور (عقیدے والے) مسلمان منافقین کے مونہوں سے سرایا (جس جنگ میں سید عالم ﷺ بنفس نفیس شریک نہ ہوں) کے بارے میں گمان کی ہوئی کوئی خبر سنتے تو اسے پھیلا دیتے اور وبال مومنین پر آتا، المختصر۔ فخرج سبعین راکبا: یعنی ہجرت کے چوتھے سال ستر سوار نکلے، ہجرت کے تیسرے سال اُحد سے لوٹتے ہوئے ابو سفیان نے اعلان کیا تھا کہ اے محمد ﷺ! آئندہ سال بدر میں لڑائی کریں گے۔ اس موضوع پر سابقہ رکوع میں کلام ہو چکا ہے وہیں ملاحظہ فرما لیں۔ من الاجر: اس بارے میں اولیٰ قول یہ ہے کہ شفیع کو شفاعت کرنے پر اجر دیا جائے گا چاہے اس کی شفاعت قبول نہ کی جائے۔ مقتدراً: یعنی المقیت سے مراد مقتدر ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے اس نے ہر مسلمان کو قوت دی، اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿وکان الله علی کل شیء مقیتا﴾ ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ المقیت بمعنی الحافظ اور الشاهد ہے یعنی وہ حفاظت اور مشاہدہ فرمانے والا ہے۔ فلا یجب علی الرد علیهم: یعنی کافر، فاسق، بدعتی اور قضائے حاجت میں مصروف شخص پر سلام کا جواب دینا واجب نہیں ہے۔ ویقال الکافر: وعلیک یا وعلیک ما قلت من الموت یعنی جس موت کا تو نے ذکر وہ تجھے پہنچے۔ (الجمل، ج۲، ص۸۳ وغیرہ)

بالاسلام: محمد ﷺ کو بھیجنے کے سبب تم پر فضل کیا۔ (الصاوی، ج۲، ص۴۸)

رکوع نمبر: ۹

وَلَمَّا رَجَعَ نَاسٌ مِنْ اُحُدٍ اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِيْهِمْ فَقَالَ فَرِيْقٌ اُقْتُلْهُمْ وَقَالَ فَرِيْقٌ لَا فَنَزَلَ ﴿فما لكم﴾ شَاْنُكُمْ صِرْتُمْ ﴿فى المنفقين فئتين﴾ فِرْقَتَيْنِ ﴿والله اركسهم﴾ رَدَّهُمْ ﴿بما كسبوا﴾ مِنَ الْكُفْرِ وَالْمَعَاصِيْ ﴿اتريدون ان تهدوا من اضل﴾ ـهُ ﴿الله﴾ اَىْ تَعُدُّوْهُمْ مِنْ جُمْلَةِ الْمُهْتَدِيْنَ، وَالْاِسْتِفْهَامُ فِى الْمَوْضَعَيْنِ لِلْاِنْكَارِ ﴿ومن يضلل الله﴾ ـهُ ﴿فلن تجد له سبيلا (۸۸)﴾ طَرِيْقًا اِلَى الْهُدٰى ﴿ودوا﴾ تَمَنَّوْا ﴿لو تكفرون كما كفروا فتكونون﴾ اَنْتُمْ وَهُمْ ﴿سواء﴾ فِى الْكُفْرِ ﴿فلا تتخذوا منهم اولياء﴾ تُوَالُوْنَهُمْ وَاِنْ اَظْهَرُوا الْاِيْمَانَ ﴿حتى يهاجروا فى سبيل الله﴾ هِجْرَةً صَحِيْحَةً تُحَقِّقُ اِيْمَانَهُمْ ﴿فان تولوا﴾ وَاَقَامُوْا عَلٰى مَا هُمْ عَلَيْهِ ﴿فخذوهم﴾ بِالْاَسْرِ ﴿واقتلوهم حيث وجدتموهم ولاتتخذوا منهم وليا﴾ تُوَالُوْنَهُ ﴿ولا نصيرا (۸۹)﴾ تَنْتَصِرُوْنَ بِهٖ عَلٰى عَدُوِّكُمْ ﴿الا الذين يصلون﴾ يَلْجَاُوْنَ ﴿الى قوم بينكم وبينهم ميثاق﴾ عَهْدٌ بِالْاَمَانِ لَهُمْ وَلِمَنْ وَصَلَ اِلَيْهِمْ كَمَا عَاهَدَ النَّبِىُّ ﷺ هِلَالَ بْنَ عُوَيْمِرِ الْاَسْلَمِيَّ ﴿او﴾ اَلَّذِيْنَ ﴿جاء وكم﴾ وَقَدْ ﴿حصرت﴾ ضَاقَتْ ﴿صدورهم﴾ عَنْ ﴿ان يقاتلوكم﴾ مَعَ قَوْمِهِمْ ﴿او يقاتلوا قومهم﴾ مَّعَكُمْ اَىْ مُمْسِكِيْنَ عَنْ قِتَالِكُمْ وَقِتَالِهِمْ فَلَا تَتَعَرَّضُوْا اِلَيْهِمْ بِاَخْذٍ وَّلَا قَتْلٍ، وَهٰذَا وَمَا بَعْدَهٗ مَنْسُوْخٌ بِاٰيَةِ السَّيْفِ ﴿ولو شاء الله﴾ تَسْلِيْطَهُمْ عَلَيْكُمْ ﴿لسلطهم عليكم﴾ بِاَنْ يُّقَوِّىَ قُلُوْبَهُمْ ﴿فلقتلوكم﴾ وَلٰكِنَّهٗ لَمْ يَشَاْهُ فَاَلْقٰى فِىْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ ﴿فان اعتزلوكم فلم يقاتلوكم والقوا اليكم السلم﴾ اَلصُّلْحَ اَىْ اِنْقَادُوْا ﴿فما جعل الله لكم عليهم سبيلا (۹۰)﴾ طَرِيْقًا بِالْاَخْذِ وَالْقَتْلِ ﴿ستجدون اخرين يريدون ان يأمنوكم﴾ بِاِظْهَارِ الْاِيْمَانِ عِنْدَكُمْ ﴿ ويأمنوا قومهم﴾ بِالْكُفْرِ اِذَا رَجَعُوْآ اِلَيْهِمْ وَهُمْ اَسَدٌ وَّغَطْفَانُ ﴿كلما ردوا الى﴾ دُعُوْا اِلَى الشِّرْكِ ﴿الفتنة اركسوا﴾ وَقَعُوْا اَشَدَّ وُقُوْعٍ ﴿فيها فان لم يعتزلوكم﴾ بِتَرْكِ قِتَالِكُمْ ﴿و﴾ لَمْ ﴿يلقوا اليكم السلم﴾ لَمْ ﴿ ويكفوا﴾ عَنْكُمْ ﴿ايديهم﴾ بِالْاَسْرِ ﴿ فخذوهم واقتلوهم حيث﴾ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ﴿ ثقفتموهم واولئكم جعلنا لكم عليهم سلطنا مبينا (۹۱)﴾ بُرْهَانًا بَيِّنًا ظَاهِرًا عَلٰى قَتْلِهِمْ وَسَبْيِهِمْ لِغَدْرِهِمْ۔

﴿ترجمہ﴾

(جب غزوہ احد سے مسلمان واپس لوٹے تو صحابہ کرام ﷺ کی منافقوں کے بارے مختلف آراء ہوگئیں، ایک گروہ انہیں قتل کرنے کے حق

میں تھا جبکہ دوسرا اس کے خلاف تھا، اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی) تو تمہیں کیا ہوا (یعنی تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ہو گئے ہو) منافقوں کے بارے میں دو گروہ (یعنی دو فریق) اور اللہ نے اوندھا کر دیا انہیں (ارکسھم بمعنی ردھم ہے) انکے کرتوتوں کے سبب (یعنی کفر اور معاصی کی وجہ سے) کیا یہ چاہتے ہو کہ اسے راہ دکھاؤ جسے اللہ نے گمراہ کیا (یعنی تم انہیں ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کر رہے ہو؟ دونوں جگہ استفہام انکاری ہے) اور جسے اللہ گمراہ کرے تو ہرگز اسکے لئے راہ (یعنی ہدایت کا راستہ) نہ پائے گا، وہ تو یہ چاہتے ہیں (یعنی تمنا کرتے ہیں) کہ کہیں تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے تو تم سب (یعنی تم اور وہ) ایک سے ہو جاؤ (کفر میں) تو ان میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ (یعنی تم ان سے محبت نہ کرو اگرچہ وہ ایمان کا اظہار بھی کریں) جب تک اللہ کی راہ میں گھر بار نہ چھوڑیں......۱
(کہ ہجرتِ صحیحہ انکے ایمان کی تحقیق کردے گی) پھر اگر وہ منہ پھیریں (یعنی اسی کفر پر ڈٹے رہیں جس پر وہ ہیں) تو انہیں پکڑو (یعنی قید کرو) اور جہاں پاؤ قتل کردو، ان میں سے کسی کو نہ دوست ٹھہراؤ......۲ (کہ ان سے پیار کرنے لگو) نہ مددگار (کہ تم ان سے اپنے دشمنوں کے مقابلے میں مدد لو) مگر جو لوگ ملتے ہیں (یعنی پناہ لیتے ہیں) ایسی قوم سے کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہے (یعنی تم نے انکے ساتھ اور ان کے ساتھ ملنے والوں کے لئے معاہدۂ امن کرلیا ہو اور وہ ملیں جیسا کہ نبی پاک ﷺ نے ہلال بن عویمر اسلمی سے معاہدہ کیا تھا) یا (وہ لوگ جو) تمہارے پاس آئیں (حالانکہ) سکت نہ رہی ہو (یعنی تنگ ہو گئے ہوں) انکے دل (اس سے) کہ وہ تم سے لڑیں (اپنی قوم کے ساتھ ملکر) یا وہ اپنی قوم سے لڑیں (تمہارے ساتھ ملکر یعنی کسی کی طرف سے بھی لڑائی میں شریک ہونے سے رکے رہتے ہوں تو تم انہیں گرفتار کرو اور قتل نہ کرو، یہ اور اسکے مابعد حکم آیۃ السیف سے منسوخ ہے) اور اللہ چاہتا (انہیں تم پر مسلط کرنا) تو ضرور انہیں تم پر قابو دیتا (یوں کہ انکے دل مضبوط کردیتا) تو وہ بے شک تم سے لڑتے (لیکن اللہ ﷻ نے ایسا نہ چاہا اور انکے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دیا) پھر اگر وہ تم سے کنارہ کریں اور نہ لڑیں اور صلح کا پیام ڈالیں (یعنی تابعدار ہو جائیں) تو اللہ نے تمہیں ان پر کوئی راہ نہ رکھی (یعنی انہیں پکڑنے یا قتل کرنے کا کوئی راستہ نہیں) اب کچھ اور تم ایسے پاؤ گے جو یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امان میں رہیں (یعنی تمہارے سامنے اظہارِ ایمان کرکے) اور اپنی قوم سے بھی امان میں رہیں (یعنی جب وہ اپنی قوم کے پاس جائیں تو کافر بن جائیں، اس سے مراد قبیلہ اسد و غطفان ہیں) جب کبھی انکی قوم انہیں فساد (یعنی شرک) کی طرف پھیرے تو اس پر اوندھے گر جاتے ہیں (یعنی حد درجہ اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں) پھر اگر وہ تم سے کنارہ نہ کریں (یعنی تم سے لڑنا ترک کرکے) اور (نہ) صلح کی گردن ڈالیں اور (نہ) اپنے ہاتھ روکیں (تم سے) تو پکڑو انہیں (یعنی قید کرو) اور جہاں پاؤ (ثقفتموھم بمعنٰی وجدتموھم ہے) قتل کرو اور یہ ہیں کہ جن پر ہم نے تمہیں صریح اختیار دیا (یعنی انہیں قتل کرنے اور قید کرنے پر تمہارے لیے واضح دلیل کو قائم کردیا ہے، انکی غداری کی وجہ سے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿فما لکم فی المنفقین فئتین﴾
ف: مستانفہ، ما: مبتدا، لام: جار، کم: ذوالحال، فی المنفقین: ظرف مستقر ہو کر حال مقدم، فئتین: ذوالحال جو حال مقدم سے ملکر پھر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ ﴿واللہ ارکسھم

﴿والله ارکسهم بما کسبوا اتریدون ان تهدوا من اضل الله﴾

و: مستانفه،الله: اسم جلالت مبتدا،ارکسهم: فعل بافاعل،بما کسبوا: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ،همزه: حرف استفہام ،تریدون: فعل بافاعل،ان: مصدریہ،تهدوا: فعل بافاعل ،من اضل الله: موصول صلہ ملکر مفعول،فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، تریدون فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن يضلل الله فلن تجد له سبيلا﴾

و: استنافيه ، من: شرطیہ مبتدا،يضلل الله: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ ،لن تجد له سبيلا: فعل بافاعل و ظرف لغو ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ جزا،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ودوا لو تكفرون كما كفروا فتكونون سواء﴾

ودوا: فعل بافاعل،لو : مصدریہ،تكفرون: فعل بافاعل ، كما كفروا: جارمجرور ظرف مستقر، کفرا مصدر محذوف کی صفت، مرکب توصیفی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،فتكونون سواء: فعل ناقص بااسم وخبر،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر بتاویل مصدر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلا تتخذوا منهم اولياء حتى يهاجروا في سبيل الله﴾

ف: فصیحیہ ،لاتتخذوا: فعل بافاعل،منهم: ظرف لغو،اولياء: مفعول ،حتى: جار،يهاجروا في سبيل الله: فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان، بتاویل مصدر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو ثانی، لاتتخذوا فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ، شرط محذوف اذا كان حالهم كذلك کی جزا،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان تولوا فخذوهم واقتلوهم حيث وجدتموهم﴾

ف: عاطفہ،ان:شرطیہ ،تولوا: فعل بافاعل،ملکر جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ خذوهم: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،اقتلوهم: فعل بافاعل ومفعول ،حيث: مضاف،وجدتموهم: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر ظرف مکان، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر جزا،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولا تتخذوا منهم وليا ولا نصيرا﴾

و: عاطفہ،لاتتخذوا منهم: فعل بافاعل وظرف لغو،وليا: معطوف علیہ،و: عاطفہ ،لا: زائدہ،نصيرا: معطوف،ملکر مفعول، لاتتخذوا، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الا الذين يصلون الى قوم بينكم وبينهم ميثاق﴾

الا: حرف استثناء،الذين: موصول،يصلون: فعل بافاعل ،الى: جار،قوم: موصوف،بينكم و بينهم: معطوف علیہ معطوف سے

ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، میثاق: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ صفت، جو موصوف سے ملکر مجرور، جو جار سے ملکر ظرف لغو، یصلون فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، جو موصول سے ملکر و اقتلوھم کی ضمیر سے مستثنیٰ۔

﴿او جاء و کم حصرت صدورھم ان یقاتلو کم اویقاتلوا قومھم﴾

او: عاطفہ، جاء وا: فعل واو ضمیر ذوالحال کم: مفعول، حصرت صدورھم: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، یقاتلوکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، اویقاتلوا قومھم: جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر بتاویل مصدر مفعول لہ، حصرت فعل اپنے متعلقات سے ملکر بتقدیر قد حال، ملکر فاعل، جاء و افعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل یصلون پر معطوف ہے۔

﴿ولوشاء الله لسلطھم علیکم فلقتلو کم﴾

و: مستانفہ، لو: شرطیہ، شاء اللّٰہ: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، سلطھم علیکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، لقتلوکم: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر جزا، شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فانِ اعتزلکم فلم یقاتلو کم والقوا الیکم السلم فماجعل الله لکم علیھم سبیلا﴾

ف: استنافیہ، ان: شرطیہ، اعتزلوکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فلم یقاتلوکم: جملہ فعلیہ معطوف اول، والقوا الیکم السلم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر شرط، ف: جزائیہ، ماجعل اللّٰہ لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، علیھم: ظرف مستقر حال مقدم، سبیلا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ستجدون اخرین یریدون ان یامنو کم ویامنوا قومھم﴾

ستجدون: فعل بافاعل، آخرین: موصوف، یریدون: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، یامنوکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و یامنوا قومھم: جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صفت، اپنے موصوف سے ملکر مفعول، فعل اپنے فاعل ومفعول سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کلما ردوا الی الفتنۃ ارکسوا فیھا﴾

کلما: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط مفعول فیہ مقدم، ردوا الی الفتنۃ: فعل بانائب الفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ارکسوا فیھا: فعل بانائب الفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان لم یعتزلو کم ویلقوا الیکم السلم و یکفوا ایدیھم فخذوھم واقتلوھم حیث ثقفتموھم﴾

ف: مستانفہ، ان: شرطیہ، لم یعتزلوکم: فعل نفی بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویلقوا الیکم السلم: جملہ فعلیہ معطوف اول، ویکفوا ایدیھم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر شرط، ف: جزائیہ، خذوھم: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اقتلوھم: فعل بافاعل ومفعول، حیث ثقفتموھم: مرکب اضافی ظرف مکان، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر

جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿و اولئکم جعلنا لکم علیھم سلطنا مبینا﴾

و: مستانفہ، اولئکم: مبتدا، جعلنا لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، علیھم: ظرف مستقر حال مقدم، سلطنا مبینا: مرکب توصیفی، ذوالحال، اپنے حال سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......فمالکم فی المنفقین فئتین ......☆منافقین کی ایک جماعت سید عالم ﷺ کے ساتھ جہاد میں جانے سے رہ گئی تھی۔ انکے باب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دو فرقے ہوگئے ایک فرقہ قتل پر مصر تھا اور ایک فرقہ انکے قتل سے انکار کرتا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......ستجدون اخرین ......☆مدینہ طیبہ میں قبیلہ اسد وغطفان کے لوگ ریاء کلمہ اسلام پڑھتے اور اپنے آپکو مسلمان ظاہر کرتے اور جب ان میں سے کوئی اپنی قوم سے ملتا اور وہ لوگ ان سے کہتے کہ تم کس چیز پر ایمان لائے ہو تو کہتے کہ بندروں بچھوؤں وغیرہ پر، اس انداز سے انکا مطلب یہ تھا کہ دونوں طرف سے رسم وراہ رکھیں اور کسی جانب سے انہیں نقصان نہ پہنچے یہ لوگ منافقین کے تھے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

ہجرت کسے کہتے ہیں؟

۱......دارالحرب کو ترک کر کے دارالاسلام میں منتقل ہونے کو ہجرت کہتے ہیں۔ (التعریفات، ص ۱۹۷)

حضرت عکرمہ نے ہجرت کی تین صورتیں ذکر فرمائی ہیں: (۱)......ابتدائے اسلام میں مومنین کی ہجرت، (۲)......مجاہدین کی ہجرت کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد کو نکلے جبکہ مصائب پر صبر اور ثواب کے طالب ہوں، (۳)......اللہ عزوجل نے جن چیزوں سے منع کیا ان کو چھوڑ دینا۔ (المظھری، ج ۲، ص ۱۶۷)

☆......علامہ شیخ سلیمان الجمل نے ہجرت کی ایک قسم یہ ذکر فرمائی ہے کہ منافقین سید عالم ﷺ کی معیت میں صبر اور احتساب کی حالت میں نکلیں نہ کہ دنیاوی اغراض ومقاصد کیلئے اور آیت مبارکہ میں یہی ہجرت مراد ہے۔ (الجمل، ج ۲، ص ۹۶)

ہجرت قیامت تک جاری رہے گی:

☆......حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "ہجرت اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی جب تک توبہ منقطع نہ ہوگی اور توبہ اس وقت تک منقطع نہ ہوگی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔

(ابو داؤد کتاب الجھاد باب فی الھجرت ھل انقطعت، ص ۴۶۳)

کفار اور بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ دوستی کی ممانعت:

۲......اس سے پہلی آیت میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں سے فرمایا تھا کہ تم ان منافقوں کو ہدایت یافتہ بنانا چاہتے ہو، اس آیت میں فرمایا کہ ان کا حال تو یہ ہے کہ یہ تم کو کافر بنانا چاہتے ہیں اس لئے تم انکو دوست نہ بناؤ، کفار کو دوست بنانے سے قرآن مجید اور

احادیث طیبہ میں منع کیا گیا ہے چنانچہ اللہ ﷻ کا فرمان مبارک ہے کہ ﴿ولا تتخذوا منهم وليا ولا نصيرا﴾ اور آقائے دو جہاں ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے: ''آخیر زمانے میں جھوٹے دجال لوگوں کا ظہور ہوگا، جو تمہارے سامنے ایسی حدیثیں بیان کرینگے جن کو نہ تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا نے، جس قدر ممکن ہو تم ان سے دور رہنا، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں''۔

(صحيح مسلم مقدمة باب النهى عن الرواية، ص ١٤)

☆...... حضرت ابو سعید خدری ﷛ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مشرق کی جانب سے کچھ لوگ نکلیں گے کہ وہ قرآن پڑھیں گے مگر وہ انکے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے اسطرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے اور پھر وہ دین میں واپس نہیں آئیں گے جب تک تیر اپنی جگہ واپس نہ لوٹ آئے''۔ دریافت کیا کہ انکی نشانی کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''انکی نشانی سر منڈانا ہے۔'' یا فرمایا: ''سر منڈائے رکھنا ہے۔'' (صحيح البخارى، كتاب التوحيد، باب قرائة الفاجر المنافق، ص ١٣٠٥)

اغراض:

ردھــم: یعنی قتال سے یا اور اللہ نے انہیں (ان کی سُستی کے باعث) جنگ سے روک دیا، اور انسان کو اپنے کسب کے سبب خیر سے اپنے ہاتھ نہ کھینچے چاہئے، حدیث شریف میں ہے کہ ''اللہ ﷻ بندے کے گناہوں کے سبب اس پر خیر کو حرام فرمادیتا ہے''۔ مـن الكفر: ما كسبوا کا بیان ہے۔ والمعاصى: خاص پر عام کا عطف ہے۔ للانكار: یہ انکار زجر و توبیخ کے لئے ہے، معنی یہ ہے کہ کفار سے قتال کے بارے میں تفرقہ میں نہ پڑو یا یہ معنی ہیں کہ تم انہیں ہدایت یافتہ نہ جانو، اور انہیں ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار نہ کرو، اور اس جملے میں ان کی ہدایت کی امید کی جانب اشارہ ہے، پس اس کے بعد وہ کبھی ہدایت نہ پائیں گے۔ لسلطهم: یہ لو کے جواب کی تمہید ہے اور لو کا جواب اللہ کا فرمان ﴿لقاتلوكم﴾ میں ہے۔

اوقـامـوا عـلـى ما هم عليه: فرمان مبارک ﴿تولوا﴾ سے پیدا ہونے والے وہم کو مفسر جلال نے متذکرہ جملہ سے دور کیا ہے، اس مداومت کی وجہ سے انہیں مقبولیت حاصل ہوئی تھی پھر وہ اس جہاد سے منہ پھیر گئے، پس چاہئے کہ جہاد پر جس حال میں ہیں اس پر قائم و دائم رہیں۔ منسوخ بآية السيف: جو کہ سورۃ برائت میں نازل ہوئی ﴿فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم﴾ پس آیت کے نزول کے بعد ان سے کوئی عہد کبھی قبول نہ کیا جائے گا جب کہ اسلام پھیل چکا، پس آیت سیف کو جزیہ اور عہد سے خاص کردیا گیا ہے (یعنی کسی قوم سے کوئی عہد ہو یا اس سے جزیہ کے عوض صلح ہو چکی ہو)۔ وانـقـادوا: یعنی وہ صلح یا امان (جزیہ کے ذریعے) پر راضی ہوجائیں۔ وقعوا اشد وقوع: یعنی شرک کی طرف دوبارہ پلٹ جانا بہت بڑا رجوع ہے۔ (الصاوى، ج ٢، ص ٥١ وغيره)

رکوع نمبر: ١٠

﴿وما كان لمؤمن ان يقتل مؤمنا﴾ اَىْ مَا يَنْبَغِىْ اَنْ يَّصْدُرَ مِنْهُ قَتْلٌ لَهُ ﴿الا خطئا﴾ مُخْطِئًا فِىْ قَتْلِهٖ مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ ﴿ومن قتل مؤمنا خطئا﴾ بِاَنْ قَصَدَ رَمْىَ غَيْرِهٖ كَصَيْدٍ اَوْ شَجَرَةٍ فَاَصَابَهُ اَوْ ضَرَبَهُ بِمَا لَا يُقْتَلُ غَالِبًا ﴿فتحرير﴾ عِتْقُ ﴿رقبة﴾ نَسَمَةٍ ﴿مؤمنة﴾ عَلَيْهِ ﴿ودية مسلمة﴾ مُؤَدَّاةٌ ﴿الى اهله﴾ اَىْ وَرَثَةِ الْمَقْتُوْلِ ﴿الا ان يصدقوا﴾ يَتَصَدَّقُوْا عَلَيْهِ بِهَا بِاَنْ يَّعْفُوْا عَنْهَا، وَبَيَّنَتِ السُّنَّةُ اَنَّهَا مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ عِشْرُوْنَ بِنْتُ مَخَاضٍ وَّكَذَا بَنَاتُ لَبُوْنٍ وَّبَنُوْ لَبُوْنٍ وَّحِقَاقٌ وَّجِذَاعٌ وَّاَنَّهَا عَلٰى عَاقِلَةِ الْقَاتِلِ وَهُمْ عَصَبَتُهٗ اِلَّا الْاَصْلَ

وَالْفَرْعُ مُوَزَّعَةٌ عَلَيْهِمْ عَلٰى ثَلاثِ سِنِيْنَ عَلَى الْغَنِيِّ مِنْهُمْ نِصْفُ دِيْنَارٍ وَالْمُتَوَسِّطِ رُبْعُ كُلِّ سَنَةٍ فَاِنْ لَّمْ يَفُوْا فَمِنْ بَيْتِ الْمَالِ فَاِنْ تَعَذَّرَ فَعَلَى الْجَانِيْ ﴿فان كان﴾ الْمَقْتُوْلُ ﴿من قوم عدو﴾ حَرْبٍ ﴿لكم وهو مؤمن فتحرير رقبة مؤمنة﴾ عَلٰى قَاتِلِهٖ كَفَّارَةٌ وَلَا دِيَةَ تُسَلَّمُ اِلٰى اَهْلِهٖ لِحَرَابَتِهِمْ ﴿وان كان﴾ الْمَقْتُوْلُ ﴿من قوم بينكم وبينهم ميثاق﴾ عَهْدٌ كَاَهْلِ الذِّمَّةِ ﴿فدية﴾ لَهٗ ﴿مسلمة الى اهله﴾ وَهِيَ ثُلُثُ دِيَةِ الْمُؤْمِنِ اِنْ كَانَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا وَثُلُثَا عُشْرِهَا اِنْ كَانَ مَجُوْسِيًّا ﴿وتحرير رقبة مؤمنة﴾ عَلٰى قَاتِلِهٖ ﴿فمن لم يجد﴾ الرَّقَبَةَ بِاَنْ فَقَدَهَا وَمَا يُحَصِّلُهَا بِهٖ ﴿فصيام شهرين متتابعين﴾ عَلَيْهِ كَفَّارَةٌ، وَلَمْ يَذْكُرْ تَعَالَى الْاِنْتِقَالَ اِلَى الطَّعَامِ كَالظِّهَارِ وَبِهٖ اَخَذَ الشَّافِعِيُّ فِيْ اَصَحِّ قَوْلَيْهِ ﴿توبة من الله﴾ مَصْدَرٌ مَّنْصُوْبٌ بِفِعْلِهِ الْمُقَدَّرِ ﴿وكان الله عليما﴾ بِخَلْقِهٖ ﴿حكيما (۹۲)﴾ فِيْمَا دَبَّرَهٗ لَهُمْ ﴿ومن يقتل مؤمنا متعمدا﴾ بِاَنْ يَّقْصِدَ قَتْلَهٗ بِمَا يُقْتَلُ غَالِبًا بِاِيْمَانِهٖ ﴿فجزاؤه جهنم خلدا فيها وغضب الله عليه ولعنه﴾ اَبْعَدَهٗ مِنْ رَّحْمَتِهٖ ﴿واعد له عذابا عظيما (۹۳)﴾ فِي النَّارِ وَهٰذَا مُؤَوَّلٌ بِمَنْ يَّسْتَحِلُّهٗ اَوْ بِاَنَّ هٰذَا جَزَاؤُهٗ اِنْ جُوْزِيَ، وَلَا بِدْعَ فِيْ خُلْفِ الْوَعِيْدِ لِقَوْلِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهَا عَلٰى ظَاهِرِهَا وَاَنَّهَا نَاسِخَةٌ لِّغَيْرِهَا مِنْ اٰيَاتِ الْمَغْفِرَةِ وَبَيَّنَتْ اٰيَةُ الْبَقَرَةِ اَنَّ قَاتِلَ الْعَمَدِ يُقْتَلُ بِهٖ وَاَنَّ عَلَيْهِ الدِّيَةَ اِنْ عُفِيَ عَنْهُ وَسَبَقَ قَدْرُهَا، وَبَيَّنَتِ السُّنَّةُ اَنَّ بَيْنَ الْعَمَدِ وَالْخَطَاِ قَتْلًا يُّسَمّٰى شِبْهَ الْعَمَدِ وَهُوَ اَنْ يَّقْتُلَهٗ بِمَا لَا يُقْتَلُ غَالِبًا فَلَا قِصَاصَ فِيْهِ بَلْ دِيَةٌ كَالْعَمَدِ فِي الصِّفَةِ وَالْخَطَاِ فِي التَّاجِيْلِ وَالْحَمْلُ عَلَى الْعَاقِلَةِ وَهُوَ وَالْعَمَدُ اَوْلٰى بِالْكَفَّارَةِ مِنَ الْخَطَاِ وَنَزَلَ لَمَّا مَرَّ نَفَرٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ وَّهُوَ يَسُوْقُ غَنَمًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا مَا سَلَّمَ عَلَيْنَا اِلَّا تَقِيَّةً، فَقَتَلُوْهُ وَاسْتَاقُوْا غَنَمَهٗ ﴿يايها الذين امنوا اذا ضربتم﴾ سَافَرْتُمْ لِلْجِهَادِ ﴿في سبيل الله فتبينوا﴾ وَفِيْ قِرَاءَةٍ فَتَثَبَّتُوْا بِالْمُثَلَّثَةِ فِي الْمَوْضِعَيْنِ ﴿ولا تقولوا لمن القى اليكم السلم﴾ بِاَلِفٍ وَّدُوْنِهَا اَيِ التَّحِيَّةَ اَوِ الْاِنْقِيَادَ بِكَلِمَةِ الشَّهَادَةِ الَّتِيْ هِيَ اَمَارَةٌ عَلَى الْاِسْلَامِ ﴿لست مؤمنا﴾ وَاِنَّمَا قُلْتَ هٰذَا تَقِيَّةً لِّنَفْسِكَ وَمَالِكَ فَتَقْتُلُوْهُ ﴿تبتغون﴾ تَطْلُبُوْنَ لِذٰلِكَ ﴿عرض الحيوة الدنيا﴾ مَتَاعَهَا مِنَ الْغَنِيْمَةِ ﴿فعند الله مغانم كثيرة﴾ تُغْنِيْكُمْ عَنْ قَتْلِ مِثْلِهٖ لِمَالِهٖ ﴿كذلك كنتم من قبل﴾ تُعْصَمُ دِمَاؤُكُمْ وَاَمْوَالُكُمْ بِمُجَرَّدِ قَوْلِكُمُ الشَّهَادَةَ ﴿فمن الله عليكم﴾ بِالْاِشْتِهَارِ بِالْاِيْمَانِ وَالْاِسْتِقَامَةِ ﴿فتبينوا﴾ اَنْ تَقْتُلُوْا مُؤْمِنًا وَّافْعَلُوْا بِالدَّاخِلِ فِي الْاِسْلَامِ كَمَا فُعِلَ بِكُمْ ﴿ان الله كان بما تعملون

خبیرا(۹۴)﴾ فَيُجَازِيُكُمْ بِهٖ ﴿لایستوی القاعدون من المومنین ﴾ عَنِ الْجِهَادِ ﴿غیراولی الضرر﴾ بِالرَّفْعِ صِفَةٌ وَّالنَّصْبِ اِسْتِثْنَاءٌ مِّنْ زَمَانَةٍ اَوْ عَمًى اَوْنَحْوِهٖ ﴿والمجاهدون فی سبیل الله باموالهم وانفسهم فضل الله المجهدین باموالهم وانفسهم علی القعدین﴾ لِضَرَرٍ ﴿درجة﴾ فَضِيْلَةٌ لِاِسْتِوَآئِهِمَا فِي النِّيَّةِ وَزِيَادَةِ الْمُجَاهِدِيْنَ بِالْمُبَاشَرَةِ ﴿وکلا﴾ مِّنَ الْفَرِيْقَيْنِ ﴿وعد الله الحسنی﴾ اَلْجَنَّةَ ﴿وفضل الله المجهدین علی القعدین﴾ لِغَيْرِ ضَرَرٍ ﴿اجرا عظیما (۹۵)﴾ وَيُبْدَلُ مِنْهُ ﴿درجت منه﴾ مَنَازِلٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ مِّنَ الْكَرَامَةِ ﴿ومغفرة ورحمة﴾ مَنْصُوْبَانِ بِفِعْلِهِمَا الْمُقَدَّرِ ﴿وکان الله غفورا﴾ لِاَوْلِيَآئِهٖ ﴿رحیما(۹۶)﴾ بِاَهْلِ طَاعَتِهٖ۔

﴿ترجمہ﴾

اور مسلمانوں کو نہیں پہنچتا کہ مسلمان کا خون کرے......۱......(یعنی یہ کسی مسلمان کی شان نہیں کہ اس سے کسی مسلمان کا قتل ہو) مگر غلطی سے (یعنی بغیر قصد کے غلطی سے قتل کر سکتا ہے) اور جو کسی مومن کو نادانستہ قتل کرے (یوں کہ کسی دوسری چیز کا قصد تھا جیسا کہ شکار یا درخت کو پتھر مارتا تھا اور وہ پتھر مسلمان کو لگ گیا یا اسے ایسی چیز ماری جس سے عموماً انسان نہیں مرتا) تو آزاد کرنا ہے (تحریر بمعنی عتق ہے) گردن (یعنی غلام) جو مومن ہو (یہ قاتل پر لازم ہے) اور خون بہا کہ سپرد کیا جائے......۲......(یعنی ادا کیا جائے) مقتول کے لوگوں کو (یعنی اسکے وارثوں کو) مگر یہ کہ وہ معاف کردیں (یعنی خون بہا معاف کرتے ہوئے اس پر صدقہ کردیں، خون بہا کی تفصیل حدیثِ پاک میں یہ آئی ہے کہ 100 اونٹ ہوں اس میں سے 20 بنت مخاض اور اتنے ہی بنات لبون اور بنون لبون اور حقے اور جذعے، یہ دیت قاتل کے عاقلہ پر ہوگی یعنی عصبات پر نہ کہ اصل وفروع پر۔ تین سالوں میں اسطرح تقسیم کی جائے کہ ان میں مالداروں پر سالانہ نصف دینار اور اوسط درجے کے لوگوں پر چوتھائی دینار ہر سال ادا کرنا لازم ہوگا اور اگر یہ لوگ کسی وجہ سے ادا نہ کر سکیں تو بیت المال سے اور اگر بیت المال سے بھی ادائیگی مشکل ہو تو قاتل پر اس کی ادائیگی لازم ہوگی) پھر اگر وہ (مقتول) اس قوم سے ہو جو تمہاری (جنگی) دشمن ہے اور خود مسلمان ہے تو ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا (بطورِ کفارہ قاتل کے ذمہ ہے اور دیت مقتول کے اہل کو نہ دلائی جائے گی ان سے جنگ ہونے کی وجہ سے) اور اگر وہ (مقتول) اس قوم میں ہو کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے (یعنی عہد ہے جیسا کہ ذمی کافر) تو خون بہا (ذمی مقتول کا) اس کے لوگوں کے سپرد کیا جائے (مقتول ذمی اگر یہودی یا نصرانی ہو تو مسلمان کے خون بہا کا ثلث دینا ہوگا اور اگر وہ مجوسی ہو تو دسویں حصہ کا دو تہائی دیا جائے گا) اور ایک مسلمان مملوک آزاد کرنا (قاتل پر لازم ہے) تو جو شخص نہ پا سکے (غلام کہ ملتا ہی نہیں یا اسکے پاس دام نہیں ہیں تو) وہ لگاتار دو ماہ کے روزے رکھے (یہ اس پر کفارہ ہے، اللہ ﷻ نے مسئلہ ظہار کی طرح کفارہ قتل میں کھانا کھلانے کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ امام شافعی نے اپنے دو اقوال میں سے بطور اصح قول یہی اختیار فرمایا ہے) یہ اللہ کے یہاں اسکی توبہ ہے (توبہ مصدر ہے جو فعل مقدر کی وجہ سے منصوب ہے) اور اللہ جاننے والا ہے (اپنی مخلوق کو) حکمت والا ہے (ان تدابیر میں جو وہ اپنی مخلوق کے لئے فرماتا ہے) اور جو مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے (یہ کہ اسکے قتل کا ارادہ کرے اور اسے اس چیز سے مارے جس سے عموماً آدمی مرجاتا ہے اور اسکے مسلمان ہونے کو بھی جانتا ہو) تو اسکا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی (یعنی اسے اپنی رحمت سے دور کردیا) اور اسکے لیے تیار کر رکھا ہے بڑا عذاب (جہنم میں،

اس آیت وعید کی تاویل کی گئی ہے یعنی اس سے مراد وہ شخص ہے جو کسی مسلمان کے خون کو حلال سمجھے یا یہ کہ یہ جرم اتنا سنگین ہے کہ اسکی سزا یہی ہونی چاہیے، آیت قرآنی ﴿ویغفر مادون ذلک لمن یشاء﴾ کے سلسلے میں خلاف وعید ہونا باعثِ تعجب نہیں ہونا چاہیے۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیت اپنے ظاہر پر ہے اور بقیہ تمام آیاتِ مغفرت کیلئے ناسخ ہے اور سورہ بقرۃ کی آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جان بوجھ کر قتل کرنے والے کو قصاصاً قتل کیا جائے گا اور اگر قصاص معاف کر دیا جائے تو دیت لازم ہوگی جسکی مقدار بیان ہو چکی ہے۔ البتہ حدیثِ پاک میں بیان فرمایا ہے کہ قتل عمد اور خطا کے مابین ایک اور قسم بھی ہوتی ہے جسے شبہ عمد کہا جاتا ہے یعنی کسی کو ایسے آلے سے قتل کیا جس سے عموماً انسان نہیں مرتا تو اس پر قصاص تو نہیں ہوتا البتہ دیت لازم ہوگی، یہ قسم گویا کہ صفت کے لحاظ سے قتل عمد کی طرح ہے اور مدت مقرر ہونے اور اسکا خون بہا عاقلہ پر لازم ہونے کے لحاظ سے قتل خطا کی طرح ہے، شبہ عمد اور قتل عمد دونوں قتل خطا کے مقابلے میں زیادہ لائق کفارہ ہیں۔ یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب صحابہ کرام ﷡ کا ایک وفد ایک مرتبہ قبیلہ بنی سلیم کے ایک شخص کے پاس سے گزرا جو بکریاں چرا رہا تھا، اس شخص نے انہیں سلام کیا لیکن صحابہ نے آپس میں کہا کہ محض جان بچانے کو سلام کر رہا ہے، پھر انھوں نے اس شخص کو قتل کر دیا اور اس کی بکریوں کو ہانک لائے پس اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) اے ایمان والو! جب تم چلو (یعنی سفر کرو جہاد کے لیے) اللہ کی راہ میں تو تحقیق کر لو (ایک قرأت میں لفظ فتبینوا دونوں جگہ ثاء کے ساتھ یعنی فتثبتوا ہے) اور جو تمہیں سلام کہے اس سے یہ نہ کہو (لفظ سلام الف اور بغیر الف دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، اسکا معنی سلام کرنا یا کلمہ شہادت پڑھنا جو مسلمان ہونے کی علامت ہے، اس کے ذریعے اپنا مطیع ہونا ظاہر کرتا ہے) تو مسلمان نہیں (اس سے یوں نہ کہو کہ تو اپنی جان بچانے کو ایسا کہتا ہے اور نتیجے کے طور پر تم اسے قتل کر ڈالو) تم چاہتے ہو (یعنی طلب کرتے ہوا سکے ذریعے) دنیا کا اسباب (یعنی دنیا کا مالِ غنیمت) تو اللہ کے پاس بہتیری غنیمتیں ہیں (وہ تمہیں مال کی خاطر اس قسم کے قتل کرنے سے بے نیاز کر دیگا) پہلے تم بھی ایسے ہی تھے (تمہارے کلمہ شہادت نے تمہاری جان و مال کو محفوظ کر دیا) پھر اللہ نے تم پر احسان کیا (تمھارے ایمان کو شہرت دے کر اور تمہیں استقامت دے کر) تو تم پر تحقیق کرنا لازم ہے (کہیں مومن کو قتل نہ کر دو اور اسلام میں داخل ہونے والے کیساتھ ایسا سلوک کرو جیسا کہ تم سے کیا گیا تھا) بیشک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے (وہ تمہیں اس پر جزاء دیگا) نہیں برابر وہ مسلمان کہ بیٹھ رہیں (جہاد سے) بے عذر (لفظ غیر مرفوع ہونے کی صورت میں قاعدون کی صفت ہے یا مستثنیٰ ہونے کی بنا پر منصوب ہے یعنی لنجے اپاہج، اندھے وغیرہ نا ہونے کے باوجود) اور وہ کہ راہِ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں، اللہ نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کو (عذر سے) بیٹھ جانے والوں پر درجہ دیا (یعنی فضیلت دی ہے کیونکہ نیت میں تو دونوں برابر ہیں لیکن مجاہد عمل کی وجہ سے مزید درجے لے گئے) اور سب سے (دونوں فریقین سے) اللہ نے بھلائی (یعنی جنت) کا وعدہ فرمایا اور مجاہدین کو (بلاعذر) بیٹھ رہنے والوں پر بڑے ثواب سے فضیلت دی (اجرا عظیما مبدل منہ ہے درجت منه سے) اسکی طرف سے درجے ہیں (یعنی عزت و کرامت کے اعتبار سے بعض دیگر لوگوں پر فوقیت رکھتے ہیں) اور بخشش اور رحمت (یہ دونوں مصدر اپنے فعل مقدر کی وجہ سے منصوب ہیں) اور اللہ بخشنے والا ہے (اپنے دوستوں کو) مہربان ہے (طاعت گزاروں پر)۔

﴿ترکیب﴾

﴿وما کان لمؤمن ان یقتل مؤمنا الا خطئا﴾

و: مستانفہ، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، لمؤمن: ظرف مستقر خبر مقدم، ان: مصدریہ، یقتل مومنا: فعل با فاعل ومفعول، الا:

للحصر، عطفا: مفعول لہ، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر، فعل ناقص اپنے اسم مؤخر وخبر مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن قتل مومنا خطئا فتحرير رقبة مومنة و دية مسلمة الى اهله الا ان يصدقوا﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، قتل مومنا خطئا: فعل بافاعل ومرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط ف: جزائیہ، تحریر: مضاف، رقبة مومنة: مرکب توصیفی مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، دية: موصوف، مسلمة: اسم مفعول بانائب الفاعل، الى اهله: ظرف لغو، الا: استثناء مفرغہ، ان يصدقوا: جملہ بتاویل مصدر مجرور بتقدیر ب، جار مجرور ملکر ظرف لغو ثانی، مسلمة اسم مفعول اپنے متعلقات سے ملکر صفت، اپنے موصوف سے ملکر معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مبتدا محذوف الواجب کی خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان كان من قوم عدو لكم وهو مؤمن فتحرير رقبة مؤمنة﴾

ف: مستانفہ، ان: شرطیہ، کان: فعل ناقص ھو ضمیر ذوالحال، وھو مومن: جملہ فعلیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر اسم، من: جار، قوم: موصوف، عدو لکم: مرکب توصیفی صفت، اپنے موصوف سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، تحریر رقبة مؤمنة: مرکب اضافی، خبر محذوف علیہ کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان كان من قوم بينكم وبينهم ميثاق فدية مسلمة الى اهله وتحرير رقبة مومنة﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، کان: فعل ناقص ھو ضمیر اسم، من: جار، قوم: موصوف، بینکم و بینھم میثاق: جملہ اسمیہ صفت، موصوف سے ملکر مجرور، جار سے ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، دية: موصوف، مسلمة الى اهله: شبہ جملہ صفت، موصوف سے ملکر مرکب توصیفی، معطوف علیہ، و تحریر رقبة مومنة: مرکب اضافی، معطوف، معطوف علیہ سے ملکر خبر محذوف علیہ کیلئے مبتدا، اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ جزا، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فمن لم يجد فصيام شهرين متتابعين توبة من الله﴾

ف: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، لم یجد: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، صیام: مضاف، شھرین متتابعین: مرکب توصیفی مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر خبر محذوف علیہ کیلئے مبتدا، اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، توبة من الله: مرکب توصیفی مفعول مطلق، تاب فعل محذوف کیلئے، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وكان الله عليما حكيما ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها﴾

و: مستانفہ، کان اللہ: فعل ناقص با اسم، علیما: خبر اول، حکیما: خبر ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یقتل مومنا متعمدا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، جزآؤ: مضاف، ہ: ضمیر ذوالحال، خالدا فیھا: شبہ جملہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر مبتدا، جھنم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وغضب الله علیه ولعنه واعد له عذابا عظیما﴾

و: عاطفہ معطوف علی محذوف حکم اللّٰہ بان جزاؤہ ذلک، غضب اللّٰہ علیہ: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولعنہ: جملہ فعلیہ معطوف اول، و اعد له عذابا عظیما: جملہ فعلیہ معطوف ثانی۔

﴿یایها الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل الله فتبینوا﴾

یایھاالذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط مفعول فیہ مقدم، ضربتم فی سبیل اللّٰہ: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، تبینوا: جملہ فعلیہ جزا، شرط سے ملکر جملہ شرطیہ مقصود بالنداء۔

﴿ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا تبتغون عرض الحیوة الدنیا﴾

و: عاطفہ، لاتقولوا: فعل واو ضمیر ذوالحال، تبتغون: فعل بافاعل، عرض الحیوۃ الدنیا: مرکب اضافی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، لام: جار، من: موصولہ، القی الیکم السلم: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، اپنے موصول سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ قول، لست: فعل ناقص بااسم، مومنا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، اپنے قول سے ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿فعند الله مغانم کثیرة کذلک کنتم من قبل فمن الله علیکم﴾

ف: تعلیلیہ للنھی، عند اللّٰہ: ظرف مستقر خبر مقدم، مغانم کثیرۃ: مرکب اضافی مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، کذلک: ظرف مستقر خبر مقدم، کنتم: فعل ناقص تم ضمیر ذوالحال، من قبل: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر اسم، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، منّ اللّٰہ علیکم: فعل وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل کذلک کنتم پر معطوف ہے۔

﴿فتبینوا ان الله کان بما تعملون خبیرا﴾

ف: فصیحیہ، تبینوا: فعل بافاعل، جملہ فعلیہ شرط محذوف اذا عرفتم ھذا کیلئے جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ، ان اللّٰہ: حرف مشبہ واسم، کان بما تعملون خبیرا: جملہ فعلیہ خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لایستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر والمجهدون فی سبیل الله باموالهم وانفسهم﴾

لایستوی: فعل، القعدون: موصوف، من المومنین: ظرف مستقر صفت اول، غیر اولی الضرر: مرکب اضافی صفت ثانی، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، المجاھدون: اسم فاعل ھم ضمیر فاعل، فی سبیل اللّٰہ: ظرف لغو، باموالھم وانفسھم: ظرف لغو ثانی، ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر فاعل، سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فضل الله المجهدین باموالهم وانفسهم علی القعدین درجة﴾

فضل اللّٰہ: فعل وفاعل، المجھدین باموالھم وانفسھم: شبہ جملہ مفعول، علی القعدین: ظرف لغو، درجۃ: مفعول مطلق آگے

تفضیل ہونے کی بناپر، فضل فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکلا وعد الله الحسنی وفضل الله المجهدین علی القعدین اجرا عظیما درجت منه ومغفرة ورحمة﴾

و: اعتراضیہ، کلا: مفعول مقدم، وعد الله الحسنی: فعل بافاعل ومفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معترضہ، و: فضل الله المجهدین علی القعدین: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، اجرا عظیما: مبدل منہ، درجت منه: مرکب توصیفی معطوف علیہ، ومغفرة: معطوف اول، ورحمة: معطوف ثانی، اپنے معطوف علیہ سے ملکر بدل، ملکر مفعول مطلق، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکان الله غفورا رحیما﴾

و: مستانفه، کان الله: فعل ناقص بااسم، غفورا: خبر اول، رحیما: خبر ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......وما کان لمومن ان یقتل......☆ یہ آیت عیاش بن ربیعہ مخذومی کے بارے میں نازل ہوئی وہ قبل ہجرت مکہ مکرمہ میں اسلام لائے اور گھر والوں کے خوف سے مدینہ منورہ پناہ گزیں ہوگئے، انکی ماں کو اس سے بہت بیقراری ہوئی اور اس نے حارث اور ابوجہل اپنے دونوں بیٹوں کو جو کہ عیاش کے سوتیلے بھائی تھے، یہ کہا کہ خدا کی قسم! میں نہ سایہ میں بیٹھوں، نہ کھانا چکھوں، نہ پانی پیوں، جب تک تم عیاش کو میرے پاس نہ لے آؤ، وہ دونوں حارث بن زید بن ابیسہ کو ساتھ لیکر تلاش کے لیے نکلے اور مدینہ طیبہ پہنچ کر عیاش کو پالیا اور انکی ماں کے جزع فزع بیقراری اور کھانا پینا چھوڑنے کی خبر سنائی اور اللہ کو درمیان میں دے کر یہ عہد کیا کہ ہم دین کے باب میں تجھ سے کچھ نہ کہیں گے اس طرح وہ عیاش کو مدینہ سے باہر نکال لائے اور مدینہ سے باہر آکر اسکو باندھا اور ہر ایک نے سو سو کوڑے مارے، پھر ماں کے پاس لائے تو ماں نے کہا کہ میں تیری مشکیں نہ کھولوں گی جب تک تو اپنا دین ترک نہ کرے، پھر عیاش کو دھوپ میں بندھا ہوا ڈال دیا اور ان مصیبتوں میں مبتلا ہو کر عیاش نے انکا کہا مان لیا اور اپنا دین ترک کر دیا، تو حارث بن زید نے عیاش کو ملامت کی اور کہا کہ تو اسی دین پر تھا اگر یہ حق تھا تو تو نے حق کو چھوڑ دیا اور اگر باطل تھا تو تو باطل دین پر رہا۔ یہ بات عیاش کو بڑی ناگوار گزری اور عیاش نے کہا کہ میں تجھکو اکیلا پاؤں گا تو خدا کی قسم! ضرور قتل کرونگا، اسکے بعد عیاش اسلام لائے اور انھوں نے مدینہ طیبہ ہجرت کی اور انکے بعد حارث بھی اسلام لائے اور ہجرت کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے لیکن اس روز عیاش موجود نہ تھے، نہ انہیں حارث کے اسلام لانے کی اطلاع ہوئی، قبا کے قریب عیاش نے حارث کو دیکھ پایا اور قتل کر دیا تو لوگوں نے کہا کہ اے عیاش! تو نے بہت برا کیا، حارث اسلام لاچکے تھے، اس پر عیاش کو بہت افسوس ہوا اور انھوں نے سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر واقعہ ذکر کیا اور کہا کہ مجھے تاوقت قتل انکے اسلام لانے کی خبر نہ ہوئی۔

☆......ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ......☆ یہ آیت مقیس بن خبابہ کے بارے میں نازل ہوئی، اسکے بھائی قبیلہ بنونجار میں مقتول پائے گئے اور قاتل معلوم نہ تھا۔ بنی نجار نے بحکم رسول ﷺ دیت ادا کردی، اسکے بعد مقیس نے باغوائے شیطان ایک مسلمان کو بےخبری میں قتل کر دیا اور دیت کے اونٹ لیکر مکے کو چلتا ہوا اور مرتد ہوگیا یہ اسلام میں پہلا شخص ہے جو مرتد ہوا۔

☆......یایها الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل الله......☆ یہ آیت مرداس بن نہیک کے بارے میں نازل ہوئی جو اہل فدک

میں سے تھے اور انکے سوا انکی قوم کا کوئی شخص اسلام نہ لایا تھا۔ اس قوم کو خبر ملی کہ لشکرِ اسلام ادھر آ رہا ہے تو سب لوگ بھاگ گئے مگر مرداس ٹھہرے رہے جب انہوں نے دور سے لشکر کو دیکھا تو بایں خیال کہ مبادا کوئی غیر مسلم جماعت ہو یہ پہاڑ کی چوٹی پر اپنی بکریاں لے کر چڑھ گئے، جب لشکر آیا اور انہوں نے اللہ اکبر کے نعروں کی آوازیں سنیں تو خود بھی تکبیریں پڑھتے اتر آئے اور کہنے لگے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ السلام علیکم مسلمانوں نے خیال کیا کہ اہل فدک تو سب کافر ہیں کہ یہ شخص مغالطہ دینے کیلئے اظہار ایمان کرتا ہے، بایں خیال اسامہ بن زید نے انہیں قتل کر دیا اور بکریاں لے آئے۔ جب سید عالم ﷺ کے حضور میں حاضر ہوئے تو تمام ماجرا عرض کیا، حضور ﷺ کو نہایت رنج ہوا اور فرمایا کہ تم نے اس کے سامان کے سبب اسکو قتل کر دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے اسامہ کو حکم دیا کہ مقتول کی بکریاں اسکے اہل کو واپس کر دیں۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

قتل کی اقسام:

۱۔۔۔۔۔علامہ قدوری نے قتل کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں۔ عمد، شبہ عمد، خطاء، جو خطاء کے قائم مقام ہو، قتل سبب۔(۱)۔۔۔۔۔قتل عمد یہ ہے کہ کسی انسان کو مارنے کا ارادہ ہو اور اسکے لیے ایسا ہتھیار استعمال کیا جائے جو قتل کرنے والا ہو تو یہ قتل عمد ہے جیسے تلوار، تیز دھار دار لکڑی، دھار دار پتھر اور آگ۔ اسکا حکم یہ ہے کہ اس میں قصاص واجب ہے جیسا کہ قرآن میں ہے کتب علیکم القصاص فی القتلی۔(الھدایة، کتاب الجنایات ج۸، ص۳)، (۲)۔۔۔۔۔امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک شبہ عمد یہ ہے کہ کسی ایسی چیز سے مارے جو نہ تو ہتھیار ہو نہ ہی ہتھیار کے قائم مقام کہلاتی ہو اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس میں گناہ اور کفارہ لازم آتا ہے اس قتل پر قصاص لازم نہیں آتا ہاں دیت مغلظہ لازم ہے، (۳)۔۔۔۔۔قتل خطا دو قسموں پر مشتمل ہے خطافی القصد یعنی ارادے کی خطا اور وہ اس طرح ہے کہ شکار خیال کر کے تیر مارا تھا اور در حقیقت وہ آدمی تھا، اور خطا فی الفعل یہ ہے کہ تیر تو نشانے پر مارا تھا مگر وہ آدمی کو لگ گیا اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس میں کفارہ اور عاقلہ (کنبہ والوں پر) دیت لازم ہوگی اور اس میں گناہ نہ ہوگا، (۴)۔۔۔۔۔قائم مقام خطا یہ ہے کہ کوئی سونے والا شخص کسی پر گر جائے جس کی وجہ سے دوسرا شخص ہلاک ہو جائے اور اس کا حکم قتل فی الخطا کی طرح ہے، (۵)۔۔۔۔۔قتل سبب یہ ہے کہ کسی غیر کی ملکیت میں گڑھا کھودا اور پتھر وغیرہ رکھ دیئے جس سے کوئی شخص گر کر مر گیا اس صورت میں کفارہ نہیں ہاں عاقلہ پر دیت واجب ہے۔ (القدوری مع توضیح الضروری، کتاب الجنایات، ص۱۹٤)

نوٹ: دیت مغلظہ میں امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک چار قسم کے سو اونٹ ہیں بنت مخاض، بنت لبون، حقے اور جزعے سارے پچیس پچیس، دیت مغلظہ فقط اونٹوں ہی میں ثابت ہوتی ہے اس کے سوا کسی اور صورت میں اس کا وجوب ساقط نہیں ہوتا۔

(القدوری مع توضیح الضروری، کتاب الدیات، ص۱۹۷)

دیت کی مقدار:

۲۔۔۔۔۔دیات جمع ہے دیۃ کی اور دیت لغت میں خون بہا کو کہا جاتا ہے اور اصطلاح میں اس کو کہا جاتا ہے جو آدمی یا عضو آدمی کا عوض ہو۔ (المرجع السابق)

دیت اس مال کو کہتے ہیں جو کسی نفس (جان) کا بدل ہو سکے۔ (التعریفات، ص۱۰۹)

امام اعظم کے نزدیک دیت کی مقدار یہ ہے: ''وکل دیة وجبت بنفس القتل یقضی من ثلاثة اشیاء فی قول ابی حنیفة رحمه الله تعالی :من الابل والذهب والفضة کذا فی شرح الطحاوی ،قال ابو حنیفة رحمه الله تعالی من الابل مائة ومن العین الف دینار ومن الورق عشرة آلاف یعنی ہر وہ قتل جس پر دیت واجب ہوتی ہے امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک تین چیزوں کا تقاضا کرتی ہے: اونٹ، سونا اور چاندی، جیسا کہ طحاوی میں ہے، امام اعظم ابوحنیفہ نے فرمایا سو اونٹ (پچیس ایک سال کی اونٹیاں، اتنی ہی دوسرے، تیسرے اور چوتھے سال کی) 1000 دینار یا 10,000 درہم بھی دیئے جاسکتے ہیں۔

(الھندیة، کتاب الجنایات باب الدیات ج۶، ص۲۹)

تبیان القرآن جلد۲، ص۷۵۷ پر ہے کہ دیت کی ادائیگی کے حوالے سے امام اعظم کا مذہب یہ ہے کہ عمد، شبہ عمد اور خطا تینوں میں دیت کی ادائیگی کی مدت تین سال ہے اور جمہور فقہاء کے نزدیک دیت العمد معجّل ہے اور باقی دیت تین سال میں ادا کی جائے گی۔

(الھدایة المجتھد ، ج۲، ص۳۰۷)

عورت کی دیت مرد کا نصف ہے، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے اور رسول اللہ ﷺ سے مرفوعاً مروی ہے، کیونکہ عورتوں کا حال اور اس کی منفعت مرد سے کم ہے، عورت کے اعضاء اور اطراف کی دیت بھی مرد کی دیت کا نصف ہے۔

(الھدایة ،کتاب الدیات ج۸، ص۷۶)

اغراض:

ضربه بما لا یقتل غالباً: مراد قتلِ شبہ عمد ہے۔ الا ان یصدقوا: الا کے حوالے سے دو اقوال ہیں، ایک قول استثناء منقطع کا ہے، اور دوسرا قول استثناء متصل کا ہے، زمخشری کا قول ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ الا کا یصدقوا سے کیا تعلق ہے اور اس کا کیا محل ہے؟ میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ اس کا تعلق علیه یا مسلمة سے ہے جیسا کہ کہا جائے کہ اس پر دیت واجب ہے کہ وہ دیت سپرد کرے مگر یہ کہ وہ معاف کردے، اور اس (یعنی الا) کا محل نصب میں ہونا ظرفیت کی وجہ سے ہے، اور یہ بھی جائز ہے اھله سے حال ہے، سوائے اس کے کہ اہل خانہ معاف کرنے والے ہوں۔ بان یعفوا: یعنی اس کے اہل خانہ معاف کردیں، عفو کو صدقہ کا نام دیا گیا تاکہ معافی پر سبقت حاصل ہو اور اہل خانہ کے فضل کرنے پر تنبیہ ہوجائے، حدیث شریف میں ہے کہ ''ہر بھلائی صدقہ ہے''۔ وکذا بنات لبون: اسی طرح بیس بیس بنات الخاض (دو سالہ اونٹنی)، اور اسی طرح جو اس کے بعد کا حکم ہے۔ تحریر رقبة: یعنی اس پر (دو ماہ کے لگاتار روزے واجب ہیں (غلامی کا دور نہ ہونے کی وجہ سے)۔ من زمانة: یعنی (بیٹھ رہ جانے والوں کے) ضرر کا بیان ہے، مراد مرض ہے۔ ونحوه: یعنی لنگڑا پن۔ منصوب بفعله المقدر: یعنی اسے چاہیے کہ توبہ کرے یا یہ کہ اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے اور اس میں یہ بات بھی داخل ہے کہ خطاء میں گناہ نہیں تو پھر توبہ کا کیا معنی ہوسکتا ہے اس بات کے سوا کہ یہاں قاتل سے اس کے قصور پر تحقق ہوجائے اور گہرے غور وفکر کرنے سے بے احتیاطی کا تتمہ ہوجائے اگرچہ گناہ گار ہی نہ ہو۔

وبه: یہاں امام شافعی نے گردن آزاد کرنے اور روزہ رکھنے پر اقتصار کیا، کفارہ کے حوالے سے کھانا کھلانے کا ذکر نہیں کیا، اور یہاں مطلق کو مقید پر محمول نہ کیا اس لئے کہ مطلق کو مقید پر اس وقت محمول کرتے ہیں کہ جہاں کسی چیز کے اوصاف ذکر کئے جائیں کہ نہ اصول

جیسا کہ تیمم میں مطلق ید کو مرافق کے ساتھ مقید کیا لیکن سر اور دونوں پاؤں کو وضو میں ذکر کرنے کے حوالے سے محمول نہ کیا۔

وعن ابن عباس انها علی ظاهرها الخ: شیخین نے روایت کی ہے کہ جان بوجھ کر مومن کا قتل کرنے والے کی توبہ قبول نہ ہوگی، اور اس کلام سے امام بیضاوی کے مطابق تختی کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے۔ جب کہ بیہقی نے انہی سے اس کے خلاف کلام بھی ذکر کیا ہے۔الاشتهار بالایمان الخ: یعنی اللہ ﷻ نے تم پر اسلام اور ہدایت کے ذریعے احسان فرمایا، ایک قول یہ کیا گیا کہ اسلام کے مخفی ہونے کے بعد اس کے اعلان کے ذریعے تم پر احسان فرمایا، ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ اللہ نے تم پر توبہ کے ذریعے احسان فرمایا۔

الجنة: یعنی ان کے اچھے عقائد اور خلوص نیت کی وجہ سے، اور درجوں میں تفاوت مزید حصول ثواب کے لئے اعمال میں زیادتی ہے۔

(الجمل، ج۲، ص۱۰۰ وغیرہ)

فضیلة: یعنی آخرت میں، معنی یہ ہے کہ جو قتال سے مرض وغیرہ کی وجہ سے بیٹھ رہا وہ براہ راست جہاد میں جانے والوں سے درجے میں کم ہے اس لئے کہ جہاد میں جانے کی نیت کے معاملے میں تو دونوں برابر ہیں، بس مجاہدین براہ راست جہاد پر جانے کے حوالے سے درجے میں اوپر ہیں اور دونوں سے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۵۷)

رکوع نمبر: ١١

وَنَزَلَ فِیْ جَمَاعَةٍ اَسْلَمُوْا وَلَمْ یُهَاجِرُوْا فَقُتِلُوْا یَوْمَ بَدْرٍ مَّعَ الْکُفَّارِ ﴿ان الذین توفهم الملئکة ظالمی انفسهم﴾ بِالْمُقَامِ مَعَ الْکُفَّارِ وَتَرْکِ الْهِجْرَةِ ﴿قالوا﴾ لَهُمْ مُوَبِّخِیْنَ ﴿فیم کنتم﴾ اَیْ فِیْ اَیِّ شَیْءٍ کُنْتُمْ فِیْ اَمْرِ دِیْنِکُمْ ﴿قالوا﴾ مُعْتَذِرِیْنَ ﴿کنا مستضعفین﴾ عَاجِزِیْنَ عَنْ اِقَامَةِ الدِّیْنِ ﴿فی الارض﴾ اَرْضِ مَکَّةَ ﴿قالوا﴾ لَهُمْ تَوْبِیْخًا ﴿الم تکن ارض الله واسعة فتهاجروا فیها﴾ مِنْ اَرْضِ الْکُفْرِ اِلٰی بَلَدٍ اٰخَرَ کَمَا فَعَلَ غَیْرُکُمْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿فاولئک ماوهم جهنم وساء ت مصیرا (٩٧)﴾ هِیَ ﴿الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان﴾ اَلَّذِیْنَ ﴿لا یستطیعون حیلة﴾ لَا قُوَّةَ لَهُمْ عَلَی الْهِجْرَةِ وَلَا نَفَقَةَ ﴿ولا یهتدون سبیلا (٩٨)﴾ طَرِیْقًا اِلٰی اَرْضِ الْهِجْرَةِ ﴿فاولئک عسی الله ان یعفو عنهم وکان الله عفوا غفورا (٩٩) ومن یهاجر فی سبیل الله یجد فی الارض مرغما﴾ مُهَاجِرًا ﴿کثیرا وسعة﴾ فِی الرِّزْقِ ﴿ومن یخرج من بیته مهاجرا الی الله ورسوله ثم یدرکه الموت﴾ فِی الطَّرِیْقِ کَمَا وَقَعَ لِجُنْدُعِ بْنِ ضَمْرَةَ اللَّیْثِیِّ ﴿فقد وقع﴾ ثَبَتَ ﴿اجره علی الله وکان الله غفورا رحیما (١٠٠)﴾

﴿ترجمه﴾

وہ مسلمان جنہوں نے ہجرت نہ کی اور بدر میں کافروں کے ساتھ شہید ہو گئے انکے حق میں یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی کہ) وہ لوگ جنکی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے (کفار کے ساتھ رہ کر اور ہجرت نہ کر کے) ان سے فرشتے کہتے ہیں (ڈانٹتے وسرزنش کرتے ہوئے) تم کاہے میں تھے (تمہارا اپنے دینی معاملے میں کیا حال تھا) کہتے ہیں (عذر پیش کرتے ہوئے) ہم کمزور تھے (دین قائم کرنے سے عاجز تھے) زمین میں (یعنی مکہ میں) کہتے ہیں فرشتے (ان پر سختی کرتے ہوئے) کیا اللہ کی زمین

کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے (سرزمین کفر چھوڑ کر دوسرے کسی شہر کی طرف جیسا کہ دوسروں نے کیا، پس اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا) تو ایسوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بہت بری جگہ پلٹنے کی (ہے وہ) مگر وہ جو دبا لئے گئے مرد اور عورتیں اور بچے جنہیں نہ کوئی تدبیر بن پڑے (نہ ہجرت کرنے کی انہیں طاقت ہو، نہ ہی خرچہ) اور نہ راستہ جانیں......۱......(دار الهجوت کا) تو قریب ہے کہ اللہ ایسوں کو معاف فرمائے اور اللہ معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے اور جو اللہ کی راہ میں گھربار چھوڑ کر (یعنی ہجرت کرتے ہوئے) نکلے گا وہ زمین میں بہت جگہ اور وسعت (رزق میں) پائے گا اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا پھر اسے موت نے آلیا (راستہ میں جیسا کہ حضرت جندع بن ضمرۃ لیثی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا تو ہو گیا (یعنی ثابت ہو گیا) اسکا ثواب اللہ کے ذمہ پر......۲......اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان الذين توفهم الملئكة ظالمی انفسهم قالوا فيم كنتم﴾

انّ: حرف مشبہ، الذين: موصول، توفی: فعل، هم: ضمیر ذوالحال، الملئكة: فاعل، ظالمی انفسهم: حال، ذوالحال سے ملکر مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ صلہ، اپنے موصول سے ملکر اسم، قالوا: قول، فيما: جار مجرور ظرف مستقر خبر مقدم، كنتم: فعل با اسم اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، اپنے قول سے ملکر خبر، ان اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قالوا كنا مستضعفين فی الارض﴾

قالوا: قول، كنا: فعل ناقص با اسم، مستضعفين: اسم فاعل هم ضمیر فاعل، فی الارض: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، اپنے قول سے ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿قالوا الم تكن ارض الله واسعة فتهاجروا فيها﴾

قالوا: قول، همزه: حرف استفہام، لم تكن ارض الله واسعة: فعل ناقص با اسم و خبر اول، ف: سببیہ، تهاجروا فيها: جملہ فعلیہ بتقدیر ان، بتاویل مصدر خبر ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، اپنے قول سے ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فاولئک ماوهم جهنم و ساء ت مصيرا﴾

ف: مستانفه، اولئک: مبتدا، ماوهم جنهم: جملہ اسمیہ خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفه، ساء ت: فعل ذم هی ضمیر ممیز، مصيرا: تمییز، ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر خبر مقدم مخصوص بالذم جهنم مبتدا موخر، اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا المستضعفين من الرجال والنساء والولدان لايستطيعون حيلة ولايهتدون سبيلا﴾

الا: حرف استثناء، المستضعفين: ذوالحال، من: جار، الرجال والنساء والولدان: معطوف علیہ و تمام معطوف ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر موصوف، لايستطيعون حيلة: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولايهتدون سبيلا:

جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مستثنیٰ ماقبل عبارت کنا مستضعفین فی الارض میں مستضعفین سے۔

﴿فاولٰئک عسی اللہ ان یعفو عنہم و کان اللہ عفوا غفورا﴾

ف: فصیحیہ، اولٰئک : مبتدا، عسی اللہ: فعل مقارب واسم، ان یعفو عنہم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف اذا اردت ان تعرف مصیرھم کی جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ، و کان اللہ عفوا غفورا: جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ومن یھاجر فی سبیل اللہ یجد فی الارض مراغما کثیرا وسعۃ﴾

و: استینافیہ، من: شرطیہ مبتدا، یھاجر فی سبیل اللہ: فعل بافاعل وظرف لغو جملہ فعلیہ شرط، یجد فی الارض: فعل بافاعل ظرف لغو، مرغما کثیرا: مرکب توصیفی معطوف علیہ، و سعۃ: معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یخرج: فعل ھو ضمیر ذوالحال، مھاجرا: اسم فاعل ھو ضمیر فاعل، الی اللہ ورسولہ: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، من بیتہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، یدرکہ الموت: جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ سے ملکر شرط، ف: جزائیہ، قد وقع اجرہ علی اللہ: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ان الذین توفھم الملٰئکۃ ......☆ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو کلمہ اسلام تو زبان سے ادا کرتے ہیں مگر جس زمانے میں ہجرت فرض تھی اس وقت ہجرت نہ کی اور جب مشرکین جنگ بدر میں مسلمانوں کے مقابلے کے لیے گئے تو یہ لوگ انکے ساتھ ہوئے اور کفار کے ساتھ ہونا اور فرض ہجرت ترک کرنا اپنی جان پر ظلم کرنا ہے۔

☆......ومن یخرج من بیتہ ثم یدرکہ الموت ......☆ اس سے پہلی آیت جب نازل ہوئی تو جُندَع بنِ ضَمرَۃ لَیثی نے اس کو سنا یہ بہت بوڑھے شخص تھے کہنے لگے کہ میں مستثنیٰ لوگوں میں تو ہوں نہیں، کیونکہ میرے پاس اتنا مال ہے کہ جس سے میں مدینہ طیبہ ہجرت کر کے پہنچ سکتا ہوں، خدا کی قسم! مکہ مکرمہ میں اب ایک رات نہ ٹھہروں گا مجھے لے چلو، چنانچہ ان کو چارپائی پر لے کے چلے مقام تنعیم میں آ کر انکا انتقال ہوگیا، آخرِ وقت انہوں نے اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور کہا: "یارب! یہ تیرا اور یہ تیرے رسول کا میں اس پر بیعت کرتا ہوں جس پر تیرے رسول نے بیعت کی۔ یہ خبر پا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کاش وہ مدینہ پہنچتے تو انکا اجر کتنا بڑا ہوتا اور مشرک ہنسے اور کہنے لگے کہ جس مطلب کے لیے نکلے تھے وہ نہ ملا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

دین پر قائم رہنا ضروری ہے:

لے...... جو شخص کسی شہر میں اپنے دین پر قائم نہ رہ سکتا ہو اور یہ جانے کہ دوسری جگہ وہ اپنے فرائض دینی ادا کر سکے گا تو اس پر ہجرت واجب ہو جاتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے دین کی حفاظت کیلئے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوا اگرچہ ایک بالشت ہی کیوں نہ ہوا اسکے لیے جنت واجب ہوئی اور اسکو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رفاقت نصیب ہوگی۔ (خزائن العرفان حاشیہ نمبر ۲۶۸)

راہ خدا میں سفر کرنے کی برکت:

۲...... حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ''جو شخص اللہ عزوجل کی راہ میں نکلا اور مر گیا یا مارا گیا تو شہید ہے یا اسے اسکے گھوڑے یا اونٹ نے کچل دیا یا زہریلے جانور نے کاٹ لیا یا اپنے بستر پر ہی مر گیا یعنی اللہ عزوجل کے حکم سے جس طرح بھی مرے وہ شہید ہی ہے اور اسے جنت ملے گی'' (ابو داؤد، کتاب الجھاد ،باب فیمن مات غازیا، ص۴۶۸)

اغراض:

ونزل من جماعة: اس کا بیان شان نزول کے تحت گزر چکا ہے۔ فقتلوا: یعنی جنہیں فرشتوں نے موت کے گھاٹ اتارا تھا، خازن میں ہے کہ اللہ عزوجل نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کر لینے کے بعد ان میں سے کسی کے اسلام کو قبول نہ فرمایا یہاں تک کہ وہ ہجرت ہی کر لیں، پھر فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کر لینے کے حوالے سے ہجرت کا حکم منسوخ ہو گیا۔ الملائكة: مراد ملک الموت اور اس کے معاونین ہیں اور ان کی تعداد چھ ہے، ان میں سے تین مومنین کی روح اور تین کافروں کی روح قبض کرنے پر متعین ہیں، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس سے مراد صرف ملک الموت ہیں اور جمع کا صیغہ تعظیم کی وجہ سے ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ لفظ واحد کو جمع کے صیغہ سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ لھم موبخين: ظاہر یہ ہے کہ یہ قول ملائکہ کا بوقت قبض ارواح ہے، اور ملائکہ روح قبض کرنے کے وقت میں زجر و توبیخ کے طور پر یہ بات کہتے ہیں، نہ کہ قبض روح کے بعد کسی سے بھی۔ ای فی ای شیء کنتم: ابو حیان نے کہا کہ یعنی تم کس حالت میں تھے قوت میں یا ضعف میں۔ متعذرین: جھوٹ کے طور پر، اسی لئے اللہ عزوجل نے ان کے قول کو اپنے فرمان ﴿قالوا الم تکن﴾ سے جھوٹ کر دیا۔ فی الرزق: یعنی دین کے اظہار کے معاملے میں۔ فی الطريق: یعنی مقصد تک پہنچنے سے پہلے، اگر چہ یہ معاملہ (موت کا آجانا) گھر کے دروازے سے نکلنے سے پہلے ہو جیسا کہ جندع بن ضمرۃ لیثی کے ساتھ ہوا جس کا واقعہ ہم نے شان نزول کے تحت ذکر کر دیا ہے۔ (الجمل، ج۲، ص۱۰۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿واذا ضربتم﴾ سَافَرْتُمْ ﴿فی الارض فلیس علیکم جناح﴾ فِیْ ﴿ان تقصروا من الصلوة﴾ بِاَنْ تَرُدُّوْهَا مِنْ اَرْبَعٍ اِلَی اِثْنَتَیْنِ ﴿ان خفتم ان یفتنکم﴾ اَیْ یَنَالَکُمْ بِمَکْرُوْہٍ ﴿الذین کفروا﴾ بَیَانٌ لِلْوَاقِعِ اِذْ ذَاکَ فَلَا مَفْهُوْمَ لَه وَبَيَّنَتِ السُّنَّةُ اَنَّ الْمُرَادَ بِالسَّفَرِ الطَّوِیْلِ وَهُوَ اَرْبَعَةُ بُرُدٍ وَهِیَ مَرْحَلَتَانِ وَیُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهٖ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنَّهُ رُخْصَةٌ لَا وَاجِبٌ وَعَلَیْهِ الشَّافِعِیُّ ﴿ان الکفرین کانوا لکم عدوا مبینا (۱۰۱)﴾

بَيْنَ الْعَدَاوَةُ ﴿واذا كنت﴾ يَا مُحَمَّدُ ﷺ حَاضِرًا ﴿فيهم﴾ وَاَنْتُمْ تَخَافُوْنَ الْعَدُوَّ ﴿فاقمت لهم الصلوة﴾ وَهٰذَا جَرْىٌ عَلٰى عَادَةِ الْقُرْاٰنِ فِى الْخِطَابِ فَلَامَفْهُوْمَ له ﴿فلتقم طائفة منهم معك﴾ وَتَتَاَخَّرُ طَائِفَةٌ ﴿وليأخذوا﴾ اَيِ الطَّائِفَةُ الَّتِىْ قَامَتْ مَعَكَ ﴿اسلحتهم﴾ مَعَهُمْ ﴿فاذا سجدوا﴾ اَىْ صَلُّوْا ﴿فليكونوا﴾ اَيِ الطَّائِفَةُ الْاُخْرٰى ﴿من ورائكم﴾ يَحْرُسُوْنَ اِلٰى اَنْ تَقْضُوْا الصَّلٰوةَ وَتَذْهَبُ هٰذِهِ الطَّائِفَةُ تَحْرُسُ ﴿ولتات طائفة اخرى لم يصلوا فليصلوا معك وليأخذوا حذرهم واسلحتهم﴾ مَّعَهُمْ اِلٰى اَنْ يَّقْضُوا الصَّلٰوةَ، وَقَدْ فَعَلَ النَّبِىُّ ﷺ كَذٰلِكَ بِبَطْنِ نَخْلٍ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ ﴿ود الذين كفروا لو تغفلون﴾ اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ ﴿عن اسلحتكم وامتعتكم فيميلون عليكم ميلة واحدة﴾ بِاَنْ يَّحْمِلُوْا عَلَيْكُم فَيَاْخُذُوْكُمْ وَهٰذَا عِلَّةُ الْاَمْرِ بِاَخْذِ السِّلَاحِ ﴿ولا جناح عليكم ان كان بكم اذى من مطر او كنتم مرضى ان تضعوا اسلحتكم﴾ فَلَا تَحْمِلُوْهَا وَهٰذَا يُفِيْدُ اِيْجَابَ حَمْلِهَا عِنْدَ عَدَمِ الْعُذْرِ وَهُوَ اَحَدُ قَوْلَيِ الشَّافِعِيِّ وَالثَّانِىْ اَنَّهُ سُنَّةٌ وَّرَجَّحَ ﴿وخذوا حذركم﴾ مِّنَ الْعَدُوِّ اَىْ اِحْتَرِزُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ ﴿ان الله اعد للكفرين عذابا مهينا (۱۰۲)﴾ ذَا اِهَانَةٍ ﴿فاذا قضيتم الصلوة﴾ فَرَغْتُمْ مِّنْهَا ﴿فاذكروا الله﴾ بِالتَّهْلِيْلِ وَالتَّسْبِيْحِ ﴿قيما وقعودا وعلى جنوبكم﴾ مُضْطَجِعِيْنَ اَىْ فِىْ كُلِّ حَالٍ ﴿فاذا اطمانتم﴾ اَمِنْتُمْ ﴿فاقيموا الصلوة﴾ اَدُّوْهَا بِحُقُوْقِهَا ﴿ان الصلوة كانت على المؤمنين كتبا﴾ مَكْتُوْبًا اَىْ مَفْرُوْضًا ﴿موقوتا (۱۰۳)﴾ اَىْ مُقَدَّرًا وَقْتُهَا فَلَا تُؤَخِّرُ عَنْهُ وَنَزَلَ لَمَّا بَعَثَ ﷺ طَائِفَةً فِىْ طَلَبِ اَبِىْ سُفْيَانَ وَاَصْحَابِهِ لَمَّا رَجَعُوْا مِنْ اُحُدٍ فَشَكَوُا الْجِرَاحَاتِ ﴿ولا تهنوا﴾ تَضْعُفُوْا ﴿فى ابتغاء﴾ طَلَبِ ﴿القوم﴾ اَلْكُفَّارِ لِتُقَاتِلُوْهُمْ ﴿ان تكونوا تالمون﴾ تَجِدُوْنَ اَلَمَ الْجِرَاحِ ﴿فانهم يالمون كما تالمون﴾ اَىْ مِثْلُكُمْ وَلَا يَجْبُنُوْنَ عَلٰى قِتَالِكُمْ ﴿وترجون﴾ اَنْتُمْ ﴿من الله﴾ مِنَ النَّصْرِ وَالثَّوَابِ عَلَيْهِ ﴿ما لا يرجون﴾ هُمْ فَاَنْتُمْ تَزِيْدُوْنَ عَلَيْهِمْ بِذٰلِكَ فَيَنْبَغِىْ اَنْ تَكُوْنُوْا اَرْغَبَ مِنْهُمْ فِيْهِ ﴿وكان الله عليما﴾ بِكُلِّ شَىْءٍ ﴿حكيما (۱۰۴)﴾ فِىْ صُنْعِهٖ۔

﴿ترجمہ﴾

اور جب تم سفر کرو (ضربتم بمعنی سافرتم ہے) زمین میں تو تم پر گناہ نہیں (اس میں) کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو...... ۱
(اسطرح کہ چار رکعت کی بجائے دو رکعت پڑھو) اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تمہیں ایذاء دیں گے (یعنی کسی ناپسندیدہ معاملے میں مبتلا کر دیں

گے) کافر (ان خفتم یہ واقع کا بیان ہے، اسلئے کہ اس وقت ایسا ہی ہوتا تھا تو پھر اسکا مفہوم قابلِ اعتبار نہ ہوگا حالانکہ سنت سے یہ ثابت ہے کہ سفر سے مراد طویل سفر ہے جو چار فرسخ یعنی دو مرحلے کا ہو اور لیس علیکم جناح سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حکم رخصت ہے وجوبی نہیں، یہی امام شافعی کا مسلک ہے) بیشک کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں (جنکی دشمنی واضح ہے) اور جب تم (اے میرے محبوب ﷺ! تشریف فرما ہو) ان میں (اور دشمن کا خوف ہو) پھر نماز میں انکی امامت کرو (یہ کلام اسلوبِ قرآن کے مطابق ہے اسکے مفہوم کا اعتبار نہ ہوگا......یہ......) تو چاہیے کہ ان میں ایک جماعت تمہارے ساتھ ہو (اور دوسری دشمن سے نبرد آزما ہو) اور چاہیے کہ پکڑیں رہیں وہ (یعنی وہ لوگ جو آپکے ساتھ جماعت میں ہیں) اپنے اسلحٗ (اپنے ساتھ) پھر جب وہ سجدہ کرلیں (یعنی نماز پڑلیں) تو چاہیے کہ ہوجائیں (یعنی پہلی جماعت کے لوگ) تم سے پیچھے (وہ آپ لوگوں کی نماز مکمل ہوجانے تک مورچوں کی حفاظت ونگرانی کرتے رہیں اور یہ جماعت واپس جاکر مورچوں کی حفاظت ونگرانی کرے) اور اب دوسری جماعت آئے جو اس وقت تک نماز میں شریک نہ تھی اب وہ تمہارے مقتدی ہوں اور چاہیے کہ اپنی پناہ اور ہتھیار لیے رہیں......یہ......(اپنے ساتھ یہاں تک کہ نماز مکمل ہوجائے، نبی پاک ﷺ نے وادی نخل میں ایسا ہی کیا، اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے) اور کافروں کی تمنا ہے کہ کہیں تم غافل ہوجاؤ (نماز میں مشغول ہوکر) اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے کہ ایک دفعہ تم پر جھک پڑیں (یعنی یک بارگی حملہ آور ہوکر تمہیں پکڑلیں، ہتھیار ساتھ رکھنے کے حکم کی علت یہی ہے) اور تم پر مضائقہ نہیں اگر تمہیں مینھ کے سبب تکلیف ہو یا بیمار ہو کہ اپنے ہتھیار کھول رکھو (کہ ہتھیار نہ اٹھاؤ، یہاں سے معلوم ہوا کہ عدمِ عذر کی صورت میں ہتھیار اٹھانا واجب ہے اور یہ امام شافعی کا ایک قول ہے اور دوسرا قول سنت ہونے کا ہے جو کہ راجح ہے) اور اپنی پناہ لیے رہو (دشمنوں کے مقابلے میں یعنی ان سے اپنی استطاعت کے مطابق احتراز کرو) بیشک اللہ نے کافروں کے لیے خواری کا عذاب تیار کر رکھا ہے (مھین بمعنی اہانت والا ہے) اور جب تم نماز پڑھ چکو (قضیتم بمعنی فرغتم ہے) تو اللہ کی یاد کرو (تہلیل وتسبیح کے ذریعے) کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے (ہر حال میں) اور جب تم مطمئن ہوجاؤ (حالتِ امن میں ہو) تو نماز قائم کرو (اسکے کامل حقوق کے ساتھ) بیشک نماز مسلمانوں پر لکھی ہوئی (یعنی فرض کی گئی ہے، مکتوب بمعنی مفروضا ہے) وقت مقررہ پر (اس کا وقت مقرر ہے جو مؤخر نہیں ہوسکتا) یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب نبی پاک ﷺ نے مسلمانوں کے ایک گروہ کو ابوسفیان اور اسکی جماعت کی تلاش کیلئے بھیجنا چاہا جب وہ احد سے لوٹ رہے تھے تو صحابہ کرام ﷺ نے اپنے زخموں کی شکایت پیش کی) تو سستی (کمزوری) نہ دکھاؤ تلاش (طلب) میں قوم (کفار سے جنگ کرنے کیلئے) اگر تمہیں دکھ پہنچا ہے (یعنی اگر تمہیں زخموں کی تکلیف ہورہی ہے) تو انہیں بھی دکھ پہنچا ہے (تمہاری مثل اور وہ تم سے لڑنے میں بزدلی نہیں دکھا رہے) اور امید رکھتے ہو (تم) اللہ سے (مدد کی اور اس پر ثواب کمانے کی) جو وہ نہیں رکھتے (تو اسطرح تم ان سے بڑھ گئے ہو، لہٰذا جنگی مہم بھی تمہیں ان سے زیادہ مرغوب ہونی چاہیے) اور اللہ جانتا ہے (ہر چیز) حکمت والا (ہے اپنی صنعت میں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ﴾

و: استینافیہ، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، ضربتم فی الارض: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لیس: فعل ناقص، علیکم: ظرف مستقر خبر، جناح: موصوف، ان تقصروا من الصلوٰۃ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر صفت، اپنے موصوف سے ملکر اسم، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا ان الکفرین کانوا لکم عدوّا مبینا﴾

ان: شرطیہ، خفتم: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، یفتنکم: فعل بامفعول، الذین کفروا: موصول صلہ فاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، جزامحذوف فلیس علیکم جناح ان تقصروا کیلئے شرط، اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ، ان الکفرین: حرف مشبہ واسم، کانوا: فعل ناقص بااسم، لکم: ظرف مستقر حال مقدم، عدوا مبینا: ذوالحال، اپنے حال سے ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واذا کنت فیهم فاقمت لهم الصلوۃ فلتقم طائفۃ منهم معک ولیاخذوا اسلحتهم﴾

و: استنافیہ، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، کنت فیهم: فعل ناقص بااسم وخبر، جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فاقمت لهم الصلوۃ: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، ف: جزائیہ، لتقم: فعل امر، طائفۃ منهم: مرکب توصیفی فاعل، معک: ظرف، جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولیاخذوا اسلحتهم: فعل بافاعل ومفعول، جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاذا سجدوا فلیکونوا من ورائکم﴾

ف: عاطفہ، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، سجدوا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لیکونوا: فعل ناقص بااسم، من ورائکم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولتات طائفۃ اخری لم یصلوا فلیصلوا معک ولیاخذوا حذرهم واسلحتهم﴾

و: عاطفہ، لتات: فعل امر، طائفۃ: موصوف، اخری: صفت اول، لم یصلوا: صفت ثانی، اپنے موصوف سے ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ، معطوف اول فلیکونوا پر، ف: عاطفہ، لیصلوا معک: فعل امر بافاعل وظرف، ملکر معطوف علیہ ثانی، ولیاخذوا: فعل امر بافاعل، حذرهم واسلحتهم: معطوف، معطوف علیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثالث۔

﴿ودالذین کفروا لوتغفلون عن اسلحتکم وامتعتکم فیمیلون علیکم میلۃ واحدۃ﴾

ود: فعل، الذین کفروا: موصول صلہ، ملکر فاعل، لو: مصدریہ، تغفلون: فعل بافاعل، عن اسلحتکم ومتعتکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فیمیلون علیکم: فعل بافاعل وظرف لغو، میلۃ واحدۃ: مرکب توصیفی مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مفعول، ود فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ولاجناح علیکم ان کان بکم اذی من مطر او کنتم مرضی ان تضعوا اسلحتکم وخذوا حذرکم﴾

و: استنافیہ، لا: نفی جنس، جناح: موصوف، ان: مصدریہ، تضعوا اسلحتکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و خذوا حذرکم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مجرور بتقدیر فی، جار مجرور ملکر ظرف مستقر صفت، اپنے موصوف سے ملکر اسم، علیکم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: شرطیہ، کان بکم: فعل ناقص وظرف مستقر خبر مقدم، اذی: موصوف، من مطر: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر،

ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،او کنتم مرضی: فعل ناقص با اسم وخبر،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،ملکر، جزامحذوف فلاجناح علیکم کی شرط،اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان الله اعد للكفرين عذابا مهينا﴾

ان الله: حرف مشبہ واسم،اعد للكفرين عذابا مهينا: جملہ فعلیہ خبر ، ان اپنے اسم وخبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاذا قضيتم الصلوة فاذكروا الله قيما وقعودا وعلى جنوبكم﴾

ف: استینافیہ،اذا: متضمن بمعنی شرط،قضیتم الصلوة: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ،اذکروا: فعل واو ضمیر ذوالحال، قیما: حال اول ،وقعودا: حال ثانی ،وعلی جنوبکم: ظرف مستقر حال ثالث،اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل،الله: اسم جلالت مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاذا اطماننتم فاقيموا الصلوة﴾

ف: عاطفہ،اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط ،اطماننتم: فعل بافاعل،جملہ فعلیہ شرط ،فاقیموا الصلوة: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ جزا،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ماقبل اذاقضیتم پر معطوف ہے۔

﴿ان الصلوة كانت على المومنين كتبا موقوتا ولا تهنوا فى ابتغاء القوم﴾

ان الصلوة: حرف مشبہ واسم، کانت: فعل ناقص واسم، کتبا: موصوف ،علی المومنین: ظرف لغومقدم،موقوتا: اسم مفعول ونائب الفاعل وظرف لغومقدم،شبہ جملہ صفت،اپنے موصوف سے ملکر خبر، ان اپنے اسم وخبر،سے ملکر جملہ اسمیہ،و: استنافیہ، لاتهنوا فى ابتغاء القوم: فعل نہی بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان تكونوا تالمون فانهم يالمون كما تالمون وترجون من الله ما لا يرجون﴾

ان: شرطیہ،تکونوا: فعل ناقص بااسم،تالمون: فعل بافاعل، جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ،انھم :حرف مشبہ واسم ،یالمون: فعل بافاعل، کما تالمون: جارمجرور ظرف مستقر، اَلَمًا مصدر محذوف کی صفت،مرکب توصیفی مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،ترجون من الله: فعل بافاعل وظرف لغو،ما لا یرجون: موصول صلہ،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......واذا كنت فيهم فاقمت ......☆جہاد میں جب رسول ﷺ کو مشرکین نے دیکھا کہ آپ نے مع تمام اصحاب کے ظہر کی نماز باجماعت ادا فرمائی تو انہیں افسوس ہوا کہ انہوں نے اس وقت میں حملہ کیوں نہ کر دیا اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ کیا ہی اچھا موقع تھا بعضوں نے کہا کہ اسکے بعد ایک اور نماز ہے جو مسلمانوں کو اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ پیاری ہے یعنی نماز عصر، مسلمان

جب اس نماز کیلئے کھڑے ہوں تو پوری قوت سے حملہ کر کے انہیں قتل کر دو اس وقت حضرت جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے سید عالم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ نماز خوف ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے **واذا کنت فیھم** ......الخ.

☆......**ود الذین کفروا لو تغفلون عن اسلحتکم**......☆**غزوہ فقھر اعلاء** سے جب نبی پاک ﷺ فارغ ہوئے اور دشمن کے بہت آدمیوں کو گرفتار کیا اور اموال غنیمت ہاتھ آئے اور کوئی دشمن مقابل باقی نہ رہا تو حضور ﷺ قضائے حاجت کے لیے جنگل میں تنہا تشریف لے گئے تو دشمن کی جماعت میں سے حویرث بن حارث محاربی یہ خبر پا کر تلوار لیے ہوئے چھپا چھپا پہاڑ سے اترا اور اچانک حضرت کے پاس پہنچا اور تلوار کھینچ کر کہنے لگا: یا محمد ﷺ! اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا۔ حضور نے فرمایا: ''اللہ عزوجل''، اور دعا فرمائی جب ہی اس نے حضور پر تلوار چلانے کا ارادہ کیا اوندھے منہ گر پڑا اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی حضور نے وہ تلوار اٹھا کر فرمایا: ''تجھے کون بچائے گا''، کہنے لگا میرا بچانے والا کوئی نہیں ہے، فرمایا: ''**اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا رسول اللّٰہ** پڑھ تو تیری تلوار تجھے دے دوں گا''، اس نے اس سے انکار کر دیا اور کہا اسکی شہادت دیتا ہوں کہ میں کبھی آپ سے نہ لڑونگا اور زندگی بھر آپ کے کسی دشمن کی مدد نہ کرونگا آپ نے اسکی تلوار دے دی کہنے لگا: اے محمد ﷺ آپ مجھ سے بہت بہتر ہیں فرمایا: ''ہاں ہمارے لیے یہی سزاوار ہے''۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ہتھیار اور بچاؤ ساتھ رکھنے کا حکم دیا گیا۔

☆......**ولاتھنوا فی ابتغاء القوم**......احد کی جنگ سے جب ابوسفیان اور اسکے ساتھی واپس ہوئے تو رسول کریم ﷺ نے جو صحابہ احد میں حاضر ہوئے تھے انہیں مشرکین کے تعاقب میں جانے کا حکم دیا اصحاب زخمی تھے انہوں نے اپنے زخموں کی شکایت کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

مسافر کی تعریف:

۱......شرعا مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادے سے بستی سے نکلا۔ میل کے حساب سے اسکی مقدار ۵۷ میل ہے جو کہ کلومیٹر کے حساب سے ۹۲ کلومیٹر تقریباً ہے۔ (الفتاوی الرضویة مخرجہ، ج۸ ص ۲۴۳، ۲۷۰)

مسافر پر قصر کرنا یعنی چار رکعت والی نماز کو دو پڑھنا واجب ہے۔ مسافر محض نیت کرنے سے مسافر نہ ہوگا یہاں تک کہ سفر کا آغاز کر دے جبکہ مقیم محض نیت کرنے سے ہی مقیم ہو جائے گا۔ (الھندیة، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ المسافر، ج۱، ص ۱۵۳)

علامہ صاوی فرماتے ہیں کہ دو مرحلوں سے مراد دو دن کی راہ کا معتدل رفتار میں سفر طے کرنا ہے اور یہ سفر بوجھ لادے ہوئے اونٹ کے یومیہ بارہ گھنٹے چلنے کی رفتار کے اعتبار سے ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۵۹)

﴿فلامفھوم لہ......﴾

۲......صاحب جمل فرماتے ہیں کہ مراد اس سے یہ ہے کہ جب آپ ﷺ ان میں ہوں تو حکم یہ ہے جو بیان کیا اور جب ان میں نہ ہوں تو انکا امام یہ نماز قائم کرے نیز یہ فرمایا کہ یہ دستور قرآن کے مطابق خطاب ہے۔ دستور تین اقسام پر منقسم ہے (۱)......وہ قسم جو نبی ہی کیلئے درست ہے، (۲)......وہ قسم جو نبی کے علاوہ میں درست ہے، (۳)......وہ قسم جو دونوں کے لیے درست ہو۔ اور فلامفھوم لہ سے مراد یہ بھی ہے کہ قصر صلوۃ کے لئے خوف شرط نہیں، بلکہ امن کی حالت میں بھی قصر کرے۔ نبی

پاک ﷺ اوراصحاب غالب اوقات میں سفر میں قصر فرماتے، لہذا قصر دشمن کے خوف، کثرت مشرکین یا اہل حرب کیوجہ سے واجب نہیں ہوتی جیسا کہ صحیحین میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے مکہ اور مدینہ منورہ کے مابین سفر فرمایا، انہیں اللہ ﷻ کے علاوہ کوئی خوف نہ تھا لیکن دو دو رکعت پڑھتے تھے۔ (الجمل، ج۲، ص۱۱۳)

نماز خوف کا طریقہ:

سے......امام لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کردے۔ایک گروہ دشمن اسلام سے نبرد آزما ہے اور دوسرا امام کے پیچھے اس طرح کہ پہلی جماعت امام کے ساتھ ایک رکعت پوری کر کے دشمن کے مقابل جائے اور دوسری جماعت جو دشمن کے مقابل کھڑی تھی وہ آکر امام کے ساتھ دوسری رکعت پڑھے پھر فقط امام سلام پھیرے اور پہلی جماعت آکر دوسری رکعت بغیر قرأت کے پڑھے اور سلام پھیرے اور دشمن کے مقابل چلی جائے، پھر دوسری جماعت اپنی جگہ آکر ایک رکعت جو باقی رہی تھی اسکو قرأت کے ساتھ پورا کر کے سلام پھیرے کیونکہ یہ لوگ مسبوق ہیں اور پہلی لاحق۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سید عالم ﷺ سے اسی طرح نماز خوف ادا فرمانا مروی ہے۔حضور ﷺ کے بعد بھی صحابہ کرام نماز خوف پڑھتے رہے ہیں حالت خوف میں دشمن کے مقابل اس طرح اہتمام سے نماز پڑھنا،اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کس قدر ضروری ہے۔ (الهداية ،كتاب الصلوٰة،باب صلوٰة الخوف ، ج١،ص٤٠٤)

اگر چار رکعت والی نماز ہو تو دو دو رکعتوں کے بعد دونوں گروہ اپنی حالتیں تبدیل کریں یعنی پہلے پہلا گروہ امام کے ساتھ دو رکعتیں ادا کرے پھر دوسرا گروہ۔

اغراض:

سافرتم :یعنی تم طویل سفر کرو،امام شافعی کے نزدیک اس کی کم از کم مقدار چار برد یعنی چار فراسخ ہے،ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے،ایک میل چھ ہزار ذراع کا،اور ایک ذراع چھتیس ٣٦ اصابع یعنی انگشان ہے،ایک اصبع چھ شعیرات،اور ایک شعیرۃ بر ذون کے شعیرات میں کا ایک شعیرۃ ہے،اور اسی طرح امام مالک کا نظریہ ہے،المختصر۔**بان تردوها من اربع الى اثنتين** :یہ تین اقوال میں کا ایک قول ہے،اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا نماز کامل فرض ہوئی تھی پھر سفر میں ناقص ہوگئی اور حضر میں اپنے حال پر باقی رہی یا سفر میں ناقص فرض ہوئی اور حضر میں زیادتی ہوئی،ایک قول یہ کیا گیا ہے سفر و حضر ہر ایک میں مستقل فرض ہوئی۔**بیان للواقع**: یعنی ان خفتم الخ کے واقع کا بیان ہے یعنی سید عالم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کرام علیہم الرضوان کے غالب سفر اس وقت مشرکین کی کثیر تعداد ہونے کی وجہ سے خوف سے خالی نہ ہوا کرتے تھے۔

انه رخصة:یعنی جائز ہے جب کہ سفر تین مرحلوں کو نہ پہنچے،مگر یہ کہ سفر پر جانے والے کے لئے قصر افضل ہے برخلاف امام اعظم رضی اللہ عنہ کے کہ ان کے نزدیک واجب ہے اور امام مالک کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔**اذا كنت فيهم**: نماز خوف کے طریقے کا بیان کرنا مقصود ہے جسے ہم ماقبل ذکر کر چکے لہذا دوبارہ ذکر کرنے کی حاجت نہیں رہتی،وہیں ملاحظہ فرمائیں۔**عدواً مبيناً**: یہ لفظ مذکر،مؤنث،جمع اور تثنیہ سب پر بولا جاتا ہے۔**ببطن نخل** :اس کا سبب یہ بنا کہ سید عالم ﷺ نے اپنے اصحاب کرام علیہم الرضوان کے ساتھ ظہر کی نماز اکھٹی ادا فرمائی،مشرکین اس بات پر متنبہ ہوئے اور بولے کہ ہم ان پر نماز کے اوقات میں کامیابی پاسکتے ہیں اور مشرکین اس معاملے میں سخت ونگین ہوگئے،حضرت جبرئیل امین سید عالم ﷺ کے پاس آیت لے کر نازل ہوئے اور انہیں نماز عصر باری باری سے پڑھنے

کے بارے میں ارشاد فرمایا، مفسر اس آیت کے بارے میں اس جانب گئے ہیں کہ یہ نماز وادیٔ نخل میں ہوئی جو کہ نجد سے غطفان کی جانب ہے، اس کے اور مدینہ کے مابین دو دن کی مسافت کا فاصلہ ہے، بعض نے کہا کہ نماز غطفان کی وادی میں ہوئی تھی جب کہ بعض نے کہا کہ یہ نماز ذات رقاع کے مقام پر ہوئی تھی۔ بالتهليل و التسبيح: مراد تحمید و تکبیر ہے۔ فی كل حال: اس سے مراد ﴿قياما وقعودا وعلى جنوبكم﴾ وغیرہ حالتیں مراد ہیں۔ طائفة: مراد چھ سو تیس مخلص مومنین ہیں۔

لما بعث: مناسب ہے کہ یہ کہا جائے کہ جب سید عالم ﷺ نکلے اور اس نکلنے سے ابو سفیان اور اس کے ساتھیوں کا ارادہ کیا۔ لما رجعوا: ابو سفیان اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس پلٹ گیا اور جنگ نہ کی، اس کا بیان ماقبل رکوعات میں ہو چکا ہے۔ و لا یجبنوا: مناسب خیال ہوتا ہے کہ یجبنون کہا جائے، مگر نون کو خفت کے لئے حذف کرنا بھی مناسب ہے۔ و الثواب عليه: یعنی جہاد پر، کہ تم اللہ کی راہ میں لڑتے ہو، اور وہ شیطان کی راہ میں، پس تم ان پر شجاعت اور بہادری کے اعتبار سے زیادہ حق دار ہو۔

(الصاوی، ج۲، ص۵۸ وغیرہ)

فی الخطاب: یعنی سید عالم ﷺ کے لئے، اس خطاب میں ان لوگوں کا رد کرنے کی جانب اشارہ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ نماز خوف سید عالم ﷺ کے وفات ظاہری کے بعد نہیں ہو سکتی اس لئے کہ اس کے پائے جانے کے لئے سید عالم ﷺ کا ہونا شرط تھا کہ سید عالم ﷺ نے اس نماز کو قائم فرمایا تھا۔

(الجمل، ج۲، ص۱۱۳)

رکوع نمبر: ۱۳

وَسَرَقَ طُعْمَةُ بْنُ اُبَيْرِقٍ دِرْعًا وَّخَبَاهَا عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ فَوُجِدَتْ عِنْدَهٗ فَرَمَاهُ طُعْمَةُ بِهَا وَحَلَفَ اَنَّهٗ مَا سَرَقَهَا فَسَاَلَ قَوْمُهُ النَّبِيَّ ﷺ اَنْ يُّجَادِلَ عَنْهُ وَيُبَرِّئَهٗ فَنَزَلَ ﴿انا انزلنا اليك الكتب﴾ اَلْقُرْاٰنَ ﴿بالحق﴾ مُتَعَلِّقٌ بِاَنْزَلَ ﴿لتحكم بين الناس بما ارىك﴾ اَعْلَمَكَ ﴿الله﴾ فِيْهِ ﴿ولا تكن للخائنين﴾ كَطُعْمَةَ ﴿خصيما (۱۰۵)﴾ مُخَاصِمًا عَنْهُمْ ﴿واستغفر الله﴾ مِمَّا هَمَمْتَ بِهٖ ﴿ان الله كان غفورا رحيما (۱۰۶)﴾ ﴿ولا تجادل عن الذين يختانون انفسهم﴾ يَخُوْنُوْنَهَا بِالْمَعَاصِيْ لِاَنَّ وَبَالَ خِيَانَتِهِمْ عَلَيْهِمْ ﴿ان الله لا يحب من كان خوانا﴾ كَثِيْرَ الْخِيَانَةِ ﴿اثيما (۱۰۷)﴾ اَيْ يُعَاقِبُهٗ ﴿يستخفون﴾ اَيْ طُعْمَةُ وَقَوْمُهٗ حَيَاءً ﴿من الناس ولا يستخفون من الله وهو معهم﴾ بِعِلْمِهٖ ﴿اذ يبيتون﴾ يُضْمِرُوْنَ ﴿ما لا يرضى من القول﴾ مِنْ عَزْمِهِمْ عَلَى الْحَلْفِ عَلٰى نَفْيِ السَّرِقَةِ وَرَمْيِ الْيَهُوْدِيِّ بِهَا ﴿وكان الله بما يعملون محيطا (۱۰۸)﴾ عِلْمًا ﴿هانتم﴾ يَا ﴿هؤلاء﴾ خِطَابٌ لِقَوْمِ طُعْمَةَ ﴿جادلتم﴾ خَاصَمْتُمْ ﴿عنهم﴾ اَيْ عَنْ طُعْمَةَ وَذَوِيْهِ وَقُرِئَ عَنْهُ ﴿في الحيوة الدنيا فمن يجادل الله عنهم يوم القيمة﴾ اِذَا عَذَّبَهُمْ ﴿ام من يكون عليهم وكيلا (۱۰۹)﴾ يَتَوَلّٰى اَمْرَهُمْ وَيَذُبُّ عَنْهُمْ اَيْ لَا اَحَدَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ﴿ومن يعمل سوء﴾ ذَنْبًا يَّسُوْءُ بِهٖ غَيْرَهٗ

كَرَمْي طُعْمَةَ الْيَهُوْدِىَّ ﴿اويظلم نفسه﴾ بِعَمَلٍ ذَنباًقَاصِراً عَلَيْهِ ﴿ثم يستغفر الله﴾ مِنْهُ اَىْ يَتُبْ ﴿يجد الله غفورا﴾ لَهٗ ﴿رحيما (۱۱۰)﴾ بِهٖ ﴿ومن يكسب اثما﴾ ذَنْبًا ﴿فانما يكسبه على نفسه﴾ لِاَنَّ وَبَالَهٗ عَلَيْهَا وَلَا يَضُرُّ غَيْرَهٗ ﴿وكان الله عليما حكيما (۱۱۱)﴾ فِىْ صُنْعِهٖ ﴿ومن يكسب خطيئة﴾ ذَنْبًا صَغِيْرًا ﴿او اثما﴾ ذَنْبًا كَبِيْرًا ﴿ثم يرم به بريئا﴾ مِنْهُ ﴿فقد احتمل﴾ تَحَمَّلَ ﴿بهتانا﴾ بِرَمْيِهٖ ﴿واثما مبينا (۱۱۲)﴾ بَيِّنًا بِكَسْبِهٖ۔

﴿ترجمہ﴾

(طعمہ بن ابیرق نے زرہ چرا کر ایک یہودی کے پاس چھپادی، اور وہ زرہ یہودی کے پاس پائی گئی تو طعمہ نے اس یہودی پر چوری کا الزام لگایا اور طعمہ نے اس بات پر قسم اٹھالی کہ اس نے چوری نہیں کی، طعمہ کی قوم نے نبی پاک ﷺ سے اس یہودی سے جھگڑنے اور طعمہ کو آزاد کرنے کا مطالبہ کیا تو اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی) اے محبوب! بیشک ہم نے تمہاری طرف کتاب اتاری (یعنی قرآن) سچی (لفظ بالحق، انزلناہ کے متعلق ہے) کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو......ا......جس طرح تمہیں دکھائے (یعنی آگاہ فرمائے، یہاں اری بمعنی اعلم ہے) اللہ (اس مسئلہ کے بارے میں) اور دغا والوں (جیسا کہ طعمہ ہے) کی طرف سے نہ جھگڑو (یعنی ایسے افراد کی جانب سے جھگڑا نہ کرو) اور اللہ سے معافی چاہو (جو آپ نے اس بارے میں ارادہ کیا تھا) بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور انکی طرف سے نہ جھگڑو جو اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے ہیں (گناہ کر کے خیانت کے مرتکب ہوتے ہیں کیونکہ انکی خیانت کا وبال انکے ہی سر ہو گا) بیشک اللہ نہیں چاہتا کسی بڑے دغاباز (زیادہ خیانت کرنے والے) گناہگار کو (یعنی وہ اسے سزا دیگا) چھپتے ہیں (یعنی حیا کرتے ہوئے طعمہ اور اسکی قوم) لوگوں سے اور اللہ سے نہیں چھپتے اور اللہ انکے پاس ہے (اپنے علم کے اعتبار سے) جب دل میں تجویز کرتے ہیں (یعنی چھپاتے ہیں) وہ بات جو اللہ کو ناپسند ہے (یعنی انکا چوری نہ کرنے پر قسم اٹھالینا اور یہودی پر الزام لگانے کا عزم کرنا اللہ کو ناپسند ہے) اور اللہ انکے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے (باعتبارِ علم کے) خبردار تم (اے) وہ لوگو (یہاں طعمہ کی قوم سے خطاب ہے) جھگڑا کیا تم نے (جادلتم بمعنی خاصمتم ہے) انکی طرف سے (یعنی طعمہ اور اسکے حامیوں کی طرف سے، ایک قرأت میں عنھم کے بجائے لفظ عنہ ہے) دنیا کی زندگی میں تو انکی طرف سے کون جھگڑے گا اللہ سے قیامت کے دن (جب وہ انہیں عذاب کرے گا) یا کون انکا وکیل ہوگا (انکے کام کی ذمہ داری لیگا اور ان کی طرف سے مدافعت کرے گا یعنی ایسا کرنے والا کوئی بھی نہ ہوگا) اور جو برائی کرے (یعنی ایسا گناہ کرے جس سے دوسرے کو تکلیف پہنچتی ہو جیسے طعمہ کا یہودی پر الزام لگانا) یا اپنی جان پر ظلم کرے (گناہ کرنے کے بعد اس پر اصرار کرے) پھر اللہ سے بخشش چاہے (یعنی توبہ کرے اس گناہ سے) اللہ کو بخشنے والا پائے گا (اپنے لیے) مہربان پائے گا......۲......(اپنے ساتھ) اور جو گناہ کمائے (اثما بمعنی ذنبا ہے) تو اسکی کمائی اسکی جان پر پڑے (اسلئے کہ اسکا وبال اسی پر ہے کسی دوسرے پر نقصان نہ ہوگا) اور اللہ علم و حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) اور جو کوئی خطا (یعنی گناہ صغیرہ) یا (کبیرہ گناہ) کمائے پھر اسے کسی بے گناہ پر تھوپ دے تو اس نے ضرور اٹھالیا (احتمل بمعنی تحمل ہے) بہتان (تہمت لگا کر) اور کھلا گناہ (یعنی اپنے اس فعل سے اس نے کھلا گناہ کیا ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿انا انزلنا الیک الکتب بالحق لتحکم بین الناس بما ارٰک اللہ﴾

انا: حرف مشبہ واسم، انزلنا الیک: فعل بافاعل وظرف لغو، الکتب: ذوالحال، بالحق: حال، ملکر مفعول، لام: جار، تحکم بین الناس: فعل بافاعل وظرف، بما ارٰک اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ان، اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تکن للخائنین خصیما واستغفر اللہ ان اللہ کان غفورا رحیما﴾

و: مستانفہ، لا تکن: فعل ناقص باسم، للخائنین: ظرف لغو مقدم، خصیما: اسم فاعل اپنے ھو ضمیر فاعل وظرف لغو مقدم سے ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و استغفروا اللہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر جملہ فعلیہ معطوفہ، ان اللہ کان...... الخ: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولاتجادل عن الذین یختانون انفسھم ان اللہ لایحب من کان خوانا اثیما﴾

و: عاطفہ، لاتجادل: فعل بافاعل، عن: جار، الذین: موصول، یختانون انفسھم: جملہ فعلیہ صلہ، اپنے موصول سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، لایحب: فعل بافاعل، من: موصولہ، کان خوانا اثیما: فعل ناقص بااسم ومرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، اپنے موصول سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یستخفون من الناس ولایستخفون من اللہ وھومعھم اذ یبیتون مالا یرضی من القول﴾

یستخفون من الناس: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لایستخفون: فعل بافاعل، من: جار، اللہ: اسم جلالت ذوالحال، وھو معھم: جملہ اسمیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، اذ: ظرفیہ مضاف، یبیتون: فعل بافاعل، ما لا یرضی: موصول صلہ ملکر ذوالحال، عن القول: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر مرکب اضافی ہوکر ظرف، لایستخفون فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکان اللہ بما یعملون محیطا ھانتم ھؤلاء جادلتم عنھم فی الحیوۃ الدنیا﴾

و: مستانفہ، کان اللہ: فعل ناقص بااسم، بمایعملون: جارمجرور ظرف لغو مقدم، محیطا: اسم فاعل اپنے ھو ضمیر فاعل وظرف لغو مقدم سے ملکر شبہ جملہ خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ، ھا: حرف تنبیہ، انتم: مبتدا، ھولاء: خبر اول، جادلتم: فعل تم ضمیر ذوالحال، فی الحیوۃ الدنیا: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، عنھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر ثانی، مبتدا اپنی خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فمن یجادل اللہ عنھم یوم القیمۃ ام من یکون علیھم وکیلا﴾

ف: عاطفہ، من: استفہامیہ مبتدا، یجادل: فعل ھو ضمیر ذوالحال، یوم القیمۃ: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل،

الـلّٰـه: اسم جلالت مفعول، عـنـهـم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ معطوف اول ماقبل هـانـتـم هؤلاء پر، ام: عاطفہ، من: استفہامیہ مبتدا، یـکـون: فعل ناقص با اسم، عـلـیـهـم و کیلا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ معطوف ثانی ماقبل هانتم هؤلاء پر۔

﴿ومن یعمل سوء ا او یظلم نفسه ثم یستغفر الله یجد الله غفورا رحیما﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یعمل سوء ا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او یـظلم نفسه: جملہ فعلیہ معطوف اول، ثـم یستغفر اللّٰه: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر شرط، یـجد اللّٰه: فعل با فاعل ومفعول، غفورا: مفعول ثانی، رحیما: مفعول ثالث، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یکسب اثما فانما یکسبه علی نفسه و کان الله علیما حکیما﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یـکـسـب اثـمـا: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انـمـا: حرف مشبہ اور ما کافہ، یـکـسـبـه عـلـی نفسـه: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، جملہ فعلیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ، و کان اللّٰه علیما حکیما: اسکی ترکیب ماقبل گزر چکی۔

﴿ومن یکسب خطیئة او اثما ثم یرم به بریئا فقد احتمل بهتانا و اثما مبینا﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یکسب: فعل با فاعل، خطیئة او اثما: معطوف علیہ، معطوف ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علی، ثم: عاطفہ، یـرم بـه بـریـئـا: فعل با فاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، ف: جزائیہ، قد تحقیقیہ، احـتـمـل: فعل با فاعل، بهتـانـا و اثـمـا مبینا: معطوف علیہ، معطوف ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......انا انزلنا الیک الکتب بالحق ......☆ انصار کے قبیلہ بنی ظفر کے ایک شخص طعمہ بن ابیرق نے اپنے ہمسایہ قتادہ بن نعمان کی زرہ چرا کر آٹے کی بوری میں زید بن سمین یہودی کے یہاں چھپائی۔ جب زرہ کی تلاش ہوئی اور طعمہ پر شبہ کیا گیا تو وہ انکار کر گیا اور قسم کھا گیا، بوری پھٹی ہوئی تھی اور آٹا اس میں سے گرتا جاتا تھا، اسکے نشان سے لوگ یہودی کے مکان تک پہنچے اور بوری وہاں پائی گئی۔ یہودی نے کہا طعمہ اسکے پاس رکھ گیا ہے اور یہودی کی ایک جماعت نے اسکی گواہی دی اور طعمہ کی قوم بنی ظفر نے یہ عزم کر لیا کہ یہودی کو چور بتائیں گے اور اس پر قسم کھالیں گے تاکہ قوم رسوانہ ہو اور انکی خواہش تھی کہ رسول کریم ﷺ طعمہ کو بری کر دیں اور یہودی کو سزا دیں، اسی لیے انہوں نے حضور کے سامنے طعمہ کے موافق اور یہودی کے خلاف جھوٹی گواہی دی اور اس گواہی پر کوئی جرح وقدح نہ ہوئی۔

تشریح توضیح و اغراض

اجتہاد کی دلیل:

۱۔۔۔۔۔اس آیت مبارکہ میں یہ دلیل موجود ہے کہ نبی پاک ﷺ ظن پر عمل نہیں کرتے تھے لیکن نبی پاک ﷺ سے اجتہاد کی نفی نہیں کی جاتی کیونکہ نبی پاک ﷺ کو جب اجتہاد کیساتھ ظن حاصل ہوا۔ پھر اللہ ﷻ نے اسے اسی حال پر رہنے دیا اور آپ کو خطا پر مطلع نہ کیا تو آپ ﷺ کو یقیناً یہ معلوم ہو گیا کہ یہی حق ہے۔ مجتہد کا معاملہ مختلف ہے۔ اسی مضمون کی تائید وہ حدیث بھی کرتی ہے کو عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اس کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ ﷻ نے آپ کو سکھایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھہر جا یہ تو صرف نبی پاک ﷺ کا خاصہ ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ حکم عام ہو، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مجتہد کے پاس دلیل ظنی یعنی خبر واحد یا قیاس سے حکم ظاہر ہو جائے تو اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ یہ دلائل قطعیہ قرآن، سنت اور اجماع سے ثابت ہیں۔ مجتہد کے نزدیک اپنے اجتہاد کے خلاف دلیل راجح ظاہر نہ ہو تو پوری کوشش کرنے کے بعد مجتہد کے نزدیک حکم ظنی واجب العمل ہوگا۔ اگرچہ مجتہد کو یہ معلوم نہ ہو کہ امر حقیقت بھی اسی طرح ہے۔ شیخ ابو منصور علیہ الرحمہ نے کہا آیت کا معنی یہ ہے کہ نازل شدہ اصول میں اللہ ﷻ نے جو نظر و فکر کا تجھے الہام کیا ہے اس کے مطابق فیصلہ کرو فرمایا اس میں آپ کے لیے اجتہاد کے جواز کی دلیل موجود ہے۔

(المظهری، ج۲ ص ۲۱۴)

تبیان القرآن ج۲ ص۷۹۱ پر ہے کہ حضور ﷺ نے غزوہ تبوک میں منافقین کے جھوٹے اعذار کو قبول کیا اور ان کے لئے استغفار کیا، اس میں امت کے لئے نمونہ ہے کہ تم ظاہر حال کو دیکھ کر فیصلہ کرو اور باطن کو اللہ کے سپرد کر دو۔ بخاری میں ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا، میں نے عبداللہ بن ابی کو یہ کہتے سنا کہ "جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہیں ان پر خرچ نہ کرو حتی کہ وہ سب منتشر ہو جائیں" (المنافقون:۷) اور یہ کہتے ہوئے سنا کہ "اگر اب ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے تو ضرور عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال دے گا" (المنافقون:۸) میں نے اس بات کا ذکر اپنے چچا سے کیا انہوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں یہ تذکرہ کر دیا، حضور ﷺ نے منافقین کو بلا کر پوچھا تو انہوں نے قسمیں اٹھالیں کہ انہوں نے اس قسم کی کوئی بات نہ کہی ہے سید عالم ﷺ نے ان کی تصدیق کر دی اور میری تکذیب فرما دی مجھے بہت دکھ ہوا کہ ایسا کبھی دکھ نہ ہوا تھا۔ بعد میں قرآن مجید کی متذکرہ بالا دونوں آیات نازل ہوئیں اور منافقین کا حال منکشف ہوا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور ﷺ اکثر و بیشتر ظاہر دلیل کے مطابق اپنے اجتہاد سے فیصلہ فرمایا کرتے تھے تاکہ آپکی زندگی میں یہ نمونہ قائم ہو جائے کہ مقدمات کے فیصلہ میں ظاہر حال اور ظاہر حجت کا اعتبار ہوتا ہے۔

اللہ ﷻ کی بے نیازی:

۲۔۔۔۔۔انسان اپنے گناہوں سے اللہ رب العالمین کی ذاتِ ستودہ صفات کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس نظریے کا بیان اللہ ﷻ نے اپنے پاک کلام میں کئی مقامات پر فرمایا ہے چنانچہ اس رکوع میں اللہ ﷻ نے اس طرح بیان فرمایا کہ جو کوئی برائی یا اپنی جان پر ظلم کرے اور پھر اللہ ﷻ سے بخشش مانگے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔ لہذا ضروری امر یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال کو درست

کرے اور اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کرتا رہے یہی ایک مسلمان کا مقصد حیات ہونا چاہیے۔

اغراض:

وخباھا: یعنی زرہ چھپادی، اس لئے کہ لوہے کی زرہ مؤنث ہوتی ہے اور عورت کی کُرتی یعنی اس کی قمیص کو بھی زرہ کہتے ہیں، اور خبأ باب قطع سے ہے جیسا کہ مصباح میں ہے۔ عند یھودی: یعنی زرہ یہودی کے پاس بطور امانت رکھوادی جیسا کہ کازرونی میں ہے۔ فوجدت عندہ: یعنی اس زرع کی تفتیش ہونے پر طعمہ نے حلفیہ کہا کہ اس نے نہیں چُرائی۔ ان یجادل عنہ: یعنی طعمہ سے جھگڑا ہوا۔ مماھممت بہ: یعنی یہودی کے بارے میں ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ لوگوں کی شہادتوں کے باعث کیا گیا، یہ گناہ صورۃً ہے یا سردار کے گناہ کے بارے میں غلام سے باز پرس ہونے کے قبیل سے ہے۔ ای یعاقبہ: یعنی اس کی تفسیر محبت کا نہ پایا جانا ہے، اور یہ اس لئے کہ رسول کی رسالت کے باطل ہونے کی طلب اور اس کے بارے میں جھوٹ کا اظہار کرنا، کفر ہے۔ حیاء: یعنی طعمہ اور اس کی قوم گناہ کے نقصان کا خوف کرتی ہیں۔ بعلمہ: اس جملے میں اشارہ ہے کہ طعمہ کی قوم کے لئے اللہ سے کوئی بات چھپانے کا کوئی راستہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ قبیح چیزوں کو ترک کردے، اس لئے کہ اللہ ﷻ سے کوئی بات چھپانا محال ہے اس کے پاس ہر ظاہر اور چھپی بات عیاں ہے، پس یہ حیاء سے بطور مجاز ہے۔ یضمرون: یہ معنی یعنی یضمرون سے یہاں وضاحت مراد ہے اور اگر اصل تبیین بھی مراد ہو تو اس کا معنی راتوں رات کسی معاملے کی تدبیر کرنا ہے۔ وقری: ابن ابی کعب کے نزدیک شاذ ہے۔ ای لا احد: اشارہ ہے کہ دونوں جگہوں پر استفہام انکاری بمعنی نفی مراد ہے۔ (الجمل، ج۲، ص ۱۱۷ وغیرہ)

ای یتب: یعنی سچی توبہ بمع اس کی شرائط کے کرے، گناہ پر اصرار کرتے ہوئے محض زبانی استغفار کافی نہیں ہے اس لئے کہ یہ کاذبین یعنی جھوٹے لوگوں کی توبہ ہے۔ ذنباً: اثماً کے متعلق ہے یا اس کے علاوہ کے۔

ولا یضر غیرہ: اگر کوئی یہ کہے کہ طعمہ کی معصیت کا نقصان اس کی قوم کو بھی پہنچے گا تو میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ قوم کو نقصان ان کے کسب کی وجہ سے پہنچے گا، ان کا طعمہ کی مدد کرنے کی وجہ سے پہنچے گا، اور اس کے ساتھ مل کر جھوٹی گواہی دینے کی وجہ سے پہنچے گا، اور جھوٹا حلف اٹھانے کے عزم کی وجہ سے پہنچے گا۔ (الصاوی، ج۲، ص ٦٢ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿ولولا فضل اللہ علیک﴾ یَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿ورحمتہ﴾ بِالْعِصْمَةِ ﴿لھمت﴾ اَضْمَرَتْ ﴿طائفۃ منھم﴾ مِنْ قَوْمِ طُعْمَةِ ﴿ان یضلوک﴾ عَنِ الْقَضَاءِ بِالْحَقِّ بِتَلْبِيْسِهِمْ عَلَيْکَ ﴿وما یضلون الا انفسھم وما یضرونک من﴾ زَائِدَةٌ ﴿شیء﴾ لِاَنَّ وَبَالَ اِضْلَالِهِمْ عَلَيْهِمْ ﴿وانزل اللہ علیک الکتب﴾ اَلْقُرْاٰنَ ﴿والحکمۃ﴾ مَا فِيْهِ مِنَ الْاَحْكَامِ ﴿وعلمک ما لم تکن تعلم﴾ مِنَ الْاَحْكَامِ وَالْغَيْبِ ﴿وکان فضل اللہ علیک﴾ بِذٰلِکَ وَغَيْرِهٖ ﴿عظیما(۱۱۳) لا خیر فی کثیر من نجوھم﴾ اَیِ النَّاسِ اَیْ مَا يَتَنَاجَوْنَ فِيْهِ وَيَتَحَدَّثُوْنَ ﴿الا﴾ نَجْوٰی ﴿من امر بصدقۃ او معروف﴾ عَمَلِ بِرٍّ ﴿او اصلاح بین الناس ومن یفعل ذلک﴾ اَلْمَذْكُوْرَ ﴿ابتغاء﴾ طَلَبَ ﴿مرضات اللہ﴾ لَا غَيْرَهٗ مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْيَا ﴿فسوف نؤتیہ﴾ بِالنُّوْنِ

وَالْیَاءِ اَیِ اللّٰہُ ﴿اجرا عظیما (۱۱۴) ومن یشاقق﴾ یُخَالِفِ ﴿الرسول﴾ فِیْمَا جَاءَ بِہٖ مِنَ الْحَقِّ ﴿من بعد ما تبین لہ الھدی﴾ ظَھَرَ لَہُ الْحَقُّ بِالْمُعْجِزَاتِ ﴿ویتبع﴾ طَرِیْقًا ﴿غیر سبیل المؤمنین﴾ اَیْ طَرِیْقَھُمُ الَّذِیْ ھُمْ عَلَیْہِ مِنَ الدِّیْنِ، بِاَنْ یَّکْفُرَ ﴿نولہ ما تولی﴾ نَجْعَلُہُ وَالِیًا لِمَا تَوَلَّاہُ مِنَ الضَّلَالِ بِاَنْ نُخَلِّیَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَہٗ فِی الدُّنْیَا ﴿ونصلہ﴾ نُدْخِلُہُ فِی الْاٰخِرَۃِ ﴿جھنم﴾ لِیَحْتَرِقَ فِیْھَا ﴿وساءت مصیرا (۱۱۵)﴾ مَرْجِعًا ھِیَ۔

﴿ترجمہ﴾

اور (یاد کرو محمد ﷺ) اگر اللہ کا فضل ورحمت (آپ ﷺ کو عصمت عطا فرمانے کی صورت میں) نہ ہوتا تو ارادہ کرلیا تھا ان میں سے ایک گروہ نے (یعنی قوم طعمہ نے) کہ وہ تمہیں دھوکہ دیں (حق فیصلہ کرنے سے، آپ پر حق کو مشتبہ کرکے) اور وہ دھوکہ نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور تمہارا ابگاڑ نہ سکیں گے (مــن زائدہ ہے) کچھ بھی (کیونکہ ان کے گمراہ کرنے کا وبال انہی پر ہے) اور اللہ نے تم پر کتاب (قرآن) اور حکمت (یعنی جو کچھ اس میں احکام موجود ہیں) اتارے اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے......۱......(احکام اور غیب) اور اللہ کا تم پر فضل ہے (اس معاملے اور دیگر امور میں) بڑا، انکے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں (یعنی ان لوگوں کی پوشیدہ سرگوشیوں اور باہمی بات چیت میں) مگر (اسکی سرگوشی میں بھلائی میں ہے) جو حکم دے خیرات اور اچھی بات (یعنی اچھے عمل کا) اور لوگوں میں صلح کرنے کا اور جو ایسا (یعنی مذکورہ فعل) کرے تلاش (یعنی طلب) کرنے کیلئے اللہ کی رضا (نہ کہ اسکے علاوہ کسی دوسرے امور دنیا کی خاطر تو) عنقریب ہم اسے دینگے (نــوتیــہ میں دولغتیں ہیں نون اور یاء دونوں کے ساتھ، دونوں صورتوں میں فاعل باری ﷻ ہے) بڑا اجر اور جو خلاف (یشاقق بمعنی یخالف ہے) کرے رسول کی (اس حق کے بارے میں جو وہ لائے) بعد اسکے کہ حق راستہ ان پر کھل گیا (معجزات کے سبب حق ان پر ظاہر ہو گیا) اور پیروی کرے (اس راستے کی) جو مسلمانوں کی راہ سے جدا ہو......۲......(یعنی کافروں کے طریقوں کی پیروی کرے اسطرح کہ کفر کا ارتکاب کرے) تو چھوڑ دیں گے ہم اسے اس کی راہ پر (جس گمراہی کو اس نے اختیار کیا ہم اسے اس کا والی بنا دینگے، اسطرح کہ ہم دنیا میں اس کے اور اس کی اختیار کردہ گمراہی میں کوئی آڑ باقی نہ رکھیں گے) اور پہنچائینگے ہم اسے (یعنی داخل کریں گے اسے آخرت میں) جہنم میں (کہ وہ اس میں جلے) اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی (مصیرا بمعنی مرجعا ہے اور مخصوص بالذم ھی ضمیر محذوف ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولولا فضل اللہ علیک ورحمتہ لھمت طائفۃ منھم ان یضلوک ومایضلون الاانفسھم﴾

و: مستانفہ، لولا: حرف شرط، فضل: مصدر مضاف، اللہ: اسم جلالت فاعل مضاف الیہ، علیک: ظرف لغو، یہ سب ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ، و رحمتہ: معطوف، ملکر خبر محذوف موجود کیلئے مبتدا، اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ شرطیہ، لام: تاکیدیہ، ھمت: فعل، طائفۃ منھم: مرکب توصیفی ذوالحال، و: حالیہ، مایضلون: فعل واو ضمیر فاعل، الا: اداۃ حصر، انفسھم: مفعول، ملکر جملہ

فعلیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، ان یضلوکم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ جواب لولا۔

﴿ومایضرونک من شیء﴾

و: عاطفہ، مایضرونک: فعل بافاعل ومفعول، من: زائدہ، شیء: مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ما یضلون پر معطوف ہے۔

﴿وانزل اللہ علیک الکتب والحکمۃ و علمک مالم تکن تعلم﴾

و: مستانفہ، انزل اللہ علیک: فعل بافاعل وظرف لغو، الکتب والحکمۃ: معطوف علیہ، معطوف ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، علمک: فعل بافاعل ومفعول، مالم تکن تعلم: موصول صلہ ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر جملہ فعلیہ معطوفہ۔

﴿و کان فضل اللہ علیک عظیما لاخیر فی کثیر من نجوھم﴾

و: عاطفہ، کان: فعل ناقص، فضل: مصدر مضاف، اللہ: اسم جلالت مضاف الیہ فاعل، علیک: ظرف لغو، شبہ جملہ ہوکر اسم، عظیما: خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ، لا: نفی جنس، خیر: اسم، فی: جار، کثیر: موصوف، من نجوھم: ظرف مستقر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، لانفی جنس اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا من امر بصدقۃ اومعروف او اصلاح بین الناس﴾

الا: اداۃ حصر، من: موصولہ، امر: فعل بافاعل، ب: جار، صدقۃ: معطوف علیہ، او معروف: معطوف اول، او اصلاح بین الناس: معطوف ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر بدل ہے کثیر سے۔

﴿ومن یفعل ذلک ابتغاء مرضات اللہ فسوف نؤتیہ اجرا عظیما﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یفعل ذالک: فعل بافاعل ومفعول، ابتغاء مرضات اللہ: مرکب اضافی، مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، سوف نؤتیہ: فعل بافاعل ومفعول، اجرا عظیما: مرکب توصیفی، مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی و یتبع غیر سبیل المؤمنین﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یشاقق الرسول: فعل بافاعل ومفعول، من: جار، بعد: مضاف، ما تبین لہ الھدی: موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، مضاف سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و یتبع: فعل بافاعل، غیر سبیل المومنین: مرکب اضافی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر شرط۔

﴿نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساء ت مصیرا﴾

قولہ : فعل بافاعل ومفعول، ماتولی: موصول صلہ ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ و نصلیہ: فعل بافاعل ومفعول، جھنم: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ ہو: مستانفہ، ساء ت مصیرا: جھنم محذوف مبتدا مؤخر کیلئے خبر مقدم، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

”وعلمک مالم تکن تعلم“ کے معنی:

۱......اسکے معنی احکام شرع اور امور دین ہیں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو آپ ﷺ نہ جانتے تھے وہ علم آپ کو دے دیا گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کو خفیہ امور اور دلوں میں پوشیدہ رازوں پر بھی مطلع کر دیا گیا جبکہ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کو منافقوں کے احوال اور انکے مکر پر، جو آپ نہ جانتے تھے آپ کو آگاہ کر دیا گیا۔ (الخازن، ج۱، ص ۴۲۶)

☆......حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”آج رات میرے پروردگار ﷻ میرے خواب میں نہایت حسین صورت میں آیا اور مجھ سے دریافت فرمایا: اے میرے محبوب ﷺ! کیا جانتے ہو کہ مقرب فرشتے کس چیز میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کی: ”نہیں۔“ اس کے بعد آپ ﷺ مزید فرماتے ہیں: فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ أَوْ قَالَ فِي نَحْرِي فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ یعنی اللہ ﷻ نے اپنی قدرت کا بے مثل ہاتھ میرے شانوں کے مابین رکھ دیا حتی کہ اسکی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی، پس میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمینوں میں ہے۔ تو پھر اللہ ﷻ نے پوچھا: اے میرے محبوب ﷺ! کیا تم جانتے ہو کہ مقرب فرشتے کس چیز میں بحث کر رہے ہیں؟ تو میں نے عرض کی: ”اے میرے پروردگار ﷻ! ہاں جانتا ہوں“۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ بھی بتا دیا کہ وہ کفاروں میں بحث کر رہے ہیں۔

(سنن الترمذی، کتاب تفسیر قرآن عن رسول اللہ، باب ومن سورۃ ص، ص۱۵۹، ج۲)

اجماع امت:

۲......اجماع امت کی حجیت قرآن وحدیث سے ثابت ہے جیسا کہ آیت ﴿ومن یشاقق الرسول من بعد﴾ اسی طرح ﴿واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا ولا تفرقوا﴾ (اٰل عمران:۱۰۳) سے بھی، اجماع امت حجت ہے شریعت کی اصطلاح میں ایک مخصوص اتفاق کا نام اجماع ہے یعنی اتفاق المجتھدین الصالحین من امۃ محمد ﷺ فی عصر علی واقعۃ او امر کسی زمانے میں رسول کریم ﷺ کی امت کے صالح مجتہدین کا کسی واقعہ یا امر پر اتفاق کر لینا اجماع کہلاتا ہے۔

(حسامی، باب الاجماع، ص۱۹۳)

☆......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ ﷻ جمع نہیں فرمائے گا یا یہ فرمایا کہ اللہ ﷻ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا، اللہ ﷻ کا دست قدرت جماعت پر ہے جو جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم میں جا گرا“۔

(سنن الترمذی، کتاب الفتن عن رسول اللہ، باب ماجاء فی لزوم الجماعۃ، ص۳۹، ج۲)

اغراض:

ما یتناجون فیه :فیه بمعنی به ہے۔ویتحدثون :یعنی بہت زیادہ کلام کرنے میں کوئی خیر نہیں ہے۔

لا غیر من امور الدنیا :اس لئے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے،اور یہ کہ بندہ کوئی کام دکھاوے کے لئے کرے تو اللہ ﷻ کے ہاں ثواب کا استحقاق نہ ہوگا،امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ فضیلت جہاد لوگوں کی کثیر جماعت پر وارد ہوتی ہے لیکن اس کے ثواب کا مستحق وہی ہوگا جو اللہ ﷻ کے ہاں مستحق ہو،اسی طرح خیرات کے بارے میں علماء اور مفتیان کرام کی تمام تعریفات اخلاص پر ہی محمول کی جاتی ہیں۔

ای طریقھم :یعنی (ان کا) اعتقاد اور عمل۔

نجعلہ والیا :یعنی متولی،جس گمراہی میں وہ ہیں۔

لما تولاہ :تولاہ بمعنی اختارہ ہے۔ (الجمل،ج۲،ص ۱۲۱ وغیرہ)

بالعصمۃ :یعنی معاصیت،مخالفت اور چھوٹے بڑے گناہ سے حفاظت۔

والغیب :یعنی علم غیب،مراد وہ علم ہے جو ہم سے پوشیدہ ہے۔

بذلک :یعنی کتاب اور حکمت کا نازل کرنا،اور جو اسے نہ جانتا ہو اسے اس کی تعلیم دینا۔

وغیرہ :یعنی وہ فضائل جو کہ اللہ کے فضل کے ساتھ خاص ہیں جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (الصاوی،ج۲،ص ۶۳)

صلوا علی الحبیب :صلی اللہ تعالی علی محمد

رکوع نمبر: ۱۵

﴿ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد ضل ضللا
بعیدا (۱۱۶)﴾ عَنِ الْحَقِّ ﴿ان﴾ مَّا ﴿یدعون﴾ یَعْبُدُ الْمُشْرِکُوْنَ ﴿من دونہ﴾ اَیِ اللّٰہِ، اَیْ غَیْرَہٗ ﴿الا
انثا﴾ اَصْنَامًا مُّؤَنَّثَۃً کَالَّلاتِ وَالْعُزّٰی وَمَنَاۃَ ﴿وان﴾ مَّا ﴿یدعون﴾ یَعْبُدُوْنَ بِعِبَادَتِہَا ﴿الا شیطنا
مریدا (۱۱۷)﴾ خَارِجًا عَنِ الطَّاعَۃِ لِطَاعَتِہِمْ لَہٗ فِیْہَا وَھُوَ اِبْلِیْسُ ﴿لعنہ اللہ﴾ اَبْعَدَہٗ عَنْ رَّحْمَتِہٖ ﴿وقال﴾
اَیِ الشَّیْطٰنُ ﴿لاتخذن﴾ لَاَجْعَلَنَّ لِیْ ﴿من عبادک نصیبا﴾ حَظًّا ﴿مفروضا (۱۱۸)﴾ مَقْطُوْعًا اَدْعُوْھُمْ
اِلٰی طَاعَتِیْ ﴿ولاضلنھم﴾ عَنِ الْحَقِّ بِالْوَسْوَسَۃِ ﴿ولامنینھم﴾ اُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِہِمْ طُوْلَ الْحَیَاۃِ اَنْ لَّا بَعْثَ
وَلَا حِسَابَ ﴿ولامرنھم فلیبتکن﴾ یَقْطَعَنَّ ﴿اذان الانعام﴾ وَقَدْ فَعَلَ ذٰلِکَ بِالْبَحَآئِرِ ﴿ولامرنھم
فلیغیرن خلق اللہ﴾ دِیْنَہٗ بِالْکُفْرِ وَاِحْلَالِ مَا حُرِّمَ وَتَحْرِیْمِ مَآ اُحِلَّ ﴿ومن یتخذ الشیطن ولیا﴾ یَّتَوَلَّاہُ
وَیُطِیْعُہٗ ﴿من دونِ اللہ﴾ اَیْ غَیْرِہٖ ﴿فقد خسر خسرانا مبینا (۱۱۹)﴾ بَیِّنًا لِّمَصِیْرِہٖ اِلَی النَّارِ الْمُؤَبَّدَۃِ عَلَیْہِ
﴿یعدھم﴾ طُوْلَ الْعُمُرِ ﴿ویمنیھم﴾ نَیْلَ الْاٰمَالِ فِی الدُّنْیَا وَاَنْ لَّا بَعْثَ وَلَا جَزَآءَ ﴿وما یعدھم
الشیطن﴾ بِذٰلِکَ ﴿الا غرورا (۱۲۰)﴾ بَاطِلًا ﴿اولئک ماوھم جھنم ولا یجدون عنھا محیصا (۱۲۱)﴾
مَعْدِلًا ﴿والذین امنوا وعملوا الصلحت سندخلھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ابدا وعد
اللہ حقا﴾ اَیْ وَعَدَھُمُ اللّٰہُ ذٰلِکَ وَحَقَّہٗ حَقًّا ﴿ومن﴾ اَیْ لَا اَحَدٌ ﴿اصدق من اللہ قیلا (۱۲۲)﴾ اَیْ قَوْلًا
وَنَزَلَ لَمَّا افْتَخَرَ الْمُسْلِمُوْنَ وَاَھْلُ الْکِتَابِ ﴿لیس﴾ الْاَمْرُ مَنُوْطًا ﴿بامانیکم ولا امانی اھل الکتب﴾ بَلْ
بِالْعَمَلِ الصَّالِحِ ﴿من یعمل سوء ا یجز بہ﴾ اِمَّا فِی الْاٰخِرَۃِ اَوِ الدُّنْیَا بِالْبَلَاءِ وَالْمِحَنِ کَمَا وَرَدَ فِی
الْحَدِیْثِ ﴿ولا یجد لہ من دونِ اللہ﴾ اَیْ غَیْرِہٖ ﴿ولیا﴾ یَّحْفَظُہٗ ﴿ولا نصیرا (۱۲۳)﴾ یَّمْنَعُہٗ مِنْہُ ﴿ومن
یعمل﴾ شیئا ﴿من الصلحت من ذکر او انثی وھو مؤمن فاولئک یدخلون﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ وَالْفَاعِلِ
﴿الجنۃ ولا یظلمون نقیرا (۱۲۴)﴾ قَدْرَ نُقْرَۃِ النَّوَاۃِ ﴿ومن﴾ اَیْ لَا اَحَدٌ ﴿احسن دینا ممن اسلم وجھہ﴾
اَیْ اِنْقَادَ وَاَخْلَصَ عَمَلَہٗ ﴿للہ وھو محسن﴾ مُوَحِّدٌ ﴿واتبع ملۃ ابرھیم﴾ اَلْمُوَافِقَۃِ لِمِلَّۃِ الْاِسْلَامِ
﴿حنیفا﴾ حَالٌ اَیْ مَائِلًا عَنِ الْاَدْیَانِ کُلِّہَا اِلَی الدِّیْنِ الْقَیِّمِ ﴿واتخذ اللہ ابرھیم خلیلا (۱۲۵)﴾ صَفِیًّا
خَالِصَ الْمَحَبَّۃِ لَہٗ ﴿وللہ ما فی السموت وما فی الارض﴾ مِلْکًا وَّخَلْقًا وَّعَبِیْدًا ﴿وکان اللہ بکل شیء

محیطا(۱۲۶)﴾ عِلْمًا وَّقُدْرَةً اَیْ لَمْ یَزَلْ مُتَّصِفًا بِذٰلِکَ۔

﴿ترجمہ﴾

اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اسکا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ (حق سے) دور کی گمراہی میں پڑا یہ (شرک والے) نہیں (ان بمعنی ما نافیہ ہے) پوجتے (یدعون بمعنی یعبدون ہے، مشرکین) اسکے (یعنی اللہ عزوجل کے) سوا مگر کچھ عورتوں کو (یعنی مونث بتوں کو مثلاً لات، عزی اور منات وغیرہ) اور نہیں پوجتے (ان بمعنی ما ہے، یعنی ان بتوں کی عبادت بجالا کر وہ نہیں پوجتے ہیں) مگر سرکش شیطان کو (جو اللہ عزوجل کی فرمانبرداری سے خارج ہو چکا ہے اور یہ عبادت کرنے میں اسکی اطاعت کرتے ہیں یعنی ابلیس کی کہ) جس پر اللہ نے لعنت کی (یعنی اسے اپنی رحمت سے دور فرما دیا) اور بولا (شیطان) میں ضرور پکڑ ونگا (اپنے لیے بناؤنگا) تیرے بندوں میں سے حصہ (نصیبا بمعنی حظا ہے) کچھ ٹھہرایا ہوا (یعنی علیحدہ کردہ کہ انہیں اپنی طاعت کی طرف بلاؤنگا) قسم ہے میں ضرور انہیں بہکا دونگا (حق سے وسوسہ کے ذریعے) اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤنگا (یعنی لمبی زندگی کی امیدیں انکے دلوں میں ڈالونگا اس طرح کہ نہ تو موت کے بعد کی کوئی زندگی ہے اور نہ ہی کوئی حساب و کتاب ہونا ہے) اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چیریں گے (کاٹیں گے) چوپایوں کے کان (یہ فعل بحائر جانوروں کیساتھ کیا گیا) اور ضرور انہیں کہونگا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے......۱...... (اسکے دین کا انکار کرکے، حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرکے) اور جو شیطان کو دوست بنائے (یعنی اسے ساتھی بنائے اور اسکی اطاعت کرے) اللہ کو چھوڑ کر (یعنی اسکے سوا) وہ صریح ٹوٹے میں پڑا (کہ اسکا انجام ہمیشہ جہنم میں جلنا ہے، مبینا بمعنی بینا ہے) شیطان انہیں وعدے دیتا ہے (طویل عمر کے) اور آرزوئیں دلاتا ہے (دنیا کی امیدیں حاصل کرنے کی اور یہ کہ بعث اور جزاء کے کچھ نہ ہونے کی) اور انہیں وعدے نہیں دیتا شیطان (طویل امیدوں اور بعث و جزاء کے انکار کرنے کے) مگر فریب سے (یعنی باطل طریقے سے) انکا ٹھکانہ دوزخ ہے اس سے بچنے کی جگہ نہ پائیں گے (محیصا بمعنی معدلا ہے) اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے کچھ دیر جاتی ہے کہ ہم انہیں باغوں میں لے جائینگے جنکے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں اللہ کا وعدہ سچا (یعنی اللہ نے ان سے اس کا وعدہ فرمایا ہے اور اس کا وعدہ بالکل سچا اور حق ہے) اور کون ہے (یعنی کوئی بھی نہیں ہے) اللہ سے زیادہ سچا بات میں (یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب مسلمانوں اور اہل کتاب نے فخریہ گفتگو کی) نہ کچھ (معاملہ مرتب ہوگا) تمہارے خیالوں پر اور نہ کتاب والوں کی ہوس پر (بلکہ اس کا انحصار عمل صالح پر ہے) جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا (یا تو آخرت میں یا پھر دنیا ہی میں مبتلائے بلاء و مصیبت ہو کر جیسا کہ حدیثِ پاک میں بھی ہے) اور اللہ کے سوا کوئی نہ پائیگا (دون بمعنی غیر ہے) حمایتی (جو اسکی حفاظت کرے) اور نہ مددگار (جو اِس سے عذاب روکے) اور جو کرے (کچھ) بھلے کام مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو وہ داخل کیے جائینگے (یدخلون مجہول و معروف دونوں طرح پڑھا گیا ہے) جنت میں اور تل بھر نقصان نہ دیا جائے گا (یعنی چھوہارے کی گٹھلی کی جھلی برابر) اور کون ہے (یعنی کوئی نہیں ہے) بہتر دین میں اس سے جس نے اپنا منہ جھکا دیا (یعنی فرمانبرداری کی اور عمل خالص کیے) اللہ کے لیے اور وہ نیکی والا ہے (موحد ہے) اور اس نے پیروی کی ابراہیم کے دین کی (جو دین اسلام کے موافق ہے) وہ جدا تھے (حنیفا حال ہے معنی یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام ہی باطل دینوں سے بیزار اور دین قیم کی طرف مائل تھے) اور اللہ نے ابراہیم کو گہرا دوست بنایا......۲...... (برگزیدہ اور خالص محبت والا) اور اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (یعنی مملوک، مخلوق، اور بندے) اور ہر چیز

کو اللہ نے گھیر رکھا ہے (اپنے علم وقدرت سے، یعنی وہ اس علم وقدرت کی صفت سے ہمیشہ سے متصف ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء﴾

ان: حرف مشبہ، اللّٰہ: اسم جلالت اسم، لایغفر: فعل بافاعل، ان یشرک بہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یغفر: فعل بافاعل، ما دون ذلک: موصول صلہ ملکر مفعول، لمن یشاء: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یشرک باللہ فقد ضل ضللا بعیدا﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یشرک باللّٰہ: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، قد ضل ضللا بعیدا: فعل بافاعل ومفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان یدعون من دونہ الا انٰثا و ان یدعون الا شیطنا مریدا﴾

ان: نافیہ، یدعون: فعل بافاعل، من دونہ: ظرف لغو، الا: اداۃ حصر، انٰثا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان: نافیہ، یدعون: فعل بافاعل، الا: اداۃ حصر، شیطنا مریدا: مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جملہ معطوفہ۔

﴿لعنہ اللہ وقال لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا﴾

لعنہ اللّٰہ: فعل با مفعول وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ یا ماقبل شیطٰنا کی صفت ثانی، و: مستانفہ، قال: قول، لام: تاکیدیہ، اتخذنّ من عبادک: فعل بافاعل وظرف لغو، نصیبا مفروضا: مرکب توصیفی مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ۔

﴿ولاضلنھم ولامنینھم ولامرنھم فلیبتکن اذان الانعام ولامرنھم فلیغیرن خلق اللہ﴾

و: عاطفہ، لاضلنھم: جملہ فعلیہ معطوف اول، ولامنینھم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی و لامرنھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، لیبتکن اذان الانعام: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر معطوف ثالث، و لامرنھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، لیغیرن خلق اللّٰہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر معطوف رابع، اپنے معطوف علیہ سے ملکر، قسم محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر مقولہ، اپنے قول سے ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿و من یتخذ الشیطن ولیا من دون اللہ فقد خسر خسرانا مبینا﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یتخذ الشیطن: فعل بافاعل ومفعول، ولیا: موصوف، من دون اللّٰہ: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، قد خسر خسرانا مبینا: جملہ فعلیہ ہوکر جزاء، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یعدھم ویمنیھم ومایعدھم الشیطن الا غرورا اولئک ماوھم جھنم﴾

یعدھم: فعل بافاعل ومفعول جملہ فعلیہ مستانفہ ،و: عاطفہ ،یمنی: فعل بافاعل ،ھم: ذوالحال ،و: حالیہ ،مایعدھم: فعل نفی بامفعول ،الشیطن: فاعل ،الا: اداۃ حصر ،غرورا: مفعول ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ حال ،ذوالحال سے ملکر مفعول ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ، اولئک: مبتداء ،ماوھم جھنم: جملہ اسمیہ ہوکر خبر ،مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا یجدون عنھا محیصا﴾

و: عاطفہ ،لایجدون: فعل نفی بافاعل ،عنھا: حال مقدم ،محیصا: ذوالحال ،ملکر مفعول ،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین امنوا وعملوا الصلحت سندخلھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ابدا﴾

و: استئنافیہ ،الذین: موصول ،امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وعملوا الصلحت: جملہ فعلیہ معطوف ،اپنے معطوف علیہ سے ملکر صلہ ،اپنے موصول سے ملکر مبتداء ،سندخل: فعل بافاعل ،ھم: ذوالحال ،خلدین فیھا ابدا: شبہ جملہ حال ،اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول ،جنت: موصوف ،تجری من تحتھا الانھر: جملہ فعلیہ صفت ،اپنے موصوف سے ملکر مفعول ثانی ، سندخل فعل اپنے متعلقات سے ملکر خبر ،اپنے مبتداء سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وعداللہ حقا ومن اصدق من اللہ قیلا﴾

وعداللہ: ذوالحال ،حقا: حال ،ملکر مفعول مطلق ،فعل محذوف وعد ،کیلئے اصل میں وعد اللہ وعدا تھا ،ملکر جملہ فعلیہ ،و: مستانفہ ،من: استفہامیہ مبتداء ،اصدق: اسم تفضیل ھو ضمیر ممیز ،من اللہ: ظرف لغو ،قیلا: تمیز ،اپنے ممیز سے ملکر فاعل ،اسم تفضیل اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ،مبتدا خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لیس بامانیکم ولا امانی اھل الکتب﴾

لیس: فعل ناقص بااسم ،ب: زائد ،امانیکم: معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،لا: نافیہ ،امانی اھل الکتب: معطوف ،ملکر خبر ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿من یعمل سوء ا یجزبہ ولا یجد لہ من دون اللہ ولیا ولا نصیرا﴾

من: شرطیہ مبتداء ،یعمل سوء ا: جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،یجز بہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،لایجد لہ: فعل بافاعل وظرف لغو ،من دون اللہ: حال مقدم ،ولیا و لا نصیرا: معطوف علیہ معطوف ملکر ذوالحال ،حال سے ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ،اپنے معطوف علیہ سے ملکر جزاء ،شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر ،اپنے مبتداء سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یعمل من الصلحت من ذکر او انثی وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون نقیرا﴾

و: عاطفہ ،من: شرطیہ مبتداء ،یعمل: فعل ھو ضمیر ذوالحال ،من: جار ،الصلحت: ذوالحال ،من: جار ،ذکر او انثی: معطوف علیہ با معطوف مجرور ،اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر حال ،اپنے ذوالحال سے ملکر مجرور ،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو ،وھو مومن: جملہ اسمیہ

حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، فعل اپنے معلقات سے ملکر شرط، ف: جزائیہ، اولئک: مبتدا، یدخلون الجنة: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و لایظلمون نقیرا: جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف سے ملکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزاء، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، اپنے من مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن احسن دینا ممن اسلم وجهه لله وهو محسن واتبع ملة ابرهیم حنیفا﴾

وَ: مستانفه، من: استفہامیہ مبتدا، احسن: اسم تفضیل هو ضمیر ممیز، دینا: تمیز ملکر فاعل، من: جار، من: موصولہ، اسلم: فعل هو ضمیر ذوالحال، و هو محسن: جملہ اسمیہ حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، وجهه: مفعول، لله: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتبع: فعل هو ضمیر ذوالحال، حنیفا: حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، ملة ابراهیم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ اپنے موصول سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، احسن اسم تفضیل اپنے متعلقات سے ملکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتخذ الله ابرهیم خلیلا ولله ما فی السموت ومافی الارض وکان الله بکل شیء محیطا﴾

و: اعتراضیہ، اتخذ الله ابراهیم خلیلا: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ، و: مستانفه، لله: ظرف مستقر خبر مقدم، مافی السموت ومافی الارض: موصول صلہ ملکر مبتدا موخر، اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفه، کان الله بکل شی محیطا: اسکی ترکیب ماقبل گزر چکی۔

﴿شان نزول﴾

☆......ان الله لایغفر ان یشرک به ...... ☆حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ یہ آیت ایک کہن سال اعرابی کے حق میں نازل ہوئی۔ جس نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا یا نبی اللہ میں بوڑھا ہوں، گناہوں میں غرق ہوں بجز اس کے کہ جب سے میں نے اللہ کو پہچانا اور اس پر ایمان لایا اس وقت سے کبھی میں نے اس کے ساتھ شرک نہ کیا اور اس کے سوا کسی اور کو ولی نہ بنایا اور جرأت کے ساتھ گناہوں میں مبتلا نہ ہوا اور ایک پل بھی میں نے یہ گمان نہ کیا کہ میں اللہ سے بھاگ سکتا ہوں شرمندہ ہوں تائب ہوں مغفرت چاہتا ہوں اللہ کے یہاں میرا کیا حال ہوگا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی یہ آیت اس بات پر نص ہے کہ شرک بخشا نہ جائے گا مشرک اپنے شرک پر مرے کیونکہ یہ ثابت ہو چکا کہ مشرک جو اپنے شرک سے توبہ کرے اور ایمان لائے تو اسکی توبہ وایمان مقبول ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

تغیر خلق:

۱......تغیر خلق سے مراد کسی جانور کے کان کاٹ دینا، کسی مرد کو خصی کر دینا، عورتوں کا بال کاٹ کر اپنی انوثیت کو بگاڑ کر مردوں کی مشابہت اختیار کرنا، مردوں کا داڑھی منڈانا وغیرہ۔ بعض علماء نے اسکا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ جس مقصد کیلئے کسی چیز کی تخلیق خالق نے فرمائی ہے اس کے خلاف اس کو استعمال کرنا مثلاً سورج، دریا اور پتھر وغیرہ جو انسان کی خدمت گذاری کے لیے پیدا کیے گئے ہیں

ان کو معبود بنالینا بھی تغییر خلق میں داخل ہے۔صاحب کشاف نے اسکی تشریح کی فطرۃ اللہ التی ھی دین الاسلام یعنی تغییر خلق سے مراد دین اسلام جو دین فطرت ہے اس میں ردو بدل اور کانٹ چھانٹ کرنا اور اس کا حلیہ کچھ سے کچھ کردینا ہے اس میں شک نہیں کہ قرآن کریم کا یہ لفظ ان تمام معانی پر مشتمل ہے ہر ایک نے اپنی فکر کے مطابق اس سے استفادہ کیا (ضیاء القرآن،ج ۱،ص ۳۹٤)

خلیل و حبیب:

ع...... حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب بیٹھے ہوئے آپ ﷺ کا انتظار کررہے تھے، آپ ﷺ تشریف لائے، ان کے قریب پہنچے تو انہیں انبیاء کرام کا ذکر کرتے ہوئے پایا، ان میں سے ایک نے کہا کس قدر حیرت کی بات ہے کہ اللہ ﷻ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا، دوسرے نے کہا اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو اپنا کلیم بنایا، ایک اور صحابی نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام اسکا کلمہ اور اسکی روح ہیں، اور دوسرے نے کہا آدم علیہ السلام کو اللہ نے صفی بنایا، نبی پاک ﷺ انکے پاس تشریف لائے، ان کو سلام کیا اور ارشاد فرمایا ''میں نے تمہارا کلام سنا اور تمہارے تعجب کرنے پر مطلع ہوا، بیشک ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں اور وہ اسی طرح ہیں، اور موسیٰ علیہ السلام کلیم ہیں اور وہ اسی طرح ہیں، اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی روح ہیں اور اسکا کلمہ ہیں اور وہ اسی طرح ہیں، اور آدم علیہ السلام اللہ کے صفی ہیں اور وہ اسی طرح ہیں، سنو! میں اللہ کا حبیب ہوں اور فخر نہیں اور میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں اور فخر نہیں ہے، میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور میری شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی اور فخر نہیں، اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤنگا، اللہ میرے لیے جنت کو کھولے گا اور میرے ساتھ فقراء مؤمنین داخل ہونگے اور فخر نہیں، اور میں اولین وآخرین میں عزت والا ہوں اور فخر نہیں۔ (ترمذی، کتاب مناقب، باب فی فضل النبی ﷺ، ص ۲۰۲، ج ۲)

اغراض:

یعبد المشرکون: دعا کا اطلاق عبادت پر ہوتا ہے اس لئے کہ دعا عبادت ہی کے زمرے میں آتی ہے اور کئی (علماء) دعا کا اطلاق عبادت پر کرتے ہیں۔ اصناما مؤنثۃ: یعنی ان بتوں کے نام مؤنث والے تھے، کہا جاتا ہے کہ کوئی مشرک ایسا نہیں ہوتا جس کا کوئی بت نہ ہو اور اہل عرب بتوں کے نام مؤنث ناموں پر رکھتے تھے، اور اسے زیورات پہناتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔

کاللات والعزی ومناۃ: لات ماخوذ ہے الہ سے، العزی ماخوذ ہے العزیز سے اور [ماخوذ ہے المنان سے، مشرکین ان بتوں کو اپنے لیے لے لیتے تھے اور ان کے نام بتوں کے ناموں پر رکھتے۔

بعبادتھا: اس میں باء سببیہ ہے، پس مشرکین سے شیطان کی عبادت کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا ہے کیونکہ ان بتوں کی عبادت شیطان کی عبادت کرنے کو لازم ہے کہ شیطان ان کے پاس حاضر ہوتا ہے، پس صورتا وہ بتوں کی عبادت کرتے ہیں لیکن حقیقتا شیطانوں کی عبادت کرتے ہیں۔ لعنہ اللہ: صفت ثانیہ ہے شیطانا کی۔ عن الحق: یعنی ان کے دلوں کو ہدایت کے راستے سے ٹیڑھا کردوں گا۔

وقد فعل بالبحائر: بحائر جمع ہے بحیرۃ کی، مراد یہ ہے کہ جو اونٹنی چار بار بچہ جن لے اور پانچویں بار نر ہو تو وہ جاہل لوگ اس پر سواری نہ کرتے اور اس کے ماحاصل سے فائدہ نہ اٹھاتے اور اس کا دودھ بتوں کے نام پر کردیتے اور ان کے کان بطور علامت چیر ڈالتے۔ ای لا احد: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ من استفہام انکاری بمعنی نفی ہے۔ ای وعدھم اللہ ذلک

وعداً: اشارہ ہے کہ وعداًاور حقاً دونوں لفظوں میں محذوف فعل کی وجہ سے منصوب ہیں، اور یہ بھی صحیح ہے کہ حقاً صفت ہو وعداً کے لئے۔ اما فی الآخرۃ: یہ(بُرا بدلہ) اس کے بارے میں ہے جوکہ کافرموت مرااور جوشخص نافرمانی کی حالت میں مرااور توبہ نہ کی اس کا مسئلہ اللہ کی مشیت پر موقوف ہے، حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوبکر کیا میں تمہیں وہ آیت نہ پڑھ کرسناؤں جو مجھ پر نازل ہوئی؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں؟ تو آپ ﷺ نے یہ آیت ﴿من یعمل سوء ا یجزبه﴾ پڑھ کر سنائی تو میری کمر ٹوٹنے لگی۔ میں نے انہیں سیدھا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! تمہیں کیا ہوا''؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کون ہے جس نے کوئی برا عمل نہ کیا ہو جب کہ ہمیں ہر برے عمل پر سزا دی جائیگی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اور تیرے مومن ساتھیوں کو دنیا ہی میں بدلہ دیا جائے گا، یہاں تک کہ تم اللہ ﷻ سے ملو گے تو تم پر کوئی گناہ نہ ہوگا اور دوسرے لوگوں کے گناہوں کو جمع کیا جاتا رہے گا یہاں تک کہ انہیں آخرت میں بدلہ ملے گا''۔

خالص المحبة له: یعنی ابراہیم علیہ السلام کے دل میں ان کے رب کے سوا کسی کی محبت نہ رکھی، تاکہ نفس اپنے رب کی محبت میں آخری سانس تک خلط ملط رہے اور اپنے رب کی محبت میں انتہا درجہ کو پہنچ جائے۔ علماً او قدرۃ: یعنی تفسیر کے ان دونوں اقوال سے فرمان باری ﷻ ﴿محیطاً﴾ کی جانب اشارہ ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ محیطاً سے مراد علماً ہے یا قدرتاً ہے یا دونوں ہی صحیح ہیں۔

ای لم یزل: اس جملے میں اشارہ ہے کہ کان استمرار کے لئے ہے نہ کہ انقطاع کے لئے۔ (الصاوی، ج۲، ص ٦٥ وغیرہ)

رکوع نمبر: ١٦

﴿ویستفتونک﴾ یَطْلُبُوْنَ مِنکَ الْفَتْوٰی ﴿فی﴾ شَاْنِ ﴿النساء﴾ وَمِیْرَاثِهِنَّ ﴿قل﴾ لَّهُمْ ﴿الله یفتیکم فیهن ومایتلی علیکم فی الکتب﴾ اَلْقُرْاٰنِ مِنْ اٰیَةِ الْمِیْرَاثِ یُفْتِیْکُم اَیْضًا ﴿فی یتمی النساء التی لا تؤتونهن ما کتب﴾ فُرِضَ ﴿لهن﴾ مِنَ الْمِیْرَاثِ ﴿وترغبون﴾ اَیُّهَا الْاَوْلِیَآءُ عَنْ ﴿ان تنکحوهن﴾ لِدَمَامَتِهِنَّ وَتَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ یَّتَزَوَّجْنَ طَمْعًا فِیْ مِیْرَاثِهِنَّ اَیْ یُفْتِیْکُمْ اَنْ لَّا تَفْعَلُوا ذٰلِکَ ﴿و﴾ فِیْ ﴿المستضعفین﴾ اَلصِّغَارِ ﴿من الولدانِ﴾ اَنْ تُعْطُوْهُمْ حُقُوْقَهُمْ ﴿و﴾ یَاْمُرُکُمْ ﴿ان تقوموا للیتمی بالقسط﴾ بِالْعَدْلِ فِی الْمِیْرَاثِ وَالْمَهْرِ ﴿وما تفعلوا من خیر فان الله کان به علیما(۱۲۷)﴾ فَیُجَازِیْکُم بِهٖ ﴿وان امراۃ﴾ مَّرْفُوْعٌ بِفِعْلٍ یُّفَسِّرُهٗ ﴿خافت﴾ تَوَقَّعَتْ ﴿من بعلها﴾ زَوْجِهَا ﴿نشوزا﴾ تَرَفُّعًا عَلَیْهَا بِتَرْکِ مُضَاجَعَتِهَا وَالتَّقْصِیْرِ فِیْ نَفَقَتِهَا لِبُغْضِهَا وَطُمُوْحِ عَیْنِهٖ اِلٰی اَجْمَلَ مِنْهَا ﴿او اعراضا﴾ عَنْهَا بِوَجْهِهٖ ﴿فلا جناح علیهما ان یصلحا﴾ فِیْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی الصَّادِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ یُصْلِحَا مِنْ اَصْلَحَ ﴿بینهما صلحا﴾ فِی الْقَسْمِ وَالنَّفَقَةِ بِاَنْ تَتْرُکَ لَهٗ شَیْئًا طَلَبًا لِبَقَاءِ الصُّحْبَةِ فَاِنْ رَضِیَتْ بِذٰلِکَ وَاِلَّا فَعَلَی الزَّوْجِ اَنْ یُّوَفِّیَهَا حَقَّهَا اَوْ یُفَارِقَهَا ﴿والصلح خیر﴾ مِّنَ الْفُرْقَةِ وَالنُّشُوْزِ وَالْاِعْرَاضِ قَالَ تَعَالٰی فِیْ بَیَانِ مَا جُبِلَ عَلَیْهِ الْاِنْسَانُ ﴿واحضرت الانفس الشح﴾ شِدَّةَ الْبُخْلِ اَیْ جُبِلَتْ عَلَیْهِ فَکَاَنَّهَا

حَاضِرَتُهُ لَا تَغِيبُ عَنْهُ، اَلْمَعْنٰى اَنَّ الْمَرْاَةَ لَا تَكَادُ تَسْمَحُ بِنَصِيبِهَا مِنْ زَوْجِهَا وَالرَّجُلُ لَا يَكَادُ يَسْمَحُ عَلَيْهَا بِنَفْسِهٖ اِذَا اَحَبَّ غَيْرَهَا ﴿وان تحسنوا﴾ عِشْرَةَ النِّسَآءِ ﴿وتتقوا﴾ اَلْجَوْرَ عَلَيْهِنَّ ﴿فان الله كان بما تعملون خبيرا (۱۲۸)﴾ فَيُجَازِيكُمْ بِهٖ ﴿ولن تستطيعوا ان تعدلوا﴾ تَسَوُّوْا ﴿بين النساء﴾ فِي الْمَحَبَّةِ ﴿ولو حرصتم﴾ عَلٰى ذٰلِكَ ﴿فلا تميلوا كل الميل﴾ اِلَى الَّتِيْ تُحِبُّوْنَهَا فِي الْقَسْمِ وَالنَّفَقَةِ ﴿فتذروها﴾ اَىْ تَتْرُكُوا الْمَالَ عَنْهَا ﴿كالمعلقة﴾ اَلَّتِيْ لَا هِيَ اَيِّمٌ وَّلَا ذَاتُ بَعْلٍ ﴿وان تصلحوا﴾ بِالْعَدْلِ فِي الْقَسْمِ ﴿وتتقوا﴾ اَلْجَوْرَ ﴿فان الله كان غفورا﴾ لِمَا فِيْ قَلْبِكُمْ مِّنَ الْمَيْلِ ﴿رحيما (۱۲۹)﴾ بِكُمْ فِيْ ذٰلِكَ ﴿وان يتفرقا﴾ اَيِ الزَّوْجَانِ بِالطَّلَاقِ ﴿يغن الله كلا﴾ عَنْ صَاحِبِهٖ ﴿من سعته﴾ اَىْ فَضْلِهٖ بِاَنْ يَّرْزُقَهَا زَوْجًا غَيْرَهٗ وَيَرْزُقَهٗ غَيْرَهَا ﴿وكان الله واسعا﴾ لِخَلْقِهٖ فِي الْفَضْلِ ﴿حكيما (۱۳۰)﴾ فِيْمَا دَبَّرَهٗ لَهُمْ ﴿ولله ما فى السموت وما فى الارض ولقد وصينا الذين اوتوا الكتب﴾ بِمَعْنَى الْكُتُبِ ﴿من قبلكم﴾ اَيِ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى ﴿واياكم﴾ يَآ اَهْلَ الْقُرْاٰنِ ﴿ان﴾ اَىْ بِاَنِ ﴿اتقوا الله﴾ خَافُوْا عِقَابَهٗ بِاَنْ تُطِيْعُوْهُ ﴿و﴾ قُلْنَا لَهُمْ وَلَكُمْ ﴿ان تكفروا﴾ بِمَا وُصِّيْتُمْ بِهٖ ﴿فان لله ما فى السموت وما فى الارض﴾ خَلْقًا وَّمِلْكًا وَّعَبِيْدًا فَلَا يَضُرُّهٗ كُفْرُكُمْ ﴿وكان الله غنيا﴾ عَنْ خَلْقِهٖ وَعِبَادَتِهِمْ ﴿حميدا (۱۳۱)﴾ مَحْمُوْدًا فِيْ صُنْعِهٖ بِهِمْ ﴿ولله ما فى السموت وما فى الارض﴾ كَرَّرَهٗ تَاْكِيْدًا لِتَقْرِيْرِ مُوْجِبِ التَّقْوٰى ﴿وكفى بالله وكيلا (۱۳۲)﴾ شَهِيْدًا بَاَنَّ مَا فِيْهِمَا لَهٗ ﴿ان يشا يذهبكم﴾ يَآ ﴿ايها الناس ويات باخرين﴾ بَدَلَكُمْ ﴿وكان الله على ذلك قديرا (۱۳۳) من كان يريد﴾ بِعَمَلِهٖ ﴿ثواب الدنيا فعند الله ثواب الدنيا والاخرة﴾ لِمَنْ اَرَادَهٗ لَا عِنْدَ غَيْرِهٖ فَلِمَ يُطْلَبُ اَحَدُهُمَا الْاَخَسُّ وَهَلَّا طَلَبَ الْاَعْلٰى بِاِخْلَاصٍ لَهٗ حَيْثُ كَانَ مَطْلَبُهٗ لَا يُوْجَدُ اِلَّا عِنْدَهٗ ﴿وكان الله سميعا بصيرا (۱۳۴)﴾۔

﴿ترجمہ﴾

اور فتوی پوچھتے ہیں تم سے ......۱......(یستفتون بمعنی یطلبون منک الفتوی ہے) عورتوں کی (میراث کے بارے میں) تم فرما دو (ان سے) کہ اللہ تمہیں انکا فتوی دیتا ہے اور وہ جو تم پر کتاب میں پڑھا جاتا ہے (قرآن میں آیت میراث سے متعلق، وہ تمہیں فتوی دیتا ہے) ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں کہ تم انہیں نہیں دیتے جو لکھا گیا ہے (کتب بمعنی فرض ہے) انکے لیے ہے......۲......(وراثت میں سے) اور (اے اولیاء) تم منہ پھیرتے ہو انہیں نکاح میں لانے سے (انکے تنگدست ہونے کی وجہ سے اور

انکی میراث کی لالچ میں انہیں دوسروں سے نکاح کرنے سے بھی روکتے ہو تمہیں اللہ ﷻ یہ فتوی دیتا ہے کہ آئندہ ایسا کام نہ کرنا) اور کمزور (یعنی چھوٹے) بچوں کے بارے میں (کہ تم انہیں انکے حقوق دو اور تمہیں حکم دیتا ہے) کہ یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم رہو (میراث اور مہر کے معاملے میں عدل سے کام لو) اور تم جو بھلائی کرو اللہ کو اسکی خبر ہے (وہ تمہیں اس پر بدلہ دے گا) اور اگر کوئی عورت (امرأۃ فعل مقدر خافت کی وجہ سے مرفوع ہے) خوف کرے (کسی ناپسندیدہ امر کا خطرہ محسوس کرے) اپنے شوہر سے (بعل بمعنی زوج ہے) زیادتی کا (ظلم کرنے کا کہ مبغوض ہونے کی وجہ سے ساتھ میں سونا ترک کردے گا اور نفقہ میں کمی کرے گا یا کسی ایسی عورت کی طرف آنکھ اٹھائے گا جو اس سے زیادہ خوبصورت ہو) یا بے رغبتی کا اندیشہ کرے (اس سے بعض دوسری وجوہات کی بناپر بے رخی کرے) تو ان پر گناہ نہیں کہ صلح کرلیں (یصالحا اصل میں یتصالحا تھا تاء کا ادغام صاد میں ہوا ہے اور ایک قرات میں یصلحا آیا ہے اصلح باب افعال کا مصدر ہے) آپس میں (باری اور نفقہ کے معاملے میں، اس طرح کہ عورت شوہر کے ساتھ گزارہ کرنے کیلئے کچھ مطالبات چھوڑنے کیلئے تیار ہوجائے، اگر عورت اس معاملے پر راضی ہوجائے تو ٹھیک ورنہ مرد پر لازم ہے کہ اسکے پورے حقوق ادا کرے ورنہ مفارقت کرلے) اور صلح بہتر ہے (تفریق، زیادتی اور اعراض کرنے کے مقابلے میں، اس آیتِ مبارکہ میں اللہ ﷻ نے انسان کی جبلت اور عادت بیان فرمارہا ہے) اور دل لالچ کے پھندے میں ہیں (شدید بخل انسان کی سرشت میں شامل ہے گویا کہ وہ اسکے ساتھ موجود رہتا ہے جدا نہیں ہوتا مطلب یہ ہے کہ عورت شوہر کی جانب نکلنے والے سے اپنے حصہ کو معاف نہیں کرتی اور مرد بذاتِ خود جبکہ وہ کسی دوسری عورت سے محبت کرتا ہو اس سے درگزر نہیں چاہتا ہے) اگر تم نیکی کرو (عورت کے ساتھ حسن معاشرت کرکے) اور ڈرو (ان پر زیادتی کرنے اور منہ پھیرنے سے) تو اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے (وہ تمہیں اس پر بدلہ دے گا) اور تم سے ہرگز نہ ہوسکے گا کہ انصاف کرو (یعنی برابری کا سلوک کرو) عورتوں کے مابین......۳......(محبت کے لحاظ سے) اور چاہے کتنی ہی حرص کرو (اس پر) تو یہ نہ ہو کہ ایک طرف پورا جھک جاؤ (یعنی اپنی محبوب عورت کی طرف باری مقرر کرنے اور نفقہ دینے میں) کہ چھوڑ دو اسے (جسکی طرف میلان نہیں) لٹکتی ہوئی (اس طرح کہ وہ نہ شوہر والی رہے اور نہ بغیر شوہر والی) اور اگر تم نیکی کرو (باری میں عدل قائم کرکے) اور ڈرو (انکے ساتھ زیادتی کرنے اور منہ پھیرنے سے) تو بیشک اللہ بخشنے والا ہے (تمہارے قلبی میلان کو) مہربان ہے (تم پر اس بارے میں) اگر وہ دونوں جدا ہوجائیں (یعنی میاں بیوی طلاق کے ذریعے) اللہ بے نیاز کردے گا ہر ایک کو (دوسرے سے) اپنی کشائش سے (یعنی اپنے فضل سے بایں طور کہ اس مطلقہ کو دوسرا شوہر اور اس مرد کو دوسری بیوی عطا فرمائے گا) اور اللہ کشائش والا (یعنی اپنی مخلوق پر فضل کرنے میں وسعت والا ہے) حکمت والا ہے (ان تدابیر میں جو وہ اپنی مخلوق کیلئے فرماتا ہے) اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بیشک تاکید فرمادی ہے انہیں جو کتاب دیئے گئے (کتاب بمعنی کتب ہے) جو تم سے پہلے (یعنی یہود و نصاری) اور خاص تم (اے اہل قرآن) یہ کہ (ان بمعنی بان) اللہ سے ڈرتے رہو (اسکی فرمانبرداری کرکے اسکے عذاب سے خوفزدہ رہو) اور (ہم نے کہا انہیں اور تمہیں) اگر انکار کروگے (ان کاموں سے جنکی تمہیں وصیت کی گئی تھی) تو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (سب اسکی مخلوق، مملوک اور بندے ہیں اسے تمہارا کفر نقصان نہ دیگا) اور اللہ بے نیاز ہے (اپنی مخلوق اور اسکی عبادت سے) سب خوبیوں سراہا (تعریف کے لائق ہے اپنی مخلوق کی صنعت میں) اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں (تقوی کے موجب کی تقویت وتاکید کے لیے اس آیت کو مکرر ذکر فرمایا) اور اللہ کافی ہے شہید (یعنی کافی ہے گواہ اس بات کا کہ زمین وآسمان میں جو کچھ موجود ہے سب اسی کا ہے) اے (لوگو! وہ چاہے تو تمہیں لے جائے

اورتمہاری جگہ اوروں کو لے آئے (تمہارے بدلے) اور اللہ کو اسکی قدرت ہے جو ارادہ کرے (اپنے عمل سے) دنیا کے انعام کا تو اللہ کے پاس دنیا اور آخرت دونوں کا انعام ہے (اس کے لئے جو اسکا ارادہ کرے نہ کہ کسی اور کے لیے تو ان دونوں میں سے تم ادنی کیوں مانگتے ہو اور اعلی کو اپنے اخلاص کے ساتھ کیوں طلب نہیں کرتے حالانکہ یہ مطلوب بجز اسکے کسی اور کے پاس نہیں) اور اللہ ہی سنتا دیکھتا ہے۔

﴿ترکیب﴾

﴿ویستفتونک فی النساء قل الله یفتیکم فیهن وما یتلی علیکم فی الکتب﴾

و: استنافیہ، یستفتونک فی النساء: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، قل: قول، اللّٰه: اسم جلالت معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما: موصولہ، یتلی علیکم: فعل با نائب الفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، اپنے موصول سے ذوالحال، فی الکتب: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مبتدا، یفتیکم فیهن: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، اپنے قول سے ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فی یتمی النساء التی لا تؤتونهن ما کتب لهن وترغبون ان تنکحوهن﴾

فی: جار، یتمی: مضاف، النساء: موصوف، التی: موصول، لا تؤتونهن: فعل با فاعل ومفعول اول، ما کتب لهن: موصول صلہ ملکر مفعول ثانی ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ترغبون: فعل با فاعل، ان تنکحوهن: بتاویل مصدر جملہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مضاف الیہ، اپنے مضاف سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ماقبل فیهن سے بدل ہے۔

﴿والمستضعفین من الولدان وان تقوموا للیتمی بالقسط﴾

و: عاطفہ، المستضعفین: ذوالحال، من الولدان: ظرف مستقر حال، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان: مصدریہ، تقوموا للیتمی: فعل با فاعل وظرف لغو اول، بالقسط: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر معطوف ہے ماقبل یتمی النساء پر۔

﴿وما تفعلوا من خیر فان الله کان به علیما﴾

و: مستانفہ، ما: اسم شرط مبتدا، تفعلوا من خیر: فعل با فعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، ان اللّٰه کان به علیما: جملہ اسمیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وان امراة خافت من بعلها نشوزا او اعراضا فلاجناح علیهما ان یصلحا بینهما صلحا﴾

و: مستانفہ،ان: شرطیہ،امراۃ موصوف،خافت: فعل بافاعل،من بعلھا: حال مقدم،نشوزا او اعراضا: معطوف علیہ، معطوف ملکرذوالحال،اپنے حال سے ملکرمفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرصفت،اپنے موصوف سے ملکر خافت،فعل محذوف کا فاعل،فعل محذوف اپنے متعلقات سے ملکرشرط،ف: جزائیہ،لانفی جنس،جناح: موصوف،ان یصلحا بینھما صلحا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر فی مجرور،اپنے جار سے ملکرظرف مستقر صفت،اپنے موصوف سے ملکر اسم،علیھما: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿والصلح خیر واحضرت الانفس الشح وان تحسنوا وتتقوا فان اللہ کان بما تعملون خبیرا﴾

و: اعتراضیہ،الصلح: مبتدا،خیر: خبر،ملکر جملہ اسمیہ معترضہ،و: اعتراضیہ،احضرت الانفس الشح: فعل بانائب الفاعل ومفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معترضہ،و: عاطفہ،ان: شرطیہ،تحسنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و تتقوا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا محذوف فالاحسان و الاتقان خیر کیلئے شرط،اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ،ف: تعلیلیہ،ان اللہ کان ......الخ: جملہ اسمیہ ماقبل جزا محذوف کیلئے تعلیل۔

﴿ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقۃ﴾

و: مستانفہ،لن تستطیعوا: فعل و اوضمیر ذوالحال،و: حالیہ،لو: وصلیہ،حرصتم: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ صلہ،ملکر حال، ذوالحال سے ملکر فاعل،ان تعدلوا بین النساء: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،ف: فصیحیہ،لاتمیلوا کلّ المیل: فعل بافاعل ومرکب اضافی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ف: عاطفہ،تذروا فعل بافاعل،ھا: ضمیر ذوالحال ،کالمعلقۃ: ظرف مستقر حال،اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف،اپنے معطوف علیہ سے ملکر شرط محذوف اذا عرفتم ذلک کیلئے شرط،اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان تصلحوا وتتقوا فان اللہ کان غفورا رحیما﴾

و: استنافیہ،ان: شرطیہ،تصلحوا وتتقوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ومعطوف ملکر جزا،محذوف فالاصلاح و الاتقان کیلئے شرط، اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ فان اللہ کان ......الخ: جملہ اسمیہ جزا محذوف کیلئے تعلیل۔

﴿وان یتفرقا یغن اللہ کلا من سعتہ وکان اللہ واسعا حکیما﴾

و: عاطفہ،ان: شرطیہ،یتفرقا: جملہ فعلیہ شرط،یغن اللہ کلا من سعتہ: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو،جملہ فعلیہ جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ،و: مستانفہ،کان اللہ واسعا حکیما: جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وللہ ما فی السموت وما فی الارض﴾

و: استنافیہ، للّٰہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ما فی السموات وما فی الارض: معطوف علیہ ومعطوف ملکر مبتداء مؤخر، اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد وصینا الذین اوتوا الکتب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللّٰہ﴾

و: مستانفہ، لام: تاکیدیہ للقسم، قد: تحقیقیہ، وصینا: فعل با فاعل، الذین: موصول، اوتوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، من قبلکم: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل الکتب مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ صلہ، اپنے موصول سے ملکر معطوف علیہ، وایاکم: معطوف ملکر مفعول اول، ان اتقوا اللّٰہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ثانی، وصینا، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف واللّٰہ کیلئے جواب قسم۔

﴿وان تکفروا فان للّٰہ ما فی السموت وما فی الارض﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تکفروا: فعل با فاعل ملکر جزا محذوف فلا تضروہ شیئا کیلئے شرط، اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ، ف: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، للّٰہ ما فی السموات وما فی الارض: ماقبل ترکیب دیکھ لیں۔

﴿وکان اللّٰہ غنیا حمیدا وللّٰہ ما فی السموت وما فی الارض وکفی باللّٰہ وکیلا﴾

و: عاطفہ، کان اللّٰہ غنیا حمیدا: جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، للّٰہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ما فی السموات وما فی الارض: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، کفی: فعل، ب: زائدہ، اللّٰہ: اسم جلالت ممیز، وکیلا: تمیز، ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان یشا یذھبکم ایھا الناس ویات باخرین﴾

ان: حرف شرط، یشا: فعل با فاعل ملکر شرط، یذھبکم: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یات: فعل با فاعل، بآخرین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ سے ملکر جزا، شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وکان اللّٰہ علی ذلک قدیرا من کان یرید ثواب الدنیا فعند اللّٰہ ثواب الدنیا والاخرۃ﴾

و: مستانفہ، کان اللّٰہ: فعل ناقص با اسم، علی ذلک قدیرا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، کان: فعل ناقص با اسم، یرید ثواب الدنیا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، عند اللّٰہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ثواب الدنیا والاخرۃ: مرکب اضافی مبتدا مؤخر، اپنی خبر مقدم سے ملکر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکان اللّٰہ سمیعا بصیرا﴾

و: مستانفہ، کان اللّٰہ: فعل ناقص با اسم، سمیعا: خبر اول، بصیرا: خبر ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......ویستفتونک فی النساء قل اللہ ......☆زمانہ جاہلیت میں عرب کے لوگ عورت اور چھوٹے بچوں کو میت کے مال کا وارث نہیں قرار دیتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا عورت اور چھوٹے بچے وارث ہونگے ؟ آپ نے اسکو اس آیت سے جواب دیا عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ نے فرمایا کہ یتیموں کے اولیاء کا دستور یہ تھا کہ اگر یتیم لڑکی صاحب مال وجمال ہوتی تو اس سے تھوڑے مہر پر نکاح کر لیتے اور اگر حسن و مال نہ رکھتی تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر حسن وصورت نہ رکھتی اور ہوتی مالدار تو اس سے نکاح نہ کرتے اور اس اندیشے سے دوسرے کے نکاح میں بھی نہ دیتے کہ وہ مال میں حصہ دار ہو جائے گا انہیں ان عادتوں سے منع کیا گیا۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

فتوی کا معنی اور اسکے تقاضے:

۱......آیت مبارکہ﴿ویستفتونک فی النساء ......الخ﴾ میں استفتاء اور افتاء کا لفظ استعمال ہوا ہے،استفتاء کا معنی ہے فتوی معلوم کرنا اور افتاء فتوی دینے کو کہتے ہیں،فتوی کا لفظ فتی سے ماخوذ ہے،اسکا معنی ہے جوان آدمی اور چونکہ جوان آدمی قوی ہوتا ہے اسلئے فتوی کا معنی ہے قوی حکم۔اس آیت میں مذکور ہے کہ مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ سے فتوی طلب کیا اور اللہ ﷻ نے جواب عطا فرمایا،سوال آقائے دوجہاں ﷺ سے ہوا اور جواب اللہ ﷻ نے دیا،اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنا اللہ ﷻ سے سوال کرنا ہے،رسول اللہ ﷺ سے معاملہ اللہ کے ساتھ معاملہ ہے۔اس آیت میں جواب اللہ ﷻ نے عطا فرمایا لیکن اللہ ﷻ کو مفتی کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ ﷻ کیلئے ان افعال کے اطلاق سے مشتقات کا اطلاق لازم نہیں آتا مثلاً علم کا اطلاق معلم کے اطلاق کو مستلزم نہیں ہے۔اللہ ﷻ کے اسماء صفات سماع شرع پر موقوف ہیں جن اسماء صفات کا قرآن مجید اور احادیث میں اطلاق آگیا ہے انہی کا اللہ ﷻ پر اطلاق کرنا جائز ہے۔از خود اللہ ﷻ پر کسی اسم صفت کا اطلاق کرنا جائز نہیں ہے۔البتہ اسم ذات کا اطلاق کرنا جائز ہے مثلاً اللہ ﷻ کو خدا کہہ سکتے ہیں فتوی میں جب کسی سوال کا جواب ذکر کیا جائے تو اگر اس کے جواب میں قرآن کی کوئی آیت مل جائے تو پہلے اس کو ذکر کیا جائے،پھر حدیث پاک کو،اسکے بعد آثار صحابہ اور اپنے امام کے قول کو ذکر کیا جائے (تبیان القرآن،ج۲ ص ۸۱۵،۸۱۶)

یتیم کی کفالت کرنے کی فضیلت:

۲......حضرت ابو ہریرہ ﷜ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''مسلمانوں کے گھر میں بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس سے اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کے گھر میں برا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس سے برا سلوک کیا جاتا ہو۔(الادب المفرد،باب خیر بیت بیت فیہ یتیم،ص ۱۵۲)

ایک سے زاید عورتوں کے مابین عدل کرنا:

۳......قرآن وحدیث میں ازواج کے مابین برابری کرنے کا درس ملتا ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ ﷜ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''جب کسی کے نکاح میں دو بیویاں ہوں اور وہ انکے مابین عدل نہ کرے تو قیامت کے دن ایسا شخص

مفلوج پہلو کے ساتھ آئے گا۔'' (سنن الترمذی، کتاب النکاح عن رسول اللہ باب ماجاء فی التسویۃ، ص۲۱۷، ج۱)

☆......حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے مابین برابر برابر باری مقرر فرماتے اور بارگاہِ الٰہی میں دعا فرماتے: ''اے میرے پروردگار ﷻ! یہ تقسیم تو میرے اختیار میں تھی پس تو مجھے اس معاملے میں دوشی (ذمہ دار) نہ ٹھہرا جس کا میں نہیں بلکہ تو مالک ہے''۔ (سنن ابی داؤد، کتاب النکاح باب فی القسم بین النساء، ص۲۹۵)

اغراض:

ومیراثھن: یعنی عورتوں کے بارے میں دیگر احکام جیسا کہ انہیں اذیت نہ دینا وغیرہ، اس لئے کہ نساء لفظ عام ہے لیکن اس کا سبب خاص ہے۔ اور ابوسعود کی عبارت میں ہے کہ مطلق عورتوں کے حق کے بارے میں، جیسا کہ آنے والے احکام کی بنیاد خاص عورتوں کی میراث کے حوالے سے رکھی۔ من آیة المیراث: مراد اس سے فرمان باری ﷻ ﴿یوصیکم اللہ فی اولادکم﴾۔ یفتیکم ایضاً: جیسا کہ اللہ تمہیں فتوی دیتا ہے، اشارہ ہے کہ وما یتلی علیکم کا عطف اسم جلالت پر ہے یا یفتی کی ضمیر پر، اصل عبارت یوں ہے کہ یفتیکم اللہ فیھن یا یفتیکم فیھن کتابه، المختصر۔

لدمامتھن: دُمامتھن دال کے فتح کے ساتھ ہے جس کا معنی بُرا نظر آنے والا اور چھوٹے جسم والا، اور ہوسکتا ہے کہ یہ دال کی کسرہ سے الدِمة ہو اس صورت میں معنی ہونگے جُوں اور چھوٹی چونٹیاں اور اس کی جمع دِمام ہے جیسے کریم اور کرام، اور امرأة دمیمة (یعنی بدصورت عورت) اور اس کی جمع دمائم ہے، اور یہاں ذال معجمہ ہے تصحیف (یعنی لفظ کو غلط لکھنا یا پڑھنا) کی وجہ سے، اور الدِمام کسرہ کے ساتھ ہو تو معنی عورتوں کی سرخی ہے جو وہ خوبصورتی کے لئے چہرے پر لگاتی ہیں۔

ان لا تفعلوا ذلک: یعنی (وراثت میں) حصہ بھی نہ دے اور نکاح بھی نہ کرے اور کسی اور سے نکاح کرنے سے بھی روک دے (ان عورتوں کی وراثت کی وجہ سے)۔ فیجازیکم به: ایک نسخہ میں فیجازیکم علیه ہے۔ بترک مضاجعتھا: یعنی ان سے بات چیت اور مجالست یعنی اٹھنا بیٹھنا ترک کردے۔

وطموح عینه: مختار میں ہے کہ کسی چیز کی جانب نظر بلند کرنا اور یہ باب خضع سے ہے اور طاء کے ضمہ اور کسرہ کے ساتھ مصدر طُمُوحاً اور طِماحاً ہوگا اور ہر بلند چیز کو طامح کہتے ہیں۔

فیه ادغام التاء فی اصل الصاد: اصل یتصالحا ہے، تاء کو صاد کیا اور صاد کا صاد میں ادغام کردیا، اور اسی سے مفعول مطلق یعنی مصدر صلحاً بنے گا۔ بان تترک له شیئا: یعنی گھر یا نفقہ یا دونوں ہی، اگرچہ عورت اپنے مال یا مہر میں سے کچھ چھوڑ دے۔ لاتکاد تسمح: یعنی عورت اپنے حصے میں سے اچھا حصہ چھوڑ دے۔

اذا احب غیرھا: جب کہ مرد عورت کو ناپسند کرتا ہو۔

الجور علیھن: یعنی نافرمانی اور اعراض کرے اگرچہ نظریات متعدد ہوں، حقوق صحبت اور دیگر حقوق کی رعایت کرتے ہوئے نافرمانی اور اعراض وغیرہ معاملات پر صبر کرو اور انہیں ان کے حقوق میں سے کسی قسم کی کوئی چیز خرچ کرنے پر مجبور نہ کرو۔ فی المحبة: یعنی

بات چیت، مجالست اور ان کی طرف نظر کرنے کے معاملات میں، اور جماع اور دیگر اقسام کے نفع وغیرہ۔ التی تحبونها: تمیلوا کے متعلق ہے۔ ھی ایم: وہ عورت جس کا خاوند نہ ہو مراد مطلقہ ہے اور اس وقت عورت آسمان و زمین میں معلق ہونے کی طرح ہے، نہ تو زمین میں ٹھکانہ ہے اور نہ ہی آسمان میں، بلکہ کچھ نہ رہا۔ فی الفضل: واسعاً کے متعلق ہے اور لخلقه میں لام تقویت کے لئے ہے یعنی اس کا فضل وسیع ہے اور وہ اپنی مخلوق سے بے پرواہ ہے۔ محمود فی صنعه بهم: کلام میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ ﷻ اپنی صفات میں قابل تعریف ہے یعنی وہ ہر حال میں تعریف کیا گیا ہے۔ موجب التقوی: یعنی تقوی کے سبب۔ شهیداً بان ما فیها له: ابو سعود کی عبارت ہے کہ ﴿و کفی بالله و کیلا﴾ یعنی تمام امور کی تدبیر کرنے میں، پس ضروری ہے کہ اسی پر توکل کیا جائے نہ کہ اس کے سوا کسی اور پر۔ (الجمل، ج۲، ص۱۲۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۷

﴿یایها الذین امنوا کونوا قومین﴾ قَائِمِینَ ﴿بالقسط﴾ بِالْعَدْلِ ﴿شهداء﴾ بِالْحَقِّ ﴿لله ولو﴾ کَانَتِ الشَّهَادَةُ ﴿علی انفسکم﴾ فَاشْهَدُوا عَلَیْهَا بِاَنْ تَقِرُّوْا بِالْحَقِّ وَلَا تَکْتُمُوْهُ ﴿او﴾ عَلَی ﴿الوالدین والاقربین ان یکن﴾ اَلْمَشْهُوْدُ عَلَیْهِ ﴿غنیا او فقیرا فالله اولی بهما﴾ مِنْکُمْ وَاَعْلَمُ بِمَصَالِحِهِمَا ﴿فلا تتبعوا الهوی﴾ فِیْ شَهَادَتِکُمْ بِاَنْ تَحَابُوا الْغَنِیَّ لِرِضَاهُ اَوِ الْفَقِیْرَ رَحْمَةً لَّهُ ﴿ان﴾ لَا ﴿تعدلوا﴾ تَمِیْلُوْا عَنِ الْحَقِّ ﴿وان تلوا﴾ تُحَرِّفُوا الشَّهَادَةَ، وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِحَذْفِ الْوَاوِ الْاُوْلٰی تَخْفِیْفًا ﴿او تعرضوا﴾ عَنْ اَدَائِهَا ﴿فان الله کان بما تعملون خبیرا (۱۳۵)﴾ فَیُجَازِیْکُمْ بِهِ ﴿یایها الذین امنوا امنوا﴾ دَاوِمُوْا عَلَی الْاِیْمَانِ ﴿بالله ورسوله والکتب الذی نزل علی رسوله﴾ مُحَمَّدٍ ﷺ وَهُوَ الْقُرْاٰنُ ﴿والکتب الذی انزل من قبل﴾ عَلَی الرُّسُلِ بِمَعْنَی الْکُتُبِ، وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ فِی الْفِعْلَیْنِ ﴿ومن یکفر بالله وملئکته وکتبه ورسله والیوم الاخر فقد ضل ضللا بعیدا (۱۳۶)﴾ عَنِ الْحَقِّ ﴿ان الذین امنوا﴾ بِمُوْسٰی وَهُمُ الْیَهُوْدُ ﴿ثم کفروا﴾ بِعِبَادَتِهِمُ الْعِجْلَ ﴿ثم امنوا﴾ بَعْدَهُ ﴿ثم کفروا﴾ بِعِیْسٰی ﴿ثم ازدادوا کفرا﴾ بِمُحَمَّدٍ ﷺ ﴿لم یکن الله لیغفر لهم﴾ مَا اَقَامُوْا عَلَیْهِ ﴿ولا لیهدیهم سبیلا (۱۳۷)﴾ طَرِیْقًا اِلَی الْحَقِّ ﴿بشر﴾ اَخْبِرْ یَا مُحَمَّدُ ﷺ ﴿المنفقین بان لهم عذابا الیما (۱۳۸)﴾ مُؤْلِمًا هُوَ عَذَابُ النَّارِ ﴿الذین﴾ بَدَلٌ اَوْ نَعْتٌ لِّلْمُنَافِقِیْنَ ﴿یتخذون الکفرین اولیاء من دون المؤمنین﴾ لِمَا یَتَوَهَّمُوْنَ فِیْهِمْ مِنَ الْقُوَّةِ ﴿ایبتغون﴾ یَطْلُبُوْنَ ﴿عندهم العزة﴾ اِسْتِفْهَامُ اِنْکَارِیْ، اَیْ لَا یَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ ﴿فان العزة لله

جمیعا (۱۳۹)﴾ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَا یَنَالُهَا اِلَّا اَوْلِیَاؤُهٗ ﴿وقد نزل﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ ﴿علیکم فی الکتب﴾ اَلْقُرْاٰنِ فِیْ سُوْرَةِ الْاَنْعَامِ ﴿ان﴾ مُخَفَّفَةٌ وَّاِسْمُهَا مَحْذُوْفٌ اَیْ اَنَّهٗ ﴿اذا سمعتم ایت اللہ﴾ اَلْقُرْاٰنَ ﴿یکفر بها ویستهزا بها فلا تقعدوا معهم﴾ اَیِ الْکَافِرِیْنَ وَالْمُسْتَهْزِئِیْنَ ﴿حتی یخوضوا فی حدیث غیره انکم اذا﴾ اِنْ قَعَدْتُّمْ مَعَهُمْ ﴿مثلهم﴾ فِی الْاِثْمِ ﴿ان اللہ جامع المنفقین والکفرین فی جهنم جمیعا (۱۴۰)﴾ کَمَا اِجْتَمَعُوْا فِی الدُّنْیَا عَلَی الْکُفْرِ وَالْاِسْتِهْزَاءِ ﴿الذین﴾ بَدَلٌ مِّنَ الَّذِیْنَ قَبْلَهٗ ﴿یتربصون﴾ یَنْتَظِرُوْنَ ﴿بکم﴾ اَلدَّوَائِرَ ﴿فان کان لکم فتح﴾ ظَفَرٌ وَّغَنِیْمَةٌ ﴿من اللہ﴾ لَکُمْ ﴿قالوا الم نکن معکم﴾ فِی الدِّیْنِ وَالْجِهَادِ فَاَعْطُوْنَا مِنَ الْغَنِیْمَةِ ﴿وان کان للکفرین نصیب﴾ مِّنَ الظَّفَرِ عَلَیْکُمْ ﴿قالوا﴾ لَهُمْ ﴿الم نستحوذ﴾ نَسْتَوِلْ ﴿علیکم﴾ وَنَقْدِرْ عَلٰی اَخْذِکُم وَقَتْلِکُم فَاَبْقَیْنَا عَلَیْکُمْ ﴿و﴾ اَلَمْ ﴿نمنعکم من المؤمنین﴾ اَنْ یَّظْفَرُوْا بِکُمْ بِتَخْذِیْلِهِمْ وَمُرَاسَلَتِکُمْ بِاَخْبَارِهِمْ فَلَنَا عَلَیْکُمُ الْمِنَّةُ، قَالَ تَعَالٰی ﴿فاللہ یحکم بینکم﴾ وَبَیْنَهُمْ ﴿یوم القیمة﴾ بِاَنْ یُّدْخِلَکُمُ الْجَنَّةَ وَیُدْخِلَهُمُ النَّارَ ﴿ولن یجعل اللہ للکفرین علی المؤمنین سبیلا (۱۴۱)﴾ طَرِیْقًا بِالْاِسْتِیْصَالِ.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! ہوجاؤ قائم رہنے والے (قوامین بمعنی قائمین ہے) انصاف (قسط بمعنی عدل ہے) پر گواہ (حق کیساتھ) اللہ کے لیے، اگرچہ (گواہی دینی ہو) اپنی جانوں پر (تو جانوں پر بھی گواہی دو یوں کہ حق کا اقرار کرو اور اسے مت چھپاؤ) یا ماں باپ یا رشتے داروں ......ا...... پر، اگرچہ وہ (جس کے خلاف گواہی دی جارہی ہے) غنی ہو یا فقیر، تو اللہ زیادہ مہربان ہے ان پر (تم سے، اور انکے مصالح سے بہتر واقف ہے) تو خواہش کے پیچھے نہ جاؤ (اپنی گواہی دینے میں کہ مالدار کی خوشامد کرو یا غریب پر ترس کھاؤ تا) کہ ہٹ جاؤ تم (یعنی حق سے دور ہوجاؤ) اور اگر ہیر پھیر کرو (یعنی گواہی میں تحریف کرو، ایک قرات میں تخفیفا پہلی واو کے حذف کیساتھ ہے) یا منہ پھیرو (ادائیگی گواہی سے) تو اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے (وہ تمہیں اس پر بدلہ دے گا) اے ایمان والو! ایمان رکھو (یعنی ایمان پر دوام اختیار کرو) اللہ اور رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری (یعنی محمد ﷺ پر اور وہ قرآن ہے) اور اس کتاب پر جو پہلے اتاری (رسولوں پر، کتاب بمعنی کتب ہے، ایک قرات میں نزل اور انزل دونوں فعل معروف مستعمل ہیں) اور جو نہ مانے اللہ اور اسکے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور (یعنی حق سے) دور کی گمراہی میں پڑا تحقیق جو لوگ ایمان لائے (حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، یعنی یہودی) پھر کفر کیا (بچھڑے کو پوج کر) پھر ایمان لائے (اسکے بعد) پھر کفر کیا

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کرکے) پھر اور کفر میں بڑھے (حبیب خدا ﷺ کا انکار کرکے) اللہ ہرگز انہیں نہ بخشے (گا جب تک وہ اس حالت پر قائم رہیں گے) نہ انہیں راہ دکھائے (یعنی حق راستے کی) خوشخبری دو (خبر دیجئے! اے محمد ﷺ) منافقین کو کہ انکے لئے درد ناک (الیما بمعنی مولما ہے) عذاب تیار کیا گیا ہے جو (الـذین، منافقین سے بدل ہے یا اسکی صفت ہے) مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں (اس لئے کہ انہیں کفار کے طاقتور ہونے کا وہم ہے) کیا چاہتے ہیں (یبتغون بمعنی یطلبون ہے) انکے پاس عزت (ایبتغون میں ہمزہ استفہام انکاری ہے یعنی وہ ان کے پاس عزت نہیں پاسکتے بلکہ) عزت تو ساری اللہ کے پاس ہے......۲......(دنیا اور آخرت میں اور وہ صرف اسکے دوستوں ہی کو ملتی ہے) اور تم پر اتارا (نـزل معروف اور مجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے) کتاب میں (قرآن کی سورۂ انعام میں) یہ حکم کہ (ان مخففہ ہے اور اسکا اسم محذوف ہے یعنی انـه تقدیر عبارت ہے) تم اللہ کی آیتوں کو سنو (یعنی قرآن کی آیتوں کو) کہ انکا انکار کیا جاتا ہے یا انکی ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو (یعنی اسکا انکار کرنے والوں اور ہنسی بنانے والوں کے ساتھ نہ بیٹھو) جب تک وہ کسی اور بات میں مشغول نہ ہوں ورنہ تم (اگر ان کے ساتھ بیٹھے، تو) انہیں جیسے ہو (گناہ میں) بیشک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا (جیسا کہ وہ دنیا میں کفر اور ہنسی کرنے پر اکٹھے تھے) جو لوگ (یہ الذین ماقبل الذین سے بدل ہے) انتظار کرتے ہیں (یتربصون بمعنی ینتظرون ہے) تمہارے لئے (تکلیف دہ امور آنے کی) تو اگر اللہ کی طرف سے تم کو فتح ملے (یعنی کامیابی اور غنیمتیں) تو بولیں (تم سے) کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے (دین اور جہاد میں تو ہمیں بھی مال غنیمت میں سے دو) اور اگر کافروں کا حصہ ہو (یعنی تمہارے مقابلے میں انہیں کامیابی ہو) تو کہیں (کافروں سے) کیا ہمیں قابو نہ تھا (نستحوذ بمعنی نستول ہے) تم پر (ہم تمہیں پکڑنے اور قتل کرنے پر قادر تھے لیکن ہم نے تمہیں باقی رکھا) اور (کیا نہ) ہم نے تمہیں مسلمانوں سے بچایا (کہ وہ تم پر کامیابی حاصل کرسکیں، اس طرح کہ جنگ میں ہم نے انکی مدد نہ کی اور انکی خبریں بھی تمہیں پہنچاتے رہے تو ہمارا تم پر احسان ہے، پس اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) تو اللہ فیصلہ کردے گا تمہارے (اور ان انکے) درمیان، قیامت کے دن (تمہیں جنت میں اور انہیں جہنم میں داخل فرماکر) اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ دیگا (یعنی مسلمانوں کا استیصال کرنے کی انہیں کوئی راہ نہیں دیگا)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شهداء لله﴾

یایهاالذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، کونوا: فعل ناقص بااسم، قوامین بالقسط: شبہ جملہ خبر اول، شهداء لله: شبہ جملہ خبر ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء۔

﴿ولو علی انفسکم او الوالدین و الاقربین﴾

و: حالیہ، لو: شرطیہ، علی: جار، انفسکم او الوالدین و الاقربین: معطوف علیہ معطوف ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر خبر، کانت فعل محذوف کیلئے، فعل ناقص اپنے اسم هی وخبر سے ملکر جملہ فعلیہ جزا محذوف فلا تجمعوا عن اداة الشهادة کیلئے

شرط، اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر ماقبل کو تلوا کے اسم سے حال ہے۔

﴿ان یکن غنیا او فقیرا فالله اولی بهما﴾

ان: شرطیہ، یکن: فعل ناقص بااسم، غنیا او فقیرا: معطوف علیہ ومعطوف ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، الله: اسم جلالت مبتدا، اولی بهما: شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلا تتبعوا الهوی ان تعدلوا وان تلوا اوتعرضوا فان الله کان بما تعملون خبیرا﴾

ف: فصیحیہ، لاتتبعوا الهوی: فعل بافاعل ومفعول، ان تعدلوا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول لہ، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف اذا کان الامر کذلک کی جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تلوا او تعرضوا: جملہ، معطوف علیہ ومعطوف ملکر جزا محذوف یعاقبکم کیلئے شرط، اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ، ف: تعلیلیہ، ان الله کان ...... الخ: جملہ اسمیہ ماقبل جزا محذوف کیلئے علت۔

﴿یایها الذین امنوا امنوا بالله ورسوله والکتب الذی نزل علی رسوله والکتب الذی انزل من قبل﴾

یایها الذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ، امنوا: فعل بافاعل، ب: جار، الله: اسم جلالت معطوف علیہ، و رسوله: معطوف اول، و: عاطفہ، الکتب: موصوف، الذی نزل علی رسوله: موصول صلہ ملکر صفت، اپنے موصوف سے ملکر معطوف ثانی، و: عاطفہ، الکتب: موصوف، لذی انزل من قبل: موصول صلہ ملکر صفت، اپنے موصوف سے ملکر معطوف ثالث، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، امنوا، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء۔

﴿ومن یکفر بالله وملئکته وکتبه ورسله والیوم الاخر فقد ضل ضللا بعیدا﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یکفر: فعل بافاعل، ب: جار، الله وملئکة و کتبه و رسله و الیوم الاخر: معطوف علیہ و معطوف ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، قد ضل ضللا بعیدا: جملہ فعلیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین امنوا ثم کفروا ثم امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن الله لیغفر لهم ولا لیهدیهم سبیلا﴾

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم کفروا...... الخ: جملہ فعلیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر اسم، لم یکن الله: فعل ناقص بااسم، لام: جار، یغفر لهم: جملہ فعلیہ مجرور، اپنے جار سے ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، لام: جار، یهدیهم سبیلا: جملہ فعلیہ مجرور، اپنے جار سے ملکر معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿بشر المنفقین بان لهم عذابا الیما الذین یتخذون الکفرین اولیاء من دون المؤمنین﴾

بشر: فعل امر بافاعل، المنفقین: موصوف، الذین: موصول، یتخذون: فعل بافاعل، الکفرین: مفعول، اولیاء: موصوف، من دون المومنین: صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مفعول، ب: جار، ان: حرف مشبہ، لھم: خبر مقدم، عذابا الیما: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مجرور، اپنے جار سے ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا﴾

ھمزہ: حرف استفہام، یبتغون عندھم العزۃ: فعل بافاعل وظرف ومفعول جملہ فعلیہ مستانفہ، ف: تعلیلیہ، ان: حرف مشبہ، العزۃ: ذوالحال، جیمعا: حال، ملکر اسم، للّٰہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقد نزل علیکم فی الکتب ان اذا سمعتم ایت اللہ یکفربھا ویستھزا بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ﴾

و: مستانفہ، قد: تحقیقیہ، نزل علیکم: فعل بافاعل وظرف لغو، فی الکتٰب: ظرف لغو ثانی، ان: مخففہ، کم ضمیر محذوف اسم، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط مفعول فیہ مقدم، سمعتم: فعل بافاعل، ایت اللّٰہ: ذوالحال، یکفر بھا و یستھزأ بھا: جملہ معطوف علیہ ومعطوف ملکر حال، ذوالحال سے ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لا تقعدوا معھم: فعل بافاعل وظرف، حتی: جار، یخوضوا ...... الخ: جملہ فعلیہ مجرور، جار سے ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ جزا، اپنی شرط سے ملکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر مفعول، نزل، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انکم اذا مثلھم ان اللہ جامع المنفقین و الکفرین فی جھنم جمیعا﴾

ان: حرف مشبہ، کم: ضمیر اسم، اذا: حرف جواب، مثلھم: خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ، ان اللّٰہ: حرف مشبہ واسم، جامع: اسم فاعل ھو ضمیر فاعل، المنفقین: معطوف علیہ، و الکافرین: معطوف، ملکر ذوالحال، جمیعا: حال، ملکر مفعول، فی جھنم: ظرف لغو، سب ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین یتربصون بکم فان کان لکم فتح من اللہ قالوا الم نکن معکم﴾

الذین: موصول، یتربصون: فعل بافاعل، بکم: ظرف لغو ملکر صلہ اپنے موصول سے ملکر ماقبل المنفقین کی صفت، ف: مستانفہ، ان: شرطیہ، کان لکم: فعل ناقص باخبر مقدم، فتح من اللّٰہ: مرکب توصیفی اسم، ملکر جملہ فعلیہ شرط، قالوا: قول، ھمزہ: حرف استفہام، لم نکن: فعل بااسم، معکم: ظرف مستقر خبر، ملکر مقولہ، اپنے قول سے ملکر جملہ فعلیہ مقولہ جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان کان للکفرین نصیب قالوا الم نستحوذ علیکم و نمنعکم من المؤمنین﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، کان للکفرین نصیب: فعل ناقص باخبر مقدم واسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ شرط، قالوا: قول، ہمزہ: حرف استفہام، لم: حرف جازم، نستحوذ علیکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و نمنعکم من المومنین: جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر مقولہ، اپنے قول سے ملکر جملہ فعلیہ قولیہ ہوکر جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فالله يحكم بينكم يوم القيمة ولن يجعل الله للكفرين على المؤمنين سبيلا﴾

ف: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، یحکم: فعل بافاعل، بینکم: ظرف اول، یوم القیمۃ: ظرف ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ خبر، اپنے مبتداء سے ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لن یجعل اللّٰہ: فعل بافاعل، للکفرین: ظرف لغو، علی المومنین: حال مقدم، سبیلا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یایھا الذین امنوا امنوا ......☆ یہ معنی اس صورت میں ہیں کہ یہ خطاب مسلمانوں سے ہو اور اگر یہ خطاب یہود ونصاری سے ہو تو معنی یہ ہیں کہ بعض کتابوں، بعض رسولوں پر ایمان لانے والو تمہیں یہ حکم ہے۔ اور اگر خطاب منافقین سے ہو تو معنی یہ ہے کہ اے ایمان کا ظاہری دعوی کرنے والو! اخلاص کے ساتھ ایمان لے آؤ۔ یہاں رسول سے مراد سید عالم ﷺ کی ذات اور کتاب سے قرآن مجید مراد ہے۔ ابن عباس نے فرمایا کہ یہ آیت عبداللہ بن سلام اور اسد و اسید اور ثعلبہ بن قیس اور سلام وسلمہ و یامین کے حق میں نازل ہوئی یہ لوگ مومنین اہل کتاب میں سے تھے۔ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم آپ پر اور آپکی کتاب پر اور موسی پر اور توریت پر اور عزیر پر ایمان لاتے ہیں اور اسکے سوا باقی کتابوں پر ایمان نہ لائیں گے۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم اللہ پر اور اسکے رسول پر اور قرآن پر اور اس سے پہلی ہر کتاب پر ایمان لاؤ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......ان الذین امنوا ثم کفروا ......☆ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو حضرت موسی علیہ السلام پر ایمان لائے پھر بچھڑا پوج کر کافر ہوئے۔ پھر اسکے بعد ایمان لائے اور حضرت عیسی علیہ السلام اور انجیل کا انکار کر کے کافر ہوئے پھر سید عالم ﷺ اور قرآن کا انکار کر کے کفر میں بڑھے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے یعنی انہوں نے اپنے ایمان کا اظہار کیا تاکہ ان پر مومنین کے احکام جاری ہوں پھر کفر میں بڑھے یعنی کفر پر انکی موت ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

"کونوا قوامین بالقسط" کا مقصد:

ا......اللہ رب العالمین نے قرآن مجید فرقان حمید میں انصاف کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ خوب انصاف کرنے والے ہوجاؤ چاہے معاملہ تمہاری اپنی ذات کا ہو یا والدین کا یا عزیز واقارب کا انصاف کا دامن نہ چھوٹنے پائے۔ اس آیت کے مطالعہ سے پتہ چلا

کہ معاشی ومعاشرتی وگھریلو معاملات میں عدل وانصاف کرنا بہت ضروری ہے کہ اس سے نظم وضبط اور باہمی یگانگت پیدا ہوتی ہے اور انسان جرائم سے بچتا ہے کیونکہ جب انصاف ہوگا اور مجرم کو سزا ملے گی تو آئندہ کے لیے اسے تنبیہ ہو جائے گی اور وہ اس جرم سے باز آئے گا۔ حضور ﷺ کی سیرت پاک سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے، حضور ﷺ کی بارگاہ میں چوری کرنے والی فاطمہ نامی عورت پیش کی گئی آپ ﷺ نے اس کے متعلق شرعی حکم نافذ فرمایا اور ارشاد فرمایا ''اگر فاطمہ بنت محمد بھی یہ جرم کرتی تو اسے بھی یہی سزا دی جاتی''۔ یہاں سے پتہ چلا کہ انسان چاہے اپنی ذات کا معاملہ ہو یا اپنے عزیز واقارب کا، انصاف سے کام لے۔

عزت تو ساری اللہ ﷻ کے لیے ہے:

۲۔۔۔۔۔قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں اس موقع پر ان لوگوں کی مذمت کی گئی جو کافروں سے دوستی رکھتے ہیں اور مومنین سے دوستی نہیں کرتے اور اسی میں اللہ کے حضور عزت کے بھی خواہاں ہیں۔ اللہ ﷻ نے آیتِ مبارکہ میں ان لوگوں کی مذمت فرمائی جو کافروں سے دوستی کر کے عزت کی خواہش رکھتے ہیں اور فرمادیا کہ عزت تو ساری کی ساری اللہ کے لیے ہے مطلب یہ معلوم ہوا کہ جو اسلام دشمن ہیں وہ مسلمانوں کے کبھی دوست نہیں ہو سکتے اور ان سے دوستی کرنے میں کوئی عزت بھی نہیں یہاں اللہ ﷻ نے نسبت مجازی کے تحت فرمادیا کہ عزت ساری اللہ کے لیے ہے یعنی کافروں کی کوئی عزت نہیں اور مومنین کو ان سے رسم وراہ رکھنے سے منع فرمایا کہ جو اللہ ﷻ کے دشمن ہیں وہ تمہارے دوست نہیں ہو سکتے اور اگر تم اللہ ﷻ کے حضور عزت پانا چاہتے ہو تو تمہیں مسلمانوں سے دوستی ختم کرنا پڑے گی۔

اغراض:

قـائـمین: یعنی قیام پر مداومت کرنے والے، جو ایک یا دو مرتبہ عدل کرے وہ حقیقت میں قائم کرنے والا نہ کہلائے گا۔ **داوموا علی الایمان**: اس جملے میں اس بات کا جواب ہے کہ فرمان باری ﷻ ﴿اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا﴾ میں تحصیل حاصل ہے اور یہ محال ہے، میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ معنی یہ ہے کہ ایمان پر حد درجہ ثابت رہو، پس جانو کہ لا الـہ الا اللّٰہ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں یا یہ مراد ہے کہ یایھا النبی اتق اللّٰہ یعنی اے نبی اللہ سے ڈرو۔ (الجمل، ج۲، ص ۱۳۴ وغیرہ)

بـالـحـق: یعنی باطل کی گواہی دینا جائز نہیں، اور اللہ کا فرمان محض اس کی رضا کے لئے ہے نہ کہ کسی اور غرض سے۔ **بـان تـقـروا بالحق**: شہادت سے مراد اقرار کرنا ہے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حقیقی شہادت مراد ہو اور حقیقی شہادت سے مراد کسی غیر کے حکم کے ذریعے خبر دینا ہے، جیسا کہ انسان اپنے بیٹے پر شاہد ہوتا ہے پس واجب ہے کہ حق گواہی دی جائے اگرچہ اس میں ضرر پہنچے۔

الـمشهـود علیه: یعنی والدین، اقرباء اور پڑوسی وغیرہ سے ہوں۔ **تـحـرفـوا الشـهـادة**: یہ کہ دعوی کے خلاف گواہی دے۔ **فـی الـفـعـلـین**: یعنی نزل اور انزل دونوں میں، اور انزال کا فاعل اسم جلالت ہے۔ **بـعـده**: یعنی موسیٰ علیہ السلام کی جانب مناجات کرتے ہوئے رجوع کیا۔ **من الظفر علیکم**: جیسا کہ اُحُد میں ہوا۔

ما اقاموا علیه: یعنی یہود کا بچھڑے کی عبادت پر قائم رہنے کی مدت، اس سے یہ وہم دور ہوتا ہے کہ ظاہر آیت ان کی مغفرت نہ ہونے

پر دلالت کرتی ہے اگر چہ توبہ کریں، اس عبارت سے فائدہ یہ ہوا کہ مغفرت کا نہ ہونا ان کے کفر پر ڈٹے رہنے کے ساتھ مقید ہے، پھر اگر وہ توبہ کریں اور کفر سے لوٹ آئیں تو اللہ ﷻ ان کی توبہ قبول فرمائے چنانچہ اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا ﴿قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفر لھم ماقد سلف﴾۔ الااولیاؤہ: یعنی مومنین، اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنفقین لا یعلمون (المنفقون: ۸)﴾۔

فی الاثم: یعنی کفر یا اس کے سوا کوئی اور گناہ، پس کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے اور حرام پر راضی ہونا نافرمانی ہے پس اسی طرح طاعت گزاروں کے ساتھ بیٹھنا طاعت گزاری ہے اور نافرمانوں کے ساتھ بیٹھنا نافرمانی ہے۔ فلنا علیکم المنۃ: یعنی ہم نے انہیں دنیا کا حصہ دیا، پس ان (کافروں) کے لئے مال کے سوا کوئی حصہ نہیں۔ (الصاوی، ج۲، ص۷۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۸

﴿ان المنفقین یخدعون اللہ﴾ بِاِظْهَارِهِمْ خِلَافَ مَا اَبْطَنُوْهُ مِنَ الْكُفْرِ فَيَدْفَعُوْا عَنْهُمْ اَحْكَامَهُ الدُّنْيَوِيَّةَ ﴿وھو خادعھم﴾ مُجَازِيْهِمْ عَلٰى خِدَاعِهِمْ فَيُفْتَضِحُوْنَ فِي الدُّنْيَا بِاِطِّلَاعِ اللّٰهِ نَبِيَّهُ عَلٰى مَآ اَبْطَنُوْهُ وَيُعَاقَبُوْنَ فِي الْاٰخِرَةِ ﴿واذا قاموا الی الصلوۃ﴾ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿قاموا کسالی﴾ مُتَثَاقِلِيْنَ ﴿یراءون الناس﴾ بِصَلَاتِهِمْ ﴿ولا یذکرون اللہ﴾ يُصَلُّوْنَ ﴿الا قلیلا (۱۴۲)﴾ رِيَاءً ﴿مذبذبین﴾ مُتَرَدِّدِيْنَ ﴿بین ذلک﴾ الْكُفْرِ وَالْاِيْمَانِ ﴿لا﴾ مَنْسُوْبِيْنَ ﴿الی ھؤلاء﴾ اَيِ الْكُفَّارِ ﴿ولا الی ھؤلاء﴾ اَيِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿ومن یضلل﴾ هُ ﴿اللہ فلن تجد لہ سبیلا (۱۴۳)﴾ طَرِيْقًا اِلَى الْهُدٰى ﴿یایھا الذین امنوا لا تتخذوا الکفرین اولیاء من دون المؤمنین اتریدون ان تجعلوا للہ علیکم﴾ بِمُوَالَاتِهِمْ ﴿سلطنا مبینا (۱۴۴)﴾ بُرْهَانًا بَيِّنًا عَلٰى نِفَاقِكُمْ ﴿ان المنفقین فی الدرک﴾ اَلْمَكَانِ ﴿الاسفل من النار﴾ وَهُوَ قَعْرُهَا ﴿ولن تجد لھم نصیرا (۱۴۵)﴾ مَانِعًا مِنَ الْعَذَابِ ﴿الا الذین تابوا﴾ مِنَ النِّفَاقِ ﴿واصلحوا﴾ عَمَلَهُمْ ﴿واعتصموا﴾ وَثِقُوْا ﴿باللہ واخلصوا دینھم للہ﴾ مِنَ الرِّيَاءِ ﴿فاولئک مع المؤمنین﴾ فِيْمَا يُؤْتَوْنَهُ ﴿وسوف یؤت اللہ المؤمنین اجرا عظیما (۱۴۶)﴾ فِي الْاٰخِرَةِ وَهُوَ الْجَنَّةُ ﴿مایفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم﴾ نِعَمَهُ ﴿وامنتم﴾ بِهِ وَالْاِسْتِفْهَامُ بِمَعْنَى النَّفْيِ اَيْ لَا يُعَذِّبُكُمْ ﴿وکان اللہ شاکرا﴾ لِاَعْمَالِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْاِثَابَةِ ﴿علیما (۱۴۷)﴾ بِخَلْقِهِ۔

﴿ترجمہ﴾

بیشک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں (باطن میں کفر چھپا کر اسکے خلاف ظاہر کر کے تا کہ کفر کے دنیاوی احکام

ہے بچے رہیں) اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا (یعنی انہیں انکے دھوکہ کی سزا دیگا، پس وہ دنیا میں ذلیل وخوار ہوں گے کہ اللہ انکے باطن میں چھپے کفر کی اطلاع اپنے نبی کو فرما دے گا اور آخرت میں بھی سزا پائیں گے) اور جب نماز کو کھڑے ہوں (مومنوں کیساتھ) تو ہارے جی سے (یعنی اسے بھاری جانتے ہوئے) لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں (اپنی نماز کیساتھ) اور اللہ کو یاد نہیں کرتے (یعنی نماز نہیں پڑھتے) مگر تھوڑا......۱......(دکھاوے کو) ڈگمگا رہے ہیں (یعنی متردد ہیں) بیچ میں (کفر اور ایمان کے) نہ ادھر ہی (یعنی کفار کی طرف منسوب ہیں) اور نہ ادھر کے (یعنی مومنین کیطرف کے) اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کے لیے کوئی راہ نہ پائے گا (ہدایت کی) اے ایمان والو! کافروں کو دوست نہ بناؤ مسلمانوں کے سوا کیا یہ چاہتے ہو کہ بناؤ اپنے اوپر اللہ کے لیے (ان سے دوستی کر کے) صریح حجت (اپنے نفاق پر کھلی دلیل) بیشک منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقے......۲......(یعنی نچلے مکان) میں ہونگے (یعنی جہنم کی گہرائی میں) اور تو ہرگز انکا کوئی مددگار نہ پائیگا (یعنی انہیں عذاب سے بچانے والا) مگر وہ جنہوں نے توبہ کی (نفاق سے) سنوار لیے (اپنے عمل) اور بھروسہ کیا (اعتصموا بمعنی وثقوا ہے) اللہ پر اور اپنا دین اللہ کے لیے خالص کر لیا (ریاکاری سے) تو یہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں (ان انعامات میں مسلمانوں کے شریک ہیں جو مسلمانوں کو دیئے جائینگے) اور عنقریب اللہ مومنوں کو بڑا اجر دیگا (آخرت میں، یعنی جنت) اور اللہ تمہیں عذاب دیکر کیا کرے گا اگر تم حق مانو (اسکی نعمت کا) اور ایمان لاؤ (اس پر ما استفہامیہ بمعنی نفی ہے، یعنی وہ تمہیں عذاب نہ دیگا) اور اللہ ہے صلہ دینے والا (یعنی مومنوں کے اعمال پر ثواب دینے والا) اور جاننے والا (اپنی مخلوق کو)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ان المنفقین یخدعون اللہ وھو خادعھم﴾

ان: حرف مشبہ، المنفقین: اسم، یخدعون: فعل بافاعل، اللّٰہ: اسم جلالت ذوالحال، وھو خادعھم: مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿واذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی یراء ون الناس ولایذکرون اللہ الا قلیلا﴾

و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ متضمن بمعنی شرط، قاموا الی الصلوۃ: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، قاموا: فعل واو ضمیر ذوالحال، کسالی: حال اول، یراء ون الناس: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لایذکرون اللّٰہ: فعل بافاعل ومفعول، الا: للحصر، قلیلا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر حال ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ جواب شرط، اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿مذبذبین بین ذلک لا الی ھولاء ولا الی ھولاء﴾

مذبذبین: اسم فاعل ھم ضمیر ذوالحال، لا: نافیہ، الی ھؤلاء: معطوف علیہ، و لا الی ھؤلاء: معطوف، ملکر منسوبین محذوف کیلئے ظرف مستقر، شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر فاعل، بین ذلک: ظرف، ملکر شبہ جملہ ہوکر ماقبل یراء ون کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔

﴿ومن یضلل اللہ فلن تجد لہ سبیلا یایھاالذین امنوا لا تتخذوا الکفرین اولیاء من دون المؤمنین﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یضلل اللّٰہ: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لن تجد لہ سبیلا: جملہ فعلیہ جواب شرط، اپنی شرط

سے ملکر جملہ شرطیہ، یاایھاالذین امنوا: جملہ فعلیہ ندائیہ ،لاتتخذوا: فعل بافاعل، الکفرین: مفعول ،اولیاء: موصوف، من دون المومنین: ظرف مستقر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مفعول ثانی، لاتتخذوا اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء۔

﴿اتریدون ان تجعلوا للہ علیکم سلطانامبینا﴾

ھمزہ: حرف استفہام، تریدون: فعل بافاعل ،ان: مصدریہ، تجعلوا: فعل بافاعل ،للہ: ظرف لغو، علیکم: ظرف مستقر حال مقدم ،سلطنا مبینا: ذوالحال، ملکر مفعول، تجعلوا فعل اپنے متعلقات سے ملکر بتاویل مصدر مفعول، تریدون، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان المنفقین فی الدرک الاسفل من النار ولن تجدلھم نصیرا﴾

ان: حرف مشبہ، المنفقین: اسم، فی: جار، الدرک الاسفل: ذوالحال، من النار: ظرف مستقر حال، اپنے ذوالحال سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لن تجد لھم نصیرا: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الاالذین تابوا واصلحوا واعتصموا باللہ واخلصوا دینھم للہ فاولئک مع المؤمنین﴾

الا: حرف استثناء، الذین: موصول، تابوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واصلحوا: جملہ فعلیہ معطوف اول، واعتصموا باللہ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، واخلصوا دینھم للہ: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، اپنے معطوف علیہ سے ملکر صلہ، موصول سے ملکر مستثنی ہے ماقبل لن تجد لھم میں ھم ضمیر سے، ف: مستانفہ ،اولئک: مبتدا، مع المؤمنین: مرکب اضافی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وسوف یؤت اللہ المؤمنین اجرا عظیما﴾

و: مستانفہ، سوف یؤت اللہ المؤمنین اجرا عظیما: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿مایفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم وامنتم وکان اللہ شاکرا علیما﴾

ما: استفہامیہ مفعول بہ مقدم، یفعل اللہ بعذابکم: فعل فاعل وظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،ان: شرطیہ، شکرتم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وامنتم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا محذوف فقد تفادیتم العذاب کی شرط، اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ۔ وکان اللہ شاکرا علیما: اسکی ترکیب ماقبل میں گزر چکی ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اللہ کاذکر کم کرنے کے کیامعنی ھیں؟

ا......اس آیت کامعنی یہ ہے کہ منافق صرف دکھانے کیلئے نماز پڑھتے ہیں اور صرف سنانے کے لیے نیک کام کرتے ہیں ان

کے پاس جب دوسرے لوگ ہوتے ہیں تو وہ نماز پڑھتے ہیں اور جب کوئی نہیں ہوتا تو نماز نہیں پڑھتے۔ اور یہ جو فرمایا کہ اللہ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ نماز میں جو تکبیرات بلند آواز سے پڑھی جاتی ہیں ان کو پڑھتے ہیں اور جو ذکر نماز میں پست آواز سے ہوتا ہے اس میں وہ خاموش رہتے ہیں مثلاً قراءت اور تسبیحات وغیرہ نہیں پڑھتے یا معنی یہ ہے کہ نماز کے علاوہ وہ اور کسی وقت میں اللہ کا ذکر نہیں کرتے، آج کل ہم اکثر لوگوں کا یہی حال دیکھتے ہیں وہ اکثر اوقات گپ شپ، دوسروں کی غیبت، کہانیوں اور لطیفوں اور کاروباری باتوں میں گزار دیتے ہیں اور اللہ ﷻ کی تکبیر وتقدیس، تسبیح وتحلیل، توبہ استغفار اور رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھنے کا ذکر ان کی زبانوں پر نہیں آتا یا بہت کم آتا ہے۔ (تبیان القرآن، ج۲، ص۸۳۵، ۸۳۶)

منافقین درک اسفل میں ہوں گے:

۲۔۔۔۔۔منافق سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے، دوزخ کے سات طبقات ہیں: (۱)۔۔۔۔۔جھنم، (۲)۔۔۔۔۔لظی، (۳)۔۔۔۔۔الحطم، (۴)۔۔۔۔۔السعیر، (۵)۔۔۔۔۔السقر، (۶)۔۔۔۔۔الجحیم، (۷)۔۔۔۔۔الھاویۃ۔

کبھی ان ساتوں طبقات پر جہنم کا اطلاق کیا جاتا ہے ان طبقات کو درکات اسلئے کہتے ہیں کہ یہ تہہ در تہہ ہیں اور منافقوں کا آخری طبقے میں ہونا انکے عذاب کی شدت پر دلالت کرتا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ منافق کو لوہے کے تابوت میں رکھ کر درک اسفل میں ڈالا جائے گا اور ان کا عذاب کافروں سے زیادہ شدید ہوگا اسلئے کہ یہ کفر کو چھپاتے ہیں مسلمانوں کو دھوکا اور اسلام کا مذاق اڑاتے ہوئے۔ (روح المعانی، الجزء الخامس، ص۲۳۱)

اغراض:

مجازیھم: یعنی عقاب وجزاء کو ذنب کا نام دیا گیا ہے، اور ایک نسخہ میں فیجازیھم ہے۔

یصلون: نماز کو ذکر اس لئے کہا کہ یہ ہر قسم کے ذکر پر مشتمل عبادت ہے۔

ریاء: یعنی ریاکاری کرتے ہوئے نماز پڑھی یا ریاکاری کے لئے نماز پڑھی۔

الکفر والایمان: یعنی کفر اور ایمان کے مقررہ مقام کے درمیان متردد ہیں۔

بیناً: یعنی کافروں کی دوستی نفاق کی دلالت پر زیادہ واضح ہے۔ (الجمل، ج۲، ص۱۴۲ وغیرہ)

مذبذبین: یراؤن کے فاعل سے حال ہے، اور المذبذب کی تعریف یہ ہے کہ جانبین میں سے ایک جگہ سے دوسری جگہ یکے بعد دیگرے منتقل ہونا، اس کا فائدہ مفسر کے قول مترددین سے ملتا ہے۔

وھو قعرھا: یہاں مفسر علیہ الرحمۃ نے جہنم کے سات طبقات ذکر کئے ہیں جنہیں ہم ماقبل ذکر کر چکے ہیں۔ (الصاوی، ج۲، ص۷۵)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالٰی علی محمد

رکوع نمبر: ا

﴿ لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول﴾مِنَ اَحَدٍ اَیْ یُعَاقِبُ عَلَیْهِ ﴿ الا من ظلم ﴾فَلاَ یُوَاخِذُهٗ بِالْجَهْرِ
بِهٖ بِاَنْ یُخْبِرَ عَنْ ظُلْمِ ظَالِمِهٖ وَیَدْعُوْ عَلَیْهِ ﴿وکان اللہ سمیعا﴾ لِمَا یُقَالُ ﴿علیما (۱۴۸)﴾بِمَا یُفْعَلُ ﴿ان
تبدوا﴾ تُظْهِرُوْا ﴿ خیرا ﴾مِنْ اَعْمَالِ الْبِرِّ ﴿او تخفوہ﴾تَعْمَلُوْهُ سِرًّا ﴿اوتعفوا عن سوء﴾ظُلْمٍ ﴿ فان
اللہ کان عفوا قدیرا (۱۴۹)ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ﴾بِاَنْ
یُؤْمِنُوْا بِهٖ دُوْنَهُمْ ﴿ویقولون نؤمن ببعض﴾مِنَ الرُّسُلِ ﴿ونکفر ببعض﴾مِنْهُمْ ﴿ ویریدون ان یتخذوا
بین ذلک ﴾ الْکُفْرِ وَالْاِیْمَانِ ﴿سبیلا (۱۵۰)﴾طَرِیْقًا یَذْهَبُوْنَ اِلَیْهِ ﴿اولئک ھم الکفرون حقا﴾ مَصْدَرٌ
مُؤَکِّدٌ لِمَضْمُوْنِ الْجُمْلَةِ قَبْلَهٗ ﴿واعتدنا للکفرین عذابا مھینا (۱۵۱)﴾ذَا اِهَانَةٍ هُوَ عَذَابُ النَّارِ ﴿والذین
امنوا باللہ ورسلہ ﴾ کُلِّهِمْ ﴿ولم یفرقوا بین احد منھم اولئک سوف یؤتیھم﴾بِالنُّوْنِ وَالْیَاءِ
﴿اجورھم﴾ ثَوَابَ اَعْمَالِهِمْ﴿ وکان اللہ غفورا﴾ لِاَوْلِیَائِهٖ ﴿ رحیما (۱۵۲)﴾ بِاَهْلِ طَاعَتِهٖ.

﴿ترجمہ﴾

اللہ پسند نہیں کرتا اعلان کرنا بری بات کا (کسی سے بھی، یعنی وہ اس پر عذاب دے گا) مگر مظلوم سے......ا......(یعنی مظلوم کا مواخذہ نہ کرے گا اس بات کا اعلان کرنے کی وجہ سے کہ وہ ظالم کے ظلم سے آگاہ کرے اور اس کے خلاف بددعا کرے) اور اللہ سنتا (ہے جو کہا جائے) جانتا ہے (جو کیا جائے) اگر تم ظاہر کرو (تبدوا بمعنی تظھروا ہے) بھلائی (یعنی نیک اعمال) یا چھپاؤ (یعنی نیکی کے کام چھپ کر کرو) یا کسی کی برائی (یعنی ظلم) سے درگزر کرو تو بے شک اللہ معاف کرنے والا قدرت والا ہے وہ جو اللہ اور اس کے رسول کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کردیں (اس طرح کہ وہ اللہ پر تو ایمان لائیں لیکن رسولوں پر ایمان نہ لائیں) اور کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے کسی پر (رسولوں میں سے) اور کسی کے (ان میں سے) منکر ہوئے اور چاہتے ہیں کہ پکڑیں اس (ایمان وکفر) کے بیچ میں کوئی راہ......۲......(یعنی ایسا راستہ کہ جس پر چل سکیں) یہی ہیں ٹھیک ٹھیک کافر (لفظ حقًا ماقبل جملہ کے مضمون کا مصدر مؤکد ہے) اور ہم نے کافروں کے لیے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب (مھینا بمعنی ذااھانۃ ہے) اور وہ جو اللہ اور اس کے (تمام) رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی پر ایمان میں فرق نہ کیا یہ لوگ ہیں کہ عنقریب اللہ انہیں دے گا (یؤتیھم میں دو لغتیں ہیں یعنی نون کے ساتھ نؤتیھم اور یاء کے ساتھ یؤتیھم) انکا ثواب (یعنی ان کے اعمال کا ثواب) اور اللہ بخشنے والا (ہے اپنے دوستوں کو) اور مہربان ہے (اہل طاعت پر)۔

﴿ترکیب﴾

﴿لایحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم﴾

لایحب اللّٰہ: فعل نفی وفاعل،الجھر : مصدر،ب: جار،السوء:ذوالحال،من القول: ظرف مستقر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف شبہ جملہ ہوکر مستثنی منہ،الا: حرف استثناء،من ظلم: موصولہ صلہ،ملکر مستثنی،ملکر مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿و کان اللہ سمیعا علیما﴾و: مستانفہ ،کان اللّٰہ:فعل ناقص واسم،سمیعا:خبر اول،علیما:خبر ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ان تبدوا خیرا او تخفوہ او تعفوا عن سوء فان اللہ کان عفوا قدیرا﴾

ان : شرطیہ،تبدوا خیرا:فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،او :عاطفہ،تخفوہ:فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول،او : عاطفہ،تعفوا عن سوء:فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی،ملکر شرط ،ف: جزائیہ،ان اللّٰہ :حرف مشبہ واسم،کان عفوا قدیرا: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک ھم الکفرون حقا﴾

ان: حرف مشبہ،الذین:موصول،کفرون باللّٰہ ورسلہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ،یریدون : فعل بافاعل،ان: مصدریہ،یفرقوا بین اللّٰہ ورسلہ:فعل بافاعل وظرف،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول بہ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول ،و: عاطفہ،یقولون:قول،ومن ببعض : جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ونکفر ببعض: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف ثانی،و: عاطفہ،یریدون:فعل بافاعل،ان یتخذوا بین ذلک سبیلا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثالث،ملکر صلہ،اپنے موصول سے ملکر اسم،اولئک :مبتدا،ھم الکفرون : جملہ اسمیہ خبر،حقاً:فعل محذوف حق کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ،مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ان کی خبر،ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واعتدنا للکفرین عذابا مھینا﴾

و: مستانف،اعتدنا للکفرین :فعل بافاعل وظرف لغو،عذابا مھینا:مرکب توصیفی مفعول،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین امنوا باللہ ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منھم اولئک سوف یؤتیھم اجورھم﴾

و:مستانفہ،الذین:موصول،امنوا باللّٰہ :جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولم یفرقوا بین احد منھم :جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صلہ،اپنے موصول سے ملکر مبتداء،اولئک:مبتدا،سوف یوتیھم اجورھم :جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... لایحب الجھر بالسوء من القول الامن ظلم ......☆ایک شخص ایک قوم کا مہمان ہوا تھا انہوں نے اچھی طرح اس کی میزبانی نہ کی جب وہ وہاں سے نکلا تو ان کی شکایت کرتا نکلا اس واقعہ سے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ،بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہ

آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے باب میں نازل ہوئی ایک شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کی شان میں زبان درازی کرتا رہا آپ نے کئی بار سکوت کیا مگر وہ باز نہ آیا تو ایک مرتبہ آپ نے اس کو جواب دیا اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شخص مجھ کو برا کہتا رہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہ فرمایا میں نے ایک مرتبہ جواب دیا تو حضور اٹھ گئے فرمایا: "ایک فرشتہ تھا تمہاری جانب سے جواب دے رہا تھا جب تم نے جواب دیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آ گیا"۔

☆...... **ان الذین یکفرون باللہ و رسلہ** ......☆ یہ آیت یہود و نصاری کے حق میں نازل ہوئی کہ یہود حضرت موسی علیہ السلام پر ایمان لائے اور حضرت عیسی علیہ السلام اور سید عالم کے ساتھ انہوں نے کفر کیا اور نصاری حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لائے اور انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کیا۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

جھر کے معنی:

۱ کسی چیز کے ساتھ اعلان و اظہار کرنا **جھر بالشی** کہلاتا ہے جیسا کہ **قاموس** اور **صحاح** میں ہے کہ **جھر بالقول** یہ ہے کہ انسان اپنی آواز کو بات کے ذریعے بلند کرے اور ہوسکتا ہے کہ یہاں **جھر** سے مراد اظہار کرنا ہے اگرچہ آواز بلند نہ ہو مطلب یہ کہ اللہ عزوجل یہ بات پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص اپنے قول سے بری بات کا اعلان کرے۔ (روح المعانی، الجزء السادس، ص۲۴۱)

بعض لوگوں کا مشغلہ ہی دوسروں کی عیب جوئی کرنا ہوتا ہے ان لوگوں کو دوسروں کے عیب بیان کرنے میں ایک خاص لطف آتا ہے اور بعض زبان دراز منہ پر ہی لوگوں کے عیب بیان کر دیتے ہیں یہ لوگ آپس میں دل آزاری، غیبت و باہمی محبت کو نفرت میں بدل دینے کا باعث بنتے ہیں۔ اسلام مسلمانوں کو باہمی محبت و یگانگت کا درس دیتا ہے لہذا کسی کی پس پشت برائی، عیب جوئی، توہین و ہتک کی اجازت نہیں دیتا ہاں وہ شخص جس پر واقعی ظلم ہوا ہو یا اس کی حق تلفی ہوئی ہو اسے رخصت ہے کہ وہ ظالم کے ظلم کا برملا اظہار کرے اور اپنی مظلومیت کی داستان دوسروں کو سنائے تاکہ دوسرے بھی اس کے ظلم سے بچے رہیں۔

اسلام و کفر کے مابین راہ نکالنا:

۲ اسلام و کفر کی معجون مرکب بنانے کا خیال بہت پرانا ہے بعض لوگ اپنی طرف سے درمیان کی راہ نکالنے کی کوشش کرتے ہیں اور دین اسلام کے معاملے میں خواہ مخواہ اپنی من مانی بات پر زور دیتے ہیں۔ دور جاہلیت میں بھی اس طرح کے کام پائے جاتے تھے کہ بعض رسولوں پر ایمان لے آئے اور بعض کا انکار کر دیا اگرچہ یہ ان کا اپنا خود ساختہ طریقہ تھا، اگرچہ اسلام اس کی ممانعت کرے لیکن اپنی بات داخل کرنے کی خواہش نے انہیں کہیں کا نہیں چھوڑا اور وہ خود بھی تباہ و برباد ہوئے اوروں کو بھی برباد کیا۔ ہمارے لئے یہاں درس عبرت ہے کہ ہم اپنی طرف سے دین اسلام کے معاملے میں دخل اندازی کر کے قبر و آخرت کا نقصان نہ کریں۔

اغراض:

ای یعاقبہ: اللہ ﷻ کی محبت نہ پائے جانے کو بطور کنایہ عقاب سے تعبیر کیا ہے، اس سے غایت درجے کی عدم محبت مراد ہے اس لئے کہ غایت درجے کی محبت ہونے کی صورت میں دل اس کی جانب مائل ہوتا ہے۔ (الجمل، ج۲، ص ۱٤٥)

بان یخبر عن ظلم ظالمه: یعنی کسی کے بارے میں یہ بات کرے کہ وہ مجھے گالی دیتا ہے یا اس نے میرا مال غصب کیا ہے یا اس نے میرا مال لے لیا ہے یا اس نے مجھے مارا ہے وغیرہ۔ من اعمال البر: جیسے نماز، صدقہ، اچھی بات اور حسن ظن۔

ویدعوا علیه: یعنی جائز بات کے ذریعے، اور وہ اس طرح ہے کہ اے اللہ! میرا حق اس سے خالص جدا کردے یا اسے بات منوادے یا اس سے میرے بدلے انتقام لے جو اس نے مجھ پر ظلم کیا یا مجھے اس سے لینے پر جوش دلا دے، معتمد قول کے مطابق ظالم کے لئے بُرے خاتمہ کی دعا نہیں کرائی جاسکتی اگرچہ وہ ظلم کرنے میں آگے بڑھ جائے اور ظالم کے گھر کو خراب نہ کیا جائے اور نہ ہی اسے ہلاک کیا جائے، چاہیے کہ صبر کرے اور اچھی دعا نہ کرے کہ یہی مقام عظیم ہے جیسا کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''درگزر کرو اور درگزر کرنا بہتر ہے''۔ لما یقال: یعنی ظالم اور مظلوم کے بارے میں۔ بما یفعل: یعنی ظالم اور مظلوم جو کرے۔ طریقا یذھبون الیه: یعنی ایمان اور کفر کے مابین واسطہ، مراد بعض انبیاء پر ایمان لانا اور بعض کا انکار کرنا ہے۔ مصدر مؤکد: حقا کا عامل محذوف ہے اور جملہ مؤکدہ سے مؤخر ہونے کی وجہ سے مؤخر ہے تقدیر عبارت یوں ہے احقه حقا، اس کی نظیر زید ابوک عطوفا یعنی تیرے باپ زید نے منہ پھیر لیا، میں ملتی ہے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ فرمان مبارک ﴿ھم الکافرون﴾ سے حال ہو یعنی ان کے کفر کا حال سچا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ (الصاوی، ج۲ ص ٧٦ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿یسئلک﴾ یَا مُحَمَّدُ ﴿اھل الکتب﴾ اَلْیَهُوْدُ ﴿ان تنزل علیھم کتبا من السماء﴾ جُمْلَةً کَمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُوْسٰی تَعَنُّتًا فَاِنِ اسْتَکْبَرْتَ ذٰلِکَ ﴿فقد سالوا﴾ اَیْ اٰبَاؤُھُمْ ﴿موسی اکبر﴾ اَعْظَمَ ﴿من ذلک فقالوا ارنا اللہ جھرة﴾ عَیَانًا ﴿فاخذتھم الصعقة﴾ اَلْمَوْتُ عِقَابًا لَّھُمْ ﴿بظلمھم﴾ حَیْثُ تَعَنَّتُوْا فِی السُّؤَالِ ﴿ثم اتخذوا العجل﴾ اِلٰھًا ﴿من بعد ما جاء تھم البینت﴾ اَلْمُعْجِزَاتُ عَلٰی وَحْدَانِیَّةِ اللّٰهِ ﴿فعفونا عن ذلک﴾ وَلَمْ نَسْتَاصِلْھُمْ ﴿واتینا موسی سلطنا مبینا (۱۵۳)﴾ تَسَلُّطًا بَیِّنًا ظَاھِرًا عَلَیْھِمْ حَیْثُ اَمَرَھُمْ بِقَتْلِ اَنْفُسِھِمْ تَوْبَةً فَاَطَاعُوْہُ ﴿ورفعنا فوقھم الطور﴾ اَلْجَبَلَ ﴿بمیثاقھم﴾ بِسَبَبِ اَخْذِ الْمِیْثَاقِ عَلَیْھِمْ لِیَخَافُوْا فَیَقْبَلُوْہُ ﴿وقلنا لھم﴾ وَھُوَ مُظِلٌّ عَلَیْھِمْ ﴿ادخلوا الباب﴾ بَابَ الْقَرْیَةِ ﴿سجدا﴾ سُجُوْدَ اِنْحِنَاءٍ ﴿وقلنا لھم لا تعدوا﴾ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِفَتْحِ الْعَیْنِ وَتَشْدِیْدِ الدَّالِ وَفِیْهِ اِدْغَامُ التَّاءِ فِی الْاَصْلِ فِی الدَّالِ اَیْ لَاتَعْتَدُوْا ﴿فی السبت﴾ بِاصْطِیَادِ الْحِیْتَانِ فِیْهِ ﴿واخذنا منھم میثاقا غلیظا (۱۵۴)﴾ عَلٰی ذٰلِکَ فَنَقَضُوْہُ ﴿فبما نقضھم﴾ مَازَائِدَةٌ وَالْبَاءُ لِلسَّبَبِیَّةِ مُتَعَلِّقَةٌ بِمَحْذُوْفٍ اَیْ لَعَنَّاھُمْ بِسَبَبِ نَقْضِھِمْ ﴿میثاقھم و کفرھم

بايات الله وقتلهم الانبياء بغير حق وقولهم﴾ لِلنَّبِيِّ ﷺ﴿قلوبنا غلف﴾لَا تَعِي كَلَامَكَ ﴿ بل طبع﴾خَتَمَ ﴿الله عليها بكفرهم﴾فَلَا تَعِي وَعْظًا﴿ فلا يؤمنون الا قليلا(١٥٥)﴾مِنْهُمْ كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَاَصْحَابِهٖ ﴿وبكفرهم﴾ثَانِيًا بِعِيْسٰى وَكُرِّرَ الْبَاءُ لِلْفَصْلِ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ مَا عُطِفَ عَلَيْهِ ﴿وقولهم على مريم بهتانا عظيما(١٥٦)﴾حَيْثُ رَمَوْهَا بِالزِّنَا﴿وقولهم﴾مُفْتَخِرِيْنَ﴿انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله﴾فِيْ زَعْمِهِمْ ، اَيْ بِمَجْمُوْعِ ذٰلِكَ عَذَّبْنَاهُمْ قَالَ تَعَالٰى تَكْذِيْبًا لَهُمْ فِيْ قَتْلِهٖ ﴿ وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم﴾اَلْمَقْتُوْلُ وَالْمَصْلُوْبُ وَهُوَ صَاحِبُهُمْ بِعِيْسٰى ، اَيْ اَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِ شِبْهَهٗ فَظَنُّوْهُ اِيَّاهُ ﴿وان الذين اختلفوا فيه﴾اَيْ فِيْ عِيْسٰى﴿ لفى شك منه﴾مِنْ قَتْلِهٖ حَيْثُ قَالَ بَعْضُهُمْ لَمَّا رَاَوُا الْمَقْتُوْلَ اَلْوَجْهُ وَجْهُ عِيْسٰى وَالْجَسَدُ لَيْسَ بِجَسَدِهٖ فَلَيْسَ بِهٖ وَقَالَ آخَرُوْنَ بَلْ هُوَهُوَ﴿ما لهم به﴾بِقَتْلِهٖ ﴿ من علم الا اتباع الظن﴾ اِسْتِثْنَاءٌ مُنْقَطِعٌ ، اَيْ لٰكِنْ يَتَّبِعُوْنَ فِيْهِ الظَّنَّ الَّذِيْ تَخَيَّلُوْهُ ﴿ وما قتلوه يقينا(١٥٧)﴾حَالٌ مُؤَكِّدَةٌ لِنَفْيِ الْقَتْلِ ﴿بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا ﴾ فِيْ مُلْكِهٖ ﴿حكيما (١٥٨)﴾ فِيْ صُنْعِهٖ ﴿وان﴾ مَا ﴿من اهل الكتب﴾اَحَدٌ ﴿الا ليؤمنن به﴾ بِعِيْسٰى ﴿قبل موته﴾ اَيْ الْكِتَابِيْ حَيْنَ يُعَايِنُ مَلٰئِكَةَ الْمَوْتِ فَلَا يَنْفَعُهٗ اِيْمَانُهٗ اَوْ قَبْلَ مَوْتِ عِيْسٰى لَمَّا يَنْزِلُ قُرْبَ السَّاعَةِ كَمَا وَرَدَ فِيْ حَدِيْثٍ ﴿ويوم القيمة يكون﴾ عِيْسٰى ﴿عليهم شهيدا(١٥٩)﴾بِمَا فَعَلُوْهُ لَمَّا بُعِثَ اِلَيْهِمْ ﴿فبظلم﴾اَيْ بِسَبَبِ ظُلْمٍ ﴿من الذين هادوا ﴾ هُمُ الْيَهُوْدُ ﴿حرمنا عليهم طيبت احلت لهم ﴾ هِيَ الَّتِيْ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى :(حرمنا كل ذى ظفرٍ) اَلْآيَةَ ﴿وبصدهم﴾ اَلنَّاسَ﴿عن سبيل الله﴾دِيْنِهٖ صَدًّا ﴿كثيرا (١٦٠)﴾فِيْ التَّوْرَاةِ﴿واخذهم الربوا وقد نهوا عنه﴾فِيْ التَّوْرَاةِ ﴿واكلهم اموال الناس بالباطل﴾بِالرُّشٰى فِيْ الْحُكْمِ ﴿ واعتدنا للكفرين منهم عذابا اليما (١٦١) ﴾ مُؤْلِمًا ﴿لكن الرسخون﴾الثَّابِتُوْنَ﴿فى العلم منهم﴾ كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ ﴿والمؤمنون﴾الْمُهَاجِرُوْنَ وَ الْاَنْصَارُ ﴿يؤمنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك﴾مِنَ الْكُتُبِ ﴿والمقيمين الصلوة﴾نَصَبٌ عَلَى الْمَدْحِ وَقُرِئَ بِالرَّفْعِ﴿والمؤتون الزكوة والمؤمنون بالله واليوم الاخر اولئك سنؤتيهم﴾بِالنُّوْنِ وَلياء ﴿اجرا عظيما(١٦٢)﴾هُوَ الْجَنَّةُ.

﴿ترجمه﴾

تم سے سوال کرتے ہیں (اے محمد ﷺ!) اہل کتاب (یعنی یہودی) کہ ان پر آسمان سے ایک کتاب اتار دو (یک بارگی......)......، جیسا

کہ حضرت موسیٰ پر اتاری گئی، اوران کا یہ قول سرکشی پر مبنی ہے پس اگر آپ اس بات کو گراں خیال کریں تو جان لیں کہ) وہ (یعنی انکے آباؤاجداد) تو سوال کر چکے ہیں اس سے بھی بڑا (اکبــر بمعنی اعــظــم ہے) موسیٰ سے، بولے کہ ہمیں دکھادو اللہ کو اعلانیہ (یعنی ظاہر آنکھوں سے) تو انہیں آلیا کڑک نے (یعنی بطورِ سزا موت نے) انکے گناہوں پر (کہ جس وقت انہوں نے اپنے اس سوال میں اصرار کیا) پھر انہوں نے بچھڑے کو (معبود) بنالیا بعد اس کے کہ روشن آیتیں ان کے پاس آ چکیں (یعنی اللہ عزوجل کی وحدانیت پر ۲...... معجزات آجانے کے بعد بھی انہوں نے ایسا کیا) اور ہم نے یہ معاف فرمادیا (اور ہم نے ان کی بیخ کنی نہ کی یعنی انہیں جڑ سے ختم نہ کیا) اور ہم نے موسیٰ کو روشن غلبہ دیا (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان پر کھلا تسلط عطا فرمایا اس طرح کہ انہوں نے انہیں توبہ کی خاطر ایک دوسرے کو قتل کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی) پھر ہم نے ان پر طور (پہاڑ) کو اونچا کیا ان سے عہد لینے کو (یعنی ان سے عہدوپیمان لینے کی خاطر تا کہ ڈر کر حق قبول کرلیں) اوران سے فرمایا (اس حال میں کہ طور ان پر سایہ فگن تھا) دروازے میں (بستی کے) داخل ہو جاؤ سجدہ کرتے ہوئے (یعنی سروں کو جھکا کر) اوران سے فرمایا کہ حد سے نہ بڑھو (ایک قرأت میں فتح عین اور تشدید دال کے ساتھ ہے اوراس صورت میں اصل تاء کا ادغام دال میں ہوگا یعنی اصل میں لَا تَـعْـتَـدُوا تھا) ہفتہ میں (یعنی اس دن مچھلیوں کا شکار کرکے) اور ہم نے ان سے گاڑھا عہد لیا (اس معاملے میں لیکن انہوں نے عہد توڑ دیا) تو ان کے عہد توڑنے کے سبب (لفظ فَبِـمَا میں مازائدہ اور با سببیہ ہے جو کہ محذوف کے متعلق ہے یعنی اصل عبارت لَعَـنَّاهُم بِسَبَبِ نَقْضِهِم ہے) اوراس لئے کہ وہ آیاتِ الٰہی کے منکر ہوئے اور انبیاء کو ناحق شہید کرتے اور انکا کہنا (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے) کہ ہمارے دلوں پر پردے ہیں......۳...... (یعنی ہمارے دل آپکا کلام سمجھ نہیں سکتے) بلکہ مہر لگادی (ہے، طبع بمعنی ختم ہے) اللہ نے ان پر ان کے کفر کے سبب (لہٰذا اب وہ نصیحت کو نہیں سمجھ سکتے) تو ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے (ان میں سے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اوران کے ساتھی) ان کے کفر کے سبب (اسے دوسری بار ذکر کیا گیا ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کرنے کے سبب، یہاں بکفرھم میں باء کو معطوف علیہ اور معطوف میں فصل کے لیے لایا گیا ہے) اور مریم پر بڑا بہتان اٹھایا......۴...... (کہ ان پر زنا کی تہمت لگائی) اور انکا کہنا (از روئے فخر) کہ ہم نے مسیح......۵......عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو شہید کردیا (اپنے گمان میں، یعنی ان تمام مذکورہ وجوہ کی وجہ سے ہم نے انہیں عذاب میں مبتلا کیا، اللہ عزوجل نے ان کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کرنے کے دعویٰ کو جھٹلاتے ہوئے ارشاد فرمایا) اور ہے یہ کہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی دی بلکہ ان کے لیے انکی شبیہ کا ایک بنادیا گیا......٦...... (جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بدلے قتل کیا گیا اور پھانسی چڑھایا گیا اور وہ انہی کا ہی ایک ساتھی تھا، یعنی اللہ عزوجل نے اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل بنادیا اور وہ اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی گمان کرنے لگے) اور وہ جو اس بارے میں (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں) اختلاف کررہے ہیں ضرور شبہ میں پڑے ہیں اس کی طرف سے (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی طرف سے، چنانچہ ان میں سے بعض نے جب مقتول کے چہرے کو دیکھا تو کہنے لگے کہ چہرہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہی ہے مگر جسم وہ نہیں تو دوسروں نے کہا کہ یہ وہی ہیں) انہیں اس کی (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی) کچھ بھی خبر نہیں مگر یہی گمان کی پیروی (یہ استثناء منقطع ہے تقدیر عبارت یوں ہے کہ لکن یتبعون فیہ الظن الذی تخیلوہ) اور بے شک انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا (یقیناً حال مؤکد قتل کی نفی کیلیے ہے) بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا......۷......اور اللہ غالب (ہے اپنے ملک میں) اور حکمت والا (ہے اپنی صنعت وکاریگری میں) اور ایسا نہیں (ان بمعنی مــا نافیہ ہے) کوئی کتابی (ایک بھی) جو اس پر (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر) ایمان نہ لائے اس کی موت سے پہلے......۸......(یعنی موتہ میں ضمیر کا مرجع یا تو کتابی ہے یعنی جب وہ اپنی موت کے فرشتوں کو دیکھے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے گا اوراس وقت اس کا ایمان لانا مفید نہیں ہوگا یا پھر

یہ اصل میں قبل موت عیسٰی تھا یعنی جب حضرت عیسی علیہ السلام قرب قیامت سے پہلے جلوہ گر ہوں گے جیسا کہ حدیثِ پاک میں وارد ہے تو انکے وصال الی الحق سے پہلے کتابیوں کا ایمان لانا مراد ہے) اور قیامت کے دن وہ (یعنی حضرت عیسی علیہ السلام) ان پر گواہ ہو گا (اس بات کا جو کچھ یہودنے ان کے مبعوث ہونے کے بعد کیا تھا) تو ظلم کے سبب (فبظلم میں باء سببیہ ہے) ہم نے بعض وہ ستھری چیزیں کہ ان کے لیے حلال تھیں ان پر حرام فرمادیں (یعنی جن کا تذکرہ اللہ عزوجل نے سورۂ انعام کی اس آیتِ مبارکہ میں کیا ہے کہ ﴿حرمنا کل ذی ظفر﴾ الایۃ) اور ان کے روکنے کے سبب (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے (یعنی اس کے دین سے) اور اس لئے کہ وہ سود لیتے حالانکہ وہ اس سے (توریت میں) منع کئے گئے تھے اور لوگوں کے مال ناحق کھا جاتے (فیصلوں میں رشوت لے کر) اور ان میں جو کافر ہوئے ہم نے ان کے لیے دردناک (الیم بمعنی مؤلم ہے) عذاب تیار کر رکھا ہے ہاں جو پکے علم کے (یعنی علم میں ثابت) ہیں ان میں (سے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ) اور ایمان والے ہیں (یعنی مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم) وہ ایمان لاتے ہیں جو اے محبوب! تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے (کتابوں میں) اترا اور نماز قائم رکھنے والے (ہیں، یہ منصوب علی المدح ہے اور ایک قرأت میں مرفوع پڑھا گیا ہے) اور زکوۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے، ایسوں کو ہم عنقریب دینگے (سنؤتیھم میں دو لغتیں ہیں نون اور یاء کے ساتھ) بڑا ثواب (یعنی جنت)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یسئلک اھل الکتب ان تنزل علیھم کتبا من السماء﴾

یسئلک: فعل ومفعول، اھل الکتب: فاعل، ان: مصدریہ تنزل علیھم: فعل بافاعل وظرف لغو، کتبا: موصوف، من السماء: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول بہ، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فقد سالوا موسی اکبر من ذلک فقالوا ارنا اللہ جھرۃ فاخذتھم الصعقۃ بظلمھم﴾

ف: فصیحیہ، قد: تحقیقہ، سالوا موسی: فعل بافاعل ومفعول، اکبر من ذلک: شبہ جملہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط مقدر اذا استکبرت ماقالوا وشبھت مماسالوہ تعنتا واشتطا طا کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ف: عاطفہ، قالوا: قول، ارنا اللہ: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی، جھرۃ: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف اول قد سالوا پر، ف: عاطفہ، اخذتھم الصعقۃ بظلمھم: فعل بامفعول وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی قد سالوا پر۔

﴿ثم اتخذوا العجل من بعد ما جاء تھم البینت فعفونا عن ذلک﴾

ثم: عاطفہ، اتخذوا العجل: فعل بافاعل ومفعول، من بعد ماجاء تھم البینت: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، عفونا عن ذلک: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر ماقبل قالوا ارنا پر معطوف۔

﴿واتینا موسی سلطنا مبینا ورفعنا فوقھم الطور بمیثاقھم وقلنا لھم ادخلوا الباب سجدا﴾

و: عاطفہ، اتینا موسی: فعل بافاعل ومفعول، سلطنا مبینا: مرکب توصیفی مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، رفعنا فوقھم: فعل بافاعل وظرف، الطور: مفعول، بمیثاقھم: ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قلنا لھم: قول، ادخلوا: فعل امر واؤ ضمیر ذوالحال،

سجدا: حال، ملکر فاعل، الباب: مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وقلنا لهم لا تعدوا في السبت واخذنا منهم ميثاقا غليظا﴾

و: عاطفہ،قلنالھم قول، لاتعدو افی السبت: جملہ فعلیہ مقولہ ملکر جملہ فعلیہ قولیہ ،و: عاطفہ،اخذنامنھم: فعل با فاعل وظرف لغو،میثاقا غلیظا: مرکب توصیفی مفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فبما نقضهم ميثاقهم وكفرهم بايت الله وقتلهم الانبياء بغير حق وقولهم قلوبنا غلف﴾

ف: مستانفہ ،ب: جار ،ما: زائدہ،نقض: مصدرمضاف ،ھم: ضمیرمضاف الیہ فاعل،میثاقھم: مفعول،ملکرشبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ ،و: عاطفہ، کفر: مصدرمضاف،ھم: ضمیرمضاف الیہ فاعل،بایت اللّٰہ: ظرف لغوملکرشبہ جملہ معطوف اول ،و: عاطفہ،قتل: مصدرمضاف،ھم: ضمیرمضاف الیہ فاعل،الانبیاء: ذوالحال ،بغیر حق: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،ملکرشبہ جملہ ہوکر معطوف ثانی،و: عاطفہ،قولھم: قول،قلوبنا غلف: جملہ اسمیہ مقولہ،ملکر معطوف ثالث،اپنے معطوف علیہ سے ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر فعلنافعل محذوف کیلئے اصل میں یوں تھا فعلنا بھم مافعلنا بسبب نقضھم ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بل طبع الله عليها بكفرهم فلا يؤمنون الا قليلا﴾

بل: حرف اضراب،طبع اللّٰہ علیھا بکفرھم: فعل با فاعل وظرف لغواول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ ،ف: عاطفہ،لایومنون: فعل واؤضمیر مستثنی منہ،الا: حرف استثناء ،قلیلا: مستثنی،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ وبكفرهم وقولهم على مريم بهتانا عظيما﴾

و: عاطفہ،ب: جار، کفرھم: مصدرمضاف ،ھم: ضمیرمضاف الیہ فاعل ملکرشبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ ،و: عاطفہ،قولھم: مصدرمضاف ھم ضمیرمضاف الیہ فاعل ،علی مریم: ظرف لغو،بھتانا عظیما: صفتان، قولا مصدرمحذوف کیلئے،مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق یہ سب ملکرشبہ جملہ ہوکر معطوف،ملکر مجرور،اپنے جار سے ماقبل بل طبع اللہ علیھا بکفرھم میں بکفرھم پر،ملکر جملہ فعلیہ

﴿ وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم﴾

و: عاطفہ،قول: مصدرمضاف،ھم: مضاف الیہ فاعل،ملکرقول،انا: حرف مشبہ واسم، قتلنا: فعل با فاعل،المسیح: مبدل منہ، عیسی: موصوف،ابن مریم: مرکب اضافی صفت اول، رسول اللّٰہ: صفت ثانی ملکر بدل،اپنے مبدل منہ سے ملکر مفعول، جملہ فعلیہ ہوکرذوالحال،و: حالیہ،ماقتلوہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وماصلبوہ: جملہ فعلیہ معطوف اول، ولکن شبہ لھم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی،ملکر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ قولیہ ہوکر ماقبل قولھم علی مریم پر معطوف۔

﴿وان الذین اختلفوا فیه لفی شک منه مالهم به من علم الا اتباع الظن﴾

و: مستانفہ ،ان: حرف مشبہ بالفعل،الذین اختلفوا فیه :موصول صلہ ملکر اسم،لام: تاکیدیہ،فی: جار،شک: موصوف،منه: ظرف مستقر صفت،ملکر مجرور، جار سے ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ،ما: نافیہ،لهم: ظرف مستقر خبر مقدم،بہ: ظرف مستقر حال مقدم ،من: زائد،علم: مستثنیٰ منہ،الا: حرف انشاء،اتباع الظن: مستثنیٰ ،ملکر ذوالحال ،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وماقتلوه یقینا بل رفعه الله الیه وکان الله عزیزا حکیما﴾

و: عاطفہ،ماقتلوه: فعل نفی واؤ ضمیر ذوالحال،یقینا: حال،ملکر فاعل،ه: ضمیر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ،بل: حرف عطف واضراب ،رفعه الله الیه: فعل با مفعول وفاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و: مستانفہ ،کان الله: فعل ناقص واسم،عزیزا حکیما: خبر اول وثانی،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وان من اهل الکتاب الا لیومنن به قبل موته﴾

و: مستانفہ ،ان: نافیہ ،من اهل الکتاب: ظرف مستقر صفت، احد محذوف کیلئے ،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مبتداء،الا: اداۃ حصر ،لام: قسمیہ،یومنن به: فعل با فاعل وظرف لغو،قبل موة: ظرف زمان،ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف اقسم کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ملکر فعلیہ مستانفہ۔

﴿ویوم القیمة یکون علیهم شهیدا﴾

و: عاطفہ،یوم القیمة: ظرف مقدم،علیهم : ظرف لغو مقدم،شهیدا: صفت مشبہ با فاعل یہ سب شبہ جملہ ہوکر خبر،یکون: فعل ناقص با اسم،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فبظلم من الذین هادوا حرمنا علیهم طیبت احلت لهم وبصدهم عن سبیل الله کثیرا﴾

ف: مستانفہ ،ب: جار،ظلم : موصوف،من الذین هادوا: ظرف مستقر صفت ملکر مرکب توصیفی ہوکر مجرور،اپنے جار سے ملکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،ب: جار،صد: مصدر مضاف،هم : مضاف الیہ فاعل ،عن سبیل الله: ظرف لغو،کثیرا : مفعول،ملکر شبہ جملہ ہوکر مجرور،اپنے جار سے ملکر معطوف،ملکر ظرف لغو،حرمنا علیهم: فعل با فاعل وظرف لغو ثانی ،طیبت : موصوف،احلت لهم: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مفعول،حرمنا،اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واخذهم الربوا وقد نهوا عنه واکلهم اموال الناس بالباطل﴾

و: عاطفہ،اخذ: مصدر مضاف ،هم: ضمیر مضاف الیہ فاعل،الربوا: ذوالحال،وقد نهوا عنه: جملہ فعلیہ حال،ملکر مفعول،ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ،و: عاطفہ،اکل: مصدر مضاف،هم : ضمیر مضاف الیہ فاعل،اموال الناس: مفعول ،بالباطل : ظرف لغو،ملکر

شبہ جملہ ہوکر معطوف،ملکر ماقبل صدھم عن سبیل اللہ پر معطوف،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واعتدنا للکفرین منھم عذابا الیما﴾

و: عاطفہ،اعتدنا للکفرین منھم: فعل با فاعل وظرف لغو،عذابا الیما: مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل حرمنا پر معطوف۔

﴿لکن الرسخون فی العلم منھم والمؤمنون یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک﴾

لکن: حرف استدراک،الراسخون: اسم فاعل ھم ضمیر ذوالحال،منھم: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،فی العلم: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ،والمومنون: معطوف ملکر مبتداء،یومنون: فعل بافعل،ب: جار،ماانزل الیک: موصول صلہ ملکر معطوف علیہ،وما انزل من قبلک: موصول صلہ ملکر معطوف،ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والمقیمین الصلوۃ والمؤتون الزکوۃ والمؤمنون باللہ والیوم الاخر﴾

و: معترضہ،المقیمین: اسم فاعل با فاعل،الصلوۃ: مفعول،ملکر شبہ جملہ ہوکر اعنیی او اخص المقیمین الصلوۃ فعل محذوف کیلئے مفعول ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،المـوتون الزکوۃ: شبہ جملہ معطوف ثانی،ماقبل الراسخون پر،والـمـومـنـون باللہ والیوم الاخر: شبہ جملہ معطوف ثالث ماقبل الراسخون پر۔

﴿اولئک سنؤتیھم اجرا عظیما﴾

اولئک: مبتداء،س: ظرف استقبال،نوتیھم: فعل،فاعل ومفعول،اجرا عظیما: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ

﴿شانِ نزول﴾

☆......یسئلک اھل الکتب ان تنزل علیھم......☆ یہود میں کعب بن اشرف اور فخاص بن عازوراء نے سید عالم ﷺ سے کہا کہ اگر آپ نبی ہیں تو ہمارے پاس آسمان سے یک بارگی کتاب لائیے جیسا کہ موسی علیہ السلام توریت لائے تھے یہ سوال انکا طلب واتباع کے لیے نہ تھا بلکہ سرکشی وبغاوت سے تھا،اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قرآن مجید کا یکبارگی نازل ہونا بھی ممکن تھا:

۱......یہود نے سید عالم ﷺ سے قرآن مجید فرقان حمید کے یک بارگی نازل ہونے کی خواہش ظاہر کی جیسا کہ توریت یک بارگی نازل ہوئی تھی اور یہ خواہش انہوں نے ازرائے تعنت یعنی محض پریشان کرنے کے لئے کی تھی حسن کہتے ہیں کہ اگر وہ یہ خواہش ہدایت طلب کرنے کے لئے کرتے تو انکو ضرور عطا کر دیا جاتا،کیونکہ یک بارگی قرآن مجید اتارنا ممکن تھا۔ (المدارک،ج۱،ص ۴۱۱)

قرآن مجید کے یکبارگی نازل نہ کرنے کی حکمتیں:

قرآن مجید کے قسط وار نازل ہونے کو یہود نے اپنی کم عقلی سے نقص گردانا حالانکہ اس میں ہمارے نبی ﷺ کی بڑی فضیلت

ہے کیونکہ کتاب نازل کرنے کا جو رابطہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زندگی میں صرف ایک بار قائم ہوا وہ رابطہ ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ تا حیات قائم رہا، حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات لینے کے لئے طور پر گئے تھے، نبی پاک ﷺ کو قرآن لینے کیلئے کہیں جانا نہیں پڑتا تھا، بلکہ آپ ﷺ جہاں تشریف فرما ہوتے تھے قرآن وہیں نازل ہو جاتا تھا، خواہ آپ ﷺ بدر کے میدان میں ہوں یا احد کی گھاٹیوں میں، غار ثور میں ہوں، یا کسی سواری پر ہوں، حضرت بی بی عائشہ صدیقہ کے بستر پر ہوں، جہاں آپ ہوتے تھے قرآن مجید وہیں نازل ہو جاتا تھا ،لوگ آپ ﷺ سے سوالات کرتے تھے اس کے نتیجے میں آیتیں نازل ہوتی تھیں، یہود و نصاریٰ کے اعتراض کے جواب میں اور مختلف پیشن گوئیوں کے نتیجے میں آیات نازل ہوتی تھیں، یہ سہولت یک بارگی قرآن میں کہاں ہے پھر اگر یک بارگی کتاب نازل ہوتی تو تمام احکام یک بارگی فرض ہو جاتے اور لوگوں کے لئے ایک دم ان پر عمل کرنا اور پرانی عادتوں اور رسموں کو چھوڑنا مشکل ہوتا، بتدریج قرآن کے نزول سے لوگوں پر اسلام کا قبول کرنا آسان ہو گیا، قرآن مجید کو یک بارگی نازل نہ کرنے میں یہ فضیلت، باریکیاں اور فوائد ہیں جو یہود کی سمجھ میں نہیں آئے اور ان کو سمجھایا گیا تو انہوں نے اپنی ہٹ دھرمی سے مانا نہیں۔ (تبیان القرآن، ج ۲، ص ۸۷۷)

علی وحدانیۃ اللہ:

۲۔۔۔۔۔اس سے مراد یہ ہے کہ "یعنی اس کی قدرت، علم اور قدیم ہونے اور اس کے اجسام و اعراض کے مخالف (پاک) ہونے اور موسیٰ کی صداقت پر دلیل ہے"۔ (الجمل، ج ۲، ص ۱٤۸)

غلف:

۳۔۔۔۔۔اغلف کی جمع ہے جیسے حمر، احمر کی، اور صحیح یہ ہے کہ غلاف کی جمع ہو جیسے کتاب کی جمع کتب ہے اور فاء پر سکون تخفیف کے لئے ہے۔ (الجمل، ج ۲، ص ۱٤۹)

بی بی مریم پر بہتان عظیم:

٤۔۔۔۔۔یہاں یہود کے ایک قبیح جرم کا ذکر کیا گیا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ یہود نے بی بی مریم پر بدکاری کا الزام لگایا کہ انہوں نے یہ فعل اس وقت کیا جب کہ وہ حالت حیض میں تھیں۔ (ابن کثیر، ج ۱، ص ۷۰۵)

لفظ مسیح کی توجیہ:

۵۔۔۔۔۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انہیں مسح بالبرکت فرمایا تھا، اس لحاظ سے وہ ممسوح (یعنی مسح کیے گئے) ہوئے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح کہنے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ مریض، اندھے اور کوڑھی کو مسح کرتے تو وہ ٹھیک ہو جاتا اس وجہ سے ان کو مسیح بمعنی ماسح (یعنی مسح کرنے والا) کہا جاتا ہے (المدارک، ج ۱، ص ٤۱۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تو قتل ہوئے نہ ہی سولی دیئے گئے:

٦۔۔۔۔۔ایک روایت میں ہے کہ یہود کی ایک جماعت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کو گالیاں دیں، آپ علیہ السلام نے ان کے لئے بددعا کی تو اللہ عزوجل نے انہیں بندروں اور خنزیروں کی صورت میں مسخ کر دیا، اس بناء پر یہودیوں نے آپ

علیہ السلام کو قتل کرنے پر اتفاق کرلیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کی خبر دی کہ وہ انہیں آسمان کی طرف اٹھالے گا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم میں سے کون اس بات کو پسند کرتا ہے کہ میری شبیہ اس پر ڈال دی جائے ، اسے قتل کردیا جائے اور سولی پر لٹکا دیا جائے اور جنت میں داخل کردیا جائے ، آپ علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک آدمی اٹھا اللہ تعالیٰ نے اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی اسے قتل کردیا گیا اور سولی پر لٹکا دیا گیا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی شبیہ اس خادم پر ڈال دی تھی جس نے یہودیوں کو آپ علیہ السلام کے متعلق بتایا تھا۔ یہودیوں کے رئیس یہودا نے آپ علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے ایک کو حکم دیا جس کا نام طیطانوس تھا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوکر قتل کردے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ اس طیطانوس پر ڈال دی جب وہ باہر نکلا تو یہودیوں نے یہ گمان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اسے پکڑ کر سولی دے دی گئی، ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ یہودیون نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک کمرے میں بند کردیا اور نگہبان مقرر کردیا اللہ تعالیٰ نے اس نگہبان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی جسے یہودیوں نے قتل کردیا۔ (المظهری، ج٢، ص٢٤٩)

اللہ جل جلالہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا:

ے...... معنی یہ ہے کہ یہود نے نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور نہ ہی سولی دی بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان پر اٹھالیا اور انہیں کافروں کے بُرے ارادے سے پاک کیا۔ (الخازن، ج١، ص٤٤٥)

اللہ رب العالمین جگہ و مکان سے پاک ہے اگر اس پاک ذات مقدسہ کے لئے جگہ و مکان کو مانیں تو پھر جسم بھی ماننا پڑے گا اور اللہ جل جلالہ جسم سے بھی پاک ہے چنانچہ ہم اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لئے شرح عقائد کی عبارت پیش کرتے ہیں **علامہ تفتازانی** علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "ولا یتمکن فی مکان لان التمکن عبارة عن نفوذ یعنی ذات باری تعالیٰ کو کسی مکان میں متمکن نہیں مانا جاسکتا اس لئے کہ کسی جگہ میں متمکن ہونے کو نفوذ سے تعبیر کیا جاتا ہے"۔ (شرح عقائد، ص٤٠)

اب ہم ان لوگوں کی بھی بات کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے جسم، جگہ و مکان سب مانتے ہیں، **علامہ غلام رسول سعیدی** صاحب اپنی تفسیر تبیان القرآن کی جلد٢، ص٨٥٨ پر فرماتے ہیں کہ شیخ احمد بن تیمیہ متوفی ٧٢٨ھ اللہ تعالیٰ کے لئے جہت کی آیات کو ظاہر پر محمول کرتے ہیں سورۃ النساء کی زیرِ تفسیر آیت سے بھی انہوں نے اپنے موقف پر استدلال کیا ہے۔

(شرح العقیدہ الواسطیہ، ص٦٥)

نیز لکھا کہ قرآن مجید کی متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی (مرتفع، مستقر، یا صاعد) ہونے کا ذکر ہے اور یہ آیات ان کے نزدیک اپنے ظاہری معنی پر محمول ہیں اور ان میں سلطنت کے غلبہ کا معنی کرنا باطل ہے۔ (شرح العقیدہ الواسطیة، ص٦٣)

مشہور سیاح ابن بطوطہ لکھتے ہیں کہ ابن تیمیہ دمشق کا بہت بڑا عالم تھا، لیکن اس کی عقل میں کمی تھی، دمشق کے علماء کے اس پر اعتراض تھے اس کو قاضی القضاۃ کے سامنے پیش کیا گیا اور اس سے کہا ان اعتراضات کے جواب دو، اس نے کہا لا الٰہ الا اللہ اور کوئی جواب نہیں دیا، دوبارہ کہا اس نے دوبارہ یہی جواب دیا اس کو قاضی القضاۃ نے قید کردیا، میں نے دمشق کے قیام کے دوران ایک دن اس کے پیچھے جمعہ پڑھا، یہ مسجد کے منبر پر وعظ کررہا تھا، دوران وعظ اس نے کہا اللہ آسمان سے اس طرح اترتا ہے یہ کہہ کر اس نے منبر سے اتر کر دکھایا، پھر اس سے ابن الزہراء مالکی نے معارضہ کیا اور لوگوں نے ہاتھوں اور جوتوں سے اس کو اس قدر مارا کہ اس کی پگڑی گر گئی اور اس کا لباس پھٹ گیا اس کو ایک حنبلی قاضی کے پاس لے گئے انہوں نے اس کو قید کرنے اور تعزیر لگانے کا حکم دیا اس کے

مردود اقوال میں سے یہ ہیں: اس نے کلمہ واحدہ سے تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دیا، قبر انور کی زیارت کرنے والوں کے لئے نماز قصر کرنے کو نا جائز کہا، ملک ناصر نے اسے قلعے میں قید کرنے کا حکم دیا اور یہ وہیں مرگیا۔ (رحلہ ابن بطوطہ، ج ۱، ص ۱۱۲،۱۱۱)

قرب قیامت میں اہل کتاب کا ایمان :

۸......اس بارے میں ابن جریر فرماتے ہیں کہ اس کے متعلق مفسرین کی مختلف آراء ہیں، بعض فرماتے ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات سے پہلے تمام اہل کتاب آپ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے یعنی جب آپ علیہ السلام دجال کو قتل کرنے کے لئے آسمان سے اتریں گے اس وقت تمام مذاہب یکجا ہو جائیں گے یعنی تمام لوگ دین اسلام کے پیرو ہونگے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے یہی مروی ہے حضرت ابو مالک فرماتے ہیں کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام نازل ہونگے تو تمام اہل کتاب آپ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے۔ حضرت ابن عباس سے دوسری یہ روایت مروی ہے کہ یہاں اہل کتاب سے مراد یہودی ہیں، حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نجاشی اور اس کے ساتھی ہیں آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ قسم بخدا حضرت عیسی علیہ السلام اس وقت بھی آسمان میں زندہ ہیں جب وہ نازل ہونگے تو سب لوگ ان پر ایمان لے آئیں گے، آپ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے حضرت عیسی علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا ہے اور وہ قیامت سے پہلے آپ علیہ السلام کو پھر دنیا میں بھیجے گا تو نیک و بد تمام آپ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے۔

☆......حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ ہر یہودی مرنے سے پہلے حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لے آئے گا یہی مجاہد کا قول ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ اگر کسی اہل کتاب کی گردن تلوار سے اڑادی جائے تو روح نکلنے سے پہلے پہلے وہ حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لے آئے گا۔ ابن جریر فرماتے ہیں کہ ان تمام اقوال میں سب سے پہلا قول ہی واضح ہے یعنی جب قیامت سے پہلے حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے تو تمام اہل کتاب آپ علیہ السلام کے وصال سے پہلے آپ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے اور ان کا یہ قول بلا شک وشبہ صحیح ہے کیونکہ ان آیات مقدسہ کے سیاق کا مقصد یہودیوں کے اس دعوی کو باطل کرنا ہے کہ انہوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کو قتل کر کے سولی پر چڑھا دیا اور اسی طرح نصاری کے اس جاہل گروہ کے عقیدے کو غلط ثابت کرنا ہے جنہوں نے یہودیوں کی اس بات کو حق تسلیم کر لیا تھا یہاں اللہ عزوجل نے بیان فرمایا کہ درحقیقت ایسی بات نہیں جیسا کہ یہ لوگ سمجھ رہے ہیں انہوں نے عیسی علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ ان کے مشابہ کو قتل کیا اور انہیں اس بات کا علم بھی نہ ہوسکا کہ اللہ عزوجل نے حضرت عیسی علیہ السلام کو زندہ آسمانوں پر اٹھالیا وہ اب بھی وہاں زندہ ہیں اور قیامت قائم ہونے سے پہلے زمین پر اتریں گے۔

(ابن کثیر، ج ۱، ص ۸۰۷)

☆......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مقدس نشان ہے: ''اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضے قدرت میں میری جان ہے عنقریب تم میں عیسی علیہ السلام عادل حاکم بن کر نازل ہونگے وہ صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کریں گے، مال اتنا بڑھے گا کہ کوئی لینے والا نہ ہوگا''۔ (صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب قتل الخنزیر، ص ۳۵٤)

☆......نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''معراج کی رات میں نے حضرت موسی علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ گندمی رنگت، دراز قد، اور گنگھریالے

بالوں والے ہیں گویا وہ قبیلہ شنوہ کے ایک فرد ہیں"، حضرت عیسی علیہ السلام کو دیکھا: "وہ میانہ قد، میانہ جسم، رنگت کے سرخ وسفید اور سیدھے بالوں والے ہیں، پھر میں نے مالک داروغہ جہنم اور دجال کو دیکھا"، یہ ان نشانیوں میں سے ہیں جو اللہ نے آپ ﷺ کو دکھائیں۔ (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ، ص ٥٤٠)

☆......حضرت نواس بن سمعان روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام دمشق کے سفید مشرقی مینارے کے پاس نازل ہونگے، زرد رنگ کی چادریں اوڑھے ہوئے اور اپنے دست مبارک دو فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے ہونگے جب آپ سر مبارک جھکائیں گے تو ایسے معلوم ہوگا جیسے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہوں اور جب سر مبارک اٹھائیں گے تو ایسا معلوم ہوگا جیسے سفید موتی جھڑتے ہیں جس کافر تک آپ کی سانس کی ہوا پہنچے گی وہ مرجائے گا اور آپ کے سانس کی ہوا وہاں تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نگاہ پڑے گی۔ (صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال و صفتہ، ص ١٤٣٦)

اغراض:

یھود: یعنی یہود کے اَحبار مراد ہیں۔ای آبـائھم: سوال پوچھنے کو موجودہ یہود کی جانب منسوب کیا اس لئے کہ موجودہ یہود اس سے راضی تھے گویا یہ ایسا ہی ہو گیا جیسا کہ انہوں نے سوال کیا ہو۔فیقبلوہ: یعنی عہد، کہ اسے نہ توڑو۔عیـانـاً: یعنی اللہ کو ظاہری دیکھنا مراد ہے، حضرت موسی علیہ السلام نے قوم بنی اسرائیل میں سے ستر آدمی لئے اور استغفار کے لئے پہاڑ کی جانب چلے گئے کہ قوم نے بچھڑے کو معبود بنالیا تھا تو قوم کے افراد بولے کہ ﴿فقالوا ارنا اللہ جھرۃ﴾۔فعفونا عن ذلک: یعنی ہم تمہاری توبہ قبول کریں گے تو تم بھی اسی طرح توبہ کرو حتی کہ تمہاری توبہ بھی قبول کرلی جائے۔

وھو مظل علیھم: یعنی طور پہاڑ ان پر بلند ہے، اور میثاق کو پہاڑ کے ساتھ مقید کرنے کا مقصد قلم کی سبقت کی وجہ سے ہے اس لئے کہ ان سے یہ بات مقام تیہ کی مدت کے بعد بستی میں داخل ہونے سے پہلے کہی گئی تھی، یہ بستی بیت المقدس کی تھی یا یا مقام اریحاء اور یوشع بن نون کی بزبانی یہ بستی قوم جبارین کی تھی جہاں یہ قوم آباد تھی، اور پہاڑ مقام تیہ میں داخل ہونے سے پہلے بلند کیا گیا جب کہ وہ توریت کو دیکھ کر بھی اس پر ایمان نہ لائے۔بآیات اللہ: یعنی قرآن اور دیگر کتب سماوی۔لاتعدوا: عین کی سکون اور دال کے ضمہ کے ساتھ عدا یعدوا سے ہے اور اس کی اصل "تعدووا" واو اولی کے ضمہ کے ساتھ ہے واو پر ضمہ کے ثقیل ہونے اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے ایک واو کو حذف کر دیا اور اس کا وزن تعفوا ہو گیا۔

حیث رموا بالزنا: یعنی منکرین نے الزام لگایا، بغیر باپ کے بیٹے کی تخلیق اللہ عزوجل کی قدرت سے تعلق رکھتی ہے اور کافر اس بات کے معتقد تھے اور ان کے پہلے کے علماء میں یہ بات پائی جاتی تھی کہ بغیر باپ کے بیٹا ہو ہی نہیں سکتا اور ایسا ہی ہونا چاہیے۔فی زعمھم: متعلق ہے ﴿قتلنا﴾ قول کے، اور اس کا حذف کرنا مناسب ہے، اس لئے کہ عیسائیوں کے حضرت عیسی علیہ السلام کے قتل کئے جانے والے قول کی تکذیب کرنا مابعد قول ﴿وماقتلوہ﴾ سے معلوم ہے، اور ایک نسخہ میں فی زعمہ مفرد ہے، اور ﴿رسول اللہ﴾ کے متعلق ہے اور یہی اولی صورت ہے۔ثانیا بعیسی: اور اولاً موسی علیہ السلام۔

حین تعاین ملائکۃ الموت: روایت میں ہے کہ جب یہودی کی موت کا وقت ہوگا تو فرشتے اس کے چہرے اور پیچھے ماریں گے اور اس سے کہیں گے کہ "اے اللہ کے دشمن تیرے پاس اللہ کے نبی حضرت موسی علیہ السلام آئے تو تم نے انہیں جھٹلا دیا" وہ کہے گا میں ان پر

ایمان لایا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور نصرانی سے کہا جائے کہ "تیرے پاس اللہ کے رسول حضرت عیسی علیہ السلام آئے تو تو نے گمان کیا کہ وہ خدا ہیں یا خدا کے بیٹے"، نصرانی کہے گا کہ میں ایمان لایا کہ وہ اللہ کے بندے ہیں، پس اہل کتاب ایمان لائیں گے لیکن عذاب کو دیکھتے وقت ان کا ایمان لانا ان کے لئے قابل قبول نہ ہوگا۔

او قبل موت عیسی: یہ آخر تفسیر ہے جو کہ صحیح ہے، معنی یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام جس وقت زمین پر نزول فرمائیں گے اس وقت زمین پر کوئی یہودی یا عیسائی نہ ہوگا، یا اللہ کے سوا کسی معبود کی عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا، سب حضرت عیسی علیہ السلام ہی پر ایمان لائیں گے یہاں تک کہ کل کی کل ملت اسلامیہ ہی ہو جائے گی۔ **فاطاعوہ:** یعنی ان میں سے ستر ہزار ۷۰۰۰۰ ایک دن میں قتل ہوئے۔

بالرشاد فی الحکم: رشاد جمع ہے رشوۃ کی، یہ وہ (رقم وغیرہ) ہے جو حاکم کو کوئی شخص اپنے فیصلے کے حوالے سے دیتا ہے، اور ان امور کے ذکر کرنے کا مقصد نصیحت کا حصول ہے، اور یہ بیان کرنا بھی مقصود ہے کہ شریعت میں یہ حرام ہے اور حدیث میں ہے کہ "ہر وہ گوشت جو حرام سے بنا ہے آگ اس کی زیادہ مستحق ہے"، بولے سحت یعنی رشوت کیا ہے؟ فرمایا "جو فیصلوں میں دی جاتی ہے"، پس حاکم کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی فیصلے پر کچھ لے، اور اسی کی مثل ضامن بھی ہے، اور منصب والا، اور مقروض، اور حدیث شریف میں ہے کہ "تین چیزوں (کا اجر) صرف اللہ کے پاس ہے قرض، ضمان اور منصب"۔

نصب علی المدح: پس جملہ معترضہ معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان ہے، اور نصب کا ہونا شان تعظیم کی وجہ سے ہے، اور مفسر نے کہا کہ یہ آیت سے پیدا ہونے والی عجیب اچھی بات ہے، اور مناسب ہے کہ الیک کے کاف پر معطوف ہو اور اس سے مراد نماز قائم کرنے والے انبیاء علیہم السلام ہوں اور یہ بھی صحیح ہے کہ ماانزل پر معطوف ہو اور اس سے مراد نماز قائم کرنے والے حضرات انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ ہوں اور یہ بھی درست ہے کہ منھم کے ھاء پر معطوف ہو اور نماز قائم کرنے والے راسخ فی العلم مراد ہوں۔

ھو الجنۃ: یعنی اس میں ہمیشہ رہنا مراد ہے اور اس کے مقابل ﴿واعتدنا لھم عذابا الیما﴾ ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۷۷ وغیرہ)

لیخافوا: یعنی یہود نے لوگوں کو توریت کی شریعت کو قبول کرنے سے روکا تو اللہ ﷻ نے ان پر طور پہاڑ کو بلند فرمادیا تو انہوں نے قبول کرلیا۔ **ھم الیھود:** انہیں یہود اس لئے کہا گیا کہ انہوں نے ہدایت پائی یعنی توبہ کی اور بچھڑے کی عبادت سے تائب ہوئے۔ **سجود انحناء:** یعنی سروں کو عاجزی میں جھکاتے ہوئے، مراد اس سے تواضع اور خضوع کا حاصل کرنا تھا لیکن انہوں نے مخالفت کی اور وہ کولہوں کے بل گھسٹتے ہوئے گزرے۔ **مفتخرین:** یعنی انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا بلکہ وہ ذکر کردہ (اپنے گمان فاسد میں کہ انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو قتل کردیا ہے) فخر میں ہیں۔ **وھو صاحبھم:** انہی میں سے ایک حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ منافقت کرتا ہے، پس لوگ جب حضرت عیسی علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ منافق شخص کہتا ہے کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ حضرت عیسی علیہ السلام کہاں ہیں؟ جب وہ حضرت عیسی علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوتے ہیں تو آپ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا جاتا ہے اور اسی منافق شخص پر حضرت عیسی علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی جاتی ہے اور لوگ اپنے ہی آدمی کو مار دیتے ہیں، اور اسے حضرت عیسی علیہ السلام گمان کرتے ہیں۔

(الجمل، ج۲، ص۱۴۸ وغیرہ)

رکوع نمبر:۳

﴿انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبین من بعده﴾ کما﴿واوحینا الی ابرهیم واسمعیل واسحق﴾اِبۡنَیۡهِ ﴿ویعقوب﴾ ابۡنَ اِسۡحٰقَ﴿والاسباط﴾اولَادِه﴿وعیسی وایوب ویونس وهارون وسلیمن واتینا﴾اٰبَاهُ ﴿داود زبورا(۱۶۳)﴾بِالۡفَتۡحِ اِسۡمٌ لِلۡكِتَابِ الۡمُؤۡتٰى، وَالضَّمِّ مَصۡدَرٌ بِمَعۡنٰى مَزۡبُوۡرًا اَیۡ مَكۡتُوۡبًا ﴿و﴾اَرۡسَلۡنَا ﴿رسلا قد قصصنهم علیک من قبل ورسلا لم نقصصهم علیک﴾رُوِیَ اَنَّهٗ تَعَالٰى بَعَثَ ثَمَانِیَةَ اٰلَافِ نَبِیٍّ اَرۡبَعَةَ اٰلَافٍ مِنۡ اِسۡرَائِیۡلَ وَاَرۡبَعَةَ اٰلَافٍ مِنۡ سَائِرِ النَّاسِ قَالَهُ الشَّیۡخُ فِیۡ سُوۡرَةِ غَافِرٍ﴿وكلم الله موسی﴾بِلَا وَاسِطَةٍ ﴿تكلیما(۱۶۴) رسلا﴾بَدَلٌ مِنۡ رُسُلًا قَبۡلَهٗ﴿مبشرین﴾بِالثَّوَابِ مَنۡ اٰمَنَ﴿ومنذرین﴾بِالۡعِقَابِ مَنۡ كَفَرَ اَرۡسَلۡنَاهُمۡ ﴿لئلا یكون للناس علی الله حجة﴾ مَقَالٌ ﴿بعد﴾اِرۡسَالِ ﴿الرسل﴾اِلَیۡهِمۡ فَیَقُوۡلُوۡا(ربنا لولا ارسلت الینارسولا فنتبع ایاتک ونکون من المؤمنین) فَبَعَثۡنَاهُمۡ لِقَطۡعِ عُذۡرِهِمۡ ﴿وكان الله عزیزا﴾فِیۡ مُلۡكِهٖ ﴿حكیما(۱۶۵)﴾ فِیۡ صُنۡعِهٖ وَنَزَلَ لَمَّا سُئِلَ الۡیَهُوۡدُ عَنۡ نُبُوَّتِهٖ ﷺ فَاَنۡكَرُوۡهُ﴿لكن الله یشهد﴾یبین نبوتک﴿بما انزل الیک﴾مِنَ الۡقُرۡاٰنِ الۡمُعۡجِزِ ﴿انزله﴾ مُتَلَبِّسًا ﴿بعلمه﴾ اَیۡ عَالِمًا بِهٖ اَوۡفِیۡهِ عِلۡمِهٖ ﴿والملئكة یشهدون﴾لَكَ اَیۡضًا ﴿وكفی بالله شهیدا(۱۶۶)﴾عَلٰى ذٰلِكَ ﴿ان الذین كفروا﴾بِاللّٰهِ﴿وصدوا﴾ النَّاسَ ﴿عن سبیل الله﴾ دِیۡنَ الۡاِسۡلَامِ بِكَتۡمِهِمۡ نَعۡتَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَهُمُ الۡیَهُوۡدُ﴿ قد ضلوا ضللا بعیدا(۱۶۷)﴾عَنِ الۡحَقِّ ﴿ان الذین كفروا ﴾بِاللّٰهِ ﴿وظلموا﴾ نَبِیَّهٗ بِكِتۡمَانِ نَعۡتِهٖ﴿لم یكن الله لیغفرلهم ولا لیهدیهم طریقا (۱۶۸)﴾مِنَ الطُّرُقِ ﴿الاطریق جهنم﴾اَیِ الطَّرِیۡقَ الۡمُؤَدِّیۡ اِلَیۡهَا ﴿خلدین﴾مُقَدَّرِیۡنَ الۡخُلُوۡدَ ﴿فیها﴾اِذَا دَخَلُوۡهَا﴿ابدا وكان ذلک علی الله یسیرا (۱۶۹)﴾هَیِّنًا﴿یایها الناس﴾ اَیۡ اَهۡلَ مَكَّةَ ﴿قد جاء كم الرسول﴾ مُحَمَّدٌ ﷺ ﴿بالحق من ربكم فامنوا﴾ بِهٖ وَاقۡصِدُوۡا ﴿خیرا لكم﴾ مِمَّا اَنۡتُمۡ فِیۡهِ ﴿وان تكفروا﴾ بِهٖ ﴿فان لله ما فی السموت والارض﴾ مِلۡكًا وَخَلۡقًا وَعَبِیۡدًا فَلَا یَضُرُّهٗ كُفۡرُكُمۡ ﴿وكان الله علیما﴾ بِخَلۡقِهٖ ﴿ حكیما (۱۷۰)﴾فِیۡ صُنۡعِهٖ بِهِمۡ ﴿یاهل الكتب﴾الۡاِنۡجِیۡلِ ﴿لا تغلوا ﴾ تَتَجَاوَزُوا الۡحَدَّ ﴿فی دینكم ولا تقولوا علی الله الا﴾الۡقَوۡلَ ﴿الحق﴾مِنۡ تَنۡزِیۡهِهٖ عَنِ الشَّرِیۡكِ وَالۡوَلَدِ ﴿انما المسیح عیسی ابن مریم رسول الله وكلمته القها﴾ اَوۡصَلَهَا اللّٰهُ ﴿الی مریم وروح﴾ اَیۡ ذُوۡ رُوۡحٍ ﴿منه﴾ اُضِیۡفَ اِلَیۡهِ تَعَالٰى تَشۡرِیۡفًا لَهٗ

وَلَیْسَ کَمَا زَعَمْتُمْ اِبْنَ اللّٰہِ اَوْ اِنَّھَا مَعَہٗ اَوْ ذَاتٌ لَّلثَّنِیَۃِ لِاَنَّ ذَا الرُّوْحِ مُرَکَّبٌ وَّالْاِلٰہُ مُنَزَّہٌ عَنِ التَّرْکِیْبِ وَعَنْ نِسْبَۃِ الْمُرَکَّبِ اِلَیْہِ ﴿فامنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا﴾ الْاٰلِھَۃُ ﴿ثلثۃ﴾ اللّٰہُ وَعِیْسٰی وَاُمُّہٗ ﴿انتھوا﴾ عَنْ ذٰلِکَ وَاْتُوْا ﴿خیرا لکم﴾ مِنْہُ وَھُوَ التَّوْحِیْدُ ﴿انما اللہ الہ واحد سبحنہ﴾ تَنْزِیْھًا لَّہٗ عَنْ ﴿ان یکون لہ ولد لہ ما فی السموت وما فی الارض﴾ خَلْقًا وَّمِلْکًا وَّالْمِلْکِیَّۃُ تُنَافِی النُّبُوَّۃَ ﴿وکفی باللہ وکیلا ۱۷۱﴾ شَھِیْدًا عَلٰی ذٰلِکَ۔

﴿ترجمہ﴾

بے شک اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح ۱ اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی اور (جیسے) ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دونوں صاحبزادوں کو بھیجی) اور یعقوب (یعنی حضرت اسحٰق علیہ السلام کے صاحبزادے) اور ان کے بیٹوں (اسباط بمعنی اولاد ہے) اور عیسٰی اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کو وحی بھیجی، اور ہم نے دی (حضرت سلیمان علیہ السلام کے والد ماجد) داؤد کو زبور (زبور فتح کے ساتھ ہو تو یہ نام ہوگا عطا کردہ کتاب کا اور بالضم ہو تو مصدر ہے بمعنی مزبور یعنی مکتوبا) اور (ہم نے بھیجا) رسولوں کو جن کا ذکر آگے ہم تم سے فرما چکے تھے اور ان رسولوں کو جن کا ذکر تم سے نہ فرمایا۔ ۲ (مروی ہے کہ اللہ عزوجل نے آٹھ ہزار انبیاء کرام مبعوث فرمائے جس میں سے چار ہزار بنی اسرائیل سے اور چار ہزار دیگر تمام انسانوں میں سے ہیں جیسا کہ شیخ جلال الدین محلی نے سورۂ غافر میں ذکر کیا ہے) اور اللہ نے موسٰی سے (بلا واسطہ) حقیقتاً کلام فرمایا۔ ۳ رسول (یہ رسلا ماقبل رسلا سے بدل بن رہا ہے) خوشخبری دیتے (ثواب کی ایمان والوں کو) اور ڈر سناتے (سزا کا کافروں کو اور ہم نے ان رسولوں کو بھیجا) کہ اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے بعد (بھیجنے کے) رسولوں کے (ان کی طرف) کہ وہ یہ کہیں کہ اے ہمارے رب! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور مومن بن جاتے (پس ہم نے ان کے عذر کا خاتمہ کرنے کے لئے ان میں رسول بھیج دیئے) اور اللہ غالب (ہے اپنے ملک میں) حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) جب یہود سے (سید عالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے انکار کر دیا، لہٰذا اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ) اے محبوب! اللہ اسکا گواہ ہے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بیان کرتا ہے اس کے ساتھ) جو اس نے تمہاری طرف اتارا (یعنی عقلِ انسانی کو عاجز کر دینے والا قرآن) اس نے اتارا اسے (بامعلابسۃ کے لئے ہے) اپنے علم سے (یعنی وہ اس کا عالم ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ اس قرآن کریم میں علم اسی ذاتِ حق کا ہے) اور فرشتے (بھی آپ پر اسی طرح) گواہ ہیں، اور اللہ کی گواہی کافی ہے (اس پر) وہ جنہوں نے کفر کیا (اللہ کے ساتھ) اور روکا (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے (یعنی دینِ اسلام سے، نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ چھپا کر ان سے مراد یہود ہیں) بے شک وہ (حق سے بھٹک کر) دور کی گمراہی میں پڑے بے شک جنہوں نے کفر کیا (اللہ کے ساتھ) اور ظلم کیا (اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر، ان کی شان چھپا کر) اللہ ہرگز نہ بخشے گا انہیں اور نہ کوئی راہ (بہت سی راہوں میں سے) دکھائے مگر جہنم کا راستہ (یعنی ایسا راستہ جو انہیں جہنم تک پہنچا دے گا) ہمیشہ رہیں گے (دوام انکے حق میں طے ہے) اس میں (یعنی جب وہ اس میں داخل ہوں گے) ہمیشہ اور یہ اللہ کو آسان ہے (ھینا بمعنی سھلا ہے) اے لوگو! (یعنی اہلِ مکہ) تمہارے پاس آئے رسول (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے پس ایمان لے آؤ (ان پر اور اختیار کرلو) اپنے لئے خیر کو (جو تمہاری اس موجودہ حالتِ کفر کے مقابلے میں کہیں بہتر ہے) اور اگر تم کفر کرو (اس کے ساتھ) تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (یعنی سب اسی کے مملوک، مخلوق اور بندے ہیں تو تمہارا کفر اسے کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا) اور اللہ علم رکھنے والا (ہے اپنی مخلوق کا) حکمت والا ہے (اس صفت میں جو وہ لوگوں کے ساتھ فرماتا ہے) اے اہلِ کتاب (انجیل کے ماننے والو!) زیادہ نہ کرو......ہے......(یعنی حد سے تجاوز نہ کرو) اپنے دین میں اور اللہ پر نہ کہو مگر (وہی بات جو) سچ (ہو یعنی یہ کہ وہ شریک اور اولاد سے پاک ہے) مسیح عیسٰی مریم کا بیٹا اللہ کا رسول ہی ہے اور اس کا ایک کلمہ کہ بھیجا اس نے (یعنی اللہ ﷻ نے اسے پہنچایا) مریم کی طرف اور ایک روح......۵......(یعنی روح والا) اس کے یہاں سے (یہاں روح کی اضافت حق ﷻ کی طرف تشریفاً کی گئی ہے یعنی ایسا نہیں جیسا کہ تم گمان کرتے ہو کہ وہ اللہ کے فرزند یا الوہیت میں اللہ کے شریک ہیں یا تین میں کے تیسرے ہیں، اس لئے کہ ہر ذی روح شے مرکب ہوتی ہے اور اللہ ﷻ ترکیب اور مرکب کی اس کی جانب نسبت ہونے سے بھی پاک ہے) تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور نہ کہو (کہ معبود) تین (ہیں یعنی اللہ، حضرت عیسٰی علیہ السلام اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ) باز رہو (اس سے اور وہ کرو جو) تمہارے لئے بہتر ہو (عقیدۂ تثلیث سے اور وہ توحید ہے) اللہ تو ایک ہی خدا ہے، پاکی ہے اسے اس سے (یعنی وہ اس بات سے پاک ہے) کہ اس کے کوئی بچہ ہو، اسی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے (مخلوق، مملوک اور بندے ہونے کے اعتبار سے اور ملکیت نبوت کے منافی ہوتی ہے) اور اللہ کافی ہے کارساز (یعنی اس پر محافظ)۔

﴿ترکیب﴾

﴿انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبین من بعدہ﴾

انا: حرف مشبہ واسم، اوحینا الیک: فعل بافاعل وظرف لغو: کاف: جار، ما: موصولہ، اوحینا: فعل بافاعل، الی: جار، نوح: معطوف علیہ، والنبین من بعدہ: معطوف، ملکر مجرور ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر ایحاء مصدر محذوف کی صفت مرکب توصیفی ملکر مفعول مطلق ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و اوحینا الی ابراھیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب والاسباط وعیسی و ایوب و یونس وھارون وسلیمان﴾

و: عاطفہ، اوحینا: فعل بافاعل، الی: جار، ابراھیم: معطوف علیہ، و اسمیل و اسحق......الخ: معطوفات، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واتینا داود زبورا ورسلا قد قصصنھم علیک من قبل ورسلا لم نقصصھم علیک﴾

و: عاطفہ، اتینا: فعل بافاعل، داود: مفعول اول، زبورا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، رسلا: موصوف، قد: تحقیقہ، قصصنھم: فعل نا ضمیر ذوالحال، من قبل: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ھم: ضمیر مفعول، علیک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، رسلا: موصوف، لم نقصصھم علیک: جملہ فعلیہ صفت، ملکر معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر فعل محذوف اوحینا کیلئے مفعول ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿و کلم اللہ موسی تکلیما رسلا مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل﴾

و: عاطفہ، کلم اللہ موسی تکلیما: فعل بافاعل ومفعول بہ ومفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، رسلا: موصوف، مبشرین: اسم فاعل بافاعل ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، منذرین: اسم فاعل بافاعل لام: جار، ان: مصدریہ، لایکون: فعل ناقص منفی، للناس: ظرف مستقر خبر مقدم، علی اللہ: مستقر حال مقدم، حجۃ: موصوف، بعد الرسل: ظرف زمان متعلق محذوف صفت، ملکر ذوالحال، ملکر اسم مؤخر ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، منذرین اسم فاعل اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت، رسلا، موصوف اپنی صفت سے ملکر ماقبل رسلا قد قصصنھم میں رسلا سے بدل۔

﴿وکان اللہ عزیزا حکیما لکن اللہ یشھد بما انزل الیک انزلہ بعلمہ والملئکۃ یشھدون﴾

و: عاطفہ، کان اللہ عزیزا حکیما: فعل ناقص واسم وخبر اول وثانی ملکر جملہ فعلیہ، لکن: حرف استدراک، اللہ: اسم جلالت مبتداء، یشھد: فعل بافاعل، بما انزل الیک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر معطوف علیہ، انزل: فعل ھو ضمیر ذوالحال، بعلمہ: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ہ ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مفسرہ معترضہ، و: عاطفہ، الملئکۃ: مبتداء، یشھدون: جملہ فعلیہ خبر ہوکر معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وکفی باللہ شھیدا ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ قد ضلوا ضللا بعیدا﴾

و: عاطفہ، کفی: فعل، ب: زائدہ، اللہ: ممیز، شھیدا: تمیز ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، کفروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وصدوا عن سبیل اللہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ اپنے موصول سے ملکر اسم، قد: تحقیقیہ، ضلوا: فعل بافاعل، ضللا بعیدا: مرکب توصیفی مفعول مطلق ملکر جملہ فعلیہ خبر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین کفروا وظلموا لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم طریقا الا طریق جھنم خلدین فیھا ابدا﴾

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، کفروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وظلموا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر اسم، لم: حرف جازم ونفی، یکن: فعل ناقص، اللہ: اسم، لام: جار، یغفر لھم: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، اپنے جار سے ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، لام: جار، یھدیھم: فعل بافاعل، و ھم: ضمیر ذوالحال، خلدین: اسم فاعل بافاعل، فیھا: ظرف لغو، ابدا: ظرف، ملکر شبہ جملہ ہوکر حال، ملکر مفعول، طریقا: مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، طریق جھنم: مستثنیٰ ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، اپنے جار سے ملکر معطوف، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکان ذلک علی اللہ یسیرا یایھا الناس قد جاء کم الرسول بالحق من ربکم﴾

و: مستانفہ، کان ذالک: فعل ناقص واسم، علی اللہ یسیرا: شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ، یا: حرف ندا قائم مقام ادعو فعل انا ضمیر فاعل، ایھا: مرکب اضافی مبدل منہ، الناس: بدل، ملکر منادی قائم مقام مفعول، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ندائیہ

،قد: تحقیقیہ ،جاء کم :فعل ومفعول الرسول: ذوالحال ،ظرف مستقر حال ،ملکر فاعل ، بـالحق: ظرف لغوملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء، اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿فامنوا خیرا لکم﴾

ف: فصیحہ ،امنوا:فعل امر بافاعل ،خیرالکم :شبہ جملہ ایمانا مصدر محذوف کی صفت ،مرکب توصیفی ہوکر مفعول بہ ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف اذاکان الامر کما عرفتم کی جزاملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان تکفروا فان للہ ما فی السموت والارض کان اللہ علیما حکیما﴾

و: عاطفہ،ان :شرطیہ ،تکفروا: جزامحذوف فلا یضرہ کفر کم کیلئے شرط ،ملکر جملہ شرطیہ ، ف تعلیلیہ ،ان :حرف مشبہ بالفعل ،اللہ :ظرف مستقر خبر مقدم ،مـا :موصولہ ،فـی السمـوت والارض :ظرف مستقر صلہ ،ملکر مبتدا موخر ،ملکر جملہ اسمیہ تعلیلہ ،و: مستانفہ ،کان اللہ علیما حکیما: فعل ناقص واسم وخبر اول وثانی ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یاھل الکتب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق﴾

یـاھل الکتاب: جملہ ندائیہ ،لاتـغلوافی دینکم :فعل بافاعل وظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،لاتقولوا:فعل بافاعل ،علی اللہ: ظرف لغو ،الا: اداۃ حصر ،الحق :مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ،ملکر مقصود بالنداء ،ملکر جملہ ندائیہ مستانفہ۔

﴿انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القھا الی مریم وروح منہ﴾

انـمـا: حرف مشبہ وماکافہ ،الـمسیـح :مبدل منہ ،عیسـی :موصوف ،ابـن مـریـم: مرکب اضافی صفت ،ملکر مبتدا ،رسـول الـلّٰہ: معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،کـلمۃ: ذوالحال ،الـقـاھـاالـی مریم: جملہ فعلیہ بتقدیر قدحال ملکر معطوف اول ،و: عاطفہ ،روح: موصوف ،منہ: ظرف مستقر صفت ،ملکر معطوف ثانی ،ملکر خبر ،مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فامنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا ثلثۃ﴾

ف: فصیحہ ،امنوا: فعل امر بافاعل ،ب: جار ،الـلّٰہ ورسولہ: معطوف علیہ ومعطوف ملکر مجرور ،اپنے جارسے ملکر ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،لاتقولوا: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول ،ثلثۃ: مبتدا محذوف الھتنا کیلئے خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ ہوکر معطوف ،ملکر شرط محذوف اذا کان الامر کذلک کی جزا ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿انتھوا خیرا لکم انما اللہ الہ واحد﴾

انتھوا: فعل امر بافاعل ،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،خیـر الـکم: شبہ جملہ ہوکر فعل محذوف ،اقـصـدوا کیلئے مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،انما: حرف مشبہ وماکافہ ،اللہ: مبتدا ،الہ واحد: مرکب توصیفی خبر ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿سبحنه ان یکون له ولد﴾

سبحنہ: مصدر مضاف،ہ: ضمیر مضاف الیہ فاعل،ان: مصدریہ،یکون: فعل ناقص ،لہ: ظرف مستقر خبر مقدم،ولد :اسم موخر،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر، من مجرور ملکر ظرف لغو، سبحنہ :مصدر اپنے متعلقات سے ملکر فعل محذوف سبح کیلئے مفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿له ما فی السموت وما فی الارض وکفی باللہ وکیلا﴾

لہ: ظرف مستقر خبر مقدم،مافی السموت: موصول صلہ ملکر معطوف علیہ،ومافی الارض :معطوف،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ ،وکفی باللہ وکیلا: ترکیب پیچھے گزر چکی۔

﴿شان نزول﴾

☆......انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح ......☆یہود ونصاری نے سید عالم ﷺ سے جو یہ سوال کیا تھا کہ انکے لیے آسمان سے یک بارگی کتاب نازل کی جائے تو وہ آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لائینگے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ان پر حجت قائم کی گئی کہ حضرت موسی علیہ السلام کے سوا بکثرت انبیاء ہیں جن میں سے گیارہ کے اسماء شریفہ یہاں آیت میں بیان فرمارہے ہیں اہل کتاب ان سب کی نبوت کو مانتے ہیں ان سب حضرات میں سے کسی پر بھی یکبارگی کتاب نازل نہ ہوئی تو جب اس وجہ سے ان کی نبوت تسلیم کرنے میں اہل کتاب کو کوئی پس وپیش نہ ہوا تو سید عالم ﷺ کی نبوت تسلیم کرنے میں کیا عذر ہے؟اور مقصود رسولوں کے بھیجنے سے خلق کی ہدایت اور ان کو اللہ ﷻ کی توحید ومعرفت کا درس دینا اور ایمان کی تکمیل اور طریق عبادت کی تعلیم ہے کتاب کے متفرق نازل ہونے سے یہ مقصد بروجہ اتم حاصل ہوتا ہے کہ تھوڑا تھوڑا با سانی دلنشین ہوجاتا ہے اس حکمت کو نہ سمجھنا اور اعتراض کرنا حماقت ہے۔

☆......یاھل الکتب لاتغلوا فی دینکم ......☆یہ آیت نصاری کے حق میں نازل ہوئی جن کے کئی فرقے ہوگئے تھے ہر ایک حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے جداگانہ کفری عقیدہ رکھتا تھا نسطوری آپ کو خدا کا بیٹا کہتے،مرقوسی کہتے کہ وہ تین میں کے تیسرے ہیں اور اس کلمے کی توجیہات میں بھی اختلاف تھا بعض تین اقنوم مانتے تھے اور کہتے تھے کہ باپ بیٹا اور روح القدس،باپ سے ذات بیٹے سے عیسی علیہ السلام اور روح القدس سے اس میں حلول کرنے والی حیات مراد ہے تو ان کے نزدیک الہ تین تھے اور اس تین کو ایک بتاتے تھے، توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کے چکر میں گرفتار تھے بعض کہتے تھے کہ عیسی ناسوتیت اور الوھیت کے جامع ہیں ماں کی طرف ان میں ناسوتیت آئی اور باپ کی طرف سے ان میں الوھیت تعالی اللہ عما یقولون علوا کبیرا،یہ فرقہ بندی نصاری میں ایک یہودی نے پیدا کیا جسکا نام بولص تھا اور اس نے انہیں گمراہ کرنے کے لیے اس قسم کے عقیدہ کی تعلیم دی اس آیت میں اہل کتاب کو ہدایت کی گئی کہ وہ حضرت عیسی علیہ السلام کے باب میں افراط وتفریط سے باز آئیں،خدا اور خدا کا بیٹا نہ کہیں اور نہ انکی تنقیص کریں

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

ابتداءً نوح کا ذکر کرنے کی توجیہ :

۱......ابتداً نوح علیہ السلام کا ذکر اسلئے فرمایا کیونکہ آپ علیہ السلام بھی حضرت آدم علیہ السلام کی مثل ابو البشر ہیں اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿وجعلنا ذريته هم الباقين (الصافات:۷۷)﴾ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام انبیاء کی شریعت میں سب سے پہلے ہیں اور شرک سے ڈرانے والے بھی پہلے ہیں۔ آپ علیہ السلام ہی کی ذات وہ پہلی ذات ہے کہ جنکی دعوت کو رد کرنے پر آپ علیہ السلام کی امت کو عذاب کا سامنا کرنا پڑا اور آپ علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے زمین والوں کو ہلاک کیا گیا آپ علیہ السلام ہی حضرات انبیاء میں سب سے طویل عمر پانے والے تھے اور آپ علیہ السلام کا معجزہ آپ کی ذات میں رکھا گیا آپ علیہ السلام ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم میں رہے نہ تو آپ علیہ السلام کا کوئی دانت گرا، نہ کوئی بال سفید ہوا، نہ قوت کم ہوئی آپ علیہ السلام نے ساری عمر اپنی قوم کی اذیتوں پر صبر کیا۔ آپ علیہ السلام کے بعد والے انبیاء سے مراد حضرت یونس علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، اور دوسرے انبیاء ہیں۔ اسباط سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہیں یا تو آپ علیہ السلام کے بارہ بیٹے مراد ہیں، یا انکی اولاد میں سے انبیاء بنی اسرائیل مراد ہیں۔ حضرت عیسی علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر انکی فضیلت کی وجہ سے کیا ہے اگرچہ یہ بھی انبیاء بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ (المظهری، ج۲، ص۲۵۳)

"ورسلا لم نقصصهم عليك" کا معنی:

۲......حدیث شریف میں مذکور ہے کہ سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کرام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بیان کی اور رسولوں کی تعداد تین سو تیرہ ذکر فرمائی ہے اور مذکورہ آیت مبارکہ سے اس حدیث کی نفی نہیں ہوتی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ما قبل انبیاء کرام کے بارے میں خبر ہی نہ تھی، اسلئے کہ لان نفي قصهم من قبل لايستلزم نفي قصهم مطلقا یعنی پہلے حضرات انبیاء کرام کے واقعات کو بیان نہ کرنا مطلقا بیان نہ کرنے کو مستلزم نہیں"۔ (روح المعانی، الجزء السادس، ص ٢٦١)

یہاں ہم ضمناً نبی و رسول میں فرق کو واضح کرنا چاہتے ہیں لہذا ہم انکی تعریفیں ذکر کرتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ النبي هو من النبوة اى الرفعة، وسمى نبيا لرفعة محله عن سائر الناس المذلول عليه بقوله ﴿ورفعناه مكانا عليا (سورة المريم: ٥٧)﴾ یعنی نبی نبوت سے ماخوذ ہے جسکے معنی بلندی کے ہیں اور نبی کو نبی تمام لوگوں پر اس کی بلندی رفعت کی وجہ سے کہتے ہیں۔ اسی لئے اللہ عزوجل نے حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ "ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھالیا"۔

رسول کی جمع رسل ہے و رسل الله تارة يراد بها الملائكة و تارة يراد بها الانبياء فمن الملائكة قوله تعالى ﴿انه لقول رسول كريم (التكوير:۴۰)﴾ و من الانبياء قوله ﴿وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (ال عمران:۱۴۴)﴾ یعنی اللہ کے رسول، کبھی رسول اللہ سے مراد ملائکہ ہوتے ہیں اور کبھی حضرات انبیاء کرام چنانچہ جب ملائکہ مراد ہوں تو آیت مبارکہ کا ترجمہ یہ بنے گا "بیشک یہ قرآن عزت والے رسول جبرئیل کا پڑھنا ہے" اور جب حضرات انبیاء کرام مراد ہوں تو معنی یہ ہونگے کہ "اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے"۔ (المفردات، ص ٤٨٤، ٢٠١)

حضرت موسی علیہ السلام کو کلام سے مشرف فرمایا:

۳......شیخ سلیمان الجمل علیہ الرحمہ تفسیر خازن کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے موسی علیہ السلام کو کلام کے ساتھ خاص

فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ خصوصیت کسی دوسرے نبی کی نبوت میں قابل اعتراض چیز نہیں ہوسکتی اور اسی طرح ان پر یک بارگی توریت کا نازل ہوجانا بھی دوسرے انبیاء پر کتابوں کے نزول کے معاملے میں قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ (الجمل، ج ۲، ص ۱۵۹)

عماد الدین ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ان روایات کو جمع کیا ہے جو اس موضوع سے متعلق ہیں ہم ان میں سے فقط ایک روایت کو یہاں ذکر کرتے ہیں: جس دن اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اس دن آپ نے اونی جبہ، شلوار اور چادر پہنی ہوئی تھی اور آپ گدھے کی جلد کے جوتے پہنے ہوئے تھے جسے ذبح کے ذریعے پاک نہیں کیا گیا تھا۔ (ابن کثیر، ج ۱، ص ۷۲٤)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں: کسی نبی کو جو معجزہ عطا ہوا وہ معجزہ اللہ عزوجل نے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بمعہ زیادتی کے مرحمت فرمادیا۔ سارے جہان میں نور کی کوئی کرن جو کہیں چمک رہی ہے وہ آفتاب محمدی کا صدقہ ہے۔ امام بوصیری کیا خوب فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے معزز انبیاء کرام کو جو بھی معجزہ عطا ہوا ہے وہ پیارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا فیضان ہے۔ (روح المعانی، الجزء السادس، ص ۲٦۳)

غلو فی الدین:

٤.....علامہ خازن فرماتے ہیں: واصل الغلو مجاوزة الحد وهو في الدين حرام والمعنى لا تفرطوا في امر عيسى علیہ السلام ولا تحطوه عن منزلته ولا ترفعوه فوق قدره ومنزلته یعنی غلو کے معنی حد سے تجاوز کرنا ہے اور غلو في الدين حرام ہے اور یہاں آیت مبارکہ میں غلو في الدين یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں افراط و تفریط نہ کرو نہ تو ان کو ان کی قدر و منزلت سے گھٹاؤ اور نہ ہی انہیں انکی قدر و منزلت سے بڑھاؤ۔ (الخازن، ج ۱، ص ٤٥٢)

علامہ ناصر الدین بیضاوی فرماتے ہیں غلت اليهود حط عيسى علیہ السلام حتى رموه بانه ولد من غير رشدة ، والنصارى فى رفعه حتى اتخذوه الها یعنی یہود کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلو یہ تھا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر صحیح نکاح کا بیٹا جانتے تھے اور نصاریٰ کا غلو یہ تھا کہ وہ انکی شان میں اتنا اضافہ کرگئے کہ انکو خدا بنادیا۔ (البیضاوی، ج ۱، ص ٤١١)

کلمۃ اور روح سے مراد:

٥.....وكلمة يعني اثر قوله كن فكان بشرا من غير اب یعنی آپ علیہ السلام کو کلمہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کلمہ کن کا اثر ہیں آپ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ (المظہری، ج ۲، ص ۲۵۷)

روح سے مراد تمام ارواح ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے تخلیق فرمایا ہے اور روح کی اضافت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کرنا انکے شرف و تعظیم کی وجہ سے ہے جیسا کہ بیت اللہ اور ناقۃ اللہ کہا جاتا ہے۔ اور یہ اللہ عزوجل کی طرف سے نعمت ہے یعنی اللہ عزوجل نے انہیں اس نعمت کے ساتھ فضیلت عطا فرمائی، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ روح سے مراد وہ پھونک ہے جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بی بی مریم کے گریبان میں پھونکی اور وہ اللہ کے اذن سے حاملہ ہوئیں، اور اس روح کی اضافت لفظ منہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اس لئے کی گئی کہ وہ امر الٰہی کی وجہ سے پائے گئے بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ جب اللہ عزوجل نے بشری روحوں کو تخلیق کیا تو اسے آدم کی صلب میں رکھ دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو آدم کی صلب میں روک دیا پھر جب اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو انکی روح کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ بھیجا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بی بی مریم کے گریبان میں پھونکا جس سے وہ حاملہ

ہوئیں۔ (الخازن، ج ۱، ص ۴۵۲)

اغراض:

اولادہ: یعنی یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے، ان میں حضرت یوسف علیہ السلام بھی شامل ہیں کہ وہ بالاتفاق نبی بھی ہیں اور رسول بھی، باقی کے بارے میں اختلاف ہے۔ فالنکروہ: یعنی جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بارے میں بیان مذکور ہوا۔ مقدرین الخلود: اشارہ ہے کہ خالدین حال مقدرہ ہے یھدیھم کے مفعول سے اور ہدایت سے مراد ان کی دنیا میں جہنم کے راستے کی جانب ہدایت ہے جو اسے جہنم کی جانب دھکیلنے میں مدد دے گی، پس اس حالت میں وہ غیر خالدین (کی صفت کے ساتھ متصف) ہونگے۔

(الجمل، ج ۲، ص ۱۵۸ وغیرہ)

روی انہ تعالی: یہ ضعیف روایت ہے، اسی لئے مفسرین کرام علیہم الرضوان نے اس سے تبرا کیا ہے، اور مشہور روایت یہ ہے کہ ایک لاکھ انبیائے کرام علیہم السلام ہیں، اور دوسری روایت میں ہے کہ دو لاکھ چوبیس ہزار، ان میں سے تین سو تیرہ یا چودہ یا پندرہ رسول ہوئے ہیں، اور حق یہ ہے کہ ان کی صحیح تعداد نہیں پہنچی ہے، اور اس بارے میں احادیث مختلف ہیں جن میں طعن پایا جاتا ہے جیسا کہ شیخ کے کلام سے پتہ چلا ہے۔ قالہ الشیخ: یعنی جلال الدین محلی علیہ الرحمۃ۔ فی سورۃ غافر: یعنی اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿ولقد ارسلنا رسلا من قبلک منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک (المومن:۷۸) ﴾۔ تکلیما: مصدر مؤکد ہے اللہ کے فرمان کلم سے، اور مجاز کا احتمال اٹھانے کے لئے مصدر کی تاکید لائے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اپنی قدیم ازلی صفت کے تحت کلام فرمایا جس میں نہ حرف تھے، نہ آواز، نہ کیف نہ ہی انحصار، اللہ تعالیٰ ہی اس کلام کو جانتا ہے کہ وہ کیسا کلام تھا؟۔

ونزل لما سئل الیھود: جس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے کہا کہ ''کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میری نبوت کے بارے میں تمہاری کتابوں میں ذکر ملتا ہے'' تو یہود بولے: ہم اس بات کی گواہی نہیں دیتے، اور ہم کسی بشر کے بارے میں ایسی کوئی بات نہیں جانتے کہ ان کی طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد وحی کی گئی ہو، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ سائل مشرکین عرب تھے جب انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: ہم یہود سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اور ان کی کتاب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو ان کا گمان ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہچانتے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی، معنی یہ ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے ہیں اور جو قرآن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اس سے انکار کرتے اور انہوں نے ان الفاظ میں تکذیب کی ''اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی گواہی دے گا اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اس کی بھی''۔

من القرآن المعجز: یعنی ہر مخلوق کے لئے، اور ہمارے نبی کے سوا کسی نبی پر اترنے والی کوئی کتاب اس (قرآن) سے بڑھ کر معجزہ نہیں ہوسکتی۔ علی ذلک: یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت نبوت پر، معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی گواہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافی ہے۔ ای اھل مکۃ: قاعدہ ہے کہ یایھا الناس سے خاص اہل مکہ کو مخاطب کیا جاتا ہے لیکن یہاں اس سے عام لوگ بھی مراد ہیں۔ مما انتم فیہ: مراد کفر ہے، تمہارے گمان کے مطابق اس میں خیر ہے جب کہ کفر میں کوئی خیر نہیں ہے۔ فلا یضرہ کفرکم: اس جملے میں اشارہ ہے کہ جواب شرط محذوف ہے اور ﴿فان للہ ما فی السموات والارض﴾ جواب شرط ہونے پر دلیل ہے۔ الا الانجیل: یہ خطاب فقط نصاریٰ سے ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ خطاب یہود ونصاریٰ دونوں ہی سے ہو اس لئے کہ یہود کا غلو یہ تھا کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام (معاذ اللہ) زانیہ کے بیٹے ہیں اور نصاری کا غلو یہ کہ وہ حضرت عیسی علیہ السلام کی تعظیم میں اتنا مبالغہ کرتے کہ انہیں اللہ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا۔ انہ ابن اللہ الخ: اس جملے میں اشارہ ہے کہ نصاری میں تین فرقے ہوئے، اس کا بیان ہم نے ماقبل مفصل کر دیا ہے۔ لان ذا الروح مرکب: اس جملے سے قیاس کی ایک صورت کی جانب اشارہ ہے کہ اگر تو یہ کہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام روح والے ہیں اور ہر روح مرکب ہوا کرتی ہے اور کل مرکب اِلٰہ نہیں ہو سکتی، پس نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت عیسی علیہ السلام اِلٰہ نہیں ہیں۔
منہ: اپنے دعووں سے۔

(الصاوی، ج ۲، ص ۸۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

﴿لن يستنكف﴾ يَتَكَبَّرَ وَيَانَفَ ﴿المسيح﴾ الَّذِىْ زَعَمْتُمْ اَنَّهُ اِلٰهٌ عَنْ ﴿ان يكون عبدا لله ولا الملئكة المقربون﴾ عِنْدَ اللّٰهِ لَا يَسْتَنْكِفُوْنَ اَنْ يَّكُوْنُوْا عَبِيْدًا وَهٰذَا مِنْ اَحْسَنِ الْاِسْتِطْرَادِ ذُكِرَ لِلرَّدِّ عَلٰى مَنْ زَعَمَ اَنَّهَا اٰلِهَةٌ اَوْ بَنَاتُ اللّٰهِ كَمَا رَدَّ بِمَا قَبْلَهُ عَلَى النَّصَارٰى الزَّاعِمِيْنَ ذٰلِكَ الْمَقْصُوْدُ خِطَابُهُمْ ﴿ومن يستنكف عن عبادته ويستكبر فسيحشرهم اليه جميعا (۱۷۲)﴾ فِى الْآخِرَةِ ﴿فاما الذين امنوا وعملوا الصلحت فيوفيهم اجورهم﴾ ثَوَابَ اَعْمَالِهِمْ ﴿ويزيدهم من فضله﴾ مَالَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ ﴿واما الذين استنكفوا واستكبروا﴾ عَنْ عِبَادَتِهٖ ﴿فيعذبهم عذابا اليما﴾ مُؤْلِمًا هُوَ عَذَابُ النَّارِ ﴿ولا يجدون لهم من دون الله﴾ اَىْ غَيْرِهٖ ﴿وليا﴾ يَدْفَعُهُ عَنْهُمْ ﴿ولا نصيرا (۱۷۳)﴾ يَمْنَعُهُمْ مِنْهُ ﴿يايها الناس قد جاء كم برهان﴾ حُجَّةٌ ﴿من ربكم﴾ عَلَيْكُمْ وَهُوَ النَّبِىُّ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿وانزلنا اليكم نورا مبينا (۱۷۴)﴾ بَيِّنًا وَهُوَ الْقُرْاٰنُ ﴿فاما الذين امنوا﴾ بِالْقُرْآنِ ﴿بالله واعتصموا به فسيدخلهم فى رحمة منه وفضل ويهديهم اليه صراطا﴾ طَرِيْقًا ﴿مستقيما (۱۷۵)﴾ هُوَ دِيْنُ الْاِسْلَامِ ﴿يستفتونك﴾ فِى الْكَلٰلَةِ ﴿قل الله يفتيكم فى الكللة ان امرء﴾ مَرْفُوْعٌ بِفِعْلٍ يُفَسِّرُهٗ ﴿هلك﴾ مَاتَ ﴿ليس له ولد﴾ اَىْ وَّلَا وَالِدٌ وَهُوَ الْكَلٰلَةُ ﴿وله اخت﴾ مِنْ اَبَوَيْنِ اَوْ اَبٍ ﴿فلها نصف ما ترك وهو﴾ اَيِ الْاَخُ كَذٰلِكَ ﴿يرثها﴾ جَمِيْعَ مَا تَرَكَتْ ﴿ان لم يكن لها ولد﴾ فَاِنْ كَانَ لَهَا وَلَدٌ ذَكَرٌ فَلَا شَيْءَ لَهٗ اَوْ اُنْثٰى فَلَهٗ مَا فَضَلَ عَنْ نَصِيْبِهَا وَلَوْ كَانَتِ الْاُخْتُ اَوِ الْاَخُ مِنْ اُمٍّ فَفَرْضُهُ السُّدُسُ كَمَا تَقَدَّمَ اَوَّلَ السُّوْرَةِ ﴿فان كانتا﴾ اَيِ الْاُخْتَانِ ﴿اثنتين﴾ اَىْ فَصَاعِدًا لِاَنَّهَا نَزَلَتْ فِىْ جَابِرٍ وَقَدْ مَاتَ عَنْ اَخَوَاتٍ ﴿فلهما الثلثن مما ترك﴾ الْاَخُ ﴿وان كانوا﴾ اَيِ الْوَرَثَةُ ﴿اخوة رجالا ونساء فللذكر﴾ مِنْهُمْ ﴿مثل حظ الانثيين يبين الله لكم﴾ شَرَائِعَ دِيْنِكُمْ لِـ ﴿ان﴾ لَا ﴿تضلوا والله بكل شيء عليم (۱۷۶)﴾ وَمِنْهُ

الْمِيْرَاثُ ، رَوَى الشَّيْخَانِ عَنِ الْبَرَاءِ اَنَّهَا اٰخِرُ اٰيَةٍ نَزَلَتْ مِنَ الْفَرَائِضِ .

﴿ترجمہ﴾

ہرگز نفرت نہیں کرتا (یعنی عار محسوس نہیں کرتا) مسیح (جسے تم خدا گمان کرتے ہو) اللہ کا بندہ بننے سے اور نہ مقرب فرشتے......۱......(جو اللہ کے حضور مقرب ہیں وہ بھی عار محسوس نہیں کرتے کہ وہ اللہ کے بندے جانے جائیں یہ سلسلۂ کلام انــہ الــہ عمدہ واحسن ہے جو اِن مشرکین کے رد میں ذکر کیا جنہوں نے فرشتوں کو خدا یا خدا کی بیٹیاں گمان کیا جیسا کہ اس سے ماقبل جملہ نصاری پر رد تھا جو کہ ایسا گمان کرتے تھے، اور یہاں بھی مقصود ان ہی کو خطاب کرنا ہے) اور جو اللہ کی بندگی سے نفرت اور تکبر کرے تو کوئی دم جاتا ہے کہ وہ ان سب کو اپنی طرف ہانکے گا (آخرت میں) تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کی مزدوری انہیں بھرپور دے گا (یعنی ان کے اعمال کا ثواب عطا فرمائے گا) اور اپنے فضل سے انہیں اور زیادہ دیگا (ایسی نعمتیں جو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھی ہوں گی اور نہ کسی کان نے سنی ہوں گی اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا ہوگا) اور وہ جنہوں نے نفرت اور تکبر کیا تھا (اس کی بندگی بجالانے سے) انہیں دردناک سزا دے گا (الیم بمعنی مؤلم ہے اور اس سے مراد عذابِ نار ہے) اور اللہ کے سوا نہ پائیں گے (دون بمعنی غیر ہے) کوئی اپنا حمایتی (کہ جو ان سے عذاب دور کر سکے) اور نہ مددگار (جو اِن سے عذاب کو روک سکے) اے لوگو! بے شک تمہارے پاس واضح دلیل (یعنی حجت) آئی تمہارے رب کی طرف سے (تمہارے پاس، اور اس حجت سے مراد نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ ہیں) اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا (مبینا بمعنی بینا ہے، یعنی قرآن کریم) تو وہ جو اللہ پر ایمان لائے اور اسکی رسی مضبوط تھامی تو عنقریب اللہ انہیں اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا اور انہیں اپنی طرف راہ (صراط بمعنی طریقا ہے) دکھائے گا سیدھی (یعنی دینِ اسلام کی) اے محبوب! تجھ سے فتوی پوچھتے ہیں (کلالہ کے بارے میں) تم فرمادو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتوی دیتا ہے......۲......، اگر کسی مرد کا (امرؤٌ مرفوع ہے اس فعل کے سبب جس کی تفسیر مابعد فعل کر رہا ہے) انتقال ہو (یعنی وہ مرجائے) جو بے اولاد ہو (اور نہ ہی اس کا باپ ہو تو وہ کلالہ ہے) اور اسکی ایک بہن ہو (حقیقی یا باپ شریک) تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد (یعنی وہ بھائی بھی اسی طرح) اپنی بہن کا وارث ہوگا (یعنی اس سب ترکے کا جو بہن چھوڑ جائے) اگر بہن کی اولاد نہ ہو (لیکن اگر بہن کا کوئی لڑکا ہو تو پھر بھائی کا کچھ حصہ نہیں اور اگر لڑکی ہو تو بھائی کو وہ ملے گا جو لڑکی کے حصہ سے بچ جائے گا اور اگر بھائی یا بہن ماں جائے ہوں تو ان کے لئے چھٹا حصہ ہے جیسا کہ سورت کی ابتداء میں گزر چکا ہے) پس اگر ہوں (بہنیں) دو (یا دو سے زیادہ اس لئے کہ یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ کئی بہنیں چھوڑ کر انتقال فرماگئے) تو ترکہ میں (جو بھائی چھوڑ جائے) انکا دو تہائی، اور اگر ہوں (یعنی ورثاء میں) بھائی بہن، مرد بھی عورتیں بھی تو مرد کا حصہ (ان میں سے) دو عورتوں کے برابر اللہ تمہارے لیے صاف بیان کرتا ہے (تمہارے لئے شرعی احکام) کہ کہیں بہک (نہ) جاؤ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے (اور اس میں سے علم میراث بھی ہے شیخین حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرائض یعنی وراثت کے سلسلے میں یہ آخری آیتِ مبارکہ نازل ہوئی)۔

﴿ترکیب﴾

﴿لن یستنکف المسیح ان یکون عبدا للہ ولا الملئکۃ المقربون﴾ .

لن: حرف نفی ونصب، یستنکف: فعل، المسیح: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، الملئکۃ المقربون: مرکب توصیفی معطوف، ملکر فاعل، ان: مصدریہ، یکون: فعل ناقص واسم، عبدا: موصوف، اللہ: ظرف مستقر صفت ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر

بتقدیر عن مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یستنکف عن عبادته ویستکبر فسیحشرهم الیه جمیعا﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یستنکف عن عبادة: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویستکبر: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، ف: جزائیہ، سیحشر: فعل با فاعل، هم: ذوالحال، جمیعا: حال ملکر مفعول، الیه: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاما الذین امنوا وعملوا الصلحت فیوفیهم اجورهم ویزیدهم من فضله﴾

ف: تفریعیہ، اما: حرف تفصیل، الذین: موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وعملوا الصلحت: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، یوفی: فعل با فاعل، هم: ضمیر مفعول اول، اجورهم: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویزیدهم من فضله: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واما الذین استنکفوا واستکبروا فیعذبهم عذابا الیما﴾

و: عاطفہ، اما: حرف تفصیل، الذین: موصول، استنکفوا: صلہ ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، یعذبهم: فعل با فاعل ومفعول، عذابا الیما: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ماقبل الذین امنوا وعملوا الصلحت پر معطوف۔

﴿ولا یجدون لهم من دون الله ولیا ولا نصیرا﴾

و: عاطفہ، لا یجدون: فعل با فاعل، لهم: ظرف لغو، من دون الله: ظرف مستقر حال، ولیا: معطوف علیہ، ولا نصیرا: معطوف ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ماقبل اما الذین امنوا وعملوا الصلحت پر معطوف۔

﴿یایها الناس قد جاء کم برهان من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبینا﴾

یایها الناس: جملہ ندائیہ، قد: تحقیقیہ، جاء کم: فعل با مفعول، برهان: موصوف، من ربکم: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، انزلنا الیکم: فعل با فاعل وظرف لغو، نورا مبینا: مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، ملکر مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ مستانفہ۔

﴿فاما الذین امنوا بالله واعتصموا به فسیدخلهم فی رحمة منه وفضل ویهدیهم الیه صراطا مستقیما﴾

ف: تفریعیہ، اما: حرف شرط وتفصیل، الذین: موصول، امنوا بالله: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واعتصموا به: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، سیدخلهم: فعل با فاعل ومفعول، فی: جار رحمة: موصوف منه: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، وفضل: معطوف، ملکر مجرور اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یهدیهم: فعل با فاعل

ومفعول، الیه :ظرف مستقر حال مقدم، صراطا مستقیما: مرکب توصیلی ذوالحال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یستفتونک قل الله یفتیکم فی الکللة﴾

یستفتونک: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، قل فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، یفتیکم فی الکللة: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر فعلیہ قولیہ۔

﴿إن امرء هلک لیس له ولد وله اخت فلها نصف ما ترک﴾

ان: شرطیہ، امرء: موصوف، لیس له ولد: جملہ فعلیہ صفت، ملکر ذوالحال، و: حالیہ، له اخت: جملہ اسمیہ حال، ملکر فعل محذوف هلک کا فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفسَّر، هلک: فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفسِّر، ملکر شرط، ف: جزائیہ، لها: مستقر خبر مقدم، نصف ما ترک: مرکب اضافی مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وهو یرثها ان لم یکن لها ولد﴾

و: مستانفہ، هو: مبتدا، یرثها: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ان: شرطیہ، لم یکن: فعل ناقص نفی بلم، لهما: ظرف مستقر خبر مقدم، ولد: اسم موخر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف فهو یرثها کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان کانتا اثنتین فلهما الثلثن مما ترک﴾

و: مستانفہ، ان: شرطیہ، کانتا: فعل ناقص واسم، اثنتین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، لهما: ظرف مستقر خبر مقدم، الثلثن: ذوالحال، مما ترک: مستقر حال، ملکر مبتدا، موخر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان کانوا اخوة رجالا ونساء فللذکر مثل حظ الانثیین﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، کانوا: فعل ناقص واسم، اخوة: مبدل منہ، رجالا: معطوف علیہ، و نساء: معطوف، ملکر بدل، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، للذکر: ظرف مستقر خبر مقدم، مثل حظ الانثیین: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یبین الله لکم ان تضلوا والله بکل شیء علیم﴾

یبین اللّٰہ لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، ان تضلوا: جملہ بتاویل مصدر کراهیة محذوف مضاف کیلئے مضاف الیہ ملکر مرکب اضافی ہوکر ای کراهیة مفعول لہ، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، بکل شیء: ظرف لغو مقدم، علیم: صفت مشبہ، اپنے ظرف لغو مقدم سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... لن یستنکف المسیح ...... ☆نصاری نجران کا ایک وفد سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ نے حضرت عیسی علیہ السلام کو عیب لگائے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے لیے یہ عار کی بات نہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆...... یستفتونک قل اللہ یفتیکم ...... ☆حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیمار تھے تو رسول کریم ﷺ مع ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عیادت کے لیے تشریف لائے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بے ہوش تھے حضرت نبی پاک ﷺ نے وضو فرمایا کہ آب وضو ان پر ڈالا انہیں افاقہ ہوا آنکھیں کھول کر دیکھا تو حضور ﷺ تشریف فرما ہیں، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے مال کا کیا انتظام کروں اس پر یہ آیت نازل ہوئی (بخاری مسلم) اور داؤد شریف کی روایت میں یہ بھی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا اے جابر رضی اللہ عنہ میرے علم میں تمہاری موت اس بیماری میں نہیں ہے۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بندگی بندے کا شرف و کمال ہے!

ا...... حضرت مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے، مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو ٹھیک کرتے، مردے زندہ کرتے، لوگ جو کھاتے اور گھروں میں ذخیرہ کرتے اسے بیان کرتے، وہ بندگی سے کیسے بری الذمہ ہوسکتے ہیں اور یہ اوصاف فرشتوں میں حضرت مسیح علیہ السلام سے زیادہ کامل طور پر پائے جاتے ہیں اور ان اوصاف کے ہوتے ہوئے بھی فرشتے بندگی سے عار محسوس نہیں کرتے تو حضرت مسیح علیہ السلام کیسے ایسا کرسکتے ہیں؟ حاصل کلام یہ کہ بندوں میں خاص، حضرات انبیاء کرام ہیں اور ملائکہ میں خاص، رسول اور رسولوں میں خاص حضرت جبرئیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام وغیرہ ہیں، اور ملائکہ کے خاص، عام مومنین بشر سے افضل ہیں، اور عام مومنین بشر عام ملائکہ سے افضل ہیں، اور ہماری اس پر دلیل بشر کا ملائکہ پر افضل ہوتا ہے۔(المدارك، ج ۱، ص ٤٢٠)

معتزلہ اس آیت مبارکہ کی روشنی میں فرشتوں کی حضرات انبیاء کرام پر فضیلت کے قائل ہیں ہمارا جواب اس سلسلے میں یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام کو فرشتوں سے زیادہ اجر و ثواب ملے گا، اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مقرب فرشتوں کا علم و قدرت حضرت عیسی علیہ السلام سے زیادہ ہے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان کا اجر و ثواب بھی فرشتوں سے زیادہ ہے۔ (تفسیر کبیر، ج ۳، ص ۳٤٦)

علامہ سید محمود آلوسی نے اس بارے میں طویل بحث فرمائی ہے آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اکثر عیسائی حضرت عیسی علیہ السلام کو خدا یا اسکا بیٹا اس لئے کہتے ہیں کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اللہ عزوجل نے یہاں انکار بلیغ فرمایا کہ بغیر باپ کے پیدا ہونے سے زیادہ عجیب و غریب وہ فرشتے ہیں جو ماں و باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے ہیں اور ملائکہ مقربین جو بغیر ماں و باپ کے پیدا ہوئے ہیں وہ عبادت سے عار محسوس نہیں کرتے تو مسیح علیہ السلام جو صرف باپ کے بغیر پیدا ہوئے ہیں وہ کیسے عبادت کرنے کو عار جانیں گے؟

(روح المعانی، الجزء السادس، ص ۲۹۲)

کلالۃ:

لے.....لفظ کلالہ لغوی اعتبار سے اعیاء (یعنی کسی کام سے عاجز ہونے) اور ذھاب القوۃ (یعنی قوت کے چلے جانے) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے پھر اسے بطور مستعار اُن قرابت داروں کے لئے استعمال کیا جانے لگا جنکے والدین اور اولاد نہ ہوں گویا کہ وہ عاجز وکمزور ہیں، ولادت کے رشتے دار نہ ہونے کی وجہ سے، اور اسکا اطلاق اس شخص پر بھی ہوتا ہے کہ جسکے والدین اور اولاد میں سے کوئی بھی جانشین نہ ہو۔ (رد المحتار، کتاب الفرائض، ج۱۰، ص۵۳۲)

﴿وان کان رجل یورث کلالۃ او امراۃ ولہ اخ او اخت اور اگر کسی ایسے مرد وعورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ، اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن داخل ہے۔﴾ اَلْآیَۃُ الْمُرَادُ بِہٖ أَوْلَادُ الْأُمِّ إِجْمَاعاً. اس آیت میں بالاجماع ماں شریک بھائی یا بہن داخل ہے۔ (المرجع السابق)

اغراض:

لکم ان خالفتم :یعنی تمہارے لئے تمہارے رب کے پاس دلائل ہیں اگر تم محمد ﷺ کی مخالفت کرو یا تابعداری کرو۔ وھو القرآن :یعنی عطف مغایر ہے، اور صحیح یہ ہے کہ برہان سے نبی پاک ﷺ اور ان کے وہ معجزات مراد لئے جائیں، اور نور مبین سے قرآن مراد لیا جائے اور یہ کہ خاص کا عام پر عطف ہے، اور قابل توجہ نکتہ قرآن کی شان بیان کرنا ہے اور جس جانب مفسر علیہ الرحمۃ گئے ہیں وہ مشقت وتکلف نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ آسان ہے۔ فی الکلالۃ:اس کا بیان ماقبل گزر چکا۔

او انثی :(یعنی مرنے والی بہن کی اولاد ہو) ایک ہو یا متعدد، اللہ کا فرمان ہے ﴿فلہ ما فضل عن نصیبھا﴾ یعنی ایک ہونے کی صورت میں بھائی کو نصف مال اور دو ہونے کی صورت میں ثلث مال کا مستحق ہوگا۔

وقد مات عن اخوات :ماقبل سے جملہ مستانفہ مقیدہ ہے نہ کہ جملہ حالیہ ہے، اس لئے کہ حضرت جابر سید عالم ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد زندہ رہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ مدینہ میں انتقال فرمانے والے آخری صحابی ہیں۔ شرائع دینکم :اشارہ ہے کہ یبین کا مفعول محذوف ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص۸۶ وغیرہ)

مالا عین رأت الخ :یزید کا مفعول ہے، یعنی یہ جنت کی بخششیں وکمالات ہیں جو کہ ان تین صفات کے ساتھ متصف ہیں اور مراد یہ ہے کہ مفصل طور پر احاطۂ علم کے ساتھ کسی انسان کے دل پر اس کا کوئی خطرہ نہیں گزرا، مگر یہ ضرور ہے کہ جنت کی تمام نعمتوں کے بارے میں ہمارے دلوں میں خطرات گزرتے رہتے ہیں اور ہم اس کے بارے میں سالوں سے سنتے رہتے ہیں لیکن یہ اجمالاً سننا ہوتا ہے۔ ﴿ولیا﴾ یدفعہ عنھم الخ :یہ تفسیر دو کلموں کے مابین تکرار پیدا کرتی ہے، پہلی وہ ہے جو ابو سعود نے بیان کی اور اس پر نص وارد ہے: یعنی وہ اللہ کے سوا کوئی حمایتی نہ پائیں گے جو ان کے کاموں اور مصلحتوں کی تدبیر کرے۔ (الجمل، ج۲، ص۱۶٦ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

سورة المائدة مدنية و اياتها عشرون و مائة و عشرون او وثنتان او وثلاث اية

سورۃ المائدہ مدنی ہے اس میں ایک سوبیس یا ایک سوبائیس یا ایک سوتیئس آیتیں ہیں

تعارف

اس سورت مبارکہ کا نام المائدۃ ہے اور یہ مدنی ہے کیونکہ ہجرت کے بعد جو سورتیں نازل ہوئیں خواہ وہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی ہوں یا مدینہ طیبہ سے باہر حالتِ سفر میں یا حج وعمرہ کے ایام میں خاص مکہ مکرمہ میں سب کو مدنی کہا جاتا ہے اس کی ایک سوبیس آیات اور سولہ رکوع ہیں اسکے حروف کی تعداد ۱۲۴۶۴ ہے۔ اس سورت مبارکہ کی ایک آیت ﴿الیوم اکملت لکم ......﴾ کے متعلق تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں ۹ ذی الحجہ ۱۰ھ کو نازل ہوئی۔ باقی آیات کی تاریخ نزول کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا لیکن مختلف روایات میں غور وفکر کرنے سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ اسکا نزول صلح حدیبیہ کے وقت سے شروع ہوا اور حجۃ الوداع کے موقعہ پر اسکا اختتام ہوا۔ اس سورت کا آغاز ترتیب اخلاق سے ہو رہا ہے اس لئے پہلے اسی عنوان پر غور کرلیں سورت میں مختلف اقسام کے اخلاقی سبق دیئے گئے ہیں جن کا تعلق ایک قوم کی انفرادی اور اجتماعی زندگی سے ہے اسی طرح بین الاقوامی امور سے بھی ہے گویا اس سورت مبارکہ میں ایک عالمگیر سطح پر نسل انسانی کو اسکی زندگی کے مختلف شعبہ جات کے بارے میں تعلیم فراہم کی جارہی ہے۔ مسلمانوں سے اس سورت مبارکہ میں یہ عہد بھی لیا جارہا ہے کہ وعدے کی خلاف ورزی کرنا اللہ اور اسکے پیارے نبی ﷺ کو سخت ناپسند ہے لہذا انسان وعدے کی پاسداری کا خاص خیال رکھے۔ اس سورت مبارکہ میں یہ بھی درس دیا گیا ہے کہ توریت، انجیل اور قرآن مجید سب کے نظریات ایک ہی ہیں ان میں باہم کوئی تفاوت نہیں چنانچہ توریت کے متعلق فرمایا ﴿فیہا ھدی ونور﴾، انجیل کے متعلق فرمایا ﴿فیہ ھدی و نور﴾ اور قرآن مجید فرقان حمید کے متعلق بھی یہی فرمایا الغرض اس سورت مبارکہ میں اس امر کی بھی وضاحت ہوگئی کہ یہ لاریب کتاب بعینہ وہی ضابطہ بیان کر رہی ہے جو سابقہ سورتوں کے ضوابط تھے۔ اور اہل ایمان کو تنبیہ بھی فرمادی کہ ہدایت ونور یہود کے پاس بھی آیا اور نصاری کے پاس بھی لیکن انہوں نے اس کی قدر نہ کی اور اب یہ ہدایت ونور تمہارے پاس بشکل قرآن موجود ہے لہذا تمہیں چاہیے کہ تم اسکی پیروی کرو ورنہ تمہارا حال بھی وہ نہ ہوجائے جو یہود ونصاری کا ہوا۔ انسان کو اپنی ذہنی غلامی اور یہود ونصاری کی بیجا تقلید سے بھی سورت مبارکہ میں روکا گیا کہ انسان بحیثیت مسلمان فرنگی تہذیب وتمدن کی بیڑیوں کو کاٹ دے اور خود کو اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر لانے کے لئے مجبور کرے۔ آج بھی مسلمان ایک خدا کے ماننے والے، ایک ہی دین پر مر مٹنے والے کامیابیوں کی بلند چوٹیوں پر پہنچ سکتے ہیں آج بھی یہ حکم موجود ہے کہ ﴿انتم الاعلون ان کنتم مومنین تم ہی کامیاب ہوگے اگر تم صاحب ایمان ہو﴾، آج بھی یہ صدائیں آرہی ہیں کہ ﴿لا تخف انک انت الاعلی گھبراؤ نہیں تو ہی سرفراز وکامیاب ہے (طٰہٰ: ٦٨)﴾ لیکن ہم ہیں کہ فرنگی سحر کی شعبدہ بازیوں میں حیران وششدر بیٹھے ہیں۔ دین کی تکمیل کا مژدہ بھی اسی سورت میں سنایا گیا ہاں کیا سماں ہوگا عرفہ کا مبارک دن ہو، دین کی تکمیل کی نوید سنائی جارہی ہو ﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾ کی صدائیں ہوں اور حضور ﷺ اپنے اصحاب کے جھرمٹ میں بیٹھے مبارکبادی وصول فرمارہے ہوں، نور علی نور کا وہ منظر اصحاب کرام کی آنکھوں سے اشک رواں کا سبب ضرور بنا ہوگا، کسی کی پیشانی نے سجدۂ شکر کے نذرانے ضرور پیش کئے ہونگے، اللہ ﷻ سے دعا ہے کہ ان مقدس لمحات کے صدقے وطفیل جو حضور پرنور ﷺ نے اپنے اصحاب کیساتھ گزارے اللہ ﷻ ہمیں بھی قرآن مجید کی بہاریں عطا فرمائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

رکوع نمبر:٥

﴿یایھا الذین امنوا اوفوا بالعقود﴾ الْعُھُوْدِ الْمُؤَکَّدَۃِ الَّتِیْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ اللّٰہِ وَالنَّاسِ ﴿احلت لکم بھیمۃ الانعام﴾ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ اَکْلًا بَعْدَ الذَّبْحِ ﴿الا ما یتلی علیکم﴾ تَحْرِیْمُہٗ فِی (حرمت علیکم المیتۃ) الْاٰیَۃَ، فَالْاِسْتِثْنَاءُ مُنْقَطِعٌ وَیَجُوْزُ اَنْ یَّکُوْنَ مُتَّصِلًا وَالتَّحْرِیْمُ لِمَا عَرَضَ مِنَ الْمَوْتِ وَنَحْوِہٖ ﴿غیر محلی الصید وانتم حرم﴾ اَیْ مُحْرِمُوْنَ وَنَصَبُ غَیْرَ عَلَی الْحَالِ مِنْ ضَمِیْرِ لَکُمْ ﴿ان اللہ یحکم ما یرید(۱)﴾ مِنَ التَّحْلِیْلِ وَغَیْرِہٖ لَا اِعْتِرَاضَ عَلَیْہِ ﴿یایھا الذین امنوا لا تحلوا شعائر اللہ﴾ جَمْعُ شَعِیْرَۃٍ، اَیْ مَعَالِمَ دِیْنِہٖ بِالصَّیْدِ فِی الْاِحْرَامِ ﴿ولا الشھر الحرام﴾ بِالْقِتَالِ فِیْہِ ﴿ولا الھدی﴾ مَا اُھْدِیَ اِلَی الْحَرَمِ مِنَ النَّعَمِ بِالتَّعَرُّضِ لَہٗ ﴿ولا القلائد﴾ جَمْعُ قِلَادَۃٍ وَھِیَ مَا کَانَ یُتَقَلَّدُ بِہٖ مِنْ شَجَرِ الْحَرَمِ لِیَأْمَنَ اَیْ فَلَا تَتَعَرَّضُوْا لَھَا وَلَا لِاَصْحَابِھَا ﴿ولا﴾ تُحِلُّوْا ﴿امین﴾ قَاصِدِیْنَ ﴿البیت الحرام﴾ بِاَنْ تُقَاتِلُوْھُمْ ﴿یبتغون فضلا﴾ رِزْقًا ﴿من ربھم﴾ بِالتِّجَارَۃِ ﴿ورضوانا﴾ مِنْہُ بِقَصْدِہٖ بِزَعْمِھِمُ الْفَاسِدِ، وَھٰذَا مَنْسُوْخٌ بِاٰیَۃِ بَرَاءَۃٍ ﴿واذا حللتم﴾ مِنَ الْاِحْرَامِ ﴿فاصطادوا﴾ اَمْرُ اِبَاحَۃٍ ﴿ولا یجرمنکم﴾ یَکْسِبَنَّکُمْ ﴿شنان﴾ بِفَتْحِ النُّوْنِ وَسُکُوْنِھَا، بُغْضُ ﴿قوم﴾ لِاَجْلِ ﴿ان صدوکم عن المسجد الحرام ان تعتدوا﴾ عَلَیْھِمْ بِالْقَتْلِ وَغَیْرِہٖ ﴿وتعاونوا علی البر﴾ فِعْلِ مَا اُمِرْتُمْ بِہٖ ﴿والتقوی﴾ بِتَرْکِ مَانُھِیْتُمْ عَنْہُ ﴿ولا تعاونوا﴾ فِیْہِ حَذْفُ اِحْدَی التَّائَیْنِ فِی الْاَصْلِ ﴿علی الاثم﴾ الْمَعَاصِیْ ﴿والعدوان﴾ التَّعَدِّیْ فِیْ حُدُوْدِ اللّٰہِ ﴿واتقوا اللہ﴾ خَافُوْا عِقَابَہٗ بِاَنْ تُطِیْعُوْہُ ﴿ان اللہ شدید العقاب (۲)﴾ لِمَنْ خَالَفَہٗ ﴿حرمت علیکم المیتۃ﴾ اَیْ اَکْلُھَا ﴿والدم﴾ اَیِ الْمَسْفُوْحُ کَمَا فِی الْاَنْعَامِ ﴿ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ﴾ بِاَنْ ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَیْرِہٖ ﴿والمنخنقۃ﴾ الْمَیْتَۃُ خَنْقًا ﴿والموقوذۃ﴾ الْمَقْتُوْلَۃُ ضَرْبًا ﴿والمتردیۃ﴾ السَّاقِطَۃُ مِنْ عُلُوٍّ اِلٰی سِفْلٍ فَمَاتَتْ ﴿والنطیحۃ﴾ الْمَقْتُوْلَۃُ بِنَطْحِ اُخْرٰی لَھَا ﴿وما اکل السبع﴾ مِنْہُ ﴿الا ما ذکیتم﴾ اَیْ اَدْرَکْتُمْ فِیْہِ الرُّوْحَ مِنْ ھٰذِہِ الْاَشْیَاءِ فَذَبَحْتُمُوْہُ ﴿وما ذبح علی﴾ اِسْمِ ﴿النصب﴾ جَمْعُ نِصَابٍ وَھِیَ الْاَصْنَامُ ﴿وان تستقسموا﴾ تَطْلُبُوا الْقِسْمَ وَالْحُکْمَ ﴿بالازلام﴾ جَمْعُ زَلَمٍ بِفَتْحِ الزَّایِ وَضَمِّھَا مَعَ فَتْحِ اللَّامِ، قِدْحٌ بِکَسْرِ الْقَافِ سَھْمٌ صَغِیْرٌ لَا رِیْشَ لَہٗ وَلَا نَصْلَ وَکَانَتْ سَبْعَۃً عِنْدَ سَادِنِ الْکَعْبَۃِ عَلَیْھَا اَعْلَامٌ وَکَانُوْا یُجِیْبُوْنَھَا فَاِنْ اَمَرَتْھُمْ اِئْتَمَرُوْا وَاِنْ نَھَتْھُمْ اِنْتَھَوْا ﴿ذلکم فسق﴾ خُرُوْجٌ عَنِ الطَّاعَۃِ، وَنَزَلَ بِعَرَفَۃَ عَامَ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ ﴿الیوم یئس الذین کفروا من دینکم﴾ اَنْ تَرْتَدُّوْا عَنْہُ بَعْدَ طَمَعِھِمْ فِیْ ذٰلِکَ لَمَّا رَاَوْا مِنْ قُوَّتِہٖ ﴿فلا تخشوھم واخشون الیوم اکملت لکم دینکم﴾ اَحْکَامَہٗ وَفَرَائِضَہٗ فَلَمْ یَنْزِلْ بَعْدَھَا حَلَالٌ وَلَا حَرَامٌ ﴿واتممت علیکم نعمتی﴾ بِاِکْمَالِہٖ وَقِیْلَ بِدُخُوْلِ مَکَّۃَ اٰمِنِیْنَ ﴿ورضیت﴾ اِخْتَرْتُ ﴿لکم الاسلام دینا فمن اضطر فی مخمصۃ﴾ مَجَاعَۃٍ اِلٰی اَکْلِ شَیْءٍ مِمَّا حُرِّمَ عَلَیْہِ فَاَکَلَ

﴿غیر متجانف﴾ مَائِلٍ ﴿لاثم﴾مَعْصِيَةٍ ﴿فان الله غفور﴾ لَهُ مَا اَكَلَ ﴿رحيم(۳)﴾بِهٖ فِیْ اِبَاحَتِهٖ لَهٗ بِخَلَافِ الْمَائِلِ لِاِثْمٍ اَیِ الْمُتَلَبِّسِ بِهٖ كَقَاطِعِ الطَّرِيْقِ وَالْبَاغِیْ مَثَلًا فَلَا يَحِلُّ لَهُ الْاَكْلُ ﴿يسئلونک﴾ يَا مُحَمَّدُ ﴿ماذا احل لهم ﴾ مِنَ الطَّعَامِ﴿قل احل لكم الطيبت﴾الْمُسْتَلَذَّاتُ ﴿و﴾صَيْدُ ﴿ما علمتم من الجوارح﴾الْكَوَاسِبِ مِنَ الْكِلَابِ وَالسِّبَاعِ وَالطَّيْرِ ﴿مكلبين﴾حَالٌ مِنْ كَلَّبْتُ الْكَلْبَ بِالتَّشْدِيْدِ اَرْسَلْتُهٗ عَلَى الصَّيْدِ ﴿تعلمونهن﴾ حَالٌ مِنْ ضَمِيْرِ مُكَلِّبِيْنَ اَیْ تُؤَدِّبُوْنَهُنَّ ﴿مما علمكم الله﴾ مِنْ اٰدَابِ الصَّيْدِ ﴿فكلوا مما امسكن عليكم﴾ وَاِنْ قَتَلْتَهٗ بِاَنْ لَمْ يَاْكُلْنَ مِنْهُ بِخَلَافِ غَيْرِ الْمُعَلَّمَةِ فَلَا يَحِلُّ صَيْدُهَا وَعَلَامَتُهَا اَنْ تَسْتَرْسِلَ اِذَا اُرْسِلَتْ وَتَنْزَجِرَ اِذَا زُجِرَتْ وَتُمْسِكَ الصَّيْدَ وَلَا تَاْكُلُ مِنْهُ وَاَقَلُّ مَا يُعْرَفُ بِهٖ ثَلٰثُ مَرَّاتٍ فَاِنْ اَكَلَتْ مِنْهُ فَلَيْسَ مِمَّا اَمْسَكْنَ عَلٰى صَاحِبِهَا فَلَا يَحِلُّ اَكْلُهٗ كَمَا فِیْ حَدِيْثِ الصَّحِيْحَيْنِ وَفِيْهِ اِنَّ صَيْدَ السَّهْمِ اِذَا اُرْسِلَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ كَصَيْدِ الْمُعَلَّمِ مِنَ الْجَوَارِحِ ﴿واذكروا اسم الله عليه﴾عِنْدَ اِرْسَالِهٖ ﴿واتقوا الله ان الله سريع الحساب(۴)اليوم احل لكم الطيبت﴾الْمُسْتَلَذَّاتُ﴿وطعام الذين اوتوا الكتب﴾اَیْ ذَبَائِحُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصٰرٰی ﴿حل﴾حَلَالٌ ﴿لكم وطعامكم﴾اِيَّاهُمْ ﴿حل لهم والمحصنت من المؤمنت والمحصنت﴾اَلْحَرَائِرُ ﴿من الذين اوتوا الكتب من قبلكم﴾ حِلٌّ لَكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ ﴿اذا اتيتموهن اجورهن﴾مُهُوْرَهُنَّ ﴿محصنين﴾مُتَزَوِّجِيْنَ ﴿غير مسفحين﴾مُعْلِنِيْنَ بِالزِّنَا بِهِنَّ﴿ولا متخذی اخدان﴾مِنْهُنَّ تُسِرُّوْنَ بِالزِّنَا بِهِنَّ﴿ومن يكفر بالايمان﴾ اَیْ يَرْتَدَّ ﴿فقد حبط عمله﴾الصَّالِحُ قَبْلَ ذٰلِكَ فَلَا يُعْتَدُّ بِهٖ وَلَا يُثَابُ عَلَيْهِ ﴿وهو فی الاخرة من الخسرين(۵)﴾اِذَا مَاتَ عَلَيْهِ.

﴿ترجمہ﴾

اے یمان والو! اپنے قول پورے کرو......۱...... (یعنی وہ پکے عہد جو تم نے اپنے اور اللہ کے مابین یا اپنے اور لوگوں کے مابین کر رکھے ہیں) تمہارے لیے حلال ہوئے بے زبان مویشی......۲...... (یعنی اونٹ، گائے، بکری وغیرہ کا بعد از ذبح شرعی کھانا حلال ہے) مگر وہ آگے سنایا جائے گا تم کو (حرمت کا حکم، جو کہ آیتِ مبارکہ ﴿حرمت عليكم الميتة ...... الخ﴾ میں بیان ہوگا، یہ استثناءِ منقطع ہے اور اس کا استثناء متصل ہونا بھی جائز ہے جبکہ مردار کی تحریم کی وجہ ان جانوروں کی موت وغیرہ عوارض ہیں) لیکن شکار حلال نہ سمجھو ......۳...... جب تم احرام میں ہو......۴...... (یعنی حالتِ احرام میں ہو غیر کے منصوب ہونے کی وجہ، اس کا لکم کی ضمیر سے حال ہونا ہے) بے شک اللہ حکم فرماتا ہے جو چاہے (حلال کرنے وغیرہ کے حوالے سے، اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا) اے ایمان والو! حلال نہ ٹھہراؤ اللہ کے نشان......۵...... (شعائر جمع ہے شعیرۃ کی یعنی اس کے دینی نشانات، حالت احرام میں شکار کھیل کر بے حرمتی نہ کرو) اور نہ ادب والے مہینے......۶...... (حلال ٹھہراؤ ان میں قتال کر کے) اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں ......۷...... (یعنی ان چوپایوں کو جو حرم کی طرف قربانی کے لیے ہانکے جاتے ہیں انہیں حلال نہ ٹھہرالو کہ ان سے تعرض کرو) اور نہ جنکے گلے میں علامتیں آویزاں ......۸...... (ہوں، قلائد جمع ہے قلادۃ کی، اور ان سے مراد وہ ہار ہیں جو حرم کے درختوں کی لکڑی سے بنا کر ان جانوروں کی گردن میں پہنا دیئے جاتے تا کہ وہ محفوظ رہیں یعنی تم نہ تو ان جانوروں سے تعرض کرو اور نہ ہی ان جانوروں کو لے کر جانے والوں سے کوئی تعرض

کرو)اور نہ ان کا مال وآبرو(حلال جانو)جوقصد کر کے آئیں(امنین بمعنی قاصدین ہے)عزت والے گھر کا(اس طرح کہ تم ان سے قتال کرو)وہ فضل(یعنی رزق)اپنے رب کا(تجارت کر کے)اور خوشی چاہتے ہیں(اس کی،یعنی ان کافروں کا اپنے فاسد خیال کے مطابق اس حج وعمرہ سے مقصد یہی ہے یہ حکم سورہ توبہ کی آیتِ مبارکہ سے منسوخ ہے)اور جب حلالی ہوجاؤ(احرام کی قیود سے)تو شکار کر سکتے ہو(یہ حکمِ اباحت ہے)اور تمہیں نہ ابھارے(یعنی اکسائے)دشمنی(شنـاٰن نون کے فتح اور سکون دونوں لغتوں کے ساتھ بمعنی بغض وعداوت ہے)کسی قوم کی(اس لئے کہ)انہوں نے تمہیں مسجدِ حرام سے روکا اب کہ تم زیادتی کرو(ان پر قتل وغیرہ کے ذریعے)اور نیکی کے کام میں ایک دوسرے کی مدد کرو......۹......(یعنی اس کام پر جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے)اور پرہیزگاری کے کام میں(بھی ایک دوسرے کی مدد کیا کرو یعنی جس کام کے ترک کا تمہیں حکم دیا گیا ہے)اور مدد نہ کرو(تعاونوا اصل میں تتعاونوا تھا،ایک تاء محذوف ہے)گناہ(یعنی معصیت)پر اور زیادتی پر(یعنی اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی حدود میں حد سے بڑھ کر)اور اللہ سے ڈرو(اس کے عذاب سے ڈرو یوں کہ اس کی اطاعت کرو)بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے(اس کے لئے جو اس کی مخالفت کرے)تم پر حرام ہے......۱۰......مردار(یعنی اسکا کھانا)اور خون(جو بہنے والا ہو جیسا کہ سورہ انعام میں ہے)اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا(یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کسی دوسرے کا نام لے کر ذبح کئے گئے)اور جو گلا گھونٹنے سے مرے(یعنی وہ مردار جانور(نام پر)بتوں کے(نُصب جمع ہے نصاب کی یعنی بت)اور بانٹا کرنا(یعنی کسی جانور کی تقسیم یا فیصلہ کرنا چاہو)پانسے ڈال کر(ازلام جمع ہے زلم کی،زاء کی فتح اور ضمہ اور لام کی فتح کے ساتھ،اس سے مراد وہ چھوٹے تیر ہیں جن کے پر اور پیکان نہ ہوں کعبہ کے خادم کے پاس سات تیر رکھے ہوتے تھے جن پر کچھ نشانات یا علامات تھیں اور وہ ان سے فیصلہ کروایا کرتے،اگر وہ تیر انہیں کوئی حکم دیتے تو تعمیل حکم کرتے اور منع کرتے تو باز آجاتے)یہ گناہ کا کام ہے(اطاعت سے باہر ہے،یہ آیتِ مبارکہ حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن نازل ہوئی)آج تمہارے دین کی طرف سے کافروں کی آس ٹوٹ گئی......۱۱......(کہ تمہیں مرتد کردیں اسلامی شان وشوکت دیکھ کر اگرچہ پہلے اس بارے میں امید کرتے تھے)تو ان سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو،آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کردیا......۱۲......(یعنی دین کو مکمل کردیا،دین سے مراد اس کے احکام وفرائض ہیں،پس اس آیتِ مبارکہ کے بعد کسی چیز کے حلال وحرام کا حکم نازل نہ ہوا)اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی(اسلام کی تکمیل کے ساتھ،اور ایک قول کے مطابق اس سے مراد امن کیساتھ مکہ مکرمہ میں دخول ہے)اور میں نے پسند کیا(رضیت بمعنی اخترت ہے)تمہارے لیے دین اسلام کو تو جو بھوک پیاس کی شدت میں ناچار ہو یوں کہ(یعنی حرام چیز کے کھانے پر مجبور ہوجائے تو بقدرِ ضرورت کھا سکتا ہے)نہ جھکنے والا ہو(مائل ہونے)گناہ(یعنی معصیت)کی طرف،تو بیشک اللہ بخشنے والا(ہے اسے جو اس نے کھایا)مہربان ہے(اس پر کہ اس کھانے کو مباح کردیا بخلاف گناہ کی طرف مائل ہونے والے کے یعنی مرتکب جرم کے جیسا کہ ڈاکو اور باغی،کہ انکے لیے حالت اضطرار میں بھی کھانا حلال نہیں)اور تم سے پوچھتے ہیں(اے محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم!)کہ ان کے لیے کیا حلال ہوا(کھانے میں سے)تم فرمادو کہ حلال ہوئیں تمہارے لیے پاکیزہ(یعنی لذیذ)چیزیں اور(شکار ان کا)جو تم نے سدھا لئے......۱۳......(جوارح بمعنی کواسب ہے یعنی سدھائے ہوئے کتے،درندے یا پرندے)انہیں شکار پر دوڑاتے ہو(مکلبین،کَلَّبْتُ الکلب سے حال ہے،یعنی میں نے اسے شکار پر چھوڑ دیا)جو تم سکھاتے ہو انہیں(مکلبین کی ضمیر سے حال ہے،یعنی تم انہیں سکھاؤ)جو علم تمہیں خدا نے دیا(شکار کے آداب کا)تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمہارے لیے رہنے دیں(اگرچہ وہ شکار کو مار ڈالیں یوں کہ خود اس میں سے کچھ نہ کھائیں برخلاف غیر سدھائے ہوئے شکاری جانور کے تو ان کا مارا ہوا شکار حلال نہیں اور سدھائے ہوئے جانور کی علامات یہ ہیں کہ جب تم اسے شکار پر دوڑاؤ تو دوڑ جائے اور جب روکنا چاہو تو رک جائے اور شکار کو پکڑے رہے لیکن

خود اس میں سے نہ کھائے، اور کسی جانور کے سدھائے ہوئے ہونے کا معلوم کرنا اس کا کم از کم تین مرتبہ اسی طرح امتحان لینا ہے، لہذا اگر وہ شکار پکڑ کر خود کھالے تو سمجھا جائے کہ مالک کیلئے شکار نہ کیا اور اس کے لئے اُس شکار سے کھانا جائز نہیں جیسا کہ صحیحین کی حدیثِ پاک میں ہے، اور اس حدیثِ پاک میں یہ بھی ہے کہ اگر شکار پر بسم اللہ پڑھ کر تیر چھوڑا جائے تو اس کا حکم بھی سدھائے ہوئے جانور کے شکار کی طرح ہے) اور اس پر اللہ کا نام لو (یعنی شکار پر چھوڑنے کے وقت) اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کو حساب کرتے دیر نہیں لگتی آج تمہارے لیے پاک (یعنی لذیذ) چیزیں حلال ہوئیں اور کتابیوں کا کھانا (یعنی یہود و نصاری کے ذبیحہ) حلال ہے ......ہ‍!...... (حِلٌّ بمعنی حَلال ہے) تمہارے لیے، اور تمہارا کھانا (خاص کر ان کے لیے) حلال ہے، اور پارسا عورتیں مسلمان، اور پارسا عورتیں (یعنی آزاد عورتیں) ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی (تمہارے لیے ان سے نکاح کرنا حلال ہے) جب تم انہیں ان کے مہر دو (اجورھن بمعنی مھورھن ہے) قید میں لاتے ہوئے (یعنی نکاح کرتے ہوئے) نہ مستی نکالتے (یعنی ان سے اعلانیہ بدکاری کرتے ہوئے) اور نہ آشنا بناتے (انہیں کہ چھپ کر ان سے بدکاری کرتے رہو) اور جو مسلمان کافر ہو (یعنی مرتد ہو جائے) اس کا سب اکارت گیا کیا دھرا (یعنی پہلے کے نیک اعمال، لہذا نہ انکا شمار ہوگا اور نہ ہی ان پر ثواب ملے گا) اور وہ آخرت میں زیاں کار ہے (جبکہ وہ اسی حالتِ ارتداد پر مرجائے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یاایھاالذین امنوا اوفوا بالعقود احلت لکم بھیمۃ الانعام الا ما یتلی علیکم غیر محلی الصید وانتم حرم﴾

یاایھاالذین امنوا: جملہ ندائیہ، اوفوابالعقود: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء ملکر جملہ ندائیہ متانفہ، احلت: فعل، لام: جار، کم: ضمیر ذوالحال، غیر: مضاف، محلی الصید: مرکب اضافی ذوالحال، وانتم حرم: جملہ اسمیہ حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر حال، ملکر مجرور اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، بھیمۃ الانعام: مستثنی منہ، الا: حرف استثناء، مایتلی علیکم: موصول صلہ، ملکر مستثنی، ملکر نائب الفاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان اللہ یحکم ما یرید﴾

ان اللہ: حرف مشبہ واسم، یحکم: فعل بافاعل، مایرید: موصول ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایھاالذین امنوا لا تحلوا شعائراللہ ولا الشھر الحرام ولا الھدی ولا القلائد ولاامین البیت الحرام یبتغون فضلا من ربھم ورضوانا﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ ندائیہ، لاتحلوا: فعل بافاعل، شعائر اللہ: معطوف علیہ، ولاالشھر الحرام: معطوف اول، ولاالھدی: معطوف ثانی، ولا القلائد: معطوف ثالث، و: عاطفہ، لا: نافیہ، امین: اسم فاعل ھم ضمیر مستقر ذوالحال، یبتغون: فعل بافاعل، فضلا: معطوف علیہ، ورضوانا: معطوف، ملکر مفعول، من ربھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال ملکر فاعل، البیت الحرام: مفعول، امین: اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ ہوکر قوما محذوف کی صفت ملکر مرکب توصیفی ہوکر معطوف رابع، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر مفعول، لاتحلوا: فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واذا حللتم فاصطادوا ولایجرمنکم شنان قوم ان صدوکم عن المسجد الحرام ان تعتدوا﴾

و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، حللتم: فعل بافاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، اصطادوا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، لایجرمنکم: فعل نہی بامفعول، شنان قوم:

فاعل ،ان صدوکم عن المسجد الحرام: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ثانی ،ان تعتدوا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ثالث ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدان﴾

و: عاطفہ ،تعاونوا: فعل امر بافاعل ،علی: جار ،البر والتقوی: معطوف علیہ ،معطوف ،ملکر مجرور ،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ہو: عاطفہ......لاتعاونوا: فعل امر بافاعل ،علی: جار ،الاثم والعدوان: معطوف علیہ ،معطوف ،ملکر مجرور ،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واتقوا الله ان الله شدید العقاب﴾

و: عاطفہ ،اتقوا الله: فعل امر بافاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ،ان الله: حرف مشبہ واسم ،شدید العقاب: مرکب اضافی خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل لغیر الله به والمنخنقة والموقوذة والمتردیة والنطیحة وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام﴾

حرمت علیکم: فعل مجہول وظرف لغو ......المیتة: معطوف علیہ ......والدم: معطوف اول......ولحم الخنزیر: معطوف ثانی ہو: عاطفہ ،ما: موصولہ ،اهل: فعل مجہول با نائب الفاعل ،لغیر الله: ظرف لغو اول ،به: ظرف لغو ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ،ملکر معطوف ثالث ، والمنخنقة: معطوف رابع ،والموقوذة: معطوف خامس ،والمتردیة: معطوف سادس ،والنطیحة: معطوف سابع ہو: عاطفہ ،ما اکل السبع: موصول صلہ ملکر مستثنی منہ ،الا: حرف استثناء ،ما ذکیتم: موصول صلہ ملکر مستثنی ،ملکر معطوف ثامن ،وما ذبح علی النصب: موصول صلہ ملکر معطوف تاسع ،وان تستقسموا بالازلام: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف عاشر معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر نائب الفاعل حرمت ،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلکم فسق الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوهم واخشون﴾

ذلکم: مبتدا ،فسق: خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،الیوم: ظرف مقدم ،یئس: فعل ،الذین کفروا: موصول صلہ ملکر فاعل ،من دینکم: ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ،ف: فصیحیہ ،لاتخشوهم: فعل نہی بافاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ ،واخشون: فعل امر بافاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف ،ملکر شرط محذوف اذا کان الامر کذلک کی جزاء ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا﴾

الیوم: ظرف مقدم ،اکملت لکم دینکم: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ و: عاطفہ ،اتممت علیکم نعمتی: فعل بافاعل وظرف ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ،و: عاطفہ ،رضیت لکم: فعل بافاعل وظرف لغو ،الاسلام: ذوالحال ،دینا: حال ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فمن اضطر فی مخمصة غیر متجانف لاثم فان الله غفور رحیم﴾

ف: مستانفہ ،من: شرطیہ مبتدا ،اضطر: فعل مجہول باضمیر ذوالحال ،غیر: مضاف ،متجانف الاثم: شبہ جملہ ہو کر مضاف الیہ ،ملکر حال ،ملکر نائب الفاعل ،فی مخمصة: ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط ،ف: جزائیہ ،ان الله: حرف مشبہ واسم ،غفور: خبر اول ،رحیم: خبر ثانی ،ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط ،ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر ،من مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یسئلونک ماذا احل لھم قل احل لکم الطیبت﴾

یسئلونک: فعل بافاعل ومفعول ،ماذا: اسم استفہامیہ مبتدا،احل لھم: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول ثانی ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،قل: قول،احل: فعل مجہول،لکم: ظرف لغو،الطیبت: نائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونھن مما علمکم اللہ فکلوا مما امسکن علیکم واذکروا اسم اللہ علیہ﴾

و: مستانفہ ،ما: شرطیہ مبتدا،علمتم: فعل،تم ضمیر ذوالحال،مکلبین: حال اول،تعلمونھن مما علمکم اللہ: جملہ فعلیہ حال ثانی ملکر فاعل،من الجوارح: ظرف مستقر حال،''ہ''ضمیر محذوف کیلئے،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ، کلوا: فعل بافاعل،بما امسکن علیکم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،اذکروا اسم اللہ علیہ: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغوملکر معطوف،ملکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتقوا اللہ ان اللہ سریع الحساب﴾

و: عاطفہ،اتقوا اللہ: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل فکلوا مما امسکن پر معطوف ہے،ان اللہ: حرف مشبہ واسم ،سریع الحساب: خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الیوم احل لکم الطیبت وطعام الذین اوتوا الکتب حل لکم وطعامکم حل لھم﴾

الیوم: ظرف مقدم،احل لکم الطیبت: فعل مجہول وظرف لغو ونائب الفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ،و: مستانفہ ،طعام: مضاف،الذین اوتوا الکتب: موصول صلہ ملکر مضاف الیہ،ملکر مبتدا،حل لکم: شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،طعامکم: مبتدا ......حل لھم: شبہ جملہ ہوکر ملکر معطوف،ملکر اسمیہ مستانفہ۔

﴿والمحصنت من المؤمنت والمحصنت من الذین اوتوا الکتب من قبلکم﴾

و: مستانفہ ،المحصنت: ذوالحال،من المومنت: ظرف مستقر حال ملکر معطوف علیہ ،و: عاطفہ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر حال ملکر معطوف ملکر خبر محذوف حل لکم کیلئے مبتدا،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿اذا اتیتموھن اجورھن محصنین غیر مسفحین ولا متخذی اخدان﴾

اذا: مضاف،اتیتمو: فعل بافاعل ،ھن: ذوالحال،محصنین: حال اول ،غیر: مضاف،مسافحین: معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،لا: نافیہ،متخذی اخدان: معطوف،ملکر مضاف الیہ،ملکر حال ثانی،ملکر مفعول اول ،اجورھن: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مضاف الیہ ملکر ظرف مستقر حل فعل محذوف کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ وھو فی الاخرۃ من الخسرین﴾

و: استنافیہ ،من: شرطیہ مبتدا،یکفر بالایمان: جملہ فعلیہ شرط ،ف: جزائیہ ،قد: تحقیقیہ ،حبط عملہ: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ،و: عاطفہ،ھو: ذوالحال ،فی الاخرۃ: ظرف مستقر حال،ملکر مبتدا،من الخاسرین: ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆......یایھا الذین امنوا لاتحلوا شعائر اللہ......☆شریح بن ہند ایک مشہور شقی تھا وہ مدینہ طیبہ میں آیا اور سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا کہ آپ خلق خدا کو کیا دعوت دیتے ہیں؟ فرمایا اپنے رب کے ساتھ ایمان لانے اور اپنی رسالت کی

تصدیق کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کی، کہنے لگا بہت اچھی دعوت ہے میں اپنے سرداروں سے رائے لے لوں تو میں بھی اسلام لاؤنگا اور انہیں بھی لیے آؤں گا یہ کہہ کر چلا گیا حضور ﷺ نے اس کے آنے سے پہلے ہی اپنے اصحاب کو خبر دی تھی کہ قبیلہ ربیعہ کا ایک شخص آنے والا ہے جو شیطانی زبان بولے گا اس کے چلے جانے کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ کافر کا چہرہ لے کر آیا تھا اور عادر و بد عہد کی طرح پیٹھ پھیر کر گیا یہ اسلام لانے والا نہیں، چنانچہ اس نے غدر کیا اور مدینہ شریف سے نکلتے ہوئے وہاں کے مویشی اور اموال لے گیا۔ اگلے سال یمامہ کے حاجیوں کے ساتھ تجارت کا کثیر سامان اور حج کی قلادہ پوش قربانیاں لے کر بارادہ حج نکلا سید عالم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لے جارہے تھے راہ میں صحابہ نے شریح کو دیکھا اور چاہا کہ مویشی اس سے واپس لیں رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆...... **الیوم اکملت لکم دینکم**...... ☆ بخاری و مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ آپ کی کتاب میں ایک آیت ہے اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم روز نزول کو عید مناتے، فرمایا کونسی آیت اس نے یہی آیت مذکورہ پڑھی، آپ نے فرمایا میں اس دن کو جانتا ہوں جس میں یہ آیت نازل ہوئی اور اس کے مقام نزول کو بھی پہچانتا ہوں وہ مقام عرفات کا تھا اور دن جمعہ کا تھا آپ کی مراد اس سے یہ تھی کہ ہمارے لیے وہ دن عید ہے، ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ سے بھی ایک یہودی نے ایسا ہی کہا آپ نے فرمایا جس روز یہ نازل ہوئی اس روز دو عیدیں تھیں جمعہ و عرفہ۔

☆...... **یسئلونک ماذا احل لهم**...... ☆ یہ آیت عدی ابن حاتم اور زید بن مہلہل کے بارے نازل ہوئی جنکا نام حضور ﷺ نے زید الخیر لکھا تھا ان دونوں صاحبوں نے عرض کیا کہ ہم لوگ کتے اور باز کے ذریعے شکار کرتے ہیں ہمارے لیے یہ حلال ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

عقد :

ا...... کسی چیز کے اطراف جمع کرنے کو عقد کہتے ہیں پھر اسکا استعمال اجسام صلبیہ (ہاتھ باندھ کر سولی لگانے) میں ہونے لگا جیسے عقد حبل (گرہ لگانے) اور عقد بناء (عمارت کو مسالے سے پختہ کرنے)، پھر یہ معنی بطور مستعار عقد بیع اور عقد عہد وغیرہ میں استعمال کیا جانے لگا۔ (المفردات، ص ٣٤٤)

قرآن مجید فرقان حمید میں مذکور لفظ عقود سے کیا مراد ہے اس بارے میں علماءِ مفسرین کا اختلاف ہے اور ہم روح المعانی میں مذکور چاروں اقوال ترتیب سے ذکر کرتے ہیں۔ (ا)...... عقود سے مراد عہود یعنی وہ عہد ہیں جو اللہ ﷻ نے اپنے بندوں سے ایمان لانے اور حلال و حرام چیزوں میں اسکی طاعت بجالانے کے بارے میں عہد لیا اور یہ قول حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔ (٢)...... یہاں عقود سے مراد وہ عہد و پیماں ہیں جو لوگ باہم اپنی قسموں، عقد نکاح اور عقد بیع وغیرہ کے معاملے میں کیا کرتے ہیں، یہ قول ابن زید اور زید بن اسلم کا ہے۔ (٣)...... یہاں عقود سے مراد وہ عہد ہیں جو زمانہ جاہلیت میں لوگ دشمن کے مقابلے میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرتے تھے یہ قول مجاہد، ربیع، اور قتادہ وغیرہ کا ہے۔ (٤)...... عقود سے مراد وہ عہد ہیں جو اللہ ﷻ نے اہل کتاب سے توریت و انجیل میں نبی پاک ﷺ کی آمد پر انکی تصدیق کے بارے میں لیا یہ قول ابن جریج اور ابو صالح کا ہے (روح المعانی، الجزء السادس، ص ٣٠٢)

بهيمة الانعام:

۲.....قاموس میں ہے کہ ہر چار ٹانگوں والا چوپایہ اگر چہ وہ پانی میں رہتا ہو یا اس سے مراد ہر جاندار ہے جو پانی اور خشکی کی تمیز نہ رکھتا ہو۔ (الجمل، ج۲، ص ۱۷۱)

انعام، نعم کی جمع ہے مراد اس سے اونٹ، گائے اور بکریاں ہیں اور اس تعریف میں ذوات الحافر (یعنی کھر والے جانور) تمام اہل لغت کے نزدیک داخل نہیں۔ اس آیت مبارکہ کے معنی پر بھی اختلاف ہے چنانچہ حسن اور قتادہ کے نزدیک بهيمة الانعام سے مراد اونٹ، گائے، بکری اور بھیڑ ہیں اور اس قول میں بهيمة کی اضافت انعام کی طرف فقط تاکید کے لئے کی گئی ہے اور کلبی نے کہا کہ بهيمة الانعام سے مراد وحشی جانور ہرن، نیل گائے اور جنگلی گدھا بھی ہیں اس لئے یہاں بهيمة کی اضافت انعام کی طرف کردی گئی تاکہ انعام (چوپائے) کی جنس بھی معلوم ہو جائے جو اس میں سے حلال ہو۔ اسلئے کہ اگر مطلق چوپائے کا ذکر کر دیا جاتا تو اس میں حلال و حرام سب شامل ہو جاتے اسی لئے اللہ ﷻ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ﴿احلت لکم (الانعام:۱)﴾ (الخازن، ج۲، ص ٤)

غير محلى الصيد:

۳.....قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ الصید مصدر ہے اسم مفعول کا احتمال رکھتا ہے اور غیر، لکم کی ضمیر سے حال ہے، یعنی تمہارے لئے چوپائے حلال کیے گئے ہیں اس حال میں کہ تمہارا یہ عقیدہ نہ ہو کہ حالتِ احرام میں شکار حلال ہے چوپایوں کو حلال سمجھنے کی قید اس حال میں ظاہر نہیں کہ وہ شکار کے حلال ہونے کا اعتقاد نہ رکھتا ہو۔ صاحب کشاف کے نزدیک غیر محلی الصید کے معنی شکار سے رکنا ہے۔ یعنی تمہارے لئے بعض جانور حلال فرمائے اس حال میں کہ تم شکار سے بچ جاتے ہوتا کہ تم پر معاملہ سخت نہ ہو جائے۔ اس پر یہ اعتراض وارد ہو سکتا ہے کہ چوپایوں کی حلت حالت احرام میں اس حالت کے ساتھ مقید نہیں کہ وہ حالت احرام میں شکار سے رک جاتے ہیں بلکہ وہ چوپائے تمام احوال میں حلال ہیں یہ قید اس وقت درست نہیں ہو سکتی۔ اگر بهيمة الانعام سے مراد وہ جانور ہوں جو وحشی اور گھروں میں رکھنے والوں کو شامل ہوں تو یہ تفسیر پہلے معنی کی بناء پر ہو گی یا پھر وحشی جانوروں کے ساتھ خاص ہو گی یہ تفسیر تیسرے معنی کی بناء پر ہے کہ شکار کے حلال ہونے کو احرام نہ ہونے کی حالت کے ساتھ مقید کر دیا پھر تقدیر عبارت یوں ہو گی: ''تمہارے لئے سب چوپائے وحشی ہوں یا اہلی حلال ہیں جبکہ تم احرام کی حالت میں شکار کے حلال ہونے کا عقیدہ نہ رکھتے ہو۔ آخر میں ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ محلی الصید سے مراد اللہ ﷻ کی ذات ہو اور جمع کا صیغہ تعظیم کے لئے ہو گویا اس طرح فرمایا کہ تمہارے لئے ہم نے تمام جانور حلال کر دیئے جبکہ تم حالت احرام میں نہ ہو''۔ (المظهری، ج۲، ص ۲٦٥)

وانتم حرم:

۴.....حرم، حرام کی جمع ہے، صفت مشبہ کا صیغہ بمعنی اسم فاعل ہے جیسا کہ شارح نے اپنے قول محرمین سے اسکی طرف اشارہ کیا۔ اور مختار میں ہے کہ ورجل حرام یعنی مُحرِم (احرام باندھنے والا) اور حرام کی جمع حرم، مثل قذال اور قذل کی طرح ہے۔ (الجمل، ج۲، ص ۱۷۲)

شعائر الله:

۵.....علامہ ناصر الدین بیضاوی فرماتے ہیں کہ شعائر اللہ سے مراد مناسک حج ہیں۔ شعائر، شعيرة کی جمع ہے اور یہ ما أشعر کا اسم ہے ای جعل شعاراً، اور اسکے ساتھ اعمال حج اور اسکے موافق امور کا نام شعائر اللہ رکھا گیا کیونکہ شعائر اللہ سے مراد

علاماتِ حج اور قربانی ہیں۔ایک قول کے مطابق اس سے مراد دین الٰہی ہے جیسے قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ عزوجل نے فرمایا ﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے اسی کے دل میں تقوی ہے (الحج:٣٢)﴾ اور شعائر اللہ سے مراد اسکا دین ہے اور ایک قول کے مطابق اس سے مراد وہ فرائض ہیں جو اللہ نے اپنے بندوں پر متعین کئے ہیں

(البیضاوی، ج١،ص٤١٧)

لاتحلوا شعائر اللہ سے مراد یہ ہے کہ تم حالت احرام میں شکار نہ کرو۔ (الخازن، ج٢،ص٥)

حرمت والے مہینے:

٦......علامہ خازن فرماتے ہیں کہ ''اور حرمت والے مہینوں میں قتال کر کے انہیں حلال نہ ٹھہرالو'' حرمت والے مہینوں سے مراد یہ ہے کہ جس کی اہل عرب زمانۂ جاہلیت میں بھی تعظیم کیا کرتے تھے اور اسمیں قتال کرنے کو حرام جانتے تھے، پھر جب اسلام آیا تو یہ حکم اسی طرح برقرار رہا بلکہ اور بھی مؤکد ہو گیا اور یہاں حرمت والے مہینے سے مراد ذوالقعدہ اور ایک قول کے مطابق رجب ہے اور یہ دونوں اقوال ابن جریر نے ذکر کئے ہیں۔ (المرجع السابق)

صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی خزائن العرفان میں فرماتے ہیں کہ حرمت والے مہینے چار ہیں تین متصل یعنی ذوالقعدہ، ذالحجۃ اور محرم اور ایک جدا یعنی رجب المرجب۔

قربانی کے جانور:

٧......المراد به مایهدی الی الکعبة من ابل، او بقر، او شاة وهو جمع هدیة کجدی و جدیة یعنی مراد اس سے یہ ہے کہ جو جانور اونٹ، گائے یا بکری جنہیں کعبۂ معظمہ (یعنی حدودِ حرم) میں قربانی کے لئے بھیجا جائے، ھدی، ھدیة کی جمع ہے جیسے جدی، جدیة کی جمع ہے۔ (روح المعانی، الجزء السادس، ص٣٠٩)

قلائد:

٨...... قلائد، قلادۃ کی جمع ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ اونٹ وغیرہ کی گردن میں کوئی نشانی باندھ دی جائے (الجمل، ج٢،ص١٧٣)۔ یہ آیتِ مبارکہ ﴿یایها الذین امنوا لا تحلوا شعائر اللہ ولا الشهر الحرام ولا الهدی ولا القلائد (المائدۃ٢)﴾ منسوخ ہے کس طرح اور کس نقطۂ نگاہ سے، اس بارے میں ہم علامہ خازن کی تحقیق پیش کرتے ہیں اس آیت کے منسوخ ہونے کے بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے چنانچہ یہاں یہ آیت ﴿لاتحلوا شعائر اللہ ولا الشهر الحرام﴾ حرمت والے مہینے میں حدودِ حرم میں قتل کی حرمت کا تقاضا کرتی ہے اور یہ آیت اللہ عزوجل کے اس فرمانِ مقدس نشان سے منسوخ ہے ﴿اقتلوا المشرکین حیث وجدتموهم﴾ اور اللہ عزوجل کا یہ فرمان ﴿ولا آمین البیت الحرام﴾ مشرکوں کو بیتِ حرام میں داخل ہونے کی حرمت کا تقاضا کرتا ہے اور یہ آیت اللہ عزوجل کے اس فرمان ﴿فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا﴾ سے منسوخ ہے چنانچہ کسی مشرک کے لئے نہ تو بیت اللہ کا حج جائز ہے اور نہ ہی قربانی کا جانور اور قلائد کا بھیجنا اور یہ قول ابن عباس، مجاہد، قتادہ، حسن اور اکثر مفسرین کا ہے۔ (الخازن، ج٢،ص٦)

﴿تعاونوا علی البر والتقوی﴾

٩......نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم متذکرہ آیتِ مبارکہ میں ہے اور اسی طرح نافرمانی اور

برائی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کی ممانعت بھی ملتی ہے یہ ایک ایسا اصول ہے کہ جس سے آپس کے تعلقات مضبوط ہوتے ہیں اور اقوام عالم میں بھلائی پھیلتی ہے اور برائی کی جڑیں ختم ہوتی ہیں۔ ہمارے اسلاف کا اس آیتِ مبارکہ پر خوب عمل تھا وہ ہر نیکی کے کام میں ایک دوسرے کے معاون ہو جاتے اور کوئی بھی بری بات دیکھتے تو اس کا ساتھ دینا تو درکنار یکسر خود کو بھی اس سے بچا لیتے اور اس برائی میں مبتلا ہونے والے کو بھی جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے امتی کو سود کی لعنت سے بچنے کیلئے کیسے جامع الفاظ کے ساتھ تبلیغ فرمائی کہ انسان اس برائی کے کام کو نہ تو خود کرے اور نہ ہی اس میں کسی طرح سے معاونت کر کے خود کو اس لعنت میں شامل کرے چنانچہ فرمایا۔

☆...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ دوجہاں مکی مدنی مصطفیٰ ﷺ نے سود کے کھانے والے، اسکی وکالت کرنے والے ،اسکے لکھنے والے اور اسکے گواہ پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ یہ سارے گناہ میں برابر شریک ہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب اکل الربا، ص ۷۸۳)

☆...... ایک دیہاتی اعرابی مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا اور صحابہ کرام نے اسے روکنا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا "اسے نہ روکو اور چھوڑ دو" جب وہ فارغ ہو چکا تو سید عالم ﷺ نے اسے پاس بلا کر نرمی سے مسجد کے آداب سے متعلق بتایا اور اپنے اصحاب کو پانی لانے کا حکم دیا اور اس ناپاک جگہ پر پانی کو بہا دیا۔ (صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب وجوب غسل البول، ص ۱۵۵)

سید عالم ﷺ کے ساتھ نیکی و بھلائی کرنا، یہ تو سب سے افضل نیکی ہے چنانچہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت آئی اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میرا بیٹا بڑھئی ہے کیا میں آپ کے لئے منبر بنوا دوں؟ حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اگر تو ایسا چاہتی ہے تو کر"! تو اس عورت نے منبر بنوا دیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب الاستعانۃ بالنجار، ص ۷۸)

حضور پر نور ﷺ کے لئے منبر بنوا دینا تا کہ سید عالم ﷺ اس پر جلوہ فرما ہو کر وعظ فرمائیں یہ بھی نیکی کے کاموں میں مدد کرنا ہے، جیسا کہ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد جب قرآن کے جمع کرنے کا معاملہ پیش ہوا، کئی صحابہ کرام نے اپنی اپنی خدمات پیش کیں، مسجد نبوی کی تعمیر کے موقع پر فخر کائنات شاہ موجودات ﷺ نے مسجد کی تعمیر جو کہ سراسر نیکی کا کام ہے صرف اپنے اصحاب کے ذمہ یہ کام نہ رکھا بلکہ خود اپنے مقدس ہاتھوں سے پتھر اٹھا اٹھا کر **تعاونوا علی البر و التقوی** کا عملی نمونہ پیش کیا، ہمیں بھی حضور ﷺ کی سیرت مبارکہ سے درس حاصل کرنا چاہیے۔

حرام چیزوں کا بیان:

نـ...... قرآن مجید میں حرام اشیاء، ان کی حرمت، استعمال اور دیگر موضوعات پر کئی مقامات پر مضامین ملتے ہیں، درج ذیل میں موضوع کی مناسبت سے چند باتیں ترتیب وار آیت قرآنیہ کے تناظر میں پیش کی جاتی ہیں:

(۱)...... مردار حرام ہے!

ہر وہ جانور جو بغیر شرعی طریقے سے ذبح کیے اپنی طبعی موت مر جائے وہ مردار ہے اور اسکے حرام ہونے کا سبب یہ ہے کہ خون ایک لطیف چیز ہے جب جانور بغیر کسی ضرب یا قتل کیے مرتا ہے تو خون اسکی رگوں میں جم جاتا ہے اور شدید ضرر کا باعث بنتا ہے۔ (الخازن، ج ۲، ص ۷)۔ ہر مردار حرام ہے مگر سید عالم ﷺ جس مردار کو حلال فرما دیں پھر وہ مردار ہو کر بھی حرام نہیں رہتا چنانچہ فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے دو مردار حلال فرمائے مچھلی اور ٹڈی۔

(ابن ماجہ، کتاب الصید، باب صید الحیتان و الجراد، ص ٥٤٤)

(۲)......دم مسفوح!

یہاں دم مسفوح سے جاری خون مراد ہے زمانہ جاہلیت میں لوگ خون کو مصارین (یعنی آنتوں میں) گرم کر کے پیتے تھے اللہ عزوجل نے اسے حرام فرمایا (الخازن، ج ۲، ص ۷)

لیکن ہم یہاں بھی یہی کہیں گے کہ اللہ عزوجل کی حرام کردہ چیزوں کو اگر کوئی ذات حلال کر سکتی ہے تو وہ فقط سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے دو مردار حلال فرمائے مچھلی اور ٹڈی اور دو خون حلال فرمائے کلیجی اور تلی۔ (ابن ماجه، کتاب الأطعمة، باب الکبد والطحال، ص ۵۵۷)

(۳)......خنزیر حرام ہے!

آیت مبارکہ میں خنزیر کے گوشت کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے حالانکہ وہ پورے کا پورا حرام ہے اسکی نجاست نص اور اجماع سے ثابت ہے گوشت کا ذکر خصوصیت کیساتھ اسلئے کیا کہ حیوان سے مقصود گوشت ہی ہوتا ہے۔ (المظهری، ج ۲، ص ۲٦۸)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال مکہ میں فرمایا "اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خمر (شراب)، مردار، خنزیر اور بتوں کی بیع کو حرام فرمایا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب المیتة والانصام، ص ۳۵٦)

(۴)......وماأهل لغير الله به!

وہ جانور بھی حرام ہے جسے بوقت ذبح غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے، اسکی مفصل تحقیق ہم نے سورۂ بقرہ میں ذکر کر دی۔

(۵)......والمنخنقة!

وهي التي تموت بالخنق اما قصدا او اتفاقا، بان تتخبل في وثاقها فتموت به، فهي حرام یعنی اس سے مراد وہ جانور ہے جو گلا گھوٹنے سے مر جائے خواہ کسی نے جان بوجھ کر گلا گھوٹنا ہو یا اتفاقاً ایسا ہوا ہو جیسے رسی وغیرہ سے پھندہ لگ کر مر گیا تو ایسا جانور بھی حرام ہے (ابن کثیر، ج ۲، ص ۱۳)

(٦)......والموقوذة!

وهي التي تضرب بالخشب حتى تموت یعنی اس سے مراد وہ جانور ہے جو لکڑی وغیرہ سے مارا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص ۱۱۵)

(۷)......والمتردية!

جو بلند جگہ سے گر کر یا کسی کنویں میں گر کر مر جائے (المظهری، ج ۲، ص ۲٦۹)

(۸)......والنطيحة!

التي نطحتها اخرى فماتت بالنطح یعنی ایسا جانور جسے کسی دوسرے جانور نے سینگ سے مارا اور وہ مر گیا۔ (البیضاوی، ج ۱، ص ۴۱۸)

(۹)......وما اكل السبع منه!

یعنی وہ جانور جسے کسی درندے شیر، چیتا، بھیڑیا، یا کتا وغیرہ درندہ حملہ کر کے شکار کر لے اور اسکا کچھ حصہ کھالے جس کیوجہ سے وہ مر گیا تو بھی حرام ہے، اگرچہ اس میں سے خون بہا ہو یہاں تک کہ ذبح والی جگہ سے بھی خون بہہ جائے تب بھی وہ جانور

بالاجماع حرام ہے زمانہ جاہلیت میں یہ ہوتا تھا کہ وہ درندے کے بچے ہوئے شکار کو کھالیا کرتے تھے، اللہ ﷻ نے مومنین پر یہ حرام فرمادیا ﴿الاما ذکیتم﴾ مذکورہ جانوروں میں سے کسی جانور میں موت کا سبب پیدا ہو جائے مگر زندگی کی کچھ رمق باقی ہو اور ذبح شرعی کے ذریعے تدارک ممکن ہو تو وہ جانور ذبح سے حلال ہو جائے گا۔ (ابن کثیر، ج ۲، ص ۱٦)

☆......حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ اللہ ﷻ فرماتا ہے کہ ما ادرکتم من ھذا کلہ و فیہ روح، فاذبحوا فھو حلال یعنی جب تم ان زخمی جانوروں میں زندگی پاؤ تو ذبح کرلو کہ یہ ذبح کرکے کھالینا تمہارے لئے حلال ہے۔ (الجمل، ج ۲، ص ۱۷۷)

(۱۰)......وما ذبح علی النصب!

نصب، نصاب کی جمع ہے جیسا کہ حمر، حمار کی اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اسکی واحد انصاب ہے جیسا کہ طنب کی واحد اطناب آتی ہے ایک قول کے مطابق کعبہ معظمہ کے گرد تین سو ساٹھ بت پتھر کے رکھے گئے تھے اور جاہلیت میں لوگ اسکے سامنے جانور ذبح کرتے تھے۔ (روح المعانی، الجزء السادس، ص ۳۱٦)

(۱۱)......وان تستقسموا بالازلام!

استقسام کا معنی ہے کہ اپنا حصہ تیروں کے ذریعے پہچاننا جو انکے لئے بنتا ہو یہ ایسا تیر ہوتا ہے کہ نہ تو اسکا پر ہوتا ہے نہ پیکان، الازلام کی واحد زلم، زاء کی فتح اور ضمہ کے ساتھ آتی ہے یہ سات برابر تیر ہوتے جو شوحط لکڑی کے بنے ہوتے ہیں اور کعبہ معظمہ کے متولی کے پاس رہتے ہیں۔ ایک پر ہاں، دوسرے پر نہیں، تیسرے پر منکم (تم میں سے)، چوتھے پر من غیر کم (یعنی تم میں سے نہیں)، پانچویں پر ملصق (چسپاں)، چھٹے پر عقل، ساتواں خالی تھا۔ جب یہ لوگ کسی کام، سفر، نکاح، ختنہ یا اسکے علاوہ کوئی ارادہ کرتے یا کسی کے نسب میں اختلاف ہو جاتا یا دیت ذمہ لینے میں اختلاف ہو جاتا تو وہ ھبل کے پاس آتے یہ مکہ معظمہ میں قریش کا سب سے بڑا بت تھا وہ ھبل کو سو درہم دیتے تو وہ تیروں کو ادھر ادھر ترکش میں گھماتا وہ ساتھ میں یہ بھی کہتے کہ اے اللہ ہم نے فلاں کام کا ارادہ کیا ہے اگر ہاں والا تیر نکلتا تو وہ لوگ یہ کام کرتے اور اگر ناں والا تیر نکلتا تو وہ ایک سال تک وہ کام نہ کرتے اور ایک سال کے بعد فال کی طرف رجوع کرتے، اگر انکا نسب کے متعلق جھگڑا ہوتا اور اس سلسلے میں منکم والا تیر نکلتا تو اسے شریف النسب جانتے اور اگر من غیر کم والا تیر نکلتا تو اس شخص کو معاہد جانتے، اگر ملصق والا تیر نکلتا تو نہ تو اسے صاحب نصب جانتے اور نہ ہی معاہد، اور جب انکا دیت کے معاملے میں اختلاف ہوتا تو دیت والے تیر نکلنے پر اسے اپنے ذمہ لے لیتے اور خالی نکلنے کی صورت میں دوبارہ فال نکالتے یہاں تک کہ وہ تیر نکل آئے کہ جس پر کچھ نہ کچھ لکھا ہوا ہو، اللہ ﷻ نے ان چیزوں سے منع کیا۔ (المظہری، ج ۲ ص ۲۷۱)

یأس کے معنی:

۱۱......شیخ سلیمان الجمل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ والیاس انقطاع الرجاء وھو ضد الطمع یعنی یاس کے معنی ہیں امید کا منقطع ہو جانا، اور یہ طمع کی ضد ہے، اور آیت مبارکہ میں من دینکم، یئس کے متعلق ہے اور اسکے معنی ابتدائے غایت کے ہیں۔
(الجمل، ج ۲ ص ۱۷۹)

"الیوم اکملت لکم دینکم" کے معنی:

۱۲......یہ اللہ ﷻ کی اس امت پر بڑی نعمت ہے کہ اللہ ﷻ نے ان کے لئے ان کے دین کو مکمل کر دیا چنانچہ اب وہ کسی اور دین کے محتاج نہیں ہیں اور نہ ہی اس نبی (یعنی نبی پاک ﷺ) کے سوا کسی اور نبی کے، اور اسی لئے اللہ ﷻ نے انہیں خاتم النبیین بنایا اور انہیں جن و انس کی طرف مبعوث فرمایا پس اب حلال وہی ہے جسے یہ نبی حلال کریں اور حرام بھی وہی ہوگا جسے یہ نبی حرام کریں

،اب دین وہی جو آپ ﷺ نے نافذ فرمادیا آپ ﷺ کی خبر حق وصداقت پر مبنی ہے اس میں جھوٹ اور خلاف ورزی کا شائبہ بھی نہیں ہے۔ کثیر صحابہ سے مروی ہیں کہ یہ آیت عرفہ کے دن، جمعہ کے روز نازل ہوئی۔ (ابن کثیر، ج ۲،ص ۱۹،۱۸)

شکاری جانور کا چھوڑا ہوا شکار:

۳۱...... کتے اور دیگر شکاری جانوروں سے شکار کرنا جائز ہے، جس کی صراحت درج ذیل حدیث مبارکہ سے ملتی ہے۔

☆...... نبی پاک ﷺ نے شکاری کتے کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''جب تو اپنے شکاری کتے کو شکار پر چھوڑے اور اس کام کے آغاز میں اللہ کا نام لے لیا ہو تو اس شکار کو تو کھا سکتا ہے اگر چہ اس سے شکار کرنے والے جانور نے کھایا ہو''۔

(سنن ابو داؤد، كتاب الصيد ،باب فى الصيد ،ص ٥٤٠)

شکاری جانور کا شکار چند شرائط کے ساتھ حلال ہے: (۱)...... شکاری جانور مسلمان کا ہو اور سکھایا ہوا ہو، (۲)...... اس نے شکار کو زخم لگا کر مارا ہو، (۳)...... شکاری جانور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھوڑا گیا ہو، (۴)...... اگر شکاری کے پاس شکار زندہ پہنچا ہو تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے، اگر ان شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو جانور حلال نہ ہوگا۔ (خزائن العرفان ،حاشیہ نمبر ۲۲)

اھل کتاب کا ذبیحہ:

۴۱...... یہاں طعام سے مراد ذبیحہ ہے یعنی وہ جانور جسے کسی یہودی اور نصرانی نے ذبح کیا ہو اس کا کھانا حلال ہے۔ قدوری نے فرمایا کہ مسلمان اور کتابی کا ذبیحہ حلال ہے المستصفی میں ہے کہ کتابی کا ذبیحہ اس وقت حلال ہے جبکہ وہ مسیح علیہ السلام کے الٰہ ہونے کا عقیدہ نہ رکھتا ہو بہر حال اگر وہ مسیح علیہ السلام کے الٰہ ہونے کا عقیدہ رکھتا ہو تو وہ مجوسی ہے ہمارے لئے اس کا ذبیحہ حلال نہیں اور ذبیحہ کے حلال ہونے کی شرط یہ ہے کہ ذابح یعنی ذبح کرنے والا ایک خدا کو ماننے والا ہو۔ (الجوهرة النيرة ،الجزء الثانی،ص ۲۷۵)

اور اگر ذابح نے جان بوجھ کر بوقتِ ذبح بسم اللہ ترک کیا تو ذبیحہ مردار ہے اس سے نہ کھایا جائے اور اگر بسم اللہ بھول گیا تو کھا سکتا ہے۔ (مختصر القدوری مع توضيح الضروری ،ص ٢١٤)

ويحل اذا كان (الذابح) يعقل التسمية و الذبيحة اور ذبیحہ حلال ہوگا جبکہ ذابح تسمیہ اور ذبیحہ کے بارے میں جانتا ہو۔ (الهداية مع بداية المبتدی، ج ۷،ص ۱۲۷)

اغراض:

المؤكدة :اسے لفظ عقود سے لیا ہے اس لئے کہ عقد کو دراصل تاکید اور قوت کے ساتھ ملایا جاتا ہے۔ بينكم و بين الله :اور یہ تکالیف اور نذور میں ہوتے ہیں۔ والناس :یہ معاملات میں ہوتے ہیں۔ الابل الخ: چوپایوں کی تفسیر ہے۔ من الموت :یعنی بلا کسی سبب کے، جیسے مذکورہ صورت والمنخنقة میں ہوتی ہے۔ تحريمه :اس جملے میں اشارہ ہے کہ اصل آیت میں حرمت ہے ،صاحب کشاف وغیرہ نے کہا کہ الا محرم ما يتلى عليكم اى البهائم المحرمة ہے اللہ ﷻ کے فرمان کے مطابق ﴿حرمت عليكم الميتة﴾ اور یہ مقدر نکالنا ضروری ہے تا کہ مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ میں اتصال کے حوالے سے مطابقت ہو جائے، پس آیات کا استثناء بهيمة کے ذکر سے درست نہیں ہوتا لہٰذا مذکورہ مقدر ماننا پڑے گا۔ اى معالم دينه :معالم جمع ہے معلم کی، مراد اس سے علامات ہیں۔ ان تردوا عنه :ان تردوا بمعنی ان ترجعوا ہے۔

بقصده :یعنی بیت اللہ کا، يبتغون کے متعلق ہے یعنی وہ بیت الحرام کے قصد کے سبب اللہ کی رضا اور اس کا ثواب طلب کرتے ہیں ،پس قصد مصدر فاعل کے حذف کرنے کے بعد اپنے مفعول کے لئے مضاف ہے۔ بزعمهم :رضوانا کی صفت ہے، تقدیر عبارت

یوں ہے کہ ای رضوانا کائناً بحسب زعمهم الفاسد اس لئے کہ کافروں کے لئے اللہ کی رضا میں سے کوئی حصہ نہیں ہے۔
امر اباحة: اس لئے کہ اللہ ﷻ نے محرم پر حالت احرام میں شکار حرام فرمایا ہے اور اس کی دلیل یہ فرمان ﴿غیر محلی الصید وانتم حرم﴾ ہے اور اس کی اباحت احرام سے باہر ہونے کے بعد ہے جیسا کہ فرمان باری ﷻ ہے ﴿واذا حللتم﴾، اور ہم نے صرف اباحت کا قول ذکر کیا ہے یہ نہیں کہا کہ محرم پر واجب ہے کہ جب وہ احرام سے باہر ہو تو شکار ضرور کرے، اس کی مثال یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿فاذا قضیت الصلاۃ فانتشروا فی الارض﴾ معنی یہ ہے کہ نماز کے بعد تمہارے لئے زمین میں (اپنے کسب وغیرہ) کے لئے منتشر ہونا مباح ہے نہ کہ واجب۔ مع فتح اللام: یعنی ان دونوں میں سے ہر ایک کی جانب راجع ہے۔
ای المسفوح: یعنی بہنے والا۔ کما فی الانعام: یعنی سورۂ انعام میں، اور (حدیث کی وجہ سے) تلی اور کلیجی سے احتراز کیا گیا ہے۔ المیتة خنقاً: خنقاً نون کے سکون کے ساتھ ہے، اور اس کا فعل خنق نون کے فتح کے ساتھ اور یخنق ضمہ کے ساتھ ہے، اور یہ مصدر سماعی ہے۔ من هذه الاشیاء: یعنی پانچ، جن میں سے اول المنخنقة ہے۔ ای ادرکتم فیه الروح: ابن عباس کا قول یہ ہے کہ جب تم ان (یعنی ضرب لگنے، کسی جانور کے سینگ لگنے یا درندے وغیرہ کے کھانے کی وجہ سے) میں روح دیکھو تو انہیں ذبح کرلو، یہ تمہارے لئے حلال ہیں۔ جمع نصاب: جیسا کہ کتب اور کتاب ہے، اس کا نام نصاباً اس لئے رکھا ہے کہ صنم کو کھڑا کیا جاتا ہے اور بلند کیا جاتا ہے تا کہ اس کی تعظیم اور عبادت کی جاسکے۔ والحکم: جیسا کہ ان کے لئے حصہ بنانا اور ان کے مابین فیصلہ کرنا۔
تطلبوا القسم: قاف کی کسرہ اور مضاف کے حذف کے ساتھ، تقدیر عبارت یوں ہوگی تطلبوا معرفة القسم، اور قاف کی فتح کے ساتھ تطلبوا کے معنی پر تمیز ہے یعنی جس چیز سے تم شروع کرنے کا ارادہ کرتے ہو۔
وکانت سبعة عند سادن کعبة: اس کا بیان ماقبل ہو چکا ہے، وہیں ملاحظہ فرمائیں۔ وکانوا یحکمونها: ایک نسخہ میں یجیلونها ہے یعنی وہ ارادہ ان (تیروں) کا کرتے تو ان کی عبادت کرتے اور ایک نسخہ میں یجیبونها ہے یعنی وہ ان کے حکم کو مانتے۔ ونزل بعرفة الخ: اس کا بیان شان نزول کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ فلم ینزل بعدها حلال ولا حرام: یعنی اس کے بعد حلال وحرام سے متعلق کوئی آیت نازل نہ ہوئی، اور یہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد نصیحت سے متعلق بھی کوئی آیت نازل نہ ہو جیسے ﴿واتقوا یوما ترجعون فیه الی الله﴾ نازل ہوئی۔ وعلامتها: اس بارے میں ہم نے ماقبل ذکر کردیا ہے وہیں ملاحظہ فرمالیں۔
کقاطع الطریق والباغی: جب کہ دونوں مسافر ہوں، اور اگر دونوں مقیم ہوں تو ان کے لئے حالت اضطرار میں مردار کھانا جائز ہے جیسا کہ سورۃ البقرۃ میں گزرا، تو غور کرو۔ والسباع: جیسے چیتا نما جانور، والطیر: جیسا کہ قصر (لغت میں قصیرۃ کے معنی ہیں پرندے کے دم کی جڑ)۔ فالاستثناء منقطع: یعنی الا استثناء سے ماقبل حلال ہے اور مابعد حرام مراد ہے۔
الحرائر: دونوں جگہوں (یعنی مومنہ پاک دامن عورتیں اور اہل کتاب پاک دامن عورتیں) میں محصنات کی تفسیر حرائر سے کی ہے اور یہ اول سے آخر کی جانب رجوع کرنے کے حوالے سے اولی تفسیر ہے۔ (الجمل، ج۲، ص ۱۷۱ وغیرہ)
احکامه و فرائضه: مختصر یہ کہ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ اس آیت کے نزول سے قبل دین ناقص تھا تو میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ قرآن یک بارگی بیت العزت سے آسمان دنیا پر نازل ہو گیا تھا اور پھر ضرورتاً متفرق طور پر تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا، پس اس وجہ سے اللہ ﷻ نے فرمایا اب کسی قسم کے احکامات کا انتظار نہ کرو کہ میں نے ہر قسم کے احکامات جو میرے پاس تمہارے لئے تھے نافذ کردیئے ہیں۔ (الصاوی، ج۲، ص ۸۹ وغیرہ)

رکوع نمبر:٦

﴿یایھا الذین امنوا اذا قمتم﴾ اَیْ اَرَدْتُّمُ الْقِیَامَ ﴿الی الصلوۃ﴾وَاَنْتُمْ مُحْدِثُوْنَ ﴿فاغسلوا وجوھکم
وایدیکم الی المرافق﴾اَیْ مَعَھَا کَمَا بَیَّنَتْہُ السُّنَّۃُ ﴿وامسحوا برؤسکم﴾ اَلْبَاءُ لِلْاِلْصَاقِ اَیْ
اَلْصِقُوْا الْمَسْحَ بِھَا مِنْ غَیْرِ اِسَالَۃِ مَاءٍ وَھُوَ اِسْمُ جِنْسٍ فَیَکْفِیْ اَقَلُّ مَا یَصْدُقُ عَلَیْہِ وَھُوَ مَسْحُ بَعْضِ شَعْرٍ ؎
وَعَلَیْہِ الشَّافِعِیُّ ﴿وارجلکم﴾بِالنَّصَبِ عَطْفًا عَلٰی اَیْدِیَکُمْ وَالْجَرِّ عَلَی الْجَوَارِ ﴿الی الکعبین﴾ اَیْ
مَعَھُمَا کَمَا بَیَّنَتْہُ السُّنَّۃُ وَھُمَا الْعَظْمَانِ النَّاتِیَانِ فِیْ کُلِّ رِجْلٍ عِنْدَ مَفْصَلِ السَّاقِ وَالْقَدَمِ وَالْفَصْلُ بَیْنَ
الْاَیْدِیْ وَالْاَرْجُلِ الْمَغْسُوْلَۃِ بِالرَّاسِ الْمَمْسُوْحِ یُفِیْدُ وُجُوْبُ التَّرْتِیْبِ فِیْ طَھَارَۃِ ھٰذِہِ الْاِعْضَاءِ وَعَلَیْہِ
الشَّافَعِیُّ وَیُؤْخَذُ مِنَ السُّنَّۃِ وُجُوْبُ النِّیَّۃِ فِیْہِ کَغَیْرِہٖ مِنَ الْعِبَادَاتِ ﴿وان کنتم جنبا فاطھروا﴾فَاغْتَسِلُوْا
﴿وان کنتم مرضی﴾مَرْضاً یَضُرُّہُ الْمَاءُ ﴿اوعلی سفر﴾اَیْ مُسَافِرِیْنَ ﴿او جاء احد منکم من
الغائط﴾اَیْ اَحْدَثَ ﴿او لمستم النساء ﴾سَبَقَ مِثْلُہٗ فِیْ سُوْرَۃِ النِّسَاءِ ﴿فلم تجدوا ماء﴾بَعْدَ طَلَبِہٖ
﴿فتیمموا ﴾اُقْصُدُوْا ﴿صعیدا طیبا ﴾تُرَابًا طَاھِرًا ﴿فامسحوا بوجوھکم وایدیکم ﴾مَعَ
الْمرفقین﴿منہ﴾ بِضَرْبَتَیْنِ وَالْبَاءُ لِلْاِلْصَاقِ ، وَبَیَّنَتِ السُّنَّۃُ اَنَّ الْمُرَادَ اِسْتِیْعَابُ الْعُضْوَیْنِ بِالْمَسْحِ ﴿ما
یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج﴾ضَیِّقٍ بِمَا فَرَضَ عَلَیْکُمْ مِنَ الْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ وَالتَّیَمُّمِ ﴿ولکن یرید
لیطھرکم﴾مِنَ الْاِحْدَاثِ وَالذُّنُوْبِ ﴿ولیتم نعمتہ علیکم﴾ بِالاسلام بِبَیَانِ شَرَائِعِ الدِّیْنِ ﴿لعلکم
تشکرون(٦)﴾نِعَمَہٗ﴿واذکروا نعمۃ اللہ علیکم﴾بِالْاِسْلَامِ ﴿ومیثاقہ﴾عَھْدَہٗ ﴿الذی واثقکم
بہ﴾عَاھَدَکُمْ عَلَیْہِ ﴿اذقلتم﴾لِلنَّبِیِّ ﷺ حِیْنَ بَایَعْتُمُوْہُ ﴿سمعنا واطعنا﴾فِیْ کُلِّ مَا تَاْمُرُ بِہٖ وَتَنْھٰی مِمَّا
نُحِبُّ وَنَکْرَہُ ﴿واتقوا اللہ﴾ فِیْ مِیْثَاقِہٖ اَنْ تَنْقُضُوْہُ ﴿ان اللہ علیم بذات الصدور (٧)﴾بِمَا فِی الْقُلُوْبِ
فَبِغَیْرِہٖ اَوْلٰی﴿یایھا الذین امنوا کونوا قومین﴾قَائِمِیْنَ ﴿للہ﴾بِحُقُوْقِہٖ ﴿شھداء بالقسط﴾بِالْعَدْلِ ﴿ولا
یجرمنکم﴾ یَحْمِلَنَّکُمْ ﴿شنان﴾ بُغْضُ ﴿قوم﴾ اَیِ الْکُفَّارِ ﴿علی الا تعدلوا ﴾فَتَنَالُوْا مِنْھُمْ لِعَدَاوَتِھِمْ
﴿اعدلوا ﴾فِی الْعَدُوِّ وَالْوَلِیِّ ﴿ھو﴾ اَیِ الْعَدْلُ ﴿اقرب للتقوی واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما
تعملون(٨)﴾ فَیُجَازِیْکُمْ بِہٖ ﴿وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصلحت﴾وَعْداً حَسَناً ﴿لھم مغفرۃ واجر
عظیم(٩)﴾ھُوَ الْجَنَّۃُ ﴿والذین کفروا وکذبوا بایتنا اولئک اصحب الجحیم(١٠)یایھا الذین امنوا
اذکروا نعمت اللہ علیکم اذ ھم قوم﴾ھُمْ قُرَیْشٌ ﴿ان یبسطوا ﴾یَمُدُّوْا ﴿الیکم ایدیھم﴾لِیَفْتِکُوْا بِکُمْ
﴿فکف ایدیھم عنکم﴾ وَعَصَمَکُمْ مِمَّا اَرَادُوْا بِکُمْ ﴿واتقوا اللہ وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون(١١)﴾

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! جب تم اٹھو (یعنی کھڑے ہونے کا ارادہ کرو) نماز کیلئے (اور تم بے وضو ہو) تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ (یعنی کہنیوں سمیت جیسا کہ سنت سے ثابت ہے) اور سروں کا مسح کرو (برء وسکم میں باء الصاق کے لیے ہے یعنی پانی بہائے بغیر سر کا

مسح کرو، مسح اسم جنس ہے لہذا اس کی تھوڑی سی مقدار کہ جسے مسح کہا جا سکتا ہو کافی ہے یعنی بعض بالوں کا مسح بھی کافی ہے اور یہی امام شافعی کا مسلک ہے) اور اپنے پاؤں دھوؤ (ارجلکم منصوب ہوتو ایدیکم پر معطوف ہے اور مجرور ہوتو بہ ء وسکم پر معطوف ہوگا اس کے قریب ہونے کی وجہ سے) گٹوں تک ......ا...... (یعنی گٹوں سمیت جیسا کہ سنت سے ثابت ہے اور ان سے مراد ٹانگ میں ابھری ہوئی وہ دو ہڈیاں ہیں جو پنڈلی اور پاؤں کے جوڑ کے پاس ہوتی ہیں، اور ہاتھ پاؤں جو اعضائے مغسولہ ہیں کے درمیان سر کو ذکر کرنا کہ جس پر مسح کیا جاتا ہے، یہ ان اعضاء کے درمیان باہمی ترتیب کے واجب ہونے کا فائدہ دیتے ہیں اور یہی امام شافعی ﷺ کا مسلک ہے اور وضو اور دیگر عبادات میں نیت کا وجوب بھی سنت سے ثابت ہے) اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہولو (یعنی غسل کرلو) اور اگر تم بیمار ہو (یعنی ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ پانی نقصان دے) یا سفر میں ہو (یعنی مسافر ہو) یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا (یعنی بے وضو ہوگیا ہو) یا تم نے عورتوں سے صحبت کی (سورۂ نساء میں اس کی مثل آیتِ مبارکہ گزر چکی ہے) اور ان صورتوں میں پانی نہ پایا (اس کی تلاش کے بعد بھی) تو تیمم کرو (تیمموا بمعنی اقصدوا ہے یعنی قصد کرو) پاک مٹی سے (صعیدا طیبا بمعنی ترابا طاھرا ہے) تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو (کہنی سمیت) اس سے (دو ضربوں کے ساتھ، باء الصاق کے لیے ہے اور سنت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دونوں اعضاء پر بالاستیعاب مسح کرے) اور اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے (حرج بمعنی ضیق ہے، یعنی تم پر وضو، غسل اور تیمم جیسے فرائض میں تنگی کرے) ہاں یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب ستھرا کردے (نجاستوں اور گناہوں سے) اور تم پر اپنی نعمت پوری کردے (شرعی احکام بیان کرکے) کہ کہیں تم احسان مانو (اس کی نعمتوں کا) اور یاد کرو اللہ کا احسان (اسلام کا) اپنے اوپر اور وہ عہد (میثاق بمعنی عھد ہے) جو اس نے تم سے لیا (یعنی اس احسان کو یاد کرو جس پر اس نے تم سے عہد لیا) جب کہ تم نے کہا (نبی محتشم، نورِ مجسم ﷺ سے ان کی بیعت کرتے وقت) ہم نے سنا اور مانا (ہر اس بات میں جس کا آپ ہمیں حکم دیں اور جس سے منع فرمائیں خواہ وہ بات ہماری پسند کی ہو یا ناپسند کی) اور اللہ سے ڈرو (اس کے عہد کے معاملے میں کہ کہیں اسے توڑ نہ دو) بے شک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے (یعنی جب دلوں کی بات خوب جانتا ہے تو اس کے علاوہ دوسری باتوں کو تو بدرجۂ اولیٰ جانتا ہوگا) اے ایمان والو! خوب قائم ہو جاؤ (قوامین بمعنی قائمین ہے) اللہ کے حکم پر (اس کے حقوق ادا کرتے ہوئے) انصاف کے ساتھ گواہی دیتے (قسط بمعنی عدل ہے) اور تمہیں نہ ابھارے (یجرمنکم بمعنی یحملنکم ہے) عداوت (یعنی بغض اور نفرت) کسی قوم کی (یعنی کفار کی) کہ انصاف نہ کرو (یعنی ان کی عداوت کی وجہ سے ان سے سلوک کرنے لگو) انصاف کرو (دشمن اور دوست میں) وہ (یعنی عدل) پرہیزگار کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے (وہ تمہیں اس پر بدلہ دے گا) ایمان والے نیکوکاروں سے اللہ کا وعدہ ہے (اچھا) کہ ان کے لیے بخشش اور اچھا ثواب ہے (یعنی جنت) اور وہ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں وہی دوزخ والے ہیں اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب ایک قوم (یعنی قریش) نے چاہا کہ بڑھائیں (یعنی پھیلائیں) تمہاری طرف اپنے ہاتھ (تاکہ تمہیں غفلت میں پکڑ کر قتل کردیں) تو اس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیئے (اور تمہیں ان کے ارادوں سے محفوظ رکھا) اور اللہ سے ڈرو اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ ندائیہ، اذا ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، قمتم الی الصلوۃ: فعل با فاعل وظرف لغو، یہ سب ملکر

جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ ،اغسلوا:فعل امر بافاعل ،وجوھکم: معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،ایدیکم: ذوالحال ،الی المرافق: ظرف مستقر حال ،ملکر معطوف اول ،و: عاطفہ ،ارجلکم : ذوالحال ،الی الکعبین: ظرف مستقر حال ،ملکر معطوف ثانی ،ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،امسحوا برء وسکم:فعل بافاعل وظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ،ملکر جزا ،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿وان کنتم جنبا فاطھروا﴾

و: عاطفہ ،ان :شرطیہ ،کنتم جنبا:فعل ناقص بااسم وخبر ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ ،اطھروا:فعل بافاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان کنتم مرضی او علی سفر او جاء احد منکم من الغائط او لمستم النساء فلم تجدوا ماء﴾

و: عاطفہ ،ان :شرطیہ ،کنتم:فعل ناقص بااسم ،مرضی :خبر اول ،و: عاطفہ ،علی سفر :ظرف مستقر خبر ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،او: عاطفہ ،لم تجدوا ماء :جملہ فعلیہ معطوف ثالث ،ملکر شرط۔

﴿فتیمموا صعیدا طیبا فامسحوا بوجوھکم وایدیکم منہ﴾

ف: جزائیہ ،تیمموا:فعل بافاعل ،صعیدا طیبا :مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،امسحوا:فعل بافاعل ،بوجوھکم وایدیکم :ظرف لغو اول ،منہ : ظرف لغو ثانی ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ،ملکر جواب شرط اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج﴾

ما: نافیہ ،یرید اللہ :فعل وفاعل ،لام: جار ،یجعل :فعل بافاعل ،علیکم : ظرف لغو ،من: زائد ،حرج :مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مجرور اپنے جار سے ملکر ظرف لغو ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولکن یرید لیطھرکم ولیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون﴾

و: عاطفہ ،لکن :حرف استدراک ،یرید:فعل بافاعل ،لام: جار ،یطھرکم:جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور ،ملکر معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،لام :جار ،یتم نعمتہ:فعل بافاعل ومفعول ،علی: جار ،کم :ذوالحال ،لعلکم تشکرون: جملہ اسمیہ حال ،ملکر مجرور ،جار سے ملکر ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مجرور ملکر معطوف ،ملکر ظرف لغو ،یرید فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واذکروا نعمۃ اللہ علیکم ومیثاقہ الذی واثقکم بہ اذ قلتم سمعنا واطعنا﴾

و: عاطفہ ،اذکروا:فعل بافاعل ،نعمۃ اللہ: ذوالحال ،علیکم:ظرف مستقر حال ،ملکر معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،میثاقہ :موصوف ،الذی: موصول ،واثقکم بہ : فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو ،اذ :مضاف ،قلتم :قول ،سمعنا واطعنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ومعطوف ،ملکر مقولہ ملکر مضاف الیہ اپنے مضاف سے ملکر ظرف ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ،ملکر صفت ،اپنے موصوف سے ملکر معطوف ملکر مفعول ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واتقوا اللہ ان اللہ علیم بذات الصدور﴾

و: مستانفہ ،اتقوا اللہ :فعل بافاعل ومفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ،ان اللہ :حرف مشبہ واسم ،علیم بذات الصدور :شبہ جملہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایها الذین امنوا کونوا قومین لله شهداء بالقسط﴾

یایهاالذین امنوا: جملہ ندائیہ، کونوا: فعل ناقص با اسم، قوامین لله: حرف شبہ جملہ ہو کر خبر اول، شهداء بالقسط: شبہ جملہ خبر ثانی ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ولا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا هو اقرب للتقوی﴾

و: عاطفہ، لایجرمنکم: فعل نہی ومفعول، شنان قوم: فاعل، علی: جار، ان لاتعدلوا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ، اعدلوا: فعل با فاعل ملکر جملہ مفسرہ، هو: مبتدا، اقرب للتقوی: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتقوا الله ان الله خبیر بما تعملون﴾

و: عاطفہ، اتقوا الله: جملہ فعلیہ، ان الله: حرف مشبہ واسم، خبیر بما تعملون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وعد الله الذین امنوا وعملوا الصلحت لهم مغفرة واجر عظیم﴾

وعدالله: فعل با فاعل، الذین امنوا وعملوا الصلحت: موصول صلہ ملکر مفعول اول، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، مغفرة: معطوف علیہ، واجر عظیم: بمعطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مفعول ثانی ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذین کفروا وکذبوا بایتنا اولئک اصحب الجحیم﴾

و: مستانفہ، الذین کفروا وکذبوا بایتنا: موصول صلہ ملکر مبتدا، اولئک: مبتدا ثانی، اصحب الجحیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر پھر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یایهاالذین امنوا اذکروا نعمت الله علیکم اذ هم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیهم فکف ایدیهم عنکم﴾

یایها الذین امنوا: جملہ ندائیہ، اذکروا: فعل با فاعل، نعمت: مصدر مضاف، الله: اسم جلالت فاعل مضاف الیہ، علیکم: ظرف لغو، إذا: ظرف مضاف، هم قوم: فعل وفاعل، ان یبسطوا الیکم ایدیهم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ، ف: عاطفہ، کف ایدیهم عنکم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ ملکر ظرف، اذکروا: فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقصود بالنداء، اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واتقوا الله وعلی الله فلیتوکل المؤمنون﴾

و: مستانفہ، اتقوا الله: جملہ فعلیہ مستانفہ، و: زائدہ، علی الله: ظرف لغو مقدم، ف: مستانفہ، لیتوکل المومنون: فعل امر وفاعل، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... یاایهاالذین امنوا اذکروا نعمت الله...... ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ایک منزل میں قیام فرمایا اصحاب جدا جدا درختوں کے سایہ میں آرام کرنے لگے سید عالم ﷺ نے اپنی تلوار ایک درخت میں لٹکا دی ایک اعرابی موقع پا کر آیا اور چھپ کر اس نے تلوار لی اور تلوار کھینچ کر حضور سے کہنے لگا اے محمد تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ حضور نے فرمایا: ''اللہ''، یہ فرمانا تھا کہ جبرئیل علیہ السلام نے اس کے ہاتھ سے تلوار گرا دی اور نبی پاک ﷺ نے تلوار لے کر فرمایا: ''اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا''؟ کہنے لگا کہ کوئی نہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

آیت وضو کے نزول سے پہلے فرضیت وضو کا بیان:

۱۔۔۔۔۔۔ یہاں ہم نے دو باتیں ذکر کرنی ہیں پہلی تو یہ کہ ارکان وضو کا بیان کر دیا جائے دوسری یہ کے آیتِ وضو کے نزول سے پہلے فرضیت وضو کا بیان بھی کر دیا جائے، یاد رہے کہ آیت وضو بالا جماع مدنی ہے اور وضو اور غسل مکہ مکرمہ میں نماز کے ساتھ فرض ہوا۔ چنانچہ نور الایضاح کی عبارت ہے کہ ارکان وضو چار ہیں اور یہی اسکے فرائض ہیں۔(۱)۔۔۔۔۔۔ چہرے کا دھونا اور اسکی حد لمبائی میں پیشانی پر بال جمنے کی سطح سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک ہے اور چوڑائی میں ایک کان کی لو سے لیکر دوسرے کان کی لو تک کا حصہ دھونے کے حکم میں داخل ہے،(۲)۔۔۔۔۔۔ دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا،(۳)۔۔۔۔۔۔ دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا،(۴)۔۔۔۔۔۔ چوتھائی سر کا مسح۔

(نور الایضاح مع بذریعة النجاح، ص ۲۱)

علامہ علاؤ الدین حصکفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آیت وضو اجماعاً مدنی ہے اور تمام اہل سیرت کا اس بات پر اجماع ہے کہ وضو اور غسل مکہ مکرمہ میں نماز کے ساتھ فرض ہو گئے تھے اور نبی پاک ﷺ نے بغیر وضو کے کبھی نماز نہیں پڑھی بلکہ ہم سے پہلی شریعتوں میں بھی وضو فرض تھا اس کی دلیل سید عالم نور مجسم ﷺ کا یہ فرمان مقدس نشان ہے:" **ھذا وضوئی و وضوء الانبیاء من قبلی** یہ میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء کا وضو ہے"، اور اصول فقہ میں یہ بات مقرر ہے کہ جب اللہ اور اسکا رسول بغیر کسی انکار کے کوئی بات بیان کریں اور اس کا نسخ بھی ظاہر نہ ہو تو یہ بھی ہماری شریعت ہے چنانچہ اس آیت کے نزول کا فائدہ یہ ہوا کہ جو حکم نازل ہو چکا تھا اس کو مکرر اور ثابت کیا جائے۔

(الدر المختار، کتاب الطهارة، ج ۱، ص ۱۹۸، ۱۹۹)

☆۔۔۔۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین بار (ظاہری اعتبار سے) جھوٹ بولے، جب انہیں باطل خداؤں کی دعوت دی گئی تو انہوں نے کہا **انی سقیم** اور فرمایا **فعلہ کبیر ھم ھذا** یعنی بتوں کے توڑنے کے بارے میں کہا کہ انکے بڑے نے یہ کیا ہے اور تیسرا یہ کہ انہوں نے بی بی سارہ کے بارے میں یہ کہا کہ **انھا اختی** یعنی یہ میری بہن ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک بستی میں گئے جس میں ایک جابر بادشاہ رہتا تھا اس کو بتایا گیا کہ آج رات حضرت ابراہیم علیہ السلام سب سے حسین عورت کے ساتھ اس بستی میں داخل ہوئے ہیں اس بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اپنا ہرکارہ بھیجا اور دریافت کیا کہ انکے ساتھ کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میری بہن، اس نے کہا کہ اسے میرے پاس بھیج دو، چنانچہ بی بی سارہ کو انکے ساتھ بھیج دیا گیا جاتے جاتے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی صاحبہ سے کہا کہ میری بات کی نفی نہ کرنا میں نے اس بادشاہ سے کہا ہے کہ تو میری بہن ہے اس سرزمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی مومن نہیں ہے جب بی بی سارہ اسکے پاس گئیں تو وہ آپ کی طرف اٹھا چنانچہ حدیث کے الفاظ ہیں **تَوَضَّأُ وَتُصَلِّی** یعنی بی بی سارہ نے وضو کیا اور نماز پڑھی۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند ابی هريرة، ج ۳، ص ۱۲۰)

☆۔۔۔۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص کو جریج کہتے تھے وہ نماز پڑھ رہا تھا اسکی ماں نے آکر اسکو بلایا، وہ نہیں گیا اور کہا کہ میں نماز پڑھوں یا ماں کو جواب دوں؟ ماں دوبارہ آئی اور کہا اے اللہ جریج کو اسوقت تک موت نہ دینا جب تک کہ یہ کسی فاحشہ کا منہ نہ دیکھ لے، جریج اپنے عبادت خانے میں عبادت کرتا تھا کہ ایک عورت نے کہا کہ میں جریج کو فتنہ میں ڈالوں گی، چنانچہ اس عورت نے جریج کو گناہ کی دعوت دی مگر جریج نے انکار کر دیا پھر اسنے کسی چرواہے سے زنا کروایا اور جب بچہ پیدا ہوا تو بولی کہ یہ جریج کا بچہ ہے، لوگ آئے اور عبادت خانہ توڑ دیا اور حضرت جریج کو نیچے اتار دیا اور گالیاں

دینے لگے فتوضاء و صلی یعنی وضو کیا اور نماز ادا کی پھر اس بچے کے پاس آکر بولے کہ بتا کہ تیرا باپ کون ہے؟ اس بچے نے کہا کہ فلاں چرواہا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم آپ کے لئے سونے کا عبادت خانہ بنادیں گے حضرت جریج نے کہا کہ نہیں صرف مٹی کا ہی بنادو۔

(صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب اذا هدم حائطا، ص ۴۰۱ ملخصاً)

اس حدیث مبارکہ سے بھی یہ ثابت ہوا کہ بنی اسرائیل کی شریعت میں بھی وضو تھا اس لئے کہ حضرت جریج نے وضو کر کے نماز ادا کی تھی۔

اغراض:

ای اردتم القیام: یہ جملہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ طہارت کا وجوب نماز کی مشروعیت کے بعد نازل ہوا ہے، اس بارے میں ہم نے ماقبل احادیث طیبہ اور فقہائے کرام کے جزئیات سے اس مسئلے پر کلام کیا ہے، وہیں ملاحظہ فرمالیں۔ وانتم محدثون: یعنی حدث اصغر میں مبتلا ہو، اور مفسر نے ﴿وان كنتم جنباً﴾ سے یہ قول اخذ کیا ہے اور اس میں امام بیضاوی کے پیش کردہ اشکال کا جواب ہے انہوں نے کہا کہ آیت کا ظاہر یہ ہے کہ جب بھی کوئی نماز قائم کرے تو اس پر وضو فرض ہے اگرچہ پہلے اسے حدث لاحق نہ ہو (لیکن علماء کا اجماع اس کے برعکس ہے، مظہری)۔ ای معها: معہا سے اس جانب اشارہ ملتا ہے کہ الی بمعنی مع ہے، اور مع میں الی کے مقابلے میں زیادہ سہولت پائی جاتی ہے، اور یہ قول بھی کیا گیا ہے کہ الی انتہاء کے باب سے تعلق رکھتا ہے، اور اس میں غایت داخل ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ غایت خارج ہے، المختصر۔ کما بینته السنة: یعنی سنت سے یہ ثابت ہے کہ کہنیاں ہاتھوں کے ساتھ دھوئی جاتی ہیں، اور امام مالک علیہ الرحمۃ کے نزدیک انگلیوں کا خلال ملنے اور رگڑنے کی وجہ سے واجب ہے۔

ای الصقوا المسح بها: ہوسکتا ہے کہ مفسر کے کلام میں تسامح (یعنی بھول چوک) ہو اس لئے کہ مسح کے معنی میں الصاق نہیں پایا جاتا کیونکہ الصاق صرف دو جسموں کے مابین ہوتا ہے، ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ مسح سے مراد اس کا آلہ یعنی ید ہے۔ هو: مراد مسح ہے۔ وهو مسح بعض شعره: امام اعظم علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ چوتھائی سر کا مسح واجب ہے، اور امام مالک اور احمد علیہما الرحمۃ نے پورے سر کا مسح واجب فرمایا ہے جیسا کہ تیمم میں پورے چہرے کا مسح کرنا ہوتا ہے۔ بالنصب: لفظاً، اور یہ نافع، ابن عامر، کسائی، حفص نے عاصم سے ذکر کیا ہے اور وبالجر: باقی سات قرأتوں میں ہے۔ عندمفصل: میم کی فتح اور صاد کی کسرہ کے ساتھ، اور میم کی کسرہ اور صاد کی فتح کے ساتھ بمعنی لسان ہے۔ اور پاؤں دھونے کے معاملے میں انسان پر واجب ہے کہ ایڑی کو بھی دھولے کہ حدیث میں ہے ویل للاعقاب من النار یعنی جو ایڑی دھوئی نہ گئی اس کے لئے آگ کا عذاب ہے، المختصر۔

وجوب النية فيه: کہ وضو عبادت ہے، اور ہر عبادت نیت کی محتاج ہوتی ہے، پس امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک وضو کے چھ فرائض ہیں چار تو وہی جو کہ قرآن سے ثابت ہیں اس کے علاوہ نیت اور ترتیب بھی ان کے نزدیک فرض ہیں، امام مالک علیہ الرحمۃ کے نزدیک وضو کے سات فرائض ہیں، چار وہ جو قرآن پاک سے ثابت ہیں اور اس کے علاوہ یہ ہیں، نیت، موالات اور تدلیک یعنی اعضاء باطن کو ملنا، اور امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک چار فرائض ہیں جو کہ قرآن میں مذکور ہیں اس کے سوا کوئی فرض نہیں۔ ای احدث: یعنی بیت الخلاء سے باہر آنے کو بطور کنایہ حدث سے تعبیر کیا، اس لئے کہ عادتاً قضائے حاجب بیت الخلاء میں ہوتی ہے۔ مع المرفقين: یعنی امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک مرفقین کو دھونا آیت وضو کے پیش نظر فرض ہے، اور امام مالک علیہ الرحمۃ کے نزدیک مرفقین کا مسح کرنا سنت ہے صرف کلائی دھونا فرض ہے۔ بضربتين: یعنی دو ضربیں امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک فرض ہیں اور امام مالک علیہ الرحمۃ کے نزدیک ایک قول کے مطابق فرض اور دوسرے کے مطابق سنت ہے۔ وبينت السنة: امام شافعی اور امام اعظم علیہما الرحمۃ کی جانب سے آیت وضو اور آیت تیمم کے مابین ہونے والے تعارض کا جواب ہے۔ من الوضوء والغسل والتيمم: یعنی قدرت ہوتے ہوئے مذکورہ کام واجب ہیں

جب کہ پانی یا پاک مٹی پائی جائے، اور دونوں کے ناپائے جانے کی صورت میں اس شخص سے نماز ساقط ہو جائے گی، اور امام مالک علیہ الرحمۃ کے معتمد قول کے مطابق اس پر قضاء لازم ہے اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک وہ نماز پڑھے اور اس پر قضاء لازم ہے۔
من الاحداث و الذنوب: جب انسان پاک ہو گیا تو وہ حدث اور گناہ سے خلاصی پا گیا اس لئے کہ روایت میں آیا ہے کہ غسل کرنے سے گناہ گر جاتے ہیں۔ بحقوقه: یعنی خاص اسی کے لئے جیسا کہ نماز، روزہ، حج وغیرہ۔
ای الکفار: اس جملے میں اشارہ ہے کہ یہ آیت قریش کے بارے میں نازل ہوئی جب کہ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے روکا تھا، لیکن لفظ الکفار سے تمام ہی کفار کو مراد لیا گیا ہے۔ فیتنالوا منهم: یعنی اپنے مقصد قتل اور مال لینے کے معاملے میں۔

(الصاوی، ج ٢، ص ٩٦ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۷

﴿ولقد اخذ الله میثاق بنی اسرائیل﴾ بِمَا یُذْکَرُ بَعْدُ ﴿وبعثنا﴾ فِیْهِ الْتِفَاتٌ عَنِ الْغَیْبَةِ اَقَمْنَا ﴿منهم اثنی عشر نقیبا﴾ مِنْ کُلِّ سَبْطٍ نَقِیْبٌ یَکُوْنُ کَفِیْلًا عَلٰی قَوْمِهٖ بِالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ تَوْثِقَةً عَلَیْهِمْ ﴿وقال﴾ لَهُمْ ﴿ الله انی معکم ﴾ بِالْعَوْنِ وَالنُّصْرَةِ ﴿لئن﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿اقمتم الصلوة واتیتم الزکوة وامنتم برسلی وعزرتموهم﴾ نَصَرْتُمُوْهُمْ ﴿واقرضتم الله قرضا حسنا﴾ بِالْاِنْفَاقِ فِیْ سَبِیْلِهٖ ﴿لاکفرن عنکم سیاتکم ولادخلنکم جنت تجری من تحتها الانهر فمن کفر بعد ذلک﴾ الْمِیْثَاقِ ﴿منکم فقد ضل سواء السبیل (۱۲)﴾ اَخْطَأَ طَرِیْقَ الْحَقِّ وَالسَّوَآءُ فِی الْاَصْلِ الْوَسْطُ فَنَقَضُوْا الْمِیْثَاقَ قَالَ تَعَالٰی: ﴿فبما نقضهم﴾ مَا زَائِدَةٌ ﴿ میثاقهم ل عنهم﴾ اَبْعَدْنَاهُمْ مِنْ رَّحْمَتِنَا ﴿ وجعلناقلوبهم قسیة ﴾ لَا تَلِیْنُ لِقَبُوْلِ الْاِیْمَانِ ﴿یحرفون الکلم ﴾ الَّذِیْ فِی التَّوْرٰاةِ مِنْ نَعْتِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وَغَیْرِهٖ ﴿عن مواضعه﴾ الَّتِیْ وَضَعَهُ اللّٰهُ عَلَیْهَا اَیْ یُبَدِّلُوْنَهٗ ﴿ونسوا ﴾ تَرَکُوْا ﴿حظا ﴾ نَصِیْبًا ﴿مما ذکروا ﴾ اُمِرُوْا ﴿به﴾ فِی التَّوْرٰةِ مِنِ اتِّبَاعِ مُحَمَّدٍ ﴿ولاتزال﴾ خِطَابٌ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿ تطلع ﴾ تُظْهِرُ ﴿علی خائنة﴾ اَیْ خِیَانَةٍ ﴿منهم﴾ بِنَقْضِ الْعَهْدِ وَغَیْرِهٖ ﴿الا قلیلا منهم﴾ مِمَّنْ اَسْلَمَ ﴿فاعف عنهم واصفح ان الله یحب المحسنین (۱۳)﴾ هٰذَا مَنْسُوْخٌ بِاٰیَةِ السَّیْفِ ﴿ومن الذین قالوا انا نصری ﴾ مُتَعَلِّقٌ بِقَوْلِهٖ ﴿اخذنا میثاقهم﴾ کَمَا اَخَذْنَا عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ الْیَهُوْدِ ﴿فنسوا حظا مما ذکروا به﴾ فِی الْاِنْجِیْلِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَغَیْرِهٖ وَنَقَضُوا الْمِیْثَاقَ ﴿فاغرینا﴾ اَوْقَعْنَا ﴿ بینهم العداوة والبغضاء الی یوم القیمة ﴾ بِتَفَرُّقِهِمْ وَاخْتِلَافِ اَهْوَائِهِمْ فَکُلُّ فِرْقَةٍ تُکَفِّرُ الْاُخْرٰی ﴿وسوف ینبئهم الله﴾ فِی الْاٰخِرَةِ ﴿بما کانوا یصنعون (۱۴)﴾ فَیُجَازِیْهِمْ عَلَیْهِ ﴿یا هل الکتب﴾ اَلْیَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰی ﴿قد جاء کم رسولنا﴾ مُحَمَّدٌ ﴿یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون﴾ تَکْتُمُوْنَ ﴿من الکتب ﴾ التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِیْلِ کَاٰیَةِ الرَّجْمِ وَصِفَتِهٖ ﴿ویعفوا

عن کثیرٍ﴾ مِنْ ذٰلِکَ فَلَا یُبَیِّنُهُ اِذَا لَمْ یَکُنْ فِیْهِ مَصْلَحَةٌ اِلَّا افْتِضَاحِکُمْ ﴿قدجاء کم من الله نور﴾هُوَ نُوْرُ النَّبِیُّ ﷺ ﴿وکتب﴾ قُرْاٰنٌ ﴿مبین (١٥)﴾ بَیِّنٌ ظَاهِرٌ ﴿یهدی به﴾ اَیْ بِالْکِتَابِ ﴿الله من اتبع رضوانه﴾ بِاَنْ اٰمَنَ ﴿سبل السلم﴾ طُرُقَ السَّلَامَةِ ﴿ویخرجهم من الظلمت﴾ الْکُفْرِ ﴿الی النور﴾ الْاِیْمَانِ ﴿باذنه﴾ بِاِرَادَتِهٖ ﴿ویهدیهم الی صراط مستقیم (١٦)﴾ دِیْنِ الْاِسْلَامِ ﴿لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم﴾ حَیْثُ جَعَلُوْهُ اِلٰهًا وَهُمَ الْیَعْقُوْبِیَّةُ فِرْقَةٌ مِّنَ النَّصَارٰی ﴿قل فمن یملک﴾ اَیْ یَدْفَعُ ﴿من﴾ عَذَابِ ﴿الله شیئا ان اراد ان یهلک المسیح ابن مریم وامه ومن فی الارض جمیعا﴾ اَیْ لَا اَحَدَ یَمْلِکُ ذٰلِکَ وَلَوْ کَانَ الْمَسِیْحُ اِلٰهًا لَقَدَرَ عَلَیْهِ ﴿ولله ملک السموت والارض وما بینهما یخلق ما یشاء والله علی کل شیء﴾ شَاءَهٗ ﴿قدیر (١٧) وقالت الیهود والنصری﴾ اَیْ کُلٌّ مِّنْهُمَا ﴿نحن ابنوا الله﴾ اَیْ کَاَبْنَائِهٖ فِی الْقُرْبِ وَالْمَنْزِلَةِ وَهُوَ کَاَبِیْنَا فِی الشَّفْقَةِ وَالرَّحْمَةِ ﴿واحباؤه قل﴾ لَهُمْ یَا مُحَمَّدُ ﴿فلم یعذبکم بذنوبکم﴾ اِنْ صَدَقْتُمْ فِیْ ذٰلِکَ وَلَا یُعَذِّبُ الْاَبُ وَلَدَهٗ وَلَا الْحَبِیْبُ حَبِیْبَهٗ وَقَدْ عَذَّبَکُمْ فَاَنْتُمْ کَاذِبُوْنَ ﴿بل انتم بشر ممن﴾ من جُمْلَةِ مَنْ ﴿خلق﴾ مِنَ الْبَشَرِ لَکُمْ مَا لَهُمْ وَعَلَیْکُمْ مَا عَلَیْهِمْ ﴿یغفر لمن یشاء﴾ الْمَغْفِرَةَ لَهٗ ﴿ویعذب من یشاء﴾ تَعْذِیْبَهٗ لَا اِعْتِرَاضَ عَلَیْهِ ﴿ولله ملک السموت والارض وما بینهما والیه المصیر (١٨)﴾ الْمَرْجِعُ ﴿یاهل الکتب قدجاء کم رسولنا﴾ مُحَمَّدٌ ﴿یبین لکم﴾ شَرَائِعَ الدِّیْنِ ﴿علی فترة﴾ اِنْقِطَاعٍ ﴿من الرسل﴾ اِذْ لَمْ یَکُنْ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ عِیْسٰی رَسُوْلٌ وَمُدَّةُ ذٰلِکَ خَمْسُمِائَةٍ وَّتِسْعٌ وَّسِتُّوْنَ سَنَةً لِ ﴿ان﴾ لَا ﴿تقولوا﴾ اِذَا عُذِّبْتُمْ ﴿ما جاء نا من﴾ زَائِدَةٌ ﴿بشیر ولا نذیر فقد جاء کم بشیر ونذیر﴾ فَلَا عُذْرَ لَکُمْ اِذًا ﴿والله علی کل شیء قدیر (١٩)﴾ وَمِنْهُ تَعْذِیْبُکُمْ اِنْ لَمْ تَتَّبِعُوْهُ.

﴿ترجمہ﴾

اور بے شک اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا......ا......(جسکا ذکر آگے آرہا ہے) اور ہم نے مقرر کئے (اس صیغہ میں غائب کے صیغہ سے حاضر کے صیغہ کی طرف التفات ہے اور بعثنا بمعنی اقمنا ہے یعنی ہم نے قائم کردیئے) ان میں بارہ سردار (یعنی ہر قبیلے کا ایک ایسا سردار ہوتا جو اپنی قوم کا وعدہ پورا کرنے پر کفیل ہوتا ان کو تاکید کرنے کے لئے) اور فرمایا (ان سے) اللہ نے بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں (مدد و نصرت کے ساتھ) ضرور اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) تم نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم (یعنی مدد) کرو اور اللہ کو قرض حسن دو (اس کی راہ میں خرچ کرکے) بے شک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا اور ضرور تمہیں

باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں۔ ......٢ ، پھر جو تم میں سے کفر کرے اس کے بعد (یعنی اس عہد کے بعد) وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا (یعنی راہِ حق سے بھٹک گیا سَواء کے لغوی معنی وسط کے ہیں جب انہوں نے عہد توڑ دیا تو اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) تو ان کے توڑنے کی وجہ سے (فبما میں ما زائدہ ہے) عہد کے، ہم نے ان پر لعنت کی (یعنی ہم نے انہیں اپنی رحمت سے دور کردیا) اور ان کے دل سخت کردیے ......٣ (جو قبولِ ایمان کے لیے نرم نہیں ہوں گے) بدلتے ہیں اللہ کی باتوں کو ......٤ (جو توریت میں نبی پاک ﷺ کے اوصاف وغیرہ کے متعلق ہیں) ان کے ٹھکانوں سے (یعنی جس مقام پر اللہ ﷻ نے انہیں رکھا وہاں سے انہیں بدل دیتے ہیں) اور بھلا بیٹھے (یعنی انہوں نے چھوڑ دیا ہے) بڑا حصہ (حظا بمعنی نصیبا ہے) ان نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں (یعنی تورات میں انہیں جن باتوں کے بجالانے کا حکم دیا گیا نبی پاک ﷺ کی اتباع کے بارے میں انہوں نے وہ چھوڑ دیں) اور آپ ہمیشہ رہیں گے (یہاں خطاب نبی پاک ﷺ سے ہے) آگاہ (یعنی واقف) خیانت پر (خائنۃ بمعنی خیانۃ ہے) ان کی (عہد وغیرہ توڑنے کی) سوا تھوڑوں کے (جو اسلام لے آئے) تو انہیں معاف کردو اور درگزر کرو بے شک احسان والے اللہ کو محبوب ہیں (یہ حکم آیتِ جہاد سے منسوخ ہے) اور وہ جنہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم نصاریٰ ہیں (جار مجرور مابعد فعل کے متعلق ہے) ہم نے ان سے عہد لیا (جیسا کہ بنی اسرائیل میں سے یہود سے لیا تھا) تو وہ بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں (انجیل میں ایمان وغیرہ کے متعلق، اور انہوں نے عہد توڑ دیے) تو ہم نے ڈال دیا (واقع کردیا) ان کے مابین بیر اور بغض قیامت تک (ان کے مختلف گروہوں میں بٹنے اور خواہشات کے اختلاف کی وجہ سے، کہ ان میں سے ہر گروہ دوسرے کی تکفیر کرتا ہے) اور عنقریب اللہ انہیں بتادیگا (آخرت میں) جو کچھ کرتے تھے (پس وہ انہیں اس پر بدلہ دے گا) اے اہلِ کتاب (یعنی اے یہود و نصاریٰ!) بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول (یعنی حضرت محمد ﷺ) تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے چھپا ڈالی تھیں (تخفون بمعنی تکتمون ہے) کتاب میں (یعنی توریت اور انجیل میں مثلاً آیتِ رجم اور نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے اوصافِ حمیدہ) اور بہت سی معاف فرماتے ہیں (ان میں سے جس کے ظاہر کرنے میں سوائے تمہاری فضیحت کے کچھ نفع نظر نہیں آتا) بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا ......٥ (اس نور سے مراد نبی پاک ﷺ ہیں) اور کتاب (یعنی قرآنِ کریم) روشن (جو بالکل ظاہر ہے) اللہ ہدایت دیتا ہے اس (کتاب) سے اُسے جو اللہ کی مرضی پر چلا (اس طرح کہ وہ ایمان لے آیا) سلامتی کے ساتھ (سبل السلم بمعنی طریق السلامۃ ہے) اور انہیں اندھیروں (یعنی کفر) سے روشنی (یعنی ایمان) کی طرف لے جاتا ہے اپنے حکم سے (یعنی اپنے ارادے سے) اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے (یعنی دینِ اسلام کی) بے شک کافر ہوئے وہ جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی ہے (اور وہ نصاریٰ کا فرقہ یعقوبیہ ہے جنہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو الٰہ بنا لیا تھا) تم فرمادو کہ کون قدرت رکھتا ہے (دور کرنے کی) اللہ کے (عذاب) سے کچھ ......٦ ، اگر وہ چاہے کہ مسیح بن مریم اور اس کی ماں اور تمام زمین والوں کو ہلاک کردے (یعنی کوئی ایک بھی اسکا اختیار نہیں رکھتا، ہاں اگر حضرت مسیح علیہ السلام معبود ہوتے تو یقیناً اس پر قادر ہوتے) اور اللہ ہی کیلیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی، جو چاہے پیدا کرتا ہے اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے اور یہودی اور نصرانی (یعنی دونوں) بولے ہم اللہ کے بیٹے ہیں (یعنی ہم قرب اور منزلت میں اس کے حضور بیٹے کی طرح ہیں اور اللہ ہم پر شفقت اور رحمت فرمانے میں باپ کی طرح ہے) اور اس کے پیارے ہیں، تم فرمادو (ان سے اے محمد ﷺ!) پھر تمہیں کیوں تمہارے گناہوں پر عذاب فرماتا ہے (اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو حالانکہ باپ اپنی اولاد کو عذاب نہیں دیتا اور نہ ہی کوئی محب اپنے محبوب کو، اور تمہاری حالت یہ ہے کہ اس نے تمہیں عذاب میں مبتلا کیا ہے، پس تم اپنے دعوے میں جھوٹے ہو) بلکہ تم آدمی ہو (منجملہ) اس کی مخلوق سے (تمہارے لیے وہی نفع ہے جو ان کے لیے ہے اور

وہی نقصان ہے جو ان کے لیے ہے) جسے (بخشنا) چاہے بخشتا ہے اور سزا دیتا ہے جسے چاہے (سزا دینا، اس پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا) اور اللہ ہی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی اور اسی کی طرف پھرنا (المصیر بمعنی المرجع ہے) اے کتاب والو! بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول (حضرت محمد ﷺ) تشریف لائے کہ تم پر (احکام شرعی) ظاہر فرماتے ہیں کہ بعد اس کے رسولوں کا آنا مدتوں بند (یعنی منقطع) رہا تھا......ہے......(اس لئے کہ حضور ﷺ اور حضرت عیسی علیہ السلام کے درمیان کوئی رسول نہیں ہے اور اس زمانے کی مدت پانچ سو انہتر سال ہے) کہ کبھی (یہاں ان کے بعد لا نافیہ محذوف ہے، نہ) کہو (جب وہ تمہیں عذاب دے) نہیں آیا ہمارے پاس (مــن زائدہ ہے) کوئی خوشخبری اور ڈر سنانے والا، یہ خوشخبری اور ڈر سنانے والے تمہارے پاس تشریف لائے ہیں (تو اب تمہارے پاس کوئی عذر نہ رہا) اور اللہ کو سب قدرت ہے (یعنی اگر تم اس پیغمبر ﷺ کا کہنا نہ مانو تو وہ تمہیں عذاب دینے پر قادر ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿ولقد أخذ الله ميثاق بني إسرائيل وبعثنا منهم اثنى عشر نقيبا﴾

و: مستانفہ، لام: تاکید، قد: تحقیقیہ، اخــذ اللّٰہ: فعل بافاعل، میثاق بنی اسرائیل: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قسم محذوف اقسم کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: عاطفہ، بعثنا: فعل بافاعل، منھم: ظرف مستقر حال مقدم، اثنی عشر: ممیّز، نقیبا: تمیز، ملکر ذوالحال ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقال الله انی معکم﴾

و: عاطفہ، قال اللّٰہ قول، انی معکم: جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿لئن اقمتم الصلوة واتيتم الزكوة وامنتم برسلي وعزرتموهم واقرضتم الله قرضا حسنا﴾

لام: تاکیدیہ بجواب قسم، ان: شرطیہ، اقـمتم الصلوة: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واتیتم الزکوة: جملہ فعلیہ معطوف اول، وامنتم برسلی: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، وعزرتموھم: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، واقرضتم قرضا حسنا: جملہ فعلیہ معطوف رابع، ملکر شرط۔

﴿لاكفرن عنكم سياتكم ولادخلنكم جنت تجري من تحتها الانهر﴾

لام: تاکیدیہ، اکـفـرن عـنـکـم سیاتکم: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر اقسم قسم محذوف کیلئے جواب قسم، قائم مقام جواب شرط اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر اقسم قسم محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، ادخلنکم: فعل بافاعل ومفعول، جـنـت: موصوف، تـجـری مـن تـحـتـهـا الانهر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر اقسم قسم محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہو کر ماقبل لاکفرن پر معطوف۔

﴿فمن كفر بعد ذلك منكم فقد ضل سواء السبيل﴾

ف: مستانفہ، من :شرطیہ مبتدا، کفر : فعل ہو ضمیر مستتر ذوالحال، منکم :ظرف مستقر حال ،ملکر فاعل، بعد ذلک : ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، قد :تحقیقیہ، ضل سواء السبیل : فعل با فاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزاء، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فبما نقضهم میثاقهم لعنهم و جعلنا قلوبهم قسیة﴾

ف: مستانفہ، ب: جار، ما: زائدہ، نقض : مصدر مضاف، هم : ضمیر مضاف الیہ فاعل، میثاقهم : مفعول، ملکر شبہ جملہ ہو کر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو مقدم، لعنهم : فعل با فاعل ومفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،و: عاطفہ، جعلنا : فعل با فاعل ،قلوبهم: مفعول اول ،قسیة :مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل لعنهم پر معطوف۔

﴿یحرفون الکلم عن مواضعه ونسوا حظا مما ذکروا به﴾

یحرفون الکلم عن مواضعه : فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،و: عاطفہ، نسوا: فعل با فاعل ،حظا: موصوف، مما ذکروا به: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل یحرفون پر معطوف۔

﴿ولاتزال تطلع علی خائنة منهم الا قلیلا منهم﴾

و: عاطفہ، لاتزال: فعل ناقص انت ضمیر مستتر اسم ،تطلع: فعل با فاعل ،علی : جار، خائنة :موصوف، من : جار ،هم: ضمیر مستثنی منہ ،الا: حرف استثناء، قلیلا: موصوف، منهم: ظرف مستقر صفت، ملکر مستثنی اپنے مستثنی منہ سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر صفت، اپنے موصوف سے ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ فعلیہ

﴿فاعف عنهم واصفح ان الله یحب المحسنین﴾

ف: فصیحیہ ،اعف عنهم: فعل امر با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ ،و اصفح: فعل با فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف ملکر شرط محذوف اذا عرفت هذا کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ان الله: حرف مشبہ واسم ،یحب المحسنین : جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن الذین قالوا انا نصری اخذنا میثاقهم فنسوا حظا مما ذکروا به﴾

و: مستانفہ، من : جار، الذین : موصول، قالوا انا نصری: جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر صلہ، ملکر مجرور اپنے جار سے ملکر ظرف لغو مقدم، اخذنا میثاقهم: فعل با فاعل ومفعول یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ،ف: عاطفہ، نسوا: فعل با فاعل، حظا: موصوف، مما ذکروا به :ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہو کر ماقبل اخذنا پر معطوف۔

﴿فاغرینا بینهم العداوة والبغضاء الی یوم القیمة وسوف ینبئهم الله بما کانوا یصنعون﴾

ف: عاطفہ، اغرینا بینهم: فعل با فاعل وظرف، العداوة والبغضاء: معطوف علیہ معطوف، ملکر ذوالحال، الی یوم القیمة: ظرف

مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل اخذنا پر معطوف، و: عاطفہ، سوف حرف استقبال، ینبئھم اللہ: فعل ومفعول وفاعل، بما کانوا یصنعون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یاھل الکتب قد جاء کم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتب ویعفوا عن کثیر﴾

یاھل الکتب: جملہ ندائیہ، قد تحقیقیہ، جاء کم: فعل ومفعول، رسولنا: ذوالحال، یبین لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، کثیرا: موصوف، من: جار، ما: موصولہ، کنتم: فعل ناقص بااسم، تخفون: فعل بافاعل، من الکتاب: ظرف مستقر، ہ ضمیر کیلئے حال، ذوالحال حال ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر صفت، ملکر مفعول یبین فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، ویعفوا عن کثیر: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر حال ملکر فاعل جاء فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء اپنی نداء سے ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿قد جاء کم من اللہ نور وکتب مبین یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلم﴾

قد: تحقیقیہ، جاء کم: فعل ومفعول، من اللہ: ظرف مستقر حال، نور: معطوف علیہ، و: عاطفہ، کتب: موصوف، مبین: صفت اول، یھدی بہ اللہ: فعل وظرف لغو وفاعل، من اتبع رضوانہ: موصول صلہ ملکر مفعول اول، سبل السلم: مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت ثانی، ملکر معطوف، اپنے معطوف علیہ سے ملکر ذوالحال، حال سے ملکر فاعل یہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ویخرجھم من الظلمت الی النور باذنہ ویھدیھم الی صراط مستقیم﴾

و: عاطفہ، یخرج: فعل ھو ضمیر مستتر ذوالحال، باذنہ: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ھم: ضمیر مفعول، من الظلمت: ظرف لغو اول، الی النور: ظرف لغو ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل یھدی پر معطوف، و: عاطفہ، یھدیھم: فعل بافاعل ومفعول، الی صراط مستقیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل یھدی پر معطوف۔

﴿لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم﴾

لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، کفر: فعل، الذین: موصول، قالو: قول، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، ھو: مبتدا، المسیح: موصوف، ابن مریم: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر صلہ، ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل فمن یملک من اللہ شیئا﴾

قل: فعل بافاعل ملکر قول، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف قل تبکیتا واظھار لبطلان قولھم، من: استفھامیہ مبتدا، یملک: فعل بافاعل، من اللہ: ظرف مستقر حال مقدم، شیئا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، ملکر مقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم وامہ ومن فی الارض جمیعا وللہ ملک السموت والارض وما بینھما﴾

ان : شرطیہ، اراد: فعل ھو ضمیر مستتر ذوالحال، و: حالیہ، للہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ملک: مضاف، السموت: معطوف علیہ، والارض: معطوف اول، وما بینھما: معطوف ملکر مضاف الیہ ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر فاعل، ان: مصدریہ، یھلک: فعل بافاعل، المسیح ابن مریم: معطوف علیہ، وامہ: معطوف اول، ومن فی الارض جمیعا: معطوف ثانی ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف فمن یملک من اللہ شیئا کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یخلق ما یشاء واللہ علی کل شیء قدیر﴾

یخلق: فعل بافاعل، مایشاء: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: مستانفہ، اللہ: مبتدا، علی کل شیء قدیر: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وقالت الیھود والنصری نحن ابنؤا اللہ واحباؤہ﴾

و: مستانفہ، قالت: فعل، الیھود والنصری: فاعل، ملکر قول، نحن: مبتدا، ابناء اللہ: معطوف علیہ، واحباوہ: معطوف ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿قل فلم یعذبکم بذنوبکم﴾

قل: قول، ف: فصیحیہ، لام: جار، ما: استفہامیہ مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، یعذبکم بذنوبکم: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر محذوف اذا کنتم کما تزعمون کیلئے جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿بل انتم بشر ممن خلق یغفر لمن یشاء﴾

بل: حرف اضراب وعطف، انتم: مبتدا، بشر: موصوف، ممن خلق: ظرف مستقر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، یغفر: فعل بافاعل، لام: جار، من یشاء: موصول صلہ ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و: عاطفہ، یعذب: فعل بافاعل، من یشاء: موصول صلہ ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل یغفر پر معطوف۔

﴿ویعذب من یشاء وللہ ملک السموت والارض وما بینھما والیہ المصیر﴾

و: مستانفہ، للہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ملک: مضاف، السموت: معطوف علیہ، والارض: معطوف اول، وما بینھما: معطوف ثانی، ملکر مضاف الیہ، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ، الیہ: ظرف مستقر خبر مقدم المصیر: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یاھل الکتب قدجاء کم رسولنا یبین لکم علی فترۃ من الرسل ان تقولوا ماجاء نا من بشیر ولا نذیر﴾

یاھل الکتاب: جملہ ندائیہ،قد:تحقیقیہ،جاء کم: فعل ومفعول ،رسولنا: ذوالحال،یبین:فعل ھو ضمیر مستقر ذوالحال،علی : جار ،فترۃ: موصوف،من الرسل: ظرف مستقر صفت،ملکر مجرور،ملکرظرف مستقر حال،اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل،لکم :ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال،ملکر فاعل،ان :مصدریہ، تقولوا: قول،ماجاء نا: فعل نفی ومفعول،من : زائد،بشیر و لانذیر :معطوف علیہ، معطوف ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ،ملکر بتاویل مصدر کراھۃ مصدر کیلئے مضاف الیہ ملکر مرکب اضافی ہوکر مفعول لہ،جاء :فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿فقد جاء کم بشیر ونذیر واللہ علی کل شیء قدیر﴾

ف: فصیحیہ،قد :تحقیقیہ،جاء کم : فعل ومفعول،بشیر و نذیر :معطوف علیہ،معطوف ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف اذااعتذرتم بذلک کی جزا،ملکر جملہ شرطیہ،و مستانفہ،اللہ علی کل شیء قدیر :جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......فاعف عنھم واصفح......☆یعنی جو کچھ ان سے پہلے سرزد ہو گیا ان پر گرفت نہ کرو،بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت اس قوم کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے عہد کیا پھر توڑا پھر اللہ ﷻ نے اپنے نبی ﷺ کو اس پر مطلع فرمایا اور یہ آیت نازل کی اس صورت میں معنی یہ ہیں کہ ان کی اس عہد شکنی سے درگزر کیجئے جب تک کہ وہ جنگ سے باز رہیں اور جزیہ ادا کرنے سے منع نہ کریں۔

☆......وقالت الیھود والنصری نحن ......☆سید عالم ﷺ کے پاس اہل کتاب آئے اور انہوں نے دین کے معاملے میں آپ ﷺ سے گفتگو شروع کی آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور اللہ کی نافرمانی کرنے سے اس کے عذاب کا خوف دلایا تو وہ کہنے لگے، اے محمد ﷺ آپ ہمیں کیا ڈراتے ہیں ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

بنی اسرائیل سے عھد :

١......علامہ جریر طبری فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ کے حکم کے مطابق حضرت موسی علیہ السلام نے بارہ نقیبوں کا انتخاب کرکے جبابرہ کی سرزمین شام میں بھیجا، تاکہ وہ اس قوم کے احوال کی تفتیش کرکے حضرت موسی علیہ السلام کو مطلع کردیں اور اللہ ﷻ حضرت موسی علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو اسکا وارث بنادے اور اس طرح یہ سرزمین آباد ہوجائے یہ اسوقت کا واقعہ ہے جب اللہ ﷻ نے حضرت موسی علیہ السلام اور انکی قوم کو فرعون سے نجات دی تھی ،اور فرعونیوں کو سرزمین مصر سے نکالا تھا اس وقت اللہ ﷻ کے حکم سے حضرت موسی علیہ السلام نے بارہ نقیبوں کو بھیجا تاکہ یہ نقباء جبابرہ قوم کی جاسوسی کرکے آئیں اور حضرت موسی علیہ السلام کو تمام احوال سے مطلع کریں۔راستے میں انکو ایک شخص جسکا نام عاج (عوج بن عنق) تھا۔یہ شخص اسقدر لمبا اور جسیم تھا کہ اس نے ان تمام نقیبوں کو پکڑ کر اپنے نیفے میں اڑس لیا،انکے سر پر لکڑیوں کا گٹھا تھا وہ ان سب کو لے کر اپنی بیوی کے پاس گیا اور کہا کہ یہ اپنے خیال میں ہم سے لڑنے آئے تھے اور انہیں نیفے سے نکال

کر پھینک دیا۔ اور اپنی بیوی سے مشورہ کیا کہ کیا ان سب کو اپنے قدموں تلے روند ڈالوں؟ بیوی نے مشورہ دیا کہ انہیں چھوڑ دو تا کہ یہ واپس جا کر اپنی قوم کو ہماری قوت اور طاقت کا حال بیان کریں۔ واپسی پر ان لوگوں نے یہ عہد کیا کہ سوائے حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کے کسی سے اس بارے میں نہیں کہیں گے لیکن سوائے دو اشخاص یوشع بن نون اور قالب بن یوقنا کے سب نے عہد شکنی کی۔ بنی اسرائیل کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے ان سے جنگ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا ﴿فاذہب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون آپ اور آپکا رب جا کر لڑیں ہم یہاں بیٹھنے والے ہیں﴾۔ (ماخوذ از جامع البیان، ج ٦، ص ٢٠٢،٢٠٣)

اطاعت گزاری پر دخول جنت کا وعدہ :

۲......قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ﴿ولادخلنکم جنات تجری من تحتھا الانھار﴾ امام خازن فرماتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ میں ایصال ثواب کی طرف اشارہ ہے اور آیت مبارکہ کا معنی یہ ہے کہ اگر تم فرض نماز اور زکوٰۃ ادا کرو اور میرے رسول پر ایمان لاؤ یعنی تمام رسول پر، اور ایمان بالرسالت کا ذکر آخر میں اس لئے کیا کہ یہود نماز اور زکوٰۃ کا تو اہتمام کر لیتے مگر ایمان بالرسالت کے معاملے میں بعض رسولوں پر ایمان لاتے اور بعض کا انکار کر دیتے اللہ عزوجل نے ان سے فرمایا کہ تمہارا دعویٰ اس وقت تک صحیح نہیں ہو سکتا اور نہ ہی تم اپنے مقصود تک پہنچ سکتے ہو جب تک تمام رسولوں پر ایمان نہ لے آؤ۔ اور اللہ عزوجل کا فرمان ﴿وعزرتموھم﴾ بمعنی ونصرتموھم ہے۔ اور لغت میں التعزیر کے معنی ہیں الردع یعنی محافظ چنانچہ وعزرتموھم کا معنی ونصرتموھم ہوا مطلب یہ کہ تم اپنے دشمنوں کو ان (انبیاء) سے دور کرو۔ (الخازن، ج ٢، ص ٢٣)

دلوں کی سختی :

۳......اللہ عزوجل نے انکے دلوں کو سخت اور خشک کر دیا یعنی ایسے دل کہ جس میں نرمی نہ ہو کیونکہ قسوۃ، لین اور رقۃ کے مخالف ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ انکے دل ایمان کے لئے خالص نہیں ہیں بلکہ انکا ایمان کفر اور نفاق کا مرکب ہے (المرجع السابق)

کلام کو بدلنا:

۴......یہود کی عقلیں اس قدر پستی کا شکار ہو چکی تھیں کہ اللہ عزوجل کی آیات میں ہیر پھیر کرنے لگے اور کتاب میں ایسی تاویلیں کرنے لگے جو آیات کے نزول کا مقصد ہی نہ تھیں اور آیات کو اسکے غیر محل میں بیان کرنے لگے اور وہ بات کرنے لگے جو نہ کہی گئی تھی۔ (ابن کثیر، ج ٢، ص ٤٤)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نور ہیں:

۵......قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ﴿قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین﴾ اس آیت مبارکہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا ثابت ہوتا ہے، لہذا سب سے پہلے ہم اپنے مؤقف کی تائید میں مفسرین کی آرا پیش کرتے ہیں پھر احادیث مبارکہ سے اس مسئلے کو مزید آگے بڑھائیں گے ساتھ ہی ساتھ چند اختلاف رکھنے والوں کی کتب کے حوالا جات بھی پیش کریں گے جس سے ہمارے مؤقف کی تائید اور ان کی تردید بخوبی ہو جائے گی۔

(ا)......علامہ ابوالبرکات نسفی اس آیت میں نور سے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ مراد لیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جس طرح

حضور ﷺ کو سراج کہا گیا ہے اس طرح وہ نور بھی ہیں کیونکہ انکے ذریعے ہدایت دی جاتی ہے اصل عبارت یہ ہے او النور محمد ﷺ لانہ یھتدی بہ، کماسمی سراجا. (المدارک، ج ۱، ص ٤٣٦)

(۲)......علامہ خازن فرماتے ہیں آیت مبارکہ میں نور سے مراد محمد ﷺ کی ذات مبارکہ ہے اللہ ﷻ نے انہیں نور فرمایا اسلئے کہ انکے ذریعے ہدایت دی جاتی ہے جس طرح اندھیرے میں روشنی کے ذریعے راہ دکھائی جاتی ہے، اصل عبارت یہ ہے یعنی محمد ﷺ انما سماہ اللہ نورا لانہ یھتدی بہ کمایھتدی بالنور فی الظلام. (الخازن، ج ۲، ص ۲٤)

(۳)......نور سے مراد رسول یعنی محمد ﷺ ہیں۔ (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص ۱۱۹)

(٤)......نور، ھو محمد ﷺ (مفردات القرآن، الجزء٦ الی الجزء ۱۰، ص ۱۱۰)

(٥)......علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ نور اور کتاب دونوں سے قرآن مراد ہے یہ ضعیف قول ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ عطف تغایر کو چاہتا ہے اور سیدنا محمد ﷺ اور اسلام اور قرآن پر نور کا اطلاق بالکل ظاہر ہے۔ (تفسیر کبیر، ج ۳، ص ۳۸٤)

دیوبندی مکتبِ فکر کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نشر الطیب فی ذکر سید الحبیب میں فرماتے ہیں

پہلی فصل نورِ محمدی کے بیان میں

☆......پہلی روایت عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ ﷻ نے کون سی چیز پیدا کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا یا جابر ان اللہ تعالی خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ یعنی اے جابر! اللہ ﷻ نے سب سے پہلے اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اسکا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی، نہ قلم تھا، اور نہ بہشت تھی، اور نہ دوزخ تھا، اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا، نہ زمین تھی، اور نہ سورج تھا، اور نہ چاند تھا، اور نہ جن تھا، اور نہ انسان تھا، پھر اللہ ﷻ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے اور ایک حصے سے قلم اور دوسرے حصے سے لوح اور تیسرے حصے سے عرش، آگے طویل حدیث ہے۔ فائدہ اس حدیث سے نورِ محمدی کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نورِ محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔

(نشر الطیب، ص ٦،٧)

"قل فمن یملک من اللہ" کے معنی:

٦......یعنی ملامت اور انکے فاسد قول کے بطلان کا اظہار کرتے ہوئے کہہ دو۔ اور من استفہامیہ انکاری توبیخ کے لئے ہے جس کی طرف مفسر علیہ الرحمۃ نے اشارہ فرمایا ہے۔ (الجمل، ج ۲، ص ۱۹۹)

من اللہ میں دو احتمالات ہیں ان میں سے اظہر یہ ہے کہ یہ ماقبل فعل کی طرف متعلق ہے اور دوسرا احتمال جسے ابو البقاء نے ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ شیأ سے حال ہے۔ (الجمل، ج ۲، ص ۲۰۰)

پیر کرم شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہاں عیسائیوں کے باطل عقیدے یعنی عقیدہ تثلیث کی بیخ کنی بھی کی جارہی ہے کہ عیسائیوں کا خود ساختہ عقیدہ کہ باپ بھی خدا ہے، بیٹا بھی خدا ہے اور روح القدس بھی خدا ہے بایں ہمہ وہ تین خدا نہیں بلکہ ایک خدا ہے

۔یہ معمہ نہ سمجھنے کا نہ سمجھانے کا اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا ہونے کے عقیدہ کا بطلان بھی مقصود ہے کہ خدا تو وہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انکی والدہ بلکہ سب مخلوق کو آن واحد میں چاہے تو موت کی نیند سلا دے۔ (ماخوذ از ضیاء القرآن، ج ۱، ص ٤٥٥)

"فترۃ من الرسل" کے معنی:

ف..... سختی کے بعد نرم ہو جانا، تیزی کے بعد ہلکا اور ڈھیلا پڑ جانا، چستی کے بعد سست پڑ جانا، قرآن مجید میں ہے ﴿یسبحون اللیل والنھار لا یفترون﴾ یعنی فرشتے صبح شام تسبیح کرتے ہیں اور تھکتے نہیں۔اسی سے فتر الی شئی ہے یعنی کسی چیز سے مطمئن ہو جانا، سکون محسوس کرنا حدیث شریف میں ہے من فتر الی سنتی فقد نجاہ یعنی جس نے میری سنت سے سکون واطمنان پایا اس نے نجات پائی۔ (القاموس الوحید، ج ۲، ص ۱۲۰۱)

فترۃ من الرسل کے معنی دو رسولوں کے مابین مدت ہے اور اس مدت کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے چنانچہ حضرت سلمان سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین چھ سو سال کا فاصلہ ہے۔اور حضرت قتادہ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سید عالم نور مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین ایک قول کے مطابق چھ سو سال اور ایک قول کے مطابق پانچ سو ساٹھ سال۔اور ابن سائب نے پانچ سو چالیس سال ذکر کیے ہیں۔اور ضحاک کے مطابق چار سو تیس اور اسکے اوپر چند سالوں کا فاصلہ ہے۔

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ ایک طویل مدت کے گزر جانے کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا فائدہ یہ ہوا کہ طویل مدت گزر جانے کی وجہ سے سابقہ شریعتوں میں کافی تغیر و تبدل ہو چکا تھا اور اس سبب سے حق و باطل، جھوٹ و سچ باہم خلط ملط ہو چکا تھا اور لوگوں کا یہ کہنا کہ جب ہم اپنے رب کو پہچانتے نہیں تو عبادت کیسے کریں؟ ایسے وقت میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر اللہ عزوجل نے تمام قسم کے عذر کو ختم کر دیا کہ تمہارا یہ کہنا کہ کوئی ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا نہ آیا تو اب ڈرانے اور خوشخبری دینے والا آ گیا اور وہ ذات سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ (ماخوذ از خازن، ج ۲، ص ۲٦)

اغراض:

بما یذکر بعد: سے مراد ﴿انی معکم لئن اقمتم الصلوۃ﴾ ہے۔من کل سبط نقیب: بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ فرزندوں کی تعداد کے مطابق تھے، بنی اسرائیل کے اسباط، عرب کے قبائل کی مثل ہیں۔توثقۃ علیھم: سے مراد تاکیدا علیھم ہے۔حیث جعلوہ: یعنی حضرت مسیح علیہ السلام۔بالوفاء بالعھد: یعنی سرزمین شام میں داخل ہونے اور جبابرہ قوم سے لڑنے کا دیا جانے والا حکم مراد ہے۔وقال لھم: یعنی اللہ عزوجل نے ان بارہ نقباء یا بنی اسرائیل سے فرمایا۔ممن اسلم: جیسا کہ ابن سلام اور اس کے ساتھی۔نصرتموھم: یعنی ان کے دشمنوں کے ہاتھوں کو ان سے دور کرو، اور اس کی اصل الذب ہے اور اسی سے التعزیر بھی ہے اور مراد فساد وغیرہ کے عوارض سے روکنا ہے۔بالعون و النصر: یعنی جملہ یہ رب العالمین کی عظمت اور جلال سے بطور کنایہ مستعمل ہے۔بالانفاق فی سبیلہ: بطور مجاز انفاق کو اللہ کی رضا کے لیے فی سبیل اللہ سے تشبیہ دی، اس لئے کہ جب مستحق کو اللہ کی رضا جوئی کے لئے مال دیا جائے تو گویا ایسا ہے کہ جیسے اللہ کو قرض حسن دیا۔اخطاء طریق الحق: مراد وہ طریقہ ہے جو دین میں مشروع ہے، الحقصر۔

فنقضوا المیثاق: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے رسولوں کی تکذیب، حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کو قتل کرنے، کتاب اللہ

کو پس پشت ڈال دینے اور فرائض کو ضائع کرتے ہوئے انہوں نے عہد شکنی کی۔ تـر کـوا: اس جملے میں اشارہ ہے کہ یہاں نسیان مراد ہے جو قرآن مجید میں دو معنوں میں واقع ہوا ہے۔ وهـذا: یعنی عہد شکنی کرنے والوں سے درگزر کرنے کا حکم آیت سیف ﴿قـاتـلـوا الـذيـن لا يؤمنون بالله ولا باليوم الاخر﴾ سے منسوخ ہے۔ وهـم يعقوبيه: ماقبل کئی مقامات پر تینوں فرقوں کا ذکر کیا گیا ہے وہیں ملاحظہ فرمائیں۔ اوقـعـنـا: بیضاوی کی عبارت ہے کہ مـن غـرى بـالـشـى عیہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی کسی چیز کے ساتھ چسپاں ہو جائے اور اس کو لازم ہو۔ لا اعتراض عليه: یعنی اللہ ﷻ اپنے اختیار میں فعال اور قادر ہے۔

بتفرقهم: یعنی تین طرح کے احتمالات ہیں، ایک یہ کہ بینهم کی ضمیر خاص نصاریٰ کی جانب راجح ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ نصاریٰ اور یہود دونوں مراد ہیں کہ یہ دو حصوں میں بٹ گئے یعنی یہود و نصاریٰ میں دشمنی اور عداوت بھر گئی، ایک قول یہ ہے کہ اولا تین فرقے ہوئے نسطوریہ، ملکانیہ اور یعقوبیہ۔ طرق السلامة: خازن کی عبارت میں سبل السلام ہے، عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس سے دین اسلام کا ارادہ فرمایا ہے اس لئے کہ دین اسلام ہی اللہ کا دین ہے اور یہی دین سلام ہے اور اس دین کا راستہ وہ ہے جو بندوں کے لئے مشروع کیا اور جس راستے پر رسل مبعوث ہوئے اور بندوں کو اس راستے پر چلنے کا حکم دیا۔

کـابـنـائـه الخ: یہاں اس جانب اشارہ ہے کہ نبوت سے مراد محبت ہے نہ کہ حقیقی نبوت مراد ہو یا یہ مراد ہے کہ خاص (رحمت اور شفقت کے ہونے میں) اللہ کے بیٹے مراد ہیں، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ ابـنـاء الدنيا و ابناء الآخرة ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس عبارت میں کچھ مضمر یعنی ابہام ہے تقدیر عبارت اس طرح ہے کہ ابـنـاء انبياء الله، اور اس کی نظیر ﴿ان الـذيـن يبايعونـك انما يبايعون الله﴾ فرمان مبارک میں ہے۔

(الجمل، ج ۲، ص ۱۹۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۸

﴿و﴾ اذكـر ﴿اذ قـال مـوسـى لـقـومـه يقوم اذكروا نعمة الله عليكم اذ جعل فيكم﴾ اَیْ مِنْكُمْ ﴿ انبياء وجـعـلـكـم مـلـوكـا﴾ اَصْـحَـابَ خِـدَمٍ وَحَشَـمٍ ﴿واتكم ما لم يؤت احدا من العلمين (۲۰)﴾ مِـنَ الْمَنِّ وَالسَّـلْـوٰى وَفَـلْـقِ الْـبَـحْـرِ وَغَيْـرِ ذٰلِكَ ﴿يـقـوم ادخلوا الارض المقدسة﴾ الْمُطَهَّرَةَ ﴿التى كتب الله لـكـم﴾ اَمَـرَكُـمْ بِـدُخُـوْلِـهَـا وَهِـىَ الشَّامُ ﴿ ولاترتدوا على ادباركم﴾ تَنْهَزِمُوْا خَوْفَ الْعَدُوِّ ﴿فتنقلبوا خسرين (۲۱)﴾ فِـىْ سَعْيِكُمْ ﴿قالوا يموسى ان فيها قوما جبارين﴾ مِنْ بَقَايَا عَادٍ طِوَالًا ذَوِىْ قُوَّةٍ ﴿وانا لن نـدخـلـهـا حـتـى يخرجوا منها فان يخرجوا منها فانا داخلون (۲۲)﴾ لَهَـا ﴿قال﴾ لَهُمْ ﴿رجلن من الذين يـخـافـون﴾ مُخَـالِـفَـةَ اَمْـرِ الـلّٰـهِ وَهُـمَـا يُوْشَعُ وَكَالِبُ مِنَ النُّقَبَاءِ الَّذِيْنَ بَعَثَهُمْ مُوْسٰى فِىْ كَشْفِ اَحْوَالِ الْـجَـبَـابِـرَةِ ﴿انـعـم الـلـه عليهما﴾ بِالْعِصْمَةِ فَكَتَمَا مَا اطَّلَعَا عَلَيْهِ مِنْ حَالِهِمْ اِلَّا عَنْ مُوْسٰى بِخِلَافِ بَقِيَّةِ النُّقَبَاءِ فَاَفْشَوْهُ فَجَبُنُوْا ﴿ادخلوا عليهم الباب﴾ بَابَ الْقَرْيَةِ وَلَا تَخْشَوْهُمْ فَاِنَّهُمْ اَجْسَادٌ بِلَا قُلُوْبٍ ﴿فاذا دخـلـتـمـوه فـانـكـم غـلـبـون﴾ قَالَا ذٰلِكَ تَيَقُّنًا بِنَصْرِ اللّٰهِ وَاِنْجَازِ وَعْدِهٖ ﴿ وعلى الله فتوكلوا ان كنتم

مؤمنین (۲۳)قالوا یموسی انا لن ندخلها ابدا ما داموا فیها فاذهب انت وربک فقاتلا﴾ هُمْ ﴿انا ههنا قاعدون (۲۴)﴾عَنِ الْقِتَالِ ﴿قال﴾ مُوْسٰی حِیْنَئِذٍ ﴿ رب انی لااملک الا نفسی و﴾اِلَّا ﴿اخی﴾ وَلَا اَمْلِکُ غَیْرَهُمَا فَاُجْبِرُهُمْ عَلَی الطَّاعَةِ ﴿فافرق﴾ فَافْصِلْ ﴿ بیننا وبین القوم الفاسقین(۲۵)قال﴾ تَعَالٰی لَهٗ ﴿فانها﴾ اَیِ الْاَرْضُ الْمُقَدَّسَةُ ﴿محرمة علیهم﴾ اَنْ یَّدْخُلُوْهَا ﴿ اربعین سنة یتیهون﴾ یَتَحَیَّرُوْنَ ﴿ فی الارض﴾ وَهِیَ تِسْعَةُ فَرَاسِخَ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فلا تاس﴾ تَحْزَن﴿علی القوم الفسقین (۲۶)﴾رُوِیَ اَنَّهُمْ کَانُوْا یَسِیْرُوْنَ اللَّیْلَ جَادِّیْنَ فَاِذَا اَصْبَحُوْا اِذَا هُمْ فِی الْمَوْضَعِ الَّذِیْ اِبْتَدَأُوْا مِنْهُ وَیَسِیْرُوْنَ النَّهَارَ کَذٰلِکَ حَتّٰی اِنْقَرَضُوْا کُلُّهُمْ اِلَّا مَنْ لَمْ یَبْلُغِ الْعِشْرِیْنِ ، قِیْلَ وَکَانُوْا سِتَّمائَةِ اَلْفٍ وَمَاتَ هٰرُوْنُ وَمُوْسٰی عَلَیْهِمَا السَّلَامُ فِی التِّیْهِ وَکَانَ رَحْمَةً لَهُمَا وَعَذَابًا بِالْاُولٰئِکَ وَسَالَ مُوْسٰی رَبَّهٗ عِنْدَ مَوْتِهٖ اَنْ یُدْنِیَهٗ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمِیَةً بِحَجَرٍ فَاَدْنَاهُ کَمَا فِی الْحَدِیْثِ وَنُبِّیءَ یُوْشَعُ بَعْدَ الْاَرْبَعِیْنَ وَاُمِرَ بِقِتَالِ الْجَبَّارِیْنَ فَسَارَ بِمَنْ بَقِیَ مَعَهٗ وَقَاتَلَهُمْ وَکَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ وَوَقَفَتْ لَهُ الشَّمْسُ سَاعَةً حَتّٰی فَرَغَ عَنْ قِتَالِهِمْ ، وَرَوٰی اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِهٖ حَدِیْثَ "اَنَّ الشَّمْسَ لَمْ تُحْبَسْ عَلٰی بَشَرٍ اِلَّا لِیُوْشَعَ لَیَالِیْ سَارَ اِلَی الْبَیْتِ الْمُقَدَّسِ "

﴿ترجمہ﴾

اور (یاد کیجئے) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو کہ تم میں سے کیے (فیکم بمعنی منکم ہے) پیغمبر......١......اور تمہیں بادشاہ کیا......٢......(نوکر چاکر والا) اور تمہیں وہ دیا جو آج سارے جہاں میں کسی کو نہ دیا (یعنی من وسلویٰ اور دریا کا پھٹنا وغیرہ) اے قوم! اس مقدس......٣......(پاک) زمین میں داخل ہو جو اللہ نے تمہارے لئے لکھی ہے (یعنی جس میں داخل ہونے کا تمہیں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے حکم دیا ہے اور اس سے مراد سرزمینِ شام ہے) اور پیچھے نہ پلٹو (یعنی دشمن کے خوف سے شکست خوردہ مت ہو جاؤ) کہ نقصان پر پلٹو گے (اپنی اس سعی وکوشش میں) بولے اے موسیٰ! اس میں تو بڑے زبردست لوگ ہیں (یعنی قوم عاد کے باقی ماندہ قدآور اور قوی لوگ) اور ہم اس میں ہرگز داخل نہ ہونگے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں، ہاں وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم وہاں جائیں بولے (ان میں سے) دو مرد کہ ڈرنے والوں میں سے تھے (حکمِ خداوندی کی خلاف ورزی کرنے سے اور وہ دونوں حضرت یوشع بن نون عَلَیْہِ السَّلَام اور حضرت کالب تھے جنہیں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے نقیب بنا کر جابرہ کی تفتیشِ حال کے لیے بھیجا تھا) اللہ نے انہیں نوازا (دولتِ عصمت دے کر، انہوں نے معائنہ کے حالات سوائے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے سب سے چھپائے بخلاف دوسرے سرداروں کے کہ انہوں نے راز افشاء کر دیئے جس کی وجہ سے بنی اسرائیل بزدل پڑ گئے) کہ زبردستی ان پر داخل ہو دروازے میں (بستی کے، اور ان سے خوف نہ کرو کہ وہ بغیر دل کے خالی جسم ہیں) اگر تم دروازے میں داخل ہو گئے تو تمہارا ہی غلبہ ہے (ان دونوں نے یہ بات مددِ الٰہی پر یقین اور اس کے وعدہ پر بھروسہ کرتے ہوئے کہی تھی) اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر تمہیں ایمان ہے۔ بولے اے موسیٰ! ہم تو وہاں کبھی نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں ہیں، تو آپ جایئے اور آپ کا رب، تم دونوں لڑو (ان سے) ہم یہاں بیٹھے

ہیں (قتال سے باز رہتے ہوئے) عرض کی (موسیٰ علیہ السلام نے اس وقت) اے رب! مجھے اختیار نہیں مگر اپنا اور (مگر) اپنے بھائی کا (ان دونوں کے علاوہ کسی پر بس نہیں کہ انہیں اطاعت پر مجبور کروں) تو تو جدا رکھ (فافرق بمعنی فافصل ہے) ہم کو اور ان بے حکموں سے فرمایا (اللہ عزوجل نے ان سے) وہ زمین (یعنی ارضِ مقدسہ) ان پر حرام ہے (اس میں داخل ہونا ان پر حرام ہے) چالیس برس تک بھٹکتے پھریں......ہے...... (حیرانی کے عالم میں رہیں) زمین میں (جو حضرت ابن عباس کے قول کے مطابق صرف نو فرسخ تھی) تو تم افسوس (یعنی غم) نہ کھاؤ ان بے حکموں کا (مروی ہے کہ وہ رات بھر بڑی کوشش کر کے چلتے رہتے لیکن جب صبح ہوتی تو خود کو وہیں پاتے جہاں سے آغازِ سفر کیا ہوتا اور اسی طرح دن بھر چلتے رہتے یہاں تک کہ سب کے سب مر گئے سوائے ان کے جو بیس سال کی عمر سے کم تھے اور ایک قول کے مطابق ان کی تعداد چھ لاکھ تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات مقام تیہ میں ہوئی جو ان دونوں کیلئے اللہ کی رحمت تھی لیکن بنی اسرائیل کیلئے اللہ کا عذاب تھا البتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات سے قبل اپنے رب سے دعا فرمائی کہ مجھے ارضِ مقدسہ سے اتنا قریب فرما دے جتنا فاصلہ نشانہ بازی میں پھینکے ہوئے پتھر کا ہوتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکی دعا قبول فرمائی پھر چالیس سال بعد حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نبی بنائے گئے اور جبارین پر چڑھائی کا حکم ہوا تو باقی ماندہ لوگ انکی معیت میں چلے اور جبارین سے قتال کیا، وہ جمعہ کا دن تھا اور ایک ساعت سورج غروب ہونے سے روک دیا گیا یہاں تک کہ وہ قتال سے فارغ ہو گئے اور امام احمد نے اپنی مسند میں حدیث روایت کی ہے کہ سورج کسی بشر کے لئے نہیں روکا گیا سوائے حضرت یوشع بن نون کے، جس میں آپ علیہ السلام کے لئے سورج اس رات میں روک دیا گیا جس رات آپ علیہ السلام بیت المقدس کی طرف چلے تھے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واذ قال موسی لقومه یقوم اذکروا نعمة الله علیکم اذ جعل فیکم انبیاء﴾

و: مستانفہ، اذ: مضاف، قال موسی لقومه: جملہ فعلیہ قول، یقوم: جملہ ندائیہ، اذکروا: فعل با فاعل، نعمة: مصدر مضاف، الله: اسم جلالت مضاف الیہ فاعل، علیکم: ظرف لغو، اذ: مضاف، جعل فیکم انبیاء: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، مصدر اپنے متعلقات سے ملکر جملہ ہو کر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ ہو کر مقولہ، ملکر مضاف الیہ اپنے مضاف سے ملکر ظرف فعل محذوف اذکروا کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وجعلکم ملوکا واتکم ما لم یؤت احدا من العلمین﴾

و: عاطفہ، جعلکم ملوکا: فعل با فاعل ومفعول اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل جعل فیکم پر معطوف، و: عاطفہ، اتکم: فعل با فاعل ومفعول، ما: موصولہ، لم یوت احد: جملہ صلہ، ملکر ذوالحال، من العلمین: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہو کر ماقبل جعل فیکم پر معطوف۔

﴿یقوم ادخلوا الارض المقدسة التی کتب الله لکم﴾

یقوم: جملہ ندائیہ، ادخلوا: فعل امر با فاعل، الارض: موصوف، المقدسة: صفت اول، التی کتب الله لکم: موصول صلہ ملکر صفت ثانی، ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ ہو کر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ولا ترتدوا علی ادبارکم فتنقلبوا خسرین﴾

و: عاطفہ، لا: ناہیہ، ترتدوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، علی ادبارکم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، ف: عاطفہ، تنقلبوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، خسرین: حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف جملہ فعلیہ معطوفہ۔

﴿قالوا یموسی ان فیها قوما جبارین وانا لن ندخلها حتی یخرجوا منها﴾

قالو: قول، یموسی: جملہ ندائیہ، ان: حرف مشبہ، فیها: ظرف مستقر خبر مقدم، قوما جبارین: مرکب توصیفی اسم موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، انا: حرف مشبہ واسم، لن ندخلها: فعل نفی با فاعل ومفعول، حتی یخرجوا منها: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف ملکر مقصود بالنداء، اپنی نداء سے ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿فان یخرجوا منها فانا داخلون﴾

ف: مستانفہ، ان: شرطیہ، یخرجوا منها: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، انا داخلون: جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال رجلن من الذین یخافون انعم الله علیهما ادخلوا علیهم الباب﴾

قال: فعل، رجلان: موصوف، من الذین یخافون: ظرف مستقر صفت اول، انعم الله وعلیهما: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، ادخلوا علیهم الباب: جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاذا دخلتموه فانکم غلبون وعلی الله فتوکلوا ان کنتم مؤمنین﴾

ف: مستانفہ، اذا: ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، دخلتموه: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، انکم غلبون: جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ، و: مستانفہ، علی الله: ظرف لغو مقدم، ف: سببیہ، توکلوا: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ امر محذوف تنبهوا کیلئے جواب امر، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ان: شرطیہ، کنتم مومنین: جملہ فعلیہ جزا محذوف فتوکلوا کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قالوا یموسی انا لن ندخلها ابدا ما داموا فیها﴾

قالوا: قول، یموسی: جملہ ندائیہ، انا: حرف مشبہ واسم، ان ندخلها: فعل نفی با فاعل ومفعول، ابدا: مبدل منہ، ما: مصدریہ ظرفیہ، داموا فیها: فعل ناقص واسم ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ، ما ظرفیہ سے ملکر بدل، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿فاذهب انت وربک فقاتلا انا ههنا قاعدون﴾

ف: فصیحیہ، اذهب: فعل امر وانت ضمیر مستتر مؤکد، انت: تاکید، ملکر معطوف علیہ، و ربک: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، فقاتلا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط محذوف اذا کان الامر کذلک کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، انا: حرف مشبہ واسم

،ھا : حرف تنبیہ ،ھنا ظرف مقدم، قاعدون :اسم فاعل وفاعل ،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿قال رب انی لا املک الا نفسی واخی﴾

قال: قول ،رب : جملہ ندائیہ ،انی :حرف مشبہ واسم ،لااملک: فعل نفی بافاعل ،الا :حرف حصر ،نفسی واخی: معطوف علیہ، معطوف ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء ،ملکر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فافرق بیننا وبین القوم الفاسقین﴾

ف: مستانفہ ،افرق: فعل بمعنی احکم بافاعل ،بیننا :معطوف علیہ ،وبین القوم الفسقین :معطوف ملکر ظرف ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال فانھا محرمۃ علیھم اربعین سنۃ یتیھون فی الارض﴾

قال: قول ،ف :زائدہ ،انھا :حرف مشبہ واسم ،محرمۃ :اسم فاعل بافاعل ،علی: جار ،ھم: ضمیر ذوالحال ،اربعین سنۃ: ممیز تمیز ،ملکر ظرف مقدم ،یتیھون: فعل بافاعل ،فی الارض: ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال ملکر مجرور ،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو ،ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلا تاس علی القوم الفسقین﴾

ف: فصیحیہ ،لاتاس: فعل نہی بافاعل ،علی القوم الفسقین: ظرف لغو ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف اذا عرفت ھذا کی جزا ،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

حضرات انبیائے کرام اللہ ﷻ کی نعمت ہیں:

۱......اس آیت مبارکہ میں حضرات انبیائے کرام کو اللہ ﷻ نے اپنی نعمت قرار دیا ہے اور نعمت کا ذکر کرنا اور اسکی یاد کرنا یہ نعمت میں اضافے کا سبب تو بن سکتا ہے کمی کا نہیں ،مفسرین کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے تمہیں حضرات انبیائے کرام کے ذریعے ہدایت اور شرف عطا فرمایا اور جتنے نبی اللہ نے بنی اسرائیل میں بھیجے اتنے نبی کسی امت میں نہ بھیجے۔ (البیضاوی، ج ۱، ص ٤٢٩)

اللہ ﷻ نے بنی اسرائیل کو بادشاہی عطا فرمائی:

۲......زید بن اسلم سے مرفوع روایت ہے کہ والملک من کان لہ بیت و خادم یعنی جس کے پاس گھر اور خادم ہو وہ ملک (بادشاہ) ہے۔ابن ابی حاتم نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ شہنشاہ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بنی اسرائیل میں جس کے پاس سواری، خادم اور عورت ہوتی اسے ملک کہا جاتا اور ابن جریر نے حسن سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ ملک وہی ہے جس کے پاس خادم، سواری اور گھر ہو۔ (روح المعانی، الجزء السادس، ص ۳۷۷)

ارض مقدسہ :

سے.....فرمایا کہ ارض مقدسہ میں داخل ہو جاؤ مقدسہ بمعنی مطہرہ ہے لانہا طہرت من الشرک کیونکہ یہ سرزمین شرک سے پاک ہے۔اور اسی طرح یہ سرزمین حضرات انبیاء کرام اور مومنین کا مسکن بھی ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ مبارک سرزمین ہے۔کلبی نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جبل لبنان پر چڑھے ان سے کہا گیا انظر فما ادرک بصرک فھو مقدس و ھو میراث لذریتک یعنی دیکھئے! جہاں تک آپکی نظر جائے گی وہ جگہ مقدس ہے اور آپ کی اولاد کی میراث ہے۔وہ سرزمین طور اور اسکے ارد گرد کی تھی۔ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ مقام اریحاء فلسطین اور بعض کے نزدیک اردن کا علاقہ تھا۔ایک قول کے مطابق دمشق اور دوسرے قول کے مطابق شام کا پورا علاقہ مراد تھا۔ (الحمل،ج ٢،ص ٢٠٣)

بنی اسرائیل کا چالیس سال تک بھٹکتے پھرنا:

یع......حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل چالیس سال تک بھٹکتے رہے،اسی وادی تیہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ،حضرت ہارون علیہ السلام اور ہر اس شخص نے وفات پائی جسکی عمر چالیس سال سے متجاوز تھی۔چالیس سال گزرنے کے بعد اسکی باگ دوڑ حضرت یوشع بن نون کے ہاتھ میں آگئی انہوں نے بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر بیت المقدس فتح کیا جمعہ کا دن تھا فتح کا ارادہ کیا لیکن سورج ڈوبنے لگا انہیں اندیشہ ہوا کہ اگر ہفتہ کا دن آگیا تو رکنا پڑے گا چنانچہ انہوں نے سورج کو ندا دی کہ میں بھی اللہ کے حکم کا پابند ہوں اور تو بھی،آپ کے ارشاد فرمانے کی وجہ سے وہ سورج ٹھہر گیا حتی کہ آپ نے بیت المقدس فتح کر لیا،وہاں آپکو جس قدر مال غنیمت ملا اتنا کبھی نہ دیکھا تھا آپ نے حکم خداوندی کے مطابق اسے آگ میں جلانا چاہا مگر آگ نے نہ جلایا تو آپ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ کیا تم میں کوئی خائن ہے جس نے مال میں سے کچھ چرایا ہے؟ پھر آپ نے تمام قبیلوں کے سرداروں کو اپنے پاس بلایا جو تعداد میں بارہ تھے اور ان سے بیعت لی ان میں سے ایک سردار کا ہاتھ آپکے ہاتھ سے چپک گیا آپ نے اس سے فرمایا کہ خیانت کا مال تیرے پاس ہے جاؤ اور لیکر آؤ۔اس نے گائے کا سونے سے بنا ہوا سر پیش کیا جسکی آنکھیں یاقوت کی تھیں اور دانت موتیوں کے،آپ نے اس کو دوسرے مال کے ساتھ ملا دیا اور اب کی بار آگ نے سارا مال جلا ڈالا۔ (ابن کثیر،ج ٢،ص ٥٣)

اغراض:

اصحاب خدم :حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بنی اسرائیل میں جس کے پاس خادم ،عورت اور چوپایہ ہوتا اسے بادشاہ کہتے"۔ من المن والسلوی :یہ دونوں نعمتیں مقام تیہ میں نازل ہوئیں۔امر کم بدخولھا :کرخی کی عبارت ہے کہ لوح محفوظ میں تمہارے لئے یہ سرزمین (یعنی ارض مقدسہ) امن والی لکھی گئی ہے اگر تم فرمانبرداری کرو تو یہ اس قول کے منافی نہ ہوگی کہ یہ سرزمین تمہارے لئے چالیس سال تک حرام کر دی گئی ہے،اس لئے کہ وعدہ طاعت کی شرط کے ساتھ مقید ہے،پس جب شرط ہی نہ پائی گئی تو مشروط بھی نہ پایا جائے گا۔

فافشوہ :یعنی جبارین کی خبر پھیلاؤ۔قال رجلان :ان کے بارے میں دو صفات بیان کی گئی ہیں،اول صفت فرمان باری تعالیٰ ﴿من الذین یخافون ﴾ اور دوسری صفت فرمان باری تعالیٰ ﴿ وانعم اللہ علیھما ﴾۔وھما یوشع :نون کے بیٹے،یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد نبی ہوئے۔

وکالب :یوقنا کے صاحبزادے،لام کی فتح اور کسرہ کے ساتھ۔بلا قلوب :یعنی ان میں قوت نہیں ہے۔قالا ذلک :یعنی دونوں

(یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا) بیشک تم ہی غالب رہو گے۔ بقية النقباء: ان کی تعداد بارہ تھی۔ تیقناً: اس لئے کہ دونوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صداقت اور اللہ عزوجل کی مدد پر مکمل طور پر یقین رکھتے تھے۔ وانجاز وعده: اللہ نے وعدہ پورا کردیا جو کہ اس فرمان میں مذکور ہے ﴿وقال الله انی معکم﴾۔

فأجبرهم: یعنی میں (مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں) انہیں غیر کی طاعت پر مجبور نہیں کر سکتا، اس عبارت میں غیر کے معنی کی رعایت ہے۔ وهی تسعة فراسخ: عرض کے اعتبار سے نو فرسخ ہیں جب کہ طول کے لحاظ سے تیس فرسخ ہیں۔ ومات هارون و موسى في التيه: حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات ظاہری کے ایک سال بعد وفات پا گئے۔ (الجمل، ج۲، ص۲۰۲ وغیرہ)

المطهرة: ارض مقدسہ کو مطہرہ کہا گیا اس لئے کہ جہاں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام آرام فرما ہوں وہ جگہیں پاک ہوا کرتی ہیں، وہ جگہیں ان کی وجہ سے قابل تکریم و تطہیر ہو جاتی ہیں، پس ظرف، ظروف کے ساتھ پاک ہوا کرتا ہے، اگر تو (معترض) یہ کہے کہ اس بستی میں قوم جبارین تھی جو کہ پاک نہ تھی، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ خیر شر پر غالب ہوا کرتا ہے، نور ظلمت پر غالب ہوا کرتا ہے۔ ما داموا فيها: یعنی اس سرزمین میں مدت اقامت پزیر ہیں۔ لا املك غيرهما: اگر تو (معترض) یہ کہے کہ یوشع اور کالب بھی طاعت گزار تھے، میں (علامہ صاوی) یہ جواب دوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان پر (کوئی خاص) اعتماد نہ تھا۔

(الصاوی، ج۲، ص۱۰۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۹

﴿واتل﴾ يا مُحَمَّدُ ﴿عليهم﴾ عَلٰى قَوْمِكَ ﴿نبا﴾ خَبَرَ ﴿ابنى ادم﴾ هَابِيْلَ وَقَابِيْلَ ﴿بالحق﴾ مُتَعَلِّقٌ بِـاُتْلُ ﴿اذ قربا قربانا﴾ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ كَبْشٌ لِهَابِيْلَ وَزَرْعٌ لِقَابِيْلَ ﴿فتقبل من احدهما﴾ وَهُوَ هَابِيْلُ بِاَنْ نَزَلَتْ نَارٌ مِنَ السَّمَاءِ فَاَكَلَتْ قُرْبَانَهُ ﴿ولم يتقبل من الاخر﴾ وَهُوَ قَابِيْلُ فَغَضِبَ وَاَضْمَرَ الْحَسَدَ فِيْ نَفْسِهِ اِلٰى اَنْ حَجَّ اٰدَمُ علیہ السلام ﴿قال﴾ لَهُ ﴿لاقتلنك﴾ قَالَ: لِمَ؟ قَالَ: لِتُقُبِّلَ قُرْبَانُكَ دُوْنِيْ ﴿قال انما يتقبل الله من المتقين (۲۷) لئن﴾ لَامُ قَسَمٍ ﴿بسطت﴾ مَدَدْتَ ﴿الى يدك لتقتلنى ما انا بباسط يدى اليك لاقتلك انى اخاف الله رب العلمين (۲۸)﴾ فِيْ قَتْلِكَ ﴿انى اريد ان تبوا﴾ تَرْجِعَ ﴿باثمى﴾ بِاِثْمِ قَتْلِيْ ﴿واثمك﴾ الَّذِيْ اِرْتَكَبْتَهُ مِنْ قَبْلُ ﴿فتكون من اصحب النار﴾ وَلَا اُرِيْدُ اَنْ اَبُوْءَ بِاِثْمِكَ اِذَا قَتَلْتُكَ فَاَكُوْنَ مِنْهُمْ، قَالَ تَعَالٰى ﴿وذلك جزء وا الظلمين (۲۹) فطوعت﴾ زَيَّنَتْ ﴿له نفسه قتل اخيه فقتله فاصبح﴾ فَصَارَ ﴿من الخسرين (۳۰)﴾ بِقَتْلِهِ وَلَمْ يَدْرِ مَا يَصْنَعُ بِهِ لِاَنَّهُ اَوَّلُ مَيِّتٍ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ فَحَمَلَهُ عَلٰى ظَهْرِهِ ﴿فبعث الله غرابا يبحث فى الارض﴾ يُنَبِّشُ التُّرَابَ بِمِنْقَارِهِ وَرِجْلَيْهِ وَيُثِيْرُ عَلٰى غُرَابٍ اٰخَرَ مَيِّتٍ مَعَهُ حَتّٰى وَارَاهُ ﴿ليريه كيف يوارى﴾ يَسْتُرُ ﴿سوءة﴾ جِيْفَةَ ﴿اخيه قال يويلتى اعجزت﴾ عَنْ ﴿ان اكون مثل هذا الغراب فاوارى سوءة اخى فاصبح من الندمين (۳۱)﴾ عَلٰى

حَمَلَهٗ وَحَفَرَ لَهٗ وَوَارَاهُ ﴿من اجل ذلک﴾ اَلَّذِیْ فَعَلَهٗ قَابِیْلُ ﴿کتبنا علی بنی اسرائیل انه﴾ اَیِ الشَّانُ ﴿من قتل نفسا بغیر نفس﴾ قَتَلَهَا ﴿او﴾ بِغَیْرِ ﴿فساد﴾ اَتَاهُ ﴿فی الارض﴾ مِنْ کُفْرٍ اَوْ زِنًا اَوْ قَطْعِ طَرِیْقٍ اَوْنَحْوِهٖ ﴿فکانما قتل الناس جمیعا ومن احیاها﴾ بِاَنْ اِمْتَنَعَ مِنْ قَتْلِهَا ﴿فکانما احیا الناس جمیعا﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ حَیْثُ اِنْتِهَاکِ حُرْمَتِهَا وَصَوْنِهَا ﴿ولقد جاء تهم﴾ اَیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ ﴿رسلنا بالبینت﴾ اَلْمُعْجِزَاتِ ﴿ثم ان کثیرا منهم بعد ذلک فی الارض لمسرفون (۳۲)﴾ مُجَاوِزُوْنَ الْحَدَّ بِالْکُفْرِ وَالْقَتْلِ وَغَیْرِ ذٰلِکَ وَنَزَلَ فِی الْعُرَنِیِّیْنَ لَمَّا قَدِمُوْا الْمَدِیْنَةَ وَهُمْ مَرْضٰی فَاَذِنَ لَهُمُ النَّبِیُّ ﷺ اَنْ یَّخْرُجُوْا اِلَی الْاِبِلِ وَیَشْرَبُوْا مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا فَلَمَّا صَحُّوْا قَتَلُوْا الرَّاعِیَ النَّبِیِّ ﷺ وَاسْتَاقُوْا الْاِبِلَ ﴿انما جزء وا الذین یحاربون الله ورسوله﴾ بِمُحَارَبَةِ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿ویسعون فی الارض فسادا﴾ بِقَطْعِ الطَّرِیْقِ ﴿ان یقتلوا او یصلبوا اوتقطع ایدیهم وارجلهم من خلاف﴾ اَیْ اَیْدِیْهِمُ الْیُمْنٰی وَاَرْجُلِهِمُ الْیُسْرٰی ﴿او ینفوا من الارض﴾ اَوْ لِتَرْتِیْبِ الْاَحْوَالِ فَالْقَتْلُ لِمَنْ قَتَلَ فَقَطْ وَالصَّلْبُ لِمَنْ قَتَلَ وَاَخَذَ الْمَالَ وَالْقَطْعُ لِمَنْ اَخَذَ الْمَالَ وَلَمْ یَقْتُلْ وَالنَّفْیُ لِمَنْ اَخَافَ فَقَطْ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَلَیْهِ الشَّافِعِیُّ وَاَصَحُّ قَوْلَیْهِ اَنَّ الصَّلْبَ ثَلَاثًا بَعْدَ الْقَتْلِ وَقِیْلَ قَبْلَهٗ قَلِیْلًا وَیُلْحَقُ بِالنَّفْیِ مَا اَشْبَهَهٗ فِی التَّنْکِیْلِ مِنَ الْحَبْسِ وَغَیْرِهٖ ﴿ذلک﴾ الْجَزَاءُ الْمَذْکُوْرُ ﴿لهم خزی﴾ ذُلٌّ ﴿فی الدنیا ولهم فی الاخرة عذاب عظیم (۳۳)﴾ هُوَ عَذَابُ النَّارِ ﴿الا الذین تابوا﴾ مِنَ الْمُحَارِبِیْنَ وَالْقُطَّاعِ ﴿من قبل ان تقدروا علیهم فاعلموا ان الله غفور﴾ لَهُمْ مَا اَتَوْهُ ﴿رحیم (۳۴)﴾ بِهِمْ عَبَّرَ بِذٰلِکَ دُوْنَ فَلَا تَحُدُّوْهُمْ لِیُفِیْدَ اَنَّهٗ لَا یَسْقُطُ عَنْهُ بِتَوْبَتِهٖ اِلَّا حُدُوْدُ اللّٰهِ دُوْنَ حُقُوْقِ الْاٰدَمِیِّیْنَ کَذَا ظَهَرَ لِیْ وَلَمْ اَرَ مَنْ تَعَرَّضَ لَهٗ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ فَاِذَا قَتَلَ وَاَخَذَ الْمَالَ یُقْتَلُ وَیُقْطَعُ وَلَا یُصْلَبُ وَهُوَ اَصَحُّ قَوْلَیِ الشَّافِعِیِّ وَلَا تُفِیْدُ تَوْبَتُهٗ بَعْدَ الْقُدْرَةِ عَلَیْهِ شَیْئًا وَهُوَ اَصَحُّ قَوْلَیْهِ اَیْضًا

﴿ترجمہ﴾

اور پڑھ کرسناؤ (اے محمد ﷺ!) انہیں (یعنی اپنی قوم کو) آدم کے دو بیٹوں کی خبر......! (یعنی ہابیل اور قابیل کی خبر) سچی (بالحق، اتل کے متعلق ہے) جب دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی (اللہ ﷻ کی بارگاہ میں ہابیل کی طرف سے مینڈھا اور قابیل کی طرف سے اناج تھا) تو ایک کی قبول ہوئی (یعنی ہابیل کی، اس طرح کہ آسمان سے آگ اتری اور اس کی قربانی کھا گئی) اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی (یعنی قابیل کی تو وہ غصہ میں آ گیا اور اپنے دل میں حسد چھپا لیا یہاں تک کہ حضرت آدم علیہ السلام حج پر تشریف لے گئے تو) بولا (ہابیل سے) قسم ہے میں تجھے قتل کروں گا (حضرت ہابیل نے اس سے دریافت کیا کہ کیوں تو وہ بولا اس لئے کہ تیری قربانی قبول ہوئی اور

میری نہ ہوئی) کہا اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے بے شک اگر (لئن میں لام قسمیہ ہے) تو بڑھائے گا (بسطت بمعنی مددت ہے) مجھ پر اپنا ہاتھ کہ مجھے قتل کرے تو میں اپنا ہاتھ تجھ پر نہ بڑھاؤں گا کہ تجھے قتل کروں میں ڈرتا ہوں (تیرے قتل کے معاملے میں) اللہ سے جو مالک ہے سارے جہانوں کا میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تیرے ہی پلہ پڑے (تبوأ بمعنی ترجع ہے) میرا گناہ (یعنی مجھے قتل کرنے کا گناہ) اور تیرا گناہ (جن کا ارتکاب اس سے پہلے تو کر چکا ہے) تو تو دوزخی ہو جائے (اور میں نہیں چاہتا کہ تجھے قتل کر کے تیرا گناہ بھی اپنے سر لے لوں اور دوزخیوں میں سے ہو جاؤں، پس اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) اور بے انصافوں کی یہی سزا ہے پس چاؤ دلایا (طوّعت بمعنی ازیّنت ہے یعنی مزین کر دیا) اس کے نفس نے اسے بھائی کے قتل کا تو اسے قتل کر دیا تو رہ گیا (اصبح بمعنی صار ہے) نقصان میں (اسے قتل کر کے اور نہ جان پایا کہ اب مقتول کا کیا کرے کیونکہ یہ زمین پر بنی آدم کا سب سے پہلا مرنے والا شخص تھا، لہٰذا وہ لاش اپنی کمر پر اٹھائے پھرتا رہا) اللہ نے ایک کوّا بھیجا زمین کریدتا (یعنی وہ کوّا اپنی چونچ اور پاؤں سے مٹی کرید کرید کر اپنے ساتھی مردہ کوّے پر ڈالتا رہا یہاں تک کہ اس کی لاش چھپا دی) کہ اسے دکھائے کیونکر چھپائے (یواری بمعنی یستر ہے) لاش (سوءة بمعنی جیــــفة ہے) اپنے بھائی کی، بولا ہائے خرابی میں عاجز رہا اس (سے) کہ اس کوّے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ میں اپنے بھائی کی لاش چھپاتا تو پچھتاتا رہ گیا (لاش کے اٹھائے پھرنے پر، اور پھر اس نے ایک گڑھا کھود کر لاش کو چھپا دیا) اس سبب سے (اس غصہ کے سبب جو قابیل نے کیا) ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ (انہ میں ھو ضمیر شان ہے) جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا (بغیر) فساد کئے (اس فعل کا مرتکب ہوا) زمین میں (یعنی کفر، زنا یا ڈاکہ زنی وغیرہ کی) تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو جلایا (اس طرح کہ اس کے قتل سے رکا رہا) اس نے گویا سب کو جلا لیا......۲ (حضرت سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ حکم نفس کی حرمت کی پامالی اور حدود کی حفاظت کے اعتبار سے ہے) اور بے شک ان (یعنی بنی اسرائیل) کے پاس آئے ہمارے رسول روشن دلیلوں (یعنی معجزات) کے ساتھ پھر بے شک ان میں بہت اس کے بعد زمین میں زیادتی کرنے والے ہیں (یعنی کفر، قتل اور دیگر گناہوں کا ارتکاب کر کے حد سے تجاوز کرنے والے ہیں) یہ آیتِ مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب قبیلہ عرینہ کے لوگ مدینہ پاک آئے اور بیمار ہو گئے تو سرورِ کائنات، فخرِ موجودات ﷺ نے انہیں اجازت دی کہ بستی سے باہر اونٹوں کے پاس چلے جائیں اور ان کا دودھ اور پیشاب پئیں، چنانچہ جب وہ تندرست ہو گئے تو نبی محترم ﷺ کے چرواہوں کو قتل کر کے اونٹوں کو ساتھ ہانک لے گئے) وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں......۳ (مسلمانوں سے نبرد آزما ہو کر) اور زمین میں فساد کرتے پھرتے (ہیں ڈاکے ڈال کر) انکا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کیے جائیں یا سولی دیئے جائیں اور انکے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں (یعنی دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں) یا زمین سے دور کر دیئے جائیں (اس میں لفظ "او" ترتیبِ احوال کے لیے ہے، چنانچہ صرف قتل کرنے والے کو قتل کیا جائے اور سولی اسے دی جائے جو قتل کے ساتھ مال بھی لوٹے اور ہاتھ پاؤں اس کے کاٹے جائیں جو مال لوٹے لیکن قتل نہ کرے اور جلاوطن اسے کیا جائے جو محض ڈرائے دھمکائے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہی رائے ہے اور یہی مذہب امام شافعی کا بھی ہے اور ان کے دو اقوال میں سے اصح قول یہ ہے کہ قتل کرنے کے بعد تین دن تک سولی پر رہنا دیا جائے اور ایک قول کے مطابق قتل سے پہلے کچھ دیر سولی پر رہنے دیا جائے اور جلاوطنی میں ہی قید و بند جیسی سزاؤں کو بھی شامل کر لیا گیا ہے) یہ (مذکورہ سزا) دنیا میں انکی رسوائی (خزی بمعنی ذل ہے) ہے اور آخرت میں انکے لیے بڑا عذاب (یعنی آگ کا عذاب) مگر وہ جنہوں نے توبہ کر لی (ان باغیوں یعنی جنگ کرنے والوں اور ڈاکوؤں میں سے) اس سے پہلے کہ تم ان پر قابو پاؤ تو جانو کہ اللہ بخشنے والا (ہے ان کی گزری

کارگزاریاں) مہربان (ہے ان پر، یہاں "لاتحدوھم" کی بجائے "ان اللّٰہ غفور رحیم" کے قول کے ساتھ تعبیر کرنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کی توبہ سے حدود اللہ معاف ہو سکتے ہیں نہ کہ حقوق العباد جیسا کہ مجھ پر ظاہر ہوا اور میں نے کسی کو اپنے سے پہلے کسی کو یہ نکتہ بیان کرتے نہیں دیکھا۔ واللہ اعلم پس جب کسی نے قتل اور لوٹ مار دونوں افعال کا ارتکاب کیا ہو تو قتل اور قطع یہ دونوں سزائیں ہوں گی لیکن سولی نہ دی جائے گی اور یہ امام شافعی کے دو اقوال میں سے اصح قول ہے اور اگر راہ زن پر قابو پالیا گیا تو اس صورت میں اسے توبہ کوئی فائدہ نہ دے گی یہ بھی امام شافعی کا اصح قول ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿واتل علیھم نبأ ابنی ادم بالحق اذ قربا قربانا﴾

و: عاطفہ معطوف علیہ محذوف واذ قال موسی لقومه ای اذکر، اتل: فعل بافاعل، م علیھم: ظرف لغو، نبأ ابنی ادم: مبدل منہ، اذ: مضاف، قربا قربانا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر ظرف، بالحق: ظرف مستقر تلاوة مصدر محذوف کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہو کر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فتقبل من احدھما ولم یتقبل من الاخر قال لاقتلنک قال انما یتقبل اللہ من المتقین﴾

ف: عاطفہ، تقبل من احدھما: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ولم یتقبل من الاخر: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر ماقبل قربا پر معطوف، قال: قول، لام: تاکیدیہ بجواب قسم، اقتلنک: جملہ فعلیہ قسم محذوف اقسم کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ، قال قول، انما یتقبل اللّٰہ من المتقین: جملہ مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک لاقتلک﴾

لام: تاکید لجواب قسم، ان: شرطیہ، بسطت الی یدک: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، لتقتلنی: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ما: مشابہ بلیس، انا: اسم، ب: زائد، باسط: اسم فاعل بافاعل، یدی: مفعول الیک: ظرف لغو اول، لاقتلک: ظرف لغو ثانی، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر قول محذوف اقسم کیلئے جواب قسم قائم مقام جواب شرط، ملکر اقسم فعل محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿انی اخاف اللّٰہ رب العلمین انی ارید ان تبوا باثمی واثمک فتکون من اصحب النار﴾

انی: حرف مشبہ واسم، اخاف: فعل بافاعل، اللّٰہ: موصوف، رب العلمین: صفت ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ، انی: حرف مشبہ واسم، ارید: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، تبوء: فعل انت ضمیر ذوالحال، ب: جار، اثمی: معطوف علیہ واثمک: معطوف ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ، ف: عاطفہ، تکون من اصحب النار: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿وذلک جزؤا الظلمین فطوعت له نفسه قتل اخیه فقتله فاصبح من الخسرین﴾

و: مستانفہ، ذلک: مبتدا، جزؤا الظلمین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، طوعت له نفسه قتل اخیه: فعل وظرف لغو وفاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، قتله: جملہ فعلیہ طوعت پر معطوف، ف: عاطفہ، اصبح: فعل ناقص بااسم، من الخاسرین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ طوعت پر معطوف۔

﴿فبعث الله غرابا یبحث فی الارض لیریه کیف یواری سوءة اخیه﴾

ف: عاطفہ، بعث الله: فعل وفاعل، غرابا: موصوف، یبحث فی الارض: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، لام: جار، یریه: فعل بافاعل ومفعول، کیف: استفہامیہ حال مقدم، یواری: فعل ہو ضمیر ذوالحال، ملکر فاعل، سوءة اخیه: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول ثانی، یریه فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، بعث فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال یویلتی اعجزت ان اکون مثل هذا الغراب﴾

قال: قول، یا: حرف نداء، ویلتا: کلمہ جزع وتحسر منادی، ملکر جملہ ندائیہ، ہمزہ: لاستفہام وتعجب، عجزت: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، اکون: فعل ناقص بااسم، مثل هذا الغراب: خبر، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاواری سوءة اخی فاصبح من الندمین﴾

ف: عاطفہ، اواری: فعل بافاعل، سوأة اخی: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ماقبل اکون مثل هذا الغراب پر، ف: عاطفہ، اصبح: فعل ناقص بااسم، من الندمین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿من اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل انه من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا﴾

من اجل ذلک: ظرف لغو مقدم، کتبنا: فعل بافاعل، علی بنی اسرائیل: ظرف لغو ثانی، انه: حرف مشبہ واسم، من: شرطیہ مبتدا، قتل نفسا: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، غیر: مضاف، نفس: معطوف علیہ، او: عاطفہ، فساد: موصوف، فی الارض: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، کانما: حرف مشبہ وماکافہ، قتل الناس جمیعا: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، کتبنا، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن احیاها فکانما احیا الناس جمیعا﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، احیاها: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، کانما: حرف مشبہ وماکافہ، احیا الناس جمیعا: جملہ فعلیہ جزا

ہلکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل من قتل نفسا پر معطوف۔

﴿ولقد جاء تھم رسلنابالبینت﴾

و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ لجواب قسم، قد: تحقیقیہ، جاء تھم رسلنا بالبینت: فعل بامفول وفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر نقسم قسم محذوف کیلئے جواب قسم ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ثم ان کثیرا منھم بعد ذلک فی الارض لمسرفون﴾

ثم: حرف عطف، ان: حرف مشبہ، کثیرا: موصوف، من: جار، ھم: ضمیر ذوالحال، بعد ذلک: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر اسم، فی الارض: ظرف لغو مقدم، لام: تاکیدیہ، مسرفون: اسم فاعل بافاعل اپنے ظرف لغو مقدم سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض﴾

انما: حرف مشبہ، ماکافہ، جزاء: مضاف، الذین: موصول، یحاربون اللہ ورسولہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویسعون فی الارض فسادا: جملہ فعلیہ معطوف ملکر صلہ اپنے موصول سے ملکر مضاف الیہ، ملکر مبتدا، ان: مصدریہ، یقتلوا: معطوف علیہ، اویصلبوا: معطوف اول، او: عاطفہ، تقطع: فعل، ایدیھم وارجلھم: ذوالحال، من خلف: ظرف مستقر حال، ملکر نائب الفاعل ملکر معطوف ثانی، اوینفوا من الارض: معطوف ثالث، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک لھم خزی فی الدنیا ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم﴾

ذلک: مبتدا، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، خزی: موصوف، فی الدنیا: ظرف مستقر صفت، ملکر مبتداء موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، فی الاخرۃ: ظرف مستقر حال مقدم عذاب عظیم: مرکب توصیفی ذوالحال، ملکر مبتدا موخر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیھم﴾

الا: حرف استثناء، الذین: موصول، تابو: فعل بافاعل، من قبل ان تقدروا علیھم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، موصول سے ملکر مستثنیٰ، ماقبل لھم فی الاخرۃ......الخ میں ھم ضمیر سے۔

﴿فاعلموا ان اللہ غفور رحیم﴾

ف: مستانفہ، اعلموا: فعل بافاعل، ان اللہ غفور رحیم: جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆.....انما جزاء الذین یحاربون اللہ......☆٦ھ میں عرینہ کے چند لوگ مدینہ طیبہ میں آکر اسلام لائے اور بیمار ہوگئے ان کے رنگ زرد ہوگئے، پیٹ بڑھ گئے حضور ﷺ نے حکم دیا کہ صدقہ کے اونٹوں کا دودھ اور پیشاب ملا کر پیا کریں ایسا کرنے سے وہ تندرست ہوگئے مگر تندرست ہوکر وہ مرتد ہوگئے اور پندرہ اونٹ لیکر وہ اپنے وطن کو چلتے ہوئے، سید عالم ﷺ نے ان کی طلب میں حضرت یسار کو بھیجا ان لوگوں نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور ایذائیں دیتے دیتے شہید کرڈالا پھر جب یہ لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں گرفتار کرکے حاضر کیے گئے تو ان کے حق یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

قابیل وھابیل کا واقعہ:

ا.....حضرت بی بی حوا کے بطن سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی انہوں نے کل چالیس بچے بیس بطنوں میں جنے سب سے پہلے قابیل اور اس کی جڑواں، بہن اقلیمہ پیدا ہوئیں، دوسری بار ہابیل اور اسکی جڑواں، بہن لبودا تھے، آخری میں ابو مغیث اور اسکی جڑواں ام مغیث تھے، حضرت ابن عباس کے قول کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کا انتقال اس وقت تک نہ ہوا جب تک کہ آپکی اولاد کی تعداد چالیس ہزار تک نہ پہنچ گئی۔ محمد بن اسحاق نے بعض اہل کتاب سے نقل کیا ہے کہ قابیل اور اسکی بہن جنت ہی میں پیدا ہوئے اس وقت بی بی حوا کو نہ تو کوئی دکھ ہوا اور نہ ہی کوئی تکلیف، دردزہ ہوا نہ ہی وقت ولادت خون دیکھا جب حضرت آدم علیہ السلام و بی بی حوا زمین پر آئے اس وقت بی بی حوا ہابیل اور اسکی جڑواں کے ساتھ حاملہ ہوئیں اس بار یہ سب چیزیں دیکھیں اور محسوس بھی کیں۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے زمین پر اترنے کے سو سال بعد بی بی صاحبہ سے قربت فرمائی تو ایک بطن سے قابیل اور اسکی جڑواں، بہن اور دوسرے بطن سے ہابیل اور اسکی جڑواں، بہن پیدا ہوئے، کلبی کے قول کے مطابق دونوں کے مابین دو سال کا فاصلہ تھا اس وقت کے رواج کے مطابق اولاد کے جوان ہونے پر ایک حمل کے لڑکے کی شادی دوسرے حمل کی لڑکی سے کردیتے اس طرح قابیل کا نکاح لبودا سے، اور ہابیل کا اقلیمہ سے ہونا طے پایا مگر اقلیمہ چونکہ حسین وجمیل تھی اسلئے قابیل نے اسی سے نکاح کرنا چاہا جبکہ ہابیل دستور کے مطابق نکاح کرنے پر رضامند تھے، حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم دونوں قربانی پیش کرو جس کی قربانی قبول ہوگی وہ اقلیمہ سے نکاح کرے گا، المختصر یہ کہ قابیل نے غلے کا ڈھیر اور ہابیل نے ایک بکری بطور قربانی پیش کی اس وقت جو قربانی قبول ہوتی تھی اسے آسمان سے آگ اتر کر کھا جاتی تھی اللہ عزوجل نے ہابیل کی قربانی کو قبول کرلیا اور اسے آگ کھا گئی جبکہ قابیل کی قربانی ویسے کی ویسے پڑی رہی اسی حسد کی وجہ سے قابیل نے ہابیل کو قتل کردیا اور یہ واقعہ اس وقت رونما ہوا جب حضرت آدم علیہ السلام بیت اللہ شریف کی زیارت کو تشریف لے گئے تھے۔ ایک قول کے مطابق قابیل نے ہابیل کا سر دو پتھروں سے کچل دیا جبکہ ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ قابیل نے دھوکے سے سوتے ہوئے ہابیل کا سر کچل دیا۔ (تلخیص مظھری، ج ٢، ص ٢٣٠ تا ٢٣٢)

قابیل نے ہابیل کو حراء یا بصرہ کے قریب قتل کیا اور جس وقت ہابیل کو قتل کیا اس وقت اس کی عمر بیس سال تھی۔ اس نے حسد کی وجہ سے اپنے بھائی کو قتل تو کردیا مگر اب اسکے لئے اس کو ٹھکانے لگانا مشکل ہوگیا اور اسکے لیے بھائی کی لاش کو منکشف کرنا بھی جائز نہ

تھا کیونکہ روئے زمین پر یہ سب سے پہلا قتل تھا چنانچہ جب اس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تو اسکی لاش کو کھلا چھوڑ دیا اور اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ اس کے ساتھ کیا کرے پھر اسے درندوں کا بھی خوف لاحق ہوا چنانچہ ایک بوری میں ڈال کر اپنی پشت پر لئے ایک سال تک پھرتا رہا حتی کہ وہ لاش بدبودار ہوگئی اور پرندے اس کے گرد منڈلانے لگے۔ اللہ عزوجل نے دو کوے لڑتے ہوئے بھیجے جو آپس میں لڑ رہے تھے اس میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا اور اپنی چونچ اور پاؤں سے گڑھا کھود کر اس میں دبا دیا، قابیل نے بھی ایسا ہی کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب قابیل نے ہابیل کا قتل ناحق کیا اس وقت اس کا جسم سیاہ پڑ گیا، جبکہ وہ سفید تھا پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اس سے ہابیل کے بارے میں پوچھا تو بولا ما کنت علیه و کیلا یعنی میں اس پر نگہبان تو نہیں تھا، حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا بلکہ تو نے اسے قتل کر دیا ہے؟ اور اسی وجہ سے تیرا جسم سیاہ پڑ گیا ہے۔ ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے اَشعار پڑھے مگر یہ روایت صحیح نہیں ہو سکتی اسلئے کہ حضرات انبیاء کرام اشعار وغیرہ سے معصوم ہیں۔ حسن کا قول ہے کہ جس نے کسی کو قتل کیا اسکا بدلہ جہنم ہے اور اللہ عزوجل اس شخص پر غضبناک ہوگا اور اس پر عذاب ہوگا۔ (تلخیص مدارك، ج ١، ص ٤٤٢ تا ٤٤٣)

انسانی جان کی اهمیت:

۲...... قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی جان کو بغیر کسی جان کے بدلے قتل کیا گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی ایک کو زندگی بخشی اس نے سب لوگوں کو جلا دیا یہ قرآن کا اصول ہے کاش! آج مسلمان اس بات کو سمجھ لے تو اس طرح ہمارے ملک میں قتل عام نہ ہوں، یہ لوٹ مار، بم دھماکے، دہشت گردی، اقتدار کی ہوس میں خون ناحق بہا دینا کسی مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا خلیفة المسلمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ راتوں کو بھیس بدل کر رعایا کی خبر گیری کیا کرتے تھے آج کے حکمران بھیس بدل بدل کر عوام کو لوٹ رہے ہیں، وہ مال غنیمت کا ایک ایک روپیہ مستحقین پر خرچ کرتے تھے آج کے حکمران رعایا کو نچوڑ کر سارا پیسہ خود اپنی ذات پر خرچ کرتے ہیں، اُس دور میں ظالم کو اسکے ظلم کی سزا دی جاتی تھی اس طرح ظلم کی جڑیں ختم ہوتی تھیں آج ظالم ہی ملک کے جاگیردار اور صدر بنتے ہیں، اُس وقت غریب عوام کے روٹی کپڑے اور رہائش کا ذمہ بیت المال سے پورا کیا جاتا تھا آج بیت المال کا سارے کا سارا خزانہ سوائے حکمرانوں کے کہیں خرچ نہیں ہوتا، اُس وقت کے حکمران خوف خدا سے سرشار تھے آج خوف خدا کہیں نہیں ملتا، اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں آج کوئی ایک اسلامی قانون رائج نہیں، نہ حکمران اسلامی نفاذ کے چاہنے والے ہیں نہ عوام اسلام کی جستجو کے خواہاں، ہر طرف ظلم و زیادتی اور اسلام کے زریں اصولوں کی پامالی کا دور دورہ ہے۔ اللہ عزوجل عقل سلیم عطا فرمائے آمین۔

ڈاکہ زنی:

۳...... کل سلب حربا یعنی ہر چھینے ہوئے مال کو حرب کہتے ہیں۔ (المفردات، ص ١١٩)

رکن:

علامہ کاسانی علیہ الرحمہ نے ڈاکہ زنی کے بارے میں بڑی سیر حاصل بحث فرمائی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں: اس کا رکن یہ

ہے کہ کوئی شخص غلبہ کی وجہ سے مسلمانوں کا مال اس طرح لوٹ لے کہ اس راستے سے گزرنا دشوار ہو جائے چاہے ڈاکہ ڈالنے والا تنہا ایک شخص ہو یا جماعت ہاں ڈاکو کے پاس ڈاکہ ڈالنے کی قوت وصلاحیت ضرور ہو اور اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ڈاکو ہتھیار سے ڈاکہ ڈالے یا لاٹھی سے یا پتھر سے یا لکڑی سے، کیونکہ ڈاکہ ان سب چیزوں سے ڈالا جا سکتا ہے اور اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کہ سارے ہی حملہ کریں بلکہ بعض حملہ کریں اور بعض اسکے معاون ہوں کیونکہ ڈاکہ زنی ان میں سے ہر طریقے سے ہو سکتی ہے جیسا کہ کتاب السرقہ میں ہے۔ (بدائع الصنائع، کتاب قطاع الطریق، ج ۷، ص ۱۳۵)

شرائط:

اب ہم اس کی شرائط کا ذکر اختصار سے کرتے ہیں چنانچہ ڈاکہ ڈالنے والا عاقل اور بالغ ہو، اگر بچہ یا پاگل ہے تو اس سے حد ساقط ہو جائے گی کیونکہ حد ایک سزا ہے جو کہ گناہ ہونے کا تقاضا کرتی ہے اور بچے اور پاگل کے فعل کو جنایت کے ساتھ متصف نہیں کیا جاتا، ڈاکو کا مرد ہونا بھی حد کے نافذ ہونے کیلئے ضروری ہے چنانچہ اگر عورت یہ فعل کرے تو اس پر حد نہیں ہوگی امام طحاوی کے نزدیک مرد وعورت دونوں اس فعل میں برابر شریک ہیں اور دونوں پر ارتکاب فعل کی وجہ سے حد نافذ ہوگی انکی دلیل یہ ہے کہ جس طرح باقی حدود میں دونوں برابر شریک ہیں اس طرح اس میں بھی دونوں شریک ہونگے۔ ہمارے نزدیک روایت مشہورہ کی وجہ یہ ہے کہ غلبہ کی وجہ سے مال لوٹنا عادتاً عورتوں سے متصور نہیں ہوتا کیونکہ عورتیں عام طور پر نرم دل کمزور نیت کی ہوتی ہیں۔ جس پر ڈاکہ ڈالا وہ مسلمان یا ذمی ہوں اگر حربی مستامن ہوں تو قاطع پر حد نہ ہوگی، جو چیز ڈاکے کے ذریعے لی گئی ہے وہ مال قیمتی ہو اور اس پر کسی کا حق نہ نکلتا ہو اور نہ ہی اس میں لینے کی کوئی تاویل ہو اور نہ ہی تاویل کا کوئی شبہ ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں ڈاکو کی ملکیت ہو نہ ہی اسکی تاویل ہو اور نہ ہی اسکا شبہ اور وہ مال دس درہم سے کم کا نہ ہو اور متعدد ڈاکو ہونے کی صورت میں ہر ڈاکو کے حصے میں دس درہم کا مال آتا ہو اور اگر دس درہم سے کم کا مال آتا ہو تو حد نہیں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ڈاکہ دار الاسلام میں ڈالا گیا ہو اگر ڈاکہ دار الحرب میں ڈالا گیا ہے تو حد نافذ نہ ہوگی کیونکہ حد حاکم اسلام جاری کرتا ہے اور دار الحرب میں حاکم اسلام نہیں ہوتا اس سلسلے میں یہ بات بھی ضروری ہے کہ ڈاکہ شہر میں نہ ڈالا گیا ہو چنانچہ اگر ڈاکہ شہر میں ڈالا گیا ہے تو حد جاری نہ ہوگی خواہ ڈاکہ دن میں ڈالا ہو یا رات میں، خواہ ہتھیاروں کے ذریعے ہو یا بغیر ہتھیاروں کے، یہ قول امام محمد اور امام اعظم کا ہے جب کہ امام ابو یوسف کے قول کے مطابق قیاسی قول پر فتویٰ ہے کہ شہر میں ڈاکہ ڈالنے کی صورت میں بھی حد نافذ ہوگی وجہ قیاس یہ ہے کہ جب ڈاکہ ہی ثابت ہو چکا تو پھر حد بھی نافذ ہوگی چہ جائے کہ ڈاکہ شہر میں ڈالا گیا ہو یا شہر کے علاوہ میں، امام اعظم سے ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ شہر والے ہتھیار وغیرہ اپنے ساتھ رکھتے ہیں جس کی وجہ سے ڈاکوؤں کو ان پر قدرت پانا ممکن نہیں ہوتا اور اب جبکہ لوگوں نے ہتھیار وغیرہ رکھنا چھوڑ دیئے ہیں اور ڈاکوؤں کو ان پر غلبہ پانا ممکن ہو گیا ہے اسلئے حد نافذ ہوگی۔ (ماخوذ از بدائع الصنائع، کتاب قطاع الطریق، ج ۷، ص ۱۳۵ تا ۱۳۸)

مسئلہ: اگر ڈاکوؤں نے مسلمان یا ذمی کو قتل کیا اور مال نہ لیا ہو تو قتل کئے جائیں اور اگر مال بھی لیا اور قتل بھی کیا ہو تو بادشاہ اسلام کو اختیار ہے کہ ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کر ڈالے یا سولی دیدے یا ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کرے پھر اس کی لاش کو سولی پر چڑھادے یا صرف قتل کرے یا قتل کر کے سولی پر چڑھادے یا فقط سولی دیدے یہ چھ طریقے ہیں جو چاہے کرے۔ اور اگر صرف سولی دینا چاہے تو اسے زندہ سولی پر چڑھا کر پیٹ میں نیزہ بھونک دیں پھر جب مر جائے تو مرنے کے بعد تین دن تک اس کا لاشہ سولی پر رہنے دیں پھر چھوڑ دیں

کہ اس کے ورثہ دفن کریں اور ڈاکو کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ (بہار شریعت، راھزنی کا بیان، حصہ نہم، ج۱، ص ٦٨)

اغراض:

واتل علیهم: ﴿واذ اخذ الله میثاق بنی اسرائیل﴾ میں محذوف عامل پر معطوف ہے۔ فغضب: دو معاملات میں قابیل اپنے بھائی پر برہم ہوا، ایک یہ کہ اس کے بھائی کو پسند کی عورت مل گئی، اور اس کی قربانی بھی قبول ہوئی۔ والذی ارتکبه: یعنی حسد اور اپنے باپ کے حکم کے خلاف کرنے کے معاملے میں اپنے ہی بھائی کو قتل کرنے کا ارتکاب کیا۔

زینت: یعنی قابیل پر اپنے بھائی کا قتل کرنا آسان ہوگیا۔ علی قومک: چاہے وہ قوم یہودی ہو یا نصرانی یا مشرکین۔ فحمله علی ظهره: قابیل نے ہابیل کی نعش کے ساتھ کیا کیا، اسے کتنا عرصہ لئے لئے پھرتا رہا، ایک قول چالیس دن اور ایک چالیس سال کا ہے، زمین مع اپنے سازوسامان کے سات دن تک ہلتی رہی اور جس طرح پانی پی جاتی ہے اسی طرح مقتول کے خون کو بھی پی گئی، پس اللہ ﷻ نے ندا فرمائی اے قابیل! تیرا بھائی ہابیل کہاں ہے؟ اس نے کہا میں نہیں جانتا، میں اس کا نگہبان تو نہ تھا، اللہ ﷻ نے قابیل سے فرمایا کہ زمین میں سے تیرے بھائی کا خون مجھے ندا کرتا ہے تو نے اسے کیوں قتل کیا؟ قابیل نے کہا کہ اگر میں نے اسے قتل کیا ہے تو اس کا خون کہاں ہے؟ پس اس دن اللہ نے زمین پر کسی کا خون پینا حرام فرمادیا، اس واقعے کو مزید ہم نے ماقبل بیان کیا ہے وہاں ملاحظہ فرمالیں۔ بقطع الطریق: یعنی مال کا لے لینا، حرمت کا پردہ چاک کردینا یا انسانی جان کو قتل کرنا۔

ویثیره علی غراب: بعد اس کے کہ اپنے بھائی کی نعش کو گڑھے میں ڈال کر اسے بند کردے۔ الذی فعله قابیل: یعنی قابیل نے فساد کیا۔ ونزل: اس کا بیان شان نزول کے تحت ملاحظہ فرمالیں۔ ای من حیث انتهاک حرمتها: یعنی نفوس مقتولہ، حدیث شریف میں ہے کہ ''جس نے کوئی برا طریقہ نکالا اس پر اس کا گناہ ہے اور قیامت کے دن تک جتنے لوگ اس برے طریقے پر عمل کرتے رہیں گے اس کا گناہ بھی اسی پر ہوگا''، پس قابیل پر قیامت کے دن تک ہونے والے تمام قتل کے گناہ ہونگے، اس لئے کہ اس نے زمین پر سب سے پہلا قتل کیا ہے۔ بمحاربة المسلمین: اس جملے میں مضاف کے حذف ہونے کی جانب اشارہ ہے تقدیر کلام یوں ہے یحاربون اولیاء الله و اولیاء رسوله وهم مسلمون، اس کا فائدہ یہ ہے کہ حکم قیامت تک رہے گا۔

وعلیه الشافعی: امام شافعی علیہ الرحمۃ کا عندیہ مفسر کی عبارت سے صاف واضح ہے تاہم حاصل کلام یہ ہے کہ قاتل جب قتل سے توبہ کرلے اور ولی بھی اسے معاف کردیں تو اس سے قتل ساقط ہوجائے گا ورنہ تو اسے فقط قتل کیا جائے گا، اور اگر ڈاکہ زن صرف مال لے اور توبہ کرے تو اس سے مال واپس لیا جائے اور اس کے ہاتھ پاؤں نہ کاٹے جائیں گے، بخلاف اس کے جو مفسر نے ذکر کیا کہ جب قتل کیا اور مال لیا پھر توبہ کرلی تو اس کو قتل بھی کیا جائے گا اور ہاتھ پاؤں بھی کاٹے جائیں گے اور سولی نہ دی جائے گی اور یہ ہم نے امام شافعی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے معتمد اقوال ذکر کئے ہیں اور امام مالک علیہ الرحمۃ ان مسائل میں ان کے موافق ہیں، اور امام اعظم علیہ الرحمۃ کا عندیہ ہم نے ماقبل ذکر کردیا ہے وہیں ملاحظہ فرمالیں۔ (الصاوی، ج۲، ص۱۰۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿یایها الذین امنوا اتقوا الله﴾ خَافُوْا عِقَابَهٗ بِاَنْ تُطِیْعُوْهُ ﴿ وابتغوا ﴾ اُطْلُبُوْا ﴿الیه الوسیلة﴾ مَا یُقَرِّبُکُمْ اِلَیْهِ مِنْ طَاعَتِهٖ ﴿ وجاهدوا فی سبیله ﴾ لِاِعْلَاءِ دِیْنِهٖ ﴿لعلکم تفلحون (۳۵)﴾ تَفُوْزُوْنَ ﴿ان الذین کفروا

لو﴾ ثَبَتَ ﴿ان لهم ما فى الارض جميعا ومثله معه ليفتدوا به من عذاب يوم القيمة ما تقبل منهم ولهم عذاب اليم(۳٦)يريدون﴾ يَتَمَنَّوْنَ ﴿ان يخرجوا من النار وما هم بخارجين منها ولهم عذاب مقيم (۳۷)﴾ دَائِمٌ ﴿والسارق والسارقة﴾ اَىْ فِيهِمَا مَوْصُولَةٌ مُبْتَدأً وَلِشِبْهِهِ بِالشَّرْطِ دَخَلَتِ الْفَاءُ فِي خَبَرِهِ وَهُوَ ﴿فاقطعوا ايديهما﴾ اَىْ يَمِينُ كُلٍّ مِّنْهُمَا مِنَ الْكُوْعِ وَبَيَّنَتِ السُّنَّةُ اَنَّ الَّذِىْ يُقْطَعُ فِيهِ رُبْعُ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا وَاَنَّهُ اِنْ عَادَ قُطِعَتْ رِجْلُهُ الْيُسْرٰى مِنْ مَفْصَلِ الْقَدَمِ ثُمَّ الْيَدُ الْيُسْرٰى ثُمَّ الرِّجْلُ الْيُمْنٰى وَبَعْدَ ذٰلِكَ يُعَزَّرُ ﴿جزاء﴾ نَصَبٌ عَلَى الْمَصْدَرِ ﴿بما كسبا نكالا﴾ عُقُوْبَةً لَهُمَا ﴿من الله والله عزيز﴾ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ ﴿حكيم (۳۸)﴾ فِىْ خَلْقِهٖ ﴿فمن تاب من بعد ظلمه﴾ رَجَعَ عَنِ السَّرِقَةِ ﴿واصلح﴾ عَمَلَهُ ﴿فان الله يتوب عليه ان الله غفور رحيم (۳۹)﴾ فِى التَّعْبِيْرِ بِهٰذَا مَا تَقَدَّمَ فَلَا يَسْقُطُ بِتَوْبَتِهٖ حَقُّ الْاٰدَمِىِّ مِنَ الْقَطْعِ وَرَدِّ الْمَالِ، نَعَمْ بَيَّنَتِ السُّنَّةُ اَنَّهُ اِنْ عُفِىَ عَنْهُ قَبْلَ الرَّفْعِ اِلَى الْاِمَامِ سَقَطَ الْقَطْعُ وَعَلَيْهِ الشَّافِعِىُّ ﴿الم تعلم﴾ اَلْاِسْتِفْهَامُ فِيهِ لِلتَّقْرِيْرِ ﴿ان الله له ملك السموت والارض يعذب من يشاء﴾ تَعْذِيْبَهُ ﴿ويغفر لمن يشاء﴾ اَلْمَغْفِرَةَ لَهُ ﴿والله على كل شىء قدير (۴۰)﴾ وَمِنْهُ التَّعْذِيْبُ وَالْمَغْفِرَةُ ﴿يايها الرسول لا يحزنك﴾ صُنْعُ ﴿الذين يسارعون فى الكفر﴾ يَقَعُوْنَ فِيهِ بِسُرْعَةٍ اَىْ يُظْهِرُوْنَهُ اِذَا وَجَدُوْا فُرْصَةً ﴿من﴾ لِلْبَيَانِ ﴿الذين قالوا امنا بافواههم﴾ بِاَلْسِنَتِهِمْ مُتَعَلِّقٌ بِقَالُوْا ﴿ولم تؤمن قلوبهم﴾ وَهُمُ الْمُنَافِقُوْنَ ﴿ومن الذين هادوا﴾ قَوْمٌ ﴿سمعون للكذب﴾ اَلَّذِىْ افْتَرَتْهُمْ اَحْبَارُهُمْ سِمَاعَ قَبُوْلٍ ﴿سمعون﴾ مِنْكَ ﴿لقوم﴾ لِاَجْلِ قَوْمٍ ﴿اخرين﴾ مِنَ الْيَهُوْدِ ﴿لم ياتوك﴾ وَهُمْ اَهْلُ خَيْبَرَ زَنٰى فِيهِمْ مُحْصِنَانِ فَكَرِهُوْا رَجْمَهُمَا فَبَعَثُوْا قُرَيْظَةَ لِيَسْاَلُوا النَّبِىَّ ﷺ عَنْ حُكْمِهِمَا ﴿يحرفون الكلم﴾ الَّذِىْ فِى التَّوْرٰىةِ كَاٰيَةِ الرَّجْمِ ﴿من بعد مواضعه﴾ اَلَّتِىْ وَضَعَهُ اللّٰهُ عَلَيْهَا اَىْ يُبَدِّلُوْنَهُ ﴿يقولون﴾ لِمَنْ اَرْسَلُوْهُمْ ﴿ان اوتيتم هذا﴾ اَلْحُكْمَ الْمُحَرَّفَ اَىِ الْجَلْدَ اَىْ اَفْتَاكُمْ بِهٖ مُحَمَّدٌ ﴿فخذوه﴾ فَاقْبَلُوْهُ ﴿وان لم تؤتوه﴾ بَلْ اَفْتَاكُمْ بِخِلَافِهٖ ﴿فاحذروا﴾ اَنْ تَقْبَلُوْهُ ﴿ومن يرد الله فتنته﴾ اِضْلَالَهُ ﴿فلن تملك له من الله شيئا﴾ فِىْ دَفْعِهَا ﴿اولئك الذين لم يرد الله ان يطهر قلوبهم﴾ مِنَ الْكُفْرِ وَلَوْ اَرَادَهُ لَكَانَ ﴿لهم فى الدنيا خزى﴾ ذُلٌّ بِالْفَضِيْحَةِ وَالْجِزْيَةِ ﴿ولهم فى الاخرة عذاب عظيم (۴۱)﴾ هُمْ ﴿سمعون للكذب اكلون للسحت﴾ بِضَمِّ الْحَاءِ وَسُكُوْنِهَا اَىِ الْحَرَامَ كَالرِّشٰى ﴿فان جاء وك﴾ لِتَحْكُمَ بَيْنَهُمْ

﴿فاحکم بینھم او اعرض عنھم﴾ ھٰذَا التَّخْیِیْرُ مَنْسُوْخٌ بِقَوْلِہٖ وَاَنِ احْکُمْ بَیْنَھُمْ الْاٰیَۃُ فَیَجِبُ الْحُکْمُ بَیْنَھُمْ اِذَا تَرَافَعُوْا اِلَیْنَا وَھُوَ اَصَحُّ قَوْلَیِ الشَّافِعِیِّ وَلَوْ تَرَافَعُوْا اِلَیْنَا مَعَ مُسْلِمٍ وَجَبَ اِجْمَاعًا ﴿وان تعرض عنھم فلن یضروک شیئا وان حکمت﴾ بَیْنَھُمْ ﴿فاحکم بینھم بالقسط﴾ بِالْعَدْلِ ﴿ان للہ یحب المقسطین(۴۲)﴾ اَلْعَادِلِیْنَ فِی الْحُکْمِ اَیْ یُثِیْبُھُمْ ﴿وکیف یحکمونک وعندھم التورۃ فیھا حکم اللہ﴾ بِالرَّجْمِ اِسْتِفْھَامُ تَعَجُّبٍ اَیْ لَمْ یَقْصُدُوْا بِذٰلِکَ مَعْرِفَۃَ الْحَقِّ بَلْ مَا ھُوَ اَھْوَنُ عَلَیْھِمْ ﴿ثم یتولون﴾ یُعْرِضُوْنَ عَنْ حُکْمِکَ بِالرَّجْمِ الْمُوَافِقِ لِکِتَابِھِمْ ﴿من بعد ذلک﴾ اَلتَّحْکِیْمِ ﴿وما اولئک بالمؤمنین(۴۳)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو (یعنی اس کی سزا سے ڈرو یوں کہ اس کی فرمانبرداری کرو) اور ڈھونڈو (یعنی طلب کرو) اس کی طرف وسیلہ......۱......(ایسی طاعت جو تمہیں اس کے قریب کردے) اور اسکی راہ میں جہاد کرو (اس کے دین کی سربلندی کیلئے) اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ (یعنی کامیاب ہوجاؤ) بے شک وہ جو کافر ہوئے اگر (ثابت ہوجائے ان کے لئے) جو کچھ زمین میں ہے سب اور اس کی برابر اور اگر ان کی ملک ہو کہ اسے دے کر قیامت کے عذاب سے اپنی جان چھڑائیں تو ان سے نہ لیا جائے گا اور انکے لیے دکھ کا عذاب ہے چاہیں گے (یریدون بمعنی یَتَمنَّوْن ہے) دوزخ سے نکلنا اور وہ اس سے نہ نکلیں گے اور انکے لیے دوامی (مقیم بمعنی دائم ہے) سزا ہے اور جو مرد یا عورت چور ہو......۲......(السارق والسارقۃ میں الف لام موصولہ مبتدا ہے اور چونکہ اسم موصول مشابہ بالشرط ہے اس لئے اس کی خبر ﴿فاقطعوا ایدیھما﴾ پر "ف" لائی گئی ہے) تو انکا ہاتھ کاٹو (یعنی ان میں سے ہر ایک کا دایاں ہاتھ کلائی تک، اور سنت سے ثابت ہے کہ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ قیمت کے مال میں ہاتھ کاٹا جائے گا، اگر دوبارہ چوری کرے تو بایاں پاؤں ٹخنے سے کاٹا جائے گا، اس کے بعد بھی کرے تو بایاں ہاتھ، اور پھر کرے تو دایاں پاؤں اور اس کے بعد کرے تو مطلق تعزیراً سزا دی جائے) بدلہ (جزآء مصدر ہے جو مفعول مطلق ہونے کی بناء پر منصوب ہے) انکے کیے کا، سزا (ان دونوں کے لئے، نکالا بمعنی عقوبۃ ہے) اللہ کی طرف سے، اور اللہ غالب (ہے اپنے حکم پر) حکمت والا ہے (اپنی مخلوق کے معاملے میں) تو جو اپنے ظلم کے بعد توبہ کرے (یعنی چوری سے رجوع کرلے) اور سنور جائے (یعنی اپنے اعمال درست کرلے) تو اللہ اپنی مہر سے اس پر رجوع فرمائیگا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (پہلے کی طرح اس طریقہ تعبیر سے بھی یہ ثابت ہوتا کہ توبہ کے بعد بھی حقوق العباد باقی رہیں گے یعنی ہاتھ بھی کاٹا جائے گا اور مال کی واپسی بھی ہوگی، ہاں سنت سے یہ ثابت ہے کہ اگر کسی نے اپنا حق حاکم کے پاس آنے سے پہلے معاف کردیا تو ہاتھ کاٹنے کی سزا ساقط ہوجائے گی اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے) کیا تجھے معلوم نہیں (یہ استفہام تقریری ہے) اللہ کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی سزا دیتا ہے جسے چاہے (سزا دینا) اور بخشتا ہے جسے چاہے (بخشنا) اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے (اور عذاب اور بخشش بھی اسی کے اختیار میں ہے) اے رسول! تمہیں غمگین نہ کرے (عمل) انکا جو کفر پر دوڑتے ہیں......۳......(یعنی بڑی جلدی کفر میں مبتلا ہوجاتے ہیں یعنی جب بھی موقع پاتے ہیں تو اس کو ظاہر کردیتے ہیں) جو کچھ وہ (مِنْ بیانیہ ہے) اپنے منہ سے کہتے ہیں کہ

ہم ایمان لائے (یہاں منہ سے مراد زبانیں ہیں، اور بافواھھم، قالوا کے متعلق ہے) اور انکے دل مسلمان نہیں (یہ لوگ منافق ہیں) اور کچھ یہودی (لوگ) جھوٹ خوب سنتے ہیں (یعنی اپنے علماء کی من گھڑت باتوں کو قبولیت کے کانوں سے سنتے ہیں) جاسوسی کرتے ہیں (آپ ﷺ کی) دوسری قوم کے واسطے (یعنی یہودی قوم کی خاطر) جو تمہارے پاس حاضر نہ ہوئے (اس سے مراد اہل خیبر ہیں، ان میں سے دو شادی شدہ مرد و عورت نے زنا کا ارتکاب کیا تو یہودیوں نے انہیں رجم کرنا ناپسند کیا، اس لئے انہوں نے بنی قریظہ کو بھیجا کہ وہ نبی پاک ﷺ سے دونوں کا حکم معلوم کریں) جو باتوں کو بدلتے ہیں......(یعنی ان احکامات کو جو توریت میں ہیں جیسا کہ آیت رجم) ان کے ٹھکانوں کے بعد (یعنی جہاں پر اللہ ﷻ نے انہیں رکھا تھا وہاں سے انہیں بدل دیتے ہیں) کہتے ہیں (جنہیں پیغام دے کر بھیجتے ہیں) اگر یہ حکم تمہیں ملے (یعنی تحریف شدہ کوڑے مانے کا حکم، یعنی حضرت محمد ﷺ تمہیں کوڑے لگانے کا فتوی دیں) تو مانو (یعنی قبول کرلو) اور یہ نہ ملے (بلکہ تمہیں اس حکم کے خلاف فتوی ملے) تو بچو (اسے قبول کرنے سے) اور جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے (فتنتہ بمعنی اضلالہ ہے) تو ہرگز تو اللہ سے اسکا کچھ بنا نہ سکے گا (یعنی اس گمراہی کو دور نہ کر سکے گا) وہ ہیں کہ اللہ نے انکا دل پاک کرنا نہ چاہا (کفر سے، اگر اسکا ارادہ ہوتا تو ایسا ضرور ہو جاتا) انکے لیے دنیا میں رسوائی (یعنی بدنامی اور جزیہ کی ذلت ہے) اور انہیں آخرت میں بڑا عذاب ہے (وہ) بڑے جھوٹ سننے والے بڑے حرام خور......(ہیں، سُحُتٌ خاء کے ضمہ اور سکون کے ساتھ دونوں طرح ہے جس کا معنی حرام ہے جیسا کہ رشوت) تو اگر تمہارے حضور حاضر ہوں (تا کہ آپ ﷺ انکے مابین فیصلہ کریں) تو ان میں فیصلہ فرماؤ یا ان سے منہ پھیر لو (یہ اختیار ﴿وان احکم بینھم﴾ سے منسوخ ہے، لہذا اب جب وہ ہمارے پاس اپنے مقدمات لائیں تو ان کا فیصلہ کرنا واجب ہے یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا اصح قول ہے اور اگر ہمارے پاس کسی مسلمان کے ساتھ درپیش معاملے کا فیصلہ لیکر آئیں تو بالاجماع فیصلہ کرنا لازم اور ضروری ہے) اور اگر تم ان سے منہ پھیر لو گے تو وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے اور اگر فیصلہ فرماؤ (ان کے درمیان) تو انصاف (قِسط بمعنی عدل ہے) سے فیصلہ کرو، بے شک انصاف والے اللہ کو پسند ہیں (یعنی فیصلہ میں عدل کرنے والے اللہ ﷻ کو پسند ہیں یعنی وہ انہیں ثواب دے گا) اور وہ تم سے کیونکر فیصلہ چاہیں گے حالانکہ انکے پاس توریت ہے جس میں اللہ کا حکم موجود ہے (رجم کرنے کا، کیف استفہام تعجب کیلئے ہے یعنی اس سے انکا مقصد حق کی معرفت کا حصول نہیں بلکہ ایسی صورت کی تلاش ہے جو ان پر آسان ہو) بایں ہمہ منہ پھیرتے ہیں (یعنی آپ ﷺ کے رجم کرنے کے حکم سے اعراض کرتے ہیں جو انکی کتاب کے موافق ہے) اسی سے (یعنی اس فیصلہ سے) اور وہ ایمان لانے والے نہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ ندائیہ، اتقوا اللّٰہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وابتغوا الیہ الوسیلۃ: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، جاھدوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، لعلکم تفلحون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، فی سبیلہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ثانی، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ مستانفہ۔

﴿ان الذین کفروا لو ان لھم ما فی الارض جمیعا ومثلہ معہ لیفتدوا بہ من عذاب یوم القیمۃ ما تقبل منھم﴾

ان: حرف مشبہ بالفعل، الذین کفروا: اسم، لو: شرطیہ، ان: حرف مشبہ، لھم: ظرف مستقر، ثابت اسم فاعل محذوف کیلئے، لام: جار، یفتدوا بہ من عذاب یوم القیمۃ: فعل بافاعل وظرف لغو اول وثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف، ثابت اپنے فاعل وظرف مستقر ولغو سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم، مافی الارض: موصول صلہ ملکر ذوالحال، جمیعا: حال ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، مثلہ جزو الحال، معہ: ظرف مستقر حال ملکر معطوف، ملکر اسم موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ثبت فعل محذوف کیلئے فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ماتقبل منھم: جملہ فعلیہ جواب شرط ہوکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ولھم عذاب الیم یریدون ان یخرجوا من النار وما ھم بخارجین منھا﴾

و: مستانفہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب الیم: مرکب توصیفی مبتداء موخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، یریدون: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، یخرجوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ما: مشابہ بلیس، ھم: اسم ب: زائدہ، خارجین منھا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال ملکر فاعل، من النار: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ملکر جملہ ہوکر بتاویل مصدر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولھم عذاب مقیم والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما جزاء بما کسبا نکالا من اللہ﴾

و: مستانفہ، لھم: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب مقیم: مرکب توصیفی مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: مستانفہ، الف لام: بمعنی الذی، سارق: صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الف لام: بمعنی الذی، سارقۃ: صلہ ملکر معطوف، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، اقطعوا ایدیھما: فعل بافاعل ومفعول......جزاء بما کسبا: شبہ جملہ مبدل منہ......نکالا: موصوف......من اللہ: ظرف مستقر ملکر بدل ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واللہ عزیز حکیم فمن تاب من بعد ظلمہ واصلح فان اللہ یتوب علیہ ان اللہ غفور رحیم﴾

و: مستانفہ، اللہ: مبتدا، عزیز: خبر اول، حکیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ف: مستانفہ، من: شرط مبتدا، تاب من بعد ظلمہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و اصلح: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط، فان اللہ: حرف مشبہ واسم، یتوب علیہ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ان اللہ غفور رحیم: جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿الم تعلم ان اللہ لہ ملک السموت والارض یعذب من یشاء و یغفر لمن یشاء واللہ علی کل شیء قدیر﴾

ھمزہ: استفہامیہ، لم تعلم: فعل نفی جحد وفاعل، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ملک السموت والارض: مبتداء موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر اول، یعذب من یشاء: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ویغفر لمن یشاء: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر ثانی ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، اللہ: اسم جلالت مبتداء، علی کل شیء قدیر: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿یایھا الرسول لایحزنک الذین یسارعون فی الکفر من الذین قالوا امنا بافواھھم ولم تؤمن قلوبھم﴾

یایھا الرسول: جملہ ندائیہ، لایحزنک: فعل ومفعول، الذین یسارعون فی الکفر: موصول صلہ ملکر ذوالحال، من: جار، الذین: موصول، قالو ابافواھھم: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قول، امنا: فعل نا ضمیر ذوالحال ولم تومن قلوبھم: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر صلہ، ملکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف مستقر، حال اپنے ذوالحال سے ملکر فاعل، ملکر جملہ

فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ومن الذین هادوا سمعون للکذب سمعون لقوم اخرین لم یاتوک﴾

و: مستانفہ، من الذین هادو ا: ظرف مستقر خبر مقدم، سمعون للکذب: شبہ جملہ مبدل منہ، سمعون: اسم فاعل با فاعل، لام: جار، قوم: موصوف، اخرین: صفت اول، لم یاتوک: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مجرور ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر بدل، ملکر مبتداء موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یحرفون الکلم من بعد مواضعه یقولون ان اوتیتم هذا فخذوه وان لم تؤتوه فاحذروا﴾

یحرفون: فعل با فاعل، الکلم: ذوالحال، من بعد مواضعه: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ قوم ماقبل کیلئے صفت ثالث، یقولون: قول، ان: شرطیہ، اوتیتم هذا: جملہ فعلیہ شرط، فخذوه: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان: شرطیہ، لم تؤتوه: جملہ فعلیہ شرط، فاحذروا: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ قوم ماقبل کیلئے صفت رابع۔

﴿ومن یرد الله فتنته فلن تملک له من الله شیئا﴾

و: مستانفہ، من: شرطیہ مبتدا، یرد الله: فعل وفاعل، فتنته: مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ لن تملک: فعل نفی بافاعل، له: ظرف لغو، من الله: ظرف مستقر حال مقدم، شیئا: ذوالحال ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿اولئک الذین لم یرد الله ان یطهر قلوبهم﴾

والئک: مبتدا، الذین: موصول، لم یرد الله: فعل نفی وفاعل، ان یطهر قلوبهم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر خبر، اپنے مبتدا سے ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لهم فی الدنیا خزی ولهم فی الاخرة عذاب عظیم﴾

لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، فی الدنیا: ظرف مستقر حال مقدم، خزی: ذوالحال، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ......لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، فی الاخرة: ظرف مستقر حال مقدم، عذاب عظیم: مرکب توصیفی ذوالحال، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿سمعون للکذب اکلون للسحت فان جاءوک فاحکم بینهم او اعرض عنهم﴾

سمعون للکذب: شبہ جملہ هم مبتدا محذوف کیلئے خبر اول، اکلون للسحت: شبہ جملہ خبر ثانی، هم: مبتدا اپنی دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ، ف: مستانفہ، ان: شرطیہ، جاء وک: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، احکم بینهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او اعرض عنهم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿وان تعرض عنهم فلن يضروک شيئا﴾
و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تعرض عنهم: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، لن: حرف ناصبہ ونفی، یضروک: فعل با فاعل ومفعول ،شیئا: مصدر محذوف ضرارا کیلئے صفت، ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان حكمت فاحكم بينهم بالقسط ان الله يحب المقسطين﴾
و: عاطفہ، ان: شرطیہ، حکمت: فعل با فاعل، ملکر شرط، ف: جزائیہ، احکم: فعل انت ضمیر ذوالحال بالقسط: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، بینهم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، یحب المقسطین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وكيف يحكمونك وعندهم التورة فيها حكم الله ثم يتولون من بعد ذلك وما اولئك بالمؤمنين﴾
و: مستانفہ، کیف: استفہامیہ حال مقدم، یحکمون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، و عندهم: ظرف مستقر خبر مقدم التورة: ذوالحال ،فیها: ظرف مستقر خبر مقدم، حکم اللہ: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال ثانی، ذوالحال اپنے حال مقدم وحال ثانی سے ملکر فاعل، ک: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، ثم: عاطفہ، یتولون: فعل فاعل، من بعد ذلک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، ما: مشابہ بلیس، اولئک: اسم، ب: زائدہ، المومنین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......**یحرفون الکلم من بعد مواضعه**......☆ یہود خیبر کے شرفاء میں سے ایک بیاہے مرد اور بیاہی عورت نے زنا کیا اس کی سزا توریت میں سنگسار تھی یہ انہیں گوارا نہ ہوا اس لئے انہوں نے چاہا کہ اس مقدمے کا فیصلہ حضور ﷺ سے کرائیں چنانچہ دونوں مجرموں کو ایک جماعت کے ساتھ مدینہ طیبہ بھیجا اور کہہ دیا کہ اگر حضور حد کا حکم لگائیں تو مان لینا اور رجم کا حکم کریں تو مت ماننا وہ لوگ یہودی قریظہ اور بنو نضیر کے پاس آئے اور خیال کیا کہ یہ حضور ﷺ کے ہم وطن ہیں اور ان کے ساتھ آپ کی صلح بھی ہے ان کی سفارش سے کام بن جائے گا چنانچہ سرداران یہود میں سے کعب بن اشرف وکعب بن اسد وسعید بن عمرو مالک بن صیف وکنانہ بن ابی الحقیق وغیرہ انہیں لیے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسئلہ دریافت کیا حضور ﷺ نے فرمایا کیا میرا فیصلہ مانو گے انہوں نے اقرار کیا آیت رجم نازل ہوئی اور حضور ﷺ نے رجم کرنے کا حکم دیا یہود نے ماننے سے انکار کیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں ایک نوجوان گورا ایک چشم فدک کا باشندہ ابن صوریا نامی ہے تم اس کو جانتے ہو کہنے لگا ہاں فرمایا وہ کیسا آدمی ہے کہنے لگے کہ آج روئے زمین پر یہود میں اس کے پایہ کا عالم نہیں توریت کا یکتا ماہر ہے فرمایا اس کو بلاؤ چنانچہ بلایا گیا جب وہ حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا تو ابن صوریا ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں فرمایا یہود میں سے بڑا عالم تو ہی ہے عرض کیا لوگ تو یہی کہتے ہیں حضور ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ اس معاملے میں اس کی بات مانو گے؟ سب نے اقرار کیا تب حضور ﷺ نے ابن صوریا سے فرمایا میں تجھے اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی اور تم لوگوں کو مصر سے نکالا، تمہارے لیے دریا میں راہیں بنائیں، تمہیں نجات دی فرعونیوں کو غرق کیا، تمہارے لیے ابر کو سائبان کیا، من وسلوی نازل کیا، اپنی کتاب نازل فرمائی جس میں حلال وحرام کا بیان ہے، تمہاری کتاب میں بیاہے مرد وعورت کیلئے سنگسار کرنے کا حکم ہے؟ ابن صوریا نے عرض کیا بے شک ہے اسی کی قسم جس کا آپ نے مجھ سے ذکر

کیا عذاب نازل ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اقرار نہ کرتا جھوٹ بول دیتا مگر یہ فرمائیے کہ آپ کی کتاب میں اسکا کیا حکم ہے؟ فرمایا جب چار عادل و معتبر شاہدین کی گواہی سے زنا بصراحت ثابت ہو جائے تو سنگسار کرنا واجب ہے ابن صوریا نے عرض کیا بخدا بعینہ توریت میں بھی یہی ہے پھر حضور ﷺ نے ابن صوریا سے دریافت فرمایا کہ حکم خدا میں تبدیلی کیسے ہوئی اس نے عرض کیا کہ ہمارا دستور یہ تھا کہ ہم کسی شریف کو پکڑتے تو چھوڑ دیتے اور غریب آدمی پر حد قائم کرتے اس طرز عمل سے شرفاء میں زنا کی کثرت ہوگئی یہاں تک کہ ایک مرتبہ بادشاہ کے چچازاد بھائی نے زنا کیا تو ہم نے اس کو سنگسار نہ کیا پھر ایک دوسرے شخص نے اپنی قوم کی عورت سے زنا کیا تو بادشاہ نے اس کو سنگسار کرنا چاہا اس کی قوم اٹھ کھڑی ہوئی اور انہوں نے کہا کہ جب تک بادشاہ کے بھائی کو سنگسار نہ کیا جائے اس وقت تک اس کو ہرگز سنگسار نہ کیا جائے گا، تب ہم نے جمع ہو کر غریب شریف سب کے لئے بجائے سنگسار کے یہ سزا نکالی کہ چالیس کوڑے مارے جائیں اور منہ کالا کر کے گدھے پر الٹا بٹھا کر گشت کروائی جائے یہ سن کر یہودی بہت بگڑے اور ابن صوریا سے کہنے لگے تو نے حضور ﷺ کو بڑی جلدی خبر دے دی اور ہم نے جتنی تیری تعریف کی تھی تو اس کا مستحق نہیں ابن صوریا نے کہا کہ حضور ﷺ نے مجھے توریت کی قسم دلائی اگر مجھے عذاب نازل ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں آپ کو خبر نہ دیتا اس کے بعد حضور ﷺ کے حکم سے دونوں کو رجم کیا گیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

اللہ ﷻ کی بارگاہ صمدیت میں وسیلہ کی حیثیت :

لے.....الوسیلۃ التوصل الی الشیء برغبۃ یعنی کسی چیز کی طرف رغبت کے ساتھ پہنچنے کا نام وسیلہ ہے۔ اور وسیلہ کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ علم و عبادت کے ذریعے اس کی راہ کی رعایت کرے اور شریعت کی پاسداری اختیار کرے اور اللہ ﷻ کا وسیلہ اس کی بارگاہ کا قرب ہے۔ (المفردات، ص ٥٣٨)

بعض لوگوں نے اس آیت سے صالحین سے مدد چاہنے سے استدلال کیا ہے اور انہیں اللہ اور اس کے بندوں کے مابین وسیلہ مانا ہے اور نبی پاک ﷺ سے ایک حدیث بھی روایت کی ہے کہ اذا اعیتکم الأمور فعلیکم باھل القبور، او فاستغیثوا باھل القبور یعنی جب تم کسی معاملے میں عاجز آجاؤ تو قبر والوں سے اس بارے میں رہنمائی لو یا تم قبر والوں سے مدد طلب کرو۔

(روح المعانی، الجزء السادس، ص ٤٠٢)

☆.....حضرت انس ﷛ سے روایت ہے کہ جب قحط پڑ جاتا تو حضرت عمر بن خطاب ﷛ حضرت عباس بن عبد المطلب کے وسیلے سے دعا کرتے اور کہتے اے اللہ! پہلے ہم تیرے نبی ﷺ کے وسیلے سے دعا کیا کرتے تھے تو تو بارش عطا فرما دیتا تھا اب ہم تیرے نبی کے چچا کا تجھے واسطہ پیش کرتے ہیں، تو ہم پر بارش نازل فرما، حضرت انس ﷛ فرماتے ہیں کہ بارش ہونے لگی۔

(صحیح البخاری، کتاب ابواب الاستسقاء، باب سوال الناس الامام، ص ١٦٢)

☆.....حضرت عثمان بن حنیف ﷛ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا حضور ﷺ کے پاس آیا، اس نے نبی پاک ﷺ سے عرض کی، دعا کیجئے کہ اللہ ﷻ مجھے عافیت عطا کر دے آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تو چاہے تو میں اسکو موخر کر دوں کہ یہ تیرے لئے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے دعا کروں"، اس نابینا نے کہا کہ دعا کیجئے، آپ نے اسے اچھا وضو کرنے کا حکم دیا اور کہا: "وضو کرنے کے بعد دو رکعت نماز

پڑھے اور یہ دعا کرے "اے اللہ میں تیرے نبی ﷺ، نبی رحمت کے وسیلے سے تیری جانب متوجہ ہوتا ہوں اور تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے محمد ﷺ میں آپکے وسیلے سے اپنی حاجت براری کے لئے اپنے رب کے حضور متوجہ ہوتا ہوں، تا کہ میری حاجت پوری ہو اے اللہ! میرے بارے میں آپ ﷺ کی شفاعت پوری فرما"۔(ابن ماجه، كتاب اقامة الصلوة،باب ما جا في صلوة الحاجة،ص ٢٤٥)

ان تمام باتوں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جس طرح اللہ کی بارگاہ صمدیت میں اعمال کے ذریعے قرب پایا جاسکتا ہے ساتھ ہی صالحین کا وسیلہ بھی انسان کے بگڑے کام کو بنا دیتا ہے۔

سرقہ :

۲......کسی کی چیز خفیہ اور پوشیدہ طور پر لینے کو لغت کے اعتبار سے سرقہ کہتے ہیں۔(الهداية مع بداية المبتدى، ج٤، ص١٣٦)

(۱)......اگر عاقل بالغ شخص دس درہم یا اسکی قیمت کے برابر کوئی چیز چرائے اور اس چیز کی حفاظت بھی کی جاتی ہو تو ایسے شخص کے ہاتھ کاٹنا واجب ہے۔ (القدوری، كتاب السرقة، ص٢٠٩)

(۲)......اگر چور نے ایک ہی دفعہ میں دس درہم کی مقدار میں مال چرالیا چاہے وہ مال ایک شخص کا ہو یا ایک جماعت کا جبکہ وہ ایک شخص کی حفاظت میں ہو، اس صورت میں چور کے ہاتھ کاٹے جائیں گے (الجوهرة، كتاب السرقة، ص٢٥٦)

(۳)......عاقل بالغ کے چوری کرنے پر ہاتھ کاٹنا واجب ہے بچہ اور مجنون چوری کریں تو ہاتھ نہ کاٹے جائیں اسلئے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے یعنی ان سے مواخذہ نہ ہوگا بچہ جب تک کہ بالغ نہ ہو، پاگل جب تک کہ اسے افاقہ نہ ہوجائے، سونے والا جب تک کہ بیدار نہ ہو۔ (بدائع صنائع، كتاب السرقة، ص٩٩، ج٧)

(۴)......مال چرانے والا مکلّف ہو مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، کافر ہو یا مسلمان، مجنون حالت افاقہ میں مال چرائے تو ہاتھ کاٹے جائیں گے اور گونگے اور اندھے کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں کہ ہوسکتا ہے کہ اپنا مال سمجھ کر لیا ہو (در مختار، كتاب السرقة، ج٦، ص١٣٧)

(۵)......اگر چرائے مال کی قیمت جس دن مال چرایا گیا، دس درہم ہو اور ہاتھ کاٹنے کے وقت میں دس درہم سے کم ہوجائے تو ایسی صورت میں ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔ (رد المحتار، كتاب السرقة، ج٦، ص١٤١)

(۶)......اگر ایک شہر میں چوری کردہ مال کی قیمت دس درہم ہے اور دوسرے شہر میں جہاں ہاتھ کاٹا جانا ہے وہاں اسکی قیمت کم ہے تو ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ (رد المحتار، كتاب السرقة، ج٦، ص١٤١)

(۷)......اگر کسی نے دینار چوری کئے اور اسکی قیمت دس درہم نصاب سے کم ہے تو ہاتھ نہ کاٹے جائیں گے جیسا کہ بحر الرائق میں ہے اور اگر کسی نے دس درہم چرائے اور اس میں کھوٹ ملی ہوئی ہو اور چاندی غالب ہے تو ظاہر الروایت کے مطابق ہاتھ نہ کاٹے جائیں گے (عالمگیری، كتاب السرقة، ج٢، ص١٨٩)

(۸)......چور کا ہاتھ گٹے سے کاٹ کر کھولتے تیل میں داغیں گے اور گرمی و سردی کی شدت ہو تو ابھی نہ کاٹیں بلکہ گرمی و سردی کے ختم ہوجانے پر کاٹیں اور فی الوقت اسے قید میں رکھیں۔ اور داغنے والے کی اجرت اور تیل کھولانے والے کے مصارف سب چور کے ذمہ ہیں اور پھر دوسری مرتبہ چوری کرنے پر بایاں پاؤں بھی کاٹ دیں اور اب کی بار بھی باز نہ آئے تو بطور تعزیر ماریں گے اور قید کریں گے حتی کہ توبہ کرلے۔ (در مختار، كتاب السرقة، ج٦، ص١٧٠، ١٧١)

"لا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر" کے معنی:

۳؎......یعنی اے محبوب! آپ ان منافقوں کے کفر کی طرف جلدی کرنے کی وجہ سے غمگین نہ ہوں یعنی انکی ذات سے جو اسلام کے بارے میں دعوکا ظاہر ہو رہا ہے اس پر ملال نہ کریں، اور نہ ہی انکی مشرکین کیساتھ دوستی سے، بیشک میں تمہارا ناصر ہوں اور انکے شر و فساد کا بدلہ لینے پر کافی ہوں۔ (المدارك، ج ١، ص ٤٤٦)

"یحرفون الکلم" کے معنی:

۴؎......یعنی محمد ﷺ کی نعت وصفت اور آیت رجم جبکہ ان میں سے کوئی شادی شدہ مرد و عورت زنا کریں یہ لوگ اس حکم کو بدل دیتے ہیں۔ (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ص ١٢٣)

سحت:

۵؎......سحت کا لغوی معنی ہلاکت و بربادی ہے مال حرام کو اس لئے سحت کہا جاتا ہے کہ یہ نیکیوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے مسلمانوں کو بھی حرام کھانے سے بارہا منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا کل لحم نبت بالسحت فالنار اولی به قالوا یا رسول الله وما السحت ؟قال الرشوة فی الحکم جو گوشت حرام سے پیدا ہوا ہو اسکی آگ ہی زیادہ حقدار ہے عرض کی گئی سحت کیا ہے؟ فرمایا فیصلہ کرتے وقت رشوت لینا امام اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اذا ارتشی الحاکم انعزل فی الوقت وان لم یعزل یعنی حاکم رشوت لیتے ہی معزول ہو جاتا ہے خواہ اسے بظاہر معزول بھی نہ کیا جائے۔ رشوت اس مال کو کہتے ہیں جو کسی کا حق ضائع کرنے کے لئے اور ناحق کوئی چیز خود لینے کے لئے حاکم کو دی جائے فاما ان ترشی لتدفع عن دینک ودمک ومالک فلیس بحرام لیکن اپنے دین، جان اور مال کی حفاظت کیلئے دی جائے تو حرام نہیں ہے یہاں لینے والا گنہگار ہوگا۔

(ضیاء القرآن، ج ١، ص ٤٧١)

اغراض:

بان تطیعوہ :یعنی (تم اوامر کی پیروی کرو) ترکِ معصیت کے ذریعے۔ من طاعتہ :چاہے جانے والے کاموں کے ذریعے۔ یتمنون :یعنی اپنے دلوں میں تمنا کرتے ہیں۔ و دخلت الفاء الخ :یعنی تیری بات میں قوت پیدا کرنے کے لئے کہ من سرق فاقطعوہ، یہ فاء بالاتفاق اس کام سے روکتی ہے جو کہ اس فعل کے کرنے کے بعد ہونے والا ہے۔ من الکوع :یعنی سنت سے مستفاد ہوتا ہے۔ وھم :یعنی دوسری قوم۔ ای یمین کل منھما :یہ قرأت شاذہ سے مستفاد ہوتا ہے، مراد اس سے السارقون والسارقات فاقطعوا ہے۔ ربع دینار :یعنی چوری کرنے والے کا ہاتھ چار دینار کی چوری پر امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک کاٹا جائے گا۔ من مفصل القدم :میم کی فتح کے ساتھ مسجد کے وزن پر، اور میم کی کسرہ کے ساتھ منبر کے وزن پر، مراد لسان یعنی زبان ہے۔ یعزر :جو کہ امام وقت کرے گا۔ فی خلقه :یعنی اس کی حکمتوں میں سے ہے، یہ شریعت حدود، احکام اور مصلحتوں پر طے ہونے والے معاملے سے مشروع کی گئی ہے۔

رجع عن السرقة :اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ مصدر مضاف ہے تاب کے فاعل کے لئے، یعنی اصل عبارت یوں ہونی چاہیے کہ من بعد ان ظلم غیرہ۔ فکرھوا رجمھما :یعنی ان کے شرف کی وجہ سے ان کو رجم کرنے کو ناپسند کیا۔ متعلق

بقالوا: یعنی لا بامنا، معنی یہ ہیں کہ ان کی باتیں ان کے مونھوں سے تجاوز نہیں کرتیں، یہ صرف وہ باتیں کرتے ہیں کہ جنہیں ان کے دل تصدیق نہیں کرتے۔ بل افتاکم بخلافه :ایک نسخہ میں بل کے بجائے ہاں ہے۔ زنی فی محصنان :یعنی ان (یہود) میں سے دو شرفاء نے زنا کیا، جو کہ شادی شدہ تھے، اور تورات میں ان کی حد رجم کرنا تھا۔ ای یبدلونه :یعنی توریت کے حکم کو اس کی جگہ سے ہٹا کر غیر محل میں رکھتے ہیں۔ والجزیة: مراد یہود ہیں کہ جن پر جزیہ متعین کیا گیا۔ اضلاله :اولی صورت یہ ہے کہ ضلالہ ہو، اس لئے کہ اس سے مراد وہ وصف ہے جو کہ مخلوق کے ساتھ متصف ہوتا ہے اور جس کا تعلق مخلوق کے ارادے سے ہوتا ہے، اور اس سے غیر کو تعبیر کیا جاتا ہے۔ فی دفعها :مراد فتنہ دور کرنا ہے۔ بالفضیحة: یعنی منافقین کے نفاق کو مسلمانوں پر ظاہر کر کے انہیں رسوا کیا جائے گا۔ وهو اصح قولی الشافعی :اور اس قول ﴿فاحكم بينهم او اعرض بينهم﴾ کا مقابل ﴿لايجب الحكم بينهم﴾ ہے۔

(الحمل، ج۲، ص۲۱۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿انا انزلنا التورة فيها هدى﴾ مِّنَ الضَّلَالَةِ ﴿ونور﴾ بَيَانٌ لِّلْاَحْكَامِ ﴿يحكم بها النبيون﴾ مِنْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ ﴿الذين اسلموا﴾ اِنْقَادُوْا اللّٰهَ ﴿للذين هادوا والربنيون﴾ اَلْعُلَمَاءُ مِنْهُمْ ﴿والاحبار﴾ اَلْفُقَهَاءُ ﴿بما﴾ اَىْ بِسَبَبِ الَّذِىْ ﴿استحفظوا﴾ اِسْتَوْدَعُوْهُ اَىْ اِسْتَحْفَظَهُمُ اللّٰهُ اِيَّاهُ ﴿من كتب الله﴾ اَنْ يُبَدِّلُوْهُ ﴿وكانوا عليه شهداء﴾ اَنَّهٗ حَقٌّ ﴿فلا تخشوا الناس﴾ اَيُّهَا الْيَهُوْدُ فِى اِظْهَارِ مَا عِنْدَكُمْ مِنْ نَعْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَالرَّجْمِ وَغَيْرِهِمَا ﴿واخشون﴾ فِىْ كِتْمَانِهٖ ﴿ولا تشتروا﴾ تَسْتَبْدِلُوْا ﴿بايتى ثمنا قليلا﴾ مِنَ الدُّنْيَا تَاْخُذُوْنَهٗ عَلٰى كِتْمَانِهٖ ﴿ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الكفرون (۴۴)﴾ بِهٖ ﴿وكتبنا﴾ فَرَضْنَا ﴿عليهم فيها﴾ اَىِ التَّوْرٰةِ ﴿ان النفس﴾ تُقْتَلُ ﴿بالنفس﴾ اِذَا قَتَلَتْهَا ﴿والعين﴾ تُفْقَأُ ﴿بالعين والانف﴾ تُجْدَعُ ﴿بالانف والاذن﴾ تُقْطَعُ ﴿بالاذن والسن﴾ تُقْلَعُ ﴿بالسن﴾ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِالرَّفْعِ فِى الْاَرْبَعَةِ ﴿والجروح﴾ بِالْوَجْهَيْنِ ﴿قصاص﴾ اَىْ يَقْتَصُّ فِيْهَا اِذَا اَمْكَنَ كَالْيَدِ وَالرِّجْلِ وَالذَّكَرِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ وَمَا لَا يُمْكِنُ فِيْهِ الْحَكُوْمَةُ وَهٰذَا الْحُكْمُ وَاِنْ كُتِبَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ مُقَرَّرٌ فِىْ شَرْعِنَا ﴿فمن تصدق به﴾ اَىْ بِالْقِصَاصِ بِاَنْ مَكَّنَ مِنْ نَفْسِهٖ ﴿فهو كفارة له﴾ لِمَا اَتَاهُ ﴿ومن لم يحكم بما انزل الله﴾ فِى الْقِصَاصِ وَغَيْرِهٖ ﴿فاولئك هم الظلمون (۴۵) وقفينا﴾ اَتْبَعْنَا ﴿على اثارهم﴾ اَىِ النَّبِيِّيْنَ ﴿بعيسى ابن مريم مصدقا لما بين يديه﴾ قَبْلَهٗ ﴿من التورة واتينه الانجيل فيه هدى﴾ مِنَ الضَّلَالَةِ ﴿ونور﴾ بَيَانٌ لِّلْاَحْكَامِ ﴿ومصدقا﴾ حَالٌ ﴿لمابين يديه من التورة﴾ لِمَا فِيْهَا مِنَ الْاَحْكَامِ ﴿وهدى وموعظة للمتقين (۴۶)﴾ وَقُلْنَا ﴿وليحكم اهل الانجيل بما انزل الله فيه﴾ مِنَ الْاَحْكَامِ وَفِىْ قِرَاءَةٍ بِنَصْبِ يَحْكُمُ وَكَسْرِ لَامِهٖ عَطْفًا عَلٰى مَعْمُوْلِ اٰتَيْنَاهُ ﴿ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الفاسقون (۴۷) وانزلنا اليك﴾ يَا مُحَمَّدُ ﴿الكتب﴾ الْقُرْاٰنَ ﴿بالحق﴾ مُتَعَلِّقٌ بِاَنْزَلْنَا ﴿مصدقا لما بين يديه﴾ قَبْلَهٗ ﴿من الكتب ومهيمنا﴾ شَاهِدًا ﴿عليه﴾ وَالْكِتٰبُ بِمَعْنَى الْكُتُبِ ﴿فاحكم بينهم﴾ بَيْنَ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِذَا تَرَافَعُوْا

اِلَیْکَ ﴿بما انزل اللہ﴾ اِلَیْکَ ﴿ولاتتبع أهواء هم﴾ عَادِلًا ﴿عماجاءک من الحق لکل جعلنا منکم﴾ اَیُّهَا الْاُمَمُ ﴿شرعة﴾ شِرْیَعَةً ﴿ومنهاجا﴾ طَرِیْقًا وَاضِحاً فِی الدِّیْنِ یَمْشُوْنَ عَلَیْهِ ﴿ولو شاء الله لجعلکم امة واحدة﴾ عَلٰی شَرِیْعَةٍ وَّاحِدَةٍ ﴿ولکن﴾ فَرَّقَکم فِرَقًا ﴿لیبلوکم﴾ لِیَخْتَبِرَکُمْ ﴿فی ما اتکم﴾ مِنَ الشَّرَائِعِ الْمُخْتَلِفَةِ لِیَنْظُرَ الْمُطِیْعَ مِنْکُمْ وَالْعَاصِیَ ﴿فاستبقوا الخیرات﴾ سَارِعُوْا اِلَیْهَا ﴿الی اللہ مرجعکم جمیعا﴾ بِالْبَعْثِ ﴿فینبئکم بما کنتم فیه تختلفون (٤٨)﴾ مِنْ اَمْرِ الدِّیْنِ وَیَجْزِی کُلًّا مِنْکُمْ بِعَمَلِهٖ ﴿وان احکم بینهم بما انزل الله ولا تتبع اهواء هم واحذرهم﴾ لِ﴿ان﴾لا ﴿یفتنوک﴾یضلونک ﴿عن بعض ما انزل الله الیک فان تولوا﴾ عَنِ الْحُکْمِ الْمُنَزَّلِ وَاَرَادُوْا غَیْرَهٗ ﴿فاعلم انما یرید الله ان یصیبهم﴾ بِالْعُقُوبَةِ فِی الدُّنْیَا ﴿ببعض ذنوبهم﴾اَلَّتِیْ اَتَوْهَا وَمِنْهَا التَّوَلِّیْ وَیُجَازِیْهِمْ عَلٰی جَمِیْعِهَا فِی الْاُخْرٰی ﴿وان کثیرا من الناس لفسقون (٤٩) افحکم الجاهلیة یبغون﴾ بِالْیَاءِ وَالتَّاءِ یَطْلُبُوْنَ مِنَ الْمُدَاهَنَةِ وَالْمَیْلِ اِذَا تَوَلَّوْا ؟ اِسْتِفْهَامُ اِنْکَارِیْ ﴿ومن﴾اَیْ لَا اَحَدٌ ﴿احسن من الله حکما لقوم﴾ عِنْدَ قَوْمٍ ﴿یوقنون (٥٠)﴾بِهٖ خُصُّوْا بِالذِّکْرِ لِاَنَّهُمْ الَّذِیْنَ یَتَدَبَّرُوْنَهٗ.

﴿ترجمہ﴾

بیشک ہم نے توریت اتاری اس میں ہدایت (ہے گمراہی سے) اور نور (اس سے مراد احکام کا بیان) ہے، اس کے مطابق حکم دیتے تھے ہمارے نبی (بنی اسرائیل کے) جو فرمانبردار تھے (یعنی اللہ کے تابعدار تھے) یہود کو اور اللہ والے (یعنی یہود کے علماء) اور احبار (یعنی فقہاء) کہ (یعنی اس وجہ سے کہ) ان سے حفاظت چاہی گئی (ان سے حفاظت کا وعدہ لیا گیا یعنی اللہ نے انہیں خاص اس کی حفاظت کا حکم دیا) کتاب اللہ کی (کہ لوگ اس میں تبدیلی نہ کردیں) اور وہ اس پر گواہ تھے (کہ یہ برحق ہے) تو لوگوں سے خوف نہ کرو (یعنی اے یہودیو! محمد ﷺ کی نعت اور رجم وغیرہ کے متعلق جو احکام تمہارے پاس ہیں انکے اظہار سے نہ ڈرو) اور مجھ سے ڈرو (اس کے چھپانے کے معاملے میں) اور نہ لو (لاتشتروا بمعنی لاتستبدلوا ہے) میری آیتوں کے بدلے ذلیل قیمت (دنیا میں جسے تم اس کے چھپانے کے بدلے حاصل کرتے ہو) اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے وہی لوگ (اس کے ساتھ) کفر کرنے والے ہیں اور ہم نے لکھ دیا (یعنی فرض کردیا) ان پر اس کتاب (یعنی توریت) میں کہ بے شک جان (قتل کی جائے) جان کے بدلے (جب کہ اس جان نے دوسری جان کو قتل کیا ہو) اور آنکھ (پھوڑی جائے) آنکھ کے بدلے اور ناک (کاٹی جائے) ناک کے بدلے اور کان (کاٹا جائے) کان کے بدلے اور دانت (نکالا جائے) دانت کے بدلے (اور ایک قرأت میں چاروں لفظ مرفوع پڑھے گئے ہیں) اور زخموں میں (جروح میں دونوں لغتیں ہیں یعنی مرفوع ومنصوب) بدلہ ہے (یعنی زخموں میں ممکنہ صورت میں قصاص لیا جائے گا جیسے ہاتھ، پاؤں اور عضوِ مخصوص وغیرہ میں اور جن اعضاء میں مماثلت ممکن نہ ہو وہاں منصفانہ فیصلہ ہوگا، یہ حکم اگرچہ بنی اسرائیل پر فرض ہوا تھا لیکن ہماری شریعت میں بھی باقی ہے) پھر جو دل کی خوشی سے بدلہ کرادے...... (یعنی قاتل قصاص کے لیے خود کو پیش کردے) تو وہ اس کا گناہ

(یعنی اس کے قتل کا گناہ) اتار دے گا اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے ......۲...... (قصاص وغیرہ کے معاملے میں) تو وہی لوگ ظالم ہیں اور ہم لائے (قفینا بمعنی اتبعنا ہے) ان کے پیچھے ان کے (یعنی انبیائے کرام کے) نشانِ قدم پر عیسیٰ بن مریم کو تصدیق کرتا ہوا جو اس سے پہلے تھی (بین یدیہ بمعنی قبلہ ہے) توریت کی اور ہم نے اسے انجیل عطا کی جس میں ہدایت (ہے گمراہی سے) اور نور (یعنی احکام کا بیان ہے) اور تصدیق فرماتی ہے (مصدقا ترکیب میں حال ہے) توریت کی کہ اس سے پہلے تھی (یعنی اس میں احکام الٰہی کی) اور ہدایت ......۳...... اور نصیحت پرہیزگاروں کو (اور ہم نے کہا) اور چاہیے کہ انجیل والے حکم کریں اس پر جو اللہ نے اس میں اتارے (احکام، ایک قرأت میں یحکم نصب اور لام کے کسرہ کے ساتھ اتیناہ کے معمول پر معطوف ہے) اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں تو وہی فاسق ہیں اور ہم نے تمہاری طرف اتاری (اے محمد ﷺ!) کتاب (یعنی قرآنِ کریم) سچی (بالحق ظرفِ مستقر انزلنا کے متعلق ہے) اگلی (پہلے کی) کتابوں کی تصدیق فرماتی اور ان پر محافظ و گواہ (مھیمنا بمعنی شاھدا ہے) اس پر (یعنی کتاب پر یہاں کتاب بمعنی کُتُب ہے) تو فیصلہ کرو ان میں (یعنی اہل کتاب کے مابین جب وہ آپ ﷺ کی خدمتِ عالیشان میں کوئی مقدمہ لائیں) اس سے جو اللہ نے اتارا (تمہاری طرف) اور اسے سننے والے انکی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا (عادلا شبہ فعل محذوف ہے) اپنے پاس آیا ہوا حق چھوڑ کر اور ہم نے تم سب کے لیے (اے امتوں!) ایک ایک شریعت ......۴...... (شرعۃ بمعنی شریعۃ ہے) اور راستہ رکھا (یعنی دین میں ایسا واضح راستہ کہ جس پر تم چلتے ہو) اور اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت کر دیتا (یعنی ایک ہی شریعت پر) اور لیکن (اس نے تمہیں الگ الگ جماعت کر دیا) تاکہ تمہیں آزمائے (لیبلوکم بمعنی لیختبرکم ہے) جو کچھ تمہیں دیا (یعنی مختلف شریعتیں تاکہ تم میں مطیع اور عاصی کو دیکھ سکے) تو بھلائیوں کی طرف سبقت چاہو (یعنی ان کی طرف جلدی کرو) تم سب کا پھرنا اللہ ہی کی طرف ہے (یعنی دوبارہ زندہ ہو کر) تو تمہیں بتا دے گا جس بات میں تم جھگڑتے تھے (یعنی جس دینی معاملے میں تم اختلاف کرتے تھے اور تم میں ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ دے گا) اور یہ کہ اے مسلمان! اللہ کے اتارے پر حکم کر اور انکی خواہشوں پر نہ چل اور ان سے بچتا رہ کہ (ان کے بعد لا نافیہ محذوف ہے) کہیں تجھے لغزش نہ دے دیں، (یعنی برگشتہ نہ کر دیں) کسی حکم میں جو تیری طرف اترا پھر اگر وہ منہ پھیریں (اس اترے ہوئے حکم سے اور اس کے سوا کا ارادہ کریں) تو جان لو کہ اللہ ان کو سزا پہنچایا چاہتا ہے (یعنی دنیا میں سزا دے کر) انکے بعض گناہوں کی (جس کے وہ مرتکب ہوئے، انہی گناہوں میں سے ایک گناہ روگردانی بھی ہے اور آخرت میں تو وہ سب گناہوں کی سزا دیگا) اور بے شک بہت آدمی بے حکم ہیں تو کیا جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں (یبغون میں دو لغتیں ہیں یاء اور تاء کے ساتھ، یعنی جب روگردانی کرتے ہیں تو حق پوشی و چاپلوسی اور کجی و میلان طبعی کرنا، یہ استفہام انکاری ہے) اور کون ہے (یعنی کوئی نہیں) اللہ سے زیادہ حکم میں اچھا اس قوم کے واسطے (لقوم بمعنی عند قوم ہے) جو یقین رکھتے ہیں (اس پر، ان لوگوں کی تخصیص اس لئے کی گئی ہے کہ یہی اللہ کے حکم میں تدبر کرنے والے ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿انا انزلنا التورۃ فیھا ھدی ونور﴾

انا: مشبہ و اسم، انزلنا: فعل با فاعل، التوراۃ: ذوالحال، فیھا: ظرف مستقر خبر مقدم، ھدی ونور: معطوف علیہ، معطوف، ملکر مبتداء

موخر،ملکر جملہ اسمیہ حال ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ یحکم بها النبیون الذین اسلموا للذین هادوا.......... و کانوا علیه شهداء ﴾

یحکم: فعل ،بها: ظرف لغو،النبیون :موصوف،الذین اسلموا: موصول صلہ ملکر صفت،ملکر معطوف علیہ ،والربنیون :معطوف اول،والاحبار :معطوف ملکر فاعل،للذین هادوا: ظرف لغو ثانی،ب : جار،ما: موصولہ،استحفظوا من کتب الله: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،وکانوا علیه شهداء: جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر صلہ،موصول سے ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو ثالث ،یحکم، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلا تخشوا الناس واخشونِ ولاتشتروا بایتی ثمنا قلیلا﴾

ف: فصیحیہ ،لاتخشوا :فعل نہی با فاعل،الناس :مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی ،ملکر ،و: عاطفہ ،اخشون: فعل امر با فاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف اول،ولاتشتروا بایتی ثمنا قلیلا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی ،ملکر شرط محذوف اذا عرفتهم هذا کیلئے جزاء،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ ومن لم یحکم بماانزل الله فاولئک هم الکفرون﴾

و: مستانفہ ،من :شرطیہ مبتداء،لم یحکم :فعل با فاعل،بما انزل الله:ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ف: جزائیہ،اولئک هم الکفرون: جملہ اسمیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿وکتبنا علیهم فیهاان النفس بالنفس .... والجروح قصاص﴾

و: عاطفہ ،کتبا:فعل با فاعل،علیهم: ظرف لغو ،فیها:ظرف مستقر حال مقدم،ان :حرف مشبہ بالفعل،النفس بالنفس: اسم و خبر معطوف علیہ ،والعین بالعین والانف......الخ:اسم وخبر،معطوفات،ان اپنے اسم وخبر سے ملکر ذوالحال اپنے حال مقدم سے ملکر مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ماقبل انزلنا پر معطوف۔

﴿فمن تصدق به فهو کفارة له﴾

ف: مستانفہ ،من:شرطیہ ،تصدق به : جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،ف: جزائیہ ،هو: مبتداء،کفارة له :شبہ جملہ،ملکر جملہ اسمیہ جزاء،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئک هم الظلمون﴾

و: عاطفہ،من :شرطیہ مبتداء،لم یحکم بما انزل الله : جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،فاولئک هم الظلمون: جملہ اسمیہ جواب شرط ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقفینا علی اثارهم بعیسی ابن مریم مصدقا لما بین یدیه من التورة﴾

و: مستانفہ،قفینا:فعل بافاعل،علی اثارھم:ظرف لغواول،ب: جار،عیسی:موصوف،ابن مریم: صفت،ملکرز والحال،مصدقا: اسم فاعل بافاعل،لام: جار،مابین یدیہ: موصول صلہ ملکر ذوالحال،من التوراۃ: ظرف مستقر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿واتینہ الانجیل فیہ ھدی ونور ومصدقا لما بین یدیہ من التورۃ وھدی وموعظۃ للمتقین﴾

و: عاطفہ،اتینہ: فعل بافاعل ومفعول،الانجیل: ذوالحال،فیہ ھدی ونور: جملہ اسمیہ معطوف علیہ ومصدقا لما بین یدیہ من التورۃ: شبہ جملہ معطوف اول،وھدی: معطوف ثانی، وموعظۃ للمتقین: شبہ جملہ معطوف ثالث،ملکر حال،ملکر مفعول ثانی،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ﴾

و: عاطفہ،لیحکم: فعل امر،اھل الانجیل: فاعل،بما انزل اللہ: ظرف لغو اول،فیہ: ظرف لغو ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الفاسقون﴾

و: عاطفہ،من: شرطیہ مبتدا،لم یحکم بما انزل اللہ: جملہ فعلیہ شرط،فاولٰئک ھم الفسقون: جملہ اسمیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانزلنا الیک الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتٰب ومھیمنا علیہ﴾

و: عاطفہ،انزلنا الیک: فعل بافاعل وظرف لغو،الکتب: ذوالحال،بالحق: مستقر،حال اول،مصدقا: اسم فاعل،لام: جار،مابین یدیہ: موصول صلہ ملکر ذوالحال،من الکتب: ظرف مستقر حال،ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف،ومھیمنا علیہ: شبہ جملہ معطوف،ملکر حال ثانی،ملکر مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاحکم بینھم بما انزل اللہ ولاتتبع اھواء ھم عما جاء ک من الحق﴾

ف: عاطفہ،احکم بینھم: فعل بافاعل وظرف،بما انزل اللہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ،و: عاطفہ،لاتتبع: فعل نہی بافاعل،اھواء ھم: ذوالحال،عن: جار،ما: موصولہ،جاء: فعل ھو ضمیر ذوالحال من الحق: ظرف مستقر حال ملکر فاعل،ک: ضمیر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا﴾

لکل: ظرف لغو مقدم،جعلنا: فعل بافاعل،منکم: ظرف مستقر امۃ محذوف کیلئے صفت،ملکر مرکب توصیفی ہوکر مفعول اول،شرعۃ ومنھاجا: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ولکن لیبلوکم فی ما اتکم﴾

و: مستانفہ،لو:شرطیہ،شاء اللہ: جملہ فعلیہ شرط،لام:تاکیدیہ،جعل: فعل ھو ضمیر ذوالحال،و: حالیہ،لکن: مخفف،لام: جار،یبلوکم: فعل بافاعل ومفعول،فیما اتکم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور،ملکر ظرف مستقر فعل محذوف اوادکیلئے،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال،ملکر فاعل،کم: ضمیر مفعول اول،امۃ واحدۃ: مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فاستبقوا الخیرات الی اللہ مرجعکم جمیعا﴾

ف: فصیحیہ،استبقوا الخیرات: فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف تبینتم وجہ الحکمۃ فی ھذا کیلئے جزا ملکر جملہ شرطیہ،الی اللہ ظرف مستقر خبر مقدم،مرجع: مضاف،کم: ضمیر ذوالحال،جمیعا: حال،ملکر مضاف الیہ ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون وان احکم بینھم بما انزل اللہ﴾

ف: عاطفہ معطوف علی معنی مرجعکم ای ترجعون جمیعا،ینبئکم: فعل بافاعل ومفعول،بما کنتم فیہ تختلفون: ظرف لغو ملکر جملہ فعلیہ،و: مستانفہ،ان: مصدریہ،احکم بینھم: فعل بافاعل وظرف،بما انزل اللہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر بتقدیر ب مجرور،جار مجرور ملکر ظرف مستقر فعل محذوف وصیناک کیلئے جملہ فعلیہ۔

﴿ولا تتبع اھواء ھم واحذرھم ان یفتنوک عن بعض ما انزل اللہ الیک﴾

و: عاطفہ،لاتتبع: فعل نہی بافاعل،اھواء ھم: مفعول،ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ،و: عاطفہ،احذرھم: فعل بافاعل ومفعول،ان: مصدریہ،یفتنوک: فعل بافاعل ومفعول،عن: جار،بعض ما انزل اللہ الیک: مرکب اضافی مجرور،ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول لہ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف ملکر ماقبل احکم پر معطوف۔

﴿فان تولوا فاعلم انما یرید اللہ ان یصیبھم ببعض ذنوبھم﴾

ف: مستانفہ،ان: شرطیہ،تولوا: جملہ فعلیہ شرط،ف: جزائیہ،اعلم: فعل بافاعل،انما: حرف مشبہ وماکافہ،یرید اللہ: فعل و فاعل،ان: مصدریہ،یصیبھم: فعل بافاعل ومفعول،ببعض ذنوبھم: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول،اعلم،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وان کثیرا من الناس لفسقون افحکم الجاھلیۃ یبغون ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون﴾

و: مستانفہ،ان: حرف مشبہ،کثیرا: موصوف،من الناس: ظرف مستقر صفت،ملکر اسم،لفسقون: خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،ہمزہ استفہامیہ،ف: عاطفہ معطوف علی محذوف یتولون عن حکمک الجاھلیۃ: مفعول مقدم،یبغون: فعل بافاعل یہ سب ملکر جملہ فعلیہ،و: مستانفہ،من: مبتدا،احسن: اسم تفضیل ھو ضمیر مستقر ممیز،حکما: تمیز،ملکر فاعل،من اللہ: ظرف لغو،لام: بمعنی عند مضاف،قوم: موصوف،یوقنون: جملہ فعلیہ صفت،ملکر مضاف الیہ،ملکر ظرف احسن اپنے متعلقات سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆...... وکتبنا علیهم فیها ان النفس بالنفس ......☆ اگر کسی نے کسی کو قتل کیا تو اس کی جان مقتول کے بدلے میں ماخوذ ہوگی خواہ وہ مقتول مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، مسلم ہو یا ذمی شان نزول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مرد کو عورت کے بدلے قتل نہ کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل۔

☆...... افحکم الجاهلية يبغون......☆ بنی نضیر اور بنی قریظہ یہود کے دو قبیلے تھے ان میں باہم ایک دوسرے کا قتل ہوتا رہتا تھا جب سید عالم ﷺ مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو یہ لوگ اپنا مقدمہ حضور کی خدمت میں لائے اور بنی قریظہ نے کہا کہ بنی نضیر ہمارے بھائی ہیں ہم وہ ایک جد کی اولاد ہیں ایک دین رکھتے ہیں ایک کتاب (توریت) مانتے ہیں لیکن اگر بنی نضیر ہم میں سے کسی کو قتل کریں تو اس کے خون بہا میں ہم ستر وسق کھجوریں دیتے ہیں اور اگر ہم میں سے کوئی انکے کسی آدمی کو قتل کرے تو ہم سے اس کے خون بہا میں ایک سو چالیس وسق لیتے ہیں آپ اسکا فیصلہ فرمادیں حضور ﷺ نے فرمایا میں حکم دیتا ہوں کہ قریظی اور نضیری کا خون برابر ہے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں اس پر نبی نضیر بہت برہم ہوئے اور کہنے لگا کہ ہم آپ کے فیصلے سے راضی نہیں آپ ہمارے دشمن ہیں ہمیں ذلیل کرنا چاہتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ کیا جاہلیت کی گمراہی اور ظلم کا حکم چاہتے ہو۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کفارہ قصاص :

۱...... قاتل یا جنایت کرنے والا اپنے جرم پر نادم ہو کر معصیت کے وبال سے بچنے کیلئے بخوشی اپنے اوپر حکم جاری کرائے تو قصاص اسکے جرم کا کفارہ ہوجائیگا اور آخرت میں اس پر عذاب نہ ہوگا۔ (الحمل، ج ٢، ص ٢٢٨)

''ومن لم يحكم بما انزل الله'' کے معنی:

۱...... امام ناصر الدین بیضاوی فرماتے ہیں ومن لم یحکم بما انزل الله مستهينا به منكرا له جو شخص اللہ کے اتارے ہوئے حکم کے مطابق برائے تحقیر وتوہین فیصلہ نہ کرے وہ کافر ہے۔ اور جو شخص ایسا کرے وہ کافر، ظالم اور فاسق ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں فکفرهم لانکاره ، وظلمهم بالحكم على خلافه ، و فسقهم بالخروج عنه یعنی وہ کافر اس وجہ سے ہوئے کہ اللہ ﷻ کے احکام کو تسلیم کرنے سے انکار کیا، ظالم اس بناء پر ہوئے کہ احکام الٰہی کے خلاف فیصلہ دیا، اور فاسق ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حدود اللہ کو توڑ بیٹھے۔ مزید آگے فرمایا کہ حقیقت یہ ہے ان مبارک کلمات کے بعد کسی کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنی قوم، رعایا یا اپنے ہی لئے ایسے قانون وضع کرے جو احکام الٰہی کے خلاف ہوں۔ (البیضاوی، ج ١، ص ٤٣٩)

لفظ ھدی کا تکرار:

۲...... آیت مبارکہ میں دو مرتبہ ہدایت کا ذکر آیا ہے پہلی مرتبہ انجیل کے لئے یہ لفظ استعمال ہوا ہے کہ یہ کتاب جہالت دور

کرتی اور باطنی بصیرت کو روشن کرتی ہے اور دوسری جگہ انجیل میں سید عالم ﷺ کی تشریف آوری کو یہ لفظ متضمن ہے کیونکہ یہ حضور کی نبوت کی طرف لوگوں کی راہ یابی کا سبب ہے۔ (الخازن، ج ۲، ص ٥٠)

شرعة و منهاجا:

یعنی..... ہر امت کی شریعت جدا جدا تھی لیکن دین سب کا ایک ہے اور وہ توحید ہے اور اصل میں شریعة ، الشرع سے ہے اور اسکا معنی بیان اور اظہار ہے چنانچہ شرع کا معنی ہوا واضح اور روشن راستہ، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ شروع فی الشی سے ہے یعنی کسی چیز کی مشروعیت، اور کلام عرب میں شریعة، مشرعة سے ہے اور اس سے مراد وہ گھاٹ ہے جہاں سے لوگوں کو پانی پلایا جاتا ہو اور سیراب کیا جاتا ہو ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ شریعت سے مراد راستہ ہے پھر یہ لفظ اس راستے کیلئے استعمال ہونے لگا جو دین الٰہی تک پہنچادے اور منہاج سے مراد واضح راستہ ہے، بعض نے یہ بھی کہا کہ شریعۃ اور منہاج ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں اور تکرار محض تاکید کیلئے ہے، اور دونوں سے مراد دین ہے، جبکہ بعض کہتے ہیں کہ یہاں نہایت لطیف فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ شریعت سے مراد وہ راستہ جسکا اللہ ﷻ نے اپنے بندوں کو حکم فرمایا اور منہاج سے مراد وہ واضح طریقہ ہے جو اس شریعت تک پہنچائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایمان حضرت آدم علیہ السلام کے دور سے یہی ہے کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دینا اور اللہ کی طرف سے نازل کردہ کا اقرار کرنا اور شریعت اور منہاج ہر قوم کا جدا ہے۔ (الخازن، ج ۲، ص ۱ ٥ ملخصاً)

اغراض:

الفقهاء: ان کا عطف الربانیون پر ہے یعنی خاص کا عطف عام پر ہے، خازن میں ہے کہ کیا ربانی اور احبار میں کوئی فرق ہے؟ اس میں اختلاف ہے، ایک قول یہ کیا گیا کہ کوئی فرق نہیں ہے ربانی اور احبار ایک ہی ہیں اور ان سے علماء اور فقہاء مراد ہیں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ربانی احبار سے اعلیٰ درجہ میں ہیں اسی لئے اللہ ﷻ نے انہیں مقدم ذکر کیا، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ربانی سے مراد حکام وغیرہ ہیں اور احبار سے مراد علماء ہیں، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ربانی نصاریٰ کے علماء ہیں اور احبار یہود کے۔

حال: مصدقا ، الانجیل سے حال ہے، یعنی حال مؤکدہ ہے اس لئے کہ اللہ ﷻ کی بعض کتابیں بعض کی تصدیق کرتی ہیں۔ فی کتمانه : یہ جملہ بعض نسخوں میں ہے اور ضمیر عائد ما کی جانب راجع ہے اور یہ ظاہر ہے، اور بعض نسخوں میں فی کتمانها ہے اور ضمیر عائد اسی طرح ما کی جانب راجع ہے، اور کتمانها میں ہاء مؤنث کی ضمیر معنوی اعتبار سے ہے کہ کتمان متعدد امور میں واقع ہو سکتا ہے۔ یجدع: بمعنی یقطع ہے۔

ونحو ذلک : جیسا کہ ہونٹ، کان اور قدم۔ شاهدا: یعنی ماقبل کتابوں پر نگہبان، حضرت حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کتاب ہمارے نبی کی نگہبان ہے پس حق یہ ہے کہ اسے ہر روز اویوں سے پہچانا جائے، قرآن نگہبان ہے اور ہمارے نبی کی تصدیق کرنے والی کتاب ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ حفاظت فرمانے والی امین ہے، ابو سعود کی عبارت ہے کہ قرآن ان پر محافظ ہے یعنی ساری کتابوں پر نگہبان ہے جو کہ تبدیلی سے محفوظ ہیں اس لئے کہ قرآن تمام کتابوں کی صحت وثبات پر نگہبان ہے اور جملہ کتابوں کے شرعی اصولوں کو قائم رکھتا ہے اور ان کتابوں سے مستفاد ہونے والی انتہائے مشروعیت کے بیان کے ساتھ ان کے فروعات اور منسوخ احکامات کی تائید کرتا ہے اور ان کتابوں پر عمل کے وقت کے پورے ہوجانے پر بھی تائید کرتا ہے۔ (الجمل، ج ۲، ص ۲۲٥ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿یایھا الذین امنوا لا تتخذوا الیھود والنصری اولیاء﴾ تَوَالُوْنَهُمْ وَتَوَادُّوْنَهُمْ ﴿بعضھم اولیاء بعض﴾ لِاتِّحَادِهِمْ فِی الْکُفْرِ ﴿ومن یتولھم منکم فانه منھم﴾ مِنْ جُمْلَتِهِمْ ﴿ان اللہ لا یھدی القوم الظلمین (۵۱)﴾ بِمُوَالاتِهِمُ الْکُفَّارَ ﴿فتری الذین فی قلوبھم مرض﴾ ضَعْفُ اِعْتِقَادٍ کَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَیِّ الْمُنَافِقِ ﴿یسارعون فیھم﴾ فِیْ مُوَالاتِهِمْ ﴿یقولون﴾ مُعْتَذِرِیْنَ عَنْهَا ﴿نخشی ان تصیبنا دائرۃ﴾ یَدُوْرُ بِهَا الدَّهْرُ عَلَیْنَا مِنْ جَدْبٍ اَوْ غَلَبَةٍ وَلَا یَتِمُّ اَمْرُ مُحَمَّدٍ فَلَا یَمِیْرُوْنَا ، قَالَ تَعَالٰی ﴿فعسی اللہ ان یاتی بالفتح﴾ بِالنَّصْرِ لِنَبِیِّهٖ بِاِظْهَارِ دِیْنِهٖ ﴿او امر من عندہ﴾ بِهَتْکِ سترِ الْمُنَافِقِیْنَ وَافْتِضَاحِهِمْ ﴿فیصبحوا علی ما اسروا فی انفسھم﴾ مِنَ الشَّکِّ وَمُوَالَاةِ الْکُفَّارِ ﴿ندمین (۵۲) ویقول﴾ بِالرَّفْعِ اِسْتِیْنَافًا بِوَاوٍ وَدُوْنِهَا وَبِالنَّصْبِ عَطْفًا عَلٰی یَاْتِیَ ﴿الذین امنوا﴾ لِبَعْضِهِمْ اِذَا هَتَکَ سَتْرَهُمْ تَعَجُّبًا ﴿اھؤلاء الذین اقسموا باللہ جھد ایمانھم﴾ غَایَةَ اِجْتِهَادِهِمْ فِیْهَا ﴿انھم لمعکم﴾ فِی الدِّیْنِ قَالَ تَعَالٰی ﴿حبطت﴾ بَطَلَتْ ﴿اعمالھم﴾ اَلصَّالِحَةُ ﴿فاصبحوا﴾ فَصَارُوْا ﴿خسرین (۵۳)﴾ الدُّنْیَا بِالْفَضِیْحَةِ وَالْاٰخِرَةِ بِالْعِقَابِ ﴿یایھا الذین امنوا من یرتد﴾ بِالْفَکِّ وَالْاِدْغَامِ ، یَرْجِعُ ﴿منکم عن دینه﴾ اِلَی الْکُفْرِ اِخْبَارٌ بِمَا عَلِمَ تَعَالٰی وُقُوْعَهُ وَقَدْ اِرْتَدَّ جَمَاعَةٌ بَعْدَ مَوْتِ النَّبِیِّ ﷺ ﴿فسوف یاتی اللہ﴾ بَدْلَهُمْ ﴿بقوم یحبھم ویحبونه﴾ قَالَ ﷺ" :هُمْ قَوْمُ هٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیْ "رَوَاهُ الْحَاکِمُ فِیْ صَحِیْحِهٖ ﴿اذلة﴾ عَاطِفِیْنَ ﴿علی المؤمنین اعزۃ﴾ اَشِدَّاءِ ﴿علی الکفرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومة لائم﴾ فِیْهِ کَمَا یَخَافُ الْمُنَافِقُوْنَ لَوْمَ الْکُفَّارِ ﴿ذلک﴾ اَلْمَذْکُوْرُ مِنَ الْاَوْصَافِ ﴿فضل اللہ یؤتیه من یشاء واللہ واسع﴾ کَثِیْرُ الْفَضْلِ ﴿علیم (۵۴)﴾ بِمَنْ هُوَ اَهْلُهٗ وَنَزَلَ لَمَّا قَالَ اِبْنُ سَلَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ قَوْمَنَا هَجَرُوْنَا ﴿انما ولیکم اللہ ورسوله والذین امنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم رکعون (۵۵)﴾ خَاشِعُوْنَ اَوْ یُصَلُّوْنَ صَلٰوةَ التَّطَوُّعِ ﴿ومن یتول اللہ ورسوله والذین امنوا﴾ فَیُعِیْنُهُمْ وَیَنْصُرُهُمْ ﴿فان حزب اللہ ھم الغالبون (۵۶)﴾ لِنَصْرِهٖ اِیَّاهُمْ اَوْقَعَهٗ مَوْقِعَ فَاِنَّهُمْ بَیَانًا لِاَنَّهُمْ مِنْ حِزْبِهٖ ، اَیْ اَتْبَاعِهٖ .

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ (تم ان سے دوستی اور محبت کا اظہار نہ کرو) وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں

(اس لئے کہ وہ کفر میں متحد ہیں) اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا وہ انہیں میں سے ہے......۱......(یعنی وہ انہیں کے حکم میں داخل ہے) بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا (کافروں سے دوستی نبھانے کی وجہ سے) اب تم انہیں دیکھو گے جنکے دلوں میں آزار ہے (یعنی اعتقادی کمزوری ہے جیسے عبداللہ بن ابی منافق) کہ یہود و نصاری کی طرف دوڑتے ہیں (ان سے دوستی کے سلسلے میں) کہتے ہیں (معذرت کرتے ہوئے) ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گردش آجائے (یعنی کہیں زمانے کی گردش کا ہم شکار ہو جائیں یعنی خشک سالی آجائے یا کافر مومنوں پر غالب آجائیں اور حضرت محمد ﷺ ناکام ہوں تو یہ یہود و نصاری ہماری رسد نہ روک دیں تو اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) تو نزدیک ہے کہ اللہ فتح لائے (یعنی اپنے نبی محترم ﷺ کی مدد فرمائے ان کے دین کو ظاہر فرما کر) یا اپنی طرف سے کوئی حکم (لائے منافقوں کی حالت نفاق ظاہر فرمانے کا اور انکی رسوائی اور بے عزتی کا) پھر اس پر جو اپنے دلوں میں چھپایا تھا (یعنی شک اور کفار کی دوستی) پچھتائے رہ جائیں اور کہتے ہیں (یقول، مرفوع ہونے کی صورت میں جملہ مستانفہ ہے خواہ واؤ کے ساتھ ہو یا بغیر واؤ کے اور نصب کی صورت میں یـاتـي پر معطوف ہے) ایمان والے (ایک دوسرے سے جب انکا پردہ چاک ہوا تعجب کرتے ہوئے) کیا یہی لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی قسم کھائی تھی اپنے حلف میں پوری کوشش سے (یعنی انہوں نے اپنی قسموں میں مبالغہ کیا تھا) کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں (دینی معاملے میں، پس اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) ضائع ہوگئے (حبـطـت بمعنی بـطـلـت ہے) انکے اعمال (صالحہ) تو رہ گئے (فـاصبـحـوا بمعنی صـاروا ہے) نقصان میں (دنیا میں بے عزتی پا کر اور آخرت میں عذاب میں مبتلا ہونے کی وجہ سے) اے ایمان والو! جو پھرے (یر تـدد بلا ادغام اور ادغام کے ساتھ بمعنی یر جع ہے) تم میں دین سے......۲......(کفر کی طرف، اللہ ﷻ نے اپنے علم کے مطابق پہلے ہی اس کے واقع ہونے کی خبر دے دی چنانچہ نبی پاک ﷺ کے وصـال الی الحق کے بعد ایک جماعت مرتد ہوگئی) تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا (انکے بدلے) کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ انکا پیارا (نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے حضرت سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''وہ لوگ یہ ہیں'' اسے حاکم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے) نرم (جھکے ہوئے) مومنوں پر اور سخت (شدت والے) کافروں پر، اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے (جہاد کے معاملہ میں، جیسا کہ منافق کافروں کی ملامت سے ڈرتے تھے) یہ (مذکورہ اوصاف) اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا (یعنی کثیر فضل والا ہے) علم والا ہے (اس کا جو ان کاموں کا اہل ہے جب حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے سید عالم، نور مجسم ﷺ کی بارگاہ ناز میں عرض کی کہ ہماری قوم نے ہمارا بائیکاٹ کر دیا ہے اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ) تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں (بجز و انکساری کرتے ہیں یا پھر مراد ہے کہ وہ نماز نفل ادا کرتے ہیں) اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے (تا کہ انکی اعانت و مدد فرمائے) تو بے شک اللہ کا گروہ ہی غالب ہے (اللہ کے خاص ان کی مدد فرمانے کی وجہ سے، اور فـانـهـم کی بجائے فـان حزب الله ذکر کرنے کا سبب یہ ہے کہ یہ اس بات کو بیان کرنے کے لیے کہ وہ اللہ کے گروہ اور فرمانبرداروں میں سے ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایها الذین امنوا لا تتخذوا الیهود والنصری اولیاء بعضهم اولیاء بعض﴾

یـایهـا الذین امنوا: جملہ ندائیہ، لاتتخذوا: فعل نہی و فاعل، الیهـود والنصری: مفعول اول، اولیاء: موصوف، بـعـضـهـم: مبتدا، اولیاء بعض: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقصد بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ومن یتولھم منکم فانه منھم ان الله لایھدی القوم الظلمین﴾

و: مستانفہ،من :شرطیہ مبتدا،یتول: فعل ھوضمیر مستقر ذوالحال،منکم : ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،ھم:ضمیر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،فانه منھم: جملہ اسمیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ،ان اللّٰہ: حرف مشبہ واسم،لایھدی القوم الظلمین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فتری الذین فی قلوبھم مرض یسارعون فیھم یقولون نخشی ان تصیبنا دائرة﴾

ف:مستانفہ،تری: فعل بافاعل،الذین: موصول،فی قلوبھم مرض : جملہ اسمیہ صلہ،ملکر مفعول اول،یسرعون: فعل واؤضمیر ذوالحال،یقولون :قول،نخشی ان تصیبنا دائرة: جملہ فعلیہ مقولہ،ملکر حال،ملکر فاعل ،فیھم :ظرف لغو،ملکر فعلیہ مفعول ثانی،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فعسی الله ان یاتی باالفتح او امر من عنده﴾

ف: مستانفہ،عسی: فعل مقارب ،اللّٰہ: اسم جلالت اسم،ان:مصدر یہ یاتی:فعل بافاعل،ب: جار،الفتح:معطوف علیہ ،لو: عاطفہ،امر :موصوف،من عنده:ظرف مستقر صفت،ملکر معطوف،ملکر مجرور ملکر ظرف جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿فیصبحوا علی ما اسروا فی انفسھم ندمین﴾

ف:عاطفہ،یصبحوا:فعل ناقص واسم،علی : جار،مااسر وافی انفسھم: موصول صلہ ملکر مجرور،ملکر ظرف لغومقدم،ندامین: اسم فاعل بافاعل،اپنے ظرف لغومقدم سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل "پر معطوف۔

﴿ویقول الذین امنوا اھؤلاء الذین اقسموا بالله جھد ایمانھم انھم لمعکم﴾

و:مستانفہ،یقول الذین امنوا: قول،ھمزہ: حرف استفہام،ھولاء :مبتدا،الذین : موصول ،اقسموا اللّٰہ جھد ایمانھم: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ،ملکر خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ،انھم: حرف مشبہ واسم،لمعکم:ظرف مستقر خبر،ملکر جملہ اسمیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿حبطت اعمالھم فاصبحوا خسرین﴾

حبطت: فعل ،اعملھم: فاعل،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ ،ف:عاطفہ،اصبحوا :فعل واسم ،خسرین: خبر ملکر جملہ فعلیہ

﴿یایھاالذین امنوا من یرتد منکم عن دینه فسوف یاتی الله بقوم یحبھم ویحبونه اذلة علی المؤمنین اعزة علی الکفرین یجھدون فی سبیل الله ولا یخافون لومة لائم﴾

یاایھاالذین امنوا: جملہ ندائیہ،من: شرطیہ مبتدا،یرتد : فعل ہوضمیرذوالحال ،منکم: ظرف مستقر حال،ملکر فاعل،عن دینہ: ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،ف: جزائیہ،سوف :حرف استقبال،یاتی اللہ: فعل وفاعل،ب: جار،قوم :موصوف،یحبھم : جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ویحبونہ: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر صفت اول ،اذلۃ علی المومنین: شبہ جملہ صفت ثانی ،اعزۃ علی الکافرین: شبہ جملہ صفت ثالث،یجاھدون فی سبیل اللہ : جملہ فعلیہ معطوف علیہ،ولایخافون لومۃ لائم: جملہ فعلیہ معطوف ،ملکر صفت رابع ،اپنے موصوف سے ملکر مجرور،ملکر ظرف لغو،یاتی فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقصود بالنداء،ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم﴾

ذلک: مبتدا،فضل اللہ : خبراول،یوتیہ من یشاء: جملہ فعلیہ خبر ثانی،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ ،و:مستانفہ،اللہ: اسم جلالت مبتدا،واسع: خبراول،علیم: خبر ثانی ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم رکعون﴾

.انما: حرف مشبہ وماکافہ،ولیکم : خبر مقدم،اللہ:اسم جلالت معطوف علیہ،ورسولہ :معطوف اول،و: عاطفہ،الذین امنوا: موصول صلہ،ملکر مبدل منہ،الذین :موصول،یقیمون الصلوۃ : جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،ویوتون الزکوۃ: جملہ فعلیہ معطوف اول،وھم رکعون: جملہ اسمیہ معطوف ثانی،ملکر صلہ،ملکر بدل،ملکر معطوف ثانی،ملکر مبتدا موخر،ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿ومن یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون﴾

و:مستانفہ،من: شرطیہ مبتدا،یتول : فعل بافاعل،اللہ: اسم جلالت معطوف علیہ،ورسولہ:معطوف اول،والذین امنوا: معطوف ثانی،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،ف: جزائیہ،ان حزب اللہ:حرف مشبہ واسم ،ھم الغلبون: جملہ اسمیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......یاایھا الذین امنوا لاتتخذوا ......☆اس آیت میں یہود ونصاری کے ساتھ دوستی اور موالات یعنی ان کی مدد کرنا ان سے مدد چاہنا اس کے ساتھ محبت کے روابط رکھنا ممنوع فرمایا گیا ہے یہ حکم عام ہے اگر چہ آیت کا نزول کسی خاص واقعہ میں ہوا ہو شان نزول یہ آیت حضرت عبادہ بن صامت صحابی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن ابی سلول کے بارے میں نازل ہوئی جو منافقین کا سردار تھا حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہود میں میرے بہت کثیر التعداد دوست ہیں جو بڑی شوکت وقوت والے ہیں اب میں ان کی دوستی سے بیزار ہوں اور اللہ اور اس کے رسول کے سوا میرے دل میں اور کسی کی محبت کی گنجائش نہیں ہے اس پر عبداللہ بن ابی نے کہا کہ میں تو یہود کی دوستی سے بیزار نہیں ہوسکتا مجھے پیش آنے والے حوادث کا اندیشہ ہے اور مجھے انکے ساتھ رسم وراہ رکھنی ضرور ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا

کہ یہود کی دوستی کا دم بھرنا تیرا ہی کام ہے عبادہ رضی اللہ عنہ کا یہ کام نہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆......انما ولیکم اللہ ورسولہ ......☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہماری قوم قریظہ اور نضیر نے ہمیں چھوڑ دیا ہے اور قسمیں کھالیں کہ وہ ہمارے ساتھ مجالست نہ کریں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس پر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم راضی ہیں اللہ کے رب ہونے پر، اس کے رسول کے نبی ہونے پر، مومنین کے دوست ہونے پر اور حکم آیت کا تمام مومنین کے لیے عام ہے سب ایک دوسرے کے دوست اور محب ہیں۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

کفار سے دوستی :

۱......مسلمانوں پر یہود ونصاریٰ اور ہر مخالف دین اسلام سے علیحدگی اور جدا رہنا واجب ہے۔(المدارک، ج ۱، ص ۴۵۳) کافروں سے دوستی کرنا، ان سے کسی بھی قسم کے رسم وراہ رکھنا مناسب نہیں ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا کاتب نصرانی تھا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ نصرانی سے کیا واسطہ کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی؟ ﴿یایھا الذین امنو لا تتخذوا الیھود ......الخ﴾ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کا دین اسکے ساتھ مجھے تو اس کی کتابت سے غرض ہے۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے انہیں ذلیل کیا ہے اسلئے تم انہیں عزت نہ دو۔ اللہ نے انہیں دور کیا تم انہیں قریب نہ کرو، ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مجبوری ہے اسکے بغیر حکومت بصرہ کا چلنا مشکل ہے اور وجہ یہ بھی ہے کہ اس قابلیت کا دوسرا آدمی مسلمانوں میں نہیں ملتا، اس پر امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا نصرانی مرگیا والسلام، مطلب یہ کہ اس کے مرجانے پر جو تم نے کرنا ہے وہ آج کرلو۔ (الخازن، ج ۲، ص ۵۳)

مرتد کا بیان :

۲......لغوی اعتبار سے مرتد سے مراد مطلق رجوع کرنے والا ہے اور شرعی اعتبار سے مرتد کے معنی دین اسلام سے رجوع کرنے والا ہے اور اس کا رکن یہ ہے کہ زبان پر ایمان لانے کے بعد کلمہ کفر جاری کرنا، اور ایمان سے مراد محمد ﷺ کی ان تمام معاملات میں تصدیق کرنا ہے جو وہ اللہ رب العالمین کی طرف سے لائے ہیں۔ (الدر مختار، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج ٦، ص ٣٥٤)

ارتداد کی شرائط:

(۱)......عقل، ناسمجھ بچے اور پاگل سے ایسی بات نکلی تو کفر کا حکم نہ ہوگا، (۲)......ہوش، اگر حالت نشہ میں کفر بکا تو کفر نہ ہوگا، (۳)......اختیار، اکراہ اور مجبوری کی صورت میں حکم کفر نہیں ہوگا مطلب یہ ہے کہ جان جانے، کوئی عضو تلف ہونے یا ضرب شدید کا صحیح اندیشہ ہو اس صورت میں شریعت یہ اجازت دیتی ہے کہ ظالم کے حکم کے مطابق زبان سے کفر کہہ دے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن رہے، ایسی حالت میں بھی کفر کا حکم نہ لگایا جائے گا۔ (الدر المختار، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج ٦، ص ٣٥٩)

(۴)......جو شخص بطور تمسخر اور مذاق کے کفر کرے گا وہ بھی مرتد ہے اگرچہ یہ کہے کہ اس بات کا اعتقاد نہیں رکھتا۔

(الدر المختار، کتاب الجهاد، باب المرتد، ج ٦، ص ٣٥٦)

(۵)......مستحب یہ ہے کہ جو شخص مرتد ہوجائے حاکم اسلام اس پر دعوت اسلام پیش کرے اور اگر کوئی شبہ ظاہر کرے تو حاکم وقت اس

کاشبہ دور کرے اور مہلت مانگنے پر تین دن قید میں رکھے اور ہر روز اس پر اسلام پیش کرے اور مہلت نہ مانگنے پر تین دن قید میں رکھا جائے اور ہر روز اس پر اسلام پیش کیا جائے ہوسکتا ہے کہ اسلام قبول کرلے پھر اگر اسلام قبول کرلے فبہا اور منکر ہی رہے تو اب قتل کردیا جائے بغیر اسلام پیش کیے قتل کرنا مکروہ ہے۔ (الدر المختار ، کتاب الجهاد ،باب المرتد ،ج ٦،ص ٣٥٩)

(٦)......جو شخص بعض انبیاء کو مانے اور بعض کا انکار کرے یا انبیاء و مرسلین کے طور طریقوں سے راضی نہ ہو وہ کافر ہے۔اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو حضرات انبیاء کرام کی طرف فحاشی کو منسوب کرے جیسا کہ انکے بارے میں معاذ اللہ زنا کا گمان کرے یا اسی قسم کی کوئی اور بات جیسا کہ فرقۂ حشویہ نے حضرت یوسف کے بارے میں گمان کیا تھا، فرمایا کہ ایسے شخص کی تکفیر کی جائے گی کیونکہ اس نے حضرات انبیاء کرام کی طرف گالی کو منسوب کیا اور انکے مقام و مرتبہ میں کمی چاہی، ابوذر فرماتے ہیں کہ جو یہ کہے کہ ہر معصیت کفر ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہے کہ حضرات انبیاء کرام نے نافرمانی کی تو ایسا کہنے والا شخص کافر ہے کیونکہ اس نے گالی دی، اور جو یہ کہے کہ انہوں نے حالت نبوت میں کفر نہ کیا اور نہ ہی کفر کو قبول کیا تو یہ بھی کفر ہے کہ اسطرح اس نے نصوص کا انکار کیا۔

(الهندية، كتاب السير، باب فى احكام المرتدين ،ج ٢،ص ٢٨٥)

(٧)......کوئی شخص اپنے ارتداد سے انکار کرے تو یہ انکار بمنزلہ توبہ ہے چہ جائے کہ گواہان عادل سے اسکا ارتداد ثابت بھی ہوتا ہو یعنی اس صورت میں یہ کہا جائیگا کہ ارتداد تو کیا تھا مگر اب توبہ کرلی اس صورت میں قتل نہ کیا جائیگا اور باقی احکام ارتداد والے جاری ہونگے مثلاً اسکی عورت نکاح سے نکل جائے گی، سابقہ اعمال صالحہ برباد ہوجائیں گے اسکا وقف باطل ہوجائے گا، عورت بائنہ ہوجائے گی اور حج کی استطاعت رکھنے پر پھر سے حج فرض ہوگا سابقہ حج بیکار گیا (الدر المختار ، کتاب الجهاد ،باب المرتد ،ج ٦،ص ٣٧٠)

(٨)......مرتد کا نکاح بھی بالاتفاق باطل ہے اسکے لئے جائز نہیں کہ کسی بھی عورت سے نکاح کرے چاہے وہ مسلمان ہو یا مرتدہ یا ذمیہ یا آزاد یا مملوکہ ہو، اسی طرح مرتد کا ذبیحہ بھی حرام ہے اور اسکا شکار بھی چہ جائے کہ کتا یا باز یا تیر سے شکار کرے (اگرچہ بسم اللہ پڑھے)۔(٩)......جو شخص اپنے ایمان میں شک کرے اور کہے انا انشاء اللہ مومن تو ایسا شخص کافر ہے ہاں یہ کہے کہ معلوم نہیں وقت رخصت میں مومن ہونگا یا نہیں، ایسا کہنے والا شخص کافر نہ ہوگا۔(١٠)......قرآن کی آیتوں کا انکار کرنا یا مذاق اڑانا یا اسے عیب دار بیان کرنا کفر ہے اور ایسا کرنے والا شخص کافر ہے۔(١١)......جو شخص عالم سے بغیر کسی وجہ ظاہر کے بغض رکھے، ایسے شخص پر کفر کا خوف ہے اور اس بات میں بھی کفر کا خوف ہے کہ عالم یا فقیہ کو بغیر کسی وجہ کے گالی دے۔(١٢)......جو شخص قیامت جنت، دوزخ، میزان ، پل صراط، اعمال نامے اور بعث بعد الموت کا انکار کرے ایسا شخص کافر ہے۔

(الهندية، كتاب السير ،باب المرتدين،ج ٢،ص ٢٧٨، ٢٨٠، ٢٨٨، ٢٩١، ٢٩٤)

اغراض :

کعبد الله بن ابی :اور اس کے ساتھی۔متعذرين عنها :یعنی یہ منافقین مسلمانوں سے دوستیوں کے بارے میں عذر پیش کرتے ہیں۔او غلبة: کفار کا مسلمانوں پر غلبہ ہونے۔فلا يميرونا: یعنی کفار ہمیں (یعنی منافقین) کو کھانا وغیرہ نہ دیں گے۔قال تعالى :منافقین کے قول ﴿نخشى ان تصيبنا دائرة﴾ کا رد ہے اور مومنوں کے لئے ان کے عقیدے پر بشارت ہے کہ بیشک اللہ جل شانہ ان کی مدد فرمائے گا، حدیث شریف میں آتا ہے: ”بیشک میں اپنے بندے کے گمان سے قریب تر ہوں جو وہ چاہے“۔

بالرفع استئنافاً: نحوی اعتبار سے، یا سوال مقدر کے جواب کا بیان ہے تقدیر عبارت یوں ہوگی کہ ماذا يقول المؤمنون حينئذ۔ عطفاً على يأتى: یعنی اس پر عسى مسلط ہے، اصل عبارت یوں ہے کہ فعسى الله ان يأتى بالفتح۔اهو لاء: ہمزہ استفہامیہ

تعجیبیہ ہے اور ھا تنبیہ کے لئے ہے اور اولاء اسم اشارہ مبتداء ہے اور والذین اس کی خبر ہے اور اقسموا ،الذین کا صلہ ہے۔غایۃ اجتھادھم :اس جملے میں اشارہ ہے کہ جھد صفت ہے مصدر محذوف مفعول مطلق لاقسموا کے لئے ،تقدیر عبارت اقساماً ہے ۔الصالحۃ:یعنی ظاہر کے اعتبار سے اعمال کرتے ہیں۔تعالی:اللہ عزوجل کے فرمان ﴿حبطت اعمالھم﴾ کی جانب اشارہ ہے کہ یہ کلام منافقین کے اعمال سے متعلق خبر ہے نہ کہ مؤمنین کے اعمال سے متعلق،اس لئے کہ مؤمنین کو اس بات کا علم نہیں دیا گیا۔

وقد ارتد جماعۃ :یہ صفت جن کی ہے وہ کون ہیں اس میں کئی قول ہیں۔حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ وحسن وقتادہ نے کہا کہ یہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہونے اور زکوۃ سے منکر ہونے والوں پر جہاد کیا۔ عیاض بن غنم اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا کہ یہ ان کی قوم ہے،ایک قول یہ ہے کہ یہ لوگ اہلِ یمن ہیں جن کی تعریف بخاری ومسلم کی حدیثوں میں آئی ہے،سدی کا قول ہے کہ یہ لوگ انصار ہیں جنہوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور ان اقوال میں کچھ منافات نہیں کیونکہ ان سب حضرات کا ان صفات کے ساتھ متصف ہونا صحیح ہے،الختصر۔عاطفین:اشارہ ہے کہ اذلۃ، عاطفین کے معنیٰ کو متضمن ہے، علی کے ساتھ (علی یا تولام کے معنیٰ کو متضمن ہے یا بطور صلہ مستعمل ہے،مظہری)یعنی مسلمان کافروں پر سخت ہیں اور ایسا ہی معنیٰ قرآن مجید میں ﴿اشداء علی الکفار رحماء بینھم﴾ میں ہے۔﴿ذلک﴾ المذکور:یعنی چھ اوصاف۔ونزل :اس کا بیان شانِ نزول کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔خاشعون:مطلق رکوع کہہ کر خشوع مراد لیا گیا ہے۔ (الصاوی،ج۲،ص۱۲۲ وغیرہ)

رکوع نمبر:۱۳

﴿یایھا الذین امنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم هزوا﴾ مَهْزُوًّا بِهٖ ﴿ولعبا من﴾ لِلْبَيَانِ ﴿ الذین اوتوا الکتب من قبلکم والکفار﴾ اَلْمُشْرِكِيْنَ بِالْجَرِّ وَالنَّصبِ ﴿اولیاء واتقوا اللہ﴾ بِتَرْكِ مَوَالَاتِهِمْ ﴿ان کنتم مومنین (۵۷)﴾ صَادِقِيْنَ فِيْ اِيْمَانِكُمْ ﴿و﴾ الَّذِيْنَ ﴿ اذا نادیتم﴾ دَعَوْتُمْ ﴿الی الصلوۃ﴾ بِالْاَذَانِ ﴿اتخذوھا﴾ اَيِ الصَّلٰوةَ ﴿ هزوا ولعبا﴾ بِاَنْ يَّسْتَهْزِءُ وْا بِهَاوَيَتَضَاحَكُوْا ﴿ ذلک﴾ الْاِتِّخَاذُ ﴿ بانھم﴾ بِسَبَبِ اَنَّهُمْ ﴿ قوم لایعقلون (۵۸)﴾ وَنَزَلَ لَمَّا قَالَتِ الْيَهُوْدُ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم :بِمَنْ تُؤْمِنُ مِنَ الرُّسُلِ فَقَالَ بِاللهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا اَلْاٰيَةَ فَلَمَّا ذَكَرَ عِيْسٰى قَالُوْا لَا نَعْلَمُ دِيْنًا شَرًّا مِنْ دِيْنِكُمْ ﴿ قل یاھل الکتب ھل تنقمون﴾ تُنْكِرُوْنَ ﴿ منا الاان امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل من قبل﴾ اِلَى الْاَنْبِيَاءِ ﴿ وان اکثرکم فسقون (۵۹)﴾ عَطْفٌ عَلٰى اَنْ اٰمَنَّا اَلْمَعْنٰى مَا تُنْكِرُوْنَ اِلَّا اِيْمَانَنَا وَمُخَالَفَتَكُمْ فِيْ عَدَمِ قُبُوْلِهٖ اَلْمُعَبَّرُ عَنْهُ بِالْفِسْقِ اللَّازِمِ عَنْهُ وَلَيْسَ هٰذَا مِمَّا يُنْكَرُ ﴿قل ھل انبئکم﴾ اُخْبِرُكُمْ ﴿ بشر من﴾ اَهْلِ ﴿ذلک﴾ اَلَّذِيْ تَنْقِمُوْنَهٗ ﴿ مثوبۃ﴾ ثَوَابًا بِمَعْنٰى جَزَاءً ﴿ عند اللہ﴾ هُوَ ﴿ من لعنہ اللہ﴾ اَبْعَدَهٗ عَنْ رَحْمَتِهٖ ﴿ وغضب

علیہ وجعل منھم القردة والخنازیر﴾ بِالْمَسْخِ ﴿و﴾مَنْ ﴿عبد الطاغوت﴾ الشَّيْطَانَ بطَاعَتِهِ ، وَرُعِيَ فِيْ مِنْهُمْ مَعْنَى مَنْ وَفِيْمَا قَبْلَهُ لَفْظُهَا وَهُمُ الْيَهُوْدُ ، وَفِيْ قِرَاءَةٍ بِضَمِّ بَاءِ عَبد وَاِضَافَتُهُ اِلٰى مَا بَعْدَهُ اِسْمُ جَمْعٍ لِعَبْدٍ وَنَصْبُهُ بِالْعَطْفِ عَلَى الْقِرَدَةِ ﴿ اولئک شرمکانا﴾ تَمْيِيْزٌ لِاَنَّ مَاوٰهُمُ النَّارُ ﴿واضل عن سواء السبیل(٦٠)﴾ طَرِيْقِ الْحَقِّ وَاَصْلُ السَّوَآءِ الْوَسْطُ وَذِكْرُ شَرٍّ وَاَضَلُّ فِيْ مُقَابَلَةِ قَوْلِهِمْ لَا نَعْلَمُ دِيْنًا شَرًّا مِنْ دِيْنِكُمْ ﴿واذا جاؤكم ﴾اَىْ مُنَافِقُوْ الْيَهُوْدِ ﴿قالوا امنا وقد دخلوا﴾ اِلَيْكُمْ مُتَلَبِّسِيْنَ ﴿بالکفر وھم قد خرجوا بہ﴾ مِنْ عِنْدِكُمْ مُتَلَبِّسِيْنَ بِهِ وَلَمْ يُؤْمِنُوْا ﴿ واللہ اعلم بما کانوا یکتمون (٦١)﴾ مِنَ النِّفَاقِ ﴿وتری کثیرا منھم﴾ اَىِ الْيَهُوْدَ ﴿ یسارعون ﴾ يَقَعُوْنَ سَرِيْعًا﴿ فی الاثم ﴾ اَلْكِذْبِ ﴿ والعدوان﴾ اَلظُّلْمِ ﴿ واکلھم السحت﴾ اَلْحَرَامَ كَالرُّشٰى ﴿ لبئس ما کانوا یعملون(٦٢)﴾ عَمَلُهُمْ هٰذَا ﴿لولا﴾ هَلَّا ﴿ ینھھم الربنیون والاحبار﴾ مِنْهُمْ ﴿ عن قولھم الاثم﴾ الْكِذْبَ ﴿ واکلھم السحت لبئس ما کانوا یصنعون(٦٣)﴾ تَرْكَ نَهْيِهِمْ ﴿وقالت الیھود﴾ لَمَّا ضِيْقَ عَلَيْهِمْ بِتَكْذِيْبِهِمُ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ اَنْ كَانُوْا اَكْثَرَ النَّاسِ مَالًا ﴿ یداللہ مغلولة﴾ مَقْبُوْضَةٌ عَنْ اِدْرَارِ الرِّزْقِ عَلَيْنَا كَنَوْا بِهِ عَنِ الْبُخْلِ تَعَالٰى عَنْ ذٰلِكَ قَالَ تَعَالٰى ﴿غلت﴾ اُمْسِكَتْ ﴿ایدیھم﴾ عَنْ فِعْلِ الْخَيْرَاتِ دُعَاءٌ عَلَيْهِمْ ﴿ولعنوا بما قالوا بل یداہ مبسوطتن﴾ مُبَالَغَةٌ فِي الْوَصْفِ بِالْجُوْدِ وَثُنِّيَ الْيَدُ لِاِفَادَةِ الْكَثْرَةِ اِذْ غَايَةُ مَا يَبْذُلُهُ السَّخِيُّ مِنْ مَالِهِ اَنْ يُعْطِيَ بِيَدَيْهِ ﴿ینفق کیف یشاء﴾ مِنْ تَوْسِيْعٍ وَتَضْيِيْقٍ لَا اِعْتِرَاضَ عَلَيْهِ ﴿ ولیزیدن کثیرا منھم ما انزل الیک من ربک﴾ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴿ طغیانا وکفرا ﴾ لِكُفْرِهِمْ بِهِ ﴿والقینا بینھم العداوة والبغضاء الی یوم القیمة﴾فَكُلُّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ تُخَالِفُ الْاُخْرٰى ﴿ کلما اوقدوا نارا للحرب﴾ اَىْ لِحَرْبِ النَّبِيِّ ﷺ ﴿ اطفاھا اللہ﴾ اَىْ كُلَّمَا اَرَادُوْهُ رَدَّهُمْ ﴿ویسعون فی الارض فسادا ﴾ اَىْ مُفْسِدِيْنَ بِالْمَعَاصِيْ ﴿ واللہ لایحب المفسدین (٦٤)﴾ بِمَعْنٰى اَنَّهُ يُعَاقِبُهُمْ ﴿ولو ان اھل الکتب امنوا ﴾ بِمُحَمَّدٍ ﷺ ﴿ واتقوا﴾الْكُفْرَ ﴿ لکفرنا عنھم سیاتھم ولادخلنھم جنت النعیم(٦٥)ولو انھم اقاموا التورة والانجیل﴾ بِالْعَمَلِ بِمَا فِيْهِمَا وَمِنْهُ الْاِيْمَانُ بِالنَّبِيِّ ﷺ ﴿وما انزل الیھم ﴾ مِنَ الْكُتُبِ ﴿ من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم﴾ بِاَنْ يُوَسِّعَ عَلَيْهِمُ الرِّزْقَ وَيُفِيْضَ مِنْ كُلِّ جِهَةٍ ﴿منھم امة﴾ جَمَاعَةٌ ﴿ مقتصدة﴾ تَعْمَلُ بِهِ وَهُمْ مَنْ اٰمَنَ بِالنَّبِيِّ ﷺ كَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَاَصْحَابِهِ ﴿وکثیرمنھم ساء﴾ بِئْسَ ﴿ما﴾شَيْئًا

﴿یعملون(٦٦)﴾.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! جنہوں نے بنالیا ہے تمہارے دین کو ہنسی (ھزوا بمعنی مھزوءًا بہ ہے یعنی مصدر مفعول کے معنی میں ہے) اور کھیل (یہاں مِنْ بیانیہ ہے) وہ جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور کافروں کو (یعنی مشرکین کو، الکفار مجرور اور منصوب دونوں طرح ہے) دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرو (انکی دوستی چھوڑ کر) اگر ایمان رکھتے ہو (یعنی اپنے ایمان میں سچے ہو) اور (وہ جو) جب تم اذان دے (یعنی بلائے) نماز کیلئے (اذان کے ذریعے) بناتے ہیں (یعنی نماز کو) ہنسی اور کھیل......١......(اس طرح کہ وہ ٹھٹا اور آپس میں مذاق کرتے ہیں) یہ (ہنسی مذاق کرنا) اس لئے کہ (اس سبب سے ہے کہ وہ) نرے بے عقل لوگ ہیں (جب یہود نے سرورِ کائنات ﷺ سے دریافت فرمایا کہ آپ ﷺ کون سے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے سورۂ بقرہ کی آخری آیتِ مبارکہ ﴿و ما انزل الینا﴾ پڑھی، اور پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہوا تو یہودی کہنے لگے کہ ہم تمہارے دین سے بدتر کوئی دین نہیں جانتے اس پر آیتِ مبارکہ نازل ہوئی کہ) تم فرماؤ اے کتابیو! تمہیں ہمارا کیا برا لگا (کہ تم انکار کرتے ہو) یہی نہ کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور اس پر جو پہلے اترا (انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف) اور یہ کہ تم میں اکثر بے حکم ہیں (اس جملہ وان اکثرھم کا عطف ان امنا پر ہے معنی یہ ہے کہ تمہارا انکار صرف ہمارے ایمان لانے پر ہے اور ایمان قبول نہ کرنے میں تمہاری مخالفت کو اس سے لازم ہونے والے فسق سے تعبیر کیا جائے گا اور یہ باتیں قابل انکار نہیں ہیں) تم فرماؤ کیا میں تمہیں بتادوں (انبئوکم بمعنی اخبرکم ہے) جو اس سے بدتر ہیں (جنہیں تم ناپسند کرتے ہو) درجہ میں (مثوبۃ بمعنی ثوابا مراد بدلہ ہے) اللہ کے یہاں (وہ) جن پر اللہ نے لعنت کی (یعنی اسے اپنی رحمت سے دور کردیا) اور ان پر غضب فرمایا اور ان میں سے کردیئے بندر اور خنزیر (مسخ کرکے) اور شیطان کے پجاری (طاغوت سے مراد شیطان ہے یعنی اس کی اطاعت کرکے، منھم میں مَنْ کے معنی کی رعایت کی گئی ہے اور اس سے پہلے مَنْ کی لفظی حیثیت پیشِ نظر رہی ہے اور مراد یہود ہیں، ایک قرأت میں عَبَدَ باء کے ضمہ کے ساتھ عَبُدَ ہے، اور اس کی اضافت مابعد کی جانب اسم جمع ہونے کی وجہ ہے، اور اس کا منصوب ہونا قردۃ پر عطف کی وجہ سے ہے) انکا ٹھکانہ زیادہ برا ہے (مکانًا، تمییز ہے، اس لئے کہ انکا ٹھکانہ آگ ہے) اور یہ سیدھی راہ سے زیادہ بہکے (یعنی راہِ حق سے، سواء بمعنی وسط ہے، شرٌّ اور اضلُّ یہودیوں کے قول لا نعلم دینًا شرا من دینکم کے جواب میں ہے) اور جب تمہارے پاس آئیں (منافق یہودی) کہتے ہوئے کہ ہم مسلمان ہیں وہ آتے وقت بھی (تمہارے پاس) کافر تھے اور جاتے وقت بھی (تمہارے پاس سے) کافر (ہی تھے اور وہ ایمان نہ لائے) اور اللہ خوب جانتا ہے جو چھپا رہے ہیں (یعنی نفاق) اور ان میں تم بہتوں کو دیکھو گے (یعنی یہود کو) کہ جلدی مچاتے ہیں (یعنی سرعت سے مبتلا ہوجاتے ہیں) گناہ (یعنی جھوٹ) اور زیادتی (یعنی ظلم) اور حرام خوری (یعنی حرام کھانے میں جیسے رشوت) میں، بے شک بہت ہی برے کام کرتے ہیں (یعنی انکا ایسے عمل کرنا) کیوں نہیں (لولا بمعنی ھلا ہے) منع کرتے ہیں اللہ والے اور علماء......٢......(ان

میں سے) گناہ کی بات (یعنی جھوٹ) سے اور حرام کھانے سے، بے شک بہت ہی برے کام کررہے ہیں (نھی عن المنکر ترک کر کے) اور یہودی بولے (جب ان پر تنگی پڑی نبی پاک ﷺ کی تکذیب کی وجہ سے حالانکہ پہلے یہ لوگ مالدار تھے) اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے (یعنی ہم پر رزق کا دروازہ کھولنے سے بندھا ہوا ہے، انہوں نے اس لفظ کو بخل سے بطورِ کنایہ استعمال کیا حالانکہ اللہ ﷻ اس سے برتر ہے تو ان کے اس قول کے جواب میں اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) باندھے گئے (یعنی روکے گئے) ان کے ہاتھ (نیک کاموں سے، یہ جملہ ان کے حق میں بددعا ہے) اور ان پر اس کہنے سے لعنت پڑی بلکہ اللہ کے ہاتھ کشادہ ہیں (وصف جود وسخاوت میں بطورِ مبالغہ یہ لفظ استعمال ہوتا ہے، اور دونوں ہاتھوں کا تذکرہ کرنا کثرت افادہ کیلئے ہے کیونکہ سخی جب کسی کو مال دیتا ہے تو دونوں ہاتھوں سے بھر کر دیتا ہے) عطا فرماتا ہے جسے چاہے......۳......(وسعت دے کر یا تنگی سے نواز کر، اس پر اعتراض نہیں ہو سکتا) اور اے محبوب! جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا (یعنی قرآنِ کریم) اس سے ان میں بہتوں کو شرارت اور کفر میں ترقی ہوگی (ان کے قرآن کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے) اور ان میں ہم نے قیامت تک آپس میں دشمنی اور بیر ڈال دیا (چنانچہ ان میں سے ہر فرقہ دوسرے کا مخالف ہے) جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں (یعنی نبی پاک ﷺ سے لڑائی کی) اللہ اسے بجھا دیتا ہے (یعنی جب بھی ایسا کوئی ارادہ کرتے ہیں تو اللہ ﷻ اسے پھیر دیتا ہے) اور زمین میں فساد کیلئے دوڑتے پھرتے ہیں (یعنی معصیت کے ذریعے فساد پھیلاتے ہیں) اور اللہ فسادیوں کو نہیں چاہتا (یعنی وہ انہیں سزا دے گا) اور اگر اہلِ کتاب ایمان لاتے (حضرت محمد ﷺ پر) اور بچتے (کفر سے) تو ضرور ہم انکے گناہ اتار دیتے اور ضرور انہیں چین کے باغوں میں لے جاتے اور اگر وہ قائم رکھتے توریت اور انجیل (یعنی ان میں موجودہ احکام پر عمل کرتے، اور آنحضرت ﷺ پر ایمان لانا بھی اسی میں داخل ہے) اور جو کچھ ان پر اترا (نازل کردہ کتابیں) انکے رب کی طرف سے تو انہیں رزق ملتا اوپر سے اور انکے پاؤں کے نیچے سے (کہ ان پر رزق وسیع کر دیا جاتا اور ہر جہت سے ان پر برستا) ان میں کوئی گروہ (یعنی جماعت) اعتدال پر ہے (اور وہ اس میانہ روی پر عمل کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو نبی پاک ﷺ پر ایمان لائے یعنی حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام اور انکے ساتھی رضی اللہ عنہم) اور ان میں اکثر بہت ہی برے (ساء بمعنی بئس ہے) کام کررہے ہیں۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الذین امنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوا ولعبا من الذین اوتوا الکتب من قبلکم والکفار اولیاء﴾

یایھا الذین امنوا: جملہ ندائیہ، لاتتخذوا: فعل نہی با فاعل،، الذین: موصول، اتخذوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، من: جار، الذین اوتوا الکتب من قبلکم: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، دینکم: مفعول اول، ھزوا ولعبا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ملکر معطوف علیہ، والکفار: معطوف، ملکر مفعول اول، اولیاء: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واتقوا اللہ ان کنتم مؤمنین﴾

و: عاطفہ، اتقوا اللہ: فعل با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان: شرطیہ، کنتم مومنین: جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف فاتقوا اللہ کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واذا ناديتم الى الصلوة اتخذوها هزوا ولعبا﴾

.و: عاطفہ،اذا:ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم ،نـاديتـم الى الصـلـوة:فعل بافاعل وظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ،اتـخـذوها: فعل بافاعل ومفعول اول ،هـزوا ولعبـاد:مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا،ملکر جملہ شرطیہ ہوکر ماقبل لاتتخذوا الذين اتخذوا دينكم میں الذين پر معطوف۔

﴿ذلك بانهم قوم لايعقلون﴾

ذلک: مبتدا،ب: جار،انهم: حرف مشبہ واسم ،قوم:موصوف،لايعقلون: جملہ فعلیہ صفت،ملکر صفت،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مجرور،ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ياهل الكتب هل تنقمون منا الا ان امنا بالله وما انزل الينا وما انزل من قبل وان اكثركم فسقون﴾

.قل: قول،ياهل الكتب: جملہ ندائیہ ،هل:حرف استفہام،تنقمون منا: فعل بافاعل وظرف لغو،الا:اداۃ حصر،ان: مصدريه امنا: فعل بافاعل ،ب: جار،الله:معطوف عليه ،وما انزل الينا:موصول صلہ،ملکر معطوف اول،وما انزل من قبل: موصول صلہ، ملکر معطوف ثانی،ملکر مجرور،اپنے جار سے ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر معطوف علیہ،و: عاطفہ،ان اكثـــــر كـم فسقون: جملہ اسمیہ معطوف،ملکر مفعول تنقمون،فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء،ملکر مقولہ جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿قل هل انبئكم بشرٍ من ذلك مثوبة عند الله﴾

.قل: قول،هل: حرف استفہام،انبئكم: فعل بافاعل ومفعول،ب: جار ،شر:اسم تفضیل هو ضمیر مستتر ممیز،مثوبة :ذوالحال، عند الله : ظرف مستقر حال،ملکر تمیز ملکر فاعل ،من ذلک: ظرف لغو،ملکر شبہ جملہ ہوکر مجرور،ملکر ظرف مستقر ہوکر مفعول ثانی ملکر جملہ فعلہ ہوکر مقولہ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿من لعنه الله وغضب عليه وجعل منهم القردة والخنازير وعبد الطاغوت﴾

.من: موصول،لـعـنه الله:جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،وغـضـب عليه: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ،جعل:فعل،منهم: ظرف مستقر مفعول اول،القردة والخنازير: معطوف علیہ معطوف،ملکر مفعول ثانی،ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی ،وعبـد الطاغوت: جملہ فعلیہ معطوف ثالث،ملکر صلہ،ملکر مبتدا محذوف هو کیلئے خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولـئـك شر مكانا واضل عن سواء السبيل﴾

اولئک: مبتدا،شر :ممیز،مكانا:تمیز،ملکر معطوف علیہ،و:عاطفہ،اضل عن سواء السبيل:شبہ جملہ ہوکر معطوف،ملکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا جاؤکم قالوا امنا وقد دخلوابالکفروھم قد خرجوا بہ﴾

و: مستانفہ،اذا : ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم،جاء و کم : فعل بافاعل ومفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرشرط ،قالوا: فعل واؤ ضمیرذوالحال ،و: حالیہ،قد: تحقیقیہ،دخلوا: فعل واؤضمیرذوالحال ،بالکفر: ظرف مستقر حال،ملکرفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال اول،و: حالیہ،ھم: مبتدا،قد: تحقیقیہ،خرجوا : فعل واؤضمیر ذوالحال ،بہ:ظرف مستقر حال،ملکرفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر حال ثانی،ملکرفاعل،فعل فاعل ملکرقول،امنا : جملہ مقولہ ملکر جواب شرط،اپنی شرط سے ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿ واللہ اعلم بما کانوا یکتمون﴾

و: استنافیہ،اللہ:اسم جلالت مبتدا،اعلم: اسم تفضیل بافاعل ،بما کانوا یکتمون:ظرف لغو،ملکرشبہ جملہ ہوکرخبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وتری کثیرا منھم یسارعون فی الاثم والعدوانِ واکلھم السحت﴾

و: مستانفہ،تری:فعل بافاعل، کثیرا :موصوف ،منھم :مستقر صفت اول،یسرعون: فعل بافاعل،فی : جار،الاثم:معطوف علیہ ،والعدوان: معطوف اول،واکلھم السحت: شبہ جملہ معطوف ثانی،ملکر مجرور،ملکرظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرصفت ثانی،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ لبئس ما کانوا یعملون﴾

لا: تاکیدیہ،بئس:فعل ذم،ماکانوا یعملون:موصول صلہ،ملکرفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرقسم محذوف نقسم کیلئے جوابِ قسم،ملکر جملہ قسمیہ

﴿لولاینھھم الربنیون والاحبارعن قولھم الاثم واکلھِم السحت لبئس ما کانوا یصنعون﴾

لولا: حرف تحضیض،ینھھم :فعل ومفعول ،الربنیون والاحبار :معطوف علیہ،معطوف ملکرفاعل،عن : جار،قول :مصدرمضاف ،ھم : ضمیرمضاف الیہ فاعل ،الاثم:مفعول،ملکرشبہ جملہ ہوکرمعطوف علیہ ،و:عاطفہ،اکل:مصدرمضاف،ھم:ضمیرمضاف الیہ فاعل ،السحت: مفعول،ملکرشبہ جملہ ہوکرمعطوف،ملکرمجرور،ملکرظرف لغویہ سب ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ،لام:تاکیدیہ،بئس:فعل ذم،ماکانوا یصنعون:موصول صلہ،ملکرفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکرقسم محذوف نقسم کیلئے جواب قسم ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وقالت الیھود ید اللہ مغلولۃ غلت ایدیھم ولعنوا بما قالوا﴾

و: مستانفہ،قالت الیھود:قول،یداللہ:مبتدا،مغلولۃ:خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکرمقولہ ملکر جملہ قولیہ مستانفہ ،غلت ایدیھم :فعل مجہول ونائب الفاعل،ملکرمعطوف علیہ ،ولعنوا بما قالوا:فعل مجہول ونائب الفاعل وظرف لغو،ملکرمعطوف،ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿بل یداہ مبسوطتن ینفق کیف یشاء﴾

بل: حرف اضراب وعطف،یداہ:مبتدا،مبسوطتان:خبرملکر جملہ اسمیہ،ینفق :فعل بافاعل ، کیف:اسم استفہام للشرط حال،مقدم

،یشاء: فعل ہو ضمیر ذوالحال،ملکر فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ ولیزیدن کثیرا منھم ما انزل الیک من ربک طغیانا و کفرا ﴾

.و: قسمیہ قسم محذوف کیلئے جار، اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر اقسم فعل محذوف کیلئے،ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ انشائیہ ،لام: تاکیدیہ،یزیدن: فعل، کثیرا منھم: موصوف وظرف مستقر صفت،ملکر مفعول،ما انزل الیک من ربک: موصول صلہ،ملکر فاعل ،طغیانا و کفرا: معطوف علیہ و معطوف،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب قسم،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمۃ﴾

.و: مستانفہ،القینا: فعل بافاعل،بینھم : ظرف ،العداوۃ و البغضاء: معطوف علیہ،معطوف،ملکر ذوالحال،الی یوم القیمۃ: ظرف مستقر حال،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿ کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاھا اللہ﴾

کلما: شرطیہ ظرف زمان مقدم،اوقدوا نارا : فعل بافاعل ومفعول،للحرب : لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، اطفا ھا اللہ : فعل و مفعول وفاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿ ویسعون فی الارض فسادا واللہ لا یحب المفسدین﴾

و: مستانفہ،یسعون فی الارض فسادا: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول مطلق،ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ، و :مستانفہ،اللہ: مبتدا،لایحب المفسدین: جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولوان اھل الکتب امنوا واتقوا لکفرنا عنھم سیاتھم ولادخلنھم جنت النعیم﴾

و: مستانفہ،لو: شرطیہ،ان اھل الکتب :حرف مشبہ واسم ،امنوا واتقوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ومعطوف،خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ثبت فعل محذوف کیلئے فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،لام: تاکیدیہ، کفرنا عنھم سیاتھم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ ،و لادخلنھم جنت النعیم: جملہ فعلیہ معطوف،ملکر جواب،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولو انھم اقاموا التورۃ والانجیل وما انزل الیھم من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم﴾

و: مستانفہ،لو: شرطیہ،انھم: حرف مشبہ واسم ،اقاموا: فعل بافاعل،التوریۃ :معطوف علیہ،و الانجیل: معطوف اول،وما انزل الیھم من ربھم: موصول صلہ ملکر معطوف ثانی،ملکر مفعول،ملکر جملہ فعلیہ خبر،ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ثبت فعل محذوف کیلئے فاعل،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط،لام: تاکیدیہ،اکلوا: فعل بافاعل،من فوقھم: جار مجرور،معطوف علیہ،ومن تحت ارجلھم: جار مجرور ملکر ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جواب شرط،ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿منهم امة مقتصدة و كثير منهم ساء ما يعملون﴾

منهم: ظرف مستقر خبر مقدم، امة مقتصدة: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کثیر: موصوف، منهم: ظرف مستقر صفت، ملکر مبتدا، ساء مایعملون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر ماقبل لا کلوا کے فاعل سے حال۔

﴿شانِ نزول﴾

☆...... **یایها الذین امنوا لاتتخذوا الذین اتخذوا** ......☆ رفاعہ بن زید اور سوید بن حارث دونوں اظہار اسلام کے بعد منافق ہو گئے بعض مسلمان ان سے محبت رکھتے تھے اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرمائی اور بتایا کہ زبان سے اسلام کا اظہار کرنا اور دل میں کفر چھپائے رکھنا دین کو ہنسی اور کھیل بنانا ہے۔

☆...... **واذا ناديتم الى الصلوة** ......☆ کلبی کا قول ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا موذن اذان میں **اشهد ان لا اله الله** اور **اشهد ان محمد رسول الله** کہتا تو ایک نصرانی یہ کہا کرتا کہ جل جائے جھوٹا، ایک شب اس کا خادم آگ لایا وہ اور اس کے گھر کے لوگ سو رہے تھے آگ کا شرارہ اڑا اور وہ نصرانی اور اسکے گھر کے لوگ اور تمام گھر جل گیا۔

☆...... **قل يا اهل الكتاب هل** ......☆ یہود کی ایک جماعت نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ انبیاء میں سے کس کس کو مانتے ہیں؟ اس سوال سے انکا مطلب یہ تھا کہ اگر آپ حضرت عیسی علیہ السلام کو نہ مانیں تو وہ آپ پر ایمان لے آئیں لیکن حضور ﷺ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں اور جو اس نے ہم پر نازل فرمایا اور جو حضرت ابراہیم علیہ السلام واسمٰعیل علیہ السلام واسحٰق علیہ السلام ویعقوب علیہ السلام واسباط پر نازل فرمایا اور جو حضرت عیسی علیہ السلام وموسی علیہ السلام کو دیا گیا ہم انبیاء میں فرق نہیں کرتے کہ کسی کو مانیں اور کسی کا کو نہ مانیں جب انہیں معلوم ہوا کہ آپ حضرت عیسی علیہ السلام کی نبوت کو بھی مانتے ہیں تو وہ آپ کی نبوت کے بھی منکر ہو گئے اور کہنے لگے جو عیسی علیہ السلام کو مانے ہم اس پر ایمان نہ لائیں گے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆...... **واذا جاء و كم قالوا امنا** ......☆ یہ آیت یہود کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ایمان واخلاص کا اظہار کیا اور کفر وضلال چھپائے رکھا اللہ ﷻ نے اس آیت کے ذریعے اپنے حبیب کو اس کی خبر عطا فرما دی۔

☆...... **وقالت اليهود يد الله مغلولة** ......حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہود بہت خوش حال اور نہایت دولتمند تھے جب انہوں نے سید عالم ﷺ کی تکذیب ومخالفت کی تو انکی روزی کم ہو گئی اس وقت فنحاص یہودی نے کہا کہ اللہ کا ہاتھ بندھا ہے یعنی **معاذ الله** وہ رزق دینے اور خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے اس کے اس قول پر کسی یہودی نے منع نہ کیا بلکہ راضی رہے اس لئے یہ سب کا مقولہ قرار دیا گیا اور یہ آیت ان کے حق میں نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

تحقیر نماز کا وبال:

۱...... اس آیت مبارکہ میں یہود کی گستاخی کی مذمت کی گئی ہے یہود نماز کی تحقیر کیا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے مؤذن کے اذان دینے پر ہنسی کرتے۔ یہاں اگرچہ یہود کا ذکر ہے کہ وہ مسلمانوں کو نماز کی طرف جاتا دیکھ کر مذاق بناتے لیکن یہ حکم عام ہے مطلب یہ ہے کہ آج لوگ بے تکلف دوستوں کی منڈلیوں میں اکثر فرائض وواجبات اور ضروریات دین کا مذاق اڑاتے دیکھے گئے ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں اگر آپ سابقہ رکوع میں مرتد کے بارے میں احکام پڑھ لیں تو اس بات کا نتیجہ بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے تاہم ہم یہاں پر ھندیہ کی ایک عبارت پیش کرتے ہیں جو ہمارے موضوع کے مطابق ہے چنانچہ فرمایا کہ جب کسی کو نماز کا کہا جائے اور وہ یہ کہے کہ لا اصلی اذلیس یجب علی الصلاۃ ولم اومر بھا یکفر ولو اطلق یعنی میں نماز نہیں پڑھتا، مجھ پر نماز فرض نہیں ہے مجھے نماز کا حکم نہیں کیا گیا وہ کافر ہوجائے گا اگرچہ یہ بات مطلق کہے۔ (الھندیۃ، کتاب السیر، باب المرتدین، ج ۲، ص ۲۸۹)

علماء کا منصب:

۲...... قرآن مجید میں اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿لولا ینھھم الربنیون ......﴾ اس حوالے سے علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ لولا اگر ماضی پر داخل ہو تو زجر و توبیخ کے لئے آتا ہے یعنی انہوں نے ایسا کیوں نہ کیا اپنے فرض کی ادائیگی میں کیوں کوتاہی کی؟ اور اگر مضارع پر داخل ہو تو کسی کام پر ابھارنے کے لئے آتا ہے یہاں مضارع پر آیا ہے اور مقصد یہ ہے کہ اہل کتاب کے علماء اپنا فرض منصبی ادا کرنے کیلئے اٹھ کھڑے ہوں اور لوگوں کو حرام کاری اور حرام خوری سے باز رکھنے کی کوشش کرتے رہیں۔ (البیضاوی، ج ۱، ص ۴۴۹)

حضرت علی ﷺ نے ایک مرتبہ خطبہ دیا اور اس میں اللہ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا لوگوں! تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ انکے علماء انہیں گناہ کرتا دیکھ کر باز رہنے کی تلقین نہ کرتے تھے اور جب وہ اپنے گناہوں میں حد سے تجاوز کرگئے تو قسم قسم کی سزاؤں سے دوچار ہونے لگے، اسلئے تم نیکی کا حکم دیا کرو اور برائی سے منع کیا کرو اس سے پہلے کہ تم پر بھی وہ عذاب نہ آجائے (ابن کثیر، ج ۲، ص ۹۶)

☆...... سید عالم نے فرمایا: ”جس قوم کے سامنے کوئی شخص گناہ کا ارتکاب کرے اور لوگ باوجود قدرت اور غلبہ کے بھی انہیں باز نہ رکھیں تو قریب ہے کہ اللہ کا عذاب سب کو آگھیرے“۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی، ص ۸۰۸)

☆...... یہاں حدیث مبارکہ میں قوم کا ذکر ہے علماء کا منصب تو اس سے بھی بڑھ کر ہے چنانچہ بخاری کی روایت میں ہے کہ اَنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَرَّثُوا الْعِلْمَ یعنی علماء ہی حضرات انبیاء کرام کے وارث ہیں جنہوں نے میراث میں علم پایا۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب العلم قبل القول، ص ۱۶)

اللہ ﷻ جسے چاہے بے حساب عطا کرے:

۳...... یہود نے اللہ ﷻ کی شان میں گستاخی کی اور جب انکی نافرمانیوں کی وجہ سے ان کا رزق تنگ کردیا گیا تو کہہ دیا کہ معاذ اللہ، اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں سورۂ ال عمران کی آیت نمبر ۱۸۱ میں بھی یہی مضمون موجود ہے کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی معاذ اللہ، علامہ سید محمود آلوسی نے اس آیت مبارکہ کے تحت چند اقوال ذکر کیے ہیں ایک قول یہ ہے کہ یہاں الید سے مراد نعمت ہے یعنی ہم

سے نعمت چھین لی گئی ہے اور حسن فرماتے ہیں کہ یہود کے مطابق اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ﷻ کا ہاتھ ہمیں عذاب دینے سے رکا ہوا ہے اور اللہ ہمیں عذاب نہ کرے گا مگر اس قسم کو پورا کرنے کے لئے جتنی دیر آباؤ اجداد نے بچھڑے کی پوجا کی تھی، اور کبھی یــد کا اطلاق قدرت پر اور الــغــل کا عدم تعلق پر ہوتا ہے، ایک قول یہ ملتا ہے کہ وہ باطل معبود کی عبادت اس لئے نہ کرتے تھے کہ وہ اسکے بارے میں یہ قصد کرتے ہوں کہ اسکے ہاتھ کام کرنے والے ہیں بلکہ وہ ان باطل خداؤں کو مجسمہ ہی سمجھتے تھے، ایک قول یہ بھی ہے کہ یہود یہ سمجھتے تھے کہ ان کا رب سفید سر اور داڑھی والا ہے جو کہ کرسی پر بیٹھا ہے اور وہ جمعہ کے روز زمین و آسمان بنا کر فارغ ہو چکا ہے اور وہ ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر چڑھا کر چت لیٹا ہوا ہے اور اس کا ایک ہاتھ اس کے سینے پر استراحت پانے کے لئے رکھا ہوا ہے معاذاللہ اللہ ﷻ ان باتوں سے پاک ہے۔ (روح المعانی ،الجزء السادس،ص ٤٧٥)

اغراض:

المشـــر کین: اگر چہ تمام ہی کفار مراد ہیں لیکن صرف مشرکین ہی کا نام لیا گیا اس لئے کہ معطوف علیہ اور معطوف کے مابین مغایرت پیدا ہو جائے۔ بالجر: یعنی مجرور من پر عطف ہے۔ بالنصب: علی الذین پر عطف ہے جو کہ مفعول بہ واقع ہو رہا ہے، پہلی صورت میں استہزاء دو فریقین سے واقع ہوا ہے اور دوسری صورت میں فقط اہل کتاب سے، اور یہود و مشرکین کا استہزاء کرنا دوسری آیت سے بھی ماخوذ ہوتا ہے (اس لئے کہ واذا نادیتم الی الصلوۃ کا عطف اتـخـذوا دینکم پر ہے)۔ بالاذان: منافقین اور کفار جب اذان کی آواز سنتے تو ہنسی کرتے اور کہتے کہ اے محمد! آپ نے کوئی نئی چیز کی ابتداء کی ہے جو پہلے نہ سنی گئی تھی، آپ نبوت کی دعوت دیتے ہو اور اپنے سے پہلے حضرات انبیائے کرام کی مخالفت کرتے ہو، اگر اس میں کوئی بھلائی ہوتی تو پہلے کے انبیاء کرام اس کو اپنانے کے زیادہ حقدار تھے، یہ مینڈھے کی طرح چیخ و پکار ہے یہ آواز کتنی ہی قبیح ہے اور کتنا ہی برا کام ہے پس آیت مبارکہ ﴿ومن احسن قولا﴾ نازل ہوئی۔ بتکذیبھم: میں باء سببیہ ہے۔

عـطف عـلـی ان امنـا: یعنی محل نصب میں مضاف کے حذف کے ساتھ ہے، تقدیر عبارت یوں ہے اعـتـقـادنـا ان اکثرکم فـاسـقـون ۔ مـخـالـفـتـکـم: مصدر کی اضافت مفعول کی طرف (یا مفعول کے لئے) ہے، فاعل حذف ہے، اصل عبارت یوں ہے کہ مـخـالـفـتنا ایاکم ۔ المـعـبـر عنه الفسق: لازم فسق ہے اور ملزوم عدم قبول ایمان (یعنی ایمان کا قبول نہ کرنا)، پھر مطلق اور لازم کا ازادہ کر لیا گیا اور مراد اس سے ایمان کے قبول کرنے اور نہ کرنے کے حوالے سے مخالفت ہے۔ الـذی تـنـقـمـونـه: سے مراد ہمارے دین پر عیب لگانا ہے۔ بالمسخ: پس ان (اہل کتاب) کے جوانوں کو بندر اور بوڑھوں کو خنزیر بنا دیا۔ بـمـعـنی جزاء: عقاب (سزا) مراد ہے، عقوبة کی جگہ مثوبة کو بطور تھکم یعنی بطور استہزاء استعمال کیا۔ کـالـرشا: راء کے ضمہ اور کسرہ کے ساتھ الرشوۃ (ضمہ اور کسرہ) سے ماخوذ ہے، پس مضموم مضموم کے لئے اور مکسور مکسور کے لئے اور کاف رباء کے لئے داخل کیا گیا کہ (کہ سود بھی حرام قطعی ہے)۔

هـلا: علمائے یہود کی تخصیص اور توبیخ کے لئے ہے، یعنی انہیں بطور تخصیص اور توبیخ ان کے برے کرتوتوں سے منع نہ کیا گیا۔ مـقـبـوضـة: یعنی ہمیں دینے سے رکا ہوا ہے (یہ یہود کا کہنا تھا کہ اللہ کا ہاتھ ہمیں دینے سے رکا ہوا ہے، معاذ اللہ)۔ کـنـوا بـه عـن البـخـل: مـقـبـوضـة یہ بخل سے بطور کنایہ مستعمل ہے، یعنی یہ صفت مستحقین کو بخل کرتے ہوئے عطاء کرنے سے ہاتھ روک لینے کو لازم ہے۔ ونـزل لـمـا الیهود: اس کے تحت شان نزول کا مطالعہ فرمائیں۔ تـعـالـی الله عن ذلک: اللہ ﷻ بخل وغیرہ صفات سے

متصف ہونے سے پاک ہے، اسلئے کہ بخل مستحق کو اس کا حق دینے سے انکار کرتا ہے اور ایسی صفات کا اللہ ﷻ کی ذات کے ساتھ متصف کرنا کسی کو لائق نہیں ہونا چاہیے، بلکہ وہ کریم حقیقی ہے اس کی عطا فرمانبرداروں اور نافرمانوں سب کو عام ہے، غرض اور عوض اس کے ہاں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

مبالغة فی الوصف بالجود: اس کے عطاء کثیر ہے جو کہ فرمانبردار اور نافرمان سب کو شامل ہے، جان لو کہ مومن کے ساتھ اللہ کا معاملہ فضل کے ساتھ دینا یا روک لینا ہے، پس اللہ ﷻ دنیا میں دینے سے صرف آخرت کے عظیم فائدے ہی کی وجہ سے روکتا ہے ، کافروں کے ساتھ اللہ کا معاملہ کچھ یوں ہے کہ اللہ کا فضل دے دینے میں ہے اور عدل روک لینے میں، پس اللہ ﷻ کی ذات بے مثال کے ساتھ بخل جیسی صفات کا متصف کرنا جائز نہیں اسلئے کہ بخل تو مستحق سے اس کا حق روک لینے کو کہتے ہیں اور اللہ ﷻ کی شان اس سے بلند و بالا ہے۔ دعاء: مرفوع ہونے کی صورت میں محذوف مبتداء کی خبر ہوگا اصل عبارت یوں ہے ھو دعاء، المختصر۔

من توسیع و تضییق: مصلحت اور حکمت الٰہیہ کے تقاضے کے پیش نظر، حدیث میں ہے: ''میرے بندے کی اصلاح فقر ہی میں ہوتی ہے اگر میں اسے غنی کر دوں تو اس کے حال میں فساد آ جاتا ہے اور میرے بندے کے حال میں اصلاح غنی ہونے کی صورت میں ہی ہوتی ہے، پس اگر میں اسے فقیر کر دوں تو اس میں فساد آ جائے گا''۔ فکل فرقة منهم: یہود کے فرقے جیسا کہ جبریہ، قدریہ، مشبہ اور مرجیہ، نصاریٰ کے فرقے ملکانیہ، نسطوریہ، یعقوبیہ اور ماردانیہ ہوئے، اگر تو یہ کہے کہ مسلمانوں میں بھی تو اسی طرح فرقے ہوئے ہیں ؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مسلمانوں کا افتراق فرع کے اعتبار سے ہے کہ نہ اصول کے اعتبار سے، اور تمام مسلمان دوسروں کے مقابلے میں خیر پر ہیں، پس جو اسلام سے خارج ہوا وہ گمراہی میں پڑ گیا۔

بان یوسع علیهم الرزق: یہ کہ اللہ ان (کتابیوں پر بوجہ ایمان) زمین و آسمان کی برکتیں نچھاور کر دے، اس آیت مبارکہ سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اللہ ﷻ کی بندگی اختیار کرنا حصول رزق کا سبب ہے اور اس کی نافرمانی کرنا تنگی رزق کا سبب ہے، اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا ﴿ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقه من حیث لایحتسب﴾ ایک اور مقام پر ارشاد ہوا ﴿من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینه حیاة طیبة﴾ اور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم اپنے دل میں سختی، رزق میں کمی، بدن میں کمزوری جان لو کہ تو نے وہ کیا (یا وہ کلام کیا) ہے جو تیری شان کے لائق نہ تھا''۔ (الصاوی، ج۲، ص۱۲۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿یایھا الرسول بلغ﴾ جَمِیْعَ ﴿ما انزل الیک من ربک﴾ وَلَاتَکْتُمْ شَیْئًا مِنْهُ خَوْفًا اَنْ تُنَالَ بِمَکْرُوْهٍ ﴿وان لم تفعل﴾ اَیْ لَمْ تُبَلِّغْ جَمِیْعَ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ ﴿فما بلغت رسلته﴾ بِالْاِفْرَادِ وَالْجَمْعِ لِاَنَّ کِتْمَانَ بَعْضِهَا کَکِتْمَانِ کُلِّهَا ﴿واللہ یعصمک من الناسِ﴾ اَنْ یَّقْتُلُوْکَ وَکَانَ ﷺ یُحْرَسُ حَتّٰی نَزَلَتْ فَقَالَ: "اِنْصَرِفُوْا عَنِّیْ فَقَدْ عَصَمَنِیَ اللّٰهُ" رَوَاهُ الْحَاکِمُ ﴿ان اللہ لا یھدی القوم الکفرین (۶۷) قل یاھل الکتب لستم علی شیء﴾ مِنَ الدِّیْنِ مُعْتَدٍّ بِهٖ ﴿حتی تقیموا التورة والانجیل وما انزل الیکم من ربکم﴾ بِاَنْ

تَعْمَلُوْا بِمَا فِيْهِ وَمِنْهُ الْاِيْمَانُ بِیْ ﴾ وليزيدن كثيرا منهم ما انزل اليك من ربك﴾ مِنَ الْقُرْاٰنِ ﴿طغيانا
وكفرا﴾ لِكُفْرِهِمْ بِهٖ ﴿فلا تاس﴾ تَحْزَنْ﴿ على القوم الكفرين (٦٨)﴾اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِكَ اَیْ لَاتَهْتَمَّ بِهِمْ
﴿ان الذين امنوا والذين هادوا﴾ هُمُ الْيَهُوْدُ مُبْتَدَاٌ ﴿والصابئون﴾فِرْقَةٌ مِنْهُمْ ﴿ والنصرى ﴾ وَيُبْدَلُ مِنَ
الْمُبْتَدَاِ ﴿من امن﴾ مِنْهُمْ ﴿ با لله واليوم الاخر وعمل صالحا فلاخوف عليهم ولاهم يحزنون(٦٩)﴾
فِی الْاٰخِرَةِ خَبَرُالْمُبْتَدَاِ وَدَالٌّ عَلٰى خَبَرِ اِنَّ ﴿لقد اخذنا ميثاق بنى اسرائيل ﴾ عَلَى الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ
﴿ وارسلنا اليهم رسلا كلما جاء هم رسول ﴾ مِنْهُمْ ﴿بما لاتهوى انفسهم﴾ مِنَ الْحَقِّ كَذَّبُوْهُ ﴿
فريقا﴾ مِنْهُمْ ﴿ كذبوا وفريقا﴾مِنْهُمْ ﴿ يقتلون (٧٠)﴾ كَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَالتَّعْبِيْرُ بِهٖ دُوْنَ قَتَلُوْا حِكَايَةً
لِلْحَالِ الْمَاضِيَةِ لِلْفَاصِلَةِ ﴿وحسبوا﴾ ظَنُّوْا ﴿ ا﴾ ن ﴿لا تكون﴾ بِالرَّفْعِ فَاِنْ مُخَفَّفَةٌ وَالنَّصْبِ فَهِیَ
نَاصِبَةٌ اَیْ تَقَعُ ﴿فتنة﴾ عَذَابٌ بِهِمْ عَلٰى تَكْذِيْبِ الرُّسُلِ وَقَتْلِهِمْ ﴿فعموا﴾عَنِ الْحَقِّ فَلَمْ يُبْصِرُوْهُ
﴿وصموا﴾عَنِ اسْتِمَاعِهٖ ﴿ثم تاب الله عليهم﴾لَمَّا تَابُوْا ﴿ثم عموا وصموا ﴾ ثَانِيًا ﴿ كثير منهم﴾بَدَلٌ
مِنَ الضَّمِيْرِ ﴿والله بصير بما يعملون (٧١)﴾ فَيُجَازِيْهِمْ بِهٖ ﴿لقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن
مريم﴾سَبَقَ مِثْلُهٗ ﴿ وقال﴾ لَهُمْ ﴿ المسيح يبنی اسرائيل اعبدوا الله ربی وربكم ﴾ فَاِنِّیْ عَبْدٌ وَلَسْتُ بِاِ
لٰهٍ ﴿ انه من يشرك بالله﴾ فِی الْعِبَادَةِ غَيْرَهٗ ﴿ فقد حرم الله عليه الجنة ﴾مَنَعَهٗ اَنْ يَّدْخُلَهَا ﴿وماوه النار
وما للظلمين من ﴾ زَائِدَةٌ﴿ انصار (٧٢)﴾ يَمْنَعُوْنَهُمْ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ ﴿لقد كفر الذين قالوا ان الله
ثالث﴾ اٰلِهَةٍ ﴿ثلثة﴾اَیْ اَحَدُهَا وَالْاٰخَرَانِ عِيْسٰى وَاُمُّهٗ وَهُمْ فِرْقَةٌ مِنَ النَّصَارٰی ﴿وما من اله الا اله واحد
وان لم ينتهوا عما يقولون﴾مِنَ التَّثْلِيْثِ وَيُوَحِّدُوْا ﴿ليمسن الذين كفروا ﴾اَیْ ثَبَتُوْا عَلَى الْكُفْرِ
﴿منهم عذاب اليم (٧٣)﴾مُؤْلِمٌ هُوَ النَّارُ ﴿افلا يتوبون الى الله ويستغفرونه ﴾مِمَّا قَالُوْهُ اِسْتِفْهَامُ تَوْبِيْخٍ
﴿والله غفور ﴾لِمَنْ تَابَ ﴿رحيم (٧٤)﴾بِهٖ ﴿ما المسيح ابن مريم الا رسول قد خلت ﴾مَضَتْ ﴿من
قبله الرسل ﴾فَهُوَ يَمْضِیْ مِثْلَهُمْ وَلَيْسَ بِاِلٰهٍ كَمَا زَعَمُوْا وَاِلَّا لَمَا مَضٰى ﴿وامه صديقة﴾مُبَالَغَةٌ فِی
الصِّدْقِ ﴿كانا ياكلن الطعام﴾كَغَيْرِهِمَا مِنَ الْحَيَوَانَاتِ وَمَنْ كَانَ كَذٰلِكَ لَا يَكُوْنُ اِلٰهًا لِتَرْكِيْبِهٖ وَضُعْفِهٖ
وَمَا يَنْشَاُ مِنَ الْبَوْلِ وَالْغَائِطِ ﴿انظر﴾مُتَعَجِّبًا ﴿كيف نبين لهم الايت﴾عَلٰى وَحْدَانِيَّتِنَا ﴿ثم انظر انى
﴾ كَيْفَ ﴿يؤفكون (٧٥)﴾يُصْرَفُوْنَ عَنِ الْحَقِّ مَعَ قِيَامِ الْبُرْهَانِ﴿قل اتعبدون من دون الله ﴾اَیْ غَيْرِهٖ ﴿ما

لا یملک لکم ضرا ولا نفعا واللہ ہو السمیع ﴿لِاَقْوَالِكُمْ ﴾العلیم ﴿۷۶﴾﴿بِاَحْوَالِكُمْ وَالْاِسْتِفْهَامُ لِلْاِنْكَارِ﴾قل یاھل الکتب ﴿اَلْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی﴾لا تغلوا ﴿تَجَاوَزُوْا الْحَدَّ﴾فی دینکم ﴿غلوا ﴾غیر الحق ﴿بِاَنْ تَضَعُوْا عِيْسٰى اَوْ تَرْفَعُوْهُ فَوْقَ حَقِّهٖ﴾ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل ﴿بِغُلُوِّهِمْ وَهُمْ اَسْلَافُهُمْ﴾واضلوا کثیرا ﴿مِنَ النَّاسِ﴾وضلوا عن سواء السبیل ﴿۷۷﴾﴿عَنْ طَرِيْقِ الْحَقِّ وَالسَّوَاءُ فِى الْاَصْلِ الْوَسْطُ.

﴿ترجمہ﴾

اے رسول! پہنچادو.......۱......(سب) جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے (اور اس میں سے کچھ بھی نہ چھپائیں اس خوف سے کہ آپ ﷺ کو ان کی طرف سے کچھ تکلیف پہنچے گی) اور اگر ایسا نہ ہو (یعنی جو آپ ﷺ کی طرف نازل کیا گیا آپ ﷺ وہ سب کچھ نہ پہنچائیں) تو تم نے اسکا کوئی پیغام نہ پہنچایا (رسالتہ مفرد اور جمع دونوں طرح ہے، اس لئے کہ پیغام کا بعض چھپانا کل چھپانے کے برابر ہے) اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے (کہ وہ آپ ﷺ کو شہید کریں، اس آیتِ مبارکہ کے نزول سے پہلے نبی پاک ﷺ کا پہرہ دیا جاتا تھا جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھ سے دور رہو کہ اللہ ﷻ میری نگہبانی فرمائے گا''، اسے امام حاکم نے روایت کیا ہے) بے شک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا تم فرمادو اے کتابیو! تم کچھ بھی نہیں ہو (یعنی اللہ کے نزدیک تمہارے دین کی کچھ حیثیت نہیں) جب تک نہ قائم کرو توریت اور انجیل اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا (اس طرح کہ جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کرو، اور اس میں سے ایک حکم یہ بھی ہے کہ مجھ پر ایمان لے آؤ) اور بے شک اے محبوب! جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا (یعنی قرآنِ کریم) اس سے ان میں بہتوں کو شرارت اور کفر کی اور ترقی ہوگی (کہ ان کے اس نازل کردہ احکامات کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے) تو تم افسوس (یعنی غم) نہ کھاؤ کافروں کا کچھ بھی......۲......(اگر وہ آپ ﷺ پر ایمان نہ لائیں یعنی انکو زیادہ اہمیت نہ دیں) اور وہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور یہودی (یہ مبتدا ہے) اور ستارہ پرست (یہ بھی انہی کا ہی ایک فرقہ ہے) اور نصرانی (یہ مبتدا سے بدل ہے) جو کوئی سچے دل سے ایمان لائے (ان میں سے) اللہ اور آخرت کے دن پر اور اچھے کام کرے تو ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم (آخرت میں، یہ مبتدا کی خبر ہے اور انّ کی خبر پر بھی دال ہے) بے شک ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لئے (اللہ ﷻ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے) اور بھیجے انکے پاس (ان میں سے) رسول جب کبھی ان کے پاس کوئی رسول وہ بات لے کر آیا جو انکے نفس کی خواہش نہ تھی (یعنی حق بات تھی تو انہوں نے اس کی تکذیب کی) ایک گروہ کو (ان رسولوں میں سے) جھٹلایا اور ایک گروہ کو (ان میں سے) شہید کرتے ہیں......۳......(جیسا کہ حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحیی علیہ السلام، یقتلون ماضی کی بجائے مضارع سے تعبیر کرنا فاصلہ کی وجہ سے حال ماضیہ کی حکایت بیان کرنا ہے) اور انہوں نے گمان کیا (حسبوا بمعنی ظنوا ہے) یہ کہ نہ ہوگی (تکون مرفوع ہو تو ان مخففہ ہوگا اور منصوب ہو تو ان ناصبہ ہوگا بمعنی تقع) کوئی سزا (یعنی رسولوں کے جھٹلانے اور انکے شہید کرنے پر کوئی عذاب نہ ہوگا) تو اندھے (ہیں حق سے کہ حق دیکھتے ہی نہیں) اور بہرے (ہیں حق سننے سے) پھر اللہ نے انکی توبہ قبول کی (جب انہوں نے توبہ کی) پھر اندھے اور بہرے ہوگئے (دوسری مرتبہ) ان میں بہتیرے (یہ منھم ضمیر سے بدل ہے) اور اللہ ان کے کام دیکھ رہا ہے (پس وہ انہیں اس کی جزا دے گا) بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ اللہ

وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے (اس کی مثل آیتِ مبارکہ گزر چکی ہے) اور کہا تھا (ان سے) مسیح نے تو اے بنی اسرائیل! اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب اور تمہارا رب (ہے، پس میں ایک بندہ ہوں اور معبود نہیں) بیشک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے (عبادت میں کسی دوسرے کو) تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی (یعنی اسے جنت میں داخلے سے روک دیا) اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی (مِن زائدہ ہے) مددگار نہیں (کہ انہیں اللہ ﷻ کے عذاب سے بچالے) بے شک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ اللہ تیسرا (معبود) تین خداؤں میں کا ہے......ع......(یعنی ان تین میں سے ایک اللہ ﷻ اور دوسرے دو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ بی بی مریم، اس سے مراد نصاریٰ کا ہی ایک گروہ ہے) اور خدا تو نہیں مگر ایک خدا اور اگر اپنی بات سے باز نہ آئے (یعنی عقیدۂ تثلیث سے اور توحید کے قائل نہ ہوئے) تو ضرور پہنچے گا جو کافر مریں گے (یعنی جو کفر پر ثابت قدم رہیں گے) انہیں دردناک عذاب (یعنی المناک، اور اس سے مراد عذابِ نار ہے) تو کیوں نہیں رجوع کرتے اللہ کی طرف اور اس سے بخشش مانگتے (جو کچھ گستاخی کی ہے، یہاں استفہام برائے توبیخ ہے) اور اللہ بخشنے والا (ہے جو توبہ کرے اور) مہربان ہے (اس پر) مسیح بن مریم نہیں مگر رسول......۵......، بے شک ہو گزرے (خلت بمعنی مضت) اس سے پہلے بہت رسول (پس وہ بھی انہی کی مثل گزر جائیں گے اور وہ کوئی معبود و الٰہ نہیں ہیں جیسا کہ انکا گمان ہے، ورنہ وہ اس جہانِ فانی سے کوچ نہ فرماتے) اور اس کی ماں صدیقہ ہے (یہ صیغہ صِدق کا مبالغہ ہے) دونوں کھانا کھاتے تھے (جیسا کہ دوسرے جاندار کھاتے ہیں اور جو اس طرح ہو وہ اپنی بناوٹ و ضعف جسمانی اور اس سے بننے والے بول و براز کی وجہ سے خدا نہیں ہو سکتا) دیکھو تو (بنظرِ تعجب) ہم کیسی صاف نشانیاں بیان کرتے ہیں انکے لیے (اپنی وحدانیت پر) پھر دیکھو وہ کیسے (اَنّٰــی بمعنی کیف ہے) اوندھے جاتے ہیں (یعنی دلائل قائم ہونے کے باوجود حق سے پھرے جاتے ہیں) تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو (دون اللّٰہ سے مراد غیر اللّٰہ ہے) جو تمہارے نقصان کا مالک نہ نفع کا اور اللہ ہی سنتا (ہے تمہاری باتوں کو) اور جانتا ہے (تمہارے احوال کو، استفہام انکاری ہے) تم فرماؤ اے کتاب والو! (یعنی یہود و نصاریٰ) زیادتی نہ کرو (یعنی حد سے تجاوز نہ کرو) اپنے دین میں (کہ تمہاری یہ زیادتی) ناحق (ہو اس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے حقیقی مرتبے سے زیادہ گرا دو یا بلند کر دو) اور ایسے لوگوں کی خواہش پر نہ چلو جو پہلے گمراہ ہو چکے (اپنے غلو کی وجہ سے، یعنی انکے اسلاف) اور بہتوں کو گمراہ کیا (لوگوں میں سے) اور سیدھی راہ سے بہک گئے (سبیل سے مراد راہِ حق ہے، اور سواء بمعنی وسط کے ہے)۔

﴿ترکیب﴾

﴿یایھا الرسول بلغ ماانزل الیک من ربک﴾

یایھا الرسول: جملہ ندائیہ، بلغ: فعل امر با فاعل، ماانزل الیک: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، من ربک: ظرف مستقر حال ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿وان لم تفعل فما بلغت رسلتہ﴾

و: مستانفہ، ان: شرطیہ، لم تفعل: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ما بلغت: فعل نفی با فاعل، رسالتہ: مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یھدی القوم الکفرین﴾

و: مستانفہ، اللہ: مبتدا، یعصمک من الناس: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، ان اللّٰہ: حرف مشبہ و اسم، لایھدی القوم

الکافرین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل یاھل الکتب لستم علی شیء حتی تقیموا التورۃ والانجیل وما انزل الیکم من ربکم﴾

قل: قول، یاھل الکتب: جملہ ندائیہ، لستم: فعل ناقص با اسم، علی شئی: ظرف مستقر خبر، حتی: جار، تقیموا: فعل با فاعل، التوریۃ: معطوف علیہ، والانجیل: معطوف اول، وما انزل الیکم من ربکم: موصول صلہ ملکر معطوف ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مجرور، اپنے جار سے ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر مقصود بالنداء، اپنی نداء سے ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ قولیہ۔

﴿فلا تاس علی القوم الکفرین﴾

ف: فصیحیہ، لاتاس: فعل نہی با فاعل، علی: جار، القوم الکفرین: مرکب توصیفی مجرور، ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط محذوف اذا علمت ھذا کیلئے جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان الذین امنوا والذین ھادوا والصبئون والنصری من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحا فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون﴾

ان: حرف مشبہ، الذین امنوا: موصول صلہ، ملکر معطوف علیہ، والذین ھادوا: موصول صلہ ملکر معطوف اول، والصبئون: معطوف ثانی، والنصری: معطوف، ملکر مبدل منہ، من: موصولہ، امن: فعل با فاعل، ب: جار، اللہ: اسم جلالت معطوف علیہ، والیوم الاخر: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف علیہ، وعمل صالحا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر بدل، اپنے مبدل منہ سے ملکر اسم، ف: جزائیہ، لا: نافیہ، خوف: مبتدا، علیھم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، ھم یحزنون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لقد اخذنا میثاق بنی اسرائیل وارسلنا الیھم رسلا﴾

لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، اخذنا: فعل با فاعل، میثاق بنی اسرائیل: مفعول ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ارسلنا الیھم رسلا: جملہ فعلیہ معطوف ملکر یقسم قسم محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿کلما جاء ھم رسول بما لاتھوی انفسھم﴾

کلما: شرطیہ ظرف زمان مقدم، جاء ھم: فعل ومفعول، رسول: فاعل، بما لاتھوی انفسھم: ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزا محذوف عصوہ کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فریقا کذبوا وفریقا یقتلون﴾

فریقا: مفعول مقدم، کذبوا: فعل با فاعل، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، فریقا: مفعول مقدم، یقتلون: فعل با فاعل، ملکر معطوف، ملکر

جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وحسبوا الا تکون فتنة فعموا وصموا ثم تاب الله علیهم ثم عموا وصموا کثیر منهم﴾

.و: عاطفہ، حسبوا: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، لاتکون فتنة: فعل تام وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویل مصدر مفعول ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فعموا: جملہ فعلیہ معطوف اول، وصموا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ثم تاب اللّٰہ علیهم: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، ثم عموا: جملہ فعلیہ معطوف رابع، و: عاطفہ، صموا: فعل واؤ ضمیر مبدل منہ، کثیر منهم: مرکب توصیفی بدل، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف خامس، ملکر جملہ فعلیہ معطوفہ۔

﴿والله بصیر بما یعملون﴾

و: مستانفہ، اللّٰہ: اسم جلالت مبتدا، بصیر بما یعملون: شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم وقال المسیح ینبی اسرائیل اعبدوا الله ربی وربکم﴾

لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، کفر: فعل، الذین: موصول، قالوا: قول، ان اللّٰہ: حرف مشبہ واسم، هو: مبتدا، المسیح: موصوف، ابن مریم: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مقولہ، ملکر صلہ، ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر نقسم قسم محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿انه من یشرک بالله فقد حرم الله علیه الجنة﴾

.انه: حرف مشبہ واسم، من: شرطیہ مبتدا، یشرک باللّٰہ: جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ف: جزائیہ، قد: تحقیقیہ، حرم اللّٰہ علیه الجنة: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، ملکر اسمیہ۔

﴿وماوه النار وما للظلمین من انصار﴾

و: مستانفہ، مأواہ: خبر مقدم، النار: مبتدا موخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: مستانفہ، ما: مشابہ بلیس، للظلمین: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائدہ، انصار: اسم موخر، ملکر جملہ اسمیہ مستانفہ۔

﴿لقد کفر الذین قالوا ان الله ثالث ثلثة وما من اله الا اله واحد﴾

لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، کفر: فعل، الذین: موصول، قالو: قول، ان اللّٰہ: حرف مشبہ واسم، ثالث ثلثة: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر ذوالحال، و: حالیہ، ما: نافیہ، من: زائدہ، اله: مبتدا، موجود محذوف اسم مفعول ھو ضمیر مبدل منہ، الا: اداہ حصر، الا واحد: مرکب توصیفی بدل، ملکر نائب الفاعل، ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر حال، ملکر مقولہ اپنے قول سے ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر نقسم قسم محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وان لم ینتهوا عما یقولون لیمسن الذین کفروا منهم عذاب الیم﴾

و: مستانفہ ،ان :شرطیہ ،لم ینتھوا: فعل نفی بافاعل ،عما یقولون : ظرف لغو،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکیدیہ ،یمسن : فعل ،الذین کفرو امنھم: موصول صلہ ملکر ،مفعول ،عذاب الیم: فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر قسم محذوف لنقسم کیلئے جواب قسم ،قائم مقام جواب شرط ،ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿افلا یتوبون الی اللہ ویستغفرونہ واللہ غفور رحیم﴾

ھمزہ: لاستفہام ،ف: عاطفہ ،معطوف علیہ محذوف الا تنتھون ،لایتوبون: فعل بافاعل ،ہ: ضمیر ذوالحال ،و: حالیہ ،اللہ غفور رحیم: جملہ اسمیہ حال ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ماالمسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل﴾

ما: نافیہ ،المسیح ابن مریم: مبتدا ،الا : اداۃ حصر ،رسول :موصوف ،قد : تحقیقیہ ،خلت : فعل ،من قبلہ: ظرف لغو ،لغو: الرسل: فاعل ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت ،ملکر خبر ،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وامہ صدیقۃ کانا یاکلن الطعام﴾

و: عاطفہ ،امہ مبتدا ،صدیقۃ: خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ،کانا: فعل ناقص والف تثنیہ اسم ،یاکلان العطام: جملہ فعلیہ خبر ،ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انظر کیف نبین لھم الایت ثم انظرانی یؤفکون﴾

انظر: فعل بافاعل ،کیف : اسم استفہام حال مقدم ،نبین : فعل نحن ضمیر مستقر ذوالحال ،ملکر فاعل ،لھم: ظرف لغو ،لایت :مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ،ثم: عاطفہ ،انظر : فعل بافاعل ،انی: بمعنی کیف حال مقدم ،یوفکون : فعل واؤ ضمیر ذوالحال ،ملکر ،نائب الفاعل ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مفعول ،یہ سب ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل اتعبدون من دون اللہ مالا یملک لکم ضرا ولا نفعا﴾

☆......قول: قول ،ھمزہ : حرف استفہام ،تعبدون: فعل بافاعل ،من دون اللہ :ظرف مستقر حال مقدم ،ما : موصولہ ،لایملک : فعل نفی بافاعل وظرف لغو ،ضرا: معطوف علیہ ،و: عاطفہ ،لا: نافیہ ،نفعا: معطوف ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ ،ملکر ذوالحال ملکر مفعول ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ،ملکر جملہ قولیہ مستانفہ۔

﴿واللہ ھوالسمیع العلیم﴾

و: حالیہ ،اللہ: اسم جلالت مبتدا ،ھو السمیع العلیم: جملہ اسمیہ خبر ،ملکر جملہ اسمیہ ماقبل من دون اللہ میں اللہ اسم جلالت سے حال۔

﴿قل یاھل الکتب لا تغلوا فی دینکم غیرالحق﴾

قل: قول ،یاھل الکتب : جملہ ندائیہ ،لاتغلوا: فعل نہی بافاعل ،فی دینکم :ظرف لغو ،غیر الحق: مرکب اضافی غلوا مصدر محذوف کیلئے صفت ،ملکر مفعول مطلق ،ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقصود بالنداء ،اپنی ندا سے ملکر مقولہ ،ملکر جملہ فعلیہ قولیہ مستانفہ۔

﴿ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل﴾

و: عاطفہ، لاتتبعوا: فعل بافاعل، اھواء: مضاف، قوم: موصوف، قد ضلوا من قبل: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واضلوا کثیرا: جملہ فعلیہ معطوف اول، وضلوا عن سواء السبیل: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صفت، ملکر مضاف الیہ ملکر مفعول، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ماقبل لاتغلوا پر معطوف۔

﴿شان نزول﴾

☆......واللہ یعصمک من الناس ......☆ کفار جو آپ ﷺ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں سفروں میں شب کو حضور اقدس ﷺ کا پہرہ دیا جاتا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی پہرہ ہٹا دیا گیا اور حضور نے پہرہ داروں سے فرمایا کہ تم لوگ چلے جاؤ اللہ ﷻ نے میری حفاظت فرمائی۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

رسالت کی تبلیغ:

۱......آیت مبارکہ میں فرمایا کہ آپ ﷺ اپنی رسالت کا پیغام پہنچادیں اور اگر آپ نے ایک آیت بھی نہ پہنچائی تو گویا آپ ﷺ نے اپنے رب کا پیغام بالکل نہ پہنچایا کیونکہ ایک آیت کے نہ پہنچانے سے باقی آیتوں کا پہنچانا ضائع اور بیکار ہوجائے گا جیسے کوئی ایک آیت پر ایمان لائے اور دوسری کا انکار کرے، علماء و محققین کا یہ بھی کہنا ہے کہ سید عالم ﷺ پر صرف احکام شریعہ کی تبلیغ واجب تھی باقی تمام امور کی تبلیغ واجب نہ تھی سید عالم ﷺ پر منکشف ہونے والے بعض امور ایسے بھی تھے جسکے بارے میں آپ ﷺ نے ہر ایک کو مطلع نہ فرمایا جبکہ بعض امور جو متشابہات میں سے تھے تو اسکا کامل علم فقط حضور ہی کی ذات بالا صفات کو ہے۔ حضور ﷺ پر صرف احکام کی تبلیغ واجب تھی اس بات کی تائید میں شیخ سلیمان بن عمر الجمل فرماتے ہیں "وہ امور جو احکام سے متعلق ہیں انکو پہنچا دیجئے کیونکہ جو اسرار آپ ﷺ پر خاص کر دیئے گئے ہیں انکی تبلیغ کرنا آپ کیلئے جائز نہیں۔ (الجمل، ج۲، ص ۲۰۱)

☆......حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت معاذ حضور ﷺ کے ساتھ سواری کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: "اے معاذ"! انہوں نے کہا لبیک یارسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں (اس جملے کا تکرار تین بار ہوا) آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص بھی سچے دل سے تین بار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دے، اللہ اس کو دوزخ پر حرام کردے گا"، حضرت معاذ نے کہا یارسول اللہ ﷺ کیا میں لوگوں کو یہ خبر نہ سناؤں کہ لوگ اس سے خوش ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر لوگ اسی پر تکیہ کر لیں گے"، پھر حضرت معاذ بن جبل نے اپنی موت کے وقت گناہ سے بچنے کی غرض سے کہ کہیں علم کے چھپانے کا وبال نہ لازم آئے یہ حدیث بیان فرمائی۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من خص بالعلم قوما، ص ۲۷)

وہ علم جس کا اخفاء آپ ﷺ پر لازم تھا یہاں اس سے ہماری مراد متشابہات کا علم ہے جو اللہ نے اپنے حبیب کو عطا فرمایا چنانچہ ملاجیون علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ متشابہ وہ اسم ہے کہ جس کی معرفت کی امید منقطع ہوگئی ہو اور اسکے ظاہر ہونے کی اصلا امید نہ رہی ہو وہ غایت خفا میں ہوتا ہے اور اسکی ضد محکم ہے جو غایت ظہور میں ہوتا ہے اسکا حکم یہ ہے کہ اس پر اعتقاد رکھا جائے اور یہ بھی یقین رکھا جائے کہ اسکی

مراد حق ہے اگرچہ ہم اسکو قیامت سے پہلے نہ جان پائیں گے اور بعد قیامت ان شاء اللہ سب پر منکشف ہو جائیگی (نور الانوار، ص ۹۳)

حضور ﷺ کی تسکین خاطر:

۲...... نبی پاک ﷺ کو یہود کی کفر و طغیانی پر غمگین ہونے سے منع فرمادیا گیا جو آپ کی نبوت کا انکار کرتے تھے اور آپ ﷺ پر ایمان نہ لاتے، ان لوگوں کو انکے کفر کی وجہ سے ضرر پہنچے گا۔ (الخازن، ج ۲، ص ٦٤)

حضرات انبیاء کرام کو شہید کرنا:

۳...... حضرات انبیاء کرام میں سے ایک گروہ کو جھٹلایا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی پاک ﷺ کو اور ایک گروہ کو قتل کیا یعنی حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اور یہ کام انہوں نے عہد کو توڑنے، اللہ پر جرأت مندی دکھانے اور اسکے حکم کی خلاف ورزی کرنے کے لئے کی۔ (الخازن، ج ۲، ص ٦٥)

عقیدۂ تثلیث:

۴...... قرآن مجید اور معتبر تفاسیر کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بعض عیسائیوں کا یہ کہنا ہے کہ مسیح بعینہ اللہ ہی ہیں، اسلئے کہ اللہ عزوجل کبھی کسی زمانے میں کسی شخص پر تجلی فرماتا ہے اور اسوقت اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تجلی ڈالی ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے جو افعال ظاہر ہوتے ہیں وہ اللہ کے سوا کسی اور کی قدرت ہو ہی نہیں سکتی، بعض عیسائی تین خدا مانتے ہیں اللہ، مریم اور مسیح اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انه ولد الله من مریم (معاذ اللہ)۔ (المدارك، ج ۱ ص ٤٦٤)

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی فرماتے ہیں عقیدۂ تثلیث سے انکی مراد باپ، بیٹا اور روح القدس یہ تینوں ایک ہی خدا ہیں (روح القدس سے انکی مراد حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ہیں)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا نہ ہونے پر قرآنی دلائل:

۵...... اس بارے میں چند دلائل یہ ہیں: (۱)...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کیسے ہو سکتے ہیں (معاذ اللہ) جبکہ اللہ عزوجل تو انہیں اپنا رسول فرما رہا ہے اور رسول اللہ کا بندہ ہوتا ہے۔ (۲)...... جو اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اسے کوئی پیدا نہیں کر سکتا۔ (۳)...... آیت مبارکہ میں یہ بھی کہا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں صدیقہ یعنی اپنے رب کے کلمات اور کتابوں کی تصدیق کرنیوالی ہیں اور یہ بھی کہ ماں بیٹا دونوں کھاتے ہیں اور جو کھائے پیئے وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے؟ (۴)...... اگر عیسائی معجزات دیکھ کر انہیں خدا مانتے ہوں تو معجزات ان سے پہلے گزرے ہوئے انبیائے کرام نے بھی دکھائے، اسی طرح اگر بغیر باپ کے پیدا ہونا عیسائیوں کے نزدیک خدا ہونے کو لازم کرتا ہے تو حضرت آدم علیہ السلام ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے تھے۔

اغراض:

بالافراد والجمع: نافع، ابن عامر، ابوبکر اور یعقوب نے جمع کا صیغہ رسالاته پڑھا ہے جب کہ باقی قراء نے واحد کا صیغہ رسالته پڑھا ہے۔ تهتم به: اس لئے کہ اہل کتاب عنایت (توجہ و اہتمام) کے مستحق نہیں۔ و کان علیه السلام یحرس: حضرت بی بی عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ حفاظت کی غرض سے جاگا کرتے تھے، جب آپ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو فرمایا کاش

کوئی صالح صحابی میری حفاظت کرتا، اسی اثناء میں ہم نے اسلحہ کی آواز سنی فرمایا کون ہے؟ جواب آیا سعد بن ابی وقاص ﷜ ہوں، میں آپ ﷺ کی حفاظت کی غرض سے حاضر ہوا ہوں تو نبی پاک ﷺ سو گئے۔ الخ۔ یــــدل: یعنی بدل بعض ہے مبتداء سے جو کہ مذکورہ تینوں (ھا دو والنـصـاری والصابئین) فرقے ہیں۔ معتد به: یعنی کسی چیز کو اس کے فساد اور بطلان کی وجہ سے معتد به کہا جائے، جیسا کہ کوئی کہے کہ یہ وہ چیز نہیں جس کا تو ارادہ کرتا ہے یعنی اس چیز کی تحقیر اور کم شان ہونے کی وجہ سے یہ بات کہے۔ فـریـقـا کـذبـوا: بغیر قتل کے، جیسا کہ حضرت عیسی ﷣ اور سید عالم ﷺ، اور شارح نے کہا کہ حضرت زکریا ﷣، اس کی مثال اللہ ﷻ فرمان ﴿وفریقاً تقتلون﴾ میں ہے۔

ای تـقـع: (تـکـون) مرفوع اور منصوب دونوں قراتوں میں ہے، (حمزہ، ابو عمر، کسائی نے مرفوع پڑھا ہے اس لئے کہ ان مثقلہ سے مخففہ ہے، مظہری) اور باقی قرائے نے منصوب پڑھا ہے (اس کہ ان مصدر یہ ہے اور کان تامہ ہے، مظہری) اور تکون کا فاعل فتنة ہے۔
والاخـران عیسی وامه: یہاں نصاری کا عقیدہ تثلیث بیان ہوا ہے کہ الٰہ ایک جوہر واحد ہے جو کہ تین اقانیم میں منقسم ہے جس کا بیان ہم نے متعدد بار کر دیا ہے۔ وهـم فرقة من النصاری: مراد فرقہ نسطوریہ اور مرقوسیہ ہے۔ بان تضعوا عیسی: جیسا کہ یہود نے کیا کہ حضرت عیسی ﷣ کو معاذ اللہ ولد الزنا قرار دیا۔ او ترفعوه الخ: جیسا کہ نصاری نے کیا کہ حضرت عیسی ﷣ کو خدا بنا دیا۔
(الحمل، ج۲، ص ۲۵۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۵

﴿لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسانِ داود﴾ بِاَنْ دَعَا عَلَیْهِمْ فَمسخُوا قِرَدَةً وَهُمْ اَصْحَابُ اَیْلَةَ ﴿وعیسی ابن مریم﴾ بِاَنْ دَعَا عَلَیْهِمْ فَمسخُوا خَنَازِیْرَ وَهُمْ اَصْحَابُ الْمَائِدَةِ ﴿ذلک﴾ اَللَّعْنُ ﴿بما عـصـوا وکانوا یعتدون(۷۸) کـانـوا لایتنـاهـون﴾ اَیْ لَایَنْهٰی بَعْضُهُمْ بَعْضًا ﴿عن﴾ مُعَاوَدَةِ ﴿منکر فعلوه لبئس ما کانوا یفعلون(۷۹)﴾ فِعْلُهُمْ هٰذَا ﴿تری﴾ یَامُحَمَّدُ ﴿کثیرا منهم یتولون الذین کفروا﴾ مِنْ اَهْلِ مَکَّةَ بُغْضًا لَکَ ﴿لبئس ما قدمت لهم انفسهم﴾ مِنَ الْعَمَلِ لِمَعَادِهِمُ الْمُوْجِبِ لَهُمْ ﴿ان سخط الله علیهم وفی العذاب هم خلدون(۸۰) ولو کانوا یؤمنون بالله والنبی﴾ مُحَمَّدٍ ﴿وما انزل الیه ما اتخذوهم﴾ اَیِ الْکُفَّارَ ﴿اولیاء ولکن کثیرا منهم فسقون(۸۱)﴾ خَارِجُوْنَ عَنِ الْاِیْمَانِ ﴿لتجدن﴾ یَامُحَمَّدُ ﴿اشد الناس عداوة للذین امنوا الیهود والذین اشرکوا﴾ مِنْ اَهْلِ مَکَّةَ لِتَضَاعُفِ کُفْرِهِمْ وَجَهْلِهِمْ وَانْهِمَاکِهِمْ فِیْ اِتِّبَاعِ الْهَوٰی ﴿ولتجدن اقربهم مودة للذین امنوا الذین قالوا انا نصاری ذلک﴾ اَیْ قُرْبُ مَوَدَّتِهِمْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿بان﴾ بِسَبَبِ اَنَّ ﴿منهم قسیسین﴾ عُلَمَاءَ ﴿ورهبانا﴾ عُبَّادًا ﴿وانهم لا یستکبرون(۸۲)﴾ عن عِبَادَةِ الْحَقِّ کَمَا یَسْتَکْبِرُ الْیَهُوْدُ اَهْلُ مَکَّةَ.

﴿ترجمہ﴾

لعنت کیے گئے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد کی زبان پر (یعنی حضرت داؤد علیہ السلام نے ان کے حق میں دعائے ضرر فرمائی جس سے انکی صورتیں بندر کی طرح مسخ ہوگئیں مراد اصحاب ایلہ ہیں) اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر......! (کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے دعائے ضرر فرمائی تو انکی صورتیں خنزیر کی طرح مسخ ہوگئیں مراد اصحاب مائدہ ہیں) یہ (لعنت) بدلہ انکی نافرمانی اور سرکشی کا آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے (یعنی کوئی دوسرے کو منع نہ کرتا) بری بات سے جو وہ کرتے ضرور بہت برا کام تھا جو وہ کرتے تھے (یعنی ان کے یہ کام برے تھے) تم (اے محمد ﷺ) دیکھو گے ان میں بہتوں کو (اہل مکہ کو کہ وہ آپکے بغض میں) کافروں سے دوستی کرتے ہیں کیا ہی برا (عمل) اپنے لیے خود آگے بھیجا (اپنی دشمنی کی وجہ سے) کہ اللہ کا ان پر غضب ہوا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہینگے اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور نبی (یعنی محمد ﷺ) پر اور اس پر جو انکی طرف اترا تو (کافروں) سے دوستی نہ کرتے مگر ان میں تو بہتیرے فاسق ہیں (ایمان سے خارج ہیں) ضرور تم (اے محمد ﷺ) مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے (اہل مکہ مراد ہیں کیونکہ کفر، جہالت اور نفسانی خواہشات میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں) اور ضرور تم مسلمانوں کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب انکو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں یہ (مومنوں سے انکی قربی محبت) اس وجہ (یعنی سبب) سے ہے کہ ان میں قسیسین (یعنی عالم) اور درویش (عبادت گزار) ہیں اور یہ غرور نہیں کرتے (حق ﷻ کی بندگی سے، جیسا کہ یہود اور اہل مکہ تکبر کرتے ہیں)۔

﴿ترکیب﴾

﴿لعن الذين كفروا من بني اسرائيل على لسانِ داود وعيسى ابن مريم﴾

لعن: فعل مجہول، الذين: موصول، كفروا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، من بني اسرائيل: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر صلہ، اپنے موصول سے ملکر نائب الفاعل، على: جار، لسان: مضاف، داود: معطوف علیہ، وعيسى ابن مريم: معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، لعن، فعل اپنے متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلك بما عصوا و كانوا يعتدون﴾

ذلک: مبتدا، ب: جار، ما: مصدریہ، عصوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و كانوا يعتدون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر ما مصدریہ سے ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿كانوا لا يتناهون عن منكر فعلوه﴾

كانوا: فعل ناقص واسم، لايتناهون: فعل نفی بافاعل، عن: جار، منكر: موصوف، فعلوه: فعل بافاعل ومفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لبئس ما كانوا يفعلون﴾

لام: تاکیدیہ، بئس: فعل ذم، ماکانوا یفعلون: موصول صلہ ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر نقسم قسم محذوف کیلئے جواب قسم: ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿تری کثیرا منهم یتولون الذین کفروا﴾

تری: فعل بافاعل، کثیرا: موصوف، منهم: ظرف مستقر صفت اول، یتولون: فعل بافاعل، الذین کفروا: موصول صلہ ملکر، مفعول ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿لبئس ما قدمت لهم انفسهم ان سخط الله علیهم﴾

لام: تاکیدیہ، بئس: فعل ماضی، ما: موصولہ، قدمت لهم انفسهم: فعل وظرف لغو وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر نقسم قسم محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ ہوکر خبر مقدم، ان سخط الله علیهم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مبتداء موخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وفی العذاب هم خلدون﴾

و: عاطفہ، فی العذاب ظرف لغو مقدم، خلدون: اسم فاعل بافاعل، یہ سب ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، هم مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو کانوا یؤمنون بالله والنبی وما انزل الیه ما اتخذوهم اولیاء﴾

و: مستانفہ لو: شرطیہ، کانوا: فعل ناقص واسم، یومنون: فعل بافاعل، ب: جار، الله: اسم جلالت معطوف علیہ، النبی: معطوف اول، وما انزل الله: موصول صلہ ملکر معطوف ثانی، ملکر جملہ مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، ماتخذوهم: فعل نفی بافاعل ومفعول اول، اولیاء: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ہوکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولکن کثیرا منهم فسقون﴾

و: عاطفہ، لکن حرف مشبہ، کثیرا: موصوف، منهم: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم، فسقون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لتجدن اشد الناس عداوة للذین امنوا الیهود والذین اشرکوا﴾

لام: تاکیدیہ، تجدن: فعل بافاعل، اشد: اسم تفضیل مضاف، الناس: مضاف الیہ فاعل، للذین امنوا: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر ممیز، عداوة: تمیز، ملکر مفعول اول، الیهود: معطوف علیہ، والذین اشرکوا: موصول صلہ ملکر معطوف، ملکر مفعول ثانی، یہ سب ملکر جملہ فعلیہ ہوکر نقسم قسم محذوف کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿ولتجدن اقربهم مودة للذین امنوا الذین قالوا انا نصاری﴾

و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، تجدن: فعل بافاعل، اقرب: اسم تفضیل مضاف، هم: ضمیر مضاف الیہ فاعل، للذین امنوا: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہوکر ممیز، مودة: تمیز، ملکر مفعول اول، الذین: موصول، قالوا: قول، انا نصری: جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر صلہ، ملکر مفعول ثانی،

یہ سب ملکر جملہ ہوکر مقسم قسم محذوف کیلئے جواب قسم ،ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ذلک بان منهم قسيسين ورهبانا﴾

ذلک: مبتدا،ب: جار ،ان :حرف مشبہ ،منهم :ظرف مستقر خبر مقدم ،قسیسین: معطوف علیہ،ورهبانا: معطوف ملکر اسم موخر، ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ ،وانهم لایستکبرون :جملہ اسمیہ معطوف،ملکر مجرور،ملکر ظرف مستقر ہوکر خبر،ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿شان نزول﴾

☆......ولتجدن اقربهم مودة للذين امنوا الذين قالوا انا نصارى......☆میں ان کی مدح ہے جو زمانہ اقدس تک حضرت عیسی علیہ السلام کے دین پر رہے اور سید عالم ﷺ کی بعثت معلوم ہونے پر حضور ﷺ پر ایمان لے آئے شان نزول ابتدائے اسلام جب کفار قریش نے مسلمانوں کو بہت ایذائیں دیں تو اصحاب کرام میں سے گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حضور کے حکم سے حبشہ کی طرف ہجرت کی یہ حضرات نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں بحری سفر کر کے حبشہ پہنچے اس ہجرت کو ہجرت اولی کہتے ہیں اس کے بعد جعفر بن ابی طالب گئے پھر اور مسلمان روانہ ہوتے رہے یہاں تک کہ بچوں اور عورتوں کے علاوہ مہاجرین کی تعداد بیاسی مردوں تک پہنچ گئی جب قریش کو اس ہجرت کا علم ہوا تو انہوں نے ایک جماعت تحفہ تحائف لیکر نجاشی بادشاہ تک بھیجی ان لوگوں نے دربار شاہی میں باریابی حاصل کرتے بادشاہ سے کہا کہ ہمارے ملک میں ایک شخص نے نبوت کا دعوی کیا ہے اور لوگوں کو نادان بنا ڈالا ہے ان کی جماعت جو آپ کے ملک میں آئی ہے وہ یہاں فساد انگیزی کرے گی اور آپ کی رعایا کو باغی بنائے گی ہم آپ کو خبر دینے کے لئے آئے ہیں اور ہماری قوم درخواست کرتی ہے کہ آپ انہیں ہمارے حوالہ کیجئے ،نجاشی بادشاہ نے کہا کہ ہم ان لوگوں سے گفتگو کرلیں یہ کہہ کر مسلمانوں کو طلب کرلیا اوران سے دریافت کیا کہ تم حضرت عیسی علیہ السلام اوران کی والدہ کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتے ہو حضرت جعفر بن ابی طالب نے فرمایا کہ حضرت عیسی علیہ السلام اللہ کے بندے اس کے رسول اور کلمۃ اللہ وروح اللہ ہیں اور حضرت مریم کنواری پاک ہیں یہ سن کر نجاشی نے زمین سے ایک لکڑی کا ٹکڑا اٹھا کر کہا خدا کی قسم تمہارے آقا ﷺ نے حضرت عیسی علیہ السلام کے کلام میں اتنا بھی نہیں بڑھایا جتنی یہ لکڑی یعنی حضور ﷺ کا کلام فرمان عیسی علیہ السلام کے بالکل مطابق ہے یہ دیکھ کر مشرکین مکہ کے چہرے اتر گئے پھر نجاشی نے قرآن شریف سننے کی خواہش کی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم تلاوت کی اس وقت دربار میں نصرانی عالم درویش موجود تھے قرآن سن کر بے اختیار رونے لگے اور نجاشی نے مسلمانوں سے کہا کہ تمہارے لیے میری قوم میں کوئی خطرہ نہیں مشرکین مکہ ناکام پھرے اور مسلمان نجاشی کے پاس بہت عزت وآرام سے رہے اور نجاشی کو ایمان کی دولت بھی نصیب ہوئی اس واقعہ سے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

بنی اسرائیل پر لعنت :

۱......اس آیت مبارکہ میں بنی اسرائیل سے مراد یہودی ہیں اور لسان داؤد سے مراد زبور ہے ایلہ بستی کے رہنے والے جب

ہفتے کے دن کے بارے میں حد سے تجاوز کیا تو حضرت داوٗد علیہ السلام نے ان پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ اے اللہ تو انہیں اپنی رحمت سے دور فرمادے اور انہیں لوگوں کے لئے عبرت کا نشان بنا تو وہ بندروں کی صورت میں مسخ کر دیئے گئے اور لسان عیسیٰ علیہ السلام سے مراد انجیل ہے اور مراد اس سے اصحاب مائدہ ہیں کہ جب وہ ایمان نہ لائے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ اے اللہ تو انہیں اپنی رحمت سے دور فرمادے اور انہیں لوگوں کے لئے عبرت کا نشان بنا تو وہ خنزیر کی صورت میں مسخ کر دیئے گئے اور انکی تعداد پانچ ہزار تھی۔

(المظھری، ج۲ ص ۳۸۰)

اغراض:

وھو اصحاب ایلہ :جو ہفتے کے دن میں حد سے بڑھے اور اس دن میں مچھلی کا شکار کیا، جن کا قصہ ان شاء اللہ سورۃ الاعراف میں عنقریب آئے گا۔ **فمسخوا قردۃ**:یعنی خنزیر کی صورت میں مسخ کر دیئے گئے۔

فمسخوا خنازیر :مشہور قول یہ ہے کہ سارے ہی بندر اور خنزیر کی صورت میں مسخ کر دیئے گئے، ایک قول یہ بھی ہے کہ اصحاب السبت بندر اور اصحاب المائدہ خنزیر کی صورت میں مسخ کر دیئے گئے۔

وھم اصحاب المائدۃ :عنقریب آئے گا کہ ان کی تعداد تین سو تیس تھی۔ **وجھلھم**:یعنی اپنے جہل میں بڑھے۔ **ای قرب مودتھم**:اس جملے میں اشارہ ہے کہ اس جملے کا مرجع اسم اشارہ ذلک ہے۔

وانھما کھم فی اتباع الھوی:تضاعف پر عطف ہے، علت کا عطف معلول پر ہے، اور الھوی اسے کہتے ہیں جس کی طرف نفس مائل ہو۔ **لتضاعف کفرھم** :اشد قول کے لئے علت ہے۔ **بسبب**:اشارہ ہے کہ باء سببیہ ہے۔ (الصاوی، ج۲، ص ۱۳۵ وغیرہ)

الحمد للہ آج ۱۸ ربیع الغوث بروز بدھ ۱۴۳۰ھ، بمطابق ۱۵ اپریل ۲۰۰۹ء پہلی جلد کا کام مکمل ہوا اللہ عزوجل اپنے حبیب کے صدقے و طفیل یہ خدمت قبول فرمائے اور دارین کی فلاح و کامیابی سے مالا مال فرمائے خصوصی طور پر ہم اس خدمت کا ثواب حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتے اور آپ ﷺ کے وسیلے سے تمام انبیائے کرام، تابعین، ائمہ اربعہ، مجتہدین، حضور شیخ عبد القادر جیلانی، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، شیخ طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین اور تمام ہی مسلمانوں کو اس کا ثواب پہنچے آمین۔

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالی علی محمد

کتب تفسیر:

(۱) الخازن (علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی علیہ الرحمۃ) متوفی ۷۲۵ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

(۲) المظہری (قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۲۵ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

(۳) ابن کثیر (عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر) متوفی ۷۷۴ھ، مطبوعہ: دار الحدیث القاہرہ۔

(۴) الدر المنثور (علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ) متوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

(۵) جلالین کلاں (علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی، امام جلال الدین محلی)، متوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ۔

(۶) المدارک (علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۱۰ھ، دار ابن دمشق۔

(۷) روح المعانی (علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۷۰ھ، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔

(۸) البیضاوی (قاضی ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر محمد الشیرازی علیہ الرحمۃ) متوفی ۷۹۱ھ، مطبوعہ: دار الرشید دمشق بیروت۔

(۹) البیضاوی حاشیہ شیخ زادہ (قاضی ناصر الدین......) ایضاً، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ۔

(۱۰) تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، متوفی ۶۸ھ، قدیمی کتب خانہ۔

(۱۱) حاشیۃ الجمل علی الجلالین (علامہ شیخ سلیمان الجمل علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۰۴ھ، قدیمی کتب خانہ۔

(۱۲) الصاوی علی الجلالین (علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۲۲۳ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی۔

(۱۳) الرازی (امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین الرازی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۰۶ھ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت۔

(۱۴) خزائن العرفان (سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۳۶۷ھ، پاک کمپنی۔

(۱۵) کنز الایمان (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ، پاک کمپنی۔

(۱۶) تبیان القرآن (علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہ) مطبوعہ: فرید بک اسٹال۔

(۱۷) ضیاء القرآن (پیر کرم شاہ صاحب الاظہری)، مکتبہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔

(۱۸) اعراب القرآن و بیانہ (محی الدین الدرویش) متوفی ۱۹۸۲ء، مطبوعہ: کمال الملک۔

(۱۹) جامع البیان، (امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری) متوفی ۳۱۱ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی۔

(۲۰) الجامع الاحکام القرآن معروف تفسیر قرطبی (ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی) متوفی ۶۷۱ھ، دار الکتب العربی۔

(۲۱) روح البیان (امام اسماعیل حقی بروسوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۱۳۷ھ، دار احیاء التراث العربی۔

(۲۲) تفسیر نعیمی (مفتی احمد یار خان نعیمی)، متوفی ۱۳۹۱ھ، مکتبہ اسلامیہ لاہور۔

(۲۳) الکشاف (محمود بن عمر زمخشری)، متوفی ۵۳۸ھ، دار احیاء التراث العربی۔

(۲۴) حاشیۃ الشہاب عنایۃ القاضی (علامہ احمد شہاب الدین خفاجی مصری حنفی) متوفی ۱۰۶۹ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

(۲۵) تفسیر ابن ابی حاتم، مکتبہ نزار المصطفی الباز۔

(۲۶) التفسیر المنیر، (ڈاکٹر وھبہ زحیلی)، ۱۴۱۲ھ، دار الفکر بیروت۔
(۲۷) معارف القرآن (مفتی محمد شفیع دیوبندی) متوفی ۱۳۹۶ھ، ادارہ معارف القرآن۔
(۲۸) النکت والعیون، (علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی)، متوفی ۴۵۰ھ، دار الکتب العلمیۃ۔

کتب حدیث و شروح:

(۱) صحیح البخاری (امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۵۶ھ، دار السلام للنشر والتوزیع ریاض۔
(۲) الادب المفرد (امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری) مطبوعہ: لال پور۔
(۳) صحیح مسلم (امام حافظ ابوالحسن مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۶۱ھ، دار الفکر للطباع والنشر والتوزیع۔
(۴) سنن ابی داؤد (حافظ ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۵ھ، مطبوعہ: دار الفکر للطباع والنشر والتوزیع۔
(۵) سنن نسائی (امام ابوعبداللہ احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ) متوفی سن ۳۰۳ھ، دار الفکر للطباع والنشر والتوزیع۔
(۶) سنن ابن ماجہ (ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی علیہ الرحمۃ) متوفی سن ۲۷۳ھ، مطبوعہ: معرف للنشر والتوزیع ریاض۔
(۷) جامع الترمذی (ابوعیسی محمد بن عیسی بن سورۃ بن موسی بن ضحاک سلمی ترمذی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۹ھ، مطبوعہ: دار الفکر للطباعۃ۔
(۸) مسند امام احمد بن حنبل (امام احمد ابوعبداللہ شیبانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۴۱ھ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت۔
(۹) مشکوۃ المصابیح (امام محی السنہ علیہ الرحمۃ) متوفی ۵۱۶ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان۔
(۱۰) مستدرک للحاکم (امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حکم علیہ الرحمۃ)، متوفی ۴۰۵ھ مطبوعہ: مکتبہ نزار المصطفی الباز۔
(۱۱) شعب الایمان (امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی علیہ الرحمۃ) متوفی ۴۵۸ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ۔
(۱۲) الترغیب والترھیب (امام عبدالعظیم بن عبدالقوی علیہ الرحمۃ) متوفی ۶۵۶ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ۔
(۱۳) فتح الباری (امام احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۸۵۲ھ، قدیمی کتب خانہ۔
(۱۴) عمدۃ القاری (علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ) متوفی ۸۵۵ھ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت۔
(۱۵) شرح صحیح مسلم (علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہ) فرید بک اسٹال۔
(۱۶) ریاض الصالحین (ابی زکریا یحیی بن شرف نووی علیہ الرحمۃ) متوفی ۶۷۶ھ، مطبوعہ: دار الارقم۔
(۱۷) الموطا امام مالک (امام مالک بن انس علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۷۹ھ، مطبوعہ: دار العصریہ بیروت۔
(۱۸) المعجم الاوسط (امام سلیمان بن احمد طبرانی)، متوفی ۳۶۰ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۱۹) فیض القدیر (علامہ عبدالرؤف المناوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۰۲۱ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۰) کنز العمال (علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری)، متوفی ۹۷۵ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۱) المسند الفردوس (امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار دیلمی)، متوفی ۵۰۹ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۲) المجمع الزوائد (حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی)، متوفی ۸۰۷ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
(۲۳) تحفۃ الطالب بہ معرفۃ احادیث مختصر ابن الحاجب، دار ابن حزم بیروت ۱۴۱۶ھ۔

(٢٤) البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ، (امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٩١١ھ، دارالکتب العلمیۃ۔
(٢٥) نووی علی مسلم (علامہ یحیی بن شرف نووی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٦٧٦ھ، داراحیاء التراث العربی۔
(٢٦) سنن دارمی (امام حافظ عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٢٥٥ھ، قدیمی کتب خانہ۔
(٢٧) مصنف ابن ابی شیبہ (امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ علیہ الرحمۃ)، متوفی ٢٣٥ھ، ادارۃ القرآن کراچی۔
(٢٨) المعجم الکبیر، (امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٣٦٠ھ، داراحیاء التراث العربی۔
(٢٩) مصنف عبدالرزاق، (امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٢١١ھ، توزیع المکتب الاسلامی۔
(٣٠) حلیۃ الاولیاء، (امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٤٣٠ھ، ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان۔
(٣١) مسند ابی یعلی، (امام احمد بن علی المثنی التمیمی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٣٠٧ھ، دارالفکر بیروت۔
(٣٢) صحیح ابن حبان، (امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٣٥٤ھ، موسسۃ الرسالۃ۔
(٣٣) کشف الاستار عن زوائد البزار، (حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٨٠٧ھ، موسسۃ الرسالۃ بیروت۔
(٣٤) المفہم شرح مسلم، (حافظ علامہ ابوالعباس احمد بن عمر ابراہیم القرطبی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٦٥٦ھ، دارابن کثیر بیروت۔
(٣٥) عارضۃ الاحوذی (علامہ ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی مالکی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٥٤٣ھ، دارالکتب العلمیۃ۔

کتب لغت:

(١) المفردات (علامہ راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٥٠٢ھ، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ۔
(٢) التعریفات (علامہ علی بن محمد بن علی جرجانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٨١٦ھ، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ۔
(٣) تاج العروس (علامہ سید محمد مرتضی حسینی زبیدی)، متوفی ١٢٠٥ھ، مکتبہ مصر، دارالفکر بیروت۔
(٤) لسان العرب (علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی)، متوفی ٧١١ھ، داراحیاء التراث العربی۔
(٥) النہایۃ، (علامہ محمد بن اثیر الجزری)، متوفی ٦٠٦ھ، دارالکتب العلمیۃ۔

کتب فقہ واصول فقہ وفتاواجات:

(١) الہدایۃ مع بدایۃ المبتدی (امام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٥٩٣ھ، مکتبۃ البشری۔
(٢) القدوری مع توضیح الضروری (ابوالحسن احمد بن جعفر بن حمدان البغدادی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٥ رجب المرجب ٤٢٨ھ، میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی۔
(٣) نورالایضاح مع بذریعۃ النجاح (حسن بن عمار بن علی بن یوسف علیہ الرحمۃ)، متوفی ١١ رمضان ١٠٦٩ھ، مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی۔
(٤) کنزالدقائق مع کشاف الحقائق (ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد علیہ الرحمۃ) متوفی ٧١٠ھ، مطبوعہ: مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی
(٥) فتح القدیر شرح ھدایہ مع کفایہ (شیخ امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد علیہ الرحمۃ)، متوفی ٦٨١ھ، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ۔
(٦) نورالانوار مع قمرالاقمار (حافظ شیخ احمد بن ابوسعید المعروف بہ ملاجیون علیہ الرحمۃ)، متوفی ١١٣٠ھ، مکتبۃ العثمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ۔
(٧) الفتاوی الرضویۃ (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ١٣٤٠ھ، رضاء فاؤنڈیشن لاھور۔
(٨) الھندیۃ (ملا نظام الدین علیہ الرحمۃ) متوفی ١١٦١ھ، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

(٩) ردالمحتار علی درمختار (علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ)، متوفی ١٢٥٢ھ، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

(١٠) السراجیۃ (شیخ سراج الدین محمد بن عبدالرشید السجاوندی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٦٠٠ھ، ضیاء القرآن۔

(١١) الجوھرۃ النیرۃ (علامہ ابوبکر علی بن حداد علیہ الرحمۃ)، متوفی ٨٠٠ھ، مکتبہ حقانیہ ملتان۔

(١٢) البدائع الصنائع (ابوبکر بن مسعود کاسانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٥٨٧ھ، مرکز اھل سنت برکات رضا۔

(١٣) بحرالرائق شرح کنزالدقائق (علامہ ابن نجیم علیہ الرحمۃ) متوفی ٩٧٠ھ، مطبوعہ: داراحیاء التراث العربی۔

(١٤) غنیۃ المستملی (علامہ ابراہیم بن محمد حلبی)، متوفی ٩٥٦ھ، سہیل اکیڈمی لاھور۔

(١٥) المنار (علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی)، متوفی ٧١٠ھ، دارالمعرفۃ بیروت۔

(١٦) الحاوی للفتاوی، (للامام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٩١١ھ، مطبوعہ لائل پور پاکستان۔

(١٧) الرسائل الفقہیہ لمولف الاشباہ مع الاشباہ، مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ۔

(١٨) فقہ الاسلامی والادلۃ، (ڈاکٹر وہبہ زحیلی)، دارالفکر بیروت۔

(١٩) بہار شریعت، (مولانا امجد علی اعظمی) متوفی ١٣٦٧ھ، مکتبۃ المدینہ۔

(٢٠) کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، (عبدالرحمٰن الجزیری)، مرکز اھل السنۃ برکات رضا۔

کتب متفرقہ:

(١) احیاء علوم الدین (ابوحامد محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٥٠٥ھ، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔

(٢) شرح العقائد مع میزان العقائد (علامہ سعدالدین تفتازانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٧٩١ھ، قدیمی کتب خانہ۔

(٣) الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (الامام الحافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٨٥٢ھ، دارالکتب العلمیۃ۔

(٤) سبل الھدی والرشاد (الامام محمد بن یوسف الصالحی الشامی)، متوفی ٩٤٢ھ، دارالکتب العلمیۃ۔

(٥) تاریخ الخلفاء مترجم (علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ) متوفی ٩١١ھ، قدیمی کتب خانہ، دارالارقم۔

(٦) حجۃ اللہ البالغۃ (شاہ ولی اللہ محدث دھلوی علیہ الرحمۃ)، قدیمی کتب خانہ۔

(٧) فضیلۃ الشکر (ابوبکر محمد بن جعفر بن محمد خرائطی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٣٢٧ھ، دارالفکر دمشق۔

(٨) تاریخ دمشق لابن عساکر (امام ابن عساکر)، متوفی ٥٧١ھ، داراحیاء التراث/دارالفکر بیروت۔

(٩) حیات اعلیٰ حضرت (مولانا ظفرالدین قادری علیہ الرحمۃ)، متوفی ١٣٨٢ھ، مکتبہ رضویہ کراچی۔

(١٠) منہاج العابدین (ابوحامد محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٥٠٥ھ، دارالکتب العلمیۃ۔

(١١) کتاب الاسماء والصفات (امام ابوالحسن محمد بن احمد بیہقی علیہ الرحمۃ) متوفی ٤٥٨ھ، داراحیاء التراث العربی۔

(١٢) کتاب العظمۃ (امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف ابی الشیخ)، متوفی ٣٩٦ھ، دارالکتب العلمیۃ۔

(١٣) الیواقیت الجواہر (علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ٩٧٣ھ، داراحیاء التراث العربی۔

(١٤) ذم الھوی (امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن الجوزی)، متوفی ٥٩٧ھ، دارالکتب العلمیۃ۔

(١٥) العقد الفرید (ابوعمر احمد بن محمد بن عبدربہ الاندلیسی)، متوفی ٣٢٧ھ، داراحیاء التراث العربی۔

(۱۶) البحر المحیط ()متوفی، دارالفکر بیروت۔
(۱۷) روض الریاحین (علامہ عبداللہ بن اسد یافعی)، متوفی ۷۶۸ھ، دارالکتب العلمیہ۔
(۱۸) الکبائر (امام ذہبی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۴۸ھ، دارالکتب العلمیہ۔
(۱۹،۲۰) البدایۃ والنہایۃ، قصص الانبیاء (حافظ ابن کثیر)، متوفی ۷۷۴ھ، دارالمعرفۃ بیروت، دارالکتب العلمیہ۔
(۲۱) شرح فتوح الغیب (العارف الربانی شیخ عبدالقادر جیلانی تقی الدین احمد بن تیمیہ)، موسسۃ الاشرف لاھور۔
(۲۲) تنبیہ الغافلین (الامام الشیخ نصر بن محمد بن ابراہیم السمر قندی) متوفی ۳۷۳ھ، مرکز اھل سنت برکات رضا۔
(۲۳) الرسالۃ القشیریۃ (الامام ابی القاسم عبدالکریم ھوازن القشیری النیسابوری)، متوفی ۴۶۵ھ، المکتبۃ التوفیقیہ۔
(۲۴) الفقہ الاکبر (امام ابی حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۵۰ھ، دارالکتب العلمیہ۔
(۲۵) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ (عزالدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۳۰ھ، دارالقلم حلب سوریا۔
(۲۶) نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض (شھاب الدین احمد بن محمد بن عمر الخفاجی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۰۶۹ھ، مرکز اہلسنت برکات رضا۔
(۲۷) الخیالی علی شرح العقائد النسفیہ (علامہ شمس الدین احمد بن موسیٰ خیالی)، متوفی ۸۷۰ھ، مکتبہ رشیدیہ۔
(۲۸) المعتقد والمنتقد (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی)، متوفی ۱۳۴۰ھ۔
(۲۹) تہذیب التہذیب (ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۵۲ھ، دارالفکر بیروت۔
(۳۰) مقالات کاظمی (علامہ سعید احمد کاظمی علیہ الرحمۃ)، برکاتی پبلی کیشنز۔
(۳۱) سیرت رسول عربی (نور محمد توکلی علیہ الرحمۃ)، فرید بک اسٹال۔
(۳۲) حفظ الایمان (مولانا اشرفعلی تھانوی)، مکتبہ تھانوی دفتر البقاء، مسافرخانہ بندر روڈ۔
(۳۳) تقویۃ الایمان (شاہ اسماعیل دھلوی)، مطبع علیمی ۱۳۵۲ھ۔
(۳۴) جاء الحق (مفتی احمد یار خان نعیمی) متوفی ۱۳۹۱ھ، ضیاء القرآن لاھور۔
(۳۵) التہذیب تاریخ ابن عساکر (ابوقاسم علی بن حسین المعروف بابن عساکر)، متوفی ۵۷۱ھ، داراحیاء التراث العربی۔
(۳۶) الفردوس بماثور الخطاب ()، دارالکتب العلمیہ۔
(۳۷) منح الروض الازھر، ()مکتبۃ المدینہ کراچی۔
(۳۸) موسوعۃ للامام ابن ابی دنیا (امام اسماعیل بن محمد بن ھادی)، متوفی ۱۳۳۱ھ، دارالکتب العلمیہ۔
(۳۹) دلائل النبوۃ (حافظ احمد بن الحسین البیہقی)، متوفی ۴۵۸ھ، دارالنفائس/دارالکتب العلمیہ۔
(۴۰) سنن الکبری، (امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی)، متوفی ۳۰۳ھ، دارالکتب العلمیہ۔
(۴۱) الزھد لابن المبارک، (امام عبداللہ بن مبارک مروزی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۸۱ھ، دارالکتب العلمیہ۔
(۴۲) الزھد للامام احمد، (امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۴۱ھ، دارالغد جدید۔
(۴۳) صفۃ الصفوۃ، (امام ابوالفرج ابن جوزی)، متوفی ۵۹۷ھ، دارالکتب العلمیہ۔

(۴۴) الکفایۃ علم الروایۃ، () دارالکتب العلمیۃ۔
(۴۵) ایھا الولد (امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمۃ) متوفی ۵۰۵ھ، مکتبۃ المدینۃ۔
(۴۶) الطبقات الکبریٰ لابن سعد، (محمد بن سعد بن منیع ہاشمی)، متوفی ۲۳۰ھ، دارالکتب العلمیۃ بیروت۔
(۴۷) سیرۃ النبویۃ، (حافظ ابو بغداد اسماعیل بن کثیر) متوفی ۷۷۴ھ، دارالقلم العربی حرب سوریا۔
(۴۸) وفاء الوفاء، (علامہ نورالدین علی بن احمد سمہودی)، متوفی ۹۱۱ھ، دارالفنائس ریاض۔
(۴۹) جذب القلوب، (شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ)، نوری بک ڈپو لاھور۔
(۵۰) کتاب التوابین، ()، دارالکتب العلمیۃ۔
(۵۱) شفاء السقام، ()، نوریہ رضویہ فیصل آباد۔
(۵۲) التیسیر شرح جامع صغیر بحوالہ تورپشتی، ()، مکتبۃ الامام الشافعی الریاض السعودیۃ۔
(۵۳) شرح الصدور، (حافظ جلال الدین سیوطی شافعی) متوفی ۹۱۱ھ، مرکز اھل سنت برکات رضا۔
(۵۴) آب حیات، ()، ادارۂ تالیفات اشرفیہ ملتان، ۱۴۱۳ھ۔
(۵۵) التمہید، (امام یوسف بن عبداللہ محمد بن عبدالبر) متوفی ۴۶۳ھ، دارالکتب العلمیۃ۔
(۵۶) المدخل، (محمد بن محمد المشھور ابن الحاج) متوفی ۷۳۷ھ، دارالفکر بیروت۔
(۵۷) حجۃ اللہ علی العالمین، (علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۳۵۰ھ، مرکز اہل سنت برکات رضا ہند۔
(۵۸) سیر اعلام النبلاء، (امام ذہبی) متوفی ۷۴۸ھ، دارالفکر بیروت۔
(۵۹) الکلمۃ العلیاء لاعلاء علم المصطفیٰ، ()، متوفی، مکتبہ فریدیہ، ڈرگ کالونی کراچی۔
(۶۰) المواھب اللدنیہ، (حافظ شہاب الدین عسقلانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۹۲۳ھ، المکتب الاسلامی، بیروت۔
(۶۱) اتحاف سادات المتقین، ()، متوفی، دارالفکر بیروت۔